محاربات تھیسلی

یعنے

کارزار روم و یونان سنہ ۱۸۹۷ء

تین حصون مین

جس مین ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کے مشہور مدبر و نویسندہ سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی کتاب محاربات تھیسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ حسب موقع بیشمار فٹ نوٹ اور حواشی اور متعدد دلچسپ اور کارآمد ضمیمے اور سرحدی محاربات تیراہ وغیرہ و محاربہ سوڈان کے حالات اِزاد کردیے گئے ہین - اور تمام نامور بادشاہون اور چند یونانی افسرون کی نہایت درست تصویرین اور میدان کارزار اور مختلف لڑائیون کے نقشے درج کردیے گئے ہین

مترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد جھاڑ ضلع گوجرانوالہ ایڈیٹر وطن

حصہ اول

مطبع حمیدیہ گکھڑ مین باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ طبع ہوئی

فہرست مضامین حصہ اول (۱)

مضمون	صفحہ
فصل اول - دیباچہ و جنگ کی اصل قدر و منزلت -	۱
فصل دوم { اسبابیہ و موجبات جنگ - آسٹریا کی پوزیشن و روسی نظام - سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی روانگی بجانب یونان - - -	۱۸
فصل سوم یونان کی حالت جنگ سے پہلے -	۱۰۰
فصل چہارم - یونان کا نظام فوجی -	۱۰۴
فصل پنجم - یونانی بیڑہ جہازات - -	۱۲۱
فصل ششم - ٹرکی کا نظام فوجی -	۱۲۳
فصل ہفتم - ٹرکی بیڑہ جہازات -	۱۴۶
فصل ہشتم - میدان کارزار - -	۱۵۱
فصل نہم - بالمقابل افواج کی صف آرائین - - - - -	۱۵۸
فصل دہم - آغاز حملہ - سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کے چشم دید حالات - -	۱۶۵
فصل یازدہم { تھیسلی میں داخلہ - بے شک یقینی فتح پر ایک سرسری نظر - قبضہ لاریسا - - - -	۱۷۴
ضمیمہ { جنگ کے پہلے عشرہ ۲۲ - اپریل تک	۱۹۰

فہرست تصاویر و نقشہ جات محاربات تھیسلی ہر دو حصہ

(۱) غازی عثمان پاشا شیر پلیونا اعلیٰ مشیر دربار ہمایون

(۲) مشیر ادہم پاشا فاتح تھیسلی -

(۳) سر ایشمیلڈ بارٹلٹ ممبر پارلیمنٹ مصنف کتاب محاربات تھیسلی -

(۴) ایلس فرزند سر ایشمیلڈ بارٹلٹ - ایلیا مترجم -

(۵) پروفیسر ویمبری ماہر علوم والسنہ مشرقی سیاح ایشیا

(۶) شہزادہ قسطنطین ولیعہد یونان -

(۷) شاہزادہ نکلس دوم فرزند شاہ یونان -

(۸) ڈیلیانیس وزیر اعظم یونان -

(۹) کرنیل واسوس -

(۱۰) کرنیل سمولنسکی یونانی جرنیل -

(۱۱) کرنیل مانوس یونانی جرنیل

(۱۲) عمر رشدی پاشا افسر اعلیٰ ارکان حرب -

(۱۳) میرلوا سیف اللہ پاشا افسر ارکان حرب -

(۱۴) انور پاشا افسر ارکان حرب -

(۱۵) فریق خیری پاشا

(۱۶) فریق نشأت پاشا -

(۱۷) میرلوا حقی پاشا -

(۱۸) میرلوا احمد فتح پاشا -

(۱۹) میرلوا حیدر پاشا

(۲۰) میرلوا - اخجی پاشا

(۲۱) میر لوا حافظ عبد الاول پاشا شہید محرم (۲۲) شہید محرم میر لوا حیلمی پاشا

عرضِ حال

اب تک محاربہ روم و یونان پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں - اور گو اُن میں سے بعض میں وکیل اور چند دیگر اخبارات سے با حسن طریق مضامین جمع اور اخذ کئے گئے ہیں - تاہم میری رائے میں اونمیں سے ایک بھی ایسی نہیں - جو بلحاظ ترتیب مضامین اور نیز جامع و کامل واقفیت اور آگاہی بخشنے کے لحاظ سے کسی یوروپین مصنف کی تحریر کردہ کتاب کا کچھ بھی مقابلہ کر سکے - اس لئے میں نے اس نقص کو رفع کرنے کیلئے دو مستند اور قابل ترین یوروپین مصنفوں کی کتابوں کو منتخب کر کے اون کا پورا ترجمہ اس کتاب میں دیدیا ہے - اور اپنی ذاتی واقفیت و معلومات سے کام لیکر جا بجا فٹ نوٹ اور حواشی ایزاد کر دئے ہیں - اور چند دلچسپ ضمیمے بھی ناظرین کو شروع سے آخر تک جملہ حالات سے واقف کرنے کو لئے آخری حصہ میں آخر شامل کر دئے ہیں - جیسا کہ مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ تحریر کرتے ہیں - یہ محاربہ جنگی لحاظ سے چنداں وسیع نہ تھا - ترکوں کے مخالفوں کو گو ہم میں ٹرکی کی طاقت خواہ کیسی ہی ہیچ کیوں نہ تھی - مگر تھوڑی سی بھی عقل و معلومات رکھنے والے سے بھی یہ پوشیدہ نہ تھا کہ یونانی ترکوں کے مقابلہ پر چند ہفتے بھی نہیں ٹھیر سکیں گے - اس محاربہ میں ٹرکی کو جو سب سے بڑی کامیابی ہوئی وہ پولیٹیکل اور یہ تھی کہ اس عام مذہبی تعصب اور مسیحی اتحاد کے زمانہ میں جلالتمآب امیر المومنین نے اپنے تدبر اور دیانت خداداد سے ایک عیسائی ریاست کو ایسا یکہ و تنہا کر دیا کہ کسی دوسری عیسائی طاقت نے اوس کی مدد کیلئے قدم آگے نہ بڑھایا - اور گو چند ایک اپنی نخوت سے پاک فرزند کی دستگیری کیلئے بہت کچھ تلملاتی رہیں مگر اونہیں عملی طور پر آگے بڑھکر میدان میں نکلنے کی جرأت نہ پڑی - اس حسن سیاست پر خلیفۃ المسلمین اور اونکے مشیران باتدبیر جسقدر فخر و مباہات کریں اونہیں زیبا ہے - شروع شروع میں ایک لحاظ سے اس جنگ کا برپا ہونا سلطان المعظم کو سخت ناگوار تھا - کیونکہ جیسا کہ میں **بست سالہ عہد حکومت** کے متعدد ضمیموں اور **تاریخ خاندان عثمانیہ** میں بتا چکا ہوں - وہ اپنی طاقت کو آپ خاص وقت تک ریزرو رکھنا چاہتے تھے - اور چاہتے ہیں - جسکی خواہش و مدعا میں اس محاربہ سے سخت خلل واقع ہونیکا ایک طرح سے قطعی احتمال بلکہ یقین تھا - مگر جب جلالتمآب کو اپنے حسن لیاقت سے یہ اطمینان حاصل ہو گیا - کہ یہ محاربہ مقامی حدود سے آگے تجاوز نہیں کریگا - اور دوسری کوئی سلطنت اس سرحدی ریاست کی جو شمالی میں جو صدیوں تک سلطنت عثمانیہ کا محکوم صوبہ رہچکی تھی - کسیطرح کی مداخلت نہ کریگی - اور جنگ کا شعلہ عالمگیر نہ ہونے پائیگا - تو عساکر قاہرہ کو پیشقدمی کا حکم دیدیا گیا - اور وہ چند ہفتوں میں اس تھسلی سیر اور دمشق دنواح سے فاتح و منصور فارغ ہو گئے - اس عظیم پولیٹیکل کامیابی کے علاوہ اس محاربہ سے اور بھی کئی جلیل القدر فائدے مترتب ہوئے - دنیا کو ترکوں کی طاقت و جرأت جسے وہ فراموش کر چکی تھی - پھر پورا پورا علم ہو گیا - مخالف و موافق سب کو اونکی خوش اطواری - عدل اور قابل تعریف اوصاف کا اعتراف کرنا پڑا - بڑی بڑی سلطنتوں کو ٹرکی کے اتحاد و رفاقت کی تمنا و خواہش پیدا ہو گئی - اور کل دنیا کے مسلمانوں کو خلافت عثمانیہ کیطرف پھر از سر نو پوری پوری توجہ ہی نہیں ہو گئی - بلکہ اونکے خلوص عقیدت اور روحانی تعلق میں بھی جو پہلے بھی کچھ کم نہ تھا - بدرجہا زیادہ اضافہ ہو گیا -

تفصیلی کے پھوٹ دینے اور کریٹ کو جو مبداء و منبع فساد تھا۔ انگلستان۔ روس۔ اٹلی و فرانس کے تقاضا و اصرار پر عملاً آزادی ملجانے سے اگرچہ اس محاربہ کی فتوحات کی علم خوشی میں بہت کمی ہوگئی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو جلالتمآب کی بے نظیر تدبیر پر کامل بھروسہ ہے۔ اور جو یہ جانتے ہیں۔ کہ امیر المومنین سلطنت و خلافت کی جہاز کو گذشتہ بائیس تیئیس برسوں میں کیسے کیسے خطرناک طوفانوں سے تجربت اور نمونا بکامیابی صحیح و سالم بچا سکتے رہے ہیں۔ اونکو کامل یقین ہے۔ کہ شوکتمآب کی یہ تدبیر بھی سلطنت علیہ و خلافت عثمانیہ کے حق میں بالآخر نہایت مفید ثابت ہوگی اس مسئلہ کے متعلق میں اپنی رائے چند مضامین میں جو اس کتاب کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کئے گئے ہیں۔ مفصل ظاہر کر چکا ہوں۔ یہاں اوس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور چونکہ یونان اور کریٹ کے سابقہ حالات بالتفصیل تاریخ خاندانِ عثمانیہ میں تحریر کر چکا ہوں۔ ان کو اس کتاب میں دوبارا بیان کرنا فضول طوالت کا باعث تھا۔ شائقین کتاب مذکورہ سے اونہیں مطالعہ کرسکتے ہیں۔

سر ایشمیڈ بارٹلٹ اور نیز میں نے اس کتاب میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفانہ پالیسی پر جسے انگلستان اور ٹرکی کا کوئی سچا خیر خواہ کبھی پسند نہیں کرسکتا۔ اکثر جگہ نہایت سختی سے نکتہ چینی کی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ جیسا کہ میں اسی کتاب کے کسی نوٹ میں لکھ چکا ہوں تاج برطانیہ اور خلافت عظمے عثمانیہ کے بہی خواہ اور مخلص ہوا خواہوں کی برسوں کی تمناؤں کے پورا ہونے کے زبردست آثار پیدا ہوگئے ہیں اور سر غلپ کری کے جانشین سر لوکانر نے خود سبقت کرکے جلالتمآب کی خدمت میں دونوں سلطنتوں کے اتحاد کی ضرورت اور فوائد جمہ کو بالوضاحت عرض کیا۔ اور شوکتمآب نے جو پہلے ہی سے گورنمنٹ انگلشیہ کی غلط پالیسیوں سے سخت متعجب ہو رہے تھے۔ ان معروضات کو بنظر استحسان دیکھا۔ سوڈان کے معاملہ سے سابقہ شکر رنجی اور کدورت باہمی میں اور بیشی ہوجانے کا سخت احتمال تھا۔ مگر اس واقعہ نے جو سوڈانی مشکلات سے کئی مہینے بعد ابھی حال میں گذرا ہے۔ نہ فقط اوس احتمال کو ہی زائل کردیا ہے بلکہ اس بات کی پختہ امید دلا دی ہے کہ ان دونوں سلطنتوں کے پھر رفیق ہمدم اور یکجان و دو قالب ہوجانے میں صرف چند دنوں کا توقف ہے۔ والله یهدی من یشاء الی سواء السبیل ❊

محاربہ کی تاریخ کو فی الواقع مکمل بنانے کے واسطے جسقدر لوازمات ضروری تھے اونکے بہم پہنچانے میں کوشش اور خرچ کا کوئی دقیقہ حتی الامکان فروگذاشت نہیں کیا گیا تاکہ ناظرین کو لڑائیوں کے تفصیلی حالات پڑھتے وقت موقع کا نقشہ موجود نہ ہونے سے پریشانی نہ ہو میدان کارزار اور مختلف لڑائیوں کے متعدد نقشے شامل کردیے گئے ہیں تاکہ اونکو گویا عینی شاہد سے ترکوں کی شجاعت و جلادت شرافت و دیانت اور لیاقت و قابلیت خداداد کا کافی ثبوت بہم پہنچے۔ غازی عثمان پاشا شیر پلونا اور ضیا پاشا عسکر کے حالات جنگ اگرچہ میدان جنگ سے دور تھے مگر کارزار کا انصرام حقیقت اونہی کے ہاتھ میں تھا۔ اونہی کی مسلسل تیاریوں اور کوششوں کی طفیل سلطنت سنیہ ایسی آسانی سے اسقدر عظیم سب طرح سے آراستہ و مکمل فوج کی تیاری پر قادر ہو سکی تھی فاتح تھسلی اور اونکے تقریباً تمام اعلیٰ ماتحت افسروں کی تصویریں دیدی گئی ہیں جس محنت و کوشش اور اہتمام سے شبیہیں تیار کی گئی ہیں اوسکا اندازہ ناظرین کو اونکو دیکھنے سے ہوجائیگا نہ صرف یہی بلکہ یونان کے چند اعلیٰ فوجی کمانڈروں کی بھی تصویریں ازدیاد کردی گئی ہیں تاکہ اونکی شکلوں سے بھی واقف ہوجائیں۔ آیا اس کا لکھنا مناسب ہے کہ خاتمہ کتاب پر بصرہ و بغداد و دمشق و حجاز کی مجوزہ ریلوے لائن کو مشترکہ اسلامی طریقہ پر بنانے کی تجویز کے متعلق وکیل کے چند ضروری مضامین یکجا جمع کرکے بطور ضمیمہ ازدیاد کردیے گئے ہیں۔ ایسا کرنے کی یہ وجہ ہے کہ ایک تو یہی محاربہ درحقیقت اس تجویز کو پیدا ہونے کا باعث ہوا تھا دوم اکثر مہربان مجھسے اصرار کر رہے تھے کہ اگر یہ مضمون یکجا جمع ہوجائیں تو چھاپ کر شخصی مدد دینے کے علاوہ ان کو عظیم کی نظر میں فیضیاب ہونا ہمیں ان کی تجویز مذکور کی بدولت مقصد اونکی جدوجہد سے اسطرح باسانی آگاہی حاصل ہوسکیگی اور چونکہ میرا خیال ہے کہ اس کتاب کو جو ملکی پبلک پسند نہیں کرنیگی تو بعد چھپنے کے اب یاد تمام اہل ہند کی جنکو ترکی کی حالت کی ترقی کی اسلامی تمنا اور قومی بہتری کا کامل خیال و اشتیاق ہو۔ لہذا اگر اونکو اس تجویز کے ہر پہلو سے مطلع ہونے کا موقعہ دیدیا جاوے۔ تو غالب یقین ہے کہ اونکا حصہ کثیر اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے میں لا کلام بخوشی مستعد و آمادہ ہوجائیگا۔ والله الموفق وعلیه التکلان بندہ محمد انشاء الله ایڈیٹر وکیل امرتسر ۱۸۹۸ء

(۷۸۶)

تاریخ جنگ روم و یونان

دیباچہ

جرمن سٹاف افسر اپنی کتاب کا دیباچہ بالفاظ ذیل تحریر کرتا ہے:-

"یونان اور ٹرکی کی باہمی سخت معرکہ آرائی جو کریٹ کی بغاوت اور وہاں کے جنگ و جدال مابعد کی وجہ سے معرض ظہور میں آئی۔ گو یورپ کی دول عظام کی مداخلت پر اچانک اور بسرعت ختم ہوگئی۔ تاہم قیام امن کے متعلق یوروپین اغراض کی یک جہتی کی بدولت ان دونوں اقوام کے محاربہ نے کل یوروپ کی توجہ کو حیرت انگیز حد تک اپنی طرف منعطف کر لیا تھا۔ اور ایک عام ہمدردی پیدا کر دی تھی۔ کیونکہ یہ ہر ایک کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ مشرق میں جو پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اون میں سے ہر ایک میں مزید معرکہ آرائی کا تخم موجود ہوتا ہے۔ اور اس مزید معرکہ آرائی کی نسبت کوئی شخص دعوے کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کا آخری انجام اور نتیجہ کیا ہوگا۔

جرمنی کو اگرچہ ان متضاد اغراض سے جو جزیرہ نما بلقان میں پائے جاتے ہیں۔ براہ راست کوئی تعلق نہیں۔ مگر پھر بھی وہ ان واقعات کی رفتار کو جو اپریل اور مئی سنہ ۱۸۹۷ء میں تھیسلی اور ایپائرس میں حادث ہوئے دلی اشتیاق سے دیکھتی اور خاص وجوہات کے باعث اون پر نہایت توجہ سے غور کرتی رہی ہے۔ جرمنی کی آنکھیں محض اسی وجہ سے زیادہ خصوصیت کے ساتھ ٹرکی پر نہیں لگی رہیں کہ محاربہ کی رفتار اور اوسکے انجام نے پہلے سے زیادہ پولیٹکل ہمدردی اور دلچسپی پیدا کر دی تھی۔ بلکہ اس لیئے بھی کہ جب سے پرشین افسر ٹرکی فوج کی اتالیقی پر مامور ہوئے۔ اور اونہوں نے اتالیقوں اور منتظموں کی حیثیت میں اپنے اقتدار کا اثر پیدا کیا۔ اب پہلی مرتبہ اس محاربہ میں یہ فوج ایک وسیع پیمانہ پر جنگی کارروائی میں مشغول ہوئی۔ اور جرمن تربیت کے نتائج کو پرکھنے کا موقعہ ملا۔

ٹرکی فوج کی شاندار جنگی فتوحات اور اوس کے اون متواتر و مستعدانہ حملوں اور ضربات کی جن سے غنیم کی فوجی قوت اور طاقت مدافعت بالکل پامال ہوگئی۔ جرمنی میں پوری پوری قدر کیگئی۔ اور اوس نے اس رائے کی تصدیق ہوگئی۔ کہ محاربہ کی کارروائیوں اور انتظام میں جو کمالیت اور قابل تعریف برجستگی پائی گئی۔ وہ زیادہ تر جرمن افسروں کی با احتیاط اور شب و روز کی سرگرمی اور جد و جہد کا نتیجہ ہیں۔ عثمانیہ فوج میں اس امر کا علی التواتر اعتراف کیا جا چکا ہے۔ جرمن افسر خاص امتیاز اور احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اہم کام اونہیں سپرد کئے جاتے ہیں۔ اونکی اقتدار کو دائرے بہت وسیع پائے جاتے ہیں۔ اور زمانہ حالی کے سب حال اصطلاحات کی بنیاد قائم کر نہیں اونکی سرپرستی تسلیم کیجاتی ہے۔ اور ان سب باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ بامعرض کی سواحل پر یعنی قسطنطنیہ اور بدیں لحاظ کل سلطنت عثمانیہ میں جرمنوں کو

کو نہایت ہی متر اور اہم فتوحات اور نصرت حاصل ہو گئی۔

گذشتہ محاربہ میں جو ابھی ختم ہوا ہے۔ اس نصرت کی بابت اور کئی طرح سے کل دنیا کو تصدیق و تحقیق ہو گئی ہے۔ بطور مثال ایک واقعہ کا جیسے ٹائمز کے نامہ نگار نے بیان کیا ہے ذکر کر دینا کافی ہوگا۔ یہ نامہ نگار ترکی فوج کے ساتھ رہا تھا۔ اور یہ واقعہ لاریسا پر ترکی افواج کے قابض ہونیکے وقت گذرا تھا۔ نامہ نگار مذکور (مسٹر بگہم) لکھتا ہے :-

"ایک شام میں ہوا خوری سے شہر کو واپس آتے آتے بہت دیر ہو گئی میرے ساتھ ایک چرکس سوار تھا شہر کے پھاٹک بند ہو چکے تھے جب ہم دروازہ پر پہونچے۔ تو ترکی سنتری نے رات کے سناٹے میں حسب دستور آواز دی "کون جاتا ہے" میری اردلی نے بلا تامل جواب دیا "جرمن پاشا" چونکہ مجھے لفظ مقررہ[1] معلوم نہ تھا۔ میں نے اندر داخل ہونیکے وقت تک جرمن پاشا کے خطاب کو بخاموشی قبول کر لیا۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی میں نے پکار کر کہدیا "میں انگریز ہوں" جب پھاٹک کھلا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ پہرہ کے سپاہی صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور سلامی کیلئے بندوقیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس کا سبب گارڈ کے افسر سے دریافت کیا اوس نے جوابدیا "کیونکہ آپ جرمن افسر ہیں"۔

اس موقعہ پر جرمن اتالیقوں کے کام اور اونکے کام کے حاصل شدہ نتائج کی مختصر کیفیت درج کر دینے کیلئے ہم ناظرین سے کسی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں دیکھتا۔

موجودہ صدی کے ساتویں عشرہ کے انجام کے قریب جب سلطان نے قیصر ولیم اول سے یہ خواہش ظاہر کی کہ چند جرمن افسروں[1] کی خدمات عثمانیہ فوج کی مکمل ترتیب جدید کیلئے ترکی گورنمنٹ کے سپرد کر دیجاویں۔ تو قیصر مرحوم نے اس کام کیلئے کرنیل کالبر۔ میجران ہوب دکامفو[2] اور کپتان رسٹو کو منتخب کیا۔ اس سے ایک سال پیشتر پرشوی محکمہ کمسریٹ کا ایک شیر واں شاگن ترکی فوج کے صیغہ کمسریٹ میں ملازم ہو گیا ہوا تھا۔ سلطان نے ان سب افسروں کو پاشا کے عہدہ[3] پر فائز کر دیا۔ اور انہوں نے تین برس خدمت کرنیکا اقرارنامہ لکھدیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ اس میعاد کے ختم ہونے پر وہ پھر پرشوی فوجمیں واپس چلے جائیں گے۔ سلطان نے ان سب کو شرف حضوری عطا فرما کر ہر ایک افسر کو جدا جدا صیغہ پر مامور فرمایا۔ اور اوسے اوس صیغہ کے متعلق مفصل رپورٹ کرنے کا حکم دیا۔

جنرل کالبر کو جنرل اسٹاف (ارکان حرب) کے نظم و نسق پر رپورٹ کرنیکی ہدایت کیگئی۔ میجر کامفو ہیر کو دیگر فرائض و خدمات مفوضہ کے علاوہ فوج پیدل[1] پر۔ میجر وان ہوب کو کیولری (فوج سواران) پر۔ کپتان رسٹو کو آرٹلری (توپخانہ) پر۔ اور وان شاگن کو کمسریٹ پر رپورٹ کرنے کا

---

[1] انگریزی میں اسے واچ ورڈ کہتے ہیں۔ اردو میں اس کے واسطے پڑول کا لفظ ہے۔ بحالت صلح اور چھاونیوں میں سنتری کو پکارنے پر عموماً جواب میں دوست کہا جاتا ہے۔ مگر میدان جنگ میں ہر شام ایک خاص لفظ مقرر کیا جاتا ہے اور پہرہ کو سنتریوں اور کیمپ کے حدود سے باہر جانیوالوں کو بتا دیا جاتا ہے اور کی خاص احتیاط کیجاتی ہے کہ دشمن کے کسی آدمی کو یہ لفظ معلوم نہ ہو سکے تاکہ اوسکو اوس کی طفیل جاسوسی میں آسانی نہ ہو جائے۔ درست جواب نہ ملنے پر سنتری گرنیوالے کو گرفتار کر لیتا ہے اور اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرے۔ تو اوسے گولی مار دیتا ہے اور دوسروں کو اوس کا تعاقب کرنیکے لئے الارم سے خبردار کر دیتا ہے۔

[2] فوجی افسر یعنی کرنیل اور اس سے اوپر کے درجہ کے افسر پاشا کا خطاب رکھتے ہیں۔ زیادہ توضیح کیلئے دیکھو کتاب اصطلاحات پلیونا ۱۸۷۷ء فوجکا نقشہ جس میں کرنیل سے اوپر کے درجہ کے تمام افسر نیز تمام ایجوٹنٹ (ناظمین) انسپکٹر کمانڈر ماسٹر کمسری انجنیر افسران توپخانہ۔ پے ماسٹر طبیب سگنل افسر۔ فوجی جج اور دیگر تمام افسر داخل ہیں۔

کام خاص طور پر سپرد کیا گیا - ان تمام افسروں کو وسیع اختیارات عطا کئے گئے - اور ہر ایک کے ماتحت ایک ایک ترک افسر بطور نائب مقرر کیا گیا کہ جو اوسے تمام ضروری حالات و معلومات سے مطلع ہونے میں مدد دیا کرے -

ان اتالیقوں نے اپنے اپنے کام کو جوش و خلوص سے شروع کر دیا - ہر ایک کی یہ کوشش و خواہش تھی - کہ وہ اپنے اپنے صیغہ کو متعلق [illegible] واقفیت نامہ حاصل کرے - کہ عملی اصلاحات کو تجویز کرنے سے پیشتر وہ یہ فیصلہ کرنیکے قابل ہو جائے کہ کون کون سے تغیرات ضروری ہیں - جب ان افسروں نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں تو اون پر غور کرنیکے لئے دو کمیشن مقرر کئیگئیں - ایک کا یہ کام تھا کہ وہ تجویز کردہ اصلاحات پر جنگی [illegible] سے رائے قائم کرے - اور دوسری کا یہ تھا کہ مالی لحاظ سے اپنی رائے دے - سلطان عبد الحمید نے کچھ عرصہ بعد ان اصلاحات میں سے اکثر کو جن کی فوجی کمیشن نے جو فوج کی ترتیب جدید کیلئے قائم ہوئی تھی - سفارش کی تھی منظور کر لیا - مجوزہ اصلاحات میں اوس فوجی انتظام کی بنیاد جو اس وقت نافذ العمل ہے - فوج کی آرمی کوروں (فیلق جیش) اور ڈویژنوں میں اور ملک کی بارہ فوجی اضلاع میں تقسیم جدید بھی - فوج کو بالکل وجوہ از سر نو جدید اسلحہ سے مسلح اور ریزرو فوج کا باقاعدہ طور پر قائم کیا جانا - اور اسی طرح کی دیگر اصلاحات شامل تھیں -

۱۸۸۳ء میں پرشوی فوج کے ہیڈ کوارٹری کا افسر بیرن وان ڈر گولز بھی متذکرہ صدر جرمن افسروں سے آملا - یہ افسر عثمانیہ فوجی نظم و نسق کی مکمل تجدید میں راہنما کا کام دینے کیلئے بلایا گیا تھا - اس افسر نے ترکی ہیڈ کوارٹری سٹاف کی اصلاح و درستی میں حیرت انگیز کام دئیے - اور نیز اپنے تعلیمی کام کی بنیاد اور دیرپا سودمندی اور ٹھوس خوبی و قابلیت - اپنے علم و فضل اور لیاقت و معلومات کی وسعت و گوناگونی - اور مزید برآں اپنی دلفریب خوش اخلاقی اور معاشرتی اوصاف کی طفیل بہت جلد شہنشاہ کی نظر میں خاص عزت و وقعت اور قسطنطنیہ کے تمام فوجی دوائر اور حلقوں میں مجانہ ہمدردی حاصل کر لی -

۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بیرن وان ڈر گولز نے اپنی توجہ بالخصوص فوجی مدارس کی درستی و اصلاح پر منعطف رکھی سب سے اول آپنے فرسودہ طریقہ تعلیم اور نصاب کو جو پرانی طرز کے فرانسیسی نمونوں کے مطابق قائم کئے گئے تھے بدلنے کا کام شروع کیا اور اس تغیر کے ساتھ ہی تعلیم کے نئے طریقہ اور نصاب اور بالخصوص عملی مشق و قواعد کیطرف پہلے کبھی بھولے سے بھی توجہ نہیں کی جاتی تھی - بتدریج وانچ کرتا گیا - یہ مشق و قواعد ایسی رکھی گئی - جو ہیڈ کوارٹر سٹاف کے افسروں کیواسطے نہایت مفید ہو سکتی تھی - بالفاظ دیگر ایسے افسروں کو جو قدم قدم پر دینی پڑتی ہیں - اونکی طالب علمی کے زمانہ میں عملی مشق کرانیکا قاعدہ جاری کیا - یعنی اون کاموں کی مشق جو میدان جنگ میں کرنے پڑتے ہیں - آزمایشی سفر زین سواری پر - جسکے ساتھ ہی طلباء کو متعدد سوالی حرب کے متعلق حل کرنیکے لئے دئے جاتے اسیطرح جیسے سفروں اور مسافتوں کے طے کرانے کی مشق وغیرہ - مستعدی و چالاکی کی عادات کو راسخ ہو جانے نے جیسا اچھا پھل دیا ہے وہ حال میں ختم شدہ محاربہ سے بخوبی واضح ہو گیا ہے - سیف اللہ پاشا اور انور پاشا جنکے نام اس محاربہ کے دوران میں بارہا عزت و نیک نامی کی ساتھ لئے گئے ہیں - اس جدید طریقہ تعلیم کے اولین شاگردوں میں سے ہیں - اور انہوں نے طالبعلمی کے زمانہ میں [illegible] قابلیت اور دلی شوق کا ثبوت دیا تھا -

بیرن[1] وان گولز ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بارہ برس فوجی مدارس اونے و اعلےٰ اور ابتدائی مکاتب کا انسپکٹر جنرل رہا۔ اس عرصہ میں فوجی مدارس نے قابل تعریف ترقی کی۔ اور اونکے طلباء کی تعداد چار ہزار سے پندرہ ہزار ہو گئی۔ ۱۸۹۵ء سے انسپکٹر جنرل کا عہدہ بھی وان گولز کو تفویض کر دیا گیا۔ آخر الذکر منصب پر جنرل کا آنار تادم مرگ مامور رہا تھا۔ اس عہدہ کے ساتھ ہی سلطان المعظم نے گولز پاشا کو فوجی اصلاح کیلئے تجاویز مرتب کرنیکا کام سپرد کیا۔ اوس نے اوسی سال فوجی اصلاح کی تجویز تیار کر دی۔ سلطان المعظم نے اوسے پسند فرمایا اور ۱۹۱۳ء کے ختم ہونے سے پہلے اوس کے تمام ضروری حصوں پر عملدرآمد ہو گیا۔ یہ تجویز ترکی جنگی طاقت کے موجودہ نظام کی بنیاد کا کام دیتی ہے اور منجملہ دیگر امور کے ان باتوں پر مشتمل ہے:-

(۱) عام جبریہ فوجی خدمت کا قاعدہ تمام مسلمان آبادی پر نافذ کیا جاوے۔ اور اس غرض کیلئے بھرتی کرنیکے متعلق نیا قانون منظور کیا جاوے۔

(۲) ریزرو اور لینڈوہر[2] (ردیف و مستحفظ) کیلئے نیا ضابطہ قائم کیا جاوے۔ اور اس ضابطہ کے مطابق افواج ردیف و مستحفظ کو از سر نو مرتب کیا جاوے۔

(۳) جدید ضوابط کے رو سے جنگ کیوقت کام دینے کیلئے "لینڈ سٹرم" اور نیز ریزرو اور سوپر نومیری پلٹنیں مرتب کیجائیں۔ اور مزید براں جدید ریزرو فوج اور سوپر نومیریوں کی دوسری قسم یا صنف نئی قائم کیجاوے۔

(۴) جنگی خدمات کیلئے افواج کی نقل و حرکت اور سریع اجتماع کا انتظام۔

(۵) کل سلطنت کی ۴۴ ڈویژنی - ۸۸ برگیڈیں - ۱۰۰ رجمنٹیں اور ۴۰۰ پلٹن اضلاع میں تقسیم جدید یعنے ۴۴ بڑے ضلع جو فوج کی ایک ایک ڈویژن کا صدر مقام ہوں ۸۸ چھوٹے ضلع جو ایک ایک برگیڈ کا صدر مقام ہوں وقس علےٰ ذالک۔ انہی اعداد سے ناظرین کو یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ ترکی فوج میں چار پلٹنوں کی ایک رجمنٹ - دو رجمنٹوں کا ایک برگیڈ اور دو برگیڈوں کا ایک ڈویژن ہوتا ہے۔

[1] بیرن وان گولز نے ترکی خدمت سے کنارہ کش ہو کر ترکی فوج کی متعلق جو رائے ظاہر کی تھی وہ بیست سالہ عہد حکومت کے ایک ضمیمہ میں درج ہے۔

[2] لینڈ وہر، آسٹریا اور جرمنی میں فوج کے اوس حصہ کو کہتے ہیں۔ جو مقررہ میعاد کیلئے نظام اور ردیف میں کام کر چکی ہو۔ اور کبھی کبھی قواعد کیلئے گھروں سے آتی ہو۔ سوا امن کی حالت میں فوجی خدمت اوسکو معاف ہو۔ جنگ کیوقت فوج کی جو آخری قسم آخری وقت طلب کیجاتی ہے۔ اوسے ان ممالک میں لینڈ سٹرم کہتے ہیں۔ جرمن نظم و نسق کے رواج سے پہلے ترکی میں مستحفظ فوج اسکے مشابہ تھی۔ سوپر نومیری اوس افسر سپاہی یا ملازم کو کہتے ہیں۔ جو ضرورت کیوقت کام دینے کیلئے تعداد مقررہ سے زائد رکھے جاتے ہیں۔ فوجی اصطلاح میں اسکے جو معنی ہیں وہ اس تشریح سے سمجھ میں آجائینگے۔ جن ممالک میں جبریہ خدمت کا قاعدہ نافذ ہے۔ وہاں یہ نہیں ہوتا۔ کہ ہر سال جتنے آدمیوں پر خدمت عائد ہو وہ سب ہی فوج میں بھرتی کر لئے جاتے ہیں۔ بلکہ نئے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد مقرر ہوتی ہے۔ چنانچہ زیادہ آبادی رکھنے والے ممالک میں اون نوجوانوں کی تعداد جن پر خدمت عائد ہوتی ہو رنگروٹوں کی مطلوبہ تعداد سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں مطلوبہ تعداد قرعہ اندازی وغیرہ کے ذریعہ منتخب کر کے فوج نظام میں داخل کر لیجاتی ہے۔ اور فاضلہ تعداد کو چند ہفتہ قواعد سکھا کر یا یونہی گھروں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

(۶) نیا قانون محاصل کے جنس میں ادا کیئے جانے کے متعلق نافذ کیا جائے - تاکہ جنگ کیوقت باربرداری کی فراہمی میں سہولت ہو

(۷) ۱۸۸۶ء میں ریزرو، حاضر افواج کیلیئے جدید ضوابط مقرر کیئے جائیں -

عثمانیہ قوم کی جنگی طاقت کو استحکام کے لیئے ان تمام بنیادی انتظامات اور ان میں سے ہر ایک کیبلئے گولٹز پاشا نے تجاویز پیش کیں اور اپنی آنکھوں سے ان پر عملدرآمد ہوتا ہوا دیکھ لیا - ان تھک ہمت و کوشش سے وہ تمام مخالفتوں پر جو ہمیشہ اوسکے راستے میں مشکلات حائل کرتی رہتی تھیں غالب آگیا - ایک سے زیادہ مرتبہ اوسے اپنی کئی تجاویز پر اسطرح سے عملدرآمد کرانا پڑا کہ ملازمت کی پچھلی میعاد کو ختم ہو جانے پر اوس نے تجویز مذکور کے نفاذ کو ملازمت کے معاہدہ کی تجدید کیلیئے مقدم اور لازمی شرط قرار دیا -

اس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ انتظام و ترتیب جدید جس کا اشد ضروری ہونا ترکی افواج کے اوس اجتماع سے جو ۱۸۸۶ء[1] میں یونان کے مقابلہ کیلیئے کیا گیا تھا اچھی طرح ثابت ہو گیا تھا - محض اس افسر کی مسلسل اور انتھک کوششوں اور جد و جہد کی طفیل معرض ظہور میں آیا - اور بہ سر تکمیل پہونچا -

متذکرہ صدر کام کے علاوہ جس کی تعمیل و تکمیل میں اوسے نہایت ہی سخت مشکلات پیش آئیں جنرل وان ڈر گولٹز نے ہیڈ کوارٹری سٹاف کی خدمات لازمہ کی مختلف شاخوں میں افسروں کی عملی تربیت پر بھی توجہ منعطف کی اور خود اس غرض کیلیئے سٹاف کی خدمات کے متعلق لمبے لمبے سفر کیئے مصنوعی لڑائیاں کرائیں کھلے میدانوں میں سواروں کو رسالوں سے نمائشی جنگ و جدال کرائے - اور اسیطرح کی اور دیگر مشقیں کراتا رہتا - اس عملی جد و جہد کے دوش بدوش اوس نے مندرجہ ذیل کتابیں ترکی میں شائع کیں - جنکی بہت اشاعت ہوئی -

(۱) جنگی کارروائیوں کے متعلق افسروں کیلئے راہ نماء (۲) فن صف آرائی کے متعلق مسائل و مثالیں (۳) ہیڈ کوارٹری سٹاف کی خدمات و فرائض (۴) جنگ کیوقت قلعوں کی مدافعت اور اون پر حملہ کرنیکے متعلق راہ نمایات (۵) میدانِ جنگ کی خدمات کے متعلق راہنما - یہ پانچوں کتابیں تین ہزار مطبوعہ صفحے رکھتی ہیں - پہلی کتاب کے چار اور پانچویں کے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں - ان کتابوں کی آمدنی جنگی مدارس کے مطبع کو وقف کردی گئی ہے -

اس پرشوی جرنیل کی مختلف الانواع اور دور رس اثر کرنیوالی مستعدی سے نہایت ہی نیک نتائج مترتب ہوئے ہیں - وہ ایک ہی وقت میں کمانڈر، ماسٹر جنرل، فن صف آرائی کا اعلےٰ تمامیق، سپہ سالار، اعلےٰ انجنیر کو ساتھ ہی متوجع اور مجتہد بھی تھا جنکی ترتیب جدید فوجی تعلیم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶) یہ زائد از ضرورت نوجوان سوپرنومیریری کہلاتے ہیں ترکی میں حالانکہ ابھی مسلمان آبادی کا بھی حصہ کثیر فوجی خدمت سے مستثنےٰ ہے تعداد مطلوبہ یا مقررہ سے تقریباً دگنے آدمیوں پر ہرسال فوجی خدمت عائد ہوتی ہے جنکو بالعموم کچھ تو اعد سکھا کر گھر و نکو واپس کیا جاتا ہے - بسا اوقات تعداد مقررہ میں جنگی ضرورتوں اور مالی گنجائش کے لحاظ سے عمداً کمی بیشی ہوتی رہتی ہے +

---

[1] اوسوقت جس آسانی سے ترکی نے تین لاکھ سے زائد فوج یونانی سرحد پر چپ چاپ بآسانی تمام چند ہفتوں میں جمع کر دی تھی ادس کا مفصل ذکر کتاب بسنت عہد حکومت کے ایک حاشیہ میں درج ہے - [2] صیغہ کوارٹر ماسٹری کا اعلےٰ افسر کوارٹر ماسٹر جنرل کہلاتا ہے جسکے ذمہ فوج کیلئے مکانات، خیمے، وردی - ایندھن - اسباب نوشت و خواند اور بار برداری وغیرہ بہم پہونچانے اور رسد رسانی کی نگرانی کرنیکا کام سپرد ہوتا ہے -

اور شانی اصلاح کے متعلق اس افسر نے بےنظیر قابلیت اور لیاقت سے جو کام کیا تھا اوسکا اثر بصراحت تمام اون فوجی کارروائیوں کی تجویز کے بتدریج عملدرآمد کے وقت ہی جو ترکوں نے ۱۸۹۷ء میں یونان کے برخلاف جبکہ لڑائی اٹل ہو رہی تھی۔ کی تھیں۔ واضح ہو گیا تھا اور سلطان المعظم نے اوس کا نہایت ہی عزت بخش پیرایہ میں اعتراف کیا تھا۔ ترکی فوج سے علیحدہ ہونے سے چند ماہ پیشتر جلالتمآب نے اپریل ۱۸۹۵ء میں گولز پاشا کو فیلڈ مارشل (مشیر) کا ممتاز مرتبہ عطا فرما کر ایک بیش قیمت اعزازی تلوار بھی عطا فرمائی۔ باضابطہ الوداعی سلام کے موقعہ پر خلیفۃ المسلمین نے گولز پاشا کو پرائیویٹ باریابی کا شرف عطا فرما کر اون ممتاز خدمات کا جو اس نے جلالتمآب اور اون کی فوج کی کی تھیں۔ شکریہ ادا کیا۔ اور امید ظاہر کی کہ یہ علیحدگی اور جدائی آخری نہیں ہوگی۔ اور کہ ترکی حکام صیغہ جنگ اوس کو پھر واپس آنے اور اوس کی حوصلہ افزا نیک نظر اور مستعدی سے مزید فائدہ اوٹھانے کی توقع رکھنے میں غلطی پر نہیں ہونگے۔ یہ جرنیل جس کی ایسی شاندار عزت و توقیر کی گئی۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔ اپنے وطن کی فوج میں واپس آ گیا ہوا ہے۔ جس میں وہ ایک ممتاز کمان پر مامور ہے۔ جرمن فوج اس قابل افسر کو پھر اپنی صفوں میں دیکھ کر اور یہ جاننے سے کہ اوس کی قابلیتوں اور اوصاف و لیاقت خداداد سے پھر اوس کا ملک مستفید ہو رہا ہے۔ جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ باقیماندہ جرمن افسروں نے سب ترکی فوج میں بلند مراتب پر فائز ہیں لفٹنٹ کرنیل گرمیکو پاشا فوج توپخانہ کی تربیت کر علاوہ چند قیود کو ساتھ توپخانہ کے اسلحہ و گولہ بارود اور ذخیرہ اوس کے آدمیوں کی نگرانی کو کام پر مامور کیا گیا تھا۔ لاریسا کے برخلاف اور اوسکے مستعدانہ فعل اور اوسکی اوس بہادرانہ کارروائی کے طفیل جس سے وہ شہر مذکور پر قابض ہو گیا سلطان المعظم کی خاص نظر عنایت مبذول ہو گئی ہے۔

جب ۱۸۸۳ء میں یہ جرمن مصلحین ترکی ملازمت میں داخل ہوئے۔ تو اونہوں نے ترکوں کو فوجی مہارت کے لحاظ سے اوسی حالت میں پایا۔ جس حالت میں کہ وہ چھ برس پیشتر محاربہ روس کے وقت تھی۔ ان مسلمان سپاہیوں کیلئے جو فوج کیواسطے نہایت بیش قیمت مصالحہ تھا قابل اور تربیت یافتہ افسر تقریباً مفقود تھے۔ اور وہ سپاہ امن فنون حرب میں باقاعدہ اور عملی طور پر مشاق بنائے جانے کی سخت محتاج تھے انتظامی کل بکمال بدرجہ پست تھے۔ اور اس کل کے خاردار حرخوں کے دندانوں میں کوئی گرفت نہ پائی جاتی تھی۔ توکل قسمت کو روانہ اعتقاد اور ہر وقت عالم تصور میں محو رہنے اور تساہل نے عادات کا جزو کیا۔ انتقام سے اوسی کے حسب حال تمام کاروبار انجام پاتا تھا جرمن افسروں کی روح پھونک دینے والی مستعدی کی بدولت جس نے پندرہ برسوں کے اندر عثمانیہ فوج پر ترتیب تیاری تربیت اجتماع اور انتظام کے متعلق یورپین فوجی دستور العمل کے ضروری لوازمات اور اصولوں کا نقش قائم کر دیا ہے۔ اور اوسے بر اعظم یورپ کی دیگر افواج کی سطح کے بہت کچھ نزدیک پہنچا دیا ہے۔ سابقہ حالت بہت ہی بدل گئی ہے۔

ایسے ملک میں جہاں انفنٹری یا آرٹلری کی ایک کمپنی تک کو چاند ماری کی مشق کرانے کیلئے یا ایک رسالے کو ہنگامی مشق کیواسطے باہر لیجانے کیلئے سلطانی اجازت کا حاصل کرلینا ضروری ہو۔ اور یہ اجازت بہت دقت اور مشکل سے حاصل ہوتی ہو۔ اور جہاں اوزار علامیہ کی سادہ تمرین اور بالکل صاف رپورٹوں کی پڑتال اور تنقیح میں بہت ساوقت خرچ کیا جاتا ہو ایسے ملک میں ہر ایک ترقی سخت مشکل ہے اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اوسکے حصول کیلئے بے انتہا محنت استقلال عقلمندی اور تحمل سے کام لیا گیا ہے۔ اس مشکل کام کو جرمن افسروں کی مخلصانہ

مستقل مزاج و ثابت قدم اور جفاکش تھے جو جہد نے ممکن بنا دیا۔ جن افسروں نے ایک اجنبی گورنمنٹ کو کار آمد خدمت دینی گویا تھی اپنے ملک کے لئے یہ نیکنامی حاصل کی کہ اوس کے فرزندوں کی ہمت و کوشش سے ایک طاقتور اور دوست مقدم کیلئے فوجی طاقت و فوجی استحکام کا نیا دور شروع ہو گیا ہے۔

اس تمہید کے بعد مصنف لکھتا ہے۔ کہ اوس نے یہ صفحات تاریخی کتاب کا کام دینے کی بجائے محاربہ کی رفتار و حالات کا مختصر سا عام خاکہ کھینچ دینے کیلئے تحریر کئے ہیں۔ محاربہ مذکور پر مستند تاریخی کتاب لکھنے کا ابھی وقت نہیں آیا۔ چشم دید شاہدوں کی شہادتیں اور فریقین کے افسروں کے بیانات ایکدوسرے سے بہت مختلف بلکہ متضاد ہیں۔ اور مختلف معرکوں کے حالات و واقعات بھی ابھی تک بالتفصیل معلوم نہیں ہوئے بنابریں تاریخی تحقیق و تدقیق اور باقاعدہ ترتیب کا کام ابھی شروع نہیں کیا جا سکتا۔ بعد ازاں وہ جرمن اور انگریز نامہ نگاروں کے تحریر کردہ حالات اور یادداشتوں سے اس کتاب کو مرتب کرنیکا ذکر کر کے اون نامہ نگاروں کی جفاکشی۔ تندہی سے اپنے فرائض کو سر انجام کرنے اور حتے الامکان انصاف کو مدنظر رکھنے کا اعتراف کرتا ہے۔ اور پھر لکھتا ہے۔ کہ اوس نے ان واقعات کو ایک رشتہ میں پرو دیا ہے۔ تاکہ ناظرین کو محاربہ کا عام نقشہ اور اوس کے نمایاں پہلو معلوم ہو جائیں۔ اگرچہ اکثر واقعات کو مسٹر اشمیڈ نے بالتفصیل اپنی کتاب میں جس کا ترجمہ آگے مندرج ہے بیان کر دیا ہے۔ تاہم ایسا ہی جرمن مصنف کی کتاب کا پورا ترجمہ دیدیا گیا ہے۔ تاکہ ناظرین کو حتے الامکان مکمل آگاہی اور واقفیت ترکی فوجکی کارناموں اور یوروپین پالیسی کے متعلق ملسکے۔ اس تمہید کے ساتھ ہی جس میں مصنف نے جرمنی کی ہمدردی کے چند وجوہات تحریر کئے ہیں ایک اور نامور جرمن مدبر کی رائے اس مسئلہ کے متعلق درج کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔

اس مدبر کا نام ہز اکسیلنسی البرٹ وان شیفل ہے۔ جو ۱۸۷۱ء میں آسٹریا کے صیغہ تجارت کا وزیر تھا۔ اور اوس کے بعد وائنا اور توبنگن کی یونیورسٹیوں میں پولیٹیکل اکونومی (سیاست مدن) کا پروفیسر رہا ہے۔ اسنے لنڈن کے ماہواری رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو بابت ماہ نومبر ۱۸۹۷ء میں جرمنی اور انگلستان کے باہمی تعلقات پر اوس عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا ہے۔ کہ جرمنی انگلستان سے کیوں بیزار اور متنفر ہے۔ اور پھر اس بیزاری اور تنفر کو یونانیوں وغیرہ کے برخلاف جرمنی کی ترکوں سے ہمدردی ہونیکا بہت کچھ باعث قرار دیتا ہے ناظرین کو یہ تو بتانے کی احتیاج نہیں معلوم ہوتی کہ انگلستان اور جرمنی کے تقریباً کل باشندے ایک ہی نسل سے ہیں سیکسن وغیرہ مدبر مذکور لکھتا ہے۔ کہ جرمنی اس بھونی قرابت اور دونو ملکوں کے اغراض کی یکجہتی کو جن کا طبعی تقاضا یہ ہے۔ کہ دونو قومیں آپس میں متحد و متفق رہیں۔ تسلیم اور انکا احترام کرتی ہے۔ مگر انگلستان کی سرد مہری بلکہ اوس کے اس سے بھی بدتر خواہش نے کبھی اتحاد نہ ہونے دیا۔ جو عرصہ سے ہیگالنڈ وغیرہ کو بالائے طاق رکھکر جرمنی کی تخریب کے درپے ہو رہا ہے۔ جرمنی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے انگلستان سے ناراض نہیں ہے۔ کہ دونوں ملکوں کے درباروں کے تعلقات اچھے نہیں۔ انگلستان کے مشہور جنگی اخبارات معاندانہ تحریریں لکھتے رہے ہیں۔ یا انگریز مدبر نامناسب تقریریں کرتے رہے ہیں۔ اور جرمن قیصر کو بھلے برے لفظوں سے یاد کیا جاتا ہے۔ جرمنی اس وجہ سے بھی ناراض نہیں ہے۔ کہ انگریز جرمنی کی تجارتی ترقی پر حسد و رشک کرتے ہیں۔ ابھی کلام نہیں کہ [illegible] کے اوس مضمون نے بہت کچھ ناراضگی پیدا ہوئی تھی۔ جس میں اوسنے محاربہ روم و یونان کے شروع ہو [illegible]

قیصر کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ وہ اپنی نانی کی دانشمندانہ نصیحت کا خیال رکھے[*]؛ لیکن بیگانگی کی اصل وجہ انگلستان کی وہ پالیسی ہے جو اوسنے مقبوضات بعیدہ اور مشرق میں جرمنی کے متعلق اختیار کر رکھی ہے - اور جو عملی طور پر اوسی پالیسی کی مشابہ ہے جو ۱۸۶۴ء سے پہلے پہلے لارڈ پامرسٹن کے زمانہ میں انگلستان کی تھی- اس پالیسی کا ایک بڑا اصول یہ تھا کہ کسیطرح جرمنی کو روس کیساتھ بھڑا دیا جاوے- مگر جرمنی کے بادشاہت کی بجائے شہنشاہت ہوجانیسے انگلستان کیلئے ایسا کرانا ناممکن ہو گیا ہے - اور خواہ ملکہ وکٹوریہ کی لڑکی بہت عرصہ پہلے سے ہی کیوں نہ شہنشاہ بیگم ہوجاتی - یا ۹۹ دن کی بجائے جو مرحوم قیصر فریڈرک کے مختصر عہد حکومت کی میعاد ہے - زیادہ عرصہ ہی کیوں نہ شہنشاہ بیگم رہتی - وہ اس مدعا میں کامیاب نہ ہو سکتا شہنشاہت کو قیام سے بعد فوراً ہی جرمن صنعت و حرفت اور تجارت ترقی ہونی شروع ہو گئی - اور اس فروغ کو قائم رکھنے کیلئے جرمنی نے یوروپ اور مقبوضات بعیدہ میں امن قائم رکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا - جن دونوں باتوں میں انگلستان نے اوسے زک دینے کیلئے کمر ہمت چست باندھ لی - مدبر مذکور کے الفاظ بجنسہ حسب ذیل ہیں :-

"…… انگلستان ہر جگہ ہماری کولونیل (مقبوضات بعیدہ کے متعلق) پالیسی کی مخالفت کر رہا ہے - اور ہر چند برسوں سے ٹرکی میں جو طریقے اوسنے اختیار کر رکھے ہیں - اونکا صرف یہی مطلب ہو سکتا ہے - کہ وہ کل براعظم یوروپ کو نقصان پہنچا کر خود تنہا فائدہ اوٹھانے کیلئے دول یوروپ میں عالمگیر جنگ مشتعل کرنیکی کوشش کر رہا ہے - اور اوسکی یہی چالیں ہماری ناراضگی کا باعث ہیں گذشتہ چند برسوں سے وہ ان چالوں کی ریشہ دوانی میں ایسا منہمک ہو گیا ہے - کہ اونکی بدولت ہماری محبت کو کاسہ کا پینہ جو کبھی کناروں تک بھرپور رہتا بلکہ چھلکا پڑتا تھا - بالکل الگ ہو گیا ہے - اور آب بت کا جو ہمیں انگلستان کے ساتھ تھی اب ایک قطرہ باقی نہیں رہ گیا - نہ آئندہ پیدا جانی ہونے کی وجہ سے اوس میں ٹھیر سکتا ہے یہ امر اوسوقت ظہور میں آیا جب کہ انگلستان نے امریکہ کو ہسپانیہ سے لیکر ایسا جنیوا تک جسے بیسن سچی کے رسولوں کی تاریخ میں مصدامی کذابوں کے وطن کا نام دیا گیا ہے - جابجا ایسی سرنگیں اڑائیں جن کا مدعا کل براعظم پر جنگ کے شعلوں کو مشتعل کر دینے کا تھا - تاکہ وہ اکیلا اس عالمگیر تباہی سے فائدہ اوٹھائے - اوسکی ان کارروائیوں سے کل دنیا کو یہ عام یقین ہو گیا تھا جس یقین کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا - کہ وہ درستی پر مبنی تھا یا کہ غلطی پر کہ انگلستان محاربہ کریمیا جیسا ایک اور محاربہ روس کے برخلاف کرنا چاہتا تھا - مگر جب اس مجوزہ محاربہ کیلئے محاربہ کریمیا کیطرح اس دفعہ وہ فرانس کو اپنا ساتھی اسکا تو اوس نے اتحاد ثلاثہ کی طاقتوں (جرمنی - آسٹریا - اٹلی) کو روس کے ساتھ لڑا دینے کی کوشش شروع کی - تاکہ اسطرح سے وہاں طاقتوں کی قومی خوشحالی اور [illegible] ہی کے ہاتھوں سے برباد کرا دے اور پھر اس دشمنوں دنیا ادوتا یک مطلع سے فائدہ اوٹھا کر خود

---

[*] قیصر ولیم کی والدہ ملکہ معظمہ انگلستان کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں - جنکا خاوند ۱۸۸۸ء میں صرف ۹۹ دن حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا تھا - وہ [illegible] ہیں - اور اکثر اپنی والدہ ماجدہ کے پاس رہتی ہیں - قیصر اور اونکی والدہ کے باہمی تعلقات پولیٹکل آرائے کی مخالفت کی وجہ سے عمدہ نہیں ہیں [illegible] حضرت یوسف نے کریشیوں کو اون کے ادصاف دیکھ کر یہ خطاب دیا تھا [illegible] ناظرین سے پوشیدہ نہیں کہ باہمی گریز [illegible] میں خلل ڈالتے ہیں - جرمن سیاسی نکتہ یہ استعارہ [illegible] [illegible] اشارہ کر رہا ہے - جس کی لطافت انگلستان کی بحری طاقت ہونیکی وجہ سے اور بھی بڑھ گئی ہے -

اپنے جال سمندر میں پھینکدے۔ اور شکار کی بے انتہا مقدار حاصل کرلے۔ انگلستان کا یہ عام رویہ ہو رہا ہے۔ کہ وہ صلیب یعنی مذہب کی آڑ میں اپنے پولیٹکل مطالب نکالا کرتا ہے۔ انگلستان کی چالوں پر یہ شبہ اور بھی کوئی شخص نہیں سمجھا کہ ایسا علامہ زمان مدبر مسلسل ظاہر کرتا رہا تھا۔ اور چونکہ ہر تعلیم یافتہ جرمن کو جب کہ انگلستان صلیب کی آڑ میں پولیٹکل کارروائی کر رہا ہو ہمیشہ مذہبی ریاکاری کی بو آجاتی ہے۔ بشنڈکر صد تیقن باسانی و سرعت تمام دنیا میں پھیل گیا۔ مگر اس مرتبہ انگلستان کی چال غلط گئی۔ اوسنے اپنے حریفوں کی بخت رسی کا درست اندازہ نہ کیا۔ اور وہ یہ نہ سمجھا۔ کہ ۱۸۷۰ء[1] سے بعد ایسی ابلیسانہ چال کا کارگر ہونا ناممکن ہو گیا ہے۔ لیکن جب جرمنی نے دیکھا۔ کہ باوجود انگلستان اپنی ضد سے باز نہیں آیا۔ اور متواتر ناکامیوں سے شکستہ دل نہ ہو کر برابر تین سالوں سے اپنی چال پر قائم ہے۔ تو اوس کی آزردگی اس حد تک پہونچ گئی کہ اوسنے جرمنی کے دل میں اوس شخص کی ہمدردی پیدا کر دی جسے گلیڈسٹون نے جو تمام انگریزی مدبروں کی نسبت جرمنی میں بہت ہی کم ہر دلعزیز تھا۔ ایکدفعہ "یلدز کوشک کا قاتل" کہا تھا۔ اور جب ارمنیوں کو سلطان کی مرضی میں دکھیلنے کی متواتر ناکام کوششوں کے بعد انگلستان آخرکار کریٹیوں اور یونانیوں کا حامی ہوا۔ تو جرمنی ان لوگوں سے بھی متنفر ہو گئی۔ اونکی قومیت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ انگلستان کی حمایت میں چلے گئے تھے۔ اور اوسکے فسادی مشغلوں کے آلہ فروا بن گئے تھے"

ترکوں کے مشہور بہی خواہ اور منصف مزاج جہاندیدہ اور عاقبت اندیش مدبر و ممبر پارلیمنٹ انگلستان **سر ایشمیلڈ بارٹلٹ** جو اپنی کتاب محاربات تھسلی کو جس میں کوائف جنگ کی علاوہ اونکے ذاتی مشاہدات چشم دید واقعات اور معلومات وسیعہ بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔ شجیع۔ بے نظیر منظم و باانتظام۔ صبور اور ثابت قدم و مستقل مزاج عساکر مظفرہ و قاہرہ عثمانیہ کو جس نے اپنی شجاعت و بہادری اور استقلال سے اپنے ملک کی اور اس کے اعداء سے بارہا مدافعت و حفاظت کی ہے۔ ڈیڈیکیٹ کرتے ہیں۔ بالفاظ ذیل کتاب مذکور کا دیباچہ اور جنگ کی اصل قدر و منزلت کی متعلق اپنی رائے ظاہر فرماتے ہیں:۔

دیباچہ تحریر کردہ سر بارٹلٹ

سر موصوف اپنی کتاب کی مقاصد بایں الفاظ بیان کرتے ہیں:۔ اس کتاب کے تحریر کرنے سے میرا زیادہ تر مدعا ان ذاتی تجربوں کی جو ہمارہ تھسلی میں [illegible] بیٹے کو پیش آئے۔ اور پھر بعد ازاں ایتھنز اور قسطنطنیہ جانے کی حالات کی داستان تحریر کرنا ہے۔ تھسلی میں ہم نے ترکی سپاہیوں کو کئی معرکوں میں لڑائی کرتے دیکھا۔ اور ہر وقت سفر و قیام میں فوج کے ساتھ رہے۔ اور ہمیں کامل مشاہدہ اور تجربے سے عثمانیہ افواج کی بہادری اور ثابت قدمی کی ہی نہیں بلکہ اون کی رحمدلی۔ حسن اخلاق۔ عمدہ چلن اور قابل تعریف باانتظامی اور فرمانبرداری کی پوری پوری قدر و منزلت اچھی طرح سے معلوم ہو گئی۔

ہم تھسلی میں درہ ملونا سے ویسٹینو تک گذرے اور سلسلہ کوہ اولمپس اور اوس کی برف پوش چوٹیوں۔ دریا پینیوس کے خوبصورت نظاروں۔ وادی ٹمپے کے بینظیر منظر۔ زرخیز میدانوں کی لہلہاتے کھیتوں۔ اور شاندار کوہی پشتوں کو جو چاروں طرف سے تھسلی کے میدان کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ دیکھکر حیرت زدہ ہوتے رہے۔

---

[1] سنہ ۱۸۷۰ء میں جنگ پرشیا نے فرانس کو شکست دیکر جرمنی کے متفرق اجزا کو ایک رشتہ سے باندھ دیا۔ اور جرمن سلطنت قائم کر لی۔

منیر ابراہیم پاشا۔ اور اون کا کل سٹاف (ارکان حرب) اور کمتر درجہ کے افسر سب ہمارے ساتھ نہایت و احترام اور شفقت و نوازش سے پیش آئے مسافر کے ساتھ ترکی فوج کے ادنے و اعلے کل ایسا مسافر پرورانہ سلوک کرتے ہیں اور ایسی مہربانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔ کہ عثمانیہ فوج کے ساتھ جانے اور اُس میں رہنے سے طبیعت ہر وقت باغ باغ رہتی ہے۔

یونانیوں سے ملنے جلنے کا ہمیں بہت کم اتفاق ہوا۔ تاہم اون کے جنگی جہازوں پر ہمارا غیر اختیاری اور اضطراری طور پر پہونچنا نہایت ہی عجیب واقعہ تھا۔ اس کی بدولت ہمیں کئی خوش اخلاق یونانی افسروں سے شناسائی پیدا کرنے۔ ایتھنز کی شان و شوکت اور عمارات کو دیکھنے اور شاہ یونان کی آراء اور خیالات سننے کا موقعہ ملگیا۔ یونانیوں نے ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہ کیا جس سے ہمیں کسیطرح کی شکایت ہو سکتی۔

ایک لحاظ سے جو معاملہ ہمیں پیش آیا وہ غالباً عجیب و بےمثال تھا۔ واقعی رزم آرائی کے دوران میں اور تین دن کے عرصہ میں ہمیں دونوں جنگ کنندہ فریقوں کے فرمانرواؤں (سلطان المعظم اور شاہ یونان) کی خدمت میں حاضر ہونیکا شرف حاصل ہوا۔ علاوہ بریں دونوں ملکوں کے وزراء اعظم اور سربرآوردہ مدبرین سے بھی ہماری ملاقات اور گفتگو ہوئی۔

تھیسلی۔ ایتھنز اور قسطنطنیہ تینوں جگہ ہم نے اپنی مختصر مگر پاپیادہ اقامت کے دوران میں جو کچھ دیکھا اور سنا۔ اوس سے میرا یقین مصدق و پختہ ہو گیا۔ کہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق انگلستان کی قدیمی پالیسی بالکل درست اور ضروری پالیسی ہے۔ دنیا کے مقتدر ترین اور اعظم آزاد اسلامی طاقت کے ساتھ دوستانہ روش کو چھوڑ کر مخالفت کی پالیسی اختیار کرنے سے انگریزی اغراض اور نیز ادن اقوام کو جنکی تائید و امداد کا انگلستان نے بیڑہ اوٹھایا۔ نقصان کے سوا، اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ ہمارے حق میں یورپ اور ایشیا دونوں جگہ اور سب سے بڑھ کر ہندوستان میں اس مضر جدید پالیسی کا یہی نتیجہ ہوا ہے۔ جو اوپر لکھا گیا ہے سلطنت عثمانیہ کے ساتھ دوستی و رفاقت کا مسلک اختیار رکھنا اس ملک (انگلستان) کیلئے اشد لازمی ہے۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی یہی پالیسی تھی۔ عسکریہ۔ قومی و جنسی اور سیاسی ضرورت دائما اسی مسلک کی مقتضی ہیں۔ اور اگر ہم سخت ترین خطرات اور خلاکتوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو اسی پالیسی کو پھر لازمی طور پر اختیار کرنا پڑیگا۔

میں دستہ انجینیران (استحکام طابوری) کے لفٹنٹ کروک شینک کا جنسے مجھے محاربوں کے نقشوں اور پلینوں کی ترتیب و تیاری میں مدد دی۔ اور مسٹر کلائیو بنگھم کی قابل تعریف کتاب "مع عساکر عثمانیہ کی ہمراہ تھسلی میں" اور نیز اخبار سٹینڈرڈ۔ ڈیلی نیوز اور رائٹر ایجنسی کے نامہ نگاروں کا مشکور ہوں۔ کہ انھوں نے مجھے اپنے خطوط و مراسلات سے کام لینے کی اجازت دی۔

اس کتاب کا بہت سا حصہ دو مہینے ہوئے لکھا جا چکا تھا۔ مگر بوجوہات چند در چند اس کی اشاعت میں توقف ہو گیا۔ جسکا مجھے افسوس ہے۔ اگست ۱۸۹۷ء۔ ایس۔ ایشمیلڈ۔ بارٹلٹ۔

محاربہ تھیسلی کی حقیقی قدر و منزلت

کارزار روم و یونان کوئی بہت بڑا جنگ نہ تھا۔ معرکہ آرائی یکطرفہ رہی۔ اور کسیطرح پر سخت نہ تھی۔ شریک کارزار آدمیوں کی تعداد

چنداں زیادہ نہ تھی۔ اور طرفین کو کثیر نقصانات برداشت نہ کرنے پڑے

جنگ صرف ایک مہینہ تک رہی۔ اور اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانی تھسیلی سے نکال دئے گئے۔ اور تھسیلی کے تمام زرخیز علاقہ پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا۔ اپائرس کے صوبہ کی لڑائی کوئی ایسی اہم اور نتیجہ خیز نہ تھی۔ اس علاقہ میں فریقین اختتام جنگ پر قریباً قریباً انہیں مقامات پر قابض تھے جن پر کہ وہ لڑائی کے آغاز کے وقت تھے۔ بنابریں محاربہ روم و یونان جو ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ بلحاظ اپنے فوری نتائج اور معرکہ آرائی کے کچھ ایسا اہم اور وسیع نہ تھا۔ تاہم تھسیلی کے اس محاربہ کی حقیقی اہمیت اور اوس کے پولیٹیکل نتائج اوس سے بدرجہا زیادہ اہم اور دور تک اثر ڈالنے والے ہیں جیسا کہ اونکی نسبت واقعی معرکہ آرائی سے قیاس کیا جاسکتا ہے +

اتحاد اسلامیہ

یہ محاربہ اوسی دامی مسئلہ مشرقی کے نشو و نمائے عظیم کا ایک جزو ہے جس سے انگلستان کو نہایت گہرا تعلق ہے اہم مسئلہ ہے سلطنت عثمانیہ کی تاریخ اور دول عظام کی اتحادی و اجتماعی تجاویز و کارروائیوں میں محاربہ مذکور ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ جو شاید قطعی فیصلہ کن بھی ثابت ہو جائے۔ اس سے دنیا کے کروڑہا مسلمانوں کے طریق عمل اور خیالات و روش پر بہت گہرا اور نہایت ہی زبردست اثر پڑا ہے۔ اور ان واقعات سے جو حال میں ٹرکی میں ظہور پذیر ہوئے ہیں پیروان اسلام میں پھر اوسی یک جہتی اور اتحاد و ارتباط کا عام خیال پیدا ہو گیا ہے جو عرصہ مدید سے اونمیں ناپید او مفقود چلی آتی ہے ترکی افواج کو تھسیلی میں جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں اونسے اوس خیال و خواہش میں جو اپنی طاقت کو مجتمع او یکجا کرنیکے لئے مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہے نئی جان پڑ گئی اور اوسے بہت تقویت پہونچ گئی ہے۔ انگلستان او سلطنت برطانیہ کیلئے اوس اسلامی بیداری و حیات نو کی مستقبل رفتار جیسی کچھ اہم اور غور طلب ہے۔ اوسکا اندازہ اوس پوزیشن اور منزلت پر جو ہمیں ہندوستان میں اس وقت حاصل ہے۔ نہایت ہی سطحی او سرسری نظر ڈالنے سے باسانی ہو سکتا ہے۔ ہماری اوس مدبرانہ او رحیمانہ حکومت کی حیرت انگیز اور عجیب و غریب عمارت او ڈھانچ میں جو وہاں بیشمار مختلف المذہب و النسل اقوام پر قائم ہے۔ ملکہ معظمہ کی خالص رعیت نہایت ہی کار آمد اور سب سے زیادہ جنگی اوصاف رکھنے والی رعایا میں سے چھ کروڑ سے زیادہ مذہب اسلام کے تابع اور پیرو ہیں۔ یہی نہیں۔ وہ نامور اور مدبر فرمانروا جو ہندوستان کے شمال مغربی پہاڑوں پر قابض ہے وہ پہاڑ جن کے راستہ سے ہی ہندوستان کے تمام فاتحان عظیم اوس کے زرخیز و زر ریز میدانوں میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ مرد اور بھی بڑا پکا اور راسخ القدم صادق مسلمان ہے۔ اور وہ کون ہے؟ عبدالرحمن خان[1] +

---

[1] ضیاء الملت والدین امیر عبدالرحمن خان والی دولت خداداد افغانستان و خراسان کی مستند و سوانح عمریاں ملک میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس لئے اونکے حالات یہاں تحریر کرنیکی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ذکر کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ جیسا کہ پہلے بھی کئی مرتبہ حاسدوں نے مشہور کیا اس ترجمہ کے اثنا میں بھی ماہ فروری ۱۸۹۸ء میں اس اولوالعزم فرمانروا کی وفات کی خبر نہایت زور شور سے مشہور ہو گئی تھی مگر حسب معمول پایہ صداقت کو نہ پہونچی تاہم یہ ایسا راستہ ہے کہ اوس سے کسیکو چارہ نہیں اور امیر عبدالرحمن بھی آخر ایک دن اوس راستہ کو اختیار کرینگے۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ افغانستان کو استحکام اور افغانوں میں ترقی و تہذیب پھیلانے اور انہیں حفاظت ملک و حریت قومی کی پوری پوری قابلیت پیدا کرنے کیلئے کم از کم اور کئی سالوں تک اس بیدار مغز اور بیدار بخت حکمران کا وجود (اطال اللہ عمرہ) نہایت ضروری ہے۔ اور خاص کر اوس نازک وقت میں کہ جبکہ اپنی چالبازیوں اور ریشہ دوانیوں کے باعث ایران او روس کی طرح برگ زور شور سے شروع کر دی ہے تخت افغانستان پر اونکی موجودگی کی نہایت اشد ضرورت ہے۔ اور بقول ایک انگریزی اخبار کے یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ اس او عام آزادی اور اخیر کے دیو جاوی زمانہ میں بھی وہ اون معدودے چند اشخاص میں سے ہیں جنکا ابھی زندہ رہنا دنیا کی بہتری کیلئے نہایت ضروری ہے۔ مترجم و مؤلف +

ترکی اتحاد کی ضرورت وقت

محاربہ تھیسلی اور اوسکے متعلقہ واقعات سے ایک اور قابل غور اور اہم نتیجہ یہ مترتب ہوا ہے کہ ٹرکی سے فوجی اتحاد کرنیکے لئے روس اور جرمنی میں زبردست رقابت پیدا ہوگئی ہے۔ اس محاربہ سے ایک یہ امر بھی واضح ہوگیا ہے کہ قسطنطنیہ میں انگلستان کا اقتدار بہت ہی کم ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہو سکتا کہ بالکل ہی زائل ہوگیا ہے۔ جرمنی نے دوراندیشی سے کام لیکر ترکی سلطنت حفاظت و تائید کا پہلو اختیار کرلیا۔ اور اس طرح اوسے اپنا دوست بنالیا۔ اسکے برعکس ہمارا شعار ترکوں اور ہر ایسی چیز کو جس سے اونکا تعلق ہو اندھا دھند سب و شتم اور طعن و تشنیع کرتے رہنا ہے۔ روس قسطنطنیہ میں جرمنی کے مقتدر ہوجانے کو بنظر رشک دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ روسی مدبر یہ سمجھنے لگ گئے تھے۔ کہ ٹرکی کا میدان خاص اونہی کیلئے وقف اور مخصوص ہوچکا ہے۔ اس شکارگاہ میں کوئی اور قدم رکھنے کا مجاز نہیں۔ بہرحال جرمنی نے ٹرکی سے ایسا تعلق پیدا کرلیا ہے کہ یورپ میں عالمگیر جنگ برپا ہوجانے کی صورت میں وہ شاندار عثمانیہ فوجکی تائید و امداد ملنے پر پورا پورا بھروسہ و اعتماد کرسکتی ہے اور اس اتحاد کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ جنگی طاقت کے لحاظ سے جرمن سلطنتوں (آسٹریا و جرمنی) کو اپنے اہم رقیبوں روس و فرانس کے مقابلہ پر بہت فوقیت اور غلبہ حاصل ہوگیا ہے۔

ہمارے (یعنے انگلستان کے) لئے ترکوں کی جنگی طاقت اور مسلمانوں کی دوستی اور نیک ظنی جیسی کچھ کارآمد فائدہ مند اور اہم ہے۔ اوس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ انہی وجوہات کے باعث اور نیز اوس بے بہا خدمت کی وجہ سے بھی جو سلطنت عثمانیہ قسطنطنیہ اور آبنائے باسفورس و ڈارڈنیلز کے محافظ کی حیثیت سے اس ملک (انگلستان) کی اغراض و مفاد کی کررہی ہے۔ اس کتاب کا نویسندہ ہمیشہ ٹرکی کے حکمران اور ترکی حکومت کے طریق عمل پر نکتہ چینی کرتے وقت اعتدال و صداقت اور پوری پوری سچائی کو مدنظر رکھنے کی ضروریات پر باصرار زور دیتا رہا ہے سلطان المعظم لاکھوں مردان جانباز اور سپاہ جاں نثار کے ہی مالک نہیں ہیں۔ وہ **خلیفۃ المسلمین** بھی ہیں۔ ترکوں اور مذہب اسلام کے ساتھ انصاف کو مدنظر رکھنا اخلاقاً اور انصافاً ہی واجب و درست نہیں۔ انگریزوں کیلئے جو ایک وسیع اسلامی علاقہ پر حکمران ہیں۔ ایسا کرنا عین مصلحت اور اشد ضروری بھی ہے۔

جھوٹی ہمدردی

بدقسمتی سے اس ملک کے اخبارات اور مدبرین کے حصہ کثیر نے جن کی جماعت صرف ریڈیکل (اشد آزاد) فریق تک ہی محدود نہیں رہگئی۔ حزم و احتیاط و مصلحت اور ساتھ ہی صداقت و درستی کے لوازمات اور ملحوظات کو برطاق رکھکر سلطان المعظم اور اونکے وزراء اور اہلکاروں کے برخلاف ایسی سفیہانہ طعن و تشنیع اور بدزبانی اختیار کرلی ہے۔ جس کی پہلے کوئی نظیر موجود نہیں۔ مگر اوس نے جھوٹی ہمدردی۔ اور مظلوم فرقہ تسلی ہوا کو جسے متذکرہ صدر مدبرین اور اخبارات نے اپنا شعار بنا رکھا ہے گو میں ہمیشہ مطعون کرتا رہتا ہوں۔ لیکن اس سے میری مراد وہ واجب و معقول ناپسندیدگی نہیں۔ جو اون افعال قبیحہ پر جن کا ارتکاب ۱۸۹۵ء کی آخری تین مہینوں میں آرمینیا میں ہوا تھا۔ ظاہر کیگئی تھی۔ اس ناکامیاب دسمبر ۱۸۹۶ء کے بعد کے دس مہینوں میں بغاوت ساسون اور اوسکے انطفاء کے متعلق بالکل فرضی اور اخباروں کی من گھڑت کہانیوں کی بنا پر نہایت ہی قبیح اور از حد پاجیانہ بدزبانی اور لعن و طعن سے کام لیا گیا۔ حالانکہ ان کہانیوں کی اصل تو بالکل کچھہ حقیقت و اصلیت ہی نہ تھی۔ یا تھی۔ تو بہت ہی خفیف اور کمزور

مظالم فروشی اور جھوٹی ہمدردی و رقت سے میری مراد یہ دو چیزیں ہیں۔ اول کسی قوم یا دولت پر ایسے مظالم کا الزام لگانا۔ جن کا کوئی وجود نہو۔ اور دوم یہ کہ اس غلط جور و جفا سے اس ملک میں وہ شورش پیدا کی جائے جس سے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے کام لینا۔ نو مہینوں تک سلطان المعظم۔ ترکی گورنمنٹ۔ ترکی فوج اور عثمانلی قوم پر اون موہومہ مظالم کی بدولت جنکی نسبت بیان کیا جاتا تھا۔ کہ اونسے بغاوت سا سون کے انطفا میں کام لیا گیا۔ مگر درحقیقت اونکا مطلقًا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ انگلستان میں نہایت سختی اور درشت کلامی سے حملے کئے گئے۔ اور تب سے پیچھے گو کل معاملہ یہ تھا کہ آرمینیا میں بغاوت ہوگئی اور اوسکے فرو کرنے میں کم ۲۶۵ آدمیوں کی۔ یا نہایت ہی مبالغہ آمیز روایات کے مطابق پانچ چھ سو آدمیوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ اس معاملہ کو بڑھا چڑھا کر مکروہ ترین قسم کے مظالم کے پیرایہ میں ظاہر کیا گیا مشہور کیا گیا کہ تیس ہزار آرمنی ان مظالم کی بھینٹ چڑھے۔ ان مہیب مظالم کا درحقیقت کہیں نام و نشان موجود نہ تھا۔ یہ روایتیں محض من گھڑت اور خیالی تھیں۔ اور اوس دولت عظیمہ کے تنخواہ دار گماشتوں نے اونہیں مشہور کیا تھا۔ جو سلطنت عثمانیہ کی بربادی کے ذرائع سامان کرتی رہتی ہے۔ اور پھر اس بربادی سے انگلستان کی سلطنت کو مہلک ضرب و صدمہ پہونچانیکا عزم رکھتی ہے۔ ایشیاء کوچک میں خوفناک کارروائیاں کیگئیں۔ مگر یہ آرمینیا کے متذکرہ صدر واقعات سے بعد میں کیگئی تھیں۔ اور اونکا باعث زیادہ تر وہ تحریک تھی جو انگلستان میں برپا ہوگئی تھی۔ اس جھوٹی ہمدردی اور رقیق القلبی نے ٹرکی کو تو جو نقصان پہونچایا سو پہنچایا۔ آرمینیوں کو ٹرکی سے زیادہ اور خود انگلستان اور اوس کے اغراض سے بڑھ کر نقصان پہونچایا۔ اور یہی وہ جھوٹی اور نقصان رساں مظالم فروشی ہے جسے مطعون کرنا واجب ہے۔ اون مہیب واقعات پر جو ۱۸۹۶ء کے اخیر میں ایشیاء کوچک میں ظہور پذیر ہوئے میں بھی دل سے متاسف ہوں۔ چنانچہ جب جنوری گذشتہ ۱۸۹۷ء میں مجھ سلطان المعظم کے حضور باریابی اور مکالمہ کا شرف حاصل ہوا تو میں نے بلا تکلف کرکے صاف صاف جلالتماب کی خدمت میں عرض کر دیا۔ کہ ان افعال نامناسب سے انگلستان پر بہت برا اثر پڑا ہے اور مناسب ہے کہ ذات ستودہ صفات شہنشاہی ایسے افعال کو پھر دوبارہ نہ ہونے دینے کیلئے سخت ترین وسائل سے کام لینے سے دریغ نہ فرمائے۔ یہ سنکر جلالتماب نے وہ کل انتظامات و تدابیر مجھے بالتفصیل بتائیں۔ جنہیں اسی غرض کیلئے اونہوں نے اس مکالمہ سے پہلے کا ہی عملدرآمد شروع بھی کر دیا ہوا تھا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ ان تدابیر سے کامل یقین ہے کہ امن و امان اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت کے متعلق نتیجہ مطلوبہ بستر بشیبا ہو جائیگا ؎

مسلمانوں کو اشتعال پیشتر اس کے کہ ایسے الزامات کیلئے کوئی معقول وجہ موجود ہو سلطان المعظم اور اونکے عمال کی نسبت نامناسب اور بیجا بدزبانی شروع کر دئے جانیکا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف سلطنت عثمانیہ کے

تک اس دور تیسیر پارلیمنٹ کی مرادہ بینی ہے۔ اور جبکہ پھر پرانی دشمنی کا جوش کبھی کبھی اس کے حکمرانوں کو سر پر سوار ہو کر ابھی اوسے ٹرکی کے برخلاف ایسی خفیہ چالیں چلا دیتا ہو مگر جیسا کہ میں مفروضہ مظالم آرمینیا اور متعدد دیگر مضامین میں ظاہر کر چکا ہوں [illegible] اس قسم کی جس قدر مفسدانہ تحریکیں سلطنت عثمانیہ میں برپا ہوئی ہیں [illegible]

سرکاری حلقوں اور ملازموں کی جماعتوں میں ہی بلکہ مسلمان آبادی کے طبقہ عامیان میں بھی نہایت سخت ناراضگی کا جوش پھیل گیا۔ اور عثمانلی قوم میں کچھ عرصے سے جو یہ خیال پیدا ہو گیا ہوا تھا۔ کہ عیسائی طاقتوں نے جنکا سرغنہ اور پیر مقدم انگلستان بنا ہوا ہے۔ عثمانیہ حکومت کی بربادی اور مذہب اسلام کی بیخکنی کیلئے خوب گہری اور عالمگیر سازش کر لی ہے۔ اوسے اور تقویت پہونچگئی یہ خیال انقلاب چاہنے والے ارمنی سازشیوں کی متواتر اشتعالدہیوں سے جو اونکے ذریعے سے ترکوں کو سختی کے ساتھ ترکی بترکی جواب دینے پر مجبور کر کے (باعانت دول اجنبیہ) پولیٹکل آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور مستقل ہو گیا۔ اور اس آگ پر جو پہلے ہی بھڑک اوٹھنے پر تیار تھی ہمارے سفیر متعینہ قسطنطنیہ کی نامبارک غلطیوں۔ روس اور فرانس کے ہاتھ میں اوسکی کٹھ پتلی بنجانے اور بالآخر اوسکی ناقابل عمل اور آبادی کے سب سے بڑے عنصر یعنے مسلمانوں کو برافروختہ کرنے والی مجوزہ اصطلاحات سے جو اگست ۱۸۹۵ء میں مشتہر کیگئی تہیں اچھی طرح تیل پڑ گیا۔ ترکوں کی سرشت اور کیرکٹیر اور مذہب اسلام کی نسبت خواہ کچھ ہی رائے کیوں نہ قائم کیجائے ایک باحمیت اور غالب و حکمران قوم و مذہب سے ایسی توقع رکھنا کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے صدیوں کے غلبہ اور فوقیت سے دست بردار ہو جائیگی۔ خود انسانی فطرت اور سرشت کی نقیض ہے۔ ترکوں کی غیظ و غضب کی میگزین میں ارمنیوں کی اوس مجنونانہ اور سخت نقصان رساں حرکت سے جو ۱۸ ستمبر ۱۸۹۵ء کو وہ قسطنطنیہ میں مرتکب ہوئے چنگاری پڑ گئی۔ بتاریخ مذکور دو ہزار مسلح ارمنوں نے باب العالی کیطرف باارادہ بد بڑھنا شروع کیا۔ اور اوس پولیس افسر کو جس نے اونہیں رُک جانے کی آشتی و ملاطفت سے نصیحت کی قتل کر دیا۔ اور اوس کے بیس سے زیادہ ماتحتوں کو بھی گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔ خاص دار الخلافہ میں اپنے خلیفۃ المسلمین اور شہنشاہ کے برخلاف ایسی دلیری اور جسارت کا ارتکاب دیکھکر نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مسلمان باشندوں میں غیظ و غضب کی لہر برقی سرعت کے ساتھ دوڑ گئی۔ اور ۱۸۹۵ء کے باقیماندہ تین مہینوں میں ارمنی آبادی پر جو تباہی و مصیبت وارد ہوئی وہ اسی تمرد و عصیان کی جوابی کارروائی تھی۔

شرقی مسئلہ جہاں تک انگلستان کا تعلق ہے۔ دو بڑے عناصر پر مشتمل ہے۔ انمیں سے ایک ہمدردی انسانی سے تعلق رکھنے والا عنصر ہے۔ علاوہ ان مذہبی و قومی مخالفتوں اور عنادوں کے مشتعل اور بے قابو ہو جانے کے خوفناک خطرہ پر مبنی ہے۔ جو سلطنت عثمانیہ کی مختلف الجنس و المذہب اقوام کے دلوں میں ایکدوسرے کیطرف سے راسخ ہیں۔ یہ خطرہ انگلستان کو گذشتہ مدبروں کی ہر وقت مد نظر رہتا تھا۔ اور اب سے کچھ عرصہ پہلے تک کے مدبرین اور اہل الرائے کو جس عنصر نے بھی اسے کبھی نظر انداز نہ کیا تھا۔ دوسرا عنصر وہ انتہا اہمیت ہے جو یورپ میں طاقتوں کی موازنۂ قوت اور بالخصوص انگلستان کی مشرقی سلطنت اور اوسکی بحری فوقیت قیام کی متعلق قسطنطنیہ اور اوسکی اکناف کو حاصل ہے۔ قسطنطنیہ اور آبناؤں کا روس کے قابو اور اقتدار میں ہونا بحیرہ روم میں انگلستان کے بحری غلبہ کی سریع منسوخیت کے مرادف ہوگا۔ اور بحری اقتدار کو رخصت ہوتے ساتھ ہی مصر اور نہر سویز لازمی طور پر اور باغلب وجوہ مالٹا بھی ہمارے ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ روسی اقتدار کا تو یہ نتیجہ ہوگا۔ اور اگر قسطنطنیہ پر روس کا قبضہ ہو جائے تو اوس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ وہ بینظیر اور شاندار فوجی ہنر اور مسالہ جس سے ترکی فوج تیار کیجاتی ہے روس کے تصرف میں چلا جائیگا۔ اور اُس کی طفیل اوس کے پاس ایسی فوج ہو جاویگی کہ اگر یورپ میں فسادات سے قسطنطنیہ اور مصر ہوں۔ تو اوسکی حملہ آوری پر ہم ہندوستان کو بچا سکنے کی پھر کوئی امید نہیں رکھ سکینگے ؎

گذشتہ تین برسوں سے ریڈیکل فریق نے ان دونوں نہایت اہم عناصر کو بالکل نظرانداز کردیا ہے۔ صرف اسی فریق نے نہیں۔ بلکہ مزید افسوس اور خطرہ اس امر کا ہے۔ کہ یونینسٹ[۱] (متحدہ فریق) کے حصۂ کثیر کا بھی یہی طریق عمل رہا ہے +

میدانِ جنگ کو جانے کی وجوہات

ایسٹر[۲] کے تیوہار کی تقریب پر جب پارلیمنٹ کا اجلاس حسب معمول ملتوی ہوا تو ان تعطیلوں سے مجھے میدان کارزار کو جو ٹرکی اور یونان میں گرم ہو رہا تھا جانے کا موقعہ ملگیا۔ اور میں نے اوس سے باشتیاق تمام فائدہ اوٹھایا۔ میرے جانے کی چار وجوہات تھیں۔ میں عثمانیہ فوج کی اصلی حالت۔ اوسکی جنگی طاقت و انتظام اور اوسکے افسروں کی منصرمانہ قابلیت اور لیاقت کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ اور یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ ترکوں کا طریق عمل دشمن کے ملک میں کیسا رہتا ہے۔ اور وہ اپنے مغلوب عدو سے کیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ میرے دل میں یہ خواہش و تمنا بڑے زور شور سے موجزن تھی۔ کہ جہانتک میرے مقدور میں ہے میں اس لڑائی کو مختصر اور دونوں ملکوں و قوموں میں جن کی ترقی بہتری و منفعت کا ہر ایک پہلو اس بات کا متقضی ہے کہ وہ دشمن نہیں بلکہ آپس میں دوست ہوکر رہیں۔ صلح کرا دینے کی کوشش کروں۔ چوتھی وجہ جو میری نگاہوں میں سب سے زیادہ موثر اور باوقعت تھی یہ زبردست تمنا تھی کہ محاربہ میں جو علم و تجربہ مجھ کو ہوگا اوس کی بنا پر میں شاید سلطنت عثمانیہ سے دوستی و رفاقت کی قدیمی اور لازمی مسلک کی تائید اپنے ملک میں پہلے سے زیادہ عمدگی اور قابلیت سے کرسکوں۔ مخالفانہ دباؤ کی بجائے ٹرکی کو دوستانہ فہمایش کرتے رہنے کی پالیسی کی میں ہمیشہ سے تائید کرتا رہا ہوں — انگلستان کے مدبروں کی قدیم الایام سے یہی[۳] پالیسی چلی آتی ہے۔ پچھلے تین برسوں سے مخالفانہ دباؤ کی جو پالیسی اختیار کیگئی ہے۔ اوس سے ٹرکی میں کسی قسم یا مقصد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ برعکس ازیں اس نے بے انتہا نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے ٹرکی میں بہت سی تباہی اور فلاکت برپا کی۔ انگلستان اور ٹرکی میں مغائرت پیدا کردی اور انگلستان کے اقتدار اور رسوخ کو بہت گھٹا دیا

---

[۱] یہ فریق لبرل اور کنسرویٹو مدبرین کے اتحاد سے جو کئی باتوں میں متفق تھے پیدا ہوا ہے۔ اس کی بنا آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری عطا کرنے کے مسودہ قانون سے جسے مسٹر گلیڈسٹون نے پیش کیا قائم ہوئی۔ کنسرویٹو فریق تو اس تجویز کا لازمی طور پر مخالف تھا۔ کئی لبرل بھی اس مخالفت میں اون سے ہمراہ ہوگئے۔ اور ۱۸۸۶ء سے یہ ایک نیا فرقہ پیدا ہوگیا۔ اس وقت وزارت اسی فریق کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے کئی رکن مسٹر چیمبرلین و مسٹر گوشین وغیرہ لبرل یونینسٹ اور لارڈ سالسبری وغیرہ کنسرویٹو یونینسٹ ہیں +

[۲] عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ اس دن مسیح علیہ السلام قبر سے زندہ ہوکر آسمان پر گئے تھے۔ اس دن کی تعیین قمری حساب سے اس طرح کیجاتی ہے۔ کہ جو قمری مہینہ ۲۱ مارچ کو یا اوس کے بعد شروع ہو۔ اوسکی چودہویں تاریخ سے بعد جو پہلا اتوار آتا ہے وہ ایسٹر کا دن ہوتا ہے۔ عیسائیوں کے ہاں ایسے تمام تیوہاروں کی تعیین جن کے لیے شمسی حساب سے تاریخیں معین نہیں۔ اسی ایسٹر سنڈے کی تاریخ سے کیجاتی ہے +

[۳] مگر گویا یہ پالیسی قدیم الایام سے بلاغرض چلی آتی ہے۔ اور اوس میں کوئی ذاتی منفعت مدنظر نہیں رکھی گئی تھی۔ اس پر بہت سا عہد حکومت اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں جابجا مفصل بحث کیگئی ہے +

(مؤلف)

فصل دوم

محاربہ کی اصل وجہ اور اوس کا سبب

بقول جرمن افسر جنگ روم و یونان کا پیش خیمہ جس نے کئی برسوں کے بعد پھر ایکدفعہ یوروپ کو امن میں خلل ڈالا۔ کریٹ کی بغاوت تھی اس بغاوت سے ٹرکی اور یونان میں وہ آتش عناد پھر بھڑک اوٹھی۔ جو اگرچہ دس برسوں سے زیادہ عرصہ سے بظاہر سرد ہو گئی تھی مگر ۱۸۷۸ء کی معاہدہ صلح کے انعقاد کیوقت سے بیرونی سطح کے نیچے ہی نیچے برابر سلگ رہی تھی۔ اس معاہدہ کی شرائط کے رو سے تھسلی اور اپائرس پر یونان کے دعاوی کو ایک حد تک تسلیم کیا گیا تھا۔ مگر ان صوبوں کی قطعی حوالگی کا کوئی اشارہ نہیں کیا گیا تھا۔

۱۸۸۱ء میں ترکی یونانی مسئلہ پھر تازہ ہوا۔ اور ثالث دول عظام اور باب عالی میں کسیقدر طویل نامہ و پیام کے بعد قسطنطنیہ میں کانفرنسیں منعقد کیگئیں۔ ان کانفرنسوں میں طول طویل مباحثے ہوئے۔ جن میں ٹرکی کی یہ کوشش تھی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو کم سے کم علاقہ دے۔ اور یونان کی یہ تھی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ لے۔ حتے کہ آخر الذکر اپنے مطالبات کی تائید اور اون کو زیادہ وزن دار بنانے کیلیئے اور اون اضلاع کو جو دریا سالامبریا کے جنوب میں صوبۂ تھسلی میں اور دریا آرٹا سے بجانب جنوب اپائرس میں تھے لینے کے لیئے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ دول نے ان اضلاع کی حوالگی کا فیصلہ کرکے قرار دیا انتقالی کارروائی دول کے وکلاء کی مشترکہ کمیٹی کی نگرانی میں کیجائے۔ اور اوس کی تعمیل کے بعد ایک اور مشترکہ کمیشن کی معرفت حد سرحد کی تعیین کیجائے۔ ترکوں کے میعاد مقررہ کے اندر علاقہ مفوضہ کو خالی کر دیا۔ اور نومبر ۱۸۸۱ء میں یونانیوں نے اوس پر قابض ہوکر ریاست یونان میں اوسکے انتظامی۔ فوجی اور پارلیمنٹری الحاق کیلیئے فی الفور باضابطہ کارروائی شروع کردی[1]۔

[1] اس یونانی تواضع اور اوس کے تصفیہ کی تاریخ کسی قدر شرح و بسط سے بیان کر دینا غالباً نامناسب نہ ہوگا۔ ۱۸۷۷ء کے محاربہ روم و روس سے بلقان کی دوسری مسیحی اقوام کیطرح یونانیوں کے سر پر بھی حرص ملک گیری کا جن سوار ہو گیا۔ اور یونان کے ملحقہ ترکی صوبوں کے یونانیوں اور نیز کریٹ کے عیسائیوں نے فتنہ و فساد شروع کر دیا۔ جن کو فرو کرنے اور عیسائیوں کو باشی بزوقوں کے جور و ظلم سے محفوظ رکھنے کے بہانہ سے یونان نے دس ہزار فوج یکم فروری ۱۸۷۸ء کو تھسلی میں بھیجدی۔ مگر ٹرکی گورنمنٹ روس سے شکست یاب ہونیکے باوجود ایسی بے سکت نہیں ہو گئی تھی۔ کہ وہ اس ریاست کی گوشمالی نہ کر سکے۔ اوس نے فوراً ایک زبردست جنگی بیڑا یونانی سواحل کو بھیجنے کے علاوہ کئی ہزار فوج براہ سمندر تھسلی میں اور اسیقدر فوج کریٹ میں بھیجدی۔ ادہر دیگر دول یوروپ اور بالخصوص روس نے جسپر یونان کو بہت بھروسہ تھا۔ اوس کی کوئی حمایت نہ کی۔ کیونکہ انگلستان تو پھر آتش جنگ کے شعلے بھڑک اوٹھنے سے خوف تھا۔ اور روس اوس وقت یونانیوں کی رقیب　قوم

جونہی ٹرکی کو اس منازعہ کے باامن تصفیہ سے فراغت ہوگئی۔ اوس نے البانیا کی بغاوت کی سرکوبی کیلئے بارہ ہزار فوج

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) بلغار کا سرپرست اور مربی بن رہا تھا۔ چیپر بہادر یونان نے ساتویں دن ہی اپنی فوج ترکی علاقہ سے واپس منگالی۔ یونانی رعایا کچھ عرصہ اور برسر فساد رہی۔ مگر آخر ترکی افواج نے اوسے بھی فرو کر دیا۔ اتنے میں عہدنامہ سین سٹی فانو شائع ہوگیا۔ جس کے رو سے بلغار قوم کو آزادی دیکر کئی ایسے اضلاع بھی نئے صوبہ میں شامل کر دئے گئے۔ جن میں یونانیوں کی آبادی بلغاروں سے بہت زیادہ تھی۔ اس سے یونانیوں کے جوش و غضب کا دریا پھر موجزن ہوگیا۔ کیونکہ جزیرہ نما بلقان کی مختلف عیسائی اقوام میں صدیوں سے سخت رشک اور بغض چلا آتا ہے۔ اور اون کو ترکوں سے ایسا عناد نہیں جسقدر کہ ایک دوسرے سے رکھتے ہیں۔ یونانی پھر جنگی تیاریاں کرنے لگ گئے۔ اور اس امر کے درپے ہوگئے۔ کہ اول تو بلگیریا کا اسقدر رقبہ نہ رکھا جائے۔ دوسرے موازنہ طاقت قائم رکھنے اور نیز یونان کو ترکی علاقوں کے مظلوم یونانی پناہ گزینوں کی پرورش اور امداد کرتے رہنے کی مدامی زیرباری سے بچانے کے لئے جزیرہ کریٹ اور بقیہ [illegible] یونان کے حوالہ کر دئے جائیں۔ برلن کانگرس میں یونان کے وکلاء کو انگلستان کی سفارش پر اپنے متذکرہ صدر دعاوی پیش کرنے کی اجازت دیگئی۔ اور کانگرس مذکور نے عہدنامہ برلن کی ۲۴ ویں دفعہ میں سلطان سے سفارش کی کہ وہ یونانی ترکی سرحد کی درستی منظور فرمائیں اگر دونوں فریق باہمی رضامندی سے تصفیہ نکر سکیں۔ تو ہر شش دول عظام ثالث بن کر فیصلہ کرا دینے پر آمادہ ہیں۔

برلن کانگرس کے اختتام پر یونان نے اس سفارش پر عملدرآمد ہونیکا تقاضا شروع کیا۔ مگر ترک دول یورپ کی اس عجیب منصفانہ سفارش پر ہی حیران نتھے۔ بلکہ اُن کو یہ اندیشہ تھا۔ کہ اگر اب یونان کو کچھ علاقہ دے بھی دیا گیا۔ تو اوس پر قناعت کرنے کی بجائے اوس کی آتش حرص و طمع اور تیز ہو جائیگی۔ ادہر سلطان المعظم کو جو محاربہ روم و روس کی ناکامی اور بوسنیا کا تقریباً خالص اسلامی علاقہ آسٹریا کے حوالہ کر دینے سے پہلے ہی بہت کچھ ناہردلعزیز ہو رہے تھے۔ یہ اندیشہ تھا کہ اگر اب اور اسلامی علاقہ (کیونکہ تھیسلی وغیرہ میں مسلمانوں کی آبادی یونانیوں سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہ تھی) یونانی عیسائیوں کو دیدیا گیا۔ تو مسلمانوں کے غیظ و غضب کو روکنا مشکل ہو جائیگا۔ دوسری طرف علماء زور دے رہے تھے۔ کہ خلیفۃ المسلمین اسلامی شریعت کے مطابق کوئی علاقہ جنگ میں شکست اوٹھانے کے بغیر خود بخود کفار کو حوالہ نہیں کر سکتے۔ یونان کل تھیسلی اور یانیا مع صوبہ اپائرس کا خواستگار تھا۔ باب عالی نے اس نئی مصیبت سے بچنے کیلئے بہتیرا پہلو بچانا چاہا۔ مگر منصف مزاج اور ایماندار مسیحی طاقتیں جو ایک طرف بالجبر ڈلسگنو کا بندرگاہ مانٹی نیگرو کو دلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اس اسلامی سلطنت کو خواہ وہ کیسی حق بجانب ہو۔ کب چین لینے دے سکتی تھیں۔ الغرض دباؤ پر سلطان نے خلیج دولو کا تیسرا حصہ یونان کو دینا منظور کر لیا۔ جسے یورپ کے لاڈلے متبنّی یونان نے حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا۔ اور لارڈ سالسبری وزیر خارجہ انگلستان نے عہدنامہ برلن کے فیصلہ کے مطابق دیگر دول کو کانفرنس منعقد کرنیکا پیغام بھیجا۔ اور جون ۱۸۸۰ء میں ایک کانفرنس برلن میں جمع ہوئی۔ جس نے بصدارت پرنس ہوہن لوہی جو اب جرمنی کا وزیراعظم ہے فیصلہ کیا۔ کہ ترکی تھیسلی اور اپائرس کا حصہ کثیر جس میں لاریسا۔ یانینا۔ اور متزوو کے قصبے شامل ہوں یونان کو حوالہ کر دے۔ سفرائے دول [illegible] نے [illegible] جولائی ۱۸۸۰ء کو ترکی اور یونان کو اس فیصلہ سے مطلع کیا۔ جسے یونان نے تو بخوشی منظور کر لیا۔ مگر باب عالی نے صاف انکار کر دیا۔ اس کانفرنس میں یونان کے ترکی کے وکلاء شامل نہیں کئے گئے تھے۔ باب عالی کا سب سے بڑا عذر یہ تھا۔ کہ ایک تو ان شہروں اور دیہات [illegible] یونان کو [illegible] یہ حملہ کرنیکے دیئے

ملہ بندرگاہ ڈلسگنو نومبر ۱۸۸۰ء کو آخر مانٹی نیگرو کے حوالہ کر دیا گیا۔

درویش پاشا کے زیر کمان صوبۂ مذکور میں بھیجدی تھی۔ ۲۰ اپریل ۱۸۸۲ء کو درویش پاشا نے بمقام ورتی سو دک علی پاشا سرغنہ مفسد کو
مغلوب کیا۔ اور اس فتح کے بعد نارضامندوں کے مرکز قصبہ پرسرند پر قابض ہوگیا۔ جسپر کچھ عرصہ کیلئے جزیرہ نما بلقان میں پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) آسان راستے مل جائینگے۔ دوسرے ان علاقوں کے باشندے زیادہ تر مسلمان ہیں۔ دول یوروپ نے دوبارا اس فیصلہ کو مان لئے جانے کی تحریک کی۔ بابعالی نے پھر انکار کردیا۔ اور قصبات لاریسا بترو خواور یانینا کو چھوڑنا منظور نہ کیا۔ آخر الذکر دونوں قصبوں کے چھوڑ دینے سے بحیرہ اڈریاٹک کے ساحل پر سلطانی اقتدار محض برائے نام رہ جاتا تھا۔ اسپر یونان نے جنگی تیاریاں شروع کردیں اور کہا کہ وہ بزور شمشیر برلن کانفرنس کا فیصلہ ٹرکی سے منظور کرائیگا۔ مگر ٹرکی نے بھی اس نخوت سے بہادر کو ہوش میں لانیکے لئے کافی انتظام کرلیا ہوا تھا۔ دول یوروپ نے یونان کو بربادی سے بچانے کیلئے اور نیز اس خوف سے کہ کہیں شعلہ حرب کی ایک دفعہ بھڑک اٹھنے سے اس کی چنگاریاں کل یوروپ میں نہ پھیل جائیں۔ فریقین کو لڑائی سے روکدیا اور مصالحت سے فیصلہ کرلینے کی تاکید مزید کی۔ دریں اثنا فرانس نے تجویز پیش کی۔ کہ دول یوروپ کسی ایک طاقت کو اس تنازعہ کے تصفیہ کیلئے ثالث مقرر کردیں۔ اس پر بابعالی نے تجویز کیا کہ برلن کانفرنس کے فیصلہ کو منسوخ کرکے نئی کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد کیجائے۔ اور اس میں یونان و ٹرکی کے وکلاء کو بھی داخل کیا جائے۔ دول نے اسے مان لیا۔ اور کانفرنس جمع ہوگئی۔ جس کے بعض ممبروں کی رائے تھی کہ جزیرہ کریٹ اور تھسلی کا کچھ حصہ۔ اور بعض کی رائے تھی بلکہ کل تھسلی اور اپائرس کا کچھ حصہ یونان کو دیا جائے۔ آخر یوروپین وکلاء نے یہ فیصلہ کیا کہ کل تھسلی اور دریائے آرٹا تک صوبہ اپائرس یونان کے حوالہ کیا جائے۔ مندر پریوزا ٹرکی کے پاس رہے۔ مگر اسکے قلعے گرا دئے جائیں۔ یونان نے ۱۲ اپریل ۱۸۸۱ء کو یہ فیصلہ بھی منظور کرلیا۔ مگر بابعالی نے اس کو مقابلہ پر یہ شرائط پیش کیں۔ اوّل مفوضہ علاقہ کے مسلمان جب تک کہ ٹرکی کے یونانی باشندے ترکی فوجوں میں داخل نہ کئے جائیں۔ یونانی فوجوں میں بھرتی نہ ہوں دوم وہاں کے قلعے مسمار کردئے جائیں۔ سوم یونانیوں کے امتیازات منسوخ سمجھے جائیں۔ اور جو یونانی رعایا ٹرکی میں مقیم ہو انکے مقدمات یونانی قونصلوں کی بجائے ترکی عدالتوں میں پیش ہوا کریں۔ ایماندار مسیحی طاقتوں کے مذہبی تعصب نے یہ نہایت ہی مناسب اور عادلانہ شرائط بھی منظور نہ کرنے دیں۔ اور انہوں نے ۲۰ مئی کو باہم فیصلہ کرلیا۔ کہ اگر ٹرکی انکار پر مصر رہے۔ تو جبراً اس سے یہ قسطنطنیہ کی کانفرنس کا فیصلہ منوایا جائے۔ جسپر ترکی گورنمنٹ کو متعدد زبردست اعداء یا معاندوں کے مقابل صرف یکہ و تنہا تھی۔ مجبوراً یہ فیصلہ مان لینا پڑا۔ اور اپنی حدود کے اندر علاقجات مذکورہ بالا خالی کرکے یونان کے حوالہ کردئے ✢

۱؎ معاہدہ برلن کی رو سے سرویا مانٹی نیگرو۔ اور سرویا کو خاص البانیا کے علاقہ کا کچھ کچھ حصہ ملجانے سے شمالی البانیا کے عیسائی مسلمان دونوں مذاہب کے باشندے محض قومی حمیت سے اپنے وطن کو صحیح وسالم رکھنے کا قابل تعریف عزم کرکے برسر بغاوت ہوگئے تھے۔ اسکے برعکس جنوبی البانیا (علاقہ یانینا) کے یونانی عیسائی حسب معمول کج فہمی سے کام لیکر تھسلی کے عیسائیوں کے دوش بدوش یونان کے ساتھ ملحق ہونیکے لئے باغی ہو رہے تھے۔ آخر الذکر دونوں علاقوں کی بغاوت تو جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ ترکی افواج نے تھوڑے ہی عرصہ میں فرو کردی مگر شمالی البانیا کی بغاوت جو فی الحقیقت سلطانی حکومت کے برخلاف نہ تھی۔ بلکہ دول یوروپ کے فیصلہ کے برخلاف تھی۔ روز بروز زیادہ زور پکڑتی گئی جسکے فرو کرنیکے لئے محمد علی پاشا جو فروری ۱۸۸۰ء میں کریٹ بھیجا گیا تھا۔ مگر باغی نواتگ بحر ✢

۲؎ یہی شرائط معاہدہ ... کے بعد بھی ٹرکی کیطرف سے پیش کیگئی تھی۔ ان امتیازات سے جو ٹرکی کو نقصان پہنچ رہا ہے اسکا مفصل ذکر تاریخ خاندان آل عثمان جلد دوم میں کیا گیا

امن و امان قائم اور آتش فتنہ و فساد فرو ہوگئی۔ مگر یہ امن زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا۔ ۱۸۸۵ء میں شہزادہ اسکندر والی بلگیریا نے صوبہ مشرقی رومیلیا کو جو براہ راست سلطان کے ماتحت ایک عیسائی گورنر کے زیر حکومت رکھا گیا تھا۔ عیسائی رعایا کی سازش سے کسی جنگ و جدال کے بغیر اپنی ریاست میں شامل کرلیا۔ اس انقلاب و الحاق سے جزیرہ نمائی دیگر آزاد اقوام کو موازنۂ طاقت کو یکساں کرنیکے بہانہ سے مزید علاقوں کے مطالبہ کرنے کا موقع ملگیا۔ اس دفعہ سرویا نے اس موازنہ کو یکساں کرنے کا سب سے اول بیڑہ اوٹھایا۔ اور یہ پہلی مرتبہ ایک عیسائی ریاست نے ٹرکی کی قطع برید کی بجائے ہمسایہ عیسائی ریاست کے چیچ پر ایسا کرنیکا عزم کیا جسکی ایک وجہ تو یہ تھی کہ ٹرکی کی سرحد ایسی مضبوط اور اوس کا فوجی انتظام ایسا مکمل تھا۔ کہ کامیابی کی امید تو درکنار رہ سخت نقصان اوٹھانے کے خدشہ کے بغیر اوسپر خروج کشی نہیں کرسکتی تھی۔ دوم قومی بغض و کینہ جو سرویوں کو بلغاریوں سے ہے۔ مذہبی تعصب پر غالب آگیا۔ اور اوس نے سرویوں کو ترکوں کی بجائے بلغاریوں سے بھڑادیا) میلان شاہ سرویا نے اس الحاق سے چند ہی ہفتہ بعد ۱۸۸۵ء میں بلگیریا پر حملہ کردیا۔ جس طوفان بے تمیزی کو یونان نے اپنی تمام سابقہ خواہشوں کے پورا کرنے کیلئے غنیمت سمجھکر جنگی تیاریاں شروع کردیں۔ دول یورپ نے جو الحاق مشرقی رومیلیا اور پھر سرویا کے یکبار گی خلاف توقع ظہور پذیر ہوجانے سے ششدر سی ہوگئی ہوئی تھیں۔ اور مشرقی مسئلہ کو پھر چھیڑنے کیلئے تیار نہ تھیں یونان کو ان تیاریوں سے باز آجانیکی فہمائش کی۔ اور چونکہ روم اور یونان میں جنگ ہوجانے سے یونانیوں کی تائید میں روس یا فرانس کے بھی شامل کارزار ہوجانیکا احتمال تھا۔ یوروپین دول نے بالجبر یونانیوں کو باز رکھنے کا ارادہ کرلیا۔ مگر یونانی وزیر اعظم نے یوروپین دھمکیوں اور فہمائشوں کے علے الرغم صاف طور پر کہدیا۔ کہ خواہ اوسے کتنا نقصان اوٹھانا پڑے۔ یونان اپنے مطالبات دربارۂ تصفیہ دایائرس پر مصر رہنے کو تیار ہے۔ اور بشرط ضرورت اونکو پورا کرنیکے لئے فی الفور جنگ کرنے کو بھی آمادہ ہے۔

یونان کو فتح کا کامل یقین تھا۔ اوسے خیال تھا کہ ترکی فوج کی پہلی ہی حرکت پر البانیہ اور مقدونیہ میں بغاوت ہوجائیگی۔ اور جب معاملہ اس طرح طول پکڑ گیا۔ تو یوروپ خاموش نہیں رہیگا۔ دول یوروپ کو بھی اس امر کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۶ء کو ششش دول عظام نے یونان کو مشترکہ مراسلہ بھیجکر چند دن بعد یہ دھمکی دی کہ چونکہ یونان کے پاس ٹرکی کے برخلاف جنگ کرنیکے لئے کوئی معقول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) اوس کی بادشاہی ۔۔ ڈی البانوی پلٹنوں نے ہی بغاوت کرکے ۳ ستمبر ۱۸۷۸ء کو اوسے قتل کردیا۔ اور یہ فساد برابر ۱۸۸۲ء تک جاری رہا جسکے دوران میں محب وطن عیسائی مسلمانوں نے صوبہ میں ایک طرح کی خودمختار حکومت قائم کرلی تھی۔ مگر اوس کا شہنشاہ برابر سلطان کو تسلیم کرتے رہے تھے۔ کریٹ کی بغاوت بھی بدستور بعد پر رہی تھی۔ جس کو بہ صلح و آشتی فرو کرنیکے لئے ستمبر ۱۸۷۸ء میں غازی مختار پاشا جزیرہ میں بھیجے گئے۔ اور انہوں نے اوسی مہینہ میں بمقام ہلیپہ باغیوں کی اکثر مطالبات کو دو تین ہفتوں کی بحث کے بعد منظور کرکے امن قائم کردیا۔ لیکن ان نوازشات و مراحم خسروانہ کا ان احسان فراموشوں نے باغوائی دیگراں یا اپنے کور باطن جذبات نفسانی کی تحریک سے سنیں مابعد میں جو عوض دیا۔ وہ اب کسی اخبار بین سے پوشیدہ نہیں رہ گیا جس ابلیسانہ گمراہی اور اوس نفرت انگیز ظلم و ستم کے باوجود جو مسلمان باشندوں پر کیا گیا۔ اپنے ہم مذہب اقوام یوروپ کی امداد و اعانت سے آخر اونکا ۱۸۹۷ء میں اپنی مدعا میں کامیاب ہونا بھی کل کی بات ہے۔ سرویا کو اس معرکہ میں بہت زک اوٹھانی پڑی۔ اور آخر دول یوروپ نے بیچ بچاؤ کرکے فریقین میں صلح کرادی۔ کسی فریق کو کوئی تاوان وغیرہ نہ دینا پڑا۔

وجہ نہیں ہے۔ اور نیز چونکہ ایسا محاربہ دنیا کے امن اور تجارت کے حق میں بہت مضر ہوگا۔ اس لئے دول یونان کو ٹرکی پر کبھی بحری حملہ نہیں کرنے دینگی[1]۔ یونان نے ۱۳ فروری کو اوس کے جواب میں لکھا کہ "اس کو اپنی افواج سے حسب مرضی کام لینے سے روکنا اوس کی آزادی میں دست اندازی کرنا ہے۔ جسے یونان کبھی گوارا نہیں کرسکتا۔ اور نہ وہ لڑائی سے محترز رہنے کا ذمہ اوٹھاتا ہے"۔

چنانچہ وہ اپنی ضد پر برابر قائم رہا۔ اور کچھ عرصہ بعد انگلستان کی وزارت بدل جانیسے اوسکا حوصلہ اور بڑھ گیا۔ اوسے یقین ہو گیا کہ لبرل وزارت جواب قائم ہوئی ہے۔ اور اوس کا سرغنہ گلیڈسٹون جو ترکوں کا جانی دشمن ہے۔ صرف اتحاد یورپ ہی جو یونان پر زور ڈال رہا ہے الگ نہ ہوجائیگا۔ بلکہ یونان کی طرفداری کریگا۔ اوس کا یہ یقین باطل ثابت ہوا۔ لارڈ روزبیری جدید وزیر خارجیہ اپنے متقدم کی پالیسی پر عامل رہا۔ دریں اثنا شاہ یونان نے ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء کو فرمان شاہی صادر کرکے بارہ ہزار فوج کی مشق و قواعد کے لئے کیمپ قائم کئے جانے اور متعدد دیگر فوجی تیاریوں کا حکم دیدیا تھا۔ ملک میں بھی (جس کے باشندوں اور حکمرانوں نے آزادی سے بعد جو نیز اونہیں محض حامیوں کی طفیل ملی تھی پھر کبھی ترکوں کا منہ نہیں دیکھا تھا۔ اور شجاعت اور بسالت کے بڑے لمبے چوڑے دعوے رکھتے تھے) لڑائی کا اسقدر اشتیاق پھیلا ہوا تھا۔ کہ پارلیمنٹ کا مخالف فریق بھی اس معاملہ میں حکمراں فریق یعنی موجود الوقت گورنمنٹ کے ساتھ متفق الرائے ہوگیا تھا۔ اور دارالوکلا نے باتفاق رائے گورنمنٹ کی پالیسی کے حق میں پسندیدگی کی رائے ظاہر کردی تھی۔ اس عام جوش و اشتیاق سے فائدہ اوٹھاکر بتاریخ ۱۴ دسمبر ۱۸۹۶ء ڈیلیانیس وزیر اعظم نے بمقام تھیبیس مشقی کیمپ قائم کرنے ریزرو فوج کے دو اقسام یا صنفوں کو گھروں سے بلائے جانے اور گھوڑوں کی خریداری کیلئے ۴۰ لاکھ درہم (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) قرض لینے کی اجازت ملنے کی پارلیمنٹ سے باضابطہ درخواست کردی۔ یہ وزیر جواب ایکطرح سے یونانی فوجکے عام اجتماع کا بندوبست کر رہا تھا۔ وہی ڈیلیانیس تھا جس نے ۱۸۸۶ء میں دوسروں کے علاقہ کے حصول کیلئے کل ملک میں بیفائدہ[2] عام قومی جوش پھیلاکر اوسکی بدولت اپنے تئیس لاکھ ابنائے ملک کو ۲۰ ملین درہم کاغذی[3] اور ۵۵ ملین درہم طلائی قرضہ کے کمرشکن بوجھ کے نیچے دبا دیا تھا۔

دریں اثنا ترکی نے کئی لاکھ جرار فوج یونان کی سرحد پر جمع کردی ہوئی تھی۔ اور اوس نے ایک دو معرکوں میں یونانی قزاقوں (بینڈ

---

[1] اتفاقیہ صرف آٹھ برسوں میں ہی فریقین کی بحری طاقتوں میں اسقدر فرق ہوگیا تھا کہ ۱۸۹۷ء کے شروع میں ترکی بیڑہ یونان کے سواحل پر حملہ کرنے کیلئے یونانی سمندروں میں داخل ہوا۔ اور یونانی جہاز بندروں میں چھپ گئے۔ اور آٹھ برس بعد یونانیوں کو ٹرکی پر بحری حملہ کرنے کی دھمکی دینے کی جرأت ہوگئی۔ مگر ترکوں کی جنگی انتظام اور فوجی مستعدی نے اس بحری کمزوری کی اوسوقت بھی کافی تلافی کردی تھی۔

[2] بیفائدہ اس لئے کہ یونانیوں کو جوش و خروش ظاہر کرنے اور فوجی تیاریوں پر اسقدر روپیہ خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ دول یورپ جیسا کہ اونھوں نے کیا خود بخود اونہیں ٹرکی سے علاقہ مطلوبہ دلا دیتی۔ جس کی امداد کے بغیر وہ تھیسلی یا کسی کا ایک انچ نہیں لے سکتی تھی۔

[3] کاغذی قرضہ سے سرکار کے جاری کردہ کرنسی نوٹ مراد ہوتے ہیں۔ اور طلائی قرضہ وہ جو پرامیسری نوٹوں کے عوض ساہوکاروں وغیرہ سے برداشت کیا جائے۔

اور نظام فوج کو بھی جو بلا اطلاع سرحد عبور کر آئی ہوئی تھی ۔ مار کر پیچھے ہٹا دیا تھا ۔ ان یورشوں سے تنگ آکر باب عالی نے دول
یوروپ کو لکھا ۔ کہ یا تو وہ خود یونان کو سمجھا دیں کہ سرحد سے فوجیں واپس منگالے ۔ یا ٹرکی کو اوسے سیدھا کرنے کی اجازت دیدیں
جسپر دول یوروپ نے (محض یونان کی بہتری اور بچاؤ کیلئے) ۲۶ اپریل ۱۸۸۶ء کو اوسے الٹی میٹم بھیجدیا ۔ کہ آٹھ دنوں کے
اندر فوجوں کو واپس بلاکر منتشر کردے ۔ ورنہ بصورت انکار وہ اپنی حرکات کا خود ذمہ وار ہوگا ۔ اس کے ساتھ ہی اوس سے قطعی
جواب مانگا گیا ۔ ڈیلیانیس نے ۳ اپریل کو اس کا جو جواب دیا ۔ سفراء دول نے اوسے صریح انکار کے مساوی سمجھا ۔ اور فرانس کے
سوا باقی تمام ممالک کے سفراء ۷ مئی کو ایتھنز سے رخصت ہوگئے ۔ اور ۱۰ مئی کو اُن کے تمام مقاموں نے جو پیچھے چھوڑ گئے تھے ڈیلیانیس
کو اطلاع دی کہ یونانی سواحل کو بحری محاصرہ میں کر دیا گیا ہے ۔ اس کارروائی کا جو یونانی تجارت کے حق میں سخت نقصان رساں
تھی ۔ یہ نتیجہ ہوا کہ ڈیلیانیس نے ۱۹ مئی کو استعفا داخل کر دیا ۔

ایسی حالت میں نئی وزارت قائم کرنے کی کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی ۔ تمام یونانی مدبر جانتے تھے کہ نئی وزارت کا سب سے پہلے
کام یہ ہوگا ۔ کہ دول کے سامنے سر تسلیم خم کرے ۔ اور اس خفت کو جھوٹی حمیت کی وجہ سے کوئی برداشت کرنا نہیں چاہتا تھا ۔ آخر ۲۸
مئی کو ترِیکوپیس نے حوصلہ کر کے نئی وزارت قائم کرلی (اور دول کے فیصلہ کو قبول کرنے سے پیشتر یہ چال چلا کہ یونانی فوج کو ترکی فوج
ہراول پر سرحد عبور کر کے حملہ کرنے کا خفیہ حکم بھیجدیا ۔ اور پھر یہ مشہور کر دیا ۔ کہ ترکی فوج نے پیشدستی کی ہے ۔ اوسے خیال تھا ۔ کہ دول
یوروپ اس حکم چین آکر ٹرکی کے بر خلاف یونان کی طرفدار ہو جائیں گی ۔ اور بحری محاصرہ کو اوٹھا دینگی ۔ مگر یہ حیلہ کارگر نہ ہوا ۔ جس پر
اوس نے فی الفور ریزرو سپاہیوں کو گھروں کو واپس کر کے فوج کو ترکی سرحد سے واپس بلا لیا ۔ اور پھر باب عالی سے براہ راست نامہ و پیام کر کے
صلح صفائی کر لینے کے بعد بتاریخ ۱۰ مئی ۱۸۸۶ء جرمنی ۔ آسٹریا ۔ انگلستان ۔ روس اور اٹلی کو اطلاع کر دی ۔ کہ یونان نے بتعمیل ارشاد
ہتھیار ڈال دئے ہیں ۔ جسپر دول یوروپ کے سفراء نے دوسری ہی دن ترِیکوپیس کو محاصرہ کے اوٹھا دئے جانے کی خبر دیدی ۔ اور اسطرح سے
کچھ عرصہ کیلئے لڑائی پھر ملتوی ہو گئی ۔ اور ترکوں کو یونانیوں کے ہوش میں لانیکا موقعہ نہ ملا ۔ اور یہی وجہ تھی ۔ کہ یوروپ کی طفیل سخت
ذلت بخش شکست سے بچ جانیکے لئے خدا کا شکریہ بجا لانے اور آئندہ کے لئے حزم و احتیاط سے کام لینے کی بجائے یونانیوں کے دلوں میں
قومی و مذہبی تعصب و بغض کی آگ دن بدن زیادہ تیز ہوتی گئی اور اپنی جوانمردی اور شہ زوری کی نسبت اون کے زعم باطل میں اور اضافہ ہوتا
گیا ۔ اس لحاظ سے ۱۸۹۷ء کا محاربہ اونکے حق میں شفاء کا کام کر گیا ہے ۔ اور اوس نے اونکے غرور باطل کو توڑ کر اونپر اونکی حقیقت اچھی طرح سے واضح
کر دی ہے ۔ مگر چونکہ یہ مرض اونکی طبیعت میں راسخ ہو چکی ہے ۔ اور مذہبی و قومی عداوت بہت زور پکڑ گئی ہوئی ہے ۔ اس سے پوری شفا ہو جانیکی
توقع رکھنا درست نہیں ہوگا ۔ تاہم ادہم پاشا کی فتوحات یونانیوں کو عرصہ دراز تک جیسا کہ اون کے وزراء کی تقریروں سے بھی واضح ہو رہا ہے

ہ ۱ دسمبر ۱۸۹۷ء میں یونانی وزیر اعظم نے اپنے ملک کیلئے تعلیمی ۔ تجارتی ۔ زراعتی ۔ انتظامی اور فوجی اصلاحات مجوزہ کے مسودہ میں اس امر پر بھی بڑا
زور دیا تھا ۔ کہ "کم از کم" ان اصلاحات کو معرض عمل میں لانے کیلئے سلطان المعظم سے برسر صلح رہنا نہایت ضروری ہے " من حیث المجموع یہ فقرہ جہاں
یونانیوں کو اپنی کامات معلوم ہو جانے کی خبر دے رہا ہے ۔ وہاں اوسکے ساتھ اور بھی الفاظ "کم از کم" قطعی ازالہ مرض کے نہ ہونے کا پتہ بتا رہے ہیں ۔ مترجم

کریٹ کو بالآخر عملی طور پر کامل اندرونی آزادی مل جانیکے باوجود بھی جادۂ اعتدال سے منحرف نہیں ہونے دیں گی۔ کیونکہ کریٹ کو یونانیوں کی کسی بہادری یا کوشش سے نہیں بلکہ محض فرانس۔ انگلستان اور روس واٹلی کے متفقہ دباؤ کی وجہ سے آزادی نصیب ہوئی ہے۔ مترجم)

اسی دلی بغض وعناد نے ۱۸۹۶ء بمقام ۱۸۹۷ء میں پھر نیا فساد برپا کرا دیا۔ جو اب مرتبہ کریٹ کے جزیرہ میں ہوا۔ وہاں کی مسیحی المذہب یونانی آبادی جو کل آبادی کے دو تہائی کے قریب ہے۔ رحمدل گورنر ظفر خان پاشا کو عام معافی کا اشتہار دیدینے کے باوجود ترکی فوج مقیمہ کریٹ سے کھلم کھلا مشغولِ پیکار ہو گئی۔ اور فریقین میں سخت بیرحمی اور سنگدلی کے ساتھ متفرق و بیقاعدہ لڑائی شروع

؎۱ ان چاروں کی بجائے اگر اکیلے انگلستان کو دباؤ ڈالنے والا کہا جائے۔ تو شاید زیادہ درست ہوگا۔ کیونکہ قرائن اور حالات مابعد سے واضح ہو رہا ہے۔ کہ انگلستان اپنی بحری طاقت کے گھمنڈ میں کریٹ کو سلطانی افواج کے تھیلی سے چلے جانے پر سلطانی حکومت سے آزاد کرانیکا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔ جس ارادہ میں وہ کسی دوسرے کی امداد کے بغیر بلکہ اوروں کے علی الرغم بحری طاقت کی طفیل بآسانی کامیاب ہو سکتا تھا۔ اس لئے دیگر تینوں طاقتیں مسئلہ آرمینیا کیطرح جسمیں انگلستان کا ساتھ دینے کو تیار نہیں۔ بلکہ دراصل اوسکی حرکات اور چالوں کی نگرانی کرتے رہنے کیلئے اوس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ مسئلہ کریٹ میں بھی اوس کے ساتھ شامل ہو گئیں۔ اور جب اون کو اس ارادہ کا پتہ ملا تو اس خوف سے کہ کہیں مصر کیطرح اس جزیرہ پر بھی اکیلے انگلستان کا تسلط نہ ہو جائے۔ اونہوں نے انگلستان کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہنے دینے کیلئے سلطان کو کریٹ خالی کر دینے پر رضامند کر لیا۔ اور پھر انگلستان کی چالوں کی نگرانی اور اونکا کلہ بکلہ جواب دیتے رہنے کیلئے خود بھی جزیرہ میں ڈیرے ڈالدئیے۔ اس مسئلہ پر میں تاریخ خاندان عثمانیہ جلد دوم میں مفصل بحث کر چکا ہوں۔

؎۲ اس فساد کے ابتدائی واقعات بست سالہ عہد حکومت کے ضمیمہ میں بالتفصیل درج ہیں۔

؎۳ عیسائی باغیوں کے شیطانی ظلم وستم اور سفاکی کا کچھ اندازہ ناظرین کو ایک انگریز وقائع نگار کی مندرجہ ذیل تحریر سے جو لنڈن کے ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سنچری میں شائع ہوئی تھی معلوم ہو جائیگا۔ تحریر مذکور وکیل کے اڈیٹوریل تمہیدی ریمارک کے سمیت حسب ذیل ہے۔

"یہ کریٹ کے مسلمانوں پر عیسائیوں کیطرف سے طرح طرح کے جور وستم ہونیکے باوجود انگلستان کے اکثر اخبارات میں مسلمانوں کو ہی ظالم اور عیسائی مفسدوں کو مظلوم اور بیکس بتایا جا رہا ہے۔ اس خلاف بیانی سے برافروختہ ہو کر ایک منصف مزاج انگریز مسٹر نیٹ نے جو انگلستان کا مشہور معتبر نامہ نگار ہے۔ کریٹ کے عیسائیوں کی وحشیانہ حرکات کے چشم دید حالات لنڈن کے نہایت ہی معتبر اور مستند ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سنچری بابت ماہ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر کے انگریزی اخبارات کے جھوٹے نامہ نگاروں اور متعصب مدبرین اور مسند پرداز پادریوں کی غلط بیانیوں کی پوست کندہ قلعی کھولدی ہے۔ صاحب موصوف نے اپنے آرٹیکل کا عنوان "بغاوت کریٹ کے متعلق امر واقع کا تھوڑا سا اظہار" رکھا ہے۔ ہم اس مضمون کا ترجمہ بدیں خیال دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ایک تو خود ہندوستان میں بعض شکی طبیعتوں کو مسلمانان کریٹ کی دردناک بیکسی اور درماندگی کی روایتوں کی نسبت جو مبالغہ آمیز ہونیکا شبہ ہے۔ وہ ایک انگریز کی تحریر پڑھ کر رفع ہو جائیگا۔ دوسرے شاید ان لوگوں کو جو بغیر کسی غرض یا ارمان کے خوشتر ازیں یکدم نیت سے اپنی دولت و ثروت میں سرمست۔ انسانی۔ قومی اور برادرانہ حقوق و فرائض کی

ہوگئی جس مین گو فریقین ظالمانہ جبر و تعدی کے مرتکب ہوتے رہے۔ مگر تقریبًا ہر موقعہ پر ترکون اور مسلمانون کو نقصان کثیر اٹھانا پڑتا رہا۔ ۴ جولائی کو سفرائے دول متعینہ آتھینز نے یونانی گورنمنٹ کو دوستانہ نصیحت کی کہ وہ کریٹیون کو باب عالی کی پیشکردہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) تعمیل سے غافل بیٹھے ہین۔ ایک غیر قوم کے آدمی کی زبانی اپنے مذہبی بھائیون کی عاجزی و بیکسی حالات سنکر اونکی دستگیری کرنیکا کچھہ خیال پیدا ہوجاے لیکن اگر اب بھی اُن کو ذاتی تن پروری اور عیش پرستی یا خودغرضانہ چالون نے اسطرف متوجہ ہونے دیا۔ تو مجبورًا یہ کہنا پڑیگا کہ اگر اسلام کی مقدس جماعت اور ہندوستان کی پاک سرزمین ایسے غافلون کے وجود سے خالی ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ تاکہ ہمدردانِ قوم و ملت کو تاسف پر تاسف اور رنج پر رنج نہ اوٹھانا پڑتا۔

مسٹر نیش نے اصلی واقعات کے منکشف اور عیسائی باغیون اور اونکے معاونون کی سیکاریون اور مغویانہ کارروائیون کو واضح کرنے مین حتی الامکان کوئی کوتاہی نہین کی۔ مگر پوری بارہ صفحے ٹائپ کے لکھ چکنے کے بعد معلوم ہوتا ہی کہ قومی تعصب اور جوش نے وہی اس نیکبخت پر بہی مستولی ہوگئی۔ اپنے مضمون کے خاتمہ پر آخری چار پانچ سطرون مین وہ ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہی جس سے صاف ظاہر کردیا ہی کہ مسلمان غیر قوم کے منصف مزاج سے منصف مزاج اور نہایت ایماندار شخص سے بھی پورے انصاف اور حق پرستی کی توقع نہین کرسکتے۔ قوم پروری و حب الوطنی ایسے شخص کو بہی مسلمانون کا معاملہ درپیش آجانے پر کچھ دیر کیلیے جادۂ مستقیم سے ہٹادیتی ہی مسلمانون سے یہ تو اوہی توقع نہین ہوسکتی کہ وہ عیسائیون کے حقوق حاصل کرکے اونکے ساتھہ بہی اسیطرح کا معاملہ کرنا سیکھ جائین لیکن اسمین کوئی شک نہین ہوگیا کہ اگر دلمین وجود کو قائم رکھنا چاہتے ہین تو اونکو دوسرون کی منصفانہ اور ایمانداری و صفت حق پروری پر بھروسہ کرنے کی بجائے خود اپنی ہی ہمت و قوت و طاقت اور اتفاق و اخوت پر تکیہ کرنا لازمی ہی جیسا کہ خود مضمون ذیل سے ہی پچھلے دنون سے انگریزی اخبارات اور رسالون مین مسئلہ کریٹ کے متعلق تقریرون مضامین اور خطوط کی بھرمار ہورہی ہی۔ عوام نے ناراضگی کے اظہار کیلیے عام جلسے کرکے ٹرکی کے جور و ظلم اور یورپ کی ناقابلیت پر نہایت ہی سخت الفاظ مین لعن طعن کیا ہی۔ نن کنفرمسٹ (وہ عیسائی جو کلیسیائے انگلستان کے پابند نہین یہ لوگ انگلستان کی آبادی کے نصف حصہ سے زیادہ ہین) اور انگریزی چرچون کے پادریون نے جن کی بڑی دلیل یہ ہے کہ عیسائی ہونے کی حیثیت سے دیگر عیسائیون کی امداد اور اُنسے ہمدردی کرنا خواہ اونکی پولیٹیکل اغراض و مقاصد کی نوعیت کچھہ ہی ہو ہمپر فرض عین ہی۔ اس مسئلہ کو مذہبی رنگ پہنا دیا ہے۔

ان پرجوش تقریرون و تحریرون کی جبکہ یہ نوبت ہی جہان بیجا و بے وقع ظاہر ہوجاتا ہی کہ وہ کسقدر تو محض بادی النظری قیاسات پر مبنی ہین اور زیادہ تر نامہ نگارون کے پیغامات تاربرقی پر۔ اگر کریٹ سے چند گمنام شخصون نے اس مضمون کا پیغام بہیجدیا کہ مسلمانون نے فلان گرجا کو بھرشٹ کردیا ہی۔ یا انگریزی جہاز کے گولہ سے متعدد باغی مارے گئے ہین تو اوہر فورًا پادریون نے شہیدان کے لئے خاص عبادت کرنیکا وقت مقرر کردیا۔ یا کسی جنرل نے اپنی پولیٹیکل جماعت سے علحدہ ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ یورپ کے بعض سربرآوردہ اخبارات کے ناظرین بے شک حیران ہوتے ہون گے۔ کہ اون کے لیڈنگ آرٹیکلون مین تو کریٹی معاملات پر منصف مزاجی اور سلامت روی کے ساتھہ بحث ہورہی ہے۔ اور انہی اخبارات مین دوسری جگہہ تار کے پیغام درج ہین جو بالکل یکرخہ ہین۔ اور جن سے پایا جاتا ہے کہ اس معاملہ کا کوئی دوسرا پہلو ہو ہی نہین سکتا۔ چند دن گذرے ہین کہ مسٹر گیوم نے

اصلاحات قبول کر لینے کی ترغیب دلانے کی کوشش کرے۔ اسکا گورنمنٹ مذکور نے جواب دیا کہ اوسے جزیرہ کے معاملات سے کوئی دخل نہیں ہے وہ وہانکے واقعات کی ذمہ وار ہے۔ اسپر سفرائے دول متعینہ قسطنطینیہ نے کریٹیون کی کمیٹی یا جماعت مصلحین (یا مفسدین) کو مشورہ دیا کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) - اپنی طبعی تیزی فہم سے کام لیکر دار العوام مین اس خلاف پر بڑا زور دیا تھا۔ کریٹ سے یونانی قونصلین اور نامہ نگارون کے بجبر نکالے جانے پر سخت ناراضی پیدا ہوگئی تھی۔ جو لوگ یونانی اخبار نویسون کے رویہ سے واقف ہین ان پر اسکی برائی کی اشد ضرورت بخوبی واضح ہوگئی ہوگی۔ مشہور لاطینی قدیم شاعر جوئی نل (جسکو قدیم زمانہ کا سودا سمجھنا چاہئیے۔ نوی برس کی عمر مین ۱۳۵ء مین فوت ہوا) نے یونانیون کی رہت بازی کا جو اندازہ لگایا تھا۔ وہ اس وقت بھی ویسا ہی درست ہے جیسا کہ اسکے ہمعصر حواری سنیٹ پال یعنی پولوس) کا اندازہ کریٹیون کی نسبت تھا یوروبین طاقتون کے قائمقام (یعنی ایڈمیرل) کریٹ مین امن قائم کرنیکے لئے جو عمدہ سے عمدہ کوششین کرتے ہین اونکے اثر کو یہ تاریں جو از سر تا پا غلط بیانی اور مبالغہ کا مجموعہ ہوتی ہین بہت کچھ کمزور کر دیتی ہین یونانی اخبارون اور ان سے بڑھکر ایتھنز کی تارون کے جو یونان مین بتعداد کثیر دہیلو دسیلو کو بھیجی جاتی ہین۔ سرسری نظر سے دیکھنے پر بیان مندرجہ بالا کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ ہمارے نیاینہاد قونصل متعینہ خانیا سر الفرڈ بلیوتی اس بغاوت کے دوران مین ترکون اور باغیون دونون کے ساتھ کامل انصاف سے کارروائی کرتے رہے ہین جسکی وجہ سے تمام یونانی جو کریٹ مین موجود ہین کرنیل واسوس سے لیکر ادنے ترین آدمی تک انپر الزام لگاتے ہین کہ وہ برٹش گورنمنٹ کو عمدًا غلط رپورٹین بھیجتے رہے ہین اور ترکون سے رشوت لیکر اون کے طرفدار ہو گئے ہین۔

افسوس ہے کہ ان یونانی اخبار نویسون کے چلے جانے کے بعد بھی ان مراسلات کے حصہ کثیر مین جو کریٹ سے روانہ کی جاتی ہین یکرخی اور طرفداری کی بو پائی جاتی ہے۔ یوروپین اخبارون کے نامہ نگار قصبون مین رہتے ہین۔ سوائے معدودے چند مستثنیات کے وہ یونانی اور ترکی زبان بول نہین سکتے۔ ترکی حکام سے حالات معلوم کرنے کی بہت کم کوشش کرتے ہین اور زیادہ تر عیسائیون کی بتائی ہوئی خبرون پر بھروسہ کرتے ہین جن کی فطرتی دروغ بیانی اونکی جایدادون کی تباہی سے کچھ کم نہین ہوگئی۔ نامہ نگار کریٹ مین جو ترجمان مقرر کرتے ہین وہ تقریبًا عیسائی ہوتے ہین پس یہ یقینی امر ہے کہ جہانتک ممکن ہو۔ وہ کوئی امر باغیون کے برخلاف ظاہر نہین کرینگے۔ علاوہ برین کریٹ مین جو نامہ نگار ہین اونکا زیادہ حصہ پہلے ہی سے یونانیون کا طرفدار ہے۔ خانیا کی ایک مشہور تار بھیجنے کی ایجنسی ایک کریٹی عیسائی کے کامل اقتدار مین ہے۔ جو ظاہر ہے کہ طبعی طور پر ہی طرفداران یونان کی جماعت کی اغراض و مقاصد کا پورا موید ہے۔ ایسے لوگون مین طرفداری کا وجود پایا جانا ایک فطرتی امر ہے۔ مگر یوروپین نامہ نگارون کو راستی سے تجاوز کرکے ٹرکی اور دول یوروپ کے مخالف تارین روانہ کرتے دیکھکر سخت تعجب ہوتا ہے۔ ایسے وقعات جن کی معلوم ہونے پر دنیا باغیون سے متنفر ہو جائے جان بوجھکر فروگذاشت کر دیئے جاتے ہین اور بعض اوقات فرضی مظالم کی خبر باوجودیکہ اندرون جزیرہ سے معتبر اطلاع اُن کے برخلاف موصول ہو چکی ہو۔ یوروپ کو بذریعہ تار بھیجدی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عیسائی ایسی بات بتائے جس کی بنیاد پر ایک ردانگیز پیغام تار برقی گھڑا جا سکتا ہو۔ تو ذاتی طور پر اوسکی تصدیق کرنیکی کوئی کوشش کرنے کے بغیر عیسائی کے بیان کو فورًا روانہ کر دیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ترکی جور وظلم۔ بدعہدی اور سیہ کاری کی اُن داستانون کو لیلو جو اُن حضرات کی تقریرون مین جو گورنمنٹ کے

بہیجکر لڑائی سے دست بردار ہو جانے اور دوامی صلح کے لیئے نامہ و پیام اور گفتگو شروع کرنے کی صلاح دی۔ اس صلح کے لیئے بنیادی اصول یہ قرار دیا گیا کہ جزیرہ کو عیسائی گورنر کے زیر فرمان مالی لحاظ سے آزادی ملجائے۔ اوسے محاصل پرمٹ کی آمدنی اپنے پاس رکہنے کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) طریق عمل پر معترض ہوتے رہتے ہین۔ بافراط پائی جاتی ہین۔ دارالعوام اور دیگر مقامات مین کرنیل واسوس کو اس الزام پر بہت زور دیا گیا۔ کہ ترکی حکام نے اپنے قول و قسم کی صریح خلاف ورزی کر کے قصبہ سیلینو کے مہاجر مسلمانون کو دوبارہ مسلح کر دیا ہی یہ داستان بلا کسی تحقیقات یا تصدیق کے فی الفور یورپ مین مشتہر کیگئی۔ مگر بعد مین یورپین افسرون کی کمیشن نے اوسکو بالکل بے بنیاد ثابت کر کے ترکی افسرون کو تمام الزامات سے جو ان پر لگائے گئے۔ بالصراحت مبرا کر دیا۔ تہوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ ایک خبر شائع ہوئی کہ ترکون نے قصبہ کیسا مو کسلی مین چند عیسائیون کے گہرون کو منہدم کر دیا ہی۔ اور یورپین قریب کہڑے تماشا دیکہتے رہے۔ اصل حقیقت یہ ہی کہ ان مکانون کا گرایا جانا اشد ضروری تہا کیونکہ باغی ان مکانات کی آڑ مین قلعہ کی دیوارون کو سرنگ سے اڑانیکی کوشش کر رہے تہے

۲۔ اپریل کو ایک کریٹی بشپ (بڑا پادری) صاحب یحی المذہب یورپ کے مہذب باشندون کے پاس اپیل کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرماتے ہین:۔ "مقدس گرجون اور ظروف کی تاخت و تاراج معصوم عیسائی عورتون اور بچون کا کشت و خون عیسائیون کی جایداد و املاک کی بے انتہا بربادی اور لوٹ مار جو اب تک بے لگام ترکی سپاہی اور عوام کر رہے ہین۔ وہ ناگفتہ ہی"

اس فقرہ مین اسقدر مبالغہ سے کام لیا گیا ہی کہ وہ فی الحقیقت اول سے آخر تک افتراؤن کا مجموعہ ہے۔ تاہم ممکن وہ اصلی واقعات بتاتے ہین۔ جن کو ایماندار بشپ صاحب نے نہایت احتیاط کے ساتہہ نظر انداز کر دیا ہی (اٹلی کی) امیر البحر کانی وارو نے کامل تفتیش کر کے اچہی طرح ثابت کر دیا ہے کہ کینیڈیا کے کیتہولک گرجہ کو ترکی سپاہیون کے لوٹ لینے اور خراب کرنے کی کہانی بالکل غلط ہی۔ ایک نامہ نگار تار دیتا ہے کہ خانیا کے قریب قصبہ الیاماس کی گرجہ کو ترکون نے ناپاک کر دیا ہے۔ اوس نامہ نگار نے اس روایت کی صدق و کذب کی خود کوئی تحقیقات نہ کی آخر مین وہ بہت مبالغہ آمیز پائی گئی ہین کینیڈیا مین سب سے پرانے یونانی گرجا کو دیکہنے گیا۔ اوس مین فقط ایک پادری باقی رہ گیا تہا۔ باقی تمام نیک بخت پادری اپنی شامت اعمال سے ڈر کر سچے عیسائیون کیطرح شہر سے دم دبا کر بہاگ گئے ہوئے تہے۔ اس شہر مین ہزارون مسلمان مہاجرین پناہ گزین تہے۔ گرجہ کے پادری بہاگ چکے تہے۔ وہ بالکل خالی پڑا تہا۔ اور کوئی اوسکا محافظ نہ تہا۔ یہ خیال کرو کہ کسی نہ کسی رات مین اس کو آگ لگا دینا کیسا آسان امر تہا۔ مگر عمارت کو ذرہ بہر نقصان نہین پہونچایا گیا حتی کہ کہڑکیون کا ایک شیشہ تک بہی نہین توڑا گیا۔ اب یہ عیسائی نیک بخت ہی بتائین کہ کینیڈیا خانیا اور ریتمو کے شہرون سے باہر مسلمانون کی کتنی مسجدین قائم و استادہ رہنے دیگئی ہین؟۔ ایک بہی نہین!!! خیر یہ تو غیر مہذب کریٹی عیسائیون کی کرتوت ہے ایرلینڈ کے صوبہ السٹر کے جہان تقریبًا تمام باشندے پروٹسٹنٹ مذہب رکہتے ہین اور اعلی درجہ کے مہذب ہین آیرلینڈ کے باقی تین صوبون مین زیادہ کیتہولک آبادی ہے) کسی ہر ضلع مین اگر رومن کیتہولک گرجہ کے معتقدین اوسے خالی چہوڑ جائین تو بتاؤ وہ کسی کو اوڑا اور کہڑکیان کتنی مدت صحیح سالم رہنے پائین گی؟۔ یہ کہنا کہ عیسائی عورتون اور بچون کو بے لگام ترک قتل کر رہے ہین محض مجذوبانہ بکواس ہے۔ اس قسم کی کوئی حرکت ترکون سے سرزد نہین ہوئی۔ پچہلے دنون کینیڈیا گیا تو تین عیسائیون نے مجہکو اطلاع دی

استحقاق رہے۔ اور ترکی افواج جزیرہ کے قصبات سے واپس بلالی جائیں سفرائے کمیٹی کو ساتھ ہی متنبہ کر دیا کہ اگر یہ تجاویز مسترد کی گئیں تو پھر یوروپ کو کریٹیون سے کوئی ہمدردی نہیں رہجائے گی۔ مگر معاملہ مصالحت کی حد سے گذر چکا تھا۔ اور دربن اثنا کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷) کہ باغی یونانیون کی ایک جماعت موضع ایلیا پر دھاوا کر کے ابھی واپس آئی۔ اور دو عیسائیون کو اپنے ساتھ لائی ہے میں نے ان سے کہے لئے کو نہ کو نہ شہر کا چھان مارا۔ پر وہ کہین نہ ملے۔ اور آخرکار مخبرین پر چند جرح کے سوالات کرنے سے واضح ہوگیا کہ انکی روایت خالص افسانہ گھڑت تھی۔ باقی رہی لوٹ مار سو کسی عیسائی کے مکان کو جو قصبہ کے باہر ہو لوٹنا اوسیقدر فائدہ بخش ہے جتنا کہ لکڑیون کے جل گئے ہوئے ڈھیر کو لوٹنا۔ عیسائی اگر اپنے مکانون مین جا کے ہی باقی نچھوڑ کر اندرونی مقامات جزیرہ کو بھاگ گئی ہون تو ترکون نے انہین کے لوٹنا کیا تھا۔ مین نے ان مکانون کے سوختہ ملبہ پر گاہ بگاہ چند مردون و عورتون کو خاک چھانتے دیکھا ہے جس سے اُن کو لوہے کی پرانی میخون اور کیلی کانٹون کے سوا اور کچھ نہین ملتا۔ شہرون مین عیسائیون کے جو مکان کھڑے رہگئے ہین اب اونکی کماحقہ حفاظت یوروپین افواج کے بہ تروال کرتے ہین۔ کیونکہ پولیس کے فرائض ان نوجون کو تفویض کر دیئے گئے ہین۔ لیکن اس سے یہ قیاس کر لیا جا کہ یوروپین نوجون کی آنے سے پہلے ترک ان مکانون کو لوٹتے رہتے تھے۔ انگریزی نوجکو دخلہ سے پہلے مین کینڈیا مین دو راتین مقیم رہا۔ جبکی نسبت عیسائیون نے مشہور کر رکھا تھا۔ کہ مسلمان ہر رات عیسائیون کے خالی مکانات کو لوٹا کرتے ہین۔ مگر مینے اس تاخت و تاراج کی کوئی علامت نہ دیکھی۔ گو مین گھنٹون گلیون مین پھرتا رہتا تھا عیسائیون کو بھاگ جانے کے لیئے کافی وقت بلگیا تھا۔ اور وہ کوئی قیمتی چیز پیچھے نہ چھوڑ گئے۔ شہر نا ہر دن مسلمان مہاجرین سے بھرا پڑا ہے۔ جو مال متاع سب کچھ چھوڑ کر صرف اپنی جانین عیسائیون سے بچا کر جنہون نے انکے گھرون کو خاک سیاہ اور اُن کے اعزہ و اقربا کو بکریون کی طرح ذبح کر ڈالا ہے۔ بھاگ آئے ہین۔ یہ قسمت مہاجرین ہر وقت فاقہ کشی کے کنارے پر رہتے ہین۔ گورنمنٹ کے لئے اتنے ہزار بھوکون کے واسطے کھانا بہم پہونچانا ناممکن ہے۔ ۱۸ مارچ تک ان لوگون کو جو مقدار غذا کی ملی ہے وہ فی کس تین پاؤ یومیہ تھے۔

مسٹر بنٹ نے اس اندازہ مین غالباً سخت غلطی کھائی ہے۔ ہم کیل مین وقتاً فوقتاً ترکی سے مہاجرین کی امداد کمیٹی کی ہزاریوری آئی پہونچنے کی خبر درج کرتے رہے ہین۔ مگر پھر بھی ظاہر ہے کہ ان بیچارون کی حالت واقعی بہت قابل رحم ہوگی کیونکہ جب برٹش گورنمنٹ جیسی اول حکومت چند لاکھ فاقہ کشون کو مفت کھانا نہین دے سکتی۔ اور اسے مجبوراً چندہ کی درخواست کرنی پڑی تو ٹرکی کئی لاکھ خانمان برباد گرد گان کو دو وقت کب شکم سیر کر سکتی ہے (ایڈیٹر) یہ فاقہ کش اگر کبھی کبھار عیسائیون کے خالی شدہ گھرون سے کوئی بالکل بے قیمت اور ناکارہ سی چیز اوٹھا لین۔ تو بتاؤ یہ کونسی اچنبے کی بات ہوگی یا اسکو کون تاخت و تاراج تصور کریگا۔ باغیون نے جیسا کہ خود اُن کے ایک سرگروہ نے مجھسے بیان کیا عرصہ دراز سے مسلمانون کی کوئی جایداد کسی قسم کی بھی باقی نہ چھوڑنے کا مصمم ارادہ ٹھان لیا ہوا ہے اور جزیرہ کے اندرون مین سرسری طور پر گذر نے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اونہون نے اپنے ارادہ کی کیسی کامل تعمیل کر دی ہے۔

مارالعلوم مین مسٹر ڈلن یہ شخص آیرش جماعت کا ممبر اور پکا منفسد ہے۔ ایڈیٹر) اور دیگر اشخاص باغی یونانیون کو اجنکو غلطی سے عموماً ترکی باقاعدہ سپاہیون سے تمیز نہین کیا جاتا یعنی اُن کو بھی نظام فوج کی سپاہی سمجھا جاتا ہے) خونخوار بدمعاش بتاتی ہین اور کہتی ہین کہ

کئی خونریز معرکہ آرائیان ہو چکی تھین ترکون کو بتاریخ ۲۳ جولائی ۱۸۹۶ء بمقام ریتی مو اور پھر ۱۶ اگست کو بمقام کینیا (خانیان) شکست ملی۔ اِس فتح کے حصول پر جزیرہ کے تمام اضلاع کے (عیسائی) نائبون نے جماعت مصلحین کی جگہہ اپنی عارضی گورنمنٹ قائم

(بقیہ حاشیہ ۲۸) کشت و خون اور لوٹ مار کے لئے یہ ہر وقت قصبون سے باہر نکلکر دھاوے کرتے رہتے ہین لیکن امر واقع یہ ہے کہ ترکی نگرانی کی چوکیون (جو قصبون کے باہر ہین) اور باغیون کی لینون کے درمیان جو قصبات کے گرد محاصرہ کئے پڑے ہین۔ کوئی چیز موجود نہین جسکو باشی بزوق لوٹ سکین۔ اور نہ کوئی انسان پایا جاتا ہے جسے وہ قتل کرین یہ بالکل درست ہے کہ یہ ترکی بیقاعدہ سپاہی بعض اوقات شہر سے باہر نکلا اوسکے مضافات مین ایک آدہ زیتون کا درخت جو عیسائی کی ملکیت ہو۔ جلا دیتے ہین یا ایندہن کیلئے اسے کاٹ لیتے ہین۔ مگر ایسے واقعات بہت شاذ و نادر ہوتے ہین۔ مین کئی دفعہ ترکی چوکیون سے پرے تک گیا ہون۔ اور ذاتی مشاہدہ سے یہ امر بیان کر رہا ہون۔ اسکے ساتھ ہی یہ کبھی فراموش نہ کرنا چاہئیے کہ مسلمان آبادی کے حصہ کثیر کی فصلین اور انگورون کے باغ اسوقت ان کے دشمنون (عیسائیون) کے قبضہ مین ہین۔ باقی رہا بندوقون کی باڑہین چلانا۔ اسبارہ مین ہمیشہ ابتداء عیسائیون کیطرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت ترکون پر آتشباری کرتے رہتے ہین۔ مگر ترک شاذ و نادر جواب دیتے ہین کیونکہ ایک تو طاقتون نے ان سے درخواست کر رکھی ہے کہ حتی الامکان وہ آتشباری سے پرہیز کرتے رہین۔ دوسرے کریٹی چٹانون کی اوٹ مین بیٹھکر جب ترک کو دیکھتے ہین۔ اسپر بندوق داغ دیتے ہین۔ اور خود ایسے محفوظ ہوتے ہین کہ انکو گولی کا لگنا قریباً ناممکن ہوتا ہے۔

قصبہ نیروکوری مین مسٹر ملٹن پرائیر مین اور ایک ترکی افسر ایک مکان کی چھت پر چڑہے تو فوراً ہی تین گولیان ہمارے سرون پر سے سرسراتی ہوئی گذر گئین جن کو باغیون نے مقابل کی پہاڑی کی چوٹی سے سر کیا۔ باشی بزوقون نے باغیون اور یوروپینون کی ایک جماعت پر جو صلح کے سفید جہنڈے کی پناہ مین جا رہی تہی بندوقین چلائی تہین۔ اسپر مسٹر لبوشر (مالک ایڈیٹر اخبار ٹرتھ) نے پارلیمنٹ مین وہ اودہم مچایا تھا کہ الامان۔ مین ان باشی بزوقون کیطرف سے کوئی وکالت تو نہین کرتا۔ مگر اپنے ذاتی تجربہ سے اسقدر جانتا ہون کہ سفید جہنڈا عیسائی بندوقچیون کی گولیون سے مطلقاً کوئی حفاظت نہین کر سکتا۔

پچھلے دنون مین جتنے واقعے ہوئے ہین۔ تقریباً ان مین باغیون نے ابتداء کی چند ہفتے گذرے ہین انہون نے آسٹریا کے جنگی جہاز سیبنیکو پر جان بوجھکر بندوقین چلائین۔ اور چالیس سے زیادہ گولیان جہاز کو لگین۔ مین کشتی پر سوار ہوکر بمقام ریتمو جہان یہ واقعہ گذرا گیا۔ اور عیسائی سرغنون سے دریافت کیا کہ انہون نے یہ اشتعال دلانے والی حرکت کیون کی؟ جواب ملا کہ ہم نے جہاز سیبنیکو کو ترکی کروزر سمجھا تھا۔ یہ انکا بدیہی جھوٹ ہے۔ ۔۔۔۔۔ وہ ترکی نشان کو خوب جانتے ہین اور آسٹریا کا نشان جہاز پر صاف دکھائی دیتا تھا مقامات ملاکسا کیپ اکیڈی عزیزالدین ورکتا سلی پر جسقدر حملے ہوئے ہین وہ سب عیسائیون نے بلا وجہ اور خود بخود کیئے۔ امیر البحرون نے باغیون کو اطلاع دی کہ مقام ملاکسا کے اردگرد جو ترکی گڑھیان ہین وہان باغی ضرور رسد پہونچ جانے دین۔ اسکی تعمیل یہ ہوئی کہ کرنیل واسوس نے اطلاع ملتے ہی تین سپاہی توپین علی کیا نو سے کو نطوپولو بہیجدین تاکہ دوسرے دن ملاکسا پر حملہ کرنیکے لئے تیار رہین۔ کئی نامہ نگارون نے بڑی کوشش سے باغیون کیطرف سے یہ عذر پیش کیا ہے کہ ان کو امیر البحرون کے مشترکہ مراسلہ کے مضمون سے آگاہی نہین ہوئی تھی۔ یہ محض غلط ہے باغیون کے

کری جب معاملہ اس انتہائی حد تک پہونچگیا تو ۲۹ اگست کو سلطان المعظم نے باغیون کو سفرائے دول کی تجویز کردہ رعایات عطا کردین اور ۵ ستمبر کو اونہین باغیون کے نائبون نے بہی قبول کرلیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹) کم از کم تین سرغنون سعادی کلو جلیبل و ربا نوسی کو پورا علم تہا۔ کیونکہ جس وقت توپ خانہ پہونچا ہے اون کے پاس تہا اور اونہون نے مجہکو اوسکی اچانک موجودگی کی وجہ بتادی تہی۔ اگر بفرض محال عیسائی باغیون کے سپاہیوں اور دیگر فہمرون کو امیر البحر وانسجیہ مراسلہ کا علم نہ ہوا تو اوسکی ذمہ داری کرنیل وا سوس اور سرغنہ باغیون پر ہے۔ ملاکسا کی لڑائی سے دو سرے دن کیرا طیدی پر حملہ کرنے کی تجویز تہی۔ مگر صبح کے تین بجے بمقام کو نطو پو لو ہمین یہ خبر سنا کر بیدار کیا گیا کہ ترکی سپاہی گڑہی کو چہوڑ گئے ہین قلعہ جزیرالدین اور کستیلی پر اس کے بعد باغیون نے حملے کرے۔

یوروپیین امیر البحر نہایت ہی سخت مشکل مین گرفتار رہین۔ وہ تا تصفیہ مسئلہ کریٹ امن قائم رکہنے کے مشترکہ کام پر مامور کئے گئے مگر جس کام کو وہ اپنی اپنی گورنمنٹون کی غیر مستقل مزاجی اور باہمی رشک و حسد کیوجہ سے باحسن وجوہ پورا نہین کرسکتے تاہم کوئی منصف مزاج باشندہ کریٹ انکار نہین کرسکتا۔ کہ یوروپین بیڑون کے کمانڈر غایت احتیاط اور اعتدال سے کار فرما ہوتے ہین اسپر بہی یوروپین اخبار نگار ان کو برا اور ناقابل فہم کارکر دیتے ہین اور انپر الزام لگاتے ہین کہ وہ عیسائیون پر بلا وجہ گولہ باری کرتے ہین اور باغیون کے ساتہ کبہی کامیابی سے مصالحت کی گفتگو نہین کرسکتے۔ کیونکہ یہ کام صرف قونصلون کا ہے جس کو خواہ مخواہ وہ اپنے ہاتھ مین لئے ہوئی ہین۔ لیکن جس شخص کی آنکہون کو تعصب نے اندہا نہ کردیا ہو وہ کنڈالون کی شرک پر باغیون پر گولہ باری کئے جانے پر کبہی حرف نہین رکہ سکتا جنگی جہاز سے فقط ایک ہی گولہ چلایا گیا اور لی سٹے فورٹ انفلیون کی باڑہ ماری گئی تہی جس سے ان بدمعاشون نے جو بے پناہ اور بیکس مسلمان مہاجرین اور ان کے محافظ سپاہیون پر جہپٹ پڑتے تہے۔ بیدردہ ہلاک ہوئے اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یہ بدبخت بیکڑون بیگناہ مسلمانون کا خون کر ڈالتے۔ دوسری گولہ باری باغیون پر بمقام خانیا کی گئی تہی۔ شہر کو ان چشمون سے پانی بہم پہونچتا ہے۔ جو فصیل سے باہر بیرونی مورچون کے احاطہ مین واقعہ ہین۔ باغی ان مورچون پر قابض ہونا چاہتے تہے۔ قابلترین جنگی و بحری ہل کرنے صاف کہدیا کہ اگر باغی قابض ہوگئے تو شہر پیاسا مرجائے گا۔ چنانچہ امیر البحر وانسجی باغیون کو متنبہ کردیا کہ شہر کے بیرونی مورچون پر ان کو حملہ آور نہین ہونے دیا جائیگا۔ ایسا کرچکنے کے بعد یہ کس طرح سے ممکن تہا کہ وہ باغیون کے ہاتھون شہر کی سلامتی کو معرض خطر مین پڑنے دیتے۔ وہ بیرونی قلعون اور مورچون کی سپاہیان کی سلامتی کے اخلاقاً ذمہ دار ہو چکے تہے۔ باین ہمہ بمقام ملاکسا باغیون پر گولہ باری کئے جانے پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کیگئی ہے۔ ایک سرآوردہ انگریزی اخبار مین تا شایع ہوا کہ یہ باغی یوروپین جہازون کی اچانک گولہ باری کی مطلقاً کوئی وجہ نہ سمجہہ سکے۔

لیکن مین اوپر بتا چکا ہون کہ کرنیل وا سوس نے مشترکہ مراسلہ کا جواب قلعہ مذکور پر حملہ کرنیکی صورت مین دیا۔ جس مراسلہ کا مضمون باغی سرغنون کو بخوبی معلوم تہا کیونکہ لڑائی سے ماقبل کی رات جب مین اونکے ساتہ کہانا کہا رہا تہا تو انمین سے ایک نے مجہہ سے کہا۔ ”ہم سنتے ہین کہ کل ہم کو تمہارے چند گولے دیکہنے پڑین گے“ اس گولہ باری کا مدعا عیسائیون کو قتل کرنا نہ تہا۔ بلکہ اونپر صرف یہ واضح کردینا تہا کہ ان کو قلعہ ملاکسا پر قابض نہین ہونے دیا جائیگا۔ اسلئے پہٹنے والے اور دہماکہ دار گولون کی بجائے جو باغیون مین تباہی برپا کردیتے فقط معمولی گولے چلائے گئے۔

مگر اس فساد کی حرارت جزیرہ سے باہر تک اثر کر چکی تھی۔ اس سے یونانیون کی قومی و مذہبی پرجوشی پھر تازہ ہوگئی تھی۔ کل یونانیون کو
ایک سلطنت کے ماتحت متحد و متفق کرنے کا خیال ہر کس و ناکس کے دل مین پھر بشدت رائج ہوگیا تھا۔ اور یونانی اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰)۔ اور کل معرکہ مین جو ساڑھے پانچ بجے صبح سے چار بجے شام تک گرم رہا۔ اور جسمین یورپین جہازون
نے صرف دس منٹ گولہ باری کی عیسائیون کے زیادہ سے زیادہ تین آدمی ہلاک ہوئے۔

یونانیون کے طرفدارون کی تقریرون مین جن سے ہمارے اخبار اور رسالے لبریز ہو رہے ہین۔ اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ باغیون کو فاقہ
مارنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پارلیمنٹ مین گورنمنٹ پر الزام لگایا گیا کہ وہ اب باغیون کو بھوکا مار کر مطیع کرنے کی غرض سے بحری محاصرہ کر رہی ہے۔
اسیطرح تھوڑا عرصہ ہوا۔ لنڈن کے ایک عام جلسہ مین ایک مشہور ممبر پارلیمنٹ نے بیان کیا۔ کہ لارڈ سالسبری کا ایسا کرنا انسانیت پر ایک سخت
نفرت انگیز حملہ ہے۔ یہی واویلا کریٹ والے محاصرہ پر کر رہے ہین۔ الغرض اس مفروضہ فاقہ دہی کو دول کے طریق عمل کی مخالف خفگی آمیز تقریرون
اور تحریرون مین سخت کراہیت انگیز اصرار سے استعمال کیا گیا ہے۔ مگر امر واقع یہ ہے کہ عیسائیون مین کسی جگہہ بھی فاقہ کشی نہین پائی جاتی نہ
غالبًا آیندہ پائی جائیگی۔ جزیرہ کے اندر جس طرف جاؤ سامان خوراک بافراط موجود پاؤگے۔ گوشت بسکٹ۔ ترکاری۔ پھل و شراب سب جگہہ
بکثرت اور گندمی روٹی کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ کونطوپولو۔ علی کیانو۔ اور تمام دوسرے مقامات مین جہان یونانی یا باغی جمع ہین۔ شراب خانے
اور نانبائیون کی دوکانین خوب رونق پر ہین۔

علی کیانو مین میرے اور میرے چار دوستون کے کھانے پر جس مین اعلےٰ قسم کا گوشت۔ شراب۔ اور میوہ جات موجود تھے۔ چار فرنک سے کچھ زیادہ
(دھیلے) خرچ آئے۔ دودھ پر یہان کچھہ خرچ ہی نہین آتا۔ اور بڑا مرغ فرنک سے کچھہ زیادہ پر ملجاتا ہے۔ بھائی ایسا قحط تو کل یورپ مین ہوا!!۔
علاوہ برین ان بدبختون نے مسلمانون کے گھرون کو توڑی باقاعدگی سے لوٹا۔ اور جلایا۔ مگر ان کی فصلون اور ان کے گوداموں کو آیندہ کے
استعمال کے لئے بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا۔ باغیون کا خود اپنا بیان ہے کہ اگر محاصرہ ایسا کامل و سخت ہو کہ باہر سے کوئی چیز نہ آنے پائے تو
بھی ہم دو برس کے لئے کافی سامان خوراک رکھتے ہین لیکن در اصل کریٹ جیسے جزیرہ کا محاصرہ ایسا مشکل ہے۔ کہ لاکھہ نگرانی کرو۔ پہونچنے والے
ہر وقت پہونچتے رہینگے۔ چند ہفتون کی بات ہے کہ جنوبی ساحل پر پانسو رائفل۔ ایک سو دس صندوق کارتوس کے۔ اور بسکٹون۔ مٹرون
اور آلوؤن کی سو بورے کامیابی کے ساتھہ اتار دیئے گئے۔ اور ۲۷ مارچ کو بسکٹون کے پچاس بورے خانیہ سے چھہ سات میل کے اندر علی کیانو
کے قریب خشکی پر اتارے گئے۔

قصہ مختصر یونانیون کے پرجوش حامیتون کی یہ خوفناک کہانیان کہ کریٹ کے عیسائی دول یورپ کے جور و ظلم سے فاقہ کشی کی حد تک
پہونچ گئے ہین عجیب مضحکہ خیز اور ساتھہ ہی نقصان رسان بھی ہین۔ بفرض محال کریٹ کے اندرونی حصہ مین اگر گرانی موجود بھی ہو تو اس کے
ذمہ وار کرنیل واسوس اور یونانی گورنمنٹ ہوگی جب تک کہ دول جزیرہ کو خالی کیئے جانیکا مطالبہ کرتی رہین وہ کسیطرح بھی سامان جنگ کو بغیر
جزیرہ مین داخل نہین ہونے دیسکتیں اس مین کلام نہین کہ بحری محاصرہ باغی اور یونانی دونون کو ناگوار ہے۔ مگر اس سے اون کو فقط خیالی تکالیف
پہونچتی ہین۔ نہ کہ واقعی جسمانی۔ جہان تک مجھے علم ہے۔ علی کیانو کے کیمپ مین سامان آسایش و آرام اور ضرورت

قومی غرور و زعم کو سہلانے کے لئے طرح طرح کی طفلانہ حرکات اور نمائشون کی مرتکب ہو رہی تھی (اسی پر جوشی سے متاثر ہو کر یا بطمع ملک گیری
یونانی گورنمنٹ نے جو بطور سابق ان فسادون میں بھی باغیون کی در پردہ امداد کرتی رہی تھی اب کھلم کھلا ایک فوجی دستہ کرنیل واسوس
کے زیر کمان اور ایک جنگی بیڑہ پرنس جارج کے ماتحت کریٹ کو بھیجدیا۔ مترجم)۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱) - کی کوئی چیز ایسی نہیں جو موجود نہ ہو۔ ڈاک کا انتظام البتہ وہ بصورت موجودہ یونان کے ساتھ ٹھیک اور باقاعدہ
نہیں کہہ سکتے تاہم کرنیل واسوس تی آیتون کے ذریعہ سے راہ جزیرہ سیری گو اتھنز سے بآسانی خط و کتابت کر سکتا ہے۔ اگلے دن کی
بات ہے کہ مین نے ایک نامور اخبار مین یہ تار جو اوس علی کیانو سے بھیجی گئی تھی بڑے تعجب کے ساتھ پڑھی کہ "محاصرہ کی وجہ سے باغی مجروحین اکثر سامان
اور ادویات سے بھی محروم ہین اور ان بیچارون کو اپنی صحت یابی وقت اور طبیعت پر چھوڑنی پڑتی ہے" حالانکہ خود ایک یونانی فوجی ڈاکٹر نے مجھ
سے ذکر کیا کہ علی کیانو کے ہسپتال مین آلات جراحی اور تمام سامان ہر قسم کا مکمل موجود ہے۔ امر خفیہ یہ ہے کہ جو لوگ گرانی غلہ کی مصیبتین
برداشت کر رہے ہین۔ اور جو حکام کی مدد نہ ملنے کی صورت مین عنقریب فاقہ کشی کی نوبت تک پہونچ جائینگے۔ وہ یونانی اور عیسائی
نہین ہین۔ بلکہ وہ مسلمان مہاجرین ہین جو اپنے تباہ شدہ گھرون سے شہرون مین بھاگ آئے ہین۔ اب تک ترکی حکام ان بدبخت پناہ
گزینون کی تا بمقدور دستگیری کرتے رہے ہین۔ مگر ان کا بیان ہے کہ ہم ان کو اب کھانا نہین دے سکتے کیونکہ اس غرض کے لئے ہمارے پاس
کوئی روپیہ نہین (اے مسلمانان ہند مظلومان کریٹ کی مفلوک الحالی کی کیا تم کوئی اس سے بڑھ کر تصدیق چاہتے ہو۔ ایڈیٹر) کیا اچھا
ہو اگر اوس ہمدردی کا جو ان نیک بخت عیسائیون کی خیالی مصائب پر ضائع کی جا رہی ہے کچھ تھوڑا سا بھی حصہ نامراد و تباہ
مسلمانان کریٹ کی طرف منعطف کر دیا جاوے۔ جو اپنا کل خان و مان برباد اور کل اثاثہ غارت کر چکے ہین اور ہر روز فاقہ کشی کی بھیانک
دیو کو اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہے ہین۔

باشندگان انگلستان کے دلون مین ہمدردی پیدا کرنے اور ان سے امداد حاصل کرنے کی غرض سے یونانیون اور باغیان کریٹ نے
ہم مذہبی کا واسطہ دلا کر بیشمار اپیلین کی ہین۔ انگلستان مین بغاوت کریٹ کے متعلق مباحثون مین فقرہ "مظلوم عیسائیان" نفرت
انگیز تکرار سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ مین عیسویت کے مضمون کا کسی طرح بھی داخل ہو جانا نہایت قابل افسوس رہا ہے۔ کیونکہ
علاوہ دیگر وجوہات کے دوسرے لوگون مین ہمدردی پیدا کرنیکا ذریعہ بنانے کی غرض سے کریٹیون کو عیسائی کے نام سے پکارنا لفظ "عیسائی" کو ناپاک
کرنا ہے۔ یہ الٰہی "عیسائی" عاجز و معصوم عورتون و بچون کو ابلیسانہ خونخواری کے ساتھ نہایت ٹھنڈے دل سے قتل کرتے ہین اور یہ کل
ناگفتہ بہ افعال ان سے اونکے پادری کراتے ہین جو فی الواقع بھیڑون کے لباس مین بھیڑئے ہین۔ اس بہانہ پر کہ وہ اس جنگ کو جہاد کہلانیکی
گنجائش نہین رکھتا اونہون نے مسلمانون کی جایدادون و جانون کے باقی نہ چھوڑنیکا قطعی فیصلہ کر دیا ہے جو کچھ جور و ظلم ہمارے ان ہم
مذہبون (طنزاً) نے تعصب مذہبی و دشمنی کی بناء پر مسلمانون پر توڑے ہین۔ اونکے بیان کرنیکا قلم کو یارا نہین۔ مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب
کہ عیسائیون نے وہان کے مسلمانون کو ہتھیار دیدینے کے لیے کہا۔ مسلمانون نے (اور یہ بالکل طبعی امر تھا) اپنی بندوقین دینے سے انکار کر دیا کیونکہ
پاس صرف یہی ایسی چیز تھی جس سے وہ اپنی اور اپنے قبائل کی حفاظت کر سکتے تھے۔ اسپر عیسائیون نے اونپر حملہ کیا۔ اور مسلمانون نے جو تعداد مین

یہ رنگ دیکھکر دول یورپ نے باتفاق رائے یونانی گورنمنٹ کو مراسلہ بھیجا کہ سلطان المعظم نے عیسائیوں کیلئے انکو سیاسی حقوق حاصل ہونے کے اصول پر کریٹ کو اندرونی خودمختاری عطا کرنا منظور کر لیا ہے! واضح ہو کہ عنقریب ... آمد ہوئے ...

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) تخمیناً دو ہزار مرد اور بچے تھے مجبور ہو کر مسجد میں پناہ جا لی۔ عیسائیوں نے اُنپر کھڑکیوں اور دروازوں سے گولیاں چلائیں اور مسجد کو آگ لگا کر انکو باہر نکلنے پر مجبور کرنے کیلئے لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں تب مسلمانوں نے چاہا کہ نکلیں عیسائیوں کو بیچ بکگروہ رہی نہ ہوئے۔ اور اور زیادہ تیزی سے محصورین پر حملہ کیا۔ انہوں نے مسجد کی چھت میں سوراخ کر لیا۔ اور اسمیں سے مسلمانوں پر گندھک مٹی کا تیل اور جلتی ہوئی لکڑیاں پھینکیں۔ اسوقت عورتیں چلا اٹھیں۔ ہماری جانیں نہ لو۔ ہم سب کچھ کرنے کو تیار ہیں اور جس قسم کی حکومت ہمیں منظور ہے۔

مگر کسی شقی کو رحم نہ آیا۔ اور انکی التجاؤں کی کوئی پروا نہ کیگئی بہت سے دم گھٹ کر مر گئے۔ اور باقیماندوں نے آگ سے آہستہ آہستہ مرنے پر عیسائیوں کی خنجروں اور گولیوں سے ہلاک ہونیکو ترجیح دیکر مسجد سے باہر نکلنے کی ٹھان لی جب وہ باہر آئے تو قتل عام شروع ہو گیا۔ پھر بھی چند سخت جان بچ رہے انمیں سے بعض نے ایک غار میں پناہ جا لی جسکا پتہ بارہ دنوں کے بعد دشمنوں کو لگ گیا۔ عیسائی بہادروں نے ان باقیماندہ مسلمانوں کو بھی غار کے اندر ہی جلا دینے کی نیت سے پھر لکڑیاں جمع کر لیں چند ایک کو دھوئیں اور آگ سے ہلاک کر دیا مگر میں نے سنا ہے کہ تین دن بعد تین باغی سرغنہ میکاکیس ایک پاس اور ایک اور وہاں پہنچ گئے۔ اور اپنے ساتھیوں کو آگ بجھا دینے اور بچے ہوئے مسلمانوں کو رہائی دینے پر آمادہ کر لیا جنمیں سے تیرہ کس بطور یرغمال رکھ لئے گئے۔ اور بھی نہایت پختہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ عیسائیوں نے گرفتار شدہ مسلمانوں کی عورتوں اور لڑکیوں میں سے بعض کی عصمت بگاڑی۔ کینڈیا کے ہسپتال میں جہاں زخمی مہاجرین کی ایک جماعت زیر علاج ہے میں نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا کہ جب عیسائی ایک بخت غالب آجاتے ہیں بے پناہ عورتوں اور بچوں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ ایک حسین اور خوبصورت لڑکی کو چاقو کے نہایت خوفناک تین زخم پہنچے تھے۔ دو سر پر تھے۔ اور ایک پہلو پر۔ ایک دوسری عورت کے کان کاٹ لئے گئے تھے۔ اور ایک بچے اور معصوم بچہ کو ایسی سنگدلی سے زخمی کیا ہوا تھا۔ کہ وہ مر گیا جب بعد میں میں نے باغیوں کو ان مظالم پر ملامت کی۔ تو جواب ملا کہ دول یورپ کو یقین دلانے کیلئے کہ باغیوں نے ایسا کیا ہے۔ خود مسلمانوں ہی نے اپنی بیویوں اور اولاد کو زخمی کیا ہے!!!

میں تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے کیا ہزیان اس قدر بک دیا تھا کہ میں اسپر یقین کرونگا۔ گریان دو نادان مستورات نے جن میں سے بعض ایسی تھیں کہ کل خاندان میں صرف وہی باقی بچی تھیں جو حالات مجھکو سنائے انہیں اکثر سنکر کلیجہ پھٹ جاتا تھا۔ کینڈیا کی عدالت فوجداری کے حاکم اعلےٰ نے مجھسے ذکر کیا کہ ڈفنی اور سیٹیا کے قتل عام میں اکیلے میرے ۲۳ رشتہ دار ناحق قتل کئے گئے ہیں۔ ایک دو یونانی افسروں کی جد و جہد کی طفیل ملکسا کے بہادر ترک محافظین کی جانیں بچ گئیں۔ لیکن اگر اطالین اور یونانی اسیران جنگ کی برابر نگرانی اور حفاظت نہ کرتے رہتے تو کریٹی کمال شقاوت قلبی سے ایک ایک کو چن کر گولیوں سے مار دیتے۔ پھر بھی ہاگرو مل عظام نے کرنیل واسوس کو اسیران جنگ یونان کو بھیجنے کی اجازت نہ دیتی تو بحری محاصرے والے قیدیوں کے قتل کیلئے جو بعد میں گرفتار ہوں یہ بہانہ ہوا کریگا۔ باغیوں کے سرغنہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اسیران جنگ اور دیگر قیدیوں کو قتل کر دیتے رہے ہیں۔ اور یہ ہمارا عام قاعدہ ہے

یا امر الیونانی گورنمنٹ کو بھیجا جانا چاہئے۔ ورنیولا روس نے جرمنی - آسٹریا اور فرانس کی رضامندی سے اس سے زیادہ مضبوط الفاظ میں دول
کی - روسی سفیر متعینہ ایتھنز کی معرفت ۱۵ ر فروری ۱۸۹۷ء کو صاف صاف دو ٹوک مطالبہ کیا گیا کہ یونان تین دنوں کے اندر کریٹ سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) - تیرہ جان توڑ حملے کئے تھے (نامہ نگار ۱۸۷۷ء کے جنگ روم و روس میں سلیمان پاشا نے روسی فوج پر درہ شپکا کی بلندیوں
پر جو حملے کئے تھے انکی طرف اشارہ کر رہا ہے - ایڈیٹر) اگر ذکا بی تعداد میں ہوں اور ساتھ ہی انکو آزادی بھی دیدیجائے تو طرفۃ العین میں کریٹ
کی پہاڑیوں سے ان کریٹی کتوں کی جماعت کو نیست و نابود کر دیں۔

اسکے بعد نامہ نگار موصوف نے ذاتی مشاہدہ و تجربہ اور واقعات سے ثابت کیا ہے کہ کریٹی ایسے جاہل مطلق ہیں۔ کہ انکو فی الحقیقت معلوم نہیں
کہ وہ کیلئے ٹرکی سے جنگ کر رہے ہیں - اکثر دہقانی تو محض اسلیئے لڑ رہے ہیں کہ انکے آباؤ اجداد ترکوں سے لڑتے چلے آئے ہیں - اور اسکو اپنا فرض
سمجھتے ہیں۔ مگر یہ تمام فتنہ و فساد اصل میں یونانیوں نے بھڑکایا ہوا ہے کریٹی الحاق اور خود مختاری میں بھی کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ یونانی اور
لاطینی مفسد جس پہلو پر چاہتے ہیں ان کو چلا رہے ہیں - ان لوگوں کو ایسا بہکایا گیا ہے کہ جب ان سے پوچھو کہ کیا چاہتے ہو تو طوطے کیطرح
فوراً جواب دینگے کہ کریٹ کو یونان سے الحاق کر دیا جاوے - اور جبتک ہمارا ایک فرد بھی رہے آٹونومی (اندرونی خود مختاری) تسلیم نہ کریں گے
انکی سفاہت اسی جواب سے مترشح ہو رہی ہے - یہ لوگ آزادی کیلئے نہیں بلکہ اپنی جہالت سے یونان کی حرص ملک گیری کو پورا کرنیکے لئے اپنی
جانیں ضائع اور جزیرہ کو برباد کر رہے ہیں مگر یونان کو ان سے کوئی دلی الفت نہیں۔

اس بحث کو ختم کرکے مسٹر بینٹ دول یورپ کی باہمی شکوک رقابت کی وجہ سے مسئلہ کریٹ کی اب تک غیر منفصل رہنے کا مجملاً ذکر کرکے یوں تحریر
فرماتے ہیں کہ جزیرہ پر ٹرکی کی عملی حکومت تو ختم ہو چکی ہے اور اسکا دانشمند ترکوں کو چنداں افسوس بھی نہیں - وہ جانتے ہیں کہ سلطان المعظم کو
جزیرہ سے کبھی فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ کا درد سر اور شرح کا مصالحہ ہے۔ مگر مشکل درپیش ہے کہ کریٹ میں کیا کسی طرح کی آٹونامی چل بھی سکتی ہے
کیونکہ سلف گورنمنٹ کیلئے باشندگان کریٹ سے پیدا کرنا قابل آبادی کا دنیا پر ملنا مشکل ہے - یونان کے ساتھ الحاق کرنا آٹونومی سے بھی بدتر تجویز ہے
یونان بالکل دیوالیہ ہے - اگر پرائیویٹ اشخاص امداد نہ کرتے تو سرحد تھسلی پر ایتھنز سے فوجیں تک نہ جا سکتیں جو شخص یونان میں رہ کر انکی بد انتظامی
اور رشوت ستانی کو دیکھ چکا ہے وہ کبھی توقع نہیں کر سکتا کہ یونان کی ماتحت کریٹ کی تمدنی و ملکی حالت سنور سکیگی۔

علاوہ بریں جب الحاق کی خوشی ختم ہو جائے گی تو ان خواہشمندان الحاق کریٹیوں کو وہ محاصل اور ٹیکس ادا کرنے پڑیں گے جو ترکوں کے مقابلہ
سے جو خواہ وہ ادا کئے جاتے ہیں یا نہ پانچ گنہ سے بھی زیادہ ہونگے - اور انکی وصولی کیلئے یونان کو کریٹ میں کثیر التعداد فوج رکھنی پڑیگی۔
کیونکہ کریٹی سیدھے ہاتھوں کوڑی دینا جانتے نہیں - اور اتنی فوج رکھنے کی یونان کو وسعت نہیں اور جب معقول فوجی انتظام نہ ہو تو وحشی کریٹیوں
کے ہاتھ سے مسلمانوں کی جان و مال کا بھی خدا حافظ ہوگا

آخر میں صاحب موصوف کو ایک چارہ یہ نظر آتا ہے کہ کریٹ دول عظام میں سے کسی ایک کے حوالہ کیا جاوے - وہ سخت افسوس کرتے ہیں کہ لارڈ بیکنسفیلڈ
نے ۱۸۷۸ء میں قبرص کے فضول جزیرہ کی جگہ کریٹ کیوں نہ سلطان سے مانگ لیا۔ مگر دول کے باہمی رشک و حسد سے اس تجویز کے پورا ہونے کی بھی
امید بہت کم ہے اسلئے دول عظام سے مکرر التماس کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے میں سے کسی ایک کو کریٹ دینا پسند نہ کریں - تو وہ جزیرہ کا اس یونان

بیڑہ اور کل بحری فوج واپس منگوالے - اگر اس نے مزید مزاحمت کی یا مزید مشکلات پیدا کیں یا اپنے آپ کو خود غرض اور اپنا نفع ڈھونڈھنے والے دوستوں کے ہاتھ اور بھنوروں میں آجانے دیا - اور ہمکو شبہ پیدا کرتا رہا - تو روس فی الفور جوابی کارروائی شروع کردیگا - اور یونانی بحری بیڑے کے بحری محاصرہ کا اعلان کردیگا -

الٹی میٹم کا جسے یونان پر بڑا اثر تھا الٹیمیٹم ۲ مارچ ۱۸۹۷ء تک کوئی جواب نہ دیا گیا - تو دول یورپ کے بیڑوں کے امیر البحر نے ۵ فروری کو کریٹیوں کے نام اعلان شائع کردیا کہ یورپین افواج نے تو نیزی کو روکنے کیلئے قصبات کینیا اور سا اکلیتون پر قبضہ کرلیا ہے - اور جب تک مسئلہ کریٹ کا قطعی تصفیہ قرار نہ پائے - یہ قبضہ قائم رہیگا - اس اعلان کا باغیوں نے یونانی بحری کمانڈر کی موافقت سے یوں جواب دیا امیر البحر کے سرغنہ (البین) امیر البحر کانی وارد کو یہ جواب دیا کہ کریٹ اور باب عالی کا باہمی تعلق بالکل منقطع ہوچکا ہے اور کریٹ کی بجز اسکے سوا اور کوئی تصفیہ منظور نہیں کہ جسکے کریٹ یونان کی ساتھ ملحق کردیا جائے - اس جواب پر کئی سرغنہ باغیوں کے دستخط تھے - اور جزیرہ میں آتش فساد بدستور شدت کے ساتھ مشتعل تھی - اور جابجا باغیوں اور مسلمانوں میں مٹ بھیڑ ہو رہی تھی - ۲۰ مارچ کو مسلمان باشندے سامان رسد لانے کیلئے نظام فوج کی پناہ میں کینیا سے باہر نکلے - باغیوں نے ان پر حملہ کردیا اور لڑائی میں کئی مسلمان اور نظام فوج کے سپاہی شہید ہوگئے - اسپر ایک ترکی فرائیگیٹ نے جو بندر میں موجود تھا - باغیوں پر گولہ باری شروع کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵) معقول انتظام کردیں - اور کم از کم اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ وہ یونان کے سپرد نہ کیا جاوے اگر ایسا کیا گیا تو انیسویں صدی کے سخت سنگین جرائم یا بہرکیف نہایت ہی سخت پولیٹیکل غلطیوں میں سے ایک غلطی ہوگی

مگر ہم صاحب موصوف کی خدمت میں مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ابھی تیل دیکھیں تیل کی دھار دیکھیں - ترکی کو اپنی عملی حکومت تو جزیرہ سے اٹھا لینے دو پھر کسی نئے انتظام کا فکر کرنا - جناب والا آپکے دانشمند ترک خواہ کچھ کہیں سلطان المعظم اس ملک کو جو اڑھائی سو برس ہوئے بیس برس کے مسلسل جنگ جدال اور ہزاروں بہادر ترکوں کی خون سے فتح کیا گیا تھا کبھی ایسی آسانی سے اپنے ہاتھ سے نہیں نکلنے دیں گے - اون کے پاس بحیرہ روم میں اس جزیرہ کے سوا جسکے قلعے ناممکن التسخیر ہونے کیوجہ سے بعض سلطنتوں کی نظروں میں بطرح کھٹک رہے ہیں - اور کون کارآمد ٹاپو باقی رہ گیا ہے -

مسٹر ارنسٹ بنیٹ صاحب ہمکو آپکی نیک نیتی پر کوئی شبہ نہیں - مگر غالباً آپ کو معلوم نہیں کہ اگر خدانخواستہ آج کریٹ سے سلطان المعظم کا اقتدار اٹھ جائے تو پھر مصر و ٹیونس پر کسی وقت سلطان کا تسلط قائم ہونا ہی ناممکن نہیں ہوجائیگا بلکہ دوسرے ہی دن شمالی افریقہ کے باقیماندہ ممالک طرابلس بنی غازی اور فیضان اور شام و فلسطین بھی ترکی علم سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو جائینگے - اس امر کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم اسوقت بھی بخوبی جانتے ہیں - اور ۱۸۶۶ء میں بھی بخوبی جانتے تھے - پس آپکا شیخ چلی کے سے خیالی پکاؤ پکانا یا لارڈ بیکنسفیلڈ کی فروگذاشت پر آزردہ خاطر ہونا بالکل بیہودہ ہے +

(۵) یہ بیڑے بظاہر امن کیلئے اور دراصل ایک دوسری طاقت کی حرکات کی نگرانی کرتے رہنے اور دوسری کو دسترس نہ پڑنے کر کوئی خاص اقتدار یا فائدہ حاصل کرنے نہ دینے کیلئے ۱۸۹۶ء میں کریٹ بھیجے گئے تھے - انکی تفصیل کے متعلق واقعات محولہ بالا ضمیمہ میں بتفصیل درج ہیں +

مگر وہ تین گولے ہی چلنے پایا تھا کہ دول اجنبیہ کے امرا البحر نے اوسے روک دیا۔ وہ آتشباری سے باز آگیا۔ اور مسلمان سامان رسد لیکر جھٹ پٹ شہر کو واپس چلے گئے۔ اسی دن باغیوں نے قصبات نکالا ریا اور نیرو کو روکو آگ لگا کر تودۂ خاک بنا دیا۔

جب روس کی دھمکی بھی بے اثر رہی تو ٹرکی نے بسرعت تمام جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں[1]۔ یونان کئی ہفتوں بلکہ برسوں سے یہ تیاریاں کر رہا تھا۔ باب عالی نے سالونیکا حکم بھیجا کہ فوج ردیف کی ۱۷ پلٹنیں یونانی سرحد کو روانہ کر دیجاویں۔ ان پلٹنوں نے

[1] امیر المومنین نے اس واقعہ سے ...... کچھ عرصہ پیشتر کل ہی خواہان سلطنت و خادمان خلافت عظمیٰ کو سلطنت کے استحکام میں مدد دینے کا موقعہ بخشنے کیلئے فوجی درستی و استحکام کیلئے اعانت عسکریہ کے نام سے ایک فنڈ کھول دیا تھا جسمیں اب تک تقریباً ڈیڑھ کروڑ جمع ہو چکا ہے فرمان سلطانی کا خلاصہ منشا وکیل نے حسب ذیل شائع کیا تھا۔

"باب عالی نے جدید پالٹیکس دفتر بیع و شرا کے علاوہ خریطہ الحمیدیہ کیلئے چندہ کی فہرست کھولی ہے۔ یہ گو علانیہ تو نہیں مگر بالکل اعانت خون پر لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اسکے اعلان میں زیادہ کیا گیا ہے۔ کہ عیسائیوں کیلئے یہ چندہ دینا اختیاری ہے۔ اس کیلئے ۵-۱۰-۵۰-۱۰۰-۵۰۰ پیاسٹر کے ٹکٹ جاری کئے گئے ہیں۔ کہ حسب توفیق جس مالیت کا کوئی چاہے۔ ٹکٹ خرید لے۔ مگر یہ کوئی حد مقرر نہیں کہ اس سے زیادہ چندہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ جسقدر کوئی زیادہ دیگا اسیقدر زیادہ مشکوری سے قبول کیا جاویگا۔ دو ہزار پیاستر چندہ دینے والیکو خلیفۃ المومنین کی بارگاہ سے تمغہ عطا ہوگا جسپر اسکا نام بھی کندہ ہوگا۔ سو پیاسٹر کا ایک ترکی پونڈ ہوتا ہے۔ اس حساب سے ایک پیاسٹر ڈھائی آنہ کا ہوتا ہے۔ ممالک محروسہ ابد مدت کے مسلمان اس فنڈ میں بڑی مستعدی سے چندے دے رہے ہیں۔ چنانچہ المویّد مصری سے جو پچھلی ڈاک میں موصول ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے مشہور شہر منصورہ کی قبیلہ آل عبد اللطیف نے اپنے سردار شیخ مصطفےٰ کی معرفت پانچسو پونڈ (آٹھ ہزار روپیہ) اس میں ارسال کئے ہیں۔

ہم مانتے ہیں کہ ہندوستان اس وقت قحط کی خوفناک مصیبت میں گرفتار ہے جس سے مسلمان اپنی مفلسی و تلاش ہونیکی وجہ سے زیادہ سرگردان و پریشان ہو رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی خاص ہندوستان میں متعدد تعلیمی و خیراتی چندوں کا خرچ اون کے سر پر پڑا ہوا ہے۔ مگر اون کو اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے جو ممالک عثمانیہ میں آباد ہیں تقلید کرنی چاہیے۔ ہماری طرح وہ بھی قحط کی بلا میں گرفتار ہیں۔ یہاں امساک بارش اسکا باعث ہوا ہے۔ تو وہاں کثرت باران۔ ہماری طرح اونپر بھی چندوں کی بھرمار ہے۔ ہم میں سے تو بہت تھوڑے ہیں جو کچھ دیتے دلاتے ہیں۔ اور وہ برابر ہر کام میں حسب مقدور دریغ نہیں کرتے۔ آرمینیا۔ ایشیائے کوچک اور کریٹ کے فلاکت زدہ اور عیسائیوں کے دست ظلم سے ظلم رسیدہ مسلمان بھائیوں کیلئے وہ بھی بڑی فراخ حوصلگی سے لاکھوں روپیہ دیچکے اور دے رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم بخبت و بے فکر بیٹھے ہیں اور وہ اسلام اور خلیفہ اسلام کی خدمت و حفاظت میں اپنی جانوں کو بھی قربان کر رہے ہیں۔ اور اپنی عمر کے کارآمد اور گرانمایہ عزیز حصہ کو یعنی بیس برس کی عمر سے چالیس کی عمر تک اوقف کئے ہوئے ہیں۔ تو کیا یہ ہندوستانیوں کیلئے باعث شرم و ننگ نہ ہوگا۔ کہ وہ چند آنوں اور روپیوں سے بھی خلافت اسلامیہ کی خدمت کرنے سے پہلوتہی کریں۔ سو پیاسٹر ہمارے سکے میں ساڑھے بارہ آنہ ہوتے ہیں۔ جس قوم کو قحط زدہ سے قحط زدہ مسلمان بھی دینے کی استطاعت رکھتا ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اول تو مسلمانوں کو زیادہ ترجہالت اور کسیقدر دیگر بواعث

ایشیائی علاقہ سے (جزیرہ) اسمورا کے یوروپین ساحل کے بندرگاہ) روڈوسٹو کے راستہ (سالونیکا قسطنطنیہ ریلوے کے سٹیشن) اشو لد پونچکر وہاں سے یکے بعد دیگرے ایک سو ریلوے ٹرینوں (قطاروں) پر سالونیکا جمع ہوتے جاتے تھے۔ اور پھر وہاں سے ہیڈ کوارٹرز پہنچتا تھا۔ ہیڈ کوارٹر اور فوج کے قیام کے لئے کیمپ مقام کیلار قایم کیا گیا۔ یہ قصبہ سالونیکا مناسطر ریلوے کی سٹیشن سو روفوج سے ۲۱ میل کے فاصلہ پر ہے۔ دوسری طرف (اس امر کے حفظ ماتقدم کے لئے کہ نہیں بلگیریا بھی ٹرکی کو یونان کیطرف مشغول دیکھکر بر سر فساد نہ ہو جاوے) توپ خانہ۔ رائفلوں اور سامان حرب کی ایک سو ریلوے گاڑیاں (قسطنطنیہ سے) ایڈریانوپل بھیجدی گئیں۔ ان انتظاموں کے جواب میں یونانی گورنمنٹ نے بتاریخ ۲۷ فروری ۱۸۹۷ء ۱۸۹۲ء و ۱۸۹۱ء کے ریزرو سپاہیوں کی طلبی کا حکم صادر کر دیا

یونان نے کئی دنوں کے بعد دول یوروپ کی مراسلہ کا جواب نفی میں دیا۔ اور بہا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرنیکے لئے جدید معاملات میں مداخلت کرنا اوس پر فرض عین ہے۔ مزید برآں تجویز خود مختاری سے اس مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس تجویز کی کامیابی کیلئے مقدم شرطیہ ہے کہ کریٹی بھی اوسے منظور کریں۔ اور چونکہ اونہوں نے اسے نامنظور کیا ہے۔ یونان اونکے فیصلہ کے ساتھ اتفاق کرنے پر پابند ہے۔ یونان نے اس جواب میں یہ بھی لکھا کہ بیڑہ اور فوج کے واپس بلالینے پر یقیناً مزید بربادی ہو جائینگے۔ جن کو یونانی کبھی نچلے نہیں رہ سکیں گے۔

یونان کی اس سفیہانہ کم ظرفی کے برعکس ٹرکی نے دول کی مشترکہ یادداشت کو صورت حال کی اہمیت پر لحاظ کر کے بلا حجت بتاریخ ۷ مارچ قبول کر لیا۔ اور اس قبولیت کے ساتھ صرف یہ ایزاد کر دیا اور اظہار کیا کہ اوسے امید ہے کہ کریٹ کی مجوزہ اندرونی خود مختاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) اپنی ذات کے ماسوا دنیا و مافیہا کی خبر تک نہیں۔ اور جن معدودے چند کو ہوش آئی ہے تو وہ زبانی ہمدردی ہی کو کافی سمجھتے ہیں۔ عوام الناس تو علیحدہ رہے۔ ہندوستان میں کم از کم چار سو مسلمان اخبارات ہونگے جنمیں سے سوائے وکیل کے شاید ایک نے بھی اس خالص قومی ہمدردی بلکہ محض انسانی ہمدردی کے معاملہ پر ایک سطر بھی نہیں لکھی ہوگی۔ ترغیب و تحریص تو بالائے طاق رہی۔ حتیٰ کہ جب ایک نیکدل صوفی مشرب ہندو اخبار نے نہ صرف پوری ہمدردی بلکہ معقول رقم زرچندہ میں عطا کرنے پر بھی مستعدی ظاہر کی۔ گو اتنی بھی کیسی عرق حمیت مشتعل نہ ہوئی۔ آج کے اخبار میں اسی بارہ میں ہمارا ایک محب قوم نامہ نگار قوم اور اخبارات کی غیرت میں چل کرتا ہے دیکھیں اسکا اثر قوم نیم مردہ پر کیا کچھ پڑتا ہے۔ اور کیا اسکی خود غرضیاں اور تن پروریاں اسکو اسطرف متوجہ ہونے دیتی ہیں یا نہیں۔

اگر قوم اور اخبارات خواب غفلت یا نشہ خود غرضی سے بیدار ہوں (جسکی امید نہیں ہے) تو اسوقت بھی گو اس کار خیر کو بہ حسن وجوہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے شہر بشہر اور دیہہ بدیہہ باقاعدہ چندہ کی فہرستیں کھلی جاویں اور مجالس قایم ہونیکی ضرورت ہوگی جس امر کا قوم کی بیداری سے پہلے وقوع میں آنا ممکن ہی نہیں ہے۔ تاہم اگر کوئی عالی حوصلہ اس نیک کام میں شریک ہو کر بہرہ اندوز سعادت دینوی و اخروی ہونا چاہتا ہے تو اسکے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی انجمن یا مجلس کے انعقاد کا انتظار کرتا رہے۔ وہ جسقدر رقم اس فنڈ میں دینا چاہے اسکو ٹرکی قونصل جنرل متعینہ بمبئی کی خدمت میں بھیج سکتا ہے۔ اور انکا یہ فرض منصبی ہوگا کہ جو رقوم انکو اسطرح سے وصول ہوں انکو آستانہ علیہ میں پہنچا دیں۔ دوسری تمکیب یہ ہو سکتی ہے کہ جسطرح دیگر مہذب ممالک میں قاعدہ ہے۔ عالی ہمم صاحبان اخبارات کو جنکے نام اپنی عنایات زرچندہ بھیجیں اور وہ اخبارات باقاعدہ اپنے اخبار میں رسید شائع کرتے رہیں یا بعد کے حصول کچھ رقم ہے یا سکو براہ راست یا بتوسط ٹرکی قونصل قسطنطنیہ کی سنٹرل کمیٹی کے پاس بھیجدیں

کے متعلق دول یوروپ کیساتھ اسکا عنقریب سمجھوتہ ہو سکیگا۔ درین ولا یونان اور ٹرکی میں فوجی تیاریاں بھی بدستور سرگرمی کیساتھ ہو
رہی تھیں۔ فوجی آراستگی کیلئے یار نہ وا سٹیمر لگاتار سامان حرب رسد اور اسلحہ تھیسلی کو پہنچا رہے تھے۔ ادرنہ کی سرحد پر یونانی فوج مستعدی
کیساتھ جمع ہو رہی تھی۔ یونانیوں کی گرمجوشی کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ فرانسیسی مجاہدین کا جو لڑائی میں شامل ہونیکے لیے آئے تھے ایتھنز
میں جوش وخروش سے استقبال کیا گیا جو جنون کی حد تک پہونچگیا ہوا تھا۔

ادھر ترکوں نے اسوقت تک جنوبی البانیا اور ضلع تم کی چھاونیوں کی فوج کا حصہ کثیر سرحد تھیسلی پر بھیجدیا ہوا تھا۔ سرکاری
طور پر ظاہر کیا گیا تھا کہ مارچ تک چالیس ہزار فوج پیدل۔ سولہ میدانی باتریان اور ۲۴ رسالے یونانی سرحد پر جمع ہو جائینگے جنوبی
البانیا کی تین ولائتوں کے باشی بزوقوں کا جو تعداد میں چھ سات ہزار کے درمیان تھے مستقل بالذات علیحدہ دستہ بنایا گیا۔ اور ان تمام افواج
کی اعلے کمان مشیر ادہم پاشا کو تفویض ہوگئی۔ دول یوروپ بھی اپنے کام میں برابر مصروف تھیں۔ اونہوں نے یونان کی بجائے اب کریٹ کے
بحری محاصرہ کا عزم بالجزم کرکے ٹرکی کو اس فیصلہ سے مطلع کیا جسپر یونانی گورنمنٹ نے اپنے جنگی جہاز موسومہ القدین و مینیو کریٹ
سے واپس منگوا لئے۔ یونانی کروزر موسومہ میکالی ۱۸ مارچ کی رات کو اس سے پیشتر پائریس کو واپس چلا گیا ہوا تھا۔ بعد ازاں فرنچ اور اطالین
افسروں نے یونانی کیمپ میں جاکر کرنیل واسوس کو ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنی فوج کو لیکر جزیرہ سے چلے جانیکا پیغام پہنچایا۔ مگر اس امر کا ابھی کوئی
فیصلہ نہوا تھا کہ یونانیوں کے چلے جانیکے بعد کریٹ پر کسکا قبضہ رہے۔ کوئی طاقت یہ دردسر خریدنے پر بظاہر تیار نہ دکھائی دیتی تھی
اٹلی اور فرانس نے تو اپنی اپنی ملک کی عام رائے کی لحاظ سے اس بات سے بالکل کنارہ کشی کر لی تھی اور روس انگلستان سے بھی کوئی آگے بڑھنے
پر رضامند نظر نہ آتا تھا۔ مذکورہ ذکی تقرری کیلئے ابھی کوئی باضابطہ تجویز سوچی گئی تھی۔ اور بدامنی کا یہ عالم ہو رہا تھا کہ کینڈیا کے جرمن
نائب قونصل نے شکایت کی کہ قونصل خانہ کے عام نشان جھنڈے علم پارہ پارہ کردیئے گئے ہیں۔ تصفیہ تنازعہ کے متعلق گفتگو کرنیکے لیے ۱۹ مارچ کو
سرغنہ باغی اطالین امیر البحر کے جہاز پر گئے۔ مگر کوئی فیصلہ نہ ہو چکا۔ اور انہوں نے اندرونی خود مختاری کو قبول کرنے سے انکار کردیا لیکن اس انکار کے
باوجود امیر البحر نے دوسرے دن بازاروں میں اشتہار چسپاں کرکے کینیا میں اس مختاری کا اعلان کردیا کساموس۔ ریتمو۔ ہیراکلیان
اور سیتیا سے باغیوں کی سبقدستی پر لڑائی ہونیکی خبریں پے درپے موصول ہو رہی تھیں۔ ۱۹ مارچ کی رات کو کینیا کے قرب وجوار میں پھر
لڑائی ہوئی جس میں ۵۰ زخمی اور ۱۰ قتل ہوئے۔ ۱۸ مارچ کو آسٹریا کے تارپیڈو (نساف) دار کروزر سیبنکو نے ایک یونانی جنگی
جہاز کو جس نے کریٹ کے ساحل کے قریب آسٹرین جہاز پر گولہ باری کی تھی سمندر میں غرق کردیا مگر اہل جہاز تیر کر ساحل پر
پہنچگئے اور رہا بند ہوگئے۔

یونان کو جب کریٹ کے بحری محاصرہ کا عزم کی باضابطہ اطلاع دیگئی تو یونانی گورنمنٹ نے سفرائے دول متعینہ ایتھنز کے پاس اسکے
برخلاف اعتراضی مراسلہ بھیجا کہ محاصرہ سے جزیرہ میں سخت قحط پڑ جائیگا۔ کیونکہ فساد کے باعث خود جزیرہ میں کوئی پیداوار نہیں ہوئی
اور باشندے غلہ اور دیگر صرف باہر کی اجناس پر ہیں جن کی درآمد محاصرہ سے رک جائیگی۔ مگر اونکی اس دلیل کا بطلان جن سے ثابت
ہوگیا کہ محاصرہ کے باوجود باغیوں کے عزم میں کچھ فرق نہ پڑا۔ اور لڑائی برابر جاری رہی۔ ۲۰ مارچ کو انہوں نے کینیا کے قریب

بعید چوکیوں پر حملہ کرکے بالخصوص گرٹہی ملاکسا پر بڑی سختی سے دہاوا کیا۔ اور اسپر گولہ باری بھی کی جسپر گرٹہی کے قلیل التعداد گیریسن (مقیمہ فوج) کو ۲۰ آدمیوں کو شہید و مجروح ہو جانیکے بعد اوسے خالی کر دینا پڑا۔ آخر دوپہر کے ۲ بجے اجنبی جنگی جہازوں کو بھی جو خلیج سودا میں موجود تھے باغیوں کی پیشقدمی کو روکنے کیلیے آتشباری کرنی پڑی۔ اور تقریباً ایک سو گولے چلائے گئے۔

نوٹ اس گولہ باری میں انگریزی جہاز بھی شریک تھے۔ بلکہ پہلا گولہ ایک انگریزی جہاز نے ہی چلایا تھا جسپر انگلستان کے مذہبی لیڈروں اور پادریوں میں سخت جوش پھیل گیا تھا کہ عیسائی طاقتوں نے عیسائیوں پر کیوں گولہ باری کی ہے مگر ان عیسائیوں کی بداطواری اور خباثت ہی ایسی بڑھ گئی تھی کہ طاقتیں پاس ہم مذہبی کے باوجود اور زیادہ درگذر نہ کر سکتی تھیں۔ اس واقع سے کچھ عرصہ بعد جبکہ کریٹ کے ستم رسیدگان مسلمانوں کی مظلومیت اور فلاکت انتہائی درجہ کو پہنچ گئی تو جناب اعلیٰ امیر المومنین کے حسب الارشاد انکی دادرسی کیلیے قسطنطنیہ میں چندہ کی فہرست کھولی گئی۔ اور اس کام کی نگرانی کیلیے ایک خاص کمیشن قایم کی گئی جو اب تک لاکھوں من آٹا اور ہزاروں روپیہ کے پارچات کریٹ بھیج چکی ہے۔ اسوقت مسلمانوں کے اکثر یتیم لڑکے سلطان المعظم نے قسطنطنیہ منگوالیے۔ اور اپنے خرچ سے انکی پرورش و تعلیم کا انتظام کرکے انکو سلطنت کے مختلف صنعتی اور دیگر مدارس میں داخل کر دیا۔ متذکرہ صدر انجمن کے قیام پر ہندوستان میں بھی چند عالی ہمت ہمدردوں نے اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کیلیے تحریک کی جس تحریک میں ابتدا کرنے اور اپنی کوششوں کو لگاتار قائم رکھنے کا کریڈٹ اخبار وکیل امرتسر کو حاصل ہے جس کے بعد سب سے نمایاں کارروائی مدارس کے مسلمانوں پیسہ اخبار لاہور اور مولوی عبد القیوم صاحب ڈپٹی کمشنر انعام ریاست حیدر آباد دکن نے کی مگر افسوس انگلستان اور ترکی کے پولیٹکل تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے اس خیراتی کام میں جو کسی طرح گورنمنٹ کو بھی ناگوار نہیں گذر سکتا۔ ویسی کامیابی نہوئی جیسی کہ محاربہ روس و روم کے وقت ہوئی تھی۔ اسوقت ہندوستان سے تقریباً چالیس پچاس لاکھ روپیہ بھیجا گیا تھا۔ اور کوئی شہر بلکہ معمولی قصبہ بھی ایسا نہ تھا جہاں چندہ کی تھوڑی بہت مقدار جمع نہ ہوئی ہو۔ اسکے برعکس اس دفعہ جو چندہ ہوا۔ اسکی مجموعی مقدار کا اندازہ چاروں بردست ترکوں کی وصول کردہ رقموں سے ہو سکتا ہے۔ اخبار وکیل اپنے سٹاف کی معقول رقم چندہ سمیت تقریباً ایک ہزار روپیہ پیسہ اخبار تخمیناً نو سو روپیہ اور مولوی عبد القیوم صاحب چھ ہزار کچھ سو اور مسلمانان مدارس تقریباً پندرہ ہزار روپیہ جمع کر سکے۔ وکیل نے مارچ ۱۸۹۷ء کے شروع میں فراہمی چندہ کی دوبارہ باقاعدہ تحریک کرتے وقت ابنائے ملک سے جو اپیل کیا تھا اسکو یہاں بجنسہ نقل کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔

اپیل مسلمانان ہند کی خدمت میں از مظلوم مسلمانان دولت عثمانیہ روم کی امداد کیواسطے۔ کوئی قوم قوم کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتی جبتک کہ مصیبت کی حالت میں اسکے ہر فرد کو ایک دوسرے سے ہمدردی نہ ہو کوئی مذہب مذہب کی تعریف میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ اسکے ماننے والوں کے دلوں میں باہمی اخوت کا خیال جاگزین نہ ہو کوئی شخص انسان کے لقب سے ملقب ہونیکا دعویٰ نہیں کر سکتا جبتک کہ وہ ان اوصاف سے موصوف نہو جن میں غیرت۔ دیانت۔ راستبازی۔ انسانی ہمدردی اور حمیت قوم و دینی کا اثر نہ ہو۔

مسلمان من حیث القوم کل روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں آمد و رفت کی سہولتوں اور خبر رسانی کے ذریعوں نے ایک ملک کے مسلمانوں کی حالت سے آگاہ رکھنے میں اسقدر آسانی پیدا کر دی ہے کہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی اگر وہ قوم کے ایک فرد ہونیکا دعویدار ہے اپنی اگلے صفحہ

دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوگئی اور سارا دن ہوتی رہی ترکی نائب امیر البحر سامی پاشا اتیبدن ایک ترکی جہاز باربرداری خشکی پر اتارکر جہاز سے جنگی سامان اور گولہ بارود کی بہی کچھ مقدار اتار لی۔ امراء یورپ نے باغیوں کے سرغناؤں کو دول کی مجوزہ خود مختاری کے پہلے اصلاح دی مگر انہوں نے

تسلیم یا نقیب حافظہ اب اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ وہ دنیا کے مسلمانوں کی حالت اور کیفیت سے اگر وہ خواہش کرے بیخبر نہیں رہ سکتا اور اس سے ہمدردی کے اظہار کے فرض سے عدم واقفیت کے عذر کو پیش کرنے کا مستحق نہیں ہوسکتا +

من حیث المذہب کوئی مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں پڑا ہو تمام دوسرے مسلمانوں کو جبتک وہ اپنا بھائی نہ سمجھے مسلمان نہیں کہلا سکتا اسلام نے مسلمانوں کو اگر وہ سچے مسلمان ہوں ایسا جامہ انسانیت پہنا دیا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس سے بڑھ کر پاک اوصاف خلعت نظروں کے سامنے پیش نہیں کرسکتی +

ہم اہل اسلام ہند کی خدمت میں نہایت ادب سے اس اپیل کو ان مسلمان بھائیوں کی امداد کی غرض سے پیش کرتے ہیں جو خلیفۃ المسلمین حافظ حرمین شریفین کی مملکت میں رہتے ہیں اور جنپر اسی ملک کی عیسائی رعایا کی بغاوت کی وجہ سے وہ مصائب نازل ہوئے ہیں جو کسی شریر کے علاقہ حملہ کرنے سے وقوع پذیر ہوسکتے تھے ابھی آدمیوں کی شورش فرو نہیں ہوئی تھی کہ کریٹ کے مسلمانوں پر وہاں کے عیسائیوں نے دوبارہ ستم ڈھانا شروع کردیا گاؤں کے گاؤں اور قصبے کے قصبے تباہ کرکے جنمیں مسلمان رہتے تھے پھونک کر خاک سیاہ کردیئے مسلمان خانماں خراب اور کی عفت مآب مسلمانوں کی معصوم بچے لڑکے خانماں ادھر ادھر پھرتے ہیں اسموم زمستان میں انکو اتنا بھی سہارا نہیں کہ کہیں سر چھپا سکیں آرمل سکر کریٹ کے مسلمانوں کی حالت ایسی قابل رحم ہے یونان کی خودسری اور عیسائی باغیان کریٹ کی حمایت اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ ہماری برٹش جہاز نے یونانیوں کی فوج پر جبکہ وہ مسلمانوں کے کشت و خون پر آمادہ ہوئی تھی گولہ چلایا۔ اور جبتک کہ ہماری برٹش گورنمنٹ اور دول یورپ کی توپوں سے سنتر گولے چلے جبکہ یونانی فوج اپنی اس خونریزی سے باز نہ آئی ولایت کے اخبارات تسلیم کرتے ہیں کہ فقط قصبہ سیتیا واقعہ مشرقی کریٹ کے قریب عیسائیوں نے نو سو مسلم دیہات مسلمانوں کے جلا کر خاک سیاہ کردیئے اور بارہ سو کے قریب مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کردیا۔ باشندگان میں سے صرف سو مسلمان بمشکل جان بچا سکے الغرض وہی اخبارات مانتے ہیں کہ فروری کے پہلے تیسرے ہفتہ تک بیش ہزار سے زیادہ مسلمان اپنے گھروں سے بیگھر اور سرکریٹ کے متفرق مقامات میں منتشر کئے گئے عیسائی باغیوں کی اس چیرہ دستی اور تظلم شعاری کے باوجود ہم مذہب اور ہموطن جس مستعدی اور سرگرمی سے انکو مالی جسمانی الغرض ہر طرح کی امداد پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں اوسکا ایک شمہ اسلامی خبروں کی کالم سے معلوم ہوجائیگا ایسی صورت میں حمیت انسانیت اور قومیت ہندوستان کے مسلمانوں اور بالخصوص انگلستان اہل ہند سے جس زور کے ساتھ مظلوم مسلمانان سلطنت عثمانیہ کی امداد کا تقاضا کرتی ہیں وہ کسی زیادہ تشریح و توضیح کا محتاج نہیں +

مذہبی جوش اور متعصبانہ دیوانگی کی وجہ سے جو عام عیسائیوں پر آجکل مستولی ہو رہی ہیں مختلف عیسائی سلطنتوں کا گو کچھ ہی خیال ہو مگر پولیٹکل حالت آجکل ایسی ہے کہ مسلمانان ہند کو برٹش گورنمنٹ اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد کرنے میں معترض نہیں ہوسکتی مسلمانان ہند اور انکے عالی حوصلہ ہنود نے اپنے عثمانی بھائیوں کے ساتھ جو ہمدردی جنگ روم و روس کے وقت دکھائی تھی اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یاد جو قحط و افلاس کے ہمارے ہموطن بھائی اپنے عثمانی دینی بھائی اور بہنوں اور انکے یتیم و بیکس بچوں اور مصیبت زدہ بیواؤں کے ساتھ جو ہمدردی آجکل کرکے ثواب دارین حاصل کرسکتے ہیں وہ فقط اس طریق پر ہوسکتی ہے کہ ہر ایک شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں چندہ بغرض امداد مصیبت زدگان تتمہ دوسرے

قبول کرنیسے دوبارہ انکار کردیا۔ ۲۲ - اپریل کو کنیئہ کے قریب سلمان اور باغیوں میں پھر سخت لڑائی ہوئی جس میں فریقین کو بہت نقصان پہنچا
لڑائی کے بعد دول یوروپ کے بحری کمانڈروں نے امن کے قیام امن کیلئے یہ منصفانہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے سرگروہوں کو جزیرہ سے باہر بھیجدیا۔ یا جلاوطن کردیا۔ آسٹرین انگبوٹ سلنیو سے سامونک ساحل کا دورہ کرکے اون یونانی کشتیوں کا جو محاصرہ کنندگان سے چوری لگدرہنے کی کوشش کرتیں تعاقب کرتے رہے۔ محاصرہ کی شدت سے جزیرہ میں غلہ کا ذخیرہ ختم ہوگیا۔ اور ہیضہ دیانی کے لاینحل اور زخمی ہند ہوگئے جس سے چیچک اور ٹائیفس بخار نمودار ہوگیا۔ تاہم باغیوں نے یونانی سپاہ کی مدد سے لڑائی کو سختی کے ساتھ جاری رکہا۔ اور نتیجہ اور یونان کے دیگر قصبات و حصص میں باغیوں کی حمایت و اعانت کا جوش روز افزوں ترقی کرتا گیا۔ جو امیر یونانی ترقی سرحد پر عنقریب جنگ شروع ہوجانے کی یقینی علامت تھا +

یونانی وزیر اعظم ڈیلیانیس نے بتاریخ ۱۴ - اپریل صیغہ جنگ کیلئے ۲۰ ملین درہم یعنی ۷ لاکہہ پچیس ہزار پونڈ قرض لینے کی تجویز پیش کرکے پارلیمنٹ سے بحث کے منظور کیئے جانیکی سفارش کی۔ اور کہا کہ گو اب تک دول نے کریٹ کے مسئلہ کے تصفیہ کے متعلق یونان کی پیشکردہ تجاویز کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی تاہم کامل امید ہے کہ وہ ان تجاویز کو منظور کرلینگی۔ سرحد پر فریقین کی افواج کے اجتماع سے جو نازک حالت ہورہی ہے اوسکا پیدا کرنے والا یونان نہیں بلکہ ہمسایہ سلطنت کی پالیسی ہے جس سے مجبور ہو کر یونان کو بھی اوسی طرح فی الفور اپنی فوج جمع کرنی پڑگئی۔ فریق مخالف کی طرف سے اونکی لیڈر نے وزیر اعظم کی تجویز کی تائید کرکے کہا کہ حالات موجودہ الوقت کا اقتضا ہے کہ پارلیمنٹ بحث پر کوئی بحث مباحثہ نکرے۔ ڈیلیانیس نے اس رقم سے انکار کیا۔ ۱۵ اپریل کو اس نے تین تجویزیں پارلیمنٹ میں پیش کیں۔ ایک کا مطلب تھا کہ گورنمنٹ کو تمام انکی ہنڈیوں کی مقدار ۳۰ لاکہہ ۳۰ ملین درہم یعنی ۱۵ لاکہہ ساٹھ ہزار پونڈ سے بارہ لاکہہ پونڈ تک بڑھانیکا اختیار دیا جائے۔ اگر اس سے بھی کام نچلے تو پہر دوسری تجویز یہ تھی کہ گورنمنٹ کو ۳ ملین درہم یعنی لاکہہ ۶۰ ہزار پونڈ کی مقدار میں قرضہ بر داشت کرنیکا مجاز کیا جائے تیسری تجویز یہ تھی کہ ایک ایک اور دو دو درہم (ایک اور ڈیڑہ پنس) کے چھوٹے چھوٹے بنک نوٹ چار ملین (ایک لاکہہ ۶۰ ہزار پونڈ) کی مقدار میں جاری کیئے جائیں۔ ۱۸ اپریل کے اجلاس میں ڈیلیانیس نے

بقیہ صفحہ ۱م کریٹ و دیگر مقبوضات سلطنت عثمانیہ کہو لاگیا۔ اس غرض کیلئے ہم نے اس ہفتہ سے فہرست چندہ کہولدی ہے جسکا افتتاح مالک اخبار منشی فاضل شیخ غلام محمد صاحب تاجر نے ایکسو روپیہ اور اڈیٹر وکیل نے پچاس روپیہ کے چندہ سے کیا ہے۔ گو اس کار خیر کا افتتاح کل ہندوستان میں سب سے پہلے ماشاء اللہ منشی ارشاد صاحب ایڈیٹر اخبار جامع العلوم مراد آباد دس ماہ ہوئے ایک سو روپیہ نقد اور چھ ماہ کی آمدنی کا چہارم حصہ عطا کرنیکا وعدہ کر چکے ہیں۔ ایکہم صاحب ممدوح سے نصرف اپنی وعدہ ایفا بلکہ اس کار ثواب کے تکمیل پہنچانیکے لئے سعی بلیغ کرنے کی التجا کرنیکے بعد اپنے معزز معاصر پنجاب آبزرور پیسہ اخبار چودہویں صدی دار السلطنت مخبر دکن جریدہ روزگار رسٹار گزٹ زمانہ آزاد۔ الوقت مشیر دکن اور علیگڈہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ اور دیگر اخبارات سے بھی التماس کرتے ہیں وہ بھی اس قومی کام میں سعی کریں اور اپنے دفاتر میں چندہ کی فہرستیں کہولدیں۔ ان ہم حضرات کے بعد تمام مسلمانان ہند کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں جابجا کمیٹیاں قائم کرکے چندہ فراہم کرنے کا انتظام بلا توقف شروع کردیں +

جو رقوم چندہ ہمارے پاس آویگی ہم اونکی باضابطہ رسید شائع کردیا کرینگے۔ اور فراہم شدہ کو بطریق مناسب ہز ایکسلنسی دولتلو ممدوح جلال الدین پاشا وزیر صیغہ داخلیہ سلطنت عثمانیہ پریسیڈنٹ انجمن امداد مصیبت زدگان کیخدمت میں پہنچا دینگے +

از وکیل مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء

؎ افسوس پاشا ممدوح مینبک ترکی سفیر متعینہ پیرس کے والد ماجد تھے ۱۸۹۸ء کے شروع میں فوت ہوگئے۔

کیونکہ اوس نے قبل کو ترکی نے یونان کی مفروضہ پیش دستی کو بہانہ بنا کر باضابطہ اعلان جنگ بھیجا ہے اطلاع دینے کے بعد اوس نے بیان کیا کہ "ترکی کا یہ بیان خلاف واقع ہے حق الامر یہ ہے کہ ترکی نے حملہ میں سبقت کی اور اوسکی افواج نے ایکطرف یونانی افواج پر جو ترکی سرحد کے متصل نیوٹرل* علاقہ میں متعین تھیں حملہ کیا اور دوسری طرف خلیج آرٹا کے دہانہ میں ہمارا اسٹیمر غرق کر دیا بہر حال ترکی نے اعلان جنگ کر دیا ہے اور یونان نے اوسے قبول کر لیا ہے" اس کے بعد اوس نے سرحدی واقعات کے متعلق تار خبریں پڑھ کر سنائیں۔

مگر یونانی وزیر اعظم نے ترکی پر پیش دستی کا اتہام غلط لگایا تھا یونانیوں کی متواتر یورشوں سے تنگ آ جانے پر ہی ترکی وزراء نے خصوصی اجلاس کر کے یونان کے برخلاف اعلان جنگ کا فیصلہ کیا تھا جس فیصلہ سے یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ پرنس ماوروکورڈاٹو کو مطلع کر دیا گیا اسپر دوسرے دن یونانی سفارت خانہ سے یونانی علم اور نشان اوتار لئے گئے۔ اور پرنس مذکور ترکی گورنمنٹ سے سفارتانہ تعلقات منقطع کر کے ۱۹ اپریل کو قسطنطنیہ سے چلا گیا اسیطرح ترکی سفیر ایتھنز سے روانہ ہو گیا۔ اوسیوقت دونوں ملکوں نے فریق مخالف کی رعایا کو پندرہ دنوں کے اندر اندر اپنے ملک سے نکل جانیکی اطلاع دیدی۔ یونانی وزیر خارجہ نے ترکی اعلان جنگ کے جواب میں جو مراسلہ لکھا تھا وہ کئی پہلوؤں سے ایسا دلچسپ ہے کہ اوسکو درج کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ حسب ذیل تھا۔ ہز مجسٹی بادشاہ یونان کے وزیر خارجیہ کو اوس مراسلہ کے وصول ہونیکا فخر حاصل ہوا جو ہز ایکسیلنسی سفیر متعینہ ایتھنز نے آجکی تاریخ ثبت کر کے اوسے بھیجا۔ اور اوس میں اطلاع دی کہ ترکی کے برخلاف معاندانہ کارروائی کے آغاز میں یونان کیطرف سے ابتداء ہونے کیوجہ سے دونوں ملکوں میں سفارتانہ تعلقات منقطع ہو گئے معلوم ہوتے ہیں ترکی کی شہنشاہی گورنمنٹ یونان پر انقطاع تعلقات کی مسئولیت ڈالنے کی کوشش میں اس امر کو فراموش کر گئی دکھائی دیتی ہے کہ ترکی کے خلاف معاندانہ کارروائی شروع کرنا تو در کنار الٹا یونان کو پچھلے چند دنوں میں کئی مقامات پر بالخصوص بمقام [illegible] بمقام الیاس بتاریخ ۲۶ مارچ (طرز قدیم مطابق ۹ اپریل) ترکی افواج کے متواتر حملوں سے نقصان اوٹھانا پڑا جسپر یونان کی شاہی گورنمنٹ نے زبانی پیغام کے ذریعہ عثمانیہ افواج کے طریق عمل کیطرف شہنشاہی گورنمنٹ کو توجہ دلانا ضروری تصور کیا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ توقع ظاہر کی تھی کہ بالعجالی ایسا سریع و موثر انتظام کرنے سے دریغ نہ کریگی جو ایسے افعال کا مکرر ارتکاب ہونے دے۔ مگر شہنشاہی گورنمنٹ نے شاہی گورنمنٹ کی اس اعتدال پسندی میں اوسکی رفاقت کرنے کی بجائے ایسی کارروائی کی جس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ معاملہ کو طول دینے پر مائل ہے چنانچہ ابھی پرسوں کی بات ہے کہ ترکی فوج نے ایک سرحدی مقام [illegible] پر جو برضامندی فریقین نیوٹرل تصور کیا جاتا تھا قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ یہ کوشش شاہی افواج کیطرف سے کسیطرح کا اشتعال دلائے جانے کے بغیر کی گئی اور صرف اسوجہ سے اوس میں کامیابی نہ ہوئی کہ شاہی افواج نے مزاحمت کر کے نیوٹرل علاقہ کی بیحرمتی نہ ہونے دی۔ اسکے ساتھ ہی شاہی گورنمنٹ اس کو بلا تذکرہ نہیں چھوڑ سکتی کہ پریویسا کے قلعوں نے پانچ بجے صبح سے یعنی امپیریل ترکی سفیر کے یونانی گورنمنٹ کو انقطاع تعلقات کی بابت اطلاع دینے سے کئی گھنٹے پیشتر اور اسکے ایکشاہی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو مذکورہ صدر اطلاع بہت رات گئی ملی (مقابل کے یونانی بندرگاہ) ایکٹی ام کی چھوٹی چوکی پر گولہ باری شروع کر دی اور ایک یونانی کمپنی کے جہاز سودر مقدونیہ کو جو خلیج آرٹا سے واپس آ رہا تھا غرق کر دیا ان واقعات کو مدنظر رکھنے سے جو بالعجالی بیان کئے گئے بخوبی ثابت

* ایسا علاقہ جو فریقین کے قبضہ سے بتراضی فریقین خارج رکھا گیا ہو۔ اگر نیوٹرل کسی سلطنت یا فرد کے لئے استعمال کیا جائے تو اوس سے یہ مراد ہو گی کہ وہ سلطنت یا فرد متخاصمین سے الگ تھلگ ہے +

گر رہے ہیں کہ یونان ٹرکی کے برخلاف معاندانہ سبقت کرنیکا مرتکب ہوا۔ شاہ یونان کی گورنمنٹ اون تاریخ کی کبھی ذمہ وار قرار نہیں
دیجا سکتی جبکہ معاملات کی ایسی اہم صورت کے منتج ہونا اغلب ہے +

اسباب و موجبات جنگ و موجودہ یونانیونکا کیریکٹر

مسٹر الشیملڈ اسباب و موجبات جنگ - آسٹریا کی پوزیشن و تعلقات اور اپنی روانگی بجانب سرحد یونان کے متعلق اپنی
کتاب کی فصل دوم و سوم و چہارم میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

محاربہ روم و یونان کا اصل سبب دریافت کرنا آسان نہیں ہمارے مخالفان ترک معاصرین کی رائے میں اکثر ترکی مشکلات کا باعث
ترکی بدنسقی یا سلطانی حکومت کی کوئی نہ کوئی بے ترتیبی یا کمینہ پن ہی ہوتی ہے مگر اس محاربہ کو کسیطرح ان امور کیطرف منسوب نہیں کیا جا سکتا
ہاں اسکو یونانی قوم کی اور بالخصوص ایتھنز کے پولیٹیکل لیڈروں کی نخوت دمشاری اور بلند پروازی کیطرف ایک حد تک ضرور منسوب کیجا سکتا
کیا جا سکتا ہے غالباً کسی ملک کی حکومت کی عنان ایسی ہی مغز شیخی خور اور نا عاقبت اندیش مدبروں کی جماعت کے ہاتھ میں نہیں
جیسے کہ موجودہ یونانی ریاست کے مدبرین ہیں اونکے کیریکٹر کی قلعی ایک ایسے نویسندہ نے جو یونانیوں کا بہت بڑا خیر خواہ ہے بہت عرصہ ہوا اچھی طرح
کھولی ہے یہ نویسندہ مسٹر بینٹ برلی مشہور جنگی نامہ نگار ہے یونانیوں کے کیریکٹر کی نسبت جو کچھ اوسکی رائے ہے وہ ذیل میں درج ہے۔ وہ تمام محاذ
میں یونانیوں کے ساتھ رہا۔ اور شمولیت سے پہلے یونانیوں کا بڑا حامی اور اونکی کاز اور مدعا کا بڑا ہمدرد و معاون تھا۔ مگر ذاتی تجربہ اور مشاہدہ نے
اوسکی غلط فہمی اور فریب خوردہ خیالات کو کامل طور پر دور کر دیا اسکی تصدیق اوسکے ایک مضمون کے مندرجہ ذیل خلاصہ سے جو جولائی ۹۷ء
کے رسالہ فورٹ نائیٹلی ریویو میں شایع ہوا بخوبی ہو رہی ہے اپنے تجارب جدیدہ اور وسیعہ میں میرا کسی ایسی قوم سے سابقہ نہیں پڑا جسکی
مصالح عمومیہ سیاسی امور اور کاروباری ربط و ضبط اور معاملات کا انصرام باقاعدہ نہ ہو کیونکہ یہی ابتری کی بنا پر ایسے علانیہ طور پر
ہوتا ہے جیسے کہ یونان میں ہو رہا ہے جو قومیں اوسوقت ہیلاس (یعنی یونان کا پرانا نام ہے) آباد ہیں انہیں قدیم یونانیوں کے عیوب تو کل موجود ہیں مگر اوصاف کم
اونکی حیلہ بازی اور اہمال و سست الوجودی نے تجارت کا ستیاناس کر رکھا اور ملک کی ترقی میں رکاوٹ ڈال رکھی ہے تمام انگریز
سوداگروں اور تاجروں کا متفقہ بیان ہے کہ یونان کے محکمہ پوسٹ کا انتظام ایسا ابتر و منتشرانہ اور باشندوں کی تاجرانہ ایمانداری ایسی کمزور اور
بودی ہے کہ یونانیوں کے ساتھ بیوپار کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ ممالک اجنبیہ کے جسقدر نامہ نگار اس محاربہ کے وقت یونان گئے تھے۔ وہ بلا استثنا یا
معدودے چند مستثنیات کے علاوہ سب کے سب شروع میں یونانیوں کے بے حد طرفدار تھے مگر او نہیں جلد ہی یونانی پہلوانوں کی حقیقت معلوم ہو گئی
اور یہی لوگ جو پہلے یونانیوں پر تحسین و آفرین بھیج رہے تھے اونپر تبری بھیجنے لگ گئے۔ وہ صرف یونانی افسروں کے جم غفیر کی بزدلی شیخی خوری اور نا قابلیت
یا تمام اہلکاروں کی حیرت انگیز بے حیایانہ بدکرداری اور بے ایمانی یا فوج کو ازسرتا پا بلا ترتیب دیکھ انتظام پانی سے ہی سخت بیزار ہو گئے۔ بلکہ
عوام الناس کو بھی سخت پاجی پایا جو ملک پر ایسی سخت اور نازک حالت وارد ہونے کے وقت بھی دغا و فریب کے کسی موقعہ کو خالی نہیں
جانے دیتے تھے۔ علی الخصوص یونانیوں کی بے ایمانی اور دغابازی کے سرچشمہ شکار اجنبی اور مسافر لوگ تھے۔ ان نیک بختوں کو اسباب کی کچھ پرواہ نہ تھی کلاں خیریں

سلہ یونانیوں کے کیریکٹر اور عادت پر تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بحث کی گئی ہے

بین زیادہ تر مجاہدین ہیں جو یونان پر اپنا جان و مال قربان کرنے اور اوسکی حمایت میں لڑتے کو آئے ہیں یہ الزام گو بھی نہایت ہی سخت اور سنگین ہے مگر اوسکی درستی میں سر مو فرق نہیں۔ اور اگر ضرورت ہو تو اوسکی پوری پوری تصدیق ہو سکتی ہے۔ اجنبی یونانیوں سے اونکی طرف اسی سخاوت کیوجہ سے متنفر نہیں ہو گئے تھے اونکو متنفر کرنے اور بھی اسباب تھے اونکی تنگ ظرفی کمینگی کو تو نظر انداز بھی کر دیا جا سکتا ہے مگر یونانیوں اور بالخصوص اونکے فوجی افسروں کی ان نالایقیوں اور بدعنوانیوں سے کبھی چشم پوشی نہیں کیجا سکتی کہ انہوں نے مجاہدین سے نہایت بیدردی کے ساتھ سلوک کیا۔ اور بارہا و علی التواتر کمال بزدلی سے عورتوں بچوں اور مجروحین کو دشمن کے رحم پر چھوڑ دیا اور خود چلتے بنے قیدیوں کو مجروح کرنا اور بہتا اونکی مشکیں کس دینا اور گلے میں رسی ڈالکر اونہیں بازاروں میں پھراتے رہنا خطوط اور ٹیلیگرافوں کو تلف کر دینا یا انمیں رد و بدل کر دینا تاکہ دنیا کو واقعی حالات معلوم نہ ہو سکیں ایسے کام ہیں کہ مہذب گورنمنٹوں کے اہلکار بالعموم اونکو نہیں کرتے مگر یونان میں محاربہ سے پہلے اور اوسکے دوران میں تمام اہلکاروں کا یہ معمولی وطیرہ تھا۔

موجودہ یونان کی حالت اور یونانیوں کے کیرکٹر کے متعلق ایک اور قابل غور اور دلچسپ رائے کا درج کر دینا بیمحل نہ ہوگا۔

یونانیوں کی حب الوطنی کی تعریف و توضیح

مشہور محب یونان و خیر خواہ یونانیاں مسٹر ای سے۔ ڈلن (ممبر پارلیمنٹ) جو محاربہ کے دوران میں اور اوس سے پہلے کچھ عرصہ یونان میں رہا۔ یونان کے پالٹیکس انتظام ملکی معدلت گستری کی موجودہ حالت کے متعلق جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ کنٹیمپوریری ریویو میں حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔

جب کوئی یونانی وزیر اعظم ہو جاتا ہے تو گویا کل حکومت کی روح و روان بنجاتا ہے اور تا بجائی منصب ملک کا خود مختار مالک و فرمانروا ہو جاتا ہے اور یہ منصب اوسکے بحال رہتا ہے جبتک کہ وہ اپنی پارلیمنٹری رفیقے ممبران پارلیمنٹ دوستوں کی خواہش حب الوطنی کو جو وہ اپنی ملکی خدمت کرنیکی عوض رکہتے ہیں تنخواہدار عہدے عطا کر کے پورا کرتا رہے اور بادشاہ کے ساتھ موافقت رکھ سکے جبتک ایسی صورت رہے وزرا برابر بغیر زحمت ہیں باقی رہا ملک۔ وہ خدا کے حوالہ ہوتا ہے لیکن اوسکی بھی خاص وہی فرشتے نگہبانی کرتے رہتے ہیں جو بیکس بچوں اور مجبور انسانوں کی کیا کرتے ہیں لیکن رکن صاحب منصب ہوتے ساتھ ہی اوسکے مقتدی اور تابعین بھی منصبدار ہو جاتے ہیں۔ اور ان تابعین کی تعداد لشکر جرار سے کم نہیں ہوتی ہر نعمت اور معقول بالائی آمدنی وغیرہ والی اسامی۔ ہر ذمہ داری کا عہدہ حکومت و اختیار کے تمام منصب الغرض حکومت کی شاخیں ہیں جنپر ان بندوں کے بیگانہ پن لوگوں کا دخل ہو جاتا ہے ان بیجان ملک کے لئے جگہ بنانے کے لئے ریاست کے تمام پہلے ماموریں کام سے ہٹا کر علحدہ کر دیئے جاتے ہیں اونکی پرانی خدمات تجربہ اور قابلیت کی کچھہ پرواہ نہیں کیجاتی یہ سب اوصاف وزیر کے رفقا کی پولیٹیکل وفاداری و صداقت اور ایمان کے مقابلہ پر پرکاہ کی وقعت نہیں رکھتے کیونکہ مذہب کیطرح پالیٹکس میں بھی ایمان و عقیدہ بغیر حاصل زندگی بخش شے ہے اچھے افعال محض الشئی ہیں اچھے کام کرنے والی مصر کو نہیں انگلستان والے جنکے ملک میں انتظامی مشین کو پولیٹیکل مشین اور وزیرانہ حکومت کے تغیر و تبدل سے کوئی واسطہ نہیں اور قائم رہتی ہیں انقلاب عظیم کی اوس مقدار کو کبھی نہیں سمجھہ سکتے جو نئی وزارت کے قایم ہونے پر یونان میں ظہور پذیر ہوتا ہے نیا فریق برسر حکومت ہوتے ہی کل ملازموں حتی کہ بعضی رسالوں اور مدرسوں بلکہ معلمات اور جاروب کشوں تک کو بھی یکبارگی سرسری حکم سے موقوف کر کے اونکی جگہ اپنے آدمیوں کو جو برسوں سے پالیٹکس کے مشتاق ان تقرروں کیلئے اپنی حب وطن کا سخت تقاضا کر رہے ہیں مقرر کر دیا ہے کچھ بتانیکی احتیاج نہیں کہ وہ نہ تجربہ رکھتے ہیں اور نہ اونکا ہنر کرتے ہیں؛

کے سمندر میں اس نظام کر اپنی منتظر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں مقرر کر دیتا ہے جج جنہوں نے وہ صحیح با اعمالی کے مرتکب ہوں۔ قانوناً موقوف نہیں کئے جا سکتے مگر جدید وزارت اونکو بھی نہیں چھوڑتی اونکو جلد جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرتے رہکر اونکا دم ایسا ناک میں کر دیا جاتا ہے کہ ملازمت اونکے پیچھے وبال جان ہو جاتی ہے اور وہ خود بخود استعفا داخل کر دیتے ہیں لیکن اگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوا اور کوئی جج ثابت قدم رہے تو اوسے نا معقول کو پنشن پر نکال دیا جاتا ہے ؛

جبتک کوئی فریق عنان حکومت پر متصرف ہے۔ اوس فریق کے ممبران پارلیمنٹ کو اوسکے رفقا اور آشنا بلکہ نوکر چاکر بھی قسمت کے پورے پورے آزادی رہتی ہیں اور کوئی امر نہیں جو اونکے لئے نا ممکن ہو یہ بہتر قسم کے آئینی بادشاہوں کیطرح اون سے کوئی برا یا بہا سے بہا فعل سرزد نہیں ہو سکتا۔ یا کم از کم ایسا کوئی فعل جسکی پاداش میں عدالتیں سزا دے سکتی ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا میرے ایک یونانی دوست سے بتعجب سوال کیا تم سچ کہتے ہو کہ زید کے برخلاف جو تمنے فلان نہایت ہی مزل حقیت مضمون شایع کیا تھا اوسکی پاداش میں تم قید نہیں کئے گئے تھے جواب ۔ وطن میں قید نہیں کیا گیا تھا۔ میں۔ مگر ازالہ حیثیت عرفی تو کیا تھا۔ یونانی۔ اوہ بیشک۔ میں اور تم نے اقبال کیا تھا یونانی ہاں میں۔ تو پھر تم سزا سے کسطرح بچے۔ یونانی۔ میں اپنے دوست وزیر اعظم کے پاس گیا۔ اور اوس نے عدالت کو کہدیا کہ پرائیویٹ رنجیر ملازم سرکاری کا مستغیث کا دعوی خارج کر دے۔ یہ کوئی بڑی بات نہ تھی ؛

جو لوگ پولیٹیکل[1] ایمان و عقیدت پر راسخ القدم ہوں اونکے عیوب[2] صاف ہو جاتے ہیں اونکے جرائم قابل عفو گردانے جاتے ہیں اور اونکی نسبت اگر انصاف جب اوسی اونکے برخلاف چارہ جوئی کیجائے تو اپنی آنکھوں سے پٹیوں کو کھول دیتا اور رحم کی پڑیا کا روپ لیتا ہے اونکے لڑکوں کو فوجی خدمت معاف کر دیجاتی ہے۔ اور اونکی لڑکیاں مدرسوں میں معلمات مقرر کیجاتی ہیں ڈاک اور تار کے محکمے اون کے غلام حلقہ بگوش ہیں وہ کوئی امر اون سے مخفی نہیں رکھ سکتے۔ اور چنگی خانہ کے ملازم کبھی ایسی گستاخی نہیں کر سکتے کہ اون کے مال و اسباب کی پڑتال کریں مقدمہ مختصر کل محاصل اونکے لئے ہی وصول کئے جاتے ہیں فصلیں اونکے واسطے ہی جمع کیجاتی ہیں اور سورج تک بھی گویا محض اونہی کے فائدہ کیلئے چمکتا ہے۔

یہ لوگ سب کے سب ملک کی آمدنی پر بسر اوقات کرتے ہیں مگر اکیلے یہی نہیں بزمانہ امن ملک کو ۲۷۴۸۱ سپاہیوں اور ۷۰۰۸۷ ملازموں بحری کی تنخواہیں دینی پڑتی ہیں۔ گو انہیں پیشہ کے فرائض کی درست تعلیم و تربیت پانے کیلئے کوئی موقعہ نہیں دیا جاتا علاوہ بریں ۱۷۲۳۵ ملازمان سول کا گذارہ ملک کی آمدنی پر منحصر ہے۔

لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اوسیقدر آدمی بیکار بیٹھے اپنی نوبت کے منتظر ہوتے ہیں کہ اونکا فریق برسر حکومت ہو اور وہ پھر سرکاری عہدوں پر قابض ہو جائیں سنہ ۱۸۶۰ء سے لیکر سنہ ۱۸۹۲ء تک ملک و قوم کی پیداوار اور آمدنی میں بمشکل پچاس فیصدی کا اضافہ ہوا مگر سرکاری محاصل بتدریج دگنے سے بھی زیادہ بڑہا دئے گئے۔

عدالتوں کی حالت بھی ایسی ہی ابتر اور ناگفتہ بہ ہے حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ سلطنت کا قیام منصفانہ معدلت گستری پر ہی موقوف و منحصر ہے

---

[1] جن ملکوں میں آئینی حکومت ہے وہاں کے باشندوں کا خیال ہے کہ قانون نے اون کے بادشاہوں کو کسی نامناسب کارروائی کرنیکے قابل ہی نہیں رہنے دیا ہوا اور اس لئے عدالتوں کو انپر کوئی اختیار نہیں دیا گیا [2] یعنے جو برسر حکومت فریق کے معاون اور طرفدار ہوں [3] انصاف کر دیوتا کو بوقت انصاف اندھا تصور کیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی کی رعایت نہ کرے جو کچھ شہادت سنے اور دیکھے اوسپر عمل کرے

انتظام و نظام - اتحاد و مشغول نیک چلنی اور صیغہ مال و ملک کی خوشحالی و بہبودی اوسی ہیبت ہوتی ہے جو ممالک غیر کے متمولوں کو کبھی ایسے مالک میں طمع و کرم
نگاہی کی جراءت نہیں ہو سکتی جہاں انصاف و امنیت کی دیوی بالکل اندھی ہو نیکی کے بجائے ہر حکومت فریق اور درباریوں کے منظور نظر کے ساتھ شفقت
کی نظروں سے مشغول عشوہ گری ہو مطلق العنان حکومتوں میں اگر کبھی کبھار کسی صریح جبر و ناانصافی کا ارتکاب ہو جاتا تو کل دنیا میں شور و غل مچ جاتا
اور ہر کس و ناکس یہ پکارنا شروع کر دیتا ہے کہ ایسی ناقابل برداشت خرابیوں کو کبھی قائم نہیں رہنے دینا چاہیے مگر یونان کی نیم جمہوری ریاست کی طرف
کبھی کسی نے توجہ نہیں کی جہاں بدقسمتی سے تاریکی میں ناانصافی اور ناجائز طرفداریاں … تنقیحات سے نہیں - بلکہ قاعدہ کلیہ میں اور انکی وجہ سے
زندگی دوبھر ہو رہی ہے کیونکہ جیسا کہ والٹیر نہایت مختصر اور دلچسپ پیرایہ میں ظاہر کر چکا ہے اگر ایک درندہ جانور سے تمہیں سابقہ ہو تو تم اوس سے کسی نہ
کسی طرح بچنے کا انتظام کر سکتے ہو - مگر جب کہ تم کو چاروں طرف سے چھوٹے چھوٹے گرسنہ و تشنۂ خون انسان شیر احاطہ کیے ہوئے ہوں اور وہ قدم قدم تمہاری
ٹانگوں کو چمٹ رہے ہوں تو پھر تمہاری قطعی ہلاکت یقینی ہے - انتظام و ترتیب اور تدبیر و تجویز کی قطعی مفقودیت کے متعلق بھی ٹسرولن اسی مضمون میں
یہ تحریر کرتے ہیں - انتظام و تدبیر کا نام و نشان نہ تھا - ہر چیز اپنے حال پر چھوڑ دی گئی ہوئی تھی حکومت و سلطنت کا جہاز بلا کمپاس ٹوٹا ہوا اور آدھی
درجن یکساں نیک نیت و بہی خواہ ملک کمانڈروں کے یکے بعد دیگرے متضاد احکام کے مطابق چلایا جا رہا تھا نہ شروع ہی میں محاربہ کیلئے کوئی پلین
اور نقشہ تجویز کیا گیا - نہ بدوران محاربہ کسیوقت کوئی شخص یہ جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے - یونانی فوج بعینہ اوس ناتجربہ کار نوجوان کے مشابہ تھی جو حال میں
ہی شطرنج کے مختلف مہروں کی چالوں اور شطرنج کے موٹے موٹے اصولوں کو سیکھکر ایک تیسرے درجہ کے کھلاڑی کے ساتھ بازی کھیلنے بیٹھ گیا ہو بیوقوف
سے بیوقوف بھی کہیگا کہ کم از کم محاربہ کے متعلق ایک جامع نقشہ اور پلین تجویز کر لینی چاہیے تھی جس کی تعمیل میں تھیسلی و ایپائرس کی افواج اور بحری
بیڑہ و جہازات بحری فوج متفق ہو کر کوشش کرتیں مگر اس بات کا نام و نشان بھی نہ پایا جاتا تھا تھیسلی کی فوج کام کرتی یا بیکار رہتی دونوں
صورتوں میں اسطرح سے عمل پیرا ہوتی رہی کہ گویا ایپائرس میں یونانی فوج موجود ہی نہ تھی اور یونانی دونوں فوجوں سے بے تعلق اپنی ڈیڑھ اینٹ کی
مسجد علیحدہ بناتی رہیں - ان تینوں بڑے بڑے اجزاء کا باہم مرتبط ہو کر کام کرنا تو کجا خود ہر ایک جز کی اپنے دائرہ میں بھی کوئی ارتباط و اتحاد نہ
پایا جاتا تھا اوس کا ہر ایک حصہ خود مختار اور آزاد تھا کسی ایک شخص کی دھینگا دھینگی یا کمان کی ماتحتی کو کسرشان سمجھا جاتا تھا تو فوجی معقولیت
بھی کچھ کم حیرت انگیز نہ تھی - مگر بحری کی حالت تو عجب حیرانی بخش تھی اس کے متعلق چند مثالیں کافی ہونگی - وزیر بحریہ بیڑہ جہازات کے افسر اعلیٰ
پرنویسا پر گولہ باری کرنیکا حکم دیتا ہے - اور امید ظاہر کرتا ہے کہ بندرگاہ کو دو گھنٹوں میں مسخر کر لیا جائیگا - افسر اعلیٰ بالکل خاموش ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ
… لیا - کہا جاتا ہے کہ - وہ کسی اور طرف سے احکام کے موصول ہونے کا انتظار کر رہا ہے - حالانکہ اپنے محکمہ کے اعلیٰ افسر مجاز کے حکم کے ملنے پر اوسے قانوناً اور بروئے
ضابطہ کسی اور شخص کی خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو مرضی یا حکم کا ایک لحظہ بھی انتظار کرنیکا اختیار نہ تھا - ایسا انتظار کرنے سے وہ عدول حکمی کا مرتکب
رہا تھا جسکی سزاء قانون حرب کے مطابق موت ہے خیر وزیر کے حکم کی جلد تعمیل نہ کرنے کی وجہ خواہ کچھ ہی ہو جب آخر تعمیل شروع ہو گئی تو ایسی طرح
کہ سبحان اللہ توپخانہ کو ترکی قلعوں سے چار میل کے فاصلہ پر رکھکر گولہ باری کی گئی - ایسی احتیاط یا بہادری کی وجہ اب تک معلوم نہیں ہوئی مگر اس کا نتیجہ
وہ سب کو معلوم ہے بتانے کی احتیاج نہیں ۳ اپریل کو وزیر بحریہ نے مشرقی بیڑہ کو قرہ بورنو و سالونیکا کی آس پاس گولہ باری کا حکمدیا ۱؎

۱؎ احمد حقی پاشا نے اسکے متعلق ۱۰ اپریل کو حسب ذیل تار سلطان المعظم کی خدمت میں ارسال کیا تھا - ان تیرہ جنگی کشتیوں نے جنہیں بحر نے …
اور باقی تار و خلیج پر صفحہ ۴۸ ←

۲۱ کو پھر خود ہی اسے منسوخ کر دیا۔ اور پھر ۲۴ کو بھی جدّہ وار بیڑہ کے اعلیٰ افسر سانحوریس کو نزرہ پورنو پر گولہ باری کرنے ایک چالیس میل تک سمندر میں
گشت کرکے تمام ترکی جہازات باربرداری اور نیز اجنبی جہازوں کو جنپر ممنوعہ اسباب حرب بار ہو گرفتار کرنے اور ترکی بیڑہ کو ڈارڈنلیز سے نکلنے نہ دینے
کا حکم صادر کیا تہا۔ وزیر نے ترکوں پر بڑا رحم کیا کہ اپنے امیر البحر کو اگر ماتحت قسطنطنیہ بھی فتح کرنے کا حکم ندیا۔ ۲۵ اپریل کو اسی فرزانہ وزیر نے اس امیر البحر
کو ایک عجیب و غریب تار ارسال کیا جسکا کچھ حصہ یہ ہے " اسے بوزو اور بگو بندل سلونیں یہ بھی کبھی گوارا نہیں کرسکتا کہ تم سے کوئی شخص یہی حاکم
احکام کی تعمیل سے پس و پیش کرے یا کسی اور شخص سے خواہ وہ کوئی ہو اونکی منظوری منگوالے جیسا کہ تمنے اوس وقت کیا تھا جبکہ میں نے تمہیں قسرہ بورنو پر گولہ باری
کرنیکا حکم دیا تھا۔ صاحب کیا تمہیں بمقام پولاس اپنے میونسپل انتخاب کے متعلقہ حالات یاد نہیں جبکہ تم سخت خطرہ میں تھے اور میں نے ہی تمہیں بچایا تہا
و نیز ممبر منتخب کرادیا تھا۔ بس تم پر واجب ہے کہ آنکھیں بند کرکے بلا چون و چرا میری متابعت کرتے رہو۔۔۔۔۔۔"

یونانی بحیہ شیخی بازہی نہیں حاسد بھی اول درجہ کے ہیں جنہیں یہ نمایاں فقان ہے یعبد العنسل آبادی کی طاقت میں کچھ بھی اضافہ ہو تو یہ
آتش حسد و رشک اور نایرہ غیظ و غضب انکے سینوں میں فی الفور بھڑک اٹھتا ہے۔ یونانیوں کو یہ ابتک فراموش نہیں ہوا کہ وہ گیارہ صدیوں تک مشرقی
رومی سلطنت کے مالک و قابض رہے تھے اور بازنطیم اور قسطنطنیہ کی سابقہ شان و شوکت اور حکومت کی باتیں اونہیں رہ رہ کر یاد آتی ہیں۔ جب ۱۸۸۵ء میں
بلگیریا کی خود مختار ریاست بنائی گئی اور ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا کو اوسکے ساتھ ملحق ہو جانے اور نیز سرویا اور مانٹی نیگرو کو مزید علاقہ مل جانے سے ہر موقعہ
پر یونانیوں کی آتش حسد فابنت پتیل پر چنار ہلا اور انکی امنگیں از سر نو متحرک ہوتی رہیں۔ ایسا ہونا خلاف فطرت اور غیر طبعی بھی نہیں ہے

(بقیہ صفحہ ۴۷) کیطرف سے آکر پرویزہ شہر پر حملہ کیا تہا جسکا حال اول عرض کیا گیا ہے جبکہ پرویزہ کے قلعہ پر گولہ باری کیگئی تو حمیدیہ اور حمیدیہ دو مدون
کی توپوں میں سے پندرہ سنٹی میٹر والی توپوں کے تین دبا ہوئے سخت گولوں نے یونان کے دو آگبوٹوں کو ضرب پہونچایا مگر یہ تحقیق نہیں ہو سکا کہ نقصان
کی مقدار کسقدر ہے اسکی وجہ سے یونانیونکا بیڑہ ہٹکر چلا گیا۔ اس خبر کے متعلق صباح اخبار نے یوں لکھا ہے پرویزہ اور اوسکے قلعہ اور مورچوں کو جلانے کیواسطے
یونان کے بیڑہ نے جسمیں چار آہن پوش اور تین لکڑی کے آگبوٹ تہے دو سو گز کا فاصلہ آپسمیں رکھکر دو اسکوئیڈرن بنائے اور قلعہ تک چند ناٹ تک چوں
پر گولہ اندازی شروع کی جن میں سے حمیدیہ مورچہ کے خارج پر (۱) اور اوسکے اندر (۲) آگ قلعہ کے خارج پر (۳) اور اوسکے اندر (۵) گولے لگے
مگر کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکے۔ یونانی آہن پوش ایک آگبوٹ جبکہ حمیدیہ قلعہ کے آگے سے گذر رہا تہا۔ تو اوسکے اگلے حصہ میں پندرہ سنٹی میٹر والی توپ کا
ایک گولہ مذکورہ مورچہ سے اور اوسکے پچھلے حصہ میں قلعہ کی توپ کا ایک گولہ لگا جسکے سبب سے آگبوٹ ایکطرف کو جھک گیا۔ اور ایک دوسرا آہن
پوش آگبوٹ کے اندر جاکر ایک گولہ پھٹا جسکے سبب سے یہ بیڑہ ہٹ گیا۔ علاوہ اوسکے واصلی مورچہ اور خضر قلعہ پر سے پندرہ اور گیارہ سنٹی میٹر والی
توپوں کے گولوں نے ایک چوبی آگبوٹ کو رخنہ دار کردیا جسکو دو آہن پوش آگبوٹ گھسیٹ لے گئے۔ غرض یہ کہ یونانی بیڑہ نقصان
اٹھا کر ناکامیاب رہا۔

۲۲ اپریل کو اس مشرقی بیڑہ کے ایک چوبی جنگی جہاز اور دو یونانی تارپیڈو کشتیوں نے لفطاریہ کی بندرگاہ میں آکر جمع شدہ سامان
کمیسریٹ کو جلانے کیلئے گولہ باری شروع کی اور دوسیر بطرف بحری سپاہی کشتیوں پر سوار کرکے خشکی کی طرف روانہ کردئیے۔ مگر ترکی
دستہ فوج ایسی بار ڈھیں مارہیں کہ وہ بے نیل مرام واپس لوٹ گئے اور شام کو جہاز بھی اپنا سا موقعہ لیکر رخصت ہو گیا۔

کیونکہ ترکوں کے سوا جنوب مشرقی یورپ میں دوسری غیر سلیقہ قوم صرف یونانیوں کی ہے اور عیسائی مذہب کی افزونی یونانیوں کے حق میں بھی ویسی ہی خطرناک تھی جیسی عثمانیوں کے حق میں نیرنگی قسمت کی یہ ایک عجیب مثال ہے کہ ممالک میں موجودہ یونان کا جو سب سے بڑا حامی اور معاون ہے یعنی جنوب مشرقی یورپ میں یونانی تفوق و اقتدار کے پھر قایم ہونیکی امید ونکو ہمیشہ کیلئے ملیامیٹ کر دینے میں نمایاں حصہ لیا جزیرہ نما بلقان کے تقریباً ایک سرے سے دوسرے سرے تک متعدد و کثیر مگر حقیقی وحدت ... ان بلغاریوں کی ایک عظیم خود مختار ریاست کو قایم ہو جانے سے ان ممالک میں یونانی اقتدار و تسلط کے قایم ہونیکی راہ ہمیشہ کیلئے قطعاً بالکل مسدود ہو گئی۔ اتحاد بلغاریاں یا یوں سمجھئے یونانی سلطنت کے قیام جدید کی راہ میں یہ ایک زبردست اور مہلک رکاوٹ ہے جس اتحاد بلغاریا کی بنا بلغاریوں کی تحریک و کوشش سے ہی قایم ہوئی۔ بلغاریوں اور یونانی قوم میں ایسی عداوت ہو گئی کہ اگر کبھی مقدونیہ ترکوں کی حکومت سے نکال لیا گیا تو بوجوہ وہ یونان کے ماتحت ہونیکی بجائے بلغاری ریاست کے ماتحت ہوگا پس یونان کو واجب تھا کہ میدان جنگ میں اترنے سے پہلے وہ اس عناد کے ہٹانیکا بندوبست کر لیتا۔ اوسنے ایسا نکیا۔ اور یہ جرم اوسکا مشغول بیکار رہنا قبل از وقت تھا۔

یونان کی داؤں گھاتیں

یونانی گورنمنٹ نے جولائی ۹۶ء میں بمقام ایتھنس بارہ ہزار سپاہ کی قواعد و مشق اور ترتیب کیلئے کیمپ قایم کیا اور ان کے علاوہ کریٹ میں فساد برپا کرانیکے لئے سرکاری اور غیر سرکاری طور پر ہر طرح کی کوشش خفیہ میں کیگئی۔ اور ایتھنس کی ... کو جزیرہ میں پہلے ... والنٹیئرس اور ... بھیجنے کی اجازت بلکہ ترغیب دیگئی اور جب یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ کل دول عظام نظام ہیں اور اونکا حصہ کثیر صدق نیت سے قیام امن کا خواہاں اور کریٹ کے فساد کو روکنے کا متمنی ہے۔ تو اس سے ہوش پکڑنے کی بجائے یونانی اپنی مفسدانہ کارروائیوں میں اور زیادہ مستعدی اور تیزی سے مصروف ہو گئے کریٹ کے عیسائیوں کو اپنے مسلمان ہمسایوں پر حملہ کرنے اونہیں بے حرمت کرنے اور گھر سے نکال دینے کی ہر ممکن طریق سے تحریص و ترغیب دلائی گئی کل یورپ کی مرضی کو بالائے طاق رکھدیا گیا۔ اور یونان نے دول عظام کے ساتھ وہی دھوکہ دہی دغابازی اور بنی چڑی باتیں بنانے پر کمر بستہ رہکر مخاصمت کرتے رہنے کی باقاعدہ پالیسی اختیار کر لی اوسے پورا پورا یقین تھا کہ وہ عالمگیر جنگ کے اندیشہ سے سہمتے رہنے اور دنیا کی امن کے قایم رکھنے کی خواہش جیسے دول عظام علانیہ ظاہر کر رہے ہیں جعلی انداز ہونگی دھمکیاں دیتے رہنے سے وہ ہمیں اونہیں اپنے نامعقول اور ناواجب مطالبات کے تسلیم کرنے پر مجبور کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ دول یورپ کے کریٹ کو خود مختاری دلا دینے کی تجویز پیش کرنے اور سلطان المعظم کے بھی منظور کر لینے سے معاملہ اور بھی نازک ہو گیا۔ یونانیوں کو کبھی گوارا نہیں کہ کریٹ خود مختار بنا دیا جاوے وہ کریٹ کو یونانی جزیرہ بنانا چاہتے ہیں نہ کہ خود مختار۔ اونکو اندیشہ ہے کہ اگر ایکدفعہ کریٹیوں نے خود مختاری اور سلف گورنمنٹ کی لذتوں کو چکھ لیا تو پھر اتحاد یونانیاں کی تمام خواہشیں اونکے دلوں سے کافور ہو جائیں گی۔

چنانچہ اوسنے کریٹ پر حملہ کر دیا۔ اور دل میں سوچ لیا کہ دول یورپ عالمگیر جنگ کے خطرہ میں پڑنے کی بجائے یونان کے ساتھ جزیرہ مذکور کا الحاق ہو جانا منظور کر لینگی۔ اس تفرقانہ کوشش میں اوسے دول عظام کے اتحاد و استقلال اور ترکی کی بے نظیر بیداری کی وجہ سے کامیابی نہوئی جسپر اوسنے سرحد تھسلی پر لڑائی برپا کر دینے کا عزم کر لیا۔

یونان کی حالت کچھ عرصہ سے نہایت ابتر ہو رہی تھی سلک کا حصہ کثیر کی زمین زرخیز نہیں اور انتظام حکومت بہت ناقص ہے اصل بات یہ ہے کہ یونانیوں میں وہ اوصاف نہیں پائے گئے جو ہر علاقہ میں حکمرانی کرنیوالی اقوام کیلئے ضروری ہیں یعنی معقول و بہترین حکمرانی کی قابلیت۔

۱؎ یہ مضمون [illegible] ۱۸۹۷ء [illegible] لکھا گیا [illegible]

ہوا۔ انگلستان نے ایک سی اٹیہ اس نہایت ہے دو دانیۃ انہ السد لوقی نقیر میں بحث ابھی کلمہ ٹمکٹ کر شمولیت کیے ہوئے کام کر رہا ہے۔

کریٹ مظالم گئے تاہم مملکت کے دول عظام کا استقبال اور ٹرکی کی بردباری اور اعتدال پسندی بالآخر مفسدوں کی شرارت انگیز کوششوں پر غالب آجاتی۔ یکایک یونانی گورنمنٹ نے ایسا نہ ہونے دیا اور اوسنے قماربازوں کیطرح سر باختہ ہوکر اپنی مفسدانہ شیطنت کا آخری پاسہ پھینک دیا یا بالفاظ دیگر ایسے سر کرنیل واسوس چار ہزار باہمت جنہوں نے کل جزیرہ میں جابجا خرمن امن کو ابلیس صفت آگ لگانے والوں کا کام دیا۔ کریٹ بھیجدیے کرنیل واسوس ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کو جزیرہ میں داخل ہوا۔ اور اوسکے پہونچتے ہی کشت وخون اور تاخت وتاراج کا طوفان بے تمیزی برپا ہوگیا ہر جگہ عیسائی باغی یکبارگی اپنے پناہ ہمسایہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور اونکو بیحرمت و ذلیل کرنے کے علاوہ خانمان برباد بلکہ اکثر جگہ تہ تیغ کردیا ان یونانی بدبختوں کے حملہ سے جزیرہ میں جو عام آشوب طوفان برپا ہوگیا اسکا اندازہ قصبہ سیتیا کی وحشیانہ اور سفاکانہ کارروائی سے بخوبی کیا جاسکتا ہے جہاں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان کمال بیدردی سے تلوار کی گھاٹ اتار دیے گئے دیہات میں سینکڑوں مسلمان بکریوں کیطرح ذبح کرڈالے گئے بیشمار مساجد میں زندہ بھون دیے گئے عورتوں اور بچوں کو قبیح ترین طریقوں سے بیحرمت کرکے انکے جسموں کے مختلف اعضا کاٹ ڈالے گئے الغرض مظالم آرمینیا کی مہیب ترین داستانوں کو ان عیسائی جوانمردوں نے ہیچ کردیا کریٹ کی کل مسلم آبادی اسوقت چند ساحلی قصبوں میں جمع ہے وہ فاقہ کشی اور انتہا درجہ کی ہلاکت سے مصائب اٹھاتی رہی اور اب بھی اٹھا رہی ہے مسٹر جارج کرزن قائم مقام سر رشتہ خارجہ حال لارڈ کرزن وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند نے بتاریخ ۲ مئی ۱۸۹۷ء دارالعوام میں کرنیل واسوس کے حملہ کے نتیجہ اور مسلمان باشندوں کے مصائب کے متعلق حسب ذیل بیان کیا تھا۔

تقریر مسٹر کرزن جزیرہ کریٹ کا تمام اندرونی حصہ اسوقت تک بکثرت تعداد کرسچینوں کے تصرف میں ہے جو وہاں پر قابض ہیں بعد بدبخت مسلمان اپنی املاک و فصلوں سے جو گھروں سے نکال دیے گئے ہیں متمتع ہو رہے ہیں۔ یہ عیسائی ہتھیار لگائے اپنا سارا وقت بیکاری میں بسر کررہے ہیں۔ اونکے پہاڑوں پر اونچے مسلح گشت کرتے جو لنٹر ٹری اور بندوق کا نشانہ بناتے اور مجھے بافسوس یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہر مسلمان مرد و زن بلکہ جوان کی زد میں ہو قتل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں قصبات کے قریب جو مقامات ہیں تیر نشانوں کے باوجود بھی پوزیشنوں اور

اسموقعہ پر کریٹی عیسائیوں کے متعلق ایک اور عیسائی شاہد کی رائے درج کردینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کریٹ کی عیسائیوں کی نسبت لندن کے عیسائی اخبار اسٹینڈرڈ کے عیسائی نامہ نگار کی مندرجہ ذیل رائے انگلستان کے بھولے عیسائیوں کو غالباً انکی غلطی سے آگاہ کردیگا۔ اسموقعہ پر بار بار نیابی کرتا ہوں کہ ابھی ہم خود غلطی میں ہیں پڑے ہوئے ہمدردان بنی نوع انسان کو یہ بتا دینا مناسب ہے کہ کریٹ کے تمام عیسائی کنندہ مسیحی المذہب ہیں مگر انہیں ان معاملات میں پڑ نہیں چاہیے کہ وہ لوگ مذہبی ہیں۔ جو عیسوی مذہب ہیں وہ بھی احکام میں سے کسی ایک کی بھی تعمیل کرتے یا اس جزیرہ کے مسلمان اور عیسائی ایک ہی قوم اور ایکہی نسل سے ہیں مگر چونکہ مسلمان حاکم اور عیسائی محکوم ہیں تمہیں بیجا تفرقہ اور عقیدہ سے ہوگئے پڑ گیا ہے لیکن یہاں کے عیسائیوں کے ساتھ اس کو ہم مذہب جانکر ہمدردی کرنا سخت غلطی ہے۔ وہ کوئی ایسا نہیں جو ہم مذہب کہا جاسکتا وہ پورے وحشی اور سفاک ہیں اور انکو عیسائی بھائی سمجھکر انکی امداد کرنیکا خیال دل سے فی الفور دور کردینا چاہیے۔

[illegible] کریٹ سے ترکی افواج کے [illegible] شہر ہی گھیرے میں اور مفلوک الحال مسلمان [illegible] ستمبر [illegible] کثرت سے جلد ہیں کہ [illegible] مقامات [illegible] ہیں

آبادی رکھنے والے شہر کریٹ یا کنڈیا کے گرد جو فوجی حلقہ بغرض حفاظت موجود ہے اسکے گرد ساٹھ ہزار مسلح کریٹی باغی جو اس وقت انتظار میں ہیں
ہیں کہ فوجی حفاظت کے اٹھتے ہی ان بیکسوں پر شکاری جانوروں کی طرح کود پڑیں اور ان مرد زن و بچہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیں اب پوچھا جاتا ہے
کہ ان عاجز مسلمانوں کی حفاظت کا کیا انتظام ہے اس غرض کیلئے شہر میں تقریباً پندرہ سو یوروپین فوج مقیم ہے - اور اسکے علاوہ ساڑھے تین ہزار
ترکی سپاہ ہے - یوروپین فوج شہر کے اندر رہتی ہے اور ترکی فوج شہر کے گرداگرد حلقہ ڈالے ہوئی ہے ہمارا جو افسر بر سر موقعہ موجود ہے اسکا بیان ہے
کہ یوروپین سپاہ فقط تنہا شہر اور اسکے فوجی حلقہ کی ہرگز حفاظت نہیں کر سکتی - ایسی صورت میں بتاؤ ہم ترکی فوج کو وہاں سے کسطرح ہٹا سکتے ہیں
اگر ہم ایسا کریں تو یہ ایسے قتل عام کا پیش خیمہ ہوگا جسکے سامنے آرمینیا کی خونریزی کی بھی کچھ حقیقت نہیں رہجائیگی - مزید براں یہ ایسا قتل عام
ہوگا جو دول عظام کی آنکھوں کے سامنے اور ہماری براہ راست ذمہ واری پر وقوع میں آئیگا - جو کچھ میں نے کینڈیا کی نسبت بیان کیا ہے قصبہ ریتھمو پر
بھی وہ صادق آتا ہے اس قصبہ کی آبادی پہلے دس ہزار تھی - مگر پناہ گزینوں کی وجہ سے اب تیس ہزار ہو گئی ہے - انجمن حامی المسلمین نے جو حال میں مردم
شماری کرائی تھی اوس سے واضح ہوتا ہے کہ جو مسلمان بلوہ و بغاوت میں مرگئے یا ہجرت کرگئے انسے قطع نظر اسوقت بھی جزیرہ میں ایک لاکھ
سات ہزار یعنی کریٹ کی کل آبادی کا تیسرا حصہ مسلمان موجود ہیں ان ایک لاکھ سات ہزار مسلمانوں میں سے ۸۰ ہزار کا اندازہ انجمن کی امداد سے
ہو رہا ہے جنہیں بتایا جاتا ہے کہ جزیرہ کریٹ یونان سے ملحق کیا جائیگا تو دو تہائی تہائی پر چھا رہا ہے مگر آبادی کا مذکورہ حصہ قلیل التعداد عنصر [illegible]
کہہ رہا ہے کہ وہ کسی صورت میں یونان کے ساتھ ملحق کیا جانا منظور نہیں کریگا اور اس صورت میں آخری وقت تک لڑتا رہیگا یا ہجرت
کر جائیگا - یہ عنصر آبادی کا تیسرا حصہ ہے یعنی اسکو کل آبادی سے وہی نسبت ہے جو آئرلینڈ کے ان لوگوں کو تھی جو ہوم رول یا خود مختار حکومت اندرونی
کے مخالف تھے اور انکی رائے کو دارالعوام یا کم از کم اوسکے اوس حصہ نے جو حکمران فریق کا طرفدار ہے بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا تھا - اور انصاف
مقتضی ہے کہ اوسی وقعت کی نظر سے کریٹ کی قلیل التعداد عنصر کی رائے بلکہ قطعی فیصلہ کو دیکھا جائے - بہرحال ہم کریٹ کو کشت و خون سے آبادی کے
ترک وطن کرجانے سے ویران کرنا نہیں چاہتے - کریٹی مسلمان جزیرہ کی آبادی میں نہایت ہی ضروری اور مستحکم عنصر ہیں جیسے پہلے تقریر کرچکا ہوں
ایک امر مجھ کو یہ کہنا ہے کہ گذشتہ میں ترکی افواج کیطرف سے چند نامناسب افعال سرزد ہونیکی بعض نظیریں پیش کی ہیں اسکے جواب میں موجودہ حالات
کے متعلق خود انگریزی امیر البحر کی شہادت کو پیش کردینا نامناسب ہوگا - وہ بیان کرتا ہے کہ ترکی سپاہ کا طریق عمل نہایت قابل تعریف رہا ہے
لیکن ساتھ ہی یہ امر بعید از قیاس نہیں کہ گو اب تک کوئی اشتعال انگیز غالب نہیں آسکا مگر ممکن ہے کہ شاید کسیوقت مذہبی جوش انکی بردباری
و تحمل میں خلل ڈالدے پھر تو عساکر عثمانیہ نے اپنے طریق عمل سے ہمیں کوئی حجت باقی نہیں رہنے دی کہ وہ شائستہ افواج ایسا سلوک کئے جانے
اور مہذب سپاہ سمجھے جانیکی کامل طور پر مستحق ہے اور کہ اس بارہ میں وہ کسی یوروپین قوم سے کم نہیں ہے۔

یہ تھے وہ نتائج جو یونانیوں کے قزاقانہ حملے سے سرزد ہوئے یہ بدبخت کریٹ کو آزادی دلانے کیلئے نہیں گئے تھے - کیونکہ یہ تو اوسے پہلے سے مل
چکی تھی بلکہ حکومت خود اختیاری کی مزاحمت کرنے کیلئے جس سے یونانی سب چیزوں سے بڑھکر متنفر اور مخوف ہیں - کرنیل واسوس اور اسکے
سپاہی لڑ کر کریٹ کو آزاد کرانے کیلئے نہیں بلکہ کریٹ کو بالجبر یونان سے ملحق کرانے کیلئے گئے تھے - یونانی گورنمنٹ کی یہ کل کارروائی ایسی تھی جیسی کہ ڈاکو
کی ہوتی ہے اور اسنے عالم فانی میں بے تمیزی کی شورہ پشتی ہنگامہ سے ذاتی نفع اٹھا سکنے کی امید میں عالمگیر جنگ برپا کرادینے کی کوشش کی اور ٹرکی پر حملہ کردیں

بلگیریا اور سرویا کو طمع ولالچ دلا کر اوراسطرح سے کل مقدونیہ میں آگ بھڑکا دیکر ترکی نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا چنانچہ دول عظام
کو سرویا۔ مانٹی نیگرو اور بلگیریا کو خاموش اور ساکن رکھنے کی سعی اپنے رعب وداب اور اقتدار سے انتہائی درجہ تک کام لینا پڑا لیکن یونانیوں نے فقط کریٹ
پر ہی حملہ نکیا۔ بلکہ وہاں ترکی جہاز پر بھی گولہ باری کی جب عام نائرہ فساد اور عالمگیر جنگ برپا کرنے میں یہ تمام کوششیں بیکار رہیں تو یونانی
آخری داؤ چلے اور تھسلی میں ترکی کو لڑائی پر مجبور کردیا اونکی یہ چال البتہ ایک ہوشیار گرسنہ کھلاڑی کی سی تھی اور بہرطرح قابو آئی ہوئی قمار بازی کی
چال کسنا بھی جو یہ علم رکھتا ہو کہ ہار جانے کی صورت میں بھی اسکی حالت پہلے سے کچھہ زیادہ بدتر نہیں ہو جائیگی۔ ایک ہی دفعہ کل پیسہ
بڑی بھاری شرط لگا دیتا ہے۔

یونانی آئین کنسٹیٹیوشن کی بے ثباتی

یونانی قوم کی یہ سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ اونمیں اصل کوئی طبقہ امرا کا موجود نہیں ہیں۔
امرا کے چھوڑ۔ خاندانی متمولین کی جماعت بھی موجود نہیں کہ یہ جماعتیں عوام کے جوش کو
تھامے رکھنے کا کام دے سکیں اور اندرونی یا بیرونی خطرہ کیوقت بادشاہ اور گورنمنٹ کو مدد دیں۔ بالفاظ دیگر عام رعایا اور بادشاہ کے درمیان
کوئی واسطہ درمیانی طبقہ نہیں ہے۔ یونان میں صرف ایک دارالشوریٰ ہے جسمیں عوام کے وکلاء اور نایب بیٹھتے ہیں۔ دوسرا جسپر دیکھنے والا
یا دارالشیوخ نہیں ہے اور بدقسمتی سے یہ ایک دارالشوریٰ بھی عوام کا قائمقام نہیں بلکہ جہانتک پولیٹیکل اقتدار کا تعلق ہے عام رعایا
کی طرف سے درحقیقت اتھنز کے شوریدہ سر پرجوش اور متلون مزاج باشندوں کا ہجوم بے تمیزی نائب اور قائمقام ہے یہ باشندے اسوقت بھی ویسے
ہی عقل کے اندھے اور خرد ماغ ہیں جیسے کہ ایسے دو ہزار برس پہلے تھے حال کے اتھنزی اوسوقت کے اتھنزیوں سے کچھہ زیادہ سمجھدار نہیں ہوگئے جنہوں نے
مشہور آفاق مدبر اور فصیح وبلیغ خطیب ڈیماس تھنیس کی پدرانہ نصیحت کی کھلی اڑائی تھی۔ اور اوس فرزانہ بیدل کو اپنا
سرغنہ اور راہنما بنانے سے انکار کردیا تھا۔

یونانی سیاسیتوں اور مقننین کا حصہ کثیر تہی دست قانون پیشہ لوگوں اور اخبار نویسیوں سے مرکب ہے جو پالٹیکس کو گذارہ کا ذریعہ سمجھتے
اور اوسیسے ہی کام لیتے ہیں اونکی تمام پولیٹیکل کارروائیاں بالعموم خودغرضی یا کسی فوری حرص وطمع پر مبنی ہوتی ہیں چنانچہ یہ عام طور پر
کہ یونان میں جو فریق برسر حکومت ہو وہ سلطنت کے تمام اخراجات کا بوجھ فریق مخالف کے سر پر ڈالدیتا ہے اور کل محاصل اور ٹیکس اپنے جیبوں میں
یونان کے نامور ان سلف میں جو شخص سب سے مشہور فصیح اور خطیب گذرا ہے وہ ایک تتلول زرہ ہکلانے والا تھا اور چھوٹی عمر میں ہی یتیم ہوگیا تھا اسنے فصاحت
میں اعلیٰ کمال حاصل کرنا اور فن خطابت میں کامل دستگاہ پیدا کرنے کیلئے جو محنت شاقہ کیں وہ اب تک بطور ضرب المثل مشہور ہیں یعنی
تلاطم کے وقت جبکہ سمندر کی موجیں رعد وار گرج رہی ہوتیں کنارہ ساحل پر جاکر اپنی آواز کو پکایا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے انداز اور
وضع اقامت کو درست کیا اوسکو ایک کندہے کو جنبش دیتے رہنے کی عادت بچپن سے پڑ گئی تھی جسکو دور کرنیکیلئے یہ تدبیر کی کہ ایک تیز دھار
تلوار کی کندہے کے بالکل متصل چھت میں لٹکوا چھوڑ رکھدیا۔ کہتے ہیں اتھنز وقت اس سے مضروب ہو جاتے۔ وہ فیلقوس باپ سکندر کا ہمعصر تھا
سکندر نے اسکو کئی مرتبہ اہالی اتھنز سے طلب کیا مگر انہوں نے اسے منظور نہ کیا۔ اسکندر کے جانشین انٹی پاٹر نے بھی اہالی اتھنز کو شکست
دیکر انہیں سے مطالبہ کیا جسپر وہ مع رفقا قصبہ کلاوریا کے مندر کو بھاگ گیا اور وہاں زہر سے خودکشی کرلی سنہ ۳۸۵ قبل مسیح میں پیدا اور ۳۲۲ قبل مسیح میں فوت ہوا

نکلا ہے ایسی صورت میں موجودہ شاہ یونان[1] کے عہد حکومت میں ہی وزارتوں کا پچاس سے زیادہ مرتبہ بدلنا کوئی حیرت انگیز امر نہیں ہو سکتا ۔

جنوبی ریاستیں جزیرہ نما بلقان کی اکثر ریاستوں کی طرح یونان کی بھی یہ سخت بدنصیبی ہے کہ ملک میں کوئی مستقل جماعت متمول یا امیر شریف اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کی نہیں ہے کہ ملک کو ان میں سے بیغرض اور محب وطن لیڈر بہم پہنچ سکیں ۔ بس ان کل چھوٹی چھوٹی بلقانی ریاستوں اور بادشاہتوں کے اندرونی پالیٹکس اور انتظام کی حالت نہایت ابتر متذبذب اور پست ہے سرویا کی حالت ویسی ہی ابتر ہے جیسی کہ یونان کی بلگیریا کی حالت بھی کچھ تھوڑی سی نسبتاً بہتر ہے کیونکہ بلغاری یونانیوں اور سرویوں کی نسبت زیادہ مستقل مزاج اور متین ہیں رومانیا کی حالت سب سے اچھی ہے کیونکہ ایک تو وہاں زبردست جماعت امرا موجود ہے اور دوسری وہاں جرمن خاندان کا ایک شہزادہ حکمران ہے جنھوں نے وہاں بھی جرمن انتظام و سلیقہ اور استقامت کا اثر ڈال دیا ہے یہ مسئلہ ابھی زیر بحث ہے اور ابھی قطعی فیصلہ نہیں ہوا کہ آیا جنوب کی جنوب میں ان چھوٹی چھوٹی آزاد یا نیم آزاد ریاستوں کا قائم کیا جانا خود ان ریاستوں اور تمام بنی نوع انسان کے حق میں مفید ہونے کی بجائے الٹا نقصان بخش تو ثابت نہیں ہوا تاہم یہ متفق علیہ امر ہے کہ اس ملک کی اس جماعت کو جو ہمدردی اخوت مذہبی اور رقت قلبی کی بڑی شیدا و مفتوں بامعنی ہے اور جس نے ان ریاستوں کے قائم ہونے پر محض اس لئے کہ وہ مسیحی کہلانے کی دعویدار تھیں ۔ بڑا زور دیا تھا شروع شروع میں ان ریاستوں کے متعلق جو لمبی چوڑی اور شاندار امیدیں تھیں وہ باطل اور موہوم ثابت ہوئی ہیں سوا چند مستثنیات کے عام یونانی سرولی یا بلغاری نام کے سوا اور کسی بات میں عیسائی نہیں اندرونی شورشوں اور انقلابات کے علاوہ ان ریاستوں کے وزرا اور سیاسیون ایسے بد اصول خائن و مرتشی ہیں اور دیگر اقوام جو انکی حدود کے اندر آباد ہیں یہ ریاستیں ایسا صریح اور ایسا ظلم و ستم کرتی ہیں کہ دنیا کے امن کے حق میں وہ شیطان صفت پولیٹکل خرمن سوزوں سے کم نہیں وہ ہمیشہ مزید علاقہ اور ایسی اقوام اور ایسی اغراض و مقاصد کو غصب کرنے کو مزید موقعوں کی تلاش و فکر میں رہتی ہیں جنکے انہیں کسی طرح کا تعلق و واسطہ نہیں ۔ یونان کے ترکی پر حملہ آور ہونے کی بڑی وجوہات یہی ہیں مگر ملک اور تمدن انکی ماتحت و تابع نہیں اگر یہ سوال اسطرح پیش کیا جائے کہ کیا ترکی حکومت یونانی حکومت سے بہتر نہیں تو نامناسب نہ ہوگا میری رائے میں اگر مسلکی عیسائی یا مسلمان دونوں مذاہب کے باشندوں کی رائے لیجائے اور انکو اسطرف سے اطمینان دلا دیا جائے کہ آزادی اور بیباکی سے اپنا دلی منشا ظاہر کر دینے کا نتیجہ انکے حق میں مضر نہ ہوگا اور نہ انپر کسی طرح کا دباؤ یا رعب ڈالا جائیگا تو غالباً وجہ یہی ہے کہ حصہ کثیر یونانی گورنمنٹ پر سلطانی حکومت کو ترجیح دیکر اسکے حق میں رائے دیگا اور یہ تو یقینی امر ہے کہ غیر یونانی (عیسائی ہوں یا مسلم) بلا اختلاف اکثر تا سر ترکی حکومت کو ترجیح دیتے اور پسند کرتے ہیں ۔

عیسائیوں اور مسلمانوں میں مقابلہ جو لوگ ترکی سلطنت کی قطع و برید اور ان تمام نام نہاد عیسائی ریاستوں کے قیام پر بیحد مسرور و مبتہج ہو کر بغلیں بجا رہے ہیں۔ وہ اس امر کو قطعاً نظر انداز کر رہے ہیں کہ اس تقسیم کا بطور قاعدہ کلیہ لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب و اقوام نہایت ہی ظالمانہ جبر و تعدی اور تیغ ستم کی آماجگاہ اور تختہ مشق بنجاتی ہیں بلکہ اکثر نمونوں میں تو یہ قیام قطعی ہلاکت کا باعث ہوا ہے کیا انکو بلگیریا کے مسلمانوں کے رقت انگیز حالات فراموش ہو گئے ہیں اور کیا انکو یاد نہیں رہا کہ روسی حملہ کے بعد بلغاری عیسائیوں نے کس بیدردی سے بلگیریا اور مشرقی رومیلیا میں سید اور بیگناہ مسلمانوں کی تعداد چوتھائی حصہ کو گھروں سے بیدخل اور ...

[1] شاہ جارج شاہ ڈنمارک کا دوسرا لڑکا ہے سنہ ۱۸۶۳ء میں جبکہ وہ ۱۷ سال کی عمر کا تھا یونان کا بادشاہ ہوا ہے۔

اور تقریباً ایک نصف کو ہلاک و شہید کر دیا۔ اس پر آشوب زمانہ میں سو لاکھ سے زیادہ بیگناہ مسلمان جنمیں زیادہ تر عورتیں اور بچے تھے ہلاک و بر
بلغاریوں نے بھی اس پر اکتفا نکیا وہ یونانیوں کے ساتھ ترکوں سے کہیں زیادہ بغض و عناد رکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے یونانی آبادی کے حصہ
کثیر کو دن رات ستا کر اپنے ملک سے خارج کر دیا یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں کہ مقدونیہ و یہ دخل ہوجائیں تو بلغاریوں
یونانیوں و لیٹینیوں میں ایسی سخت خانہ جنگی شروع ہو جائیگی کہ جبتک کل ادنیٰ و عجز معدوم نہوجائیں وہ کبھی ختم نہو۔ سربیوں نے اپنے آزاد
ہونے کی بجوشی ستائی تھی کہ الگزینڈر کے تمام مسلمان باشندوں اور کل ترکی فوج ... قلعہ کو کمال وحشیانہ طریق سے ذبح کر دیا تھا۔

[illegible]

کیفیت ایسی ہی حق و اصل جیسا کہ انکی عیسائی ہمسایوں کو وہ ان نام نہاد اور پیام آشتدگان مسیحیت عیسائیوں کے حصہ کثیر سے جو تمدن و
سے قابل ہونے کے لئے ابھی چوٹی سی منزلیں بہار ... رہتے ہیں اور جنکی ہمارے ملک کے بعض رادار مراح اندھا دھند تعریفیں کرتے رہتے ہیں اور
انکو فرشتوں کے ہم پلہ بناتے ہیں بدرجہا زیادہ صبور سلامت رو ستدین ہیں اور جفاکش متحمل اور محنتی ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ برے
عیسائی کو اچھے مسلمان سے کیوں انگریزی حمایت کا زیادہ مستحق اور بہتر اور زیادہ سمجھا جاتا ہے یہ درست ہے کہ ہم سب کا یہ دلی اعتقاد ہے کہ صرف
مسیحی مذہب ہی ایسا ہے جو کل عالمی ہونے کی قابلیت رکھتا ہے ... نوع انسان کو اخلاق و فلاح کی اعلیٰ
درجہ سطح پر پہونچانے کے قابل ہے مگر ایسا ... مسیحیت درکار ہے نہ کہ مذہب مذکور کا محض نمائشی اور رواجی اعتقاد
جو اظہار جسکے ساتھ اعتقاد کی صداقت و حقیقت کے ثبوت و اظہار کیلئے کوئی افعال و اعمال موجود نہوں وہ انکو لیکر ترک ایلینار کوجک کو دیکھنا
و قصبات میں جا بجا بچشم خود ۱۸۸۱؁ کو خوفناک روسی جہاد کے خانمان برباد شدگان اور ستم رسیدوں کو دیکھ رہا ہوں تو کیا انکو انگریزی عیسائیوں
کی منافقیت اور متناقض عمل کو جنہوں نے ۱۸۹۵؁ کے مظالم آرمینیا کے خلاف جو ابھی صرف بیس سال کی عمر کی عیسائی روسیوں نے بیزبان اور بے پناہ
بیگناہ معصوم مسلمانوں پر توڑے تھے خفیف سی آواز بلند نکی تھی سخت حقارت کے ساتھ دیکھنے پر کسیطرح کا تعجب ہو سکتا ہے۔

بنی نوع انسان کو ان چھوٹی چھوٹی عیسائی ریاستوں کے قایم کرنے سے جو فایدہ پہونچا ہے اوسکا اندازہ کرتے وقت منصف مزاج شخص
پر اون مظالم و تباہی و بربادی کو بھی مدنظر رکھ لینا واجب ہے جو امن پسند اور بیگناہ مسلمان آبادی پر وارد ہوئی تھیں کریٹ کے واقعات نے
بالبداہت ظاہر کر دیا ہے کہ دست بالا حاصل ہونے پر کریٹی عیسائی اپنے مسلمان ہمسایوں سے کیسا سلوک کرتے ہیں آرمینیوں کو بھی اگر دست بالا حاصل ہو جاتا تو وہ جو کچھ کر
گزرتے اوسکا اندازہ اور کیفیت بمقام زیتون ترکی امیروں کے ارمنی عیسائیوں کے ہاتھ سے بیدریغ ظالمانہ قتل عام۔ اور انہی سازشیوں کے قسطنطنیہ میں
اندھا دھند بم کے گولے پھینکنے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ مسیحی دول عظام میں سب سے زیادہ مسیحیت کا دعوے رکھنے والی سلطنت عیسائیت کو جیسا

۱؎ ایلینار کوجک کا ایک قلعہ جہاں ارمنی باغی کئی ہزار کی تعداد میں قلعہ بند ہو کر افواج قاہرہ کا مقابلہ کرتے رہتے تھے مگر آخر مارشل ادہم پاشا
نے درشتی و نرمی دونوں سے کام لیکر اس فساد کو فرو کر دیا۔ اسکے مفصل حالات بست سالہ عہد حکومت کے ایک ضمیمہ میں مندرج ہیں اسی
ضمیمہ میں قسطنطنیہ کے فساد کے بھی حالات مندرج ہیں۔

۲؎ تو اودہم مچا کر رکھا ہے مگر انسے بدرجہا زیادہ سخت مظالم پر ...

پہونچ سکتا محال ہے۔

روسی پالیسی اور کارروائی کی نسبت میری رائے حسب ذیل ہے اسکی تائید اکثر واقعات سے جو صفحات آیندہ میں درج ہیں ہو رہی ہے۔

ارمنی سازش ۱۸۹۵ء میں جب مسٹر گلیڈسٹون پھر وزیر اعظم ہوا تو روس نے سلطنت عثمانیہ پر آخری حملہ کرنیکے لیے معاملات موجودۃ الوقت کو اس حال کو نہایت مناسب تصور کیا ایسے حملہ کی کامیابی کیلیے خواہ وہ کسی زمانہ میں کیا جاے انگلستان اور ترکی میں کامل بگاڑ ہونا مقدم اور لازمی نظر ہوا روس کو ۱۸۵۴ء کی بے سبب اور گران خرچ غلطی اور ۱۸۷۸ء میں جبکہ برلن میں لارڈ بیکنسفیلڈ نے گو جو کامیابی ہوئی تھی وہ اچھی طرح سے یاد ہے اور اسنے دیکھ لی عبرت ہو گئی ہے کہ وہ ترکی پر کسی ایسے وقت کبھی حملہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا جبکہ انگلستان کا ترکی کی حمایت میں کھڑا ہو جانا امکان میں داخل ہو۔

بنا برین پہلے انگلستان اور ترکی میں بگاڑ پیدا کرنے کی تدبیر اختیار کیگئی۔ اور اس مدعا کے حصول کیلیے ارمنوں سے عالمگیر بغاوت کرانے کی غرض سے روس میں روسی روپیہ کی امداد سے انقلابی سازشی کمیٹی کی بنا قایم کیگئی۔ روس نے یہ کارروائی ایسی عیاری سے شروع کی کہ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ تک بھی اس سازش کی سرپرستی کرتا رہا۔ اس وحشیانہ اور ابلیسانہ سازش کے مقاصد و مدعا سازش مذکور کے عملی اظہار سے پیشتر ہی دنیا پر ظاہر ہوگئے تھے مشہور امریکن مشنری ڈاکٹر ہیملن نے ۱۸۹۳ء میں انکے متعلق حسب ذیل تحریر کیا۔ ایک ارمنی انقلاب پسند جماعت مشنری کام اور سلطنت عثمانیہ کے بعض حصوں کی کل مسیحی آبادی کو سخت نقصان اور تکلیف پہونچانیکا باعث ہو رہی ہے یہ ایک خفیہ انجمن ہے اور اسکا انتظام اور کاروبار ایسی کامل عیاری اور روباہ بازی سے سر انجام دیا جاتا ہے کہ ویسی عیاری صرف بلاد شرق کا ہی حصہ ہے اہالی مغرب میں اوسکا نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا ایک نہایت سمجھدار اور ذہین ارمنی جنٹلمین نے مجھے یقین دلایا کہ یہ ہنچاکسٹ (انقلاب پسند سازشی) گروہ جو کل سلطنت میں باقاعدہ پھیلے ہوئے ہیں ترکوں اور کردوں کو قتل کرنے اور انکے دیہات کو پھونکدینے کے لئے مناسب موقعوں کی تاک میں رہینگے اور موقعہ ملتے ہی ان کاموں سے فارغ ہوتے ہی پہاڑوں کو بھاگ جائینگے اس کارروائی سے غضب آلود ہو کر مسلمان بھی جوش کے پیچھے اٹھ کھڑے ہونگے اور بے پناہ ارمنی باشندوں پر حملہ آور ہو کر انکو ایسی بیرحمی سے قتل و تیغ کر دینگے کہ روس انسانی ہمدردی اور مسیحی تہذیب کی آڑ میں ملک میں داخل ہو کر اوسپر قابض ہو جاویگا۔

پھر اس ہنچاکسٹ انقلابی جماعت کے شیطانی ارادوں اور حرکات سے صرف چند ایک کا نہایت ہی نرم پیرایہ میں اظہار کیا ہے اسکی بنا روسی ہے اور روسی زر اور روسی عیاری ہی اوسکی روح رواں ہے۔ یہ انجمن ایسی ہے کہ تمام مشنریوں کو امریکن ہوں یا دیگر ممالک کے اسکی نہایت زور سے مخالفت کرنی واجب ہے یہ سازش ہر ایک اتواری مدرسہ میں داخل ہونے اور حصوں [illegible] کو واعظ ہیبت میں لاکر شیطانی انجمن کے معاون و مددگار بنانیکی کوشش کر رہی ہے بس ہمکو اس امر کی احتیاط رکھنا سخت لازمی ہے کہ ارمنوں کی دوستی اور اعانت کرتے وقت ہم سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو نپائے جس سے کسیطرح بھی یہ نتیجہ نکل سکتا یا یہ قیاس ہو سکتا ہو عثمانیوں نے اس انجمن سے بعد جو آگہی پائی تھی اس انجمن کو کمزور کرنے کیطرف تو شاہ یونان نے روسی گورنمنٹ کی نصیحت مانکر ترکوں سے لڑائی شروع کر دی اور جو دوسری طرف ہی کمزوری کی وجہ سے ذرا سی یونانیوں کی حمایت نہ کی۔ مگر اس روایت کی کسی اور ذریعہ سے تصدیق نہیں ہوئی ہے ڈاکٹر مذکور کے بیانات مفصل واقعات میں درج ہیں۔

صلاح و مشورہ کرکے یورپ اور ایشیا کے معاملات کا خود ہی تصفیہ کر دیا کرینگے ان تجربوں اور اس جوش و خروش کے قدرتی طور پر جرمنی اور روس کے دلمیں شبہات اور بدظنی پیدا ہو گئی کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جبتک یورپ ایسے مساوی گروہوں میں منقسم ہے جیسے کہ اسوقت ایکطرف روس فرانس انسیسی اتحاد ہے اور دوسری طرف جرمن سلطنتوں کا اتحاد ہے تب تک انگلستان کا اتحاد لازمی طور پر نہایت قیمتی عنصر ہے اور جس فریق کے ساتھ وہ متحد ہوجائیگا اوسے فریق ثانی پر انتہا غلبہ اور فوقیت حاصل ہوجاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب اس امر کی کچھ بھی علامت دکھائی دیتی ہے کہ انگلستان دوسرے فریق کی طرف جھک رہا ہے تو جرمنی میں فی الفور سخت تشویش اور بے چینی ناشی ہوجاتی ہے جب ۱۸۹۶ء میں اسکندریہ ثالث کے زیر انگریزی اخبارات کی طرز تحریر اور وضع سے جرمنی میں مجوزہ بالا تشویش شروع ہوئی اور جب جرمنی نے دیکھا کہ انگریزی پالیسی علانیہ روس و فرانس کے ساتھ ملکر قسطنطنیہ میں کام کر رہی ہے تو اوسکی تشویش میں اور اضافہ ہوگیا پریسیڈنٹ کروگر جرمن قیصر نے جو تار بھیجا تھا اس نامبارک واقعہ کا کسیقدر موجب بھی رنجیدگی تھی ۔

مزید برآن جرمن گورنمنٹ نے بخوبی محسوس کر لیا کہ ٹرکی کی معدومیت سے یورپ میں موازنہ طاقت بالکل درہم برہم ہوجائیگا بر اعظم کے امن میں خلل پڑجائیگا۔ اور جرمن سلطنتوں کی سلامتی معرض خطر میں پڑجائیگی آسٹریا کے فرزانہ اور عقلمند مدبروں کی بھی اس امر کے بابت بھی رائے یہی اسی احساس پر جرمنی گورنمنٹ نے اون سازشوں کو بے اثر کرنے کے لیے جو ٹرکی کی معدومیت یا اوسکی آزادی کو برباد کر کے سلطنت عثمانیہ کو روسی علاقہ کے اتباع بنا دینے کیواسطے کیجا رہی تھیں مستعدی کے ساتھ بالمقابل کارروائی شروع کردی اس امر کا باور کرنیکی وجہ موجود ہے کہ پرنس لوبانوف کی بیوقت موت پر جس واقعہ پر مسٹر گلیڈسٹون نے ارمنوں کا طرفدار ہونیکی وجہ سے بے انتہا مسرت ظاہر کی تھی، خواہان جنگ فریق کو روسی دربار میں غلبہ حاصل ہوگیا اور باسفورس پر روس کا عنقریب حملہ آور ہوجانا یقینی سا ہوگیا صحیح جنگ کا چند گذشتہ برسوں سے یہ خیال ہو رہا ہے کہ علاقہ قفقازیہ کے شمال مشرقی گوشہ میں یکجا کی گئی فوج کثیر جہازوں سے اتار کر و ٹرکوس پہنچا سکے قسطنطنیہ کو بآسانی بہم پہونچایا جاتا ہے قبضہ کر لیا جائیگا۔ اور اون قلعوں پر جو باسفورس کی حفاظت کیلئے موجود ہیں عقب سے دہاوا کیا جائیگا اس ارادہ کی اطلاع ملنے پر جرمنی اور آسٹریا نے روس کو متنبہ کر دیا کہ وہ ٹرکی کی معدومیت کی بزور شمشیر مزاحمت کرینگے نتیجہ یہ ہوا کہ خواہان جنگ فریق کی جو نوجوان اور شریف النفس زار کی شریفانہ مخالفت آچکا ہے انکھیں کھل گئیں اور قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکا ارادہ ترک یا ملتوی کر دیا گیا۔ اور اوسوقت سے جرمنی اور روس میں یہ دوڑ شروع ہوگئی کہ عثمانیوں کی فوجی طاقت سے فایدہ اٹھانیکے لئے ترکی گورنمنٹ کو متحد بنانے کی بازی کون سلطنت جیتتی ہے ۔

روسی سفیر کی ناکامی

یہ بازی جرمنی نے جیت لی ہے۔ روسی سفیر کی کسی کوتاہی یا نا قابلیت کیوجہ سے نہیں بلکہ محض اسلئے کہ روسی سفیر کے برخلاف بہت سے اسباب جمع تھے نہایت زبردست تھے حایل ہوگئے ترکوں

سلطنت یہ وزیر ۱۹ اگست ۱۸۹۶ء کو وزا اور نا ریبنہ کی ہمراہ روس سے آسٹریا کو جاتا ہوا راستہ میں ٹرین پر دفعتاً فوت ہوگیا زار اور زارینہ ستمبر بڑی کل یورپ کی سیاحت اور فرانس کے ساتھ اپنے تعلقات کی پختگی کو ظاہر کرنیکے لئے اپنے ملک سے روانہ ہوئے تھے اور کئی ماہ بعد اسٹریا جرمنی ڈنمارک انگلستان اور فرانس کی سیاحت کر کے واپس گئے تھے کچھ عرصہ اسی ملاقات کے جواب میں فرانس کا پریسیڈنٹ فار جو فروری ۱۸۹۹ء میں یکبارگی ناگہاں فوت ہوگیا روس گیا تھا

مین فرقہ سیون کیطرف سے جو بدظنی اور نفرت مسلمانون کی ہے وہ عرصہ سے ہی نہین چلی آتی بلکہ معقول وجوہ بہی ہین ہر روس قدیم الایام سے ٹرکی کا دشمن ہے اور معتقد انہ ہے
اور سمجہتا ہے کہ اسکا علم ہتہیار و جنگی جو نہ صرف جمعیت افواج دشمن کی مسلمانون کی خونریزی ہی کیجیر متعین ہیں بلکہ بلا تمیز ہر قسم کا دشیانہ ظلم
وستم ایسا نہ تہا جو ان بیچارون پر نہ کیا گیا ہو تاتک ترکونکو بخوبی یاد ہین۔ ان زبردست اور بالکل معقول و بیجا تعصبات پر ایم نیلیڈوف کی
ایلچیانہ قابلیت اور مدبرانہ فراست گو وہ بہت ہی اعلے درجہ کی ہیں کبہی غالب نہین آسکتی نہین مزید برآن یہ بخوبی معلوم ہے کہ جرمنی
روس کے برعکس ٹرکی کو نقصان پہونچا کر کوئی اراضی حاصل کرنا تو در کنار پولیٹیکل اقتدار کی بلا واسطہ ترقی کی بہی مطلق خواہش نہین
رکہتی جرمنی کو قسطنطنیہ کے قبضہ کی آرزو نہ ایشیا ئے کوچک کا کچہہ حصہ دبا لینے یا آبنائے ڈارڈینلز و باسفورس پر قبضہ کر لینے کی کوئی تمنا
نہین ہے جرمنی کی بڑی سے بڑی خواہش ٹرکی کا فوجی استحاد اور چند تجارتی مراعات ہین اور چونکہ یہ مراعات ٹرکی کیلئے بہی ویسی ہی
مفید ہین جیسی کہ جرمنی کیلئے ٹرکی انکو عطا کرنیکے لئے دل وجان سے تیار ہے الغرض ایم نیلیڈوف کو جلد منکشف ہوگیا کہ جرمن اقتدار کو دربار
ہمایون اور بالخصوص سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ دونون جگہہ بے اندازہ غلبہ حاصل ہے اسکے تہوڑا ہی عرصہ بعد وہ ملازمت سے پنشن
پر علیحدہ ہوگیا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بمنشاء خود کنارہ کش ہوا یا حکماً لیکن باغلب وجوہ اسکا باعث اس ناکامی کی خفت تہی مشکلات
کریٹ اور اوس نازک موقعہ کے دوران میں جو محاربہ روم و یونان کے بیشتر حادث ہو رہا تہا جرمنی نے ایپنے کل اقتدار سے ترکی کی حمایت میں کمال
حق بجانب اور بر سر انصاف ہی کام لیا۔ روس نے بہی یونانیوں کی عملی مداخلت کے وقت سے معقول حد تک ٹرکی کی تائید کی زار نے محاربہ
کو بند کرانیکی درخواست جن الفاظ میں بذریعہ تار سلطان المعظم سے کی تہی اونسے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ روسی گورنمنٹ کو اسبات کا بڑا
خیال تہا کہ سلطان المعظم کو کسیطرح آشفتہ خاطر ہونیکا موقعہ نہ ملے زار نے از مقام سار کو سیلو بتاریخ ۷ مئی ۹۷ ؁ء جو تار سلطان
المعظم کی خدمت میں ارسال کیا اوسکی عبارت جو سرکاری طور پر شایع کیگئی تہی حسب ذیل ہے :۔
اگرچہ سچی دوستی کے تعلقات اور انس وہمسائگت جو ہم دونوں میں موجود ہیں مجہے ذات شوکت مآب شہنشاہی کے نہایت ہی شریفانہ
خیالات کے پاس یہ التجا کرنیکی تحریک کریں اور مجہے دل میں اس امر کی پختہ امید پیدا کریں کہ مردانہ جنگ و جدال میں جنابعالی کی شجاع
افواج کو جو فتوحات حاصل ہوئے ہیں آپ اُن فتوحات کی شان وشوکت کو اون امن پسند اور معتدل ارادوں صادقانہ قائم رہنے سے
جو جلالتمآب نے آغاز محاربہ میں ظاہر کئے تہے فرمادینگے تو ذات شوکت سمات میری اس التجا اور امید کو بنظر استحسان دیکہینگے یونان
میں اپنی افواج کی حرکت اور پیشقدمی کو فی الفور روکدینے اور قیام امن و انعقاد صلح کیلئے دول عظام کے بیچ بچاؤ اور ثالثی کو منظور
فرمالینے سے جنابکی اعلے عزت و وقعت میں جو اسوقت آپکو حاصل ہے اور بہی اضافہ ہو جائیگا اور ایسا کرنے سے آپ ایسی کامل عقلمندی
کا کام کرینگے جسکو میں ذاتی طور پر ہمیشہ یاد رکہونگا آخر میں میں ذات شوکت سمات شہنشاہی سے التجا کرتا ہوں کہ میری کہی ہوئی بدلنے والی
اور دائمی دوستی پر یقین رکہیں ۔ نکولس "
اس تار سے ہمارے دہ ہموطن جو ترکوں کی دشمنی اور عداوت میں لنسر تاپا غرق ہیں مبہوت ہوگئے اور انکی متعصبانہ طبیعت کو یہ ایک عیسائی
بادشاہ کا ایک مسلمان فرمانروا کو ایسے الفاظ سے مخاطب کرنا سخت ناگوار گذرا مگر وہ یہ نہ سمجہے کہ بین الاقوامی نامہ وپیام اور بالخصوص مشرقی

ترکی فوج کی حالت اور طرز عمل کو دیکھنے کی بڑی تمنا تھی۔ میں مقدونیہ کو روانہ ہو گیا۔ میں اپنے سب سے بڑے بیٹے کو جو سولہ برس کا ہے ساتھ لیکر تاریخ ۱۳ اپریل انگلستان سے روانہ ہوا۔ اور براہ جرمنی و آسٹریا سالونیکا کو جو عثمانیہ افواج کا مرکز ہے حرکت کی۔ راستہ میں ایکدن وائنا ٹھیرا۔ وہاں کونٹ گولوچوسکی وزیر خارجہ آسٹریا و ہنگری کے ساتھ نہایت دلچسپ گفتگو ہوئی۔ مشرقی مسئلہ کے ساتھ آسٹریا کو جیسا گہرا تعلق ہے۔ ویسا کسی اور یورپین طاقت کو نہیں۔ قسطنطنیہ کا روس کے قبضہ میں چلا جانا آسٹریا ہنگری کی تباہی و بربادی کے مرادف ہوگا۔ یہ درست ہے کہ آسٹریا میں ایک ایسا فریق بھی موجود ہے۔ جو سالونیکا اور بوسینا و سالونیکا کے درمیانی ممالک کو قسطنطنیہ پر روسی قبضہ ہو جانیکے مقابلہ میں آسٹریا کیلئے کافی معاوضہ تصور کرتا ہے۔ مگر اُسنے شاید یہ سوچنے کی کبھی تکلیف گوارا نہیں کی کہ سالونیکا تک بڑھنے کیلئے آسٹریا کو صرف مقدونیہ ہی نہیں بلکہ البانیا کو بھی فتح کرنا پڑیگا۔ اور یہ مسلم امر ہے کہ جو کوئی طاقت ان لوگوں کو جو دنیا کی نہایت ہی جنگجو اور تند خو اقوام میں سے ہیں محکوم و مغلوب کرنے کی کوشش کریگی۔ وہ اس کام کو نہایت کٹھن بلکہ مایوسی بخش پائیگی ✚

آسٹریا کے خطرات

روس اگر قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے تو آسٹریا کی سلطنت اُس وقت تقریباً سب طرف سے ترقی کنندہ سلیو قوم سے گھر جائیگی۔ اور روس کیلئے پہلے آسٹریا ہنگری کو ایذا پہنچانے لپٹنے اور پھر اُس پر حملہ کرنے کیلئے بلغاریوں اور سرویوں سے کام لینا مشکل امر نہیں ہوگا۔ قبضہ قسطنطنیہ سے بحر و بر دونو جگہ روس کی طاقت اسقدر بڑھ جائیگی کہ بحیرہ روم اور نیز جزیرہ نمائے بلقان میں آسٹریا کے ہاتھ پاؤں بالکل بند ہو جائینگے ✚

مزید برآں آسٹریا کا مذکورہ صدر فریق جو قسطنطنیہ کے بدل میں سالونیکا کا حصول کافی تصور کرتا ہے۔ اور نیز انگلستان کے محبان روس اہل پولیٹیکل پارٹی سے ایک اور بڑے عنصر کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ قسطنطنیہ کے قبضہ سے کل عثمانیہ فوج پر بھی اُس کا تصرف ہو جائیگا۔ اور اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مجرد آزمائی اور اوصاف جنگی میں ترکی سپاہی کل دنیا میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اور کوئی قوم اس بارہ میں اُن کی برابری نہیں کر سکتی۔ اگر یہ سپاہی اول درجہ کے یورپین افسروں کے زیر کمان ہوں تو اُن کو مغلوب کر سکنا ایک طرح سے قطعاً ناممکن ہے۔ پس اُس پولیٹیکل و بحری اقتدار مزید اور طاقت و استحکام کے علاوہ جو روس کو قسطنطنیہ کے قبضہ سے حاصل ہو جائیگا۔ اُسکی فوجی طاقت میں بھی اس قدر اضافہ ہو جائیگا کہ آسٹرین سلطنت کی زندگی بالکل اُسکے رحم و کرم پر منحصر ہو جائیگی۔ اور اسی وجہ سے ہندوستان کو متقدوسی و ترکی حملہ سے بچانا تقریباً محض ناممکن ہو جائیگا ✚

گو چند نو عمر اور کم واقف شخصوں کی ایک جماعت اب تبادلہ کی پالیسی کی طرفدار ہے۔ مگر آسٹریا کے حقیقی اور دوراندیش مدبروں کو مذکورہ صدر اندیشے و خطرات کبھی ایک لحظہ کیلئے فراموش نہیں ہوتے۔ یہ درست ہے کہ ۱۸۷۶ء میں روس نے بوسینا اور ہرزیگووینا کا قبضہ دیکر آسٹریا سے ترکی پر حملہ کرنیکی اجازت حاصل کر لی تھی۔ مگر قسطنطنیہ کے حصول کا مسئلہ پیش ہوا۔ تو آسٹریا نے اس بے نظیر دار الخلافہ کو اُس روسی فوج کی چنگل سے محفوظ رکھنے کیلئے جو ۱۸۷۸ء میں بمقام سان سٹیفانو خیمہ زن تھی۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی جسکی بھی یہی خواہش و تمنا تھی پورے زور سے تائید کی ✚

۱۸۶۷ء اور ۱۸۷۸ء کے درمیان روس اور آسٹریا کے جو تعلقات آپس میں تھے اُن کی داستان ڈپلومیسی کی تاریخ میں نہایت ہی عجیب و غریب

اور عبرت بخش ہی پرنس بسمارک نے حال میں جو راز اور سازشیں منکشف کی تھیں اُنمیں ایک ایسی پولیٹیکل سازش کا بھی پردہ فاش کیا جو
نہایت ہی بالیسانہ اور اس قابل ہو کہ ہمیشہ یاد رکھی جائی ۱۸۷۶ء میں جرمن چانسلر کو زار الکزنڈر ثانی کی طرف سے ایک خفیہ و دست خاص سے
لکھا ہوا خط موصول ہوا جسمیں زار نے کورنی آسٹریا پر متفقہ حملہ کرکے اُسکی تقسیم باہمی کی یہ تجویز پیش کی کہ روس کو صوبجات گلیشیا آسٹرین
پولنڈ اور کچھ مزید علاقہ ملے اُسکے بدل میں جرمنی جو علاقہ چاہتی ہے اُسکی اطلاع دے۔ اس قزاقانہ غصب کیلئے حجت یہ پیش کی گئی کہ جنگ کریمیا کو
بیس برس ہوگئے ہیں۔ اس عرصہ میں روسی فوج کو کوئی جنگ نہیں کرنا پڑا۔ وہ بیکاری سے سخت اُکتا گئی ہے اور کام ملنے کیلئے کمال بیتابی ظاہر
رہی ہی ٹھیک یہی حجت و دلیل جنوبی افریقہ کو جنتی علاقہ (وقوم متابلی کے بادشاہ کی بیگجان اور اس لیپند قبیلہ پر چڑھکشی کرنیکے پیش کیا کرتے تھے
اور کہا کرتی تھی ہمارے نوجوان بہادر اپنے نیزوں کو خون سے رنگنے کیلئے بیچین ہو رہے ہیں ۔

جرمن چانسلر کو خط بھیجنے کے علاوہ جرمن سفیر متعینہ سینٹ پیٹرزبرگ پرنس ریوس کی معرفت باضابطہ طور پر بھی یہ تجویز جرمن گورنمنٹ
کے سامنے پیش کی گئی۔ پرنس بسمارک نے اس شیطانی تجویز میں شامل ہونے سے انکار کرکے پرنس ریوس کو جسنے اسکی تائید کی تھی واپس
بلالیا ۱۸۷۸ء کی کانگریس برلن میں پھر اس مدبرانہ سکیم کے متعلق کچھ سنا گیا اُسوقت پرنس بسمارک کو معلوم ہوا کہ روس نے آسٹریا سے
سلسلہ جنبانی کرکے اُس سے سمجھوتہ کرلیا ہے۔ اور کہ اب روس آسٹریا کی بجائے ٹرکی پر حملہ کریگا اس سازش کا کچھ حصہ غالباً لارڈ ڈربی وزیر
خارجیہ انگلستان کو بھی ہوگیا تھا اور اسی علم کی وجہ سے اُس نے عام مشہور مراسلہ بنام پرنس بسی جورٹشکی کے نام لکھا گیا تھا جو کبھی تعلق رکھنے
اور اُس میں دخل دینے سے صاف انکار کردیا تھا انگلوں کو بھی غالباً علم ہو چکا تھا کہ روس بہرحال لڑائی کرنے کا عزم بالجزم کرچکا ہے۔ اور وہ
ضرور لڑائی کریگا۔ اور یا غالباً وجہ اسی علم کی وجہ سے انکو نے یورپین کانفرنس کی تجاویز کو مسترد کردیا تھا اور لارڈ سالسبری ۱۸۷۶ء کے شروع میں اپنے
مشن سے جسپر وہ قسطنطنیہ بھیجے گئے تھے ناکام واپس لوٹے تھے ۔

مظالم بلگیریا مذکورہ صدر سازش اور قرارداد کے مطابق روسی ایجنٹوں نے بلگیریا میں فساد کرانیکا انتظام کیا۔ مگر چونکہ بلگیریا والوں
کو حکومت سے کوئی شکایت نہ تھی۔ نظم و نسق عادلانہ اور ملک خوشحال تھا۔ یہ ایجنٹ بڑی مشکلوں سے
فلپ پولی کے قریب ایک جگہ بلغاریوں سے بغاوت برپا کراسکے۔ اس کے دوران میں عیسائیوں نے اپنے مسلمان ہمسایوں بالخصوص
مسلمان عورتوں پر خوفناک اور مہیب مظالم توڑے جنکا لازمی طور پر کچھ عرصہ بعد ترکوں کی طرف سے ترکی بترکی جواب ملا اور یہی روسیوں
کی تمنا تھی چنانچہ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ جنرل اگناٹیف نے سلطان عبدالعزیز شہید کو مشورہ دیا کہ بلغاری بغاوت فرو کرنیکیلئے
مقامی ملیشیا فوج طلب کیجائے فوج نظام کو بھیجنا فضول ہی سلطان نے اس نیک مشورہ کو قبول کرلیا۔ اس سے زیادہ نامعقول اور بیہودہ
کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ مقامی ملیشیا میں زیادہ مسلمان بلغاری شامل تھے۔ اور عیسائی اور مسلمان بلغاریوں میں

لہ یہ مشہور آفاق جرمن مدبر ۸۳ برس کی عمر میں ۳۰ جولائی ۱۸۹۸ء کو فوت ہوگیا اسکے مفصل حالات تاریخ زمانہ عثمانیہ کی دوسری جلد مطبوعہ میں
درج ہیں اور آسٹریا و روس کی متذکرہ بالا سازش کی کیفیت بالوضاحت درج کردیگئی ہے مترجم مولف نے انگلستان کے اخبار سٹینڈرڈ
مورخہ نومبر ۱۸۹۸ء جس میں اخبار نوفرائی پریس کا اقتباس کیا گیا ہے مصنف

ویسی ہی سخت دشمنی تھی جیسی کہ کریٹ کے عیسائی و مسلمان ہمقوم باشندوں میں موجود ہے۔ اور اس قدیمی عناد کی حرارت اُن مظالم سے جو باغیوں نے ۱۸۷۶ء کے شروع میں مسلمان باشندوں پر توڑے اور زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

مسلمانوں نے شیطان سیرت جفاکار باغیوں سے بدلہ لینا شروع کر دیا۔ جو بعض صورتوں میں بیشک ظالمانہ اور حد مناسب سے متجاوز تھا۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ وہ اُن مبالغہ آمیز بیانات سے جو انگریزی اخبارات نے مشتہر کئے بدرجہا کم تھا۔ ان اخبارات کے اکثر نامہ نگار بالطبع روس کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ ان شخصوں نے بیان کیا کہ تیس ہزار بلغاری ہلاک ہوئے ہیں حالانکہ کل تعداد صرف بارہ ہزار کے قریب تھی۔ ان مبالغہ آمیز روایات سے ایک عظیم انگریزی فریق اپنے ناعاقبت اندیش اور کوتاہ بین فصیح و بلیغ سرغنہ اور گمراہ کنندہ رہنما یعنی مسٹر گلیڈسٹون کی بدولت انگلستان کے دشمنوں کے فریب میں آگیا۔ یہ محقق امر ہے کہ اس کل معاملہ کا بانی مبانی منصرم۔ اور اُس کے اخراجات کا متحمل روس ہی تھا۔

روسی مظالم وحشیانہ

مسٹر گلیڈسٹون اور اس کے رفقاء روس پر ایسے فریفتہ ہو رہے تھے کہ انہیں اُس کے "جوانمردانہ جہاد" اور اُس کی "مہذبانہ مشن" کی تعریف و توصیف کیلئے کافی الفاظ نہ مل سکتے تھے۔ اور "شمال کی مقدس مہاتما صیت" کی مدح و ثنا کیلئے اُن کو تعریفی جملے بکفایت دستیاب نہیں ہو سکتے تھے وہ دن رات اسیکا گیت گا رہے تھے اور زار کو خاص اوتار سمجھ رہے تھے۔ حالانکہ سیزار اسکندر ثانی اپنے وزراء اور کمانڈروں کے اُن مقاتل عامہ مظالم ناگفتہ اور عام خونریزی سفاکی اور کشت و خون اور نہب و احراق اور انسانی مصیبت و تباہی کے عالمگیر جہنم کا جس میں روسی حملہ پیشگی نے جزیرہ نمائے بلقان کو مبتلا کیا بانی مبانی تھا۔ یہ تمام مصائب و مظالم اسلئے برپا کئے گئے کہ روس کے تشنۂ خون انسان اور حریص شہرت و نمود سپاہیوں کو عطا و بے نوجی مشق عسکری حاصل کرنیکا موقعہ ملے یہی روح جماعت اب رحمدل و نوعمر زار نکلس ثانی کو اپنے ملعون کر رہی ہے۔ کہ وہ اُن کو خوش کرانے کیلئے یورپ کو درہم برہم کرنے پر رضامند نہیں ہوتا۔

اس روسی جہاد سے امن دوست معصوم بندگان خدا پر جو تباہی۔ فلاکت خونریزی اور مظالم قبیحہ وارد ہوئے۔ زمانہ حال کے کسی اور محاربہ میں اُس کا عشر عشیر وقوع میں نہیں آیا۔ جنگ سے پہلے بلگیریا اور مشرقی رومیلیا میں بیس لاکھ سے زیادہ مسلمان آباد تھے اب صرف ساڑھے پانچ لاکھ ہیں۔ باقیماندہ تلوار کی گھاٹ اُتار دئے گئے یا بدوران مہاجرت و سفر سرما اور فاقہ کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ محاربہ کے بقیۃ السیف کامل بیکسی کی حالت میں بالجبر ایشیا کوچک کیطرف دھکیل دئے گئے تھے سلطنت روما کی تباہی یا ہون قوم کے تمام یورپ کی پامالی کے بعد اس براعظم کے ساکنین پر آج تک جسقدر مصیبتیں وارد ہوئی ہیں اُنمیں سے کوئی بھی کیا بلحاظ کمیت اور کیا بلحاظ کیفیت اُن وحشیانہ مظالم کے مقابلہ پر کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ جو روسیوں اور بلغاریوں نے اُن مسلمانوں پر جو قابو آگئے توڑے۔ سالم کے سالم دیہات مع باشندوں کے جلا کر خاکستر کر دئے گئے۔ اور اکثر صورت میں دہشت زدہ و سراسیمہ اور بھاگتے ہوئے مسلمان مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو نوک سنگین آگ کے شعلوں میں دھکیل دیا گیا۔ صرف ایک جگہ کی یہ کیفیت ہے کہ ایک لاکھ مسلمان پناہ گزین قصبہ ہرمانلی کے قریب جو دریا مرتزا پر واقع ہے جنوری ۱۸۷۸ء میں مقیم تھے سکوبیلف کی فوج سواران اور توپخانہ نے ان بیکسوں کو سلسلہ کوہ رہوڈوپ کے برف بستہ وادیوں

کیطرف تکمیل دیا ہمیں یہ ہرگز ارسی جانب نہ ہوئی کہ ان بیانات کو مبالغہ آمیز سمجھا جائے جیسے چند شہادتیں وثبوت ذیل میں درج کر دیتا ہوں
مگر جگہ کی قلت نہ ہوتی تو میں ان سے کہیں زیادہ ثبوت درج کر سکتا تھا۔ مسلمان عورتوں کے ساتھ بالخصوص کمال وحشیانہ اور بہیمانہ سلوک کیا گیا۔
ہزاروں عورتیں دیہات سے جبراً لیجائی جا کر ان سفری چکلوں میں جو روسی فوج کے ساتھ تھے داخل کر دی گئیں۔
روسی مظالم جنرل اسکوبیلاف نے جنوری ۱۸۸۱ء میں شہر کو عبور کرنے کے بعد مرانلی کے قریب تقریباً ایک لاکھ بے پناہ ومظلوم نسیب کی عورتیں وبچے
ایک وسیع کیمپ میں مقیم پائے اسکے سواروں اور توپخانہ کے گھوڑ چڑھے بعینہ اسیطرح جسطرح کہ چار برس بعد بمقام گوک تپہ روسیوں نے بارہ ہزار
ترکمانی عورتوں وبچوں کو کمال سنگدلی سے پختہ کھیت کیطرح کاٹ کر ڈھیر کر دیا تھا۔ ان بیکس بے یار بندگان خدا پر ٹوٹ پڑے۔ اور انکو مرتزا کی

گوک تپہ کی فتح اور تکی ترکمانوں کے کچھ حالات یہاں درج کر دینا نامناسب ہوگا۔ ان کے متعلق ایک انگریز سیاح جسنے ۱۸۹۱ء کے آخر میں ترکستان کا
سفر کیا حسب ذیل لکھتا ہے ہم ۲۲ نومبر کو باکو سے روانہ ہو کر چند گھنٹوں بعد … کر اسی دن ۴ بجے شام کو سپیشل ٹرین سے سوار ہو کر جو دن کو ۲ بجے گوک تپہ پہنچی۔
یہاں کوٹ سٹیشن پر ٹرین نے ایک گھنٹہ قیام کیا اور اس اثنا میں ہمنے شہر کی گشت کی یہ روسیوں کی فتح سے پہلے تکی ترکمانوں کے علاقہ کا صدر مقام تھا
جسے روسیوں نے سخت معرکہ آرائی اور محاصرہ کے بعد جو موجودہ زمانہ کے مشہور واقعات میں شمار ہوتا ہے ۲۴ جولائی ۱۸۸۱ء کو فتح کیا۔ ترکمان یہاں سے
نکلکر ایرانی علاقہ پر یورشیں کرتے رہتے تھے اور وہاں سے مرد وزن پکڑ لایا کرتے تھے۔ مرد بوڑھوں کو … اور عورتیں حرم سراؤں
میں داخل کی جاتی تھیں جنرل سکوبیلاف نے اسی ایک مہینہ کے صعب محاصرہ کے بعد فتح کیا تھا۔ ترکمانوں کا قلعہ ابتک موجود ہے۔ وہ ریلوے لائن سے … گز
کے فاصلہ پر شمال کی طرف واقع ہے اور بیقاعدہ مستطیل شکل کا بنا ہوا ہے بیرونی دیواریں … گز چوڑی ہیں مٹی کی ہیں اندر کیطرف سے انکی بلندی … فیٹ اور
باہر کیطرف سے … فیٹ بلند ہیں بیرونی دیوار کی بلندی میں … فٹ قدآدم فصیل کی اونچائی بھی شامل ہے خندق کے نشانات ابتک کہیں کہیں
موجود ہیں جنسے پایا جاتا ہے کہ وہ چار فٹ سے زیادہ گہری نہ تھی۔ بدوران محاصرہ ان دیواروں کے اندر ترکمان … خیموں میں
رہتے تھے۔ انکا شمار … ۳۰ ہزار تھا اور جنگجو ۱۰ ہزار کے قریب تھے۔ محصورین کو پانی ایک آبپاشی کی نہر کے ذریعہ قلعہ کے اندر پہنچتا تھا۔
یہ شمالی مشرقی گوشہ سے قلعہ میں داخل ہوتی تھی روسیوں نے اسکو کاٹ کر محصورین کو پیاسا مارنیکی کبھی کوشش نہ کی … وہ قلعہ کو
چھوڑکر بھاگ جاتے اور اسطرح سے روسی … سزا دینے سے معذور رہ جاتے۔ ایام غدر کے … بھی حملہ آوروں کی تعداد
محافظین سے کم تھی۔ روسی افسر کے ماتحت صرف تین ہزار فوج تھی اور محصورین کے پاس کم از کم اس سے چوگنا … اٹھانا کمال اتکا
کرنا یا اگر محصورین بھاگنے کی کوشش کرتے تو اس سے ان کو باز رکھنا بالکل محال تھا۔ مگر اس کمی کے مقابلہ میں روسیوں کے پاس توپخانہ بہت تھا۔
روسیوں کی مورچوں سے ۶۰ توپیں اور تیرہ خمپارے قلعہ پر گولہ باری کرتے تھے۔ اور محصورین کے پاس صرف ایک پرانی ایرانی توپ تھی جو شمال مغربی
زاویہ پر نصب کیگئی تھی۔ بنابریں روسیوں نے گولہ باری کرنے کیلئے جنوب مشرقی زاویہ اور شرقی دیوار کو سرنگوں سے اڑانے پر انحصار کیا
پھٹنے والے گولوں کے کئی ٹکڑے ابھی تک قلعہ میں موجود ہیں۔ جنسے پایا جاتا ہے کہ نہایت بہت بڑے حجم کے تھے گولہ باری سے ترکمانوں کو سخت
نقصان پہنچا مگر انہوں نے حوصلہ بالکل نہ ہارا۔ محصورین نے تین دفعہ … روسیوں پر شب خون مارا۔ ۹ جنوری کی
شبخون میں ترکمانوں نے روسیوں کی خندقوں ہی کو نہیں۔ بلکہ ایک مورچہ کو بھی جس پر ۲ توپیں تھیں اپنے قبضہ میں کر لیا۔

ڈیلی نیوز کے نامہ نگار جنگ کی طرف سے۔ از ایڈریانوپل مورخہ ۳ جنوری ۱۸۷۸ء

فلپ پولی سے جو منزلی ستر میل ہے۔ ان ستر میلوں پر کامل تباہی پائی جاتی ہے۔ یہ ستر میل ہزاروں خانوادوں کو اسباب خانہ داری سے پٹے ہوئے ہیں۔ یہ دہشت انگیز ستر میل ہر ایک قسم کی موت کے شکار اور کمال رقت انگیز وضع و ہیئت میں پڑے ہوئے مردوں کا مسلسل اور سخت ڈونا مرگستان ہیں۔ ان میلوں پر ایسی ابلیسانہ اور نا قابل بیان ظلم و ستم کا ارتکاب کیا گیا ہے کہ اسکی ہیبت کے عشر عشیر کو بھی وہ لوگ جنہوں نے انہیں دیکھا قیاس نہیں کر سکتے۔

ترکی آبادی کی بھاگڑ روسیوں کو قریب پہنچنے پر بلغاری دیہات سے جو مسلمان خاندان بتعداد کثیر جان بچا کر بھاگے تھے۔ وہ اس جگہ جمع تھے۔ پلیونا سے لیکر فلپ پولی تک کے کل علاقہ کے مسلمان ہفتوں بلکہ مہینوں سے روسیوں کے جبر و تظلم سے بچنے کیلئے قسطنطنیہ کے محفوظ امن میں پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اب اس نظارہ کو دیکھکر ہم پہلی مرتبہ ان عاجز و درماندہ مسلمانوں کے مصائب کا کچھ قصہ معلوم کرنے اور ان پناہ گزینوں کی کثیر التعداد کا جو سراسیمہ و ہراساں روسیوں کے آگے آگے بھاگے چلے جا رہے تھے۔ درست اندازہ کرنیکے قابل ہوئے۔

کامل تباہی کا منظر فلپ پولی سے روانہ ہوتے ہی ہمیں ان سے بے ہودہ دہقانوں کی لاشیں دکھائی دینی شروع ہو گئیں۔ جنمیں سے کئی دو دو تین تین ہفتوں کی معلوم ہوتی تھیں۔ اور بعض کے کپڑوں پر خون کے دھبے بالکل تازہ تھے۔ بعض لاشیں سڑک پر اور دو طرفہ خندقوں میں گری ہوئے تھے۔ جنکا کوئی والی وارث نہ تھا۔ برف پر جابجا اس بات کے نشان موجود تھے۔ کہ وہاں قیام کیا گیا ہے۔ یہ نشان جوں جوں ہم آگے بڑہے گئے زیادہ ہوتے گئے۔ حتےٰ کہ تھوڑی دیر کے بعد سڑک اور اس کے متصلہ راستے اور پگڈنڈیاں اسباب و سامان سے بالکل مستور و مستور پائی گئیں۔ اور ہمکو پہلے دن کی تمام مسافت پورے ۵۰ میل انسانی لاشوں چھکڑوں اور پرانے کپڑوں کے بقچوں شکستہ ارابوں اور مردہ حیوانوں کی قطار در قطار میں سے گذرنا پڑا۔ عورتیں اور شیر خوار معصوم۔ بڈھے اور بچے سڑک کے کنارہ کنارہ برف میں نیم مدفون یا پانی کی ڈابروں میں نیم غرق کھیتوں میں پڑے ہوئے تھے۔ تقریباً تمام کے جسموں پر سبب گھاؤ اور تظلم و سیہ کاری کے نشان موجود تھے۔ اکثر عورتوں اور بچوں کے چہروں پر زندگی کی سرخی اور اُن کے ہاتھ پاؤں کے چمڑے پر گلابی رنگت ابھی تک موجود تھی۔ موت کی سفیدی ابھی چھائی نہ تھی۔ جس سے ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ وہ سردی سے ٹھٹھر کر مری ہیں۔ وہ برف پر اس طرح پڑے ہوئے تھے کہ گویا خواب راحت میں ہیں۔ ان عورتوں اور بچوں کو دوش بدوش بیشمار پیر مردوں کی لاشیں تھیں جن کے

(بقیہ صفحہ ۶۹) اور ترکستان بالکل ہندوستان کی پٹھانوں کے مشابہ ہیں ان کے نمبردار پہلوخان کہلاتے تھے جب سے روسیوں کا قبضہ ہوا ہے سُشارشینا کہلاتے ہیں۔ ترکمانوں اور اُن کے علاقہ فراور تو ہیں باتوں میں ترقی کی ہے مگر ایک امر میں وہ بہت متنزل ہو گیا ہے۔ زمانہ قدیم میں یہاں کے گھوڑے بہت مشہور تھے۔ اور جنوبی ہند میں اُن کی بڑی قدر ہوتی تھی۔ اور ہر سال وہاں سے بتعداد کثیر بھیجے جاتے تھے۔ مگر اب ان گھوڑوں کی نسل تقریباً معدوم ہو گئی ہے کیونکہ تاخت و تاراج کیلئے انکی ضرورت ہوتی تھی۔ جب ترکمانوں نے یہ پیشہ چھوڑ دیا تو اُن کو گھوڑوں کی بھی احتیاج نہ رہی۔ چنانچہ وہی قوم کیلئے بھی اب کوہ قاف اور دریائے دان کے علاقوں سے گھوڑے دلائے جاتے ہیں۔

ٹھہروں پر موت کی حالت میں بھی وقار اور جلال ٹپک رہا تھا۔ وہ بالکل برہنہ لب سڑک پڑی تھی۔ انکی سفید ڈاڑھیوں پر خون کے لوتھڑے جمے ہوئے اور بیجان ہاتھ چھاتیوں پر پڑے ہوئے تھے خندقوں کو گل آلود پانی سے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پاؤں باہر نکلے ہوئے تھے۔ اور معصوموں کے پیارے پیارے چہرہ پر برف سی کچھ چھپے کچھ ننگے راہگذروں کی طرف معصومانہ ادا اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اُن کسی طرح کا ملال یا افسردگی کے آثار نہ دکھائی دیتے تھے۔ اُن کی شکلوں سے معلوم ہوتا تھا کہ ماؤں کی چھاتیوں پر ہی سردی سے اُن کی روح عالم بالا کو چل دی جن پر ستم رسیدہ ماؤں نے بحالم یاس و ہراس پاؤں گھسیٹتے چلی جا رہی تھیں بوجھ ہلکا کرنے کیلئے اپنے پیارے بچوں کی بیجان لاشوں کو برف میں پھینک دیا۔

جلا وطنی۔ فاقہ مستی۔ نہب و غارت اور قتل و خون

یہ بدبخت دہقان اپنے ٹوٹے پھوٹے لباسوں میں جن کے پاؤں میں بھی چلنے کی سکت نہ رہ گئی تھی بھوکے پیاسے اور نیم برہنہ سفر کر رہے تھے۔ میلوں تک عین سڑک پر ان ارابوں کی ہی قطاریں جن پر انسان اور اسباب کچھا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ دکھائی دیتی رہیں۔ گاڑیوں پر بستر اور برتن چنے ہوئے تھے۔ عورتیں اور بچے گدھوں اور دوسرے جانوروں پر سوار ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ اور گاڑیوں کے پیچھے میلوں تک بدبخت بے اوسان اور نیم فاقہ مست ہزاروں خانماں برباد لڑکھڑاتے جا رہے تھے۔ خمیدہ پشت پیر مرد اور بڑھیا عورتیں لاٹھیوں اور بیساکھیوں کے سہارے قدم بقدم ٹیک ٹیک کر چل رہی تھیں۔ مائیں شیرخوار بچوں کو چھاتی سے لگائے جس طرح بن پڑتا قدم اٹھائے جا رہی تھیں۔ مگر مہینوں کی جلاوطنی۔ دن رات کا سفر۔ سردی کے غلبہ اور شیطانی سیرت بلغاری اور روسیوں کی تاخت کے دائمی خوف نے اُن میں ایک قدم چلنے کی سکت باقی نہ رہنے دی ہوئی تھی۔ میں اس ماتم فلاکت کا سماں دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ سدکروں ترکوں کی ایک سے ایک کی حالت واجب الرحم ہو رہی تھی۔ اور اُن کا شمار حد وحساب سے باہر تھا۔ ویسا عاجز اور شکستہ دل میں پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ میں ایک قطار کے پیچھے میل سوا میل تک ایک عورت کو دیکھتا رہا۔ جو اپنی دس سالہ مریض نزار لڑکی کو سہارا دیکر لئے جا رہی تھی۔ لڑکی جو بالکل برہنہ پا تھی اور اُس کے پاؤں بالکل متورم ہو گئے تھے۔ اپنے آپ کو سنبھالنے کے بھی قابل نہ رہ گئی تھی۔ رات قریب پہنچ چکی تھی۔ اور خنک ہوا جو ہمارے گرم کپڑوں میں سے بھی گذر کر ہمارے جسموں کو تخ بنا رہی تھی اُس مظلوم و ستم رسیدہ لڑکی کے چیتھڑوں کو اڑاتی رہ کر اُس کے اعضاء جسم کو جو صرف مشت استخواں رہ گیا تھا برہنہ کر رہی تھی۔ اُس وقت ماں کو دلپر جو صدمہ گذر رہا تھا اُس کا اندازہ کچھ وہی ٹھیک کر سکتی تھی۔ نہ خوراک نہ سایہ۔ نہ کپڑے۔ سب جا چکی تھیں۔ سڑک پر رات بسر کرنا کیا ان نصیبوں جلی ماں بیٹی کیلئے یقینی موت نہ تھا۔ یہ ایک نظیر ہے اسی طرح کے بیشمار واقعات دردناک ظلم کی جو ہماری آنکھوں کے سامنے گذرے۔

ترکوں کے ساتھ ناقابل ضبط ہمدردی

گو ایسی صورت میں درانحالیکہ میں کسی طرح کی مدد کر سکنے سے قاصر تھا یوں مقتضا جو تھا میرے دل میں ترک سپاہیوں اور دہقانوں دونوں کی نہایت سخت ہمدردی کا موجزن ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی۔ دوسری صبح ہم موضع قرہ چشمہ سے روانہ ہوتے ہی تھے کہ پناہ گزین ترکی خاندانوں کی ایک طویل قطار کا ساتھ لیکر گذرتے ہوئے بازار میں داخل ہو گیا۔

بلغاری خرابی

اور تھوڑی ہی دیر بعد جب وہاں ایسا نظارہ دیکھا جسے بیان کرتے ہوئے بھی دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ بلغاری بازار کے ایک طرف تین تین چار چار کی ٹولیوں میں جمع ہو گئے۔ اور جب تک کل قافلہ گاؤں میں داخل نہ ہو گئی۔ چپکے کھڑے رہے جب شکار انکے پھندے میں اچھی طرح پھنس گیا۔ تو کل باشندے بے سکت و بے ہتھیار ترکوں پر شکاری کتوں کی طرح جھپٹ پڑے اور اُن کا اسباب بلکہ گاڑیوں سے بیل بھی کھول کر لیجانا شروع کر دئے۔ ایک بڑھیا گدھا پکڑے جا رہی تھی اُس پر بستر لدے ہوئے تھے اور اوپر ایک خورد سال لڑکا بیٹھا تھا پانچ چھ شقیوں نے لڑکے کو نیچے گرا کر بستر اُٹھا لئے۔ اور چشم زدن میں اُن کو آپس میں تقسیم کر لیا بوڑھے مرد اور عورتیں اپنا مال و اسباب کہ انکی ساری کائنات وہی تھی چھٹ گئی لیکن بے رحم بلغاری اُن کو ادھر اُدھر دھکیل کر ۔۔ کچھ ڈرا کر پیچھے ہٹ گئے خوف و دہشت سے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ اور عجب ہڑبونگ مچ گئی۔ قافلہ والوں نے جو پہلے آہستہ آہستہ چل رہے تھے قدم تیز کر دئے۔ اور بصد مشکل ان حرامیوں سے خلاصی کرا سکے۔ جب یہ کارروائی ہوئی۔ اُس وقت جنرل گورکو ابھی قصبہ کے پاس ہی موجود تھا۔

بے حرمت شدہ لاشیں

لاشوں کی کو پہلے بھی کوئی کمی نہ تھی مگر اس گاؤں سے خاصکوئی تک تو اُن کا کوئی حساب و شمار ہی نہ رہا۔ جس گاؤں سے ہم گذرے وہ مردہ ترک دہقانوں سے بھرا ہوا تھا جب ہم نے بلغاریوں سے دریافت کیا انکو کس نے قتل کیا ہے تو بڑی گرمجوشی اور لبلیسانہ فخر و مباہات سے جواب دیا۔ "ہم نے۔ ہم اور ہمارے دوستوں نے"۔ خاصکوئی کے باشندوں میں ہم نے ترکی سپاہیوں کی بھی کئی لاشیں پتھروں اور اینٹوں کے ڈھیروں کے نیچے دبی ہوئی دیکھیں۔ زخمی کرنے اور چلنے کے ناقابل بنا دینے کے بعد بلغاریوں نے اُن کو سنگسار کیا تھا۔

میں نے ایک ترکی خاندان سے دریافت کیا کہ تم کہاں سے آئی ہو۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمیں پلیونا چھوڑے پانچ مہینے ہو گئے ہیں تب کہ ہم برابر سفر کر رہے ہیں۔ اور چند گذشتہ ہفتے حرمنلی کے قریب ایک بڑے کیمپ میں مقیم رہے تھے۔ کئی ہفتوں سے ہمیں روٹی بلکہ کچھ بھی نہیں ملی اور صرف جانوروں کے گوشت پر جو بے سکت ہو کر سڑک پر گر پڑتے ہیں گذارہ کرتے رہے ہیں۔ مجھے گاؤں سے جسقدر روٹی مل سکی میں نے خرید کر انکو دی جسے دیکھکر انکی باچھیں کھل گئیں۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اس طرح کھانے لگ گئے گویا برسوں سے بھوکے ہیں اس خاندان میں پانچ متنفس تھے۔ ایک معمولی باپ۔ ماں۔ ایک دس سالہ لڑکا اور ایک شیرخوار جو کسی کے پاس بھی تھی۔ اور انکی اسباب کی کل کائنات چند دریدہ لحاف اور ایک دیگچی گوشت اُبالنے کی تھی۔

خاصکوئی سے پرے قدم قدم پر ہمیں پہلے سے زیادہ مہیب و رقت انگیز نظارے دکھائی دئے۔ کہیں میاں بیوی ایک ہی کمبل میں دوش بدوش لیٹے ہوئے ہیں۔ اور قریب دو بچے برف پر گیند بنے ہوئے ہیں۔ اور سب کے سب بیجان ہیں۔ کہیں ۔۔ خضر صورت بوڑھے پڑے ہیں اور انکے سر آدھے کٹے ہوئے ہیں۔ سڑک کے دونوں طرف جابجا قافلے کے مقام کرنے کے نشان دکھائی دیتے تھے جن سے ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو رہا تھا کہ مقام کرنیوالی بڑی جلدی اور افراتفری کے ساتھ روانہ ہوئے ہیں۔ ہر جگہ پیشتر ٹوٹا اسباب خانہ داری بکھرا پڑا تھا۔

تھیلوں تک ہم قالینوں، بستروں اور کپڑوں پر جو کیچڑ میں پڑی ہوئی تھیں گذرے۔ حتیٰ کہ ہم سڑک کے ایسے حصہ پر پہنچ گئے جس پر قیمتی تکیوں، کمبلوں اور ہر قسم کے سامان خانہ داری کا سچ مچ فرش ہو رہا تھا۔ رفتہ رفتہ شکستہ ارابوں کی بھی کثرت شروع ہو گئی اور جب ہم ترالی کے چھوٹے سے موضع میں پہنچے تو ہمیں اپنے سامنے سڑک کے دونوں طرف چھکڑوں کا واقعی ایک جنگل دکھائی دیا جو دائیں ہاتھ دریا تک اور بائیں جانب دامن کوہ تک پھیلا ہوا تھا۔ ہم اس سطح پڑاؤ کے وسط میں پہنچ گئے۔ بڑے بڑے بیش قیمت قالین اور نفیس پارچات کیچڑ میں سنے ہوئے اور روندے ہوئے پڑے تھے۔

تباہی جس کی نظیر نہیں

اس پڑاؤ کا نظارہ ایسا رقت انگیز اور ہولناک تھا۔ انسان حال سے بیگناہ و معصوم پناہ گزینوں کی مصائب تباہی کے حالات وہ ایسے موجب بتا رہا تھا کہ میں اُسے بیان کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا سینکڑوں ایکڑ رقبہ پر اسباب خانہ داری بکھرا ہوا تھا۔ یہ پڑاؤ دریا کے کنارے تین میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا تھا۔ عرض کہیں کم کہیں زیادہ تھا۔ اس وسیع رقبہ پر بالکل پاس پاس کہ اُس سے زیادہ قریب ہو نہیں سکتا تھا۔ ہزاروں گاڑیاں کھڑی تھیں اور ان کے بیل پاس بندھے ہوئے تھے۔ بیمار مویشی گاڑیوں میں ادھر اُدھر سرگشت کر رہے تھے ہر گاڑی کے قریب مردوں عورتوں اور بچوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور کل سطح پارچات، برتنوں، کتابوں اور بستروں سے مستور تھی۔ ایک سفید ریش معمر ترک بیجان لیٹا ہوا تھا۔ قرآن شریف اُس کے قریب کھلا پڑا تھا۔ اور اُس کا کل جسم خون سے جو گردن و حلق کے ڈراؤنے زخموں سے بہہ رہا تھا۔ لتھڑا ہوا تھا۔ یہ نظارہ دیکھ کر میرے جگر میں سوراخ سا ہو گیا۔ تقریباً چھکڑوں اور گھوڑوں کے تمام پہیوں میں شیر خوار معصوموں کی لاشیں لپٹی ہوئی تھیں یہ وسیع مرگھٹ اور میدان ہلاکت بلغاریوں کے ہاتھ سے ہوا تھا۔ جو محض عمدہ گاڑیوں کو منتخب کر رہے تھے اور سب سے قیمتی اور کل لحاف بستروں کو اُٹھا لیجا رہے تھے برتن بافراط پڑے ہوئے تھے اور بستروں سے عورتوں کو ٹھوکریں لگا کر نیچے پھینک دیا جاتا تھا۔ یہ حرامی بدذات ایسے سپاہی تھے کہ گاڑیوں کے مردہ عورتوں اور بچوں کے سروں سے کھینچتے ہوئے لیجاتے تھے اور ان لاشوں پر سے بھی توجہ نہیں کرتے تھے۔ تقریباً پانچ لاشیں علاوہ برین جا بجا بکھری پڑی تھیں کی اس پڑاؤ میں پڑی تھیں گاڑیاں ۱۵ ہزار سے کم نہ تھیں۔ اور کم از کم ۵ ہزار مظلوم سواگر و چیزوں کے جن کو وہ سروں پر اٹھا لیجا سکے کل مال و اسباب وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ گھنٹوں تک اسی مہیب بھیانک نظارہ کے دیکھنے سے ہماری طبیعتیں سخت پریشان ہو گئیں اور ہم نے گھوڑوں کو تیز کر دیا کہ کسی طرح فرسلی جلد جا پہنچیں مگر گاؤں کی دیواروں تک ہمیں برہنہ بے حرمت شدہ لاشیں ملتی رہیں۔

مسلمانوں کی معدومیت

یہ لوگ اپنے قیام گاہ سے سکابیلاف کے سواروں کو سلنے کی وادی مرترا میں داخل ہوتے دیکھ کر فرار ہوئے تھے۔ اس فرار کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ہزار دو ہزار مسلمان دہقان ہلاک ہو گئے۔ اور جو تھوڑے قلیل باقی ہیں۔ وہ پہاڑوں میں برہنہ تن و خالی شکم فاقہ و سردی کے مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ قرب و جوار کے بلغاری خوب متمول ہو گئے کیونکہ روسی سواروں کی پہلی باڑھ کا بھی دھواں ابھی صاف نہ ہوا تھا کہ چند صفت انسان ان چھکڑوں تک جن کو وہ نہیں لیجا سکتے تھے ٹوٹ پڑے۔ اور مال و اسباب سینکڑوں گاڑیاں بھر کر لے گئے۔

مسلمانوں کی اس کامل تباہی کو دیکھ کر انسان کا دماغ چکرا جاتا ہے۔ ۵ ہزار میں سے صرف چند ہزار اپنے اسباب لیکر اپنے گھروں کو واپس ہوئے معلوم نہیں ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ ممکن ہے تباہ ہوئے ہوں جسے بآسانی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ فلپ پولی اور خرمنلی کی سڑک ہر شب بیمار و خستہ کھلاتی رہیگی۔

مجھے یہ خیال کرتے ہوئے سخت صدمہ پہنچتا ہے کہ خدا نہ کرے کہیں قسطنطنیہ کو جاتے ہوئے کبھی مجھے راستہ میں ایسے ہی منظر دیکھنے پڑیں کیونکہ کچھ عرصہ ہوا بعض تنگ مسلمان پناہ گزینوں کی گاڑیوں کی لمبی قطاریں ایڈریانوپل کے راستے دن رات قسطنطنیہ کو جاتی رہی تھیں۔ ان لوگوں کو خوف و ہراس اور فلاکت نے ایسا بے حواس کر دیا ہوا تھا کہ جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم کہاں جاتے ہو تو بہت ہی مشکل سے کچھ جواب دے سکتے۔ وہ صرف یہی جانتے تھے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سکے آگے بڑھے جائیں دہشت نے ان کو ایسا بوکھلا دیا تھا کہ اگر ایڈریانوپل کے بازاروں میں بھی کسی کی گاڑی ٹوٹ جاتی تو وہ اُسے مع سامان وہیں چھوڑ آگے چلا جاتا۔ اس وقت بھی جبکہ میں یہ لکھ رہا ہوں بازار ان سے بھرا ہوا ہے جو سردی بارش اور تاریکی میں بھی برابر لگاتار حرکت کئے چلے جاتے ہیں۔ اکثر عورتیں برہنہ پا پیدل ہیں۔ اور ہر ایک متنفس سر سے پاؤں تک بھیگا ہوا ہے مگر تاہم وہ بالکل خاموش اور ساکت ہو رہا ہے۔ آندھی کا شور بچوں کے چلانے اور پہیوں کی جھنکار کے ساتھ ملکر عجیب وحشت خیز سماں بنا رہا ہے۔ افسوس ان بدنصیبوں کیلئے کسی طرح کی دستگیری اور امداد کی توقع نہیں"۔

ترکی آبادی کی بیخ کنی

اس امر کی کہ ترکی آبادی ۱۸۷۷ء میں روسیوں کے قریب پہنچ جانے پر کیونکر گھروں سے بھاگ جاتی تھی۔ اور روسیوں اور بلغاریوں کے قابو آنے پر سردی اور بھوک کی سخت سخت تکلیف کو ترجیح دیتی تھی ناظرین کو مندرجہ ذیل جگر دوز واقعات کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگی۔

ترکی دہقانوں کا قتل عام

مسٹر ڈنڈ کالوٹ (انگریزی قونصل متعینہ فلپ پولی) نے اپنے اعلیٰ افسروں کے حکم کی تعمیل میں موضع بلوآن اور ملوک کے متعلق خود ترکی پناہ گزینوں کی زبانی کل حالات قلمبند کئے تھے۔ ترکی کے متعلق جو صفحات انگلستان نے سرکاری خط و کتابت شایع کی تھی۔ اُس میں قونصل بلنٹ کا بھی ایک خط مورخہ ۱۴ جولائی ۱۸۷۷ء مندرج ہے جس میں ترکی دہقانوں کی ناقابل اعتبار بیرحمی و سفاکی سے قتل کئے جانے کی شہادت دیتا ہے۔ یہ خط کاڑان لک سے لکھا گیا تھا۔ موضع بلوآن؎ کے تین پناہ گزین بہ تفصیل خلیل افندی حسین مصطفےٰ افندی عبداللہ اور سلیمان افندی رشید کے بیانات مسٹر کالوٹ نے حسب ذیل تحریر کئے۔

"شنبہ گذشتہ ۱۴ جولائی کی صبح کو کاسکون کے دو رسالے بلوآن میں پہنچے گاؤں کے اکابر روسیوں کی آمد کی خبر سنکر استقبال کو گئے اور باضابطہ طور پر اطاعت گزینی کا اظہار کیا۔ کاسکون نے گاؤں کا احاطہ کر کے باشندوں کو ہتھیار حوالہ کر دینے کا حکم دیا دوسرے دن بعد دوپہر کاسکون کے پہنچے۔ اور انہوں نے پھر گاؤں کا احاطہ کر لیا اس مرتبہ جریات ملحقہ کے دو تین ہزار

؎ یہ موضع جسمیں ۲۰۰ سو گھروں کی آبادی ہے۔ باگیر یا میں ملاری کی سڑک پر ٹرنوف سے تین گھنٹوں کی مسافت پر واقع ہے۔

بلغاری بھی روسی فوج کے ہمراہ تھے۔ یہ لوگ کلہاڑیوں، سنگینوں، خنجروں وغیرہ فوجی طرز کی بندوقوں اور تلواروں سے مسلح تھے۔ ان اشقیا نے گاؤں کے مویشی ہانکنے اور بے پناہ دیہاتیوں، جھونپڑیوں اور مکانوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے گاؤں کو کئی جگہ سے ایک بار ہی آگ لگا دی اور باشندے جان بچا کر بھاگنے لگے تو اُن پر درندوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اور بیشمار عورتوں، بچوں، مردوں کو بے تحاشا تہ تیغ کر کے باقیماندہ کو آگ کے شعلوں کی طرف دھکیل دیا۔ کاسک جو گاؤں کا باہر کی طرف سے احاطہ کئے ہوئے تھے کھڑے ہوئے یہ سب تماشا دیکھتے رہے۔ بیان کرنے والے ترکوں آدمی ایک گلی کے رستہ جسکے مقابل کاسکوں کے حلقہ میں رخنہ پڑا ہوا تھا بعد مشکل جان بچا کر بھاگ آئے"۔

اس بیان کے ساتھ ہی مسٹر کالورٹ اپنی طرف سے یہ نوٹ ایزاد کرتے ہیں۔

"خلیل اوغلو حسین جس نے سب سے اول بیان لکھایا پہلے تو متانت کے ساتھ داستان کو بیقدر جوش کے ساتھ بیان کرتا رہا مگر جب وہ آخری مصیبت کے حالات بیان کرنے لگا تو اس سے ضبط نہ ہو سکا وہ بچوں کی طرح رونے لگ گیا۔ اور اُس کے ساتھیوں کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہوگئے وہ کچھ دیر تک ایک لفظ زبان سے نہ نکال سکا۔

پھر جب کسیقدر اُسکی حالت درست ہوئی تو بیان کیا کہ میرے ساتھ دو بہنیں بھی رہتی تھیں اُن کے خاوند جو میرے بھائی تھے اور میں اُن کی پرورش کرتا تھا۔ وہ دونوں کی اولاد اور خود میرا کنبہ سب کے سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ میں نے بچشم خود موذیوں کو بچوں کو ماؤں سمیت شعلوں میں پھینکتے دیکھا"۔

ترکی مستورات پر ظلم و ستم

۱۸۷۷ء میں جب روسیوں نے دریائے ڈینوب سے عبور کیا تو اس سے کچھ عرصہ بعد مجروح ترکی عورتوں اور بچوں کا ہجوم غفیر جنگ کے خاندان حملہ آوروں سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر ظالموں نے راستہ میں ہی اُن پر حملہ کر دیا تھا۔ شوملا لایا گیا جہاں تمام انگریزی اور دیگر ممالک کے نامہ نگاروں نے بچشم خود اُن کا ملاحظہ کر کے ایک محضر نامہ مرتب کیا۔ یہ محضر نامہ ترکی وزیر خارجہ نے بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۸۷۷ء قسطنطنیہ سے اپنے مراسلہ کے ساتھ ترکی سفیر متعینہ پیرس کو روانہ کیا۔ مراسلہ و محضر نامہ کا مضمون حسب ذیل تھا:

"میں تمہیں ایک محضر نامہ کی بجنسہ نقل ارسال کرتا ہوں جس پر منجملہ ذیل ممالک غیر کے اخبارات کے نامہ نگاروں نے بمقام شوملا دستخط کئے۔ کولون گزٹ۔ جرنل ڈیس ڈیبا۔ نیو فری پریس۔ سٹینڈرڈ۔ ڈیلی ٹیلیگراف۔ السٹریٹڈ لنڈن نیوز۔ مانچسٹر گارڈین۔ ٹائمز۔ فرینک فورٹر زے ٹنگ۔ مارننگ پوسٹ۔ ریپبلک فرانکیس۔ پسٹر لائیڈ۔ وینیر ٹاگ بلاٹ۔ مارننگ ایڈورٹائزر۔ سکاٹسمین۔ نیویارک ہیرلڈ۔ مانچسٹر ایگزامینر۔ اُس کا مضمون یہ ہے: "ہم ممالک غیر کے اخبارات کے نامہ نگار جو شوملا میں جمع ہیں۔ اُن حالات کا خلاصہ ایک جگہ مرتب کر کے اُس پر دستخط کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جو اُن مظالم کے متعلق جو بلغاریاں میں بے ضرر مسلمان آبادی پر توڑے گئے ہیں۔ ہم اپنے اپنے اخبارات کو جدا جدا تحریر کر چکے ہیں۔ ہم حلفاً بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بچشم خود شوملا اور اس کی نواح میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو آتشبازانہ اسلحہ کے زخموں کے علاوہ جنکی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ لڑائی کے دوران میں پہنچے ہونگے نیزوں اور تلواروں کی ضربوں سے زخمی دیکھا ہے۔ اور خود ان زخموں کے متعلق ان سے سوال کئے ہیں۔ ان مظلوموں پر

روسی سپاہ نے ناگفتہ بہ مظالم توڑے ہیں۔ اور بعض اوقات بلغاری بھی مسلمانوں مفروروں اور پناہ گزینوں سے کمال سفاکی سے پیش آتے ہیں۔ ان لوگوں کے بیان کے مطابق کئی دیہات کے تمام مسلمان تہ تیغ کر دیئے گئے ہیں۔ ہم قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ مجروحین میں عورتوں اور بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اُن کو زخم لگے ہوئے ہیں"۔ وادی طنجہ میں جو ظلم و ستم کئے گئے وہ ناظرین کو کتاب "میدان جنگ کے مظالم" کے مندرجہ ذیل اقتباس سے جو سنہ ۱۸۷۸ء میں شائع ہوئی تھی معلوم ہو جائینگے۔

"وادی طنجہ جو بلقان سے متصل بجانب جنوب واقع ہے۔ گو کہ روسا کے پہنچنے سے پہلے کمال دلفریب اور خوشحال ضلع تھی۔ گاؤں آباد۔ قصبے بارونق کھیت سرسبز اور تمام زرخیز علاقہ گلاب کے باغوں اور تاکستانوں سے معمور فردوس کا ٹکڑا دکھائی دیتا تھا۔ اور کل باشندے اپنے اپنے شغل میں مصروف نہایت خوشحال و فارغ البال تھے۔ اس وادی کا عطر گلاب تمام دنیا میں مشہور تھا۔ ترک اور بلغاری آپس میں صلح و اتفاق اور امن چین سے آباد تھے۔ فسادوں کے برپا اور لڑائی کے شروع ہونے کی افواہیں یہاں بھی پہنچ گئی تھیں۔ مگر دونوں جماعتوں کے اکابر نے باہم صلاح مشورہ کر کے قدیمی رفاقت اور امن کو قائم رکھنے اور کسی طرح کی تکرار بھی پیدا نہ ہونے دینے کا عزم بالجزم کر لیا تھا"۔

افسوس یہ حالت زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔ جولائی سنہ ۱۸۷۷ء کے اخیر میں روسی اور بلغاری فوجیں اس نمونہ فردوس یعنی وادی میں داخل ہوئیں۔ اور اُن کی ورود کا نتیجہ ہوا کہ یہ آباد و دلفریب ضلع چشم زدن میں ایک [illegible] بن گیا۔ گاؤں جلا دئے گئے۔ مکان منہدم ہو گئے باشندے طرح طرح کے عذاب و عقوبت کے ساتھ تہ تیغ کر دئے گئے۔ اور کل علاقہ جو اس منحوس و ملعون محاربہ سے پہلے کمال بارونق شگفتہ اور تروتازہ تھا۔ جہنم کا ٹکڑا بن گیا۔ جن گھروں میں پہلے کسی نے اونچی آواز سے کسی کو بولتے نہ سنا تھا۔ اب ان میں تاخت و تاراج۔ قتل و نہب عصمت [illegible] جبر و ظلم اور زنا بالجبر کا بازار گرم ہو گیا۔ اور ہزاروں خوشحال آبادی میں سے صرف چند ہزار خانماں برباد و شکستہ حال۔ تباہ و پریشان فاقہ مست و مایوس عورتیں اور بچے باقی رہ گئے۔ قونصل جنرل فاسٹ نے دوسرے ان کی تباہی و بربادی کے جگر شگاف حالات تحریر کئے ہیں"۔

سکاٹس مین کا نامہ نگار

مسٹر [illegible] سکاٹس مین کے نامہ نگار نے اس ضلع کی بربادی کے حالات جو اس کی صفرا۔ کلوفر کارسودا۔ اور سوپاٹ کے شمال مغرب میں اس درہ کے قریب واقع ہے۔ جس کے راستہ اول اول روسی جنرل بلغاریا میں داخل ہوئے۔ بیان کرتے ہوئے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ یہ تمام قصبے بالکل ویران ہو گئے ہیں۔ اور ان کے کوچہ و بازار۔ تاکستان اور کھیت مردوں عورتوں اور بچوں کی متعفن اور بوسیدہ لاشوں سے پٹے ہوئے ہیں۔ ان قصبوں پر قابض ہوتے وقت روسی کمانڈروں نے حفاظت کا وعدہ کر کے ترکی دہقانوں سے ہتھیار رکھوا لئے۔ مگر سلیمان پاشا کی پیشقدمی کے پیچھے ہٹتے وقت وہ یہ ہتھیار اور نیز اور بہت سے اسلحہ اپنے پاس سے بلغاری دہقانوں کو دے گئے۔ جنہوں نے فی الفور اپنے ترکی ہمسایوں پر حملہ آور ہو کر ان کو بلا تمیز زن و مرد و صغیر و کبیر بے دریغ تہ تیغ کر دیا۔ اور عورتوں کو قتل کرنے سے پہلے نہایت وحشیانہ طریق سے سخت بے حرمت و بے آبرو کیا۔

سٹینڈرڈ کا نامہ نگار جو کہ شیڈوک فکس کی فوج کے ہمراہ تھا اس بتان سے شمال کی طرف کے کل علاقہ میں اس گشت کی تھی ترکوں کی خوش اخلاقی اور عیسائیوں کی بدذاتی کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:-

میں دیگر حالات پر اسقدر لکھ چکا ہوں کہ مظالم کے متعلق لکھنے کیلئے بہت تھوڑی سی جگہ رہ گئی ہے۔ ناظرین "مظالم" کا لفظ سنکر چونک نہ پڑیں میں نے بطریق مبالغہ یہ لفظ نہیں لکھا۔ دنیا میں آج تک کسی قوم حتٰی کہ امریکہ کے سرخ اندام وحشیوں نے بھی بے پناہ اور بھاگی ہوئی آبادی سے کبھی ایسا ظالمانہ برتاؤ نہیں کیا جیسا کہ بلغاریوں نے ترکوں سے کیا ہے۔ یہ شقی القلب علانیہ تسلیم کرتے ہیں کہ بلغاری و ترکی دیہاتیوں میں پہلے کوئی عناد موجود نہ تھا۔ عیسائی صرف خونریزی کے شوق اور لوٹ کھسوٹ کی طمع سے بے بس ہو کر اپنے ہمسائیوں پر ٹوٹ پڑے تھے جن کو انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ اب بالکل بے پناہ ہیں۔ اور اپنا کچھ بچاؤ نہیں کر سکتے۔ اس گاؤں کے ایک شراب خانہ میں جب میرا قیام ہو گیا۔ تو وہاں ایک بلغاری اپنا خنجر دوسروں کو دکھا رہا۔ اور یہ کہہ رہا تھا پہلے میں بندوق لیکر باہر چلا گیا تھا۔ مگر یہ اس سے بہتر ثابت ہوا ہے۔ میں دس مسلمان قتل کر چکا ہوں جن میں سے انہیں بکروں کی طرح ذبح کر ڈالا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی سفاکی اور درندگی ہو سکتی ہے شمالی بلگیریا کے مسلمان بیشک بکروں کی طرح ذبح کئے گئے تھے۔ مگر انہوں نے عیسائیوں پر کسی طرح کا ظلم نہ کیا۔ حالانکہ بھاگتے اور فرار کے وقت بھی جیسا کہ خود بلغاری تسلیم کرتے ہیں ہر ایک چیز کی قیمت ادا کر دیتے رہے۔ روسیوں کو بلغاریا میں داخل ہوئے دو مہینے ہو چکے ہیں۔ اور بیشک کسی ترک کی طرف سے کوئی زیادتی ہونے کی ایک بھی شکایت نہیں سنی گئی۔ ایک افسر نے ایک راہگذر بلغاری دہقان سے دو فیل مرغ چار آنوں کو خریدے۔ پھر اُس سے دریافت کیا کہ کیا تم اپنے ہم مذہب بھائیوں کے آنے سے خوش نہیں"۔ بلغاری نے بلا رو رعایت صاف صاف جواب دیا۔ ہم ابھی یہ دیکھ رہے ہیں کہ آیا تمہارا برتاؤ بھی ہم سے ویسا ہی اچھا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ترکوں کا تھا"۔

ٹائمز کے نامہ نگار نے جو اس یورش میں گورکو کے ساتھ رہا تھا۔ بتاریخ ۲۱ جولائی ۷۷ء گورکو کے کیمپ جو بلقان کے جنوبی علاقہ میں نصب تھا حسب ذیل تحریر کیا:-

اس محاربے سے تہذیب کو کچھ تعلق نہیں۔ یہ از سرتاپا مظالم و مظالم کا مجموعہ ہے۔ روسی سپاہی ترکوں کو ناپاک ترین حیوان تصور کرتے اور انہیں قتل و ہلاک کرنا ثواب میں داخل سمجھتے ہیں۔ بلغاری بھی جہاں تک ان کا بس چلتا ہے فرق نہیں کرتے۔ پرنس ووک ٹنسٹین جب میدان جنگ کی گشت کرتا ہے۔ تو یہی پکارتا واپس آتا ہے۔ "بلغاری مجروح ترکوں کو قتل کر رہے ہیں"۔ بعد ازاں جب میدان صاف ہو گیا تو بلغاریوں کو مقتول ترکوں کی لاشوں سے کپڑے وغیرہ اُتارتے دیکھا۔ نیکبخت و رحیم مزاج عیسائی خاتونیں جب سنتی ہیں کہ کچھ ترک اسیر کئے گئے ہیں تو وہ کمال متانت کے ساتھ اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتی ہیں اس اشارہ کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ اسیروں کو قتل کر دو۔ بھلا بتاؤ ایسی شریف خاتونوں کو دیکھکر ایسے انسان کے بدن پر جس میں کچھ بھی خوف خدا اور انسانیت کا ایک ذرہ بھی ہو کیوں نہ لرزہ پڑ جائے۔ اور ایسے مرد اور شجاع

میرے پہلے سپاہی کیوں نہ نفرت کی نگاہوں سے دیکھیں جن کا سفاکی اور سیہ کاری کے سوا اور کوئی کام ہی نہ ہو۔

ناظرین اس امر کو ہمیشہ ہرگز نہ بھولیں کہ ان کے بہت انگیز افعال میں سے اکثر اعلیٰ ترین روسی افسروں کی آنکھوں کے سامنے اور ان کے علم سے کئے جاتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑا افسر جنرل گورکو تھا جس نے ۱۸۷۷ء کے موسم گرما میں اس نے بلقان کو عبور کر کے کس قدر غلط روش کی تھی اس میں کوئی جنگی مقاصد مد نظر نہ رکھا گیا تھا وہ صرف مسلمانوں کو تاخت و تاراج اور قتل و غارت اور بے حرمت کرنے کیلئے کی گئی تھی۔ اس نے اپنے سپاہیوں بالخصوص بلغاری مجاہدین کو پوری پوری اجازت دیدی تھی کہ مسلمان باشندوں سے جو سلوک چاہیں کریں۔ خوبصورت وادی طنجہ میں جو خونریزی اور عصمت کیلئے بیچارہ ننگ عالم میں مشہور ہے۔ اس کا راستہ دو دو کوس دیہات جلتے مقتول مردوں اور بے حرمت کی گئی عورتوں سے نمایاں ہو رہا تھا کازان لک اور اوفان لک کے بدنصیب مسلمانوں کا ماجرا[1] بیان کرنے کا تو یارا نہیں ہو سکتا۔ گورکو کی ظالمانہ روش کا فقط یہ مدعا تھا کہ ان مظالم سے مشتعل ہو کر مسلمان بھی عیسائیوں سے

سلہ اوفان لک کے بارونق قصبہ پر کاسکوں اور بلغاریوں نے جو مظالم توڑے۔ ان کی اپنے چشم دید شہادت دے رہے ہیں۔ کہ ان شقیوں نے اگر کوئی اور جرم کبھی عمر بھر میں بھی سرزد ہوتی تو بھی صرف یہی ایک واقعہ قیامت تک انکی روسیاہی کیلئے کافی تھا۔ نامہ نگار نے جو سلیمان پاشا کے ساتھ تھا۔ بتاریخ ۲۰ اگست ۱۸۷۷ء مقام خان بوغاز سے اسکے متعلق یہ تحریر کیا:۔

ہم سے دس روز سلیمان پاشا نے اس گاؤں کو جا کر دیکھنے کی درخواست کی جہاں پچھلے ہفتہ بلغاریوں اور کاسکوں نے ناگفتنی مظالم اور خوفناک خونریزی کا ارتکاب کیا تھا۔ اس گاؤں کا نام اوفان لک یا اوتلانا ہے۔ یہ شاہان بوغاز اور کازان لک کے درمیان یعنی کازان لک کے دس میل کے بہت قریب واقع ہے۔ یہ نہایت ہی بارونق و خوش بلکہ قصبہ تھا۔ اور وہاں ساڑھے تین ہزار کے قریب باشندے آباد تھے جو اب دو ایک چند مکان کھڑے رہ گئے ہیں انکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر باشندے بہت آسودہ حال تھے وہاں ہم نے جو لاشیں دیکھیں ان میں ایک نوعمر عورت کی بھی لاش تھی۔ جسے فوت ہوئے زیادہ سے زیادہ دو تین ہی روز ہوئے ہونگے۔ میں کس طرح اس کی وفات کی تاریخ معین کر سکا۔ اسکے بتانے سے دل کو سخت صدمہ اور رنج پہنچتا ہے۔ تاہم بالاختصار یہ بتلائے دیتا ہوں کہ جسقدر گوشت ابھی صحیح سالم باقی تھا۔ اور کتوں سے بچ رہا تھا وہ بالکل تازہ تھا۔ اور جسم کے بالائی حصہ کی رنگت ابھی بہت ہی خفیف متغیر ہوئی تھی میں اس عورت کے چہرہ کو مدت العمر فراموش نہیں کر سکونگا۔ میرے ساتھ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار۔ ہم دونوں کے نوکر۔ ایک ترکی میجر اور دو یا تین سپاہی بطور اسکورٹ کے تھے ہم اس لاش کے گرد عرصہ تک بیحس و حرکت بت بنکر کھڑے رہے کسی کے منہ سے ایک لفظ نہ نکل سکا اس کا چہرہ جسے کتوں نے سلامت چھوڑ دیا تھا نہایت ہی خوبصورت تھا خط و خال کمال دلفریب اور رخساروں کی تھوڑی سی کی گولائی قابل دید تھی موت کی زردی نے اس کی خوبصورتی کو اور دوبالا کر دیا ہوا تھا۔ منہ عجیب خوبصورت تھا کسی قدر کھلا ہوا تھا۔ اور دانت الماس جیسے تھے آنکھیں بند اور ان کی لمبی لمبی پلکیں رخساروں تک پہنچی ہوئی تھیں۔ پیشانی پر تکلیف و آزردگی کی خفیف سی علامت پائی جاتی تھی۔ بال خمانی بالکل طرح سر پر حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ بالکل برہنہ پڑی تھی۔ اور گردن ایک ہی ضرب سے جو حلق اور شاہرگ کو فی الفور کاٹ دیا ہوگا نصف سے زیادہ کٹی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ہم نے اور بھی کئی عورتوں

ایسا ہی سلوک کریں۔ تاکہ انگلستان میں مظالم روسی کا جو جذبۂ مشتعل ہو رہا تھا اور جس نے روسی طمع و حرص کو خوب کام دیا تھا۔ جو ابتازہ ہے۔ اکتوبر۔ نومبر اور دسمبر ۱۸۹۵ء کے مظالم آرمینیا دہشت انگیزی اور تعداد دونوں لحاظ سے ان مظالم کے سامنے جو عیسائی سپاہیوں نے ۱۸۷۶ء میں جزیرہ نمائے بلقان کے مسلمانوں پر کئے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے تازہ ترین سرکاری مراسلات اور کاغذات مظہر ہیں کہ بعض بعض مقامات میں ارمنی مظالم بلغاری مسلمانوں اور چرکسوں نے شروع کئے تھے۔ اگر ایسا ہو تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ روسی جور و ستم اور ظلم و جفا کے انہی دونوں قوموں کے مسلمان آماجگاہ رہے تھے خیر کچھ بھی قسمت سے دونوں واقعات میں بیگناہ اور معصوم مظالم جفاکارانہ کا ہوف و نشانہ بنتے ہیں۔ بلقان میں پہلے مسلمان پھر عیسائی اور بالآخر مسلمان۔ ایلیسا۔ جور و جفا اور کشت و خون کا آماجگاہ بنے۔ گو ہمارا آرمینیا میں پہلے مسلمان اور پھر عیسائی بہت بڑے پیمانہ پر قومی و مذہبی تعصب کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر دونوں صورتوں میں اصلی تحریک اور باعث یکساں تھے۔ یعنی ایسی مقدس ملکی و جنگی حکومت روسیہ کی خواہانہ۔ اٹل بے مدلل اور مستقل عزم و طمع و حرص جو ایک طرف قسطنطنیہ کی طرف اور دوسری طرف ہندوستان کیطرف جائز یا ناجائز جن وسائل سے بن پڑے لگاتار پیشقدمی کرتے رہنے کی پالیسی کو کبھی ایک لحظہ کیلئے نظر انداز نہیں کرتی دونوں صورتوں میں اپنا کام کر رہی تھی۔

روسی ڈھنگ

بلگیریا اور آرمینیا میں روس نے جو ڈھنگ اختیار کئے اُن میں اور نیز اس تدبیر میں جس سے دونوں صورتوں میں انگلستان کی عام رائے کو دھوکہ و فریب دیا گیا ہے۔ عجب مشابہت پائی جاتی ہے۔ مگر خوش قسمتی سے آخرالذکر صورت میں دیگر زبردست اقتدار اعلیٰ نے حایل ہو کر ٹرکی کو بلا واسطہ اور براہ راست روسی فتح کشی سے بچا لیا۔ اور اس طرح سے انگریزی قوم کے تعصبات اور انگریزی پالیسی کی بیوقوفیوں کے اثر بد کی پوری پوری

اور بچوں کی لاشیں ایک کوئیں میں دیکھیں۔ ان کی تعداد ہم درست نہیں بتا سکتے۔ کیونکہ ہم نے انہیں نکلوا کر نہ گنا تاہم وہ بالضرور بہت سی تھیں۔ اور میری رائے میں اس انرل وتر سان بڑ ہیا عورت کا بیان بالکل درست تھا۔ جو کوئیں تک ہمارے ساتھ آئی تھی۔ اُس نے بتایا کہ یہاں بارہ یا پندرہ عورتوں کی لاشیں پھینکی گئی تھیں۔ واپسی کے وقت ہم نے سوا سو سے زیادہ ترکوں کی لاشیں دیکھیں۔ یہ سب کے سب سنگین و تلوار یا بیچارگی گولی مار دینے سے ہلاک کئے گئے تھے ان کے متعدد ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ایک ڈھیر میں چالیس اور ایک میں پچاس لاشیں تھیں۔ دو تین چھوٹے چھوٹے ڈھیر ان سے علاوہ تھے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ کمال بیرحمی اور سخت بے رحمی کے ساتھ قتل کئے گئے تھے۔ ان میں کئی نہایت ہی بوڑھے بھی تھے۔ شب گذشتہ ترکی سواروں کی ایک جماعت کل علاقہ میں کامیابی کا گشت کر کے واپس آگئی۔ وادی طوجہ کے موضع موفلس میں انہیں اٹھائی سو عورتیں اور بچے ملے۔ جنکو بلغاری جو ترکی سواروں کے منہ پر دم دبا کر بھاگ گئے تھے زندہ تو چھوڑ گئے۔ مگر جہیز و متاع سب کی کر گئے۔ عام کیفیت یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ یہاں دو ہزار سے زیادہ ترکی عورتیں اور بچے تھے۔ ان سب نے بیان کیا کہ گذشتہ دس دن سے وہ نہایت مصیبت کے ساتھ بلغاریوں کے تصرف میں رہے۔ انہوں نے ایک جوان عورت یا لڑکی کا بھی سلامت چھوڑا اور جاتی دفعہ کو بپارو کے ساتھ لیگئے۔ کل شہر میں ایک مرد تک بھی زندہ نہ رہا سب کو قتل کر دیا گیا تھا۔

تلافی ہو گئی۔ اور یہی نہیں کہ ترکی کی سلامتی ہی محذوش نہ ہونے پاتی۔ بلکہ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کے مقبوضات ایشیا بھی معرض خطر میں پڑنے سے سلامت رہتے ✤

مندرجہ بالا سطور میں میں نے اصل مطلب سے بہت گریز کیا ہے۔ مگر ناظرین کو واقعات کی حقیقی رفتار اور اُن کے اثر کا درست اندازہ کر سکنے کے قابل بنانے کیلئے یہ گریز ناگزیر تھا۔ اب میں پھر آسٹریا کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ۱۸۷۷ء میں روس نے بوسینا اور ہرزیگوینا کے وعدہ سے آسٹریا کو متفق کر لیا تھا۔ اور اس سے ترکی پر حملہ کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ رومانیا نے اس حملہ کے برخلاف مدد ملنے کے لئے آسٹریا سے فضول التجائیں کیں۔ آسٹریا کی حس انصاف پر طمع غالب آچکا تھا۔ اس نے شنوائی نہ کی اور غریب رومانیا کو صبر و شکر کرکے روس کو اپنے علاقہ سے گذرنے ہی کی اجازت نہ دینی پڑی۔ بلکہ جب بمقام پلیونا پہلی مرتبہ ہی اسلامی پہلوان عثمان پاشا سے منہ کی کھانے پر روسیوں کے شکنجے ڈھیلے اور اُن کی حالت نہایت نازک ہو گئی تو اُسے اپنی کل فوج بھی اسی ظالم کے حوالہ کر دینی پڑی۔ روسی سلسلۂ آمد و رفت اور اس کی فوج کا جناح بسربیا سے کر رومانیا۔ بلگیریا اور شرقی رومیلیا کے بیچوں بیچ سان سٹیفانو تک پھیلا ہوا تھا۔ اور آسٹریا باآسانی تمام جس جگہ پر چاہتی وہیں اس پر مہلک حملہ کر سکتی تھی۔ مگر قرار داد باہمی کے مطابق وہ خاموش رہی۔ اور اُس نے کوئی مخالفانہ حرکت نہ کی لیکن جب قسطنطنیہ کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ اس وقت آسٹریا سے ضبط نہ ہو سکا۔ اور اُس نے روس کو مزید پیشقدمی سے باز آجانیکی اطلاع کر دی ✤

روسیوں کی دوسروں کو اندھا اور احمق بنانے کی کوششیں

جون ۱۸۷۸ء میں بمقام برلن تمام پوشیدہ فاش اور کل راز منکشف ہو گئے۔ کل مشرقی رومیلیا کی سیاحت کرنے اور ایڈریانوپل۔ فلپ پلیس۔ صوفیا۔ اور سلسلہ ہوڈپ کے برابر برابر جسقدر روسی افواج مقیم تھیں اُن کی بیحد کمزوری کو بچشم خود مشاہدہ کرنے کے بعد میں فلپ پلیس اور صوفیا کو روسی تصرف میں نہ جانے دینے کی حتے الامکان کوشش کرنے کیلئے برلن گیا۔ روسی کل دنیا کو احمق اور اندھا بنانے کی چال کمال بیباکی اور جسارت کے ساتھ چلے۔ انہوں نے فوج امپریل گارڈ اور تقریباً ہر ایک سپاہی اور توپ جس کی گنجایش نکل سکتی تھی۔ سان سٹی فانو کو جو قسطنطنیہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے بھیج دی۔ اور پھر تمام یورپین سفارتوں کے جنگی اتاشیوں کو روسی "فوج ہراول"!!! کے پریڈ اور جائزہ دیکھنے کے لئے مدعو کیا۔ یہ ہراولی فوج بیشک بڑی ہی شاندار تھی۔ اس میں لفیر و عمدہ توپخانہ کے علاوہ پچاس ہزار چیدہ روسی فوج موجود تھی۔ مگر درحقیقت ہراولی فوج ہی کل روسی فوج تھی۔

---

[۱] روسیوں نے بلا بسحقارت تمام پرنس چارلس رومانیا کے پیش کش کو مسترد کر دیا تھا۔ مگر جب عثمان نے چھکے چھڑا دیئے۔ تو خود پرنس مذکور سے بالحاح تمام امداد کی تاکید ری التجا کی۔ مفصل حالات کے لئے دیکھو محاربات پلیونا ✤

اور یہی کل عساکر روسیہ کی کائنات تھی۔ اڈیانوپل میں کل چار ہزار اور فلپ پولیس میں تین ہزار سے بھی کم دستے ہی موجود تھے۔

حتی الوسع روسی افواج کی قلت تعداد کو مخفی رکھنے کی بڑے اہتمام سے کوشش کی جاتی تھی۔ پرنس کورچکاف (منتخب فوجی سفارت روس) کے ۱۵ اگست کونٹ سٹولیپن نے جو رومیلیا کا گورنر جنرل بنایا گیا ہوا تھا۔ خود اپنی زبانی مجھے بتایا کہ لشکر کی اہم چوکی میں جو ہرڈوپ کے کنارے پر واقع تھی۔ تین پلٹنیں مقیم ہیں۔ مگر درحقیقت وہاں صرف دو کمپنیاں موجود تھیں۔ فساد ہرڈوپ کی تحقیقات کے لئے ایک مشترکہ بین الدولی کمیشن مقرر ہو گئی تھی جس میں وہاں اس کمیشن کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ میز پر صرف تین روسی افسر موجود تھے۔ میں نے پریسیڈنٹ سے کہا "میرے خیال میں تمہارے اکثر ساتھی بعید ہی چوکی کے فرائض کی تعمیل پر گئے ہوئے ہیں"۔ اس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا "نہیں صرف ایک غیر حاضر ہے"۔ اس کے معنے یہ تھے کہ وہاں صرف دو کمپنیاں موجود ہیں۔ کمیشن ایک روسی میجر کے زیر اہتمام تھی۔ اس نے میز کے نیچے سے اپنے ساتھی کو ٹھوکر لگائی۔ مگر مسکوٹ کے پریسیڈنٹ کی بجائے وہ ٹھوکر مجھے لگی میں بآواز بلند ہنس پڑا۔ اور جہاں تک میری ذات کا تعلق تھا۔ تمام رازداری کا خاتمہ ہو گیا۔ اور پھر مجھ سے کسی بات کے چھپانے کی کوشش نہ کی گئی۔

لارڈ بیکنسفیلڈ کو روسیوں کی کمزوری بخوبی معلوم تھی اور وہ جانتا تھا کہ روسی فوج مقیم یورپین ٹرکی پر نہایت آسانی سے مہلک حملہ ہو سکتا ہے۔ بنابریں اس کی بڑی خواہش تھی کہ اس موقعہ پر فائدہ اٹھا کر روس پر کاری ضرب لگائے اس ضرب سے روس کم از کم پچاس برس کیلئے بے دست و پا ہو جاتا۔ اور خوبی یہ تھی کہ ہمیں آدمیوں اور روپیہ کا چنداں نقصان اٹھانا پڑتا۔ مگر بدقسمتی سے اسی کے ساتھی وزراء کے حصہ کثیر نے جنگ کو تاہ اندیشی اور مذہبی تعصب نے اُن اغراض و مفاد کو بھی جو معرض خطر میں تھے۔ اس نادر مثال موقعہ کی لاانتہا قدر و منزلت اور توقف و درنگ کے خطرات کو سمجھنے کے قابل نہیں رہنے دیا ہوا تھا۔ اس اتفاق رائے نہ کیا۔ اور اسے اپنے عزم سے دست بردار ہونا پڑا۔

محمد علیؓ برلن کانگرس میں اعلٰے ترکی نائب السفیر محمد علیؒ تھا۔ وہ ایک قابل انسان، عمدہ جرنیل اور عام واقفیت اور وسعت معلومات میں اس زمانہ کے اکثر ترکی پاشاؤں سے بہت افضل تھا۔ وہ وادی لوم کی فوج کا کمانڈر ہا تھا۔ اور وہاں اُس نے روسی فوج کو جو زار(۱) ولی عہد کے زیر کمان تھی۔ تین پے در پے شکستیں دیں قراحسن کوئی اور یوپ کوئی کی لڑائیوں میں محمد علیؒ نے روسیوں کا خرگوش کی طرح تعاقب کیا۔ وہ سارچ کی فوج کی ترکی تمام کرنے ہی والا تھا۔ کہ محمود داماد پاشا سلطان کے بہنوئی کی صلاح بد سے جو اس محاربہ کے دوران میں ٹرکی کے حق میں فرشتہ زحمت کا کام دیتا رہا تھا واپس بلایا گیا۔ میں محمد علیؒ سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کی تحریر

(۱) یہ بعد میں زار الکسندر ثالث ہوا۔

مجھ سے بیان کیا گیا ۔ ایسا بڑا جہاں بھی ٹرکی کے ہاتھ سے کئی نادر موقعے یونہی گئے ۔ ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا گیا ۔ کانگرس کے انعقاد کے پہلے ہی دن میں نے برلن میں ان کے ساتھ کھانا کھایا ۔ اور اُن سے دریافت کیا ٹرکی کے حق میں صورت حال اور معاملات کی رفتار کیسی دکھائی دیتی ہے ۔ مجھ سے یہ سنتے ہی انہوں نے جھک کر چہرہ کو ہاتھوں سے چھپا لیا ۔ پھر چند لمحوں کے بعد سر اٹھا کر کہا ۔ بلوسی نے نہایت درد کے ساتھ کہا ۔ اے میرے دوست ۔ مجھے کامل تباہی دکھائی دیتی ہے ۔ آسٹریا نے ہمیں بیچ دیا ہے ۔ اُسے میرے سوال سے تھوڑا سا عرصہ ہی پہلے یہ معلوم ہوا تھا کہ روس نے بوسنیا اور ہرزیگووینا کا لقمہ دیکر آسٹریا کو خاموش رہنے پر رضامند کر لیا تھا ۔ اور کہ بڑی بڑی سلطنتیں بغیر ٹرکی کو صلح حاصل نہیں ہو سکتی ۔ خداوند کریم اس پر رحم کرے ۔ اس لئے برلن میں ٹرکی کیلئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ۔ کانگرس کے اختتام سے کچھ عرصہ بعد وہ ایک خاص سفارت پر قبضہ پزرند کو جہاں البانویوں نے سخت بغاوت برپا کر رکھی تھی ۔ بھیجا گیا ۔ اور وہاں شورہ پشت اور کٹر البانویوں نے بقول بعض دغا فریب سے اسے اور اس کے تمام اسکورٹ دستہ اول کو تہ تیغ کر دیا ۔ محمد علی کا انجام اس انجام سے جو سر لوئیس کو گناری اور اس کے اسکورٹ کا بمقام کابل ہوا بہت کچھ مشابہت رکھتا ہے ۔

کونٹ گولوچوسکی کی دور اندیشی

چونکہ میں جانتا تھا کہ ٹرکی کی قسمت بہت کچھ آسٹریا کی پالیسی پر منحصر ہے ۔ میں نے راستہ میں بشرط امکان آسٹرین وزیر خارجہ سے ملنے کا عزم کیا ۔ کونٹ گولوچوسکی نے مجھ سے جنوری گذشتہ میں قسطنطنیہ کو واپس آتے وقت ملاقات کرنا منظور فرما لیا تھا ۔ اور ازراہ نوازش اس کے لئے وقت اور تاریخ معین کر دی تھی ۔ مگر قسطنطنیہ میں غیر مترقبہ توقف ہو جانے سے میں پورے آٹھ گھنٹے دیر کر کے پہنچا ۔ تاریخ ۱۲ جنوری بروز جمعہ اور وقت بارہ بجے دوپہر کا مقرر کیا گیا تھا ۔ کونٹ اسی تاریخ شام کو برلن جانا تھا وہ چلا گیا ۔ اور میں شام کے آٹھ بجے ویانا پہنچا ۔ میں نے یہ تفصیل اسلئے بتائی ہے کہ اس سے ایک عجیب غریب داستان متعلق ہے ۔ لندن واپس پہنچنے پر ایک باخبر شخص نے جو بیشمار خفیہ جاسوسوں اور خبر رسانوں کا افسر رہا کم ہے مجھے بتایا کہ قسطنطنیہ میں مجھے ایم نیلیڈوف کی کارستانی سے توقف ہوا تھا تاکہ میں کونٹ گولوچوسکی سے نہ مل سکوں ۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ روایت درست ہے یا غلط ۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ مجھے بالکل خلاف اور ناقابل بیان طریق سے ایک ایسے شخص کے کہنے سننے پر جو دربار سلطانی میں بڑا منظور نظر ہے ۔ اور اس کی نسبت عام خیال ہے کہ اس کا میلان جہاں بہت کچھ روسیوں کیطرف ہے دو دن قسطنطنیہ میں میعاد مقررہ سے زیادہ ٹھیرا رہنا پڑا ۔ اور بعد میں ثابت ہو گیا کہ اسکی یہ دلائل جن میں وہ پیش ہوا بالکل لغو اور نہایت ہی ناکافی وجوہات کی بنا پر مبنی تھے ۔

مسائل کریٹ و یونان کے معاملہ میں آسٹریا نے جو مسلک اختیار رکھا ۔ میں اسے نہایت غور سے دیکھتا رہا تھا ۔ اور مسلک مذکور کے اختیار کرنے میں کونٹ گولوچوسکی نے جو عاقلانہ دور اندیشی بلکہ پیش بینی ظاہر کی تھی اُسے دیکھ دیکھ کر متعجب اور حیران ہوتا تھا

۱؎ اس واقعہ کے حالات اسی کتاب میں پہلے کسی حاشیہ میں بتائے جا چکے ہیں ۔

یہ امر خود ہماری (انگریزی) بلیو بکوں (کتب ازرق) سے بھی صاف ہویدا ہو رہا ہے۔ آسٹریا محل وقوع اور اپنا ظاہری اسباب کے بالکل قریب ہونے اور یورپ کے امن کو قائم رکھنے کے معاملہ میں سب سے زیادہ دلچسپی رکھنے کی وجہ سے ان تمام سازشوں اور بلند پروازانہ امنگوں سے، جو امن عامہ میں مخل ہونیکی دھمکی دے رہی تھیں بخوبی واقف اور باخبر تھی۔ آسٹریا کو اسیوقت یونان کی خفیہ سوسائٹی انتھنیکی ہیٹیریا کی کارروائیاں جو اب کل دنیا میں مشہور ہو گئی ہیں معلوم تھیں اور اُسے اُس خفیہ امداد کا بھی علم تھا جو یونانی گورنمنٹ اس انجمن کی خوفناک سازشوں کو دے رہی تھی۔ اور یہ اسی علم کی وجہ سے تھا کہ جولائی ۱۸۹۶ء میں ہی کونٹ گولوچوسکی نے مفسدین اور اسلحہ کے سیلاب عظیم کی درآمد کو روکنے کیلئے جسے انتھنیکی ہیٹیریا نے تیار کیا تھا۔ کریٹ کے گرد بحری ناکہ ڈالنیکی تجویز دول یورپ کے سامنے پیش کر دی تھی۔ تمام دول عظام نے اس مدبرانہ احتیاط اور پیش بندی کو جو کریٹ فساد کو شگوفہ میں ہی دبا دیتی، اور خود کریٹ کو جانگداز خانہ جنگی اور خونریزی سے محفوظ کر دیتی بخوشی منظور کر لیا۔ اغلب تھا کہ اس آسٹرین تجویز کی بدولت محاربہ تفصیلی کبھی وقوع میں نہ آتا۔ مگر بدقسمتی سے برطانوی گورنمنٹ نے اس سے اتفاق نہ کیا۔ اور میان یونان و ریڈیکل فریق کی خفیف سی بے جوشی اور تحریک سے ڈر کر آسٹریا کی تجویز کے مطابق اگست گذشتہ میں کریٹ کے بحری محاصرہ کے لئے دیگر دول کے ساتھ شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ عام تحریک کے اس قدر دباؤ میں آجانا بڑی سخت غلطی تھی یہ تحریک ایسی وقیع اور اہم نہ تھی جیسا کہ گورنمنٹ نے اسے تصور کیا۔ تحریک مذکور کا ایسا پاس کرنے سے کوئی فائدہ مترتب نہ ہوا۔ سے کہ انگریزی وزارت کو ذاتی طور پر بھی اس سے کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ اس نے اس خفیہ سازش اور یونان کی جنگی حرکات کو روکنے کا نہایت مفید و مناسب موقعہ کھو دیا۔ اور آخر ایسے وقت بحری محاصرہ کی تجویز سے اتفاق کیا۔ اور اس میں شامل ہوئی۔ جب کہ مطلقاً کارآمد نہ رہ گیا تھا۔ اس توقف سے خود جزیرہ کریٹ کو بھی یقیناً کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ کہ اس کی بدولت جزیرہ مذکور قتل و نہب کا کامل جہنم بن گیا۔ تین سو مفسدوں اور پندرہ ہزار رائفلوں کا پہنچ جانا جن کو ۱۸۹۶ء کے موسم خزاں میں انتھنیکی ہیٹیریا نے عقانیہ اور کامل بیباکی کے ساتھ روانہ کیا۔ اور کرنیل واسوس کی فوج کشی مابعد کریٹ کے حق میں زہر ہلاہل سے کم ثابت نہ ہوئی۔ کونٹ گولوچوسکی نے بذات خود اس کے متعلق اگست ۱۸۹۶ء میں سر اڈمنڈ مانسن انگریزی سفیر متعینہ وائنا کو جو کچھ کہا وہ بلیو بک میں بعبارت ذیل درج ہے:۔

اقتباس از مراسلہ سر اڈمنڈ مانسن بنام مارکوئس آف سالسبری۔

وائنا یکم اگست ۱۸۹۶ء۔ نمبر (۴۳۸)

کونٹ گولوچوسکی نے مجھ سے ذکر کیا ہے کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جب تک کریٹ میں یونان سے مجاہدین۔ اسلحہ و سامان حرب کی درآمد کو روکنے کا موثر انتظام نہ کیا جائیگا۔ بغاوت پوری شدت سے جاری رہیگی۔ اس حالت دو نتیجوں میں سے بہرحال ایک نتیجہ ہوگا۔ یا تو باغی آخر غالب آجائینگے اور جزیرہ یونان کے ساتھ ملحق ہو جائیگا۔ یا آزاد ہو جائیگا۔ یا ترک جس نے اس معاملہ میں مزید مزاحمت کرنا صریح ناانصافی ہوگی۔ جس طرح مناسب سمجھینگے اس سچی بغاوت و تحریک کا خاتمہ کر دینگے۔

شروع نہ کر پایا تھا لیکن چونکہ اس اہم خطرہ کے انسداد کیلئے جنگ کی موجودہ صورت کے قائم رہنے سے یورپ کے
امن کا مستقل قیام مشکل پیدا ہوتا ہے لہٰذا سلطنتِ روس کی گورنمنٹ بھی سچے دل سے ویسی ہی متردد و خواہاں ہوگی جیسی کہ دیگر
دول یورپ ہیں۔ اسی بنا پر ہم کو خصوصیت سے تعجب ہے کہ کیوں گورنمنٹ انگلشیہ محض پارلیمنٹری معاملات اور فریقانہ چالوں کو جو صرف ملک کے
اندرونی معاملات سے متعلق ہوتی ہیں یہ خیال نہیں کرتی کہ دول میں اتحاد قائم کرنے کے نہایت اشد ضروری اور لازمی و مقدم مدعا کی تکمیل و اتحاد دول کو
کو اس جنگ کے ابتدائی شعلوں کے بجھانے کیلئے استعمال میں لائے۔ چنانچہ راستہ میں حائل اور مخل ہونے دیتی ہے اس لئے کہ اگر انگلینڈ
استقلال و مضبوطی سے ساتھ دیتا تو یہ آگ جو اس وقت تمام جنوب مشرقی یورپ میں بھڑک اٹھنے کو ہے کبھی نہ بھڑکتی۔ یہ مقولہ عام مشہور ضرب المثل ہے
کہ غیر موجود کی جانب ہیں کسی دانشمندی یا پالیٹکس اور معاملات کے کسی نکتہ کو عالمگیر جنگ کے اندیشہ آج کے مقابلہ میں آج کوئی وقعت
نہیں دی جانی چاہئے۔ (ریپبلک متعلقہ ۹ کی نمبر ۱۹۱۲ء سی ۱۹۱۳ء)

مسٹر ڈبلیو ای ہیرس اگست ۱۹۱۲ء کے رسالہ بلیک وڈ میگزین میں نہایت عجیب بیان تحریر کرتے ہیں جس کا درست
صحیح ہونا بادی النظر قیاس نہیں ہو سکتا۔ وہ لکھتے ہیں کہ شاہ یونان اور ایم ڈیلیانس معلوم نے محض اس غرض سے یونانی فوج کو جنگ
کی جو حکم دیا تھا کہ آخر دول یورپ ۱۸۹۷ء کی طرح یونان کا بحری محاصرہ کرلے اور زمانہ قدیم کی طرح فوجی کارروائیوں کی نوبت جنگ کی بادشاہی
تک نوبت نہ پہنچنے دیگی۔ مسٹر موصوف کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

یونان کا بحری محاصرہ کئے جانے کی افواہیں دن بدن زیادہ تقویت پکڑ رہی تھیں حتٰی کہ ایک دن شاہ کو یہ اطلاع جو
اس بارہ میں نہایت معتبر اور بالکل درست تھی پہنچی کہ دول نے محاصرہ کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس نے دیکھ لیا کہ زبانی
شیخی بگھارنے اور تعلی کے لیئے کا اب خوب موقعہ ہے۔ اور اس موقعہ کو اس نے یونہی جانے دینا مناسب نہ سمجھا۔ محل کے سامنے
بڑے چوک میں اتنا مجمع اور ہجوم جمع تھا کہ اتنا پہلے کبھی نہ ہوا تھا یکبارگی بادشاہ سلامت ارکین خاندان کے حلقہ میں
جھروکہ میں نمودار ہوگئے۔ اور جنگ کی تائید میں ایسی پرجوش اور اشتعال انگیز تقریر کی کہ گو ایم ڈیلیانس کبھی نہایت
پرجوش تقریروں سے قوم کے دلوں کو مسخر کرتا رہا تھا مگر اس کی کوئی تقریر پرجوشی میں محب ملک بادشاہ کی تقریر کی برابری
کر سکتی تھی۔ بادشاہ سلامت نے ارشاد فرمایا "ہم سب لڑائی کیلئے کمربستہ ہیں ہر چیز تیار ہے۔ میں بذات خود تین لاکھ یونانیوں
کی کمان پر میدان جنگ کو جاؤنگا" یہ الفاظ سن کر سامعین کے جوش و خروش اور پرجوش اظہار عقیدت و خلوص کا
کیا ٹھکانا ہو سکتا تھا سب کے سب ایسے جواں مرد شجاع اور محب ملک بادشاہ پر دل و جان سے والہ و شیدا ہو گئے اور
کم از کم کچھ عرصہ کیلئے شاہی خاندان کی استقامت و استقلال کی طرف سے بیفکری ہوگئی (کیونکہ اس سے پہلے یونانی اپنے بادشاہ کی
خود احتیاطی یا ان کے قول کے مطابق اس کی بزدلی سے سخت ناراض ہو رہے تھے۔ مترجم) لیکن جس وقت بادشاہ یہ الفاظ
زبان سے نکال رہا تھا اسے دل میں پختہ یقین تھا کہ کوئی محاربہ نہیں ہوگا حتٰی کہ اس تقریر کا مسودہ تک بھی جو اس نے
اس جھروکہ سے دوسری مرتبہ کرنی تھی اس وقت بھی تیار ہو چکا تھا۔ یہ تقریر اس حقیقت کی عیانی جبکہ دول کے جنگی جہاز یونان کے بنادر

خالی ہو اور پیریس کے سامنے لنگر انداز ہو جاتے۔ اور اس وقت جبکہ یونانی بچشم خود ان جہازوں کو انتھنز کی بلندیوں سے مشاہدہ کر رہے ہوتے۔ بادشاہ سلامت یوں نصیحت ہوتے تھے "اپنی طرف سے ترکی کی بیخ کنی کیلئے پوری کوشش کی۔ میں اس غرض سے دو ڈویژنوں کو جانیکو تیار تھا۔ اور اگر ہمارا دشمن یورپ حائل نہ ہو جاتا۔ جو وحشی مظالم ترکوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ تو آج ہم قسطنطنیہ کی سڑک پر سوار ہوتے"۔

انگریزی جہالت کا سبب

انگریزی وزراء نے مناسب اور بروقت کارروائی کرنیکے دو ایک عمدہ موقعے بھی ہاتھ سے کھو دئے۔ پہلا موقعہ یہ تھا کہ کرنیل واسوس کی فوج کو جزیرہ میں اترنے سے پہلے راستہ میں روک دیا جاتا۔ دوسرا یہ تھا کہ یونان کا کل یا جزوی محاصرہ کر لیا جاتا۔ جس وقت یونانی گورنمنٹ نے اپنی فوجیں جمع کرنی شروع کیں۔ تو آسٹریا نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ انتھنز کی بندرگاہ پائریس اور تھیسلی کی بندرگاہ وولو کا محاصرہ یونانیوں کو تھیسلی میں فراہمی و اجتماع افواج سے روکنے کیلئے کافی تھا۔ کیونکہ انتھنز سے تھیسلی کو خشکی کے راستے جاتے ہیں وہ طویل اور دشوار گذار ہیں۔ مگر ان موقعوں کے فوت ہونے کی ذمہ داری بھی حکومت انگریزی مجلس وزراء پر مستقل تھی جس نے اُن سے پہلے بھی مجمل کوئی کارروائی نہ کرنے دی تھی۔

ہماری اس بے عملی کو ہمدردی اور بلا شبہ تمام یورپین گورنمنٹوں کو سخت آزردگی ہوئی جس آزردگی کا اس طرح سے اظہار کیا گیا کہ براعظمی[1] اخبارات کے حصہ کثیر نے انگریزی وزارت کی پالیسی پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کی۔ اور وزارت انگلشیہ کے اس شش و پنج اور اہمال کو جس سے ممالک غیر سخت متعجب ہو رہے تھے۔ خود لارڈ سالسبری کی بجائے اس کے رفیق ونسا کی طرف منسوب کیا۔ ہم انگریز ممالک غیر کی ایسی نکتہ چینیوں کو عموماً غیر منصفانہ بلکہ بے بنیاد قرار دیکر ان پر بہت خفگی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ہماری غلطی ہے۔ ہمیں یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ کہ انگریزی قوم کی نسبت براعظمی اقوام جنگ وجدال کے خطرات و مصائب سے بدرجہا زیادہ واقف ہیں۔ اور بنا بریں وہ کسی پالیسی کی کمزوری یا تذبذب اور ذلیل سے جو آتش حرب مشتعل کرادینے کا باعث ہو سکتا ہے بہت ڈرتی اور اس پر خفگی ظاہر کرتی ہیں۔ تعلقات بین الاقوام کی حقیقی قدامت اور معاملات خارجیہ سے انگریزی اخبارات اور انگریزی [illegible] سیاسیوں کے حصہ کثیر کی حیرت انگیز ناواقفیت کا باعث بھی یہی لاعلمی اور ناتجربہ کاری ہے۔ براعظمی اقوام کو تلخ تجربہ سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے۔ کہ خارجیہ معاملات ان کے لئے کیسی اہمیت اور ضروری منزلت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ رفتہ اور نسوانی ہمدردی و انسانی براعظمی اخبارات اور براعظمی اہل سیر پر ویسا اثر نہیں ڈال سکتیں جیسا کہ انگریزی اخبارات اور عام اہالی فرانس وجرمنی و آسٹریا کے احساسات کی رہنمائی انسان ملکوں کے مادی اغراض و مفاد اس سے بدرجہا زیادہ کرتے ہیں جتنی کہ انگلستان کے علمی اغراض وہاں کے باشندوں کے

[1] یعنی براعظم یورپ کے ان ممالک کے اخبارات جو چاروں طرف سے پانی سے نہیں گھرے ہوئے اور ان کی کوئی نہ کوئی جانب دوسرے ملک سے ملحق ہے۔ بالفاظ دیگر برطانیہ کلاں و آئرلینڈ کے سوا جو الگ جزیرے ہیں باقی تمام ملک یورپ کو براعظمی ملک کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

احساسات کی کم قدر ہیں۔ اور یہ بات بھی یہی ہے کہ یہ غلطی اقوام کی ذاتی مصالح و اغراض ان کو عادت نہیں دیتے کہ اپنے فائدہ کے تعلقات سے ایسے جاہل اور بے غرض رہیں۔ یہاں کا انتظام ایسی لاپروائی سے کیا جاتا ہے جس طرح کہ انگلستان اسراف اور شیخی پر کرتا ہے کہ سمندر سے محیط ہونے کی وجہ سے وہ بہت کچھ محفوظ ہے۔ اپنی محفوظیت کے متعلق اس کا یہ خیال ایک حد تک درست بھی ہے لیکن پھر بھی یہ لاپروائی اُسے سخت نقصان پہنچنے کے خطرے سے خالی نہیں ہے۔

کونٹ گولوچوسکی کی آراء

اس مرتبہ میں نے آسٹرین وزیر خارجہ کی ملاقات سے محروم رہنے کا پختہ انتظام کر لیا۔ اس کا بندوبست خفیہ طور پر کونٹ گولوچوسکی کے چیف سکریٹری ایم ڈی میری جو نہایت قابل اور زیرک شخص ہے کیا گیا۔ آسٹرین وزارت خارجہ کا دفتر بالی پلاز (محل رقص) میں ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو وزیر کے اردلی جو نہایت ہی خوش اخلاق اور متواضع تھے۔ ہمیں کئی خوبصورت کمروں میں سے ایک شاندار ایوان میں لے گئے۔ یہ ایوان آسٹرین قیاصرہ کی تصویروں اور بدنصیب ولی عہد پرنس روڈولف[1] مرحوم کی رقت انگیز شبیہ سے آراستہ تھا۔ میں اپنے لڑکے کو جسے میں نے اس ایوان میں چھوڑا بالالتزام ہر جگہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ تاکہ اُسے تمام قابل دید مقامات اور مشہور و معروف ان لوگوں سے جو دنیا کی تاریخ میں حصہ لے رہے ہیں ملنے کے مواقع ملیں۔ وہاں سے مجھے ایم ڈی میری وزیر کے کمرہ میں لے گیا جہاں میں نے اس سے طویل ملاقات کی اور ۵۲ منٹ تک گفتگو ہوتی رہی۔ کونٹ کی شکل و شباہت دلپسند۔ آنکھیں نیلگوں اور روشن و چمکدار۔ بال بھورے۔ پیشانی فراخ و بلند اور عمر پچاس کے قریب ہے۔ اس کا تبسم نہایت خوشگوار۔ انداز دلیرانہ اور گفتگو نہایت شریفانہ ہے۔ وہ صوبہ گلیشیا کا متمول زمیندار اور پکا رومن کیتھولک ہے۔ قوم سے پولش ہے۔ مذہب کی وجہ سے اس کی نسبت عام خیال مشہور ہے کہ وہ انگریزی اغراض کے مخالف ہے۔ مگر میں نے ایسی مخالفت کا کوئی نام و نشان نہ پایا۔ بلکہ اسے اس کے عین برعکس دیکھا وہ کمال خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آیا۔ اور میری ملاقات پر بڑی مسرت ظاہر کی۔ وہ انگریزی نہیں بول سکتا مگر فرانسیسی بہ اہل زبان معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے اسی زبان میں گفتگو کی۔ اس نے یونان کے طریق عمل پر جو اس نے کریٹ اور مقدونیہ میں اختیار کر رکھا تھا سخت نفرت ظاہر کر کے اس معاملہ میں مجھ سے اتفاق کیا کہ یونانی گورنمنٹ اس کا ارادہ رکھتی ہے کہ گویا یورپ سے تاوان لینے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس نے یہ رائے بلا تامل اور صاف صاف ظاہر کر دی۔

---

[1] یہ قیصر جوسف کا اکلوتا بیٹا تھا اور بھتیجی کی بیٹی سے بیاہا ہوا تھا۔ مگر اس کا تعلق ایک آسٹرین امیرزادی سے ہو گیا۔ اور اس نے اپنی بیوی کو بالکل بھلا دیا جب معاملہ حد اعتدال سے بڑھ گیا۔ تو ایک دن قیصر نے بیٹے کو خلوت میں بلا کر سمجھایا اور اس سے آئندہ اس ناجائز تعلق سے باز آ جانے کا اور اپنی بیوی کو آباد کرنے کا عہد لیا۔ شہزادہ نے چند ہفتے اس عہد کی تعمیل کی مگر آخر ضبط نہ ہو سکا۔ وہ اثنا کے ایک مضافاتی موضع میرلنگ میں اپنی معشوقہ سے جا ملا اور ۳۰ جنوری ۱۸۸۹ء کی رات کو عاشق و معشوق دونوں نے خودکشی کر لی اور دونوں کی لاش صبح ایک پلنگ پر ملی۔ ولیعہد ۲۱ اگست ۱۸۵۸ء کو پیدا ہوا تھا۔ اس کی والدہ قیصرہ الزبتھ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۸ء کو سوئٹزرلینڈ میں ایک انارکسٹ لوچینی کے ہاتھ سے ہلاک ہوئی۔ (مترجم)

کہ انگریزی گورنمنٹ ہی کریٹ کی موجودہ اشد نازک حالت کی ذمہ وار ہے۔ اس نے اس معاملہ میں حیرت انگیز تذبذب سے کام لیا۔ اور نہ صرف کریٹ کے بحری محاصرہ میں جسے آسٹریا نے ۱۸۹۷ء میں تجویز کیا تھا۔ بلکہ وولو اور پاترس کے بحری محاصرہ میں بھی شامل ہونے سے جو اس وقت تجویز کیا گیا تھا جبکہ یونانیوں نے تھیسلی میں فوجیں جمع کرنی شروع کی تھیں انکار کر دیا۔ بایں ہمہ کونٹ گولوچوسکی کو یقین تھا کہ اس برس یورپ کے امن میں خلل نہیں پہنچیگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کل دول عظام امن کی خواہشمند ہیں۔

روس کے متعلق جب میں نے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ روس اب امن کا صدق دل سے خواہاں ہے۔ یہ ثابت ہے کہ ایام گذشتہ میں ٹرکی کے متعلق اس کی جو پالیسی رہی ہے کہ وہاں خفیہ سازشیں کرتا اور فساد برپا کرتا رہے۔ لیکن اب اس کی پالیسی بالکل بدل گئی ہے۔ اُسے اچھی طرح غور و فکر کرنے سے متحقق ہو گیا ہے۔ کہ پچھلی فوج کشی سے جس میں اس کے لاکھوں آدمی اور کروڑوں روپیہ ضایع ہوئے حسب توقع منفعت نہیں ہوئی۔ بلغاریوں کو آزادی دلا دینے سے بھی روس کے حق میں کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلا۔ بلغاری ایسے آزاد طبیعت ہیں کہ وہ کسی کی غلامی یا دست نگری گوارا نہیں کر سکتے۔ مگر میری رائے میں کونٹ نے ان فوائد و منافع کا اندازہ جو روس کو گذشتہ محاربہ میں حاصل ہوئے بہت گھٹا کر کیا۔ کیونکہ دیکھو! بالواسطہ منافع کے علاوہ یہ مسلم امر ہے کہ اس لڑائی سے ٹرکی پہلے کی نسبت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اسکی کمزوری روس کیلئے صریح مفید ہے۔ مزید برآں روس کو باطوم قارص ایسے مضبوط و کارآمد مقام مل گئے۔ تمام بحیرہ اسود پر اس کا اقتدار قایم ہو گیا۔ اور ترک جزیرہ نما بلقان کے بہترین حصہ سے خارج کر دئیے گئے۔ کونٹ نے یونانی فوج کا بڑی حقارت سے ذکر کیا۔ اور کہا کہ ترک خشکی پر یونانیوں کو بآسانی تمام سیدھا کر دینگے۔ بلکہ میرے خیال میں ایک ہی لڑائی یونانیوں کو ہوش میں لانے کیلئے کفایت کر جائیگی اور یہ ایک لڑائی ہی یونانیوں کی جوع البقر اور ہوس ملک گیری کو ہمیشہ کیلئے پامال کرنے کیلئے بہترین تدبیر اور موثر ترین دوا ہوگی۔ مجھے خطرہ صرف اس بات کا ہے کہ کہیں حصول فتح پر ترکی باشی بزوق اور بالخصوص ارنوطی یونانی آبادی پر جبر و ستم نہ کریں۔ کونٹ نے ٹرکی کے موجودہ طریق انصرام مہام سلطنت کے بھی خلاف بھی صاف صاف اپنی رائے ظاہر کر دی۔ اور کوئی لگی لپٹی نہ رکھی اس نے کہا کہ ہر معاملہ کا تصفیہ محل سرای سلطانی سے ہونا ملک کیلئے ہی نہیں بلکہ خود سلطان المعظم کے حق میں بھی اچھا نہیں کیونکہ ہر امر کے وہیں طے ہونے سے طبعی طور پر ایسی تدبیر کا جو درست نہ پڑے۔ حتی کہ مظالم آرمینیا تک کے ذمہ دار سلطان المعظم سمجھے جاتے ہیں۔ مزید برآں اس طریقہ نے ٹرکی کی قابل و لائق حکمران جماعت کو بہت کچھ معدوم کر دیا ہے کیونکہ جب کل انتظام ایک شخص واحد کی ذات سے وابستہ ہوں۔ تو دوسروں کو کس طرح معاملات سلطنت کے انصرام کے متعلق قابلیت پیدا کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ کونٹ گولوچوسکی نے انگریزی پالیسی اور تدابیر و طریقوں پر بھی سخت نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ انگریزی مدبر عام تحریکات کا حد مناسب سے زیادہ پاس رکھتے ہیں۔ اور بس ناواجب پاس کی وجہ سے وہ معاملات خارجیہ میں کوئی مستقل اور یکساں پولیسی نہیں رکھ سکتے۔ مسئلہ کریٹ کی نسبت اس نے رائے ظاہر کی کہ وہ کچھ زیادہ مدت تک بخیر چل ہی سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے جس وقت یہ سمجھ لیا کہ یورپ سچے دل سے ان کی بہتری کا خواہاں ہے تو وہ سلطنت گورنمنٹ سے بالکل مطمئن ہو جائیں گے۔
کونٹ نے مجھے یورپین پالٹیکس اور اس کی موجودہ سیاسی حالت کا نہایت دلچسپ خاکہ کھینچ کر بتایا۔ سیاسی معاملات میں اس کے خیالات وسیع ہیں اور ان میں وہ پوری دستگاہ رکھتا ہے۔ اس کی باتوں سے پایا جاتا تھا کہ وہ حالت موجودہ کو تشویشناک نہیں کہتا۔ اور جنگ ہونی بہت خیالی ہے۔ حضور نے جب آسٹریا کی نسبت کہا کہ یہاں کی عام رائے انگلستان کے حق میں نہایت ہی دوستانہ ہے اور اگر انگلستان کی پالیسی صاف اور غیر متذبذب ہے تو آسٹریا بخوشی تمام ہر معاملہ میں انگلستان کے ساتھ شریک رہے۔ ان دونوں ملکوں کے اغراض جیسے کچھ آپس میں متشابہ ہیں۔ اہل خدمت پوشیدہ تو نہیں جرمنی کے متعلق کونٹ جیسا کہ طبعی طور پر اسے ہونا بھی چاہئے تھا ساکت رہا۔ مگر مجھے اس کی کسی بات سے صاف مفہوم نہیں ہوا۔ اس کے انداز گفتگو سے متحقق ہو گیا کہ روس جرمنی اور آسٹریا کے فیما صرہ میں اتحاد موجود ہے۔ اور کہ فرانس فی حقیقت بالکل منفرد ہے۔ شروع سے لیکر آخر تک تمام ملاقات میں کونٹ نہایت خوش اخلاقی اور نوازش و مروت سے پیش آیا۔ اس سے اس نے اس قسم کے کئی سوال کئے کہ تمہیں استعمال اسلحہ اور فن حرب کا کہاں تک علم ہے۔ اور بالآخر رخصت ہوتے وقت اُسے انگریزی میں "گڈ بائی" (الوداع) کہا اور دعا کی کہ سفر میں خوش قسمتی ہماری رفیق رہے اور ہم خوب سیر ہو کر سیر و تماشا کریں +

پروفیسر آرمی نی ایس ویمبری

سر چوبیس وسبولڈ انگریزی سفیر متعینہ وائنا سے ملاقات کرنے کے بعد ہم ڈینوب کے راستہ [illegible] وائنا سے بوڈاپسٹ کو روانہ ہو گئے

یہ راستہ نہایت ہی خوش گوار اور دلفریب ہے۔ جابجا گوناگوں مناظر اور مختلف الالوان نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ جہاز بھی بہت ہی آرام دہ تھا۔ یہ دریائی راستہ وقت کے سوا اور ہر معاملہ میں ریلوے سفر پر فوقیت رکھتا ہے۔ جہاز صبح کے سات بجے وائنا سے چل کر شام کے سات بجے بوڈاپسٹ پہنچتا ہے۔ پس جو شخص ایک سالم دن کی گنجایش نکال سکتے ہوں۔ انہیں بہر نوع دریائی راستہ کو ترجیح دینا واجب ہے۔ ہنگری کے لاٹ پادری کے مسکن کا نظارہ جس کا درخشاں قلعہ میں بر لب ڈینوب ایک بلند چٹان پر واقع ہے نہایت ہی دلکش اور حیرت انگیز ہے۔ اس کے ماسوا اور ہزاروں خوش گوار اور شاندار نظارے آنکھوں کو طراوت اور روح کو تازگی و فرحت بخشتے ہیں۔ رات ہم نے بوڈاپسٹ میں بسر کی۔ اور اپنے قدیمی دوست بوڈاپسٹ کے مشہور آفاق پروفیسر آرمی نی ایس ویمبری سے طویل اور کمال دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ کل یورپ میں کسی شخص کو

مو۔ اس خالص محب اسلام و مسلمین کی اکثر تقریریں بست سالہ عہد حکومت میں درج ہیں۔ ملک ہنگری کو ترکوں سے باوجود مغائرت مذہب ہم قوم و ہم نسل ہونے کی وجہ سے خالص الفت اور علی تعلق ہے۔ اس کی مفصل کیفیت تاریخ خاندان عثمانیہ میں تحریر کر چکا ہوں۔ مگر پھر بھی اس موقعہ پر اس قوم اور اس کے سربرآوردہ افراد کا مسلمین اور بالخصوص ترکوں سے جو بے ریا سچی محبت اور کمال دلسوزی ہے اس کی ایک تازہ ترین شہادت ذیل میں درج کر دینا بیمحل نہ ہوگا۔

ایک اجنبی ہمدرد کی بے نظیر دلسوزی اور بے مثال مروت۔ کچھ عرصہ ہوا قسطنطنیہ کی مجلس [illegible]

کہ پروفیسر ومبیری نے ایم ومبیری ہی ایک ایسا یورپین ہے جس نے آج تک علاوہ آپ سلطان المعظم سے اُن ہی کی زبان (یعنی ترکی) میں اور نیز کامل میں گفتگو کی ہے۔ پروفیسر موصوف ترکی میں نہایت روانی سے تکلم کرتے ہیں اور نہایت خالص اور کمال عالمانہ ترکی بولتے ہیں۔ وہ کئی مرتبہ محل میں سلطان المعظم کے مہمان رہ چکے ہیں اور بار ہا حضرت آپ نے اُن سے مشورہ لیا ہو۔ اُن کے کارناموں میں ایک ایسے جوانمردی کا کام بھی داخل ہے جسے اب تک بہت تھوڑے غیر مسلم کر سکتے ہیں یعنی عرب شیخ کے لباس میں مکہ معظمہ کا حج کیا۔ اور کوئی اُس لباس کو نہ پہچان سکا۔ اُن کے سوا دوسرا ایک مشہور سیاح سر رچرڈ برٹن ہی ایک ایسا غیر مسلم ہے جس نے اس نہایت ہی خطرناک اور مشکل کام کو سرانجام کیا۔ پروفیسر ومبیری نے انگریزی گورنمنٹ کی بھی مخلصانہ طور پر بڑی بڑی خدمتیں کی ہیں۔ گذشتہ انتخابات میں اہالی انگلستان کے دماغوں پر جو خبط وحشت و حماقت مستولی ہو گئی تھی۔ اُسے دیکھ دیکھ کر پروفیسر کے اوسان گم ہو رہے تھے۔ اور وہ انگشت بدندان تھا کہ قوم کی عقل کدھر غائب ہو گئی ہے۔ پروفیسر نے مجھے اپنی رائے بتائی کہ اُن کے خیال میں سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ انگلستان سے اب بہ نہایت متنفر اور برگشتہ خاطر ہو گئے ہیں۔ اور عملی طور پر روس نے بازی جیت لی ہے۔ مسٹر ایچ۔ ایم۔ سٹانلی بھی مع خاتون وہیں تھے۔ اُن کی باتوں سے طبیعت کو جو خاص سرور اور حظ حاصل ہوتا ہے اُس کے بتانے کی احتیاج نہیں۔ مسٹر سٹانلی نے ہنسی کے طور پر رخصت ہوتے وقت مجھے آخری الفاظ یہ کہے "یاد رکھو کہ یونانی تمہیں یقیناً پکڑ لیں گے" جس پر حقیقۃً پیشگوئی پر ہم سب نے خوب زور سے قہقہہ لگایا۔ مگر نیرنگی قدرت سے وہ حرف بحرف پوری ہوئی ✤

سلطان المعظم و تخت بلگیریا

ہم اتوار کی صبح کو بداپسٹ سے سیدھے سالونیکا کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں بلگیریا اور سرویا میں سے گذرتے ہوئے ہم نے جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا تحقیق و تفتیش کی مگر اس امر کی کوئی شہادت نہ ملی کہ سرویا اپنی افواج فراہم کر رہی ہے۔ البتہ ایک سربی افسر نے ذکر کیا کہ سربی فوج ایسی تیار ہے کہ وہ ۴۸ گھنٹوں میں فراہم کی جا سکتی ہے۔

---

[۱] بارگاہ سلطانی میں کسی کے حاضر ہونے کے وقت جو آداب ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔ وہ اور نیز مراسم ملاقات اور آداب تواضع باریابی بالتفصیل کتاب حالات قسطنطنیہ میں مندرج ہیں ✤

[۲] سلطان المعظم اور اُن کی حکومت کے ساتھ انگلستان کی طرف سے بالخصوص گذشتہ چند برسوں میں جو سلوک ہو رہا ہے۔ اُس کا نتیجہ بیشک یہی ہونا چاہئے تھا۔ مگر آفرین ہے سرور کائنات کے اس قابل جانشین اور عالی ظرف مرد خدا پر کہ اُس نے بایں ہمہ اپنے دل پر کوئی میل نہیں آنے دیا۔ اور انگلستان کو پھر بھی کہدیا کہ ہمارا سینہ بدستور صاف ہے جس کا ثبوت مارچ ۱۸۹۶ء کا ایک تار ہے جو ذیل میں درج ہے بخوبی مل سکتا ہے۔

لنڈن ۱۰ مارچ۔ سلطان المعظم عرصلی نائٹ ہنڈ سر نکلس اوکانر انگریزی سفیر کو حضرت سلطان المعظم کی درگاہ میں باریابی کا شرف حاصل ہوا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اُن کی ہمیشہ سے یہی خواہش ہے کہ اسلامی سلطنت اور برٹش گورنمنٹ میں پرانی دوستی اور اتحاد کا رشتہ قائم رہے۔ اور نیز اپنی زبان مبارک سے یہ بھی ارشاد کیا کہ آپ مسلمانان ہند کو ہمیشہ یہی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنی ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی وفاداری اور تابعداری سے کبھی سرتابی نہ کریں ✤

[۳] افریقہ کے مشہور آفاق زندہ سیاح۔ اور ممبر پارلیمنٹ انگلستان۔ ان کا پورا نام ہنری ایم سٹانلی ہے۔ یہ ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئے۔ اور بچپن ایک محتاج خانہ میں بسر کیا۔ جہاں سے نکل کر ایک جہاز میں خلاصی ہو کر امریکہ گئے۔ اور رفتہ رفتہ وہ عروج و شہرت حاصل کی جو آج انہیں حاصل ہے ✤

گھنٹا اُن پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ یہ ہمیں ہم نے رات قیام کر کے علی الصباح بدھ کے دن بہت ہی سویرے روانہ ہو گئے۔ قائم مقام نے ہماری دعوت اور گوشت مُرغ کی قہوہ اور قسم قسم کی مٹھائیوں سے ہماری مہمانداری کی۔ ہم دونوں باپ بیٹے کیلئے نہایت آرام دہ اور نرم بستر فرش پر بچھائے گئے جن کی چادریں کمال پاکیزہ اور خوشنما تھیں ✤

الاسونا کورانگی قائم مقام اور اُس کے رفیق شریف کا ہم سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ وہ ہمیں اپنے سامنے بغیر پہنچائے جانے کو بھی غالباً اپنے فرضِ میزبانی میں داخل سمجھتے تھے۔ ہم نے بڑے اصرار کیساتھ انکو رخصت کیا۔ اور اُن کو یقین دلایا کہ ہمارے سونے سے پہلے اُن کے چلے جانے کو ہم کسی طرح خلافِ مروت نہیں سمجھینگے۔ ہمیں صبح کے تین بجے جگا دیا گیا۔ ایک کیولری افسر اور بارہ سوار دلکش کیلئے دروازہ پر ہمارے انتظار میں تیار کھڑے تھے۔ دو گھوڑے اور ایک گاڑی ہمارے لئے موجود تھی۔ پس ایسا سیٹ ہم کل سولہ آدمی بجز گاڑی کے جو سب نیس سوار تھے۔ اور ایک عربہ یا گاڑی ضرورت کے وقت کام دینے کیلئے ساتھ تھی ✤

قائم مقام ہم سے پہلے بیدار ہو کر الوداع کہنے کیلئے آگیا ہوا تھا۔ ہم اُس سے نہایت افسوس کے ساتھ جدا ہوئے سفر کے شروع ہی میں ایک ایسا واقعہ حادث ہوا جس سے ہم سب کو بڑی تشویش پیدا ہو گئی۔ ایس کے نیچے شہ زور نو عمر عرب گھوڑا تھا۔ ہم نے چلنا شروع ہی کیا تھا کہ وہ سرپٹ اُٹھ دوڑا۔ اور چونکہ ابھی بہت تاریکی تھی۔ بچشم زدن سڑک سڑک نظروں سے غایب ہو گیا۔ ہم نے بھی جہانتک ہم سے ہو سکا اپنے گھوڑوں کو تیز کر دیا اور تقریباً بیس منٹ کے بعد ایس کو جا لیے۔ لڑکا گھوڑے کو قابو میں رکھنے کیلئے کافی مضبوط تھا وہ اس سے منزلوں دو تین میل تک دوڑتا چلا گیا۔ اور صرف اُس وقت اُسے ایس روکنے میں کامیاب ہوا جبکہ ایک عمودی پہاڑی سامنے نمودار ہو گئی شفق کی روشنی آہستہ آہستہ پھیل جانے پر قرب جوار کا شاندار نظارہ دکھائی دینے لگ گیا۔ قرہ فیریا۔ الاصونا سڑک کا پہلا حصہ جو تقریباً اسی میل طویل ہے خوب صورت گھاٹیوں اور عمدہ دیہی کراعلی پر سے گذرتا ہے۔ منظر نہایت پریشان اور گونا گون ہے سڑک بتدریج ایک خوبصورت گھاٹی میں سے اوپر کو چڑھتی گئی ہے پیچھے کی طرف وسیع اور پُرفضا میدانوں کی بساط بچھی ہوئی تھی۔ اور ارد گرد ہر قدم پر پہاڑیوں کے نئے سلسلے اور درختوں کے جھنڈ دکھائی دے رہے تھے ✤

ترکی ٹرانسپورٹ ہمیں بیشمار سپاہی حدود کو پیدل جاتے اور صبر یار کش جانوروں کی لمبی لمبی قطاریں پتھریلی غبار آلود اور صعب المرور پگڈنڈیوں پر حیوانی صبر و تحمل کے ساتھ بڑھی چلی جاتی ملیں ترکی فوج کیلئے کل سامان حرب و رسد انہی حیوانوں پر بھیجا جا رہا تھا ✤

ہر قسم کے چھوٹے چھوٹے گھوڑے یابو خچر اور گدھے بیشکوں۔ بیاسہ اور سامان حرب سے لدے ہوئے حدود کی طرف چلے رہے تھے۔ اُن میں سے بعض پر معمولی بوجھ کے علاوہ کوئی نہ کوئی کوفت زدہ سپاہی یا خچربان بھی سوار ہو گیا ہوا تھا۔ اور بعض پر دس دس بارہ بارہ بندوقیں انبار رکھی ہوئی تھیں۔ تمام جانور تھکان زدہ اور ایسے معلوم ہوتے تھے کہ اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ لدا ہوا ہے۔ ترکی فوج کا انتظام بار برداری عالی ایک حیرت انگیز منظر آتا تھا۔ اول تو یہی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس کٹھن اور دشوار گذار سڑک کے

سنہ گھنٹی کو عربی میں عقبہ کہتے ہیں۔ اور ترکی میں ازابہ کہتے ہیں ✤

راستہ جس پر توپیں اور گاڑیاں بمشکل گذر سکتی تھیں۔ کس طرح ایک لاکھ سے زیادہ فوج تھیسلی پہنچائی گئی۔ پھر مزید حیرت اس سے ہوتی تھی کہ اس بیکران فوج کے لئے سامان رسد اور اُس کی بیشمار توپوں کے لئے پھٹنے والے اور دوسرے گولے اور کارتوس کس طرح پہنچائے جاتے ہے۔ یہ معاملہ عجب عجیب و ناقابل حل اور باعث استعجاب و حیرت تھا ٭

تاہم یہ کام سر انجام پاتا رہا اور جہاں تک میدان کارزار میں ہم لوگوں کے مشاہدہ میں آیا۔ قابل اطمینان طور پر پاتا رہا۔ پھر بھی جیسا کہ ہونا لابدی تھا جبتک کہ فوج لاریسا پر اچھی طرح سے قابض نہ ہوگئی ہر جدید پیشقدمی کے ساتھ ٹرانسپورٹ (انتظام بار برداری) کی مشکلات اور دقتیں و توقف میں اضافہ ہوتا رہا۔ لاریسا میں ترکوں کو ہر قسم کے سامان کی وافر مقدار مل گئی جو یونانی اپنی سراسیمہ و متوحشانہ بھاگڑ میں چھوڑ گئے تھے ملگئیں جس سے فوج پیچھے سے سامان پہنچنے کی ضرورت سے بہت کچھ مستغنی ہوگئی۔ علاوہ بریں تھیسلی کا کل مرغزار میدان مویشی اور پالتو پرندوں مرغیوں وغیرہ سے بھرا پڑا تھا ٭

ادھم پاشا کی جلد پیشقدمی نہ کرسکنے کا باعث ایک حد تک یہ ٹرانسپورٹ کی دقت بھی تھی جسکی وجہ یہ تھی کہ ضرورت کے وقت اُن کے پاس بوقت ضرورت کام دینے یا بالفاظ دیگر ریزرو میں رکھنے کیلئے سامان حرب اور گولہ بارود جمع نہ ہو سکا تھا۔ اس وقت کا کچھ اندازہ اس توضیح سے ہوسکیگا۔ قرہ فیریا سے جو فوجی و جنگی نقل و حرکت اور باربرداری کیلئے انتہائی ریلوے سٹیشن تھا۔ سرفجی (جسے یونانی سرویا کہتے ہیں) تک ۴۵ میل کا فاصلہ ہے۔ سرویا سے الاصونا تک ۲۵ میل کا اور الاسونا سے کول ڈمی ملونا درہ ملونا تک چھ میل کا معیار ہے۔ پہلے درہ ملونا یونانی و ترکی قلمرو میں حد فاصل تھا۔ ملونا سے سڑک بجانب کی اور بالکل عمودی شکل میں تھیسلی کے میدان میں داخل ہوتی یا اترتی ہے۔ ملونا سے لاریسا ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ قصبہ ٹرناوس نصف راستہ سے چند میل پہلے ملونا سے تقریباً ۱۵ میل کی مسافت پر برلب شاہراہ واقع ہے۔ ان اعداد سے واضح ہوگیا ہوگا کہ اُس وقت بھی جبکہ عساکر عثمانیہ لاریسا میں پہنچ گئے تھے۔ ادھم پاشا کی فوج کیلئے کل سامان حرب ریلوے سٹیشن سے مصافی صف یعنی جنگ کنندہ فوج تک دشوار گذار علاقہ اور کٹھن دروں سے ایک سو میل سے زیادہ مسافت طے کرنیکے بعد پہنچایا جاتا تھا ٭

حدود کے قریب پہنچنے پر ہم نے جو پہلا مشاہدہ کیا۔ وہ نہایت ہی دلچسپ اور فرحت انگیز تھا۔ نہ کہ ارنوطوں یعنے البانوی مجاہدین کی جماعتوں سے جو بیقاعدہ اور کمال بیقاعدہ سپاہی تھے بھری ہوئی تھیں۔ اُن کی کوئی باقاعدہ وردی نہ تھی ہر ایک کے پاس ایک ایک رائفل اور کارتوسی پیٹی تھی۔ اُن کے سروں پر ترکی رفس نہ تھی بلکہ ایک قسم کی سفید رنگ کی چندیا ٹوپی[1] تھی۔ جو سر پر خوب بیٹھی ہوئی اور چسپاں ہوتی تھی۔ البانویوں میں اس ٹوپی کا تھوڑے عرصہ ہی سے رواج ہوا ہے۔ اکثر کے سر اگلی طرف سے کنپٹیوں سے اوپر منڈے ہوئے تھے۔ اور بعض کے سروں پر پچھلی طرف لمبی لمبی چوٹیاں لٹکی ہوئی تھیں۔ یہ ارنوط سڑک پر خطرناک ہمسایہ تھے۔ اُن کی شکل سے ہی فوراً معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ یہ نڈر اور بیباک لوگ ہیں۔ کامل اور اُستاد ڈکیتوں میں بھی ایسی بیخوفی اور بیباکی نہیں دیکھی جاتی

[1] اکثر سرحدی پٹھان اور آفریدی اس وضع کی ٹوپی پہنتے ہیں۔ سر منڈانے کا فیشن بھی البانویوں اور سرحدی پٹھانوں میں بالکل یکساں ہے۔ ناظرین کی دلچسپی کیلئے سلطان کے البانوی سپاہیوں کی چند تصویریں اس موقعہ پر دیدی گئی ہیں ٭

وہ اپنی رائفلوں کی ایسی نگہداشت اور غور و پرداخت کرتے ہیں کہ نہیں بلکہ انکو اسطرح چمکتے اور اچھا صاف کرتے رہتے ہیں۔ جیسے مائیں اپنے شیر خوار بچوں سے کیا کرتی ہیں۔ بڑی خرابی یہ تھی کہ وہ ہر طرف بلا تحاشا بندوقیں سر کرتے جاتے تھے۔ کبھی کسی بہت دور کی چیز کو نشانہ بنا کر مشق کرتے۔ اور اکثر محض طفلانہ ترنگ میں آکر بطور تفریح انھیں ہوا میں سر کرتے رہتے۔ گولیاں سر کے پاس سے ادھر ادھر گزرتی رہتی ہیں۔ اسی وجہ سے سفر اسقدر خطرناک ہو رہا تھا۔ ہر دفعہ جب کسی گوشہ کا چکر کاٹ کر ہم بلند تر سطح کے قریب پہنچتے۔ تو بندوقوں کی آوازیں سنائی دیتیں ہم سڑک کے کسی موڑ سے جب گزرتے تو یہی توقع ہوتی کہ اب کوئی گولی لگی کہ لگی۔ ایک موقعہ پر ان گولیوں کی اسقدر کثرت ہوگئی۔ کہ ہمارا ترجمان گھبرا گیا۔ وہ کہنے لگا۔ کہ ابھی بھاگ چلئے آہا۔ اور کہا یہ ارنوط تو شیطان مجسم ہیں۔ ان کا ایک لفظ نہیں سمجھ سکتا۔ وہ بڑے خطرناک شخص ہیں۔ رڈوف بک (افسر اسکورٹ) بھی گھبرا گیا۔ اس نے ہم سے گاڑی میں بیٹھ جانے کی التجا کی تاکہ البانوی ہماری مغربی یعنی فرنگیانہ پوشاک کو نہ دیکھ سکیں۔ ہم نے بکراہ اسی طرح کیا۔ مگر پھر دس منٹ کے لئے گاڑی سے نکل آئے۔ اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہوگئے۔ میرے خیال میں ہمارے اسکورٹ نے خطرہ کو جیسا اہم سمجھا تھا۔ درحقیقت وہ ویسا نہ تھا۔ جہانتک ہم دیکھ سکے البانویوں سے ہمارے برخلاف کوئی علانیہ دھمکی آمیز حرکت سرزد نہ ہوئی۔ پھر بھی محافظ سواروں نے ہمکو اپنے حلقہ میں لیکے اپنی رائفلوں کو شست کے بل بالکل تیار رکھا اور دو سوار راستہ صاف کرنے کیلئے آگے ہو گئے۔

البانویوں کی بے نظامی اور محبت تاخت و تاراج خواہ کیسی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ نہایت ہی شاندار قوم ہیں ہم نے کسی ایک ارنوط کو بھی پست قامت یا کمزور نہ دیکھا۔ اُن کے قد بالعموم و بالاوسط چھ فیٹ بلند ہیں۔ اور اکثر ان سے بھی طویل القامت ہیں۔ اُن کے سینے فراخ جسم مضبوط ہاتھ پاؤں خوب کھلے اور طاقتور۔ رنگ صاف اور نکھرا ہوا گندمی ہے۔ اور گو وہ ایسے طویل القامت اور قوی بنیان ہیں۔ لیکن بلی سے زیادہ چست و چالاک اور پھرتیلے ہیں۔ پہاڑوں ہی میں پیدا اور پرورش پانے کی وجہ سے وہ ایک چٹان سے دوسری چٹان پر اس طرح پھدکتے پھرتے تھے کہ گویا ایسا کرنے سے انہیں خاص لذت اور فرحت حاصل ہو رہی ہے۔ خطرناک سے خطرناک چوٹیوں پر چڑھنا اُن کے سامنے بچوں کا کھیل تھا۔

ارنوطوں کی قوم ترکوں سے بالکل مختلف ہے۔ اُن میں عثمانیوں جیسی متحملانہ اطاعت پذیری و با نظامی اور ثابت قدمی و کوہ وقار شجاعت نہیں پائی جاتی۔ مگر متہورانہ دلیری اور جوانمردی میں قطعاً نہیں گھٹتے اور جسطرح سکاٹ لینڈ کے ہائی لینڈرز شمالی علاقہ کے کوہستانیوں کے حملہ کی تاب لانا محال ہے۔ ویسے ہی کوئی غنیم اُن کے دھاوے کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ ان البانوی مجاہدین میں ہم نے نظام فوج کا کوئی قرینہ دیکھا۔ ہر ایک جماعت اپنے اپنے مقامی سردار یا بک کے ماتحت تھی جن کی یہ البانوی ایک حد تک عزت و اطاعت بھی کرتے ہیں۔ ارنوطوں کو آج تک کوئی فاتح کماحقہ مغلوب و محکوم نہیں کر سکا چنانچہ ترکوں کو بھی انہیں قابو رکھنے کے لئے بڑی دقتیں پیش رہتی ہیں۔ اور انھیں تابع نظام بنانا تو بڑی ہی ٹیڑھی کھیر ہے۔ تا ہم ہم مذہب ہونے کی وجہ سے پھر بھی اُن کو کسی نہ کسی طرح تابع فرمان بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر کبھی کسی عیسائی سلطنت نے ان جفاکش شجاع اور جوانمرد کوہستانیوں کو محکوم کرنے کی کوشش کی تو وہ اسے کوہ قاف کو اپنی جگہ سے حرکت دینے کی کوشش سے کم مشکل نہ پائیگی۔ میدان جنگ میں انہیں کچھ صرف زندگی کی

البانوی پلٹن کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ اسکے سپاہی کمال شاندار اور بخوبی با نظام تھے۔ ہمارا اُن سے خوب یارانہ ہوگیا۔ اور جسوقت ہم اُنکے پاس جاتے سپاہی بڑی گرمجوشی کیساتھ ہم سے پیش آتے۔ اُنکی ہر وقت یہی فریاد اور تمنا تھی کہ اُنھیں لڑنے کا موقعہ دیا جائے۔ قبضہ چیال کیلئے جو معرکہ آرائی ہوئی۔ اُسمیں پلٹن مذکور نے درخواست کی تھی کہ وہ کوہ تیری کی ناقابل تسخیر پہاڑی پر جا بیٹھ کر اُسے اپنے طریقہ سے حملہ کرنیکی اجازت دیجائے۔ تن تنہا فتح کرنیکا ذمہ لیتے ہیں۔ یہ پلٹن ویسینو کی لڑائی میں کمال شجاعت سے لڑی اور میرے خیالمیں نقصان بھی بہت اُٹھایا۔ کیونکہ اُسکے سپاہیوں کی پرجوشی کا کوئی حد و حساب نہ تھا۔ اور وہ کسیطرح کی روک یا آڑ سے پناہ لینے کو سخت کسر شان اور جوانمردی اور شجاعت کے منافی سمجھتے تھے۔ مزید برآں اُنسے اسقدر صبر بھی نہو سکتا تھا کہ سوچ سمجھ کر آگے بڑھیں۔ اُس موقعہ پر اُنہوں نے اپنی شجاعت و لیاقت کا قطعی ثبوت دیدیا۔

ابلیس کا کارنامہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے۔ سڑک زیادہ خراب ہوتی گئی حتے کہ گھوڑے بمشکل قدم اُٹھا سکتے تھے۔ اور گاڑی کا چلنا تو قریبًا ناممکن ہوگیا۔ بالآخر ہم بلند ترین کرارہ کو عبور کرکے طویل و پیچدار پگڈنڈی کے راستہ ایک خوبصورت و زرخیز وادی میں داخل ہوگئے جسمیں دو پرانی طرز کے گاؤں سورج کی روشنی میں خوب چمک رہے تھے۔ انمیں جو پہلے آیا وہ اچھا آباد اور بارونق موضع تھا۔ سڑک اُسکی طرف جو استہ جاتا تھا اُسپر ترکی سپاہیوں کا پہرہ کھڑا تھا تاکہ بھولے بھٹکے اور جماعت سے جدا ہونیوالے البانویوں کو دیمو خطمنتے نہ یہ گاؤں سڑک کے بائیں ہاتھ ہے وہاں ہمنے ایک کرائی میں جو لب سڑک تھی دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر سرفجی کی طرف ہانک دیئے۔ سردی میں کسی میں کوئی نہ تھی۔ البتہ گرد و غبار کی کچھ کمی نہ تھی۔ مگر راستہ میں ہمیں ایک ایسا واقعہ گذرا جسنے ہماری مہم کا نقشہ بالکل ہی بدل دیا تھا۔ ابلیس گھوڑا سارا راستہ کلیلیں کرتا آیا تھا۔ کبھی دولتیاں جھاڑنا شروع کر دیتا اور کبھی سیخ پا ہوجاتا۔ الغرض وہ ایک قسم بھی چست کر تے چلا تھا۔ موضع مذکور سے گذر نیکے بعد ہموار زمین کا ایک قطعہ آگیا۔ اور ہم نے گھوڑوں کو کسیقدر تیز کر دیا جس سے ابلیس کو شرارت کا موقعہ ملگیا۔ وہ دہانہ کو دانتوں میں دبا اور کاوا کاٹ ایک سنگلاخی میدان کی طرف ہوگیا۔ دوسرے گھوڑے ایک سوار اُسی وقت اُس کے پیچھے گھوڑا اڑا دیا۔ جس سے وہ اور بھڑک گیا۔ اور لڑکا بُری طرح سر کے بل زمین پر آ رہا جب اُسے قریب ترین سوار نے اُٹھایا تو سر کی چوٹی پر زخم آیا ہوا تھا۔ اور خون بافراط بہہ رہا تھا۔ بدقسمتی سے کسی طرح کا سامان جراحی بھی جہانتک نظم میں آ سکتی تھی موجود نہ تھا۔ خوش قسمتی سے ایک سپاہی زخموں کی مرہم پٹی کا کچھ ڈھب جانتا تھا۔ اُس نے تھوڑی تمباکو کا برادہ گھاؤ میں ڈال کر سر کو رومالوں سے باندھ دیا۔ میں نے اُسے برانڈی بھی پلادی اور گو وہ بہت کمزور و نحیف ہوگیا۔ تاہم سرفجی پہنچنے تک جو تین گھنٹوں کی مسافت پر تھا حوصلہ کرکے گھوڑے پر بیٹھا رہا۔ مگر وہی گھوڑا تھا جسنے اُسے گرایا تھا۔ اسپر میں نے ایک جسیم سوار کو سوار کرا دیا لیکن سوار اور اُسکے سلیلے سامان و اسلحہ کے بارگراں سے بھی گھوڑے کی سرکشی میں فرق نہ پڑا۔ اور وہ اس سوار کو بھی کچھ فاصلہ بلا تحاشا دوڑا لے گیا اور پھر وہ اُسکا بھی وطیرہ رہا۔ ایک دفعہ خوب لحیم شحیم سوار کو گران تن تنگی نہ دیکھ کر وہ بیٹھ اپنی بھری ہوئی خرچی بھی اُسپر کھوا دی لیکن اُسنے اُس کی کچھ پروا نہ کی۔ یہ دیکھکر سوار بے اختیار چلا اُٹھا۔ اس ننھے سے گھوڑے میں ضرور شیطان داخل ہوگیا ہے۔

عثمانیہ ردیف سرفجی میں ایکہزار باشندوں کا خوبصورت شہر ہے اور اُس سلسلہ کی سار کے دامن میں واقع ہے۔ جو الاسمونا کو وادی دستریکا سے جدا کرتا ہے۔ اُسکے قریب ہمیں پانچہزار ایپدل فوج میدان کارزار کو جاتی ملی ان سپاہیوں کا

انداز ان لونڈوں سے جنہیں ہم ابھی پیچھے چھوڑ آئے تھے بالکل متضاد تھا۔ اِس فوج کے سپاہی نہایت تنا ور جوان اور بالعموم ردیفی فوج کے سپاہی تھے۔ جو اناطولی (ایشیا کوچک) سے آئے تھے۔ وہ مکان زدہ اور بھوک کے معدوم دیتے تھے۔ اور اکثر کے پاؤں زخمی ہو رہے تھے

اور وردیاں غبار آلود اور بہت بوسیدہ تھیں۔ تاہم وہ نہایت متحمل۔ خوش اطوار۔ خاموشی پسند۔ فراخ سینہ۔ قوی ہیکل اور خوش اندام جوانمرد تھے۔ اور اکثر کی عمر تیس و پچاس کے درمیان تھی۔ وہ سچے عثمانلی تھے۔ کئی سپاہیوں نے پانی سے ہماری تواضع کرنی چاہی۔ جو تھیلی بوتلوں میں اُنکے ساتھ تھا۔ لاریب اس بارہ میں کل محاربہ کے دوران میں ترکی سپاہیوں کی خوش اخلاقی۔ مروت اور نفس کشی کمال حیرت انگیز تھی۔ پانی تھسلی میں کمیاب ہوتا ہے۔ اور لڑائی کے دنوں میں گرمی بڑی شدت سے پڑ رہی تھی۔ مگر پھر بھی عثمانیہ سپاہی نے کبھی خست نہ کی۔ جب کبھی ہم نے پانی مانگا۔ اُنہوں نے بلاتردد ہمیں دیدیا۔ بلکہ بلا سوال پیش کرتے رہے۔ ترکی سپاہی اور وہ تابان کا برتاؤ ہمیشہ سچے شریف آدمی اور جنٹلمین ایسا ہوتا ہے۔

حفظی پاشا متصرف سرفجی سرفجی کے متصرف ڈکشنر یا حاکم اعلیٰ حفظی پاشا نے ہماری نہایت تپاک سے آؤ بھگت اور مہمانداری کی اُسے ایلیس کے حادثہ سے سخت تاسف ہوا۔ وہ فی الفور اُسکے مداوا و معالجہ کے تدارک میں مشغول ہو گیا۔ اور اعلیٰ جنگی ڈاکٹر کو بلا بھیجا جس نے زخم کو دیکھکر کہا کہ وہ بہت سخت ہے مگر خطرناک نہیں پھر اُسنے سرن روک[1] ادویات سے کہ زخم کی نہایت احتیاط سے مرہم پٹی کی۔ اور سارے سر پر ایک بڑی سفید پٹی باندھدی۔ یہ پٹی جبتک ہم میدان کارزار میں رہے ایلیس کے سر پر بندھی رہی جو اسکے اوپر سرخ فیس پہنتا رہا۔ اُسکی یہ ہیئت دیکھکر خواہ مخواہ سب کو اُس کی طرف توجہ ہو جاتی تھی اور سپاہیوں میں تو وہ نہایت ہردلعزیز اور محبوب ہو گیا تھا۔ انکو یہ خیال ہو گیا تھا کہ ایلیس کو یہ زخم اسلام کی مقدس خدمت وحمایت کرتے ہوئے پہنچا ہے۔ اور اس سے انہیں اُسکے ساتھ دلی ہمدردی ہو گئی تھی۔ ادہم پاشا کی فوج کیساتھ جسقدر غیر ترک تھے وہ سب انگریز جرمن اور فرنچ نامہ نگاروں سمیت بنظر احتیاط فیس پہنتے ہیں۔ کیونکہ ابانویوں کی تفریحوں اور کھیلوں میں اجنبی قوموں کو نشانہ بنانے رہنا بھی داخل ہے۔ جو کھیل فرنگی ٹوپیوں کے پہننے والوں کیلئے کبھی خوشگوار نہیں ہو سکتی تھی بنا بریں ادہم پاشا نے فیس کا استعمال لازمی کر دیا تھا۔ فیس میں دو اہم نقص ہیں۔ اس سے سارا چہرہ اور پشت گردن ننگی رہتی ہے۔ اور دھوپ سے بچاؤ کیلئے چھجا سا نہ ہونے سے وہ کوئی بچاؤ نہیں کرتی اور چونکہ تھسلی میں گرمی بشدت تھی مجکو بہت تکلیف ہوئی۔ کم از کم چار دفعہ اُس سے چہرہ کا چمڑہ جھلس گیا ہوگا۔ بعض ترک ایک قسم کا سر ٹوپیہ پہنتے ہیں جس کا سر تو چہرہ اور گردن کو حرارت آفتاب سے بچائے رہتا ہے۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار مسٹر ولیم بیل نے مشرقی طرز کی ایک پوشاک خود ایجاد کر لی تھی جسکے ساتھ وہ ایک نہایت کارآمد قسم کی جینز کسی پوشش سر استعمال کرتا۔ جو آدھی دستار اور آدھا سر ٹوپیہ تھی (حسن

[1] ایسی ادویات جو زخم میں سوزش اور غلاظت پیدا نہ ہونے دیں۔ اس غرض کے لئے عموماً نمک۔ کاربالک ایسڈ۔ وج الفراہ اور صابن وغیرہ کا استعمال کیجاتی ہے۔

اور ہمیں رخصت کرنے کیلئے پانچ بجے صبح کے وقت بیدار ہوکر آگیا۔ الاصونا کا سفر گو طویل اور تھکان بخش تھا مگر ایس کی
ہوشا کی وجہ سے میں جلد چلنے کی جرأت نہ کرسکتا تھا تاہم ہم وہاں دوپہر کے ۲ بجے پہنچ گئے۔

تھسلی کی کیمپ

الاصونا کا قصبہ گو ایک خوبصورت میدان کے وسط میں جو یونان اور ٹرکی میں حد فاصل کا کام دینے والی شاندار پہاڑیوں سے محیط ہو واقع ہے لیکن چنداں خوشنما نہیں۔ اُس کی آبادی بہت بکھری ہوئی ہے۔

جوں جوں ہم ٹرکی فوج کے ہیڈکوارٹر کے قریب پہنچتے گئے یہ پہاڑیاں زیادہ بلند اور نمایاں ہوتی گئیں۔ سڑک کے بائیں الاصونا کے شمال میں دریا سے ایک حیرت انگیز نہر کاٹی گئی ہے یہ نہر بہت پرانی ہے اور اسکے ذریعہ شہر میں عمدہ پانی بافراط پہنچتا رہتا ہے۔ الاصونا میں داخل ہوتے ہی دور فاصلہ پر چلتی ہوئی توپوں کی گرج سنکر ہماری کل تکان و کوفت دور ہوگئی۔ مارشل کو ملنے اور اسکی خدمت میں سفارشی خطوط پیش کرنے کیلئے ہم ہیڈکوارٹر کو گئے۔ مگر مارشل کے ایک خادم کے سوا اور کوئی متنفس وہاں موجود نہ تھا۔ خادم نے ہمیں قہوہ پلایا اور بتایا کہ ادہم پاشا اس وقت [illegible] میل کے فاصلہ پر ملونا کی چوٹی پر موجود ہیں جہاں کل سے [illegible] نہ ہم میں کوئی سکت نہیں دی ہوئی تھی مگر توپوں کی آواز سنکر ہم تو بے صبر ہو گئے راستہ میں ہم طرح طرح کی افواہیں سنتے آئے تھے کسی نے بتایا کہ ٹرناووس بلکہ لاریسا بھی فتح ہو گیا ہے اور بعضوں نے تو بیان کیا کہ ترکی کل تھسلی پر قابض ہو گئے ہیں۔ مگر جب ہم الاصونا کے قریب پہنچے تو ظاہر ہو گیا کہ ادہم پاشا ابھی تک سرحدی پہاڑیوں کو بھی دشمنوں سے صاف نہیں کر سکے۔ اور گو یونانی سرحد الاصونا سے چنداں بعید نہیں پس ہمنے اسیوقت آگے جانیکا فیصلہ کرلیا اور [illegible] سواروں کو ساتھ لیکر جدہر سے توپوں کی آواز آرہی تھی اُس طرف روانہ ہو گئے اور غذا و آرام کو توکل و اتفاق پر چھوڑ دیا کہ انہیں بعد میں سنبھال لیا جائیگا۔

فصل سوم یونان کی حالت جنگ سے پہلے

جرمن سٹاف افسر لکھتا ہے کہ:-

جن حالات کی موجودگی میں یونان ۱۸۹۷ء میں معرکہ کارزار ہوا۔ غالباً پہلے کبھی کوئی ملک اُن سے زیادہ مشکل و صعب حالات کی موجودگی میں مشغول پیکار نہیں ہوا۔ مالی حالت یہ تھی کہ ملک کا اندرونی [illegible] تباہ و برباد تھا تو حالانکہ غیر ممالک میں اعتبار کا نام و نشان مفقود۔ ملکی انتظام فرقہ وارانہ طرز حکومت اور ہر ایک فریق کی ہمدردی خود مختلف و مخالف و متضاد گروہوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے پریشان۔ فوج بالکل نا تیار۔ لیڈر فن حرب اور انصرام جنگ دونوں سے محض نابلد۔ یونان کے بے تحاشا [illegible] کے وقت یہ تھی ملک کی کیفیت [illegible] بتائی گئی ہے لیکن اس بے بضاعتی کی طرف بھولے سے بھی توجہ نہ کی گئی اور کسی نے یہ قیاس نہ کیا کہ ترکی کے مقابلہ کیلئے انکے پاس سامان و وسائل کیا کیا موجود ہیں۔ اسمیں کلام نہیں کہ یونانی فوج کم تعداد فوج

کام کا نہیں رہنے دیا۔ گذشتہ ستر برس کے یورپین قالب اُن کے تمام انتظام اور شفا کیلئے کوششیں کر رہے ہیں۔ مگر بے سود۔ یورپ نے مالی
دماغی روحانی کسیطرحکی امداد سے دریغ نہیں کیا۔ جمہوری مطلق العنان شاہی اور آئینی بادشاہی سب طرح کی حکومتوں کی آزمایش
کیجا چکی ہے۔ مگر اُسکی سنگلاخ زمین میں کسی قسم کی حکومت نے جڑ نہ پکڑی۔ زمانۂ گذشتہ کی عظمت کی داستانوں نے یونانیوں کے دل و دماغ
میں تیز سیج اسقدر غرور و نخوت بھر دیا ہے کہ اب وہ اپنے تمرد و تکبر کیوجہ سے پہلے آدمیوں کی مجلس میں بیٹھنے تک کے قابل نہیں رہے
اور کوئی شریف انکی ہمجلیسی کو گوارا نہیں کر سکتا۔ موجودہ یونان کی حالت و وضع کا جو بہت سا حصہ بالکل ناقابل سمجھا اور سمجھ میں نہ آنے والا ہے
اُسکی کسیقدر عقدہ کشائی ایک بالصراحت معین و مشخص مقاصد رکھنے والی زبردست قومی جماعت کی موجودگی سے ہو رہی ہے۔ کئی برسوں
سے ملک میں جسقدر عام تحریکیں ہوئی ہیں۔ اُنمیں سے ہر ایک کی تجویز و تنفیذ کرنیوالی یہی انجمن ہے۔ اُس نے بڑی بڑی رقمیں جمع کی ہیں
اور صرف ملک کی گورنمنٹ میں ہی اُسے اقتدار حاصل نہیں بلکہ دربار بھی اُسکے قابو میں ہے۔ بیشمار متمول یونانی اسکے ممبر ہیں۔ وہ ہی یونانی
نہیں جو اپنے ملک میں رہتے ہیں۔ بلکہ وہ بھی جو کل دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یونانی افسروں کی بھی بہت بڑی تعداد اس انجمن کی ممبر ہے
او جیسا کہ ابھی بتایا گیا ہے۔ دربار میں بھی اس انجمن کو اقتدار حاصل ہے اور اسی اقتدار کے دباؤ میں آکر شاہ جارج نے قرابت دار
اور دیگر درباروں کی نصیحت کی کچھ پروا نہ کر کے قومی تحریک کی سرغنائی قبول کی تھی۔ اور مسئلہ کریٹ کے متعلق اپنی ضد پر قایم رہنے کا
فیصلہ کیا تھا۔ لیکن اگر اس عجیب و غریب قومی انجمن پر ذرا زیادہ نظر امعان سے غور کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ اس کی ترکیب کسی لحاظ سے
بھی شاہی اصولوں پر مبنی نہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ شاہ جارج کی عقل پر کیا پتھر پڑ گئے ہیں کہ وہ اس انجمن کے پنجے میں ایسا بے طرح پھنس گیا
ہے۔ مسلم امر ہے کہ اس قومی یونانی انجمن کا سب سے بڑا اور آخری مدعا جو ہر طبقہ کے یونانیوں کے دلوں پر نقش کالحجر ہو رہا ہے کل یونانیوں کو
ایک جھنڈے تلے وابستہ کرنا۔ اور تمام ایسی اقوام جو ابھی تک یونانی حکومت کے تابع نہیں پولیٹکل اتحاد پیدا کرتا ہے۔ اس غرض سے ہتھیار یا انکی بابت قیمتی
سوسایٹی نے گذشتہ برسوں میں بڑی بڑی رقمیں فراہم کر کے گورنمنٹ کو فوجی اغراض کیلئے حوالہ کی ہیں۔ بالخصوص متمول یونانی جو ممالک غیر
میں رہتے ہیں پیش پیش رہا کرتے ہیں۔ نقدی۔ اسلحہ۔ جہاز و سامان بار برداری و پارچات کی صورت میں بھیجتے رہتے ہیں +

آخری کامیاب بغاوت کو گو ستر برس کے قریب ہو گئے ہیں مگر یونانی ابتک نہ تو قانون کی متابعت کرنا سیکھتے ہیں۔ اور
نہ اُس نسبتی قدر و منزلت کو جو اُنہیں یورپین اقوام اور ممالک کی زمرہ میں حاصل ہے قبول کر کے اور اُسکے مطابق عمل پیرا ہونیکا
سلیقہ حاصل کیا ہے۔ پولیٹکل و پبلک لایف دو نصب العین ہیں حقیقی اور کار آمد اغراض و مفاد کو بالتزام محض خیالی منافع پر قربان
کرتے رہنا اُن کا شعار ہو رہا ہے۔ معاہدہ برلن کی رو سے تھسلی کا زرخیز صوبہ مل جانے کی باوجود اُن کے جوع البقر اور حرص ملک گیری میں
کوئی افاقہ نہیں ہوا اور نہ انکا پیٹ بھرا ہے بلکہ ہر وقت پل ہی مزید کو نعرہ لگاتے رہتے ہیں۔ انگلستان مذہب اور اپنی تہذیب کے
بھروسہ پر بھروسہ کر کے کہ یورپ کی ہم مذہب اور ہم مشرب ہیں وہ کئی مرتبہ ایسے حملے کر چکے ہیں کہ یورپ کو بے اندازہ درگذر کی باوجود
زیادہ تحمل کرنا ناممکن ہو اُسکی مہربانی اور بردباری کا پیمانہ لبریز ہو جاتا رہا ہے۔ اور اُسے اُن کو مجبوراً آنکھیں دکھانی پڑ جاتی

[illegible] انجمن یونانی نام اتھینیکی ہیٹیریا ہے جسکے معنے انجمن دوستانِ قومی ہیں +

کارکن فوج بزمانہ امن تین تین پلٹنوں کی دس انفنٹری (پیدل) رجمنٹوں تین کیولری (سوار) رجمنٹوں تین آرٹلری (توپخانہ) رجمنٹوں اور ایک رجمنٹ انجینیران پر مشتمل ہوتی ہے یعنی کل ۳۰ پلٹنیں۔ بارہ سکویڈرن رسالے) ۱۱ میدانی اور کوہی باتریاں اور دس کمپنیاں انجینیروں کی جنکا کل ۲۵ ہزار آدمی اُنمیں شامل ہیں سپاہ کی تعداد میں ۱۹ اسٹاف بھی شامل ہیں گھوڑوں اور خچروں کی تعداد ۳۰۰۰ کے قریب ہوتی ہے جنگی مقاصد کیلئے یہ فوج تین آرمی کوروں (جیوش) میں منقسم کر دی گئی ہے۔ ہر جیش میں اُسکے محل وقوع کے لحاظ سے بارہ سے لیکر چودہ تک پلٹنیں چار رسالے اور چھ یا سات باتریاں ہیں۔ بہ ضوابط میدان جنگ کی فیلڈ کمک کے لئے پشت پناہی کیلئے بوقت جنگ یہ فوج میں ۹۰ انفنٹری پلٹنیں چار سے سات تک رائفل برداروں کی پلٹنیں ۳ سے چھ تک رسالے ۳۶ سے ۴۸ تک میدانی باتریاں اور تین سے چار تک انجینیروں کی کمپنیاں تیار ہونی چاہئیں کل جنکی تعداد جو کارکن فوج کے ساتھ خدمت دینگے ۸۰ ہزار تقریباً سوا لاکھ ہے۔ مگر چونکہ ان کے لئے سٹاف افسروں کا انتظام ہے اور نہ اسلحہ وسامان ہی موجود ہے اسکی نسبت کبھی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ملک کی حفاظت کیلئے ان سے کچھ مستعد مدد مل سکتی ہے۔

۱۹۰۰ء سے یونانی فوج پیدل گرا اس قسم کی رائفلوں سے مسلح ہے۔ مگر مناسب احتیاط نہ ہونے اور غفلت و لاپروائی کی وجہ سے ان رائفلوں میں سے اکثر کو بمشکل کارآمد اسلحہ کہا جا سکتا ہے۔ عام خیال ہے کہ یونان کے ذخیرہ حربی میں کل قریباً ایک لاکھ تیس ہزار شاسپو اور ۲۵ ہزار دیگر مختلف ساخت کی رائفلیں ہیں۔

یونانی فوجی سسٹیم کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ فوج سواران کیلئے گھوڑے کافی اور عمدہ بہم نہیں پہنچائے جاتے زمانہ امن میں اس فوج کیلئے جسقدر گھوڑے درکار ہوتے ہیں۔ انمیں ہمیشہ ایک ثلث کی کمی رہتی ہے۔ اور باقیماندہ دو ثلث میں بھی تقریباً ۵۰ فیصدی فوجی خدمت کیلئے قطعی ناکارہ ہوتے ہیں۔ ملکی گھوڑے جنگی مقاصد کیلئے بہت ہی نامناسب ہیں بنا بریں فوج سواران کے گھوڑوں کیلئے یونان تقریباً بالکل دوسرے ملکوں کا محتاج ہے۔

فوج توپخانہ تین رجمنٹوں پر منقسم ہے دو میں سات سات اور ایک میں چھ باتریاں ہیں۔ ان باتریوں میں سے چند میں ۷۵ ملی میٹر (پونے تین انچ) قطر کی نال رکھنے والی توپیں ہیں۔ اور چند ۸۰ ملی میٹر (تقریباً تین انچ) قطر کی توپوں سے مسلح ہیں۔ کوہی باتریوں میں سے ایک یا دو کی توپیں آخر الذکر جسامت کی ہیں۔ ان باتریوں کے علاوہ ایک کمپنی صناعان توپخانہ کی اور ایک کمپنی قطار توپخانہ کی ہے۔ کل توپخانہ میں کل ۱۴۴ میدانی اور ۳۰ کوہی توپیں ہیں جن میں اول الذکر ضروری تعداد سے سولہ اور آخر الذکر ۲ کم ہیں۔ ہر فوجی ضابطہ ہے فوج کے آدمیوں کو سال میں اجالیس دن اور ریزرو ہر کوہ دن مشق و قواعد کیلئے جمع ہونا چاہئے۔ مگر اس ضابطہ پر کبھی پورا پورا عملدرآمد نہیں ہوا۔

چند برسوں سے فوج کی معمولی تربیت قواعد میں زیادہ غفلت کیجا رہی ہے۔ اس کی وجہ کچھ تو قلت تعداد ہے اور کچھ

ث۔ شاسپو ایک فرنچ موجد کا نام ہے جس نے اس رائفل کو ایجاد کیا تھا۔ یہ ایک قسم کی بریچ لوڈنگ ۱۸۶۶ء کی ساختہ رائفل ہے۔ مترجم۔

A. A. Chassepot

یہ کہ فوج سے سرحد پر خدمات پولیس قزاقی کی بیخکنی اور ہمچون قسم مختلف الانواع کام لیے جاتے ہیں جنکی وجہ سے اسے قواعد وغیرہ کیلیے فرصت نہیں ملتی۔ افسرونکو پہلے ہی سپاہ کی تربیت کے کام سے چندان دلچسپی تھی اور جو تھوڑی بہت تھی انمین بھی ملک کے پولٹیکل اتفاقات بالخصوص ممبرون کے انتخاب کی کارروائیون وزارتون کے تغیرات اور نیز مالی پولٹیکل مشکلات کیوجہ سے جو ہمیشہ ملک کو گھیرے رہتی ہیں اور بھی کمی ہو گئی ہے۔

نوعمر اور ناتجربہ کار سپاہ اگرچہ فن عملی مہارت اور ضروری جوش استک مفقود ہے اور ہنوز اعلیٰ افسرونکی طرف سے واجب نگرانی ہوتی ہے قلت زر کیوجہ سے ہمیشہ جنگ کے فوج پیدل کی معمولی مشق بالکل بند کر دینی پڑتی اور توپخانہ کی مشق مین انتہائی درجہ تک تخفیف کر دی گئی۔ الغرض جہانتک سپاہ کی جنگی نشوونما کا تعلق ہے گذشتہ چند برس تقریباً بالکل ضائع جانے دئیے گئے۔

یونانی فوج میں منجملہ دیگر ایک یہ امر بھی نہایت مضرت رسان ہیں کہ اسکے افسر پولٹیکل معاملات[الف] میں حصہ لیتے رہے ہیں بطور مثال یہی بتا دینا کفایت کریگا کہ ۱۸۹۵ء میں ۱۰۴ فوجی افسر پارلیمنٹ کی ممبری کے امیدوار ہوئے اور انمیں سے تیس منتخب ہوئے اگرچہ پولٹیکل معاملات میں ثانی افسرونکے اسطرح سے دخیل ہونیکو اسی مقیاس معیار کے مطابق نہین دیکھا جا سکتا جو مغربی یورپ مین برتا جاتا ہے کیونکہ بلقانی ریاستون مین ایسی نئی قایم شدہ حکومتون اور آئینون مین فوج کا پولٹیکل معاملات سے دلچسپی اور ہمدردی رکھنا گریز ہے تاہم اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ جہان کہین ایسی حالت ہو وہان کی افواج کے انتظام و ترقی کیلیے وہ نہایت مضر و مہلک ہوگی۔

ٹرکی میں دو برس مسلسل فساد ہوتے رہنے سے جنسے ٹرکی طرز حکومت کے کئی اہم نقص ہویدا ہو گئے تھے یونان میں توقع پیدا ہو گئی تھی کہ ٹرکی کی بربادی اور اسکے عناصر کی پراگندگی کا وقت قریب پہنچ گیا ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ یقین بھی زیادہ مضبوطی پکڑ گیا تھا کہ یونان کی فوجی سسٹم کی موجودہ حالت ایسی نہیں کہ اسکے بل پر یونان ٹرکی کے ورثہ میں حصہ لینے کیلیے اپنے دعاوی کو تقویت پہنچا سکے اور بشرط ضرورت انکی بزور شمشیر حفاظت و تائید کر سکے۔

کریٹ کی بغاوت سے یونانیونکو طبعًا ہمدردی تھی۔ انہی کی تحریک اغوا سے مغربی مقدونیہ میں بھی عام سازشیں[ا] پیدا ہو گئیں اور ان سازشون اور بغاوت کی بدولت کل یونان میں ہر جگہ عام پرجوشی پھیل گئی اور لوگون کے خون مشتعل ہو گئے اس پرجوشی کا نتیجہ

(ا) یہ سازشیں اور تحریکیں گو ناتیونکی ہزیمت یا پائی سے گو کچھ عرصہ کیلیے دب گئی تہیں مگر کریٹ کو ایکطرح کی کامل خود مختاری اور یونانی شہزادہ جارج کو گورنری ملجانے سے سن دوان کے شروع میں وہ پھر تازہ ہو گئیں اور موسم بہار اپریل مئی ۱۸۹۹ء میں علم فساد ہو جانیکا عام یقین ہو گیا ان اسباب کے علاوہ ٹرکی اخبارات اور مدبرین کی رائے مین انگلستان کا بھی اس تجدید شورش میں بہت کچھ دخل ہے دیکھو ٹایمز آف لنڈن ۳ نومبر ۱۸۹۹ء مگر خداوند کریم کا شکر ہے کہ سلطان المعظم کی ہر وقت کی مستعدی اور مشہور آفاق تدبیر سے اسکا بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے اور مقدونی عیسائیون کو بھی خوش قسمتی سے یہ ہوش آ گیا ہے کہ اگر وہ کسی عذرانہ فعل کے مرتکب ہونگے تو وہ ہی خمیازہ اٹھاوینگے جو ارمنیون کو اٹھانا پڑا تھا ناظرین کو اس سازش کے کسیقدر مفصل حالات وکیفیت کے مندرجہ ذیل تو تازہ مضامین سے معلوم ہو جاوینگے۔

سوڈان میں انگلستان کی قابل تعریف و بے نظیر کامیابی پر انگریزی قوم جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے جسقدر فخر و مباہات کرے کم ہے مگر انگریزی پالیسی علانیہ اظہار کے باوجود باقی کل غرضمندانہ او متعلقہ طاقتونکا بالکل خاموش رہنا اور انگلستان کی اس چیرہ دستی کی مزاحمت یا مخالفت (بقیہ صفحہ ۱۰۷)

عـ[الف] اسکے انسداد کیلیے ۱۸۹۹ء کے اخیر میں مسودہ قانون تیار کیا گیا ہے جسے غالبًا یونانی پارلیمنٹ منظور کریگا۔

یہ ہوا کہ اخبارات نے بالخصوص فوجی افسروں کی تحریک و ترغیب سے کامل فوجی اصلاح کی اشد ضرورت پر بحث مباحثہ شروع کر دیا۔
یہ بحث آخرکار سرکاری جلسوں میں پہنچی اور عام طور پر یہ بیان کیا گیا کہ شاہ یونان کو اسکی ۱۸۹۱ء کی سیاحت اور ان کانفرنسوں سے

باضابطہ و سرکاری طور پر کرنا تو درکنار انگلستان کے سخت رقیب بلکہ معاند ملکوں کے اخبارات کا اس معاملہ پر بری بھلی کوئی رائے ظاہر نہ کرنا اور خدیو مصر کا
جسنے سوڈانی یوپری کی فروخت کیوقت متواتر تقاضوں کے باوجود لارڈ کرومر اور انگریزی گورنمنٹ کے مطالبہ کو منظور نہیں کیا تھا۔ صرف ایکبار کے
کہنے پر کل سوڈان کی حکومت عملی طور پر انگلستان کے حوالے کر دینا یہ سب باتیں دیکھکر خواہ مخواہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں انگلستان کے
مخالفین آپس میں متحد و متفق ہو کر اسطرح سے اسکی عنان ڈھیلی چھوڑ دینے سے اسے کسی دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش[۵] تو نہیں کر رہے
انگلستان کے کئی مدبر بھی یورپ کی اس عام خاموشی سے متعجب ہیں لیکن انکو بھی شاید اس کمال شاندار قومی فتح و نصرت اور حیرت انگیز
ڈپلومیٹک کامیابی کی بے اندازہ خوشی نے ابھی تک یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ دیگر اقوام کی خاموشی بے معنی تو نہیں کیونکہ اس
بلند اقبال قوم سے اب لفاظی بحث فضول ہے عملی طور پر آگے پنجہ دکھانیکی کوشش کیجائیگی۔ فرانس والوں کی یہ خاصیت سب کو معلوم ہے کہ انکی
پُرجوشی ہمیشہ دودھ کے جوش کی مشابہ ہوتی ہے اور فوراً ایک دقیقہ میں سرد پڑ جاتی ہے مگر جب وہ کسی معاملہ پر بظاہر کوئی گرمجوشی دکھائیں
بلکہ سوچ و فکر میں پڑ جائیں تو ہوشیار و باخبر رہنا واجب ہے انکی یہ خاموشی عملی کارروائی کا پیش خیمہ ہوتی ہے انکو انگلستان کی اس کامیابی
سے جیسا کچھ روحانی و اخلاقی و جسمانی صدمہ پہنچا ہے وہ اسی سے ظاہر ہے کہ صدیوں کی عداوت اور عوض کشی کا خیال چھوڑ کر وہ انگلستان
کے برخلاف جرمنی تک سے اتحاد کر لینے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ جرمنی کیساتھ انگلستان کا بیشک سمجھوتہ ہو گیا ہے مگر جیسا کہ اوپر کسی جگہ
لکھا جا چکا ہے جرمنی سے کبھی امداد کی توقع نہیں ہو سکتی بلکہ اسکے برعکس اسکی رقابت اور روز افزوں امنگیں ہمارے لئے فرانس کی مخالفت
سے کچھ کم خطرناک ثابت نہیں ہونگی اسکی پالیسی کی تہ کو پہنچنا بہت مشکل ہے مگر اعلان امن کے باوجود اسکا سرتوڑ جنگی بحری تیاریوں
میں منہمک ہونا بتا رہا ہے کہ اسے امن کے زیادہ عرصہ تک قائم رہنے کا یقین نہیں بلکہ بعض مغربی اخبارات کے خیال میں کریٹ۔ سرحد ہندوستان اور
مشرق الاقصیٰ میں انگلستان اور روس کی رقابت یہانتک بڑھ گئی ہے کہ انہیں سے کسی ایک کی بدولت اگر عنقریب یورپین جنگ و پیکار ہو جائے
تو کسی کو تعجب نہیں ہوگا۔ فلپائن کے باشندوں اور امریکن فوج میں باقاعدہ لڑائی چھڑ جانیکی کیفیت ناظرین کو تار کے کالموں سے معلوم ہو
جائیگی۔ مشرق الاقصیٰ میں اس ایک نئی طاقت کے دخل کے علاوہ اب ایک اور طاقت بھی جسنے امریکہ کیطرح پہلے کبھی اپنے براعظم سے باہر کے
معاملات میں دخل نہ دیا تھا اس دنگل میں اُتر آئی۔ یہ طاقت آسٹریا ہے جسنے اب پہلی مرتبہ ایک جنگی جہاز بحیرہ چین میں بھیجدیا ہے۔
مشرق الاقصیٰ کی اس پیچ در پیچ الجھاؤ کے ساتھ ہی اس ہفتہ کی تازہ ترین ولایتی ڈاک یورپ کے سرچشمہ فسادات کے پھر جوش زن ہونیکی
وحشتناک خبریں سنا رہی ہے یہ سرچشمہ وہی جزیرہ نمای بلقان ہے جسے یورپ کی منصف مزاج مسیحی طاقتوں نے ذاتی اغراض کی تکمیل اور
ایک اسلامی طاقت کی تخریب کے لئے صدیوں سے اپنی شاطرانہ چالوں کا جولانگاہ بنا رکھا ہے۔ اس جدید تحریک کا باعث بھی بدستور سابق دول
یورپ کی وہ متعصبانہ و ناجائز کارروائیاں ہیں جو ٹرکی کی اسلامی طاقت کے ساتھ کیجا رہی ہیں یونان کے عیسائیوں کی طرفداری و حمایت سے
سرویہ وغیرہ کو اس سے جو بوسینا و ہرزگیمریا کے عیسائیوں کو انکے دیکھا دیکھی کریٹ اور آرمینیا کے عیسائیوں کو آزادی کی خواہش پیدا ہو گئی ہے

[۵] کیا منازعہ ٹرانسوال جو ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے محاربہ کی صورت میں بدلگیا ہے کسی ایسی ہی زبردست یورپین ویٹو کی سازش کا نتیجہ تو نہیں؟ کیونکہ کہاں ٹرانسوال ایسا پدی سا علاقہ اور کہاں سلطنت برطانیہ اور پھر اول الذکر کی یہ بیباکی و جسارت۔ بہرحال زمانہ جلد یہ پردہ اٹھا دیگا کہ آیا اس قیاس کی کچھ اصلیت تھی یا محض تک بندی تھا۔

جو اُس نے موتمن فرانس اور دول عظام کے سربرآوردہ مدبروں سے کی ہیں۔ پختہ یقین ہو گیا ہے۔ کہ ترکی سلطنت کا انجام فی الحقیقت قریب پہنچ رہا ہے۔ اور اسی یقین کی وجہ سے اُس نے فوج کی اصلاح کا مصمم ارادہ کر لیا ہے ؎

بقیہ صفحہ ۱۰۰ اور آزادی دلانے کے پاس جزیرہ کریٹ کی مہربانی سے بھی توقع و اقتضا ہے۔ ایالی کے اُس معمولی یورپین حیلہ و حجت کی آڑ میں جسے ہوا دینا شروع کر دیا ہے کسی ایک قوم کو ترکی سے کچھ مزید جزو ملنے کی صورت میں اپنے لئے بھی مزید علاقہ کے مطالبہ کا حوصلہ ہو گیا۔ جن مطالبوں میں انصاف پسند یورپین طاقتوں کی طفیل بسا اوقات کامیاب ہو جاتے رہنے سے اب وہ ہمیشہ ایسا ہی مطالبہ کرتے رہنے کی آپ نے آپ کو مستحق سمجھنے لگ گئی ہیں۔ ۱۸۷۸ء میں سرویا وغیرہ کو مزید علاقہ اور بلگیریا کو آزادی ملنے کے معاوضہ میں یکیس صوبے تہان ترکی سے دو تین برس بعد یونان کو جبراً تحصیل دلوائی گئی۔ ۱۸۸۵ء میں جب بلگیریا نے مشرقی روملیا پر قبضہ کر لیا تو سرویا اور یونان کو پھر معاوضہ طلبی کا خبط پیدا ہو گیا جسے سرویا کو تو ایسا مفید ہوا کہ دیا کہ اُس نے بلا وجہ بلگیریا پر حملہ ہی کر دیا اور منہ کی کھا کر پیچھے ہٹا دیا گیا۔ مگر یونان دو چار مرتبہ کھانے کے بعد بھی دیگر دول کے دباؤ سے جو مشرقی مسئلہ کو چھیڑنے کے لئے ابھی تیار نہ تھیں ہوش میں آ گیا۔ اور معاملہ رفت گذشت ہو گیا لیکن یونان کے شکست کھانے کے باوجود سال گذشتہ میں کریٹ کو آزادی دلانا ہے جو اکثر یورپین مدبرین کی رائے میں اُس کے یونان کے ساتھ ملحق ہو جانے کا پیش خیمہ ہے۔ جزیرہ نمائے بلقان کی دیگر اقوام بالخصوص بلگیریا کو پھر گدگدی شروع ہو گئی ہے۔ اور وہ مقدونیہ کے بلغاریوں کو کسا کر فساد برپا کر دینے کا تہیہ کر رہی ہے تاکہ یونانی ان سے مقدونیہ بلگیریا کے ساتھ شامل ہو جائے اور ترکی کی مزید قطع و برید سے یونان اور بلگیریا کا موازنۂ طاقت جس میں بلغاریوں کے بیان کے مطابق کریٹ کی آزادی سے خلل پڑ گیا ہے پھر یکساں ہو جائے لیکن جیسا کہ کسی پچھلے ہفتہ لکھا جا چکا ہے ان منصوبوں کے سوائے باطل کی طرح بلغاریوں کی یہ ہوس خام کبھی پوری نہیں ہو گی تاہم اس میں کوئی کلام نہیں کہ جیسا کہ عام خیال ہے یہ فساد برپا ہو گیا۔ تو نہ صرف ترکی کیلئے مزید مشکلات پیدا ہو جائینگی اور ترکی حکومت یورپین طاقتوں کی باہم جنگ سے جلال سے فائدہ اٹھانے کی جو توقع رکھی بیٹھی ہے وہ بہت کچھ مشکوک ہو جائیگی۔ بلکہ اغلب قیاس ہے کہ وہ اس دفعہ یورپین مینگزین کو چنگاری کا بھی ضرور کام دے جائیگا اس معاملہ پر خود کچھ اور لکھنے کی بجائے ایک انگریزی اخبار کی تحریر کا خلاصہ درج کر دینا زیادہ مناسب ہے۔ اور اس سے پہلے یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ترکی فقط یورپین سرحدی پر ہی فوجی جمعیت کو مضبوط اور قائم کو مستحکم نہیں کر رہی بلکہ ایک اور انگریزی اخبار کا بیان ہے کہ یمن کے کمانڈر نے انطفائے فساد کیلئے مزید ۹۶ ہزار فوج تاکید اور ضروری تاربرقی کے ذریعہ طلب کی ہے۔ فوج کی طلبی کی صداقت میں ہمیں کوئی شبہ نہیں۔ مگر جو غرض ظاہر کی جاتی ہے وہ کبھی باور نہیں کی جا سکتی یمن میں کامل امن قایم اور تمام فتنہ و فساد فرو ہو چکے ہیں۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہ فوج کسی اور ہی غرض کیلئے منگوائی بھیجی جاتی ہے ؎

پائنیر کا ایک نامہ نگار ۱۸ جنوری ۱۸۹۹ء کو لکھتا ہے کہ گو سر دست دنیا کا پولیٹیکل مطلع پہلے کی نسبت کسی قدر صاف ہے۔ مگر پیشگوئی کا خیال بدستور غالب ہے اور تقریباً ہر کس و ناکس کو یہ یقین ہو رہا ہے کہ عالمگیر جنگ بالکل قریب پہنچ گئی ہے۔ دنیا کا مرکز قسطنطنیہ جو مغربی یورپ کے دارالخلافوں کی نسبت عموماً دیں سے واقعات آئندہ کا رخ معلوم ہوتا ہے اسی طرح یہ مسئلہ امر کہ خارجیہ معاملات پر کسی شخص کی رائے خاص پیش کی ہے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ کی رائے کے برابر جید و برجستہ نہیں ہوتی یہی قابل شخص واقعات آئندہ کی متعلق نتیجہ عروش کی نسبت نہایت مایوسی ظاہر

اگر فوجی افسروں کے میلان اور پُرجوشی نے کسی اطمینان بخش انتظام کو عمل میں لانا ممکن کر دیا ہوتا۔ تو ظن غالب ہے کہ ان مخصوص مشکلات کی موجودگی میں جو اُس وقت حادث ہو رہی تھیں۔ بمشکل ایسا عزم کیا جاتا۔ اسی مجبوری کی وجہ سے وزیراعظم ڈیلیاینیس

(اقتباس صفحہ ۹۰) اخبار رسالہ ... ہے۔ وہ صاف کہتا ہے کہ میں پیغمبر یا پیشینگوئی کرنے والا نہیں۔ لیکن حالات موجود الوقت کو دیکھ کر مجھے مجبوراً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا کے انجام سے پہلے ایک عالمگیر جنگ ہوگی۔ وہ یہ بات کہنے کے لئے کافی وجوہات رکھتے ہیں کہ وہ انجام قریب پہنچ گیا ہے اور کہ وہ عالمگیر جنگ جو دنیا پر ایسی تباہیاں برپا کریگی۔ کہ کبھی پہلے دیکھی یا سنی نہیں گئیں اب زیادہ دور نہیں ہر ایک اُس کیلئے تیار ہے اور تمام دنیا یکساں اُس کی مصائب میں مبتلا ہوگی۔ یورپ میں عالمگیر جنگ ہونا اُس کے مرادف ہوگا کہ ہر ایک براعظم اور ہر ایک سمندر میں لڑائی برپا ہو جائیگی۔ اس عالمگیر جنگ سے ایشیا اور افریقہ اور جزائر کے مسلمان دست بدست اپنے فاتحوں کے برخلاف کھڑے ہو جانے اور پھر سابقہ وتیرے اختیار کرنیکا اشد اٹھائینگے۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ یورپ نے کل دنیا کو صرف اپنی ہی تباہی کیلئے اور بغیر کسی ارادے زمین پر بربادی اور مصیبت پھیلانے کیلئے فتح کیا ہوگا۔ ابھی تک ترکی اور ایران اور دیگر کئی موقعوں پر اسلامی طاقت محو رہی اور مغلوب رہی ہے۔ کہ یورپین طاقتوں نے اپنے اپنے ذاتی اغراض کیلئے اُس کو موجودہ دنیا پسند کیا ہوا ہے لیکن پھر بھی یہ طاقت ابھی زبردست ہے اور جب یورپین عالمگیر جنگ کی بدولت وہ ایکدفعہ دول یورپ کے دباؤ سے آزاد ہو گئی تو کل ایشیا اور افریقہ پر خون کا دریا بہا دیگی۔ آخر میں یہ نامہ نگار لکھتا ہے کہ انجیل و توریت کی پیشینگوئیوں کی درست تاویل خواہ کچھ ہو یورپین جنگ عالمگیر سے دنیا پر جو تباہیاں وارد ہونگی۔ اُن کی درست مناسب توضیح آسمانی کتاب سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ اور کسی کتاب میں اُن کا پورا پورا نقشہ نہیں دکھایا گیا۔ اور کسی ایسے نتیجہ کا متوقع رہنا جو عین فطرت اللہ کے مطابق ہے غلطی پر مبنی نہیں ہوگا۔

ٹائمز کے نامہ نگار کی رائے کا خلاصہ یہ کہ پائنیر کا نامہ نگار لکھتا ہو معلوم یقین ہے کہ اس عالمگیر جنگ کا شعلہ پہلے جزیرہ نمائے بلقان سے اٹھیگا تقریباً ایک نسل سے ہم ہر سال مقدونیہ میں آتش فساد کو مشتعل ہو جانیکی متوقع چلے آرہے ہیں۔ جو پہلے متصلہ ممالک اور پھر کل یورپ میں پھیل جائیگی۔ اس فساد کے برپا ہونیکا وقت بظاہر حال بالکل قریب پہنچ گیا ہے۔ وائنا میں انگریزی اخبارات کے جس قدر نامہ نگار ہیں وہ تقریباً سب کے سب ہمیں آنیوالی خطرہ کیلئے تیار رہنے کے واسطے متنبہ کر رہے ہیں۔ ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہمیں کوئی شک نہیں کہ امسال موسم بہار میں جزیرہ نما بلقان میں ضرور فساد برپا ہو جائیگا جس کی بہت سی خبریں مل رہی تھیں۔ روس اور آسٹریا کی متواتر اور بے ریا دھمکیوں اور تنبیہوں کے باوجود مقدونیہ کے شورہ پشت مفسد دیگر مربیوں کی امداد و تحریک سے اپنی تیاریوں میں سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں آسٹریا چاہتی ہے کہ حالت موجودہ قائم رہے اور روس امن کا خواہاں ہے یعنی دونوں کا مدعا ایک ہی ہے اسلئے وہ دونو اپنی طرف سے پوری کوشش کرینگے کہ امن یا حالت موجودہ میں خلل نہ پڑے۔ اگر ان دونوں سلطنتوں میں اب بھی وہی دلی ارتباط ہوتا جو اب سے دو برس پہلے تھا۔ تو یہ ارتباط ضرور امن قائم رکھ سکتا۔ مگر افسوس ان دونوں میں اب وہ یکجہتی نہیں رہی۔ وہ ایک دوسرے کو آپس میں کئی شکایتیں ہیں۔ ادھر مسئلہ کریٹ کے تصفیہ سے بلقانی ریاستوں کی حرص و طمع بہت تیز ہو گئی ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ پرنس جارج کی گورنری جزیرہ کریٹ کے یونان سے ملحق ہونے کا پیش خیمہ ہے یعنی باوجودیکہ دول یورپ نے لڑائی سے پہلے فریقین کو بڑے زور سے مطلع کر دیا تھا کہ کسی فریق کو فتح سے فائدہ

نے بھی یہی رائے ظاہر کی کہ وہ فوجی اصلاح کا حامی ہے اور اُسنے بادشاہ کو یاد دلایا کہ اپنی اسپیچ میں جو پارلیمنٹ کے افتتاح کے موقع پر دیا گیا تھا غیر معمولی اخراجات اور اس امکان کیطرف اشارہ کر چکا ہے کہ شاید بجٹ میں خرچ آمدنی سے زیادہ پایا جائیگا۔ دہیت ... ضرورتوں

نہیں اٹھانے دیا جائیگا۔ یونان کو جو کچھ وہ چاہتا تھا مل گیا۔ اور اُدھر اُسے شکست فاش سے کوئی دیرپا نقصان نہ پہنچا۔ چنانچہ اب بلگیریا کیطرف سے اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔ اگرچہ بلغاری گورنمنٹ شدو مد سے بیان کرتی ہے کہ وہ مفسدان مقدونیہ کی کمیٹی کو کوئی ترغیب نہیں دے رہی لیکن مشرقی پالٹیکس کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس مقدونوی تحریک کا صدر مقام ریاست مذکور میں ہی ہے اور کہ شہزادہ فرڈیننڈ اور اسکی گورنمنٹ اس تحریک کے روکنے سے عاجز ہیں۔ بلگیریا کی سازش کا اس سے بدیہی ثبوت ملتا ہے کہ روسی گورنمنٹ نے شہزادہ کو تہدید کی ہے کہ اگر اس نے مقدونیہ کی کسی بغاوت میں مدد دی تو روس اسکی کبھی دستگیری نہیں کریگا مگر کریٹ کے معاملہ نے ایسی تنبیہوں کی کچھ وقعت نہیں رہنے دی۔ مزید برآں بلگیریا میں ملک سے باہر بھی عام خیال ہے کہ بلغاری فوج مقابلہ میں ترکی افواج سے بہتر ثابت ہوگی اور غالباً اسی توقع پر بلگیریا کی سازش کی وجہ سے ترکی گورنمنٹ بمقدار کثیر سامان جنگی خرید رہی ہے لیکن اگر یہ بغاوت برپا ہو گئی اور یونان کیطرح اسمیں بھی ترکی کامیاب ہی ہوئی تو یہ یقینی امر ہے کہ یورپ میں سے کوئی مغلوب فریق کی طرفداری نہیں کریگا بلکہ ہمسایہ سلطنتیں بھی دخل نہیں دینگی کیونکہ جب تک ری پبلک ... جلد جلنے والی آگ ... میں ... کے قبضہ میں ہو کوئی سلطنت بھی مشغول کارزار ہونا نہیں چاہتی۔ روس آسٹریا اور ترکی کے تعلقات ہمیشہ دوستانہ اور اسکے برعکس بلقانی ریاستیں آسٹریا کی بدخواہ رہی ہیں اگر یورپ میں اتحاد قائم ہو تو شاید ان بغاوتوں کا سد باب ہو مگر ابھی اس اتحاد کی حقیقت معلوم نہیں ہوئی ہے بلکہ عام خیال پھیل رہا ہے کہ کریٹ کا انتظام کرنیوالی چار طاقتوں میں بھی یکجہتی موجود نہیں بلکہ اسکے برعکس ان چاروں اور بالخصوص انمیں سے دو میں سخت بے اعتباری اور ... ایک دوسرے کی نسبت پھیلی ہوئی ہے اسکے ساتھ ہی یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ بقول سول ملٹری گزٹ بڑے دن سے بعد بعض پنجاب کے ان اضلاع سے جہاں اونٹ پیدا ہوتے ہیں اب تک ہزاروں اونٹ بسرعت تمام خریدے جا چکے ہیں اور افسران ٹرانسپورٹ ابھی تک اس کام میں سرگرمی سے مصروف ہیں اس وسیع خریداری پر طرح طرح کی پیشگوئیاں ہو رہی ہیں (وکیل ۲۰ فروری ۱۹۰۳ء)

مقدونیہ کی مفسد پارٹی کی نسبت ٹائمز راوی ہے کہ اسنے موسم بہار میں سوئٹزرلینڈ کے مقام جنیوا میں ایک کانگرس منعقد کرنیکی دعوت اپنے کل ممبروں کو بھیجی ہے اس انجمن کا ہیڈ کوارٹر جیسا کہ کسی دوسری جگہ لکھا گیا ہے صوفیا میں ہے تازہ ترین ولایتی اخبارات کی تحریروں سے مترشح ہوتا ہے کہ دول یورپ میں سے کسی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ و رواج کیلئے ٹرکی پر زور ڈالا جائے جسکے جواب میں ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ وائنا کی روایت کے مطابق روس نے اس تجویز کو پسند کیا ہے اور لکھا ہے کہ مقدونیہ کے مسئلہ کے تصفیہ کیلئے سب سے مناسب یہی تدبیر ہے کہ بابعالی کو ایک یورپین کمیشن کی نگرانی میں وہاں اصلاحات ضروریہ کے رواج کیلئے کہا جائے۔ اس نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلگیریا و دیگر بلقانی ریاستیں اس تجویز سے سخت ناراض ہی ہیں اور ان سب کا دل یورپ کے موثر طریق سے مداخلت کرنے پر مجبور کرنے کیلئے پہلے خود فوجی مداخلت کرنیکا مصمم ارادہ ہے اسکے برعکس اسی اخبار کا نامہ نگار قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ روس نے دول کو اطلاع دی ہے کہ وہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ کیلئے بابعالی سے درخواست کئے جانیکی ہرگز نیت نہیں کرتا۔ ایسا کرنے سے مقدونوی مفسدوں کا حوصلہ بڑھ جائیگا اور خواہ مخواہ فساد برپا ہو جائینگے۔

یہی اخبار مقدونوی سازش کے متعلق مندرجہ صدر حالات لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ شمالی البانیہ کے صوبہ کوسوو کے والی نے (بقیہ)

کے لیے روپیہ بہم پہنچا لیا گیا تھا لیکن بادشاہ نے صرف اسی اظہار پر کفایت نہ کی بلکہ اوس نے خواہش ظاہر کی کہ کل قوم کو ان نئے ارادوں اور تجویزوں سے مطلع کیا جاے ڈلیلیانیس نے تھوڑی سی رد و کد کے بعد اس سے بھی اتفاق رائے کر لیا۔ اور ۴ر دسمبر ۱۸۹۰ء کو بادشاہ کے احکام سے مندرجہ ذیل الفاظ میں وزیر اعظم کو مطلع کیا گیا:۔

بنام وزیر اعظم

جناب من

گذشتہ موسم بہار میں جو عام تمرینات اور قواعدیں کرائی گئیں تھیں انسے انکو پہلے سے بڑی پیمانہ پر دوہرانیکی ضرورت واضح ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ یونانی فوجکی ترتیب و انتظام کا واحد دیکہ مقصد محض صرف یہ ہو کہ اسکی تکمیل کیجائے اور اسی لیے منصب کے قابل شایان بنایا جائے۔ لہذا میں ایک مستقل کیمپ کا قایم کیا جانا نہایت ضروری تصور کرتا ہوں تاکہ فوج اس کیمپ میں ان تمام خدمات سے سبکدوش اور یکسو ہوکر جو اسے شہروں میں دینی پڑتی ہیں اپنا کل وقت اپنی فوجی علم کے حصول۔ بڑی بڑی تمرینوں اور قواعدوں کے کرنے اور ضروری عملی تربیت اور نشو و نما کی تکمیل پر صرف کر سکے اور ان مقاصد کے حصول کو سواے کوئی اور شغل نہو اس حصول کیلیے میں دس بیکر بارہ ہزار تک آدمیونکی ضرورت آئندہ جمعیت فراہم اور فوج سواران کی کمیونکو پورا کرنے کیلیے ردیف فوجکا کار کن فوج کیساتھ کام دینے کے واسطے طلب کیا جانا شدید ضروری سمجھتا ہوں۔ ان مقاصد کو مد نظر رکھکر میں اعلیٰ افسرونکی ایک کمیشن کا مقرر کیا جانا مناسب تصور کرتا ہوں یہ کمیشن فیصلہ کریگی کہ ہماری فوج کیلیے کونسی رائفل سب سے بہتر اور مفید ہوگی۔ پھر اس فیصلہ کے مطابق گورنمنٹ پسند شدہ رائفل کی خریداری شروع کریگی مجھے پختہ یقین ہے کہ یہ مقاصد ان تدابیر اور ان تدابیر سے منتج شدہ فیصلوں سے بخوبی حاصل ہو جائینگے کئی برسوں سے یونانی فوج کئی ایسے کاموں میں مشغول رہی ہے جو فی الحقیقت اسکے منصبی کام کے دایرہ سے خارج ہیں۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہماری فوج ان خارجی کاموں سے کنارہ کش ہوکر جہانتک ملک کے مالی وسایل دستگیری کر سکیں اپنے اصل فرض اور حقیقی کام یعنی اپنی طاقت و قوت کی فزونی اور غیر منقطع عملی تربیت و مشق کیطرف متوجہ ہو جاے۔ مستقل کیمپ کا قیام جو کام میں اپنی گورنمنٹ کو سپرد کرتا ہوں میری اس دلی خواہش و تمنا کی پورا ہونیکا جو میں اپنے ملک کی فوجی طاقت کے استحکام و بہتری کے متعلق رکھتا ہوں مبارک بنیادی ستون ہوگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۰) سر برآوردہ البانوی روسا کو بلا کر ان سے درخواست کی تہی کہ وہ البانوی آبادی سے ہتھیار رکھوانے میں مدد دیں مگر انہوں نے جواب دیا کہ وہ ایسا کرنے والے کے مخالف ہیں اور اس امر کی کوئی وجہ اور ضرورت نہیں دیکھتے کہ کیوں البانویوں سے ہتھیار لیے جائیں انکا جواب قسطنطنیہ بھیجدیا گیا ہے۔ البانویوں کے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ ہر دو جلد میں درج ہیں۔ یہ دونو کتابیں دفتر اخبار وطن لاہور سے مل سکتی ہیں۔

صوفیہ کی مقدونوی مفسدونکی کمیٹی نے موسم بہار میں مقدونیہ میں فساد کرانے کیلیے جو خطوط جابجا بھیجے تھے انکا کچھ اثر نہیں ہوا۔ تازہ ترین ولایتی اخبارات مظہر ہیں کہ کریٹ پر پرنس جارج کی تقرری سے سلطان المعظم روس سے بہت بگڑ گئے تھے یہ حالت دیکھکر روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے اپنی گورنمنٹ کو متواتر اسکی تلافی کیلیے لکھنا شروع کیا چنانچہ روس نے سلطان کو پھر اپنے موافق بنانے کے لیے مقدونوی مفسدوں کی تحریک سے

شاہ عباس کے اس فرمان سے تمام ملک میں بغاوت اگرچہ پھیل گئی اور حرارت پیدا ہو گئی جس دن یہ شائع ہوا اُس دن دارالخلافہ کے سب
منتظم اخبارات پکڑ وہ پولیس کی نذر سپرد کیے گئے تھے یونانی سمجھ بیٹھے تھے کہ ان کا کوئی بادشاہ نہیں رہ گیا۔ مگر انہیں اُن کا بادشاہ

فائدہ اُٹھایا۔ اُس نے فی الفور بلگیریا کی گورنمنٹ اور نیز شہزادہ فرڈیننڈ کو اچھی طرح سے سمجھا دیا کہ اگر مقدونیہ میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی گئی۔ یا گورنمنٹ مذکور نے عملی امداد دی یا خود خاموش ہو کر در پردہ ایسا ہونے دیا تو اُس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ اسی مضمون کی تنبیہ جدید میں ابیدین آسٹریا اور جرمنی نے کر دی۔ مگر ان دھمکیوں کے باوجود بھی بلگیریا کی گورنمنٹ کو راست سے بھٹک جانیکا اندیشہ تھا لیکن ترکی گورنمنٹ کی مستعدی دیکھ کر جس نے ساٹھ ہزار سے زیادہ چیدہ سپاہ خاص مقدونیہ میں بھیجنے کے علاوہ بلگیریا اور سرویا کی سرحدوں پر زبردست فوج جمع کر دی ہے نہ صرف بلگیریا بلکہ سرویا کو بھی ہوش آگیا ہے۔ بلکہ دوسری طرف مقدونیہ کے عیسائیوں نے بھی آرمینیوں کے فساد سے عبرت پکڑ کر اجنبی مفسدوں اور شرارت انگیزوں کو جو انہیں اکسانے کے لئے کل صوبہ میں بکھرے ہوئے تھے۔ اپنے اپنے دیہات سے نکال دیا ہے اور اُن کو متنبہ کر دیا ہے کہ اگر وہ پھر واپس آئے تو اُن کو حکام کے سپرد کر دیا جائیگا۔ اسیطرح شمالی اضلاع کے عیسائیوں نے اجنبی مفسدوں کے سرغنے و اشتہارات مقامی حکام کے سپرد کر دئے ہیں۔ یہی کارروائی دیگر اضلاع کے باشندوں نے بھی کی ہے۔ اور اس سے بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ موسم بہار میں مقدونیہ میں شورش ہونیکا اب بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے۔ اور گو صوفیہ کی مفسد کمیٹی بہت کچھ کوشش کر رہی ہے۔ مگر اُس کو اس مدعا میں کوئی کامیابی نہ ہوگی۔ بلگیریا رومانیا اور سرویا میں مقدونوی کس سرگرمی سے اپنے مفسدانہ مشاغل میں مصروف ہیں وہ اسی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ بلگیریا کے مقدونوی ۰ ہزار پونڈ۔ رومانیا کے مقدونوی ۴ ہزار پونڈ اور سرویا کے مقدونوی ۳ ہزار پونڈ اپنے ابنائے وطن کو اکسانے کیلئے ہر سال خرچ کرتے رہتے ہیں۔ مگر باب عالی کی مستعدی اور متذکرہ صدر ہر سہ دول یورپ کی یہ دھمکی کام کر گئی ہے۔ کہ اگر بلگیریا اور سرویا کو شکست ملی تو اُس فتح مند ترکوں کو مفتوحہ علاقہ پر قبضہ کر لینے کی اجازت دیجائیگی۔ وہ یونان اور کریٹ کے معاملہ سے نہ بھولے رہیں۔ بلگیریا میں مقدونوی قوم کے باشندوں کو اگرچہ انکی تعداد صرف ایک لاکھ ہے اس قدر غلبہ حاصل ہے۔ کہ بلگیرین فوج میں ۷۵ فیصدی مقدونوی افسر ہیں۔ اور وہ بھی ان بلقانی ریاستوں کی ذاتی طمع و حرص کے علاوہ اپنی قوم کو ترکوں سے آزاد کرانے کیلئے اُن ریاستوں کو ورغلاتے رہتے ہیں۔ مگر خاص مقدونیہ کے باشندوں کی دوراندیشی اور عقلمندی ہی اُن کی مفسدانہ کوششوں کو مشکل بار ور ہونے دیگی۔ (اوکیل مورخہ ۲۷ فروری ۱۸۹۹ء)

مقدونیہ کے متعلق اس ہفتہ میں موصول شدہ ولایتی ڈاک بذریعہ تار موصول ہوئی ہیں وہ آپس میں متضاد ہیں۔ ایک دوسری سے مختلف بہت کچھ ہیں۔ ٹائمز کا نامہ نگار ہفتہ ماقبل کی تحریر کی تائید کر کے لکھتا ہے کہ موسم بہار کے وقت فتنے کا اب بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے ترکی گورنمنٹ نے وہاں کافی سے زیادہ فوج بھیجدی ہوئی ہے اور روس و آسٹریا نے ہمسایہ بلقانی ریاستوں کی اچھی طرح سے گوشمالی کر دی ہے اسکے برعکس پاینیر کا لنڈن کا نامہ نگار بہ تقریب ہفتہ مختتمہ ۱۵ فروری کے اکثر آمدہ یورپین اخبارات کی آراء کا خلاصہ دیکر لکھتا ہے کہ اس ہفتے پھر تشویش بہت بڑھ گئی ہے کہ دیکھئے موسم بہار میں بلقانیہ کی زمین کیا گل کھلاتی ہے؟ اُس کے بیان کے مطابق صرف مقدونیہ میں ہی فساد و ہنگامہ ہونیکا اندیشہ نہیں بلکہ کل جزیرہ نمائے بلقان میں بد امنی کا مادہ کھول رہا ہے۔ گو زیادہ تر تشویش مقدونیہ کی نسبت ہے ۔

پھر دستیاب ہوگیا ہے اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ تمام محبان قوم اور شیدایان ملک اس شاہی اپیل کی سچے دل سے تصدیق و تائید کرینگے۔ اور اگر دھڑہ بندی اور فریقانہ رقابت نے اپنے نامبارک قدم رکھدیئے ہیں تمام کھیل نہ بگاڑ دیا تو کامل امید ہے کہ آج کو دا ت ہے سے فوج کی خدمات پھر اُس کے

(تتمۂ صفحہ سابقہ) اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار متعینۂ قسطنطنیہ اس خبر کی تصدیق کرتا ہے کہ مقدونیہ آتشگیر مواد سے لبریز ہو رہا ہے جسکی بھڑک اٹھنے کیلئے فقط ایک چنگاری لگنے کی دیر ہے۔ یہ درست ہے کہ مقدونیوں کو اور ایک سال کیلئے خاموش رکھنے کے واسطے غیر معمولی کوششیں کیجا رہی ہیں۔ روس مع آسٹریا اپنے اقتدار کو امن قایم رکھنے کیلئے انتہائی درجہ تک استعمال میں لانے پر عازم ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ لارڈ سالسبری نے بھی ان سلطنتوں کو قیام امن کیلئے بلگیریا اور سرویا پر دباؤ ڈالنے کی تاکید کی ہے چنانچہ روس نے باب عالی کو اطمینان دلا دیا ہے کہ جزیرہ نمائے بلقان میں کوئی شورش نہیں ہوگی۔ اور وہ حتی الامکان بلغاری گورنمنٹ کو ہر قسم کی تحریک کے روکنے کی سخت تاکید کر رہا ہے۔ ادھر اسی غرض کیلئے آسٹریا سرویا کو فہمایش کر رہی ہے۔ یونان بھی سچے دل سے چاہتا ہے کہ کسیطرح یہ سال بخیریت گذر جائے۔ لیکن دوسری طرف جو قومیں اس مدعا کے بخلاف کام کر رہی ہیں کچھ بھی وہ کم طاقت نہیں رکھتیں۔ بقول نامہ نگار مذکور مقدونیوں کی حالت ناقابل برداشت ہو رہی ہے اور اُن ہی ایسے سر باختہ آدمیوں کی کمی نہیں جو دول اجنبیہ کو مداخلت پر مجبور کرنے کیلئے خود چھیڑ خانی پہلے سے شروع کر کے اپنی جانیں قربان کرنے سے دریغ کریں۔ یہی نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلغاری اور سروی گورنمنٹ صورت حال کی اہمیت سے ناواقف نہیں مگر بہت کچھ باب عالی کے طریق عمل پر منحصر ہے۔ اگر مقدونیوں نے بغاوت کا اقدام کیا۔ اور ترکی افواج نے اُسے اُسی سختی سے فرو کیا جو ارمنوں کی بغاوت کے اطفاء میں برتی گئی تھی۔ تو پھر آگ پر تیل پڑجانے میں کوئی شک نہیں ہے اگا۔ اور اس وقت بلگیریا اور غالباً نیز سرویا میں کوئی ایسی گورنمنٹ جو مقدونیوں کی حمایت سے خواہ اس حمایت کیلئے ٹرکی سے علانیہ اعلان جنگ ہی کیوں نہ کرنا پڑے کچھ بھی احتراز کرنا چاہتی ہو آٹھ دن بھی قایم نہیں رہ سکیگی۔ شہزادہ فرڈی نینڈ واقعات آئندہ کی طرف سے سخت فکر میں مبتلا ہے اور خدا سے دعا مانگتا ہے کہ باغیوں کی کسی شتابکاری یا ترکی افواج کی سختی سے کسیطرح نوبت جنگ و جدال تک نہ پہنچے۔ اگر ایسی لڑائی ہوگئی تو اُس سے اُس کو فائدہ تو کچھ نہیں پہنچ سکتا اور سخت نقصان یقینی ہے اگر وہ اپنی کل رعایا کی برجستی کے دوران میں خاموش رہا اور اُن کی سرغنائی کرنے سے کنارہ کش رہا تو باغلب وجوہ بلگیریا میں انقلابی تحریک شروع ہوجاویگی جس کا پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُس کو تاج و تخت سے برطرف کیا جائیگا۔ اور اگر وہ رعایا کے ساتھ شامل ہو گیا تو روس اُس کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیگا۔ مزید براں شہزادہ مذکور اور اُس کے وزراء کو ایک یہ بھی تردد ہے کہ اگر ایک طرف ٹرکی اور دوسری طرف سرویا اور بلگیریا میں لڑائی ہوجائے تو ممکن ہے روس بلگیریا کو مدد دینے سے پیشتر ایسی شرائط پیش کرے جو اُسے کبھی گوارا نہ ہوسکتی ہوں۔ نامہ نگار مذکور کی رائے میں روس اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے مقدونیوں کو مزید ترغیب ہوگی مقدونیہ میں کسی اصلاحات کی ترویج کیلئے باب عالی پر زور ڈالنے کے معاملہ میں دوسری طاقتوں کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دینے میں غلطی کی ہے کیونکہ جب مقدونیوں کو یہ معلوم ہوتا کہ دول یورپ اُنکی بہتری کیلئے کوشش کر رہی ہیں۔ تو اُن کو ڈھارس بندھی رہتی۔ اور وہ فساد پر آمادہ نہ ہوسکتے۔ برعکس اسکے بہ اصلاح حال سے مایوس ہو جانے سے ممکن ہے کہ وہ سر باختہ ہو جائیں *

اسی اخبار کا نامہ نگار متعینہ اوڈیسہ (واقع جنوبی روس) ایک عجیب داستان سناتا ہے۔ وہ لکھتا ہے پچھلے دنوں ایک پنشن یاب اہلکار روسی صیغۂ خارجیہ سے جو مختلف عہدوں پر دس برس جزیرہ نمائے بلقان میں رہ چکا ہے۔ میری گفتگو ہوئی جسمیں اُس نے بڑے وثوق سے بیان کیا کہ روس اور ریاستوں کے تعلقات میں بہت تغیر واقع ہوگیا ہے۔ جنوب مشرقی یورپ کی "سلاو" اب زار سے بالکل منحرف ہوگئی ہیں۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ

حقیقی فرائض بھی کرنے لگ جائینگی۔ اور اس طرح فوج میں از سرِ نو امید و نئی امنگ پیدا ہو جائیگی۔ اور پھر تھوڑا کل قومی جدوجہد میں ساری قوم بھی جائیگی۔ مگر
قومی مسرت کے جوش و خروش پر سرد آمدہ وہ یورپین اخبارات کی اطلاع ہے جنہوں نے اس شاہی پیغام کو نہایت ہی شبہ کی نظر سے دیکھا ہے

کہ اگر پچھلی جنگ روم و یونان میں روس ہمکو فتحیابی کی علانیہ دھمکی دیکر نہ روک دیتا۔ تو سلیوانسل آبادی متفق و متحد ہو کر ترکوں کو مدت گذری نکال پھینکتی
یورپ سے باہر نکال دیتی۔ ایسے بینظیر موقعہ کو ہمیں صرف روس نے فائدہ نہ اٹھانے دیا۔ یہ ایک کھلا ہوا راز ہے کہ اُس وقت بلگیریا، سرویا، مانٹی نیگرو اور
رومانیا نے جو اتفاق رائے کا رنبدھ ہو رہی تھیں برطانوی گورنمنٹ سے اُسکا عندیہ دریافت کیا تھا۔ اور اُس نے اُن کو یقین دلایا تھا کہ اگر یہ کل
ریاستیں ترکی کے خلاف یک قلم کھڑی ہو جائیں تو انگلستان بالکل مخالفت نہیں کریگا۔ اور حمایت کے پہلو پر رہیگا۔ کیونکہ ایسی حالت میں ان ریاستوں
کے حق میں دوستانہ ہوگی۔ الغرض اس مجوزہ عام محاربہ کے راستہ میں صرف اکیلا روس حایل رہا جسکی بدولت اُس کا اقتدار جزیرہ نما سے
بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ اور اُسکی جگہ آسٹریا اور انگلستان نے لے لی ہے۔ شہزادہ مانٹی نیگرو جو بلقانی ریاستوں کا میر مقدم بنا ہوا ہے۔ اور جسے
زار اسکندر ثالث روس کا واحد اور اکلوتا دوست کہا کرتا تھا۔ اس جنگ کے وقت سے روس کا سخت مخالف ہو گیا ہے۔ اور پھر اس نے بھی
مدبر نے ظاہر کی بنا پر مناسب موقع پہنچ جانے پر جزیرہ نما بلقان کی ریاستیں روسی نصیحت یا روسی امداد کی کچھ پروا نہ کر کے اپنی متفقہ کوشش
سے مقدونیہ کے مسئلہ کو بالآخر حل کر لینگی ؎

ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ وائنا کے بیان کے مطابق بلقان میں ترکی کے ہی خلاف نہیں بلکہ آسٹریا کے خلاف بھی کھچڑی پک رہی ہے۔ وہ لکھتا ہے
کہ مقدونی تحریک کے علاوہ جزیرہ نمائے بلقان میں کہیں اور بھی بیانی ہو رہی ہے۔ تمام علاقہ میں ایک عام جوش پھیلا ہوا ہے جس میں روس و آسٹریا کی دھمکی
سے کچھ کمی ہونیکی بجائے پہلے سے زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اخبارات کے نامہ نگاروں کی مرسلہ خبروں کی تصدیق پرائیویٹ خط و کتابت سے بھی ہو رہی ہے
سرکاری طور پر جو حالات بتائے جاتے ہیں۔ وہ ایک حد تک بیشک اطمینان بخش ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ ذمہ دار حکام کا فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو
تشویشناک خبروں کو مشتہر نہ ہونے دیں۔ اور طمانیت و سکون بخش روایتیں مشتہر کرتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ حالت بالکل ہی نازک نہیں ہو گئی۔
لیکن پھر بھی ایک حد تک اُسکو نازک اور تشویشناک ہونے میں کلام نہیں۔ مفسدہ پردازی کے مستقل اور دائمی عناصر معاملہ کو انتہائی درجہ تک پہنچانے
پر تلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور اگر ایک دفعہ شورش بھڑک اٹھی تو اُسکا وہیں تک محدود رہنا بالکل دنیا میں پہلی نادر مثال ہوگا۔ اس
مسئلہ سے تین سلطنتیں یعنی روس۔ آسٹریا اور اٹلی قریب ترین تعلق رکھتی ہیں۔ اس تحریک کا جواب البانیوں تک پہنچ گئی ہے۔ اٹلی کبھی لاپروائی
کی نظروں سے نہیں دیکھ سکتی۔ اسوقت البانوی مسلمانوں اور البانوی عیسائیوں میں جسکا باعث زیادہ تر ترکی کی کارستانی ہے۔ کامل مفارقت
موجود ہے۔ الغرض بلقان کے قضیہ نامرضیہ میں البانوی عنصر نے بھی بہت بڑا حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ علاوہ بریں سرویا و مانٹی نیگرو میں کلی
اجنبیت پیدا ہو گئی ہے۔ روسی سفیر متعینہ مانٹی نیگرو کی نسبت جو رخصت پر آگیا ہے یا آنیوالا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ پھر واپس نہیں جائیگا۔ مانٹی نیگرو
آسٹریا سے بھی سخت برافروختہ ہو رہا ہے (مانٹی نیگرو کے قصبہ نکشیچ میں جاکس ویلڈ کی حمایت میں ایک نیا اخبار بنام نوی بیسی جلد ہی ہونے والا ہے
یہ اخبار بڑے اعتماد کے ساتھ تحریر کرتا ہے کہ اسی سال کے دوران میں آسٹروی صوبجات بوسینیا و ہرزی گوینا سے (جو ۱۸۷۸ء میں دول یورپ نے آسٹریا
کو ٹھیکہ پر دلائے تھے) نکال دئیے جائینگے۔ یہ اخبار مذکور اسبات پر بھی بہت زور دے رہا ہے کہ کل سروی قوم شہزادہ نکلس (والی مانٹی نیگرو) کے زیر حکومت

دیکھا کس قدر پانی پڑ گیا۔ ان اخبارات نے یونان کو متنبہ کیا کہ اُسکو پہلے اپنی مالی ذمہ داریوں کو یاد کر لینا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی اُسے بالصراحت آگاہ کیا گیا کہ ہر ایک ایسی پولیٹیکل عمل پر جس سے دنیا کو امن میں حرج واقع ہو تا لامحالہ مصائب تیں مشکلات پر غالب آنیکے بعد مشکل حاصل

بقیہ صفحہ سابقہ) باقی کل حکومتوں سے آزاد ہو کر متفق و متحد ہو جائیں۔ اور اُسے یقین ہے کہ ایسی ریاست اسی سال میں روس کی امداد سے قایم ہو جائیگی۔ وہ حالت موجودہ کی قیام کی خواہش کو بالکل لغو بتا کر لکھتا ہے "اگر یورپین مدبر یہ چاہتے ہیں کہ علاقہ کی تقسیم امن و صلح سے ہو جائے تو بہتر ہے کہ ہم اپنے دعاوی کو ترمیم کر کے کسی صورت میں پیش کرنے پر رضامند ہیں لیکن جبتک ہمارے سربی علاقوں میں آسٹروی حکومت کی بے رحمانہ تباہی و ظلم و بربادی مستولی ہے جبتک یہ حکومت ہمارے خدا ہمارے مذہب ہمارے مزاروں اور ہمارے آباؤ اجداد کی بیحرمتی کیلئے مسلط رہیگی اور جبتک اُسکی طرف سے نفاق اور افتراق موجود ہے صلح و امن کی بحث ہی نہیں آسکتی"۔ اخبار مذکور آسٹروی حکومت یہود ثانی اور اُسکے اراکین کو نتہاک دیتر دیکھے بھائی بتاتا ہے۔ وہ صوبجات بوسینا اور ہرزیگووینا سے ہی آسٹریوں کے نکالنے کو کافی نہیں سمجھتا۔ بلکہ صوبہ ڈلمیشیا کا بھی ایک حصہ اُسکو لینا چاہئے وہ لکھتا ہے کہ جو ۳۰ ہزار الفلیس کے چہار دنوں روس نے شہزادہ مانٹی نیگرو کو بطور تحفہ بھیجی تھیں مختصر سیکا آغاز ثابت ہونیوالی ہیں۔ شہزادہ مذکور سرویا سے بستر فوج میدان جنگ میں لاسکتا ہے۔ اُسکی فوج میں صرف مانٹی نیگرو ہی کے سپاہی ہی نہیں ہونگے بلکہ ترکی اضلاع کے سربی باشندے بھی شامل ہونگے۔ یہ حالات تحریر کرنیکے بعد ٹائمز کا نامہ نگار اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ یہ تحریک مقدونی تحریک سے بالکل مختلف ہے تاہم خاص طور کے قابل ہے لیکن بظاہر حال امید نہیں پڑتی کہ بجز طیکہ شہزادہ مذکور جسے اس تحریک کا بانی مبانی بتایا جاتا ہے کوئی خاص وجہ ہاتھ نہ رکھتا ہو۔ وہ روس اور آسٹریا کی تازہ تنبیہ کی ہوئی اور تنبیہ کے بعد القوم منتذکرہ صدر ارادوں کی تعمیل پر اصرار کریگا۔ اخبار سپکٹیٹر کے نامہ نگار متعینہ ویانا کی تحریروں سے بھی منقدجہ صدر بیانات کی بہت کچھ تصدیق ہو رہی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ان روایات کی بابت جو کہ مقدونی بالکل خاموش رہنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے کہ ہر قسم کی شورش کو فرو کرنے کیلئے کافی مضبوط ہیں۔ اس خبر کا بتکرار مشہور ہوتے رہنا کہ مقدونیہ میں موسم بہار میں ضرور بغاوت ہوگی۔ طبعی طور پر اس بدامنی کے محرک عناصر کے دریافت حال کی متعلق دلوں میں زبردست کرید پیدا کر رہا ہے۔ اور ساتھ ہی اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا روس کا یہ بیان بالکل ٹھیک نیتی پر مبنی ہے کہ اگر بلگیریا اور سرویا نے سر اُٹھایا۔ تو ترکوں کو ان کو سر توڑنے کی پوری آزادی ہوگی۔ ان سوالات کا جواب بہت کچھ اُس تحریک سے ملسکتا ہے جو بوسینا اور ہرزیگووینا بلکہ نیز ڈلمیشیا کی متعلق مانٹی نیگرو میں ہو رہی ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک بوسنوی پناہ گزین مسمی محمد سپاہی نے بیان کیا تھا کہ وہ اُس دعوت میں جو مانٹی نیگرو کو ملیسہ فوجی تھی شریک تھا۔ اس دعوت میں بلغاریہ سفیر نے ولیعہد مذکور بوسینا کی مستقبل گورنر کی حیثیت میں جام صحت پیا۔ اور حاضر الوقت مانٹی نیگروی عہدہ داروں نے ۱۸۹۹ء میں (البانیہ کے صدر مقام) سکوٹری میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہونیکی حلف اُٹھائی۔ نامہ نگار مذکور کی رائے ہے کہ زار اور شاہ اور اُسکے وزیر خارجہ کونٹ مورا ویف کی نیت بھی بالکل خالص ہے لیکن روسی ایجنٹ متعینہ جزیرہ نمائے بلقان کی عادات ہنوز وہی ہیں جو پہلے تھیں۔ وہ اپنے ملک کی سرکاری اور غیر سرکاری پالیسی کو یکساں نہیں سمجھتے اُن کا اعتقاد ہے کہ یہ دو نو پالیسیاں باہم متضاد ہونی چاہئیں۔ مانٹی نیگرو کو اس بلقان میں فساد ہونیکی توقع ہے اور وہ بنشاء خود یا کسی اور کی تحریک پر اس فساد کو برپا کر دینے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کریگی۔ ان کل باتوں کا مختصر الفاظ میں اسکے سوا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ روس دو رنگی چال چل رہا ہے۔ وہ خرگوش کو ساتھ بھاگ رہا ہے اور کتوں کے ساتھ مل کر شکار کھیل رہا ہے۔

لہ شہزادہ مذکور نے مع بیوی و فرزند اکبر ۱۳ اگست ۱۸۹۹ء کو قسطنطنیہ آ کر جلالت مآب امیر المومنین کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا اور ایک ہفتہ آستانہ میں انعامات و الطاف سلطانی سے متمتع ہو کر واپس اپنے ملک کو گیا۔ وہاں اُس نے ایک نامہ نگار سے ذکر کیا کہ موزکرہ بالا مضمون کی تمام افواہیں غلط ہیں۔

ہوا جو غلطی پر مبنی تھا اختلاف ہو سماعت سخنی سے اظہار نفرین کیا جائیگا اور اسکی یقیناً مخالفت و مزاحمت کیجائیگی لیکن ان تنبیہوں کے
باوجود تو بھی اصلاح کو عمل میں لانیکے احکام قابل تعریف سرعت کیساتھ فی الفور شروع کر دیا گیا۔ اس سرعت کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے
کہ فرمان شاہی سے دس دن کے اندر ہی ڈپٹیاں نہیں نے اسکی تعمیل میں کیمپ کی قیام ۱۸۹۷ء کو موسم بہار میں تمرینات کرانے فوج ریزرو کی دو جماعتوں
کو پچاس دنوں کیلئے ان تمرینات میں شامل ہونے کو اسلحہ گھروں سے بلانے اور گھوڑوں کی خریداری کے اخراجات کیلئے مطلوبہ قرضوں کی تجاویز کا
مسودہ تیار کر لیا۔ مطلوبہ قرضوں کی کل میزان صرف ۳۰ لاکھ فرینک (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) تھی اور بیان کیا گیا کہ وہ ۱۸۹۵ء کی فاضل آمدنی
سے اداکئے جائینگے۔ کیمپ کے قیام کیلئے جسمیں بڑا سبب لیکر یہ اہم اتنک فوج کی سمائی ہو جائے قصبہ تفیبس کا مضافاتی موضع آغا تھیوڈوری
پسند کیا گیا۔ ریزروں کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ پہلے وہ ریزرو طلب کئے جائیں جو ۱۸۸۷ء اور ۱۸۹۱ء میں کارکن فوج میں جبکہ خدمت کے
قاعدہ سے وہ عمل میں تھے سال و فوج میں بھرتی ہوئے اور انکے بعد ۱۸۹۲ء کے ریزروں کو بھی بلانیکی مزید تجویز کیگئی۔ ان احکام کی تعمیل فروری کے اخیر میں ہوئی تھی۔ اس کے
ساتھ ہی تجاویز کو بھی انہیں دنوں کو بھی نسبت ثبوت بتایا جاتا تھا مستقل کیمپ میں اسقدر فوج کی گنجایش کا اندازہ کیا گیا۔ وہ انفنٹری رجمنٹیں ایک رجمنٹ
کیولری اور توپخانہ کی۔ دو کمپنیاں انجنیروں کی اور وہ دستے ٹیلیگراف کا سلسلہ قایم کرنیوالی پلٹن کو مع ضروری اسٹاف لیونان ان تدبیروں میں لگا ہوا تھا
کہ دوسری طرف واقعات نے بالکل ہی مختلف صورت اختیار کرلی۔ سال ماقبل میں فوج توپخانہ نے معمولی جنگی تمرینات دمشق قواعد مئی ۱۸۹۵ء کو شروع
انھننر کے قریب بمقام انٹر اکی تھیں۔ اور دار الخلافہ کی فوج پیدل نے جون کے وسط میں اور ۷ راگست ۱۸۹۵ء کو انھننر کے قریب جوار میں اور انجنیروں نے جون کے
اخیر میں کی تھیں اور کل اقسام نے بالاشتراک ستمبر کے پہلے ہفتہ میں لاریسا کے قریب نواح میں کی تھیں۔

۱۸۹۶ء کے ختم ہونیکے قریب جب ترقیوں کی فہرست شایع کیگئی تو اس سے واضح ہو گیا کہ یونانی افسروں میں نظام و مہارت بالکل
ناپید ہے۔ اکثر افسروں کو ترقی کے ناقابل محض ہونیکے باوجود ترقی کی توقع تھی سو جو فہرست مذکور سے باطل ہو گئی اور بنا بریں کئی افسروں
نے استعفے داخل کر دئے۔ یکم دسمبر کو اس بیدلی اور ناراضگی کا عام مجمع کی اجتماع کی شکل میں اظہار کیا گیا۔ جو اظہار ایک طرح سے کل افسروں کی
علانیہ خفگی کے اعلان کے مساوی تھا انفنٹری کیولری۔ اور فوج کے انتظامی محکموں کے تقریباً چودہ سو افسروں نے فوجی کلب کی ممبری
سے ولیعہد کے پاس استعفے بھیجے۔ ولیعہد اس کلب کا پریسیڈنٹ تھا اور اسی نے اس کو افسروں میں برادرانہ ارتباط اور اخوت و مجانست
بڑھانے کیلئے قایم کیا تھا۔ استعفے داخل کرنیکی یہ وجوہات بتائی گئیں کپتانوں اور اول و دوم درجہ کے لفٹنٹوں کو ترقی دینے میں انصاف و
باقاعدگی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ آرٹلری اور انجنیر جن کے صیغہ کے افسروں کے مقابلہ پر انفنٹری کیولری اور انتظامی محکمہ کے افسروں کو

(بقیہ صفحہ سابقہ) وہ ایک طرف تو بلقان کی تحریک کو علانیہ طور پر دکو سے سلطان کے ساتھ بنائے رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسری طرف در پردہ ترغیب و
حوصلہ دلاتی رہتی سے تحریکیں کو خوش کر رہا ہے اور ایسے حالات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا کو امن کے قیام کیلئے عمدہ آثار ہیں۔ (وکیل ۶ ؍ مارچ ۱۸۹۹ء)

البانیا کے مسلمان رؤسانے علا التماب امیر المومنین کی خدمت میں عرضداشت ارسال کی ہے۔ کہ وہ مقدونیہ میں بغاوت ہونے پر ۲۰ ہزار مجاہدین سے
اور لڑائی برپا ہو جانیکی صورت میں ایک لاکھ فوج سے اپنے خلیفۃ المسلمین کی خدمت کرینگے۔ اُن کے ساتھ صرف یہ رعایت کیجائے کہ یہ فوج اپنے
ہی سرداروں کے ماتحت رہنے دی جائے۔ (وکیل ۱۳ ؍ مارچ ۱۸۹۹ء)

کم تنخواہ ملتی ہے۔ اول الذکر دونوں ضعیفوں کو فوجی پولیس کی خدمت سے معاف کردیا گیا ہے۔ پچھلی ترقیوں کی دیگر ناانصافیوں کے علاوہ ایک عجیب کارروائی یہ کیگئی ہے کہ کئی افسروں کو جو دربار کی خدمت میں مامور ہیں معمولی ترقیاں دیگئی ہیں۔ بعد ازاں آخر یہ شکایت کیگئی کہ تمام فوجی نظام عالمگیر انحطاط کا شکار ہو رہا ہے۔ اس کارروائی کو دیکھنے پر اعلےٰ افسروں نے مخالفت کنندگان کے سرغناؤں سے ربط ضبط پیدا کرنیکی کوشش کی مگر ابھی باقاعدہ نامہ و پیام اور گفتگو شروع نہ ہونے پائی تھی کہ بادشاہ نے فوج کو سردار اعلیٰ کی حیثیت میں متذکرہ صدر فرمان وزیر اعظم کیطرف صادر کرنیکا فیصلہ کرلیا۔ اور اسطرح سے نہ فقط مطلوبہ فوجی اصلاح و ترقی کیلئے راستہ صاف کردیا بلکہ افسر فوجی علانیہ بغاوت کا بھی انسداد کردیا اس فرمان شاہی سے افسروں کی شکایات میں بیشک کسیقدر تخفیف ہوگئی تھی مگر کافی تلافی نہ ہوئی تھی چنانچہ افسروں کا کامل طور پر خوشنود کرنے کیلئے گورنمنٹ کو انکی مرضی کے مطابق مجبوراً کئی مزید کام کرنے پڑے۔ بادشاہ اور اُسکے لڑکوں نے افسروں میں ادراک تمکنت اور جب قیصر شناسی کی صفت پیدا کرنے کیلئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر وہ اس معاملہ میں چنداں کامیاب نہ ہوسکے۔ کیونکہ یونانی افسروں کی بے ادبی بیجا سرکشی۔ منہ زوری اور ناشائستگی کی اصل جڑ فوجی کیریکٹر۔ وہ سرحدیوں کی ناواجب گرم بازاری اور اخبارات کی غیر محدود آزادی ہیں۔ اور جبتک ان خرابیوں کی درستی و اصلاح نہ ہو آشتی آمیز یا آشتی آمیز تدابیر بھی کوئی مفید ثمرہ نہیں بخشینگی۔

اب ہم یونانی فوج کے اُن چند اعلیٰ افسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جنکو تعداد و نظام اور آراستگی سب باتوں میں بدرجہا زیادہ قوت رکھنے والے دشمن کے ساتھ معرکہ آرائی کرنیکا مشکل کام تفویض کیا گیا تھا۔ کسیقدر خاندانی اور کسیقدر ذاتی وجوہات کے لحاظ سے ولیعہد شہزادہ قسطنطین ڈیوک آف سپارٹا جسکی عمر اُس وقت ۲۹ برس کی تھی سرکردہ فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا اس تقرری کی نامعقولیت صاف ظاہر ہے۔ اسکی عمر ایسی گراں عنان اور اہم ذمہ داری کے اٹھانے کے قابل نہ تھی۔ (یونان کا شاہی خاندان ڈینش قوم کا ہے۔ لیکن یونان میں پیدا ہونے اور وہیں پرورش پانے کے علاوہ) یہ شہزادہ اس وجہ سے بھی یونانیوں کی نظروں میں بڑا عزیز ہے اور وہ اُس کو بالکل یونانی ہی سمجھتے ہیں کہ اُس کا نام قسطنطین ہے جو نام یونانی قیاصرہ ذوی العہد خاندانوں کی فہرست میں عجیب جادو بھری تاثیر رکھتا ہے۔ اس نام کا پہلا قیصر وہ تھا۔ جسنے ساحل باسفورس پر شاندار دارالخلافہ آباد کیا اور آخری وہ تھا جو شہر کی حفاظت کیلئے مردانہ وار لڑتا ہوا ہلاک ہوا تھا۔ ولیعہد قسطنطین (قدیم طرز[1] سنین شماری کے مطابق ۲۱ جولائی (مطابق ۲ اگست ۱۸۶۸ء) کو بمقام ایتھنز پیدا ہوا۔ اور قابل جرمن عالم فوڈرنر سے بیشتر علمی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۰ء کو بالغ ہونے پر اُسے فوج پیدل کی پہلی رجمنٹ میں کپتانی کا عہدہ دیا گیا جسکے بعد اُس نے جرمنی کے شہر لیپسک میں اصول قانون اور علم سیاست مدن (پولیٹیکل سائنس) کی تکمیل کی۔ بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۸۸۹ء کو بمقام ایتھنز پرشیا کی شہزادی صوفیہ سے جو قیصر فریڈرک ثالث کی تیسری بیٹی اور موجودہ جرمنی قیصر کی ہمشیرہ[2] ہے بیاہا گیا۔ یہ شہزادی ۱۴ جون ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی اور مئی ۱۸۹۱ء

---

[1] یہ طرز روس اور یونان میں یعنی جن ممالک میں یونانی مذہب کی حکومت ہے مروج ہے۔ اس میں اور طرز جدید میں ۱۲ دنوں کا فرق ہے۔

[2] اسکے تبدیل مذہب یعنی پراٹسٹنٹ سے کلیسای یونانی کی ہو جانے سے قیصر اُس سے حالانکہ پہلے اُس کو نہایت عزیز رکھتا تھا خفا ہو گیا۔ لیکن ستمبر ۱۸۹۹ء میں قیصرہ ہند قیصرہ کی نانی اور والدہ کی کوشش سے باہم صفائی ہو گئی۔

میں باضابطہ کلیسائے یونانی اپنے خاوند کے مذہب میں داخل ہوئی۔ وہ دو لڑکوں اور ایک لڑکی کی ماں ہے۔ ولیعہد جو عموماً اتھنز کے قریب قلعہ وکلیہ میں رہتا ہے۔ کئی مرتبہ اپنے باپ کی لمبی سیاحتوں پر ملک سے باہر جانے کے موقع پر نائب السلطنت رہ چکا ہے وہ ماتحت لفٹنٹ جنرل کا عہدہ رکھتا ہے اور اتھنز کا کمانڈنٹ ہے ✦

بادشاہ کا دوسرا بیٹا پرنس جارج جو شہزادوں میں عام مشہور ہے بحری فوج میں ہے اور اُس کا تیسرا بیٹا پرنس نکلس جو ۱۸۷۲ء میں بمقام اتھنز پیدا ہوا فوج توپخانہ میں داخل ہوا جس میں وہ کپتانی کا عہدہ رکھتا ہے۔ فروری ۱۸۹۷ء کے وسط میں وہ آرٹا کو روانہ ہوا جہاں چار ہزار فوج پیدل و رسالے اور ۸ باتریاں فی الفور اُس کے زیر کمان جمع کی گئیں۔ یہ شہر صوبہ ایپائرس کی سرحد پر واقع ہے ✦

ولیعہد کے سٹاف کا اعلیٰ افسر اُس کا میر حاجب (ہیڈ چیمبرلین) ساپونٹ ساکیس تھا۔ مگر یہ اب تک کوئی نہیں سمجھ سکا کہ اُس میں اِس عہدہ کی کونسی قابلیت دیکھی گئی تھی یا موجود تھی۔ زمانہ امن میں ساپونٹ ساکیس محض ہیڈ چیمبرلین یا با الفاظ دیگر شاہزادہ ولیعہد بہادر کے ذاتی جنرل اسٹاف یعنی ذاتی خدام اور غلاموں کا افسر اعلیٰ اور شاہی باورچی خانہ کا اعلیٰ منتظم تھا۔ چنانچہ جب وہ میدان جنگ میں اپنے آقا کے ارکان حرب (جنرل سٹاف) کا افسر اعلیٰ ہوا اُس وقت بھی وہ شاہی باورچی خانہ اور شاہی سامان و اسباب کی نگرانی اور نگہداشت میں بدستور سابق بڑی سرگرمی سے مصروف رہا۔ اور اس موقع پر یہ بیان نہ کرنا صریح ناانصافی ہوگی۔ کہ مخالف و موافق سب کو اس امر کا اعتراف ہے کہ کل یونانی محاربہ میں جس صیغہ کا انتظام تھا بہت مکمل و آراستہ رہا۔ وہ یہی شاہی باورچی خانہ تھا اور کم از کم اس بات کا کریڈٹ ساپونٹ ساکیس صاحب بہادر کو ضرور ملنا چاہیئے اُس کو اس نئے منصب میں شاہزادہ کے پیلوڈیلق اور نائب حاجی پطروس سے بہت مدد ملتی رہی۔ اس شخص کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسے اعلیٰ درجہ کے بسر طعام یا با الفاظ دیگر جنرل سٹاف آفیسر متعلق صیغہ باورچی خانہ) کی حیثیت میں بصرف جنرل سٹاف پر جس کا صدر ساپونٹ ساکیس تھا۔ بلکہ خود شاہزادہ بہادر پر بھی اپنی منصبی منزلت سے بدرجہا زیادہ فائق اقتدار و قابو حاصل تھا۔ ساپونٹ ساکیس کے ساتھ ہی حاجی پطروس کو بھی ہر ایک نامہ نگار اور ہر ایک رسالہ کی مصائب کا بانی مبانی بیان کرتا ہے چنانچہ پے درپے شکستوں کی خبریں پہنچنے پر یونانی پبلک جو وحشی فن خانساماں گری کی قدر نہ جانتی تھی ساپونٹ ساکیس اور حاجی پطروس سے بالخصوص سخت ناراض ہوگئی۔ اور وہ دونوں محاربہ کے دوران میں کیمپ سے واپس بلائے گئے۔ ساپونٹ ساکیس کی عمر پچاس سے متجاوز ہے۔ اور اُسکی ظاہری شکل و شباہت اور وجاہت میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو لارڈ چیمبرلین میں ہونی چاہئیں۔ مشین و شبیہ صورت۔ اخلاق لپیٹے دنیا داری۔ ایسے چہرہ پر ضد یا خود رائی کا نام و نشان تک ناپید۔ چھوٹی چھوٹی خوب بلدار مونچھیں۔ رخساروں اور ٹھوڑی خوب گھٹے ہوئے۔ اور بالوں کی سیاہی نہایت احتیاط کے ساتھ قائم رکھی گئی ہوئی ہے جب وہ خود تکلم کرتا ہے اور یہ تاڑ لینا نامناسب نہ ہوگا کہ وہ خاص غنائی ہوتی آواز سے بولتا ہے تو اُسکے بشرہ تخیرانہ لاپرواہی برستی ہے اور جب اُسے مخاطب کیا جائے تو اُس کے چہرہ پر امیرانہ استغنا پایا جاتا ہے۔ اُسکی پیشانی اوپر کی طرف بتدریج تنگ ہوتی گئی ہے جس سے اُس کا سر بھدا سا ہو گیا ہے۔ ساپونٹ ساکیس کو یونانی مسکا ٹوپی اصرانہ بڑی خوب سجتی ہے کیونکہ اس سے اُسکی چہرہ کا زاویہ دلفریب پیرایہ میں مٹ جاتا ہے اُس کے

رفیق حاجی الطیروس ہیں وہ تمام لوازمات مردانہ حسن کو جو ہیں جو یونانی لیڈیوں کی مذاق کے مطابق ایک بانکے افسر میں ہونے چاہئیں اُسے گویا ان لیڈیوں کے خیال کے مطابق کنہیا سمجھنا چاہئے۔ اُسکا قد لمبا جسم بھرا ہوا۔ اور چہرہ کا فرحیانہ بشرہ۔ لمبی خوب مضبوط اور بھری ہوئی خمدار ناک اور ریشمی بڑی مونچھیں سے اور زیادہ نمایاں ہو رہا ہے۔ الغرض اس شائستہ و لطیف مرد تقریباً کامل حسین شخص کو صرف ایک نظر دیکھ لینے سے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ وہ میدان جنگ میں زبردست غنیم ہو نہ سہی کم از کم زنانہ شکست لگا سکتا ہے اور مکمل کامیابی کے باامن میدان میں کمزور جنس (فرقہ اناث) پر فتوحات حاصل کرنیکا خوب عادی ہو۔ اگرچہ بظاہر حال کل ذمہ داری بادشاہ نے اپنے سر پر لی تھی مگر دراصل یونان کی جنگ جویانہ اور زبردست پالیسی کا ذمہ دار وزیر اعظم ڈیلیانیس ہی تھا۔ وہ یونان کے شمالی حصہ کے قصبہ لاوایاتا میں ۱۸۲۶ء میں پیدا ہوا۔ وہ پہلے وزیر سیغۂ خارجیہ وزیر سررشتہ تعلیم اور وزیر مال رہ چکا ہے۔ برلن کانگرس میں یونان نے جو سفیر بھیجے تھے اُنکا سرغنہ تھا جس سفارت میں وہ فرانس کی پرجوش تائید سے کامیاب ہوا۔ اور کانگرس نے یونان کو مزید علاقہ دیا جانا منظور کیا تھا جب بتاریخ ۸ مئی ۱۸۸۶ء دول عظام نے یونان کو الٹی میٹم دیکر یونانی بحری ساحل کے بحری محاصرہ کا اعلان کیا تھا تو وہ اُس وقت بھی وزیر اعظم تھا۔ مگر جب یہ واضح ہو گیا کہ ہتھیار ڈالدینے اور جنگی کاروائیوں سے باز آجانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا۔ تو ۱۹ مئی کو مستعفی ہو گیا تھا ڈیلیانیس ادنیٰ طبقوں میں نہایت ہر دلعزیز ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ وہ عام میل جول رکھتا ہے اور اُنسے بے تکلفانہ گفتگو کرنے سے احتراز نہیں کرتا۔ اور حالانکہ اُسے اپنی ناعاقبت اندیش تدبیروں کی بدولت ۲۹ فروری ۱۸۹۲ء کو پھر وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہونا پڑا۔ بادشاہ اُسکی خدمات کی دل سے قدر کرتا ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے دل میں اچھی طرح سے جانتا ہے کہ دربار کی پالیسی عوام کی خواہش اور امیدوں کی پوری نہ ہو سکیگی اب بھی ۱۸۷۸ء اور ۱۸۸۶ء کی نسبت جن دو موقعوں پر فرانس علانیہ دربار اتھنز کا مؤید و معاون تھا کوئی زیادہ توقع نہیں ہے +

یونان کا دوسرا مشہور قومی مدبر رالیس ہے وہ ۲۵ اپریل ۱۸۹۷ء کو تھسلی سے اتھنز واپس آیا۔ صوبہ مذکور میں اُسے یونانی افواج کی کامل بدنظمی اور ناقابلیت کا ذاتی مشاہدہ سے بخوبی تجربہ ہو گیا تھا یہی وجہ تھی کہ فریق مخالف کا رکن ہونے کے باوجود اُس نے اتھنز کی عوام کو مجتمع خاطر اور خاموش رہنے کی بڑے زور سے نصیحت کی۔ اور ان کوششوں میں یہانتک کامیاب ہوا کہ اُس نے سرکش اور بدلگام شہریوں کے مجمع بدتمیزی سے سوداگروں کو وہ اسلحہ واپس دلا دئے جو وہ دوکانوں سے لوٹ لے گئے تھے +

پے درپے ہزیمتیں اٹھنے پر ڈیلیانیس کی وزارت مستعفی ہو گئی تھی۔ رالیس نے نئی وزارت قائم کی ۲۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو عہدہ وزارت کا باضابطہ حلف اُٹھائیں اور یکم مئی کو نئے وزیر اعظم (رالیس) نے پارلیمنٹ کے سامنے اپنا پروگرام پیش کیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ فوج کی از سر نو ترتیب دی جائیگی اور اصلاح کی جائیگی اور جبتک باعزت صلح پر خاتمہ نہ ہو سکے لڑائی کو جاری رکھا جائیگا۔ مستعفی وزیر اعظم نے نئی گورنمنٹ کو اس کام کے حصول میں غیر محدود اور بلا شرط پوری پوری امداد دینے کا یقین دلایا اور بعد ازاں پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا +

ڈیمیتری اس رالیس کا باپ ایک مشہور وکیل تھا۔ اور وہ شاہ اوٹھو[۵] کے عہد میں کئی مرتبہ وزیر بھی ہوا تھا۔ ڈیمی تریاس نے

۵ یہ جرمن کی ریاست بویریا کی شاہی خاندان میں سے تھا۔ اس کا پہلا نام اوٹو فریڈرک لڈوگ تھا ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۷ء میں فوت ہوا +

پیرس میں قانون کی تعلیم حاصل کی۔ جس سے فارغ ہو کر وہ ایتھنز کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہو گیا۔ اور ساتھ ہی وکالت کا کام بھی کرتا رہا پہلے وہ مشہور یونانی سیاسی تریکوپیس کا سرگرم حامی تھا۔ مگر ۱۸۸۵ء میں اس سے جدا ہو کر اُس نے اپنی علیحدہ ایک تیسری پارٹی قایم کر لی۔ وہ کئی دفعہ سررشتہ تعلیم اور سررشتہ معدلت عامہ کا وزیر رہ چکا ہے۔ اُس کی عمر ۵۰ برس کی ہے اور ضلع اٹیکا میں بہت ہی ہردلعزیز ہے۔ اور اس ضلع کی طرف سے بارہا پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہو چکا ہے۔

یونانی فوج کے سربرآوردہ افسروں میں سے کرنیل واسوس اپنی مستعدی اور دوراندیشی کی وجہ سے خاص قدر کے قابل ہے۔ مختلف نازک موقعوں اور مشکل حالات میں صبر و استقلال قایم رکھنے کی بدولت اُس کی بہت ناموری ہو گئی ہے۔

کرنیل مذکور یونانی فوج کے قابل ترین افسروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اُس نے فوجی تعلیم کی تکمیل ممالک غیر میں کی تھی۔ عمر میں پچاس برس سے زیادہ ہونے کے باوجود اُس کے سپاہیانہ استقلال اور پامردی میں کبھی لغزش نہ ہوئی۔ شجاعت میں بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ بلکہ بسااوقات یہ شجاعت احمقانہ تہور تک پہنچ جاتی رہی۔ وہ اعلیٰ درجہ کا فصیح ہونے کے علاوہ کئی زبانوں اور بولیوں میں یکتا ماہر ہے۔ اس مہارت سے اُس کو جزیرہ کریٹ میں ایک طرف باغیوں کے سرغناؤں اور دوسری طرف دول عظام امرائے بحر کے ساتھ اپنے کار مفوضہ کو سرانجام پہنچانے میں بہت مدد ملی۔ یہ عام مشہور افسر جو گویا کریٹ میں یونانی قوم کی امیدوں اور امنگوں کا مجسم پتلا تھا۔ درحقیقت یونانی نہیں ہے۔ بلکہ مانٹی نیگروی ہے۔ اُس کا باپ مسمی واسوپاجووک مانٹی نیگرو کے قبیلہ بیلوپاؤلووک سے تھا۔ جو چودہ برس کی عمر میں اپنے وطن مالوفہ زنتاگورا یا جبل اسود کو چھوڑ کر تلاش معاش کیلئے یونان پہنچا۔ تھوڑا عرصہ بعد ۱۸۲۱ء کی مشہور بغاوت یونان پھوٹ پڑی۔ نوجوان مانٹی نیگروی اپنے نئے ہم وطنوں کے ساتھ جنہوں نے آزادی کیلئے جان توڑ کر کوشش شروع کر دی تھی شریک ہو گیا۔ اور فلاسفہ و حکماء کی سرزمین پر جسے اب اُس نے اپنا وطن بنا لیا تھا شجاعت و مردانگی کے ایسے کارنامے دکھائے کہ یونان کی شہریت و وطنیت کے حقوق حاصل کر لئے۔ اور کچھ زمین پر بھی اُس کا قبضہ ہو گیا۔ وہ اُسی جگہ آباد ہو گیا۔ اور پھر ایک یونانی عورت سے شادی کر لی۔ یہ دونوں اُس کرنیل تیمولیون کے والدین تھے۔ جسے شاہ اوتھو کے تخت سے مستعفی ہونے کے بعد تمام شہرت اور ہردلعزیزی حاصل ہوئی تھی۔ کرنیل مذکور کی آسٹرین سفیر متعینہ ایتھنز بیرن ٹسٹا کی بیٹی سے بتقاضائے الفت و محبت فریقین شادی ہو گئی۔ اس شادی سے جو بیٹا[1] پیدا ہوا۔ وہ وہی تھا جو پچھلے برس ۱۸۹۷ء میں بطور سپاہی کریٹ گیا تھا۔ کرنیل مذکور کی ایک بیٹی شاہ کے سابق پرائیویٹ سکرٹری کے بیٹے کے ساتھ بیاہی ہے بیاہی جانے تک شاہزادی صوفیہ کی خواصوں کے زمرہ میں ہی تھی۔ اس محاربہ کے دوران میں جن افسروں نے اپنے ملک کی دلاوری و عقلمندی سے قابل تعریف خدمت کی۔ اُن میں کرنیل سمولنسکی[2] سابق وزیر جنگ کرنیل مانوس۔ اور لفٹننٹ کرنیل لمبری تمیس (جو ولیعہد کے سٹاف کا اعلےٰ افسر ہے) خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

[1] یعنی کرنیل واسوس۔ [2] اس افسر کی نسبت یونانیوں کی بھی یہی رائے تھی۔ مگر ولیعہد نے اپنی باضابطہ رپورٹ میں جو ۱۸۹۸ء کے شروع میں چار مضمونوں میں شایع ہوئی ہے۔ کرنیل مذکور پر بھی نافرمانی اور ناقابلیت کا الزام لگاتا ہے۔ مترجم

فصل پنجم یونان کا بیڑہ جہازات

بقول جرمن سٹاف افسر لڑائی کے چھڑ جانے پر یہ عام خیال تھا کہ یونان کو اپنے بیڑہ سے بہت مدد ملیگی - اور ہر ایک کو توقع تھی
کہ وہ نہ فقط بری فوج کے لئے آمد و رفت کے بڑے بڑے راستوں اور خطوط کے قائم رکھنے کا ہی کام دیگا (یعنے اسکی پناہ میں فوج براہ سمندر
ایک جگہ سے دوسری جگہ بحفاظت و سرعت پہونچ جایا کریگی - اور اسے کمک و سامان پہونچتا رہیگا) بلکہ اپنی بری فوج کو غنیم کے علاقہ پر جابجا
بحری فوج اتار کر یورشیں کرتے رہنے - ترکی سواحل کے قلعوں پر گولا باری کرنے اور سب سے بڑھ کر مجمع الجزائر کے ترکی جزیروں کی
یونانی آبادی کو ترکوں کے برخلاف اکساتے رہنے سے بہت مدد پہونچانیکا باعث ہوگا - اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر یونانی بیڑہ
کے کمانڈر مستعد اور قابل ہوتے تو وہ یہ کام بآسانی کرسکتا تھا - اوسکے جہازات اور ساز و سامان سلہ دونوں کاموں کیلئے نہایت مناسب
تھے - چنانچہ اگر بیڑہ سے بری فوج کے ساتھ ملکر کام لینے کی تجویز قابلیت کے ساتھ کیجاتی اور پھر تجویز پر ہنر و لیاقت سے عمل کیا جاتا تو ممکن
تھا کہ یہ شرکت اوس فوقیت کی تلافی کردیتی جو ترکی فوج کو بلحاظ تعداد یونانی فوج پر حاصل تھی - مزید برآں اگر یہ بیڑا غنیم کے خلاف
جارحانہ کارروائیاں اور بہادرانہ یورشیں کرنے میں کامیاب ہوجاتا - تو اس سے یونانیوں میں زبردست اخلاقی طاقت کا موجود
ہونا ثابت ہوجاتا -

یونانی بیڑہ سرکاری طور پر مصافی بیڑہ اور بیڑا برائے حفاظت ساحل میں تقسیم کیا گیا تھا - اول الذکر میں تین زرہ پوش برجدار
جہاز کروزر ہیالیس - دو ٹرانسپورٹ (باربرداری) کے جہاز - چار گن بوٹ - تارپیڈوں کا گودامی جہاز - موسومہ کناریس - اور بارہ
تارپیڈو کشتیاں تھیں تینوں زرہ پوش جہاز سب باتوں میں مشابہ ہیں - ہر ایک کا وزن سلہ ۵۰۰۰ ٹن طول ۱۰۰ میٹر (؟) لمبائی
دریائی عرض ۱۶ میٹر (بیس فٹ) اور ہر ایک کے انجنوں کی طاقت ۶۷۰۰ گھوڑوں کی ہے - یہ تمام چرخوں کے ذریعہ چلائے جاتے ۱۷ ناٹ
فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتے ہیں - ان پر سطح آب تک ۱۲ انچ دبیز مرکب فولادی زرہ چڑھی ہوئی ہے - توپخانہ بھی اتنی
ہی دبیز زرہ رکھتے ہیں - اور تختہ جہاز یعنے چھت پر دو انچ دبیز فولادی چادر چڑھی ہوتی ہے - ہر ایک پر ساڑھے دس دس انچ قطر
کی تین تین وزنی توپیں دو دو سامنے (دائیں کیطرف) اور ایک ایک دنبالہ کیطرف علاوہ بریں ہر ایک پر پانچ پانچ چھ چھ انچ قطر کی دس دس

سلہ کل دنیا کو شروع محاربہ میں فاضل مترجم کی طرح یہی خیال تھا کہ یونانی بیڑہ خوب آراستہ ہے چنانچہ جب اس نے میدان میں کوئی نمایاں کام نہ کیا
تو اکثر لوگ اس پر سخت متعجب ہوئے تھے مگر چند مہینے ہوئے بیڑہ جہازات کے لئے انگلستان کی سرکاری رپورٹ اور تحقیقات کنندہ کمیشن کے نتیجے سے
جسے پردہ داری کیلئے مفصل شائع نہیں کیا گیا واضح ہوگیا کہ بیڑہ کی شائستگی کے متعلق دنیا کا خیال غلط تھا - کئی جہازوں پر سامان کی
کمی بقدر بھی موجود نہ تھی - اور بتواتر تقاضوں کے باوجود گوداموں سے مہیا نہ ہوسکے مترجم سلہ جہاز کے وزن سے
مراد ہے کہ وہ کل مستقل وزن اٹھاسکیگی - جس میں اس کا ذاتی وزن بھی شامل ہوتا ہے غالبا مطلب رکھتا ہے

۶ ۲/۵ انچ قطر کی جلد چلنے والی توپیں اور سولہ سولہ مشین (کلدار) توپیں مزید برآں ہر ایک کے ساتھ تارپیڈو چلانے کی تین تین نالیاں ہیں۔ یہ تینوں فولاد سے بنے ہوئے ہیں۔ دو ۱۸۹۰ء میں اور تیسرا ۱۸۹۱ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا۔

بیڑہ کے اس حصہ کے باقی جہاز بلا زرہ ہیں۔ اور انکے تختے بھی بلا چادر ہیں۔ کروزر ہیالیس پر چار ۶ ۱/۲ انچ قطر کی لمبی کرپ توپیں۔ چار ہلکی اور دو کلدار توپیں نصب ہیں۔ مزید برآں دو چھوٹی چھوٹی تارپیڈو کشتیاں بھی اس پر موجود رہتی ہیں یہ جہاز ۱۸۸۰ء میں اتارا گیا تھا۔ وزن ۱۷۷۰ ٹن رفتار ۱۵ ناٹ (میل) اور انجنوں کی طاقت ۲۲ سو گھوڑوں کی ہے چار گن بوٹوں میں سے ہر ایک پر ۳/۴ ۸ انچ کی ایک ایک کرپ توپ اور تارپیڈو گو دامی جہاز پر دو کرپ توپیں ہیں تارپیڈو کشتیوں پر صرف کلدار توپیں ہیں۔ ان کی رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل ہے۔ مگر چونکہ وہ ۱۸۸۶ء اور ۱۸۸۵ء میں بنی تھیں اب وہ جدید ترین ساخت کی نہیں گنی جاتیں۔

محافظ ساحل بیڑہ میں سب سے زبردست جہاز آہن پوش گن بوٹ یا سلیس جاجیس ہے۔ اس کا طول ۱۵۸ فیٹ عرض ۳۰ فیٹ وزن ۱۱۳۰ ٹن رفتار ۱۲ میل فی گھنٹہ ہے وہ کم از کم ۱/۲ ۸ فیٹ گہرے پانی میں چل سکتا ہے اور گو حفاظت ساحل کے لئے خاص کیا گیا ہے۔ مگر کھلے سمندر میں دور دراز مسافت طے کر سکتا ہے۔ اس پر دو کرپ توپیں ۱۲ سنٹی میٹر (۸۔ انچ) قطر کی اور چار مشینی توپیں نصب ہیں۔ اس کی عمر ۳۵ برس کی ہے لیکن پھر بھی کار آمد متصور ہو سکتا ہے۔ اس سے کمتر درجہ کی جہاز بلا زرہ گن بوٹ موسومہ آمور اکیا اور اکسانیون ہیں۔ انمیں سے ہر ایک پر ایک ایک ۱۰ انچ قطر کی کرپ توپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں اول الذکر ۱۸۸۴ء میں اور دوسرا ۱۸۸۵ء میں اتارا گیا تھا اور وہی رفتار رکھتے ہیں جو انسے پرانے زرہ پوش گن بوٹوں کی ہے علاوہ اس بیڑہ میں تین چھوٹی چھوٹی سرنگ لگانیوالے جہاز موسومہ اگیا بیا موتم واسیا۔ اور ناپاک نیا ہیں جو اس کام کیلئے ہیں جو انکے نام سے ظاہر ہوتا ہے ۱۸۸۱ء میں اتارے گئے تھے۔ مزید برآں چھ اول درجہ کی۔ دو دوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں۔ اور دو نارڈن فلٹ کی قسم زیر آب چلنے والی کشتیاں ہیں۔

کارویٹ قسم کا جہاز موسومہ ہیلاس۔ کہنہ آہن پوش کارویٹ اولگا۔ ایک چوبی جہاز ۱۸۶۹ء کی ساخت۔ اور ایک چھوٹا سا دو مستولی بادبانی جہاز تعلیمی جہاز ہیں ہیلاس پر افسروں کی جماعت کے طلبا کو علمی تعلیم دیجاتی ہے اس پر دو چھ انچ کی کرپ ایک جلد چلنے والی اور دو مشینی توپیں ہیں۔ متذکرہ صدر جہازوں کے علاوہ بارہ اگنبوٹ اور شاہی کشتی مرسومہ امفی ٹرائٹ ٹرانسپورٹ کاموں کے لئے استعمال کیئے جاتے ہیں ان میں سے سات اگنبوٹ ۱۸۸۵ء کی ساخت ہیں اور بنا بریں انکو ایک حد تک تازہ ساخت کی کہا جا سکتا ہے انکے نام شیلوس۔ الفیس۔ یوروٹوس۔ پی نیوس۔ کرتیناکلی اور ایدون ہیں۔ یہ سب فولادی ہیں۔ اور ہر ایک پر دو ساڑھے تین انچ کی کرپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں۔ رفتار تو سی دس میل تک ہے باقی ماندہ پانچوں فی الحقیقت کہنہ کہے ہیں۔ دو ۱۸۵۶ء سے پیشتر کی ساخت ہیں کرتیناکلی اور ایدون صرف ۸۰۰۔۸۰۰ ٹن کی ڈونگھیاں ہیں۔

فصل ششم ٹرکی کا نظام فوجی

۱۸۷۷ء و ۱۸۷۸ء کے محاربہ روس و روم کے بعد (بقول افسر مذکور) ٹرکی کی مدافعانہ طاقت کو عموماً اوسکی واقعی مقدار و منزلت سے بہت گھٹا کر بیان اور قیاس کیا گیا ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ جنگ مذکور سے کچھ عرصہ بعد سلطنت کے اندرونی حصص میں مختلف اضلاع میں بغاوت برپا ہو جانے پر جب زبردست فوجی جمعیت کو فراہم کرنا ضروری ہوگیا۔ تو ترکی فوج کی کمزوری از حد ہویدا ہوگئی مزید براں طریقہ اجتماع سپاہ بھی کئی اہم معاملات میں نہایت ناقص ثابت ہوا۔ اور جب سریع اجتماع کی ضرورت پڑی تو یہ طریقہ بالکل ہیچ ہو گیا اور کچھ کام نہ دے سکا۔ تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ٹرکی میں قوت مدافعت اور طاقت قیام کی ہمیشہ اسقدر مقدار موجود رہی ہے کہ اوسکے ذریعہ سے وہ نہ صرف اندرونی بلکہ بیرونی تصادم و صدمات کی مقاومت کر سکتی ہے۔ علاوہ بریں اس قوت و طاقت نے ثابت کر دیا ہے کہ جب کبھی قوم و ملت کے وجود کیلئے خطرہ حادث ہو جائے۔ تو وہ بلا استثناء ہر ایک موقعہ پر غیر مترقبہ جوہر مردانگی دکھانے اور خلاف توقع کوشش کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔

موجودہ ترکی نظام فوجی کی بنیاد عام جبریہ خدمت کی بنیاد پر قائم ہے۔ مگر عملی طور پر نفس الامر میں اس قاعدہ کو ایسے ادھورے طریق سے عمل میں لایا جاتا ہے۔ کہ اس سے نہایت اہم بے ترتیبیاں اور بد انتظامیاں منتج ہوتی ہیں۔ قانوناً صرف مسلمان ہتھیار باندھ سکتے ہیں اور بنا بریں سلطنت کی غیر مسلم کثیر التعداد آبادی فوجی خدمت سے مستثنے ہو گئی ہوئی ہے مگر اس بارہ میں خالصۃً یہی وجہ ہے۔ مذہب اسلام دیگر مذاہب کے معتقدوں کو ہتھیار باندھنے کا استحقاق نہیں دیتا[۱] علاوہ بریں کنسکرپٹوں (یعنی جبریہ بھرتی عائد شدگاں) کو بھرتی کرنے وقت ان میں سے اسقدر کو خدمت سے معاف کر دیا جاتا ہے کہ اس سے یہی نہیں کہ عام آزردگی ناراضی اور بیدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ بھرتی شدگاں کے قبائل کیلئے معاش کی دقت اور بسر اوقات مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ بحالات موجودہ جبریہ خدمت کا بوجھ تقریباً کلہم میدانی دیہات کے رہنے والوں پر پڑتا ہے۔ جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ مضبوط اور قابل ترین نوجوان زراعت و کاشتکاری سے ہٹائے جا کر فوج میں لے لئے جاتے ہیں[۲]

[۱] میں اس موقعہ پر مذہباً جواز یا ناجواز کے مسئلہ پر بحث نہیں کر سکتا۔ مگر اس بیان سے اختلاف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قانوناً عیسائی یا غیر مسلم بالجبر مستثنے نہیں رکھے گئے۔ ہاں فوجی خدمت انپر لازمی نہیں کیگئی لیکن فرمان گلخانہ اور خط ہمایوں کی رو سے عیسائی اگر چاہیں تو فوج میں داخل ہو سکتے ہیں۔ مگر ان کی طبیعت پر شاید حب وطن اس قدر غالب نہیں کہ وہ اپنی ذاتی آرام اور دولت کمانیکے پیشوں کو چھوڑ کر سپاہ گری اختیار کریں۔ فوجی خدمت کا بوجھ صرف اکیلے مسلمانوں پر پڑنے سے بیشک اونکی ذاتی آرام و آسایش ثروت و ترقی نسل کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے اور وہ اسکی وجہ سے صنعت و حرفت اور زراعت وغیرہ میں جو ملکی و ذاتی خوشحالی و تمول کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں جیسا کہ چاہیے مصروف نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ طریقہ گو نہایت اہم فوائد کے خلاف ہیں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ قوم میں سپہگری کا مادہ مفقود نہیں ہو سکا اور انکی جفاکشی صبر و تحمل اور حب الوطنی میں کوئی فرق نہیں آسکا اور یہ انہی اوصاف کی بدولت ہے کہ چند در چند دست و جیب اعدا کی صدیوں کے سر توڑ کوششوں کے باوجود ٹرکی کا وجود دنیا سے ناپید نہیں ہوا میں اس مسئلہ کو تمام پہلوؤں اور بہ حالت موجودہ تاریخ خاندان عثمانیہ کی دوسری جلد میں مفصل بحث کر چکا ہوں شائقین اسے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ مترجم

[۲] سلطان عبدالحمید سے پہلے مسلمانوں کیلئے بھی فوجی خدمت ایک حد تک اختیاری تھی۔

ترکی فوج جن لوگوں سے تیار کیجاتی ہے۔ انکی جسمانی بناوٹ اور ساخت نہایت عمدہ ہے۔ وہ مضبوط توانا سادگی پسند اور عملی خانگی تربیت و معاشرت اور مذہب انکو تابعداری کرنے پرہیزگاری نفس کشی اور سخت اتقا کا معتاد بنا دیا ہوا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ماہر ہاتھوں (یعنے قابل افسروں کی ماتحتی و نگرانی میں) نہایت خوفناک ہتھیار بننے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مذہب جو ترکی سپاہی کی معاشرت اور یومیہ زندگی میں اہم جزو ہے۔ وصف تابعداری اور نظام و ترتیب کو پیدا اور مضبوط کرنیکے لئے نہایت زبردست ذریعہ ہے۔ سپاہ دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہوتی ہے۔ ڈیوٹی سے غیر حاضر ہونے ایام رخصت کے بعد سے زیادہ عرصہ گھر ٹھہرے رہنے کی خطا سہی درگذر ہو جائے تو ہو جائے۔ لیکن نماز سے غیر حاضر ہونے کی خطا کبھی معاف نہیں ہوتی اور بڑی سختی سے سزا دیجاتی ہے۔ مذہبی احکام کی ہر جگہ بڑی عقیدت سے تعمیل کرائی بلکہ کیجاتی ہے۔ مگر ناظرین اس سخت مذہبی پابندی سے ترکوں کا مذہبی لحاظ سے متعصب ہونا قیاس نہ کریں۔ اس پابندی اور تعصب میں ہزاروں کوس کا فرق ہے۔

لفٹنٹ جنرل وان ڈرگولز پاشا جو ترکی نظام فوجی کے جزو کل سے بخوبی واقف ہیں۔ اور جو جنگ و امن دونوں زمانوں میں ترک افسروں اور سپاہیوں کی اوضاع و اطوار اور عادات و کیرکٹر کو بڑے غور سے پرکھتا رہا ہے۔ اپنی یاد داشتوں میں لکھتا ہے۔ کہ زمانہ حال کی شکستوں کے باوجود ترکی فوج پر مایوسی اور مردہ دلی مستولی نہیں ہو سکی۔ وہ اپنی سابقہ فتوحات کو نہیں بھولی۔ ان کی یادیں ابتک تازہ ہیں۔ جو اس کے حوصلوں اور امنگوں کو بڑھاتے رکھتی ہے۔ غریب سے غریب اور محتاج سے محتاج ترک بھی محسوس کرتا ہے کہ وہ مختلف الانواع قوموں کے مجمع بے تمیزی پر حکومت کرنیوالی قوم کا فرد ہے اور ان محکوم قوموں پر بے انتہا فوقیت رکھتا ہے۔ فیلڈ مارشل مولٹکے نے بالکل درست کہا ہے کہ کسی ترک سے دریافت کرو اسی اس امر کی اعتراف سے وہ بھی قائل نہ ہوگا۔ کہ علم و ہنر دولت و ثروت طاقت و قوت و ہمت و اولوالعزمی میں یورپین اس کی ابنائے وطن سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر اس اعتراف کے باوجود اس کے دل میں کبھی اس بات کا وہم و گمان تک نہ گزریگا۔ کہ اسقدر خوبیاں رکھنے کے باوصف بھی کوئی فرنگی کسی مسلمان کے برابر ہو سکتا ہے۔"

یہ درست ہے۔ کہ ایسا گمان بسا اوقات خود رائی کا نامناسب اور مضر وصف پیدا کرنیکا موجب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ مسلم امر ہے کہ اگر سپاہی کو اپنی ذات پر ایسا گمان ہو تو اس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں۔ اگر سپاہی کے دل میں یہ پختہ یقین جما ہوا ہو۔ کہ وہ ایک برگزیدہ و مقبول قوم کا فرد اور نائب ہے۔ تو اسی سے اس میں خود بخود یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ میرا سب سے اول یہ فرض ہے۔ کہ اپنے آپ کو بلند قومی منصب و افتخار کے قابل ثابت کروں

ترکی سپاہی کو اپنی ابتدائی خانگی تربیت اور طرز معاشرت سے فوجی تعلیم و تربیت اور پابندی کے قابل بننے میں بہت مدد ملتی ہے۔ اس تربیت و معاشرت کی یکرنگی ہی بجائے خود نہایت مفید چیز ہے۔ غریب سے غریب دہقان یا گلہ رہنے کی بچہ کو بھی ویسی ہی اعتقاد

بقیہ صفحہ سابقہ) اس سلطان نے اسے انکے لئے لازمی کر کے معافی کا معاوضہ تقریباً ایک ہزار روپیہ مقرر کر دیا۔ سلطان حال نے نقد معاوضہ کے قاعدہ کو بالکل منسوخ کر دیا ہے قسطنطنیہ کے مسلمان سلطان محمد فاتح کے وقت سے کوششیں چلے آتے تھے۔ اب ان کیلئے بھی اس خدمت کو لازمی کرنیکی تجویز ہو رہی ہے یا غالب وجہ یا رکا خلافت سے منظور ہو جائیگی۔

اور التزام کے ساتھ آداب مجلس اور اخلاق معاشرت سکھائے جاتے ہیں۔ جیسے کہ امراء اور متمولین کی اولاد کو۔ اس غریب کے بیٹے کو بھی بعینہٖ وہی آداب بجالانے کو، نشست۔ دوسرے کو مخاطب کرنیکے وہی طریقے۔ خیریت و مزاج پرسی وغیرہ کے متعلق رسمی و رواجی سوالات کی وہی جواب۔ والدین کے آنے پر ہمو دبانہ کھڑے ہوجانے یا جبتک بڑا مخاطب نکرے مجلس میں خاموش بیٹھے رہنے وغیرہ وغیرہ قسم کے وہی عادات اور چہرہ پر وجاہت و خودداری اور وقار کے بشرہ کو قائم رکھنے اور اس پر کسیطرح کی کوئی علامت حزن و مسرت وغیرہ کی ظاہر ہونے دینے کی وہی عادت سکھائی جاتی ہے جو کہ ایک امیر کے فرزند کو۔

اسطرح جیسے بڑوں اور عالموں کا ادب اور بزرگوں اور حکام کی تابعداری کرنا کہ ادب کرنیوالا اپنی خودداری ذاتی وجاہت اور مساوات کے احساس کو بھی ہاتھ سے نہ دیتا ہو۔ اور یہ بات جو ترکوں میں پائی جاتی ہے۔ ایسی خوبیاں ہیں کہ انسے بھی جمہور اور انام کو آپس میں متحد و متفق کرنے کے کام میں بہت مدد ملتی ہے۔ اور یہ اتحاد مختلف الانسب والقوم اقوام کے مجمع میں جنہیں ترک کہتے ہیں بالکل الگ تھلگ اور منفرد ہونیکے احساس کی خوب مضبوط و مستحکم ہوگیا ہے۔

ترکوں میں یہ قابلیت ہی نہیں۔ کہ وہ دیگر ممالک میں اجنبی حکومت کے ماتحت ہمیشہ کیلئے زندگی بسر کرسکیں۔ اگر کسی ترک کو یہ صورت پیش آجائے تو وہ خود بخود اپنی طبیعت و تربیت سے مجبور ہو کر اپنے آبائی وطن اور بقا کیطرف کھچا چلا آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی سے جو صوبے آزاد یا الگ ہوتی ہیں گو اکثر صورتوں میں اس تغیر حکومت سے ذاتی خوشحالی اور تمول کو بڑھانے میں بہت آسانیاں ہوجاتی ہیں۔ مسلمان وہاں سے بتدریج مہاجرت کر جاتے ہیں۔ اب تک صرف ایک روسی حکومت اپنی سنی مسلمان رعایا کو حالات متغیرہ پر رضامند بنانے اور اپنے وطن مالوف سے وابستہ رکھنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ یا اب کچھ عرصہ سے آسٹریا کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ جس کو بوسینا میں ایسی ہی کامیابی ہوئی ہے[2]۔

بالآخر ترکی کے متعلق بحث کرتے وقت اس بے انتہا اقتدار کو بھی بالالتزام مدنظر رکھ لینا واجب ہے۔ جو اور اسباب یا بادشاہ کی ذات تو الگ رہی محض اوسکے نام کو ہی اپنی رعایا پر حاصل ہے۔ حکمران بادشاہ بحیثیت فرمانروا خواہ ہر دلعزیز ہو یا نہ ہو۔ ہر حالت میں اس کے احکام مسلمانوں کی نظروں میں قانون بلکہ احکام قضا و قدر کے برابر ہوتے ہیں۔ وہ احکام ناقابل تنسیخ و ترمیم ہیں۔ وہ ایک ایسی طاقت ہیں جسکی کوئی مزاحمت اور جسکے برخلاف کوئی اپیل نہیں ہوسکتی۔ جب سلطان کسی معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کردے تو پھر تمام بحث مباحثہ ختم ہوجاتا ہے اور اسکی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کو خانگی معاشرت تک میں دخل حاصل ہے[1]۔ اور روزہ روزہ سے معاملہ میں کامل اثر رکھتی ہے یعنی عام معاشرت کے متعلق جس امر کو سلطان ناپسند کرے اس سے گھروں کی محفوظ چاردیواری اور حرم کے اندر بھی بالعموم اجتناب

---

[1] اس کی تصدیق ایک حال کے ہی واقع سے بخوبی ہو رہی ہے۔ دسمبر گذشتہ میں سلطان المعظم جب قیصر و قیصرہ جرمنی کو وداع کرکے محلسرا سلطانی کو واپس جا رہے تھے تو رعایا نے جو سڑکوں کے دونو طرف اور مکانوں کی چھتوں پر پرے باندھے کھڑی تھی خوشی کے نعرے مارنے اور تالیاں پیٹنی شروع کیں۔ آخر الذکر حرکت کو جلالتمآب نے اسلامی آداب کی شان سے بعید تصور کیا اور غازی عثمان پاشا سے جو بالمقابل بیٹھے تھے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ غازی موصوف نے اردلی کے ایک جمعدار کو بلا کر یہ امر بتا دیا۔ اور چند لمحوں میں منشاء سلطانی سے کل حاضرین کو اطلاع ہوگئی۔ اور پھر کسی نے تالی نہ بجائی۔ مترجم

[2] چند مہینے گذشتہ نے اس قول و قیاس کی تردید کردی ہے۔ روسی صوبجات قازان کریمیا و قاف وغیرہ اور بوسنیا سے بھی پچھلے برس سے سلطان سلطنت

کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں بنظیرہ صفِ ضبطِ نفس کے ساتھ راضی برضا رہنے کی صفت بھی بالاستحکام راسخ ہو۔ عموماً ہر مسلمان فرودِ مشاہ ایزدی یا بالفاظ دیگر نوشتۂ قسمت پر فی الفور راضی و شاکر ہو جاتا ہے۔ ان اوصاف کے علاوہ بقول گولز پاشا ترکی سپاہی کے سب سے بڑی اور نہایت کارآمد اوصاف یہ ہیں۔ کہ وہ سادگی اور اعتدال پسند اور سلامت رو ہے۔ قوم کے نوجوانوں میں مے نوشی کی برائی بالکل عنقا ہے۔ اور عشرت پسندی کے لوازمات جو یورپ کے نوجوانوں کے حصہ کثیر کی عمریں برباد کرنے کا باعث ہو رہی ہیں تقریباً مفقود ہیں۔ فوج میں داخل ہونیکے وقت تک ترکی سپاہیوں کی طرزِ معاشرت سادہ اور صحت بخش ہوتی ہے اور گو انکی بسر اوقات عموماً مفلسانہ ہوتی ہے۔ مگر یہ افلاس ویسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نہایت گنجان آبادی رکھنے والی مغربی یورپ کی اقوام میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کی بدولت وہاں کے اکثر رہنے والے چھوٹی عمر میں ہی فکرِ معیشت اور دقتِ معاش کی وجہ سے غلیظ اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ ترک کی کمر محنت و مشقت سے جیسا کہ ہمارے صنعتی شہروں کے باشندوں کا حال ہے قبل از وقت خم نہیں ہو جاتی اور وہ نسبتاً بہت ہی زیادہ عمر تک ہتھیار باندھنے اور میدانِ کارزار میں شریک ہونیکے قابل[1] رہتا ہے۔ فوج میں زیادہ تر وہ لوگ داخل کئے جاتے ہیں جنکا آبائی پیشہ دہقانی شبانی اور صید و شکار چلا آتا ہے۔ طبقہ صناعان و کاریگران میں سے شاذ ہی کوئی شخص عساکر عثمانیہ میں دکھائی دیتا ہے۔ اکثر سپاہی اوائل عمر سے اسلحہ کے استعمال سے مانوس ہوتے ہیں۔ اور فوجی خدمت کے زمانہ میں اونکو عموماً اسی طرزِ معاشرت اور طریق بسر اوقات کا اعادہ و تکرار کرنا پڑتا ہے جس سے وہ اپنی خانہ بدوش طرزِ زندگی یا سفر و سیاحت کی بدولت پہلے ہی سے مانوس ہوتے ہیں۔ نئے رنگروٹ کو باقاعدہ سپاہ میں داخل ہونیکے قابل بنانیکے لئے بہت کم مشق و قواعد اور تربیت کی ضرورت پڑتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ترکی صیغہ جنگ بالکل خام رنگروٹوں کو شروع ہی سے تربیت یافتہ اور قواعد داں سپاہیوں کی پلٹنوں میں داخل کر دینے سے کبھی نہیں جھجکتا۔ فنِ حرب کی اسرار و نکات کے متعلق جن تھوڑی بہت باتوں کے سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں نئے رنگروٹ چند دنوں میں کہن خدمت رفقا سے خود بخود سیکھ لیتے ہیں۔

جو رنگروٹ فوج نظام (یا کارکن فوج) کے ساتھ کام دینے کیلئے طلب کئے جاتے ہیں انکو دو صنفوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک صنف کے لوگ تین برس فوج نظام میں۔ تین برس ریزرو (احتیاط) میں۔ آٹھ برس لینڈ ویہر (ردیف) میں اور چھ برس لینڈ سٹرم (مستحفظ) میں کام دیتے ہیں۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد ۵۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ دوسری صنف کے رنگروٹ پانچ سے لیکر نو مہینوں تک نظام میں رکھے جاتے ہیں۔ بعد ازاں انہیں اس شرط پر گھروں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ کہ جب ضرورت ہو وہ کارکن فوج میں شامل ہونیکے لئے بلائے جائینگے۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد بیس ہزار مقرر ہے۔ ان اعداد سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہر سال تقریباً ۷۰ ہزار نئے آدمیوں کو فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے مگر چونکہ سب کو یکساں میعاد کیلئے خدمت نہیں دینی پڑتی۔ اسلئے فوجی خدمت

---

[1] چند مہینے ہوئے دمشق میں ایک ترک سوا سو برس سے زیادہ عمر کا ہو کر فوت ہوا۔ اس نے نوے برس تک کی فوجی خدمت کی تھی۔ ایسی مثالیں ترکی میں شاذ نہیں ہیں۔ بلکہ بکثرت پائی جاتی ہیں۔ مترجم و مولف
[2] سلطنت عثمانیہ میں ہر سال ایک لاکھ بیس ہزار نوجوانوں پر باستثناء خاندان شاہی کے فوجی خدمت لازمی ہوتی ہے۔ ان میں سے تقریباً ۲ ہزار جسمانی کمزوری یا ناقابلیت کی وجہ سے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ بیس ہزار اس لئے (بقیہ ص ۱۲۷)

کی قابلیت بھی سب میں یکساں مقدار و انداز کی پیدا نہیں ہوتی - انکے علاوہ سنتو جیاں خدمت اشخاص کی ایک اور بھی جماعت ہے اسیمیں تیس ہزار آدمی ہیں جو صرف ۱۵۰ - اتوار ونکو مشق و قواعد سیکھتے ہیں - جرمنی میں بھی پہلے ایک اسی طرح کی جماعت تھی - اس صنف کے اشخاص صرف بھرتی کے کام میں مدد دینے کے لئے گھروں سے بلائے جاتے ہیں -

زمانہ امن میں ترکی فوج کی جمعیت وہائیاں اور سیکنڈری چھوڑکر سوا دو لاکھ اندازہ کیجا سکتی ہے - ریزرو سپاہ کی اور اجتماع افواج سے یہ تعداد تین لاکھ اسی ہزار ہو جاتی ہے - وہ ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی جو گوداموں - فوجی چھاؤنیوں اور چوکیوں پر پیچھے رہینگے - انسے ماسوا ہونگے -

لینڈ وہر (ردیف) کی چھ لاکھ اشخاص میں سے ابھی تک صرف دو لاکھ اسی ہزار کو اور لینڈ سٹرم (مستحفظ) [illegible] لاکھ میں سے صرف ایک لاکھ اسی ہزار کو قواعد وغیرہ سکھائی جاتی ہے - اس حساب سے بزمانہ جنگ فوج کی انتہائی جمعیت کا اندازہ ۸ لاکھ کیا جا سکتا ہے -

سلطنت عثمانیہ چھ جنگی اضلاع میں منقسم ہے - بزمانہ امن ہر ایک میں کارکن فوج کا ایک ایک آرمی کور رہتا ہے - بزمانہ جنگ اس کے علاوہ ہر ایک ضلع لینڈ وہر افواج دو دو اور لینڈ سٹرم سپاہ کا ایک ایک آرمی کور بہم پہونچاتا ہے -

کارکن فوج میں سر دست رائفل برادر ونکی ۱۵ پلٹنیں - دو دو پلٹنونکی دو دو رجمنٹیں ذوالعرفی طرز کی - چار چار پلٹنوں کی ۱۶۲ اور تین تین پلٹنونکی تین انفنٹری رجمنٹیں اور علاوہ بریں ستر پلٹنیں (جو کسی آرمی کور میں شامل نہیں) یعنی جملہ ۲۹۷ پلٹنیں ہیں - دوسری اور تیسری آرمی کوروں کی پلٹنوں کی نام نہاد جمعیت آٹھ آٹھ سو آدمیوں کی - اور باقی ماندہ آرمی کوروں اور ڈویژنوں کی پلٹنوں کی بارہ بارہ سو آدمیوں کی ہے - مگر فی الحقیقت اس قدر آدمی کبھی نہیں ہوئی - تعداد مقررہ سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) بری ہو جاتی ہیں کہ کل خاندان کے گذارہ کا دارومدار انہیں پر ہوتا ہے - چالیس پچاس ہزار اول کنسٹجنٹ یعنی فوج نظام میں پوری مدت کیلئے لئے جاتے ہیں - اور بیس پچیس ہزار دوم کنسٹجنٹ ہیں یعنی انکو ایک دو ماہ قواعد سکھا کر شروع ہی سے فوج ریزرو میں داخل کر دیا جاتا ہے - محاربہ یونان کے شروع ہونے پر ایک معتبر فرنچ اخبار نے ترکی فوج کی جمعیت حسب ذیل لکھی ہے - فوج نظام پانچ لاکھ تیس ہزار ہے جنمیں سے اڑھائی لاکھ پورے قواعد داں اور تربیت یافتہ ایک لاکھ تین ہزار نیم تربیت یافتہ اور ڈیڑھ لاکھ کم یا مطلقاً غیر تربیت یافتہ ہیں فوج ردیف چھ لاکھ ہے جنمیں سے دو لاکھ اسی ہزار پورے قواعد داں اور باقیماندہ نیم یا مطلقاً غیر قواعد داں فوج مستحفظ جسمیں سے نصف پورے قواعد داں ہیں تین لاکھ ۸۰ ہزار میزان کل ۱۴ لاکھ نوے ہزار جنمیں سے سات لاکھ ۱۰ ہزار پورے قواعد داں ایک لاکھ تیس ہزار کسیقدر کم قواعد داں اور چھ لاکھ پچاس ہزار نیم یا محض ناقواعد داں - ترکی سپاہی کے اوصاف ایسے مشہور نہیں کہ انکی زیادہ تشریح کی ضرورت ہو - یہ درست ہے کہ ترکی طاقت اسوقت ایسی نہیں جیسی کہ بیس برس گذشتہ کو تھی اور جنگ کے رگ و ریشہ یعنی روپیہ کی بھی کمی ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یورپ میں کسی جنگ عظیم کے برپا ہونے پر ترکی تلوار اب بھی دول یورپ کی مساوات کو قائم رکھنے کو وقت بہت بڑا اثر رکھیگی ۱۵ پیادہ پیدل فوج پلٹنونکی ہے - اب یمن و حجاز کے باشندوں و خانہ بدوش قبائل پر بھی فوجی خدمت لازمی ہو گئی ہے یا ہونیوالی ہے - مزید توضیح کیلئے دیکھو کتاب احسان حمیدیہ کلمۃ الحق دمرقع الاسلام - جلالتمآب نے کارکن اور احتیاطیہ فوج پیدل میں چند ماہ ہوئے ۸۰ پلٹنوں کے نام اضافہ کا حکم دیا تھا جنکی تعمیل ہو چکی ہے جو کہ سواروں کی والنٹیر رسالوں عساکر حمیدیہ کی طرح یمن میں ایک سو رسالا اور چند دیگر صوبجات میں پیدل فوج مجاہدین تیار ہو رہی ہے

جمعیت کچھ کم ہی رہتی ہے - کیولری ساٹھ چھ سو گھوڑوں کی ۹۰ رجمنٹوں پر مشتمل ہے - آرٹلری فوج (توپخانہ) میں پانچ ڈویژن اسپی توپخانہ کے اور تین ڈویژن دو ۲۰ رجمنٹوں پر منقسم ہیں اسپانی اور کوہی توپخانہ کی ہیں - اور کل ڈویژنوں میں چھ چھ توپوں کی پندرہ اسپی ۹۶ اسپانی اور ۳۸ کوہی بیٹریاں ہیں - قلاعی توپخانہ میں چار چار اور تین تین پلٹنوں کی ۸ رجمنٹیں ہیں دستہ انجینیران میں چار سپانی پلٹنیں جو تین کمپنیاں سفرمینا کی اور چار کمپنیاں خلاصی یا ماہیروں (بیلدار سپاہیوں) کی ہیں - متذکرہ صدر افواج کے علاوہ ایک ڈویژن قطار بار برداری کا اور چار پلٹنیں میگزین یعنی توپخانہ متعلق یہ سلح خانہ کی ہیں - یہ کل افواج آرمی کوروں میں مرتب ہیں جنکی صدر مقام شہر وار قسطنطنیہ - ایڈریانوپل - مناسطر - ارض روم[1] - دمشق بغداد اور یمن ہیں یہی ضلع الاحسا - طرابلس الغرب اور کریٹ[2] میں - ایک ایک ڈویژن الگ رہتا ہے جو کسی آرمی کور کے تابع نہیں ہے پہلے چھ آرمی کوروں میں سے ہر ایک میں دو انفنٹری ڈویژن یعنی تین برگیڈیوں کا ایک ایک کیولری ڈویژن - اور دو دو رجمنٹوں کے تین آرٹلری بریگیڈ جو تین تین بیٹریوں کے دو ڈویژنوں اور ایک اسپی ڈویژن پر مشتمل ہیں - ایک ایک پلٹن انجینیروں کی اور تین تین رسالہ قطاری ڈویژن کے ہیں - ایک انفنٹری ڈویژن میں ایک پلٹن رائفل برداروں کی علاوہ دو بریگیڈ اور ہر برگیڈ میں دو سے لیکر تین تک رجمنٹیں ہوتی ہیں - ساتویں آرمی کور میں فوج سواراں اور توپخانہ نسبتاً بہت کم ہے - چونکہ چوتھے آرمی کور کی نظام سپاہ کی فوج سواراں ایک کامل کیولری ڈویژن بنانے کے لئے کافی نہ تھی کوہ کردو کے ضلع میں ایک قسم کی ملیشیا کیولری وہاں کے کرد قبائل کی امداد سے عساکر حمیدیہ کے نام سے تیار کی گئی ہے - جس میں چھ چھ سو سواروں کی چھ رجمنٹیں[3] بنائی جاتی ہیں -

جب کل اقسام کی فراہمی کا حکم صادر ہو تو پہلے چھوں آرمی کوروں میں سے ہر ایک فوج ردیف کے چار ڈویژن بہم پہونچاتا ہے جنکے لئے ضروری شاف زمانہ امن میں بھی قائم رکھا جاتا ہے - اور نظام فوج سے ان ردیفی ڈویژنوں کے لئے مطلوبہ کیولری اور آرٹلری بہم پہونچا دیجاتی ہے - ہر ڈویژن کو کیولری کے علاوہ ایک ایک آرٹلری رجمنٹ مل جاتی ہے - ردیفی پلٹنوں کی جمعیت چھ سو سے لیکر ایک ہزار آدمیوں تک کی ہوتی ہے - فوج مستحفظ چھ سو سے لیکر ایکہزار تک آدمیوں کی جمعیت رکھنے والی پلٹنوں میں منقسم ہے اس فوج کے آدمیوں سے (زمانہ جنگ) قلعہ داری اور چھاونیوں وغیرہ کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے ترکی فوج پیدل مارچنگ میں مشہور

[1] گو یہ مقام چوتھی آرمی کور ہی نہیں بلکہ کل سلطنت میں سب سے زیادہ فوجی اہمیت رکھتا ہے لیکن وہ صدر مقام نہیں جو نمبر کور کا صدر مقام قصبہ ارزنگیان میں ہے - مترجم

[2] افسوس یہ کتاب لکھے جانے کے چند ماہ بعد یہ جزیرہ ٹرکی کے فوجی قبضہ سے بالکل آزاد ہوگیا ہے اور ڈویژن چھوڑ اب اس میں ایک کمپنی بھی ترکی فوج کی مقیم نہیں ۱۸۹۸ء کی آخری سہ ماہی میں ترکی افواج نے جزیرہ مذکور کو تقریباً بالکل خالی کر دیا جو زیادہ تر مقدونیہ اور البانیہ کو بھیجی گئی - مترجم

[3] ایک واقفکار اور باخبر مصری اخبار کا بیان کرتا ہے کہ چوتھی یعنی ارضروم کی اضلاع میں دو لاکھ سے زیادہ سوار عساکر حمیدیہ میں داخل ہو چکے ہیں - طرابلس الغرب میں بھی جہاں دو برسوں سے تقریباً کل آبادی حفاظت ملک و ملت کیلئے مسلح کی جارہی ہے اور عساکر رواں بنائی جارہی ہے چند مہینوں سے عساکر حمیدیہ کی بنا قائم کر دی گئی ہے - اور اب تک (مارچ ۱۸۹۹ء) تقریباً چار ہزار سوار تیار ہو چکے ہیں

رائفلوں سے مسلح ہے۔ جنگ دوم و روس میں اُس کے پاس یہی رائفل تھی۔ نشانہ درستی اور آتشبازی کی سرعت دونو باتوں کے لحاظ سے یہ ہتھیار نہایت ہی کارآمد اور قابل تعریف ہے۔ موجودہ صدی کے آٹھویں عشرہ کے ختم ہونے کے قریب ترکی گورنمنٹ نے آٹھ کارتوسوں کا میگزین رکھنے والی ماسر رائفل سے اپنی فوج کو مسلح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور پانچ لاکھ رائفلوں کی خریداری کا حکم نافذ ہوگیا۔ مگر ۱۸۹۰ء میں جب دیگر تمام یورپین سلطنتوں نے چھوٹی نالی کی رائفلوں کا استعمال شروع کیا۔ تو ترکوں نے بھی اُسی قسم کی رائفلوں کو پسند کرکے دو لاکھ کی خریداری کا حکم دیدیا۔ یہ رائفل جسے ترکوں نے اختیار کیا ہے۔ بلجیم فوج کی رائفلوں سے بہت ہی مشابہ ہے۔ اور اکثر باتوں میں آسٹریا کی فوج کی مان لیشر رائفل سے ملتی جلتی ہے۔ آخرالذکر رائفل ترکی سپاہیوں کے لئے نہایت مناسب ہے۔ کیونکہ اُس کے استعمال میں کسی زیادہ احتیاط کی ضرورت نہیں اور دیرپا بھی اچھی ہے +

چھوٹی نالی کی رائفل کی خریداری سے پہلے پانچ لاکھ رائفلیں اور اُن کے کارتوس قسطنطنیہ میں موصول ہوچکے تھے۔ اور عنقریب اُن کی تقسیم شروع ہونیوالی تھی۔ مگر جدید رائفل کی وجہ سے اُنکی تقسیم ملتوی کر دیگئی۔ یہ رائفلیں ابتک میگزینوں میں بند ہیں۔ اور تاحال صرف ایک ایک دو دو کمپنیوں کے تقسیم کیگئی ہیں +

توپخانہ کے اسلحہ کے متعلق مختلف رپورٹیں مشہور ہیں۔ ترکی میدانی توپخانہ میں ۸½ سنٹی میٹر (۳½ انچ) قطر کی بھی باتریوں میں ۷½ سنٹی میٹر (تین انچ) کی اور کوہی باتریوں میں ۶½ سنٹی میٹر (۲½ انچ) کی توپیں ہیں۔ چار آرمی کوروں میں چھ چھ توپوں کی چھ چھ باتریوں کی چھ چھ رجمنٹیں ہیں۔ بغداد کے آرمی کور میں سترہ باتریاں اور یمن کے آرمی کور میں سات باتریاں ہیں +

توپخانہ کی تین اقسام میں سے میدانی توپخانہ بر جستگی۔ خوش اسلوبی اور تیاری میں بلاشک وشبہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اُسے یہ فوقیت پہلے اجنبی اتالیقوں (ڈکر کوسی۔ وینٹ وغیرہ) متذکرہ صدر جرمن افسر سٹو پاشا کی طفیل جو حالیں فوت ہوا ہے۔ حاصل ہوئی ہے۔ یہ نیک مرد سالہائے دراز کے مسلسل اور انتھک جدوجہد سے آخر ترکی توپچیوں میں پرشوی امنگ وجودت کی روح پھونکنے میں بااحسن وجوہ کامیاب ہوگئے۔ دیگر فوجی صیغوں کے ترکی افسروں کے برعکس جو اپنے اپنے صیغوں میں اجنبی اتالیقوں کی اتالیقی کا کوئی مفید اور نمایاں اثر نہیں پاتے۔ اس صیغہ کے ترکی افسر جرمن اتالیقوں کے احسانات کے صدق دل سے معترف ہیں۔ اور حق الامر بھی یہی ہے۔ کہ کسی اجنبی کو متذکرہ صدر اتالیقان توپخانہ کے برابر اقتدار اور رسوخ حاصل نہیں رہا +

کروپ ـلہ نے ۱۸۶۶ء کے محاربہ (پرشیا و آسٹریا) کے ختم ہوتے ہی اپنی ساختہ توپ کو ترکی میں رواج دلانے کی کوشش شروع کر دی

ـلہ محاربہ روس وجاپان کے دوران میں [illegible] یا نوپل کی افواج کیلئے ان رائفلوں کی مقدار کثیر قسطنطنیہ سے بھیجی گئی تھی۔ اور شمالی [illegible] عثمانیہ فوجوں سے بھی چند ایک پلٹنیں انسے مسلح تھیں۔ مترجم ـلہ یہ مشہور جرمن کارخانہ دار [illegible] میں فوت ہوگیا۔ اُسکا کارخانہ توپسازی اتنہ وسیع ہے کہ اُسے دیکھکر عقل دنگ رہجاتی ہے +

تھی۔ شروع شروع میں صیغہ توپخانہ کے انسپکٹر جنرل خلیل پاشا نے جسنے انگلستان میں تعلیم و تربیت پائی تھی۔ اور بنا بریں انگریزی کارخانہ آرمسٹرانگ کی توپ اور ہر ایک انگریزی چیز کا بڑا مداح اور طرفدار تھا اُسکی بڑی مخالفت کی۔ مگر آخر کرپ اس مخالفت پر غالب آگیا۔ اور ساتویں عشرہ میں کرپ توپ کے استعمال کا قطعی فیصلہ ہوگیا۔ چنانچہ اس وقت میدانی توپخانہ کیلئے [illegible] کے لئے اکثر توپیں کرپ کے کارخانہ سے ہی منگوائی جاتی ہیں ٭

یونان سے لڑائی چھڑ جانے کے تقریباً یقینی احتمال کے علاوہ جزیرہ نما بلقان میں اور دشمنوں سے بھی جدا ہو جانے کے گمان غالب کی وجہ سے تمام دنیا کی نظریں یورپین ٹرکی کے اول و دوم و سوم تینوں آرمی کوروں کی طرف جنکے ہیڈ کوارٹر علی الترتیب قسطنطنیہ۔ ایڈریانوپل و مناسطر میں تھے منعطف ہوگئیں۔ آخر الذکر آرمی کو باقی دونوں کی نسبت یونان سے چونکہ قریب ترین موقع پر واقع تھا۔ وہ لڑائی سے بہت عرصہ پہلے کا جنگی پیمانہ پر مضبوط و مستحکم کر دیا گیا تھا۔ دس پلٹنیں قسطنطنیہ کے یعنی اول آرمی کور سے اور [illegible] پلٹنیں [illegible] دمشق آرمی کور سے [illegible] ۲۰ پلٹنیں بطور کمک بھیجی گئی تھیں۔ خود اس تیسری آرمی کور میں اپنی حسب ذیل فوج تھی۔ دو انفنٹری ڈویژن (یعنی چار انفنٹری بریگیڈ یعنی ۸ انفنٹری رجمنٹیں یا ۳۲ پلٹنیں) دو پلٹنیں [illegible] کی [illegible] کی۔ دو ایلی بریگیڈیں یعنی پانچ پانچ رسالوں کی چھ رجمنٹوں یا تین بریگیڈوں کا ایک کیولری ڈویژن [illegible] میدانی توپخانہ کے جو ۳۰۔۳۶ باتریوں کے دو ڈویژنوں میں منقسم تھے۔ ایک ڈویژن توپخانہ کا ایک پلٹن پانیروں کی ایک پلٹن قطار برداری کی اور ایک ٹیلیگراف کی کمپنی۔ تیسری آرمی کور کی اس سپاہ کی فراہمی و اجتماع کے ساتھ ہی یورپین علاقہ کے مشرقی [illegible] اور ایشیائے کوچک سے نظام فوج اور نیز ردیف سپاہ کے بھیجے جانے کا حکم صادر کیا گیا۔ تاکہ یونان کے خلاف میدان جنگ میں لانے کے لئے اسی ہزار فوج مہیا ہو جائے ٭

ترکی سپاہ کی فوجی تربیت یورپین معیار کے مطابق کیا من حیث الجموع اور کیا من حیث الانفراد بیشک ناقص اور نامکمل ہے مگر اس سے محاربہ و کارزار کیلئے ترکی فوج کی تیاری اور قابلیت کے متعلق غیر مفید نتیجہ نکالنا کبھی درست نہیں ہو سکتا۔ اکثر سپاہی ایسے قبائل کے ہوتے ہیں جو بچپن سے ہی اسلحہ سے مانوس اور ان کے استعمال کے عادی ہو جاتے ہیں۔ بعض قبیلوں کے آدمی تو گویا پیدائشی سپاہی ہوتے ہیں جنمیں نہ صرف اپنے ہمسایوں سے ہی ہمیشہ مصروف پیکار رہنے بلکہ گاہ حکام سے بھی بھڑتے رہنے اور قزاقی کی مشق و کثرت کی بدولت جنگی مادہ قایم اور اوصاف فوجی ہر وقت تازہ رہتے ہیں۔ بے قاعدہ معرکہ آرائی تو ان لوگوں (یعنی کردوں اور البانیوں وغیرہ) کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ وہ گویا بنے ہی اسی کیلئے ہیں ٭

اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ باقاعدہ محاربہ میں جو نسبتاً بڑے پیمانہ پر ہوگا کارآمد نہیں ہو سکتے۔ اگر ان کو موجودہ فوجی ترتیب سے بہرہ اندوز کیا جائے۔ تو وہ ایسے محاربہ میں بھی ویسے ہی کارآمد ہو سکتے ہیں جیسے کہ بیقاعدہ

لڑائیوں میں ترکی میں توپخانہ کی سالم سالم باٹریوں اور انفنٹری کی سالم سالم پلٹنوں سے جو مشق و قواعد کرائی جاتی ہے۔ وہ بچاؤ کے پہلو پر چونکہ یہ جمعیت کثیر شاید ضرورتوں کو تو شاید مکتفی ہوسکے۔ مگر ان دو نو عمروں کے باہم آمیزش کیلئے بمشکل کارآمد ہوسکتی ہے۔ فیج کیولری کی نہ میدان جنگ پر نہ بچاؤ کے لئے اور نہ انکشافی اغراض کیواسطے موجودہ زمانہ کے جدال کی ضرورتوں کے حسب حال ہے۔ برعکس اِس کے یہ معمولی کام دار نہایت عمدگی اور کمالیت کے ساتھ سرانجام کیا جاتا ہے۔ حتےٰ کہ چھوٹے چھوٹے غیر اہم کاموں کی تعمیل کی نگرانی بھی نہایت احتیاط کے ساتھ کسی نہ کسی افسر کے ذمہ کردی جاتی ہے۔ یومیہ فرائض میں اردلیانہ سفیرانہ اور بیبہ بی چوکی کی خدمت بہت اہم سمجھی جاتی ہے۔ اور بہت سا وقت آدمیوں کو ان خدمات پر لگانے پر صرف ہوتا ہے۔ باقی ماندہ وقت راشنوں کی تقسیم پانی کے لانے اور ہمچوں قسم دیگر متفرق کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔ ترکی سپاہ عموماً دن میں دو دفعہ صبح و شام قواعد کرتی ہے جسمیں وقت مقررہ اور نقشہ مجوزہ سے ایک قدم تجاوز نہیں کیا جاتا۔ وقت کی ٹھیک پابندی کا جیسے کہ ہم یورپین لوگ عام متعاد ہو رہے ہیں۔ اور نیز ہم لوگوں کی طرح اپنے کام کو مسلسل توجہ سے کرنے کا بالکل نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ لیکن صفت فرمانبرداری اور نیک چلنی کی کوئی کمی نہیں۔ اور کسی طرح کی بدعنوانی یا زیادتی بالکل ہی شاذ و نادر دیکھنے میں آتی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ یقینی امر ہے۔ کہ تابعداری میں پرجوشی اور شوق یا استعداد ن کہ چاہئے نہیں ہوتی +

ترکی سپاہیوں کی فوجی تربیت بھی اس حد تک نہیں پہنچی۔ کہ صادر شدہ حکم کی تعمیل میں سخت سے سخت اور عظیم ترین مشکلات کے حائل ہونیکی بھی پروا نہ کر کے اپنی طرف سے ہر ایک طرح کی جان توڑ کر کوشش کریں۔ ترکی سپاہی غیر متزلزل اور مزاحمت کنندہ رکاوٹ کو بلا تکلف خدا کی مرضی پر چھوڑ کر کے اُسپر غالب آنیکی کوشش کرنے سے کچھ جھجک جاتا ہے۔ ایسی صورتیں اُسپر ایک واہی جوش و تہور کا خاصہ ہے مستولی ہو جاتی ہے۔ ناکامی کا رنج اُسے زیادہ دیر تک نہیں ستاتا۔ بلکہ جلد تسکین ہو جاتی ہے۔ مگر با ایں ہمہ اگر افسر قابل اور لائق ہو تو وہ فی الفور اپنی سپاہ میں ایک پرشوق اور بےنظیر جانبازی کی روح پھونک سکتا ہے۔ ترکوں میں جیسا کہ اُن اقوام کا جو تہذیب کے کمتر درجہ پر ہوں خاصہ ہے۔ شجاعت اور ہمت سپاہ کی ان دو اوصاف کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے گو بظاہر انکا چنداں نمایاں تذکرہ نہیں کیا جاتا۔ ہر ایک فرد کی نسبت یہ فرض کر لیا گیا ہوا ہوتا ہے کہ اُسمیں یہ خوبیاں موجود ہیں جنکے نشوونما میں مذہب سے بہت مدد ملتی ہے۔ مسلمان موت پر تاسف تو کرتا ہے مگر اسکا کوئی بیہودہ اظہار نہیں کیا جاتا۔ نہ لمبا چوڑا ماتم منایا جاتا ہے۔ کیونکہ موت سے اُسے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ مسلمان کو ہر وقت یہ امر مدنظر رہتا ہے کہ موت ایک طبعی اور اٹل امر ہے موت کے آنے پر اُسکے حوصلہ اور وجاہت و وقار میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور اُسکا عمل ایسا مفید رہتا ہے کہ باقی اقوام کو بھی اس خوبی کی تقلید کرنا واجب ہے۔ اگر اُسکے کسی دوست پر کوئی مصیبت وارد ہو تو مسلمان اُسے ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے "خدا تجھے اس سے بدتر بلا سے محفوظ رکھے"۔ جو سپاہی دوبدو دشمن کا مقابلہ کرتا ہوا موت ہوا اُسکو قوم مبارک شہید گنتی ہے۔ کیونکہ ایسا شخص اُنکے اعتقاد

میں سے فی الفور بہشت میں داخل ہوتا ہے ۔
یہی وجہ ہے کہ ترکی سپاہی خواہ سخت خطرہ میں مبتلا ہو جائے یا کثیر التعداد دشمنوں میں گھر جائے نہیں بلکہ یقینی تباہی اور ہلاکت کی موجودگی میں بھی کبھی اوسان نہیں ہارتا ۔ اُسکا یہ وصف معتبر شہادتوں سے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے ۔ یہ وصف جبکہ وہ بچاؤ کے پہلو پر لڑ رہا ہو حیرت انگیز اور نتیجہ افزا کارنامے دکھانیکی قابلیت پیدا کر دیتا ہے ۔ کیونکہ بچاؤ کے پہلو پر ہونیکی صورتمیں پرجوش مستعدی کی نسبت تحمل اور ثبات کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ترکی سپاہی کے حق میں صریح ناانصافی ہوگی کہ وہ حملہ میں ابتداء کرنیکی طاقت نہیں رکھتا ۔ اور صرف بچاؤ کے پہلو پر کار آمد ہو سکتا ہے ۔ جس شخص نے پلیونا[1] کے محاربات کے تفصیلی حالات پر غور کیا ہوگا وہ کبھی ایسی غلط فہمی میں نہیں پڑیگا ۔ اور بآسانی اسکی تردید کر سکیگا ۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء کو ترکوں نے جس جلادت و شجاعت سے مقام مذکور کے جنوب مغربی مورچوں کو روسیوں سے چھین کر فتح کر لیا تھا ۔ اُس سے اس غلط خیال کی پوری پوری تردید و تکذیب ہو رہی ہے ۔

نوشتۂ تقدیر یا منشاء الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور راضی برضا رہنے کا اسلامی وصف تاریک اور روشن دونوں رخ رکھتا ہے ۔ ایک طرف یہ وصف اُنمیں اعلےٰ ترین فوجی خوبیاں صبر و تحمل عزم بالجزم جنگی پرجوشی اور موت کی بیباکی پیدا کرتا ہے اور بڑھاتا ہے اور دوسری طرف کاہلی اور لاپروائی اور لاابالی ہونیکی عادات بد بھی جو ترقی کی جانی دشمن ہیں پیدا کر سکتا ہے ایک اور خرابی بھی اسی قسم کی ہے جو ایک حکم الٰہی پر نامناسب و بیجا حد تک عمل کرنیسے پیدا ہو رہی ہے قرآن شریف میں ایک جگہ آیا ہے کہ شخصوں کی رائے میں ایک کی رائے[2] سے زیادہ عقلمندی ہوتی ہے " پھر کیا تھا ادنےٰ سے ادنےٰ معاملہ کیلئے بھی کمیشن مجلس مشاورت کا ہونا لازمی بنا دیا گیا ہے اور خفیف سے خفیف معاملہ کا بھی کونسل مجیدیہ کمیشنوں کمیٹیوں معاین مجلسوں الغرض ہر قسم مخزن عقلمندی و دانائی کے طومار در طومار میں جنکے خدا معلوم کیا کیا نام وضع کر رکھے ہیں پیش ہونا لابدی ہے اور اس طریق سے انصرام مہام سلطنت میں جسقدر توقف واقع ہوتا ہوگا وہ صاف ظاہر ہے ۔

ترکی فوج کے متعلق ایک اور عجیب امر یہ ہے کہ اُسکی طاقت کی حقیقی بنیاد اور اسکا اصلی مغز فوج لینڈ وہر ردیف ہی ہے جنرل وان گولٹز پاشا اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ وہ تمام جرنیل جو پچھلے محاربہ میں شریک ہوئے متفق اللسان ہیں کہ فوج ردیف ہی کو ترجیح دینے میں متفق اللسان ہیں ۔ اس فوج کے سپاہیوں کی عمر بالعموم ۲۷ و ۳۲ کے درمیان ہوتی ہے جس عمر میں ہی جا کر انکی نہایت ہی سادہ اور صحت بخش طرز زندگی اور صرف بیرونی طاقت کی وجہ سے ترکی دہقان کی طاقت پورے شباب کو پہنچتی ہے چنانچہ ردیف کے سپاہی دراز قد تنومند جسم و مضبوط ہوتے ہیں اور بینظیر ذاتی شجاعت اور حیرت انگیز طاقت تحمل و برداشت رکھتے ہیں سالکن جیش کیطرح وہ بھی نا کافی قواعد مشق کرنے پانیکی وجہ سے طبعی طور پر میدان جنگ میں کسیقدر خسارہ اُٹھاتے ہیں لیکن یہ معلوم ہو کہ مغربی و مشرقی لوگونکی عادات کی مخالفت

---

[1] یہ تفصیلی حالات کتاب محاربات پلیونا میں جو دفتر وکیل سے مل سکتی ہے مندرج ہیں ترکونکی جلادت و قابلیت پر میں تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بحث کر چکا ہوں ۔ جو سنہ ۱۹۰۵ء میں غالباً شائع ہونے والی ہے ۔
[2] مشورہ مترجم سنہ ... شاید ... شائع ... بمقصد معرکہ کی طرف شدہ ہے ۔

کی وجہ سے مشق و قواعد اُنکے لئے ایسی لازمی نہیں جیسی کہ ہم اہالی یورپ کے لئے ÷

چونکہ اِس کام کیلئے مکمل سٹاف موجود ہے ردیف پلٹنوں کے جمع کرنیمیں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ سلطنت کو فوجی اضلاع میں تقسیم کرنیکے جدید انتظام کی بدولت جسپر چند گذشتہ برسوں سے عملدرآمد ہو رہا ہے حکم طلبی سے ساتویں دن ردیف کے سپاہی کوچ کے لئے ہمہ تن تیار اپنے اپنے ہیڈ کوارٹر میں جمع ہو سکتے ہیں۔ اکثر اضلاع اب دار الخلافہ سے تار برقی سلسلہ سے منسلک ہیں اور تار برقی لائینوں کی تکمیل کا کام ہر طرف بسرعت جاری ہے[۱] ÷

[۱] اس محاربہ میں ٹرکی نے اپنی بری و بحری افواج کو جس صفائی و سرعت اور باقاعدگی سے جمع و فراہم کیا اُسکی کچھ حقیقت ناظرین کو مارچ ۱۸۹۷ء کے اخیری ہفتہ کی اجتماعی کارروائی سے معلوم ہو جائیگی جسے لیوانٹ ہرلڈ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء میں نے بالفاظ ذیل تحریر کیا۔

(منگل ۲۳ مارچ) سرحد یونان پر سلطنت عثمانیہ کے تمام حصوں سے متواتر فوجیں چلی جا رہی ہیں الاسونا کی بائنیاں ہر روز توپخانہ کی مشق کر رہی ہیں جرنیل حقی پاشا تیسری ڈویژن کی کمان لینے کیلئے ہیڈ کوارٹر سے ڈسکٹ کو روانہ ہو گیا جہاز حفظ رحمٰن کی مرمت شروع ہو گئی ہے (جو ۲۸ مارچ کو مکمل ہو گئی) آہن پوش جلالیہ پر انجنوں کے پرانے بائیلر تبدیل کر کے نئے چڑھائے جاتے ہیں جلالیہ جہاز تقریباً ہر ایک امر میں حفظ رحمٰن کے مشابہ ہے صرف یہ فرق ہے کہ اسکی آہنی چادر سات انچ موٹی ہے۔ آندھی کی وجہ سے اتوار کو دن کوئی جہاز اسقدر فوج لیکر روانہ نہ ہو سکا۔

(بدھ ۲۴ مارچ) سٹیشن مراحل میں فوج کیلئے چار بارکیں نئی تعمیر کیگئی ہیں ۔ امپیریل اسلحہ خانہ بحری میں چند تار پیڈو کشتیاں دوسرے درجہ کی سمندر جانیکیلئے تیار کیجا رہی ہیں۔ ۲۰ گھوڑے عنقریب یلدیز (واقع قسطنطنیہ) بارکوں سے تیسرے ڈویژن کیلئے روانہ کئے جائینگے مقام فٹنز (واقع اناطول) کو ۵۰۰ رد یف سپاہی بھیجی بٹالین سے پر ایک ٹرین ہزار دلی سے سالونیکا کو روانہ ہوئی ضلع روڈسٹو کے ریزرو سپاہی جنکی تعداد بارہ بٹالین ہے اور دوسری آرمی کور سے متعلق ہیں ماسر میگزین رائفل کا استعمال سیکھنے کیلئے گھروں سے طلب کئے گئے ہیں۔ صوبہ البانیا کے شمالی صدر مقام سقوطری کی مستقل آٹھ پلٹنوں میں عنقریب ایک ہزار فوج کا اضافہ کیا جائیگا۔ (یہ مقام سرحد مانٹی نیگرو کے قریب ہے)۔

فرمان شاہی صادر ہوا ہے کہ اس سال کے رنگروٹ بلا کسی توقف کے ٹھیک تاریخ معینہ پر بھرتی کئے جائیں اور اسکے بعد فوراً اپنے اپنے اردو کو روانہ کر دئے جائیں۔

میجر ابراہیم لودی آفندی دوسری آرمی کور کی کمانڈ کو ایڈریانوپل سے ٹانا کیلئے دس ہزار مارٹینی ہنری رائفلیں اور تیس لاکھ کارتوس لیکر کل شام ایڈریانوپل سے بذریعہ ٹرین سالونیکا کو روانہ ہوئے۔ روڈسٹو کے بندر میں کل بارکش مویشی کی تعداد عظیم جو بندر غنی بولی سے (بحیرہ اسود کی جنوبی ساحل پر واقع ہے) لائے گئے تھے اتاری گئی۔ بعض مویشی بحری سفر کی وجہ سے شکستہ حال تھے۔ جو جہاز فوج لیکر روڈسٹو پہنچتے ہیں اُنکو بندرگاہ میں داخل کرنیکیلئے دو دخانی کشتیاں مامور ہیں شروع اجتماع سے ۱۲ مارچ تک اس بندرگاہ میں ۱۵۰۷۰ سپاہی یعنی ۴۸ پلٹنیں جہازوں سے اتاری گئیں ہیں اور ایک سپاہی کو چار دن کا راشن دیا جاتا ہے جو وہیں ایڈریانوپل سے چار ناؤ لیکر ریزرو سپاہیوں کو بھی

فوج میں اعلیٰ افسروں کی تقرری کا قاعدہ سلطان عبدالحمید کے وقت سے جس نے فی الواقع جوانمرد اور مستعد پاپ محمود کی اصلاحی کام کا سلسلہ جاری رکھا تھا نتیجہ ہے اعلیٰ افسر کو تعداد میں تھوڑے ہیں۔ مگر انکی ناموری بڑی ہے۔ انکی فہرست میں عثمان پاشا محمود حمدی پاشا مدحت درضا پاشا ایسے جوانمرد وں کے نام شامل ہیں جنکی ہمت و کوشش اور قابلیت و لیاقت سے عثمانیہ میں ترقی کا جدید دور شروع ہوا۔ کل سلاطین کی نسبت سلطان عبدالعزیز کا عہد واقعی بہت اور قابل آدمی پیدا کرنے میں خاص فضیلت

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۴۴ پلٹنیں ہنر سیکھنے ریفلو نکا استعمال سیکھنے کیلئے طلب کیگئی ہیں سب سے اول وار دنیلا کی رجمنٹ تو پخانہ کی بریگیڈ اور بالوق انڑو قرا حصار کی پلٹنیں بلائی جائینگی ترکی اخبار اقدام لکھتا ہے کہ جہاز حمیدیہ کی کپتان نے جو ترکی سلطنت خانہ میں تیار ہوا تھا تار دیا ہے کہ میرے آہن پوش نے فی میل ساڑھے چودہ میل سفر طے کیا۔ یہ رفتار جنگی جہازوں کی اوسط رفتار سے نصف میل زیادہ ہے۔

(جمعرات ۲۵ مارچ) دخانی جہاز قیلانی ایکہزار ردیف چالیس بحری سپاہی سامان جنگ کئی سندوق اور باربرداری مویشی لیکر عظیم لنگر بندر گاہ قواق میں پہنچا۔ جہاں بحری سپاہیوں کو اتار کر فوج کو اتارنے کیلئے رودوستو کو روانہ ہوگیا۔ ستکل کوطرابزون فوقسہ اور عنبیہ واقع ایشیا کوچک کی ردیف تعدادی ۵۰۰۰ بذریعہ ریل مرادلی سے سالونیکا کو روانہ کئے گئے۔ سالونیکا کی ردیف سپاہی جو دوسری آرمی کو سے متعلق ہیں سب کے سب الاسونا پہنچ چکے ہیں۔ اور باقی اضلاع کی اسی ردیف پلٹنوں میں سے ساٹھ وہاں پہنچ چکی ہیں۔ باقی جاری ہے ان کے پہنچنے پر ترکی کی جنگی تیاریاں مکمل ہوجائینگی۔

(جمعہ ۲۶ مارچ) سرحد پر فوج سلطان کی سات رجمنٹیں جمع ہیں۔ ماسر لیفلز کے ۳ صندوق اور ۱۳ صندوق کارتوس انکے ڈاردنیلز کو روانہ کئے گئے ہیں۔

امیر المومنین نے تمام ردیف سپاہیوں کو جو طلب کئے گئے ہیں۔ انجم تیکس سے بری کردیا ہے۔ توپخانہ کی نو بیٹریاں ایک لحظہ کی اطلاع پر سرحد پر بھیجی جانیکو تیار ہیں۔ دوسری آرمی کو رائفلیں اور ڈیوک کی افواج میں اب تک ۔۷ ہزار ماسر رائفلیں تقسیم ہوچکی ہیں۔

سرحد پر جمع شدہ فوج کو ڈویژنوں کے ہیڈ کوارٹروں کے درمیان سلسلہ تار برقی قائم کردیا گیا ہے۔ دخانی جہاز قاسم پاشا کو جو ڈاردنیلز میں مقیم ہے فی الفور جنگی بیڑہ جہازات کو جا ملنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیڑہ بھی تک دہیں کلاس میں لنگرزن ہے۔ کل جمعرات کو ۲۷۸۳ سپاہی اور کئی صندوق سامان جنگ کے سپیشل ٹرینوں میں مرادلی سے سالونیکا کو روانہ کئے گئے۔

مسلح جہاز سٹامنکونی کو جو جزیرہ لمنوس کی حفاظت پر مامور ہے۔ سالونیکا کے ساحل پر گشت کرنیکا حکم دیا گیا ہے۔ سقوطری واقع البانیا کی پلٹنوں کو جنگی جمیعت میں کردئے جانیکا حکم ہوا ہے۔ مطلوبہ آدمی اس سال کے رنگروٹوں سے لئے جائینگے۔ الاسونا اور گریونیا کی پل وسڑک بنانیکی فوجی کمپنیاں اس نواح کی تمام فوجی سڑکوں اور نمرمدی پلوں کی مرمت کررہی ہیں حکام الاسونا کے قریب توجہ کے زخیرہ پانی کیلئے کچھ مصنوعی چاہ نل کے ذریعہ تیار کرنیوالے ہیں۔ الاسونا میں اسوقت سات لفٹننٹ جنرل اور چار بریگیڈئیر جنرل موجود ہیں یہاں ٹانپروں کی تعداد کافی نہ ہونیکی وجہ سے فوجی حکام نے ہر ایک پلٹن کیلئے علیحدہ علیحدہ تنور خانے بنائے جانیکا حکم دیا ہے۔ اور اس کام کیلئے بہت سے قصے ہوچکے

رکھتا ہے حال کے محاربہ کے تقریباً تمام کمانڈر۔ ادہم سپہ سالار، عمر رشدی، حمدی، حاجی خیری، حقی اور حفظی پاشا نے پہلے پہل اسی مدرسہ میں امتیاز و ناموری حاصل کی تھی ترکی افسروں کو نہایت معقول اور عمدہ تعلیم ملتی ہے۔ اور اپنے پیشہ کے متعلق بالخصوص نہایت عمدہ تربیت پاتے ہیں قسطنطنیہ کے حربی سکول کے طلبا کو جرمنی اور روسی اور فرانسیسی اور بحری کالج کے طلباء کو انگریزی لازمی طور پر سیکھنی پڑتی ہے۔ ان طلبا کو تین مدرسوں یا مدارس[1] میں جو ۹ جماعتوں میں منقسم ہیں تعلیم پانی پڑتی ہے۔ جماعتیں رشدیہ، اعدادیہ اور حربیہ ہیں جنمیں آخری ۶ فوجی کالج ہیں۔ اس سے افسروں کی تعلیم و تربیت کی عمدگی اور برجستگی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ عام سپاہی جونا وسنے افسر بھی بالکل ہی ناتعلیم یافتہ نہیں ہوتے۔ قیام مدارس کا سسٹم گو جدید ترین یورپین نظام مدارس کے ساتھ بخوبی لگا نہیں کھا سکتا۔ مگر پھر بھی بہت معقول کام دیتا ہے۔ اگر ترکی پلٹنیں کو ایک طرف مدارس میں ایسی اچھی تعلیم و تربیت نہ ملی ہو۔ اور دوسری طرف قواعد و مشق نے اُن کو جماعت تیار نہ کر دیا ہو تو وہ نہایت احتیاط اور غور و فکر سے تیار کی گئی ہدایات کی کبھی تعمیل نہ کر سکیں۔ ترکی نے فوجی جمعیت میں جو ترقی کی ہے اُس کا درست اندازہ معلوم کر سکنے کیلئے کرنیل سیف اللہ بک بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ اُس کی نسبت وان ڈر گولز

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سوداگر ابراہیم کو دیا گیا ہے بقول اقدام اب جنگی تیاری مکمل ہو گئی ہے۔ اور افواج قاہرہ اسلام و خلافت کی خدمت میں اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے اب صرف حکم سلطانی کے منتظر ہیں محکمہ توپخانہ ناصرہ کے دو افسر ۵ مارچ کو سامان جنگ و اسلحہ خریدنے کے لئے جرمنی کو روانہ ہوئے۔ پچھلے دنوں ترکی سلحخانہ میں ۲۶ توپیں تیار ہوئی ہیں۔ اخیر مارچ کو اُن کی آزمائش کی گئی جس میں سب طرح سے مکمل پائی گئیں۔

جرنیل وان ڈر گولز مشیر فوجی سلطنت علیہ عثمانیہ نے فوج کے اجتماع میں کار نمایاں کیا ہے۔ اعلیحضرت امیر المومنین نے جنگ روس دوم ۱۸۷۷ء کے قیصر ولیم اول شہنشاہ جرمنی (قیصر حال کے دادا) کو عثمانیہ فوج کی ترتیب و درستی کے لئے ایک لایق افسر کی خدمات مستعار دینے کے لئے لکھا۔ قیصر موصوف نے جرنیل صاحب کو منتخب کرکے ارسال کیا۔ یہ جرنیل وان مولٹکی (نامور جرمن سپہ سالار فاتح فرانس بہ جنگ ۱۸۷۰ء) کے لایق ترین شاگرد ہیں۔ وہ اپنے ساتھ اور بھی چند جرمنی افسر لیتے آئے۔ صاحب موصوف کی ترکی سپاہیوں کی جبلی شجاعت اور جنگی اوصاف اور سلطنت عثمانیہ کی فوجی استعداد کی نسبت جو رائے ہے وہ بست سالہ عہد حکومت سلطان عبدالحمید میں درج ہے۔ فوجی اجتماع کے شروع ہوتے ہی جرنیل موصوف مع بیس دیگر جرمن افسران کے سرحد یونان کو روانہ ہو گئے۔ ۵ سے نئے جرمن افسر حال میں جرمنی سے آکر ترکی فوج میں شامل ہوئے ہیں جن کے عہدوں کی خبر اوپر درج کی گئی ہے۔

نظارت بحریہ عثمانیہ نے درہ دانیال اور باسفرس کے قلعوں کے درمیان پانی کے نیچے تارپیڈو بچھا دئے ہیں اور دول اجنبیہ کے جہازوں کو بھر دخل کرنے سے روکنے کیلئے تارپیڈو کشتیاں اور جہاز مناسب موقعوں پر مامور کر دئے گئے ہیں۔

[1] فوجی مدارس کے تین اقسام ہیں۔ رشدیہ۔ اعدادیہ اور حربیہ۔ زیادہ تفصیل کیلئے دیکھو وقعات حصہ دوم۔

پاشا نے یہ راے ظاہر کی تھی کہ اگر یونان کے ساتھ جنگ وجدال کی نوبت پہنچ گئی۔ تو یا میں سپہ سالار ہونگا اور سیف اللہ میرا نائب۔ یا سیف اللہ سپہ سالار ہوگا اور میں اُس کا نائب۔ سیف اللہ پاشا ٹرکی کی جدید ترین فوجی تعلیم کا تربیت یافتہ نونہال ہے۔ اور یہ عام مسلمہ امر ہے۔ کہ اگر ترکوں کے پاس سیف اللہ نہ ہوتا۔ تو وہ تھسلی کے سنگلاخی اضلاع میں بمشکل ایسی حیرت افزا کامیابی حاصل کر سکتے۔ اگر ادہم پاشاہ کی کامیابیوں کی بنظر غور پڑتال کیجائے تو ثابت ہوجائیگا کہ جس اُستاد کی طفیل وہ حاصل ہوئی ہیں وہ سلطنت ٹرکی ہی باہر کا ہے۔ یہ ہمارک ٹ ابتدا جنی

له اس موقع پر پاشاے موصوف کی ناموری کے چند اسناد درج کر دینا نہ ہوگا۔ جو دو کیبل مورخہ ۵ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء نے مستند یورپین و ترکی اخبارات کی معتبر سند پر اس طرح تحریر کئے تھے۔

جنگ روم و یونان میں ادہم پاشا کے بعد سب سے زیادہ ناموری نوجوان سیف اللہ بے کو نصیب ہوئی ہے جنکو اب ٹرکی کا جنرل دان مولکی پکارا جاتا ہے۔ جنرل دان مولکی پرشیا کا وہ مدبر سپہ سالار تھا جس نے ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں فرانس کی عظیم الشان فوج کے پرخچے اڑا دئے تھے۔ جسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ جنگ شروع ہونے سے بہت عرصہ پہلے ہی اُس نے دشمن کے ملک کا چپہ چپہ علاقہ اور اُس کے تمام مورچے اور قلعہ بندیاں اچھی طرح سے دیکھ لی تھیں یہی کام اس لڑائی میں سیف اللہ بے نے کیا ہے۔ چند برس ہوئے وہ ترکی سفر متعینہ ایتھنز کے جنگی اتاچی تھے۔ مگر انہوں نے اپنا وقت سفارت خانہ میں بیکار بیٹھ کر ضایع کرنے کی بجائے یونانی سرحد کا ہر ایک مقام تمام ناکے اور درے اور کل کارآمد مقامات کو مہینوں دورہ کر کے اچھی طرح سے دیکھ بھال لیا۔ اور ان کی عکسی تصویریں اتارلیں۔ سیف اللہ بے کی اسی واقفیت تامہ کی طفیل تھا۔ کہ ترکی فوج ناقابل گذر دروں اور وادیوں میں سے بآسانی گذر گئی۔ سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا یہی ایک افسر ایسا نہیں جس نے اپنے وقت کو ایسے ضروری کام پر صرف کیا ہے۔ بلکہ اگر سلطنت علیہ کو کسی اور ہمسایہ یا بعید سلطنت سے جنگ کرنے کی ضرورت پڑ گئی۔ تو اُس وقت کل دنیا کو واضح ہوجائے گا۔ کہ ٹرکی کا صیغہ جنگ اِس غنیم کے ملک کے بھی ہر ایک نشیب و فراز سے پورا باخبر ہے۔

پر حاوی ہوتا ہے۔ بالکل واجب طور سے ٹرکی پر بھی صادق آسکتا ہے۔ کیونکہ یہ بخوبی مسلمہ اور مانا ہوا امر ہے کہ ترکی فتوحات ہر جگہ اور ہر محل پر جرمن فوجی اتالیقی کا ہی جو سلطنت عثمانیہ میں کی گئی شاندار انعکاس ہیں اور ہر موقع پر اسی اتالیقی کا باشان نتیجہ جلوہ فگن تھا۔

محاربہ یونان میں جو ممتاز جنرنیل شامل ہوئے۔ ان میں سے ایک جنرنیل جو اس محاربہ میں عملی طور پر کمانڈر نہیں بنا تھا۔ بلا ریب مشہور آفاق اور عالمگیر شہرت و نیک نامی کا مالک و قابض غازی عثمان پاشا شیر پلیونا ہے۔ ساٹھ برس ہوئے وہ بمقام اماسیہ پیدا ہوئے تھے۔ اور اون کی نسبت یہ کہنا فی الحقیقت غلط نہیں ہوگا۔ کہ انہوں نے اپنے ملک سے کبھی باہر قدم نہیں رکھا اور وہ صرف دو دفعہ روس کی قلمرو میں داخل ہوئے ہیں۔ پہلی مرتبہ اوس وقت جب کہ سب لفٹنٹ کی حیثیت سے وہ عمر پاشا کے زیر کمان ۱۸۵۵ء میں جزیرہ نما کریمیا کے مقام یو پاٹوریا کی لڑائی میں شریک ہوئے اور پھر اس لڑائی سے بعد اس نامور سپہ سالار کے ساتھ صوبہ ابہاسیا[۱] کے سواحل کو گئے اور دوسری مرتبہ اسوقت جب کہ پلیونا کے فتح ہو جانے پر اسیر جنگی کی حیثیت میں گئے تھے۔ ۱۸۶۰ء کی بغاوت درو ساں کے انطفا کے بعد عثمان پاشا کپتانی کے درجہ پر فائز ہوئے۔ ۱۸۶۷ء میں کریٹ کی بغاوت فرو کرنے والی فوج میں شامل رہے۔ اور لفٹنٹ کرنیل کے عہدہ پر ترقی پا کر سٹاف میں داخل کیے گئے۔ بحیثیت کرنیل ردیف پاشا کے زیر کمان ۱۸۷۱ء میں یمن میں معرکہ آرار رہے۔ ۱۸۷۵ء

[۱] یہ صوبہ بحیرہ اسود کے شمال مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اور کریمیا کی طرح گذشتہ صدی میں ترکوں کے ماتحت تھا۔

کے موسم خزاں میں جنرل ڈویزن اور پاشا بنائے گئے۔ ۱۸۶۹ء کے محاربہ روم
وسرویا میں ان کی زیرکمان فوج جو ویدن میں مقیم تھی۔ ترکی سپاہ کی فوج ہراول
تھی۔ اس محاربہ میں بمقام ویسلی اگورا ور سیت شار موصوف نے قابلیت اور
فنون سپاہ گری کے ایسے جوہر دکھائے کہ سن مذکور کے نومبر میں سلطان المعظم نے
اونہیں مارشل (مشیر) کا رتبہ عطا فرمایا۔ ۱۸۷۷ء کے موسم بہار میں جب روس وروم
میں لڑائی شروع ہوئی تو وہ اس وقت ۳۵ ہزار فوج سمیت ویڈن میں مامور تھے۔ اس
مقام سے اونہوں نے روسی فوج حملہ آور کو پیلو سے جا دبوچنے کے لیے (رومانیا پر حملہ)
کرنے کی تجویز کی۔ مگر اعلےٰ حکام سے منظوری نہ ملنے کیوجہ سے انہیں جارحانہ پہلو اختیار کرنے کیلیے جوانمردانہ عزم سے مجبور
ہوکر دست بردار ہونا پڑا۔ مگر جب روسی فوج حملہ آور کا قلب وادی انترا سے گذرتا ہوا ٹرنووا تک پہونچگیا۔ اور ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء کو درہ
شپکا کے راستہ کوہ بلقان کو بھی عبور کرگیا تو عثمان پاشا ناگہان بمقام پلیونا نمودار ہوکر روسی کی فوج حملہ آور کے میمنہ اور عقب کی سلامتی
کو معرض خطر میں ڈالدیا۔ اور بتاریخ ۲۰ جولائی روسی جنرل شیلڈر شولڈنر کو اور بتاریخ ۳۰ و ۳۱ جولائی روسی جرنیلان کرودنر
اور شاخسکوئی کو شکست دی۔ اور گو بعد میں رومانوی فوج نے پاشا موصوف کے وہ مورچے جو گریویتزا میں تھے چھین لیے۔ مگر خاص
پلیونا پر جیسے مورچوں کے سلسلہ در سلسلہ سے خوب مستحکم بنایا گیا تھا۔ روسی اور رومانوی دونو فوجوں کے حملوں کی کچھ پیش نہ جانے دی
جولائی کی جان گداز لڑائیوں میں فتحیاب رہنے کے صلہ میں پادشاہ نے انہیں غازی کا جلیل القدر خطاب عطا فرمایا
مارچ ۱۸۷۸ء میں روسی نظربندی سے رہائی ملنے پر اپنے ملک میں واپس آتے ہی غازی موصوف نے عثمانیہ فوج کی اصلاح و تربیت
جدیدہ کا کام شروع کردیا۔ اور ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۵ء تک وزارت حربیہ کی عہدہ پر مامور رہے ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء کی بلغاری کشمکش کے
دوران میں ۲۲ مصافی ڈویزن یعنے تین لاکھ فوج حیرت انگیز قلیل عرصہ میں جزیرہ نما بلقان میں جمع کردیگئی تھی۔ اگر مارشل موصوف
کی اعلےٰ انتظامی قابلیت۔ فوجی مستعدی خداداد استعداد تربیت و نسق اور ضبطیہ جنگی مہارت جو جرمن اتالیقوں کی تجاویز کو نصف
راہ میں ہی استقبال کرکے جالیتی تھی ممد و معاون نہ ہوتی تو یہ شاندار نتیجہ کبھی مرتب نہ ہوسکتا۔

ادہم پاشا عساکر عثمانیہ مقیمہ تھسلی کا مسلمہ مظفر و منصور سپہ سالار عمر میں ۵۴ برس سے متجاوز نہیں۔ مارشل موصوف کی شکل
ہی سے انکی انتھک مستعدی اور ضبطیہ قوت برداشت وجفاکشی کا پتہ ملتا ہے۔ جسم دبلا پتلا اور چست وچالاک۔ قد میانہ سے کسی
قدر نکلتا ہوا۔ آنکھیں فولاد شگاف رفتار و حرکات سبک و لچکدار۔ اونکی نسبت ایک مبصر کا یہ قول بالکل صداقت پر مبنی ہے
کہ "وہ ایسا آدمی ہے جو اپنے فتوحات پر شیخی بگھارنے کے بغیر اپنے کام میں مصروف ہوسکتا ہے" ۱۸۷۷ء میں محاربہ روم وروس

سلہ غازی عثمان کے فوجی کارناموں اور انکے صبر استقلال اور عزم مردانہ اور شجاعت دلیلانہ شیرانہ کے کرشموں کی حالات
بتفصیل معلوم کرنے کے لئے مطالعہ کرو کتب محاربات پلیونا و محاربات ویڈن۔

کے شروع ہونے پر وہ کرنیلی کا عہدہ رکھتے تھے پلیونا کے محاربات کے دوران میں وہ کچھ عرصہ عثمان پاشا کی زیر کمان ایک بریگیڈ کے کمان افسر رہے تھے اور اس زمانہ میں بھی سلطان المعظم اور وزارت جنگ کو انکی طرف خاص توجہ ہو گئی تھی۔ (البانیا کے صوبہ) قوصوہ کا گورنر جنرل ہونے پر مارشل ممدوح اپنے زیر حکومت صوبہ میں ویسا ہی عمدہ انتظام قائم کرنے میں ساعی رہا جیسا کہ بوسینا میں آسٹری ہنگری حکومت نے کیا ہوا تھا۔ مگر وہ امر بعہدہ پیشتاء صد نہ ہے کہ انکی مساعی جمیلہ سے کوئی دیرپا نتیجہ مترتب ہو سکتا۔

مقدونیہ اور تھسلی کی سرحد پر جمع شدہ ترکی افواج کی کمان ملنے پر مشیر ممدوح یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوئے۔ اور دوسرے دن کی شام کو آلاسونیا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قایم جا کیا جنگ کا اعلان ہوتے ہی سپہ سالار موصوف نے بتاریخ ۱۷، ۱۸، ۱۹ اپریل ملونا کے مشہور درہ اور اسکے قریب جوار کی بلندیوں کو چوٹی کی گرٹی کی بھی سکھوا فتح کر کے ۱۹ اپریل کو اپنا کالم کا ہراول تھسلی کے ہموار میدان میں بڑھا دیا اور ۲۳ ار کو بمقام قراوہ توپخانہ کی باہمی مبارزت اور پھر جنگ بالٹی کے بعد یونانی طب کو درہم برہم کر دیا۔ ایک طرف یونانی فوج کو میمنہ کیطرف سے گھیر لینے کے خطرہ میں مبتلا رکھ کر دوسری طرف اس قابل فوجی شاطر نے بتاریخ ۲۴ اپریل ٹرنادوس، اور ۲۵ اپریل کو لاریسا پر قبضہ کر لیا۔ اور ۲۷ ار کو وہاں اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کر دیا۔ ۵ مئی کی صعب معرکہ آرائی کے بعد اس نے فرسالوس کو محصور کر لیا۔ جس پر یونانی فوج تقریباً کل تھسلی کو خالی کر گئی۔

۷ مئی کو حقی پاشا کا زیر کمان ڈویژن ولسٹینو میں داخل ہوا۔ اور ۹ مئی کو ترک وولو پر قابض ہو گئی۔ ان متواتر کامیابیوں کے صلہ میں ادہم پاشا کل عثمانیہ افواج کی جو یونانیوں کے مقابلہ کیلئے جمع کی گئی تھی۔ کمانڈر انچیف (سردار اکرم) بنا دیئے گئے۔

ادہم پاشا کی سٹاف کا اعلے افسر عمر رشدی پاشا تھا۔ یہ افسر دھیمی اور متفکر طبیعت کا آدمی ہے۔ بڑا تھے ترکی سٹاف افسروں کی طرح خود مستعدانہ سبقت کرنے کا شائق نہیں۔ اسی سے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتا ہے کہ اسکے معاملات اور کاروبار مفوضہ کے انصرام میں کسی طرح کی رکاوٹ یا بے ترتیبی پیدا نہ ہو سکے۔ عمر رشدی محاربہ کے انصرام میں اعتدال و حزم و احتیاط کو مدنظر رکھنے کی تاکید کرنے والا عنصر تھا۔ وہ اس بات کا بڑا حامی تھا کہ جو کام ہو پہلے ہر خوب سوچ سمجھ کر کارروائی کیجائے بجز دلیرانہ عزایم اور بیباکانہ فوجی چالوں کا بہت مخالف تھا۔

۱۸۷۷ء کی محاربہ میں اس نے مشرقی علاقہ ڈینیوب کی عثمانیہ فوج میں محمد علی کے زیر کمان نہایت مستعدی سے کام دیا تھا۔ وہ سٹاف کا افسر بہتر سو گیا تھا متحمل، بردبار اور شریفانہ طبیعت اور مختلف الانواع و گوناگوں قابلیت و لیاقت کیساتھ وہب العطیات نے انتھک محنت و مشقت کا جوہر بھی عطا کر رکھا ہے۔ انہی خوبیوں کی بدولت سلطان المعظم اسے عساکر عثمانیہ میں یکے بعد دیگرے ممتاز عہدوں پر مامور فرماتے رہے ہیں۔ صدی کی آٹھویں عشرہ میں وہ بحیثیت کرنیل تھسلیا کی قلعہ بندی و حفاظت کی کمیشن کا ممبر بنا پھر اول اردو کے سٹاف کا اعلے افسر اور بعد ازاں پانچویں اردو (مقیمہ دمشق) کا کمانڈر ہوا۔ عمر نے اس محاربہ میں اپنے منصبی فرائض کو کمال حزم و احتیاط اور عزم و استقلال سے سرانجام دیا اسکا خاص کام اور فرض یہ تھا کہ فوج کے عقب میں آمد و رفت کے راستوں کو کھلا رکھے اور انمیں کسی طرح کی رکاوٹ نہ پیدا ہونے دے۔ اسکا سب سے بڑا ممد و معاون سیف اللہ پاشا تھا۔ جو اکثر اوقات میں

۱۸۹۵ء میں ایشیا کوچک کے ارمنی باغیان مقیم سیتونلی سرکوبی کا کام بھی اسی کو سپرد کیا گیا تھا۔

اپنے افسر اعلیٰ (عمر رشدی) سے بالکل متضاد اوصاف رکھتا ہے۔ اور بلا ریب ٹرکی کے نہایت قابل۔ ماہر ترین اور از حد سرگرم اور مستعد سٹاف افسروں کی زمرہ میں داخل ہے حیرت انگیز جنگی قابلیت کیساتھ ہی اسمیں خداداد ڈپلومیٹک (مدبرانہ و معاملہ فہمی کی) لیاقت بھی موجود ہے۔ اور مزید براں بیحد دنیادار ہے۔ اور حسب اقتضائے وقت جس رنگ کی ضرورت ہو اسے فلفور بلا تکلف اختیار کر لیتا ہے۔ بااغلب وجوہ یہ قابل نوجوان کسی دن عجیب بےنظیر سفیر بنیگا۔ اور تدبر و سیاست کے میدان میں حیرت انگیز ترقی اور ناموری حاصل کریگا۔ وہ فرانسیسی روسی یونانی۔ فارسی اور عربی زبانوں کا کامل استاد ہے۔ اور خاص تبانہ استعداد رکھتا ہے گو اسکی پرجوش اور زندہ دل طبیعت بعض اوقات اسے اپنی آراء کی تائید میں کسیقدر افراط تک پہنچا دیتی ہے سیف اللہ نے روسی محاربہ میں بحیثیت کپتان ہیڈ کوارٹر کے سٹاف میں کام دیا تھا۔ محاربہ مذکور کے بعد وہ اس مشترک کمیشن کا جو دول یورپ نے بلغیریا کی حدبندی کیلئے مقرر کی تھی ممبر رہا۔ اور عرصہ دراز تک ہیڈ کوارٹر سٹاف میں مامور رہا۔ کچھ عرصہ تک اکاڈمی کے حربیہ کالج میں گون پاشا کے ماتحت پروفیسری بھی کی۔ اور گیارہ برس سے زیادہ ایتھنز کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اتاشی (نائب) رہا قدرت نے اسے جفاکشی کی بےنظیر قوتیں عطا کر رکھی ہیں اور وہ بغضب کا انتھک پیدل چلنے والا ہے جنگی اتاشی ہونیکے زمانہ میں وہ تقریباً تمام یونان میں پیدل پھر نکلا۔ اور ملک اور باشندوں کے حالات سے ٹھیک ٹھیک اور کامل واقفیت حاصل کر لی۔ اس واقفیت نے اسے پچھلے محاربہ میں بڑا کام دیا۔ اور اسکی بدولت اسکے اعلیٰ افسر کو اوس سے نہایت بیش قیمت مدد ملی۔ لاریسا کے قبضہ کے بعد سلطان المعظم نے پاشا کا رتبہ عطا کر کے اسے قصبہ مذکور کا گورنر بنا دیا۔ محاربہ کے دوران میں اسے ہیڈ کوارٹر میں روزافزوں رسوخ واقتدار اور ناموری حاصل ہوتی گئی۔ جسقدر اجنبی نامہ نگار اور افسر میدان جنگ میں موجود تھے۔ وہ سب سیف اللہ پاشا کے نہایت ہی خوش اخلاق اور متواضع ہونیکا اعتراف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جس کسی نے جب کبھی اوس سے کوئی امر دریافت کیا۔ یا کسی معاملہ میں اوس سے مشورہ لیا۔ اوسنے حتی الامکان دریغ نہ کیا۔ اور اپنے محاسن حمیدہ و اخلاق حمیدہ سے سبکو گرویدہ بنا لیا۔ فوجی کارروائیوں کو سرانجام پہنچانیکا کام سیف اللہ پاشا اور انور پاشا دونوں کے سپرد تھا۔ انور پاشا بھی حمیدہ اور قابل ترین ترکی سٹاف افسروں میں سے ہے۔ اسنے تھسلی میں نہایت سریع اور دلیرانہ کارروائیوں سے خاص امتیاز حاصل کیا اور بلا شک اسکے لیے بھی شاندار زمانہ استقبال موجود ہے۔ یہ نوجوان ہیڈ کوارٹر کے لائق ترین منتظمین میں سے تھا۔ وہ کئی برس حربیہ کالج میں کارآمد پروفیسر اور پھر تیسری جیش (مقیمہ مناسطر) کے جنرل سٹاف میں مدتوں کر سٹافی فرائض سیکھنے میں مشغول رہنے کی وجہ سے بڑا تجربہ کار سپاہی بن گیا ہے۔ اس کئی برسوں کی مدام مشق سے اسکی سپاہیانہ مہارت اور چستی میں کوئی فرق نہ پڑ سکا۔ اسے بالخصوص محاربہ مذکور کے دوران میں اس معاملہ میں بڑی کامیابی ہوئی کہ اسنے اپنی ایسی امنگ۔ دوسرے افسروں میں بھی پیدا کر دی اور تمام ڈویژنوں کمانڈروں

سنہ ۹۸ء کی محاربہ امریکہ و ہسپانیہ کی کارروائیوں کے مشاہدہ کیلئے سلطنت عثمانیہ نے اسی نوجوان کو امریکہ روانہ کیا تھا جہاں سے وہ ستمبر میں کئی مہینوں کے بعد قسطنطنیہ واپس آیا۔ اور مفصل رپورٹ وزارت حربیہ میں پیش کر کے دولت علیہ کو بحری طاقت کی ازدیاد پر خاص توجہ دلائی گذشتہ اکتوبر قیصر ولیم ثانی نے بھی سیاحت قسطنطنیہ کے دوران میں خلیفۃ المسلمین کو بری فوج کیطرح بحری طاقت کو بھی مضبوط و مستحکم کرنیکی دوستانہ تاکید اور سفارش کی تھی جنگ یونان کیوقت سے جناب ممدوح کو خود بھی اسطرف خیال ہو گیا تھا۔ اندونوں سفارشوں نے مزید توجہ دلا دی اور انہی دنوں کریٹ (بقیہ صفحہ ۱۴۱)

میں اتحاد کی روح پھونک دی جس سے وہ اپنے اعلیٰ افسروں کی تجاویز کو قابلیت اور ذہانت کیساتھ عمل میں لانے اور تجاویز مذکورہ کو پہنچانے پر قادر ہوگئے۔ شروع محاربہ میں انور پاشا لفٹننٹ کرنیل تھے اسکے خاتمہ پر بجلدوئی خدمات حسنہ جرنیل کے رتبہ پر فائز ہوگئے کچھ عرصہ وہ وائنا کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اتاشی بھی رہے تھے۔

اب میں عساکر عثمانیہ مقیمہ تھسلی کے اعلیٰ افسران کے مجمل حالات درج کرتا ہوں۔ اول ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان تھا۔ پاشا موصوف کی عمر ۵۵ برس کی ہے۔ وہ جنرل سٹاف کالج کا پرانا طالب العلم ہے۔ طبیعت کی اکھڑپن اور ضدی ہونیکی وجہ سے اسکی کئی دفعہ افسروں اور ماتحتوں سے بگڑ چکی ہے۔ اسی محاربہ میں وہ لفٹننٹ کرنیل تھا۔ اور پلٹن کے کمانڈر کی حیثیت میں یمن کی مہم پر مامور رہا تھا۔ بعد ازاں حجاز کی پیمائش کنندہ کمیشن کا اعلیٰ افسر ہوا۔ اور کچھ عرصہ سٹاف میں رہا۔ لفٹننٹ جرنیل کے عہدہ پر ترقی یاب ہوکر وہ پہلے اس یعنی ڈویژن کا جو بروصہ سے آیا اور پھر اسکوپ کے ردیفی ڈویژن کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔ آخر الذکر ڈویژن اسی کے زیر کمان محاربہ روم و یونان میں شریک ہوا جسکو لیکر پاشا موصوف نے بمقام ڈومی نیک وڈاسی درہ ملونا پر قابض ہونے کیلئے بہادرانہ معرکہ آرائی کی۔ البتہ اسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ فرسالوس اور ڈوموکوس کی معرکہ میں وہ اپنے ڈویژن کو بسرعت یونانی فوج کے میسرہ پر نہ بڑھا لیگیا جس فروگذاشت کی وجہ سے یونانیوں کو اور زیادہ اچھی طرح سے پامال کرنیکا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔

دوم ڈویژن کی کمان نشاط پاشا[1] کی تحویل میں تھی۔ اس کی عمر ۵۰ برس کی ہے۔ وہ اس محاربہ سے پیشتر بھی کئی فوجی کارنامے دکھا چکا تھا۔ وہ نہایت ہی ذہین، باخبر، تیز فہم اور جری اعلیٰ افسروں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اور یہ عام قیاس بالکل درست ہے اسے دیگر اعلیٰ افسروں پر ایک خاص فوقیت یہ حاصل تھی کہ اس کے زیر کمان ایک بریگیڈ تمام تر رائفلوں سے مسلح تھا۔ نشاط پاشا محاربہ روس میں ڈینوب کے مغربی علاقہ کی عثمانیہ فوج میں مصری شاہزادہ حسن کے زیر کمان جنرل سٹاف کا اعلیٰ افسر تھا۔ بعد ازاں جب روسی فوج نے قسطنطنیہ پر پیشقدمی شروع کی تو اسے میدان چاٹلجہ کے مورچوں کی استحکام کا کام سپرد کیا گیا۔ اور من بعد دار الخلافہ کی حفاظت کیلئے دیگر مورچوں اور گڑھیوں کی تعمیر کی نگرانی کرتا رہا۔ جب ۱۸۸۵ء میں یونان کے برخلاف فوج فراہم کرنے جانیکا فیصلہ کیا گیا تو وہ بروصہ کے ردیفی ڈویژن کو لیکر الاصونا پہنچ گیا تھا۔ گذشتہ محاربہ میں بالاکیسر[2] کا ردیفی ڈویژن اسکے زیر کمان تھا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) یورپین طاقتوں کی صریح نامنصفانہ کارروائی بلکہ جبر و شہ زوری نے کسی سفارش و تاکید کی بھی ضرورت نہ رہنے دی سلطان المعظم پر بمنزلہ حق الیقین واضح ہوگیا کہ انکی بحری اور ساحلی مقبوضات کی سلامتی صرف بحری طاقت کے استحکام پر منحصر ہے اور وہ پوری سرگرمی سے جیسا کہ ایک آئندہ نوٹ سے ظاہر ہو جائیگا اسطرف مصروف ہوگئے۔ لیکن اس سے یہ قیاس کیا گیا کہ جناب آپ پہلے بالکل ہی غافل تھے۔ برعکس اسکے وہ مالی گنجائش کے مطابق پہلے بھی کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے رہتے تھے۔ فرق یہ ہے کہ پہلے یہ کام گنجائش پر منحصر تھا اور اسے ترین ضرورت نہیں شمار نہیں ہوتا تھا۔ اب جسطرح ہو گنجائش نکالی جاتی ہے اور اس کام کو کسی دوسری ضرورت پر مقدم کر دیا گیا ہے۔ سلطان المعظم کی سابقہ بحری پالیسی پر میں تعارف کے واقعات کے ایک طویل حاشیہ میں بحث کر چکا ہوں۔ مترجم۔ [2] ایشیا کوچک کا ایک ضلع اور قصبہ جو بروصہ سے بجانب جنوب واقع ہے۔

[1] جولائی ۱۸۹۶ء میں پاشا موصوف جو یونان کی سرحد کے قومی افسر تھے کسی شخص کی گولی چلانے سے سخت مجروح ہوئے۔ مگر جلد صحتیاب ہوگئے سلطان المعظم نے علاج کیلئے آستانہ سے خاص سلطانی ڈاکٹر بھیجا تھا۔

تیسری ڈویژن کا کمانڈر ممدوح پاشا بھی ابتدا میں جنرل سٹاف سے تعلق رکھتا اور اسکے مستعد اور قابل ترین ارکان میں سے تھا۔ روسی محاربہ میں بھی اسے جبکہ وہ لفٹنٹ کرنیل تھا۔ خاصی ناموری حاصل ہوئی تھی۔ محاربہ مذکور کے بعد وہ چوتھی آرمی کور کے سٹاف کا چیف ہوا۔ اور بعد ازاں ارض روم میں ایک بریگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اس کمان کے زمانہ میں اسے روسی ترکی ایشیائی سرحد پر قلعہ بند اور خوب مستحکم فوجی گڑھیاں کی تیاری تعمیر کی نگرانی کا کام بھی سپرد کیا گیا تھا۔ اس عہدہ سے وہ فوج کی ترتیب جدید کے کام میں مدد دینے کیلئے وزارت حرب کے دفتر میں بلا لیا گیا تھا۔ محاربہ یونان میں اسکے ماتحت بروصہ کا ردیفی ڈویژن تھا جسکو لیکر اسنے بمقام ملیروس اور وسینوس یونانی مورچوں پر بکمال دلاوری سے حملہ کیا۔

چھٹے ڈویژن کا کمانڈر حمدی پاشا تھا۔ جو فوج حملہ آور کے انتہائی میسرہ پر رہکر تھریس میں بڑھتے وقت کار آیا اور دلیلیا وغیرہ مقامات پر خوب بہادری سے لڑا۔ حمدی مستعد سپاہی اور کارکن آدمی ہونیکی شہرت رکھتا ہے ۱۸۷۷ء کے ان جانگداز مہموں میں جو درہ شیپکا پر ہوئے اسے اپنی بینظیر استقامت و استقلال اور باحوصلگی کی وجہ سے خاص ناموری حاصل ہوئی۔ ٹرکی کے ایشیائی اور افریقی مقبوضات یعنی وان۔ ارض روم اور طرابلس الغرب میں مختلف عہدوں پر مامور رہنے سے اپنے ملک کے حالات سے وسیع واقفیت اور مختلف الانواع و گوناگون قسم کا معقول فوجی تجربہ حاصل کرنیکا موقع ملگیا۔ جب یونان سے لڑائی شروع ہوئی وہ طرابزون کے ردیفی ڈویژن کا کمانڈر رہا جہاں سے حکم ملنے پر سیدھے الاسونہ جمع شدہ فوج میں پہنچ گیا۔

چوتھی ڈویژن کا کمانڈر میجر جنرل حیدر پاشا مارشل اسمعیل پاشا کا بیٹا تھا۔ اوسنے اپنے باپ کی سعی سفارش سے بہت جلد ترقی کی ہے۔ نسبتاً چھوٹی سی عمر میں ہی سٹاف میں کام کرنے کے بعد وہ کرنیل اور سلطان المعظم کا ایجوٹنٹ ہو گیا۔ اسکے بعد اسکی ترقی کی رفتار نسبتاً سست رہی۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا رہا کہ وہ اعلے حکام کو فراموش ہو گیا ہے۔ اس لڑائی سے پہلے وہ کسی محاربہ میں شریک نہ ہوا تھا۔ ۱۸۹۷ء میں بزمانہ مناسب اسے وقت پر جنرل کے رتبہ پر فائز ہوا۔ اور سالونیکا کے ردیفی بریگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اس بریگیڈ کیساتھ وہ میدان کارزار کو گیا۔ اور عمر رشدی کی ترقی پاکر چیف سٹاف افسر مقرر ہونے پر عمر رشدی کی جگہ پانچویں ڈویژن کا کمانڈر بنادیا۔ سطور مندرجہ صدر سے ناظرین پر واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ تقریباً تمام سربر آوردہ افسر جنرل سٹاف میں رہ چکے تھے اور عساکر عثمانیہ میں محض اپنی برجستہ علمی تعلیم حربی اور فوجی خدمت کے ذاتی تجربہ اور وسعت معلومات کے طفیل بتدریج اعلے مراتب پر فائز ہوئے تھے صرف تیسرے ڈویژن کا کمانڈر ممدوح پاشا ایسا افسر ہے جسنے معمولی سپاہی کے درجہ سے ترقی کی۔ اوسنے ۱۸۷۷ء میں بمقام پلیونا بینظیر شجاعت و بسالت دکھائی۔ مگر حوران کے دروزوں کی بغاوت کیوقت تک اسکی حیرت انگیز فوجی قابلیت پورا نشو و نما پا سکی اور دنیا پر بخوبی مبرہن ہو سکی۔ اس بغاوت پر اوسنے ۱۸۹۵ء میں بشرکت ابراہیم پاشا غالب آکر ملک کے اس حصہ کی خوفناک اور دور تک پھیل گئی ہوئی بدامنیوں کو یکبارگی دبا دیا۔ باغیوں کے دل بادل پر اپنی مستعدی اور مہارت سے اسطرح فی الفور غالب آجانیکا صلہ میں

---

۱ اسی دروزی بغاوت کے حالات جو پہلی مرتبہ ۱۸۹۵ء میں اور دوبارہ جولائی و اگست ۱۸۹۶ء میں ہوئی ہیں سالہ عہد حکومت کے ایک ضمیمہ میں مفصل درج ہیں دروزی کے لفظ سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ دروزیوں کی یہ پہلی بغاوت تھی سابقہ شورشوں کے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ میں مندرج ہیں۔ مترجم

اور سے جنرل کے رتبہ پر فائز کیا گیا اور حوران کا گورنر بنایا گیا ۱۸۹۶ء میں وہ وہاں سے البانیا کو تبدیل ہو کر دیرا کا گورنر بنایا گیا کیونکہ اس علاقہ کے شورہ پشت اور جنگجو باشندوں کو قابو میں رکھنے کیلئے زبردست دل و دماغ اور فولادی پنجہ رکھنے والے حاکم کی ضرورت تھی محاربہ روم و یونان میں اول سے آخر تک متذکرہ دستہ اکا ردیفی ڈویژن اسکے ماتحت رہا۔

توپخانہ کا کمانڈر رضا پاشا تھا۔ یہ نوجوان اور بخوبی تعلیم و تربیت یافتہ جنرل اپنے منصب کے متعلق درست و بحیطہ علمی و واقفیت رکھنے کے علاوہ اعلے افسر کے فرائض سے بھی پورا پورا واقف ہے وہ گولڈن ہارن (شاخ زرین یعنی خلیج قسطنطنیہ) کے مدرسہ توپخانہ کا پرانا طالبعلم ہے۔ جرمانی ملنے پر اسکی عمر چالیس برس سے متجاوز نہ تھی۔ وہ ابھی بہت ہی کم عمر تھا کہ اوسے مزید تعلیم و مطالعہ کیلئے یورپ میں جرمنی میں بسر کرنیکا حکم ملا۔ اور اسکے ساتھ ہی ۲۷ ویں فیلڈ آرٹلری (میدانی توپخانہ کی) رجمنٹ میں ایک افسری کے عہدہ پر مقرر کر دیا گیا توپخانہ کے معاملات کے متعلق اسکی واقفیت لیاقت اور مہارت سے قابلترین یورپین افسر توپخانہ سے کم نہیں۔ اسکی تعلیم و تربیت کامل ہے اور جدید ترین اصولوں اور قواعد سے بخوبی ماہر ہونیکے علاوہ بہادر اور مستعد آدمی ہے۔ لڑائی شروع ہونیکو تھی کہ اوسنے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں فوج توپخانہ کو ایسی عمدگی اور کمالیت سے ازسر نو مرتب اور درست کر لیا کہ فوج مذکور زیادہ تر ماتحت افسروں کی عمدہ تربیت اور انکے اس صف کی بدولت کہ وہ صادر شدہ احکام کی فی الفور تہ کو پہنچ جاتی تھی۔ محاربہ میں شاندار کار نمایاں دکھائے

صوبہ اپیرس میں تجربہ کار سردار آزمودہ احمد حفظی پاشا اعلے کمان افسر تھا۔ اسکی فوجی ناموری کا سکہ روسی محاربہ کے وقت سے بیٹھا ہوا ہے۔ اوسوقت وہ عثمان پاشا کی زیر کمان فوج کے ایک ڈویژن کا کمانڈر تھا۔ اور اپنی فوج سے پلیونا اور راوڈخانیہ کی میانی مقام دوبنیک کی عجیب شاندار طریق سے محافظت کی تھی۔ اس بہادری کی طفیل اسکا نام شیر دوبنیک پڑ گیا تھا۔

اس محاربہ کے بعد وہ لفٹنٹ جنرل کے رتبہ پر فائز ہوا ۱۸۸۸ء میں ینیا (جنوبی البانیا) یا اپیرس کے صدر مقام کا گورنر اور ۱۸۹۶ء میں اس عہدہ کے ساتھ ہی ترکی افواج مقیمہ سرحد یونان کا کمانڈر بھی بنا دیا گیا۔ محاربہ روم و یونان کے شروع ہونے پر اسکی عمر ستر برس کی تھی جنمیں سے پچاس برس افسر اور تقریباً بیس برس لفٹنٹ جنرل رہا۔

بالا خوان تین کمانڈروں کا ذکر کیا جاتا ہے جو محاربہ کے دوران میں سرحد اپیرس پر کمانڈر تھے یہ کمانڈر لفٹنٹ جنرلیان مصطفےٰ پاشا۔ عثمان پاشا۔ اور محمد سعد الدین پاشا تھے۔

مصطفےٰ پاشا کی ملازمت کا حصہ کثیر وزارت جنگ کے فوجی اور انتظامی سر رشتوں میں بسر ہوا تھا۔ جہاں وہ کمیٹی انفنٹری و شاف اور کسیقدر کمسریٹ کی ترتیب جدید اور درستی کے کاروبار میں مصروف رہا ۱۸۸۳ء میں یہ نکاوی کی ایک ریفی بریگیڈ کا کمانڈر مقرر ہوا۔ اپنی عملی خدمت کے متذکرہ صدر شعبوں میں جنمیں کام کرنیوالے کی نسبت طبعی طور پر یہ قیاس کر لیا جاتا ہے کہ وہ فوج کے حالات و معاملات سے صحیح علم و واقفیت رکھتا ہے۔ اوسنے کامل اصلاحات کی بنیاد قایم کر دی ۱۸۹۳ء میں یمنی بغاوت کی چھوٹ پڑنے پر مصطفےٰ پاشا اوسکے انطفا پر مامور کیا گیا۔ اور اسکام کو تھوڑے سے عرصہ کامیابی کیساتھ سر انجام پہنچا دینے کے صلہ میں

لہ اسکی مفصل کیفیت کے لئے دیکھو محاربات پلیونا حصہ سوم

لفٹنٹ جنرل کے رتبہ پر فایز کیا گیا۔ گذشتہ محاربہ یونان شروع ہونے پر وہ اپنا ڈویژن لیکر ایا ٹرس گیا لیکن ابھی پہنچا ہی تھا کہ اس کی ایڈ کی پلٹنوں کا ایک حصہ باغی ہوگیا۔ جس پر وہ نظر بند ہوکر قسطنطنیہ بھیجدیا گیا۔

لفٹنٹ جنرل عثمان پاشا جبکہ وہ بحیثیت کپتان ہیڈ کوارٹر سٹاف میں تھا۔ دو برس روسی رجمنٹوں میں کام سیکھنے کے لئے روس بھیجدیا گیا تھا۔ اور ان دو برسوں کے بعد سینٹ پیٹرز برگ کی عثمانیہ سفارت میں اٹاشی مقرر کردیا گیا تھا۔ اس نے اردمنیا کی قلعہ بندی اور استحکام میں قابل تعریف خدمت دی۔ اور اس کے صلہ میں اوس علی کمیشن کا ممبر بنا دیا گیا جس قلعبندیوں کے نقشے اور تجاویز سپرد تھیں۔ محاربہ یونان کے آغاز پر وہ لفٹنٹ جنرل اور ڈویژن کا کمانڈر بنا دیا گیا۔ اوس نے اپنی افواج سے کامیابی کیساتھ کام لیا اور بالخصوص معرکۂ یورومین نہایت قابلیت اور شجاعت دکھائی۔

لفٹنٹ جنرل محمد سعد الدین پاشا ہیڈ کوارٹر سٹاف کا رکن اور سرزنگو دینا میں مجیب پاشا کا ایڈیکانگ تھا۔ پھر محاربۂ روس کے آخری حصہ میں سلسٹریا کے قریب شریک کارزار رہا۔ محاربہ کے بعد جسکے دوران میں وہ ۲۶ برس کی چھوٹی سی عمر میں کرنیل کے رتبہ پر فائز ہوگیا تھا۔ وہ کچھ عرصہ وزارت حرب کے سررشتہ میں مامور رہ کر اس کے مالی صیغہ میں کام کرتا رہا۔

ارمنی بغاوت کے دوران میں وہ امپیریل کمشنر کی حیثیت میں وان کو بھیجا گیا۔ جہاں وہ جلد رعایا کی سرجوشی و تشویش کو فرو کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ان خدمات کے صلہ میں سلطان المعظم نے اوسے طبقۂ عثمانیہ کی مرصع بالماس علی حمایل عطا فرمائی۔ محاربہ یونان میں اسے ایک ردیفی ڈویژن کی کمان تفویض کی گئی جو لورو کی لڑائی میں عثمان کے ڈویژن کیساتھ شریک تھا۔ فریقین میں جنگ ملتوی ہو جانے پر وہ پھر سررشتہ حرب میں اپنے پرانے کام پر چلا گیا[1]۔

فصل ہفتم۔ ترکی بیڑہ جہازات

جرمن افسر کا بیان ہے کہ بری افواج کے علاوہ ٹرکی کی بحری طاقت کو بھی گو اوسنے محاربہ میں بہت ہی خفیف کام دیا اوس کی فوجی قوت کا اندازہ کرتے وقت مدنظر رکھ لینا واجب ہے۔ ترکی نیوی (دونمہ۔ بحری طاقت یا بیڑہ جہازات) میں فن

[1] اس باب کے خاتمہ پر ایا ٹرس کی ترکی فوج کی نسبت ایک واقفکار و منصف مزاج انگریز کی رائے جو سالہا سال کی تجربہ اور مشاہدہ کے بعد قایم کیگئی تھی درج کر دینا بیجا نہ ہوگا انکا نام کپتان نارمن ہے۔ اور ولایت کے ایک ماہوار رسالہ میں ترکی فوج کی موجودہ حالت کا ۱۸۷۷ء کی حالت سے باوضاحت مقابلہ کیا ہے ان کی تحریر مصداق الفضل ما شہدت بہ الاغیار نہایت قابل وثوق ہو سکتی ہے۔ صاحب موصوف نے ۱۸۹۰ء میں جبکہ وہ اسوقت کی فوج کی حالت پر ایک رسالہ شایع کیا تھا جسمیں انھوں نے یقین کیساتھ تحریر کیا تھا کہ ترکی فوج ان اصلاحات کے طفیل جو اعلیٰ جنگی کمیشن کی نگرانی میں جسکی میر مجلس خود اعلیٰ حضرت امیر المومنین ہیں اور جو ہر ایلدز کوشک میں اجلاس کرتی رہتی ہے۔ رایج کیگئی ہیں کسی آئندہ لڑائی میں خواہ اسکا مد مقابل کوئی ہو اپنی شجاعت و کار آزمودگی کا پورا ثبوت دیگی جو اب محاربہ روم و یونان کے نتیجہ سے ہو چکا ہے۔ ان کا بیان بالکل درست ثابت ہوا۔ کپتان ممدوح اس جنگ میں ترکی فوج مقیمہ صوبہ ایا ٹرس کے ہیڈ کوارٹر کیساتھ تھے اور انہوں نے صوبہ

آہن پوش جہازوں میں توپوں کی حفاظت کیلئے بم پروف خانے ہیں۔ انکے نام مسعودیہ[1] حمیدیہ و آثار توفیق ہیں۔ اول الذکر

بقیہ صفحہ سابق) کی لڑائیوں اور ہماریوں کے حالات نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرمائی ہیں جس میں انہوں نے ترکی فوج کی اس ترقی کا ذکر کیا ہے۔
جو اس کو پچھلے بیس برس میں حاصل ہوئی ہے۔ ۱۸۷۷ء کی ترکی فوج کی نسبت وہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ محاربہ روم و روس میں ترکی فوج کے اہم
نقص یہ تھے کہ اسٹاف کا اس میں نام و نشان تک نہ تھا اور افسر بالکل ناقابل اور جاہل تھے۔ مختار پاشا (سپہ سالار افواج آرمینیا) کے ساتھ کوئی اسٹاف
نہ تھا۔ اور نہ کوئی ایسا افسران کے ساتھ تھا۔ جو دشمن کی جمعیت اور ملک کی قدرتی کیفیت کو معاینہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ بہت
تھوڑے افسر نقشہ کو پڑھ سکتے تھے۔ اور نقشے بھی بہت تھوڑے تھے۔ اور جو تھے بھی وہ آسٹریا کے چھپے ہوئے۔ میدان جنگ میں تار برقی سے
کوئی کام نہ لیا گیا تھا۔ کیمپ بے فاصلہ پکٹ اور پہرے بٹھا دئے جاتے ہیں تھے۔ ڈویژنوں بریگیڈوں اور رجمنٹوں کے کمانڈر اپنی فوجوں سے
کام لینے اور ان سے فوجی نقل و حرکت کرانے کے فن سے ناآشنا تھے۔ اور کیمپوں کے صاف رکھنے کیلئے کوئی کوشش نہ کی جاتی تھی۔ میدان جنگ
کیلئے تقریباً کوئی ہسپتال موجود نہ تھا۔ اور مجروح سپاہیوں کے اعضاء قسطنطنیہ سے منظوری طلب کئے بغیر قطع نہیں کئے جا سکتے تھے۔ میدان
جنگ میں فوجی خزانہ بالکل خالی تھا۔ اور کمسریٹ کا انتظام کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ۱۸۹۷ء میں کل نقشہ بدلا ہوا ہے۔ ڈویژنوں کے کمانڈر عثمان پاشا
و ابراہیم پاشا۔ یہ دونو افسر صوبہ ایپائرس کی فوج پر مامور تھے۔ جنکا مارشل ادہم پاشا سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور علمی و عملی
دونو طرح کے فن جنگ میں پورے ماہر تھے۔ اور انکو اسٹاف افسر ایسے چالاک اور ذہین تھے۔ کہ کسی فوج میں ان سے بہتر نہیں دکھائی دیتے۔ جنرل پاشا
کے دونو ڈویژنوں کے اعلیٰ اسٹاف افسر میجران اسد و صالح بک کئی برس جرمن فوج میں رہ چکے تھے۔ اور ٹوپی کی چوٹی سے لیکر بوٹ کی ایڑی تک
ہر جوڑ بند انکی سپاہی گری کا شاہد تھا۔ تمام رجمنٹوں کے افسروں اور اسٹاف افسروں کو ملک کی نہایت درست نقشے تقسیم کئے گئے تھے۔
جو ۱/ کے پیمانہ پر تھے۔ ڈویژنوں کے کمانڈروں کے پاس اس نقشہ کے علاوہ ایک ایک نہایت ہی عمدہ نقشہ رنگین ۱/ کے پیمانہ پر تھا۔ ان سے
عمدہ نقشے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ محکمہ تار نو جونکہ مرزا تھا اور گو عیسائی باغی اکثر تاروں کو کاٹ جاتے تھے۔ تاہم محکمہ مذکور نہایت قابل تعریف
درستی اور سرعت سے کام دیتا رہا۔ پکٹ اور دور کے پہرہ کے فرائض کو نظام فوج میں تجربی سمجھی تھیں۔ اور صوبہ مذکور کے تینوں بریگیڈوں
کے کیمپ صفائی و پاکیزگی میں اپنی آپ ہی نظیر تھے۔ آدمیوں اور گھوڑوں کے لئے پانی پینے کا الگ الگ انتظام تھا۔ پاخانے نہایت احتیاط
سے بنائے گئے تھے۔ اور ہر روز صاف کئے جاتے تھے۔ میدانی فوجی ہسپتال ہر ایک ڈویژن کے ہیڈکوارٹر میں موجود تھے ایک بمقام پیریو یزتین بمقام
فلپیاڈیس ایک بمقام پلاکا اور پانچ جانینا میں تھے ان سب میں بالمجموع دو ہزار بیمار اور مجروح سما سکتے تھے۔ مگر ... کا انتظام ہے کہ طبی ڈاکٹروں
پر بیماریوں کی جد ان بھر مار نہ پڑے۔ قطع اعضاء کیلئے قسطنطنیہ سے اجازت منگوانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ بیہ اسپتال کے اعلیٰ طبی افسر کی رائے پر
منحصر تھا۔ جانینا کے ہیڈکوارٹر کا فوجی خزانہ بھرپور تھا۔ اور عثمان پاشا ہر وقت نہ فقط ان دیہاتوں کو جنکے ... باربرداری کیواسطے لئے جاتے تھے
کرایہ دے سکتے تھے۔ بلکہ فوج کیلئے جو بھیڑ بکریاں خریدی جاتی تھیں۔ ان کی قیمت بھی فی الفور ادا کر دیتے تھے۔ سپاہی بھی روپیہ سے خالی نہ تھے
تھے انکو بھی تنخواہ برابر ملتی رہتی تھی اور گو البانوی طلب یا لوٹ مار کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر دو م آرمی کور (اردو) کے سپاہی نہایت
انضباط و التزام کے ساتھ ہر ایک چیز کی جس کی انہیں ضرورت ہوتی تھی قیمت ادا کر دیتے تھے۔ مئی کے اخیر میں جانینا (بقیہ بر صفحہ ۱۴۷)

[1] دیکھو صفحہ ۱۴۰

بقیہ جہاز ۱۲۷۰ ٹن اٹھانیکی قابلیت رکھتا ہے وہ ۱۹۰۳ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا اسپر بارہ توپیں منہ کیطرف سے بھرنے والی آرمسٹرانگ قسم کی تین انچ قطر کی کرپ ۲۰ جلد چلنے والی اور کلدار توپیں نصب ہیں اسکی زرہ کی آہنی چادریں ایک فٹ دبیز ہیں۔ مگر آثار توفیق کیطرح اس کی چادریں بھی آہنی ہیں تینوں جہازوں کی رفتار فی گھنٹہ تیرہ ناٹ ہے۔ حمیدیہ اور آثار توفیق اس سے چھوٹے ہیں اول الذکر کا وزن (یعنے وزن اٹھانے کی قابلیت) ۲۷۰۰ ٹن اور آثار توفیق کا ۵۰۰۰ ٹن ہے۔ لیکن حمیدیہ ۹ انچ دبیز مرکب چادروں سے محفوظ ہے اور اسکی تمام بھاری توپیں کرپ قسم کی ہیں اسپر ۱۰ انچ قطر کی دو چھ انچ کی چھ ۴½ انچ کی اور مشینی توپیں ہیں آثار توفیق پر آٹھ ۴½ انچ کی دو آٹھ انچ کی چار جلد چلنے والی اور سات کلدار توپیں ہیں۔ آثار توفیق اور مسعودیہ کو مصافی جہاز سمجھا جاسکتا ہے مگر چاروں آہن پوش بہ جدار جہاز عزیزیہ محمودیہ، عثمانیہ اور اعانیہ لڑائی کے مقاصد کیلئے محض ناکارہ ہیں کیونکہ انکی زرہ بہت ہی پتلی ہے البتہ باربرداری کے کام کیلئے بہت کارآمد ہیں ایک

(بقیہ صفحہ سابقہ) سے آگے بڑھنے کیوقت فوج میں باربرداری کا انتظام نہایت مکمل تھا۔ ہر ایک پلٹن کے ساتھ دو سو یا خچریں تھیں۔ اور مقامات سرونیا فلیپا وغیرہ قصبوں کا رروان ملونہ اور رجانیا میں ڈیپو قائم کردئے گئے تھے۔

اسکے بعد کپتان نارمن تحریر فرماتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ عثمانیہ نے اس محاربہ میں عثمانیہ فوج کا بہترین اور قابل ترین حصہ نہیں بھیجا تھا چار رجمنٹ پیدل کے سوا اور کوئی رجمنٹ باقاعدہ فوج نظام کی سلطان المعظم نے میدان جنگ کو روانہ نکی یہ میدان جنگی ردیف فوج نے جیتا ہے نظام فوج اپنے چھاونیوں اور بارکوں ہی میں مقیم رہی تھی۔ اگر سرویا و بلگیریا بھی یونان کے ساتھ شامل ہوجاتے (گو جبتک یونان صوبہ مقدونیہ کا دعویدار ہے۔ یہ دونوں میں اسکی بجائے زیادہ تر سلطان کی طرفدار رہینگی) تو ترکی کو اس کی کچھ پرواہ نہوتی اس نے ان دونوں ملکوں کی سرحد پر منزل بمنزل ایکسو تین پلٹن نظام فوج بٹھا رکھی تھی جو سب کی سب ماوزر میگزین رائفلوں سے مسلح تھی۔ اب گو باب عالی کو ان دونوں ملکوں کے ساکت رہنے کا یقین تھا۔ مگر اسنے یونان ایسے حقیر دشمن کے ساتھ مقابلہ پر نظام فوج روانہ کرنیکی کوئی احتیاج نہ تھی۔

پس ترکی نے ثابت کردیا کہ وہ یونان ایسے ملکوں کو صرف بائیں ہاتھ کی ضرب سے تباہ کرسکتی ہے۔ کیونکہ ردیف اور نظام کی وہی نسبت ہے۔ جو ہندوستان کی گورہ فوج کو پولیس کے رنگروٹ سے ہے۔

۱؎ ترکی بیڑہ جہازات کی کمزوری کے متعلق محاربہ کے دوران میں یورپین اور بالخصوص انگریزی اخبارات بہت کچھ لاطائل ہذیان بکتے رہتے تھے۔ جنکی اکثر غلط روایات کی اوسی زمانہ میں ہم اخبار وکیل میں متعدد واقعات کو پیش کرکے کافی تردید کردیتے تھے۔ لیکن اسمیں کوئی کلام نہ تھا کہ یورپین اخبارات کی کل مدعیات ہی بالکل غلط نہ تھیں۔ ترکی بیڑہ کے کئی جہازات قابل اصلاح و درستی تھے۔ جنکی درستی کا کام [illegible] کے حکم و منشاء سے جنگ مذکور کے دوران میں ہی شروع کردیا گیا۔ اور اب تک اس معاملہ میں بڑی سرگرمی سے کام کیا جارہا ہے چنانچہ متعدد جہازات کی درستی خاص سلطانی کارخانہ میں ہوچکی ہے۔ اور کئی نئے جہاز اور تارپیڈو کشتیاں بھی اسوقت تک تیار ہوچکی ہیں۔ مزید براں ترکی بیڑہ کے دو بڑے جہاز مسعودیہ اور آثار توفیق از سرتاپا جدید طرز پر مسلح اور مرمت کئے جانیکے لئے جنوری ۱۸۹۹ء میں شمالمغربی اٹلی کے بندرگاہ جنوا کے کارخانہ انسالڈو میں بھیجے گئے۔ اور خدا نے چاہا تو تھوڑے عرصہ میں ترکی بیڑہ کو پھر سابقہ عظمت اور طاقت حاصل ہوجائیگی۔ مترجم

۲؎ انگریزی بیڑہ کے وہ جہازات اول درجہ کے کہلاتے ہیں جو ۹۵۰۰ ٹن یا اس سے زیادہ وزن اٹھانیکی قابلیت رکھتے ہوں اور ۱۸ ناٹ فی گھنٹہ سے کم رفتار نہ چلیں

دو ہزار آدمی سوار ہو سکتے ہیں۔ فریگیٹ[۱] حمیدیہ ترکوں کی بحری صناعی و کاریگری کا نمونہ ہے۔ اس کی تعمیر ۱۸۷۴ء میں عبد العزیز کے عہد میں شروع ہوئی۔ اور بمشکل تمام کہیں ۱۸۸۵ء میں جا کر ختم ہوئی۔ لیکن جب اسے موجودہ سلطان کی سعید و مظفر نام سے موسوم کر کے سمندر میں اتارا گیا۔ تو انجنیری اور عمارتی نقصوں کی وجہ سے بے قابو ثابت[۲] ہوا نہ بریں اسے پھر دوسری جہازوں نے کھینچ کر کارخانہ میں پہونچا دیا۔ جہاں وہ تب سے اپنی زندگانی فلسفیانہ غور و فکر اور سوچ بچار میں بسر کر رہا ہے

[۱] فرائیگیٹ اس جہاز کو کہتے ہیں۔ جو کاروٹ اور مصافی جہاز کی بین بین ہو۔ بالفاظ دیگر اسے چھوٹا مصافی جہاز سمجھنا چاہیئے

[۲] برعکس ازیں جیسا کہ میں ترکی کی موجودہ حالت میں لکھ چکا ہوں۔ مسٹر ویلٹی نے سٹیٹ مینز ائیر بک بابت سال ۱۹۰۶ء میں حمیدیہ کے کارخانہ یا آرسینل سے باہر نہ نکلنے کی وجہ یہ بتائی تھی۔ کہ اس کی تسلیح (توپیں وغیرہ نصب کرنیکا کام) ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا یہ جہاز اس بیڑہ میں جو ۲۰ مارچ ۱۹۰۹ء کو گولڈن ہارن سے دردانیال کو گیا شامل تھا۔ اس بیڑہ کی روانگی اور اس کے جہازات کے مجمل حالات وکیل مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۹ء کی مندرجہ ذیل نوٹ سے ظاہر ہے۔

قسطنطنیہ کے بندرگاہ گولڈن ہارن شاخ زریں سے ۲۰ مارچ کے سہ پہر کو چھ عثمانیہ آہنی جہاز اور تین تارپیڈو کشتیاں نلیٹ امیر البحر حسن رامی پاشا کی زیر فرمان روانہ ہوئے۔ لاکھوں تماشائی ان کی روانگی کو دیکھنے کے لئے بندرگاہ کی ساحل اور مکانوں کی چھتوں اور دریچوں پر جمع تھے۔ اور ان کے جوش کا کوئی حد و حساب نہ تھا۔ روسی سفیر اور کئی اور سفرا بھی موجود تھے۔ جہازوں کے گذرنے کیلئے پونے چار بجے گولڈن ہارن کے دونو پلوں کو درمیان سے اٹھا دیا گیا۔ اور پلوں کے دونو جانب فوجی پہرا کھڑا ہو گیا ۱۸۷۷ء کی لڑائی کے بعد اب پہلی دفعہ ترکی بیڑہ نے اپنے مستقر سے حرکت کی ہے۔

سب سے پہلے مسعودیہ آہن پوش نے حرکت کی اور اسکے کپتان نے اس کو نہایت سلیقہ اور چابکدستی سے پل کے درمیانی راستہ سے جو بہت تنگ تھا گذارا۔ یہ جہاز ترکی بیڑہ میں سب سے بڑا ہے۔ اسکا وزن ۹۱۲۰ ٹن ہے اور اس پر بھاری توپیں نصب ہیں اسے تیار ہوئی اگرچہ ۴۰ برس گذرے ہیں۔ لیکن پھر بھی اول درجہ کا جنگی جہاز شمار ہوتا ہے۔ نئے روغن سے اس کی ٹیپ ٹاپ اور بھڑک اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کے بعد ایک چھوٹی سی مگر پھرتیلی تارپیڈو کشتی گذری۔ اور پھر حمیدیہ آہن پوش جو ترکی سلطنت میں تیار کیا گیا تھا۔ یہ مسعودیہ سے بہت چھوٹا ہے۔ اس کا وزن ۴۰۰۰ ٹن ہے اور صرف ایک چمنی دھواں نکلنے کی رکھتا ہے۔ پل کے قریب پہنچکر اسکو پل سے ٹکرا نیکا اندیشہ ہو گیا۔ لیکن کپتان نے پھرتی کر کے جہاز کو پچھلی طرف لوٹا لیا۔ اور پھر سیدھا کر کے پل میں سے نکالا۔ حمیدیہ کے بعد آہن پوش عثمانیہ تیز رفتاری کے ساتھ بندرگاہ سے نکلا۔ اس کے پیچھے ایک تارپیڈو کشتی اور ایک تارپیڈو کروزر روانہ ہوئے۔ اسکے بعد آہن پوش عزیزیہ عثمانیہ اور عزیزیہ دونوں ایک جیسے جہاز ہیں۔ ہر ایک کا وزن ۴۰۰۰ ٹن رفتار فی گھنٹہ ۱۲ میل۔ ہر ایک پر ۲۰ کروپ اور ۲ آرمسٹرانگ فلٹ توپیں ہیں۔ یہ دونو جہاز مکمل بیڑہ میں سب سے بڑے اور پھرتیلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے بعد جہاز نجم شوکت گذرا یہ ۲۸۰۰ ٹن وزنی ہے۔ آسٹریا میں تیار ہوا تھا۔ اور سابق الذکر جہازوں سے مختلف طرز کا ہے۔ اس جہاز کے گذرتے وقت بارش ہو جانیسے اکثر لوگ منتشر ہو گئے۔ مگر تماشائیوں کی تعداد میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تھا۔ سب سے آخر دریائی انگنبوٹ تہر گذرا جس کا وزن ۴۰۰ ٹن ہے بیڑہ گولڈن ہارن سے نکلکر بحر مرمرا میں چلا گیا۔

یہ چار جہازات عزیزیہ ۔ محمودیہ ۔ عثمانیہ اور ارخانیہ میں سے ہر ایک پر دو نئی توپیں دو دو آہن پوش یعنی زرہ دار برجوں پر جنکی زرہ کی چادریں دس دس انچ دبیز ہیں نصب ہیں ۔ ہر ایک پر دو ۱/۲ ۱۰ انچ کی آٹھ ۶ انچ کی ۔ چھ چار انچ کی جلد چلنے والی اور سات مشینی توپیں ہیں جو سب کی سب کرپ قسم کی ہیں ۔ علاوہ بریں ۔ جہاز پر ایک چھوٹی تارپیڈو کشتی بھی رہتی ہے اور ہر ایک میں دو تا پیڈو نالیاں لگی ہیں ۔

انکے بعد بر جدار جہاز عبد الغفار قابل ذکر ہے ۔ جو آہن پوش گرد نند گشت کنندہ جہاز کا کام دیگا ۔ اس کا وزن ۴۰۰۰ ٹن ہو سا نجن ۱۱۵۰۰ گھوڑوں کی طاقت کی ہیں ۔ جو جہاز کو تو ام پیچ ﺧﻮﻥ سے چلا ئینگے ۔ ۲۱ پر جدید ترین قسم کی بہت سی توپیں نصب ہیں ۔ ایم سی بیک کے بیان کی مطابق یہ جہاز ابھی تک زیر تعمیر ہے مگر مکمل ہونے پر جدید ترین قسم کا اور ہر طرح سے ترکی بیڑہ کا بہت مضبوط اور کار آمد جہاز ہوگا ۔ اور اس کی اضافہ سے بیڑہ کو بہت تقویت مل جائیگی ۔ ان بڑے جہازونکی علاوہ سات چھوٹی آہن پوش گن بوٹ فتح بلند ۔ مقدم خیر ۔ عونی اللہ ۔ معین ظفر ۔ اجلالیہ ۔ آثار شوکت ۔ اور نجم شوکت ہیں ۔ انکی وزن دو ہزار سو لیکر ۲۰۰ ٹن تک ہیں ۔ اور رفتار ۱۰ سے لیکر ۱۲ ناٹ فی گھنٹہ ۔ یہ گراں وزن منہ کیطرف سے بھری جانیوالی آرمسٹرانگ ۔ درمیانی جسامت کی کرپ ۔ ہلکی جلد چلنیوالی ۔ اور مشینی توپوں اور نیز دو ازمات تارپیڈو سے مسلح ہیں ۔ زیادہ سے زیادہ ان سے صرف حفاظت ساحل کا کام لیا جا سکتا ہے ۔ مگر چونکہ ان کی زرہ کی چادریں ۵ انچ سے بھی کم دبیز ہیں وہ جدید ترین قسم کی توپوں کے سامنے زیادہ عرصہ نہیں ٹھیر سکتے ۔

ترکی کو پاس دو برجوں کا ایک ماتی شدہ (مرمت شدہ) جہاز موسوم حفظ رحمن بھی ہے ۔ اسکا وزن ۲۰۰۰ ٹن ہے زرہ چند انچ دبیز نہیں رفتار صرف بارہ ناٹ فی گھنٹہ ہے یہ ۱۸۶۸ء کی ساخت ہے اور منہ کیطرف سے بھری جانیوالی آرمسٹرانگ توپونسے مسلح ہے ۔ آہن پوش جہازات کو بیڑہ کی ساتھ دو دریائی گن بوٹوں فتح اسلام و صمدیہ ۔ اور آہن پوش گن بوٹ ہزبر کا بھی ذکر کرنا لازم ہے ۔ اول الذکر دونو جہاز صاف نال کی توپونسے مسلح ہیں ۔ اور ہر ایک کا وزن ۳۴۰ ٹن ہے ۔ ہزبر کی جسامت ۴۰۰ ٹن کی ہے اور دو ۴ انچ کرپ ۔ دو جلد چلنے والی اور دو گلدار توپونسے مسلح ہے

متذکرہ صدر آہن پوشوں کے علاوہ ترکی کی پاس تارپیڈو جہازات کا بھی معقول بیڑہ ہے ۔ اسمیں تین تارپیڈو گن بوٹ (موسوم نصرت پلنگ دریا و شاہین دریا) جدید ساخت کی ہیں ۔ دو جرمنی کی کارخانہ گارڈن کی ساخت ہیں ۔ اور ایک جسکی رفتار ۱۹ اور ۲۲ ناٹ کے درمیان ہے قسطنطنیہ کی سلطانی کارخانہ بحری کی ساخت ہے انکی علاوہ دو تارپیڈو غرق کنندہ جہاز (موسوم برق افشاں وطیار) ۱۵ اول درجہ کی ، ۷ دوم درجہ کی اور ایک سوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں اور دو زیر آب چلنیوالی کشتیاں ہیں برق افشاں اور طیار جرمنی کے سٹی رکیل کے کارخانہ جرمانیا کی ساخت ہیں انکی رفتار ۲۶ ناٹ ہے تارپیڈو کشتیوں میں سے بھی اکثر جرمنی کے

لہ فرائگیٹ سے چھوٹا جنگی جہاز جسپر عموماً توپونکی صرف ایک قطار ہوتی ہے ۔

سہ ترکی بیڑہ کی کسی ماتی شدہ جہاز ۱۸۷۷ء کی محاربہ روم و روس میں دریا ڈینیوب اور بحیرہ اسود کی تنازعہ میں روسی تارپیڈو نے غرق کر دیئے تھے ۔ مترجم

مختلف کارخانوں کی بنی ہوئی ہیں۔ اور جدید ترین طرز کی ہیں۔ بالفاظ دیگر ترکی بیڑہ کا جدید اور تازہ ترین ساخت حصہ والا حصہ یہی بیڑہ تارپیڈو وال ہے

بلا زرہ جہازات میں سے جو موجودہ زمانے کی بحری لڑائی میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ترکی کے پاس آٹھ اول دوم و سوم درجہ کے کروزر ہیں کہ ان میں سے چار جہاز کارآمد ہیں۔ کیونکہ گو باہر کی طرف ان پر کوئی زرہ نہیں لیکن اندرونی طور پر وہ ڈیکوں (چھتوں) کے فولادی اور گاؤ دم ہونے کی وجہ سے بہت کچھ محفوظ ہیں۔ ان آٹھ جہازوں کے علاوہ ... اول و دوم اور سوم قسم یا درجہ کی انگنبوٹ کشتیاں۔ چھوٹے اور چپو دار چرخ سے چلنے والے دخانی جہاز (سٹیمر) جو دیدبانی اور دیکھ بھال کا کام دیتے ہیں۔ تعلیمی اور ... داری کے جہاز بلا زرہ جہازوں کی ترکی بیڑہ میں موجود ہیں۔ سوخوم[1] قلعہ کی مہم کے بعد جو ہوبرٹ پاشا ماں

[1] سوخوم قلعہ بحیرۂ اسود کے شمال مشرقی ساحل پر سینٹ پوٹی سے چالیس بیالیس میل بجانب شمال واقع ہے۔ مسٹر ولیو تاریخ محاربہ بعدم درعدس میں اس مہم کی حالات بالاجمال یوں لکھتے ہیں روسیوں نے ... کو پچاس ہزار فوج لیکر دس ہزار ترکی فوج سے جس کا کمانڈر شفاف حملہ آور ہو کر دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔ اور وہاں کو فتح کر لیا۔ مگر اسی کو ترکوں کو بھی سوخوم قلعہ میں نمایاں فتح حاصل ہو چکی تھی ۱۳ مئی کو چار آہن فراگیٹ چار بڑی بار برداری کی جہاز۔ ایک خبر رساں کشتی معہ دس ہزار فوج پانچ بیٹری توپخانہ اور پچاس ہزار رائفلوں کے جو وہیں باشندوں میں تقسیم کرنے کی لئے ساتھ لیجائی گئی تھیں۔ پوٹی سے چالیس میل اوپر ابہاسیہ کے ساحل پر نمودار ہوئی یہ سب جہاز فوج فضلی پاشا کی زیر کمان تھی۔ ساحل کے قریب پہونچکر ترکی فوج خشکی پر اترنی شروع ہو گئی۔ سوخوم قلعہ کی کمانڈر نے یہ دیکھ کر کچھ فوج حملہ آوروں کا مقابلہ کرنیکے لئے اس طرف بھیجدی مگر اسی دن رات کیوقت جسقدر ترکی فوج خشکی پر اتری تھی۔ وہ پھر جہازوں پر سوار ہو گئی اور دوسرے روز علی الصباح یہ بیڑہ قصبہ سوخوم قلعہ کے سامنے نمودار ہو گیا۔ یوم قبل کی کارروائی سے اس فوج کا حصہ کثیر شہر سے باہر جا چکا تھا۔ ترکی امیر البحر پاشا نے شہر پر گولہ باری کی جس کا غنیم چنداں استقامت سے جواب نہ دے سکا۔ بعد ازاں امیر البحر نے ایک ہزار چرکس خشکی پر اتار دی اور انہوں نے آبادی کے مسلمان حصہ کی مدد سے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر کچھ باقاعدہ سپاہی چند علماء سمیت چرکس قبائل میں جو پہلے سے ابہخیہ ہو رہے تھے۔ روسیوں کے برخلاف جہاد کا وعظ کرنیکے لئے جہازوں سے بھیجدیئے گئے۔ ترکوں کو اس فتح سے ابہاسیوں کی بغاوت کو مزید تحریک مل گئی۔ اور انہوں نے کئی جگہ روسی افواج کی منفرد دستوں کو شکستیں دیکر بھگا دیا۔ اس ملک کے باشندے یعنی ابہاسی چرکسوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور اس جانگداز و بہادرانہ جد و جہد میں جو شیر کوہ قاف شامل روسیوں کی حکومت کے برخلاف کرتا رہا تھا۔ انہوں نے بہت مدد دی تھی۔ یہ لوگ گو باقاعدہ لڑائی میں چنداں کارآمد نہیں۔ مگر متفرق و بیقاعدہ طرز و طریق جدال اور جھاڑیوں وغیرہ کی پناہ میں رہ کر لڑائی کرنے میں عجیب مہارت رکھتے ہیں۔ ناظرین کو اس عبارت سے مہم کی مجمل حالات کے ساتھ ہی یہ معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ محاربہ روس کے مورخ نے اس مہم میں ہوبرٹ پاشا یا کسی اور انگریز افسر ملازم باب عالی کی شراکت و شمولیت کا کوئی ذکر نہیں کیا پر تعجب ہے کہ ہمارے مورخ نے کس طرح مہم کی نسبت یہ لکھدیا ہے کہ وہ انکی زیر کمان گئے تھے۔ اس تصحیح کے ساتھ ہی ابہاسیوں کی بغاوت کے متعلق یہ بتا دینا بیجا نہ ہوگا کہ گو شروع میں اس سے بہت سی امیدیں تازہ ہو گئی تھیں مگر بالآخر محاربہ کے اختتام سے پہلے ہی روسی اس کو فرو کرنے میں کامیاب ہو گئے

مان تھوروپ بک اور انکی سٹاف کی زیر کمان (جس سٹاف میں بھی انگریزی قوم کے افسر تھے) ۱۸۹۶ء میں بھیجی گئی تھی۔ ترکی آہن پوش کبھی بیڑہ بحیثیت مجتمع نہیں ہوئے بلکہ بعد ازاں کوئی ضرورت پیش آنے پر ایک ایک جہاز اکیلا سفر کرتا رہا ہے کبھی دو چار اکٹھے ملکر نہیں چلے۔ نہ کبھی دو چار کو ایک بیڑہ میں جمع کرکے مشق و قواعد کرائی گئی ہے۔ چنانچہ اگر اب صف آرائی کرکے دو چار سے اکٹھی مشق اور فوجی نقل و حرکت کرائی جائے تو بحری خدمت کی طبعی قابلیت اور استعداد کے باوجود جو ترکی بیڑہ کے ملاحوں، سپاہیوں اور افسروں میں پائی جاتی ہے کسی طرح کی مشق و قواعد کا عادی نہ رہ جانیکی وجہ سے بلا شک و شبہ تصادم وغیرہ کی ضرور نامبارک حادثے ہوں۔ سلطانی بیڑہ کی مجبورانہ گوشہ نشینی میں سنین گذشتہ میں شاذ و نادر ہی چلنا پڑتا رہا ہے اور وہ قلیل بھی اسی پر محدود رہا ہے کہ کبھی کبھی کوئی تارپیڈو کشتی تن تنہا سمندر کو روانہ ہو گئی۔ اس بیکاری اور عزلت نشینی کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ جب کبھی متعدد جہاز انکو کچھ باہر بھیجنے کی ضرورت پڑتی رہی ہے جیسے کہ اسوقت پیش آئی تھی جبکہ جرمن قیصر جہاز ہوہن زولرن پر ۱۸۹۸ء میں قسطنطنیہ گیا تھا۔ اور چند ترکی جہازوں کا اسکی استقبال اور پیشوائی کیلئے آگے جانا لازمی امر تھا۔ تو غیر معمولی جد و جہد کرنا پڑتا رہا ہے

بقیہ صفحہ سابقہ جس پر ترک سوخوم قلعہ اور دیگر متصلہ مقامات کو خود بخود خالی کرکے واپس چلے گئے۔ ترکوں کی اس کوشش کے مقابلہ پر روسیوں نے بھی ارمنی عیسائیوں کو بغاوت پر کھڑا کر دیا تھا۔ لیکن اس بغاوت کا انجام بھی ابخاسیوں کی بغاوت ایسا ہی ہوا۔ مترجم

سلہ جرمنی نویسندہ کا یہ بیان ہرگز مبالغہ آمیز نہیں۔ چنانچہ جنگ یونان کے دوران میں جب متعدد آہن پوشوں کو بندر سے نکالنے کا حکم صادر ہوا تھا۔ تو کئی ہفتے تیاری میں صرف ہوگئے۔ اور گولڈن ہارن کے پلوں میں سے جہازوں کے گذرنے کیلئے راستہ کر دیا جاتا ہے۔ انکو نہایت احتیاط سے نکالا گیا تھا۔ اور چونکہ کئی برسوں کے بعد اب پہلی مرتبہ ان آہنی قلعوں نے حرکت کی تھی۔ آدھا شہر اس نظارہ کے دیکھنے کیلئے گولڈن ہارن کے دونو کناروں پر جمع ہو گیا تھا۔ مگر اب جیسا کہ میں کسی حاشیہ میں بتا چکا ہوں۔ یہ کیفیت نہیں رہ گئی۔ آہن پوش بیڑہ کا حصہ کثیر اب سمندر میں مامور ہے۔ اور صرف تھوڑے سے جہاز لنگر گاہ میں باقی ہیں جو مرمت ہونیکے کے بعد عنقریب باہر نکل آئینگے یہ اسی بیداری کا اثر تھا۔ کہ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں جب قیصر جرمنی دوبارہ قسطنطنیہ گیا تو اس کے استقبال کیلئے ترکی جہاز بھیجنے میں باب عالی کو کوئی خاص تردد نہ کرنا پڑا۔ اس قابل جرمن فوجی افسر نے ایک جگہ ترکوں کی جہازی صناعی پر طنز کی ہے۔ جسے بالکل بے بنیاد تو نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن حد مناسب سے ضرور بڑھی ہوئی ہے۔ ترکوں نے یہ درست ہے کہ موجودہ انجنیری اور صناعی وغیرہ میں یورپین اقوام کی برابر ابھی تک ترقی نہیں کی۔ لیکن اب وہ غافل نہیں رہ گئے تاہم برابر انکی لگاتار کوشش کر رہے ہیں۔ حمیدیہ جہاز میں تھوڑا سا نقص رہ جانے سے اسکا سمندر پر ٹھیک قابو میں نہ رہ سکنا گو ایک طرف ترکی صناعت کی ابھی تک کچھ ناقص و ناکمل ہونیکا پتہ دے رہا ہے لیکن ساتھ ہی اس سے انکی استعداد صناعت بھی واضح ہو رہی ہے کہ ترکوں میں عظیم الجثہ جہازوں کے بنانے کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے۔ مزید براں جرمنی افسر کی تحریر سے یہ کسی طرح منکشف نہیں ہوتا۔ کہ ترک جہاز مذکور کے نقص کو درست نہیں کر سکے۔ سلطانی کارخانہ کے چشم دید حالات اور ترکوں کی جہازی صنعت کی موجودہ کیفیت ایک نامور ہم وطن مسلمان سیاح شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی نے اپنے سفر نامہ شام و روم میں جو تحریر کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ترکوں نے اس صنعت میں بہت قابل تعریف مہارت پیدا کر لی ہے۔ یہ

فصل ہشتم میدانِ کارزار

اپنے تنازعات و اختلافات کو فیصل کرنے کیلئے دونو مخالف عساکر جس ضلع میں ایک دوسرے سے بالمقابل ہوئے۔ وہ ترکی کی صوبجات جنوبی مقدونیہ و اپائرس اور یونانی صوبجات تھسلی و توسیس پر مشتمل تھا۔ کوہستان پنڈس کا سلسلہ اس علاقہ کو دو مختلف میدانہائے کارزار میں تقسیم کرتا ہے انمیں سے زیادہ اہم تھسلی کا میدان جنگ ہے جو تقریباً سارے کا سارا ہموار اور مسطح ہے۔ برعکس ازیں دوسرا میدانِ جنگ یعنی علاقہ اپائرس نہایت کوہستانی اور بنا بریں جنگی کارروائیوں کیلئے کم مناسب ہے۔ جرمن افسر لکھتا ہے۔

تھسلی اور اپائرس کے درمیان جسقدر سڑکیں ہیں وہ محض پگڈنڈیاں ہیں اور پنڈس کے درونمیں سے گزرتی ہیں اپائرس کے ساتھ خشکی کے راستوں کی اس عدم موجودگی کی وجہ سے ترکی یونان کے مقابلہ پر جو سمندر کے راستوں پر پورا پورا اقتدار رکھتا تھا صریح خسارہ پر تھی۔ اور اسی مجبوراً تمام کمکیں مناسطر کے راستہ اپائرس کو بھیجنی پڑتی تھیں۔

پنڈس کی مشہور دریں یہ ہیں۔ درہ زیگاس جو یانینا اور گریوینا سے براہ راست سو ود تریکالا کو جاتا ہے۔ درہ جو مالنتا جو گریوینا سے کالا باکا کو جاتا ہے۔ کالا باکا یونان کی شمالی ریلوے کا جو دولو سے تریکالا اور کالا باکا کو جاتی ہے۔ انتہائی سٹیشن ہے۔ درہ زیگیا جو کوزیانی سے الاسونا کو جاتا ہے اور درہ اوزیر اس سلسلہ پنڈس کا ادنیٰ حصہ نہیں جو درہ زیگاس سے بجانب شمال ہیں ساٹھ میل سے زیادہ کی مسافت میں آمدورفت کے راستے ابھی تک بری حالت میں ہیں۔ ترکا اور گریوینا کے درمیان محض پگڈنڈیاں ہیں۔ جن پر صرف زین سواری سے گذرا جا سکتا ہے۔ اور مناسطر کو سیاو یانینا کی سڑک کا ابھی تک صرف کچھ حصہ تیار ہوا ہے بنا بریں صرف دو ضلعے فوجی کارروائیوں کیلئے مناسب ہیں ایک تو ضلع اپائرس جہاں پھر بھی ان کارروائیوں

ف زمانہ آئندہ میں انہی مشکلات سے پھر دوبارہ تکلیف اٹھانے سے محفوظ رہنے کیلئے باب عالی نے ایک طرف سالونیکا سے الاصونا تک اور دوسری طرف مناسطر سے یانینا اور پریویسا تک ریلوے لائن بنانیکا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور عنقریب ان پر کام شروع ہوا چاہتا ہے۔ مگر افسوس یہ لائنیں بھی یورپین سرمایہ سے یورپین اجارہ داروں کی معرفت تیار ہونگی جس سے تفصہاریل کے فوائد میں تو کمی نہیں ہو سکتی۔ مگر پولیٹکل و ملکی و قومی لحاظ سے ایسے سرمایہ کا استعمال سینکڑوں نہایت اہم اور خوفناک قباحتوں سے خالی نہیں۔ اجنبی سرمایہ کو اپنے ملک کے فائدہ بخش کاموں سے متمتع ہونے دینے اور خود نامردوں اور بزدلوں کی طرح سے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے کی قبیح ترین ذلت و بدنامی جو کل قوم پر وارد ہوتی ہے علیحدہ رہے۔ بعض ماضی کو غیرباد کہکر اور اس ذلت عامہ سے آئندہ حتے الامکان ملک و قوم کو محفوظ رکھنے کے لئے پندرہ سولہ مہینے ہوئے۔ وکیل امرتسر نے مشترکہ قومی سرمایہ سے ریلوے لائن تیار کرنے کی تجویز مسلمانانِ عام باشندگانِ سلطنت عثمانیہ اور امیر المومنین کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اور جہاں تک ہو سکا۔

کیلیے کٹھن اور صعب ترین مشکلات اور رکاوٹیں موجود ہیں اور دوسرا ضلع تھسلی جو ایک چھوٹا سا دلکش میدان ہے۔ یہ میدان مغرب کیطرف لنڈس سے، مشرق کی جانب کوہ اولمپس اور کوہ اوسا کے سلسلہ سے شمال میں سلسلہ مذکور کی ٹوٹی ہوئی شاخوں سے اور بجانب جنوب کوہسار اوتھریس اور سر بفلک دشوار گذار جبال اوا ٹیا سے گھرا ہوا ہے

تھسلی پر اب تک جسقدر حملے ہوئے ہیں وہ تقریباً کے سب سمندر کی بجائے شمال کی طرف سے پہاڑوں کو عبور کرکے کئے گئے ہیں اسکی وجہ شمالی سرحد کی طبعی بناوٹ ہے۔ مشرق میں کوہ اولمپس۔ بڑے عمارتوں کی بیرونی کونہ پر کی پشتہ دار مینار نما دیوار کی شکل میں سمندر کی طرف اٹھتا چلا گیا ہے۔ اور جا بجا عمیق وادیوں اور گھاٹیوں سے پٹا ہوا ہے۔ بنا بریں کنارہ سمندر کی برابر کی سڑک جو اس سلسلہ کوہ کی عمودی ڈھلانوں پر سے گذرتی ہے پہاڑی نالوں اور آبشاروں کے متلاطم اور پر آشوب سیلابوں کی وجہ سے نہایت خطرناک ہو رہی ہے۔ اور اسکے راستہ آنیوالونکی مزاحمت اوس موقعہ پر جہانکہ یہ سڑک وادی ٹمپہ میں داخل ہوتی ہے۔ نہایت آسانی اور کامیابی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

مغربی کونہ پر پشتہ دار مینار نما دیوار کا کام ستز ورواکا کوہی سلسلہ دے رہا ہے۔ دسٹرنا کی دریائی وادی سے اوپر کی طرف جنوبی مقدونیہ کو ایک خاصی قابل گذر سڑک جاتی ہے۔ یہ سڑک گریونیا سے ایک درہ کو جاتی ہے جو سطح سمندر سے ۰۰۰ء فیٹ بلند ہے اس سڑک کو استز ورواسے اپائرس کو صدر مقام یانینا پر پیشقدمی کرنا یا متصلہ مغربی میدان میں سے ہو کر تریکالہ پر بڑھنا ممکن ہو گیا ہوا ہے۔ یہ سڑک وہی درہ زیگاس ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

ان دونو کوہی پشتونکی دو نو شمالی سرے ان پہاڑوں کی دیوار سے آپس میں ملے ہوئے ہیں جو مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ خامیا اور یوماسیا کے دشوار گذار و مہیب پہاڑ ہیں جنمیں سے ڈسکاٹا اور تریکالا کی درمیان صرف پگڈنڈیاں سی گذرتی ہیں۔ صرف اوس موقعہ پر جہانکہ اولمپس کا مغربی دامن ان پہاڑونسے ملتا ہے معقول نشیب پایا جاتا ہے۔ یہ نشیب اوسجگہ واقع ہے۔ جہاں وادی زرانیو دسٹرنا سے بارہ یا تیرہ میل کی فاصلہ پر رہ جاتی ہے۔ اور مقام سردیا (قراقریا) اس سڑک سے ملحق ہوتا ہے جو سطح سمندر سے ۱۰۰ء۳ فیٹ کی بلندی پر واقع درہ پورٹاس سے گذرتی ہے۔ جب ترکوں [illegible]

بقیہ صفحہ سابقہ) اس کی اشاعت و کامیابی کیلئے کوشش کی۔ مگر مسلمان ایسے نہیں سوئے کہ کسی کے جگائے جاگ سکیں۔ انہیں تو صور اسرافیل ہی جگائے تو جگائے۔ ہاں دریائے رحمت الٰہی موجزن ہو جائے کہ در مردی از غیب برون آید و کاری بکند ادہنیز کسیکو ہوش میں لے آئے تو دوسری بات ہے۔ لیکن اس انتہائی مایوسی کے باوجود وکیل امرتسر اور دیگر محبان قوم و ملت اخبارات کی مضامین جو اس تجویز کی متعلق لکھے گئے تھے اس کتاب کے آخری حصہ میں گذشتہ دو اڑہائی برس کے مشہور واقعات کے ساتھ جو سلطنت عثمانیہ اور اسکی ملحقات اور توابعات میں گذری ہیں امید موج کر دی گئی ہیں۔ کہ شاید اس کتاب کی ناظرین کو ہی کچھ حصہ پر اونکا اثر ہو جاوے۔ اور وہ بقدر استطاعت خود وہ اپنی گرہ سے ہی اس مبارک کام پر روپیہ لگانے پر ہی آمادہ نہ ہو جائیں بلکہ اس کی کامیابی اور اشاعت عامہ کیلئے کسطرح کی کوشش سے ہی دریغ کرینگے تو میں سمجھوں گا اور یہ تحفہ جانفزائی اولوالعزم کی نقش ثانی نصیحت ہو گا [illegible]

میں تھسلی یونان کے حوالے کی گئی تو انہوں نے دریائے زیجز اکا کل طاس ادراس کا قعر دار تھیری تمام منتقل نہیں ہونے دیا تھا۔ جنپر چالیس برس تک انکو یہ آسانی اور موقع حاصل رہا۔ کہ وہ سرویا کو قاعدۃ الجیش بنا کر بذریعہ دریائے کور کی جنوبی پہاڑی کنارہ کنارہ ڈومی نیکو اور ٹیاسی جاکر مغرب کیطرف سے ٹرنا وو اور لاریسا پر پیشقدمی کریں یا الاصونا اور دیرہ ملونا اور رپانی کے راستہ مشرق کیطرف سے ان دونو شہروں پر حملہ کردیں۔

سرحد کے بجانب جنوب تین سو بیکر نو سیلوں تک کے بعد پر دریا سالمبریا (یعنی اس ما وادی ٹمپ میں بہ رہا ہے اور سکا دہ [illegible] یونان و تھسلی کے شمالی سرحد کے تقریباً بالکل متوازی ہے۔ یہاں سرحد سے مراد پولیٹیکل و ملکی سرحد ہے۔ یونانی زبان بولنے والی آبادی کی سرحد اس سے چالیس میل اور اوپر ہے۔ دریائے سالمبریا پر بڑے قصبے تریکالا اور لاریسا واقع ہیں۔ ان کی آبادی پندرہ سے لیکر سولہ ہزار تک ہے۔ جبیا سالمبریا کی پائینی حصہ کے شمال میں بالکل قریب کوہ اولمپس کے علاقہ میں ۹۷۵۰ فیٹ بلند کھڑا ہے۔ یہ مشرق کیطرف خلیج سالونیکا سے اور بجانب غرب سالم دریا کی شاخ سنٹا پورس یا نزعیر سے گھرا ہوا ہے۔

سنٹا پوروس کی ایک چھوٹی سی شاخ پر جو سیدھی اولمپس سے نکلتی ہے سالاصونا کا چھوٹا سا قصبہ جسکی اس محاربہ کی طفیل عالمگیر شہرت ہو گئی ہے واقع ہے۔ اسکے مسلمان باشندے دو سو گھروں میں دریا کے بائیں کنارہ پر اور یونانی الاصل باشندے پچاس گھروں میں دریا کے داہنے کنارہ پر آباد ہیں۔ یونان اور ترکی کی پولیٹیکل سرحد کے دونوں طرف الاصونا کی طرح اکثر دیہات اور قصبوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی مخلوط آبادی ہے لیکن محلے جدا جدا ہیں۔

وادی ٹمپ عجب دلفریب مقام ہے۔ جسکی دلکش منظر کو کناروں تک لبریز بہتے ہوئے پہاڑی نالوں سے ہر وقت تازگی اور شگفتگی پہنچتی رہتی ہے۔ دونو طرف کے پہاڑ درختوں اور مختلف قسم کی گھاسوں سے ڈھپے رہتے ہیں۔ چٹانوں سے عشق پیچاں اور دوسری قسم کی بیلیں چمٹی ہوئی ہیں۔ اور ڈھلانوں پر جابجا احتیاط و شوق سے نصب و کاشت کردہ باغ و ثمردار درختوں کے تازگی بخش باغ لگے ہیں۔ اور ان کے بیچوں بیچ صاف و پاکیزہ پانی کے چشمے جاری ہیں جن سے ہر جگہ ہوا کمال سنج و خوشگوار و صحت بخش ہو رہی ہے۔

وادی ٹمپ کے دہانہ سے چند میل آگے جانے پر حسن بابا کا گاؤں خود بخود لحاظ انکو اپنی طرف پھیر لیتا ہے یہ گاؤں کوہ کساووس (اوصا) کی دامن میں ایک مدور میدان پر آباد ہے۔ اس میں ایک نہایت خوبصورت مسجد ہے۔ جسے گاؤں کے بانی حسن نام ایک شخص نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ مسجد نہایت دلفریب موقعہ پر سرو اور صنوبر کے بلند میناروں اور درختوں کے جھنڈ میں واقع ہے۔ اور چاروں طرف کیلے کے درختوں اور پاکیزہ معطر روشوں سے گھری ہوئی ہے۔ شاہراہ دریا یعنی اسکے داہنے کنارہ کی برابر حسن بابا کے بیچ سے گذرتی ہے اور بنا بریں لاریسا سے سالونیکا کو جانے والے مسافر عموماً اس کی سیر کئے بغیر آگے نہیں بڑھتے

ف یہ دہ سمندر سے ۵۰۰ فیٹ بلند ہے۔

اکثر لوگوں کا خیال ہے۔ کہ حسن بابا زمانہ قدیم کے شہر قصبہ الاشیا کی موقع پر آباد ہے۔ حسن بابا سے آگے سڑک کید
کی درختوں کی ایک خوبصورت جنگل میں سے گذرتی ہے۔ ان کے تنوں سے جنگلی بیلیں ہار کیطرح لپٹی ہوئی ہیں۔ اور
گھنے سایہ کی تاریکی میں دریا اس فرحت بخش اور روح افزا وادی میں سے ایسی خاموشی اور متانت کے ساتھ گذرتا ہے۔ کہ
گویا وہ اپنی منزل مقصود اور آرامگاہ میں پہونچ گیا ہے۔ پانی بظاہر ایسا ساکن اور بےحرکت نظر آتا ہے۔ کہ دیکھنے والے
کو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بر کنار جوا ایستادہ درختوں کی جڑوں سے نکل رہا ہے۔ اکثر جگہ دریا کے کنارے خوبصورت
گھاس اور اس درخت سے جسے یورپ میں پاک شجر کہتے ہیں ڈھنپے ہوئے ہیں۔

قدیم اہالی تھسلی یہاں ہر سال اوس مہیب زلزلہ کی یادگار میں جس نے تمام علاقہ کو ویران کر کے کمپ کی گھاٹی بنا
دی تھی۔ جشن منایا کرتے تھے۔ کیونکہ گھاٹی مذکورہ کے پرزور سیلابوں اور چشموں نے لاریسا کے خوبصورت میدانوں
کو پھر پہلے جیسا زرخیز بنا دیا تھا۔ جشن کے موقعہ پر قرب و جوار کے قصبات کے تمام باشندے وادی ٹمپ میں جمع ہوتے۔
اور ہر جگہ دیوتاؤں کے سامنے خوشبودار اشیا جلائی جاتیں۔ دریا پینی اس کشتیوں سے جو لگاتار ادہر اودہر چکر لگاتی رہتیں
ڈھنپ جاتا۔ اور بےتعداد خیموں۔ مرغزاروں اور دریا کے کنارہ پر سبزیاں بچھ جاتیں۔ اس جشن میں ایک عجیب خصوصیت
یہ تھی کہ اس میں غلاموں کو مالکوں کے ساتھ پوری آزادی اور مساوات کی ساتھ ملنے جلنے کی ہی اجازت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ
مالک خادم ہو جاتے تھے اور غلام مخدوم۔

ترکوں کو تھسلی پر حملہ کرتے وقت ان دو اضلاع میں جنمیں سے لاریسا اور کوریلا سے لائن اور رو ولوکالمیکا۔ لائن براہ
فیرو سو شینو اور تریکالا گذرتی ہے۔ کسی طرح کی طبعی رکاوٹ یا تکلیف و دقت حائل نہیں ہوتی۔ ان اضلاع میں نا ہموار
کی طبعی بناوٹ دشوار گزار اور بکھری ہوئی تھیں جیسی کہ جزیرہ نما کی دیگر اضلاع کی کیفیت ہی۔ مزید براں ان لائنوں
کے دو طرفہ اراضی زیر کاشت اور مزروعہ ہے۔ جس سے حملہ آور لشکر کو بشرطیکہ علاقہ کو عمداً برباد نہ کر دیا گیا ہو کافی رسد اور چارہ
بہم پہونچ سکتا ہے۔ ضلع سالونیا بالخصوص نہایت زرخیز ہے۔

لاریسا اور الاصونا کے درمیان جو مخالف افواج کے ہیڈ کوارٹر تھے۔ مندرجہ ذیل راستے جو متعدد ترکی و تھسلوی سرحد
سے گذرتے ہیں۔ موجود ہیں۔

اوّل۔ ایک پگڈنڈی وادی ہیری آس سے۔ دوم نیک۔ ڈماسی ہوتی ہوئی درہ اوینی میں سے جہاں سے یونانی
علاقہ شروع ہوتا ہے۔ بوغاسی ٹرنادوس اور لاریسا کو جاتی ہے۔ یہ راستہ بہت لمبا ہے۔ پگڈنڈی کہیں دریا ہیری آس
سے دائیں کنارہ پر سے گذرتی ہے۔ اور کہیں بائیں پر سے۔ اس کے مشرق میں کوہ کتری کا سلسلہ جو کوہ اولمپس کی شاخ
ہے۔ موجود ہے۔

۔۔۔۔ الاصونا اور ٹرنادوس کے درمیان سے پہونچتا ہے۔ وہ اول الذکر پگڈنڈی سے جدا ہوتا ہے

اور سکومیا سے سات میل بجانب مشرق کوہ پارنا اور کوہ پاپیواڈیا کے درمیان درہ ملونا سے گذرتا ہے - ترکی جانب درہ کی بلندی سطح سمندر سے ۱۸۸۵ فیٹ ہے - اور چڑھائی بہت سخت و عمودی ہے - مگر لارڈوس کیطرف اترائی نسبتاً آسان و سہل ہے - یہ درہ عین سرحد پر واقع ہے - سوم اور چہارم دو خراب اور دشوار گذار راستے ہیں جو الاصونا سے کریا اور جا صلکی سے جھیل نیرزو کو جاتے ہیں -

پانچویں سڑک سمندر کے عمودی ساحل کے کنارہ کنارہ اولمپس کے مشرق میں بندر کاٹیرینا سے پلاٹا مونا اور قلعہ مقدونیہ) کو اور وہاں سے سالونیکا کی دہانہ کو جاتی ہے -

سطح زمین کی بناوٹ ہر جگہ ایک جیسی ہے - چونہ دار چٹان و سنگلاخ جن پر صرف کہیں کہیں درخت ہیں - جا بجا پہاڑی نالے اور کھڈیں - وہی گاہ بالکل خشک - اور کبھی ہیبت ناک تیزی سے بہتے ہوئے سیلابوں کی وجہ ناقابل گذر - راستے خستہ حال اور دونوں طرف کی چوٹیاں گنجی اور بے شجر یہی کیفیت درہ ملونا کی ہے -

۱۹۱۳ء میں اس علاقہ کی سرحد کی تعیین نے انجام ترکی کے حق میں کیگئی تھی - مینا کوما اور جیلیا کی ترکی باتریاں درہ ملونا کے دو اہم ترین دہانوں کی بخوبی حفاظت کر رہی تھیں - مینا کسا کی باتریاں درہ ملونا کی بلند ترین چوٹی پر جہاں سے کل وادی نظر میں رہتی ہے - نصب تھیں - اور مٹی کے دمدموں اور شہتیروں سے خوب محفوظ کر دیگئی ہوئی تھیں - وجیلیا ملونا سے قریب ہے - دو [illegible] کی باتریوں میں ۳ انچ - اور چھ انچ قطر کی کرپ توپیں تھیں - ان دونوں کے علاوہ درہ ملونا کے شمالی سرے پر بمقام سیلوراکی بھی ایک ترکی باتری موجود تھی - اور سرحد کے کنارہ کنارہ تمام اہم اور کار آمد بلندیوں پر فوجی چوکیاں اور گڑھیاں بنی ہوئی تھیں - مگر یونانی جانب پر فقط معدودی چند گڑھیاں تھیں - ایک تو کریشوا کی گڑھی جسے مٹی کے دمدموں سے مستحکم کیا گیا تھا - درہ ملونا کی حفاظت کیلئے موجود تھی - یا باقی کل سرحد پر درہ پیوینی کی حفاظت کیلئے بمقام سیدوپولس زرکوس کی متعدد بلندیوں پر مختصر سی مورچہ بندی کر دیگئی ہوئی تھی -

شمالی یونان کے دریا جنگی لحاظ سے چنداں وقعت نہیں رکھتے - موسم گرما میں وہ عموماً کم و بیش خشک ہو جاتے ہیں اور بنا بریں اس موسم میں وہ دشمن کی پیشقدمی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتے ہیں - موسم سرما میں پانی کناروں تک ہو جاتا ہے - اور بہت تیزی سے بہتا ہے - لیکن چونکہ ان دریاؤں کا پاٹ کچھ زیادہ نہیں اس پر بآسانی پل بنائے جا سکتے ہیں - مشہور دریا یہ ہیں - سالم دریا جو شمال میں مغرب سے مشرق کیطرف بہتا ہے - چھوٹا سا سرحدی دریا آرنا جو مغرب میں ہے - اور اس پر دیوٹاموس جو جنوب میں بہتا ہے

دو لوسے لاریسا اور دولوسی راہ ترکیالا کالبا کا تک کی دو نو ریلوی لائنوں نے یونانی فوج کو بڑا کام دیا - راہ تفصیلیہ لاسیہ الغنزسی لاریسا کو جو نہایت ہی اہم اور کار آمد ریلوے لائن تیار کیجا رہی تھی - اس پر روپیہ کی گنجائش نہ ہونے سے ۱۹۱۲ء میں کام بند ہو گیا تھا جو ابتک شروع نہیں ہوا - اور لائن بہ عدم تکمیل پڑی ہے - چند تازہ اطلاعات میں

اس بات کو مکمل دکھایا گیا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ تھسلی غیر مساوی وسعت کے دو بڑے میدانوں میں منقسم ہے۔ چھوٹا
شمال میں ہے۔ اور بڑا جنوب مغرب میں۔ ان میدانوں کو جبال [illegible] حدود بندی [illegible] ارتفاع (اوسطاً) تقریباً بارہ سو
فٹ تک بلند ہیں اور جنوب میں جبال ماسیلو یاری و کوہ مرالطاغ (اوسطاً [illegible] فیٹ بلند ہیں) ایک دوسرے سے جدا کرتے
ہیں۔ شمالی میدان بجانب شمال تھسلونی پہاڑیوں کی سرحد سے گھرا ہوا ہے اور مشرق سے اوسہ اوسالو پیلی ان کے
پہاڑ جدا کرتے ہیں یہ تین طرف سے بلند کوہستانی سلسلوں سے محیط ہے۔ اور وولو۔ کاروشا و تریکالا کیطرف فراخ
گھاٹیاں اور سے جنوب مغرب میں [illegible] ہیں

تھسلونی میدان کے جنوبی حصہ میں فرسالہ یا فرسالوس کا مشہور قصبہ دریا انی پیوس کے کنارہ ایک پہاڑی کے
شمالی ڈھال پر ایک زرخیز میدان میں واقع ہے۔ قدیم اکروپولیس کے کھنڈرات اس پہاڑی کے طویل و دشوار گذار
کرارہ پر کھڑے اسکی سابقہ عظمت و شوکت کا پتہ دے رہے ہیں۔ جنوب کی طرف اس پہاڑی کا تقریباً سیدھا ڈھلاو سطح
میدان سے جا ملتا ہے۔ وولو تریکالا ریلوے۔ فرسالوس ہی میں لاریسا لامیہ کی سڑک سے تقاطع کرتی ہے۔ اس اتصال
سے فرسالوس کی قدر و منزلت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔

شمالی سرحد کی سر بفلک کوہی دیوار کیطرح جنوب میں سلسلہ کوہستان اوتھریس فراخ و عریض فصیل کی مانند مغرب
کیطرف سے شاندار و مہیب اہرام کی شکل کے مخروطی کوہ ٹمفرسٹوس (ویلوشی) سے شروع ہو کر مشرق میں خلیج وولو
تک چلا گیا ہے۔ اس سلسلہ کی سطح مرتفع جسپر جابجا پہاڑیوں کے سلسلے کھڑے ہیں۔ سیر حاصل اور سرسبز ہے اور
اس کی [illegible] جو چاندار ہیں۔ تقریباً عمودی ڈھال کھائی ہوئی نشیبی میدانوں سے جا ملتی ہیں۔ مشرقی جانب
سطح مرتفع ہمیروس کی زرخیز ساحلی وادی کے دو طرفہ سلسلہ میں جا کر ختم ہوتی ہے۔ شمال کی طرف اس سلسلہ کو کئی ندیاں
منقطع کرتی ہیں۔ دریا انی پیوس (سنارنی) اور اس کے دو مغربی معاون [illegible] کوس اور [illegible] سیلیا اسی سلسلہ
سے نکلتے ہیں۔ وادی انی پیوس کے پہلو بہ پہلو جو سڑک المیرو کے ساحلی میدان کو جاتی ہے۔ وہ بہت کٹھن ہے۔ لاریسا سے
براہ لامیہ ایتھنز کو جو سڑک جاتی ہے وہ ڈوموکوس کی وادی سے گذرتی ہے اس وادی اور سڑک کی ایک عمودی بلندی
پر ڈوموکوس کا شہر واقع ہے جو اس دلفریب نظارہ کی وجہ سے جو شہر مذکور سے کل تھسلی اور اس کے وسیع میدانوں کا بجانب
مشرق پیلیون اور اوسا [illegible] سی بجانب شمال اولمپس کی برف سی ڈھنپی ہوئی چوٹیوں سے اور بجانب
غرب ویلوشی اور اگرافیا کی سر بفلک جبال [illegible] سے گھرے ہوئے ہیں ہو سکتا ہے۔ عام شہرت رکھتا ہے۔ یہ شہر ایک
بلند کوہی کرارہ کی پشت پر زین کی طرح بیٹھا ہوا ہے۔ اسمیں [illegible] سو مسلمان اور یونانی آباد ہیں۔ اور لامیہ فرسالہ سڑک کا ایک
مشہور پڑاؤ ہے۔ ڈوموکوس سے [illegible] میل سے کچھ اوپر طویل خاصی سیدھی سڑک درہ فورکا کو جو جبال اوتھریس کا پست
ترین حصہ ہے جاتی ہے۔ لامیہ اس درہ سے آٹھ گھنٹوں کی مسافت پر ہے۔ یہ سڑک سہل ہموار نہیں مگر ملک کے حالات

ذرائع وسائل کے لحاظ سے خاصی عمدہ حالت میں ہے۔ سلسلہ اوتھریس میں جس کی بلندی ۵ ہزار سے لیکر ۶ ہزار فیٹ تک ہے یہی ایک درہ چنداں فراخ و وسیع ہے۔ باقی سب دریں محض پتھریلی کوہی پگڈنڈیاں ہیں یہ کل پگڈنڈیاں بلا استثناء ایکدوسری سے ملنے کے بغیر سطح مرتفع پر سے شمالاً و جنوباً گذرتے ہیں۔ برسات کی موسم میں ان پگڈنڈیوں سے گذرنا تقریباً ناممکن ہوجاتا ہے۔ اور لمقرا و بندرگاہ سٹائلیس سے تھسلی کو سامان حرب و رسد اور کمک بھیجنے کیلئے خشکی کے راست بھی صرف یہی ہیں۔ سلسلہ اوتھریس اور وادی ٹاٹی درمیان وادی سپرکی اس میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک خاصی معقول سڑک گذرتی ہے۔ یہ دری بولی سے لامیہ کو اور وہاں سے سٹائلیس کو جاتی ہے۔ اکثر پہاڑی پگڈنڈیاں اس سڑک سے تقاطع کرتی ہیں۔

اس لحاظ سے سٹائلیس کا بندر بہت وقعت رکھتا ہے کہ وہاں ہر قسم کی کمک سمندر کے راستہ پہونچ سکتی ہے۔ ہر قسم کا سامان حرب و رسد سمندر کے راستہ یہاں پہونچایا جاتا ہے۔ اور پھر بارکش جانوروں پر درہ فورکا یا سلسلہ اتھریز کے دیگر دروں میں سے آگے بھیجدیا جاتا ہے۔ فورکا کے علاوہ سلسلہ مذکورہ سے شمال سے جنوب کو تین ایسی پگڈنڈیاں گذرتی ہیں جن پر گھوڑا چل سکتا ہی اور دور مغرب میں ایک اور راستہ پہاڑ دیمنی کو جاتا ہے

ترکوں کو کمک وغیرہ بڑے فاصلہ سے پہونچاتی پڑتی رہیں۔ مگر ایک تو خود صوبہ تھسلی ہی سے فوج حملہ آور کی ضروریات کا کچھ حصہ پورا ہوسکتا تھا۔ اور دوسری انہوں نے یونانیوں کی طرح اس معاملہ میں غفلت نہیں کی تھی۔ بلکہ شروع ہی سے وسائل باربرداری کا خوب احتیاط سے انتظام کرلیا تھا۔ مزید برآں اس ملک میں جو فریقین کی افواج کا تختہ مشق اور جولانگاہ بنا جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے۔ آمد و رفت کے کافی راستے موجود تھے۔ اور گو ریلوے لائنیں یونانیوں نے بیکار کردی تھیں۔ اور اسلیئے ان سے کوئی فریق فائدہ نہ اٹھا سکا تھا۔ مگر اس سے بظاہر کوئی برا نتیجہ نہ پیدا ہوا۔ شمال کیطرف سے حملہ کرنیوالی فوج کے راستہ میں لمقرا پر پیشقدمی کرتے وقت آخری قدرتی رکاوٹ جبال اوتی ٹاکا کوہستانی سلسلہ ہے جو وادی سپرا کی اس کے جنوب میں واقع ہے۔ اور جبال اتھریس کی جنوبی جانب سے بدرجہا زیادہ بھیانک بلکہ اونچا اور دشوار گذار ہے۔ جبال اوتی ٹاکی پہاڑ کی مجموعہ موسومہ کالی ڈرومس اور خلیج لامیہ کے درمیان مشہور پاتلی کا مشہور درہ کوہستانی سلسلہ میں سے گزرتا ہے زمانہ قدیم میں تھسلی سے وسطی یونان کو صرف یہی راستہ سے فوج گزر سکتی تھی۔ سو اس لیئے جنگی لحاظ سے وہ بی انتہاء وقعت رکھتا تھا۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس کی یہ وقعت بہت کچھ کم ہوگئی ہے۔ کیونکہ سیلابوں اور طوفانوں سے ساحل کی بناوٹ بہت متغیر ہوگئی ہے۔ موسم سرما میں تو اب بھی زمین دلدلی ہوجاتی ہے۔ لیکن گرما میں بالکل خشک ہوجاتی ہے۔ اور بنابریں گو برسات میں کثیر التعداد فوج کیلئے اوس سے گزرنا مشکل اور وقت طلب ہے۔ لیکن جواب بھی اسیطرح درست نہیں ہوسکتا۔ لہذا درہ تھرموپاپلی غنیم کی پیشقدمی کو روکنے کیلئے بدستور سد سکندر کا کام نہیں دیسکتا ہے۔

فصل نہم مخالف افواج کی صف اولین

یونانی فوج

یونانی فوج فروری اور مارچ ۹۷ء میں ہی محاربہ کیلئے تیار اور اوسکی جمعیت جنگی معیار و پیمانہ تک بڑہائیگئی اور اس کا کچھ حصہ تھسلی میں پہونچگیا تھا۔ اور بقول جرمن سٹاف افسر ساتھ ہی کئی نئے انتظام بھی کر لئے گئے تھے کل رجمنٹیں جو پہلے تین تین کی تھیں۔ چار چار بلٹنوں کی کر دی گئی تھیں مگر اجتماعی کار روائیوں کے دوران میں بار برداری کی قطع کے ناقص انتظام اور گھوڑوں کی قلت سے بہت تکلیف اور دقت کا سامنا رہا۔ ریزرووں کی پہلی طلبی کے وقت سے ہی اس معاملہ میں بہت کچھ کوشش کیگئی تھی۔ مگر پھر بھی اس خرابی کا کامل دفعیہ نہ ہو سکا تھا۔

جنگ کا اعلان ہونے پر سپاہ کو مصافی فوج کی صفوف میں مرتب کیا گیا۔ تمام اعلے کمانوں پر افسر مامور کئے گئے اور تمام اعلے افسر ہیڈکوارٹر میں جمع ہو گئے

یونانی افواج متعینہ تھسلی کی جنگی ترتیب ذیل تھی

سپہ سالار۔ شہزادہ قسطنطین۔ ولیعہد یونان — ہیڈکوارٹر لاریسا

[illegible]

- حاضرباش ایجوٹنٹ — کپتان حاجی پطروس
- اعلے سٹاف افسر — کرنیل ساپونٹ ساکیس
- میجر جنرل — ڈریسی نوس
- ایضاً — پاپاڈیا مانوپولوس
- میجر — گلیس
- " — زوگرافوس
- چھ لفٹنٹ — جو افسران توپخانہ تھے
- اعلے کمسریٹ افسر — لفٹنٹ کرنیل گالاہینس
- اعلے طبی افسر — ڈاکٹر ڈایامانٹوپولوس

افسران اول ڈویژن

- اول ڈویژن[1] فوج پیدل کا۔ کمان افسر جنرل ماکریس
- اول انفنٹری برگیڈ۔ کمان افسر کرنیل ڈیمیوپولوس
- اول انفنٹری رجمنٹ — دو بلٹنوں کی
- منیری " " "
- دوم انفنٹری برگیڈ کمان افسر کرنیل انٹیاماڈیس
- ہفتم انفنٹری رجمنٹ
- ہشتم

افواج ذیل بھی اول ڈویژن میں شامل تھیں

چار بلٹنیں رائفل برداروں (اویزنی سپاہیوں کی)

[1] پہلے اس ڈویژن میں دو برگیڈ اور ہر برگیڈ میں دو دو رجمنٹیں تھیں

ایک رجمنٹ سواروں کی۔

چار میدانی اور تین کوہی باتریاں۔

اوّل ڈویژن لاریسا اور اس کے قرب وجوار میں مقیم تھا۔ اور اس کی بعیدی چوکیاں سرحد کی پہاڑی دروں پر قابض تھیں۔ یہ ڈویژن یونانی فوج کا دستہ ایمن تھا۔

دوم ڈویژن کمان افسر۔ جنرل مارومیکالیس

سوم انفنٹری بریگیڈ۔ کمان افسر کرنیل باٹراپاس

دوم انفنٹری رجمنٹ

چارم " "

چہارم انفنٹری بریگیڈ۔ کمان افسر کرنیل کاکلامانوس۔

پنجم انفنٹری رجمنٹ۔
یازدہم انفنٹری رجمنٹ
چار پلٹنیں (نمبری ۵-۸-۹-۱۰) رائفل برداروں کی۔
دو رجمنٹیں سواروں کی
تین میدانی اور دو کوہی باتریاں

یہ ڈویژن تریکالا اور کالاباکا میں مقیم تھا۔ اور تھسلوی فوج کا دستہ یسار تھا۔ اپریل کے مہینہ میں دونوں ڈویژنوں کو ریزرو اور مستحفظ فوج کی ۸ پلٹنیں ۸ ہزار ملکی مجاہدین اور نیز اجنبی والنٹیر بطور کمک آملے۔ اجنبیوں نے اپنی علیحدہ علیحدہ پلٹنیں بنائی ہوئی تھیں۔ کامل طور پر یونانی سپہ سالار کی ماتحت نہ بنائی گئی تھی۔ اپریل میں جسقدر یونانی فوج تھسلی میں جمع ہوئی۔ اسکی تفصیل جمعیت حسب ذیل تھی۔ فوج پیدل ۴۵۰۰۰ فوج مستحفظ ۱۵ ہزار۔ ملکی مجاہد ۸ ہزار۔ فوج سوار ا[illegible] توپخانہ وغیرہ ۴ ہزار مجاہدین شاید ہر قسم کی رائفلوں سے مسلح تھی۔

ترکی فوج

یونان کے ساتھ مشکلات اور پیچیدگیاں شروع ہونے پر ترکی نے تیسری جیش متعینہ مقدونیہ کی جمعیت جسکا ہیڈکوارٹر مناسطر میں ہے جنگی پیمانہ تک بڑھادی تھی اور اسے اور بھی کمک بھیجدی تھی۔ دس پلٹنیں پہلے جیش (قسطنطنیہ) اور ۱۳ پلٹنیں پانچویں جیش (دمشق) سے۔ جملہ ۲۳ پلٹنیں بطور کمک اس میں بھیجدی گئی تھیں۔ تیسرے جیش متعینہ مقدونیہ کی افواج کی فراہمی کے ساتھ ہی یورپ کے مشرقی اضلاع اور ایشیائے کوچک سے فوج ردیف کے بلالئے جانے اور یونان کے مقابہ پر میدان جنگ میں اسی ہزار فوج بھیجنے کے احکام صادر کئے گئے تھے

یہ فوج اپریل کے شروع میں اپنے اپنے موقع پر جمع ہو گئی اور اس کی کمانیں بہ تفصیل ذیل تقسیم کی گئیں۔

سپہ سالار۔ فیلڈ مارشل ادہم پاشا

اعلے افسران سٹاف۔ جرنیل ڈویژن عمر رشدی پاشا۔ سیف اللہ پاشا و کنعان بیک

اعلے افسر توپخانہ۔ جرنیل بریگیڈ رضا پاشا

اعلے انجینیر افسر۔ جرنیل بریگیڈ حمدی پاشا

اوّل ڈویژن۔ کمانڈر خیری پاشا۔ یہ ڈویژن اول اول سلسلہ جبال میں بمقام ڈومینک۔ پیر بمقام ملوگستا

اور بعد ازاں کی اسی حصہ جانب جنوب بمقام ششی سار میدانوں میں صف آرا ہوا

دوئم ڈویزن کمانڈر شاکر پاشا - یہ ڈویزن پہلے سلسلہ جبال میں بمقام سکو سیلا جہاں اس کا سارا وقت جنگی کری ڈسپی کے بیچنے میں صرف ہوا پھر بمقام ٹربا دوس اور بعد ازاں جوں جوں فوج بڑھتی گئی آگے آگے صف آرا ہوتا رہا۔

یہ دو نو ڈویزن عساکر عثمانیہ کا بھی بازو تھے۔

سوئم ڈویزن کمانڈر ممدوح پاشا - اولاً سلسلہ جبال میں بمقام الاصونا جمع ہوا - چہارم ڈویزن کمانڈر حمید پاشا - اولاً بمقام الاصونا جمع ہوا - محمد پاشا کا زیر کمان بریگیڈ جو کسی ڈویزن میں شامل نہیں کیا گیا تھا - اس ڈویزن کے ساتھ رہا تھا۔ اور پہلے بمقام الاصونا جمع ہوا تھا۔	یہ دو نو ڈویزن فوج حملہ آور کا قلب تھے - الاصونا سے یہ دونو اعلان جنگ ہونے پر قرار دره (دره ملونا) سے گزر کر میدانوں میں داخل ہوئے

پنجم ڈویزن کمانڈر حقی پاشا پہلے ڈسکاٹا کی پہاڑوں میں جمع ہوا - پھر قرار دره یا دره ملونا سے گزر کر تھسلوی میدانوں میں داخل ہوا - پہلے یا نیا اور الاصونا کی مجتمعہ افواج میں رشتہ مواصلت قائم رکھنے کا کام دیتا رہا پھر فوج حملہ آور کی قلب میں شامل کر دیا گیا۔

ششم ڈویزن کمانڈر مہدی پاشا - پہلے لنفوکارید (کاریا - یا خاصکوئی) کی پہاڑوں میں جمع ہوا - پھر یہاں یونان کے کوہستانی چوکیوں کے ساتھ لگاتار مشغول پیکار رہا - اور آخر کار میدان میں داخل ہو کر بمقام دلیلر کو فتح کیا - یہ ڈویزن بیساری بازو کا ایک جزو تھا۔

ہفتم ڈویزن کمانڈر حسنی پاشا - یہ ڈویزن پہلے کاٹرینا میں جمع ہوا - پھر وہاں کی حفاظت کیلئے کافی فوج چھوڑ کر وادی ٹمپ کے راستہ میدان میں داخل ہوا - یہ ڈویزن جو بیساری بازو کا دوسرا جزو تھا - جدید طور مرتب کیا گیا تھا اور اس کا کچھ حصہ چھوٹی نالی کی میگزین رائفلوں سے مسلح تھا۔

کیولری ڈویزن کمانڈر سلیمان پاشا - یہ ڈویزن ہر اول میں رہتا تھا

کل فوج مقیمہ وادی الصاسونہ یہ علاقہ تھسلی	ساڑھے سات ڈویزن فوج پیدل ایک ڈویزن فوج سواران۔	یعنے تقریباً چار [illegible]

ریزرو آرٹلری - نو بیٹریاں - جو رضا پاشا کے زیر کمان الاصونا میں تھیں - متعلقہ ان ڈویزن سیرہ کی حفاظت کے لئے کاٹرینا میں مقیم تھا - یہ متعدد توپیں فوج کو ادلپس کے ڈھلانوں پر نہایت محفوظ و منضبط اور بکمال احتیاط سے تیار کیے گئے مقام میں فوج کے بازو پر اس غرض سے مقیم تھی - کہ اگر یونانی سمندر کیطرف سے آکر ترکی علاقہ میں اترنے کی کوشش کریں تو انکو اس کوشش میں کامیاب نہ ہونے دے - ہر ایک ڈویزن کیلئے نام نہاد جمعیت یہ مقرر کی گئی تھی کہ اس میں چار بیٹریاں اور فی بٹالین ۷۰۰ آدمیوں کی جمعیت رکھنے والی سولہ بٹالینیں ہوں - مگر کل ڈویزنوں میں یہ اصول قائم نہ رکھا گیا - چنانچہ

انتہائی بیسرہ ڈویزن بقیمہ کاشرنیا کی جمعیت ان متعدد دستوں کی وجہ سے جو اسے اپنی پیشقدمی میں پیچھے چھوڑنے پڑتے ہوتے تھے کبھی بارہ ہزار سے متجاوز نہ ہوتی تھی۔

کیولری ڈویزن میں ۲۵ رسالے اور چار اسپی باتریاں تھیں

ان بڑی جماعتوں (یعنے ڈویزنوں) سے علاوہ فوج پیدل کی کئی چھوٹی چھوٹی جماعتیں سرحد کی حفاظت پر مامور تھیں۔ اس کام کیلئے جسقدر دستے بھیجے جاتے تھے وہ سب کے سب سرحدی گڑھیوں اور چوکیوں میں جو زمانہ امن میں بھی کل سرحد کے برابر قائم رکھی جاتی ہیں قیام کرتے تھے۔

محاربہ کی ابتداء

اپریل کے پہلے دنوں میں تھسلی اور مقدونیہ کی سرحد پر بہت جوشی اور تحریک پھیل رہی تھی یونانیوں نے ان لوگوں کی تحریک باہم مذہبی اور بھتوبی کے جوش سے دیگر ممالک کے علاوہ خاص ٹرکی کے صوبجات مصر و شام و ایشیا کوچک سے بھی کئی ہزار یونانی مجاہد یونان پہونچگئے تھے۔ مگر ایسی پاگلانہ سرمستی سے کئی مال اندیش یونانی بچے رہے اور وہ مدد کرنی سہی ہی مجترز رہے بلکہ ابنائے قوم کو بھی نیک صلاح و مشورہ دینے سے دریغ نہ کرتے رہے۔ چنانچہ بندر روڈوسٹو کی ایک یونانی تاجر نے اپنے ایک عزیز کو جو لاریسا میں رہتا تھا حسب ذیل خط محاربہ سے پہلے ارسال کیا

"برادر عزیز تیرا خط ملا۔ اور اس امر سے واقف ہوا کہ تو خدا کی کریٹ کی امداد کیلئے.. نم درہم مالیت کا عاد دیا ہے خدا تمہیں اس ہمدردی اور حسن نیت کا بدلہ دے میں تجھے جتلا دینا ہوں کہ تمہارے ملک میں مفلوک الحال کریٹیوں کی امداد کیلئے روپیہ جمع کرنے کی غرض سے جو انجمن قائم ہوئی وہ اپنی وضعیتوں بالکل جدا ہوئی ہے۔ اور وہ میں ایسے لوگ ہیں جو صرف اپنی ذاتی منافع کیلئے کام کر رہے ہیں بڑی دلیل میں ملکی یہ ہے کہ انہوں نے فلاں قدر چندہ تو روپیہ کریٹیوں کے دستے جمع کیا اور اس کے عوض دس ہزار قیمت اور کئی لاکھ کارتوس خرید کر اشقیاء کریٹ کے پاس بھیجدئے۔ جن سے انہوں نے ایسے ایسے جور و ستم کئے کہ تمام شریف یونانیوں کو شرما نا پڑا اور انہوں نے اس پر کفایت نہ کی بلکہ صوبہ کینڈیا کے غریب مسلمانوں کی بھی جو تعداد میں پندرہ سو سے تجاوز نہیں طرح طرح سے تیغ بے تیزی کی ان کی ٹوپیاں سر پر اتار کر قدموں کے نیچے کچلیں۔ اور بالکل بے قصور محض اس وجہ سے کہ وہ غیر مذہب سمجھے گئے ہیں۔ ان کو تکلیفیں پہنچائیں جس سے لاچار ہو کر اکثر شریف مسلمانوں کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی کیا یہ طفلانہ حرکات اور سفیہانہ کرتوتیں ہمارے لئے باعث شرم نہیں کیا ہم ترکوں کے ملک میں رہنے سے سنتے ہو سکتے ہیں جو کچھ میں قیدا انکے ملک میں ہوں تیرا عمزاد بھائی نقولا اور اس کی اولاد سمرنا میں اور تیرا اور سرا بھائی ابو خوا اور اس کا بیٹا مصر میں ہے اور تمام بلاد عثمانیہ ہماری قوم سے بھری پڑے ہیں۔ اگر ہم تیری طرح پاگل ہو جائیں تو ہماری کیا حالت ہو میں اپنی قوم کی یہی شرارتیں دیکھکر وہاں سے نکل آیا۔ اور عثمانی رعیت بنگیا تھا تم لوگ عنقریب سخت مصیبت میں گرفتار ہونیوالے ہو کیونکہ ہر روز ہمارے پاس سے عساکر عثمانیہ گذر رہے ہیں اور بھی کبھی خیال نہیں تھا کہ بلاد عثمانیہ میں ایسے لشکر موجود ہیں میں ادہر خط لکھ رہا ہوں اور دوسری طرف میری آنکھیں ان نوجوان ترکی سپاہیوں

کے رعب و جلال اور ہمت و طاقت کا نظارہ کر رہی ہیں جو ابھی ابھی بندرگاہ سالونیکے آئے ہیں مصروف ہیں
کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالی ان اخبار نویسوں اور خطیبوں تھے جنہوں نے جنگ جنگ پکار کر یونان کو ہتلا آلام کیا ضرور بدلہ لیگا الگو کہدیکہ جنگ تیار ہے اور اسنے لباس سرخ پہن لیا ہے مرد میدان ہو تو آؤ سرحد پر جاکر ان بہادر [illegible] دیکھو جنکو تم کہتے تھے کہ فاقہ کشی ان کی کمر توڑ

مفسدوں اور قزاقوں کے گروہ در گروہ مقدونوی آبادی کو ترکی فوج کی عقب میں علم بغاوت کے بلند کر دینے کی ترغیب دیتے اور ترکوں کو ایذا پہونچانے اور مشتعل کرنے کے لئے متواتر یورشیں اور کشت و خون کرتے رہے۔ مگر ترکی کمانڈران نامرادانہ کوششوں کا ان یونانی یورشوں کی مفصل کیفیت ناظرین کو ترکی اخبارات کی مندرجہ ذیل اقتباس سے معلوم ہو جائیگی مگر اسکے اندراج سے پیشتر ترکی افواج کی عالی ظرفی رحمدلی اور سخاوت کریمانہ کی ایک حیرت انگیز واقعہ کو انگلستانی اخبارات مورخہ ۲۰ اپریل کی سند پر یہاں درج کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ ۱۰ اپریل ۱۸۹۷ء کو یونانی لشکر میں سے ایک جماعت کثیر تعداد کے گروہ عساکر عثمانیہ کی ایک چوکی دستہ کے قریب سے آیا تھا وہ بھوکی تھی یہ یونانی شدت جوع سے بیتاب ہو رہے تھے۔ دشمن نواز ترکوں نے بلا تردد ان کو کھانا شکم سیر واپس کر دیا۔ یورشوں کی کیفیت حسب ذیل ہے۔

ترکی اخبار اقدام کو مقام الاصونا سے مندرجہ ذیل تار مورخہ ۹ اپریل موصول ہوئی۔ جو یونانی فوجیں کرینیا میں جمع تھیں۔ وہ اپنا مقام حدت سے کر آئیں۔ ترکی افسر نے پہلے انکو واپس چلے جانے کے لئے زبانی حکم دیا۔ ان کے انکار کرنے پر افواج قاہرہ نے جنکی شجاعت کل دنیا میں مشہور ہے سلطنت کی حقوق کی حفاظت کیلئے حملہ کو روکا۔ اور یونانیوں کی گولیوں کی جواب میں عثمانیہ توپخانے بہت سی گولے چلائے اور رائفلیں بھی سر کیں۔ یونانیوں کا بہت ہی سخت نقصان ہوا۔

الاصونا - ۱۰ اپریل - جو لڑائی کل شروع ہوئی تھی - وہ ابھی تک جاری ہے - یونانیوں کا بے اندازہ نقصان ہوا ہے ٹھیک تعداد ابھی معلوم نہیں ہوئی - مارشل ادہم پاشا نے کورٹ مارشل مقرر کیا ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی بہت پیچھے پسپا کر دئے گئے تھے - پھر لڑائی کی تیاریاں کر رہے ہیں - ترکی افسروں نے تمام انتظام مکمل کر لیا ہے - ابھی خبر موصول ہوئی ہے کہ یونانی افواج ڈسکٹ متسو اور سپلیو کیطرف ترکی علاقہ پر حملہ ور ہوئے ہیں - غنیم نے ترکی چوکی ہائے نگرانی بمقام کرینیا پر بھاری جمعیت کی ساتھ حملہ کیا ہے - یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ٹھگ نہیں - بلکہ باقاعدہ فوج نے حملہ کیا ہے - ڈسکٹ وغیرہ پر حملہ کرنے والوں نے نقصان عظیم اٹھایا - کرینیا میں گو ترکی فوج کم تھی - مگر حملہ آوروں کو جنکا بہت نقصان ہوا پیچھے ہٹا دیا ترکی دستہ کا صرف ایک سپاہی شہید ہوا شب گذشتہ ۹ اپریل یونانیوں نے پھر حملہ کی تیاری کی - مگر ان کی نقل و حرکت برقی روشنی کے ذریعے معلوم کر لیگئی - اور ان کو پیچھے ہٹنا پڑا -

۹ اپریل کی لڑائی میں یونانیوں کو فاش شکست ہوئی - ترکوں نے ۱۰ سپاہی اور ایک افسر کو گرفتار کر لیا جس وقت یونانی سرحد عبور کر کے اس طرف داخل ہوئے - ترکی افسروں نے نگرانی کنندہ دستوں کو پیچھے ہٹا لیا - تاکہ یونانی اچھی طرح سے آگے بڑھ آئیں پھر دو گھنٹوں کے بعد نیم دائرہ کی شکل میں بڑھ کر غنیم کے بھاگنے کا راستہ بند کر لیا یونانی جان توڑ کر لڑے مگر کچھ پیش نہ گئی - شب گذشتہ سات سو یونانی دو جہاز دستے پہلے اپسیا کی متقابل خشکی پر اترے اور آج صبح کو نگرانی کی چوکیوں پر حملہ کیا - ایک جہاز غرق کر دیا گیا - چند اہل جہاز قتل اور باقی گرفتار کئے گئے -

الاصونا ۱۱ اپریل شام - چھ ہزار سے کچھ زیادہ کی ایک یونانی دستہ نے آج ارماگی قلعہ پر حملہ کیا مگر پسپا کئے گئے - پسپائی پر پانچ سو یونانی

اور بہیمانہ کارروائیوں کو نہایت تحمل اور بردباری سے دیکھتے اور صرف ان بزدلانہ اور بیہودہ حملوں کو روکنے پر اکتفا کرتے رہے۔ حتی کہ یونانیوں کی یورشوں اور تاخت و تاراج کی اصل مقصد میں کوئی شک و شبہ نہ رہ گیا اور کل دنیا پر واضح ہوگیا کہ وہ محض اسلئے کیجا رہی ہیں کہ پہلے مقدونیہ میں علانیہ بغاوت کی آگ مشتعل کرکے پھر جزیرہ نما بلقان کی کل اقوام میں جنگی حملے آور ہوئے تھے ان کو بھی شکست ملی۔ لیکن مقررہ حملہ کی ہر وقت انتظار ہی۔ یونانیوں نے مقام کراسنا کی جنگی چوکیوں کو آگ لگانے کی کوشش کی جسپر سخت لڑائی شروع ہوئی۔

بمقام ڈسکٹ کئی یونانی مقتول و مجروح ہوئے۔ نشاط پاشا اور حقی پاشا ایسے موقعوں پر ہیں جہاں غنیم باسانی حملہ کرسکتا ہے۔

محکمہ جنگ نے تیسری اردو بقیہ مناسطر کی ریزرو فوج کو تین حصوں میں تقسیم کرکے بمقام اسکب۔ کسودو اور پری زرند مقیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

بریگیڈیر جنرل عثمان پاشا غازی عثمان سے مراد نہیں) بادر اعلے حضرت مقام جنیا کی ڈویژن کی سٹاف کی اعلی افسر مقرر ہوکر مقام مذکور کو روانہ ہوگئے ہیں۔

معرکہ آرا فوج کی پہلی تین ڈویژنوں میں بارہ ہزار فوج پیدل۔ چند دستے فوج سواراں میں میدانی اور ایک کوہی باتری ہے چوتھے ڈویژن میں ۱۱۰۰۰ فوج پیدل چند دستے سوار چار میدانی اور ایک کوہی باتری ہے چھٹے ڈویژنیں بارہ ہزار پیدل اور توپخانہ و سوار پانچویں کی برابر ہیں انکے علاوہ دو اور ڈویژن ہیں جن میں سے پہلی میں چار رجمنٹ سواراں دوسری میں آٹھ رجمنٹ توپخانہ ہے۔ کل معرکہ آرا فوج کی تعداد علاوہ امدادی فوج کے ۷۰ ہزار پیدل ۹ دستے سواراں اور ۱۵۶ توپیں ہیں۔

(۱۱ صونا - ۱۱ - اپریل - جمعہ - ۹ - اپریل) سے یکہ یونانیوں نے رات اور دن دو دو وقت ترکی فوج پر مختلف موقعوں پر متواتر حملے کئے ہیں۔ مگر ایک انچ زمین پر قابض نہ ہوسکے۔ شنبہ کی رات کو ترکی پہرہ داروں نے مقام کو میزی پور کی نواح میں برقی روشنی کی مدد سے چار ہزار یونانیوں کو بڑھتے آتے دیکھا۔ جسپر وہ فوراً مقابلہ کیلئے تیار ہوگئے۔ لڑائی برابر اڑھائی گھنٹہ ہوتی رہی جسکے بعد اکثر یونانی بھاگ گئے۔ اور باقی اور زیادہ عرصہ تک لڑتے رہے۔ غنیم کی بہت سپاہی قتل ہوئے جنمیں ایک اعلی افسر بھی شامل تھا اس رات چار ہزار یونانیوں نے ڈسکٹ کی قریب سرحد عبور کی۔ مگر بیس منٹ کی لڑائی کی بعد بھگا دئے گئے۔ پانچ یونانی زندہ گرفتار ہوئے۔ جو ڈویژن کی سپہ سالار کی پاس بھیجدئے گئے صبح کیوقت تین دستے بمقام ملی ہو اترکی علاقہ میں داخل ہوئی ترکی افواج نے روکدیا ۱۰ کو تقریباً ایکہزار یونانیوں نے پہر سیلیو پر حملہ کیا مگر نقصان عظیم کی ساتھ پسپا کردئے گئے ۱۱ کو یونانیوں نے کریا پر پھر حملہ کیا۔ اڑھائی گھنٹے لڑائی ہوتی رہی اور آخرکار سرحد سے پیچھے ہٹادئے گئے۔ اقدام ضروری ہے کہ ڈسکٹ پر پانچہزار یونانیوں نے حملہ کیا سرحد پر ترکی فوج تھوڑی تھی وہ پیچھے ہٹ آئی ترکی جرنیل نے یونانیوں کی بڑھتے چلے آنے پر انکی واپسی کو روکنے کیلئے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ غنیم اس چال کو سمجھکر اپنی مخدوش حالت سے واقف ہوگیا اور اس نے ترکی مورچہ بندی پر بڑی تندی سے حملہ کردیا۔ لڑائی تین گھنٹہ ہوتی رہی۔ آخرکار یونانی دو ہزار مقتول و مجروح چھوڑکر واپس ہٹ گئی۔ اور ترکی فوج نے محض رحم کھاکر بھگوڑوں کو گرفتار نہ کیا

تحریک ییپا - افراد کو عالمگیر جنگ پر آمادہ کر دیا جاتا ہے

جب ترکوں نے اس دلیرانہ دعوت کا حملہ کی صورت میں جواب دینا پسند نہ کیا اور انکی کو وقار تحمل شکیبائی میں فرق نہ پڑا۔ تو انکو اسکے مقاصد کے حصول کیلئے باقاعدہ یونانی فوج کے افسروں کی نگرانی اور ماتحتی میں ٹھیک جنگی اصول کے مطابق باقاعدہ فوجی حملے شروع کرنے پڑے۔ اس قسم کے پہلے حملے ۹ اور ۱۰ اپریل کو کئے گئے۔ یونانی بقاعدہ سپاہوں اور مجاہدین کے دل بادل دو حصوں میں منقسم ہو کر ترکی علاقہ میں گھس گئے۔ ایک حصہ ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف داخل ہوا۔ ایک کا مدعا یہ تھا کہ ترکی سرحدی چوکیوں کے دستوں کو لڑائی پر اکسائے، اور دوسرے کا مدعا یہ تھا کہ مشرقی میدان کارزار کے ترکی ہیڈ کوارٹرز (الاصونا) اور مغربی ہیڈ کوارٹر واقع اپائرس کے رشتہ مواصلت کو دو موقعوں پر حملہ کرکے منقطع کر دے اور اس میں کامیاب ہو جانے پر ترکی علاقہ میں آگے بڑھتا جائے۔ پہلے مدعا میں قطعاً ناکامی اور دوسرے میں جزوی کامیابی ہوئی

اس بقاعدہ محاربہ مجاہدین کا اعلیٰ منتظم اور سربراہ ایک بہادر اور بلند حوصلہ یونانی افسر تھا۔ اسکندر میلو نامی تھا۔ اسنے اپنی ماتحت سپاہ کو سولہ حصوں میں تقسیم کیا۔ اور اس کا فرض یہ مقرر کیا۔ کہ وہ ترکی عساکر کے پہلوؤں پر اور عقب میں جسقدر دور پہونچ سکے پہونچکر بیبانیوں کی حوصلہ افزائی کرنے سے عام قومی بغاوت برپا کرائیں۔ اور ساتھ ہی غنیم کی فوج مقیمہ سرحدی سے چھیڑ چھاڑ کرکے اسکو ادھر ستائیں اور تنگ کرتے رہیں۔ اس میں سے جو جماعتیں مشرقی و مغربی ہیڈ کوارٹروں کے رشتہ مواصلت کو منقطع کرنے اور غنیم کی صفوف اور عقب میں دور دراز پہونچنے کیلئے بھیجی گئی تھیں انکا حقی پاشا کی ڈویژن مقیمہ ڈسکاٹا سے مقابلہ ہوا۔ اور وہ حصہ کثیر کے سر پھوڑ کر واپس آگئیں۔

اس واقعہ سے چند دن بعد یونانی مورچوں سے پھر دوسری دفعہ اور پہلی سے زیادہ جمعیت کے ساتھ پیشقدمی کیگئی جسکا بالصراحت یہ مدعا ظاہر ہوتا تھا۔ کہ ترکی افواج کے باہمی رشتہ کو معرض خطر میں ڈالا جائے۔ یہ کوشش ۱۵ اپریل کو کیگئی۔ اس تاریخ بھی زبردست گروہ اضلاع برقلی اور ریوس کیجانب جو الاصونا سے بجانب شمال دس میل کے فاصلہ پر ہیں۔ روانہ ہوئے۔ انکو امید تھی کہ اول تو ان اضلاع میں فوج مطلقاً ہی نہیں ہوگی اور اگر ہوگی بھی تو تھوڑی سی ہوگی۔ مگر انکی توقع باطل ثابت ہوئی ترکوں نے انکی حرکات کو دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے منہ دونکی خوب خاطر تواضع کی۔ جسپر یونانی بہادر بگٹٹ رفتار سے انالپ سیپن اور پوٹیکا کی پہاڑیوں کو جو عین سرحد کے قریب واقع ہیں پیچھے ہٹ گئے۔ سرحدی لائن سلسلہ انالپ سیپن کے برابر جاتی ہے۔ سلسلہ مذکورہ کے اس موقعہ سے جہاں وہ درہ جو مقدونیہ میدان کو جاتا ہے ردیں ہے۔ ترکوں نے انکو یعنی غاصبوں کا تعاقب کرکے بایں توقع کہ وہ مذکور کا محاصرہ کر لیا کہ شاید اسیران جنگ ہونے وہ اس امر کو ثابت کر سکیں کہ یونانی باقاعدہ سپاہ نے حملہ کیا تھا یہ لڑائی رفتہ رفتہ سرحد کے برابر دونو طرف پھیل گئی اور خوب شور و شغب اور آتشبازی ہوئی مگر فریقین میں سے کسی کو کچھ نقصان نہ پہونچا نہ کوئی نتیجہ مرتب ہوا۔ ۱۶ اپریل کو لڑائی زیادہ تیز ہو گئی اور گذشتہ دن کی نسبت فریقین کے زیادہ آدمی میدان کارزار ہوئے۔ یہ لڑائی سارا دن اور ساری رات جو چاندنی تھی ۱۷ اپریل یعنی شنبہ کی صبح تک ہوتی رہی۔ وہ [illegible]

۱۸ سے ۲۲ اپریل تک نہایت استقلال و ثابت قدمی اور مستعدی سے جو باہمی مذہبی اور قومی تعصب اور عناد نے ترکوں و یونانیوں میں پیدا کردی تھیں ہوتی رہیں تاکہ ناظرین کو ان معرکہ کی کیفیت بالوضاحت معلوم ہوسکے میں انکو تین حصوں میں تقسیم کرکے دیتا ہوں۔ خط محاربت کی مشرقی حصہ میں کوہ اولمپس اور درہ نیزرو کی قبضہ کیلئے لڑائی ہو رہی تھی قلب میں تمام کوششوں کا ماحصل درہ ملونا تھا۔ اور مغرب میں جیسے ترکی ہمیشہ پر درہ ریوینی اور اسکی متعدد گھاٹیاں اور وادیاں مابہ المقصود تھیں اس میں کوئی کلام نہیں کہ ان معرکوں میں فریقین نے شجاعت و مردانگی کی پوری پوری داد دی جسے دیکھکر بے تعلق ناظرین بھی عش عش کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ یونانیوں نے ان دروں کی جو انکی ملک اور وطن کے پھاٹک تھے قابل تعریف پامردی اور دلیری سے محافظت کی اور اس محافظت میں کئی دن تک کامیاب رہنے سے انکو فتحیابی کی پوری توقع اور اسکے ساتھ ہی یہ قوی امید ہوگئی کہ فتوحات ہماری ہمسایہ سے بغاوت کرا دینے کیلئے زبردست تحریک اور مشعال کا کام دینگی۔ اور کہ وہ عنقریب فاتحانہ حیثیت سے مقدونیہ میں داخل ہوکر اپنی آزاد شدہ بھائیوں سے مصافحہ جا کرینگے۔ مگر خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم یہ ہوس ہوس خام اور توقع توقع باطل ثابت ہوئی۔ ترکی پلٹنیں بینظیر استقلال اور ثابت قدمی سے جو اوصاف فطرت اور رسم و رواج نے ہر فرد ترک سپاہی میں پیدا کر رکھی ہیں ان کو ہی مورچوں پر جنکی یونانی سرباختہ ہوکر حفاظت کر رہی تھی۔ حملہ کرنیکے لئے آگے بڑھیں۔

معرکہ کا حملہ یونانی پوزیشن کی مرکز پہ ہوگیا۔ دوم و چہارم ڈویژن ایک رسالہ سواراں اور چھ بانٹریاں لیکر (جملہ ۱۵ ہزار آدمی) دو گھنٹوں کے کوچ پر الاصونا سے درہ کیطرف جسکی چڑھائی کا زاویہ تقریباً تیس درجہ لکھا ہے روانہ ہوئی۔ زمین کی طبعی [illegible] یونانیوں کے حق میں بہت مفید تھی۔ کیونکہ شمالی طرف کی چڑھائی اور اترائی نہایت سیدھی اور کھڑی ہے۔ درہ کے سرے پر دو گرجا یا چھوٹے دستوں کے قیام کیلئے تھیں بالمقابل کھڑی تھیں۔ یونانی اپنی گڑھی میں چند میدانی توپیں لئے آگے بڑھتے تھے۔ اور گرجا پر چھپے ہوئے چند توپچی رائفل بردار تھی وردی پہنا کر بسرعت تمام وہاں بھیج دیئے گئے تھے۔ لڑائی کے شروع ہونے سے تھوڑی ہی دیر بعد ان توپچیوں نے سامنے کی ترکی گڑھی پر پھٹنے والی گولی پھینک کر آگ لگا دی جس پر ترک اوسے خالی کرکے پیچھے ہٹ گئے۔ اور یونانیوں نے فی الفور قابض ہوکر اوسے خاکستر بناکر زمین کے ساتھ ہموار کردیا اسی موقعہ سے دوسری دن ان پر فوج حملہ کیا گیا۔ اور یونانی توپیں ایک چھوٹی سی عمارت پر جو سوختہ گڑھی سے کسیقدر عقب میں ترکی علاقہ کیطرف ایک بلندی پر کھڑی تھی سیدھی کر دیگئیں۔

اس بلندی پر ترکوں نے لڑائی شروع ہونیسے پہلے کی کئی باتریاں جمع کرلی ہوئی تھیں۔ ان باتریوں نے ایک اور ہمسایہ باتری کی مدد سے جسنے قابل قدر کام دیا۔ یونانی توپوں کا منھ بند کرکے انکی جارحانہ کاروائی کا ہیں پر خاتمہ کردیا اس ترکی کامیابی کے مقابلہ پر یونانیوں نے گریزووالی کی سرحدی قلعہ کی قریب ترین گڑھی دھاوا کرکے فتح کرلی۔ اور بعد ازاں بے ترتیب متفرق لڑائی کچھ عرصہ تک فریقین میں ادہر ادہر ہوتی رہی تھی کہ معرکہ آرائی کو جو ۲۲ گھنٹہ سے لگاتار جاری تھی۔ اور زیادہ سرگرمی سے قائم رکھنے کیلئے بالآخر جنگ کنندگان میں سکت نہ رہی۔ دونو طرف سے چھوٹی اسلحہ (رائفلوں کی آتشبازی)

بند ہو گئی۔ اور صرف توپوں کی گرج لڑائی کے جاری ہونیکا پتہ دیتی رہی۔ جنگی آتشبازی میں کوئی فرق نہ پڑا۔ بلکہ یونانی مورچہ پر گولہ باری کرنیوالی ترکی توپوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ اور اپنی توپوں کی گولہ باری کی اثر کو بذات خود مشاہدہ کرنیکے لیے ادہم پاشا ریزرو توپخانہ کی کمانڈر رضا پاشا سمیت ان بلندیوں پر جو سڑک کی اوپر تھیں تشریف لیگئے ترکی توپچی قابل تعریف استقلال و تحمل اور قادر اندازی سے گولہ باری کر رہے تھے۔ نزدیکی درمیانی فضا کسی جگہ سات ہزار قدم تھی کہیں ۸ ہزار اور بعض جگہ اس سے بھی زیادہ تھا۔ لیکن اس بعد مسافت کی باوجود گولے ایسے درستی سے نشانہ پر بیٹھتے تھے کہ ترکی گول اندازوں کی تیز نظری درست مشاہدہ اور مہارت کی پوری تصدیق ہو رہی تھی

ترکی توپوں کی نسبتاً زیادہ شدید گولہ باری نے تھوڑی ہی دیر میں یونانی گڑھیوں اور انکی ملحقہ مورچوں و دمدموں کو جنہیں یونانی فوج پیدل ہو چکی تھی تودہ خاک بنا دیا۔ اور انکی باتریوں کو چپ کرا دیا۔ اور اسطرح سے درہ کی شجاع محافظ ان مورچوں کو جنپر وہ پہلے قابض تھے۔ بتدریج چھوڑتے جانے پر مجبور کر دئیے گئے۔ الغرض ۱۹ اپریل کی سہ پہر تک گڑھی کریشوواکو بھی جو معرکہ آرائی کی آخری جدوجہد کا مرکز رہی تھی یونانیوں نے خالی کر دیا۔ اور گھاٹی کی جنوبی ڈیلوا کی چپہ چپہ یونانی مورچوں کی سوا کل درہ ملونا پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا۔ وہ تمام انگریز نامہ نگار جو ان دونوں کی لڑائی کی جزو و کل کیفیت کو مشاہدہ کرتے رہی تھے متفرق ہو کر لڑائی کرتے اور صف آرا ہو کر مشغول پیکار ہوتے وقت دونوں صورتوں میں ترکی سپاہ کی نظام و باترتیبی اور غنیم کی آتشباری کی سامنے ثابت قدم اور مطمئن خاطر رہنی کی تعریف کرتے ہیں جب میدان کارزار کا دائرہ تنگ ہو گیا۔ اور جنگ کنندہ سپاہیوں کی متفرق جماعتوں اور دستوں کی تمام کوششیں ایک ہی مدعا پر مجتمع ہو گئیں۔ تو ترکی سپاہیوں میں از سر نو جوش تیزی و مستعدی پیدا ہو گئی ظاہر ہوتا تھا بہادری کا اور ایمان کی روح نے سپاہیوں میں عجب جوش نفاذ پیدا کیا ہر ایک فریق کی یہی کوشش تھی کہ مردانگی و جانبازی میں دوسروں سے سبقت لیجائے یہ جوش آخر اس وقت تھا جب درہ کو فتح کر لینے کی بعد سپاہیوں میں مسلسل معرکہ آرائی کی وجہ سے ہاتھ پاؤں ہلانیکی بھی سکت نہ رہی تھی افسروں نے بھی کچھ کم جانبازی نہ دکھائی۔ بلکہ سپاہیوں کو خود شاندار نمونہ بنکر دکھلایا اور اپنی مثال اور لیڈر ہونیمیں جانثاری اور شجاعت کی روح پھونکدی اور انسے شانہ بشانہ کام کرائی جنہیں دیکھکر حیرت ہوتی تھی فوج کی تمام افسروں میں سے ایک کی شاندار شہادت نے کل سپاہیوں میں جو قومی و مذہبی حمیت کی وجہ سے اپنی دلی ولولوں کی علانیہ اظہار کی چنداں عادی نہیں جہانگیر جوش اور ولولہ پیدا کر دیا یہ شہید جنرل بریگیڈ حافظ[لہ] پاشا تھا جو اپنی اردلی افسر کی منت سماجت کی باوجود فوج کی سیلاب تند کیطرح درہ میں داخل ہوتے وقت گھوڑے سے اترا اور پیدل ہو گیا کہا نیکی بار صف اپنی سپاہیوں کی جلو میں نظر آیا اور آخر ایک پھٹنے والی گولہ کی ٹکڑہ کی لگنے سے جام شہادت نوش کر گیا (نشاط پاشا بجائے بریگیڈ کے کمانڈنگ افسر چیف جنرل جلال پاشا بھی اسی معرکہ میں شہید ہوئی۔ مترجم

لہ اس جانباز خادم قوم و ملت کی تصویر دوسری صفحہ پر دیگئی ہے۔ اسکا اصلی نام عبد الازل پاشا تھا مگر حافظ قرآن کریم ہونیکی باعث عموماً حافظ پاشا پکاری جاتے تھے بوقت شہادت انکی عمر ۵۵ برس کی تھی شہادت سے پہلے یہ کلمے ورد زبان تھے میں نے اسی برس دین کی خدمت میں بسر کئی ہیں ابتک ۳۲ معارک میں شریک رہ چکا ہوں مقتدر شہادت کی تمنا تھی شاید خداوند کریم اب پوری کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جلال پاشا اور عبد الازل پاشا کی اہل و عیال کو حضور امیر المومنین نے علاوہ خزانہ خاص سے ... مستقل پنشن

درہ میں سے گذرنے والی سڑک پر ترکوں کا قبضہ ہو جانے سے یونانیوں کیلئے گریونہ والی کی بلا پر محافظت کرنا ناممکن ہوگیا۔ وہاں دو ہزار یونانی متعین تھے۔ جنکا پانچویں ترکی ڈویزن کی سپاہ نے بتدریج اس اہم مقام کو چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ ۲۰ - اپریل کی صبح کو یونانیوں نے ٹرناوس کیطرف ہٹنا شروع کر دیا۔ اور ادھر ترکوں نے درہ ملونا کی متعدد بلندیوں پر کہ وہ پاپا لوادیا و پاپا اور ان کی گرد پیچ پر حملہ کر دیا۔ اور ہانی کیطرف بڑھے۔ مگر اس پیشقدمی سے انکو یونانی بریگیڈ زیر کمان ڈیمو پولو نے پیچھے ہٹا دیا۔ ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ اپریل کو درہ ملونا اور گریونہ والی کے ارد گرد جو لڑائیاں ہوئیں ان میں ترکوں کی تین پلٹنیں (تقریباً ۲۴ ہزار آدمی) اور ۱۲ باتریاں شامل ہوئیں۔ ان کے مقابلہ پر یونانی صرف ۱۶ ہزار کے قریب تھے۔ ایک اجنبی نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ ان معرکوں میں ترکوں کے ۷۵ شہید اور ۲۰۱ مجروح ہوئے۔ مگر یونانیوں کا اس سے بدرجہا زیادہ نقصان ہوا بسبب ہوں کا قول ہے کہ ترکی توپوں نے غنیم پر سخت بربادی وارد کی۔ انکے گولے گویا جاندار تھے۔ اور بولی پر کام دیتے تھے۔ ادھی موقعہ پر جاکر پھٹتے جہاں ابھی کسیطرح کی پناہ یا روک موجود ہوتی تھی۔

اس قلب میدان کی لڑائی کے ساتھ ہی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ادہم پاشا یونانیوں کو انکے میمنہ اور ساقہ کیطرف پیچھے دھکیل دینے میں کامیاب ہوا۔ ان مواقع پر بھی ویسی ثابت قدمی اور عزم بالجزم کے ساتھ لڑائی ہو رہی تھی نسبتاً بہت زیادہ مشکلات میسرہ بازو پر حیدری پاشا کی زیر کمان چھٹی ڈویزن کو پیش آئیں۔ اس بازو کا میدان جنگ محافظین کے حق میں از حد مفید تھا۔ وہ نہایت محفوظ پناہ اور روک کے پیچھے بلند اور دور تک مار کرنیوالی موقعہ پر کھڑے تھے جہاں سے اور نیز قصبہ یونانی کو ہستانی شکاری غنیم پر پیچ در پیچ مخفی ہو کر آتشباری کر رہے تھے۔ یہاں (یعنے بمقام نیزروس) ایک ہزار مجاہدین کے علاوہ ۸ ہزار یونانی سپاہ کرنیل کاکلا مانوس کی زیر کمان درہ کے دونوں طرف ناقابل گذر صعب الحصول بلندیوں پر قائم تھی۔ اور ترک کوہ اولمپس کے دامن میں کھڑے تھے۔ اور موقعہ کی تنگی اور بلندیوں کی صعوبت کی وجہ سے غنیم کے مضبوط موقعہ پر زبردست حملہ کرنیکے لئے اپنی صفوں کو پھیلانے اور مرتب کرنے سے معذور تھے۔ چنانچہ دونوں فریق ۲۰ - اپریل تک پہاڑ کی گھاٹیوں میں اسی طرح بالمقابل قائم رہے کوئی فریق دوسرے پر کسیطرح کا غلبہ حاصل نہ کر سکا۔

یہی بازو میں اوسطرف کی درہ کی دونوں طرف کی بلندیوں پر جو لڑائیاں ہوئیں وہ بھی اسی طرح بے نتیجہ رہیں۔ اور چونکہ حقی پاشا کا ڈویزن متردد رہا اور اسنے پیشقدمی میں جلدی و سرعت سے کام نہ لیا۔ یونانی ڈویزن زیر کمان جنرل ماؤرو میکالیس نتیجہ اس پر ناقص کا حصہ کثیر قلب کو بھیجنے پر غاسی اور رپینی کیطرف چلا گیا اور ان ہی موقعوں پر ایسے وقت پہونچ گیا۔ کہ ان جانگداز معرکوں میں جو ۱۹ - ۲۰ اپریل کو شروع ہوئے شریک ہو گیا۔ اس کمک کے پہونچ جانے پر یونانیوں نے

ان کے کردہ ایسے موقعہ پر تھے۔ کہ وہاں سے ایک آدمی مدافعت کو بہادر پر چار حملہ آوروں پر بھاری ہو سکتا تھا۔ کوہستانی ممالک اور بکھرے ہوئے دروں اور دشوار گذار گھاٹیوں اور بلندیوں پر محافظین کی تھوڑی سی تعداد بھی کثیر التعداد اور زبردست حملہ آوروں کو بیجا کچھ نقصان اور تکلیف پہونچا سکتی ہے اسکی کیفیت ناظرین کو دو مہینہ کی احمد ملکی ہدس گذشتہ کے چھ ماہ کے ہم تیراہ سے بخوبی معلوم ہو گئی ہوگی۔ مترجم

غنیم کو سامنے کیطرف ہی مشغول رکھنے کے لئے فی الفور بوغاسی کی ترکی گڑھی پر حملہ کر دیا۔ اور ساتھ ہی اسیوقت درہ ریوینی کیطرف بڑھ کر اس سے عبور کر گئے۔ اور ماسی کے میدان میں اپنی صفیں مرتب کر کے ان بلندیوں پر اپنا توپخانہ نصب کر دیا جہاں سے مقام دیغیا کی ترکی باتری پر جو وادی شمالی سرے پر واقع تھی گولہ باری ہو سکتی تھی۔ جب یونانی دیغیا کی مشرق میں کوہ کیتر کی ڈھال کے مختلف موقعوں یا کریبوں پر دو کوہی باتریاں نصب کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو پھر ترکوں کی طرف سے درہ کو فتح کرنے یا اس میں سے گذرنیکی تمام کوششیں بیکار تھیں۔ ایک انگریز نامہ نگار کا جو یونانیوں کیطرف موجود تھا بیان ہے کہ گونر کی باتریوں کی چھ انچ اور ۵½ ساڑھے پانچ قطر کی کرپ توپیں کسیطرح کی پناہ یا آڑ کے بغیر یونانی گولیوں کی تابڑ توڑ بارش کی زد میں ہوتے ہوئے باوصف مشین جیسی باقاعدگی سے کام کر رہی تھیں۔ مگر ان کی آتشباری سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ انکی نشست درست نہ تھی۔ اور گولے گر کر پھٹتے نہ تھے۔ چنانچہ ترکی توپیں بتدریج خاموش کرا دی گئیں اور لڑائی بلا نتیجہ ختم ہو گئی۔ ۱۹ اور ۲۰ اپریل کو کوہستان کے اس حصہ میں جو لڑائی ہوئی۔ اوسے توپخانوں کی مبارزت کہنا چاہئے۔ جس میں یونانی فائق ثابت ہوئے۔ اور دونو فریق اپنے اپنے موقعہ پر قائم رہے۔ کسی کو دوسرے پر کچھ غلبہ حاصل نہ ہوا۔ اس طرف اٹھارہ ہزار ترک ساڑھے بارہ ہزار یونانیوں کے بالمقابل تھے۔ آخر الذکر کا خوب محفوظ موقعہ پر ہونیکی بدولت نسبتاً بہت خفیف نقصان ہوا۔ انکے صرف ایکسو قتل و مجروح ہوئے۔ مگر ترکوں کا اس سے بہت زیادہ نقصان ہوا۔

فوج حملہ آور کے سپہ سالار ادہم پاشا نے جب دیکھا کہ جناحی ڈویژن ۲۰ اپریل تک کوئی غلبہ حاصل نہیں کر سکے۔ اور نہ آگے بڑھ سکے ہیں تو اس نے آئندہ کیلئے یہ نقشہ تجویز کیا۔ کہ درہ ملونا پر قابض ہوتے ہی علے الفور غنیم کے قلب کو کوہستان سے پیچھے ہٹا دیا جائے تاکہ بازوؤں کی افواج کو آگے حرکت کرنیکا موقعہ ملجائے۔ یہ تجویز پہلی تجویز سے بالکل متضاد تھی۔ اول الذکر کا تو یہ منشا تھا۔ کہ جبتک کہ بینی بازو سیدیمن اور کالا ماکی کے درونکو فتح کر کے یونانیوں کے بازو کے اوپر سے گذر کر انکی عقب میں لاریسا نہ پہنچ جائے قلب میں مدافعت کے پہلو پر رہ کر غنیم کو مصروف رکھا جائے۔ جس تجویز پر جناحی فوج کے ناکام رہنے سے عمل نہ ہو سکا۔ اگر ترکی جناحی فوج ایسی پیشقدمی بسرعت اور بالعزم کرتی۔ تو وہ باغلب وجود غنیم کے جسم کے نازک ترین حصہ پر کاری زخم لگانے میں کامیاب ہو جاتی۔ ترکی فوج کے حصہ اعظم نے تمام فوجی کارروائیاں نئی تجویز کے مطابق ہی کیں۔

۲۱ اپریل کو دونو فریق درہ ملونا کے جنوب میں ایکدوسرے کے بالمقابل ایستادہ تھے۔ یونانی ماتی میں اور ترک وہاں جبال کے قریب قرہ دیرہ میں۔ بایں ہیئت کذائی دو صفیح اقامت دونوں میں ۲۱۔ اور ۲۲ اپریل کو جانگداز معرکے ہوئے جنہیں یونانیوں نے غنیم کو پھر پہاڑوں میں نیچے دھکیل دینے کیلئے اوسکے دست ایمن پر ٹوٹ پڑنے کی کوشش کی ان معرکوں کا ایک حیرت انگیز اور موثر واقعہ تین سو چرکس سواروں کی اٹکشافی دوڑ تھی۔ یہ سوار مشہور انہ جانبازی یا حد عجب پر جوش متوکلانہ با اعتمادی سے غنیم کے قلب پر گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے جا پڑے۔ اور اونی بیرانی قادر اندازوں کی گولیوں کا نشان ہو گئے۔ انمیں سے صرف ایک غریب واپس پہنچا۔

یونانیوں نے ماتی میں اپنی پوزیشن دملاتہ نا ۔ مورچوں ۔ خندقوں اور گڑھوں سے خوب مضبوط کرلی ہوئی تھی ۔ انکا اہنی بازو مارسیکالیس کی زیرکمان تھا جسکا ڈویزن جیساکہ اوپر لکھا جاچکا ہے ۔ اسپر اقلمسا سے قلب میں بلالیاگیا تھا ۔ بیساری بازو کا کمانڈر کرنیل مسٹراپاس تھا ۔ ان دو نوں ڈویژنوں کے چودہ ہزار آدمیوں کے علاوہ ۳۶ توپیں اور ۵ رسالے قلب میں ایک مناسب موقعہ پر قائم تھے ۔ اس طرف ترکوں کے صرف نو ہزار آدمی ۔ تین رسالے اور ۱۸ توپیں حقی پاشا کی زیرکمان تھیں ۔ درہ ریوینی کے ناکوں کی محافظت پر کرنیل سمولنسکی مامور تھا ۔

۱۷ و ۱۸ ۔ اپریل کے معرکوں کا خلاصہ چند لفظوں میں یہ ہے ۔ کہ یونانیوں نے جنکو مقام گزنیرو زبردست کمک پہونچگئی تھی ۔ یہ کوشش کی کہ درہ ملونا کے راستہ ترکوں کیلئے پیچھے ہٹنے کا راستہ چھوڑیں یعنی اس درہ کے راستہ انکی خط مراجعت کو منقطع کردیں ۔ مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے ۔ کیونکہ ترکی سپاہ کو کافی کمک پیچھے سے پہونچگئی تھی ۔ اور وہ ہرطرح کی جارحانہ کوشش وحرکت کو روکنے کے قابل ہوگئے تھے ۔

دوسرے دن ۱۹ ۔ اپریل کو نشاط پاشا کے ڈویزن نے جسکی ۲۴ توپیں مدد کر رہی تھیں بعزم دلیرانہ یونانیوں کے یمینی بازو پر حملہ کیا ۔ اس سپاہ بالخصوص البانویوں نے جو سب سے پہلے تھے اور کل تعداد انہیں پر پڑا تھا ۔ جس تندی وتیزی سے یہ حملہ کیا ۔ اس سے انکی سپاہیانہ پرجوشی شجاعت کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے ۔ ترکوں کے بڑے بڑے دستوں کی حرکات سے جو پہاڑوں پر سے یونانیوں کے مورچوں کیطرف اتر رہے تھے صاف ظاہر ہورہا تھا کہ یہی فیصلہ کن لڑائی اب ہوا چاہتی ہے ۔ یونانی پوزیشن ٹرناووس کی سڑک کے آرپار مثلث کے قاعدہ کیطرح قائم تھی اس مثلث کی چوٹی اوما درہ ملونا کا دہانہ تھا ۔ جہاں پچھلے چند دنوں میں گھمسان کا رن ہوا تھا ۔ ترکوں کا "پان ڈاپائی" (موقع اقامت) جہاں سے انہوں نے حملہ کیا ۔ اس بلند زمین پر تھا ۔ جسپر موضع قرہ ویالو واقع ہے ۔ اس موضع کو توپخانوں کی آتشباری سے اس حملہ سے پہلے ہی بہت نقصان پہونچ چکا تھا ۔

یونانی فوج پیدل پہاڑی کرتیری کے پیچھے جو میدان میں کھڑی ہے ۔ اور پچاس فٹ سے زیادہ بلند اور ۱۰۰ فیٹ سے اوپر طویل ہے ۔ محفوظ بیٹھی ہوئی تھی ۔ پہاڑی کے سامنے ساڑھے چار سو گز کے فاصلہ تک قازراندازوں کے گڑھے کھدے ہوئے تھے اور دائیں بائیں باتریاں نصب تھیں ۔ پہلی ترکی فوج پیدل اور سواراں نے ملکر حملہ کیا جسے یونانیوں نے باسانی پسپا کردیا ۔ بعد ازاں اتواپی مبارزت شروع ہوئی جو صبح کے آٹھ بجے سے لیکر سہ پہر کے پانچ بجے تک جاری رہی ۔ ترکی گولے رعد کیطرح گرتے ہوئے میدان کا نزاع پر سے گذر رہے تھے ۔ مگر شست نادرست ہونے کیوجہ سے یونانیوں پر گرنیکے بجائے ایک کھیت میں جسپر تازہ تازہ قلبہ رانی کی ہوئی تھی باشتیاق تمام اور اس کثرت سے گرتے رہے کہ گو ابھی خوب معقول فصل جمع کرنیکے لئے اس کھیت پر مزید قلبہ رانی کرنیکی بالیقین احتیاج نہیں ہوگی ۔ یونانی توپخانہ میں تین میدانی اور ایک کوہی باتری تھی ۔

پان ڈاپائی (Pan-da-pai) وہ موقع جہاں افواج مرتب صف آرا کیجاتی یا جہاں سے وہ کالموں یا صفوں میں آگے بڑھتے ۔ مترجم

پہلے تو ترک بندر سستی سے آتشباری کی مگر جب انکے گولندازوں نی نشست درست کر لی اور لشکر غنیم کی سانت محاذ صف
اندازہ ہو گیا۔ تو وہ بہ سرگرمی تمام اپنی کام میں مشغول ہو گیا۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد یونانی امدادی فوج جسمیں اٹھائی
ہزار آدمی تھے۔ اور دو کوہی باتریاں۔ لوسفاکی کی بلندیوں سے گزرو والی پر جہاں ترکوں کا میمنہ قائم تھا۔ آتشباری کرنے
لگ گئیں۔ گھنٹوں تک بڑی شدومد سی گولہ باری ہوتی رہی۔ جسمیں زیادہ تر پھٹنے والے گولوں سے کام لیا گیا۔ حالانکہ ترکوں
نے ایکہزار سے زیادہ گولی چلائی۔ مگر یونانیوں کا بہت ہی تھوڑا نقصان ہوا۔ اونکی طرف میں آدمی قتل و مجروح ہوئے۔ ایک مقتول
اور تین مجروح افسر بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ سہ پہر کے تین بجے کے قریب یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ ترک اپنے توپخانہ کا
حصہ کثیر وادی لگارآکو جو طوناو بند کے سامنے پائیں ہیں ہے ہٹا لیگئے ہیں۔ ترکوں نے بالخصوص تین انچ قطر کی کرپ توپوں
کی یونانی کوہی باتریوں پر بڑے زور سے گولہ باری کی یہ باتری انتہائی دلیری سے پرسید انہیں نصب تھی وہ ترکی گولہ باری کی کچھ پروا نہ
کر کے لگاتار اور بدرستی تمام گزرو والی پر گولے پھینکتے رہے۔ اس توپی مبارزت میں یونانی آتشباری کی استقامت و مستعدی بالخصوص حیرت
انگیز اور تحسین خیز تھی۔ یقین نہیں کی ترتیب یونانیوں نے یہ دیکھا کہ ترکی گولے زیادہ تر لگارآکی طرف سے آرہے ہیں اپنی توپوں کا رخ بھی اوسطرف
کر دیا اور ترکوں کو اسطرف کوئی معقول جمعیت فراہم نہ کرنے دینے کیلیے اندھا دھند توپوں کی شلکیں اور باڑھیں شروع کر دیں۔ لیکن
چالاک و ہوشیار ترکوں نے اونکے علی الرغم بحالات موجودہ جو کچھ کارروائی ہو سکتی تھی کر لی۔ اونکی فوج پیدل اسطرف آگے بڑھی گویا
وہ اپنے توپخانہ کو پیچھے لانیکے لیے تیار ہے مگر یہ صرف بہانہ تھا۔ اسکی آڑ میں وہ درہ تحمیہ کے دہانہ کی منصفہ بلندیوں کی طرف
بسرعت آگے بڑھ کر موضع ولیلر پر عین وقت پر قابض ہو گئی کیونکہ دوسری طرف اسی غرض کیلیے کرنیل ماروميکاليس دو پلٹن فوج پیدل
اور تین رسالے لیکر موضع مذکور کیطرف بڑھا چلا آرہا تھا۔ ترکوں کی کامیاب سبقت و پیشدستی پر کرنیل مذکور ایک گولی سر کئے بغیر بتعجیل تمام
پیچھے ہٹ گیا۔ تقریباً ٹھیک اسیوقت لوسفاکی کے یونانی کمانڈر نے ہیلیوگراف[1] کے ذریعہ اپنے سپہسالار کو جو لاریسا میں تھا خبر دی کہ
ترک اسکی پوزیشن کو عقب سے آلینے کی کارروائی کر رہے ہیں۔ اور اسے فی الفور کمک نہ پہنچائی گئی تو پھر اسپر مراجعت کا راستہ بند ہو جائیگا
ترکوں کی ان دونو کارروائیوں کی وجہ سے جنکے باقی ہیں یونانی پوزیشن دونو طرف سے معرض خطر میں پڑ گئی تھی سپہسالار نے
جو بمقام لاریسا ہیڈکوارٹر میں تھا۔ کل فوج کی علم مراجعت کی تیاری کا عزم کر لیا۔ اور شاہ یونان سے بذریعہ تار ہدایات کی لیے
استصواب کیا۔ شاہ نے اثینز سے حسب ذیل جواب دیا "اگر ممکن ہو تو لاریسا پر قابض رہو ورنہ حسب اقتضاء حالات عمل کرو"
اسپر شہر کو چھوڑنیکا بھی فیصلہ کر لیا گیا۔ اور حالانکہ اس سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے کئی رجمنٹوں اور تین باتریوں کی کمک جنہیں شاہزادہ نکلس کی زیر کمان
بھی تھیں ٹرناوس سے میدان جنگ کو بھیجی گئی تھیں شام کی قریب مراجعت شروع ہو گئی مشغول کارزار افواج میں ایسے وقت
جبکہ بظاہر فتح کا پانسہ اونکی حق میں پڑنے والا تھا مراجعت کا حکم ملنے سے عام ناراضگی اور بے دلی پھیل گئی اس حکم سے تھوڑی ہی دیر بعد یہ جھوٹی
خبر مشتہر ہو جانے پر کہ ترک مراجعت کا راستہ بند کرنیکو غزدہ یونانیوں کے پیچھے چلے آرہے ہیں۔ کامل پریشانی اور ابتری پڑ گئی۔ مراجعت کا

[1] ایک آلہ جسکے ذریعہ سے سورج کی روشنی میں عکس ڈالکر دور دور تک نامہ پیام کیا جاسکتا ہے۔ مقصد للفعال باوضع اثامت

حکم ملنے پر چند ٹیلیں کمپنیوں میں منتشر ہو گئی تھیں۔ اور چونکہ حکم نہایت تاکیدی تھا۔ مراجعت کیوقت گڑبڑ پڑ گئی۔ اور جبکہ فوج پیدل
بارودی گاڑیوں اور باربرداری [illegible] کی قطاروں کی لمبی صفیں بہ تعجیل و سرعت لاریسا کیطرف سڑک سڑک چلی جا رہی تھیں
یہ شور بلند ہو گیا کہ ترک سوار تعاقب میں چلے آ رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی کئی منفرد کمپنیاں دائیں ہاتھ پیچھے کیطرف مڑ کر رات کی گھٹا
ٹوپ تاریکی میں باڑھیں سر کرنے لگ گئیں۔ جنسے کسی ترک کو تو کوئی نقصان نہ پہونچا۔ اگر کوئی ہوتا تو نقصان پہونچتا۔ البتہ
قبل اسکے کہ انکی افسر اس غلط اور بے بنیاد تشویش اور غلط فہمی کو دور کر سکیں ان باڑھوں سے انکے اپنے ہی کئی
ساتھی جو عقب میں چلے آ رہے تھے قتل و مجروح ہو گئے۔

ٹائمز کے نامہ نگار نے ذات ٹرناوس میں جسکے باشندے اوسے چھوڑ کر بھاگ گئے ہوئے تھے بسر کی صبح اسنے وہاں ایک
متنفس نہ پایا۔ لاریسا کی سڑک پر اوسے کوئی آدمی دکھائی دیا۔ لاریسا پہونچنے پر اوسنے شہر میں عجب ہڑبونگ اور مایوسی
کا عالم دیکھا۔ ہر دم نئی فوجیں پہونچ رہی تھیں۔ کوچہ و بازار میں سامان جنگ کی گاڑیوں کی قطار در قطار ہیں جو [illegible]
کیطرف جا رہی تھیں۔ راہگذروں کیلئے کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہوا تھا۔ باشندے جوق در جوق گاڑیوں اور خچروں پر
اپنی مال و اسباب کو بار کئے ہوئے شہر سے نکلے جا رہے تھے۔ اور عمر مردوں و عورتوں۔ اور بچوں کی ایک لمبی قطار فرسالہ اور دولو
کی سڑک پر چلی جا رہی تھی۔ یہ نظارہ واقعی نہایت رقت انگیز تھا۔ باشندے ونکے دلوں میں جو اٹھارہ برس پہلے ترکوں کے ماتحت
تھے طرح طرح کے وہم اور وسوسے دوڑ رہے تھے۔ اور عالم تصور میں انکے دماغ ان مظالم و جبر و ستم کی نقشے بنا رہے تھے جو ترکوں
کے ہاتھوں پڑنے سے انکا وارد ہونا وہ یقینی سمجھے ہوئے تھے۔ یونانیونکی تشویش اور بھاگڑ کے قصہ کو یہیں چھوڑ کر میں پھر میدان
کارزار کیطرف متوجہ ہوتا ہوں۔ کہ دیمولا ترکوں نے کیا کارروائی کی اور انکی کس کارروائی کی بدولت یونانیوں میں بھاگڑ پڑی تھی

صف حملہ پاشا کی افواج کی صف معرکہ آرائی کیکے میسرہ پر جسے تنیزرو اور رانا لپسس کی گھاٹی میں حمدی پاشا شروع
میں مدافعین کی دلیری معقول انتظام مدافعت اور موقعہ کی دشوار گذاری کیوجہ سے درہ کو فتح نہ کر سکا مگر جب ادہم پاشا
نے کمک بھیجدی اور اسکی سپاہ کی جمعیت یونانی مدافعین کی مقدار سے بہت بڑھ گئی تو اسنے پھر پیشقدمی کی اور اوسکو
یونانی برگیڈ زیر کماں کا کلانوس مع یونانی مجاہدین کو جو اسکے بالمقابل تھی پہاڑ کیطرف بھگا رہے بہت دور پیچھے ہٹا
دینے میں کامیاب ہو گیا۔ اور یونانیونکو ایسی سخت شکست دی کہ انکی صفیں بالکل پراگندہ ہو گئیں اور وہ سراسیمہ وار
میدان جنگ سے فرار ہو گئے۔ کچھ تو کوہ آوسا سے مشرق کیطرف کو ساحل کو گئے۔ اور کچھ بحال تباہ لاریسا کو ہٹ گئے۔ ۲۲ اپریل
کو چھٹے ڈویژن نے اور آگے بڑھکر ان اضلاع پر جو حیال رپسانی مدرہ کی کے متصل تھے قبضہ کر لیا۔ اور ۲۳ اپریل کو ڈویژن
مذکور کا ہراول مسک لوور اور ریلر میں پہونچگیا جہاں سے یونانیونکو اصل خط مدافعت کا میمنہ بالکل قریب تھا۔ ماتی کی خونریز مگر
غیر منفصل لڑائی جسمیں ترک یونانیونکو انکی مضبوط پوزیشن سے جو پیلاؤ نکو وہانہ کے متصل عالم کنگی تھی نہیں نکال سکے جیسا کہ لکھا جا چکا
اسکے بعد ہر ایک رجمنٹ یونانی کھاٹیوں پر نہیں بلکہ ہر ایک کمپنی جنسے مشتمل تھی جدا جدا ہو گئی۔

اس جگہ ہوئی تھی۔ ساتویں ڈویزن سے، جو کیٹرینا اور پلاٹامونا کو دریائی ساحل کی حفاظت پر مامور تھا، کسی دستے بھی
پاشا کے زیر کمان چھٹے ڈویزن کو آملے تھے۔ چنانچہ ۲۳ اپریل کو وہ سامنے بڑھکر دریا پینیاس تک بڑھ کے بیلو کی دہانی
ہیرام سیم پاشا کی فوج کا حصہ اعظم یعنے چھ ڈویزن انفنٹری کی ایک آزاد بریگیڈ اور ایک ڈویزن فوج کیولری جمع تھا
ترکی جرنیل نے تاریخ مذکورہ دوسرے دن حملہ کرنے کیلئے کل تیاریاں اور انتظام کر لئے حملہ کا نقشہ یہ تجویز کیا گیا کہ کالم
مجتمع ہو کر پہاڑوں سے میدان کی طرف اتریں۔ اور بصورت کامیابی ٹرناووس پر قابض ہو کر ہیڈ کوارٹر وہاں قائم کیا جائے
مگر چونکہ مجوزہ کارروائی کا پہلا حصہ (یعنے میدان میں داخل ہونا) تجویز کا نتیجہ ہونے سے پہلے ہی سرانجام پا گیا۔ ادہم پاشا نے
اب یہ مناسب سمجھا کہ فوج کو ایکدن (۲۴ اپریل) آرام دیکر اسدن اپنی فوج کے تمام ایسے دستوں کو جو دور دور بکھرے
ہوئے ہیں۔ اور نیز کمسرٹ سامان جنگ اور بار کش جانوروں اور گاڑیوں کی کالموں کو یکجا مجتمع کر لیا جائے اور پھر دوسرے دن
۲۵ اپریل کو سب سے اول لاریسا کی طرف پیشقدمی شروع کر دیجائے۔

محاربہ کے پہلے حصہ پر جو دو دن ہوتا رہا نظر ثانی کرنے سے یہ رائے قائم ہوتی ہے کہ یونانی اپنی کوہستانی پناہ گاہوں
کی پناہ میں بالکل مدافعت کے پہلو پر رہے اور غنیم کے برخلاف جو متعدد کالموں میں مرتب ہو کر نقل و حرکت کر رہا تھا کسی طرح
کی جارحانہ کارروائی نہ کی اس احتراز کی وجہ شاید یہ خیال ہو کہ اگر دشمن کے مقابلہ پر جو تعداد میں بہت فوقیت رکھتا ہے
کسی جگہ خفیف سی ہزیمت بھی ہو گئی تو متعدد دیہات کے باشندوں کو جو بغاوت کرنے کی جرأت نہ ہو گی۔ اور پھر یہ بلکہ پایہ
ثانی میں لنگر ہونے کے میدان میں اتر آنے کی توقع بھی موہوم ہو جائیگی اور چونکہ معاونوں اور رفقا کی مدد کو حاصل کرنا نہایت
ہی لازمی اور ضروری ہے بنا بریں خفیف سی شکست کے احتمال سے بھی محترز رہنا واجب ہے۔

اگر محاربہ کا یہ قیاس درست ہو تو غرض مذکورہ بالا کو مد نظر رکھکر دیکھنے سے تسلیم کرنے سے کسی کو عذر نہیں ہوگا کہ یونانی
افسران اعلیٰ کو میکالیس سٹریاپس سمولنسکی، مکریس اور کاتھی زیس نے جو مختلف پوزیشنوں کی محافظت کیلئے متعین کئے گئے تھے
احکام مصدرہ کی حزم و احتیاط اور پامردی سے تعمیل کی۔ لیکن دوسری طرف سپہ سالار اس اہم الزام سے کبھی بری الذمہ نہیں
ہو سکتا کہ اسنے اپنی فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بہت وسیع علاقہ میں منتشر کر دیا جس سے فوج مذکورہ کے مختلف دستوں میں
وہ اتصال اور ربط نہ رہ گیا۔ جو نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے اور بدیں وجہ کسی ایک مقررہ موقعہ پر نمایاں فتح کا امکان
بھی ہاتھ سے کھو دیا۔ حالانکہ کسی ایسی ہی فتح سے ان لوگوں پر جنسے امداد و اعانت کی توقع تھی جو حوصلہ افزا اور جوش
بڑھانیوالا اثر پڑ سکتا تھا۔ اس غلط چال کے علاوہ یونانیوں کو اس سے بہت نقصان پہونچا کہ انہوں نے ترکی فوج کی اخلاقی طاقت اور شگفتگی
اور اسکی کل فوجی انتظام اور جنگی نشو و نما اور ارتقا کا درست اندازہ نہ کیا تھا۔ یونانی اعلیٰ افسروں کی نگاہ سے یہ امر نظر انداز ہو گیا
تھا کہ ترکی نظام جنگی اب وہ نہیں جو ۱۸۷۷ء کے روسی ترکی محاربہ کے وقت تھا اور کہ اسوقت سے وہ نہ صرف فوجی تعلیم و

لہ یعنے جو کسی ڈویزن میں شامل نہ تھا

نسبت اونکے معاملات ترتیب ہی میں نہیں بلکہ متعصبانہ رجحانات نے اونکے حق میں بہت ہی مخالفت ہو گیا ہے۔ انگلستان والے اسی غلط فہمی
میں مبتلا تھے کہ ترکی سپاہی صرف مدافعت کی پہلو پر ہی کام دے سکتا ہے۔ اور مرتب خوب محفوظ یا مقید مقام میں بیٹھ کے
حریف کو جانبازی اور سرفروشی سے ادا کر سکتا ہے۔ اوس سے مضبوط مورچوں اور کہیں بلندیوں پر دلیری اور ثابت قدمی
کے ساتھ حملہ کرنے کی کبھی توقع نہیں ہو سکتی۔ ایسے کام کے اوس سے سرانجام پانے کی توقع ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اول کوہی
دروں پر بالعزم حملہ کرنا اور پھر زینیاس و سالونیا وغیرہ دریاؤں کی پناہ میں جو ہوئی یونانیوں مورچوں پر حملہ آور ہونا یہ
ایسے کام ہیں۔ جو کبھی ترکی سپاہی کی حسب مذاق اور اسکو پسند خاطر نہیں ہو سکتے۔ یہ درست ہے کہ اونکے مذہب نے اس میں قانون
اور حکم کی بلا عذر اور کامل متابعت کی صفت راسخ کردی ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی اوس کی طبعی سرشت اور فطرت میدان جنگ
میں سبقت کرنے یا پرجوش اور مستعدانہ پیش دستی کی قابلیت نہیں رکھتی۔

یونانیوں کی غلط چالوں اور کارروائیوں کے حصہ کثیر اور انکی تباہیوں اور ذلت کا موجب اونکی یہی متذکرہ صدر غلط
فہمی تھی۔ جو ترکی سپاہی اور ترکی نظام حربی کے متعلق اونہیں ہو رہی تھی۔

محاربہ کی پہلی نوروز میں ترکی فوج کے کل آدمیوں نے بلا استثنا ایسی جانفشانی اور جد و جہد سے کام کیا کہ یہ امر پوری
طرح سے پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا کہ اگر ترک نظام و ترتیب استقلال بہادری بشرط علے النفس جنگی سپر پرے راستگی اور اطمینان
خاطری میں یونانیوں سے افضل نہیں تو کم از کم اونکی بالکل ہم پلہ ہیں۔ یہ نوروز ہر طرح سخت بے آرامی تشنگی و فاقہ
اور محنت شاقہ کے دن تھے۔ ترکوں کا جوش و عزم ذرہ بھر پست نہوا تھا۔ اور وہ بخوشی ان تمام تکلیفوں کو برداشت کرتے تھے

ناظرین فصل دوم میں پڑھ چکے ہیں کہ سپہ سالار انشمیاط ارباب ثلث الاصونا پہونچتے ہی سرحد کیطرف سے توپوں کی رعد وار گرج
سنکر اسیوقت اوسطرف روانہ ہو گئے تھے۔ وہ درہ ملونا کی معرکوں اور ادہم پاشا کی کارروائیوں اور پیشقدمی کی حالات
اپنی کتاب کے فصل پنجم و ششم میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں

ادہم پاشا و درہ ملونا

الاصونا سے درہ ملونا تک کی ہموار چٹیل سڑک پر ایسی گرمی میں سفر کرنا نہایت تعب
بخش کام تھا۔ سوار و مرکب دونو یکساں حرارت۔ ماندگی سفر اور بھوک سے بیچین ہو رہے
تھے۔ گرد و غبار بے حساب اور تمازت آفتاب ناقابل برداشت تھی۔ اور کل سڑک سپاہیوں۔ بارکش گھوڑوں اور گاڑیوں
سے جکا دو طرفہ تانتا لگا ہوا تھا۔ بھری ہوئی تھی۔ توپوں کی آواز بند ہو چکی تھی۔ اور جیوں جیوں ہم پہاڑ کے
قریب پہونچتے جاتے یہ خیال پختہ ہوتا جاتا تھا کہ اوس دن کی لڑائی ختم ہو چکی ہے۔

(۱) انگریز فیشن کارنامے گو جرمن مصنف نے بابہ وضاحت بیان کیے ہیں۔ مگر ان کی حسب نسب کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ زمانہ جنگ کیوقت یورپین اخبارات
نے اونکی قومیت کے متعلق عجیب غریب مہملات مشہور کیے تھیں۔ کسی نے جرمن الاصل بتایا اور کسی نے یونانی النسل۔ مگر یہ سب من گھڑت جدت طرازیاں
تھیں۔ غازی عثمان اور اکثر قابل ترین فوجی افسروں کی طرح ادہم پاشا بھی خالص اصل ترک ہیں۔ بقیہ بر صـ ۱۷۵

ادہم پاشا سے پہلی ملاقات

وہ کو نامہ کو بالکل قریب ہمیں ٹائمز کا نامہ نگار مسٹر ملا بنگھم کو مل
گئے آنا پڑا - اونسے اوسیوقت آپنا نام ظاہر کرکے اوس سفارش کیلئے
شکریہ ادا کیا جو ہمیں نے اس وقت کی تھی جبکہ محاربہ سے عین کچھہ دن پہلے ترکوں نے اوسے بمقام سالونیکا روک لیا تھا
اور آگے جانیکی اجازت نہ دیتے تھے - اوسنے ہمیں جنگی کارروائیوں کے مجمل حالات بتا کر کہا کہ مشیر ممدوح ہی دور پیچھے
پہلے آئے ہیں مسٹر بنگھم کی رفاقت ہمیشہ نہایت خوشگوار معلوم ہوتی رہی - اوسنے اپنے نامہ نگارانہ فرائض کو بھی نہایت احتیاط سے
اور عمدگی سے سرانجام دیا وہ رسالہ نگار روزنیوز ہو چکا ہے - اور ترکی نہایت عمدہ بولتا ہے - یہ فرد نوا مور اوسکی حق میں بہت کارآمد ثابت
ہوئے - محاربہ پر اوسنے جو کتاب لکھی ہے وہ پڑہنے کی قابل ہے - اوسکے ہمراہ الیکزیم اگر ٹریہم اور چند منٹوں میں ادہم پاشا جنکے پیچھے بہت ایکانی

بقیہ صفحہ سابقہ) اونکے یونانی الاصل ہونیکی دلیل ایک طریقے نہایت ہی مزیدار وہی تھی وہ لکھتا ہے - کہ اگر مشیر موصوف یونانی
ہوتے - تو ان کا قدم ہر روز ایتھنز کیطرف بڑھنے کی بجائے اسی ہوائی نکیطرح قسطنطنیہ کیطرف پیچھے کو ہٹتا - خیر اس بحث کو چھوڑ کر ہم اونکے
اصلی حالات ایک ترکی اخبار سے ذیل میں درج کرتے ہیں -

مشیر موصوف فرہاد آفندی چرکس کے فرزند ہیں ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے - انکی والد عین سیگیا رئیس اعظم بیگ کے غلام تھے - اور
آخر کار دربار سلطانی میں خاتم بردار سلطانی کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوئے مشیر ممدوح کی والدہ بھی خالص چرکسی قبیلہ ابیچی سے
تھیں - اور انکے ماموں ولایت ودزجہ میں اب بھی موجود ہیں - انہوں نے قسطنطنیہ کی جنگی مدرسہ میں تعلیم پائی - فارغ التحصیل ہونیکے بعد مشیر
صفوت پاشا والی حجاز وزیر پریسیڈنٹ کونسل حربیہ کے ایڈیکانگ مقرر ہوئے - اس حیثیت میں یوزباشی کے درجہ پر ترقی کی - بعد ازاں ترقی
بیکباشی کے رتبہ پر خاص سلطانی گارڈ میں منتقل ہوئے - اور قائمقامی کا درجہ پاتے تک وہیں رہے -

جنگ سوم روس کیوقت وہ امیر الائی کا درجہ رکھتے تھے - پلیونا کے معرکہ میں غازی عثمان پاشا کو انکی شجاعت و بسالت اور
ثابت قدمی سے بہت مدد ملی - آخر کار آپ سردار کے ساتھ روسی لشکر کے ہاتھ اسیر ہوئے - صلح ہو جانے پر جب دار الخلافہ واپس آئے
تو محکمہ سر عسکریت میں آستانہ علیہ کی کمانڈر ہوئے - اور کچھ مدت کے بعد تیسرے فریق پر ترقیاب ہو کر محل ہمایونی شاہی گارڈ کو دوسرے
دستہ کی کمانڈر ہوئے - بعد ازاں کریٹ کی فوجی گورنر بنائے گئے - جہاں لاریسہ کے راستے تشریف لے گئے - اور جبتک جزیرہ میں رہے وہاں
کامل امن رہا - اسکے بعد صوبہ البانیا کی ولایت قوصوہ کی گورنر اور بعد ازاں ولایت حلب کی ردیف فوج کی کمانڈری پر مامور رہے
آرمینیوں کی پچھلی بغاوت میں باغیان زیتون کی سرکوبی انکے سپرد کی گئی - اس خدمت کے صلہ میں مارشل یا مشیر کا رتبہ جلیلہ حاصل
کیا - اسکے بعد جو خدمت انہوں نے کی ہے - وہ کل دنیا کو معلوم ہے -

سلطان المعظم کو انسے نہایت محبت ہے - اور اونکو بھی حضرت جلالتمآب سے اسقدر اخلاص ہے - کہ بہت تھوڑوں کو انکے برابر ہوگا - نشانکاری
اور تعجیل اونکو کمال نفرت ہے - ایک کام کو بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں - اہم معاملات میں مشورہ لینا انکا شعار ہے - اور احکام
مذہبی کے سخت پابند ہیں +

افسر چلے آرہے تھے۔ ملاقات ہو گئی۔ مسٹر ٹکہم نے پاشا موصوف کو ہمارے نام بتائے جس پر انہوں نے از الطاف نہایت تپاک سے صاحب سلامت کرکے ہمیں اپنے ہمرکاب افسروں سے معرف کرایا۔ مارشل نے ارشاد فرمایا۔ کہ آج کے دن کی لڑائی میں کامیابی حاصل ہوئی دشمن کو بازو سے ہو کر ٹھیرنے کیلئے کوئی جا نہیں چھوڑ دیا۔ دستے لگاتار آگے بڑھے جا رہے ہیں اور امید ہے کہ ہماری کل فوج عنقریب پیشقدمی کرکے تھسلی کے میدان میں داخل ہو جائیگی۔ مشیر ممدوح نے یہ بھی کہا کہ عام ٹرانسپورٹ بالخصوص سامان حرب اور گولہ بارود کی باربرداری کے متعلق بہت مشکلات لاحق رہے ہیں۔ چونکہ سڑک کو میں بچشم خود معائنہ کر چکا تھا۔ اس بیان کی صداقت میں مجھے کسیطرح کا شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ہم نے اپنے گھوڑوں کو لوٹا لیا۔ اور ادہم پاشا کی ہمراہ الاصونا آگئے اُنکے سٹاف کے افسروں سے میری طویل گفتگو ہوئی۔ جس سے مجھے جلد معلوم ہو گیا۔ کہ پیشقدمی کی سست رفتاری سے تمام آزردگی پھیل رہی ہے۔ اور بیشتر کم عمر اور نوجوان افسر شنبہ اور یکشنبہ کی لڑائیوں میں درہ ملونا اور کل سرحد پر فتح حاصل ہو جانیکے باوجود پیشقدمی میں توقف ہونے کا مطلب سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ اور بہت چیں بجبیں ہو رہے ہیں۔

اُس زمانہ میں اکثر اخبارات نے بتایا تھا۔ کہ اس توقف کا باعث وہ ہدایات تھیں۔ جو مجلس ارکان سلطانی (یعنی سلطان المعظم کی منشاء سے) قسطنطنیہ سے موصول ہوئی تھیں۔ مگر یہ توجیہ مجھے بالکل ہی غیر اغلب اور بے بنیاد معلوم ہوتی ہے۔ میرے خیال کیلئے کئی معقول وجوہات موجود ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ توقف و تساہل پر نہایت سختی سے اعتراض کرنیوالوں میں ایک خود سلطان المعظم کا وہ یاور تھا جسے جلالتمآب نے فوج میں روانہ کیا ہوا تھا۔ اس نے مجھے نہایت تلخی اور آزردگی کو ساتھ کہا۔ کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس شاندار فوج کو جسکے سپاہی دنیا بھر میں شجاع ترین ہیں کیوں پانچ دن یہاں بیکار بٹھا رکھا گیا ہے حالانکہ اسوقت تک تو سیرلا ریسا پر ہونا چاہیے تھا۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ اس توقف کو خود سلطان المعظم نے بھی بلاشک و شبہ ناپسند کیا تھا۔ اور اسی ناپسندگی کے باعث جلالتمآب نے غازی عثمان پاشا کو ادہم کی جگہ لینے کیلئے سالونیکا روانہ کیا تھا۔ اور مسلمہ یقینی امر ہے۔ کہ سہو اپریل کی پیشقدمی اور عین بر وقت قبضہ تھسلی نے بھی ادہم پاشا کو بدنامی اور ذلت سے بچا لیا تھا۔ اگر ایسا وقوع میں نہ آتا۔ تو وہ ضرور بالضرور معزول کر دیے جاتے۔ ٹرانسپورٹ کی مسلمہ و بدیہی دقتوں اور مشکلات کے علاوہ اس توقف کی اگر کوئی اور چیز بھی باعث تھی تو وہ ادہم پاشا کی بدرجہ غایت احتیاط ہے۔ وہ پرانی طرز کا فوجی افسر یا بلفظ دیگر نہایت محتاط اور سوچ سمجھ کر چلنے والا جنگی شاطر و مدبر ہے۔ اور کوئی کارروائی کرنے سے پہلے اس امر کیطرف سے پورا پورا اطمینان کر لینا چاہتا ہے۔ کہ ہر چیز اپنے موقعہ پر بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ اس سریع اجتماع افواج اور اچانک و خطرناک دھاووں اور ضربات کے زمانہ میں ایسی کارروائی کے مشتبہ ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں اور کسی مستعد اور دلیر جنرل کے مقابلہ میں جسکے پاس سپاہ بھی عمدہ ہو اور کامیابی پیش ثابت ہونا بھی امکان میں داخل ہے۔ ادہم پاشا کی تدبیر اُس کی عملی کارروائی سے بہتر ہے

مسٹر شیوٹ کی نکتہ چینی

ممکن ہے کہ تسقط کا برزا لے کے نقصان اور توقفوں کا باعث جو امر متعدد اوراق میں صاف ظاہر ہو گئے تھے۔ خود مشیر کے کسی ذاتی کوتاہی کے بجائے زیادہ تر اُس کے

ماتحت افسروں یعنے جرنیلان ڈویزن کے عیوب ہوں۔ تمام غیر ترک مشاہدہ کنندگان کی عام رائے تھی کہ ادہم پاشا کی فوج کے ماتحت جرنیل کم لیاقت تھے۔ اور اپنے فرائض کے حسب حال قابلیت نرکھتے تھے مسٹر جی اے سٹیونس اخبار ڈیلی میل کے قابل نگار نے ایک مراسلت[1] میں جو ۱۱ جون کے اخبار میں شائع ہوئی۔ اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی ہے ترک دنیا بھر میں بہترین سپاہی اور بدترین افسر رکھتے ہیں ترکی سپاہی رستم صفت متحمل و صبور ناموس سے ناموراور شیر دل سے شیر دل شجاع ایسے بیخوف اور فرشتوں ایسے مطیع و منقاد اور با انتظام وتربیت یافتہ ہیں۔ وہ اپنے افسر کی ایسی اطاعت کرتے ہیں جیسے کہ نیک لڑکے استاد یا والدین کی۔ اگر افسر نے اونہیں صرف یہ کلمہ مطلق "منہ" (ہاتھ نہ لگانا) کہدیا ہو تو سپاہی خواہ بھوک سے بیتاب ہو رہے ہوں نانبائیوں کے بازار میں سے کسی دکان کیطرف نظر اوٹھا کر دیکھنے کے بغیر چپ چاپ گذر جائینگے۔ البانوی ترکی سپاہیوں سے بہت مختلف ہیں وہ اونسے نسبتاً پست قامت اور زیادہ پاکیزہ و ستھرے ہوتے ہیں۔ اونکی تیزی طبع اور مزاج کی سرکشی کی کوئی حد و غایت نہیں۔ مگر ترکوں یعنے ترکی سپاہیوں کی تو یہ کیفیت ہے کہ اوسی حال میں جس میں کہ وہ اب ہیں بغیر کسی مزید تعلیم و تربیت کے اچھے افسر اون سے دنیا میں جو کام چاہیں سرانجام کرسکتے ہیں۔ مگر افسوس اچھے افسروں کی ہی ان میں کمی ہے۔ ترکی افسر جاہل سست مرتشی اور عموماً بزدل ہیں ہمارے ہاں ایسے نہیں۔ اس قاعدہ کلیہ سے کئی مستثنے بھی ہیں اور جو مستثنے ہیں وہ افسری قابلیتوں میں دنیا بھر میں نظیر نہیں رکھتے اگر افسر لکھ پڑھ نہیں سکتے۔ اسی محض جاہل اور ایسا تو مشکل کوئی ہوگا جو اپنے آدمیوں کو خود آگے ہو کر سیدھا دشمن کے مقابلہ پر بڑھا سکے۔ البتہ اشد جاہل ہمراہ کمال شجاع ہیں خوش نسبتاً عمدہ و بہتر تعلیم یافتہ ہیں۔ مگر انکی جوانمردی کا یہ عالم ہے کہ میں نے بچشم خود تقریباً دس بارہ افسروں کو آتشباری کی زد سے پہلو بچاتے دیکھا ہے جرنیلوں بالخصوص جرنیلان ڈویزن کی حالت تو بالکل مایوسی بخش ہے۔ وہ سرکش سست الوجود و باہم ملکر کام کرنے کے بالکل ناقابل اور خود اپنی توپونکی تعداد سے جاہل ہیں جس حالت میں کہ اونہیں یونانیوں پر راہ مراجعت مسدود کر دینا واجب تھا عمل میں اریں یونانی ملوفیچ جاتے رہے۔ یہ افسر ایسے خوش ہوتے جیسے کہ خورد سال بچے کسی بڑی بھاری کامیابی پر ہوتے ہیں وہ بلا تصنع بالکل بیچ دل سے دشمن کو پامال کر دینے اور اوسے مراجعت پر مجبور کر دینے میں کوئی فرق تمیز نہیں کر سکتے تھے۔

مجھے مسٹر سٹیونس کی رائے سے جو ترکی افسروں کے حق میں بہت ہی سخت ہے اتفاق نہیں ہے البتہ یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ۱۶ اپریل کی ویلیا کی لڑائی اور ۲۰ اپریل کی فتح لاریسہ کے بعد ۳۰ اپریل کے معرکہ ولسٹینو سے پہلے اور ۱۷ مئی کے معرکہ ڈومو کوس میں جو جنگ کا رروائیاں کیگئی تھیں۔ اون میں اصلاح و ترقی کی بہت گنجائش تھی ان موقعوں پر جو غلطیاں اور توقف سرزد ہوئے وہ ڈویزن اور بریگیڈ کی کمانڈروں کی کوتاہیاں اور غیر مقلد اشتوں کا نتیجہ تھے۔ ڈومو کوس اور ولسٹینو میں قبل از وقت معرکہ آرائی ہو جانیکی غلطیونکے متعلق یہ عذر کیا جا سکتا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کی ریپٹنگ رائفلوں اور دور تک زد کرنے والے اسلحہ کی موجودگی میں سپاہیوں کو قابو میں رکھنا مشکل امر ہے لیکن اگر بریگیڈ اور رجمنٹ افسر قابل ہوتے۔ تو ایسا ظہور

---

[1] یہ قابل ادیب اور عنقریب باجاد ہوگا۔ لارڈ کرزن کے ہمراہ ہندوستان کے حالات و جملیات اور رسم و رواج سے اپنے اخبار کے ناظرین کو مطلع کرنیکے لئے انگلستان سے آیا۔ اور کئی مہینہ رہ کر واپس گیا ہے اسکے برعکس جرمن شاف افسر جو دولت عثمانیہ کا ملازم ہے ایک جرنیل ڈویزن کی نسبت ظاہر کرتا ہے

میں نہ آتا - ان دونو مقاموں پر ترکی فوج لڑائی کی نیت سے نہیں بڑھی تھی - صرف جمعیت عظیم اکتشاف اور دیکھ بھال کی غرض سے پیشقدمی کی گئی تھی - یہ پیشقدمی دونو موقعوں پر افسروں کی غلطی یا ناواقفی یا پرجوشی سے واقعی جنگی حملوں کی صورت میں تبدیل ہوگئی -

ادہم پاشا سے مکالمہ ترکی سٹاف اور نیز انگریز نامہ نگاروں میں جن میں سے چار آدمی میری پہلے ہی دن ملاقات ہوئی - یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا دیکھا کہ کر توقف بالکل بیجا اور نامناسب ہے میں نے اس رات کھانے کے بعد مشیر سے ملاقات کی - اور اس کے سٹاف کے کئی افسروں کے سامنے جو میری صرو فصاحت سنکر بہت ہی خوش ہوئے - ادہم پاشا سے کمال دوستانہ پیرایہ میں طویل گفتگو کی - بہ ہمہ مشیر موصوف کی تدبیر حربی پر کسی طرح کی نکتہ چینی کرنیکی جرات کرنے کو بغیر محض پالٹیکل پہلو سے اپنے خیالات ظاہر کئے - اور عرض کیا - کہ توقف سے نہایت سخت خطرات کے حدوث کا اندیشہ ہے - یہ درست ہے - کہ بلگریا و سرویا بالفعل خاموش ہیں مگر خفیف سی ترغیب سے وہ اجتماع افواج پر مائل ہو سکتے ہیں اور اسوقت دو دو دشمن ترکی کے برخلاف میدان میں اتر آئینگے - یہ خطرہ یہیں تک محدود نہیں ایک اور دشمن بھی جو یونانی ریاستوں کو بدرجہا زیادہ خطرناک ہے - تاک میں بیٹھا ہے - اوس کی طرف سے کبھی اطمینان اور بیفکری نہیں ہو سکتی - اور وہ اگر کسی وقت بالکل اچانک سلطنت عثمانیہ کے عین مرکز اور قلب یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کردے تو کسی کو تعجب نہیں ہو سکتا - مزید برآں ہمدردی انسانی کا بھی یہی اقتضا ہے کہ اس محاربہ کو جو مجبوراً ترکی کو کرنا پڑا ہے جلد ختم کیا جائے - سریع و کامل فتحیابی سے دونوں فریقوں کے بہت کم آدمی ضائع ہونگے اور سپاہیوں اور باشندوں کے مصائب میں معتدبہ تخفیف ہو جائیگی - میرے ان دلائل کی معقولیت اور برجستگی کو ادہم پاشا نے بالکلیہ تسلیم کیا اور کہا کہ میری بھی یہی خواہش ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو سکے محاربہ کو بسرعت فتح و نصرت پر ختم کروں - اسی غرض سے میں آج بہت رات گئے اپنے سٹاف سمیت ایک نازک اور بعیدی موقعہ کے معائنہ کیلئے جاؤنگا تاکہ یہ اطمینان کروں کہ آیا تمام سامان فیصلہ کن پیشقدمی کیلئے تیار اور درست ہے - اور مجھے امید ہے کہ چند دنوں میں ہم لاریسا پر قابض ہو جائینگے - مشیر ممدوح کے ان ارشادات سے اونکو کل سٹاف اور نیز مجھکو بے انتہا خوشی ہوئی اور جب میں پاشا موصوف کی خدمت سے رخصت ہوا - تو بعد ازاں پرائیویٹ طور پر اون سب افسروں نے مستکرہ صدر معروضات کے متعلق بڑا شکریہ ادا کیا - اور مجھے بڑی گرمجوشی سے مبارکباد دی -

ترکوں میں تکمیل ثمرات فتحیابی کی ناقابلیت ادہم پاشا پرانی طرز کے قابل جرنیل ہیں اسوقت انکی عمر ۶۵ برس کے قریب ہے - وہ اعلے درجہ کے جنگی شاطر و ماہر اصول حرب محتاط جازم ملطف پرور اور کمال رحیم مزاج و انسانیت گار ہیں - آنکھیں روشن و دلآویز چہرہ ہر وقت متین و سنجیدہ البتہ تبسم کیوقت اوسپر شگفتگی اور درخشانی پیدا ہو جاتی ہے - بوقت تبسم اُن کی آنکھوں کی چمک اور انداز دہن میں ایک عجیب قسم کی سحر تاثیر دلفریبی پائی جاتی ہے - پاشا موصوف نے اپنی رحمدلی اور اعلے منتظمانہ قابلیتوں کا ثبوت

صرف تھسلی ہی میں نہیں رہا۔ بلکہ زیتون کے واقعہ کے دوران میں بھی بخوبی دیکھے گئے تھے تھسلی میں ان کی فوج کا چلن اور برتاؤ واقعی قابل تعریف تھا۔ اور زیتون میں تو انہوں نے بہ نظیر عفو اور درگذر سے کام لیا تھا۔ وہاں کے ارمنی باغیوں نے پانچسو ترکی زخمیوں کو کمال سفاکی اور بیرحمی سے تہ تیغ کیا۔ مگر اس عالی حوصلہ رحم دل سپہ سالار نے پھر بھی انکی جان بخشی کر دی۔ اگر ادہم پاشا میں کوئی نقص ہے تو وہی جو فطرتی طور پر کل ترکوں میں راسخ معلوم ہوتا ہے اپنے ہر فتح پانے پر اوس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور اوسکے ثمرات و نتائج کو مکمل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ بالعموم ترکی جرنیل اپنی کامیابی کو ایسی صریح اور پے در پے ضربات سے جو دشمن کو پراگندہ ہونیکے بعد پھر سنبھلنے اور منتشر فوج کو پھر مرتب و فراہم کرنے اور اوسے حوصلہ دلانیکا موقع نہ ملنے دیتیں مکمل کرنے کی قابلیت رکھتے معلوم نہیں ہوتے۔ شہرہ آفاق غازی عثمان پاشا میں بھی [1] غالباً یہی نقص موجود تھا وہ اگر ہمت کرتے تو سنہ [illegible] ء کی ہیبت ناک نہایت سخت ہزیمت روسیوں کے بعد پراگندہ لشکر کو دریائے ڈینیوب میں دھکیل سکتے تھے۔ یہ غلطی [2] میں دریائے روم علاقہ میں سرزد ہوئی یعنی محمد علی پاشا کو جنہوں نے روسیوں کو کئی موقعوں پر سخت شکستیں

[1] مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ نے واقعات و حالات متعلقہ پر باطمینان خاطر اور دلجمعی سے غور کرنے کے بعد یہ رائے قائم نہیں کی۔ اور غالباً مسٹر ہیوش کی رائے سے متاثر ہوکر یہ الفاظ لکھدیئے ہیں کہ غازی عثمان روسیوں کی ہزیمت سے فائدہ اٹھا کر انہیں دریا پار اسلئے نہیں بھگا سکے تھے کہ انہوں نے تکمیل فتح کی کوشش نہ کی تھی۔ یا کرنا نہ جانتے تھے یا قابلیت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ محض اسلئے کہ اس کام کیلئے اون کے پاس کافی فوج نہ تھی۔ اون کی فوج صرف پلیونا پر رہ کر دشمن کے حملوں کے روکنے کیلئے کفایت کر سکتی تھی مگر پھر بھی غازی ممدوح نے کوشش کر نیسے دریغ نہ کیا تھا لیکن جیسا کہ پہلے سے ہی ظاہر تھا۔ اونکو جارحانہ کارروائی میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس مسئلہ پر مسٹر ہربرٹ نے محاربات پلیونا میں مفصل بحث کی ہے۔ غالباً اس جوانمرد عیسائی مجاہد اسلام و معاون عثمانیاں کی کتاب مسٹر موصوف کی نظر سے نہیں گذری۔ ورنہ وہ غازی عثمان پر یہ الزام نہ لگاتے۔ محاربہ یونان میں بھی دشمن کی ہزیمت سے بالعموم پورا فائدہ نہ اٹھانیکی وجہ ناقابلیت نہ تھی۔ بلکہ ترکوں کی عالی ظرفانہ درگذر اور چند مشکل اسباب جو یونانیوں کو بالکل پامال کر دینے سے مانع تھے۔ اور نیز غنیم کی کمال بے بضاعتی۔ ایسا کئی دفعہ ہوا۔ کہ البانویوں نے یونانیوں کا صرف پتھروں سے مقابلہ کیا۔ اور ایسا کرتے وقت یہ کہا کہ ایسے نامردوں پر بندوقیں چلانا مردانگی کے خلاف اور کارتوسوں کو مفت برباد کرنا ہے۔ یہ زندہ و مردہ یکساں ہیں۔ پھر ان کو ہلاک کرنیسے کیا فائدہ پتھروں سے انکو پسپا کر دینا ہی کافی ہے۔ بعض ترکی افسروں سے بیشک چند غلطیاں سرزد ہوئیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں ہر مدبر کا تیر نشانہ پر ہدف ہونا کبھی ممکن نہیں ہو سکتا اور انسانی طاقت کے دائرہ سے خارج ہے۔

[2] تاریخ مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ کے اس بیان کی بھی تائید نہیں کرتی۔ یہ درست ہے کہ محمد علی کو چند فتوحات حاصل ہوئی تھیں مگر جب وہ علاقہ روم سے بلایا گیا تھا۔ اسوقت سے چند یوم پہلے وہ دیسیہ روسیہ کی فوج کے مقابلہ پر ستمبر [illegible] کے تیسرے ہفتہ میں صریح ناکام رہا تھا بلکہ شکست یاب ہوا تھا۔ چنانچہ جنگ روم و روس کے مؤرخ نے اوسکی نسبت اس موقعہ پر یہ الفاظ تحریر کئے ہیں کہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ جن امیدوں اور توقعوں کے ساتھ اوسے موسم گرما میں سپہ سالاری کا عہدہ عطا کیا گیا تھا۔ وہ بالکل پوری نہ ہوئیں۔

بقیہ بر صفحہ ۱۸۰

دی تھیں عین اوس وقت جبکہ وہ ولیعہد روسیہ (جو بعد میں زار اسکندر ثالث ہوا) کی فوج پر آخری قطعی فیصلہ کن حملہ کرکے اوسے بالغلب درجہ نیست و نابود کرنیوالا تھا۔ واپس بلا لیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک احمق و بیوقوف سالخوردہ پاشا کو بھیجدیا گیا جسنے محمد علی کے بعد پھر ایکدفعہ بھی جارحانہ حرکت نہ کی۔ غالباً فواد پاشا ہی جس نے نامدار ترکی جرنیل نے دسمبر ۱۸۷۷ء میں بمقام ایلینا ایک سالم روسی بریگیڈ کو اسیر جنگ بنا لیا تھا۔ ایک ایسا ترکی افسر ہے جسنے اپنے آپ کو جارحانہ کارروائی کیلئے نہایت مستعد اور زور آور ثابت کیا ہے۔ اگر یونانی فوج کا جبکہ وہ ۱۵ اپریل کو لاریسے سے سراسیمہ وار بھاگی تھی۔ لگاتار مستعدی کے ساتھ تعاقب کیا جاتا۔ تو وہ پھر با نظام اور بترتیب جماعت نہ بن جاتی۔ اور تاریخ مذکور سے بعد چار ہزار یا اس سے زیادہ جو بہادر و شجاع عثمانیہ سپاہی شہید و مجروح ہوئے۔ وہ نہ ہوتے۔

ترکی کوارٹر جنرل (ارکان حرب) میں چند اعلےٰ درجہ کے ایسے افسر موجود ہیں کہ یورپ کی کوئی فوج نہیں جو اون کی موجودگی پر فخر نہ کرے۔ انہیں اکثر نے جرمنی میں جنگی تعلیم پائی ہے اور جرمن بولتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ عام خیال جو غلط محض تھا تمام طور پر پھیل گیا تھا۔ کہ بہت سے جرمن افسر ترکی فوج کے ساتھ تھے۔ حالانکہ صرف ایک جرمن افسر گریسکوف پاشا جو نہایت ہی سجیلا سپاہی ہے فوج مذکور کے ساتھ تھا۔ اور وہ بھی صرف سات دن رہ کر مجھسے پہلے واپس چلا گیا تھا۔ اور یہ عرصہ بھی اسنے ہیڈکوارٹر میں بسر کیا تھا۔ سیف اللہ پاشا۔ مصطفےٰ ناطق بک۔ ثابت بک۔ حسن بک۔ نجیب بک۔ انور بک اور رضا پاشا جو آرٹلری کا کمانڈر ہے نہایت لائق اور اعلےٰ تربیت یافتہ افسر ہیں۔ بالخصوص سیف اللہ پاشا نے میدان جنگ میں فوجی کارروائیونکی ہدایت و رہنمائی کرنے اور کوچ کے وقت نظام و باترتیبی قائم رکھنے میں نہایت مستعدی و قابل تعریف قابلیت سے کام دیا۔ ترکی سپاہیونکی نیک چلنی خوش اطواری اور وصف فرمانبرداری کی میں بڑے زور سے شہادت دیتا ہوں میں نے اور ہر ایک انگریز نامہ نگار نے جو ادہم پاشا کی فوج کے ساتھ تھا اپنے دستخط کرکے ایک طویل ٹیلیگرام سر فلپ کری انگریزی سفیر متعینہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) ولیعہد روسیہ کی فوج کے برخلاف گو اسے شروع شروع میں کامیابی ہوئی۔ مگر آخر میں وسے کامل ناکامی ہوئی۔ اور رزاد نے عثمان پاشا کو بمقام پلیونا اور سلیمان پاشا کو بمقام درہ شپکا کسطرح حکمت سے پہونچائی"۔ اس معزولی سے کچھ عرصہ بعد وہ صوفیا کی ترکی فوج کا کمانڈر بنایا گیا۔ اور سلیمان پاشا نے اوسے بحیثیت سپہ سالار حکم بھیجا تھا۔ کہ الینا کے حملہ میں فواد پاشا کی اسطرح سے مدد کرے کہ اپنی جگہ سے وہ بھی روسیوں پر حملہ کرے۔ مگر اوس نے اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ اور اس عدم تعمیل کیوجہ سے سلیمان پاشا اور اوسکے نائب فواد پاشا کو نہایت جوانمردی اور قابل تعریف تدبیر سے ایلینا کو روسیوں سے فتح کرنے سے پھر فوراً بعد بتاریخ ۱۸ دسمبر ۱۸۷۷ء چھوڑ دینا پڑا۔ اور روسی اوس اہم مقام پر جو بلقان کے وسط میں واقع ہے دوبارہ قابض ہوگئے۔ مصطفےٰ عاصم آفندی مورخ جنگ روم و یونان محمد علی کو جنگ روم و روس کی اکثر تباہیونکا موجب بتاتا ہے۔ اور مسٹر بیکر نے بھی اوسکی نسبت اچھی رائے ظاہر نہیں کی۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مسٹر شیلڈ ایسے واقفکار اور باخبر سے ایسی اہم غلطبیانی کسطرح سرزد ہوگئی ہے۔ محمد علی جرمن الاصل تھا۔ وہ اپنے ملک سے چھوٹی عمر میں بھاگ آیا۔ اور کئی دریائی سفر کرنیکے بعد قسطنطنیہ میں آکر مسلمان ہوگیا۔ اوسکے حالات محاربات پلیونا کے کسی صفحہ میں درج ہیں

[1] یہ بھی درست نہیں۔ فواد پاشا نے سالم روسی بریگیڈ کو اسیر نہیں کر لیا تھا۔ بلکہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دیا تھا۔ ہاں یہ درست ہے

...کہ ایک اور ترکی جرنیل سے نامناسب باتیں نہ ہوجاتیں۔ تو بریگیڈ ضرور گرفتار ہوجاتا۔ مترجم

قسطنطنیہ کو بھیجا جسمیں ہم نے عساکر عثمانیہ کی قابل تعریف نیک کرداری اور خوش چلنی کی کامل تصدیق کرکے خونریزی و سفاکی اور تاخت وتاراج کے ان الزامات کی جو یونانی اس فوج پر اندھا دھند لگا رہے تھے پوری تردید وتکذیب کی۔ لاریسا کے فتح ہونے پر تین سرگروہ ترکی افسر سیف اللہ پاشا۔ مصطفے ناطق بک اور نجیب بک ساری رات خاص ٹرپوں (پہرے) لیکر شہر میں صرف اسلئے گشت کرتے رہے کہ کہیں کوئی واردات تاخت وتاراج کی نہ ہو۔ ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی تمام عیسوی معابد پر پہرے بٹھا دئے۔ کہ کوئی انہیں خفیف سا نقصان بھی نہ پہونچا سکے اور نہ انکی کوئی بےحرمتی ہوسکے۔

مشیر کے پاس سے واپس آکر جب میں نے اپنے دوست نامہ نگاروں کو علے الصباح تیار ہوجانیکی تاکید کی تو وہ سب کے سب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ انکو سابقہ تجربہ سے ترکی حرکات عسکریہ میں کمال احتیاط اور سست رفتاری مدنظر رکھے جانیکا کامل یقین ہوچکا تھا۔ اور وہ جانتے تھے کہ بہت سویرے کبھی کوچ نہیں ہوگا۔ تاہم میں نے خدام کو مجھے پانچ بجے صبح کے وقت بیدار کردینے کا حکم دیدیا۔ اور پھر اپنی دن بھر کی کارروائی پر خوش وخرم خوابگاہ کو چلا گیا۔

تھسلی میں داخل ہونا

ہم دوسرے دن صبح کے چھ بجے تیار ہوگئے مگر ترکی ہیڈکوارٹر نو بجے کے قریب ملونا کیطرف روانہ ہوا جس سے نامہ نگاروں کے قیاس اور رائے کی معقول تصدیق ہوگئی۔ ادہم پاشا بہت رات گئی دیر تک جاگ کر سوئے تھے۔ اور یہ امر انکے دیر سے چلنے کی معقول وجہ ہوسکتا تھا۔ ہم آہستہ آہستہ فراخ و ہموار سڑک پر کول (درہ) کیطرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہوا کے پروں پر سوار گاہ بگاہ گولہ باری کی آواز سنائی دیتی رہی۔ مگر آتشباری باقاعدہ نہ تھی۔ کبھی کبھی کوئی گولہ چل رہا تھا۔ سڑک صرف پہاڑ کے نیچے قریب جاکر بلند ہونی شروع ہوتی ہے۔ جہاں وہ یکبارگی بالکل عمودی شکل میں تقریباً نوسو فیٹ کے طول میں کول ڈی ملونا کے مشہور درہ کی چوٹی تک بلند ہوگئی ہے۔ سڑک کا جو حصہ درہ کو جاتا ہے وہ بہت ہی خراب حالت میں تھا۔ اور کئی جگہ گھوڑوں تک کیلئے اس پر سے گذرنا تقریباً محال تھا۔ راستہ میں ہمیں ایک بائزی ملی جنگی ہر ایک توپ کو گھوڑوں کے علاوہ پچاس پچاس آدمی اور کھینچ رہے تھے کچھ سپاہی آگے سے کھینچکر اور کچھ پیچھے سے دھکیل کر ایک ایک بالشت توپ کو تیس تیس گز اوپر چڑھا رہے تھے۔ اور جسطرح ملاح لنگر اٹھانے کیوقت کرتے ہیں ہر دفعہ زور لگاتے وقت باہم ملکر نعرے لگاتے جاتے تھے۔ چوٹی پر پہونچتے ہی ہمیں پہلی مرتبہ جدال وقتال کے ہولناک نتائج وثمرات کی علامتیں تین سخت مجروح سپاہیوں کی شکل میں دکھائی دیں۔ ان کو ہسپتالی خیمہ میں جو درہ کے ایکطرف نصب تھے پہونچایا جا رہا تھا۔ انمیں سے ہر ایک کیطرف تو دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ شل کرنیکا ٹیسیہ اوسکا نچلا جبڑا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہوا تھا۔ جس سے چہرہ بالکل اینٹھ گیا تھا اور بشرہ سخت جسمانی تکلیف کا پتہ دے رہا تھا۔ دوسرے کے پھیپھڑے میں گولی لگی تھی۔ وہ ہشاش بشاش نظر آتا تھا مگر چہرہ پر مردنی چھا رہی تھی۔ تیسرے کی دونو رانوں میں سے گولی نکل گئی تھی وہ اس معرکہ میں جو دامن کوہ میں ہو رہا تھا مجروح ہوئے تھے۔ چونکہ وہ چلنے سے عاجز ہوگیا تھا اوسکیا اوپر ڈال کر اوپر لائے تھے جب اوسے نیچے اتار نیکے لئے اٹھایا گیا تو سخت درد سے چہرہ اسکا بیں بجروحین کیلئے عمدہ بستر اور کافی ڈاکٹر وخادم موجود تھے اس نقطہ پر اور بعد از ین محاربہ

دیگر بستر کو نہیں سخت مجروح ترک بھی جس صبر و تحمل اور بظاہر کسی طرح کی تکلیف یا اذیت کے بغیر لیئے لیئے سفر زین سوار بلکہ پا پیادہ طے کرتے رہے وہ واقعی نہایت ہی حیرت انگیز تھا۔

سٹیر ایک بہت خیمے سامنے جو سڑک کے دائیں ہاتھ ایک بلند چوٹی پر نصب کیا گیا تھا کھڑے ہو گئے۔ اس خیمہ کے دائیں طرف ایک اور بڑا خیمہ نامہ نگاروں اور دیگر غیر مصاف کنندگان کیلئے نصب تھا۔ ادہم پاشا نے از راہ مروت و عالی ظرفی اپنے لئے وہ خیمہ پسند کیا۔ جو دونوں میں چھوٹا تھا

چشمہ قرہ درہ اس موقعہ پر کھڑے ہوتے ہی ایک عجیب کیفیت بخش منظر ہماری نظروں کے سامنے نمودار ہو گیا سامنے تا حد نظر تھسلی کا زرخیز میدان پھیلا ہوا تھا۔ دور فاصلہ میں قصبہ فاروس کی جھلملی سی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ اور دریا نیرپاس (جسکا پرانا نام پوروپاس تھا) کا خشک گذرگاہ فراخ و عریض براق سڑک کیطرح میدان میں مغرب سے مشرق کو چلا جا رہا تھا۔ اس سمت کے رخ پہاڑیوں کی ایک شاخ سے مرغزار اور درختوں کا ایک خوبصورت سبز قطعہ موضع ویلار کیطرف پھیلتا چلا گیا تھا۔ اور جانب کوہ سے شفاف پانی کا ایک چشمہ نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا جو مشرق کیطرف بہتا ہوا تشنہ کام میدان میں فرحت بخش سبزی و روئیدگی کا خط کھینچ رہا تھا۔ اس چشمہ کے قریب ترکی باتریاں کھلی جگہ میں نصب تھیں۔ اور گو وہ اسوقت خاموش تھیں۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں ان کی عجیب ہلاکت بخش زندگی نمودار ہو جانے والی تھی۔ سامنے کے رخ دائیں ہاتھ پہاڑیوں کی ایک لمبی شاخ تقریباً عین جنوب رویہ میدان کو بڑھی چلی گئی تھی اس شاخ کی وجہ سے ہم ترکی میمنہ کی حرکات کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

معرکہ ماتی و ویلار عین بائیں ہاتھ کیطرف بھی پہاڑیاں میدان کی آگے بڑھی ہوئی تھیں۔ جنکی وجہ سے ہم ترکی میسرہ کی کارروائی کو بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ البتہ زبانی بتانے سے معلوم ہوا کہ ان میدان کیطرف جاتے ہوئے دکھائی دینے والے بڑی حمدی پاشا یونانی میمنہ کو پیچھے سے جا دبوچنے کیلئے آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ یونانی توپخانہ قرہ درہ سے دو میل بجانب جنوب ایک مستطیل پہاڑی کے گرد جو بلا تعلق تنہا میدان میں کھڑی تھی نصب تھا مگر جب تک اس نے گولہ باری شروع نہ کی توپوں کی تمیز کر سکنا مشکل کام تھا۔

ترکی فوج کی پیشقدمی کے متعلق جمعہ نہایت مبارک دن ثابت ہوا۔ اسدن دو خوب تیز لڑائیاں ہوئیں۔ ایک میں فریقین کے توپخانوں نے دور سے باہم مبارزت کی جسے یونانی معرکہ ماتی پکارتے ہیں دوسری ایک چھوٹی پیمانہ پر باضابطہ لڑائی تھی جسکو ترکوں نے موضع ویلار جو عین میمنہ پر واقع تھا یونانیوں سے بزور سنگین رہا کر کے چھین لینے پر ختم کیا۔ حمدی پاشا جو ترکوں کے انتہائی میسرہ پر تھا مقام قریب سے لگاتار بڑھا چلا آ رہا تھا۔ ادہم نے ان یونانیوں کو جنہوں نے کوہ اولمپس کے قریب ترکی علاقہ پر یورش کی تھی کامل شکست دیکر پسپا کر دیا تھا۔ اور اب تھسلوی میدان میں بڑھ آیا ہوا تھا اس کا میسرہ دریا پینی اس پر تھا۔ اور میمنہ حیدر پاشا کی فوج سے متصل تھا جمعہ کے دن لڑائی کا زیادہ حصہ اسی لشکر کو لڑنا پڑا۔ اسکی کمان رضا ...

دامن سے موضع ویلیلر تک پھیلی ہوئی تھی۔

محاربہ کے پہلے دور کی یہ اول فیصلہ کن لڑائی تھی۔ لاریسا اور تھسلی کے حصہ کثیر پر اسکی بدولت فی الفور قبضہ ہوگیا

جن لوگوں نے ۲۳ اپریل کو معرکہ ہائے ماتی و ویلیلر کو دیکھا وہ اونکی قدر و منزلت اور اہمیت کو مشخص نکر سکے اور اگر انہیں

سے کسی نے کیا تو اونکی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی۔ بہرنوع یہ یقینی امر ہے کہ ترکی ہیڈ کوارٹر کو یہ علم نہ ہوا تھا کہ یونانیوں

کو ان معرکوں میں کامل و اکمل ہزیمت و شکست ملی ہے۔ ورنہ ادہم پاشا اس رات الاصونا واپس جاکر نہ سوتے اور بدحواس

زدہ یونانی فوج کو نہایت سخت اور پامال کن تعاقب کے بغیر دریائے پینی اس سے پار ہو جانے اور بلوہ بچ جانے نہ دیا جاتا۔

یونانی گڑھیونکی تسخیر

ترکی قلب ممدوح پاشا کے زیر کمان تھا۔ جسکا علاقہ ورہ ملونا سے مغرب رویہ ان پہاڑیوں کی چوٹیوں کے برابر پھیلا ہوا تھا جو ترکی و یونانی قلمرو میں حد فاصل تھیں یہاں ۲۳

اپریل کو سخت لڑائی ہوتی تھی۔ ترک چوبیس گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک لگاتار لڑتے رہنے کے بعد ان سب بلندیوں کو فتح

کرسکے تھے۔ پہاڑیوں کے بلند ترین کرارہ کے برابر فریقین کی گڑھیاں دوش بدوش موجود تھیں اور بعض گڑھیوں پر نہایت

سخت معرکہ آرائی ہوئی تھی ایک یونانی گڑھی کا قبضہ چار دفعہ باہم منتقل ہوا۔ تین یونانی گڑھیاں جو پہاڑیوں کی چوٹی

پر ملونا سے عین بجانب غرب تھیں۔ ترکوں نے بنوک سنگین فتح کیں۔ بہادر حافظ پاشا بھی اپنے سپاہیوں کے آگے آگے

جاتا ہوا شہید ہوا تھا۔ ترکوں کے مقتول اون لوگوں کی تعداد جو شہید ہوئے تھے ڈیڑہ سو تھی۔ یونانیوں کا اس سے بھی زیادہ

نقصان ہوا۔ مقتولین بالعموم دفن کردئیے گئے۔ مگر بعض لاشیں سرسری طور پر پتھروں سے ڈھانپی گئیں۔ کیونکہ زمین نہایت

سخت تھی اور گڑھے کھودنا بہت مشکل اور دقت طلب کام تھا۔ چنانچہ کئی لاشیں پتھروں کے نیچے سے برابر نظر آرہی تھیں اور

زبان حال سے جدال و محاربہ کے ہیبت ناک نتائج کی تشریح و توضیح کر رہی تہیں۔

معرکۂ ویلیلر

توپچی مبارزت میں پہلا گولہ پونے دس بجے چلا۔ اور دوپہر کے پون بجے تک بلا توقف پیہم گولہ باری ہوتی رہی۔ ترکوں کی طرف چھ باتریاں جو اڑہائی میل کی صف میں پھیلی ہوئی تھیں مصروف کارزار تھیں

یونانیوں کی طرف چار یا پانچ باتریاں تھیں جو ڈیڑہ میل کی لمبائی میں بتدریج اٹھتی ہوئی بلندیوں پر مناسب موقعوں پر نصب

تھیں ترکی گولہ اندازی سے ماہر معلوم ہوتے تھے۔ ہمنے بچشم خود کئی گولے عین یونانی باتریوں پر جاکر گرتے دیکھے۔ یونانی

گولہ باری کی قدر و منزلت کا اس سے اندازہ ہو جائیگا۔ کہ تین گھنٹوں کی مسلسل آتشباری سے صرف تین ترک زخمی ہوئے۔ یونانیوں کے

نقصان کا اندازہ معلوم نہیں ہوا۔ تاہم وہ ضرور بہت زیادہ ہوگا۔ یونانی افسروں کی باہمی محبت اور اخوت کے حسین واقعہ کا اخبارات

میں بڑا چرچا ہوا تھا۔ وہ اسی موقعہ پر گذرا تھا۔ واقعہ یہ تھا۔ کہ ایک یونانی افسر کو ترکی گولے سے مہلک زخم پہونچا تھا

جبکہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ اسکے رفیق افسر نے ترکی گولوں کی بوچھاڑ کی کچھ پروا نہ کرکے اس کا آخری بوسہ لے لیا۔ میدان

کارزار کے اس حصہ میں کسی فریق نے پیدل فوج سے حملہ کرنے کی کوئی کوشش نہ کی

معرکۂ دیلیلر

حیدر پاشا کے ڈویژن کے میسرہ پر بھی صبح سے ترکی توپوں اور دو یونانی بیٹریوں میں جو یونانیوں کی صف جنگ کے میمنہ پر تھیں مختصر سی توپ کی مبارزت ہوتی رہی اور اسکے ساتھ کبھی کبھی رائفلی باڑھ کی آواز بھی سنائی دیجاتی رہی۔ مگر دوپہر تک کوئی اہم واقعہ نہ گذرا۔ ساڑھے ڈیڑھ بجے کے قریب دیلیلر کی طرف سے جبکہ حیدر پاشا جنگی پیشقدمی کرکے یونانی میمنہ کے الٹ دینے کی کوشش کر رہا تھا سخت رائفل آتشباری کی آواز سنائی دی۔ اور تقریباً دو گھنٹوں تک فریقین میں سخت لڑائی ہوتی رہی۔ باڑھ پر باڑھ چلتی رہی۔ اور ہوا انکی آواز دوہلوناتک جہاں ہم نہایت شاندار موقعہ پر بیٹھے لڑائی کا دنگل دیکھ رہے تھے پہونچاتی رہی۔ آتشباری تین بجے کے قریب بند ہو گئی۔ جس سے ہم نے قیاس کر لیا کہ ترکوں نے دیلیلر فتح کر لیا ہے۔ مگر واقعات مابعد سے واضح ہو گیا۔ کہ یونانی اوسوقت تک صرف نصف دیہے نکالے گئے تھے۔ اور وہ ابھی گاؤں کے مغرب اور جنوب کیطرف چند مکانات پر برابر قابض تھے۔ ترکی ہیڈکوارٹر کے ساتھ جسقدر نامہ نگار تھے۔ وہ یہ کہکر پانچ بجے سے پہلے الاصونا کو روانہ ہو گئے۔ کہ ہم آج کے دن کی لڑائی کے حالات اپنے اپنے اخبارونکو لکھنے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ مسٹر نہ گئے ہمنے ٹھیرے رہنے کا فیصلہ کیا۔ ہمارے ٹھیرے رہنے کی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ ہم نامہ نگاروں کیطرح لڑائی کے مشاہدہ سے شکم سیر نہیں ہو گئے تھے۔ اس جلدی نہ کرنے کا ہمیں صلہ بھی ملگیا۔ وہ یہ تھا کہ ہمنے فیصلہ کن آخری ترکی حملہ کو جسنے محاربہ کے پہلے دور کو ختم کیا۔ اور تھسلی کی یونانی فوج میں قابل افسوس اور مضحکہ خیز بھاگڑ اور سراسیمگی ڈالدی۔ اپنی آنکھوں سے معائنہ کیا۔ چھ بجے کے قریب پھر یکبارگی رائفلی آتشباری تیزی سے شروع ہو کر تقریباً آدھا گھنٹہ ہوتی رہی۔ بعد ازاں چند سواروں کی آڑ میں جو خط مراجعت کی حفاظت کر رہے تھے۔ یونانی میدان میں پیچھے ہٹتے دکھائی دئیے۔ اور اسدن کی لڑائی ختم ہو گئی۔ شام کو الاصونا واپس جاکر ہمنے نامہ نگاروں سے ذکر کیا۔ کہ ترکوں کی اس فتح سے یونانیوں کیلئے اپنی موجودہ پوزیشن (وضع اقامت) کو قائم رکھنا میری رائے میں ناممکن ہو گیا ہے۔ مگر اس بات کا کسیکو سان گمان بھی نہ تھا۔ کہ جبکہ ہم یہ باتیں کر رہے تھے۔ یونانی غزالان رم شدہ کی طرح اندھا دھند سراسیمہ وار بھاگے چلے جا رہے تھے دیلیلر ٹرناووس کے شمال مشرق میں و ریگا بھی اس کے قریب واقع ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اس قدر کثیر التعداد فوج جیسی کہ ادہم پاشا کے ساتھ تھی۔ بآسانی ٹرناووس اور نیز لاریسا کی یونانی پوزیشن کو گھیرے میں لیکر یونانی فوج کیلئے مراجعت کا راستہ بند کر سکتی تھی۔ مزید براں خیری پاشا کے ڈویژن کی پیشقدمی سے جو بمقام ڈماسی سے بڑھ رہا تھا جنوب مغرب کیطرف یونانی میسرہ کے بھی احاطہ میں آجانیکا اندیشہ تھا۔ پس ایسی صورت میں یونانی جرنیل دیلیلر کے فتح ہو جانے پر پسپا ہو جانے میں بالکل درست چال چلے تھے۔ اسیوجہ سے لاریسا کو چھوڑ دینا بھی بالکل درست تھا۔ کیونکہ اب اس کی حفاظت بکامیابی نہیں کیجا سکتی تھی اگر حفاظت کی کوشش کیجاتی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ شہر کی کل محافظ فوج ترکوں کے ہاتھ اسیر ہو جاتی اور غالباً شہر بھی گولہ باری سے منہدم ہو جاتا۔ لیکن ٹرناووس کی شکست پر ۲۳ اپریل کی رات کو جو بیشرمانہ اور ذلت بخش بھگدڑ ہوئی اور نیز اس پاگلانہ سراسیمگی کیلئے جو ۲۴ اپریل کو بروز شنبہ لاریسا میں پھیلی۔ اور کل فوج مع اکثر باشندوں کے یکدم بھاگ گئی۔ کوئی وجہ پیش نہیں کیجا سکتی مگر جیسی یونانیوں کی یہ مجنونانہ دہشت اور سراسیمگی حیرت انگیز تھی۔ ویسی ہی ترکی ہیڈکوارٹر کا یونانی بھاگڑ سے بیخبر محض ہونا

اور تعاقب مردانہ کی مطلقاً کوئی کوشش نہ کیا جانا بھی کچھ کم حیرت انگیز نہ تھا۔ حتیٰ کہ اگر ان میں کوئی عزم مردانہ اور باقتدار خود قابل تعریف مستعدی سے کام لیا جاتا تو تسلی یکہ دار بخلاف اسکی طرف عساکر عثمانیہ کے بڑھنے سے پیشتر غالب ربوہ اور پانچ دن درہ ملونا کے قرب و جوار میں ضائع کیئے جاتے۔

ارنوطا و قیری

اسی دن پہاڑی سوسہ کریتری کیطرف سے بھی جو ہمارے دائیں ہاتھ تھی سخت آتشباری کی آواز سنائی دیتی رہی۔ یہ بلند اور دشوار گذار پہاڑی ملونا سے پانچ میل کے فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہے۔ یونانی اس کی چوٹی پر قابض تھے۔ اور انکو وہاں سے ہٹانے کی کئی کوششیں ناکام ہو چکی تھیں۔ پہاڑی مذکورہ بظاہر ناقابل تسخیر نظر آتی تھی۔ ۱۸ اپریل کو ترکی فوج پیدل اور یونانیوں میں سارا دن سخت آتشباری ہوتی رہی۔ ترک پہاڑی کی مشرقی جانب کے پتھروں سے چیونٹیوں کیطرح چمٹے ہوئے تھے۔ اور یونانی چوٹی پر تھے۔ ترک انہیں نکال سکتے تھے۔ اور نہ پیچھے ہٹنا چاہتے تھے۔ یہ عجب طرح کی پوزیشن تھا۔ کہ ارنودوں کی چند رضاکار ٹیموں نے ادہم پاشا سے خاص اجازت لیکر پہاڑی کو تن تنہا فتح کرنے اور اسپر بطور خود حملہ کرنیکی اجازت طلب کی۔ اور چونکہ یہ لوگ پہاڑی نبرد آزمائی میں بڑے مشاق ہیں وہ باوجود اس امر میں ضرور کامیاب ہو جاتے مگر بالآخر فتح ہو جانے سے انہیں اس مہم میں پڑنے کی ضرورت نہ رہی۔ اپنی باقی فوج کے میدان کو ہٹ جانے کی وجہ سے یونانیوں نے رات کے وقت خود بخود پہاڑی کریتری کو چھوڑ دیا۔ نشاط پاشا کی بھی جو قلعہ زوبینا کا اندر تھا مقام شاد حصار ملونا کے سامنے کے علاقہ میں دائیں رخ غنیم سے سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ ہم اسکی توپوں کی گرج سنتے تھے مگر بعد فاصلہ کیوجہ سے رائفلوں کی آتشبازی کی آواز نہ سن سکے۔

مسٹر ڈبلیو ایچ رسل[1] کے اس معائنہ کے بعد جو اسنے قصبہ کوننگ گراٹز کے میدان پر جنگ سیڈووا[2] کا کیا تھا غالباً پھر کسی شخص کو لڑائی کے ہر ایک پہلو اور جملہ حالات کے دیکھنے کا ایسا عمدہ موقعہ نہیں ملا جیسا کہ ان لوگوں کو حاصل تھا۔ جو ادہم پاشا کے ساتھ درہ ملونا کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لڑائی کا کل منظر نقشہ کی طرح ہماری آنکھوں کے سامنے بچھا ہوا تھا۔ اور اگرچہ ترکی توپیں ہم سے دو میل کے فاصلہ پر تھیں مگر ہم کل آتشباری کو اچھی طرح سے دیکھ رہے تھے۔ ہوا ایسی شفاف اور صاف تھی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ توپیں صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہیں۔ توپوں کے چلنے کے بعد جو دھواں انکے منہ سے نکلتا تھا۔ انکی گرج۔ اور یونانی و ترکی گولوں کے پھٹنے سے جو گرد و غبار اور دھواں اٹھتا تھا۔ انہیں ہم بخوبی دیکھ اور سن سکتے تھے۔

ترکی سپاہیوں کے بنظیر جنگی و اخلاقی اوصاف

ہمارے دیکھتے دیکھتے کئی مجروح عجیب و غریب مشرقی گدہوں پر اوپر لائے گئے۔ ان جانوروں کی زینیں عجیب قسم کی تھیں اور انکی بوجھ بھی عجیب گوناگوں قسم و ہیئت کے تھے۔ ان مردہ اور قریب المرگ انسانوں کے مشاہدہ سے محاربہ کا

---

[1] ولیم ہاورڈ رسل پہلا اخباری نامہ نگار ہے جو میدان جنگ کو گیا۔ یہ ٹائمز کا نامہ نگار ہوکر محاربہ کریمیا میں شامل ہوا تھا۔ اور انگریزی کمسریٹ کی بد انتظامی۔ فوجکی حالت زار اور مصائب کے دل شکن حالات تحریر کرکے تمام پبلک کو اسطرف متوجہ کردیا تھا۔ [2] یہ لڑائی ۱۸۶۶ء کو محاربہ جرمن و فرانس کے دوران میں ہوئی تھی۔

تاریک رُخ بیباختہ بڑی شدومد کے ساتھ جو اس خمسہ کے سامنے نمودار ہوجاتا تھا۔ ہم صبور و متحمل سپاہیونکی میل و میل
یعنی قطاروں کے پاس سے جو کوفتہ و ماندہ آبلہ پا بھاری بھاری بوجھ اوٹھائے ہوتے تھے بارہا گذرے۔ مگر کبھی کسی کو اُف کرتے یا بیٹھ
پھیر کر واپس جاتے نہ دیکھا۔ بیشک دنیا بھر میں کوئی سپاہی ترکی سپاہیوں ایسے صابر جفاکش اور بہادر نہیں ہیں۔ ترکی سپاہی کی
خوراک دیکھو تو وہ محض لُقمے پر گذارہ کر رہا ہے۔ یہ معلوم ہونے پر تم حیران رہجاؤگے منزل کیسی لمبی ہے لیکن وہ برابر بڑھتا چلا جائیگا
کبھی پیچھے ہٹنے سے دریغ نہیں اور خطرناک سے خطرناک موقع پر اوسے گھبرا کر دوما کے قدم کبھی نہ ڈگمگائینگے۔ ترکی سپاہی کمال باصبر
سلامت رو سادہ مزاج۔ ایماندار اور ایسے بہادر ہیں کہ اونکی بہادری حد مناسب سے بھی تجاوز کر گئی ہوئی ہے۔ قراقیریا الاصونا کی
سڑک پر جو اسی میل سے زیادہ طویل ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی گذرے مگر ایک فرد سے بھی کوئی نامناسب حرکت سرزد نہ ہوئی سب
کا رویہ ایسا شائستہ رہا کہ یورپین فوج کا بھی غالبًا ویسا اچھا نہ پایا جاتا۔ یونانی خاندان جو ستوریہ مین و مان الاصونا میں مقیم ہے
کسی نے اونکی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ اونکے بچے بلاخوف و خطر سپاہیوں میں کھیلتے کودتے رہتے۔ تمام نامہ نگار بڑے زور اور گرمجوشی
کیساتھ ترکی سپاہیوں کی شجاعانہ بہادری اور ناقابل تعریف جفاکشی اور تحمل کے معترف تھے۔ ان نامہ نگاروں میں سے پانچ انگریزی اخبارات
کے نامہ نگار تھے۔ ان نامہ نگاروں نے ہی نہیں بلکہ ہر یورپین نے جسنے ترکوں کو کسی محاربہ میں دیکھا یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اونکے اعلے جنگی اوصاف
اور بینظیر جوش اطواری کی جیسی زبردست اور قابلانہ شہادت مسٹر آرچیبالڈ فوربس نے دی ہے۔ ویسی اور کوئی نہیں دیگا۔ یہ فاضل
ادیب اور قابل وقائع نگار ۱۸۷۷ء کی محاربہ روم و روس میں صوبجات بلگیریا و روملیا میں روسیوں کے ساتھ رہا تھا۔ یہ امر قطعی
نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ ترکی سپاہیوں کے بدنام کرنیوالوں نے کبھی اونہیں دیکھا نہیں جسطرح ہم اونہیں بقدر دیا اور تفصیلی
میں دیکھ چکے ہیں۔ اگر ان الزام دہندگان نے بھی کبھی ان کو اسطرح دیکھا ہوتا۔ تو ترکوں کے پاؤں دھو دھو کر پیتے۔

مسٹر آرچیبالڈ فوربس مشہور فوجی نامہ نگار نے نومبر ۱۸۷۷ء کے رسالہ نائنٹینتھ سنچری (انیسویں صدی) کے صفحات ۷۷۵ و ۷۷۸
پر ترکی سپاہ کی نیک چلنی اور اوصاف مردانہ کی نسبت حسب ذیل شہادت تحریر کی تھی "دریائے لیم سے لیکر دریائے دونک اور ڈینیوب
سے لیکر بلقان تک میں نے اپنے تمام سفروں میں کسی شخص کو یہ شکایت کرتے نہ سنا کہ اوسے بسال گذشتہ کے واقعات کی بدولت ترکوں
کے ہاتھ سے نقصان پہونچایا گیا تھا۔ حالانکہ اس بارہ میں میں نے نہایت جد و جہد اور تگ و دو سے تفتیش و تحقیقات کی میں نے کسی
کو تلوار سے زخم خوردہ نہ پایا۔ نہ کسی عورت کی بیحرمت ہونیکی داستان سنی میں اپنے سابقہ تجربات کی بنا پر بوثوق سے کہہ سکتا
ہوں کہ اگر کسی عورت کیساتھ ناجائز سلوک کیا گیا ہوتا۔ تو وہ بلاتکلف اپنا ماجرا بیان کردیتی۔ ہر بلغاری کسان کے کھیت

سلہ مجھے یہاں بھی سر الشیلد سے اتفاق نہیں۔ ترکی سپاہی کی خورد و پرداخت میں خواہ کیسا تغافل برتا جائے۔ مگر اس کی غذا کا خاص خیال رکھا جاتا ہے
اور جہانتک بالامکان ہو کبھی فاقہ نہیں آنے دیا جاتا۔ ہاں اونکی طبعی سادگی اور سادہ طریق پرورش کیوجہ سے اوسکے لئے باورچی اور کھانے کا کوئی لمبا چوڑا اہتمام
اور سامان نہیں کرنا پڑتا۔ اور اپنی تعداد کو بڑھانے کیلئے شہر کی خم و حرار کا نقش ساتھ رکھنے کی اختراع نہیں ہوتی ۔ اس جادہ نگار و مصنف
تاریخ کا ساتھ [illegible] اسے سمجھ کر ہو تعلقات اور تجارتی سلطنت عثمانیہ کے نام چند فلعلے اور جیلا تمام ابراہیم بیگ [illegible] خداداد کے متعلق حال میں ایک ضخیم کتاب شائع کی ہے

جب

میں اونکا پچھلے برس کا بھوسہ برابر موجود ہے - اور اونکی مکانات کی چھتوں کا پھوس بتا رہا ہے کہ وہ تازہ نہیں بلکہ برسوں کا پرانا ہے - دوسالہ بچھڑے مال اور اونکے شیر خوار بچے کے ساتھ مرغزار میں چرتے دکھائی دے رہے ہیں - اور بلغاریوں کی بیلوں اور جانوروں کی شکل و شباہت بتا رہی ہے کہ وہ بچپنہ عمر کے ہیں - اور اونکی بیویوں کے پانی بھرنیکے مٹی کے برتنوں کی شکل صورت بتا رہی ہے کہ وہ کئی برسوں سے استعمال میں آ رہے ہیں - صرف دیہات کے رہنے والے بلغاریوں کے متعلقات اور املاک اور املاک ہی اسبابات کا ثبوت نہیں دے رہے کہ اونکی معاشرت میں کسیطرح کا دخل نہیں دیا گیا - اور اونکے مال و اسباب کو کسی نے تاخت و تاراج نہیں کیا بلکہ شہری آبادی کے متعلقات سے بھی صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اونکو کسیطرح کی اذیت نہیں پہونچائی گئی ‘‘

بالفاظ دیگر ترکی کو سخت سے سخت اشتعال ملنے کے باوجود - اور باوجود اس امر کے کہ روس نے بظاہر محض بلغاریوں کی خاطر اعلان جنگ کیا تھا - اور انہی کی حمایت کا بہانہ کرکے ترکی پر حملہ کیا تھا - اور ترکی سلطنت کو معدوم کرنیکی کوشش کر رہا تھا - نیز اس عام معلوم امر واقع کے باوجود کہ روسی گماشتے نکے دل بادل عیسائی رعایا سے بغاوت کرانے کیلئے اپنی طرف سے کوئی کوشش باقی نہ رکھ رہے تھے - باوصف ان سب باتوں کے ۷۶ء میں ترکی آبادی یا ترک یا بیقاعدہ سپاہیوں کی طرف سے بلقان کے شمالی علاقہ میں جہاں سے یا قتل سے نکے تاخت و تاراج تک کے ایک واحد واقعہ کا بھی ارتکاب نہ ہوا - اور وہ برابر کمال ضبط و تحمل سے کام لیتے رہے - مگر جب پانی سر سے گزر گیا - اور کہیں مسلمان آبادی پر بلغاری عیسائیوں اور کاسکوں کی سفاکی اور سیاہکاری حد برداشت سے تجاوز کر گئی - اور ترکوں کو کافی سے کافی اشتعال مل چکی - تو پھر آخر اسوقت انہوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کر دیا -

جنگ کا اعلان اپریل ۷۷ء میں ہوا - کل بلگیریا ترکی سپاہ سے بھرا پڑا تھا - اور بظاہر کل معاملہ کے یہی بلغاری باعث و موجب تھے - تاہم ناگفتنی ترکوں نے اونکو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچائی - کچھ عرصہ بعد روسی ڈینیوب سے عبور کر گئے - لڑائی شروع ہو گئی - ترک پیچھے دھکیل دئے گئے - اور ظاہر حال ترک بازی بالکل ہار بیٹھے - مگر پھر بھی مسلمانوں نے کوئی زیادتی نہ کی - بلغاری عورتوں اور بچوں سے کوئی بدسلوکی نہ کی گئی - اور بلغاری مردوں سے کسیطرح کا تعرض نہ کیا گیا - الغرض پہلے دو پہلے کئی مہینے گذر گئے - اور ایک واحد عیسائی پر بھی جبر نہ کیا گیا - اسبارہ میں مسٹر آرچی بالڈ فوربس کی شہادت سے بڑھکر کسکی شہادت مستند ہو سکتی ہے - وہ متذکرہ صدر رسالہ کے صفحات ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷ پر حسب ذیل تحریر کرتے ہیں "

’’جب ترکیوں نے ڈینیوب کے جنوبی کنارہ پر اپنے قدم جما لئے - تو ترکی سپاہی بالکل چپ چاپ کسی بلغاری مکان کے سامنے کو درخت کی ٹہنی توڑ نیکی خفیف ترین حرکت تک ارتکاب کرنے کے بغیر شہر وا کو خالی کر گئے - انکے ملکی بھائی (یعنی ضیفہ بول کے اہلکار) ان کسیطرح کسی ذرہ سی ناشائستہ یا بیجا فعل کے مرتکب ہونیکے بغیر اونسے پہلے چلے گئے ہوئے تھے - فوج سے جدا شدہ سپاہیوں کے دستے کسانوں کی بستیوں میں سے ہوتے ہوئے پیچھے ہٹے - مگر کسی سپاہی نے کسی بلغاری کی ایک مرغی تک چرانے یا اوس سے بالجبر ایک بیضہ تک لینے کا ارتکاب نہ کیا - ایک ترکی فوج کبھی ان قصبہ جیلا کے گرد زن زن کر رہا ہے

روانہ ہوئی اور جالا آگا اور اسکے عقبی دستے میں کالم تھا جو عمدہ سپاہی تھے۔ مگر الاسانی شہر کو فوراً ہی بحیثیت پامالی تکلیف نہ پہنچی جبرا
سے جب ترکی فوج یونان کو پسپا ہوئی۔ تو خط مراجعت کے تمام راستے میں بھی بلغاریوں کو مال حاجت پہنچا۔ روسیوں کی شفقت
پر جب ترک باشندے ترنووا کو چھوڑ گئے۔ اور اوسکے بعد ترکی سپاہ وہاں سے بھاگ گئی۔ تو جیسا کہ اوس وقت مسلمان باشندوں
فوج نے جیسا جو ہر کسی سے سختی ترکی نے کسی کے مال و اسباب کو لوٹ لیا گئے۔ الغرض ڈینیوب اور بلقان کے درمیانی علاقہ
کو خالی کرتے وقت ترکوں کی طرف سے کوئی ناشائستہ حرکت سرزد نہ ہوئی۔ بلغاریوں نے اس شریفانہ برتاؤ کا کیا معاوضہ دیا
اسکے حالات پھر بعد میں لکھونگا۔

میں رات ارمیلونا پر ہی اپنے خیمہ میں بسر کرنا چاہتا تھا۔ مجھے امید تھی کہ دوسرے دن بہت سویرے پیشقدمی شروع ہو کر
کل سرحد کے برابر برابر قطعی فیصلہ کن جنگ برپا ہو گی۔ اور اوسکے مشاہدہ سے محروم نہیں رہنا چاہتا تھا۔ مگر مشیر نے مجھے انکے
ساتھ الاصونا واپس چلنے کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ دوسری بے آرامیوں کے علاوہ وہاں تمہیں غذا بھی کافی نہیں مل
سکیگی۔ ہم سب شام کی جھٹ پٹی تاریکی میں ہیڈ کوارٹر کو جو الاصونا میں تھا چل دئے۔ ادہم پاشا اوسدن کی فتوحات
اور کارروائی پر بہت خوش نظر آتے تھے۔ انہوں نے دوسرے دن بہت سویرے پیشقدمی کرنے کا وعدہ کیا۔ ترکی کیمپ میں کسی
شخص کو اسکا خواب و خیال بھی نہ تھا کہ یونانی فوج رات کو کلہم غائب ہو جائیگی۔ چہ جائیکہ اس بھاگڑ اور افراتفری
کا جو جاسے واپسی کے وقت سے ہی یونانی فوج میں پڑ گئی ہوئی تھی کوئی وہم و گمان ہوتا

ارمیلونا تا لاریسا

جمعہ کی لڑائی کے نتائج ترکی ہیڈکوارٹر کے سٹاف کی توقع سے بہت زیادہ باوقعت اور اہم ثابت
ہوئی۔ یونانی نہ صرف ان تنگ راستوں اور دشوار گذار دروں پر ہی قبضہ قائم نہ رکھ سکتے تھے جو دونوں
ملکوں میں حد فاصل کا کام دیتے تھے بلکہ ترکی کالموں کو بھی مختلف دروں کے راستہ تھسلی کے ہموار میدان میں داخل ہونے سے نہ روک سکتے تھے۔ الغرض
۲۳ اپریل یا جمعہ کی لڑائی نے لاریسا کی قسمت کا بھی فیصلہ ہو گیا تھا۔ بلکہ اگر ترک ذرا مستعدی اور جانبازی سے کام لیتے تو گویا یہ بھی عملی طور پر
ختم ہو گیا تھا۔ ہر چند کہ یونانی اندھا دھند پیچھے ہٹتے چلے جا رہے تھے۔ تو بھی بلا جدال لاریسا پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا اور ہم بحال خستہ و تباہ
سخت یاس اور بے اوسانی کے عالم میں تین گروہوں میں منقسم ہو کر ایک کو (ولوس) فرسالوس (جپالجا) اور ترنکالا کو ہٹ گیا۔ اگر فی الفور تعاقب
کیا جاتا تو تھسلی کی یونانی فوج بالضرور سرپٹ دوڑی جا کر تیرمیاپلی کے تاریخی درہ پر ہی دم لیتی۔ کیونکہ ملک کی طبعی بناوٹ
ایسی ہے جہاں وہ اور کہیں دشمن کے مقابلہ کیلئے نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ اور صرف انہی دروں پر [illegible] میں کوئی سکت اور نظام باقی
رہ گیا ہوتا۔ ملک کو بچانے کیلئے اوسے مفید موقع مل سکتا تھا۔ یونانیوں کی اچانک پسپائی کا باعث وہ جناحی پیشقدمیاں
ہوئی تھیں جو ایکطرف بجانب مشرق حمدی پاشا نے نیزہ دس سے اور دوسری طرف بجانب مغرب خیری پاشا نے دماسی سے کی تھی جمعہ
کی لڑائی میں دلیرانہ [illegible] شاندار [illegible] کے موقعہ پر حیدر پاشا نے کی تھی۔ یونانیوں کو ترکی فوج پہلوں کی تندی اور اوصاف جنگ
کا ذاتی تجربہ ہو گیا تھا۔ اور اس تجربہ کے تکرار کی اونکے دلوں میں کوئی تمنا نہیں رہ گئی تھی

ہم شنبہ کو صبح کے آٹھ بجے پھر لاوسی سے آب شیر گرد آلود بھیانک سڑک پر الاصونا سے درہ ملونا کو روانہ ہوئے۔ اور مارشل سے تھوڑی ہی دیر بعد چوٹی پر پہونچ گئے۔ کل جنرل شاف گہرے صلاح و مشورہ میں منہمک تھا۔ سڑک کے کنارہ ایک پیپر پر نقشے بچھے ہوئے تھے۔ اور سب افسر غور و فکر سے آپس میں صلاح و مشورہ کر رہے تھے۔ وہاں پہونچتے ہی ہمیں معلوم ہوگیا کہ یونانی ہر طرف سے یکسر پیچھے ہٹے چلے جا رہے ہیں۔ اور کہ کل ترکی فوج عام شقیہ ہی کیا ہی چاہتی ہے۔ لیکن مارشل حسب معمول ہر قسم کی تعجیل سے محترز رہے چنانچہ جب وہ گھوڑے پر سوار ہو کر پیچ در پیچ پتھریلی اور تقریباً عمودی پہاڑی پگڈنڈی کے راستہ جو تسلی کو جاتی تھی۔ آگے بڑھے اس وقت ٹھیک ساڑھے گیارہ کا عمل تھا۔ ہر ایک چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اور سب کی زبان سے یہ فقرہ نکل رہا تھا۔ لاریسہ کو چلو۔ لاریسہ کو چلو۔ تقریباً دو گھنٹوں کی سواری کے بعد ہم سیدہ لن کے ایک چھوٹے نالہ کے کنارہ پر پہونچے جسکی خوبصورتی کا ہم کل پہاڑی کی چوٹی سے اعتراف کرتے رہے تھے۔ اسکا شفاف فرحت بخش آب زلال چٹانوں سے جوش مار کر نکلنے کے بعد دو طرفہ مرغزاروں کو دور تک سیراب کرتا چلا گیا تھا۔ بر لب آب سرسبز و تازگی بخش درختوں کا ایک چھوٹا سا نخلستان کھڑا تھا۔ جمعہ کے دن ترکی توپیں اسکے قریب نصب کی گئی تھیں۔ گرمی کمال شدت سے پڑ رہی تھی اور سپید ہموار زمین پر سورج کی جلتی ہوئی کرنوں کا انعکاس آنکھوں کو چندھیا رہا تھا۔ ندی کے کنارہ پہونچتے ہی سوار و راہوار سب نے سیر ہو کر پیاس کی آگ کو فرو کیا۔ اور درختوں کے سایہ کے نیچے ذرا سستانے کیلئے ٹھہر گئے۔

میشرو ٹرناووس

شیر نے یہیں سے درہ کو واپس چلے جانیکا قصد ظاہر کیا۔ مگر ہمنے بلا توقف ٹرناووس تک چلے جانیکی بڑے زور سے التجا کی۔ اور عرض کیا کہ قصبہ مذکور پر ترکی سوار ابھی قابض ہو چکے ہیں اور کہ جو دن ضائع جانے دیا جائیگا۔ وہ ترکی کے حق میں سخت مضر ہوگا۔ مشیر کے سٹاف کے قابل ترین ارکان بالخصوص ثابت بک اور حبیب بک یاور سلطانی نے بھی اس رائے کی بڑے زور سے تائید کی۔ جسپر ایک سایہ دار درخت کے نیچے دیر تک صلاح و مشورہ ہوتا رہا۔ اور بالآخر جب مارشل اٹھکر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اور اسکا منہ ٹرناووس کیطرف پھیر دیا۔ تو ہم سب کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ قصبہ مذکور وہاں سے دس میل تھا۔ سڑک اچھی تھی مگر نہایت گرد آلود اور گرمی غضب کی پڑ رہی تھی دھوپ میرے مغز میں گھس گئی۔ اور میں بمشکل زین پر بیٹھا رہ سکا۔ تاہم اور کسی طرح کا خطرہ یا وقت حادثہ نہ ہوئی دشمن کا کہیں نام و نشان نہ پایا گیا۔ اور ہمارے دائیں ہاتھ کی پہاڑیوں کی چوٹیاں ترکی فوج پیدل کے کالموں سے جو آگے بڑھے جا رہے تھے ڈھنپی ہوئی تھیں۔ راستہ میں ہم نے یونانی بھاگڑ کی کوئی زیادہ علامتیں نہ دیکھیں حالانکہ جو کیفیت یونانی بھگدڑ کی ہر ایک انگریز نامہ نگار نے لکھی تھی۔ اوسکے لحاظ سے یہ علامتیں بکثرت تمام پائی جانی چاہیئے تھیں۔ ٹرناووس کے مکانات اور مینارے نمودار ہوتے ہی ہمنے گھوڑوں کو تیز کر دیا۔ اور تین بجے شہر کے مضافات میں داخل ہوگئے۔ اسمیں داخل ہوتے وقت مشیر نے مجھے ایک نہایت خوبصورت گلاب کا پھول عطا کیا۔ ہمنے شہر کے اندر جو بر لب دریا زیر یاس ایک مختصر سا خوبصورت مقام ہے کئی چکر لگائے۔ دریا بالکل خشک پڑا تھا۔ مارشل نے چاروں طرف کل علاقہ کی بڑی احتیاط سے دیکھ بھال کی۔ کہ کہیں دشمن کا کوئی نشان نظر

نہیں آتا۔ مگر کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔ آخرکار گرمی جسکی وجہ سے اور زیادہ برداشت نہ ہو سکی۔ ہمارا گذر ایک خوشنما خوبصورت مکان کے سامنے سے ہوا۔ اوسکی نچلی منزل کا دروازہ جو نہایت سرد تھی کھلا ہوا تھا۔ میں گھوڑے سے اترکر اندر داخل ہو گیا۔ اور ایک کہنہ چارپائی پر جو وہاں پڑی تھی لیٹ گیا۔ اور دوسرے دن آٹھ بجے صبح تک لیٹا رہا۔ تھوڑی دیر بعد شیر نے اپنا ایک یاور کی معرفت کہلا بھیجا۔ کہ اونکا کیمپ چشمۂ قرہ دره کے کنارے نصب کیا گیا ہے۔ وہ رات وہیں جاکر بسر کرینگے۔ تمہارے لیے بھی وہاں ایک خیمہ الگ کر دیا جائیگا۔ مارشل نے ٹرناوس میں شب باش ہونا مناسب نہ سمجھا تھا۔ کیونکہ دشمن کا ٹھکانا ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا۔ مگر میں نے اپنی میں واپس جانیکی سکت نہ دیکھی۔ علاوہ بریں میں جانتا تھا کہ دوسرے دن مجھسے یہ نہیں ہو سکیگا کہ اسی مسافت کو پھر طے کرکے ٹرناوس اور لاریسہ تک کی دس میل کی مسافت مزید طے کر سکوں۔

ایک جرمن افسر کی مہربانی

جرمن جنرل سٹاف کا ایک پنشن یافتہ افسر بیرن وان سونن برگ نے جس کی نسبت عام خیال تھا۔ کہ اوسے قیصر جرمنی نے خاص اپنی طرف سے لڑائی کی مشاہدہ اور اسکے حالات کی رپورٹ کرنے کے لئے بھیجا ہوا ہے۔ کمال شفقت و نوازش سے ہمارے ساتھ ٹھیرنے اور حفاظت کے انتظام کرنیکا ذمہ لیا اور پھر نہایت قابلیت اور حسن لیاقت سے جو جرمنوں کا قومی خاصہ ہو رہی ہے۔ ان چھ سواروں کو جو ہماری خدمت و حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑے گئے تھے۔ دو دستوں میں تقسیم کر دیا کہ ہر ایک دستہ چار چار گھنٹے گشت کرے۔ اور رودف بیک اور نیز اپنے اسکورٹ کے افسر سرور بیک کو ہر دو گھنٹوں کے بعد پٹرولوں کا معائنہ کرتے رہنے کا حکم دیا۔ بیرن نے بذات خود بھی رات میں تین دفعہ گشت کی۔ مگر کسیطرح کا کوئی حادثہ نگذرا۔ اوس رات ٹرناوس میں جو خون گرا وہ صرف مرغیوں اور بیلوں کا تھا چھ خاندانوں کے سوا باقی کل یونانی آبادی شہر چھوڑ کر بھاگ گئی ہوئی تھی۔ ان خاندانوں سے کسیطرح کا تعرض نہ کیا گیا تھا۔ شہر میں مرغیاں اور کبوتر بکثرت اور چند مویشی بھی موجود تھے۔ یہ جانور کوفت زدہ اور گرسنہ سپاہیوں اور نیز ہمارے لیئے ایسے موقعہ پر خاص نعمت الہی تھی۔ ایلیا نے نہایت خوشگوار چوزوں کا شوربا پکایا۔ جسے میں نے خشکہ کے ساتھ کھایا اور سیر ہوکر خوب میٹھی نیند سویا۔ جس سے میری ہمت اور سکت پھر عود کر آئی۔

دوسرے دن ہم دس بجے لاریسا کیطرف سپر گریکوف پاشا کے قابض ہو جانیکی خبر ہمیں تھوڑی دیر پہلے ملگئی تھی روانہ ہوئے۔ ہماری جماعت میں میری اور ایلیس کے علاوہ بیرن سونن برگ۔ رودف بک۔ ایلیا اور چھ سوار تھے۔ مارشل ابھی تک قرہ درہ میں ہی تھے۔

ترکی رحمدلی

بیزبان جانوروں سے ترک جیسی مہربانی اور رحمدلی سے پیش آتے ہیں۔ اوسکا ہمیں راستہ میں عینی ثبوت مل گیا۔ ایک چھوٹا سا بزغالہ جو ماں سے جدا ہو گیا تھا۔ سڑک پر متحیر چلاتا پھرتا تھا۔ ایک سپاہی کو رحم آ گیا۔ اور اوسنے اوسے خرجی میں ڈال کر زین پر رکھ لیا۔ دریا پینیاس کے پل کے سرے پر ہمیں چند لحظوں کیلئے سنتریوں نے روک لیا۔ وہاں ہماری ایک طویل القامت قوی ہیکل خوش صورت شاندار معمر ترکی کرنیل سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی گرمجوشی اور خوش اخلاقی سے جو تمام پرانی طرز کے تربیت یافتہ ترکوں کا خاصہ ہے ہمسے ملا۔ اور جب اس نے میمنی کو درد کیلئے چلاتا سنا۔ تو اوسی وقت

ایک بکری منگواکر بچہ کو دودھ پلوایا۔ یہ باشکوہ معمر افسر پلیونا کے محاربوں میں سخت زخمی ہوا تھا۔ اور یوم ماقبل ریلیار کی لڑائی میں بھی اوسے خفیف سا زخم پہونچا تھا۔ اس نے تہہ دل سے ہماری تواضع کی۔ ہم اوسکے پینے میں مشغول تھے۔ کہ ایک فقیر صورت یونانی عورت وہاں آگئی۔ اور پرشنتی شکایت کی کہ میرے بچے اس گاؤں میں ہیں جو پل سے دو میل بجانب جنوب ہے۔ مگر سنتری کسیکو پل پر سے گذرنے نہیں دیتے۔ کرنیل نے عورت کو بدست خود کچھ کھانا دیکر ایک کارپورل کو حکم دیا۔ کہ اوسے بچوں کے پاس پہونچا آئے۔ نگاہ زدہ کارپورل کیلیے جو سایہ میں بیٹھکر دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا اس حکم سے سخت مصیبت نازل ہوگئی۔ مگر اوس کی پیشانی پر کوئی بل نہ پڑا۔ اور فی الفور عورت کو ساتھ لیکر قانع و رضامند روانہ ہوگیا۔ ہم اونہیں دو میل کے فاصلہ پر جا ملے تھے۔

کارپورل اور عورت کی روانگی سے چند منٹ بعد ایک اردلی سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا کرنیل کیلیے تحریری احکام لایا۔ جنکا مضمون یہ تھا۔ کہ ترکی فوج کی کل صف پیشقدمی کرکے لاریسہ کو بڑھے۔ یہ حکم ملتے ہی بمسرت تمام بگل بجایا گیا۔ اور کرنیل کی رجمنٹ پانچ منٹ میں صف بستہ و مرتب ہوگئی۔ راستہ میں ایک عجیب واقعہ گذرا۔ لاریسا جب چار میل کے فاصلہ پر رہگیا۔ تو بیرن نے گھوڑے کو تیز کرنا شروع کردیا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ اور کہا کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ سب اکٹھے چلیں۔ اونے جواب دیا کہ مجھے حتی الامکان جلد پہونچنا ضروری ہے۔ میں نے کہا۔ جلدی کی کوئی خاص وجہ تو نہیں نظر آتی۔ پھر دریافت کیا کہ تمہیں کیوں لاریسے ایسی جلدی پہونچنا ضروری ہے۔ اس سوال پر اوسنے اپنا راز ظاہر کردیا۔ اور جواب دیا "کیونکہ میں جرمن ہوں۔ مجھے سب سے پہلے لاریسا پہونچنا چاہیے"۔ یہ سنکر میری رگ حمیت بھی مشتعل ہوگئی۔ میری قومی غیرت کبھی گوارا نہیں کرسکتی تھی کہ دوسری قوم کا کوئی شخص ایسی تعلّی کی لے۔ . . . اور میں اوسے بازی جیت لیجانے دوں۔ میں نے اوسے کہا اگر یہ بات ہے تو چلو دیکھیں کون آگے بڑھتا ہے یہ کہکر میں نے بھی گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ اور اوسے سرپٹ چھوڑدیا۔ دوڑ میں میرا گھوڑا افضل ثابت ہوا۔ میں تھوڑی ہی دیر میں بیرن سے آگے نکل گیا۔ اور تخمیناً تین منٹ اوس سے پہلے میں اس کے پل پر جو لاریسا سے متصل ہے پہونچگیا۔ مگر میں نے اوسے عبور نکیا۔ بلکہ بیرن کے آملنے کا انتظار کیا۔ اوسنے شب گذشتہ مجھ سے نہایت شفقت آمیز سلوک کیا تھا۔ اور میں اوسے خفیف نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حتی کہ اگر اوسنے لاریسا پہلے پہونچنے کیلیے اپنے جرمن ہونیکی دلیل پیش نہ کی ہوتی تو میں کبھی یہ دوڑ نکرتا۔ جب وہ آپہونچا تو ہم دونو دوش بدوش پل پر سے گذرے۔ ہمارے پہونچنے سے کچھ ہی دیر پہلے گرسکیف پاشا نے پل کے نیچے سے ڈائنامیٹ نکلوا کر پھنکوایا تھا۔ مگر سکیف کے سوا ہم پہلے غیر ترک تھے۔ جو لاریسا میں داخل ہوئے بلکہ ترکی فوج پیدل بھی ہم سے پیچھے پہونچی۔ میر اردل کے سوار اور اٹلس دس منٹ بعد پہونچ گئے۔ گو پین نامہ نگار وغیرہ مختلف جماعتوں میں تقریباً ایک گھنٹہ بعد آئے انمیں سب سے پہلے مسٹر بکھم نامہ نگار ٹائمز اور مسٹر ریڈیان نامہ نگار مارننگ پوسٹ پہنچے۔ اور ٹھونکی اپنا شاندار رجمنٹ پیچھے تنہا کر مستر بزنٹ پیٹن بالکل قریب پہونچگئی تھی اور بآواز بلند خوشی کے نعرے لگاتی پل کے نعلی مرغزاروں پر سے لگے بڑھتی چلی آرہی تھی

ترکوں کی خوش اطواری

ہر جگہ ترکوں نے نہایت ہی قابل تعریف اور شایان حیرت انتظام قائم رکھا۔ اور رعایا کے جان و مال کی سلامتی میں کسیطرح کا خلل نہ پڑنے دیا۔ لاریسا میں ہر گلی کوچے کے سر پر سنتری کھڑے کردیے گئے۔ اور کسی کو بڑے بازاروں کے سوا اور کسی کوچہ و شارع پر گذرنے کی اجازت نہ تھی مختلف مقامات پر ہجوم ہوئے

مستعین تھے۔ اونکو تاکید ہی حکم تھا کہ جس سپاہی کے پاس ذرا سا بھی لوٹ کا مال دیکھیں اوسے فی الفور ہلاک کر دیں۔ دلیر
مگر نہ سپاہیونکے حق میں واقعی یہ بڑی سختی تھی۔ مگر اونمیں سے بعض نے جو بھنے ہوئے چوزے گوشت کے ٹکڑے یا معمولیات کھانے کی
اوٹھالیے تھے وہ اونسے چھین کر پھینکوا دئیے گئے۔ ان چیزوں سے جنکو اونکے مالک (ترکی سپاہی) حسرت بھری نگاہ سے دیکھ رہے
تھے تھوڑی ہی دیر میں زمین پر خاصا انبار لگ گیا۔ یونانیوں کے محاربے سے پہلے ترکوں کی جو نہایت سخت اشتعال دلائے گئے تھے اور [illegible]
ترکوں کا یہ شریفانہ برتاؤ اور حسن انتظام واقعی حیرت انگیز معلوم ہوتا تھا۔ کسی یورپین فوج کا برتاؤ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ
بہت کم کا ویسا بھی پایا جاتا۔ اس نظیر کا حسب لحاظ اثر ہوا۔ اور پھر بہت کم سپاہیوں نے کسی چیز کو ہاتھ لگایا۔ اکثر یونانی باشندے بھاگ گئے تھے جو
تھے تھوڑے سے باقی تھے۔ جو یونانی حکومت کے آخری دو دنوں کی نسبت ترکی تولیت و محافظت میں بہت اچھے رہے۔ کیونکہ یونانی
حکام شہر سے بھاگتے وقت تمام قیدیوں کو رہا کر کے اونہیں رائفلیں دے گئے تھے۔ ان پرندگان جیلخانہ نے یونانی باقاعدہ سپاہیوں کی تلچھٹ
اور انہوں کے ساتھ ملکر امن پسند باشندگان شہر کا ناک میں دم کر دیا تھا اور لوٹ مار کا بازار خوب گرم کر رکھا تھا۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی بعض بعض مکان تو ایسی
طور پر لوٹے گئے کہ جیسے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ یہ سب باتیں ہم نے عیسائی باشندوں کی زبانی سنیں اور وہ اشخاص یعنی ایک پادری اور
ایک اطالین تھا۔ یہ باتیں ترکی ہیڈ کوارٹر کے سامنے ثابت ہو گئیں کہ السد اور کیمپ ہر ایک کوشش ممکن تھی کہ چند سپاہیوں کو بچاؤ اور خبر لی
وہاں سے بھی واپس ہو کر ہیڈ کوارٹر گئے۔ لاریسا میں ترکی شہر کے صرف دو چار دو شخص ہم پہنچے۔ ہم باعث یہ جو شخص [illegible] سے ایک سرے سے باہر
تک کل راستے میں محض تین لاشیں دکھائی دیں۔ دو یونانی سپاہیوں کی تھیں اور تیسری غیر فوجی شخص کی معلوم ہوتی تھی۔ ہم نے
چند یونانی اسیران جنگ لائے جاتے دیکھے۔ تین سپاہی۔ ایک کپتان۔ اور دو غیر منظم یا بے قاعدہ فوج کے سپاہی تھے۔ یہ سب پست
قامت۔ بیہودہ مکروہ جسم اور بد شکل تھے۔ اگر یونانی فوج کے باقی لوگ بھی ایسے ہی تھے۔ اور یہ اسیر ہی سپاہ کا سچا نمونہ تھے۔ تو پھر ترکوں کے
مضبوط جسیم خوش شکل قوی الاعضا۔ اور ناقابل المغلوب عثمانی شیروں کے سامنے اونکا ایک لمحہ بھی ٹھیر سکنا ذرہ بھر تعجب انگیز
نہیں ہو سکتا۔ اور اسی سے یہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یونانی گورنمنٹ اور [illegible] چھپا رہا ہے جنہوں نے بلا وجہ ایک ایسے
غنیم سے جو ہر لحاظ سے غالب و فائق تھا قصداً خود ابتدا کر کے لڑائی چھیڑی۔ کسی اہم مسئولیت اور ذمہ داری عاید ہو رہی ہے۔ ترکوں
کو لاریسہ میں دس بڑی توپیں پانچ ہزار گراس رائفلیں ہر قسم کے سامان جنگ کی وافر مقدار اور خوب معمور گودام و ذخائر ہاتھ لگے۔

لاریسا میں ورود

پہنچ اس کے طویل پل سے گذرنے کے بعد ہم ٹرنو بازار کے سرے پر مین مسجد کے نیچے جو پل اور دریا کے قریب نہایت
پر فضا موقع پر ایستادہ ہے تھوڑی دیر کھڑے رہ کر ترکی فوج پیدل کو شہر میں داخل ہوتے دیکھتے
رہے۔ پیدل پلٹن پر پلٹن شہر میں داخل ہو رہے تھے۔ سپاہیوں کے چہرہ غبار آلود اور گرمی کی شدت سے عرق عرق ہو رہے تھے
مگر انداز سب کا متکبرانہ اور شجاعانہ تھا۔ بینڈ فاتحانہ سُریں بجا رہے تھے مگر افسوس ترکی جھنڈوں کے بینڈ صرف برائے نام
ہیں اور یورپین افواج کی بینڈوں کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ بہرحال ترکوں کی یہ خوشی بیجا نہ تھی۔ انہوں نے

+ اگست ۱۸۹۹ء میں جلالتمآب نے اس نقص و کمی کی بھی اصلاح کر دی ہے۔

ایک اہم مقام تھسلی کا دارالخلافت فتح کیا تھا۔ اور ترکی علم پھر دوسری دفعہ لاریسا پر لہرا رہا تھا۔ ہمارے قریب مسلمان باشندوں کا
ایک جم غفیر جمع ہو گیا تھا۔ ترکی فوج کی آمد پر اونکی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی تھی۔ پچھلے چند دن (بالخصوص جب سے یونانی
حاکم شہر نے قیدیوں کو رہا کر کے مسلح کر دیا تھا۔ اور یونانی باقاعدہ فوج شہر کو اونکی رحم پر چھوڑ کر چلی گئی تھی) غریب مسلمانوں پر
سختی سے گذرے تھے۔ وہ کسی نہ کسی طرح ہماری خدمت کرنے کے بڑے مشتاق اور آرزومند پائے گئے۔ بعض نے ہمارے گھوڑے تھامے
رکھنے کیلئے درخواست کی۔ اور کوئی شراب اور روٹی لانے دوڑ گیا۔ مسٹر ویلیڈن نے جو چابکدست فوٹوگرافر ہے۔ اس موقعہ پر بھی
جماعت کی جبکہ ہم سلطان کے یاور سمیت گھوڑوں پر بیٹھے ترکی فوج پیدل کے با مسرت داخلہ کو دیکھ رہے تھے۔ تصویر اتار لی۔

یونانی مال و اسباب کی حفاظت

مصطفے ناظم بیگ لاریسا پر پہلا ترکی گورنر مقرر ہوا۔ اوس نے فی الفور ہماری رہائش کے لیئے انتظام کر کے ہمیں بیرن سونن برگ، مسٹر بھم اور مسٹر ویلیڈن کو
ایک مکان میں اتارا۔ لاریسا میں یہ سب سے بہتر مکان تھا۔ اور پرنس قسطنطین بھی وہیں فروکش ہوا تھا۔ جسکے رہائشی کمرے کاروبار کے
کمرونسے متصل تھے۔ اس سے عاقبت اندیش بیرن کو حیرت و تردد تو نہ ہوا۔ تاہم اوسنے احتیاط کر لینا مناسب سمجھا۔ اوسنے اپنے سامنے
ایک کے تمام دروازوں کو سربمہر مقفل کرا کر کمال احتیاط سے کنجیاں اپنے پاس رکھ لیں۔ بہترین کمرہ خوابگاہ جو بہ تکلف آراستہ تھا
ہمیں دیا گیا۔ اس میں دو پلنگ بچھے ہوئے تھے۔ اور ہر قسم کے کپڑے جابجا بکھرے ہوئے تھے۔ جس سے واضح ہو رہا تھا کہ
اوسکے مکین طلوع فجر کے قریب نہایت افراتفری کے ساتھ رخصت ہوئے تھے۔ اونکو دیکھکر صاف معلوم ہو رہا تھا کہ
یہ کسی یونانی بنکر (صراف) کا مکان نہیں ہیں۔ بیرن کی خوابگاہ میں جو ہمارے کمرے سے متصل تھی تین کتابیں پڑی تھیں یہ سب فرانسیسی
زبان میں تھیں۔ ایک ناول نویس یوجین سو کی کتاب "اسرار پیرس" تھی۔ اور باقی ناول "نانا" اور نپولین سوم کی خفیہ تاریخ۔ فرانس کے ناول
نگار زولا کی تصنیفات تھیں جنسے بقول بیرن موصوف موجودہ یونانیوں کی تہذیب و علمی مذاق کا پورا پورا اندازہ ہو رہا تھا*

ہمیں پیاس سے بہت تکلیف ہوئی۔ قریبی کنوئیں کے پانی کا ذائقہ اور بو مشتبہ تھی سادے بہنے پینا منظور نہکیا۔ اور شراب بہت دیر
کے بعد ملی۔ ترکی حکام نے فی الفور لاریسا کے بڑے ہوٹل "اولمپیا" کے تہ خانوں کو جنمیں بے اندازہ شراب بند تھی سربمہر مقفل کر دیا تھا
ہمنے حکام کو کہا۔ کہ ہم ہوٹل کے نرخ سے قیمت ادا کر دیتے ہیں۔ اوسے ہوٹل کے حساب میں بطور امانت جمع کر لیا جائے۔ اور ہمیں شراب
خرید لینے دیجائے۔ انہوں نے مہروں کا توڑنا منظور نہ کیا۔ ہوٹل کا مالک اکثر دوکانداروں کیطرح یونانی فوج کے ساتھ بھاگ گیا تھا
لیکن جب ترکوں کی خوش اطواری کا عام علم ہو گیا۔ تو یہ لوگ بتدریج واپس آ گئے۔ اور اسوقت اونمیں سے اکثر کو معلوم ہوا کہ
اونکی دوکانوں اور مکانوں کو ترکوں کے آنے سے پیشتر رہا شدہ قیدیوں اور بے قاعدہ فوجیوں نے لوٹ کھسوٹ لیا تھا۔ شہر میں
جو یونانی باشندے اپنے مساکن میں موجود رہے۔ اونہیں ترکوں نے کوئی اذیت نہ پہنچائی اور اونکے مال و متاع کو کسی نے ہاتھ نہ لگایا۔

* یعنے یہ مذاق بالکل گندہ ہے۔

فصل یازدہم تھسلی میں پیشقدمی اور اسپر تصرف

جرمن افسر اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ ادہم پاشانے ۲۴ اپریل کو نیمیم کی پوزیشن پر مجتمع طاقت سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر جب تاریخ مذکور کو اوسکی فوجیں آگے بڑہیں تو ہراول دستے دشمن کو اپنے سامنے مضبوط پوزیشنوں میں قائم پانیکی بجائے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لاریسا کی طرف ہٹ گیا ہے اور اپنی تمام کوہستانی پوزیشنوں کو چھوڑ گیا ہے۔ یونانی ولیعہد کے حکم سے راتوں رات ایسی تیزی او تعجیل کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے تھے۔ کہ صبح تک میدان کارزار میں اونکا نام و نشان باقی نہ رہ گیا تھا۔ خیری پاشا کے ڈویژن نے جو ڈماسی سے بڑہا تھا فی الفور ٹرناووس پر قبضہ کر لیا۔ اور ترکی ہیڈکوارٹر قرقلر کو منتقل کر دیا گیا۔ اوہر حقی پاشا کے ڈویژن کو جو دسکاٹا سے بڑہا تھا ٹرنکالا اور سالموریا کے ریلوے پل پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم بھیجا گیا

ٹرناووس کو ترکی سپاہ نے تقریباً بالکل اجڑا ہوا پایا۔ مگر حالانکہ یونانی سپاہ کئی ہفتے مقیم رہی تھی۔ سامان رسد اور رسد کے بڑے بڑے گودام ابھی تک وہاں موجود تھے۔ سامان رسد میں زیادہ تر بسکٹیں۔ اچار۔ انگوری شراب۔ برانڈی۔ اور آٹا وغیرہ اجناس کی وافر مقدار پائی گئی۔ ادہم پاشانے شہر کیلیئے ایک مقامی حاکم مقرر کر کے اوسکے دوکانوں کی حفاظت اور اس طرح کی لوٹ مار اور تاخت تاراج نہ ہونے دینے کیلیئے پہرہ لگا دینے کا حکم دیدیا۔ ترکی سپاہیوں نے بتعمیل حکم شراب کے وافر ذخیرہ بڑی محنت کے ساتھ گوداموں اور تہ خانوں سے نکال کر باہر پھینک دیے۔ اور پھر کسی مسلمان کو اوسے منہ لگانے کا خیال تک نہ آیا رفتہ رفتہ وہ یونانی سپاہی جو ادہر اودہر چھپے ہوئے تھے۔ لرزاں و ترساں جان بخشی اور امان کی التجائیں کرتے ہوئے حوصلہ کر کے باہر نکلنے لگ گئے اور کہا کہ یونانیوں میں یہ مشہور کیا گیا تھا کہ جو آدمی فاتحین کے ہاتھ لگا وہ زندہ نہیں رہیگا ترکوں نے اونکو تشفی و دلاسا دیکر مطمئن خاطر کیا۔ پھر کھلا پلا تازہ دم کر کے اونہیں رہا کر دیا۔ پہرہ اور گشت کا کام باقاعدگی کیساتھ اور باترتیب انصرام پاتا رہا۔ اور گرجوں اور کنیسوں کا پورا پورا احترام اور ادب کیا گیا۔ ترکوں کے سامنے اب دوسرا مرحلہ لاریسا کی فتح کا تھا۔ جس کی نسبت عام مشہور اور معلوم تھا۔ کہ وہ مورچوں اور دمدموں سے خوب محفوظ و مستحکم کر دیا گیا ہوا ہے۔ اور تمام اہم ناکوں اور موقعوں پر کرپ توپیں نصب ہیں۔

لاریسا کا نظارہ نہایت ہی دلکش اور خوبصورت ہے۔ چاروں طرف شگفتہ و سرسبز باغ ہیں۔ اور مسجدوں کے مینار گرجے۔ اور خوشنما پل اوسکے نظارہ کی دلفریبی کو اور بھی بڑہا رہے ہیں۔ مسجدیں تعداد میں ۲۰ اور گرجے آٹھ ہیں۔ مگر اکثر مسجدیں اب بند پڑی ہیں۔ وہاں کے بازاروں میں تھسلی و مقدونیہ کے تمام نمونے دکھائی دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی قطع وضع نہایت دلچسپ ہے۔ اور اونکی گاڑیاں ابتک زمانہ قدیم کی گاڑیوں سے بہت ملتی جلتی ہیں۔ سندھ کی ہیں جلد سعاکو۔ چھڑو

اور دیگر وضعی پیداواروں کی خرید فروخت سے ہر وقت چہل پہل رہتی ہے - لاریسا کی شراب بالخصوص بہت مشہور ہے اور انگوریوں کی عرقیت کا عام رواج ہے - بیس برس ہوئے - لاریسا کی آبادی تیس ہزار تھی - اب صرف بیس ہزار باشندے آباد ہیں - پانچہزار مسلمان - تین ہزار یہودی اور باقی کلیسا یونانی (آرتھوڈاکس چرچ) کے معتقد عیسائی -

کوہستان سے پیچھے ہٹ جانے کے بعد لاریسا میں ۲۵ ہزار یونانی فوج جمع ہو گئی تھی - اور مدافعت کیلئے شہر کا محل وقوع نہایت مناسب اور مفید تھا - دونو بازو دریا سالموریا کی پناہ میں تھے - اور زمین کی طبعی بناوٹ اور سطح بالخصوص بچاؤ کی کارروائی کیلئے خوب موافق تھی اور انہی فوائد کے لحاظ سے ترکی سپہ سالار کو یقین تھا کہ گرماتی کی لڑائی کے بعد جیسا کہ بیان ہو چکا ہے - فریقین میں بہت مسافت حائل ہو گئی ہے - پھر بھی لاریسا پر یونانی جان توڑ کر مقابلہ کرینگے - ترکوں کی پیشقدمی پر مراجعت کو جاری نہیں رکھینگے - اس موقعہ پر گرمیکو پاشا اتالیق توپخانہ عساکر عثمانیہ کے تحریر کردہ بیان کو درج کرنا بیجا نہوگا پاشا موصوف توپخانہ کے ساز و سامان کی نگرانی اور فوج کی عام حالت پر رپورٹ کرنے کے واسطے قسطنطنیہ سے میدان کارزار کو بھیجا گیا تھا سپہ سالار کی اجازت سے وہ غنیم کی پوزیشن کی دیکھ بھال اور استکشاف کیلئے ۵ اپریل کو دس کمزور سے رسالے جنمیں کلہم چودہ سو سوار تھے - اور ایک اسپی توپخانہ کی بائٹری لیکر لاریسا کیطرف روانہ ہوا - اور سات بجے صبح کے قریب اس سنگی کلاں پل پر پہونچ گیا جو لاریسا کے سامنے سالموریا پر بنا ہوا ہے - گرچہ دلیرانہ اوستادی سے اوسنے لاریسا کو فتح کیا - اوسکی کیفیت خود فاتح کے الفاظ میں بتانا زیادہ مناسب ہوگا جو حسب ذیل ہیں

"یونانی میدان جنگ سے ایسی ابتری اور گھبراہٹ کے ساتھ فرار ہوئے - کہ گویا اونہیں کسی فیصلہ کن لڑائی میں کامل شکست ملی ہے - حالانکہ جو لڑائی ہوئی تھی وہ ایک معمولی سی لڑائی تھی - درہ ملونا کے فتح ہو جانیکے بعد میں ایک رجمنٹ سوار کے ساتھ ٹرناووس تک بلا مزاحمت استکشاف کرتا چلا گیا اور چونکہ وہ مقام خالی پڑا تھا میں نے اوسپر قبضہ کر لیا - رات کو جو ایسٹر سنڈے (ایسٹر کے تیوہار کی اتوار) کی رات تھی وہیں شب باش ہوا - اور پچھلی رات اڑھائی بجے صبح کے قریب لاریسا کیطرف روانہ ہو گیا - پیچھے سے کمک پہونچ جانے پر میرے پاس ساڑھے چودہ سو سوار یعنے کیولری کی تین رجمنٹیں اور ایک اسپی بائٹری ہو گئی تھی - روانگی سے تھوڑی دیر بعد ہمیں رسالہ کا ایک کپتان ملا - جو لاریسا کی فصیل تک پہونچکر واپس آیا تھا اوسنے ہمیں خوشخبری سنائی - کہ وہاں عجیب خوفناک گھبراہٹ اور ہیبت چھائی ہوئی ہے - اور سب لوگ بے تحاشا بھاگے چلے جا رہے ہیں - پس میں نے حالات موجودہ الوقت سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور شہر مذکور تک بڑھے چلے جانیکا عزم کر لیا - اور دل میں سمجھ لیا - کہ اگر وہاں غنیم کی زبردست جمعیت موجود ہوئی جسے مغلوب کرنا ہماری طاقت سے باہر ہو تو پھر لڑائی نہ کرینگے اور محض استکشافی کارروائی پر اکتفا کر کے واپس آ جائینگے جب ہم شہر کے قریب پہونچے تو ۵ کلی کی بہ صبح ہے - کیونکہ یونان کے ساتھ الحاق ہو جانیکے بعد اکثر مسلمان اور کئی یہودی وطن مالوف سے جہاں وہ صدیوں آباد تھے - بلاد عثمانیہ کو ہجرت کر گئے تھے -

پہنچے تو بالفعل آتشباری سے ہمارا استقبال کیا گیا۔ آتشباری کرنیوالے آدھ چار سو قیدی تھے۔ جنکو یونانی جیل سے رہا کرکے
مسلح کر گئے تھے۔ ہمنے اوسیوقت ایک پھٹنے والا گولہ سر کرکے گویا بزبان حال اونکو بتا دیا۔ تو ڈٹو۔ کوئی چھچھورا پن نہ دکھاؤ۔ ہمارے
پاس توپخانہ موجود ہے۔ گولا سر ہوتے ہی آتشباری بند کرکے اودہر اودہر روپوش ہوگئے۔ میں سنگی پل پر چڑھنے لگا ہی تھا کہ
ایک معمر آدمی میری طرف دوڑتا ہوا آیا اور اوس نے بآواز بلند پکار کر کہا۔ پاشا خبردار پل کے نیچے سرنگ لگی ہوئی ہے۔ اس پر مینے
تیس سپاہیونکو توپیں لیکر کشتیوں کے پل کے راستے جسے یونانیوں نے عارضی طور پر بنایا تھا گذرنے کا حکم دیا۔ اور خود پیرمرد
کی نصیحت کے باوجود سنگی پل کے راستہ ہی گیا۔ اور بخیریت دوسرے ساحل پر پہونچکر پاونیر پلٹن کے میجر سبیل بک کو ڈائنامائیٹ کے
بکسوں کی تلاش کرنیکا حکم دیا۔ اوسنے تین بکس دستیاب ہوئے جو پانی میں پھینکوا دئے گئے۔ میں ابھی دریا کے کنارہ پر ہی تھا کہ
جس پیرمرد[۱] نے مجھے خبردار کیا تھا۔ وہ ایک یونانی بدمعاش کی گولی سے شہید ہوکر فرش خاک پر گر پڑا۔ مینے قاتل کو گرفتار کر لیا
اور حکم دیا کہ اوسے دیوار کے ساتھ کھڑا کرکے گولی مار دیجائے۔ مگر میرے آدمیوں نے مجھے بتایا کہ اسیر جنگ کو موت کی سزا دینے کیلئے
سلطانی اجازت کا پہلے حاصل کرلینا ضروری ہے۔ اور اس رحیمانہ ترکی قانون کی طفیل یہ سفاک جانبر ہوگیا۔ لاریسا میں داخل ہوتے
ہی ہزار مسلمان خوشی کے نعرے مارتے ہوئے ہمارے استقبال کو آئے۔ ان بیچاروں کو مسلح یونانی بدمعاشوں کے ہاتھوں طرح طرح
کے جور و ظلم برداشت کرنے پڑے تھے۔ میں نے اوسیوقت اپنے نائب کرنیل مصطفےٰ بیک کو لاریسا کا عارضی فوجی کمانڈر اور گورنر
مقرر کر دیا۔ اور یہ اوسکی مستعدی۔ خوش اخلاقی اور احسان و مروت کی طفیل تھا۔ کہ لاریسا میں علے الفور امن قائم ہوگیا۔ شہر
بالکلیۃ دست تاخت و تاراج سے محفوظ رہا اور جسقدر خاندان بھاگ گئے تھے وہ سب واپس آگئے۔ لاریسا خوبصورت شہر ہے۔
میں ولیعہد کے محل میں گیا۔ اوسے دیکھکر صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ مکیں بڑی جلدی اور گھبراہٹ سے نکلے ہیں۔ خطوط اور کاغذات
اودہر اودہر بکھرے ہوئے تھے۔ مینے ایک خط اٹھا کر پڑھا۔ وہ اس شکایت کے جواب میں کہ فوج کیلئے سامان رسد کافی نہیں ہے
جنگ ز لکھا تھا۔ لاریسا کی فتح میں ہمارا ایک آدمی کا نقصان نہ ہوا۔ ادہم پاشا دو دن بعد ۲۰ اپریل کو بروز شنبہ پہونچے اور ان کے
پہنچنے پر میں قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا۔ راستہ میں بمقام سالونیکا میری غازی عثمان پاشا سے ملاقات ہوئی۔ جو سردست مقام مذکور
میں قیام فرما ہیں۔ میں پھر میدان جنگ کو واپس نہیں جاؤنگا۔ ایک نامہ نگار نے پاشا موصوف سے سوال کیا۔ کیا لاریسا خوب محفوظ اور
قلعہ بند تھا۔ گر میکو پاشا نے جواب دیا۔ یونانی لاریسا میں سب کچھ چھوڑ گئے تھے۔ جسکی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ دونوں دریا
کے درمیان جو تینوں بڑی سڑکیں لاریسا کو جاتی ہیں۔ ان پر نہایت پائدار مورچے بنے ہوئے تھے۔ مگر یونانی انکو سراسیمہ ہو کر
خالی کر گئے۔ اور ہر ایک چیز پیچھے چھوڑ گئے۔ صرف توپیں وہاں موجود نہ تھیں۔ یہاں میں ضمناً یہ بتا دینا ضروری تصور کرتا
ہوں۔ کہ یونانیوں کا دستہ انجنیران پوری پوری تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔ لاریسا کی قلعہ بندیوں میں سنگی زینوں کے
راستہ عمودی فصیلوں پر چڑھتے وقت چھ ۱۲ سنٹی میٹر قطر کی کروپ توپیں پائیں۔ جنکے وہ پرزے جن میں کارتوس رکھے

[۱] بلند القاب خلیفۃ المسلمین نے اس واقعہ کی اطلاع پہنچتے ہی پیرمرد کے پسماندگان کیلئے معقول دائمی وظیفہ مقرر فرما دیا۔ مترجم

پہونچانے کیلئے سوراخ ہوتا ہے - اتار لئے گئے ہوئے ہوئے تھے - یہ پرزے بعد میں ریلوے لائن کے پاس سے دستیاب ہوگئے
ان توپوں کے علاوہ سامان حرب اور کارتوسوں کی وافر مقدار اور سامان رسد - اجناس - چارہ - مینڈیلی سامان اور ادویات
کے وسیع ذخیرے ہمیں غنیمت میں ملے - اگر ان چھ توپوں سے کام لینے کیلئے صرف سات آدمی بھی موجود ہو جاتے - کوئی اور
فوج نہ ہوتی - تو پھر بھی ہم بالکل پامال ہو جاتے -

اسی نامہ نگار سے گزیکو پاشا نے ترکی فوج کے متعلق حسب ذیل رائے ظاہر کی - "جو فوج اسوقت میدان جنگ میں موجود
ہے - وہ اون تمام فوجوں سے جنہیں پہلے ترکی میدان کارزار میں بھیجتی رہی ہے افضل و اعلیٰ ہے - انکے افراد صفت و
ثنا سے بالکل مستغنی ہیں انکی تعریف ہو ہی نہیں سکتی" افسروں کی نسبت پاشا موصوف نے کہا کہ وہ سب عمدہ ہیں - وہ
تمام افسر جو گولز پاشا کی تعلیم و تربیت کے فیضان یافتہ ہیں اسوقت میدان جنگ میں موجود ہیں سیف اللہ پاشا جنرل فتح
کا قابل تعریف اعلیٰ افسر ہے - اور تقریباً تمام کمانڈر بالخصوص حقی پاشا - کرنیل انور بے اور سابق کمانڈر توپخانہ جو اب جرمنی کو
گیا ہوا شاندار افسر ہیں موجودہ کمانڈر توپخانہ علی رضا پاشا جس نے ترکی توپخانہ کو اعلیٰ ترین توصیف حاصل کرنیکے قابل بنانے
کیلئے آٹھ ہفتے دن رات کوشش کی ایسا دلاور افسر ہے کہ جہاں کہیں گولہ باری کی سب سے زیادہ بارش ہوا کرتی وہ اوسجگہ موجود
پایا جاتا تھا - سپاہیوں کی اخلاقی حالت نہایت عمدہ ہے - ایکدفعہ ہمارا گذر ردیفی سپاہیوں کی ایک نئی پلٹن پر ہوا - میرے
ایجوٹنٹ (نائب) مصطفیٰ بک نے ان سپاہیوں سے پوچھا "کہ تم اپنے خاندانوں سے جدا ہونے سے اوداس تو نہیں ہوئے" جواب ملا "تمہارا
اوداس ہونے سے کیا مراد ہے - پھر اکثر نے یکزبان ہو کر کہا - ہمارے زہے نصیب کہ ہمیں اپنی ناچیز جانیں اپنے بادشاہ کی حمایت میں
قربان کرنیکا موقعہ ملا ہے - اس سے بڑھ کر ہماری کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے" اسیوقت دوسروں نے پکار کر کہا "کیا ہم اس مقدس
اور اسی سعید دن کیلئے پیدا نہیں ہوئے تھے" سلطنت عثمانیہ کے مسلمانوں کی حب الوطنی - اور جاں نثاری کا اسی سے اندازہ ہو جائیگا

لہ حب الوطنی اور جان نثاری اور مذہبی خدمت کا شوق اور جوش مردوں تک ہی منحصر نہیں - ۱۸۷۷ء کے محاربہ روم و روس میں ایک عرب خاتون
اپنے قبیلے کے کئی سو سوار لیکر شریک کارزار ہوئی تھی - اور ایک لڑائی میں اسی شیر دل خاتون کی شجاعت و بسالت اور قابلانہ مشورہ
کی بدولت ترکوں کو روسیوں پر نمایاں فتح حاصل ہوئی تھی - اس نوعمر دوشیزہ کا نام فاطمہ تھا - اور متذکرہ صدر لڑائی ۲۵
اگست ۱۸۷۷ء کو آرمینیا کے کوہساروں میں بمقام قزل تپہ (سرخ پہاڑی) پر ہوئی تھی - محاربہ یونان میں بھی کئی غیور و جانباز
مستورات نے میدان جنگ میں جانا چاہا تھا - مگر امیر المومنین نے اس محاربہ کو ایسا نہ سمجھا - کہ عورتوں کو بھی جان نثاری دکھانے
کا موقعہ دیا جائے - البانیا کے مسلمانوں کی حب الوطنی کے مزید حالات سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی تحریر سے جو دوسرے حصہ میں مندرج
ہیں معلوم ہو جائینگے - ہمدردی اور اخوت اسلامی کا دریا تمام مہذب اسلامی ممالک میں حیرت انگیز تیزی کے ساتھ موجزن ہو رہا تھا نجد کے امیر
محمد ابن الرشید مرحوم نے ۱۲ لاکھ سوار دئے اور شاہ ایران نے معقول فوج سے مدد کرنیکی درخواست کی - اور شمالی افریقہ و مصر کے اکثر ممالک سے
ہزاروں نوجوانوں نے غزا میں شامل ہونے کی اجازت چاہی - مزید براں سلطنت عثمانیہ اور مصر میں اعانت حربیہ کیلئے تھوڑے دنوں میں کئی لاکھ پونڈ

کہ پرینز زند (البانیا کے مشہور شہر) کا ایک ستر سالہ رئیس پانچ بیٹوں سمیت بطور مجاہد محاربہ میں شریک ہوا۔ وہ بارہ گھوڑے ساتھ لایا تھا جنکو اوسنے فوج سواراں کے لیے سرکار کو نذر کر دیا۔ اور اپنی نسبت کہا کہ ہم پیدل بھی بخوبی لڑ سکتے ہیں گیا تصویر سر حاجی (بقیہ صفحہ سابقہ) جمع ہوگیا۔ مگر افسوس کہ ہندوستان کے مسلمان زبانی ہمدردی سے بڑھ کر کچھ نہ دکھا سکے۔ جنکو یونان و مصر کے باشندوں کی حب الوطنی کے حالات بتاکر وکیل نے بایں الفاظ غیرت دلائی تھی۔ (از وکیل مورخہ ۲۷۔ اپریل ۱۸۹۷ء)

یونان اور مصر والوں کی حب وطنی۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غیر مذہب کی رعایا کے کم از کم سمجھدار افراد خواہ وہ حکمران فریق سے خوش ہوں یا ناخوش۔ حکومت کو خوش رکھنے اور اوسپر اپنی وفاداری کا اظہار کرنے کے لیے ہر ایک مناسب موقعہ سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی وہ محکوم قومیں جو مردہ اقوام کی ذیل میں داخل نہ ہوگئی ہوں۔ دنیا پر اپنی زندگی اور حب قومی اور غیرت وطنیہ کی موجودگی کو واضح کرنے سے کبھی نہیں چوکتیں۔ بلکہ بعض وقت قومیت اور وطنیت کے خیالات و جذبات یہاں تک بڑھ جاتے ہیں۔ کہ گو وہ محکوم قوم حکمران فریق سے عملی مخالفت شروع نہ کر دے۔ لیکن پھر بھی اپنے ہم مذہب و ہم ملت ابنائے جنس کی دستگیری کرنا جنسے اون کی حکومت کے تعلقات معاندانہ ہو گئے ہوں۔ اپنا اہم فرض سمجھتی ہے۔ چنانچہ یہ تینوں کیفیتیں اس وقت سلطنت عظمے عثمانیہ کی یونانی رعایا میں جو زندہ قوموں میں داخل ہے پائی جاتی ہیں۔ یہ سب کو معلوم ہے۔ کہ ترکی سلطنت کو اگر کوئی اندیشہ ہے تو یورپ کی عیسائی سلطنتوں سے اور اونہی کی دستبرد سے بچنے کیلئے اوسے اپنی فوجی استعداد کو ہر وقت بڑھاتے رہنے کی ضرورت ہے۔ مگر باینہمہ جب سلطنت عظمے نے ردیف فوج کے سامان حرب کیلئے چندہ کی فہرست کھولی تو اکثر یونانیوں نے (جو مسیحی المذہب ہیں) اس چندہ میں شریک ہونے پر آمادگی ظاہر کی اور روپیہ دیا۔ حتے کہ اسوقت بھی جب کہ خود یونان کے ساتھ لڑائی ہوجانیکا قوی احتمال ہے اور ٹرکی اوسکے مقابلہ کے لیئے سرتوڑ تیاریاں کر رہی ہے۔ ترکی اخبار صباح لکھتا ہے۔ کہ طرابزون کے یونانی باشندوں نے خریداری تمغہ کے نقد میں چندہ دینے کی اجازت مانگی ہے۔ اور اوس کی فراہمی کیلئے اپنے شہر کے نائب صدر پادری کے زیر صدارت انجمن قائم کر دی ہے۔ دوسری طرف اپنی قومی ہمدردی کا ثبوت اسطرح دے رہے ہیں۔ کہ جرمنی سے محض اسوجہ سے ناراض ہو کر کہ اوسنے ترکی کی تائید کر کے یونان کی مخالفت کی اور کریٹ کے متعلق یونان کو دوسری طاقتوں سے بڑھ کر دھمکی دی ہے قسطنطنیہ اور سمرنا کے یونانی تاجروں نے اس سے تمام تجارتی تعلقات منقطع کر دیئے ہیں۔ سمرنا ایشیائی ٹرکی کا تجارتی صدر مقام ہے۔ اور قسطنطنیہ نہ صرف یورپین ٹرکی بلکہ کل جنوب مشرقی یورپ میں تجارت کی سب سے بڑی منڈی ہے اور دونو جگہ بلکہ کل سلطنت عظمے عثمانیہ کی تجارت کا زیادہ تر حصہ یونانی تاجروں کے ہاتھ میں ہے۔ گویا انہوں اس طریق عمل سے ٹرکی کی محکوم یونانی رعایانے جرمنی کو جتا دیا ہے۔ کہ وہ یونانی رعایا کو مردہ نہ سمجھے۔ وہ اس گستاخی کو جو یونان سے کیگئی ہے محسوس کر رہے ہیں اور اونکا ترکی بترکی جواب دوسرے پیرایہ میں دینے پر آمادہ ہیں۔ قومی ہمدردی کا تیسرا درجہ (جو انتہائی نہیں ہے) وہ ہے جو ٹرکی کی براہ راست ماتحت صوبہ شام کے عیسائی یونان کیلئے چندہ جمع کرنے سے اور ٹرکی کی بالواسطہ ماتحت یا خراج گذار ملک مصر کے یونانی یونان کے مجاہدین اور روپیہ سے مدد کرنے سے کل دنیا پر ظاہر کر رہے ہیں۔ مگر وائے برحال مسلمانان

(واقعہ مقدونیہ) کے ایک متمول نے مجروحین کی پاسداری اور خبرگیری کا انتظام اپنی خرچ سے کیا۔ ہر جگہ مجروحین کی فراخ حوصلگی کے ساتھ روٹی پارچات تنباکو لیمونیڈ اور نقدی وغیرہ سے تواضع کیجاتی تھی۔ الا نیا کے ان سوا تاپس آنزد بقیہ صفحہ سابق) وہ ایسی میٹھی نیند سو رہے ہیں۔ جو خواب عدم سے کسی طرح کم نہیں۔

افریقہ کی اسلامی ریاستوں کے مسلمان جہالت نا واقفیت۔ اور عدم استطاعت کا بہانہ کر سکتے ہیں۔ روس کی مسلمان رعایا اور اور اسیطرح چین اور جاوا کے مسلمان اپنے حکمرانوں کی جابرانہ پالیسی کا یا اگر کوئی اور عذر پیش کردیں۔ تو ایک خفیف حد تک معذور بھی سمجھے جا سکتے ہیں۔ لیکن مسلمانان ہند کے پاس کیا حجت ہے۔ انگریزی گورنمنٹ نے انکو تعلیم سے مستفید کر دیا ہے۔ جس سے وہ نہ فقط اپنی بلکہ کل مسلمانوں کی پستی سے واقف ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ موصوف نے اونکو اوس حد تک کامل آزادی دے رکھی ہے جسکی کہ کوئی رعایا مستحق ہو سکتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہماری حکمران جماعت اپنے طرز عمل اور اپنی تعلیم و تلقین سے بالواسطہ اور بلا واسطہ دونوں طرح سے اپنی محکوم رعایا کو قومی ہمدردی اور اخوت کا برسوں سے سبق سکھلا رہی ہے۔ یہ اسی خوش نصیب اور با اقبال قوم کے فیضان حکومت و صحبت کا اثر ہے۔ کہ ہماری ہمسایہ قومیں ان تمام اوصاف سے جنسے ہر ایک قوم کا اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لیے متصف ہونا ضروری ہے بہرہ ور ہو گئی ہیں۔ ہمارے ہی مصری مسلمان بھائی ۱۵ برسوں کی انگریزی حکومت کی بدولت مردوں کی صف سے نکل کر زندوں کی قطار میں شمار کیے جانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ جس قوم میں یہی بابرکت حکومت سینکڑوں برسوں میں بھی قومی سپرٹ قومی ہمدردی۔ اور قومی اتحاد و ائتلاف اور قوم کا درد پیدا نہ کر سکے۔ کیا اوس کو من حیث القوم زندہ قوم کہا جا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ تاہم بخلاف امید اسکے از اوسے ہم ابھی یہ امید رکھنے کی جرات کرتے ہیں۔ کہ شاید اپنے مصری بھائیوں کے اس ہمدردی کے حالات پڑھنے سے اون میں سے بھی کسی کی عرق حمیت متحرک ہو جائے۔ اور وہ مسلمانان ہند کو من حیث الافراد بھی مردہ ہو جانے کی سند ملنے سے بچالیں۔

ہمارے ناظرین کو یہ غالباً معلوم ہوگا۔ کہ سن گذشتہ میں صرف چند محب ملک و ملت مصری اخبارات نے کئی لاکھ روپیہ اپنے مسلمان بھائیوں سے مفلوک الحال مسلمانان کریٹ کے لئے جمع کرکے جزیرہ کو روانہ کیا تھا۔ چنانچہ اکیلے اخبار المؤید کو تقریباً دو لاکھ روپیہ دو تین مہینوں کے اندر وصول ہوا۔ اعلحضرت امیر المؤمنین نے نومبر گذشتہ میں فوج رديف کے اسلحہ کی خرید کیلئے مسلمانوں کو چندہ ادا کرنے کا حکم دیکر اوسکو ایک طرح سے مسلمان رعایا پر لازمی کر دیا تھا۔ چنانچہ اس حکم کے مشتہر ہونے پر مصر کے ایک عربی قبیلہ آل عبد اللطیف نے پانچسو پونڈ دار الخلافہ کو روانہ کیے۔ اسکے بعد مصر میں بھی ہندوستان کی طرح چند ماہ تک مسلمانوں نے بالکل کروٹ نہ بدلی۔ اونکی یہ غفلت اور لاپروائی دیکھکر سخت افسوس ہو رہا تھا۔ مگر انگریزی حکومت کی تاثیر سے قومی سپرٹ مصریوں میں سرایت کر چکی تھی۔ البتہ اوسکو نمایاں کرنے کے لیے کسی تحریک کی ضرورت تھی۔ یہ تحریک اونکو بمصداق عدو شرے برانگیزد کہ خیرے ما در آن باشد کریٹ کے تنازعہ برپا ہونے پر یونانی ساکنین مصر کے اپنی ریاست اور باغیوں کے لئے چندہ جمع کرنے سے پوری طرح ہو گئی۔ ملکی اخبارات نے اپنے ابنائے ملک کو یہ آیت کریمہ لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا

کیجیے راستے میں چند نوجوان وطن پرست طلبہ بیٹھے ہوئے تھے انکو اپنی بلا مزاحمت قربانی کا قصہ سنایا جسپر وہ منچلے ظاہر تحریک کی بجائے انہوں نے اپنی تیمتا کے تیر شروع کردیں اور کہا کہ پاشا آپ نے تو نامور حاصل کر لیا مگر آپ کو آپکی عدالت کا حال پتہ ہوا تو ہماری باری کب آئیگی ؟

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ یہ تاثیر حق نے سنا کر اپنی خلافت عظمیٰ کی امداد اور اعانت پر ابھارنا شروع کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس ترکی کی مالی امداد ہی مقصود نہیں ہے بلکہ بڑا مدعا اپنی ہمدردی اور جذبات اخوت کا اظہار ہے - آفریں ہے مصریوں کی حمیت اور غیرت پر کہ انکو اس کی یہ پیل سنتے ہی مصر کے تمام اکناف و اطراف میں ہمدردی کا دریا موجزن ہوگیا - قاہرہ میں جہاں دس پانچ دوست مل بیٹھے تھے انہوں نے وہیں اپنی جیبیں خالی کرکے سینکڑوں روپے جمع کرلئے - اور انجمن اعانت کی بنا ڈالکر چندہ کی فراہمی شروع کردی اور تھوڑے عرصہ میں نوجوانان قاہرہ نے کئی کمیٹیاں قائم کرلیں جن میں سے ایک نے جیسا کہ پچھلے ہفتہ کے اخبار میں لکھا جا چکا ہے - خدیو المکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر انسے سرپرست بننے کی درخواست کی جو بڑی خوشی سے منظور کرلی گئی - ۲۲ مارچ سے ۲۷ مارچ تک قاہرہ اور دیگر امصار مصر میں جو کارروائی فراہمی چندہ کے متعلق ہوئی ہے - وہ پچھلی ڈاک میں موصول شدہ اخبار المؤید کے حوالے سے ذیل میں درج کردیجاتی ہے - جس سے ہمارے ناظرین مصریوں کی عالی ہمتی اور فیاضی کا خود اندازہ کرینگے -

صاحب الدولت سابق وزیر اعظم ریاض پاشا کے مکان پر ایک جماعت کثیر نے جمع ہوکر زیر صدارت وزیر موصوف اعانت عساکر عثمانیہ کے جمع کرنے کے لئے بڑی کمیٹی قائم کی جس نے شوال ۱۳۲۹ھ بروز جمعہ ۲۴ مارچ چندہ جمع کرنا شروع کیا - اور اسی دن چودہ سو چالیس پونڈ مصری (ایک پونڈ مصری ۲۰ شلنگ یعنے تقریباً ۱۵ روپیہ کے برابر ہوتا ہے) جمع ہوگئے -

۲۶ مارچ کو صاحب السعادت محمد لطفی پاشا پریسیڈنٹ لجسلیٹو کونسل مصر کے مکان پر نماز ظہر کے بعد علمائے کرام - اعیان دولت اور تجار و الامرات کے جم غفیر نے مجلس منعقد کی - جسمیں شیخ جمال الدین آفندی - قاضی قضاۃ مصر - شیخ حسونہ النواوی - شیخ الجامع الازہر و مفتی دیار مصر - سید عبد الخالق سجادہ رفاعیہ کے صدر - سید علی البیلاوی نقیب الاشراف دیار مصر - شیخ سلیم البشری امام مالکی وغیرہ وغیرہ علماء کبار حسین پاشا و ثابت پاشا وغیرہ سابق وزرا - اسمعیل پاشا محمد وکیل مجلس شوریٰ القوانین - احمد بلیغ پاشا چیف جج عدالت عالیہ اپیل و دیگر عہدہ داران اعلیٰ شامل تھے - سب سے اول لطفی پاشا نے چندہ کی ضرورت پر مختصر تقریر کی - انکے بعد قاضی اکبر نے ارشاد فرمایا کہ مساعدت دولت علیہ اور نصرت مولانا خلیفہ ذات و مال سے اب مسلمانوں پر فرض محتم ہوگئی ہے - جامع ازہر کے شیخ اعظم نے ارشاد کیا - کہ عوام الناس کو دولت علیہ کی مساعدت پر آمادہ کرنا جو آج کل مسلمانوں پر فرض عین ہے - حضرات علماء پر واجب ہے - سب سے آخر دولت و ریاض پاشا نے تقریر کرکے بیان کیا کہ قبل ازیں ۱۴۴۰ پونڈ جمع ہوچکے ہیں - اب چندہ کی کارروائی شروع کیجائے - اسپر سب سے پہلے جناب قاضی مصر نے پچاس پونڈ مصری عطا فرمائے - بعد ازاں دیگر حاضرین نے حسب توفیق زرچندہ لکھایا جس سے کل تعداد ۲۱۸۰ پونڈ مصری ہوگئی - اس کارروائی کے بعد مختلف محلوں میں شاخیں قائم کرنے کی تجویز پیش ہوئی - اور شیخ الازہر کی تحریک پر منظور ہوا - کہ ہر ایک شاخ میں جامع ازہر کیطرف سے ایک ایک شیخ شامل ہوا کرے - چنانچہ اسدن یہ سب کمیٹیاں قائم کی گئیں مگر افسوس یہ غیور عالی ہمت مصریوں کے شروع فتح ہوگئی - حکومت مصر نے بشورہ لارڈ کچنر انکو موقوف کردیا - توضیح کیلئے دیکھو کتاب

اس سے بڑھ کر استقلال و عزم مردانہ کیا ہوگا۔ کہ سخت سے سخت مجروح بھی ہسپتال پہونچائے جانے سے انکار کر کے پھر میدان کارزار کو پلٹ جاتے۔ جرنیل سے لیکر ادنے ترین سپاہی تک سب کے سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور بے نظیر شجاع ہیں۔ الغرض

(بقیہ صفحہ سابقہ) حضرت عزت لو علی بیگ۔ رضا فرزند شاکر پاشا مرحوم جنین المظفر العثمانی کی خدمت کیلئے عنقریب سرحد یونان کو روانہ ہونے والے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دیگر نوجوان بھی اس جوانمردی کی تقلید کرینگے۔ (المؤید ۱۶ مارچ) مندرجہ بالا رقم کے علاوہ احمد رشید پاشا نے ۲۵۰ پونڈ مصری اور محمود بک سجان ممبر مجلس شورے القوانین اور اعیان ضلع اسیطوط نے پچاس پونڈ چندہ بھیجا ہے۔ دولتلو غازی مختار پاشا عثمانیہ ہائی کمشنر متعینہ مصر نے ۱۵ مارچ کو زیر صدارت ریاض پاشا فراہمی چندہ کیلئے مجلس کبرے منعقد ہونے کی خبر اعلیحضرت کو بذریعہ تار دی۔ جسکے جواب میں بارگاہ ہمایوں سے ریاض پاشا ممدوح ممبران انجمن کبرے و ممبران سب کمیٹی ہا اور چندہ دہندگان بلکہ کل امت مصریہ کا بذریعہ تار شکریہ ادا کر کے کمال خوشنودی کا اظہار کیا گیا۔ اور ساتھ ہی بنک عثمانیہ کی مصر والی شاخ کو حکم دیا گیا کہ کل زر جمع شدہ بغیر کمیشن لینے کے وصول کر لیا کرے۔ دولتلو غازی عثمان مختار پاشا نے چندہ دہندگان کی آسانی کیلئے ایک ریال سے لیکر سو ریال تک کے عثمانیہ نوٹ منگوائے ہیں۔ ایک ریال کی قیمت بیس قرش ہے۔ اور بغرض تسہیل انگریزی پونڈ کی قیمت ایکسو بیس قرش اور مصری پونڈ کی ۱۲۳ قرش قرار دی ہے (المؤید ۱۷ مارچ)

۱۵ مارچ کے سہ پہر کو سعادتلو ریاض پاشا۔ شیخ کبیر جامع ازہر محمد لطفی پاشا و دیگر اعیان دولت خدیو اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ وہ بھی اس کار خیر میں شریک ہو کر ممبران انجمن کی حوصلہ افزائی کریں۔ خدیو معظم ڈیپوٹیشن سے بکمال تواضع پیش آئے۔ اور عنقریب چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے بعد ڈیپوٹیشن پرنس حسین کامل پاشا (خدیو اکرم کے چچا) کی مکان پر گئے۔ اور وہاں بھی خاطر خواہ کامیاب ہوئے۔ بعد ازاں پرنس ابراہیم حلمی پاشا (خدیو کے دوسرے چچا) کے در دولت پر حاضر ہو کر معقول امداد کی درخواست کی جو بڑی خوشی سے منظور کر لی گئی۔ الغرض ڈیپوٹیشن خاندان خدیویہ کے تمام ارکین کے پاس فرداً فرداً گیا اور سب نے اس کار خیر میں بڑی خوشی سے شریک ہونا منظور کیا۔ البتہ خدیو اکرم کے بہنوئی پرنس جمیل پاشا طوسن اور خدیو کے برادر خورد پرنس محمد علی اپنے مکان پر نہ تھے۔ وہ اپنے اپنے علاقوں کو گئے ہوئے تھے۔ اونکی طرف دولتلو ریاض پاشا نے خط لکھدئے۔ جو یقین کامل ہے۔ کہ بہترین باجابت ہونگے۔

غازی احمد مختار پاشا کی حرم محترم نے فنڈ زر اعانت میں پانچسو پونڈ انگریزی چندہ دیا ہے۔ دولتلو غازی موصوف بذات خود پہلے ایکہزار پونڈ عطا کر چکے ہیں۔ احمد فواد پاشا عزت نے ۲ سو پونڈ اور امارت مآبہ فاطمہ خانم آفندی فاضل حرم پاشائے موصوف نے تین سو پونڈ اور خانم کی والدہ مکرمہ نے ایک سو پونڈ۔ اور پاشائے ممدوح الشان کے برادر خورد عزیز بک عزت نے ۵۰ پونڈ اور حرم محترم نے ۲۰۰ پونڈ بھیجا۔ اس خاندان نے سترہ سو پونڈ (۲۶ ہزار روپیہ) چندہ دیا۔ اور عبد الحمید پاشا صادق اور محمود بک حرم رستم زادہ نے ایک ایک سو پونڈ اور احمد کامی بک نے بندرگاہ قمح سے بیس پونڈ (۱۵ مارچ کو) المؤید کے دفتر میں روانہ کئے۔ قنا کے محکمہ اوقاف کے حاکم اعلے احمد آفندی فواد نے انجمن فراہمی چندہ کو تار دیا ہے۔ کہ میں چھ ماہ تک اپنی تنخواہ کا تیسرا حصہ فنڈ اعانت میں دیا کرونگا (۲۰ مارچ) فواد پاشا کی تحریک پر دیگر ملازمان نے بھی تنخواہ کا پانچواں حصہ دینا شروع کر دیا ہے۔ دولتلو ریاض پاشا

ان بہادروں کی نبرد آزمائی - جانبازی - سرفروشی - سپاہگری - اور شجاعت و مردانگی کا منظر واقعی نہایت ہی شاندار اور جرأت افزا تھا۔ ایسی ایسی پہاڑوں پر جہاں گھوڑے اور خچر بھی بمشکل چل سکتے تھے یہ ترک آدمی اپنی جان پر کھیل کر توپوں کو تقریباً برف

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے تمام سب کمیٹیوں کو فرداً فرداً بھی چندہ میں سعی موفور کی تاکید کرنے کیلئے حوصلہ بڑھانے اور غیرت دلانے والے الفاظ میں خطوط تحریر کئے ہیں۔ اور سب کمیٹیوں کی تعداد بڑھانے کی بھی تائید مزید کی ہے چنانچہ ۱۰ مارچ کو پہلی ۲۲ کے علاوہ ۶۵ اور سب کمیٹیاں قائم ہوگئی ہیں ان میں سے ایک کمیٹی کے صدر مراکو کے سفیر متعینہ مصر ہیں ۱۵ مارچ کو قصبہ السبوط میں عالی ہمت مسلمانوں نے جلسہ کر کے چندہ کی کارروائی شروع کی۔ نصرت و امداد سلطنت علیہ کے مسلمانوں پر فرض عین ہونیکے متعلق اکثر علماء کرام نے تقریریں کیں۔ پہلے دن ۵ ۲۰۰ پونڈ مصری کا چندہ جمع ہوا۔ قصبہ منصورہ میں اسی تاریخ ۱۰ پونڈ چندہ جمع ہوا ۱۱ مارچ کو عالیجناب خدیو المکرم نے ازراہ نوازش مجلس کبرٰے کے سکرٹری کو ارسال فرمائے۔ مصر کی مخدرات کو بھی یہ دیکھکر کہ یونانیوں کی عورتیں اپنے ہموطنوں کے لئے چندہ جمع کر رہی ہیں حالانکہ یونان نے بذریعہ تار ان کا شکریہ ادا کیا ہے سخت غیرت آگئی ہے۔ اور اکثر خاتونان عفت مآب نے چند دنوں سے بطور خود اپنی ملاقاتیوں سے روپیہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہ سب عالی خاندان بیگمات ۱۵ مارچ کو دولتلو ریاض پاشا کی حرم کے پاس جمع ہوئیں اور ان کو صدرۃ الانجمن النساء بنا کر ہر ایک نے اپنی اپنی واقف عورتوں سے روپیہ جمع کرنے کا عہد کیا۔ چنانچہ ۱۶ مارچ کو اس انجمن نے بتیس پونڈ المؤید کو روانہ کئے۔ مندرجہ بالا سب کمیٹیوں کے علاوہ مدرسیں حدیا بکلاہ بانوں اور کارلسی بانوں نے بھی علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ جس سے کمیٹیوں کی تعداد ۲۸ مارچ کو ۹۳ ہوگئی۔ نوجوانان مصر نے پرنس ابراہیم پاشا مرحوم کے فرزند امیر جلیل محمد بیگ حامد الدین کی زیر صدارت اپنی علیحدہ کمیٹی بنائی ہے ۲۰ مارچ تک جنرل کمیٹی قاہرہ کو ۵۰۰ پونڈ مصری وصول ہوئے (المؤید ۱۰ مارچ) مصر کے قصبہ شرقیہ اور روضہ میں وہاں کے علماء اور تاجروں نے اعانت عسکریہ شاہانہ کیلئے انجمنیں قائم کی ہیں۔ رقم جمع شدہ کی میزان اگلے ہفتہ بتائی جائیگی۔

ریاض پاشا عمر لطفی پاشا بلیغ پاشا و دیگر معززارکین انجمن معتمد نے ۱۶ مارچ کو خدیو کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول رقم چندہ عطا کرنے کا شکریہ ادا کیا۔

امیر سیم و جلیل پرنس عزیز بیگ برادر عم زاد خدیو عسکر عثمانیہ میں داخل ہونے کیلئے مصر سے جا رہے ہیں۔ پرنس ممدوح نے جرمنی میں فوجی تعلیم پائی ہے۔ اور جرمن و انگریزی فوج میں داخل رہ چکے ہیں۔ دولتلو پرنس اسمعیل پاشا طوسن خدیو کے بہنوئی نے ۳۰۰ اور انکی حرم نعمت اللہ خانم آفندی نے دو سو پونڈ دئے ہیں ۱۷ مارچ کی صبح تک صدر انجمن کو ۵۰۵ پونڈ مصری وصول ہوئے۔ مصر کے قصبات بار و بنہا عطف اور ابوقرقاس میں اعانت عسکریہ کے لئے ۱۸ مارچ کو انجمنیں قائم ہوئیں ابوقرقاس کی انجمن نے پہلے دن پچاس پونڈ جمع کئے۔

دولتلو ریاض پاشا میر مجلس انجمن کبرٰے نے مصر کے ہر شہر اور ہر قریہ کے مسلمانوں کو نام اعلان جاری کر کے بھیجا اور آیہ کریمہ تعاونوا علی البر والتقوٰی سے خدا تعالیٰ و نبی کی اشرف الصادق ان کو تمام مسلمانوں کو حضرت سرور کائنات کا یہ حکم سنا کر

کی سطح تک کھینچ لیجاتے ہیں۔ اور ایک تماشہ کیلئے سنا یا کسیطرح کا حرف شکایت زبان پر لاتا تو کیا۔ لطائف و ظرائف اور ہنسی مذاق سے ایکدوسرے کا حوصلہ بڑھاتے ہنسے کھیلتے اور گاتے ہوئے بلا تردد و تکلف اوپر چڑھتے جاتے۔ جانبازی ہمت کی اور زندہ دلی میں بہادر البانوی بالخصوص سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور انکا دشمن پر کچھ ایسا رعب چھا گیا تھا کہ البانوی سفید ٹوپی کو دیکھتے ہی یونانیوں کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے۔ اور انکے جسم پر لرزہ پڑجاتا تھا۔ وہ قومی گیت اور رجزیں گاتے اور اچھلتے کودتے خوشی کے ترانے لگاتے ہوئے کارزار میں شریک ہوتے تھے یونانیوں پر ثابت ہوگیا تھا کہ یہ شیر موت کی کچھ حقیقت ہی نہیں سمجھتے چنانچہ انکی سفید ٹوپیوں کو نظر آتے ہی یونانیوں میں عجیب مضحکہ خیز اور خوفناک ہنگامہ اور افراتفری پڑجاتی اور وہ تمام سستی بھی بھول جاتے" لاریسا میں جہاں بعد میں ترکی سپہ سالار نے اپنا ہیڈکوارٹر قائم کیا فاتحین کو چھ چار انچ کی کرپ توپیں اور ایک میدانی بانری دیگر اسباب و اجناس کے علاوہ غنیمت میں ملی۔

ترک جیسا کہ حالات مذکورہ صدر سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کوہی دروں سے میدان میں کوئی ایسا نقصان اٹھائے بغیر داخل ہوئے میں کامیاب ہوگئے تھے۔ وہ ان دروں سے گذر جانیکے بعد اپنی فوج کو مجتمع کرکے لاریسا میں

بقیہ صفحہ سابقہ (المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا) دولت علیہ عثمانیہ کی امداد و معاونت کی تحریک و تحریص رہی ہے (الموید ۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء)

ان چند سطروں کو پڑھکر مسلمانان ہند جب اپنی غفلت اور بے پروائی کیطرف خیال کریں گے۔ تو ہمیں کوئی کلام نہیں کہ وہ اپنے دل میں خجل اور نادم تو ضرور ہونگے۔ یہ درست ہے کہ مسلمانان ہند اسوقت قحط و افلاس اور دیگر علاوہ ہندوستان کے اندرونی پیچیدگیوں اور اپنی ہمسایہ قوموں کی نوازشوں کی وجہ سے بہت کچھ بے بس اور ناچار ہو رہے ہیں لیکن اگر وہ سچے مسلمان ہیں اور کلمہ پڑھنے کے مدعی ہیں۔ تو ان کو آیہ کریمہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون ہ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین (سورہ عنکبوت رکوع ۱) پر توجہ کرنی چاہیے اور اپنے حوصلہ کو گران آزمائشوں اور ابتلاؤں میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور انسانی فتنوں اور مصیبتوں سے گھبرا کر آیت کریمہ ومن الناس من یقول آمنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ (سورۂ عنکبوت پارہ ۲۰ رکوع ۱) کا مصداق بننے سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کریں اور ہر ایک مصیبت اور مشکل کا مردانہ مقابلہ کرکے زندہ قوم کے آثار کا ثبوت دینے سے پہلو تہی نہ کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔

الموید مورخہ ۱۸ مارچ میں یہ عجیب خبر بعبارت ذیل شائع ہوئی ہے جسکو معتبر شخص سے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانان ہند کے نمائندوں نے ایک دولت علیہ کی اعانت کیلئے پانچ لاکھ پونڈ (سی لاکھ روپیہ) چندہ دیا ہے۔ اور امیر المومنین کی خدمت مبارک میں تار دیا ہے کہ ہم دولت کی خدمت کیلئے اپنی کل جان و اولاد و املاک نثار کرنیکو مستعد ہیں۔ پس مبارک ہے یہ مروت اور مبارک ہے یہ حمیت جسکو المؤید نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس خبر معتبر کو ملتی کرنیکے لئے سہیں یکھوج مگر ہمکو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کل ہندوستان بھر میں اوّل تو ہمیں کوئی اسا سلطان عنی نظر

داخل ہوئی اور اس فتحیابی کے بعد محاربہ کا دوسرا دور شروع ہو گیا۔ جسکے حالات شروع کرنے سے پہلے یونانی افواج کی تازہ ترین کارروائیوں کی اجمالی کیفیت بتا دینا ضروری ہے۔

یونانی فوج نے باستثناء مجاہدین اور بیقاعدہ سپاہیوں کے دستہ کے جبالی نبرد و معرکہ آرائی میں قابل تعریف استقلال اور جوانمردی دکھائی۔ مگر میدان تھسلی کیطرف ہٹ آنیکا حکم ملنے کے وقت سے سپاہ کے حوصلے بیطرح پست ہو گئے۔

ولیعہد ۲۳ اپریل کا ہی ٹرناوس سے لاریسا چلا گیا تھا۔ جہاں اوسیدن سہ پہر کے دو بجے کے قریب سخت گولہ باری کی آواز سنائی دی۔ مگر اس سے لاریسا میں کسیطرح کا اضطراب یا تشویش پیدا نہ ہوئی کسی کو خطرہ کا وہم و گمان بھی نہ تھا اور ایک عظیم مذہبی رسم کی بجا آوری کیلئے زور شور سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ چھ بجے ولیعہد نے نبرد کنندہ افواج کو ٹرناوس ہٹ آنیکا حکم بھیجدیا جسے سنکر سپاہ حیران رہ گئی۔ حکم مذکور کی کوئی وجہ اُس کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ نہ اوسے کوئی وجہ بتائی گئی۔ اسوقت بمقام ماتی بارہ ہزار یونانی بارہ ہزار ترکوں کے بالمقابل موجود تھے۔ تاریکی بڑھنے کے وقت تک مراجعت باقاعدہ رہی فوج سوار پیچھے چلی تھی۔ جب وہ فوج پیدل کے عقب میں پہنچی تو یونانیوں نے تاریکی میں اونہیں ترک سوار سمجھ لیا۔ اور انپر آتشباری شروع کر دی۔ جس سے ناقابل بیان گھبراہٹ اور سراسیمگی پھیلگئی۔ اور تاریکی نے اس میں اور اضافہ کر دیا۔ سپاہی ہتھیار پھینک پھینک کر بے تحاشا ٹرناوس کیطرف اٹھ دوڑے۔ اور چاروں طرف یہی آواز سنائی دیتی تھی۔ "ترک آپڑے۔ ترک آپڑے"۔ ٹرناوس پہنچکر بھی اس طوفان بے تمیزی میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ خوف نے سپاہیوں کو جامۂ انسانیت سے معرا کر دیا۔ وہ عورتوں اور بچوں کو کمال بیدردی و لاپرواہی سے ادہر ادہر دہکیلتے ہوئے بازاروں میں سے گھٹ دوڑے جا رہے تھے۔ افسر قریب تمام کو شیشں بیسود تھیں۔ کوئی اونکی نہیں سنتا تھا۔ گرد و غبار نے تاریکی کو اور زیادہ کر دیا ہوا تھا۔ اور سب چیزیں اوسکی پردہ میں نہاں ہو رہی تھیں۔ بھگوڑوں کا پہلا حصہ جنکا رنگ درو باختہ اور مردوں کی سی شکلیں تھیں۔ آدہی رات کے قریب لاریسا میں پہونچا جنکے بعد پھر تو ایک تانتا بندہ گیا۔ سوار بلا اسپ پیدل بلا اسلحہ اندہا دہند شہر میں گھسے چلے آ رہے تھے۔ جنکو دیکھکر شہر والونکے بھی رہے سہے حواس گم ہو گئے۔ یہ طوفان ابھی زوروں پر تھا۔ کہ ایکہزار مجروحین ریلوے اسٹیشن پر لائے گئے۔ دریںولا ولیعہد نے جنگی کونسل منعقد کی اور شہر کی حفاظت کرنیکا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلہ کے مطابق فوج کو پھر مجتمع کرنیکے لیے منڈی میں بگل بجائے گئے۔ مگر بیس سپاہی بھی حاضر نہ ہوئے۔ اس خبر سے کہ ترک شہر کے سامنے پہونچ گئے ہیں تشویش و پریشانی اور بڑھ گئی۔ اس افواہ سے شہریوں اور فوجیوں پر جو پاگلانہ وحشت اور ہیبت طاری ہو گئی۔ قلم اسے بیان کرنے کا یارا نہیں رکھتا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک اور غلط افواہ مشہور ہو گئی کہ ولیعہد شہر سے چلا گیا ہے۔ جس سے تشویش و سراسیمگی کے ساتھ ہی عام

بقیہ صفحہ سابقہ) اور بفرض محال اگر کوئی ہو بھی۔ تو ایسی فیاضی اور عالی ہمتی کا وجود مسلمانان ہند کی جماعت میں ملنا بیشک ناممکن ہے۔ لہذا بریں المؤید کی روایت پر ہمیں شک ہی نہیں۔ بلکہ اُس کو محض بے بنیاد کہنا پڑتا ہے۔

ناراضگی اور غیظ و غضب کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ ہر ایک شخص ریلوے سٹیشن کیطرف اٹھ دوڑا۔ اس دوڑ میں سب سے زیادہ تیز قدمی الطالین مجاہدین نے دکھائی۔ ان جوانمردوں نے عورتوں تک کو ادہر ادہر پٹک دیا۔ اور دیوانہ وار ٹرین میں جو چلنے کو تیار تھی گھس گئے۔ یہ وحشیانہ حرکت دیکھکر باشندوں سے ضبط نہ ہو سکا۔ انہوں نے مجاہدین پر بندوقیں سر کیں۔ جسکا اونکی طرف سے بھی ترکی بترکی جواب دیا گیا۔ بالآخر وسیعد چار ہزار سپاہی جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جنکو ساتھ لیکر وہ رسالہ کیطرف مٹرک مٹرک روانہ ہو گیا۔ اور کرنیل سمولنسکی کو جو ریونینی میں مامور تھا حکم بھیجدیا۔ کہ وہ سپہ سالار کو رسالہ آملے۔ بھاگڑ میں بہت سے یونانی سپاہی ایسے بیحواس ہو گئے۔ کہ انہوں نے لاریسا میں بھی دم نہ لیا۔ بلکہ سیدھے وولو تک بھاگے چلے گئے۔

ایک انگریز نامہ نگار ٹرناووس سے لاریسہ کیطرف یونانی پسپائی کی کیفیت حسب ذیل دلچسپ پیرایہ میں بیان کرتا ہے اوس نے یونانی فوج کی اس بھاگڑ کو بچشم خود معائنہ کیا تھا۔

"شجیب میں لاریسہ کو جانے والی شاہراہ کے راستہ مردہ اور قریب المرگ آدمیوں اور گھوڑوں سے متواتر ٹھوکریں کھاتا ہوا واپس گیا۔ تو میں نے راستہ میں نہایت ہولناک منظر مشاہدہ کئے۔ زمین سامان جنگ کے صندوقوں شکستہ گاڑیوں سازو سامان کے بکسوں۔ بستروں۔ سپاہیوں کے کمبلوں اور کھانے پکانے کے برتنوں سے جو خود پھینکدئے گئے تھے یا چھوٹ گئے تھے۔ اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے جو اوپر سے گذرے تھے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ پٹی پڑی تھی۔ توپوں اور سامان حرب کی گاڑیاں دوسری گاڑیوں کے ساتھ کھڑی چھوڑ دیگئی ہوئی تہیں اور ان سے بے ترتیبی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہوا تھا۔ کئی گھوڑے بے سوار آوارہ پھر رہے تھے۔ کہیں کوئی بے اسپ سپاہی کسی گھوڑے کو کسی نہ کسی طرح پکڑنے کی کوششیں کرتا تھا۔ اور کہیں کوئی سپاہی راہ چلتے سوار کے پیچھے چھلانگ مار کر بیٹھ جاتا تھا۔

مجھے کئی میل اس طوفان بے تمیزی اور بھیڑ و سامان جم غفیر کے ساتھ جو یکبارگی دیوانہ ہو گیا ہوا تھا راستہ طے کرنا پڑا۔ اکثر افسروں نے امن و ترتیب قائم کرنے کیلئے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کی۔ انہوں نے آتشبازی کو بند کرانے کیلئے بگل بجوائے اور بھاگڑ تھامنے کیلئے سخت جد و جہد کیا۔ اونکے برعکس کئی افسر ایسے بھی تھے جنکے ہوش و حواس بالکل جاتے رہے تھے اور ٹھیک اپنے سپاہیوں کیطرح خوفزدہ ہو کر بھاگے جا رہے تھے۔ ایک مستقل مزاج افسر کو میں نے بچشم خود اپنے آدمیوں کو تھامنے کیلئے بڑی کوشش کرتے دیکھا۔ وہ پستول کا گھوڑا اٹھا کر انکے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور باآواز بلند اونکو "ہالٹ ہالٹ" (ٹھیر جاؤ ٹھیر جاؤ) کا حکم دیا۔ مگر دہشت زدہ سپاہیوں کا ریلا آندھی یا سیلاب کے روکنے کے برابر تھا۔ جنرل ماورومیکالیس نے جو وسیعد کے پاس لاریسا گیا ہوا تھا شہر سے کچھ دور رہا پس آ کر بگڑی ہوئی سپاہ کو روکنے کیلئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ملاریسا سے دو میل جنوب مشرق ایک نالہ پر سے گذرنے کی جگہ وہاں ایک افسر توپخانہ پیدل کی نصف کمپنی کو مرتب کرنیکی کوشش کر رہا تھا۔ مگر پیچھے سے جنگجوؤں کا سیلاب اور طوفان بے تمیزی جسکی تندی میں بھاری سیلاب کیطرح لحظہ لحظہ اضافہ ہوتا جاتا تھا ایسی تیزی کے ساتھ بہتا چلا آ رہا تھا کہ دسکی کا بار تصادم کیوجہ سے افسروں کی تمام کوششیں بیکار تہیں۔

ملاریسا کے قریب شمال مشرق دریا سالمبریا (پینیس) اس کے ایک پل پر سے گزرتی ہے۔ یہاں گاڑیوں توپوں گھوڑوں اور آدمیوں

کراگر صدق فہمی نہ ہوتی کہ ظاہری تعصب نے متفق اسلامک والا اسلوب اختیار کیا جو ہمیں وجہ سے بہت ہی اختلاف بیانی پائی جاتی ہے تاہم اونسے صداقت کو اخذ کر لینا کچھ مشکل امر نہیں
مارچ کے شروع میں ہی یہ واضح ہو گیا تھا کہ یونانی گورنمنٹ ترکی کو لڑائی پر اکسانیکا عزم بالجزم کر چکی ہے۔ اوسنے کریٹ میں نیل و سپاہ

نے نہیں بلکہ فروری کے پہلے ہفتہ میں ہی یہ امر واضح ہو گیا تھا مگر تب تک بھی اکثر اہل الرائے کو یہ توقع تھی کہ تصفیہ ہو جائیگا کامل یقین تھا جو افسوس پورا نہ ہوا۔ اور یونان کو ترکوں کی تیغ
سے ایسا سبق ملیگا جو اسے کریٹ کی عملی آزادی کے باوجود مسالہ لئے ہوئے دراز تک فراموش نہ ہوگا۔ اس وقت کی پولیٹکل حالت کی نسبت جو عام رائے تھی۔ اس کا نمونہ ناظرین
کو مندرجہ ذیل مضمون سے جو ۱۸ فروری ۱۸۹۷ء کو کیل میں تحریر کیا تھا معلوم ہو جائیگا:- ترکی یونان اور وسطی یورپ جنوب مشرقی یورپ میں پولیٹیکل مطلع بہم
تاریک ہو رہا ہے۔ اور یہ تاریکی ایسی چاروں طرف نمودار ہوتی ہے کہ یورپ سے مفصل حالات معلوم ہوئے بغیر یا روشنی اسکے حواس اسباب و بواعث کا دریافت کرنا مشکل امر ہے۔ تاہم جہاں
تک قیاس کام دیتا ہے اس کے طوفان کی تہ میں بھی قبضہ مصر کا مسئلہ پنہاں نظر آتا ہے جنوری کے آخر میں فرانس نے خدیو مصر کو لکھا ہے کہ تم براہ راست مصارف جنگ
سوڈان کیلئے انگلستان سے غرض نہیں رکھ سکتے۔ دوتین روز بعد روس فرانس سے ہم آہنگ ہوتا ہے اور چند دن بعد تاریں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کہ کریٹ
میں بد امنی شروع ہو گئی ہے۔ ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۶ء کے اخبار میں ہم ان رعایات سلطانی کا ذکر کر کے جو باشندگان کریٹ کو عطا کیگئی تھیں۔ ناظرین کو یہ
خوشخبری سنائی تھی کہ جزیرہ مذکورہ میں اب پورا امن و امان ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی عیسائی سلطنتوں کی سابقہ چالوں کو مد نظر رکھکر دعا مانگی تھی کہ خدا کرے
عیسائی دول اس امن کو برقرار رہنے دیں۔ افسوس جو اندیشہ اس دعائیہ جملہ میں ظاہر کیا گیا تھا وہ درست ثابت ہوا۔ کیونکہ ان باغیان کریٹ جنہوں نے خراج
شاہی کے وصول ہونے پر اظہار وفاداری کی قسمیں اٹھائی تھیں چار مہینے بھی چپ نہ بیٹھ سکے اور کل عہد و پیمان کو چٹ کر کے فساد کھڑا کر دیا (جیسا کہ اغلب تبار گمان
ہے) کسی اجنبی طاقت یا طاقتوں کے اغوا سے پھر سے سخت مظلومیت کی دکھانے پر کمربستہ ہو گئے۔ شروع فروری سے اس نائرہ فساد کے مشتعل ہونے کی
متعلق تار کی خبریں پہنچنے لگیں پہلے بتایا گیا کہ مسلمان بہ تعداد زیادہ قتل کیے گئے۔ اور عیسائیوں نے اکثر دیہات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کا ترکی
بہ ترکی جواب دینا۔ اور عیسائیوں کا دول اجنبیہ کے جہازوں کو بھاگنا شروع ہوتا ہے۔ اور ۱۲ فروری کو یونان کے بیچ میں پڑنے سے یہ معاملہ ایک مہیب شکل اختیار کر لیتا ہے
کریٹ کے پچھلے فساد میں تو روس کا سلطان المعظم کو باغیوں کی سرکوبی نہ کرنے دینا۔ بلکہ انہیں اہالی کریٹ کو منہ مانگی رعائتیں دلا دینا مسٹر کرزن نائب وزیر خارجہ انگلستان
کا پارلیمنٹ میں موجودہ فساد کی ابتدا ان ہی عہد ناموں کو تسلیم کرنا۔ اور سب سے بڑھ کر شاہ یونان کا جو انگلستان کے شاہی خاندان کی نسبت جرمنی روس اور ڈنمارک کے
شاہی خاندانوں کا اپنی ذات یا بیوی کی وجہ سے تعلق سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے۔ کریٹ پر جنگی جہازات اور سرحد ترکی پر فوج کا بھیج دینا یہ کل امور ایسے ہیں
جو بظاہر نہ فہمی کے منافی ہیں کہ موجودہ فساد کا باعث یہی مسئلہ مصر کا تصفیہ ہے اس کی وجہ بلفظ دیگر یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ انگلستان کو ایسی مشکلات میں کوئی دخل بے جا
مگر جن لوگوں نے کم از کم مسئلہ آرمینیا کو شروع ہونے کے وقت ہی سے انگریزی پالیسی پر غائر نظر سے غور کیا ہوگا۔ وہ مصارف جنگ سوڈان کے پردہ میں مسئلہ مصر
کو چھیڑتے ہی کریٹ میں فساد ہو جانے کو اسطرح انگریزی پولیٹکل شاطروں کا ہتھکنڈا سمجھینگے۔ جس طرح دو اور دو کو چار سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہم کئی دفعہ
ظاہر کر چکے ہیں اور ابتک کسی واقعہ سے ہماری رائے میں تغیر پیدا نہیں ہو سکا کہ روس نے پطر اعظم کی وصیت کے اس حصہ کی تعمیل کو جو فتح قسطنطنیہ کے
متعلق ہے۔ وصیت کے دوسرے حصہ کی تعمیل تک ملتوی کر دینا مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھا ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی اوسکو یقین واثق ہو گیا ہے کہ آخر الذکر
مدعا کے حصول کیلئے سلطنت عثمانیہ کا قیام اور موجودہ نوازمات سے ہے۔ اسلئے برخلاف سابق جبکہ وہ خود سلطنت عثمانیہ میں بغاوتیں کرایا کرتا تھا
اب اوسکی پالیسی یہ ہو گئی ہے کہ ترکی کی طاقت کو اپنے خرخشوں میں صرف ہونے سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔ اور اسی پالیسی کو مد نظر رکھکر اسنے

کروہ فوج بھیجدینے کریٹی سمندر میں ترکی جہازات بار برداری پر گولہ باری کرنے اور سرحد تھسلی پر افواج جمع کرنے سے اس عزم کا ثبوت دیدیا ہے جواب
ترکی گورنمنٹ فوج ترکی مقدونیہ کو آدمی کورکی لوا جو جمع کر دیا اور پاشا کی فوج جب بورڈ ڈیزرٹ اسکاتبہ کرنا اور بالآخر مارچ کے اخیر تک یونانی سرحد
کے قریب ... بمقام الاسونا اور اس کے اردگرد ادہم پاشا کے زیر کمان

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سلطان المعظم سے رفع شکایات کیلئے عیسائی باغیوں کو چند ایسی رعائتیں دلوادی تھیں جنسے سلطانی حقوق میں بھی کوئی فرق نہ آسکے۔ اور باغی
بھی خوش ہو جائیں اسکے اس مشورہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ سب باغیان کریٹ سے کوئی خاص ہمدردی تھی بالکل غلط ہے۔ اسجگہ اگر کوئی چاہے تو یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ
آخر یہ فساد برابر دو برس جاری رہا اور گورنمنٹ ٹرکی کو اسکے فرو کرنے میں بہت کچھ فوجی طاقت اور زر کثیر صرف کرنا پڑا کریٹ کیطرح وہاں بھی روس نے کیوں صفائی نہ کرادی
اس کا جواب بہت سہل ہے۔ روس نے یہ مانا تھا کہ آرمینیا ایک ایسا مقام ہے جو سمندر سے بہت دور اور سلطانی ممالک محروسہ کے اندرونی حصہ میں واقع ہے۔ جہاں دوسرے
بیرونی ملک کے ممالک غیر سے باغیوں کو مجاہدین اسلحہ حرب یا روپیہ پیسے سے چنداں معتد بہ امداد نہیں پہنچ سکتی اس صورت میں بغاوت کوئی زیادہ عرصہ تک
قائم نہیں رہ سکتی۔ اور اسکو بزور شمشیر ہمیشہ کیلئے فرو کردینا ہی بڑی کفایت شعاری۔ دانشمندی اور مصلحت ہے۔ برخلاف اسکے کریٹ میں ممالک اجنبیہ سے
باغیوں کی مدد کیلئے آدمی اور سامان حرب بکثرت داخل ہو سکتا ہے اور وہاں بغاوت کو بزور شمشیر بغاوت فرو کرنے میں وہی مشکلات اور دقتیں پیش آتیں جو
کریٹ جیسے جزیرہ کے باغیوں کی سرکوبی میں سپانیہ کو پیش آرہی ہیں۔ اس صورت میں اگر وہ اعلیحضرت کو کریٹ کے مفسدہ کو فوجی طاقت سے فرو کرنے
کا مشورہ دیتا تو اس سے بڑھ کر مخالفین سلطنت عثمانیہ کیلئے کوئی خوشی کی بات نہیں ہو سکتی تھی۔

دوسری وجہ بھی ہماری قیاس کو باطل نہیں کر سکتی مسٹر گریٹن کو عیسائیان کریٹ کو مفسدی تسلیم کرنے سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ اس ابتدا کی تحریک خود
انگلستان نے نہیں کی بلکہ ممکن تو یہ ہوسکتا ہے کہ اپنی سازش کو چھپانے کیلئے وزراء انگلستان نے باغیوں کی نسبت یہ فقرہ کہدینا مناسب سمجھا ہے۔ تا کہ دنیا کو یقین ہو
جیسے کہ جب انگلستان اہالی کریٹ کو ملزم ٹھہرا رہا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کو اس مفسدہ کی برپا ہونے میں کوئی دخل نہیں۔ تیسری وجہ کی تردید سے پہلے شاہ یونان
کی قرابت اور یونان کی فوجی طاقت کا مختصر تاریخی بتادینا ضروری ہے۔ یہ پرنس آف ویلز کا سالا شاہ ڈنمارک کا بیٹا اور زار روس کا ماموں ہے۔ اسکی بیوی زار روس کی رشتہ
میں پھوپھی ہے۔ اور اسکے ولیعہد کی بیوی قیصر جرمن کی ہمشیرہ ہے۔ یونان تین صدیوں تک وینس کی جمہوری ریاست کے ماتحت رہنے کے بعد پندرہویں صدی کے وسط
میں مقبوضات عثمانیہ میں داخل ہوا۔ اول اول ۱۷۷۰ء میں اور دوبارہ ۱۷۹۰ء میں عیسائیان یونان نے آزاد ہونیکے لئے بغاوت کی اور آخر تیسری بغاوت میں جو ۱۸۲۱ء سے
شروع ہو کر ۱۸۲۹ء میں ختم ہوئی۔ روس فرانس اور انگلستان کی مدد سے یونان آزاد ہوگیا۔ اور ۱۸۳۲ء میں وہ ایک علحدہ ریاست بنادیا گیا ۱۸۶۲ء میں پہلے بادشاہ
کو جسنے ۲۹ برس حکومت کی تھی خارج کرکے دول ثلاثہ نے ۱۸۶۳ء میں شاہ حال کے والد کو جو اب شاہ ڈنمارک ہے۔ یونان کا بادشاہ بنایا جسنے اپنی جگہ
اپنے دوسرے بیٹے جارج (شاہ حال) کو یونان کا تخت سونپ دیا۔ انکو خزانہ یونان سے ۱۱ لاکھ ۲۵ ہزار فرینک صرف خاص کیلئے ملتے ہیں اور فرانس اور
روس اور انگلستان کی طرف سے بھی چار چار ہزار پونڈ سالانہ ملتا ہے۔ یونانیوں کو حسب تقاضائے فطرت انسانی آزاد ہونیکے وقت سے ہی اپنی ریاست کی توسیع کی
خواہش ہے۔ چنانچہ جنگ روم و روس کے بعد ۱۸۷۸ء میں (جبکہ روس نے ابھی یہ جدید پالیسی اختیار نہیں کی تھی ورنہ انگلستان اور فرانس کیساتھ کبھی شامل نہ ہوتا)
متحدہ طاقتوں نے جنکا سرغنہ اس معاملہ میں انگلستان بنا تھا یونان کو تھسلی کا تقریباً کل صوبہ اور ایپارس کا کچھ حصہ ٹرکی سے جبراً دلوا دیا۔ اس سے یونان کی حرص و طمع
میں اور زیادتی ہوگئی۔ اور ۱۸۸۵ء میں جب صوبہ مشرقی رومیلیا بغاوت کرکے بلگیریا سے ملحق ہوگیا تو یونانکو توسیع حدود کا پھر خبط سوجھا۔ اور ٹرکی کو
بلگیریا کے معاملات میں مصروف اور پہلے جیسا ہی کمزور تصور کرکے حملہ کرنیکی تیاریاں شروع کردیں اور یورپ بھی چپکا بیٹھا تماشا دیکھتا رہا۔ گرچہ

تخمیناً پچاس ہزار ترکی فوج جمع ہوگئی۔ بارشل نے اس موقعہ کو ہیڈکوارٹر کیلئے پسند کر کے بڑی عقلمندی ظاہر کی کیونکہ وہ اوس زاویہ کے اندر جو سلسلہ کوہ پنڈس کے یکبارگی جنوب کو ختم ہوجانے سے بن رہا ہے واقع ہے اور خواہ یونانی لشکر شرقی حصہ مقدونیہ پر حملہ کرتے یا مغربی حصہ سے دونوں صورتوں میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہونیکی جرأت نہ پڑی چنانچہ جب ان لوگوں نے سمجھا ہو کہ اپنی ذاتی اغراض کو پورا کرنے کیلئے آرمینیا کے بیوقوف آرمینیوں سے محض کینہ کشی اور ہنگامہ شروع کرائی تھی یہ دیکھکر کہ اس شورش سے مطلب برآری نہیں ہوئی ۱۸۹۶ء کے اوائل میں کریٹ کے عیسائیوں سے بھی بغاوت کرادی کہ جو کئی مہینے رہی تو یونان کی گورنمنٹ (گو رعایا اور فوج میں سے بمنشاء خود کئی شخص باغیوں کیساتھ جو یونانی الاصل و مذہب ہیں جا ملے) خود بالکل خاموش بلکہ اپنے ملک سے مجاہدین کی روانگی کو روکنے کیلئے ساعی رہی۔ مگر اب فساد کے شروع ہوتے ہی گورنمنٹ یونان کا یہ بیباکی سے جسکی تفصیل ہم آگے کرینگے جزیرہ کریٹ کو جہاز اور تارپیڈو بھیجدینا جنہوں نے وہاں پہنچکر بلطائف الحیل ترکی علم کی سلامی اتارنے سے بتیرا بچنا چاہا مگر نہ بچ سکے اور علانیہ کہدیا کہ ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اگر تعجب خیز ہے تو ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر رہا ہے کہ یونان اپنی تنگ طرفی کیوجہ سے آخر اس شخص کی دام تزویر میں گرفتار ہوگیا ہے جو ہر حصہ دوسری سلطنتوں کو کئی دفعہ منہ کی کھانے کے باوجود سلطنت عثمانیہ کے برخلاف اکسانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ جواب تک باوجودیکہ ممالک عثمانیہ کے تمام اندرونی صوبوں میں کامل امن ہوگیا ہے اور سلطان نے خود بخود ضروری اصلاحات نافذ کردی ہیں نئے نئے مسودے تراشنے سے بس نہیں کرتا۔ انگریزی پالیسی اور ڈپلومیسی کا جادو ایسا زبردست ہے اور اسمیں اثر ہے کہ آنکھوں کیطرح ایسا جذبہ مقناطیسی ہے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور سلطنتیں یا قومیں بعینہ اسیطرح جسطرح کہ چھوٹے چھوٹے جانور خود بخود اوسکے اپنے کیطرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ انگریزی ڈپلومیٹک افعی کا شکار بنجاتی ہیں اور اوسکے گزند سے صرف وہی بچ سکتے ہیں جو اس سے زبردست ہو یا اس سے بنا پہلو بچائے رہے۔ اس لئے اگر یونان پر جسکا بادشاہ پہلے ہی سے انگلستان کی شاہی خاندان کا قرابتدار اور خزانہ انگلشیہ کا وظیفہ خوار ہے اس کا جادو چلگیا ہو اور وہ طمع و لالچ میں آکر انگریزی پالیسی کا آلہ بنگیا ہو تو کوئی عجیب بات نہیں مگر یہ کمزور آلہ اس پالیسی کو اس سے زیادہ کام نہیں دیسکتا کہ یورپ کی توجہ کو کچھ عرصہ کیلئے مصر کیطرف سے منعطف کردے

یونان کو پاس کل پانچ چھوٹے چھوٹے آہن پوش جہاز ہیں جنہیں وہ حفاظت ساحل کا کام دینیوالا اور تین کروزر قسم کے ہیں بیٹل شپ (بحری جنگ کرنیوالا جہاز) کوئی نہیں تینوں کروزمیں تقریباً پانچ پانچ ہزار ٹن ہیں اور وہ جو بہت ہی پرانے ہیں پونے دو ہزار اور دو ہزار ٹن ہیں۔ تارپیڈو کشتیوں کی تعداد سترہ ہے جنمیں چھ درجہ اول کی اور گیارہ درجہ سوم کی ہیں۔ بری فوج کی تعداد بحالت امن ۱۲۸۸۴ آدمی ۹۷۳ گھوڑے اور ۱۲۰ توپیں ہیں جو بحالت جنگ ایک لاکھ ہوسکتی ہے۔ بحری فوج کے ملاحوں اور بحری سپاہیوں کی تعداد ۱۵۰۵ ہے۔ ان اعداد سے صاف ظاہر ہے کہ یونان ترکی کے مقابلہ میں کیا چیز ہے طاقت میں دیگر جہازوں کو علاوہ و ابری آہن پوش جہاز جنمیں سے ایک ہزار ٹن کا۔ ایک ۹ ہزار ٹن کا اور ۲ چھ ہزار چار سو ٹن کے ہیں) اور ۳ تارپیڈو کشتیاں ہیں اور جو میدان جنگ میں ایک ہفتہ کو اندر دس لاکھ فوج لاسکتی ہے سمندر یا خشکی میں ایک گھنٹہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اس لئے یا بچالی زیونان کی شورا شوری سے متردد ہونیکی بجائے دول یورپ کو یہ کہدینا مناسب سمجھا ہے کہ تم اس وقت کو سے ایک خاص معاملہ کیطرف سے تمہاری توجہ ہٹانے کیلئے کھڑا کیا گیا ہے راہ راست پر لانیکی کوشش کرو۔ گورنمنٹ عثمانیہ کو اس اطمینان سے اسکے ہوا خواہوں کو بھی مطمئن ہوجانا چاہئے۔ کہ کریٹ اور یونان کا قصہ باعث جیہ زیادہ طول پکڑنا نہیں پائیگا اور جسطرح یونانی بیڑہ کو آخر اپنے نقصان محسوس کر کے پروہ عالیانہ کی حکام سے یہ دھمکی ملنے پر کہ اگر اس نے عثمانیہ علم کی سلامی نہ اتاری تو کریٹ کی ناقابل فتح کی خاص گروہ شکن توپوں کی خاک شگاف گولوں سے اسکو تحت الثریٰ کو پہنچا دیا جائیگا ترکی نشان کی سلامی اتارنی پڑی۔ اسیطرح چند دن کے بعد وہ یونان کو واسپے آ جائیگا۔ اور

اونکی پیشقدمی کو وہانسے باسانی روکا جاسکتا تھا۔ مزید برآں تھسلی و مقدونیہ کی شاہراہ پر درہ ملونا کی قریب واقع ہونے کی وجہ سے وہاں سے جارحانہ پیشقدمی بھی باآسانی ہو سکتی تھی۔ یونانی لاریسا اور ترناوا میں اور نیز سرحد اپارس پر بمقام آرٹا اپنی فوجیں جمع کرتے رہے۔ محاربہ کیلیے سب سے زیادہ محرک ایک زبردست اور وسیع الاثر خفیہ انجمن موسومہ اتھنیکی ہتیاریا (قومی انجمن) سے ملی تھی۔ یہ انجمن گویا حکومت کے اندر ایک اور حکومت تھی۔ اور ایک وقت یونانی پالٹکس اور سیاست کی عنان تقریباً محض اوسی کے ہاتھ میں تھی۔ اوسکے ارکان میں یونانی پارلیمنٹ کے بیشمار ممبر اور یونانی فوج کے کثیر التعداد افسر شامل تھے۔ محاربہ سے ماقبل کی شاہی میں وہ باضابطہ گورنمنٹ سے زیادہ طاقتور تھی۔ اوس کے خفیہ احکام کی تعمیل سے انحراف کرنیکا کسی کو یارا نہ تھا۔ اس یورش کنندہ جماعت کو جسکے کریٹ پر حملہ کرنے سے ہی آتش حرب مشتعل ہوئی تھی اسی خوفناک انجمن نے مسلح بنا کر ترکی علاقہ میں بھیجا تھا۔

اتھنیکی ہتیاریا کی

یہ اتھنیکی ہتیاریا بلاشبہ نہایت ہی خوفناک اور شدید شرارت انگیز جماعت تھی۔ اس خفیہ انجمن میں یونان کے تقریباً نصف نوجوان شامل تھے اور اس کے سرغنے اور محرک نہایت ہی حریص شہرت و طامع اور ساتھ ہی تقریباً بالکل غیر ذمہ وار تھے۔ یعنے بظاہر انصرام مہام سلطنت سے کسیطرح کا باضابطہ تعلق نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرح کی مسئولیت اور نیک و بد کی جوابدہی سے آزاد تھے۔ اس انجمن کے دباؤ کی وجہ سے شاہ اور شاہی خاندان کو بھی سازش میں مجبوراً شریک ہونا پڑا اور اس خوفناک تحریک کا مقدم بننا پڑا جس کو وہ قابو میں نہ رکھ سکتے تھے۔ انجمن نے حکم صادر کیا۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہلاکت میں غرقاب ہونے سے بچا لینگے۔ اور انہی کی کوششوں سے باغیان کریٹ بھی تھوڑے عرصہ کے بعد فتنہ و فساد سے باز آجاینگے۔ ظن غالب ہے کہ اس قضیہ سے فارغ ہوتے ہی دول یورپ اصل مادۂ فساد یعنے قبضۂ مصر کا جو یورپ کے امن و امان کو ہر وقت خطرہ میں ڈالنے کا موجب بن رہا ہے۔ ضرور قطعی تصفیہ کرینگے یا تو انگریزوں کے مستقل قبضہ کی ضرورت کو تسلیم کرینگی۔ اور یا ان کو صلح و نرمی یا سختی و دباؤ سے مصر کو چھوڑنے پر مجبور کرینگی۔

بہرحال اس معاملہ کا دوسرا رخ بھی ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے (گو اس امکان کے ظہور پذیر ہونے کی بظاہر کوئی توقع نہیں) یونان کو ایسی زبردست تحریک و ترغیب دی گئی ہو۔ کہ اپنے سودائے خام سے باز نہ آئے۔ اس صورت میں ٹرکی کو جو جنگ کے لئے بھی ویسی طیار ہے جیسی کہ نرمی اور آشتی سے معاملہ کو سلجھانے کے لئے یونان کی سرکوبی کرنی پڑیگی۔ اور جب ایک دفعہ نائرہ حرب مشتعل ہو گیا۔ تو تمام یورپ میں جو اس وقت خشک بارود کا میگزین بنا ہوا ہے۔ چاروں طرف سے آگ لگ جائیگی جو بتدریج کل دنیا میں پھیلکر کئی تختوں کو نیست و نابود۔ اکثر تاجداروں کو بیتاج اور خدا کی ہری کھیتی کو تباہ کر دیگی۔

واللہ عاصمنا من کل البلیات

نے انقلاب کریٹ میں اسلحہ و مقدمہ پہنچا ہو گئے۔ اوسکا دیرانہ قربان مقام بھا اور یہ تھا کہ اسیوقت کرنیل واسیس ایداوس کا فتح
کریٹ میں بھیجی پڑی۔ یہ بہتر انتظام جاری تھا۔ اور گورنمنٹ نے باوجود مجاہدہ تھسلی پر فوج کی جمعیت کثیر جمع کرنی شروع کر دی
یونانی دنیا کو اس وقت اس بات کا بہت کم علم تھا کہ یہ انجمن ہتھیار یا برائی اور بدی کیلئے کیسی زبردست طاقت رکھتی ہے۔

ایشیائے کوچک اور مصر کی یونانی آبادی کو بھی جہاد پر آمادہ کرنے کیلئے انجمن ہتھیار یا نے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے کوشش
کی۔ اور نے سلطان المعظم کی نوعمر یونانی رعایا میں سے ہزاروں کو اپنا مدد بنا لیا۔ قسطنطنیہ سمرنا اور اسکندریہ سے سینکڑوں
بلکہ ہزاروں یونانی لونڈے اور نوجوان جہاد میں شریک ہونے کیلئے یونان کو چلے گئے۔ ترکی حکام نے ان مشتاق جہاد تہی مغزوں
کو روکنے کی چنداں کوشش نہ کی۔ مگر غالباً ترکی قلمرو میں پھر واپس آئے پرانے یونانی مجاہدین کو قدر عافیت معلوم ہو جائیگی
البتہ مقدونیہ کی یونانی آبادی میں جو اپنے حکمرانوں سے کسیطرح ناخوش یا سودائے مغزا جہاد میں مبتلا نہ تھی۔ اس انجمن کو نیز یونانی
گورنمنٹ کی کوششیں بارآور نہ ہوئیں۔ ایپائرس کی یونانی آبادی میں البتہ بہت بڑی ہیجان تھی جسکی وجہ سے بہت شورش تھا۔

جوں جوں محاربہ میں یونان شکست پہ شکست کھاتے گئے۔ انجمن ہتھیار یا کی طاقت گھٹتی گئی۔ اور یہ ثابت ہو گیا کہ اوسکی پالیسی ملک
کے حق میں نہایت ہی تباہی بخش تھی۔ بالآخر انجمن ہتھیار یا ایسی ذلیل و بے حقیقت ہو گئی۔ اور اپنے معراج شوکت سے ایسی گری
کہ جنگ کے اخیر میں اسکے دفتر کی تلاشی لی گئی اوسکے تمام کاغذات ضبط کر لئے۔ اور اوسکے کارکنوں پر قوم نے مقدمات دائر کر دینے کی
دھمکی دی۔ اس برمحل اور مناسب دلیرانہ کارروائی کے بعد انجمن ہتھیار یا کا پھر بہت ہی کم ذکر سنا گیا ہے۔

نازک وقت

یہ صاف ظاہر تھا کہ جب مارچ کے آخر میں برف پگھل جائیگا اور درے اور سڑکیں صاف ہو جائینگی۔ تو وہ وقت
دونوں ملکوں کے تعلقات کے حق میں نہایت نازک ہوگا چنانچہ دونو طرف فوجوں کی جمعیت بہت بڑھادی
گئی تھی۔ اور کشیدگی خوب تیز ہو گئی تھی۔

سرحد کا طول جسکے برابر برابر دو فوجیں بالمقابل پڑی تھیں دو سو میل سے اوپر تھا۔ یہ مشرق کیطرف سرحدی قصبہ پلاٹا
مونا کے قریب بحیرہ مجمع الجزائر سے شروع ہو کر بجانب غرب بحیرہ اڈریاٹک یعنی آرٹا اور پریوسا تک پھیلی ہوئی تھی۔ تمام سرحدی علاقہ کا
حصہ کثیر بہت کوہستانی اور گھرا ہوا تھا۔ صوبہ تھسلی کی تقریباً کل سرحد پہاڑوں کے کراروں کے برابر برابر چلی گئی تھی۔ اور
پہاڑیوں کی چوٹیوں پر ترکی و یونانی گڑھیاں ایکدوسرے کے بالمقابل موجود تھیں۔ سرحد ایپائرس کے جنوبی حصہ کے محاذ آرٹا
کے قریب یونانی علاقہ نسبتاً ہموار اور کھلا تھا۔ ترکوں کی طرف دو شہر مرکز مقدونیہ اور تھسلی کیلئے الاسونا اور ایپائرس
کے لئے یانینا تھے۔ یونانیوں کیطرف محاربہ کے شروع میں علی الترتیب تھسلی کیلئے لاریسا (اور ایپائرس کیلئے) آرٹا ہیڈ کوارٹر تھے

کاظم پاشا

مگر ترکی فوج کا حقیقی ہیڈ کوارٹر یلدز میں تھا اور یہاں سے حرکات عسکریہ سالم ہوتا تھا جہاں تک ۱۸۹۷ء کو جمع
قسطنطنیہ سے براہ راست مواصلات کا سلسلہ مکمل ہو گیا تھا یہاں کل فوجی نظم و نسق۔ اور توپخانہ۔ سامان رسد۔ اور مہمات وغیرہ
وغیرہ کو آگے بھیجنے کا کام ایک نہایت ہی قابل اور ہوشیار افسر کاظم پاشا کے ہاتھ میں تھا۔ اوسے ملکی گورنر رضا پاشا

والی سالونیکا سے بھی قابل تعریف امداد ملتی رہی۔ اس قابل افسر کی کارگذاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً دو لاکھ فوج مع تمام ضروری سامان حرب و رسد کے جس میں بے توقف بلا رکاوٹ کے بغیر و بہ حیرت انگیز صفائی اور درستی و باترتیبی کے ساتھ عین اوقات مقررہ پر حدود کو پہونچگئی۔ ناظم پاشا اس حسن انتظام اور کامیابی کیلئے اعلیٰ ترین تعریف و ثنا کا مستحق ہے۔ سالونیکا مناستر ریلوے لائن کا اسٹیشن فرہ فیرا جو سالونیکا سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ فوجی نقل و حرکت کیلئے انتہائی اسٹیشن تھا۔ وہاں سے بذریعہ سڑک بار برداری شروع ہوتی تھی۔ اور ہر ایک چیز بار کش جانوروں یا بیڈول سی گاڑیوں اور چھکڑوں پر الاصونا جو ۲۶ میل کے فاصلہ پر تھا پہونچائی جاتی تھی۔ مگر پھر بھی اصل قاعدہ الجیش سالونیکا ہی تھا۔ اگر ترکوں نے بحری طاقت کو کمزور نہ ہو جانے دیا ہوتا اور سمندر کے راستہ فوج و سامان بھیجتے۔ تو ریل اور خشکی کے راستہ کی نسبت اوسکا نصف سے بھی کم وقت اور روپیہ صرف ہوتا۔

یونانیوں کیطرف واقعی قاعدۃ الجیش وولو تھا۔ یہ بارونق بندر جو اتھنز سے ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۸۳ میل لمبی لائن کے ذریعہ لاریسا سے اور اسی ریلوے لائن کے ذریعہ فرسالوس ترکالا اور کالا بانکا سے ملا ہوا ہے۔ دونوں لائنیں ویلسٹینو میں ملتی ہیں۔ جو وولو سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اس اتصال کیوجہ سے جیسا کہ محاربہ میں ثابت ہوگیا جنگی لحاظ سے نہایت اہم مقام ہے۔ بحری غلبہ کیوجہ سے یونانی باسانی و سرعت اپنی فوجیں جمع کر سکے۔ اونکی تمام افواج سمندر کے راستہ پائرس سے وولو بھیجی گئیں۔ اور وہاں سے ریل پر تھسلی کے اندرونی مقامات کو گئیں۔ اتھنز سے سرحد کو جو خشکی کا راستہ جاتا ہے وہ طویل ہونے کے علاوہ ناقص بھی بہت ہے۔ اگر سمندری راستہ کھلا نہ ہوتا تو یونانی بمشکل فوجیں فراہم کر سکتے۔ اس سے آسٹریا کی تجویز کی جو اوس نے مارچ ۱۸۹۷ء میں وولو اور پائرس کے بحری محاصرہ کیلئے پیش کی تھی۔ کمال معقولیت بالبداہت واضح ہو رہی ہے۔ اس محاصرہ سے یونانی اجتماع افواج سے بالکل معذور ہو جاتے۔ اور بالفاظ دیگر کوئی محاربہ ظہور میں نہ آتا۔ اور اس سے بڑھکر یونان کے حق میں کوئی سچی ہمدردی اور مہربانی نہیں ہو سکتی تھی۔ بنابریں ریڈیکل فریق اور حامیان یونان کی اوس خفیف سی تحریک کے خوف سے جو انگلستان میں برپا ہوگئی تھی انگریزی گورنمنٹ کا محاصرہ کی شرکت کو منظور نہ کرنا نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔

دونوں افواج کی جمعیت

افتتاح محاربہ پر تھسلی اور اپائرس کی سرحد پر تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار عثمانیہ اور نوے ہزار یونانی فوج جمع تھی۔ تمام عثمانیہ فوج کا سپہ سالار ادہم پاشا تھا۔ جس کا ہیڈکوارٹر ۲۲ اپریل تک الاصونا میں رہا۔ فوج مقیمہ اپائرس رشتہ مواصلت میں طبعی رکاوٹوں کے حائل ہونیکی وجہ سے ایک طرح سے ادہم پاشا کی کمان سے باہر تھی۔ اوسکے اعلیٰ کمانڈر احمد حفظی پاشا اور مصطفیٰ تھے۔ اول الذکر کا ہیڈکوارٹر یانینا کا مشہور قدیمی قلعہ میں اور آخر الذکر کا مقام لوروس تھا۔

لڑائی شروع ہونیکے وقت براہ راست ادہم پاشا کے زیر کمان جملہ اقسام کی نوے ہزار فوج تھی۔ جو حمدی۔ حقی۔ نشاط۔ خیری ممدوح۔ اور حیدر پاشا کے ماتحت چھ ڈویژنوں میں منقسم تھی۔ یونانی افواج مقیمہ تھسلی کا نام نہاد سپہ سالار ولیعہد تھا۔ اس کے

دول عظام کو بیدار کیا۔ مگر سلطان اعظم نرمی اختیار کرنے کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۰ اپریل کو معاہدہ رفت گذشت ہو گیا۔ اکثر یورپین اخبارات کی یہ بھی رائے تھی کہ معاملہ بصلح طے ہو جائیگا۔ بہت تھوڑے نامہ نگاروں کا یہ خیال تھا کہ تنازعہ باضابطہ معاہدہ پر ختم ہوگا۔ کوشش کی گئی جو سکی اور ترکی کو فتح حاصل ہوگا۔ آخر الذکر لوگ یہ رائے رکھتے تھے کہ یونانی افلاس و ادبار کی اسی قدر توقع تھی کہ ان کی درخواستیں منظور ہو گئیں نامہ نگاروں کو بھیجنے کی اجازت ملی۔ ترکی فوج کے ساتھ بہت کم کوئی نامہ نگار بھیجا گیا تھا۔ صرف دو اخبارات ٹائمز اور ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار ادہم پاشا کے کیمپ میں موجود تھے۔ راقم رائٹر ایجنسی کا قابل نامہ نگار مسٹر ... اوائل اپریل کے شروع میں ادہم پاشا کے ہیڈکوارٹر میں پہنچا۔ کریٹ کی یورش کی خبر سنکر بلا توقف مزید میدان کارزار کو جانیکا عزم کر لیا۔ اور ۱۴ اپریل کو اپنے ملک سے روانہ ہو گیا۔

محاربہ کے تین دور ترکی محاربہ تھسلی کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ میدان کارزار کی طبعی بناوٹ اور جغرافی حیثیت کے تین دوروں میں منقسم ہے۔ پہلا دور اعلان جنگ اور ان معرکوں پر مشتمل ہے۔ جو سرحدی گذاروں پر حد فاصل پہاڑوں کے قبضہ کیلئے ہوئے۔ یہ دور ۱۷ اپریل روز جمعہ سے شروع ہو کر جمعرات ۲۲ اپریل کو ختم ہوا جب کہ تمام ترکی لشکر نے یونانیوں کو کوہستانی درے سے نکال کر تھسلی کے میدان کے دامن پر اپنے قدم جمائے۔

دوسرا دور یا زمانہ ملاتی ... کی لڑائیوں اور درہ ریونی کی تسخیر پر جو قبضہ ٹرناووس و لاریسا کا باعث ہوئیں مشتمل ہے۔ اور ولسٹینو کی پہلی لڑائی بھی اسی میں شامل ہے۔ یہ ۲۳ اپریل جمعہ سے شروع ہو کر ۴ مئی سہ شنبہ کو ختم ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں ادہم پاشا نے کھلے میدان میں یونانی فوج کی قوت مدافعت کو قطعی طور پر پامال کر کے دار الخلافہ تھسلی کے کل شمالی نصف پر قبضہ و تصرف کر لیا۔ اور یونانی افواج بڑھ کر تمام ولسٹینو۔ فرسالہ۔ و تریکالا کی لائن کو ہٹ گئیں۔ جہاں انہیں مورچہ بندی ہو جانے پہنچ دیا گیا۔ ادہم پاشا تسخیر لاریسا یعنی ۲۵ اپریل روز یکشنبہ سے لیکر ۵ مئی تک جبکہ انہوں نے یونانیوں کی تمام جدید لائن پر حملہ کیا عملی طور پر بیکار رہے۔ ۳۰ اپریل کو بروز جمعہ حقی پاشا نے ولسٹینو پر جو ناکام حملہ کیا وہ مشیر کی خلاف مرضی وقوع میں آیا تھا۔ مشیر کا مدعا صرف یہ تھا کہ یونانی پوزیشن کی دیکھ بھال اور استکشاف کیجائے۔ مگر یہ دیکھ بھال خونریز جنگ اور معرکہ آرائی تک طول پکڑ گئی۔ یہ درست ہے کہ ترکوں کا گولہ بارود بہت کچھ خرچ ہو گیا تھا۔ اور دیگر ذخائر کے جمع کرنے میں بھی بہت دقتیں درپیش رہی تھیں لیکن ان سب باتوں کے لحاظ کے بعد بھی میری رائے میں دس دن کا توقف بہت ہی زیادہ تھا۔

تیسرا دور محاربہ کا باقیماندہ حصہ پر مشتمل ہے جو ۵ مئی سے شروع ہو کر ۲۰ مئی کو ختم ہوا۔ جس عرصہ میں ولسٹینو فرسالوس اور ڈومو کوس ... گو نیم یونانی کل جنوبی تھسلی سے نکالدئے گئے۔ سب سے زیادہ اور جانگداز لڑائیاں اسی دور میں ہوئیں۔ اور اسی میں ترکوں کو سب سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ ولسٹینو اور فرسالوس کی لڑائیوں میں اونکے اتنے شہید اور مجروح ہوئے کہ اسقدر باقی کل محاربہ میں نہ ہوئے۔ ان معرکوں میں یونانیوں کا بھی بہت نقصان ہوا

ترکوں کی پوزیشن لڑائی شروع ہونیکے وقت چھ ترکی ڈویژن جن میں تخمیناً نوے ہزار آدمی تھے سرحد پر یا سرحد کے قریب موجود تھے۔ پہلا ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان ڈومینک میں۔ دوسرا

نشاط پاشا کے زیر کمان سکوپیا میں۔ سوم و چہارم صلح دہیہ پاشا کے زیر کمان الاصونیا میں۔ پنجم حقی پاشا کی ماتحت سکوپیہ کے مغرب میں بمقام ڈسکاٹا۔ اور ششم احمد حمدی پاشا کے زیر کمان ٹیو قریہ میں تھا۔ علاوہ بریں فوج سوار ان کا ایک فرقہ ڈویژن سلیمان پاشا کے زیر کمان بمقام ہمر مانلی اور بارہ باتریوں کا ڈویژن توپخانہ رضا پاشا کی زیر کمان الاصونا پہنچا۔ ریزرو کا پہلا ڈویژن بھی محاربہ کے ختم ہونے سے چند دن پہلے وہاں جمع کر دیا گیا تھا۔ ان علاوہ اور دس ہزار آدمیوں کا ایک اور دستہ اسلام پاشا کے ماتحت ڈسکاٹا میں متعین کیا گیا تھا۔ دو ڈویژن حفظی پاشا اور مصطفی پاشا کی زیر کمان اپائرس میں تھے۔ اُن میں تیس ہزار کے قریب فوج تھی۔

تمام ترکی فوج پیدل مارٹینی ہنری رائفل اور نیز سنگین سے جو نہایت ہی کار آمد ہتھیار ہے مسلح تھی۔ صرف نشاط پاشا کے (دوم) ڈویژن کا ایک بریگیڈ نئی ماسر رائفل سے مسلح تھا۔ اس بریگیڈ کو ڈومو کوس کی لڑائی میں بہت نقصان پہنچا۔ ساتویں اور آٹھویں ڈویژن بھی جو بعد میں فراہم ہونے کی وجہ سے تقریباً کارزار نہ ہوئے۔ ماسر رائفل رکھتے تھے۔ پیدل نظام وردی (انیلگوں۔ چھوٹا کوٹ و پتلون) پہنے تھے۔ پاؤں میں چمڑے کی بنی ہوئی جوتیاں تھیں۔ جو وردیاں میں نے دیکھیں اُن میں سے اکثر بوسیدہ اور کہن سال تھیں چنانچہ محاربہ کی آخری دنوں میں سپاہی بالعموم یونانی وردیوں کی مختلف حصے جو انہیں غنیمت میں ملی تھیں استعمال کرتے رہے۔ البانویوں کے سر پر سفید رنگ کی فیس تھی۔ جو سر پر خوب جم کر بیٹھتی ہے گراں کوٹ عام تھے۔ مگر ہر ایک سپاہی کے پاس نہ تھے۔ ہر ایک سپاہی کے پاس کندھا پر ڈالنے والی کارتوسوں کی پیٹی۔ اور ٹین کی بوتل پانی رکھنے کے لئے تھی۔ اسباب دیگر سامان سپاہی حسب پسند وضع میں پیٹھ پر رکھتے تھے۔

اس ترکی فوج کا بہت ہی تھوڑا حصہ نظام یعنے کارکن فوج باقاعدہ سے تعلق رکھتا تھا۔ تین چوتھائی ردیف یعنی ریزرو فوج کے سپاہی تھے۔ جنکی عمریں ۲۵ اور پچاس کے درمیان تھیں۔ زیادہ تر تیس اور پینتیس برس کے درمیان عمر رکھتے تھے۔ یہ ردیفی سپاہی نہایت مضبوط۔ خوب تنآور اور بکمال جفاکش دہقانی لوگ تھے۔ جو تھکنے کا نام نہ جانتے تھے۔ اور بیماری بھی شاذ و نادر ہی غالب آسکتی تھی۔ البانوی آٹھ دس ہزار کے درمیان تھے۔ مجھے جسقدر ترکی پلٹنوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ وہ علاقہ وار تقسیم کے اصول پر بھرتی کیگئی ہوئی تھیں اور جس جس قصبہ یا ضلع سے آئی تھیں اونکے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ سمرنا کے میں نے بیشمار پلٹنیں نہایت شاندار دیکھیں۔ مگر طرابزونی پلٹن خاص طور پر قابل تذکرہ ہے اوسکے سپاہیوں کو دیکھکر طبیعت کو خاص فرحت ہوتی تھی۔ وہ ہماری گرینیڈیر گارڈ پلٹن کے سپاہیوں ایسے طویل القامت اور مضبوط جسم تھے۔ اور جفاکشی میں تو اونسے بدرجہا زیادہ فائق تھے

عثمانیہ کیولری فوج کیولری تعداد میں بہت تھوڑی مگر اوصاف اور خوبیوں میں بینظیر تھی۔ اوسکے تمام آدمی طویل القامت شہ زور اور عمدہ شہسوار تھے۔ گھوڑے دیکھنے میں پست قامت اور لاغر اندام مگر بلا کے جفاکش ثابت قدم۔ اور مضبوط اونکے قد چودہ پندرہ ہاتھ کے درمیان تھے۔ انمیں عربی خون کی بکثرت آمیزش

تھی جس محنت شاقہ کو انہوں نے ہفتوں بلکہ مہینوں تک بلا تکلف برداشت کیا اوس سے انگریزی گھوڑے چند دنوں ہی میں راہی ملک عدم ہو جاتے۔ یونانیوں کو خیال تھا کہ ترکی کیولری چرکسوں سے مرکب ہے۔ کیونکہ سواروں کے سر پر سیاہ رنگ برے کی کھال کی ٹوپیاں یا قلپاقیں تھیں۔ اور اس خیال کی وجہ سے انکے دلوں میں ترکی سواروں کی سخت دہشت بیٹھ گئی ہوئی تھی لیکن حقیقت یہ تھی کہ سواروں میں سے زیادہ چرکس نہ تھے۔ سواروں کے پاس بھی تلوار، رائفل اور کندھے پر ڈالنے والی کاربین بھی تھی۔ اور وردی یہ تھی۔ چھوٹا کوٹ، پتلون۔ اور لمبے بوٹ۔ اونکی زینیں پرانی طرز کی اور چوبی تھیں۔ اور رکابیں عجیب وغریب طرز و وضع کی مشرقی فیشن کی بڑی بڑی۔

ترکی توپخانہ نہایت عمدہ تھا۔ توپیں ۳۔۵ انچ قطر کی کرپ اور بارہ پونڈ وزنی گولا چلانے والی تھیں۔ خود توپیں اور اونکے متعلق گاڑیاں بہت اچھی حالت میں تھیں۔ گھوڑے خوب مضبوط اور دیو قامت تھے۔ فی باتری چھ توپیں۔ ساتھ گھوڑے اور ۱۵۰ آدمی تھے۔ مگر ترکی توپخانہ نے محاربہ میں قابل تعریف دار اندازی نہ دکھائی۔ بقول مسٹر بگلیشم افسر کافی تربیت یافتہ اور گولہ انداز بھی ماہر نہ تھے۔ مسٹر موصوف یونانی توپخانہ کی نسبت عمدہ رائے رکھتے ہیں۔ مگر جب تک میں میدان کارزار میں رہا بلکہ اوسکے بعد بھی یونانی توپخانہ کی کارگذاری بہت ردی رہی تھی۔ اسپی توپخانہ کی تین باتریاں (نو پونڈ توپوں کی) کیولری ڈویژن کے ساتھ تھیں۔ اور تین باتریاں کوہی توپوں کی خچروں پر تھیں۔ توپخانہ کا افسر اعلیٰ رضا پاشا گو اعلیٰ تربیت یافتہ نہایت ذہین و مستعد اور اول درجہ کا لائق افسر تھا۔ مگر توپخانہ نے بہت کم ٹھوس و مفید کام کیا۔ فوج کا دستہ انجنیران چنداں مضبوط اور قابل نہ تھا۔ طبی سٹاف اور انتظام شفاخانہ جہانتک مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اچھا تھا۔ جتنے جرمن اور ڈاکٹر میں نے دیکھے وہ قابل اور دلی شوق سے کام کرنے والے آدمی تھے۔ اور آلات جراحی نیز اون ادویات مسکنہ کا ذخیرہ کافی تھا۔ لیکن ڈسٹینو کی دوسری لڑائی اور معرکہ ڈوموکس میں سامان ناکافی پایا گیا تھا۔

ترکی فوج کا جنرل سٹاف (ارکان حرب) عمدہ تھا۔ اکثر قابل ترین افسر جرمنی میں تعلیم و تربیت پائے ہوئے تھے۔ اور جرمن و فرانسیسی بلا تکلف بول سکتے تھے۔ وہ تیز فہم، مستعد، ماہر اور محب وطن جنٹلمین تھے۔ دنیا میں کوئی ایسی فوج نہیں جو اونکی موجودگی کو باعث فخر نہ سمجھے۔ جرنیلان ڈویژن عموماً کم لیاقت تھے۔ اور اون کے سٹاف بھی ویسے اچھے نہ تھے جیسے کہ ہونے چاہئیں تھے۔

یونانی فوج

یونانی فوج تعداد میں ترکی فوج کے دو ثلث تھی تھیسلی وا پائرس میں کسی وقت نوے ہزار سے زیادہ یونانی فوج جمع نہ ہوئی۔ یونانی فوج پیدل فرانسیسی ساخت کی گراس رائفل سے مسلح تھی۔ اون کی وردی یہ تھی نیلگوں چھوٹا کوٹ، کشادہ پتلون، اور فرانسیسی طرز کی ٹوپی۔ فوج نظام کا حصہ کثیر پست قامت، نحیف الجثہ اور شجاعت و استقلال سے بالکل معرا تھا۔ اور زونی (کوہستانی) گھاگرہ پلٹن کیطرح ایک قسم کا لنگندہ دار گھاگرہ پہنتے ہیں۔ اور ان کی ٹوپی ترکی فس سے بہت ملتی جلتی ہے۔ انہیں سے بعض خوبصورت جوان اور بلا کے قادر انداز تھے۔ کئی موقعوں پر

پانسو میں ہوتا - دلیشیا اور رسالہ میں یہ لوگ خوب لڑے - باقی اور بزدل محض تھے - ترک ابھی چھ سو گز کے فاصلہ پر تھے
کہ یونانیوں کا حصہ کثیر یکبارگی پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا -

یونانی توپخانہ تعداد میں کم مگر یوں اچھا بتایا جاتا تھا توپیں کرپ اور افسر خاصے تربیت یافتہ تھے - فوج کیولری نہ ہونیکے برابر تھی - ٹرانسپورٹ اور رسد رسانی کا انتظام بالکل ناقص اور سامان حرب کے ذخیروں میں بالکل ناکافی تھا - ملکی فوج کے علاوہ تقریباً پانچ سو اجنبی مجاہدین کا ایک دستہ تھا جس میں زیادہ تر اطالین اور انگریز تھے اکثر اطالین بکار وہ شروع شروع میں تو نہایت بزدلانہ رہا - مگر مشق و مہارت سے اونکی حالت بعد میں بہت سدھر گئی انگریز مجاہدین نے معقول شجاعت و متانت دکھائی - بیقاعدہ افواج جنکو اجنبیکی مہیا یا مرتب کیا تھا - محض دردسر اور الٹی کمزوری کا باعث تھیں وہ جسطرح سنتیاں بگھارتے اور تسلی کے مینے میں سب سے آگے ہوتے تھے اسیطرح میدان مصاف سے پیٹھ پھیرنے میں سب سے پہلے رہتے تھے اونکی یہ خاصیت ایسی عام مشہور ہوگئی تھی - کہ جو جنگی نامہ نگار یونانی فوج کے ساتھ تھے - وہ جسوقت ان بیقاعدہ سپاہیوں کو مصاف صف سے پیچھے ہٹتے دیکھتے اسیوقت سمجھ جاتے کہ لڑائی کا اختتام اب قریب ہے - اعلیٰ یونانی افسروں میں سے صرف جنرل سموئنسکی نے نمایاں کارگذاری دکھائی - عام مطعون کرنیل مانوس کو اگر اتھنز سے کافی کمک پہنچتی رہتی - تو غالباً وہ بھی اچھی کارگذاری دکھا سکتا -

ترکی فوج کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار میں نے مسٹر کلائیو بگہم کی قابل تعریف مختصر سی کتاب سے اخذ کئے ہیں مسٹر موصوف کے بیان کے مطابق ایک ترکی ڈویژن میں تخمیناً ساڑھے بارہ ہزار آدمی یا چھ چھ ہزار آدمیونکو دو دو بریگیڈ ہوتے ہیں ہر بریگیڈ میں تین تین ہزار آدمیوں دو دو رجمنٹیں اور ہر رجمنٹ میں ساڑھے سات سات سو آدمیوں کی چار پلٹنیں اور ہر پلٹن میں چار چار کمپنیاں ہوتی ہیں - مزید براں ہر ڈویژن میں ۲۰۰ سواروں کا ایک رسالہ - تین باتریاں (فی باتری چھ توپیں ۹۰ اسی آدمی) اور تخمیناً ایکسو چالیس غیر مصاف کنندہ ہوتے ہیں - کیولری رجمنٹ میں ایک ہزار سوار یا دو دو سو سواروں کے پانچ رسالہ ہوتے ہیں - اور ایک آرٹلری پلٹن میں تین باتریاں یا اٹھارہ توپیں -

ترکوں کی صحت

ترکی فوج کا عجیب ترین خاصہ یہ ہے - کہ ترکی سپاہیوں کی صحت بالعموم نہایت اچھی رہتی ہے - وہ ایسی آبادی سے لئے جاتے ہیں - جو جنگی کاموں کیلئے دنیا بھر میں بہترین ہے - وہ یورپ و ایشیا کے عاقل دہقانوں سے جو سادگی اور سلامت روی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے - بھرتی کئے جاتے ہیں - وہ بچپن سے سادہ روٹی اور صاف پانی پر پرورش پاتے ہیں مخدرات و منشیات کو کبھی چھوتے تک نہیں - اور گوشت بھی کم کھاتے ہیں اس سادہ غذا کے علاوہ وہ کھلے علاقوں اور عمدہ آب و ہوا میں رہتے ہیں - شہروں کی غلیظ اور مضر آب و ہوا سے اونہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا - ان بواعث سے ترکی دہقان کی جسمانی ترکیب و بناوٹ ایسی مضبوط ہو جاتی ہے - کہ تکان یا بیماری اوسپر کوئی اثر نہیں کر سکتی اور وہ قلیل ترین خوراک پر رستمانہ کارنامے دکھا سکتا ہے - امراض متعدی و

تناسل اور اوسکے خطرناک نتائج بالعموم ترکوں میں نام و نشان نہیں پایا جاتا۔

ترکوں کی شجاعت و ثابت قدمی

شجاعت ترکوں کا قومی و موروثی خاصہ ہی نہیں مذہبی شعار بھی ہے وہ نسلاً بعد نسل ان جواں مردوں کی پشت سے چلے آتے ہیں جو خوف یا دشمن کے مقابلہ سے منہ پھیرنے کا نام تک بھی نہ جانتے تھے۔ عثمانی ماں کے شکم سے ہی جدی حمیت و بسالت ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے جس مادر زاد شجاعت کو مذہب سے اور تقویت پہونچ جاتی ہے۔ اوسکا مذہب اوسے تعلیم دیتا ہے کہ جو عثمانی اپنے مذہب و ملک کی حمایت میں لڑتا ہوا میدان جنگ میں شہید ہو۔ دائمی آسائش و آرام اور خلد بریں اوسکے معاوضہ میں ملتا ہے۔

محاربہ بلقان کے دوران میں عساکر عثمانیہ کو معقول غذا ملتی رہی۔ بقول مسز ٹیلگھم انہیں ہر روز چاول شوربا۔ گوشت اور پنیر ملا کرتا تھا۔ صدہا کو جانتے ہوئے جو سپاہی بیماری سے ناقابل ہوئے۔ اونکی تعداد نصف فیصدی سے زیادہ نہ تھی بیشتر وہ سو میں سے صرف ایک بیمار ہوا۔ کل شفاخانے بالخصوص ہلالیکا اور سرجی کل ہسپتال نہایت پاکیزہ اور خوب آراستہ تھے۔ ڈاکٹر اور خدام بھی اعلیٰ تربیت یافتہ اور بڑے محنتی آدمی تھے۔ مسز لڈ گارڈنسٹ اور عثمانیہ بنک نے بنام شفاخانہ ہلال احمر جو شفاخانہ بھیجا۔ اوسنے نہایت عمدہ کام دیا۔ اور ترک سپاہی بڑے شوق سے خود وہاں معالجہ کراتے رہے۔ مختلف یورپین ممالک کی انجمنہائے صلیب احمر کیطرف سے بھی دونو فوجوں کے ساتھ شفاخانہ کھولدئے گئے ہوئے تھے۔ جس صبر و تحمل سے ترکی مجروحین زخم و جراحت کی سخت سے سخت تکلیف اور درد کو برداشت کرتے تھے۔ اوسکو دیکھکر بلا مبالغہ حیرت ہوتی تھی اجنبی شفاخانوں کے ڈاکٹروں نے اس مضمون کی سینکڑوں روائتیں اور واقعات شائع کئے ہیں کہ ترکی مجروح تکلیف دہ سے تکلیف دہ جراحی عمل کے وقت بھی اف نہ کرتے تھے۔ مسز ٹیلگھم عثمانیہ سپاہیوں کی شجاعت و بسالت پر حسب ذیل لکھتا ہے۔ مگر میری رائے میں اوسنے اس شجاعت کا باعث و موجب بتانے میں ٹھیک انصاف سے کام نہیں لیا۔

"عثمانیہ فوجی افسروں کی حصہ کثیر میں یا تو کم ثروت ترکی جنٹلمین ہیں۔ جو اگرچہ اپنے فن میں کوئی زیادہ قابل نہیں مگر نہایت خوش اخلاق اور خاصے شجاع ہیں۔ اور زیادہ کہن سال پختہ کار۔ اور قوی البنیان لوگ ہیں۔ جو تیس چالیس برس کی فوجی خدمت کے بعد سپاہی یا سارجنٹ کے درجے سے بتدریج کپتانی اور میجری کے رتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ آخر الذکر کے خیالات اور اطوار اور طریقے ابتک سارجنٹوں ایسے ہیں۔ مگر اونکو اپنے سپاہیوں پر بڑا اقتدار حاصل ہے اور شجاع اور جفاکش تو ایسے ہیں کہ ہم اسکا کبھی درست اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔ بلکہ حق الامر یہ ہے۔ کہ لفظ شجاعت کو ترکوں کیطرف منسوب ہی نہیں کیا جا سکتا۔ جہانتک میں غور و فکر کرنے کے بعد سمجھ سکا ہوں میری رائے میں نسبی طور پر ترکوں میں خوف کو محسوس کرنے کی حس ہی موجود نہیں اور وہ خطرہ کی کچھ پرواہ ہی نہ سمجھتے۔ برعکس ازیں البانوی اسبارہ میں بہت محتاط ہے وہ حتی الامکان گولی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ آدمی کے فوائد کو خوب سمجھتا ہے۔"

اعلان جنگ

بتاریخ ۱۸ اپریل ۱۸۹۷ء شب سلطان معظم نے بمشورہ مجلس شوریٰ یونانی بیرونیوں کی زیادتی پر یونان کے برخلاف جنگ کا اعلان کردیا۔ پرنس ماورو کارڈیٹو یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو پاسپورٹ کے پروانے دیدئے گئے۔ اور ترکی سفیر کو ایتھنز سے بلا لیا گیا۔ یونانی رعایا مقیمہ ٹرکی کو چند روز کے اندر ترکی مقبوضات سے چلے جانے کیلئے چھ روز کی مہلت دیدی گئی۔ اعلان جنگ کا فوری اثر تو یہ ہوا کہ باستثناء یونانی دستوں کے جو وہ اسی زمانہ میں یہ قصور ہو چکے تھے جنہوں نے ۹ اپریل کو یونانی باقاعدہ فوج نے ترکی علاقہ پر حملہ کر دیا۔ یہ موضع وادی ٹیمپی کے شمال میں جھیل نزیروس کے قریب سرحد سے تین یا چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہاں پر فریقین میں یہاں باقاعدہ لڑائی ہوئی جس میں حمدی پاشا کے ڈویژن کی بارہ پلٹنیں شریک ہوئیں اور بالآخر یونانی پسپا کرد ئیے گئے۔ درحقیقت ۹ اپریل کی یونانی یورش کے وقت سے تمام کل سرحد پر لڑائی جاری تھی۔

معرکہ ملونا

اس لڑائی کے ختم ہوتے ہی تمام سرحد پر نائرہ حرب یکبارگی مشتعل ہوگیا۔ اور مشرق کیطرف مریروس سے لیکر جنوب مغرب میں ڈماسی سے پرے تک پچاس میل کی مسافت میں دونوں فوجوں کے درمیان جا بجا لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ تقریباً ہر جگہ یونانیوں نے پیشدستی کی۔ اور شروع شروع میں اونکو جزوی کامیابی بھی ہوئی۔ درہ ملونا میں جہاں لڑائی کا سب سے زیادہ زور تھا انہوں نے ترکی گڑھی کا احاطہ کرکے کل درہ پر قبضہ کر لیا۔ حتٰی کہ اسکے وقت اونکی دو چوکیوں میدان میں بھی ہو آ گئیں۔ اور خود الاصونا کیطرف بڑھنے لگے مگر ترکی کی پیشقدمی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی چوتھے ڈویژن کے کمانڈر حیدر پاشا نے ادہم پاشا کی حسب ہدایت اونپر بجمعیت شدید حملہ کرکے اونہیں پیچھے پہاڑی چوٹیوں کیطرف بھگا دیا۔ یہاں درہ کی چوٹی پر نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ ترکی فوج نے ترکی گڑھی سے جس کے پچاس آدمی شروع سے اب تک دشمن کا کمال مردانگی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ دشمن کا حلقہ اٹھا دیا۔ اور جسکے مقابل جو یونانی گڑھی تھی اوسکا قبضہ چار دفعہ فریقین میں منتقل ہوچکا۔ بعد قطعی طور پر ترکوں کے تصرف میں آگیا۔ ملونا میں یونانی اچھے لڑے۔ وہاں عموماً ویزوفی (کوہستانی) ترکوں کے مقابل تھے۔ جو باقی یونانی سپاہ سے قد و قامت اور شجاعت میں بہت فائق ہیں۔ ملونا میں یونانیوں پر فیصلہ کن حملہ ممدوح پاشا کے (سوم) ڈویژن نے درہ کی بائیں جانب کرکے اور برابر آگے بڑھ گیا۔ حافظ پاشا کے زیر کمان بریگیڈ نے تین گڑھیاں جو خاص ملونا کی گڑھی سے بجانب جنوب مغرب تھیں بنوک سنگین فتح کیں۔

درہ ملونا کے معرکوں میں فریقین کا نقصان کثیر ہوا۔ ترک دو سو سے زیادہ شہید و مجروح اور یونانی کم از کم پانسو قتل و زخمی ہوگئے۔ الغرض میلونا کی مقتول و مجروح یونانیوں کی تعداد کا اندازہ ایک ہزار کا کیا گیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ترکوں کا نقصان اس سے بھی زیادہ بتاتے تھے۔ شجاع و دلاور نبرد آزما حافظ پاشا اس موقعہ پر اپنے بریگیڈ کے آگے آگے جاتا ہوا شہید ہوا۔ رائٹر کے نامہ نگار نے اس جواں مرد کی مردانہ موت کے حالات حسب ذیل تحریر کئے۔ اس لڑائی کے مقتولین میں جنگ روم و روس کا ایک بہادر حافظ پاشا بھی شامل ہے۔ اسی برس کا پیر مرد ہونیکے باوجود اوسکا جوش

جوانوں سی بڑھا ہوا تھا۔ وہ برہنہ سر اپنے سپاہیوں کے آگے آگے گھوڑے پر سوار جا رہا تھا جب گولیاں سپاہیوں کے سروں سے گذرنے لگیں تو اردلی نے عرض کیا "آپ گھوڑے سے نیچے اُتر آئیں"۔ شیر دل حافظ نے جواب دیا "میں وسی محاربہ گھوڑے سے نہ اُترا۔ اب کیوں اُتروں؟ بہتر ہے بچو۔ بڑھے چلو"! ایک منٹ بعد گولی اُسکے بائیں بازو پر لگی۔ جسپر چند لمحوں کے لئے اُس کا توسن اکھڑ گیا۔ اُسکے رفقا نے پھر گھوڑے سے اُتر کر واپس چلے جانیکے لئے عرض کیا۔ مگر بے سود۔ چند منٹوں کے بعد ایک دوسری گولی نے دائیں بازو کو پارہ پارہ کر دیا۔ تیسری گولی پیام اجل تھی۔ وہ سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے حوصلہ افزا فقرے کہہ رہا تھا کہ گولی عین حلق پر آ لگی۔ اور ریڑھ کی نس کو توڑ دیا جس سے طائر روح فی الفور قفس عنصری سے پرواز کر گیا"۔

ڈیلی نیوز ایسا متعصب اخبار بھی اس بیاسی سالہ شجاع و جوانمرد کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ اُسکے الفاظ حسب ذیل تھے "کیا شجاعت و بسالت کی کوئی کہانی اُس داستان سے بھی زیادہ موثر اور رقت انگیز ہوسکتی ہے۔ جو آج صبح موصول ہوئی ہے۔ اور جسمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حافظ پاشا کسطرح شہید ہوا۔ یہ شیر دل اسی سالہ پیر مرد تھا۔ اکثر جوانمرد دولیر اور بہادروں کے حالات مظہر ہیں کہ میدان جنگ میں اُنکی پرجوشی اور دلاوری اور جہاں معرکہ کارزار ہو وہیں پہنچ جانیکے باوجود بھی اُنہیں کوئی صدمہ و آسیب نہیں پہنچتا رہا۔ اس بہادر کے ساتھ اسکے برعکس معاملہ گذرا جو بدرجہ غایت موثر اور تاسف خیز ہے۔ آخری گولی اس مجروح و خستہ جانباز کیلئے پیام رحمت تھی اسنے اُسکی تکالیف کا فی الفور خاتمہ کر دیا۔ اور اُسے اُسی شاندار شہادت کا مرتبہ بخش دیا جسکا وہ متلاشی تھا۔ اور جسکی ہی خاطر اُسنے کمان کو چھوڑنا منظور نہ کیا تھا۔

حمدی پاشا و معرکہ قریہ } انتہائی میسرہ پر حمدی پاشا نے بتدریج اُن یونانیوں کو جنہوں نے ترکی قلمرو میں داخل ہوکر قریہ پر حملہ کیا تھا۔ پسپا کر دیا۔ الاصونا سے اُسے دو پلٹن فوج پیدل اور توپخانہ کی کمک بھیجی گئی۔ ۲۲ اپریل تک یونانی نیزروس اور ضلع ریپانی سے یکسر پیچھے ہٹ گئے تھے اس مراجعت کنندہ یونانی فوج کا ایک حصہ دریائے پینی اسکے اُس پل سے جو وادی ٹمپ کے پائیں تھا عبور کر کے جنوب شرق کی جانب ساحل کے برابر برابر ولو کو ہٹا۔ اور گذرنے کے بعد پل کو توڑتا گیا۔ سریع گرفتاری اور مشکلات ابعد کا باعث بھی شکستگی ہوئی تھی۔ یونانی میمنہ کا حصہ کثیر درہ ریپانی کے راستہ قلب لشکر کو جو ٹرنا ووس کے سامنے دلیلہ۔ باقی کے درمیان صف آرا، تھا ہٹ گیا۔

اُن بلندیوں پر جو جنوب مغرب میں ملونا سے دوماسی تک پھیلی ہوئی تھیں۔ تین دن تک متفرق لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں نشاط پاشا کا ڈویژن مقیمہ سکادیپا اور خیری پاشا کا ڈویژن مقیمہ داسی پہلے تو یونانی حملوں کو روکنے میں مصروف رہا۔ پھر اُنہوں نے یونانی حملہ آوروں کو سکو پیا اور ریوینی دروں کے راستہ تھسلوی میدان کو پیچھے ہٹا دیا۔

کوہی سلسلہ جو حد فاصل کا کام دیتا ہے۔ ملونا سے تخمیناً پندرہ میل تک یکبارگی جنوب کیطرف کو جھک گیا ہے

اور قطبہ ٹرنا دوس ہمس ہموار میدان میں واقع ہے جو اس عظیم کوہی جھکاؤ کے جنوب مغربی دامن سے شروع ہو کر پس جس وقت سے خیری پاشا درہ ریوینی سے میدان میں داخل ہونیکے قابل ہوگیا - یونانی قلب لشکر کی حالت جو ٹرناوس سے دس میل بجانب شمال اتی سے ولیاتک پھیلا ہوا تھا نازک اور مراجعت اشد ضروری ہوگئی تھی - پہلے شروع شروع میں تو خیری پاشا کو سمولنسکی کے پرزور حملہ کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو ہی سنبھالے رہنا کسی قدر مشکل ہوگیا تھا مگر دوسرے کمانڈروں کی ناکامی سے سمولنسکی کی کامیابی بھی خاک میں ملگئی - اور ۲۳ اپریل کو اُسے مجبوراً اپنا دستہ درہ ریوینی کے راستہ لاریسا ہٹا لیجانا پڑا - نشاط پاشا کا ڈویژن مقیمہ سکوپیا - داسی لور آونا کے درمیان کی گرھیوں اور کڑاروں سے یونانیوں کو نکالنے میں مشغول رہا جس سے وہ ۱۲ کو فارغ ہوا - اس تاریخ صرف ایک مقام یعنی کرتیری کی سرنگاک اور تقریباً صعب الحصول چوٹی جسکے پائیں میں ٹرنا دوس واقع ہے - یونانیوں کے قبضہ میں رہ گئی - ۱۷ - اور ۲۳ رکے درمیان ترکوں نے اسپر کئی دھاوے کئے - مگر بے سود - ۲۰ - اور ۲۱ - کو اُسپر لگاتار آتشبازی کیجاتی رہی - اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا پہاڑی کی طرفین عمودی ہی تھیں - یونانیوں نے اسپر خوب مستحکم مورچے بھی تیار کرلئے ہوئے تھے - چنانچہ ترکوں کے ان فضول حملوں میں دو سو سے زیادہ شہید و مجروح ہوئے - کرتیری کو فتح کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی ترک اسے محصور کرکے بلا خدشہ آگے بڑھ سکتے تھے - کیونکہ گو وہ درہ سکوپیہ کے ناکہ پر واقع تھی - مگر ٹرنا دوس کے شاہراہ کی اُس مقام سے کوئی حفاظت نہ ہوسکتی تھی - نہ وہ وہاں سے کسی طرح زد میں تھی - بالآخر یونانی اس موقعہ کو ۲۳ اپریل کی رات کو جس رات کہ وہ بے تحاشا وسراسیمہ وار لاریسا کو بھاگے تھے خالی کرگئے -

یونانی فوج مقیمہ تھسلی

محاربہ کے شروع میں یونانی فوج مقیمہ تھسلی جو تعداد میں ساٹھ ہزار سے متجاوز تھی دو جیوش میں منقسم تھی - جنکے ہیڈ کوارٹر لاریسا اور تریکالہ میں تھے - جنرل متریس اور ماورومیکالیس انکے کمانڈر تھے - یونانی گو تعداد میں ترکوں سے کم تھے - مگر ایک تو وہ پہاڑی سرحد کے اندرونی جانب پر تھے دوم اُنکے پاس ترکوں کی نسبت عمدہ وسائل نقل و حرکت و آمد و رفت موجود تھے - اُنکے سمندری قاعدۃ الجیش دولوسے دونو بڑی قواعد الجیش تک ریلوے جاتی تھی - چنانچہ اگر یونانیوں میں اسقدر لیاقت یا شجاعت ہوتی کہ وہ ترکوں کے طویل اور متفرق خطوط مدافعت کے کسی ایک موقعہ پر کل طاقت مجتمع کرکے پرزور حملہ کردیتے تو بالغلب وجوہ ترکوں کے حق میں اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوتا - مگر یونانی افسر نالائق محض تھے - اور یونانی جنرل سٹاف کی یہ حالت تھی کہ اُسنے سبقدستی چھوڑ محافظت کے پہلو کیلئے بھی کوئی نقشہ یا پلیس تجویز نہ کی ہوئی تھی - بقول مسٹر بنٹ برلی جنرل متریس کے زیر کمان بمقام لاریسا اور اُس سے شمالی علاقہ میں ۳۵ ہزار فوج تھی - نامہ نگار مذکور اس جنرل کی بہت تعریف کرتا ہے - اور لکھتا ہے کہ وہ خوش طبع ہوشیار اور مستقل مزاج افسر تھا - اُسکی عمر ساٹھ سال سے متجاوز - اور قد لمبا تھا - شاہزادہ ولیعہد کے سپہ سالار اعلے ہونے پر وہ سٹاف کا افسر اعلے بنایا گیا - جنرل ماورومیکالیس بھی طویل القامت اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر رکھتا ہے - بقول مسٹر

برخلاف وہ انتظامی معاملات میں بڑا سخت گیر ہے ۔ مگر عملی لیاقت حربیہ میں متقریں سے کم ہے ۔

ولیعہد و جنرل سمولنسکی

مسٹر مذکور شاہزادہ قسطنطین کی کم لیاقتی کا ذکر کرکے یونانی کمانڈروں اور جنرل سٹاف کو سخت مطعون کرتا ہے کہ وہ لاریسا کو محفوظ و موجہ بندیا اُسکی سرکوں کی ناکہ بندی کرنے سے سخت مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہوئے ۔ ولیعہد پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اُسنے کسی لڑائی میں عملی حصہ نہ لیا ۔ مگر میرے خیال میں ایسا کرنا سپہ سالاری کے فرائض میں داخل نہیں ۔ مسٹر برے جنرل سمولنسکی کی جو یونین الاصل اور مسلم الاعم ہے بہت تعریف کرتا ہے ۔ اور لکھتا ہے کہ اُسنے صرف سات کمزور پلٹنوں سے ایک ہفتہ تک ایک سالم ترکی ڈویژن کو درہ ریوینی میں داخل نہ ہونے دیا ۔ اور صرف اُسوقت اپنی جگہ سے ہٹا ۔ جبکہ دوسری یونانی فوج ۲۲ اپریل کو دہشت زدہ و سراسیمہ فرسالہ سے فرار ہوئی ۔ جنرل مذکور کی قابلیت اور کامیابی کی نسبت میری اتفاقی رائے بھی اچھی ہے

مسٹر برے کی رائے

مسٹر برے مراجعت کی ایک غلط حکم کے متعلق بھی جو ولیعہد نے ۱۹ اپریل کی دوپہر کو صادر کیا تھا عجیب داستان سناتے ہیں ۔ بظاہر یہ مشکل اعتبار کیا جا سکتا ہے ۔ مگر یونانی افسروں بالخصوص ہیڈکوارٹری سٹاف سے ایسی عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی رہی تھیں کہ اگر یہ داستان بھی درست ہو تو کچھ عجب نہیں مسٹر موصوف کا بیان ہے کہ تین گھنٹوں کے ہی بعد اس حکم کو منسوخ کرکے پھر آگے بڑھنے کا حکم نافذ کیا گیا مگر دیمولا فوج کرتسووالی کی پہاڑی کو چھوڑ چکی تھی ۔ اور دوسرے دن ترکوں سے اُسے پھر فتح کرنیکی کوشش میں جنرل مادرو میکالیس کے دو ہزار آدمی ضایع ہوئے ۔ مسٹر برے نے اپنی تحریروں میں دلیلر کے عوض موضع درہ لی لکھا ہے جو صریح غلط ہے ۔ درہ لی موضع بابا کے قریب وادی ٹمپے کے دہانہ پر واقع ہے ۔ اور دلیلر ماتی سے تخمیناً تین میل بجانب شرق اور فرسالہ سے نو میل بجانب شمال مشرق واقع ہے ۔

۲۳ مئی کی شام کو حمدی پاشا کی فوج کے دلیلر پر قابض ہونے سے ہی یونانی میمنہ شکست یاب ہوا تھا ۔ اور لاریسا کی طرف مراجعت کرنا لازمی ہو گیا تھا ۔ مراجعت یونانی فوج کو کمال تباہی سے بچانے کے لئے بیشک ضروری تھی ۔ مگر اُسکے اندھا دھند بھاگڑ میں مبتدل ہو جانے کی کوئی وجہ موجود نہ تھی ۔

مسٹر موصوف جولائی ۱۸۹۸ء کے رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو میں یونانی فوج کے نظام اور اُسکے افسروں کے متعلق حسب ذیل رائے تحریر کرتے ہیں ۔ "جنرل کریس نے اپنی ۲۴ ہزار فوج کو لاریسا اور فرسالہ کے درمیان منقسم رکھا جاتا کہ وہ اس سے ضخیم پر جو ایک دوسرے سے میلوں دور دروں کے دہانوں پر منقسم تھا ۔ حملہ کرنے کا کام نہایت آسانی سے لے سکتا تھا ۔ یہی نہیں ۔ وہ اس سے بھی زیادہ کر سکتا تھا ۔ وہ ادہم پاشا کے الاصونا سے روانہ ہونے سے بہت پیشتر اپنی فوج وادی ٹمپہ میں سے گذار کر کوہ اولمپس کی شرقی ڈھالوں کے دامن دامن ترکی قلمرو میں داخل ہو سکتا اور یونانی بیڑہ کی مدد سے ترکوں کے میسرہ پر مؤثر حملہ کر سکتا تھا ۔ یونانی دریا بینی اسکے خروشاں دہاوے کو جا بجا چٹانوں اور درختوں سے

سوک کر لاریسا اور تھیسلی کے حصہ کثیر کی حفاظت کا عارضی انتظام کر سکتے تھے۔ ایسا کرنے سے ملک کے کچھ حصہ پر دریا کا پانی پھیل جاتا جو ترکوں کی پیشقدمی میں بہت کچھ مارج ہوتا۔ اگر پل توڑ دئے گئے ہوتے تو ترک دریا سے باسانی عبور نکر سکتے۔ اسی طرح اور سیکڑوں انتظام کئے جا سکتے اور کئے جانے چاہییں تھے۔ مگر نہ کئے گئے۔ جنرل اور ونیکالیس بھی اپنی پوزیشن سے ترکوں پر جو برابر اسی سے کالا بکا تک دہانوں یا درّوں کی ترکی جانب پر مقیم تھے۔ جناحی حملہ کرتا تھا جو انہوں نے نہ کیا۔ حالانکہ یقینا ترکوں سے لڑائی کا وہ مشتاق تھا۔ ایسا کوئی اور یونانی نہ تھا۔ یونانیوں میں لڑائی کیلئے جو جوش پھیلا ہوا تھا۔ اسکی کیفیت پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ مگر باینہمہ اشتیاق محاربہ کیلئے جسے خود انہوں نے برپا کیا۔ ان جوانمردوں نے کوئی معقول تیاری نہ کی اور ایسے ملیار اس شہد ہار میں کودے کہ اُنکے پاس نہ کوئی خبر رسانی کا صیغہ تھا۔ نہ نقشے اور دوربینیں تھیں اور سگنلنگ (آئینوں پر آفتابی شعاعیں ڈالکر مقررہ علامتوں کے ذریعہ باہم گفتگو کرنا) کے لئے کافی سامان تھا۔ اور افسر ایسے نالائق کہ اُن سے بدتر کبھی کسی فوج کو نصیب نہیں ہوئی کل کا کیشی وسفید رنگ، اقوام میں سپاہی جہاں تک مجھے تجربہ ہوا تقریبا یکساں اوصاف رکھتے ہیں۔ فوجوں کی باہمی قدر و منزلت اور کارزاری قابلیت میں جو کچھ فرق ہے وہ صرف افسروں اور تربیت کی وجہ سے ہے۔ جس ملک کی فوج کے افسر اچھے اور تربیت عمدہ ہوئی۔ وہ قابل ہو گئی۔ اور جس کے ویسے نہ ہوئے وہ برے اور نالایق بنگئے۔ یونانی افسر جبتک ترکی گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ شروع نہ ہوتی بظاہر خوب جوانمرد دکھائی دیتے مگر اُسوقت ترکی تمام ہوجاتی اور فی الفور محفوظ جگہ جا چھپتے۔ بیشک بعض اُن میں ایسے بھی تھے جو اُسوقت ثابت قدم رہتے۔ اور بہادری سے اپنا فرض ادا کرتے۔ مگر ایسے بہت ہی تھوڑے تھے اور وہ بھی جب کوئی گولہ اُنکے قریب جاکر پھٹتا تو نہایت عجز و خاص سے اپنے جسموں پر صلیب کا نشان بناتے اور اپنے خطرہ سے متردد سے معلوم ہوتے تھے۔

مسٹر ڈلن کی رائے

مسٹر ای جے ڈلن یونانیوں کا مشہور خیرخواہ اور دوست جولائی ۱۸۹۷ء کی رسالہ کنٹمپوریری ریویو میں یونانی فوج پر بالفاظ ذیل سخت لعن طعن کی ہے۔

"یونانی گورنمنٹ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ یونانی فوج کو کارزار کے لئے مطلقاً کبھی تربیت نہیں دی۔ اکثر اعلے افسر ایسے اوصاف کی وجہ سے مقرر اور ترقی یاب ہوئے ہیں جو میدان کارزار اور کیمپ کی بجائے درباروں اور ایوانوں یا تفریحی مجلسوں کے زیادہ حسب حال ہیں۔ اور کہ چند شاندار مستثنیات کے علاوہ ایسے افسر شاذ ترقی کر سکتے ہیں اور نیز ایسی کارگذاری کی تو اُن سے قطعاً امید نہیں ہو سکتی۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ وقتاً فوقتاً تکمیل تعلیم کے لئے جو نوجوان افسر ممالک غیر کو بھیجے جاتے رہے ہیں۔ وہ بلا استثناء سفارشی نہ تھے۔ سب کے زبردست اور بارسوخ دوست اور لواحق پیچھے ملک میں موجود ہوتے تھے اور ذاتی لیاقت یا دماغی و ذہنی یا جنگی اوصاف کی بجائے زیادہ تر اِن ہی لوگوں کی سفارش پر بھیجے جاتے تھے اور بنابریں وہ ممالک غیر کی تعلیم و اقامت سے کوئی فائدہ اُٹھانے کی قابلیت ہی نہ رکھتے تھے۔ وہ اس سے بھی بخوبی واقف تھے کہ یونان میں جنگی تمرینات کا کوئی نام و نشان نہیں جانتا۔ اور کہ فوج کے کسی صیغہ کو بھی اُن فرائض کے ایک شمہ تک کا سرانجام

کر سکتا نہیں سکھایا گیا - جو اُسے بوقت جنگ یکبارگی بہت بڑے پیمانہ پر سر انجام دینے پڑینگے - یونانی فوج کا سب سے نمایاں وصف یہ تھا کہ اُس میں نظام و اطاعت کا نام و نشان بھی نہ پایا جاتا تھا - جوادنے افسر سیکھنے کے شائق اور امتیاز حاصل کرنیکے موقعہ ملنے کے خواہاں ہوتے - اُن سے اُنکے اعلے افسر بطور قاعدہ کلیہ بزمانہ امن کمال کج خلقی سے پیش آتے - اور یہ اعلے افسر بجائے خود ہر وقت اپنے اعلے افسروں پر نکتہ چینی ہی نہ کرتے رہتے - بلکہ یہ یقین رکھتے کہ جو بد ترسے بد تر الزام بھی اُن پر لگائے جا رہے ہیں - وہ بالکل درست ہیں - ایسے یقین کا عام چلن پر جیسا بُرا اثر پڑ سکتا اور پڑتا ہے اُسے بیان کرنیکی احتیاج نہیں - اصل بات یہ ہے کہ بری و بحری فوج کو ہمیشہ انتخابی مشین کا اہم جزو سمجھا جاتا رہا ہے - اور وزراء سے اسکے افسر رائے دہندوں وغیرہ کی رایوں کی مدد سے اپنے اپنے فریق کو برسر حکومت رکھتے ہیں - قوم روپیہ ادا کرتی ہے - اور وزیر اعظم اُسکو خرچ کرنیکے لئے آدمی منتخب کرتا ہے اور پھر یہ کبھی نہیں دیکھتا کہ وہ اُسے کس طرح خرچ کرتے ہیں - بلکہ اس اصول پر چلتا ہے کہ خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھانے دو - ان لوگوں میں سے بعض شاہی خاندان کی سفارشوں پر مقرر اور ترقی یاب ہوتے ہیں اور بعض با رسوخ اشخاص کی دھمکیوں یا درخواستوں پر قابلیت اور لیاقت کی لحاظ سے کہ اعلی اوصاف کے افسر فاتح ہو سکتا ہے بہت کم منتخب کئے جاتے ہیں

تمام سرحدی کراروں اور کوہی دروں پر ترکوں کے قابض ہو جانے سے لڑائی کا پہلا دور ختم ہوا -

محاربہ کا دوسرا دور محاربہ کا دوسرا دور ۲۳ اپریل سے شروع ہو کر ۴ مئی کو ختم ہوا - ماتی ولیلر کی لڑائیاں بتاریخ ۲۳ اپریل یونانی فوج کی بھاگڑ و مراجعت - ٹرناووس لاریسہ - تریکالہ اور تمام شمالی تھسلی پر ترکوں کا قابض ہو جانا اس دور میں شامل ہے -

معرکہ ماتی ولیلر ۲۳ اپریل بروز جمعہ - ادہم پاشا مع سٹاف دن کے ساڑھے نو بجے درہ ملونا پہنچے - اور دو گھنٹے نقشے دیکھتے اور کارروائیات مستقبلہ کی تجویز کرتے رہے - تمام نامہ نگاروں کو عام حکم مل چکا تھا کہ اُس دن کوئی تار نہیں بھیجا جا سکیگا جس سے اُنہوں نے قیاس کر لیا کہ آج کوئی اہم کارروائی ہونیوالی ہے - اُنکا یہ قیاس درست ثابت ہوا تھوڑی دیر بعد اطلاع پہنچگئی کہ انتہائی میسرہ پر حمدی پاشا ریپانی سے میدان تھسلی میں داخل ہونیوالا ہے اور انتہائی میمنہ پر خیری پاشا دو بریگیڈ میں ندکوس یا ٹرناووس کی طرف بڑھ رہے ہیں -

بارہ بجے ۱۲ اپریل کو ممدوح پاشا تیسرا ڈویژن ایک مستقل بریگیڈ زیر کمان محمد پاشا اور کیولری ڈویژن لیکر درہ ملونا سے میدان میں اُتر گیا تھا - وہاں اُسنے چشمہ قرہ درہ سے چار میل بجانب غرب اپنی افواج کو صف آرا کیا اور ۲۲ و ۲۳ کو فریقین کے توپخانے بے اثر سے گولہ باری کرتے رہے حقی پاشا ۲۰ اپریل کو ایک بریگیڈ لیکر ڈسکاٹا سے ملونا پہنچگیا - حیدر پاشا اپنے چوتھے ڈویژن سے درہ ملونا کی سڑک کو درست اور توپخانہ کے گذرنے کے قابل بنواتا رہا - مستقل بریگیڈ انتہائی میسرہ پر تھا - وہ اُسی دن چھٹے ڈویژن زیر کمان حمدی پاشا سے ملحق ہو گیا -

۱۱ بجے سے شروع ہو کر چار بجے تک شدت کے ساتھ گولہ باری ہوتی رہی - ترکوں کے پاس چھ اور یونانیوں کے پاس پانچ بیٹریاں تھیں

مخالف توپخانوں میں تین ہزار گز کا فاصلہ تھا۔ ترکی توپیں قرہ درہ کے آب و خشک کے عین آگے کھلے میدان میں صف آرا تھیں۔ یونانی باتریاں اُس شاخ کوہ کے کنارہ سے شروع ہوکر جو کہ ترپری کے جنوبی دامن سے میدان کو چلی گئی ہے۔ دائیں ہاتھ دلیلر کے قریب پھیلی ہوئی تھیں۔ وسط میں ایک مستطیل سی بلندی موجود تھی جس سے اُن یونانی توپوں کو جو وہاں نصب تھیں علاوہ پناہ ملگئی ہوئی تھی۔ آتشباری بیدار ہوداور گولوں کا تو بہت خرچ ہوا۔ مگر نتیجہ یہ نکلا ترکوں نے چار گھنٹوں کی گولہ باری سے سالانکہ انکی توپیں بے پناہ تھیں۔ اپنے صرف تین آدمی مجروح ہوئے تسلیم کئے۔ دوپہر کو قت انتہائی میسرہ پر بھی گولہ باری شروع ہوگئی جسکے ساتھ تفنگ والفلی آتشباری بھی شامل تھی۔ یہ آتشباری دیہات قرہ چالی اور دلیلر میں اور ان کے ارد گرد ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دلیلر میں آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ اور آ ہا موضع جلگیا۔ باقی اور دلیلر دونوجگہ آتشباری سہ پہر کے بعد بند ہوگئی۔ مگر اُسوقت یہ نہ معلوم ہوسکا کہ آیا کسی فریق کو کچھ غلبہ حاصل ہوا ہے کہ اتنے میں ساڑھے چھ بجے کے قریب رائفلی باڑھیں پہلے سے زیادہ تیزی اور شدت کے ساتھ شروع ہوگئیں۔ اس آتشباری کا کل زور چند منفاوفی مکانات پر جو دلیلر کے جنوب اور مغرب میں تھے مجتمع تھا۔ چند منٹوں کے بعد مجھے پیدل آدمیوں کو گھروں اور باغوں سے جلد جلد نکلکر دریا کی طرف جو دلیلر کے جنوب میں بہتا ہے۔ اور کچھ سواروں کو جنوب مغرب کی طرف ہٹتے جاتے دیکھا۔ یہ یونانی انفنٹری اور کیولری کی مراجعت تھی۔ ادہم کی افواج کی اس فتح نے یونانی میمنہ کو اُلٹ دیا اور اُن کے لئے عام مراجعت کو لازمی بنا دیا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں۔ میں نے اس کل معرکہ کو درہ ملونا کی چوٹی سے ایسی صفائی کے ساتھ دیکھا کہ گویا ہمارے سامنے نقشہ بچھا ہوا تھا۔ روئٹر کا نامہ نگار ۲۳۔ اپریل کی سہ پہر کو یونانیوں کے ساتھ تھا۔ اُسنے معرکہ ہائے باقی و دلیلر کی جو کیفیت تحریر کی ہے وہ متذکرہ صدر کیفیت کے بالکل مشابہ ہے۔ جیسے میں نامہ نگار مذکور کے مراسلہ کو پڑھنے سے پہلے لکھا تھا۔ بقول اُسکے یونانیوں کے میمنہ میں بمقام دلیلر آٹھ بٹالین یں دہ ہزار آدمی جنرل ماورومیکالیس کے زیر کمان میسرہ میں بمقام باقی پانچ پلٹنیں یعنی پانچہزار سپاہی۔ اور توپخانہ میں چھ باتریاں ۳۶ توپیں تھیں۔ مزید براں پانچ رسالوں کا ایک کیولری برگیڈ تھا جس میں غالباً پانچسو آدمی تھے۔ اور رضا کاروں کی ایک پلٹن قلب میں ایک پست سی پہاڑی پر موجود تھی۔ ترکوں کی جمعیت کا اندازہ وہ نو ہزار کرتا ہے۔ اور توپوں کی تعداد ۲۴ بتاتا ہے۔ ساری دوپہر باقی کے سامنے فریقین میں سخت توپچی بمبارزت ہوتی رہی۔ ایک بجے تین ترکی پلٹنوں نے قرہ چالی سے حرکت کرکے دلیلر کے قریب موضع کوتاری پر جو یونانی میمنہ پر تھا حملہ کیا۔ یونانی فوج زیر کمان سیکالیس نے دیہ مذکور کی جوانمردانہ محافظت کی۔ یونانیوں کو کمک پہنچگئی۔ اور وہ گو ترک تقریباً اڑھائی ہزار گز آگے بڑھ آئے۔ کوتاری پر برابر قابض رہے۔ چار بجے ترکوں نے یونانی میسرہ پر پھر گولہ باری کی مگر یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ترکی باتری کو خاموش کرا دیا۔ کوتاری کا نام موسلر بھی ہے۔

فیصلہ کن کارروائی دوسرے مراسلہ میں یہی نامہ نگار توضیح مزید کرکے لکھتا ہے کہ چار بجے یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ لڑائی ختم ہوگئی ہے۔ ترکوں سے دو باتریوں نے کوتاری اور دلیلر پر پھٹنے والے گولے چلائے

اور اُنکی پیدل فوج نے دو پلٹنوں کی کمک پہنچ جانے پر کوتادی اور دلیلر پر پھر حملہ کر دیا۔ یونانی ہیڈکوارٹر کو یہی خیال رہا کہ ترک پسپا کر دیے گئے ہیں کہ اتنے میں ترکی سواروں کی ایک جماعت کوتادی کی پشت پر کے جنگلوں میں سے برآمد ہوکر اُن ترکی سواروں سے آملے جو ریپانی اور درہ ملی سے آئے تھے بالفاظ دیگر حمدی اور خیری کے ڈویزنوں کا باہمی مصافحہ ہوگیا۔ اُسی وقت دلیلر اور کوتادی کو گولوں سے آگ لگ گئی۔ اُسوقت شام ہوگئی تھی۔ نامہ نگار نے سوچا کہ باقی لڑائی کل صبح ہوگی۔ وہ واپس چلا گیا۔ مگر یونانی رات کو ہی پیچھے ہٹ گئے اور اُن میں وہ بھاگڑ پڑ گئی جسکا حال بچہ بچہ کو معلوم ہے۔

صرف اس لڑائی کی کیفیت درست درست یونانی فوج کے ہمراہی نامہ نگار بھیج سکے۔ اور کسی لڑائی کے ویسے درست حالات اُنہوں نے تحریر نہ کئے یا نہ کر سکے۔ اس بیان میں صرف ایک غلطی ہے جو آخری ترکی حملہ کے نتیجہ کے متعلق ہے۔ دلیلر کو فی الحقیقت ترکوں نے سات بجے ہی فتح کر لیا تھا اور اسی فتح اور حمدی کے ڈویزن کی آمد نے لڑائی اور نیز شمالی تھسلی کی قسمت کا فیصلہ کیا تھا اور اسکے بعد یونانیوں کے لئے اپنی فوج کو سلامت رکھنے کے واسطے مراجعت ضروری ہوگئی تھی۔ اس دن کی لڑائی میں ترکوں کی طرف تخمیناً اڑھائی سو شہید و مجروح ہوئے۔ اور یونانیوں کی طرف تین اور چار سو کے درمیان۔

اُس دن ہم بہت رات گئی مشیر کے ساتھ الاصونا واپس گئے۔ جہاں اُس طوفان بے تمیزی سے بالکل بیخبر جو یونانی فوج میں برپا ہو رہا تھا آرام سے سو گئے۔ میرے خیال میں یونانیوں کے لئے مراجعت کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا۔ پانچ ترکی ڈویزن مع کیولری و آرٹلری جنکی جمعیت کسی طرح ستر ہزار سے کم نہ تھی۔ لاریسا پر حملہ کرنے یا کھلے میدان میں جنگ کرنیکے لئے بآسانی یکجا فراہم ہو سکتے تھے۔ ترکی توپخانہ تعداد اور مہارت میں بہت فائق تھا۔ کیولری گو تھوڑی مگر خوب مضبوط اور یونانیوں کے معدودے چند سواروں سے بدرجہا زیادہ طاقتور تھی۔ مزید براں ایک چھٹا ڈویزن بالکل قریب تھا۔ اور بشرط ضرورت بلا تردد موقعہ پر پہنچ سکتا تھا۔ انکے مقابلہ پر یونانی لاریسا کی حفاظت کے لئے کسی طرح پچاس ہزار سے زیادہ فوج جمع نکر سکتے تھے۔ اور اُن کے لئے شکست یقینی تھی جس شکست کا تمام یونانی فوج کی کامل بربادی یا گرفتاری کے سوا اور کوئی مطلب نہ ہوتا۔ البتہ دو باتیں سمجھ میں نہیں آئیں۔ ایک یہ کہ ۲۳ اپریل کی رات کو یونانی فوج میں وہ حیرت انگیز بھاگڑ کیسے پڑی۔ اور دوم یہ کہ ترک فراری یونانیوں کے پیچھے پیچھے کیوں نہ رہے۔ اور اُنکی بھاگڑ سے کیلئے اُنہوں نے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔

لاریسا سے یونانیوں کی بھاگڑ

مسٹر برلے ۲۴ اپریل کے رسالہ فورٹ نائیٹلی میں یونانی بھاگڑ کی کیفیت بالفاظ ذیل تحریر کرتے ہیں۔ "کل فوج کوچ پر تھی۔ اور میدان جنگ سے پانچ چھ میل آگے بڑھ گئی تھی یعنے ٹرنادوس کے قریب پہنچ گئی تھی۔ کہ یکبارگی اُسپر بلا وجہ متوحشانہ ہیبت مستولی ہوگئی۔ کوئی تو اسکی وجہ کچھ بتاتے ہیں اور کوئی کچھ۔

یونانی کیولری اور آرٹلری خیالی خطرہ سے بچنے کے لئے بے تحاشا اپنی فوج پیدل کی صفوں کو چیرتی ہوئی اندھا دھند لاریسا کو اُٹھ دوڑی۔ تاریکی میں کمال گڑبڑ پڑ گئی۔ رائفلیں سر ہوگئیں۔ ایک دوسرے سے لٹھم لٹھا ہوگئی۔ آدمی اور حیوان ہم ملے

روندے گئے اور گاڑیاں اُلٹ دی گئیں جو تھوڑی دیر بعد چکنا چور ہو گئیں۔ تمام فوج مختلف دستوں میں منقسم ہو کر بالکل ایک مجمع بے تمیز ہو گئی۔ اور سب کے سب جہانتک اُنکی ٹانگوں میں بل تھا سڑکوں اور کھیتوں پر سے پاؤں سر پر رکھکر اُٹھ دوڑے۔ ہتھیار کارتوس اور سامان راستہ میں پھینکدیا گیا۔ افسر بطور قاعدہ کلیہ سپاہیوں سے زیادہ حواس باختہ ہو رہے تھے۔ وہ بھگوڑوں سے آگے آگے جا رہے تھے۔ اور جبتک فرسالہ یا دولونہ پہنچے دم نہ لیا۔ ایک افسر حیرت انگیز بیشرمی کے ساتھ یہ کہتا جاتا تھا کہ لاریسا پہنچکر سپاہ کو روکا جا سکیگا۔ مگر وہاں پہنچکر بھی کوئی معقول کوشش نہ کیگئی۔ اور بھگوڑے پچھلی رات شہر میں سے ہوتے ہوئے اندھا دھند فرسالہ کی طرف بھاگے جاتے رہے۔ کسی یونانی کو جنگی قانون کے مطابق اس بیشرمانہ بزدلی یا کسی اور مشابہ ہی صریح بزدلی اور فراری کی پاداش میں گولی سے ہلاک کیا جاتا نہ دیکھا تاکہ دوسروں کو کسیقدر عبرت ہوتی۔ جو کچھ عرصہ پہلے یونانی فوج تھی۔ وہ اب نالایق بھگوڑوں کا ایک مجمع رہ گئی تھی جسے ترکی کیولری کے تعاقب کے چلے آنیکا پختہ یقین ہو رہا تھا۔ حالانکہ میلوں تک کسی ترک کا نام و نشان موجود نہ تھا۔ اس یقین نے اُن میں وہ طاقت پیدا کر دی تھی۔ جسے صرف مایوسی اور سراسیمگی ہی پیدا کر سکتی ہے۔ وہ چوبیس گھنٹوں میں پچاس ساٹھ میل سفر پیدل طے کر گئے۔ لاریسا اور علاقہ متصلہ کے باشندے اس بلا ناگہانی سے ہی مبہوت و ششدر ہو گئے تھے کہ فوجی و ملکی حکام نے انکی رہی سہی ہوش زائل کر دی۔ وہ انکو کسی طرح کی اطلاع یا نصیحت کرنیکے بغیر خود چلتے ہوئے اور انہیں انکے حال پر چھوڑ گئے کہ جو مناسب سمجھیں کریں۔

یونانی فوج کسطرح بچ گئی

ادہم پاشا نے ۲۳ اپریل (جمعہ) کو یونانی فوج کی مراجعت کو منقطع اور اُسکا تعاقب نہ کرنیکی یہ وجہ مسٹر سٹیونس ڈیلی میل کے نامہ نگار کو بتائی۔ اگرچہ تشفی بخش نہیں مگر دلچسپ ضرور ہے "میں حیران ہوں کہ یونانی کیوں اپنی پوزیشن چھوڑ گئے۔ وہ قدرتاً نہایت مضبوط تھی اور اُسکو اور زیادہ مستحکم کرنے کے لیے انہوں نے کئی ہفتے اور لاکھوں روپیہ خرچ کئے تھے۔ اُن کا بیان تھا کہ وہ لڑائی کے بڑے خواہاں ہیں اور ہم انکے ساتھ لڑنے کو تیار تھے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا وہ کیوں بھاگ گئے۔ مجھے اُن کی فراری کا بہت رنج ہے۔ اگر وہ صرف چھ گھنٹے اور ٹھیر جاتے تو میں اُنکو بالکل پامال کر دیتا۔"

ادہم ایسے کم سخن کے لیے جو باتیں کرنے والا نہیں بلکہ کام کرنے والا آدمی ہے یہ تقریر بہت ہی طویل تھی۔ اُنکا کمال سادگی کے ساتھ یہ تعجب ظاہر کرنا کہ یونانی اُنکے حلقہ میں گرفتار ہونے سے پیشتر بکمال عیاری کیوں نہ وہ بچ نکلے۔ مجھے بہت ہی دلچسپ معلوم ہوا۔ اگر اُن کے چہرہ پر کچھ بھی مسکراہٹ کے آثار پائے جاتے۔ یا وہ آنکھوں کو ایسا کہتے وقت کچھ بھی جھپکتے تو میں سمجھتا۔ کہ وہ ازراہ ظرافت یہ کلمہ کہہ رہے ہیں۔ برعکس ازیں مسٹر موصوف نے نہایت متانت کے ساتھ با آہستگی تمام ارشاد فرمایا۔ "ہمارے البانوی رجمنٹوں کی ایک بہت بری عادت ہے۔ وہ گانے کے بڑے مشتاق ہیں۔ اور کوچ کے وقت برابر گاتے جاتے ہیں۔ اُن کی چھ پلٹنیں یونانیوں کے خط مراجعت کو منقطع کرنے کے لئے ایک گاؤں کی طرف بڑھ رہی اور حسب معمول گاتی جا رہی تھیں کہ ایک پادری نے اُن کی آواز سن لی۔ اور یونانی افسر کو عین بروقت متنبہ کر دیا۔ ورنہ اس وقت وہ لوگ بہادر ہمارے ساتھ کھانا کھا رہے ہوتے۔"

ادہم پاشا اور ان کا کشاف ابھی آہستہ آہستہ ملونا سے تھسلی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ہراول سواروں نے شنبہ کی صبح کو ٹرناووس پر قبضہ کر لیا۔ انھوں نے شہر کو یونانی فوج اور باشندوں دونو سے خالی پایا۔ صرف چھ خاندان باقی تھے جن کو کوئی اذیت نہ پہنچائی۔ ادہم پاشا گو ٹرناووس جانے پر رضامند کر لئے گئے۔ اور وہاں وہ ۲۴ کو دوپہر کے ۲ بجے پہنچ گئے۔ مگر جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ رات وہاں بسر کرنا مناسب سمجھکر شام کو قرہ درہ واپس کر چلے گئے۔ جہاں اُنکے خیمے نصب کر دئے گئے تھے۔ اور تار کا سلسلہ بھی وہاں تک بڑھا دیا گیا تھا۔ وہاں سے لیکر ٹرناووس اور لاریسہ تک یونانی تار کا سلسلہ صحیح سالم موجود تھا۔ یونانیوں نے واپسی کے وقت سڑکوں یا سلسلۂ تار کو کوئی نقصان نہ پہنچایا تھا۔

۲۴ کی شام کو گر مبکوف پاشا نے جو ایک نہایت قابل جرمن افسر او ترکی توپخانہ کا انسپکٹر جنرل ہے۔ ایک رسالہ سواران ساتھ لیکر بغرض کشاف پیش قدمی کی۔ اور اُسے اس کے دوران میں معلوم ہو گیا کہ یونانی لاریسا سے بھاگ گئے ہیں چنانچہ دوسرے دن علی الصباح وہ اور سیف اللہ پاشا ایک بانسری اسپی توپخانہ کی اور کئی رسالے لیکر لاریا کو روانہ ہو گئے شہر کے قریب پہنچکر اُنھوں نے شہر میں آتشبازی کی آواز سنی جسپر گر مبکوف نے چند گولے شہر پر چلائے جانے کا حکم دیا اور پھر وہ نوں افسر دریا پینی اس کے کلاں سنگی پل سے گذر گئے۔ پل کے نیچے یونانی ڈائنامیٹ کی گئی تھی۔ ایک نیکبخت باشندے نے ان کو اس کی اطلاع کر دی۔ اور گر مبکوف کے حکم سے ثابت بک نے اُسے وہاں سے ہٹا کر پانی میں پھنکوا دیا باقی ویلر لڑائی کے موقعہ پر ہیں اور گر مبکوف چند ترکی پلٹنوں کے پاس سے

دنیا بھر میں بہترین سپاہی

جو میدان تھسلی میں داخل ہو رہی تھیں گذرے۔ اسوقت اُس نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ تم ان کوفتہ و ماندہ۔ غبار آلودہ۔ بوسیدہ پاپوش اور تقریباً فاقے پر گذارہ کرنیوالے اور بیحد قانع و صبور ترکی سپاہیوں کو دیکھو۔ صاحب من میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ دنیا بھر میں بہترین سپاہی ہیں"۔

لاریسا کے مسلمان اور یہودی باشندوں نے نہایت گرمجوشی سے ترکوں کی آؤ بھگت کی اور بتایا کہ جمعہ دن سے جبکہ ملکی گورنر نے تمام قیدیوں کو رہا کر کے اُنہیں بندوقیں دیدیں۔ شہر میں عجب ہڑبونگ برپا رہی ہے۔

ادہم پاشا کو کامل قبضہ ہو جانے کے بعد اُسکی خبر ہوئی۔ ہم یعنے میں۔ وان سوتن برگ ایلیس اور ہمارا اسکورٹ اتوار کو دوپہر کے ایک بجے گر مبکوف سے چار گھنٹے بعد لاریا پہونچے لورعین اوسیوقت سلطان المعظم کا یاور نجیب بک اور منیر کا ایک یاور سرپٹ گھوڑے دوڑاتے پہنچ گئے لاریسا یعنی اس دریائے سلمبریا کے دائیں کنارہ پر آباد ہے۔ دریا نہایت تیزی کے ساتھ شہر کی مغربی اور شمالی جانبوں سے ٹکراتا ہوا بہتا ہے شہر کے متصل اُسکا پانی عمیق اور دھارا بہت تیز ہے اور دونوں طرف خوبصورت درختوں کی قطاریں اور سرسبز مرغزار موجود ہیں۔ سبز جامع مسجد سے جو برلب دریا ایستادہ ہے۔ پل۔ دریا اور اس سے پرلی طرف کے زرخیز میدانوں کا نظارہ جن کو یہ قدیم دریا سیراب کرتا ہے۔ کل یونان میں تو کہی تھسلی بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتا شہر کی عمارت بھی نہایت خوبصورت ہے کچھ مکان پرانی طرز کے اور کچھ نئی طرز کے ہیں جو اول الذکر

ایسے دلچسپ نہیں۔ محلسراء۔ قدیم حرمسرا شاہی (داسکی سرا)۔ قوناق۔ جو بڑے چوک میں واقع ہے۔ بنک اور الیپی پل
گورنر کا محل
یہ سب بڑے بڑے عالیشان مکانات ہیں۔ فرنچ طرز کے مطابق مربع شکل کے بڑے بڑے بنگلے بھی بیشمار ہیں جنمیں
سے بعض میں ترکی خاندان رہتے ہیں۔ تھیسلی کے زمین کے حصہ کثیر پر ابھی تک مسلمانوں کا ہی قبضہ و تصرف ہے مسجدوں
کے بیچ ابھی تک کئی مینار ایستادہ ہیں جو تھیسلی پر صدیوں تک ترکوں کا قبضہ رہنے کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان میناروں
سے جہاں کہیں وہ ہوں منظر کی دلفریبی میں جو اضافہ ہوجاتا ہے۔ وہ سیاحان مشرق سے پوشیدہ نہیں۔ اکثر مینار
یونانیوں نے گرادئے ہیں جب سارے مینار کھڑے تھے۔ اسوقت شہر کی خوبصورتی۔ ایسے بہت ہی بڑھی ہوئی تھی

لاریسا کی کیا حالت تھی!

ہمنے لاریسا کو شہر خموشاں پایا۔ تمام مکان بلا مکین تھے۔ اکثر کے مالک انکو باحتیاط تمام مقفل کر گئے تھے اور دروازوں کے آگے کوئی نہ کوئی
روک رکھ گئے تھے۔ ان مکانوں کے کل دریچے بھی بند تھے۔ بعض کے دروازے ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور اندر تمام اسباب
بکھرا ہوا نظر آرہا تھا۔ شمال مشرقی جانب کا محلہ بالکل تاراج اور منہدم پایا گیا۔ یہ کل یونانی قیدیوں اور بیقاعدہ سپاہیوں
کی کارروائی تھی۔ جن بدذاتوں نے یوم و شب گذشتہ اپنے ہمقوم مردوں اور عورتوں کو بھی ستانے اور بیحرمت
کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرکے جو کچھ ہاتھ لگا اُسے لوٹ لیا تھا۔ سٹیشن پر ہر قسم کا اسباب بکھرا پڑا تھا۔

سلہ ترکی سپاہ کی خوش اطواری۔ فوجی برجستگی اور بےنظیر تیاری اور یونانیوں کی بداطواری کے متعلق ٹائمز ایسے متعصب اخبار
کے نامہ نگار کو بھی شروع اپریل میں حسب ذیل اعتراف کرنا پڑا۔

"ترکی مورچے نہایت مضبوط اور ناقابل فتح ہیں۔ فوج کا سامان پوشاک سب طرح سے مکمل ہے اور سپاہی نہایت تربیت یافتہ
اور صفیا بنردار ہیں۔ انکو ہر روز قواعد کرائی جاتی ہے وہ نہایت بشاش و خوش اور لڑائی کے بہت خواہشمند ہیں۔ کئی پلٹنوں نے
کہدیا ہے کہ ہم تنخواہ نہیں لینگے۔ اور جبتک ضرورت ہو ملک و مذہب کی خدمت میں جنگ کرینگے۔ یونانی ضلع آرٹا کے مقابل ۲ ہزار
ترکی فوج جمع ہے تمام سرحد پہرہ داروں کی چوکیاں مقرر اور کارآمد ناکوں کی حفاظت کیلئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر زبردست باتریاں
نصب کی گئی ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مقدونیہ کے دہقان بغاوت کردینگے۔ وہ لوگ بالکل خاموش اور بڑی خوشی سے ترکی
افواج کو رسد رسانی میں مصروف ہیں۔ ترکی سپاہ بخوبی جانتی ہے کہ اگر اُسے اجازت دیدیجائے تو وہ ۱۵ دن کے اندر یونانیوں کے
ایک ایک سپاہی کو تھسلی سے باہر نکالدیگی۔ سرحد مقدونیہ و یونان پر کوئی بچے جمع نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک لاکھ جرار و نبرد آزما اور
تجربہ کار بہادروں کا مجموعہ ہے اکثر افسر نوجوان ترکی جماعت سے ہیں جو جانثاری میں دوسرے افسروں سے کم نہیں۔ ادہم پاشا
سپہ سالار گو فیلڈ مارشل کا اعلیٰ ترین فوجی عہدہ رکھتے ہیں ابھی عمر میں صرف ۲۰ برس کے ہیں۔ گذشتہ جنگ روم و روس
میں پلیونا کے محاصرہ کے زمانہ شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے ماتحت پہلے وہ ایک پلٹن کے کرنیل اور پھر ایک
دستہ کے قائم مقام بریگیڈیر ہوگئے۔ اور بےنظیر شجاعت اور کمال استقلال و تحمل کی وجہ سے بڑے نامور ہوگئے۔ ترکی نظام!

دہشت زدہ باشندے۔ شنبہ کو جبکہ ہراساں و خوفزدہ سپاہ کا سیلاب شہر میں اُمنڈ آیا تھا ہزاروں کی تعداد میں وہاں جمع ہوگئے تھے۔ خود سٹیشن اور اُسکا متصلہ میدان بیشمار صندوقوں۔ تھیلوں۔ ٹوکریوں اور ہر قسم کے رسد رسانی و خزامی[تتمہ صفحہ سابقہ] فوج ایسا معقول ہے کہ باوجودیکہ بذریعہ سمندر و ریل و سڑک طویل مسافت طے کرنی پڑتی ہے ہیں (۲۲) اپریل) صرف الاصونا میں ایک لاکھ سپاہیوں کے لئے پندرہ دن کی خوراک و ساماں جمع ہوگئے ہیں۔ عبدالکریم پاشا والی مناسطر اپنے صوبہ میں امن قائم رکھنے میں بڑی مستعدی دکھا رہے ہیں بمقام سورو چ انھوں نے کئی اہلکاروں کو فوجی رسد رسانی کے متعلق نامعقول سخت گیری کرنے پر قید کر دیا۔ اور اکثر قزاقوں کو گرفتار کر لیا ہے+

" یونان میں یونانی ترکوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے رہے ہیں۔ اور اُنکی بیحرمتی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے وہ لوگ ترکی ٹوپی کو دیکھکر ایسے جل بھن جاتے ہیں کہ کسی ترک راہ گذر کے سر پر اسے دیکھتے ہی اُسے فوراً اُتار کر پاؤں کے نیچے کچلنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسکے برخلاف ترک اپنے علاقہ میں اپنی جبلی شرافت اور سچی تہذیب کا پورا ثبوت دے رہے ہیں یہاں فوجی صدر مقام الاصونا میں یونانی عیسائی بکثرت آباد ہیں۔ جنکے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ اور اُنکی عورتیں بلاخطر گلی کوچوں میں پھرتی ہیں کوئی اُنکی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ حتی کہ وہاں خود یونانی قونصل تک ابھی موجود ہے۔ اور یونانی جھنڈا اُس کے مکان پر لہرا رہا ہے اور ترک اس سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے"

کیا دنیا میں کوئی دوسری قوم ایسی عالی حوصلگی دکھا سکتی ہے۔ ترکوں کی یہ عالی ظرفی ملکی یونانی رعایا تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ جیسا کہ ناظرین کو تاروں کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا۔ اُنھوں نے یونانی شہروں میں بحیثیت فاتح داخل ہوکے بھی حیوانی مادہ کو اپنی طبعی انسانیت پر غالب نہیں ہونے دیا۔ مگر اس امر کا اُنکو کافی موقعہ بھی نہیں ملا کیونکہ ہمارے انگلو انڈین اخبارات کے بہادر۔ رحمدل اور فرشتہ سیرت یونانی بمصداق چور کی داڑھی میں تنکا۔ اپنے مسلمان ہموطنوں پر جور و ستم کرنیکا خمیازہ ملنے کے خوف سے ترکی افواج قاہرہ کے تھسلی میں داخل ہونے سے پہلے ہی اپنے اپنے شہروں اور دیہات کو خالی کر کے جنوب کی طرف بھاگ گئے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اگر یہ بزدل بھگوڑے ملک کو چھوڑ کر نہ بھی فرار ہوتے تو بھی اُنکو کوئی اذیت یا تکلیف نہ پہنچتی۔

ایک دوسرے انگریزی اخبار کا نامہ نگار ایلاسونا سے ترکی فوج کے چشمدید حالات ۱۶ اپریل کو اسطرح لکھتا ہے۔ "میں نے کا سو پریا سے جو ایلاسونا سے قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے اُتر کر ۲۰ میل تک سڑک پر سفر کیا جو نہایت عمدہ حالت میں ہے سارا ملک اچھی طرح مزروعہ ہے اور موسم کھلا برف بہت کچھ پگھل گئی ہے۔ صرف پہاڑیوں کی چوٹیوں پر باقی ہے۔ راستہ میں میں نے باربرداری کے ٹٹوؤں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھیں جن سے ترکی فوج کی باربرداری کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ جانور نہایت سخت اور تعجب خیز طور پر جفاکش ہیں۔ بڑے بڑے بوجھ اُٹھا کر بعض اوقات چالیس چالیس میل ایک دن میں طے کر جاتے ہیں۔ پیدل سپاہ نے بھی اپنے آپ کو اس موقع پر ہر طرح قابل اور جفاکش ثابت کیا ہے کیونکہ ترکی جوان نہایت باقاعدہ کوچ کرتے ہوئے دو دن کا لگاتار سفر کر کے بندوقوں اور کارتوسوں کے گٹھوں سے لدے ہوئے مقام مقصود پر تازہ دم پہنچے ہیں۔ جس جس دستہ سے میرا گذر ہوا ہر ایک جوان نہایت تحمل ہو رہا پورا سپاہی سر سے پیر تک نظر آرہا تھا جو سپاہیانہ اوصاف میں

پولنڈوں اور ٹرنکوں کے ملبہ سے پٹا ہوا تھا سب بخت شہری اپنا کل منقولہ اسباب ساتھ لیگئے تھے۔ مگر حکام نے بھر پور ریڑیوں میں اسباب ساتھ نہیں رکھنے دیا تھا۔ اور شہریوں کو سب سامان پیچھے چھوڑ جانا پڑا تھا جسے رہا شدہ قیدیوں اور بھگوڑے سپاہ کے فضلاء نے جو نیز شہر کی لوٹ میں شامل ہو گئے تھے۔ لوٹ لیا بلکہ میں ایک بڑے ٹرنک پر مشہور دانگریز خاتون (مسٹر اور مسٹن چانٹ[۱]) کا نام موٹے موٹے حرفوں میں نقش تھا۔ ایک انگریز نامہ نگار نے خاتون مذکور کی اس دلچسپ یادگار کا بمسرت تمام فوٹو اتار لیا

لاریسا میں ہر جگہ یونانیوں کی دہشت زدہ بھاگڑ کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ بدمعاشوں نے صرف متذکرہ صدر محلہ کو ہی لوٹ کر از سرتا پا خالی نہیں کر دیا تھا۔ بلکہ دیگر محلوں کے اکثر مکان بھی لوٹ لئے تھے۔ بارکوں کا کچھ حصہ بھی جلا ہوا تھا ڈاکٹر و خدام تک یونانی مجروحین کو ہسپتالوں میں لاوارث چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ترکوں کو دس قلعہ شکن توپیں صحیح سالم قلعہ سے پانچہزار سے زیادہ گراس رائفلیں اور سامان حرب کی کثیر مقدار غنیمت میں ملی۔

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ ادہم پاشا نے اپنی فوج کو یونانیوں کی تقلید اور پیروی سے روکنے کے لئے پورا پورا انتظام کیا۔ البتہ البانویوں نے جو ہمیشہ سے شورہ پشت اور سرکش چلے آتے ہیں۔ پہلی رات کسیقدر لوٹ کھسوٹ کرنیکی کوشش کی مگر ہیڈ کوارٹری سٹاف نے انکو فی الفور روک لیا۔ کئی اردلیوں کو بید کی سزا دیگئی اور روکے لئے گولیوں سے مرد دیئے جانیکا حکم صادر کیا گیا۔ مگر اس نہایت ہی سنگین سزا کو بعد میں معاف کر دیا گیا۔ اسوقت لاریسا میں جس قدر یورپین موجود تھے۔ وہ بلا استثنا اس امر کی شہادت دینگے اور تصدیق کرینگے کہ مشیر ادہم کے سٹاف نے نظام و امن قائم رکھنے کیلئے نہایت

[۱] یہ خاتون انگلستان سے یونانی مجروحین کی تیار داری کے لئے یونان گئی تھی۔

بقیہ صفحہ سابقہ۔ سپاہیوں کی فاقہ کش اور بے لباس مونیکی اڑی تھیں وہ بالکل لغو اور سراسر جھوٹ ثابت ہوئیں۔ کیونکہ انکی وردیاں اعلےٰ درجہ کی مکمل تھیں اور خوراک کا سامان بے نقص اور بیکلف۔ سب سے بڑھکر تعجب ناک سپاہیوں کا پرلے درجہ کا جوش اور سرگرمی تھی بجائے اسکے کہ لوگ مضطرب آزردہ یا لاپرواہ ہوتے۔ لڑائی کے واسطے پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ دیہات اور ملکی خدمات پر مامور لوگوں کی بیشمار عرضیاں دن بدن چلی آرہی ہیں۔ بدیں درخواست کہ ہمکو بطور والنیٹروں کے فوج کے ساتھ شامل ہونے کی اجازت ملے کل ایک چھوٹے سے گاؤں کے پاس سے میرا گذر ہوا جہاں پچاس تنومند جوانوں نے مسلمانوں کے ساتھ شامل ہونے کے واسطے درخواست کی۔ کرادیا اور ایلاسونا کے درمیان سرنجی سے آدھے راستہ پر میں گورنر کے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے ٹھیرا۔ یہاں ایک وسیع ہسپتال تیار ہو رہا تھا۔ یہاں کئی ایک کرپ توپیں بھی معہ سامان گولہ بارود کے موجود تھیں۔ یہاں پہنچکر میں فوجی صدر مقام میں لیجایا گیا۔ جہاں ادہم پاشا کمانڈر انچیف غایت درجہ کی خوش خلقی سے میرے ساتھ پیش آئے۔ پاس ہی ضلع میں ایک چھوٹے سے مکان میں مقیم ہیں۔ داڑھی رکھتے ہیں۔ میانہ قد اور عمر کوئی ۵۰ سال کی ہوگی۔ چہرہ سے متانت بھر غائر خوض نمایاں ہے اور بھوری آنکھوں سے فہم و فراست ٹپک رہی ہے۔ تھوڑی فرانسیسی بول لیتے ہیں۔ اور اپنا مطلب اچھی طرح ظاہر کر سکتے ہیں

قابل تعریف اور بیجا کوشش کی ہیں اس امر کی حلفاً شہادت دے سکتا ہوں۔ کہ جبتک میں تھسلی میں رہا۔ ترکی فوج بزم کی تاخت وتاراج سے قطعاً محترز رہی۔ اور رعایا پر خفیف سا تشدد بھی نکیا گیا۔ اکثر علاقوں میں دشلاً جھیل فرلہ کے کناروں پر کثرت اور رونق دیہات موجود تھے جو ہر قسم کے مویشی بھیڑ بکری۔ اور مرغیوں وغیرہ سے بھرے ہوئے تھے پچھلے دنوں میں ترکی سپاہیوں کو رسد کیطرف سے بہت دقت رہی۔ اور انہیں بہت کم غذا دستیاب ہوتی رہی۔ مگر حالانکہ اُنکی آنکھوں کے سامنے یہ بہتات اور افراط موجود تھی۔ اُن میں سے ایک شخص نے بھی کبھی رعایا کی کسی چھوٹی سی چیز تک کو ہاتھ نہ لگایا

ولیعہد یونان

شاہزادہ ولیعہد بہادر کی نسبت ہمنے لاریسا میں عجیب وغریب داستانیں سنیں ہیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اُسے بہت بُرا مشورہ ملا۔ میرے خیال میں غالباً خود شہزادہ ہی شتابکارانہ اور احمقانہ مراجعت کا اس قدر ذمہ وار نہیں جس قدر کہ اُسکا کوئی منظور نظر تیز وطرار یاور۔ مگر ساتھ ہی اس امر کو بھی فراموش کرنا نہ چاہئیے کہ ہزیمت فاش اور متوحشانہ بھاگڑ کے وقت تمام نظام وانتظام اور ادب واحترام مفقود ہو جاتا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ یونانی سپاہیوں میں کئی سرباختہ اور ناراض آدمی موجود تھے۔ یونانیوں کا بھی فرانسیسوں کیطرح یہ قاعدہ اور خاصہ ہے۔ کہ خواہ اُنہیں اپنی ذاتی بزدلی اور نالایقی کی بدولت شکست ملی ہو۔ وہ کل الزام افسروں پر تھوپتے ہیں۔ اور یہ پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ "ہمیں ان لوگوں نے برباد کیا" الغرض خودسری اور واجب یا ناواجب خفگی یہانتک بڑھ گئی تھی۔ کہ بقول مسٹر پرے کئی سپاہیوں نے ولیعہد اور اُسکے سٹاف کی طرف بندوقیں سیدھی کر دیں۔ اور کسی قسم کا امن وانتظام قائم ہونے تک بھگوڑے سپاہیوں کے کمینہ حصہ کے غیظ وغضب سے تاج وتخت یونان کے ولیعہد اور سپہسالار کو بچانا ضروری ہوگیا۔ اور اس ضرورت کی وجہ سے ولیعہد بتاریخ ۲۴ اپریل اپنی فوج کو چھوڑ چھاڑ کر چنپت ہوگیا۔ گو یہ ضرورت ایسی نہ تھی کہ اس نامردانہ کارروائی کے لئے وجہ ہوسکے۔

شنبہ کو علی الصبح جو ٹرین سب سے پہلے سٹیشن سے چھوٹی۔ اُس پر شہزادہ اور اُسکا سٹاف سوار ہوگیا۔ اور بدنصیب شہری جنسے تمام گاڑیاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں باہر نکالدیے گئے۔ نفقط شہزادہ اور سٹاف ہی اس ٹرین پر سوار نہ ہوئے بلکہ اُنکے گھوڑے بھی اس ٹرین پر سوار کرا دیے گئے۔ اور کل جماعت براہ ولسیٹنو فرسالہ کو روانہ ہوگئی جو ریل کے راستہ لاریسا سے پچاس میل سے زیادہ ہے۔ گر خشکی کی سڑک کے راستہ جو بالکل سیدھی جاتی ہے اور نہایت عمدہ حالت میں تھی۔ صرف ۲۲ میل ہے جس مسافت کو گھوڑوں پر بآسانی تمام چار گھنٹوں میں طے کیا جا سکتا ہے۔ فوج کے خوف وہراس کو کم اور بھگوڑوں کو پھر مرتب کرنے کی کچھ کوشش کرنا۔ شاہزادہ بہادر کے فرض منصبی میں ہی داخل نہ تھا۔ بلکہ اُسکے مرتبہ اور شان کا بھی یہی اقتضا تھا۔ اگر اُس سے یہ نہ ہوسکا تھا تو کم از کم اتنا تو کرتے کہ وہ اور اُسکا سٹاف مع کل بھگوڑوں کے ہمراہ فرسالہ کو جاتا جہاں بعد میں ہیڈکوارٹر قائم کیا گیا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شاہزادہ کے مشیروں نے یونانی سپاہیوں کی خفگی، سرباختگی اور بیچارگی دیکھکر اُسے

ایسا کرنے کا مشورہ دیا اور بحالات موجودہ یہ مشورہ عین دانائی پر مبنی تھا۔ مگر اُسے بہادرانہ کوئی نہیں کہیگا۔ یونانیوں کی نالائقی اور بدذاتی میں مطلقاً کلام نہیں۔ ایا پیرس کی ہزیمتوں کے بعد قوم و سپاہ نے کرنل مانوس سے جو وحشیانہ سلوک کیا اُس سے اُسی واقعہ اور دیگر معاملات حرب کے متعلق ایک نامہ نگار نے اپنے خیالات حسب ذیل ظاہر کئے تھے۔

"ترکی جرنیلوں کے مقابلہ میں یونانی جرنیلوں کی ناقابلیت کا پچھلے خط میں تحریر کر چکا ہوں کہ میدان جنگ سے ضروری خبریں آنیکی بڑی امید ہے سو ایسا ہی ہوا ہے کیونکہ جس وقت میں خط روانہ کر چکا۔ اُسکے تھوڑی ہی دیر بعد یتھنے اخباروں میں بڑے بڑے موٹے حروف میں "ادہم پاشا کی واپسی" چھپا ہوا دیکھا۔ چونکہ تمام نامہ نگار کو جو کہ ترکی فوج کے ہمراہ ہیں ادہم پاشا کی قابلیت حسن تدبیر کی تعریف میں ایک ساتھ رطب اللسان ہیں۔ اسلیئے انکے اچانک واپس بلائے جانے سے اسکے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ترک تباہ کرنے کے لئے بڑھ رہے تھے واپس کرنیکی دیوانگی ایسے وقت میں جبکہ فتح و شکست میں شک ہوا اور پھر ایسے جرنیل کو واپس طلب کرنا جس نے اپنی فوج کے ذریعہ سے تمام معترضین سے تعریف لی ہو کسی بڑی مصیبت کے آثار معلوم دیتے ہیں۔ یورپ کا مرد بیمار جو اپنی اس آخری کوشش میں اپنی زائل شدہ طاقت کو حاصل کرنا چاہتا ہی پھر ایک دفعہ سلطانی محل کی بدکرداری اور سازش سے اپنی سعی میں ناکام رہیگا ادہم پاشا کی جگہ لیپزا کے بہادر غازی عثمان پاشا کی تقرری نے عین طوفان میں گھوڑے نہ موڑ لینے کے خوفناک خطرہ کو کم نہیں کیا۔ تاہم مشیران سلطنت نے قسطنطنیہ میں ادہم پاشا کے تنزل کا بیڑا اٹھا لیا ہوا تھا۔ جس توقف کی وجہ سے ادہم پاشا کے دشمنوں نے اسے ناقابلیت اور بزدلی کا الزام لگایا تھا۔ وہ صرف اسلیئے تھا کہ یہ زبردست آدمی ترکی فوج کی قوت کو ایک مرکز میں لاکر اپنے دشمن پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ ادہم پاشا کو طلبی کا پیغام پہنچا۔ لیکن وہ پیغام فتح کی خوشخبری سنکر منسوخ کر دیا گیا جس وقت اس کام کا انتظام مکمل ہوگیا تو یونانیوں کو جو ترکیوں کی فتح کو بڑی رنگین عبارتوں میں تحریر کر رہے تھے معلوم ہوگیا کہ جنگ ایک سائنٹیفک اصول پر بنایا گیا ہے۔ انکے جرنیل ترکی فوج کے جرنیل کے مقابلہ میں ہیچ۔ اور انکی فوج ترکی کے سامنے ناکارہ جیسا کہ وہ درہ ملونا پہ توپوں کے گولوں سے تباہ ہو کے بھاگے ویسا ہی وہ میدان ٹرناوس سے پیٹھ دکھا گئے۔ وہ لاریسا کی حفاظت نہ کر سکے اور اس بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے کہ انہیں سر اور پاؤں کی خبر نہ رہی اور تھسلی کے زرخیز علاقہ پر ادہم پاشا قابض ہو گیا۔ اس بے سروسامانی اور پراگندگی نے رہا سہا کام بھی بگاڑ دیا۔ درہ روبی میں جس طرح یونانیوں کی فوج میسرہ نے ترکوں کی فوج کو روکے رکھا اگر ان کا قلب بھی اسیطرح ادہم پاشا کے قلب کا مقابلہ کرتا رہتا جو پہاڑ کے سانپ جیسے درّوں دیواروں میں پیچ کھاتے ہوئے تھا تو اُسکا واقعات جنگ پر بڑا ضروری اثر پڑتا اگر یونانی اُس درہ میں ادہم پاشا سے لڑتے اور اس درہ کی سلسلہ رسل و رسائل کو جیسا پیڈ کھار ٹرالا سوتا ہے توڑ دیتے تو ادہم پاشا کی حالت بہت ہی نازک ہو جاتی۔ نہیں۔ اگر وہ صرف اڑے ہی رہتے تو اس صورت میں بھی اسکا سلسلہ رسل و رسائل کبھی خطرہ سے خالی نہ تھا۔ لیکن جب یونانی فوج کا قلب پیچھے ہٹا دیا گیا تو یونانی فوج میسرہ کے سلسلہ رسل و رسائل کو توڑ دینے کا خطرہ جاتا رہا۔ کرنیل سماطکی جو درہ روبی میں یونانی فوج کا کمانڈر تھا ایک بہادر اور ہنرمند جرنیل ثابت ہوا ہے۔ بھاگ جانے کے پہلے حکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔ ایک اور حکم ہوا جس کی تعمیل کی اور اپنی فوج کو

بخوبی ثابت ہو رہا ہے کہ یونانیوں کی بد معاشانہ سیہ کاری اور خباثت کیا کچھ کر سکتی ہے - انگریز و دیگر تمام اقوام کے اجنبی نامہ نگاروں اور نیز اطالین و انگریز مجاہدین کی متفقہ شہادت سے ثابت ہو رہا ہے کہ یونانی ہزیمت یابی پر بالخصوص سخت بزدل مجنون ظالم اور مقتول ہو جاتے ہیں

(بقیہ صفحہ گذشتہ) باقاعدہ واپس یونانی فوج میسرہ کی مدد کے لئے آحاضر ہوا -

"تنزل"۔ ولیعہد کونسل - گورنمنٹ - ایتھنز - یونانی افسر - باقاعدہ یا بے قاعدہ فوج والنٹیئر ان میں سے کوئی ایک یونانی فوج کے لاریسا سے بھاگ جانیکا ذمہ دار ہو - تاہم یہ ایک نہایت ہی شرمناک اور افسوسناک واقعہ تھا جس سے تاریخ یونان کے صفحے ہمیشہ کیلئے سیاہ رہینگے - اس بھاگ جانے کو یا شکست کو مراجعت کے لفظ سے پکارنا اسے ایک ایسے نام سے نامزد کرنا ہے جس سے اسکا کچھ تعلق نہیں - تاہم ہنیائی خوجوں نے کبھی موقعوں پر اس اندھی اور دیوانہ گھبراہٹ سی تکلیف اٹھائی ہو - جنگ فرانس و پرشیا میں ایک موقعہ پر جرمن فوج اس گھبراہٹ سے بھاگ اٹھی لڑنے دیکھے منہ اٹھائے جانا قبول کیا - لیکن مقابلے کیلئے اپنے قدم نہ جمائے - نیز انگریزی افواج میں بھی کئی بار ایسی ہل چل پڑ چکی ہے - ایک کارسپانڈنٹ جو ان پناہ گزینوں اور انکے حیوانوں میں جنکو سوڈانی عرب لوگ جب چاہتے کوڑے لگاتے اور چابک مارتے ہوئے جوپایوں کی طرح ہانکتے ہوئے انگریزی جرنیل ہیکس کے ضربیہ سے سواکم کی طرف لے جا رہے تھے شامل تھا - بیان کرتا ہے کہ ان کی حالت ایسی متوحش اور سہمی ہوئی نہ تھی جیسی کہ ان باقاعدہ اور بیقاعدہ فوج - والنٹیئرز کام لکی - مرد عورت اور بچوں کی تھی - جبکہ وہ ایک دوسرے پر گرتے اور گرے ہوؤں کو پاؤں سے روندتے - گروہ در گروہ لاریسا سے فرسالہ کی طرف بے سروسامانی سے بدحواس ہو کر بھاگ رہے تھے - اور طرفہ یہ ہے کہ نہ ہی تو کوئی دشمن انکا تعاقب کر رہا تھا - اور نہ ہی کوئی دشمن میلوں تک انکی نظر میں پڑتا تھا - ترکوں کے خون کی پیاسی یونانی فوج جنہوں نے سلاطین یورپ کی نصائح کی کچھ پرواہ نہ کی تھی - لاریسا میں سر کے بل گری - یہ اپنی سب سے مضبوط مورچوں کی حفاظت نہ کر سکی - اور ترکوں کے مقابلہ سے صرف اسیواسطے خوف زدہ ہو گئی کہ چند آدمیوں نے رات کے وقت باآواز بلند یہ کہنا شروع کر دیا تھا "ترکوں نے ہمیں آلیا" یہ امر ہے جسکو مراجعت کے نام سے پکارا جاتا ہے +

" اس جنگ روم و یونان کی ایک بڑی بھاری خصوصیت یہ ہے کہ لڑائی کے حالات قریباً مفقود الخبر ہیں - جس وقت واقعی جنگ ہو رہی تھی - اس وقت فوج جانبین میں کوئی نامہ نگار موجود نہیں تھا - گو پہاڑی ٹٹوؤں پر سوار ہو کر دروں کے مشکل گزار رستوں پر چڑھنے کے نقشے محب وطن دہقانوں کے جنگی جوش کے بیشمار بیانات اور طرفین سے زخمیوں اور قیدیوں کے ساتھ طرز سلوک کی بیحساب تفصیلیں شائع کی جا چکی ہیں - مگر جہانتک جنگ کے حالات جو ہمیں تاروں کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں - وہ صرف سرکاری رپورٹوں اور خطوط سے اخذ کر کے درج اخبار کئے جاتے ہیں - جنگ اکثر توپوں سے شروع اور سنگینوں کے حملے پر ختم ہوتا رہا ہے - اور عموماً مبندوقوں سے لیکن کسی حالت میں معلوم نہیں ہوتا کہ نامہ نگار بوقت جنگ کسی طرف موجود ہوں - انہوں نے اپنے اخبار وں میں کوئی ایسا مضمون نہیں بھیجا جس سے وہ اپنا عندیہ خاطر خواہ ظاہر کر سکتے ہوں - ڈیلی نیوز نے جسے آپ جی بلڈ فورڈ کے زمانہ سے لیکر آجتک اس کام پر ملکہ ہے - شاید اوروں کی نسبت کچھ زیادہ لکھا ہو - گو رائٹر اور ٹائمز کے نامہ نگار روئٹر جو لاریسا میں بال بال بچ گئے تھے - اس تعداد کی بہت خوفناک تصویر دی ہے تاہم اس مختصر سی لڑائی میں یونانیوں کی شکست اسقدر حیران کرنیوالی نہیں جس قدر جنگ کے نامہ نگاروں کی فراری ہے - اسکا باعث غالباً یہی ہو سکتا ہے کہ چونکہ جنگ سرحد پر بہت سے مقامات پر چھڑی ہوئی تھی - اور نامہ نگار اکثر اس مقام پر جاتے تھے جہاں کہ لڑائی کا زور ہو چکا ہے

مُحبّانِ یونان کی حدّت و بدغضبی

جب لاریسا کی فتح کی خبر انگلستان میں موصول ہوئی تو محبانِ یونان انگریزوں کے گھروں میں ماتم برپا ہو گیا۔ انکے دماغ مختل ہو گئے اور عجیب غریب ہزیان بکنے لگ گئے۔ بطور مثال ۲۰ اپریل ۱۸۹۷ء کے اخبار ڈیلی کرانیکل کے ایک لیڈنگ آرٹیکل کا کچھ اقتباس ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہندوستان کے اکثر اینگلو انڈین اخبارات کو خفت و اندوہ کا بھی اُسوقت کوئی حد و حساب نہ رہ گیا تھا۔ انکو بہادر یونانیوں سے جنکو مسیحیت کے پہلوان تصور کیا گیا تھا بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ مگر جب ایک ہفتہ میں ہی یہ کل اُمیدیں خاک میں ملگئیں تو ولایتی اخبارات کیطرح وہ عجیب مضحکہ انگیز ہزیان بکنے لگ گئے جس میں کچھ تو یونانیوں پر طیش ظاہر کیا جاتا اور کچھ پیچ و تاب کھا کھا کر کبھی ترکوں کو کوسنے دئے جاتے اور انہیں بلقانی عیسائی ریاستوں کے اتحاد کی دھمکیاں دیجاتیں۔ بطور نظیر اس موقعہ پر متذکرہ صدر اخبارات کے چند مضامین مع اُن ایڈیٹوریل ریمارکس کے جو خادم قوم و ملت وکیل امرتسر نے اُن پر تحریر کئے بجنسہ ذیل میں درج کر دئے جاتے ہیں

یونان کے شکست۔ اور اُسپر ایک انگریزی اخبار کا نوحہ (جنگ روم و یونان کے چھڑنے سے پہلے ہی جیسا کہ ہم ترکوں کے مفصل اور سچے حالات ہدیہ ناظرین کر چکے تھے۔ اُن سے بخوبی واضح تھا کہ یونان ترکوں کے سامنے مطلق کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور جو ایسی ہمت اس شجاع قوم عثمانی کی ظاہر کی تھی اس سے بھی ثابت تھا کہ حضرت امیر المومنین اپنی طاقت سے بہت کچھ دبائے رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اسی باعث انہوں نے متواتر یونان کی حمایت پر دول یورپ کو لکھا کہ اس کو سمجھا دو۔ مگر حمایتی کی گرمی نے عاقی کو لات مارنے کی جرأت کرہی دی۔ اور یاد ہو گا کہ ترکوں نے دول یورپ کی درخواست پر اس شوریدہ سر قوم کی پہلی خطا معاف کر دی تھی اور اسوقت تک عام حملہ کا حکم نہ دیا جبتک کہ یونان کی باقاعدہ سپاہ باغیوں کے ساتھ ملکر ترکی کی سرحد عبور نہ کر آئی تھی۔ اور صرف اسی پر اکتفا کیا تھا کہ عثمانی جوانوں نے انکو ایک جنگل میں گھیر کر انکے ہتھیار چھین لئے۔ اور انکو مار بھگایا تھا۔ مگر آخرکار ترکوں کو مجبوراً خود ہی اس نکمی سی بے حقیقت قوم کو سزا دینے کیواسطے جنبش کرنی پڑی۔ مگر وہ بھی اس طرح کہ جب یونانی اپنے سفلہ پن کے جوش سے اُبل کر سرحد عبور کر آئے تو ترکی سپاہ پہلے خود بخود پیچھے ہٹ آئی صرف اس غرض سے کہ دول یورپ کو بعد میں کوئی عذر نہ باقی رہے کہ پہل ترکوں کی طرف سے ہوئی تھی لیکن آخرکار وہی مثل ہوئی۔ "کمزور کا غصہ زیادہ مار کھانے کی نشانی" ترکوں کو حرکت کرنی پڑی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج ترک مقام ڈولو کے قریب موجود ہیں جہاں سے ایتھنز دار السلطنت یونان صرف ستر میل کے قریب رہ گیا ہے۔

یورپین پریس اور نیز ایجنسیوں نے اس موقع پر بھی معمولی اور عادی طرفداری تعصب اور غلط بیانی سے کام لیا۔ مگر صداقت چھپی نہیں رہ سکتی۔ لاہور کا روزانہ سول ملٹری گزٹ بھی یونانیوں کی اس زک پر بہت کچھ جھنجلایا اور کھسیانا ہو کر خود ہی یونانیوں پر لعن طعن کر رہا ہے۔ اور ان پر ہنسی اُڑا رہا ہے۔ مگر دراصل یہ اس نے ایک مرثیہ لکھا ہے۔ جس میں برابر سخت درد دل اور قلق کے ساتھ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور وہ کسی مقام کی طرف اسوقت تک کوچ نہ کرتے تھے۔ جبتک انہیں معلوم نہ ہوتے کہ جنگ کا دلچسپ مرکز کس جگہ ہو گا اور جونہی کہ ادہم پاشا نے کسیطرف محاصرہ کیا وہ جھپٹا ہوا یونانیوں کے قلب تک جا پہنچا اور لڑائی ختم ہوئی جو کچھ باقی رہجاتا تھا وہ نامہ نگاروں کے حصہ آتا تھا۔ یعنی ایک مقام پر تو وہ شکست کے خطرات بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر جنگ کے باقیماندہ مہیب آثاروں کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔"

کیلئے یہاں درج کردیا جاتا ہی اُس سے انکو معلوم ہو جائیگا کہ ان نیکبختوں کا مذہبی جنون اور سوداکس درجہ تک بڑھگیا تھا
"وحشیوں کا دل بادل کیولری اور زمانہ حال کے مہلک ترین اوزار توپخانہ کو لئے ہوئے لگاتار سیدھی بیرن ٹھا چلا جارہا ہے"
بقیہ صفحہ ما بقی تعصب اور طرفداری کی سخت بو آرہی ہے - اسلئے جو کچھ ترکی بیڑہ کی نسبت کہا ہے اسکی نسبت ہمارا صرف اسقدر لکھدینا
کافی ہوگا کہ اخبار وکیل کے پچھلے نمبروں میں کل حقیقت ملاحظہ ہدیہ ناظرین ہو چکی ہے - ہم اس انگریزی اخبار کی نوحہ کا لفظی ترجمہ بلفظہ
درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین واقعات سے خود اس کے نشیب و فراز کا اندازہ کرکے اپنے واسطے نتائج نکال سکیں اور وہ ترجمہ یہ ہے
یونان کی دھجیاں اُڑگئیں - چھوٹے سے بہادر یونان نے جس نچلے پن کو نہایت بڑے مقصود سے اپنے اُس جابر کی مزاحمت کی
جسپر یورپ کی تمام بڑی بڑی سلطنتیں بھی حملہ کرنے میں تامل کرتی تھیں - ہر ایک شخص کو گوارہ سے بہت ہمدردی ہوگی - گر چہ یہ ارشاد بھی
کیا پہلے سے کہ اتنا جنگ ہی سے میدان کارزار سے مستقل طور پر یونانیوں کا پیچھے ہٹنا اور ہٹنا ایک مقصد بد تمام طاقت کا قلع قمع ہو جانا
اس قدر دیدنی اور بے نظیر درد ناک نظارہ ہے - جو ابھی پچھلے ہفتے ہی دنوں میں اپنے دارالسلطنت کی سڑکوں پر جگہ کیا بسے
جوش سے اُبل رہی تھی - سب سے بڑھکر بدقسمتی یہ ہے کہ ناگہنی ترکوں کی سرعت فتح و نصرت کے کارنامہ کا اثر آجکل کے روز نتیجہ خیز زمانہ میں
یہ ہوگا کہ انکی وقعت بحیثیت ایک جنگی طاقت کی اور انکی منزلت اور رتبہ مشرقی یوروپ میں بہت ہی بڑھ جائیگا چنانچہ یونان کی حماقت
کا صریح نتیجہ یہی کہ اسکی جنگی شہرت بالکل نیست و نابود ہوگئی اور پولیٹیکل حیثیت سے اسکے سر پر تباہی اور بربادی وارد ہوگئی - لڑائی
چھڑنے سے پہلے ہمنے کہدیا تھا کہ اس جھگڑے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یونان میدان بحری میں فوقیت لیجائیگا لیکن اگر ترکوں کو موقعہ دیا گیا تو ان
نئے نئے رسالوں کا خشکی میں وہ یونان کا قلع قمع کردیں گے - مگر یہ پیش بینی تو آجکل ہمارے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ ہماری پیشینگوئی
اس قدر تمام تر اور اسقدر سرعت سے پوری ہو جائیگی خصوصاً یونانیو جو طرفداری یونان کی کرتا رہا ہے - اور جو صاف ظاہر ہے اس سے یونانیوں
کی قطعی تباہی اور بربادی زیادہ واضح اور صریح ہے - لڑائی کے پہلے ایک دو دن تک تو ایسے حالات ہمارے سننے میں آئے جنسے معلوم ہوا
کہ یونانیوں نے اپنی استادانہ مراجعت میں اپنی جنگی محل وقوع برقرار رکھنے میں معجزہ دکھلایا ہے - مگر اس کے کوائف بالکل صاف تھے
لیکن اگر ہم نقشہ پر فوجوں کی حرکات و سکنات کو تلاش کریں جیسی کہ وہ اب تک معرض تحریر میں آئی ہیں تو یہ امر ہر جگہ بخوبی واضح ہوگا کہ
سمندر میں ہر مقام پر معاً فتح یونانیوں کے ہاتھ رہی ہی مگر وہ اس فتح کو دراصل ساحل بحر سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکے اور خشکی
پر ہر جگہ ترک ہی حملہ آور رہے ہیں - اور جو حرکت انہوں نے کی ہی اسمیں آگے ہی بڑھے ہیں - اس آخری قاعدہ کی ایک استثنا صرف
یہ ہوئی ہی کہ یونانی اپیرس میں جنیا کے مقابل بڑھے ہیں - مگر جس کی نسبت ہم سنتے ہیں کہ یونانیوں کو جہاں بھی آگے بڑھنے میں منزل
مقصود کے آدھے ہی رستہ میں ترکوں نے نہایت سرعت سے روکدیا - آغاز جنگ پر ہی جیسا کہ ہمنے کہدیا تھا تمام سرحد اس سرے سے
اُس سرے تک مغرب پر پریویسا سے لیکر وسط میں گویا اور مشرق میں گرونیا تک میدان کارزار تھی - مگر جس روز سے در حقیقت
لڑائی شروع ہوئی یونانیوں کے حملہ اور گروہ جنوں سے در اصل گویا یونان پر خود حملہ کر گئے ترکی کو مجبور کہ اب تمام قہر جنہوں نے ہم پر وزیروں
نے اپنی تمام حملہ آور طاقت گرونیا کے پاس درہ ملونا پر جمع کردی - اور یونانیوں نے اپنی طاقت پر پیسیا اور خلیج آرٹا اور انرس پر

تیے ہے۔ آج کی خبر۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ جنگی پہلو سے جیسا کہ ہم بعد میں بتائینگے۔ یہ امر ایسا برا نہیں جیسا کہ ہمدردی انسانی اور تہذیب کے
لحاظ سے ہے۔ البتہ آخر الذکر امور کے لحاظ سے یہ امر نہایت ہی خطرناک اور سخت رنجدہ ہے حکمران ترک (جلالت مآب سے مراد ہے
بقیہ صفحہ سابقہ) اب سب سے پہلے ترکوں کی نسبت کہ اول ہی ہم انکو ایلاسونا پر دیکھتے ہیں۔ جو انکی اپنی سرحد سے پار ہے۔ اور یہاں سے وہ
تیساروس اور کرانیا کے جنوب مشرق سے درہ ملونا کے راستہ آگے بڑھنے کی دھمکی دے رہے ہیں پھر کئی دن کی سینہ توڑ لڑائی کے بعد
پیچا کیہ سنتے ہیں کہ ترک ایلاسونا کی جانب جنوب مغرب ٹرناوس پر آ پہنچے۔ اور گو رپورٹ نے اس معاملہ کو اچھی طرح واضح نہیں کیا۔ اس سے
اور نیز یونانیوں کے بنہایت سرعت سے لاریسا کو ہٹ جانے سے جو ٹرناوس کی جانب جنوب واقع ہے صاف ظاہر ہے کہ ترکوں نے
ایک اور بھی طرف سے سرحد میں گھسکر اور غنیم کے عقب پڑ جانے سے یونانیوں کی ایک پہلو کی فوج کو ہی الٹ دیا۔ چنانچہ اس طرح پھر ایک مرتبہ
اس زمانہ میں بھی وہی فن جنگ کی استادی کھیلی گئی جسکا اظہار تھرماپولی پر ہوا تھا۔ مگر لیونیڈاس کے برعکس اس زمانہ کے یونانیوں کا وہ دل و
گردہ ہی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو غنیم کے نرغے میں پھنسا دیں۔ اور میدان کارزار میں شمشیر کیف ڈھیر ہوں۔ لیکن یونانیوں کی مراجعت
صرف لاریسا ہی تک ختم نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ مشکل ہی اس شہر تک پہنچے ہوں گے کہ ہم سنتے ہیں کہ آگے بڑھتے ہوئے غنیم (ترکوں) کے
خوف سے ہی تمکر بیٹھ رہا اور نیز سر اذخیرہ فوجی سامان کا چھوڑکر اس طرح بھاگے کہ زمانہ حال کے یونانی شجاع دیمیرو ڈیوک آف سپارٹا آگے
آگے اور ساری فوج پیچھے پیچھے۔ اپھر یہ حرکت کر گئے چلکر ایک اور لفظ زرکوس اور نیز نقشہ سے واضح ہے۔ ترکی فوجیں اب زرکوس پہنچ گئی ہیں یا
جو فارسالس کے جنوب مغرب کے پہلو پر واقع ہے سو اس میں کچھ شک نہیں کہ یونانیوں کو ہرگز یہ پسند و مطلق گوارا نہیں کہ اپنی مراجعت میں حملہ
آوروں کو اپنے آپ سے ایک قدم بھی آگے جانے دیں۔ یہ معلوم کرنا دلچسپ ہوگا کہ یہ کامیاب استادی فن جنگ کی کہاں تک ترکی کمانیڈروں
کا حصہ ہے جن میں سے ایک کو اس تھوڑے سے عرصہ میں ہی تخت دیا گیا ہے۔ (اشارہ ہے ادہم پاشا کے ایجوٹنٹ جنرل اور
الغازی عثمان پاشا کمانڈر [illegible] کی طرف) اور کہاں تک یہ جرمن افسروں کی طرف منسوب کی جا سکتی ہے جنہوں نے ترکی فوج کو تعلیم و
تربیت دی ہے۔ بہرحال خواہ کچھ ہو اس فوج نے اپنی شہرت پھر یورپ میں ثابت کر دی ہے کہ وہ تمام سرزمین مغرب میں سب سے بڑھکر اعلے
درجہ کی لڑنے والی ہے۔ کیونکہ خود جرمن فوج بھی اس تھوڑے سے وقت میں جو اسکو ملا ہے اس سے بڑھکر کچھ نہ کر سکتی۔ یونانیوں کی مراجعت
کا دوسرا پڑاؤ فرسالہ ہے جو صوبہ تھسلی میں نصف علاقہ سے بھی کچھ آگے ہے۔ چنانچہ اس طرح سے ایک ہفتہ میں ہی آدھا صوبہ یونانیوں کے ہاتھ
سے نکلگیا۔ اور یہ خود اپنے ہاتھوں ایسی تباہی اور بربادی کا طوفان اپنے سر پر لائے ہیں۔ جس کے روکنے کے واسطے کوئی معجزہ درکار ہے
اور ان کے چھ دن کے معرکہ میں ان عنان وطن کے واسطے اگر کوئی بات قابل فخر و مایہ ناز ہو تو اتنا تو ہے کہ انہوں نے مراجعت کا کچھ بہت اچھا کیا ہے

ٹہ وسطہ درہ تھرماپیلی وہ مشہور درہ یونان کا ہے جس میں ۴۸۰ قبل مسیح ایک ہزار یونانیوں زیر کمان یونانی جنرل لیونیڈاس اور تمام فوج
سلطنت [illegible] ان میں سخت لڑائی ہوئی تھی۔ تین دن تک معرکہ گرم رہا یونانی مطلق زیر نہ ہوئے۔ مگر آخرکار چوتھے دن ایک شخص نے دغا کیا ایرانی
فوج کو پوشیدہ راستہ سے پہاڑ کی دوسری طرف نکال لیگیا اور اس طرح ایرانیوں نے جن کی تعداد لاکھوں تک تھی۔ اکیلے یونانیوں کو اس درہ
میں دو طرف سے بند کر لیا وہ تمام یونانی ڈھیر ہو گئے کہتے ہیں کہ صرف ایک شخص زندہ بچا تھا۔ لیونیڈاس بھی ڈیوک آف سپارٹا کہلاتا تھا۔

ناظرین معاف رکھیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ مترجم) جسے تمام اچھے آدمی کمال نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو زن و بچہ صغیر و کبیر مرد و عورت سب کو بکسر قتل عام کرا دیا۔ (لا ثابت ہو چکا ہو جس کی یہ ناگفتنی دہشت روز روشن کی طرح ہویدا ہو چکی ہے۔ جو انسان حاشیہ صفحہ سابقہ) اب ہم بحری لڑائی کو لیتے ہیں۔ اور ہمارے خیالات پر یکایک تغیر لاحق ہو جاتا ہے۔ یونانی بیڑہ نے سرحد کی ہر ایک حد پر جہاں تک کے پار اپنی طاقت جمع کر دی اور اپنے حیطہ زد میں یونانی ہر مقام پر کامیاب ہوتے رہے۔ یہ ہم سنتے ہیں کہ ترکی بیڑہ اب تک ڈاردنیلز (دردانیال) میں کھڑا ہے۔ کیونکہ کپتان اسکو سمندر میں چلاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اخبارات میں بھی آغاز جنگ سے پہلے ہی ہم کہہ چکے ہیں کہ ترکی جہازوں کو گولڈن ہارن میں پچھلے ۱۱ برسوں سے کیڑے کھا رہے ہیں۔ مگر ہمکو امید نہ تھی کہ یہ جہاز اس قدر ناقابل ثابت ہونگے۔ نتیجہ یہ کہ یونانی بیڑہ کی مطلق مزاحمت نہ ہوئی۔ اور مشرقی ساحل پر اس بیڑہ نے جو سر بہ احکام لیک روانہ ہوا تھا۔ پلاٹامونا اور لتوخوری کے شہروں پر قبضہ کیا۔ اور ترکوں کے انتظامات کسمریٹ کو برباد کر دیا۔ اگر یونانیوں نے اپنی طاقت کا تمام تر حصہ سے بڑھکر اندازہ نہ کیا ہوتا تو اب تک نہ وہ صرف اسی قابل ہو گئے ہوتے کہ ترکی سلسلہ رسل و رسایل ہی کو منقطع کر دیتے بلکہ اس قدر کافی فوج خشکی پر اتار دیتے جو ان کے عقب میں بہت ہیبتناک ثابت ہوتی۔ کسی بیڑہ کا بسلسلہ حدواقعہ ساحل بحر پر سے ایک فوج کے ساتھ متحد ہو کر کام کرنا حملہ کرنے کا ایک نہایت ہی خوفناک طریق ہے جس کا تصور میں آنا ممکن ہو سکتا ہے۔ خشکی پر ترکوں کی برتری بدرجہا تم اس سے بڑھکر کسی اور امر سے ثابت نہیں ہو سکتی کہ وہ نہایت جرأت سے اتنی گنجایش دیکھ سکتے تھے کہ انہوں نے اپنا سلسلہ رسل و رسایل تمامتر غنیم کے بیڑہ کی زد میں کھلا چھوڑ دیا۔ اور ادھر خشکی پر یونانی فوج کا یہ حشر ہوا کہ جدھر ترکوں نے رخ کیا۔ اس کے پیر اکھڑ گئے۔ اور رہا سہا باختہ ہو گئی۔ یہ بھی اغلب ہے کہ ایک ایسی فوج کو جس کے انتظامات کسمریٹ ایسے خفیف ہوں جیسی کہ ترکی فوج کے اور جس کا گذارہ اس لوٹ مار پر ہو جو اس کے ہاتھ سامنے آ جائے بحکمہ کسمریٹ کے تباہ ہونے سے بھی چنداں وقت نہیں لاحق ہو سکتی۔

اب ہم مغربی ساحل کی طرف پھرتے ہیں اور ادھر بھی یونانیوں کا طریق جنگ اسی طرح دیکھتے ہیں۔ یونانی فوج نے ترکی قلعہ پر دیسا کو خاموش کر دیا۔ اور سمندر کے کنارے کنارے جزیرہ کارفو کے مقابل بڑھی اور یونانی خشکی کی فوج کے ایک پہلو کی بھی پشت پناہ تھی جو جنینا کی طرف بڑھ رہی تھی۔ مگر یہاں پھر ثابت ہوا کہ ترکی سپاہ کا دل و گردہ تمام مجموعۂ استادی فن جنگ سے برتر واقع ہے۔ یونانیوں کا نہایت شجاعت سے مقابلہ کیا گیا۔ اور ابھی آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ انہوں نے شکست فاش کھائی۔ اس طرح صاف ظاہر ہے کہ اپنے بیڑہ کی مدد سے یونانیوں کو سرحد کے ہر ایک کنارہ پر بلحاظ فن جنگ کے فائدہ رہا ہے۔ مگر اس فائدہ سے ترکوں کی جنگی قوت کی برتری کے مقابلہ میں کچھ نہ ہاتھ آیا۔ ہمارے مشفق ریوٹر کئی موقعوں پر ہمکو بتا چکے ہیں کہ ترک بلحاظ توپ خانہ۔ رسالہ اور تعداد کے یونانیوں سے بدرجہا بڑھکر ہیں مگر یونانیوں کو ہر طرح معذور رکھنے کی تمام خواہش کو مدنظر رکھکر بھی اس میں کچھ کلام نہیں کہ ساٹھ ہزار فوج سے جو خود اپنے ہی پہاڑوں اور پہاڑی قلعوں اور کمینگاہوں میں جمع ہو۔ اور جس کے پہلو پر ایک خوفناک بیڑہ ہو جس کے سامنے غنیم کا عقب تمامتر اس سرے سے اس سرے تک زد میں کھلا ہو یہ توقع ہونی چاہیے کہ وہ اچھی طرح لڑتی نہ یہ کہ سیدھی گھر کو جاتی۔

اگر یونانیوں نے ذرا ضعیف سا بھی کچھ عرصہ تک مقابلہ کیا ہوتا تو ریاستہائے بلقان میں شورش و فساد کے آثار صاف ظاہر تھے اور ہر طرح

صورت سخت وحشی و درندہ حیوان ہے۔ جسکے نام کو ہی سنکر بدن پر لرزہ پڑجاتا ہے جس پر ابھی پاگلے دن انگلستان کے وزیر اعظم[۱] نے سخت غضب الٰہی وارد ہونیکی پیشگوئی کی تھی جس کی ظالمانہ سرشت کو لگام دینے کیلئے عین اسوقت بھی کل یورپ نہایت جانست

[۱] لارڈ سالسبری کی اُس تقریر کی طرف اشارہ ہے جو اس نے نومبر ۱۸۹۵ء کو لارڈ میئر کے سالانہ دعوتی جلسہ میں بمقام گلڈ ہال کی تھی یہ تقریر معہ ریمارکس بابت سالانہ حکومت میں درج ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۵) اغلب تھا کہ ترکی فوج کے عقب کی آبادی اس موقعہ پر اپنے ظلم کرنے والوں (ترک) کی برخلاف علم بغاوت بلند کرتی۔ بلگیریا کا اپنی فوجیں جمع کرنے کی دھمکی دینا اور رومانیا میں بٹالین کا بغاوت کرنا۔ ایک ایسے طوفان پر دال ہیں جو ترکوں کے پسپا ہونے کی پہلے ہی آثار یونان کے سر پر پھوٹ پڑتا جس طرح بزدل یونان سرنگون ہوا ہے۔ اس سے کوئی موقعہ اس امر کی پختگی کا نہ ملا اور اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ بلگیریا فوجیں نہیں جمع کرے گی۔ طاقتوں نے مداخلت کی ضرورت پر غور کرنا شروع کر دیا ہے پہلے یہ قرار داد تھی کہ یورپ کی تمام طاقتیں اسوقت تک بے لوث اور علحدہ رہیں۔ جب تک کہ کوئی فریق خود درخواست نہ کرے۔ انگلستان واقعات کا رخ پلٹنے کا خیال کر کے ڈرنے لگا اور اب اکیلے جرمنی کا خیال کر کے ڈرنے لگا اور اب اکیلے جرمنی کا خیال ہے کہ یونان کو ابھی اور سبق سیکھنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ آئندہ نصیحت و تربیت کو بخوبی قبول کرنا سیکھ جائے۔ طاقتوں کی مداخلت اسقدر لابد ہے کہ اب اس دلچسپ سوال کی گنجایش ہی نہیں باقی رہی کہ وہ مداخلت کب ہوگی۔ اب ہم سب جو کچھ جاننا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اب ترک بھی اپنے مظفر و منصور کوچ میں رک جائیں گے یا نہیں۔ مگر انکو ممکن ہے کہ کامیابی سے نہال ہو کر وہ اس سے انکار کر دیں اور اس انکار کا یہ مطلب ہوگا کہ ترکی کے مقابلہ پر ایک متحدہ عام جنگ ہوگی۔ اور سب سے بدتر یہ ہوگا کہ طاقتوں میں نفاق اور پھوٹ پڑ جائے گی۔ اور تمام یورپ تہ و بالا ہو جائیگا۔ بہرحال ہم اب انجام کے آغاز پر پہنچ گئے ہیں۔ اور امید ہے کہ یہ انجام یورپین جنگ کی صورت نہیں اختیار کرے گا۔ ہر شخص چند روز آئندہ تک کے واقعات کا انتظار کریگا کہ دیکھیں پانسہ کس کی طرف پلٹتا ہے۔ مگر خواہ کسی طرف پلٹے۔ یونانی اب اس معاملہ سے مٹ گئے۔ اور انکی جنگی شہرت ایک مرتبہ پھر تمام یورپ کے واسطے باعث ہنسی اور تمسخر بن گئی ہے۔

معاصر روزانہ اخبار رسل مورخہ ۲۰ مئی میں ایک لیڈنگ آرٹیکل شائع ہوا ہے جس کے دیکھنے اور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبار مذکور یونان کی شکست اور ترکوں کی فتح سے اس قدر کھسیانا ہو رہا ہے کہ اس کے حواس بجا نہیں رہتے اپنا زہر اُگلتا اور ترکوں کو کوستا ہے اور غصے کی اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ مسمریزم کے معمول کی طرح وہ اپنا اور اپنی ہم مذہب سلطنتوں کا عندیہ اور ارادہ نہ چھپا سکا اور بہادر اور اولوالعزم ترکی نے اسکے اپنے ہی منہ سے وہ باتیں دریافت کر لیں جن کو پہلے (گو وہ عام طور پر کل سلطنتوں کو معلوم تھیں) وہ ظاہر کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ وہاں کا عام اور کھلے طور پر ظاہر کر دینا بعید از مصلحت خیال کرتا تھا لیکن جو برتن میں ہوتا ہے وہی اس میں سے نکلتا ہے ہزاروں اسکی تبلیغ چھپائے۔ آخر شرارت خود انہیں حضرات کے منہ سے افشا ہوتا تھا اور ہو گیا خدا کارساز و مسبب الاسباب ہے جس قوم اور ملت پر وہ اپنا قہر نازل کرنا چاہتا ہے وہ خود ہی ان میں سے ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ بظاہر تو وہ پہلے معلوم ہوتے ہیں لیکن انجام کار سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ راز انسانیان

اور قطعی فیصلہ کن تجاویز و تدابیر کے سوچنے میں مصروف بتایا جاتا ہے۔ یہ شخص فرحاں و خنداں اپنے ڈکٹیٹوں اور موذی جلادوں کو ایک چھوٹی سی عیسائی قوم کو پامال و معدوم کرنے کے لئے لگاتار بھیج رہا ہے اور ڈوما فتور عیسائی بادشاہ ایک طرح سے غلا تیہ (بقیہ صفحہ گذشتہ) گو سول نے دیگر اقوام کو غیرت اور جوش دلانے کے لئے کی ہیں لیکن اس اندھے متعصب کو یہ نہ سوجھا کہ جس وقت اس خلیفۃ المسلمین کے حکم پر چلنے والے بندے اس بھید سے (جس سے وہ قریبًا قریبًا پہلے ہی آگاہ ہیں) واقف ہو جائیں گے تو وہ اپنی تقویت اور دین متین کی حفاظت کے لئے کیا کیا کچھ نہ کرینگے۔ لیکن جب اُلٹے دن آتے ہیں ایسی ایسی افشا ہو ہی جایا کرتی ہیں بقول حضرت داغ ؎ تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی ٭ بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی ٭ دیگر آپ نے جہاد کا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن ہم بڑے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ریاستیں جنکا نام لے لیکر غلط جہاد وہ اپنی قلم سے نکال رہا ہے اور بیان کرتا ہے کہ وہ محض کسی پولیسی کی وجہ سے اس سچے جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس بے تعلقی کا اندازہ حضور نے غلط قیاس کیا ہے وہ ریاستیں جانتی ہیں کہ پرانے جہادوں کے کیا نتائج ہوئے تھے اور کس طرح اُنکے رچرڈ شیر دل بادشاہ انگلستان جو کل دول یورپ کی فوجیں جمع کر کے بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوڑانے کے لئے صلاح الدین پر حملہ آور ہوا تھا) صلاح الدین کی فوج ظفر موج کے سامنے لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ کھڑے ہوئے تھے

ہم سول سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ آیندہ جہاد کے مسئلہ کو نہ چھیڑیں۔ غالبًا آپ کو یہ تو معلوم ہی گیا ہوگا کہ ۱۳ لاکھ ہندوں نے جہاد کیلئے حضرت سلطان المعظم امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سے درخواست کی ہے اور نیز ایران کی ۱۹ ہزار فوج خادم الحرمین الشریفین کی خدمت کیلئے سرحد آرمینیا پر منتظر احکام کھڑی ہے۔ کہیں ایسا ہو کہ دول نصاریٰ کو لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ اور بیچاری نازنین لیڈیاں ہارپ (سارنگی) کی تاریں خوشی کی راگ بجانے کی بجائے اپنے سروں کے بالوں کی تاریں بنائیں اور جیسا کہ ٹلوڈن کی شکست سے تمام سکاٹ لینڈ ماتم کدہ ہو رہا تھا۔ تمام یورپ ان پری پیکروں کے بینوں اور نغموں سے مرثیہ خانہ بنجائے۔

ہم اپنے معزز ہمعصر سے التجا کرتے ہیں کہ اُن کی یہ آہ و زاری اور شیون بکا کسی کام نہ آئیں گے۔ بہتر تو یہی ہے کہ وہ بجائے ایسے مضامین شایع کرنے کی اس معاملہ کے سلجھانے کی تدابیر پبلک کے سامنے پیش کریں۔ چونکہ دوسرے شخص کا مافی الضمیر خود اسی طرز کلام سے ادا ہو سکتا ہے لہذا ہم سول کا ترجمہ بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"غنایم فتح"۔ "ڈوموکوس سے (یونانی افواج کا) مراجعت کرنا اور سلطان کا جنگ کو روکدینا سہ ہفتہ جنگ کا اختتام خیال کیا جا سکتا ہے۔ اگر تمام طاقتیں بالاتفاق کارروائی کریں تو اب صرف غنیمت کی تقسیم باقی ہے۔ اگر کوئی واقعہ جنگ کو اسکی موجودہ حد سے بڑھانیوالا پیش نہ آگیا تو غالبًا یہ کارنامہ تاریخ میں ہفتہ جنگ کے نام سے یاد کیا جاویگا۔ کیونکہ جیسا کہ ہمنے لاریسا سے اچانک مراجعت کے وقت لکھا تھا۔ یونان کی ہزیمت علانیہ تعین کی گئی تھی اور ترکوں کی فضیلت تسلیم ہو چکی تھی۔ اور جو کچھ کہ اس کے بعد واقع ہوا محض تباہی کا نتیجہ رہا ہوتا تھا اس نہ ختم جنگ کے عرصہ میں کوئی چیز سوائے ترکوں کے اعلے تدبر کے معلوم نہیں ہوئی اور غالبًا یونانیوں کی غیر معمولی وجہ سے محمد سلامتی کا کوئی موقعہ قابو میں نہ لا سکے بجز بہتی بہتریوں کی طرفداری کا ایک بڑا بھاری فخر کو کی فوج

اُسکی امداد کر رہی ہیں بلکہ اُن میں سے ایک نے تو اپنے افسر اولین صف جنگ میں لڑنے کیلئے بھیج رکھے ہیں۔ خدا کی شان اور نیرنگی قسمت سے آج یہ صورت پیش نظر ہے۔ جب کوئی عیسائی مشکل سے اعتبار کر سکتا ہے۔ مسلم وحشی جو صدیوں کی بہادرانہ مساعی اور جد و جہد سے

بقیہ صفحہ گذشتہ) کا کثیر التعداد ہوتا ہے۔ سلطنت عثمانیہ ایک لاکھ ستر ہزار یونانی فوج کے مقابلے میں جسمیں کل قابل جنگ آدمی شامل ہیں سات لاکھ فوج میدان جنگ میں لا سکتی ہے۔ البتہ ٹرکی تھسلی کی دور دراز سرحد پر اپنی تمام فوج اکٹھی نہیں کر سکتی۔ تاہم یہ ظاہر ہے کہ اس جگہ یہ فوج نسبتاً یونانیوں سے بہت زیادہ ہے یعنی اسی ہزار کے مقابلے میں دو لاکھ یعنی ایک کے مقابلے میں دو سے زیادہ۔ ادہم پاشا نے اپنی اس زیادتی کو ہر موقع پر پورے پورے طور سے استعمال کیا ہے۔ بار بار درہ ملونا۔ ٹرینو۔ لاریسا۔ ولیسٹرینو۔ فرسالہ اور اب آخرش ڈوموکوس پر فوج کے اس طرح پر پھیلا دینے سے کہ یونانی فوج اس میں گھر جائے اور اُن کا عقب خوف زدہ ہو جائے کی حکمت پر عملدرآمد کیا ہے اور ہر ایک موقع پر صرف خوف ہی کافی ہوتا رہا ہے۔

اب ذرا واقعہ کے یونانی پہلو پر چلیے۔ ظاہر ہے کہ محض ایک جھنجھل ہونے کے باوجود بھی اُنھوں نے پیشتر اسکے کہ وہ لڑائی کرتے ضرور اس فوج کے اندازہ کا مقابلہ کرنے کے لئے قطعی خیال کر لیا ہوگا۔ انکا طریقہ دیوانگی احاطہ تجسس سے بہت دور نہیں ہے۔ ترک سرحد تھسلی پر اپنے موروثی دشمنوں سے جو کسی وقت یونان کی طرح ترکوں کے غلام اور انکی رعایا تھے۔ اور اب یونانیوں ہی کی طرح اُن کی ہر ایک مشکلات سے فائدہ اُٹھانے اور گذشتہ مظالم کا بدلہ لینے اور اپنے ذہن نشین فواید کے حاصل کرنے کے لئے مشتاق رہتے ہیں گھرے ہوئے ہیں۔ سرویا۔ بلگیریا اور مانٹی نیگرو بھی ٹرکی پر حملہ کرنے کے وہی بواعث رکھتے ہیں جو یونانی رکھتے تھے۔ ہر ایک جگہ اپنی حدود کے پرے یونانی اپنے ہزارہا ہم مذہب اور ہم ملک آدمیوں کو دیکھتے تھے کہ ایک اجنبی۔ کافر اور ظالم گورنمنٹ کا جوا پھینکنے کیلئے بڑی بے صبری سے تلملا رہے ہیں اور اُن کا ایک ہی وقت اس نئے جہاد میں شریک نہ ہونا اس امر پر محمول ہے کہ قومی رضا کو اُنکے سرداروں اور وزرا کی ڈپلومیٹک دوراندیشی نے روک رکھا ہے جو کہ اپنے مربیوں کے باقاعدہ احکام کے جو یورپ کے بادشاہوں ہی میں سے ہیں فرماں پذیر ہیں۔ رومانیا جرمنی کے احکام کا پابند ہے۔ بلگیریا اور مانٹی نیگرو روس کے۔ اور سرویا روس اور آسٹریا کی سرپرستی میں ہے۔ لیکن آغاز جنگ کے وقت یونانی یہ امید کرنے کے ہر طرح سے حقدار تھے کہ لوگوں کے جذبات اور سچے دین کا جوش اور صدیوں کی موروثی نفرت بادشاہوں کی ڈپلومیسی یا دوراندیشی کے مقابلے میں بہت زبردست ثابت ہوگی۔ اگر ریاستہائے بلقان ایک ہی وقت اپنی قسمت یونان کے ساتھ وابستہ کر دیتیں تو جنگ کسی اور صورت میں واقع ہوتا۔

رومانیا کی فوج بوقت امن ۵۰۰۰۰ ہزار ہے اور بضرورت کے وقت ۲۰۰۰۰۰ شیر دل فوج میدان میں لا سکتا ہے۔ بلگیریا کی فوج بحالت امن ۴۰۰۰۰ اور جنگ کے وقت ۱۲۰۰۰۰ ہو سکتی ہے۔ سرویا بھی اسی طرح ۲۰۰۰۰ اور ۱۰۰۰۰۰ فوج تیار کر سکتا ہے۔ مانٹی نیگرو کے پاس جو ریاستہائے بلقان میں سب سے چھوٹی ریاست ہے کوئی باقاعدہ فوج نہیں۔ لیکن وہ ضرورت کے وقت ۴۰۰۰۰ ہزار بے قاعدہ فوج مہیا کر سکتا ہے۔ اس طرح یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ پانچ ریاستیں ملکر ٹرکی کی فوج سے جو وہ میدان میں لا سکتی ہے کہیں زیادہ ہو سکتی ہیں۔ مزید براں ترکوں کو دشمنوں کے ملک میں جنگ کرنا پڑے گا۔ جبکہ تمام صوبجات ان کے پیچھے بغاوت کر رہے ہونگے

بلقان کی تمام حصوں سے پیچھے ہٹا دے گئے تھے۔ اب پھر یورپ میں فاتحانہ حیثیت سے پیشقدمی کر رہے ہیں۔ ہلال صلیب کو دھکیلتا چلا
جا رہا ہے۔ مسیحی دنیا کا مقدس نشان اب نشان فتح و ظفر نہیں رہ گیا۔ قسطنطین (بانی قسطنطنیہ) کو فرشتوں نے آتشین صلیب

بقیہ صفحہ گذشتہ کوئی قیام ممکن نہ ہوگا اور سلسلہ رسل و رسائل مسدود ہوگا۔ اور کوئی بیڑہ جہازات خوراک اور ذخیرہ بہم پہنچانے کیلئے
موجود نہ ہوگا۔ یونانیوں کی پالیسی ظاہر تھی۔ یہ صرف ایک ٹھیراؤ تھا جب تک ریاستہائے بلقان میں قومی جوش پختہ نہ ہو جائے بعد
وہ کھلے طور سے اُن کی طرف ہونے کا اظہار نہ کردیں۔ یہ بات لاریب ہوجاتی اگر یونانی اپنے خیال کے لحاظ سے استقلال سے مقابلہ
کرتے اور لاریسا کی پلیونا کر دکھاتے۔ لیکن جس کھلبلی نے یہاں اُن کو تتر بتر کیا۔ یہ اُن کی کوشش کے لئے سخت مہلک تھی۔ اور من بعد
وہ اپنی حالت سنبھالنے کے ناقابل ہو گئے۔ اس لئے ہم مکرر کہتے ہیں کہ یونانیوں نے محض محتاج استقلال ہونے کی وجہ سے
وہ موقعہ ہاتھ سے کھو دیا ہے جس کی وہ کبھی اُمید کئے ہوئے۔

اب یہ سوال کرنے کا وقت ہے کہ مشرق کا مرد بیمار اس دلیرانہ جانداری کے غیر متوقع اور ناخوشگوار اظہار سے کیا حاصل کر پاتا ہے
سلطان واقعی وہ وہ مطالبات کرتے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہے بہت مغرور نہیں۔ تاہم اس کے تمام صوبہ تحصیلی سولہ کروڑ
روپیہ اور رعایات بین الاقوام کی منسوخی کے مطالبات کسیقدر نہایت ہی قابل گرفت ہیں۔ صرف سوال یہ ہے کہ کونسی سلطنت
اس واقعہ کو کافی سخت قرار دیکر بند کرے گی اور وہ پھر خود سمجھ دار اس سوال میں اُلجھ جائیگی تا کہ کونسی دو سلطنتیں ایسا کرینگی۔ ایک پرجوش اخبار
نے پچھلے دنوں بیان کیا ہے کہ اتحاد یورپ کیا ہے تین مطلق العنان۔ دو غلام۔ اور ایک جنبل۔ اور یہ بالکل سچا کہا ہے مطلق العنانوں میں سے
ایک آسٹریا اور غلاموں میں سے ایک اٹلی اتحاد ثلاثہ کے رو سے جرمنی سے ملے ہوئے ہیں۔ فرانس روس کا غلام ہے۔ اور انگلستان لارڈ
سالسبری کی اس قسمیہ پالیسی کی وجہ سے کہ وہ تن تنہا کچھ نہیں کرینگے جبتک سلطنتیں متفق نہوں رکا ہوا ہے۔ اس لئے صرف یہی دو
نوجوان شہنشاہ ہیں جو اس واقعہ کیلئے کسی کام آسکتے ہیں۔ اس کا کافی ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے کہ سلطان نے
سفیروں کے متفقہ نوٹ پر کوئی نوٹس نہیں لیا اور زار روس کے پہلے ہی اشارے سے اس نے فوراً جنگ بند کر دی ہے جرمنی نے
سلطان کو اول درجہ کے مدبر دیئے اور روس نے مہربانی سے ریاستہائے بلقان کو روکے رکھا۔ بات یہ ہے کہ یہ دونوں مطلق العنان
اپنی دستکاریوں کے نتائج سے کافی طور پر ڈر گئے ہیں؟

اس مہینے کی ایک معاصر میں ایک نامہ نگار قسطنطنیہ سے دار الخلافہ کی حالات کی اندرونی جانب کے علانیہ علم اور سلطان سے
ذاتی واقفیت کیوجہ سے عبدل کا یورپ کی عام رائے سے بہت ہی علیحدہ نظارہ پیش کرتا ہے لیکن یہ بھی اقرار کر لیا گیا ہے کہ
یہ وہ شخص ہے جو اپنی تازہ کارروائیوں اور جنگ کی سخت تجربہ کاری سے اپنی پالیسی کو فتحمند انجام کیساتھ نہایت مستقل رہا ہے۔
یہ نامہ نگار خیال کرتا ہے کہ عبدل اول درجہ کا ڈپلومیٹ ہے جس کی پیش نظر ایک بڑا خیال رہتا ہے یعنی ہر ایک سر میں
اسلام کا خلیفہ بننے کا خیال۔ اسی مطلب کے لئے آرمینیا۔ ہیٹیا کی جانب اشخاص قسطنطنیہ کے بازاروں میں عیسائیوں کے قتل کا اندازہ
کیا گیا ہے ان واقع سے اس نے پھر ایک دفعہ اپنی مسلمان آبادی میں جوش پیدا کر دیا ہے اور انہیں اسپاٹ کا خیال دلا دیا ہے کہ عیسائی مسلمانوں کے

دیکر بشارت دی تھی کہ "اس نشان کی بدولت ہر وقت فتح و نصرت تیرے ہمرکاب رہیگی" آج یونانیوں کیلئے جیسا کہ تمام یورپ مشاہدہ کررہا ہے عیسے مسیح کی صلیب یہ معنے رکھتی ہے۔ اس کی بدولت تو شکست ہی ہوگا قتل کیا جائیگا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جو ایک جنگی دین ہے قدرتاً دشمن ہیں۔ دس ہزار عیسائی خاص قسطنطنیہ میں سفیروں کی آنکھوں کے سامنے قتل کردیے گئے اور کوئی شخص سزایاب نہ ہوا۔ پس بقیہ پر [illegible] پالیسی [illegible] اور دوسری جگہ پر اس کی کامیابی نے صرف اسکی اپنی ہی ملک کے مسلمانوں کی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی تعریف کو اپنی جانب کھینچ لیا ہے۔ نیز ہم نے ہندوستان ہی میں ابھی ابھی قدرے اس تعریف کی بڑبڑاہٹ کو جس سے اس فتحمند ترکی کو مبارکباد دیگئی ہے سنا ہے۔

قصہ کوتاہ سلطان نے ایک دینی جوش کی پالیسی اختیار کی ہے اور طاقتیں اس کے مقبوضات کو گاہے گاہے علیحدہ کرنے سے بے نقص رکھکر اس بات کے دیکھنے میں مصروف رہی ہیں کہ اس پالیسی نے مشرق کے مرد بیمار کی رگوں میں نئی زندگی پھونکدی ہے۔ لڑائی کے چھڑجانے سے پیشتر معصر کے نامہ نگار نے تحریر کیا تھا کہ فوج کبھی ایسی مسلح نہ تھی اور نہ میدان میں ایسی مہم کیساتھ ڈالی گئی تھی۔ اور نہ ہی اس طرح پر اسباب بہم پہنچایا گیا تھا۔ جیسا کہ گذشتہ چند ہفتوں کے عرصہ میں ڈارڈنیلز کی مورچہ بندیاں گذشتہ دو سال کی نسبت اب کتنی مضبوط ہیں اور دیگر سرحدی قلعجات کرپ توپوں سے خوب مسلح کئے گئے ہیں۔ اسیطرح قسطنطنیہ کی چٹلجا لائن کی مورچہ بندیاں جو بحیرۂ اسود سے بیکر مار مورا تک پھیلی ہوئی ہے مضبوط اور مسلح ہیں۔ سلطان کا یہ مدعا ہے کہ جنگ کو روکے رکھے اور اپنی تمام تجاویز ڈپلومیٹک ہنرمندی سے بناہی چلا جاوے لیکن وہ جنگ کی ضرورت کیلئے تیار ہے اور اسنے یقین دلادیا ہے کہ جنگ کی تیاری کرنا امن کی ایک ضمانت تھی"۔ سلطان کبھی ایسا مضبوط نہیں ہوا۔ جیسا کہ وہ اس وقت ہے گذشتہ تین ہفتوں کے واقعات سے اس اندازہ کی حرف بحرف تصدیق ہوتی ہے۔ اور اگر سلطان گذشتہ تین ہفتوں سے پیشتر مضبوط تھا تو وہ اب کیا ہے جبکہ یونان تین ہفتوں میں فتح کرلیا گیا ہے۔ اور اس کی فوج کی جنگی شہرت پھر اعلےٰ درجہ پر قائم ہوگئی ہے؟

اب یہ سوال پوچھنا باقی ہے کہ ان دو شہنشاہوں میں سے ایک کو اس نئی اور مشرق میں خوفناک سلطنت کو دلیری دینے سے اور کیا حاصل کرنا ہے۔ وہ بیحساب فوجوں سے کھلاتے گئے ہیں جو کہ بالکل ان کے دائرہ قدرت سے باہر ثابت ہوگئی ہیں۔ اور اب وہ دونوں ایک ہی وقت اس نتیجہ پر پہنچتے معلوم ہوتے ہیں کہ اب انہیں زیادہ زبردست ترکی سے کچھ حاصل کرنیکی امید نہیں ہے چونکہ وہ اس نتیجہ پر پہنچے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ لارڈ سالسبری بھی ان کی تائید کریگا۔ اور چونکہ یہ تینوں سلطنتیں متفق ہوگئیں تو پھر یہ ناممکن ہے کہ سلطان کسیطرح سے سوائے اس ڈپلومیسی کے جس سے وہ آجتک اپنا کام لیتا رہا ہے انکی مخالفت کرے۔ یہ صرف اسی وقت تھا کہ وہ کسی ایک یا دوسری سلطنت کو مداخلت کرنے کے مخالف کرا سکتا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ سلامتی میں تھا۔ ایک طرح اس کی کامیابی اتحاد کیواسطے نجات ہے۔ تین مطالبوں میں سے جو اسنے کئے ہیں رعایات بین الاقوام کی منسوخی صرف یونان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اسلئے وہ غالباً قبول بھی کرلیجائے گی۔ تاوان جنگ ایک کروڑ پونڈ یا سولہ کروڑ روپیہ کی رقم سے ٹرکش فوج کو زیادہ مضبوط بنانا ہوگا۔ اور اسلئے غالباً طاقتیں اس کی مخالفت کرینگی۔ مایم ریلی کا یہ اظہار کہ وہ کوئی تاوان جنگ ادا نہیں کرینگے

انیا پہنچایا جائیگا۔ اور تاخت و تاراج کیا جائے گا" انگلستان بھی ان طاقتوں میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھے کھڑے تماشا دیکھ رہے ہیں شامل ہے پس ہم انگریز لوگ بھی اس جرم کبیرہ میں شریک ہیں "

بقیہ صفحہ سابقہ) محض فضول ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ادا کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے اور واقع نہیں ایک کروڑ پونڈ ادا کرنے میں تاوان جنگ کی ادائگی کے واسطے بہت سی مشکلات پیش آئینگی۔ اسلئے اس کا غالباً نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک قلیل سی رقم کیواسطے طرفین میں مصالحت ہوجائے گی۔ باقی رہا قبضہ سو تھسلی تو سوال ہی میں نہیں لیکن تا حال پہاڑیوں کے قبضے کے بارے میں صوچ و فکر کیگئی ہے۔ اور کیونکہ الاسونا پہلے ہی ٹرکی کو دیدیا گیا تھا۔ اور وہ ہی فی الحقیقت سرحد کی کنجی ہے اسلئے اسطرف تھوڑی سی سعت پر کوئی خاص اعتراض نہیں۔ اب جبکہ تمام طاقتیں متفق ہیں یہ ناممکن ہے کہ وہ اس سے زیادہ منظور کرینگی جتنا کہ ٹرکی اپنی غنایم ختم کر حاصل کرنے کیلئے لڑائی کرنے پر تیار نہ ہو لیکن یہ بھی اسیطرح ناممکن ہے تاہم غنیمت کی اس طرح تقسیم کے پیچیدہ موقعے جھگڑے کیواسطے بعض حالات میں پھر ابھر آنیوالے ہیں اور جبتک کوئی ایک امر بغیر فیصلہ باقی رہگیا۔ اسوقت یہ یورپ کیلئے ایک مخدوش مادہ رہیگا۔

رائٹر ایجنسی حسب معمول جیسا کہ اسلامی ممالک کے متعلق اسکا خاصہ ہے۔ اس لڑائی میں بھی عجب بے تکے پن کے ساتھ خبریں بھیجتی رہی ہے جس پر انگریزی اخباروں کو بھی سخت زجر و توبیخ کرنی پڑی۔ بطور نمونہ ایک اینگلو انڈین اخبار کی تحریر درج کیجاتی ہے ٥ بزم اغیار میں ہم نے اسے اوج پہ درد دل لاکھ چھپایا نہ چھپا۔ ریوٹر جسنے ترکوں کو کوسنے اور برا بھلا کہنے پر ادھار کھایا ہوا ہے۔ جنگ یونان و ٹرکی کے متعلق ایسی بے سر و پا اور لغو خبریں ارسال کرتا رہا ہے اور ابھی تک کر رہا ہے کہ خود انگریزی اخباروں نے بھی اسے لعن طعن کرنا اور ڈانٹ بتانا شروع کردیا ہے۔ چنانچہ ۲۳ مئی کے روزانہ ہمعصر سول میں ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ ہم بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

"آتھرس کے پہاڑ جہاں یونانی پسپا ہو کر آخرکار ہٹ آئے۔ ڈوموکوس کے جنوب جھیل تزیرو کے ٹھیک دوسری جانب اور تھرموپلی کے کسی قدر شمال مغرب میں واقع ہیں۔ اس طرح تین ہفتوں کے عرصہ میں جسمیں کہ لڑائی ختم ہوئی ہے۔ یونانی تمام طول و عرض تھسلی سے یعنی ٹمپ کی گھاٹی سے لیکر تھرموپلی کی گھاٹی تک عملاً اور قطعاً نکال دئے گئے ہیں۔ اُف یہ دونوں تاریخی نام ناپاک کئے جاتے ہیں

اب چونکہ جنگ اختتام پر ہے اور جنگ ملتوی بھی کردی گئی ہے اسلئے یہ لکھنا بیاں نامناسب ہوگا کہ کس طرح ریوٹر نے جنگ کے بارے میں ہر ایک تار خبر بھیجنے میں یونانی طرفداری کو مد نظر رکھا ہے ہر ایک موقع پر جنگ کی ٹھیک خبر پہنچنے کیلئے ہر ایک تار کی جو اس ملک میں آتی رہی ہیں کم از کم تین دن تک چھان بین کرنی پڑی ہے پہلے روز یونانیوں کیلئے انتہا درجے کی شجاعت سے لڑنا اور ترکوں کا پسپا ہونا بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے روز ترکوں کے کثیر التعداد ہونے اور یونانیوں کے گھر جانیکے باوجود بھی ٹھہر جایا جاتا ہے کہ یونانیوں نے دن بھر اپنے قدم مضبوطی سے جمائے رکھے۔ اور آخرش کسی مصلحت فن جنگ کی غرض سے مراجعت کر گئے۔ لیکن تیسرے روز طوعاً و کرہاً یہ لکھنا پڑا ہے کہ یونانی شکست فاش کھا کر بے سر و سامانی کی حالت میں بھاگ کھڑے ہوئے اور ترکوں نے بڑی سرگرمی سے انکا تعاقب کیا۔

ہم نے لاریسا اور اس کے قرب وجوار میں ایک ہفتہ بسر کیا سوفرانیس میں موضع غربی میں جو لیشینس سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے سویا۔ میدان متصلہ اور اردگرد کی کوہستانی گھاٹیوں کی کئی دفعہ سیر کی۔ وادی مذکور کی سیر میں ہمارے ساتھ مسٹر مانٹگمری اور مسٹر جین ڈی نیپٹ گوگلسٹن بھی تھے۔ ماؤل الذکر جو اخبار اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار تھا نہایت ہی قابل اور محقق ہے۔ وہ ترکی نہایت وضاحت سے اور یونانی ایسی بول سکتا ہے جو سمجھی جاسکے۔ بنا بریں وہ عثمانیہ سپاہیوں اور یونانی دہقانوں سے بلا تکلف گفتگو کرسکتا تھا۔ غیر زبانوں کا علم سیاح بالخصوص نامہ نگار کیلئے جیسا کچھ مفید ہوسکتا ہے اسکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسٹر مذکور نہایت دلیر آدمی ہے۔ وہ ہر طرف بیباکانہ چلا جاتا۔ آخر ایک دفعہ یونانیوں نے انکو اسیر کرلیا۔ اور انکے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا۔ شروع شروع میں ترک اسے بہت بے اعتباری کی نظروں سے دیکھتے رہے کیونکہ وہ ایشیاء کوچک میں پیدا ہوا تھا۔ اور ترکی ایسے لہجہ سے بولتا تھا جو ارمنی لہجہ کہلاتا ہے۔ مگر دراصل وہ پرانا ناطق لہجہ و تلفظ تھا۔ اسوجہ سے ترکوں کو اسکے ارمنی نژاد ہونیکا شک ہوگیا تھا اور قسطنطنیہ سے مشیر کو اس اشتباہ کی اطلاع دیگئی تھی۔ مگر میں نے مشیر اور دیگر اشخاص کی غلط فہمی اور شبہ کو دور کردیا۔

آسٹرین نامہ نگار } بیرن پنڈر گر گلیشین جو آسٹرین اخبار فریم ڈن بلاٹ کا نامہ نگار تھا۔ کمال خوش طبع۔ رونق محفل۔ نہایت آزاد منش۔ ظریف مزاج۔ بیحد مستعد اور حد مناسب سے زیادہ نڈر اور بیباک تھا وہ ہمیشہ لڑائی کے موقعہ پر اگلی صف میں اور تا بمقدور سخت خطرہ کے موقعہ پر رہتا۔ کریٹ میں اسے باغی عیسائیوں نے دو مرتبہ گرفتار کرلیا تھا۔ اور ایک دفعہ اس کے گولی سے ہلاک کردیئے جانے میں کوئی شبہ نہ رہ گیا تھا وہ تھسلی میں نہایت منظر

بقیہ صفحہ سابقہ } ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ یہ یونان کیساتھ دوستانہ ہمدردی ہو تو ہو لیکن یہ ہوشیار کی بات نہیں ہے۔ یہ اس عجیب و غریب مرکب کی ایک جزو ہے جسے برٹش کیریکٹر یا مقتضائے طبیعت انگریزان کہا جاتا ہے جو بعض بعض صورتوں میں تو بہت ہی پختگی پر ہے اور بعض بعض امورات میں بودی اور قیاسی باتوں کیطرف اس حد تک مائل ہوجاتا ہے کہ صحیح اور بدیہی باتوں کو تسلیم کرنے ہی سے انکار کرتا ہے و منجملہ قدر دانی میں مکتب کی چھوکریوں کی بھونڈی بھینڈی گڑیوں کی لعبت چینی پر ترجیح دیتا ہے جو اس قدر مشکل معلوم ہوتی ہے کہ گویا اب بولی۔ اور گاہ اخلاقی معاملات میں اس قدر نابلد بنجاتا ہے کہ سیدھے سادے قانونی امر کو صاف طور پر سمجھنے سے بھی کنارہ کشی کرجاتا ہے چونکہ ریوٹر کو اس امر سے بخوبی آگاہی ہے۔ کہ انگریزوں میں بہت ایسے لوگ ہیں جو یونان کی فتح کو پسند کرتے ہیں اسلئے ان کو خوش کرنے کیلئے جہاں تک اس سے ہوسکا یہی تحریر کرتا رہا کہ یونانی فتح پا رہے ہیں اور خواہ مخواہ زر اور وقت دونو کے سر پر چڑھ رہا ہے۔ ریوٹر کی خبروں کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی زہرہ جبین لوگوں کو پھسلانے کیلئے دام فریب بچھاتی ہے اور کوئی شخص اسکے دھوکہ میں نہیں آتا۔ کیونکہ صاف صاف یکلخت ہی اقرار کرلیا کہ یونانی سرکردہ نالائق بدمعاشوں کا ایک گروہ ہیں اور انکے سپاہی زیادہ تر نہایت ہی برے آوارہ گرد بزدلوں کے جتھے سے کم نہیں رہتے یہ کہ انکی خاطر خواہ گوشمالی ہوگئی ہے اور وہ بہت بری طرح کچلے گئے ہیں۔"

۵ مئی کو اخبار سول اینڈ ملٹری ریوٹر کے جھوٹ کی خود ہی قلعی کھلتی ہے کہ یونانی کسی مصلحت فن جنگ سے دومو کوس پر نہیں ہٹے تھے بلکہ تمام یونانی فوج کو شکست فاش ہوئی

سامان کے ساتھ آیا۔ اُسکے پاس گھوڑا نہیں۔ یا ہتھیار کچھ نہ تھا جرمن نامہ نگار ونکو انگریزی نامہ نگاروں کیطرح بیش قرار تنخواہیں نہیں ملتیں اور وہ اپنے انگریزی رفقاء کے لوازمات عیش و راحت کو سخت تعجب و حیرت اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن ہیرل رشک و حسد سے اعلےٰ و ارفع تھا۔ اُس کی طبیعت ہر وقت مسرور و مبتہج اور پیشانی خندہ رہتی۔ اسنے محاربہ کے آخری واقعات کو بھی اچھی طرح سے دیکھا۔ مگر آخر مسٹر مانٹگمری کیساتھ تلمیروس کے قریب یونانیوں کے پنجہ میں پھنس گیا۔

لاریسا سے وادی ٹیمپ بہت مسافت پر ہے۔ جب ہم گئے اُس وقت دھوپ بھی بہت تیز ہوگئی تھی۔ رؤوف بک اور چار سوار ہمارے ہمراہ تھے۔ اُسوقت وادی مذکور میں کوئی ترکی دستہ متعین نہ تھا۔ وہ ترکی بعیدی چوکیوں سے بہت بعید تھی اور بدوران محاربہ ہم سے پہلے صرف ایک مرتبہ ترکی فیس اس پُرفریب خوشگوار وادی میں دکھائی دی تھی۔ بے نظیر مستعد و چالاک اور ہر جا حاضر و ناظر سیف اللہ بک ہم سے پیشتر لاریسا سے ساغیسی (چاگراس) تک جاکر واپس لوٹا تھا۔ جاتی دفعہ میں راستہ میں کئی یونانی دہقان بسرعت تمام لاریسا کو جاتے ملے۔ وہ اُن سطح مرتفع سے جو وادی ٹیمپ کے زیر وس کے قریب ہیں آرہے تھے۔ اور یہ شکایت کرتے جارہے تھے کہ ولاک (والیشی) اور گھیگ (ارنوط) پہاڑوں سے اُتر کر اُنکے دیہات میں گھس گئے ہیں۔ اور مویشی و پارچات لوٹ رہے ہیں۔ اُنھوں نے کسی کو کوئی جسمانی اذیت نہیں پہنچائی مگر جو کچھ پسند آتا ہو اُسے نہیں چھوڑتے۔

میرے خیال میں تاراج کنندگان میں والیشی کوئی نہ ہوگا۔ بلکہ خالص البانویوں کا ہی کوئی دستہ تھا جو بطور خود کچھ لوٹ کھسوٹ کرنے کیلئے فوج سے جدا ہوگئے۔ یہ دہقان ادہم پاشا کے پاس یہ درخواست کرنے جارہے تھے کہ دیہات کی حفاظت کیلئے ترکی سپاہیوں کا پہرہ بٹھا دیا جائے۔ موضع بابا میں جو وادی کے دہانہ پر ایک کلاں بستی ہے ہم نے صرف مرد باشندوں کو پایا۔ پادری کو ساتھ لیکر وہ ہمارے استقبال کو آگے آئے اور بڑے تپاک سے ہماری آؤبھگت کرکے بایں خیال کہ ہم ترک افسر ہیں باضابطہ طور پر اطاعت کا اقرار کیا اور پھر محافظت کی درخواست کی۔ ان دیہاتیوں پر ابتک کسی نے یورش نہ کی تھی۔ مگر وہ دیہات ملحقہ پر ارنوطوں کی تاخت و تاراج کی خبریں سنکر بہت سہم رہے تھے۔ اور اُن کے خوف سے انہی تمام عورتوں اور بچوں کو قصبہ امبیلاکیا میں جو اوسا کی بغلی چوٹی پر واقعہ ہے بھیجدیا تھا۔ ارنوط دریا کے شمالی کنارہ پر چند میلوں کے فاصلے پر سے جاتے تھے۔ پھر واپس آکر اسی رات ہم نے ادہم پاشا کو کل ماجرا سنایا۔ مگر مشیر ممدوح نے ہمارے کہنے سے پہلے ہی دیہاتیوں کی درخواست پر نظام سپاہیوں کی ایک کمپنی وہاں روانہ کردی ہوئی تھی۔ ایک ہفتہ بعد جب دوسری مرتبہ ہمارا گذر وادی میں سے ہوا تو یہ سپاہی وہاں مصروف تھے اور باشندے اُنکے برتاؤ سے سب طرح سے خوش و مطمئن تھے۔ ہم وادی کے بیچوں بیچ وہاں تک جہاں سے کہ وہ یکے بعد دیگرے نہایت خوبصورت مرغزار میں پھیلنی شروع ہو جاتی ہے بڑھتے گئے۔ مگر چونکہ بہت دیر ہوگئی تھی پینی اس کے پل تک نجاسکے اور بنا بریں یہ تحقیق نہ کرسکے کہ آیا پل کے توڑدیئے جانے کی خبر درست ہے۔ دامن وادی سے ہم سات گھنٹوں میں لاریسا واپس پہنچے۔ اسوقت آدھی رات ہوچلی تھی۔ اور ہم سوار و مرکب دونو سخت تکان زدہ ہورہے تھے۔

ترکی و یونانی نقصان

مسٹر کلایو بگھم ٹائمز کے نامہ نگار کی روایت کے مطابق جنہے ترکی ہیڈ کوارٹر سٹاف میں بہت ہر دلعزیزی پیدا کر لی تھی۔ اور بسا اوقات اُسے نہایت ہی اہم خبریں اور خفیہ حالات بتا دیئے جاتے تھے۔ ۱۵ اپریل یعنے لاریسا کے قبضہ تک ترکوں کے صرف چار سو شہید اور مجروح ہوئے۔ یونانیوں کے نقصان کا بھی مسٹر مذکور تقریباً اسی قدر اندازہ کرتا ہے لیکن اگر چار سو سے صرف مقتولین ہی مراد ہوں اور مجروحین اُن میں شامل نہ ہوں۔ پھر بھی یہ تعداد قابل اعتبار نہیں عقل کبھی باور نہیں کر سکتی کہ پچاس میل لمبی سرحد پر ملونا۔ کرتیری۔ ریونی اور ویلیرو وغیرہ کی جو جانگداز اور خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ اُن میں ترکوں کے صرف چار سو آدمی ضائع ہوئے۔ اگر یہ تعداد درست ہے۔ تو اِن لڑائیوں کے نہایت ہی سخت ہونے کے متعلق جو حالات دونو فوجوں کے ہمرکاب نامہ نگار اخبارات میں شائع کرتے رہے تھے۔ اُن کی صداقت پر سخت حرف آتا ہے میرے خیال میں لڑائی کے پہلے دور میں فریقین کا نقصان دو ہزار سے کم نہ ہوا جن میں سے تخمیناً پانچ پانچ سو آدمی دونو طرف سے قتل ہوئے۔ اور باقی زخمی۔

ادہم کی بہا شناسی

ادہم پاشا کو جب فتح لاریسا کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے فوج کی ترتیب جدید کیلئے ۲۵ اپریل کو احکام نافذ کر دیئے۔ خیری پاشا اور اول ڈویژن کو زرکوس پر جو لاریسا سے بجانب جنوب غرب اور تریکالہ کی نصف راہ میں واقع ہے بڑھنے کا حکم ملا۔ نشاط پاشا اور دوسرے کو خیری پاشا کے بسر پر پیشقدمی کرنے کا حکم دیا گیا۔ ممدوح پاشا اور تیسرے ڈویژن کو لاریسا جانے کی ہدایت کر دی گئی۔ اور پانچویں اور چھٹے ڈویژنوں کو حقی و حمدی کے زیر کمان تھے) لاریسا کے بائیں ہاتھ کیطرف سے چکر کاٹ کر شہر سے پانچ میل بجانب جنوب کھلے میدان میں ڈیرہ ڈالنے کا حکم ملا۔ حیدر پاشا اور چوتھی ڈویژن کو جس نے ملونا کی لڑائی میں سب سے زیادہ کام دیا تھا۔ درہ میں درانے کے اردگرد رہنے دیا گیا۔ کیولری ڈویژن کو بھی بجانب جنوب پانچویں اور چھٹی ڈویژن سے آگے کھلے میدان میں قیام کرنے کا حکم دیا گیا۔

مگر افسوس جو کارروائی سب سے مقدم اور ضروری تھی۔ وہ نہ کی گئی یعنی ولسٹینو پر جو یونانیوں کے نئے خط مدافعت پر نہایت اہم مقام تھا فی الفور جمعیت کثیر پیشقدمی کرنی چاہیئے تھی جو نہ کی گئی۔ وہاں ویلو۔ فرسالو اور لاریسا کی ریکولا نیز ملانہ پہاڑی دروں اور لاریسا کی تسخیر کی خبر پہنچنے پر جلالتمآب نے بتاریخ ۲۵ اپریل ۱۸۹۷ء الاصونیہ لشکر ہمایوں کے کمانڈر انچیف مارشل ادہم پاشا کو بوجہ اُن کی بہادری اور غیرت اور عاقلانہ خدمات اور صداقت کے نشان امتیاز زر اور بوجہ غیرت و شجاعت اور عاقلانہ خدمات کے الاصونیہ لشکر ہمایوں کے پہلے ڈویژن کے کمانڈر جنرل خیری پاشا اور دوسری ڈویژن کے کمانڈر جنرل نشاط پاشا اور تیسری ڈویژن کے کمانڈر جنرل حیدر پاشا اور پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جنرل حقی پاشا اور چھٹے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حمی پاشا اور چھٹے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حمدی پاشا کو مرصع نشان عثمانی عطا فرمائے گئے۔ اسی تاریخ سے ایک دن پہلے عثمانیہ بنک کے جنرل منیجر ہیڈ لکر دو سنت کی درخواست پر عثمانیہ بنک کو پچاس مجروحین کی تیمارداری کا سامان رکھنے والا فوجی ہسپتال میدان جنگ میں کھولنے کی اجازت دیگئی مگر بعد میں بنک کو مزید شفاخانہ کو بہت بڑھانا پڑا چنانچہ اکیلے دو مکرکوس کے محاربہ میں ہی کئی سو مجروحوں کی تیمارداری و مرہم پٹی اُسنے کی

ملتی ہیں۔ ولسٹینو کے فتح ہوتے ہی دولو تقریباً اور فرسالوس قطعاً بے پناہ ہو جاتا۔ اور یونانی کبھی اُن کو بچا نہ سکتے اور
اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر ترک فی الفور ہماری جمعیت کیساتھ ولسٹینو پر حملہ کر دیتے تو باغلب وجوہ بلا مزاحمت اس کمال
اہم موقعہ پر قابض ہو جاتے۔ دس دن بعد حملہ کرنیکا یہ نتیجہ ہوا کہ ادہم پاشا کو ولسٹینو سے یونانیوں کو نکالنے پر کئی سو بہادر
آدمی ضائع کرنے پڑے میں مشیر کی خدمت میں یہ عرض کرنے سے نہ چوکا کہ وہ اپنی فوج میسرہ کو بلا توقف ولسٹینو اور دولو
پر بڑھاویں۔ مشیر ممدوح نے فرمایا میں تمہاری صلاح سے اختلاف نہیں کرتا۔ مگر میری تجویز یہ ہی کہ بظاہر ڈرپوک بنکر
اور جلد جلد پیشقدمی نہ کرکے یونانیوں کو کھلے میدان میں جمکر لڑائی کرنے کا حوصلہ دلاؤں " یہ بتانا فضول ہی کہ یہ تجویز
بالکل خود بیہودہ تھی۔ یونانی شجاعت اور اوصاف سپاہیانہ میں ناقص اور اُن سے معرا ہیں۔ مگر عیاری اور
مکاری میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ وہ ایسی بیوقوفی کب کر سکتے تھے کہ اپنے محفوظ پہاڑی موقعوں اور مورچوں
کو چھوڑ کر کفِ دست ہموار میدان میں ادہم پاشا کے مقابلہ پر آجاتے اور اُسے یہ موقعہ دیتے کہ وہ انہیں بالکل معدوم
کر دے۔ ادہم پاشا کا یہ خیال عجب مضحکہ خیز تھا کہ وہ بیکاری سے یونانیوں کو دام فریب میں پھنسا سکیگا۔ کیا وہ اندھے تھے
اور یہ نہ دیکھ سکتے تھے کہ پاشائے موصوف کے پاس نوے ہزار شاندار عثمانی موجود ہیں۔ اور نیز کیا وہ میدان تھسلی کے
دامن پر ترکوں کے جوہر بہت ہی اچھی طرح سے نہ دیکھ چکے تھے کہ پھر کھلے میدان میں اُنکے سامنے آنیکی جرأت کرتے۔ ایلس
ایسے کم عمر لڑکے کو بھی یہ خیال نہایت عجیب معلوم ہوا۔ اور ہم سب بھی جبکہ ایک ات از حد متین اور کم گو شیر نے خلاف معمول
بڑے جوش میں آکر اپنی تجویز کی توضیح و تشریح کی بمشکل تبسم کو روک سکے۔ اُسوقت میرے اور ایلس کے سواء دو نامہ نگار بھی
مشیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے خیال میں مشیر کے توقف کی دراصل یہ وجہ نہ تھی۔ اور نہ ہی اسوجہ کو وہ خود بھی درست
وجہ سمجھکر کہہ رہے تھے۔ بلکہ ہمارے تقاضا پر جو دلیل معذوری کی انہیں سب سے پہلے سوجھ گئی وہی بتادی۔ فی الحقیقت
اس کا سبب کچھ اور ہی اور اس عذر سے بدرجہا زیادہ اہم تھا۔ لیکن ہر دو تھی باعث سامان حرب اور گولہ بارود کی
قلت تھی۔ ادہم ایسا خوش اخلاق اور فراخ دل آدمی ہی کہ میری رائے میں وہ جواب دینے سے انکار کرکے دوسرے کی دلشکنی
کرنا کبھی پسند نہ کرے کسی نہ کسی حجت سے اُسے خوش کر دینا ضروری سمجھتا ہی

اس موقعہ پر یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ادہم پاشا سے بڑھکر شریف اور کامل جنٹلمین کبھی عالم خیال میں
بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ وہ عثمانی شرفا کا بہترین و کامل نمونہ۔ باوقار۔ رحمدل۔ کم گو۔ رہشباز اور ساتھ ہی کمال
خوش طبع و ظریف مزاج ہی۔ ہر شخص ادہم کا ثنا خوان اور اُسپر فریفتہ تھا وہ ایک ایسا آدمی ہی جس کے وعدہ پر
تم کامل بھروسہ کر سکتے ہو۔ اور جو اپنے عزت و ناموس پر ذرا سے الزام یا بہتان کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے
اُسے نہایت ہی انتھک کام کرنیوالا دیکھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ کبھی سوتے ہی نہیں وہ دو دو بجے رات گئے
اور پانچ پانچ بجے صبح کے سویرے کے وقت میں نے اُسے بیدار اور کام میں منہمک دیکھا صرف ایکدفعہ میں نے اُنکو آرام کرتے ہوئے پایا

میں اُنہیں ملنے گیا۔ سہ پہر کا وقت تھا۔ اور گرمی نہایت تیز پڑ رہی تھی۔ [illegible] کہا گیا کہ [illegible] انکو چند منٹ آرام کرنے کیلئے عرض کیا تھا۔ وہ میری درخواست قبول کرکے ذرا لیٹ گئے ہیں۔ اگر آپ اس وقت انکو بیدار نہ کریں تو کمال مہربانی ہوگی"۔ میں ساری دنیا کے معاوضہ پر بھی ایسے جفاکش اور شیریں طبع عسکری کے آرام میں کبھی مخل ہونا منظور نہ کرسکتا تھا۔ پھر ایسی صورت میں کب گوارا کرسکتا تھا جبکہ یونہی شوقیہ ملاقات کو گیا تھا۔ ادہم کی شب بیداری کا اس سے کچھ اندازہ ہوجائیگا کہ جبرات نعیم پاشا کو دلستینو پر حملہ کرنے میں ناکامی ہوئی۔ اور وہ پسپا کردیا گیا۔ تو مسٹر مانٹگمری اور ایلیس قاصد سے پہلے مارشل کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت رات کا ایک بجا تھا۔ مارشل نے فی الفور انکو اندر بلالیا۔ اور آدھا گھنٹہ ایک طرف بڑی توجہ کیساتھ ان سے لڑائی کے کل حالات جزو کل سنتے رہے اور دوسری طرف نقشہ کو دیکھتے رہے۔ ابھی سورج طلوع نہ ہوا تھا کہ بارہ ہزار سپاہ کا ایک سالم ڈویژن نعیم کی ہزیمت خوردہ بریگیڈ کی کمک کیلئے سڑک پر چلا جا رہا تھا۔

ترکوں کی خوش اطواری

میں نے اپنی اقامت کے کل دوران میں صرف ایک موقعہ پر ادہم پاشا کو آزردہ پایا۔ اُسوقت انہوں نے مجھے بتایا کہ سفراء دول نے سر فلپ کری کو غلط بتا کر باب عالی سے شکایت کی ہے کہ عثمانیہ سپاہی تھسلی میں سخت ظلم و ستم کررہے ہیں۔ ایسی صریح بے بنیاد اور جھوٹی شکایت سے ادہم پاشا ایسے محتاط صاف باطن اور بے نظیر منتظم جنرل کو سخت رنج پہنچنا طبعی امر تھا۔ مگر باینہمہ اُن کے رنج و خفگی میں غضب و غصہ کی آمیزش پھر بھی بالکل موجود نہ تھی اُن کی خفگی ویسی ہی تھی جیسی کہ شریف آدمیوں کی نہایت کمینہ اور از سرتا پا غلط الزام دہی پر ہوتی ہے۔ تھسلی میں ترکی فوج کا برتاؤ ایسا قابل تعریف رہا تھا کہ جس قدر انگریز فوج ترکوں کے ساتھ تھے انہیں بھی یہ جھوٹا الزام سنکر ادہم پاشا سے بھی بڑھکر طیش و غصہ آگیا۔ ہم سب نے فی الفور یکجا جمع ہوکر ایک طویل ٹیلیگرام سر فلپ کری کو بھیجدیا۔ اور اُسمیں بیان کیا کہ ہم حلفاً و ایماناً اسبات کی شہادت دیتے ہیں کہ ترکی فوج ایسی خوش اطوار کوئی فوج ابتک ہمارے مشاہدہ سے نہیں گذری۔ عیسائیوں پر خفیف سا جبر و ستم بھی نہیں کیا گیا۔ بلکہ یونانی حکومت کے وقت سے بدرجہا زیادہ اہتمام و احتیاط سے اُن کی حفاظت و خاطرداری کیجارہی ہے۔ کسی گاؤں۔ قریہ یا قصبہ میں کوئی لوٹ کھسوٹ نہیں ہوئی۔ نہ کسی عیسائی کو جسمانی تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اس امر کی تصدیق خود یونانی باشندے کررہے ہیں اور وہ ترکوں کے معاملہ سے ہر طرح خوشنود ہیں۔ لاریسا میں جو تھوڑی بہت تاخت و تاراج ہوئی۔ وہ خود یونانی قیدیوں اور اراذل کی کارروائی تھی۔ جسکا ترکوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی کامل انسداد کردیا۔ ابتک صرف ایک یونانی قریہ دلیلر میں آتشزدگی کا واقعہ ہوا ہے۔ مگر وہ بھی صرف لڑائی کا نتیجہ تھی۔ بلا مبالغہ ترکی سپاہ کا رویہ کمال حیرت انگیز اور نہایت ہی قابل تعریف رہا ہے۔ ایسی خوش اطواری شاید کسی مہذب سے مہذب یورپین فوج سے بھی ظہور میں نہ آتی۔[1]" یہ تار فرانسیسی زبان میں بھیجی گئی۔ کیونکہ تاربابوؤں کو صرف انہیں تاروں کے بھیجنے کی اجازت

[1] دیکھو صفحہ ۲۴۷

تھی جو فرانسیسی یا ترکی ہیں ہوں ۔ اور وہ انہیں زبانوں کو سمجھ سکتے تھے ۔ اسپر حسب ذیل اشخاص کے دستخط تھے ایچ ایس پیلاٹ
بارٹلٹ ممبر پارلیمنٹ ۔ کلاڈیو بگہم نامہ نگار ٹائمز ۔ جارج آرمانٹگمری ۔ نامہ نگار سٹینڈرڈ ۔ ڈبلیو بیلی نامہ نگار ڈیلی ٹیلیگراف ۔
ملاحظہ صفحہ ۲۴۴ کو فتح ام درمان کے موقعہ پر ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو اور اس سے بعد جو بہیمانہ حرکات مصری و سوڈانی پلٹنوں
گورہ افواج اور اُن سب کے انگریز افسروں سے ظہور میں آئیں ۔ وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں رہگئیں ۔ اور خود کئی شریف النفس
انگریز ان پر دلی نفرت کیساتھ سخت لعن طعن کر رہے ہیں ۔ ہزاروں مجروح درویشوں کی یہ تیمار داری اور مرہم پٹی کیگئی کہ
کمال بیدردی کیساتھ میدان جنگ میں سے گذرتے وقت ان کو سنگینوں اور گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا ۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد
کئی دن رات لوٹ مار کا بازار گرم رہا ۔ عورتیں علانیہ بیحرمت کیگئیں اور کسی گھر میں کپڑے کا ایک ٹکڑا تک نہ چھوڑا گیا نقد
اور قیمتی اشیا کا تو کیا ذکر ہے ۔ مہدی کی لاش کو ۱۰ برس بعد قبر سے اُکھاڑا گیا ۔ کسی بہادر جنرل گارڈن متوفی کے جوانمرد بھتیجے
نے اس کا سر کاٹ لیا ۔ کسی شریف و رحمدل انگریز نے ہاتھوں کی اور کسی نے پاؤں کی انگلیاں اپنے بیسیوں بدن معشوقوں کو
ولایت لیجا کر اپنی بہادری کے ثبوت میں دکھانے کیلئے کاٹ لیں ۔ اور پھر باقی جسم کو سخت بیحرمتی کے بعد دریائی جانوروں کی خوراک
کیلئے نیل میں پھینکوا دیا گیا ۔ مسجد کو حالانکہ کل شہر میں ایک ہی مسجد تھی ۔ اور اس عام خونریزی قتل عام و عالمگیر تباہی کے بعد بھی
اُسمیں پچاس ہزار مسلمان باقی رہگئے تھے فوج کی قواعد گاہ اور میگزین بنا لیا گیا ۔ اور پھر لطف یہ کہ ان حرکات پر نادم ہونے کی بجائے
اُنکی ضرورت و معقولیت ثابت کرنے کیلئے عجب سوفسطائیانہ دلایل پیش کی جاتی ہیں ۔ لارڈ کچنر پاشا والی سوڈان و خرطوم بڑے
فخر سے اقبال کرتے ہیں کہ ہاں مہدی کی لاش ہمارے ہی حکم سے ذلیل کیگئی تھی ۔ اور ملکوتی صفات لارڈ کرومر اُنکے اس فعل کی
بڑی گرمجوشی سے تائید کر رہے ہیں ۔ خدا کی شان ہے کہ اسی گلیڈسٹون کے بیٹے کو جو محض روایات کی بنا پر ترکوں کو ظالم اور وحشی
پکارا کرتا ۔ اور یورپ کو انہیں یورپ سے نکال دینے کی نصیحت کرتا تھا ۔ اب خود اپنے ہمقوم افسروں اور افواج کے ان ایسے افعال
پر علانیہ تبرے بھیجنے پڑے ہیں ۔ اور مسٹر ڈمنڈ و بنٹ وغیرہ حقیقی اور خالص عیسائی ان شیطانی کرتوتوں پر تہ دل سے نفرین
بھیج رہے ہیں ۔ ترکی سپاہ کے برتاؤ کے متعلق متذکرہ تار کے مقابلہ پر مظالم ام درمان کی نسبت مسٹر جی این بینٹ کی تحریر کا خلاصہ
یہاں درج کر دینا نامناسب نہ ہوگا ۔ اس تحریر کے شائع ہونے پر چند دیگر انگریز نامہ نگاروں اور ایک جرمن تاجر نے جو سردار کچنر کے
ساتھ تھے اس کی تردید کرنے کی کوشش کی تھی ۔ مگر ان تردیدوں کی متذکرہ صدر اقبال سے اب کوئی وقعت نہیں رہگئی ۔ اس
موقعہ پر "وحشی و ظالم و سفاک" درویشوں کی نسبت یہ بتا دینا بیمحل نہ ہوگا کہ ان کی وحشت و سفاکی کی بدولت تو انکے یورپین
قیدی سولہ برس کی حراست کے بعد بھی زندہ و صحیح سالم پائے گئے ۔ اور کئی (جیسا کہ مہم سوڈان کے محرک سلاطین پاشا سے
سلوک کیا گیا) قیدیوں کو خلیفہ اور مہدی نے اعلیٰ مدارج عطا کرکے ۔ غلام ۔ کنیزیں ۔ اور انعام و اکرام عطا کئے ۔ اور مہذب
و شائستہ فاتحین نے ۔ ام درمان میں تقریباً کسی درویش کو اسیر ہونے کیلئے زندہ ہی نہ چھوڑا ۔ اور اس معرکہ سے پیشتر اتبارا وغیرہ
کی لڑائیوں میں جو اسیر ہوئے تھے انکو ایسی سخت حراست میں رکھا ہوا ہے کہ گویا وہ نہایت ہی خوفناک جرایم پیشہ بدمعاش ہیں ۔ مسٹر بنٹ

ایچ۔ اے گوین۔ نامہ نگار رائٹر ایجنسی جی ڈبلیو سٹیونس نامہ نگار ڈیلی میل۔ ہاملٹن ویلڈن نامہ نگار مارننگ پوسٹ*

بقیہ صفحہ گذشتہ کی تحریر میں ایک ہمعصر کی رائے کے حسب ذیل ہے۔

درویشوں کو انکے پہلے حملہ میں شکست دیکر جب ہماری فوج امدرمان کیطرف بڑہی تو میں بھی کرنل لیوس کی دیسی برگیڈ کیہمراہ تھا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ بائیں طرف جبل فرغام کے نشیب میں انگریزی کیمپ کے شاگرد پیشہ اور دیسی ملازم سفید پوش مجروحین جنگ میں جنکو ہماری افواج پیالی سٹفورڈ بندوقوں کی گولیوں نے زخمی کر دیا تھا پھرتے ہوئے نظر پڑے۔ یہ لٹیرے رائفلوں بھالوں اور سونٹوں سے مسلح تھے جو خدا جانے انکو کسطرح ملگئے تھے۔ بدقسمت زخمی جو نزع کیحالت میں جسطرح ہوسکا رینگ کر اپنے جسم کو موسم گرما کی سخت دھوپ سے بچانے کیلئے چٹانوں اور جھاڑیوں کے سایہ میں لیگئے تھے ان دیسی ملازموں نے بڑی بیرحمی سے ان کو سونٹوں اور گولیوں سے روانہ عدم کیا۔ یہ بزدل ملازم درویشوں سے اس قدر ڈرتے تھے کہ زمین پر پڑی ہوئی لاش کے قریب جانے سے پہلے اسپر چند گولیاں سر کر لیتے تھے اور جب اس طرح اطمینان ہوجاتا کہ وہ بالکل بیجان ہے تو اسکے قریب جاکر اسلحہ اور کپڑے اسکے جسم سے اُتار لیتے چونکہ یہ پس و پیش کی احتیاط کے بغیر بے پروائی سے زخمیوں پر گولیاں چلاتے تھے اسلئے اکثر گولیاں ادہر اُدہر نکل کر خود ہمارے سپاہیوں کیلئے باعث خطر ثابت ہو رہی تھیں۔ چنانچہ وارک رجمنٹ کے چار آدمی ان بے پناہ گولیوں سے مجروح ہوئے۔ واقعی بے لگام شاگرد پیشہ کا انگریزی سپاہ سالار کی آنکھوں کے سامنے اسطرح قتل و غارت کا بازار گرم کرنا نہایت شرمناک تھا۔

یہ قتل عام صرف عربی زخمیوں تک ہی محدود نہیں تھا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ مجروحوں کے قتل کرنیکا حکم عام دیدیا گیا تھا۔ خواہ ایسا حکم دیا گیا تھا یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ سوڈانی شاگرد پیشہ نے اپنی راہ میں بیسیوں زخمیوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ درویش چند گزوں کے فاصلہ پر ریت پر پڑے تھے۔ ان پر بیدردی سے گولیاں چلائیں سنگینوں کے وار کئے گئے انکو نیزوں کے بھالوں سے روانہ عدم کر دیا گیا۔ ایک حبشی نے ایک نوکدار بھالا اٹھایا اور یہ دیکھکر کہ ابھی اسکے مالک میں کوئی دم باقی ہے وہ اسکو زور سے اسکے چہرے میں چبھو دیا اور پھر اپنا بوٹ اسکے سر پر رکھکر زور سے اس خون آلودہ آلہ کو نکالکر آگے بڑھا۔ وہ عرب کسیقدر فاصلہ پر دم توڑ رہے تھے خود انکو گولیوں سے چھید کر روانہ عدم ہوئے۔ بعض اوقات اس قدر قریب سے گولیاں چلائی جاتی تھیں کہ زخمیوں کے گوشت کی جلنے کی بو سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ سوڈانی ملازم ایسی لاشوں پر سنگینیں آزماتے تھے جنکی روح بہت عرصہ پہلے پرواز کر چکی تھی۔

اس کشت و خون کے عمل میں آنیسے کسی کو مجال انکار نہیں لیکن اسکے متعلق تین سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا زخمیوں کو ہلاک کرنا ذاتی بچاؤ کیلئے تھا؟ اسپر مسٹر بینیٹ حسب ذیل ریمارک کرتے ہیں۔

محاربات سوڈان کے تجربوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلم زخمی درویش کے قریب پہنچنا خطرے سے خالی نہیں۔ ایسی مثالیں بھی مل سکتی ہیں جنمیں زخمی دشمنوں نے انگریزی سپاہیوں کو نشانہ اجل بنایا یعنی خود ایک گورا کو جو زمین پر زخمی پڑا تھا۔

دمن شامل ہے۔ مترجم) جرمن مصنف وشلاف صرنے لڑائی کا پہلا دور قبضہ ادریا پر ختم کیا ہے۔ سر اشیبلڈ ہارٹلٹ نے لاریسا کو دوسرے دور میں شامل کرتے ہیں۔ مگر میں نے جرمن نویسندہ کی تقسیم کو صحیح سمجھکر سر موصوف کی تقسیم کا خیال نہیں کیا۔ اور اُنکی بقیہ جانب جنوب گذشتہ گئے تھے اور انگریزی دستہ پر گولی چلاتے دیکھا لیکن کوئی نقصان پہنچانے کے بغیر ہمارے سروں کے اوپر سے گذر گئی۔ ایک اور موقعہ پر ایک درویش نے دفعتاً اُٹھکر پے در پے کئی مصری سواروں پر ہاتھ رسید کئے قبل اسکے کہ اُسے روانۂ عدم کیا جاتا تھا۔ وہ سات آدمیوں کو مجروح کرچکا تھا۔

بہرکیف ایسی مثالیں جنمیں زخمی درویشوں سے ہماری فوج کو گزند پہنچی۔ نہایت کم ہیں۔ پس ان شاذ و نادر واقعات زخمیوں کے قتل عام کا حکم دیدینا کسی طرح بھی جائز متصور نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک شخص جو سوڈان کے محاربات کا کسیقدر بھی تجربہ رکھتا ہوگا۔ وہ تسلیم کریگا کہ اگر کوئی زخمی کسی سپاہی کو نشانہ اجل بنانے کیلئے بندوق اُٹھائے یا بھالا مارنے کا ارادہ کرے تو سپاہی پر اسکا خون مباح ہو جاتا ہے لیکن غیر مسلح نہتے اور بیکس و بے بس زخمیوں کو تلوار کے گھاٹ اُتارنے کے جواز میں کوئی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔ افسوس ہے کہ امدرمان میں بعد جنگ ایسی ہی خوفناک حالت دیکھنے میں آئی۔ اور مجروح درویشوں کو جو میدان میں غیر مسلح بحالت زار پڑے تھے۔ ان پر نہایت بیدردی سے سنگین آزمائی گئی اور انہیں نشانہ بندوق بنایا گیا۔

دوسری دلیل یہ پیش کیجاتی ہے کہ درویش ہمیشہ قابو پاتے ہی ہمارے زخمیوں کو قتل اور مقتولوں کی اعضاء جدا کر دیتے تھے۔ بلاشبہ انگریزی فوج کا یہ دعویٰ صحیح ہے لیکن کیا تل الکبیر کے سامنے ہماری اس قسم حرکت کی خبر درویشوں کو نہ پہنچی ہوگی گو انہوں نے زخمیوں کے اعضا تو جدا نہیں کئے مگر ان کو قتل ضرور کر ڈالا اور وہی الزام انگریزی فوج پر بھی لگا سکتے ہیں مزید براں ایک مہذب و شائستہ فوج جو ایک یورپین سپہ سالار کی ماتحتی میں ہو اس سے ایسی حرکات کا وقوع میں آنا اسکی شان سے بہت مستبعد ہے۔ نیز اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مہدی اور اسکے خلیفہ نے کسی یورپین یا گورے چمڑے کے قیدی کو حالانکہ انہوں نے خود اسکے برخلاف ہتھیار اُٹھائے تھے قتل کرانا پسند نہیں کیا۔

ایک زخمی درویش اسوجہ سے کہ دشمن کے ہاتھ سے کٹنے کی موت مرنیکے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ نہایت خوفناک ہو جاتا ہے اور قبل اسکے کہ بیرحم سنگین اسکے جسم میں داخل ہو کر اسکی زندگی کا خاتمہ کردے وہ ایک آدھ کافر کو قتل کر کے ثواب حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ لیکن مجھے اس خیال کی صحیح تسلیم کرنے میں کلام ہے۔ اگر جنگ تل الکبیر اور سوڈان کی ابتدائی لڑائیوں میں ہم زخمیوں سے ایسی بدسلوکی نہ کرتے تو زخمی ہم سے مہذبانہ سلوک کی توقع رکھکر کبھی ہمارے سپاہی کی بندوق یا بھالے سے جان لینے کی کوشش نہ کرتے۔ ایک افسر جسے میں جانتا ہوں بظاہر مقتول درویشوں کی قطاروں کے قریب سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے گذر رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک درویش نے بڑی تکلیف اور مشکل سے اپنے آپکو اُٹھاکر افسر مذکور کی طرف بندوق چھتیائی جب افسر نے چلاکر اُسے بندوق کو ہاتھ سے رکھدینے کیلئے کہا اور زخمی کو بھی یقین آگیا کہ وہ اُسکی جان لینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ تو اس نے فوراً بندوق پھینکدی اور عبا کا دامن اُٹھاکر اسنے موت کی مسکراہٹ سے اپنے جسم کا نصف نچلا حصہ دکھلایا۔

کتاب کا ترجمہ بھی فتح لاریسا تک حصہ اول میں شامل کر لیا ہی۔ آغاز محاربہ سے لیکر درمین تک کے وقعات کا جو دلچسپ خلاصہ وکیل نے متعدد آرٹیکلوں میں شائع کرکے ساتھ ہی ساتھ اکثر عام غلط فہمیوں اور نادرست روایتوں کی بھی اصلاح کر دی تھی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ] جسے توپ کے پھٹنے والے گولے نے تقریباً دو حصوں میں کاٹ دیا تھا۔

مسٹر بنیٹ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ لڑائی میں کچھ مان و جلوا تھوڑا تقسیم ہوتا ہے اور قتل خونریزی سے کچھ چارہ نہیں تاقی الوقوع جبتک انسانی نیچر موجودہ حالت پر رہیگی۔ اسوقت تک فتح کے نشہ یا دشمن کی پرزور مدافعت کیوجہ سے جنگ کے اعتدال کو ملحوظ رکھنا نہایت مشکل ہی۔ کیونکہ انسان کے خون میں گرمی اور حدت پیدا ہو جاتی ہی۔ اور انسان قتل و خونریزی پر بالطبع راغب ہوتا ہو۔ اور ان حالتوں میں زخمی درویشوں کے قتل کی بارہ میں دشمن کے اعلی درجہ کی جنگی جوش و خروش یا سخت مدافعت میں سے کوئی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔

ایک ایسی لڑائی میں جسمیں انگریزی فوج کا دو فیصدی اور درویشوں کا ساٹھ فیصدی نقصان ہوا ہو۔ انگریزی فوج کو اس قسم کے وحشیانہ جوش کے اظہار کیلئے کوئی وجہ تراشنے کی گنجایش نہیں ملسکتی۔ نہایت سخت اور طول طویل خونریز لڑائی کے بعد کسی مہذب سپاہ کا خوفناک دشمنوں کے خون کا پیاسا بنجانا ممکن ہے لیکن یہاں تو حالت ہی مختلف ہی۔ نہ تو سخت لڑائی ہی ہوتی اور نہ انگریزی فوج کا کچھ زیادہ نقصان ہوا۔ اگر کسی شخص کی انگریزی سپاہ کے صرف پانچ سو آدمیوں کے نقصان پر درویشوں کے چھبیس ہزار سپاہیوں اور افسروں کے مقتول و مجروح کرنے سے بھی تسلی نہ ہو تو اسے انسان کا ہیکو خونخوار شیر کہنا چاہئے۔ دوم یہ کہ کیا قاتل سوڈانی تھے؟ اسپر مسٹر موصوف لکھتے ہیں کہ اس بزدلانہ کام کا حصہ صرف کالے سپاہیوں پر بس نہ تھا۔ بلکہ خاص ہمارے انگلستان کے سولجروں نے بھی اس غیر سپاہیانہ کام میں حصہ لیا۔ میں نے ایک ضعیف العمر اور سفید ریش بوڑھے ترک کو دیکھا جو دونی ٹانگ میں زخم کھا کر چت پڑا ہوا تھا۔ اسنے بظاہر خلیفہ کی بقیہ سپاہ کیساتھ اور ہاں کیطرف بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ مگر زخم نے اسے ہلنے نہ دیا۔ اسکے ٹھیک پیچھے اس کا لڑکا جسکی عمر سترہ سال کی ہوگی اسی قسم کے زخم سے زمین پر پڑا تھا۔ باپ بیٹا دونوں تھے۔ باوجود اسکے ایک ہائلینڈر گورے سپاہی نے اپنی صف سے آگے بڑھا پیرمرد کے سینہ میں اپنی سنگین چھونٹ دی۔ مظلوم درویش نے بیٹا زہ رحم کیلئے گڑگڑا کر التجا کی اور دوبارہ ضرب سے بچنے کیلئے جوش دیوانگی میں دونوں ہاتھوں سے سپاہی کا خنجر پکڑ لیا۔ اسطرح اسکے اپنے جسم کے خون سے اسکے دونوں ہاتھ رنگین ہو گئے۔

تیسرا سوال یہ ہی کہ کیا یہ قتل عام سپہ سالار کے حکم سے وقوع میں آیا تھا؟ اگر یہ بات نہ تھی تو کیا افسروں نے اس افسوسناک قتل کے انسداد کے بارہ میں ذرا بھی اشارہ نہیں کیا۔ جیسا کہا جاتا ہے اگر سپہ سالار کے حکم سے اس سفاکی کا ارتکاب کیا گیا تھا تو پھر اسکے روکنے کے متعلق افسروں کی کوشش فضول اور غیر موثر ہوتی بخلاف اسکے مجھے یقین ہی کہ افسر زخمیوں کے قتل کو دل سے ناپسند کرتے تھے۔ اگر انہیں اپنے منشا کے مطابق کارروائی کرنے کی آزادی ہوتی تو فوراً اس قتل کو روکدیتے۔

مسٹر بنیٹ دو انگلش افسروں کی مشانی ہمدردی کی مثال دیکر رقمطراز ہیں۔

اسے بھی ناظرین کی مزید دلچسپی اور آگاہی کیلئے اس پہلے حصہ میں جس سے وہ متعلق ہیں ایزاد کر دیا جاتا ہے۔ معرکہ ہائے
اور بعد کے مقابلوں کے حالات جو ۲۷ اپریل تک ہوئے وہ دوسرے حصہ میں درج کئے جائینگے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے بعض دیگر برٹش افسر اور سپاہیوں نے بھی ان درویشوں پر جو ہماری توپوں کے گولوں سے زخمی ہوگئے تھے شفقت ظاہر کی۔ چنانچہ جبکہ مندرجہ بالا شفیق القلب یورپین سپاہی ہیمٹفورڈ بندوق کی سنگین اس عمر زخمی کی چھاتی میں جھونک رہا تھا لڑکے نے سر اٹھا کر تھراتی ہوئی نگاہوں سے اس بزدلانہ قتل کی کارروائی کو دیکھا اسنے اپنے ہاتھ ملتجیانہ وضع رکھکر یہ تصور کر لیا کہ عنقریب اسکا بھی کوئی دم میں یہی انتظام ہونیوالا ہے میں آگے بڑھا اور اس لڑکے کو چند بسکٹ دیکر ایک اور پلٹن کے سپاہیوں نے اسے پانی کا گھونٹ پینے کیلئے دیا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیکر پوچھا کہ میرا باپ کیوں قتل کیا گیا ہے؟ میں سوال کا جواب نہ دے سکا۔ لڑکا تقریباً ایک میل تک میرے ساتھ لنگڑاتا ہوا گیا۔ بعدہ وہ ان قیدیوں کے گروہ میں شامل کر دیا گیا جنکو گرفتار کرکے امدرمان لے جا رہے تھے۔

اگر سردار کچنر کو زخمیوں کی غداری اور دغابازانہ گولیوں کے سر ہونیکا اندیشہ تھا تو وہ اپنی سپاہ کو میدان کے ان قطعات سے جہاں زخمی درویش بکثرت پڑے تھے۔ بچا کر لیجا سکتے تھے۔ ایک رستہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرنا کچھ مشکل نہ تھا۔ چونکہ دشمنوں کے فائر کچھ زیادہ فاصلہ پر نہیں پہنچتے تھے اسلئے ہمارا نقصان اٹھائے بغیر ایک ایسی راہ اختیار کر سکتا۔ جہاں نسبتاً مجروح کم پڑے ہوئے ہوتے۔ ممکن تھا۔

امدرمان پر قبضہ کر لینے کے بعد ہماری توپوں نے مفروروں پر گولے برسانے شروع کر دیئے اسپر مسٹر بنیٹ لکھتے ہیں۔

تسخیر امدرمان کے متعلق ایک اور بھی نہایت قابل افسوس واقع ہوا جب ہم درویشوں کے آخری حملہ کو شکست دیکر تیزی سے امدرمان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تو وہ بازار امدرمان کے جنوبی دروازوں کو جاتے تھے مفروروں سے بھرے ہوئے تھے۔ بکار سواروں اور پیادہ درویشوں کے پیادہ دستوں کے پیچھے بہت سے دیسی باشندے جنکا لڑائی سے کچھ تعلق نہ تھا اور کثیر التعداد زن و مرد اور بچے اونٹوں گھوڑوں اور گدھوں پر اپنا اسباب لادکے عجب سراسیمگی سے جنوبی رخ کیجانب رواں تھے۔ انسانی ہجوم اور چارپایوں کی کثرت سے طوفان بدتمیزی برپا تھا اور دیوانہ وار بھاگے جانے کی وجہ سے ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا عین اس حالت میں نمبر ۳۲ توپ کو فیر کرنیکا حکم دیا گیا۔ توپچی بلند مقام سے اچھی طرح مفروروں اور شہر کی دیواروں کو دیکھ سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے بے تامل ان بازاروں پر جو انسانوں اور حیوانوں سے معمور تھے آگ برسانی شروع کر دی ایک بازار جو دریا کو جاتا تھا اسپر میکسیم توپ کے اس کثرت سے گولے پڑے کہ گویا گولیوں کا طوفان آگیا۔ اور بدقسمت ٹکڑے ٹکڑے ہوکر [illegible] مردوں میں جا ملے۔

فی الواقع فاتح لشکر بجا تھا کہ وہ دشمن کی مفرور فوج پر آگ برسائے یا سواروں کے تعاقب میں بھیجے لیکن جب کثیر التعداد جنگ سے بے تعلق اشخاص اور زن و مرد و بچے مفروروں کے ساتھ شامل ہو جائیں تو اسی حالت میں [illegible] توپ کے گولے برسانا ایک نہایت نازک ذمہ داری مول لینے کے برابر ہے دوسرے دن پانچسو لاشیں امدرمان کے بازاروں میں پڑی ہوئی شمار میں آئیں

جنگ روم و یونان

یونان کی خودسری اور دول یورپ کی باہمی نااتفاقی آخر ایشیا جنگ کی سبب ہوئی
اور ۱۸ اپریل ۱۸۹۷ء سے روم اور یونان میں باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی جس کی بابت قانون

بین الاقوام کے رو سے ابتداءً یونان پر حملہ کر دینے کا حق حاصل ہو گیا تھا جبکہ فروری گذشتہ میں یونان کے جہازات بمخالفانہ

نیت سے کریٹ کے سمندر میں اور اسکی کچھ فوج خود جزیرہ میں داخل ہو گئی تھی لیکن سلطان المعظم نے ایک وقت معین دوماہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جن میں سے بس عورتوں کے سوا معصوم بچوں کی بھی لاشیں تھیں دو عورتیں اور ایک آدمی

دریا کے کنارے کھڑے تھے - ایک توپچی انہیں دیکھ کر بولا کہ میں ابھی اس مرد کو ان عورتوں سے جدا کرتا ہوں

اس کے ساتھ ہی میکسم اتو اپ سے تا تا کی آواز آئی - دھواں صاف ہونے کے بعد ہم نے دیکھا تو وہ

تینوں مرے پڑے تھے -

دو عورتیں ایک درویش کی لاش پر رنج و اندوہ کے آنسو بہا رہی تھیں کہ ایک غیر کمیشن یافتہ افسر نے دیدہ و

دانستہ ان میں سے ایک عورت کو ریوالور سے ہلاک کر ڈالا -

ان امور کے تذکرہ کے بعد یہ کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ دریائے نیل کی بائیں طرف لا افسر دستوں

نے پیشقدمی کے وقت فاقہ کش دہقانوں سے بلا قیمت سامان رسد حاصل کیا -

یہ سنکر غالباً کوئی شخص متحیر نہ ہوگا کہ ام درمان پر قبضہ کرنیکے بعد تمام شب سوڈانی سپاہ آزادی سے شہر میں گشت

کرتی رہی رات بھر گولیاں چلنے کی آواز آتی رہی جب کوئی سوڈانی سپاہی روشن ہاتھ لیکر لوٹنے کے ارادہ سے

نکلتا ہے تو اسے کسی کے ننگ و ناموس - جان و آبرو کا ذرا بھی پاس نہیں ہوتا - تین روز تک مفتوحہ شہر

لٹتا رہا شہر میں داخل ہونے والے دیکھتے تھے کہ سپاہیوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں لوٹ کے مال و اسباب

سے لدی ہوئی جا رہی تھیں - ۳ ستمبر کو مجھے دو یورپین سپاہیوں کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا جو زبردستی سے چھین

کا ایک تھیلا چھینکر کمپ کیطرف جا رہے تھے - ایک دیسی ملازم اپنے آقا کے واسطے کچھ قیمتی کپڑوں کے تھان چند مرصع

بجاہر ریکس اور ایک ہاتھی دانت لایا اسکے آقا نے کہا کہ اگر اسے ہاتھی دانت کی قیمت معلوم ہوتی تو وہ نصف

درجن سے کم نہ لاتا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کے بیت المال (خزانہ) میں اسے داخل ہونیکا موقع مل گیا تھا - گارڈ

کی موجودگی یا اسکے اغماض سے دیسی اور یورپین سپاہیوں نے ایک ایسے شہر کو خوب جی بھر کر لوٹا جسکی حوالگی کو انکے سپاہ سالار نے

باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا تھا ایکدن دھوپ کی گرمی ایسی تیز تھی کہ میں چند لمحوں کے لئے سایہ دار جگہ میں ٹھیرنے پر مجبور ہوا شہر کے

بازار ایک مکان میں داخل ہو کر میں نے ایک بوڑھے آدمی سے نصف گھنٹہ کے آرام کیلئے بچھونے کی درخواست کی - یہ بستر اور برتن

کی کھال اس گھر کی کل کائنات تھی - جسے غارتگر پیچھے چھوڑ گئے تھے -

اور ان میں لوٹ کھسوٹ کے ذیادہ تر ہیجو حرکات ظہور میں آئیں - ۸ ستمبر کو ایک اب سپاہی سیکر خیمہ میں آیا اور شکایت کی کہ

تک غلبہ نہیں دیتے رہنے کی اپنی قدیمی اور نہایت ہی ضروری پالیسی پر کاربند رہ کر دول یورپ کو انکی صلاح و مشورہ اور مجوزہ
اصلاحات کا ناکارہ پن جتانے کیلئے خاموشی اختیار رکھی لیکن ساتھ ہی یونان کی اس دست اندازی کے جواب میں اپنی طاقت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ کے وحشی سپاہی میری بیوی کو معہ چھوٹے بچے کے زبردستی اپنے کمپ میں لیگئے ہیں۔ جو تین میل کے فاصلہ پر
لب دریا واقع ہے۔ میرا نوکر اس معاملہ سے آگاہ تھا۔ اس نے عرب کے بیان کی تائید کی۔ میں نے عرب کو کچھ چاول اور بسکٹ دئے۔ اور اسے
سلاطین پاشا کے پاس اس غرض سے بھیجدیا کہ اگر اس سے ہو سکے تو وہ اس کی دادخواہی کرکے اوس عورت اور اسکا بچہ عرب کو
واپس دلادے نیز میرے ملازم نے بتایا کہ گذشتہ شب اسکے ایک دوست کو اس وجہ سے ایک سوڈانی سپاہی نے مار ڈالا کہ اس نے روپیوں کی
تھیلی دینے سے انکار کیا تھا۔

جہاں تک ایک چشم دید بیان دوسرے بیان کی بالکل تردید کرتا ہے۔ وہاں تو ناظرین مجبور ہیں کہ ان میں سے ایک کو جھوٹا
سمجھیں لیکن خیال ہوتا ہے کہ مسٹر بینٹ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ بالکل جھوٹی اور بے بنیاد داستان لکھتا کہ جس میں اُسکی
اپنی قوم کے سپاہیوں اور افسروں پر بیرحمی اور سفاکی کا الزام عائد ہوتا تھا۔ نہ اس کی طرز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی داستان
کے بیان کرنے میں مبالغہ اور جوش سے کام لے رہا ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ لڑائی میں حلوا نہیں بٹتا اور علاوہ اسکے ہر سپاہی کا
حق ہوتا ہے کہ اگر فریق ثانی کا سپاہی اسپر حملہ کرے تو وہ اسکو مار ڈالے۔ چہ جائیکہ مجروح سپاہی حملہ کرے اور اسکو دوسرا نہ مار ڈالے
لیکن اسکا اعتراض اس بات پر ہے کہ نہ صرف سوڈانی شاگرد پیشہ ہی کو کھلم کھلا بندوقوں اور نیزوں سے مجروح نہتوں اور بے بس
درویشوں کو بلا تامل مار دیا گیا۔ بلکہ خود گورے سپاہی مجروحوں کو قتل کرتے رہے جس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ فوجی افسروں کی
مرضی کے سوا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اتنی بات تو کپتان ٹیڈمین نے بھی مانی ہے کہ میدان جنگ کے مجروحوں کو مارنے کے سوائے چارہ نہ تھا
پھر اُسنے جنرل کچنر کی تائید کیسے کی۔

مسٹر بینٹ کی یہ رائے نہایت معقول ہے کہ جب مفتوح درویشوں کو یقین تھا کہ وہ بہر نوع دشمن کے ہاتھ پڑ کر کتے کی موت
مارے جائینگے تو ایسی حالت میں اگر کھسیانے ہو کر انہوں نے مرنے سے پہلے اپنے خیال کے مطابق اور ایک آدھ کافر کو مار کر مرنے
.... کا ارادہ ٹھان لیا تو بالکل قدرتی بات تھی البتہ اگر انہیں یقین ہوتا کہ دشمن
کی قید میں پڑ کر وہ مارے نہیں جائینگے۔ تو اُنکے مجروح گولیاں نہ چلاتے۔ اُسنے یہ بھی لکھا ہے کہ فاتح فوج کے کھسیانے ہونے کی کوئی وجہ
نہ تھی کیونکہ انمیں سے فیصدی دو سے زیادہ جان کا نقصان نہیں ہوا تھا بمقابلہ مفتوح کے ساٹھ فیصدی نقصان جان کے۔

....

...... اسلئے مہذب فاتح فوج کو وحشی سوڈانیوں سے ضرور زیادہ شائستگی رحمدلی اور انسانیت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ سول اینڈ ملٹری
گزٹ اس واقعہ کی تاویل یوں کرتا ہے کہ ہر شخص جو متذکرۃ الذکر (مسٹر بینٹ) کا آرٹیکل پڑھے واضح ہوتا ہے کہ اُسنے ایک مجر شلی
اور کیلا ذریعے ان معاملات کی نسبت پیدا کرلی۔ جو جنگ کے بعد پیش آئی نہ بہت سی مثالیں تندہی کی دیکھی تھیں۔ اور اُس کی

مستعدی ظاہر کرنے کی غرض سے سرحد تھسلی پر فوج فراہم کا جمع کرنا شروع کردیا۔ اور اس پالیسی کو مدنظر رکھکر جس کو ہم کئی دفعہ واضح کرچکے ہیں۔ یونانی مفسدین اور باقاعدہ فوج کے تمام آدمیوں کے لباس میں علاقہ عثمانیہ پر متواتر حملے کرتے رہے۔ کیونکہ صورت میں بھی صرف مدافعت پر صبر رکھا۔ اور یورپ نے عالم آشوب جنگ کے خطرات سے محفوظ رہنے کے لئے بیوقوف یونان کو ہوش میں لانے کا کام دول یورپ کے سپرد کیا جس کو بظاہر انہوں نے اپنے ذمہ لے بھی لیا لیکن جنگ کے چھڑ جانے

(بقیہ صفحہ سابقہ) کا اور اسکی رائے میں یہ اس تمام دغابازی اور مذہبی دیوانگی سے بڑھکر تھیں کہ جس کی بدولت یہ تندی عمل میں آئی۔ وہ ایک انگریزی سپاہی کی نسبت وحشیانہ حرکت کی مثال بیان کرتا ہے۔ اور یہ ان کو اس بات سے دیکھا ہمدردی اور مہربانی سے جو سپاہیوں نے دشمن سے مرعی رکھے تھی اور جنکو وہ تذکرۃً بیان کرتا ہے زیادہ مخصوص معلوم ہوتی ہے“ اسکے بعد یہ اخبار لکھتا ہے کہ جنگ کے خطرات اور حالات نواحی نے راقم مضمون کے فیصلہ پر اثر کیا ہے کہ جسکی مسٹر برلی اور جرمن اتاچی پوری تردید کردیتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں پوری تردید مسٹر بینٹ کے بیان کی ابتک نہیں ہوئی جیسا کہ کنٹمپریری ریویو کے آرٹیکل سے واضح ہے اور یہ خیال اور بھی مسٹر بینیٹ کے مضمون کی تائید کرتا ہے کہ جنرل کچنر شاید ہی اپنے مہم خرطوم کے ہمراہ جنگی نامہ نگاروں کا لیجانا پسند یا منظور کرتے تھے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ اس جنگ کی تمام تجاویز بہت مدت پہلے سے ذہن نشین کرچکے تھے جبتک مسٹر برلی اور کپتان سٹیڈمین کے مفصل مضامین نہ دیکھے جاویں۔ میرے لئے یہ مشکل معلوم ہوتی ہے کہ میدان ام درمان میں زخمی درویش لڑائی کے بعد قتل کئے گئے ہیں۔

مگر پائنیر جو زیادہ معقول اور متین اخبار ہے وہ اسبات میں سول اینڈ ملٹری گزٹ کی خیالی توضیح کے بالکل خلاف رائے دیتا ہے وہ لکھتا ہے کہ کیوں کپتان وان ٹیڈمین جرمن اتاچی کی شہادت انگریز نامہ نگاروں سے زیادہ قیمتی اور معتبر ہونی چاہیے جیسا کہ صورت موجودہ میں پیش آتا ہے کہ یہ کپتان بھی ہمیں جنگ ام درمان کے بعد مجروحین کی کیفیت ویسی ہی بتلاتا ہے جیسی کہ ہمارے اپنے نامہ نگار نے بتلائی تھی۔ سوڈانی اور مصری سپاہیوں کو لاریب ایسی حرکات عمل میں لانے کی اجازت ہو گئی کہ جو ناقابل بیان خوفناک ہیں۔ لیکن غالباً سوڈانی دشمن کے طریقے جنگ کے بعد بہت شیطانی اور وحشیانہ ہیں کہ اس بارہ میں صاف انکار کرنا نہ موثر اور نہ عقل کی بات ہے۔ ام درمان میں کیا پیش آیا اسکے متعلق ہمارا اپنا نامہ نگار جو کہ جنگ کے ایک ہفتہ بعد تک وہیں رہا تھا بیان کرتا ہے کہ ”جنگ کے بعد پہلے چار روز تک تو کالے سپاہی بالکل ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اور یہ تمام عرصہ ام درمان میں رہے“ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جب بڑی بڑی سرکاری عمارتوں مثل سلاح خانہ و بیت المال پر پہرے لگائے گئے تھے تو مہدی کی قبر اور خلیفہ اور مہدی کے گھروں کی حفاظت نہیں کی گئی جو جلدی ہی توڑ دئے گئے اور ان کی ہر چیز لوٹ لی گئی۔ الغرض یہ امید رکھنا کہ ایسی حالات میں کئی ایسی چیزیں واقع نہیں ہوسکتیں جو انگریزی ناظرین کو صدمہ پہنچائیں غیر متوقع امید ہے“ تو گویا اس ساری تمام کہانی کا مطلب یہ نکلا کہ واقعی درویش مجروحوں کو میدان جنگ میں سخت بیرحمی سے قتل کیا گیا ہے اور سپاہیوں نے مقتولوں کی اہانت یا کم از کم اغماض ہی کیا گیا ہے جو کسی مہذب فوج کیلئے یقیناً شرمناک کارروائی ہے۔

نے ثابت کردیا ہی کہ ان سلطنتوں کی اغراض اب ایک دوسرے سے ایسی متضاد اور متغائر ہوگئی ہیں کہ وہ کوئی کام یک دلی
اور متفق الرائے ہو کر نہیں کر سکتیں۔ اسلئے کامل یقین سے یہ کہا جا سکتا ہی کہ انہی دول عظام میں سے جو بظاہر سب ملکر یونان کو سمجھاتی یا
اسپر دباؤ ڈالتی رہی تھیں۔ چند ایک ضرور در پردہ یونان کی پیٹھ ٹھونکتی رہی ہیں۔ اسوقت تک ایسی سلطنت کا نام انگلستان
بتایا جاتا ہی۔ اور دوسری سلطنتوں کے افعال بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہیں۔ تاہم دول یورپ کی ایمانداری اور دوستی
پر کلیتاً بھروسہ کر لینا سخت غلطی ہی۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ جو طریق عمل انہوں نے اختیار کیا ہے وہ قابل تعریف نہیں ثابت ہوا ہے اور جہانتک انسانی عقل کام
قیاس کر سکتی ہی یا انسانی فطرت پر بھروسہ ہو سکتا ہی۔ یہ سلطنت اب کسیوقت سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا پیچھا نہیں چھوڑیگی۔ خیر یہ بحث تو پھر کیجائے گی
ہمیں اسبات کا سخت افسوس ہی کہ کل مسلمانوں کو ہونا چاہیے کہ یونانی مفسدین کی شورہ پشتی اور کریٹ میں مسلمانوں کے لگاتار کشت
و خون نے سلطان المعظم کو آخر اپنی پالیسی چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور جب انکو یہ یقین ہو گیا کہ زیادہ دیر تک خاموش رہنا دیگر
صوبجات ممالک محروسہ میں بھی جہاں یونانی رعایا کی آبادی کچھ کم نہیں ہے شورش برپا کردینے کا موجب ہوگا۔ اور یونانی حملہ آوروں کی
کو شمالی ندی سے نیسی سخت سے سخت خطرات پیدا ہونیکا قوی احتمال ہی تو حضرت امیر المومنین نے افواج قاہرہ کو ترکی بترکی جواب دینے کا حکم دیدیا میدان
جنگ سے جو خبریں اس ہفتہ موصول ہوئی ہیں وہ تاروں کے کالم میں درج ہیں میدان جنگ سے صحیح خبروں کا پہنچنا مشکل ہے مگر ہر ایک فریق اپنے حق میں مفید خبر
مشتہر کرتا ہی لیکن ہمیں کوئی شبہ نہیں ہی کہ ترکی افواج بہت جلد یونان کی فوج کا جو اسوقت سب کی سب سرحد پر جمع ہی قلع قمع کر کے
تھسلی پر قابض ہو جائیگی اور اسپر قبضہ ہوتے ہی ظن غالب ہے کہ اول تو خود یونان یورپ سے صلح کرا دینے کا ملتجی ہوگا ورنہ یورپ کی
کوئی نہ کوئی سلطنت ضرور بیچ بچاؤ کر کے ترکوں کو خاص ایتھنز تک پیشقدمی کرنے سے روکدیگی۔ یورپ کیطرف سے ایسا ہونا کوئی نئی بات
نہیں ۱۸۷۶ء میں سرویا نے جب بغاوت کر کے ترکی علاقہ پر حملہ کیا تھا اور ترکی افواج نے بہت جلد اُسکو ہزیمت پر ہزیمت دیکر
اُسکے دار الخلافہ بلگریڈ پر پیشقدمی شروع کر دی تھی تو جھٹ روس نے بیچ میں کود کر عارضی صلح کرا دی تھی ہاں اسوقت اتنا فرق ضرور ہی کہ
یورپ کی بعض دول عظام ایک دوسرے کیساتھ جنگ کرنے پر بھی بظاہر تلی بیٹھی ہیں۔ اور ممکن ہی کہ وہ اس چھیڑ چھاڑ کی آڑ میں آپس میں گتھ
جانے کیلئے کوئی بہانہ ڈھونڈھ لیں۔ اکثر لوگ تعجب کرتے نظر آتے ہیں کہ ترکی کی سرحد پر کئی لاکھ فوج جمع ہی اور یونان کی کل
فوجی کائنات صرف پچاس ساٹھ ہزار ہے۔ پھر کیا وجہ ہی کہ باوجود آٹھ دس دن گذر جانیکے ترکی فوج کل یونانی لشکر کا کام
تمام نہیں کر سکی اسکا سہل جواب یہ ہی کہ یونانی فوج مضبوط پہاڑی مقامات میں قلعبند ہی اور یہ قاعدہ کی بات ہی کہ ایسے مضبوط
مقامات سے حملہ آور فوج اُسکی تعداد خواہ کسیقدر زیادہ ہو گھنٹوں یا دنوں میں بچاؤ کرنیوالی فوج کو نہیں نکال سکتی۔ اسکے واسطے کچھ مہلت
درکار ہوتی ہے۔ جواب قریب الاختتام ہے عساکر عثمانیہ کو سرحدی مقامات کے فتح کرنے اور یونانی فوج کا ستیاناس
کرنے میں ابھی اور پانچ سات روز صرف کرنے پڑینگے۔ اسکے بعد ایتھنز بلکہ صوبہ موریا کے جنوبی کونہ تک کل مطلع صاف اور یونان کسی
حملہ کے سیلاب کو روکنے سے بالکل عاجز و بے بس ہوگا۔ تاروں میں ناظرین کئی خبریں اس مضمون کی بھی پائینگے کہ یونانی بیڑے
مختلف ترکی بندرگاہوں کو برباد کر رہے ہیں۔ ان خبروں کے غلط ہونے کی وجوہات ان خبروں کیساتھ ہی تاروں کے کالموں میں

خرچ کر دی گئی ہیں۔ آج کی تاروں میں رائٹر ایجنسی نے ایک اور شوشہ چھوڑا ہو کہ ترکی بیڑہ جہازات جو ۲۰ مارچ کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تھا ابھی تک آرڈینیلز میں پڑا ہوا ہو۔ اور اسکے کپتانوں نے رپورٹ کی ہو کہ ہمارے جہازات سمندر میں جانے کے قابل نہیں۔ لیکن ناظرین اسنادی خبروں میں پڑھ چکے ہیں کہ وہ جو بیڑہ مذکور کا نصف حصہ سالونیکا اور دوسرا سمرنا میں پہنچ گیا ہو۔ بہر خبروں میں ترکی آہن پوش جہازات جو پچھلے کئی ہفتے سمندروں میں کر رہے ہیں اسکی کیفیت درج کر دی گئی ہو۔ اگر ترکی جہاز سمندر میں نکلنے کے قابل نہیں تو وہ کئی مہینے ہوئے کریٹ میں کس طرح پہنچ گئے۔ اور کیونکر وہاں یونانی جہازوں کو گرفتار اور کشتی بانجیوں پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ برخلاف ان رپورٹوں کے جنگی خبر بیچ دیتا ہے۔ آہن پوش حمیدیہ کے کپتان بالعالی نے رپورٹ کی ہو کہ میرا جہاز جنگی جہاز کی اوسط رفتار سے نصف میل تیز چلا ہو۔ یہ اسی جہاز کی کیفیت ہے جو ۱۸۸۵ء میں تیار ہونے کے بعد اب پہلی مرتبہ سمندر کو گیا ہو تو جو جہاز قبل ازیں سمندر میں سینکڑوں مرتبہ گشت کر چکے ہیں۔ انکی نسبت یہ اعتراض جس قدر بے بنیاد ہو سکتا ہو اسکی تشریح کی ضرورت نہیں۔

آج ہی کی تاروں میں ناظرین شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے سپہ سالار مقرر ہونے کی خبر دیکھینگے۔ اس تار کا یہ مطلب نہیں کہ مارشل ادہم پاشا اس منصب جلیلہ کے قابل نہیں پائے گئے یا یونان کی طاقت ایسی زبردست ہے کہ اسکے زیر کرنے کیلئے غازی عثمان پاشا جیسے کمانڈر کی ضرورت پائی گئی ہو۔ غازی عثمان پاشا کا نام ہی دشمنوں کا دل ہلانے کیلئے کافی ہو اب ان کی بذات خاص موجودگی کا جو اثر پڑیگا وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن جہانتک قیاس ہو سکتا ہو۔ اس نامور ہیرو کی تقرری ان وجوہات سے نہیں ہوئی۔ بلکہ غالباً اسلئے کہ سرحد یونان پر اسوقت تقریباً کئی لاکھ فوج جرار جمع ہو چکی یا ہو جانیوالی ہے اور اس قدر جرار فوج کی اعلیٰ کمان جو ہماری ہندوستان کی تمام فوج سے تعداد میں زیادہ ہو صرف ایک مارشل پر چھوڑ دینی کبھی مناسب نہیں۔ اسکے واسطے نہایت تجربہ کار معتبر اور بلند مرتبہ افسر چاہیے تھا جو عثمان پاشا سے بڑھکر اور کون ہو سکتا تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا یہ جنگ صرف ترکی اور یونان تک محدود رہتا ہو یا کہ اس عالمگیر جنگ کا جس کا کل دنیا کو کھٹکا ہے پیش خیمہ ثابت ہوتا ہو۔ اسکے متعلق بیشتر ازوقت کوئی رائے زنی کرنے کی نسبت واقعات کا منتظر رہنا مناسب معلوم ہوتا ہو اور بصورت موجودہ اس امر کوئی پختہ رائے قائم کرسکنا بھی قریباً محال ہو (اندیپل ۲۲ اپریل ۱۸۹۷ء)

مصر میں سلطان المعظم

کی مالی امداد کیلئے بڑے جوش کے ساتھ چندہ جمع ہو رہا ہو۔ بقول معصر جامع العلوم ایک ہمارے ملک کے بردے اپنا ہی پیٹ پالنے والے مسلمان ہیں کہ کروٹ تک نہیں لیتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ بالکل نادار ہیں لیکن جب کبھی روپیہ صرف کر کے دنیا کے کمانے کی امید ہوتی ہے۔ تو پھر انہی مفلسوں کے پاس کہاں سے دولت ابل پڑتی ہو کوئی تھیٹر عیاشی کا نیا طریقہ بنا دے تو بیوی کا پاجامہ بھی بیچ ڈالیں۔ لیکن اس دین کی جڑ پر تیشہ رکھا ہوا ہے تو ان کی چپ اس غفلت کے جرم میں بنیادی نتیجہ تو کچھ عرصہ بعد انکو خود ہی معلوم ہو جائیگا۔ لیکن عاقبت کی بات معلوم کرنا بھی کوئی دشوار بات نہیں بجا ہو۔ آخر مصری بھی تو مسلمان ہی ہیں یا کوئی فرشتہ ہیں؟ اسکندریہ کے ایک گڈریا نے اپنی کل نقدی و اسباب علاوہ نقد

میں دیدیا۔ یہاں کوئی جبہ دنیا بھی گوارا نہیں کرتا۔ وہاں ہر مسجد صندوق رکھدیئے گئے۔ اگر یہاں بھی رکھدیئے جائیں تو کیا کوئی آفت آتی ہے۔ مگر یہ کام تو جب ہو کہ خدا نے اپنی توفیق دی ہو۔

ایک انگریزی اخبار کا نامہ نگار ۱۳ اپریل کو لندن سے جنگ روم و یونان کے متعلق ایک خط لکھتا ہے جو وہ تصدیق کرتا ہے کہ آخری مرتبہ یونانی سرحد روم و یونان کو جب عبور کر آئے اور انہیں سے جس قدر زخمی اور قیدی ترکوں کے ہاتھ آئے انہوں نے خود اقرار کیا کہ ہمارے کمانیر یونانی باقاعدہ فوج کے افسر تھے۔ ترکوں کو اس سے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونیکی معقول دلیل ملگئی جس قابل تعریف تحمل سے ترک ان شورش انگیز اور سفلہ پن اور چھچھورا پن سے اُبلتے ہوئے یونانیوں کے مقابلہ پر خود اپنا بچاؤ کر رہے تھے۔ اس میں کچھ کلام نہ تھا۔ انہوں نے صرف ایک شرط کی تھی کہ یونان کی باقاعدہ فوج ان حملہ آوروں کے ساتھ شریک نہ ہو۔ چونکہ یہ شرط ٹوٹ گئی اسلئے انجام کار لڑائی کی نوبت آئی۔ یہاں اکثروں کا خیال ہے کہ یونانی کی تحریک پر ترکوں نے لڑائی شروع کی۔ یونانی باقاعدہ فوج کے افسروں کی موجودگی نے جو حملہ آوروں میں شریک تھے معقول عذر ترکوں کیواسطے پیدا کر دیا اور ترکی فوج آگے بڑھی۔ ابھی چند سال ہوا کرتے ہیں کہ یہ کہنا ایک عام رواج تھا کہ ترکی فوج بالکل ٹوٹی پھوٹی اور نکمی ہے۔ اس میں تو کبھی کسی کو کلام نہیں ہوا کہ ترکوں میں سپاہ گری کے قابل تعریف اور بینظیر جوہر موجود ہیں مگر کسی شخص کو بھی یہ اُمید نہ تھی۔ اور نہ کوئی اسکے واسطے تیار کیا تھا کہ سب سے پہلے جو نامہ نگاران جنگ ادہم پاشا کے کیمپ میں پہنچے تھے انکی تحریروں سے یہ معلوم ہوگا کہ وہ ترکی فوج درحقیقت کیسی ہے جس کی نسبت کہا گیا تھا کہ اسکے پاس کپڑے نہیں ہیں اسکے سپاہی بھوکے مرتے ہیں اور انکو تنخواہ تک نہیں ملتی۔ اب انہوں نے جو حالات بھیجے ہیں انکو پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے جس شجاعت اور جوانمردی کا میدان کارزار میں اظہار کیا ہے جرمن سپاہ بھی اس سے بڑھکر ثابت نہ ہو سکی۔ وہ توپخانہ ترکوں کا جس کو سمجھا جاتا تھا کہ اسمیں زنگ لگی ہوئی توپیں ہیں گھوڑے بالکل ندارد اور گولہ بارود نام کو نہیں۔ اب وہ کیا بن گیا؟ کوہی باتریاں میدانی ہلکی توپیں۔ گھوڑے زبردست۔ سپاہی اور جانور سب عمدہ سے عمدہ اعلے درجہ کی حالت میں اور اعلے سے اعلے بارود اور شائستگی اور تربیت بینظیر اب رہی پیدل فوج۔ اسکی نسبت صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ پہلے ہی دن کی لڑائی میں جس دلاوری سے اسنے یونانیوں کے مورچے پیچھے بعد دیگرے سنگینوں کی نوک پر رکھکر فتح کر لئے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ابتک اس میں وہ جرأت حوصلہ و دلاوری۔ اور بہت دور نہیں ہوئی ہے جسکے بل پر عثمان پاشا کو بینظیر عالیشان گو بے ثمر فتح روسیوں پر حاصل ہوئی تھی۔ درہ ملونا کی لڑائی میں جو جنگ کی کامیاب ابتدا ترکوں کیواسطے ہوئی اور جس سے ان کی نمایاں فتح کا آغاز ہوا۔ زمین کی حالت کے باعث طرفین توپخانہ اور پیدل فوج سے ہی کام لے سکے۔ مگر یونانیوں کی خوب ہی درگت بنی۔ اور بری طرح پٹے جنکے پاس توپخانہ ہی سرے سے نہ تھا۔

ملونا کا ترکوں کے ہاتھ میں آنا تھا کہ یونانیوں کے صدر مقام لاریسا اور ترناؤ تک اور اگر ادہم پاشا کو پسند ہو تو خود ایتھنز تک بلاحجاب اور بلا مزاحمت ترکوں کیواسطے سڑک صاف ہو گئی۔ ترک جوں جوں آگے بڑھتے گئے اپنے صدر مقام سے

دور ہوتے گئے بخلاف یونانیوں کے جو اپنے صدر مقام سے قریب ہوتے گئے۔ مگر اس سے بھی یونانی کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے اور آگے بڑھکر بھی ترکوں کا ہی پلہ بھاری رہا۔ ادہم پاشا کیساتھ جو نامہ نگاران جنگ تھے کل تمام دن انکی طرف سے کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی۔ گو پرائیویٹ تار بہ دیر بدیر آتی رہیں۔ مگر اسکے بخلاف یونانیوں کو کبھی ناگوار نہیں کہ اپنی خبریں خوب رنگ آمیز اور چکنی چپڑی عبارت میں سپید و سیاہ ملا کر بھیجیں۔ برخلاف اسکے ترکوں کیطرف سے اس خاموشی کا مطلب یہ نہ سمجھا جانا چاہئے کہ انکو رک ملی۔ اور وہ اپنی شکست کی مصیبت بھری خبریں چھپانا چاہتے تھے۔ نہیں بلکہ ادہم پاشا کی یہ عین دانائی تھی کہ اسنے قبل از اختتام جنگ خبروں کا بھیجا جانا روک دیا تھا ورنہ یہ خیال بھی تھا کہ ترکی فوج کا نقشہ عمل حرب عام طور پر معلوم نہ ہو جائے سارا دن برابر لڑائی جاری رہنے کی خبر موصول ہوتی ہے اور یورپ نہایت اضطراب سے جنگ ٹرناووس کے نتیجہ کا منتظر ہے جس پر اسکی قسمت کا بہت کچھ دار و مدار ہے۔

ٹرناووس کی لڑائی تو ایک طرف ایک یونانی بیڑہ سربمہر احکام لیکر روانہ ہوا ہے۔ ان احکام میں یہ لکھا ہو کہ ڈارڈینلز میں گھس جاؤ۔ اور قسطنطنیہ پر گولہ باری کرو۔ خیر یہ تو باتیں بہت دور کی ہیں۔ مگر اکثروں کا خیال تھا کہ جنگی بیڑہ کا لحاظ رکھکر چین و جاپان والی تکلیف پیش آئے مگر افسوس کہ ترکی بیڑہ یونانیوں کیواسطے آسان لقمہ ثابت ہوا۔ ریاستہائے بلقان کیطرف سے بہت کچھ خوف تھا۔ گر بلغاریہ نے ابتک کوئی خلاف امن حرکت نہیں کی۔ البتہ عام افواہ یہ ہے کہ بلگیریا نے اس موقع پر ٹرکش گورنمنٹ پر مقدونیہ میں پانچ پادریوں کے تقرر کیواسطے زور دیکر فوجیں جمع کرنیکی دھمکی دی ہے لیکن بابعالی نے اسکا جواب نہایت ہوشیاری اور دانائی سے دیا ہو۔ اور ساتھ ہی یہ فہمایش کردی ہو کہ بھلا ایسے مطالبہ کیواسطے یہ کوئی وقت ہے یہ باتیں صرف کی ہیں۔ ذرا یونان کیساتھ لڑائی ختم ہونے دو پھر اسکا فیصلہ بھی کرینگے اب بگر ریاستہائے بلقان کیطرف سے بھی اسی قسم کا اندیشہ ہو یا لگتا کہاں تک انکا تعرضات منتظر رہیگا۔ آخر اسکی کوئی حد ہے اور یہی یورپ کی عالمگیر جنگ کی کلید ہے۔

پڑھا ہے کہ آرمینیا و کریٹ کے فسادوں اور جنگ یونان میں سینکڑوں مسلمان مظلوم ہزاروں مستورات بیوہ اور ہزاروں بچے یتیم رہ گئے ہیں۔ باغیوں نے قصبے کے قصبے اور قریے کے قریے جنمیں مسلمان رہتے تھے پھونک کر خاک سیاہ کر دئے مسلمان خاتونان عفت مآب مسلمانوں کے معصوم بچے بے خانماں ادہر ادہر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جن کی دستگیری اور امداد ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔ عیسائی اپنے عیسائی بھائیوں کیلئے تمام دنیا میں چندہ جمع کر رہے ہیں۔ گرجوں میں فتح یونان کیلئے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ مگر افسوس ! ایک ہمارے ملک کے مسلمان ہیں کہ روپیہ سے امداد کرنا تو درکنار صرف دعا و رب العالمین میں ان مظلوم بھائیوں کیلئے ہاتھ اٹھاکر دعا کرنے سے بھی دریغ کرتے ہیں۔ مجھکو یقین ہے کہ اگر ہندوستان کی مسجدوں میں مسلمان مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کیلئے صندوق رکھدیئے جائیں تو ایک معقول رقم فراہم ہو سکتی ہے۔ اور تو اور اگر عید الاضحٰے کو اس وقعہ پر قربانی کی کھالیں مظلوم بیکس بیوگان و یتیمان سلطنت روم کیلئے دیدیجائیں تو ہزاروں روپے کی رقم جمع ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں خدا کی اس سے بہتر لائق کھالوں کے مصرف کا نہیں ہو سکتا کہ مظلوم و مجاہدین فی سبیل اللہ مسلمانوں کے معصوم بچوں اور بیکس بیوا ؤں کے کام آئیں

مسلمانوں کو چاہیے کہ اگر انمیں کچھ جوش اخوت ہی اور وہ دستِ حلِ ثواب کے طالب ہیں تو قربانی کی سب کھالیں اس کارِ خیر میں دیدیں جو صاحب اس کارِ خیر میں شریک ہونا چاہتے ہیں وہ قربانی کی کھالیں ہمارے دفتر میں بھیجدیں۔ انکو باضابطہ رسید دفتر ہٰذا سے دیجائیگی اور مجموعی رقم رسید باضابطہ ٹرکش قونصل جنرل متعینہ بمبئی سے منگواکر مشتہر کیجائیگی۔ جو صاحب کھالیں دفتر ہٰذا میں ارسال فرمائینگے انکی تحریر پر مزدوری کو حق الخدمت بھی دیا جائیگا۔ بیرونجات میں جو صاحب اس نیک کام میں حصہ لینا چاہیں وہ کھالوں کو فروخت کرکے نقدروپیہ دفتر ہٰذا میں بھیجدیں۔ بارسوخ اصحاب بالخصوص خریداران اخبار وکیل کو چاہیے کہ وہ اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کی کھالیں جمع کرنے سے اجرِ عظیم کے مستحق بنیں۔

ہمنے تجویز کی ہی کہ اب کے عید الضحٰے کی نماز کے موقعہ پر امرت سر کی عیدگاہ میں مسلمانان مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کے امدادی چندہ کیلئے صندوق رکھا جائے۔ اُمید ہی کہ اور شہروں کے مسلمان بھی اسکی تقلید کرکے سعادت دارین حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔

ہمعصر جسٹس آف دی پیس لکھتا ہے کہ بمبئی کے ہندوؤں میں یادہ دلچسپی سے اسبات کا مشورہ ہو رہا ہی کہ اعلیحضرت سلطان المعظم کو حال کی فتح کی مبارکباد کا تار ایشیا کی ہندو پارٹی کیطرف سے وزیر صیغہ خارجیہ کے نام روانہ کیا جائے۔ اور ہمعصر جامع العلوم مرادآباد جسکے ایڈیٹر ماسٹر امبا پرشاد صاحب صوفی ہیں بہت زور سے ترکوں کے امدادی چندہ کی تحریک کر رہا ہی۔ اور نہایت پرجوش الفاظ میں مسلمانوں کو حمیت و غیرت دلا رہا ہی۔ مگر افسوس! مسلمان نام کے مسلمان ہیں کہ چندہ دینا اور مبارکباد کے تار بھیجنا تو درکنار۔ خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا مانگتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ البتہ سندھ اور مدراس سے جو دعائیں اس ہفتہ ہمارے دفتر میں پہنچی ہیں۔ اور جس دلی جوش اور خلوص صداقت سے اعلیحضرت سلطان المعظم کیلئے وہاں دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اس سے پایا جاتا ہی کہ وہاں کے مسلمانوں کے دلوں میں ابھی بہت کچھ نورِ ایمان باقی ہی۔ ایک منظوم دعا جو سندھ سے موصول ہوئی ہی۔ اسکے چند اشعار ہم ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور استقامت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

مومنو تم اب بدرگاہ خدا — ہاتھ اُٹھا کر سب کہو ملکر دعا
اپنے دل کو جانب حق کر رجوع — التجا کیجو خدا سے باخضوع
کرو سلطانِ عالیشان کی — حضرت سلطان بن سلطان کی
جو کہ ہے خادم ترے در کا خدا — اور ہے خادم حرم خیر الورے
واسطے صدیق و صادق بوبکر — روم کے سلطان کو دے فتح و ظفر
واسطے عثمان بن عفان کے — شاد ہاں خاقان بن خاقان رہے
آمین — واسطے خاتونِ جنت فاطمہ

ساتھ میرے تم بھی اب شامل رہو — میں دعا کرتا ہوں تم آمیں کہو
یا الٰہی یا الٰہ العالمین — مہر ختم انبیا فخر رسلین
یعنی سلطان الزمان عبد الحمید — ابن شاہ نامور عبد المجید
اسکا ہو حامی و ناصر یا خدا — واسطے شافع اُمم محمد مجتبیٰ
واسطے عادل عمر کے یا الٰہ — کر شہنشاہ روم کے دشمن تباہ
واسطے حیدر امام المتقین — باظفر ہووے امیر المومنین
سلطنت ترکی ہو دائم قائمہ — از وکیل مورخہ ۱۸ مئی سنہ ۱۸۹۷

جنگ روم و یونان کا پہلا عشرہ

مشہور مثل ہے کہ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو شہر کیطرف بھاگتا ہے یہی نوبت یونانیوں پر گذری ہے۔ یورپ کے "مرد بیمار" کی تو سانسیں گویا اکھڑی جاتی ہیں۔ اور یورپین پریس کی راستبازی کا نتیجہ تھا کہ دنیا پر ظاہر کردیا تھا کہ ترک بھوکے قلاش ہو رہے ہیں سپاہیوں کو تنخواہ نہیں ملتی۔ وردیاں بالکل نہیں۔ توپیں زنگ آلودہ ہیں۔ بس ایک حملہ ہوا نہیں۔ اور یونانی ترکوں کو معہ یورپ بد ہنے کے بغداد تک نکال باہر کرینگے لیکن ع اب بھی اس آنکھ میں تھوڑی سی شرم باقی تھی۔ اب وہی متعصب یورپین پریس کان دبا کر مجبوراً اخلاقی طور پر اپنے جھوٹ اور دھوکا دہی کا اقرار کر رہی ہیں۔ یونانیوں کی جو تہذیب اور شائستگی بھری صفات اس معرکہ کے متعلق ظاہر ہوئی ہیں انکی نسبت سب سے پہلے ہم ایک انگریز نامہ نگار قاہرہ کی چھٹی سے چند فقرے یہاں اخذ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ یہاں یونانیوں میں انتہا درجہ کا جوش ہے۔ دھڑا دھڑ روپیہ جمع ہو رہا ہے میدان جنگ سے یونانیوں کیطرف جو تار آتا ہے سراسر جھوٹ سے لبریز ہے اور یونانیوں کا اُسپر ایمان ہوتا ہے یورپین پریس میں ان خبروں کی تردید ہوتی ہے اور جو اصلی حقیقت معاملہ کی یورپین پریس ظاہر کرتا ہے اسپر یونانی لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ اور اپنی قوم کیطرف سے موصول شدہ جھوٹی اور ازسرتاپا غلط خبروں پر کامل اعتبار رکھتے ہیں۔ دارالسلطنت ایتھنز سے جو خبر آتی ہے اور جنپر یہاں یونانی خوب جی کھول کر اپنی رقمیں صرف کرتے ہیں وہ "بے شرمی اور بیحیائی کے درجہ جھوٹ ہوتے ہیں"۔ ان خبروں کا نتیجہ یہ تھا کہ جس شخص کو اصلی معاملہ معلوم ہو۔ وہ ان سے بجز اسکے اور کچھ یقین نہیں کرسکتا کہ مقدونیا فتح ہو گیا یونانی جینینا کے دروازہ پر پکڑے ہیں اور سرحد ترک و جینینا کے مابین جسقدر علاقہ ہے سب یونانیوں کے باپ دادا کی ملک بنگیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پریویسا کو یونانی جہازوں کے ہاتھوں نہایت خفیف سا نقصان پہنچا تھا کہ ترکی توپوں نے تمام یونانی بیڑہ کا منہ پھیر دیا اور ترکی دی آرٹا کا ترکوں کے قبضہ میں آنا بالکل معمولی بات ہو گئی۔ کرنل منسوس کے ماتحت مقام پنٹی پکاڈیا پر یونانیوں کو ترکوں نے خوب ہی جھگا بھگا کر مارا۔ یہ مقام جینینا اور آرٹا کے عین وسط میں ہے اب ہم یہاں (قاہرہ میں) آخری جنگ کی خبر آنیکے منتظر ہیں جسکا مطلب یہ ہوگا کہ فرسالہ پر اسکے جوار میں فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ ترکوں نے وولو پر قبضہ کر لیا۔ آرٹا فتح ہو گیا۔ اور اب ترکی فوج ایتھنز پر حملہ آور ہے۔

اسکے بعد یہی نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں ایک اخبار فرنسیسی زبان میں شائع ہوتا ہے جس کے معاون اور سرپرست یونانی ہیں۔ اسمیں ایک بیرسٹر صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ "ترکوں کو سرحد یونان اور لیسا تک روکنا وہاں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا سراسر غلطی تھی۔ اصلی مقام یہاں انکو روک کر یونانی افواج نے شکست دینا تھا" لیکن اب اسکے بعد سنیئے کہ مناسب مقام ترکوں کے روکنے اور انسے جنگ کرنیکا ایتھنز تھا۔ اور اسکا کچھ مضائقہ نہیں کہ ترک باقی تمام ملک یونان عبور کر لیتے۔ بہر حال یونانیوں کو پایہ تخت پر تمام جمعیت فراہم کرکے اُسی لڑائی کا ہونا تھا۔ آخر میں نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ جو نہر دارنالیس والیتڑ یونانی سپاہ کی جو شامت کی شو لیا رس میں چلی گئی یہاں البانوی باقاعدہ فوج سے انکی

متحد بہتر ہوگئی۔ البانوی افسر نے اپنے جوانوں کو مخاطب کرکے کہا۔ ان لوگوں کیلئے کارتوس خراب کرو صرف تلواریں کی خبر لیجئے۔ البانیوں نے ۱۷ اسی یونانی معہ اٹالین والنٹیروں کے کاٹ رکھدیئے۔ اور بمشکل سو جان بچا کر بھاگ سکے!

یہ ذکر بھی کردینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ شاہ یونان سے حال ہی میں ایک فرانسیسی اخبار نامہ نگار نے ملاقات کی ہے شاہ نے بہت کچھ کھسیانا ہو کر سوالوں کے جواب دیئے ہیں اور اپنی فوج کی نامردی پر بہت واویلا کی ہے۔ مگر ایک بات خاص طور پر بیان کی ہے کہ جو کچھ بعض یورپین سلطنتوں نے میرے ساتھ کیا اسکی قلعی کھولنے کا ابھی موقع نہیں ہے۔ اور جس وقت یہ راز ظاہر ہوگا تمام دنیا کو وہ چالبازیاں اور فریب معلوم ہوجائینگے جنکا میں شکار بنا ہوں!

غرض سرحد پر ترکی فوجیں جمع تھیں اور یونانی مزدلانہ حملوں سے انکو تنگ کررہی تھیں۔ مگر ترکوں کا تحمل تھا کہ سوائے اپنے بچاؤ کے انہوں نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا۔ صرف اسلئے کہ قسطنطنیہ سے لڑائی کا حکم ابھی تک موصول ہوا تھا اور ہر روز بابعالی کو اطلاع دیجاتی تھی کہ سپاہ کا روکنا دن بدن مشکل ہوتا جاتا ہے۔ مگر حضرت سلطان المعظم اپنی حسب عادت تحمل اور بردباری کو حتے الامکان ہاتھ سے نہ دینا چاہتے تھے۔ آخر کار ۱۸ اپریل کی شب کی سفیر متعینہ ایتھنز نے وزارت صیغہ خارجیہ یونان کو ذیل کا نوٹ پیش کیا

یونان کی زیادتی اور چھیڑ کے باعث دونوں سلطنتوں میں سفارتی تعلقات قطع ہوگئے ہیں۔ یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ و دیگر قونصلوں کو سلطنت عثمانی سے چلے جانیکا حکم ملا ہے۔ اور اسلئے ترکی سفیر متعینہ یونان کو قسطنطنیہ واپس آنیکا حکم موصول ہوا ہے۔

اس اعلان کے بعد تمام رعایا یونانی کو لازم ہے کہ ۱۵ دن کے اندر ترکی عملداری سے چلی جائے عثمانی رعایا کو بھی جو سرزمین یونان میں سکونت پذیر ہے حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی پندرہ دن کے اندر عملداری مذکور چھوڑ دے۔

۱۷ اپریل کو سفیران عثمانی کو جو یورپ کی اور سلطنتوں کے دربار میں متعین تھے ایک گشتی مراسلہ بھیجا گیا جسمیں مفصل کیفیت واقعات تازہ کی مندرج تھی۔ اور یونانیوں نے جو کریٹ کی پرورش کی تھی اسکا ذکر تھا اور اس امر کا اعلان تھا کہ یونانی باقاعدہ سپاہ ان حملہ آوروں کے ساتھ شریک تھی۔

اس گشتی مراسلہ میں اس امید کا اظہار کیا گیا تھا کہ طاقتہائے یورپ اصول انصاف کو مدنظر رکھکر اس بارہ میں متفق ہونگی کہ جنگ کی تمام ذمہ داری یونان کے سر ہے۔ اور آخر میں یہ درج تھا کہ ٹرکی کو فتح کی مطلق خواہش نہیں۔ بلکہ ایک امر تازہ ثبوت اسکی امن پسندی کا یہ ہے کہ وہ اپنی فوجیں سرحد سے ہٹانے پر رضامند تھی۔ اگر یونان اپنی فوجیں سرحد اور کریٹ سے بلالے۔

اب ۱۷ اپریل کو سرحد پر جو حالت تھی وہ اس نقشہ کی ایک تار سے واضح ہے جو ایلاسونا سے جو درہ ملونا کے دامن میں واقع ہے ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار نے بھیجا تھا۔ اور جسکی نقل یہ ہے میں ابھی کاریا سے آیا ہوں جہاں تمام دن کشت و خون ہوتا رہا ہے صبح کو میں یہاں سے چلا تھا اور تین گھنٹہ سفر کرکے کاریا پہنچ گیا۔ لڑائی جاری تھی۔ اور میں حمدی پاشا کے خیمہ کے پاس سے اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ پانسو سے تھوڑا حصہ فوج کے کمانیہ ابیا حزجمیں وہ پہاڑیوں پر جمع ہوگئے تھے جو ایک دوسرے کی بالمقابل ہیں اور جنکے درمیان ایک نالہ کا فیصلہ ہے۔ تو شیوں کی جمعیت جسمیں یونان کی باقاعدہ فوج شامل ہے رات آٹھ بجے سرحد پر آئی۔ اور وادی کو تنگ

بڑھی چلی گئی۔ مگر آج علی الصباح ہم ترکی بٹالین نے انکی خوب خبر لی اور انکو سرحد پار بھگا دیا۔ مگر یونانی ادھر سے نکلکر ایک دوسرے پہاڑ پر پہنچ کر جم گئی اور دس بجے پھر لڑائی شروع ہوئی حملہ آوروں میں ایک معقول تعداد وسلی کے والینٹیروں کی بھی ہے۔ دو گھنٹہ بعد یونانیوں نے ترکوں پر حملہ کیا۔ مگر ترک سپاہی نہایت مستقل رہے اور بغیر بلا کسی قسم کا اظہار جوش کے اپنی جگہ جمے کھڑے رہے۔ اور صرف اپنا بچاؤ کرتے رہے۔ اور اسطرح انکا کثیر نقصان ہوا میرے سامنے تھوڑی ہی دیر میں ۱۳ زخمی افسر اور ۱۵ افسروں کی لاشیں فوج سے باہر نکالی گئیں ابتک مفصل تعداد مقتولوں کی معلوم نہیں کیونکہ ہسپتال میں صرف زخمی لائے جاتے ہیں۔ ساڑھے چار بجے میں کالاسیا واپس ہوا۔ راستہ میں اور بھی زخمی گروہ ہسپتال میں لائے جا رہے تھے میں ابھی کالاسیا ہی میں تھا کہ حمدی پاشا کے پاس ادہم پاشا کا ایک تار پہنچا۔ جسکا مضمون یہ تھا کہ جنگ کا اعلان ہو گیا ہے اور کل صبح حملہ کیا جائیگا۔ اس خبر پر ترکوں کا جوش قابل دید تھا۔ اور جنگ کے تک تکبیر کے نعروں سے تمام پہاڑ گونج رہے تھے۔

رویٹر کا خاص نامہ نگار اپنے ایک تار میں جو اسنے اسی دن سہ پہر کو درہ ملونا کے دامن سے روانہ کیا تھا ۱۸ تاریخ کی جنگ کی کیفیت اسطرح بیان کرتا ہے۔ اسوقت درہ ملونا پر قبضہ کرنے کیلئے میدان کارزار گرم ہے اور سخت کشت و خون ہو رہا ہے مگر ترک نہایت استقلال سے قدم جمائے جا رہے ہیں۔ اب تمام لب کوہ پر یونانیوں کے پاس فقط دو مورچے رہ گئے ہیں ساڑھے دس بجے ادہم پاشا نے ریزرو لا اور انکو درہ کے دامن میں چوکیاں لگا دی گئیں۔ دو مرتبہ توپخانہ لانے کیواسطے ترکوں نے کوشش کی مگر زمین کی ناموافقت نے کامیابی نہ دی طرابزون، البانیا اور سالونیکا کی رجمنٹیں اسوقت لڑ رہی ہیں۔ ترک نہایت بردباری اطمینان اور قائم المزاجی سے لڑ رہے ہیں ان میں بیہودہ جوش یا غضب کا بالکل نشان تک نہیں ازسرتاپا متانت شائستگی ہے۔ اور قدم قدم پر بینظیر شجاعت اور مردانگی ظاہر ہو رہی ہے سہ گھنٹے گذر گئے ہیں اور لڑائی برابر جاری ہے۔ ترکی توپخانہ سے اعلیٰ درجہ کی مشاقی اور تجربہ کاری ظاہر ہو رہی ہے ترکی توپوں سے تین میل اور ۵ گز پر نشانہ بیٹھنا تعجب ناک ہے نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں ترکوں کے قابل لوگوں نے یونانیوں کے پیر اکھاڑ دیئے۔ سہ پہر گھنٹے ہوتے ہیں کہ میدان کارزار گرم ہے۔ شام سر پر آگئی۔ اور ابھی تک کشت و خون جاری ہے۔ ترکوں کا نقصان بہت ہی خفیف ہے۔ ۳۰ جوان مرے ہیں اور کوئی ۱۰۰ زخمی ہوئے ہیں حالانکہ غنیم کیطرف صرف ایک ہی پہاڑی پر ۱۰۰ لاشیں گنی گئی ہیں۔ ہسپتال کا انتظام قابل تعریف ہے۔ ترکی سپاہی کہتے ہیں کہ یونانی شراب میں متوالے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد انکو شراب پلائی جاتی ہے جو یہاں سے صاف نظر آ رہا ہے۔ فریقین جان ہار کر کوشش کر رہے ہیں کیونکہ سب اسی کیواسطے عمدہ جگہ ملجائے۔

یہی نامہ نگار ۱۹ کی بابت لکھتا ہے۔ ۸ بجے ترک عملی طور پر تمام درہ پر متصرف ہو گئے۔ ادہر ادہر کی پہاڑیاں بھی انہوں نے تسخیر کر لی ہیں۔ جنگ میں جو بہادری اور استقلال ترکوں نے دکھلایا ہے اسکی تعریف کا حق نہیں ادا ہو سکتا ہے ترکوں کی مستقل مزاجی قابل اور شجاعت کا اظہار دیکھکر حیرت سے تصویر بنا ہوا تھا۔ لڑائی کے عین زور شور کے موقعہ پر بھی انکا استقلال اور متانت اور نیز دلاوری تعریف تھی۔ بطور مثال کے میں اپنا ایک چشمدید واقعہ بیان کرتا ہوں ۷ ترک سپاہی حملہ آوری کا کوچ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور اپنی فوج سے جدا ہو گئے تھے۔ سامنے سے یونانی گولوں اور گولیوں کا مینہ برس رہا تھا۔ اولوں کیطرح گر رہے تھے مگر باوجود کے

اور فوج کے علیحدہ ہو جانیکے یہ نہایت خود اختیاری اور استقلال سے آگے بڑھ گئے۔ ایک کے گولی لگی اور گرا۔

دوسرے اور تیسرے کے بھی گولی لگی اور گر گئے مگر چونکہ اسیطرح اپنی طبیعت پر قابو کئے ہوئے اور استقلال سے اپنی جان کی ذرہ بھر بھی پرواہ کئے بغیر آگے ہی بڑھتا گیا۔ یہانتک کہ یونانی پسپا ہوگئے۔ ایک نامہ نگار کمانڈر انچیف کی نسبت لکھتا ہے۔ لڑائی جسوقت عین زور شور پر تھی منظر نہایت دلچسپ اور قابل دید تھا۔ ادہم پاشا معہ اپنے شاندار اسٹاف کے نہایت نمایاں اور خوبصورت مجمع نظر آرہا تھا۔ اردلی رپورٹیں لانے اور احکام لیجانے میں محو تھے۔ اور گاڑیاں زخمیوں سے بھری نہایت سرعت سے لیجائی جاتی تھیں۔ سپاہیوں کے ہیبتناک چہرے بارود سے سیاہ ہو رہے تھے اور اکثروں کے خون سے رنگے ہوئے تھے۔ ادہم پاشا نہایت متانت اور استقلال سے اپنی دوربین کے ذریعہ لڑائی کے ہر ایک پہلو پر اور ہر طرف برابر نظر دوڑا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سی رپورٹیں عین میدان جنگ میں مصروف افسروں کے پاس سے موصول ہوتی تھیں۔ کاغذ کے چھوٹے چھوٹے پرچوں پر تھیں جن پر خون کی چھینٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ افسر اور سپاہی یکساں بارود اور گرد میں لپٹے ہوئے ہیں۔ دو دن اور دو راتیں گذر گئی ہیں کہ ان لوگوں کو سوائے [illegible] نصیب ہوا ہو [illegible] ادہم پاشا [illegible] نہایت [illegible] ہیں اسکے قابل تعریف جوہر کھلے ہیں [illegible] تمام [illegible] یونانی [illegible] چوٹیاں ترکوں کے [illegible] ترکوں نے [illegible] استقلال کا اظہار کیا [illegible] اور پانچ پانچ مرتبہ ایک ایک پر انہوں نے حملے کئے۔ اور آخر کار فتح کر کے چھوڑا۔

رپورٹر کا نامہ نگار اسکے بعد لکھتا ہے۔ صرف ایک یونانی بٹالین جو عقب میں تھی ایک چھوٹی سی پہاڑی پر باقی ہے جس پر حملہ کرنے کی اب ترک تیاری کر رہے ہیں اور یہ تین بیٹریاں پہاڑی توپوں کے مقابل میں ایک چوٹی پر لیجا رہے ہیں۔ تمام سپاہی نہایت خوش و خرم ہیں اور کھیل رہے ہیں۔ بچوں کیطرح ہنستے اور گاتے توپیں چڑہانے کے لئے جارہے ہیں۔ ایک بیٹری پہاڑ پر پہنچ گئی ہے یونانیوں پر نیچے میدان میں گولہ باری کر رہی ہے جس سے بکثرت یونانی مر رہے ہیں میں اپنی آنکھوں سے گولوں کو یونانی بٹالین میں گر کر پھٹتے دیکھتا ہوں جو ایک دوسرے پر گرتے پڑتے جارہے ہیں۔ آج صبح تڑکے میں ترکی لین میں گیا پہلے مورچہ پر یوسف آفندی پر جمع ہوگئے تھے یہ تمام ترکی فوج میں ہر دلعزیز افسر ہیں پہلے بھی میں ان سے ملا تھا اور ابھی جنگ نہیں چھڑی تھی۔ ایک کمپنی کی کمان انکے پاس تھی۔ اور مجھسے غایت درجہ کی خوش خلقی اور مروت سے پیش آتے تھے اب مجھسے کہنے لگے کہ ستر گھنٹے کامل ہوئے کہ لڑائی میں مصروف ہوں۔ نہ کھانا کھایا ہے۔ نہ پانی پیا ہے۔ شام کو دو بٹالین انکے زیر کمان یونانیوں کے مورچہ پر حملہ کی تیاری کر رہی تھیں کہ انہوں نے سپاہیوں کو مخاطب کر کے چند الفاظ کہے اور آخر میں بولے بس اب جنکو خدا تعالیٰ سے محبت ہے وہ حملہ کرنیکو میرے ساتھ [illegible] اتنا ہی کہنا کافی ہوگیا اس فقرہ نے جادو کا کام کیا۔ سپاہی نعرہ لگاتے ہوئے مورچہ پر جا پڑے۔ بلا تکبیر یونانی بھی جو بارود گولی لانے میں مصروف تھے اس وقت [illegible] جوش میں محو ہوکر انکے ساتھ شامل ہوگئے چنانچہ اسطرح ان جوانوں نے بڑھ کر سنگینوں کی نوک پر مورچہ فتح کرلیا۔

اس سے اوپر اور بلندی پر ایک مورچہ تھا اور یونانی نہایت دلیری سے تمام دن اسکو غنیم کی دستبرد سے بچاتے رہے۔ ۹ گھنٹہ تک

نہایت خونریز لڑائی جاری رہی - مگر آخرکار یہ بھی سنگینوں کی نوک پر فتح ہو گیا ترکوں کی حملہ آوری فن جنگ اور دلاوری کی بے نظیر مثال تھی جس سے نہایت دہلی شان کا اظہار ہوتا تھا - سپاہی نعرہ مارکر دمدموں پر چڑھتے چلے جاتے تھے - اور بے شمار جان نثار کر بڑھے ہوئے تھے کہ انکا روکنا ناممکن معلوم ہوتا تھا - یونانی ڈٹے رہے یہانتک کہ جب ترک تیس گز کے فاصلہ پر رہگئے - تو بھاگ کھڑے ہوئے - صرف اس حملہ میں ترکوں کے ۲ جوان کام آئے اور ۸ زخمی ہوئے - اس قدر کسی اور مقام پر ایسی سخت لڑائی نہیں ہوئی ترکوں کے شجیع حافظ پاشا کی شہادت پر بہت فخر ہو رہا ہے - ۶۰ برس کے بوڑھے تھے کہ شوق شہادت میدان میں کھینچ لایا - اپنے دستے کے آگے آگے گھوڑے پر سوار درہ ملونا میں بڑھے چلے جاتے تھے - اور سامنے یونانیوں کی توپوں کا مینہ برس رہا تھا لوگوں نے عرض کیا کہ جناب اگر گھوڑے سے اتر لیں تو مناسب ہوگا - لاپرواہی سے بولے ہوتا باہم روسیوں کے ساتھ جب لڑے تھے اسوقت تو گھوڑے سے اترے نہ تھے - اب کیوں اتریں گا - تھوڑی دیر کے بعد بائیں بازو پر گولی لگی - گر بہادر آگے بڑھتا ہی گیا اور گھوڑے سے نہ اترا دوسری گولی داہنے بازو میں لگی - مگر اسپر بھی اس شجیع کی ہمت اور دلاوری نے گھوڑے سے اترنا گوارا نہ کیا - یہانتک کہ تیسری گولی عین حلق پر پڑی - اور اس مرد میدان نے جام شہادت نوش کیا -

ملونا سے آگے بڑھکر ادہم پاشا نے جو تار حضرت خلیفۃ المومنین کی خدمت میں ارسال کیا اسکا ترجمہ بھی یہاں درج کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا - وہ تار یہ ہے - اب لریسا صرف ایک گھنٹہ کی مسافت پر ہے - ہم نہایت گھمسان کی لڑائی لڑے ہیں - ۵۰ ہزار ترک سینہ سپر ۶ ہزار یونانیوں کے سامنے کھڑے تھے - ہمارے سپاہیوں نے بہادری کے معجزے دکھلائے ہیں میں عنقریب ہی فتح عظیم کی خوشخبری ارسال خدمت کرونگا -

ایک نامہ نگار ۱۸ اپریل کو ملونا سے بذریعہ تار خبر دیتا ہے ترک درہ ملونا سے نکلکر تھسلی کے میدان میں پہاڑ کے نیچے نیچے روک بڑھے چلے جا رہے ہیں - صدر مقام کا اسٹاف ملونا کی چوٹی پر سے ترکوں کی یورش دیکھ رہا ہے ادہم پاشا دم بدم اپنی اعلیٰ قابلیت فن جنگ کا ثبوت دے رہا ہے - اسکی تجویزوں اور تدبیروں نے ابتک جس طرح کام کیا ہے اور انہیں غیر معمولی دانائی اور شجاعت ثابت ہوئی ہے میں صدر مقام کو شاد کیا تھا ہوں - مگر نقشہ قبل جنگ کی مفصل کیفیت فوجی اور جنگی ضابطوں کے باعث بغیر تبلانے کی چند اپنی مجبوریوں نے کسی ایک مورچہ کا دوسرا اڑا دئے ہیں - یونانیوں کے توپخانہ کو برابر لگ پہنچ رہی ہے - تمام میدان بالکل ایسا سامنے نقشے کی طرح پھیلا ہوا ہے - تمام ترکی سپاہیوں میں جوش گرمی اور تمام شوق جنگ بھرا ہوا ہے - اسکی میں ایک مثال دیتا ہوں - اسپ سوار اردلی صدر مقام اسٹاف و مصروف کارزار فوج میں برابر رپورٹوں اور احکام کے لانے اور لیجانے کا کام کر رہے ہیں - یہ پیام پر ہو تو کسی افسر کا بیز رجمنٹ کو حکم دیتے ہیں - اور جواب کیواسطے چند لمحہ ٹھیرتے ہیں - تو اثنا میں بجائے اسکے کہ گھوڑوں کی گردنوں کی طرح سیدھے ہو جاتے - رائفلیں پکڑ لیتے ہیں - اور جوں جوں جواب لیتے ہیں بلتی ہیں - یعنی غنیم پر گولیاں برساتیں ترکوں نے ملونا تک تار لگا لیا ہے - ترکی رسالہ نے یونانی تار توڑ دیا -

ایک دو امر ترکوں کی شرافت اور تہذیب کی مثال کے طور پر بیان کرنا مناسب ہوگا - یونانی جس میدان سے بھاگتے ہیں اپنی

مقتولین کے کپڑے اتار کر لیجاتے ہیں۔ مگر ترک جب وہاں پہنچتے ہیں نہایت احترام سے انکو اٹھا کر ساہیہ دار مقامات پر دفن کر دیتے ہیں آج رات ترکی فوج تھسلی میں ان خیموں میں آرام کریگی جو یونانی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔

اے روبہک چرا ننشستی بجائے خویش ✥ با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

جب سے عساکر عثمانیہ نے ملوناپاس پر قبضہ کر لیا ہے وہ برابر یونانیوں کی قلمرو میں بڑھے چلے جاتے ہیں اور اب تھسلی کا دارالسلطنت اونکے قبضہ میں ہے۔ اگرچہ پچھلے ہفتہ میں کچھ جنگ ہوئی۔ مگر لاریسا بلا کسی کشت و خون کے ترکوں کے ہاتھ آگیا۔ اور یونانی مارے ڈر کے بھاگ گئے۔

جمعہ کے دن علی الصباح ترکوں نے مقام ماٹی پر حملہ کیا۔ اسکو قصبہ یا قریہ تو نہیں کہہ سکتے البتہ ایک مختصر سا پہاڑی مقام ہے۔ جس میں ایک چھوٹا سا گرجا واقع ہے۔ اور چند سرد اور شیریں پانی کے چشمے بھی موجود ہیں۔ لڑائی صبح سے شام تک متصل جاری رہی۔ اور یونانی فی الجملہ میدان میں اڑے رہے ولیعہد یونان (کمانڈر انچیف) اور پرنس نکولس بھی میدان جنگ میں موجود تھے اور کہا جاتا ہے کہ پرنس نکولس نے بہت کچھ جوانمردی دکھائی۔ یونانیوں کے میمنہ کا سردار کرنیل سیور اسچلس تھا جسکے تحت میں آٹھ ہزار پیادہ فوج تھی۔ اور میسرہ کا کمانڈر کرنیل سٹراس تھا جس کے زیر کمان پانچہزار جوان تھے۔

توپخانہ میں ۳۶ توپیں تھیں جو ماٹی کی سڑک سے ویلسٹنگ فوجی آئین کے مطابق لگی ہوئی تھیں۔ علاوہ اس فوج پیادہ کے پانچ دستہ سواروں کی فوج کے تھے جنکی تعداد بھی پانچہزار سے کم نہ تھی۔ اس کے مقابلہ میں ترکوں کی کل پیادہ فوج نو ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اور فقط تین ہزار رسالہ کے سوار تھے اور توپیں ۲۲ تھیں (ریوٹر کا کارسپانڈنٹ اب دنیا کو کیا منہ دکھائیگا۔ جو ترکوں کی ہر ایک فتح کو انکی کثرت تعداد سے منسوب کرتا تھا) طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتشباری مسلسل طرفین سے جاری رہی۔ مگر قریب ایک بجے ترکوں نے یونانیوں کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اور شام کے چھ بجے عساکر عثمانیہ نے انکا میمنہ اور میسرہ بڑی جوانمردی کیساتھ توڑ دیا۔ اور قلب لشکر میں بھی سخت تزلزل واقع ہوگیا۔ اسموقع پر ترکوں کے سواروں نے واقعی بسالت اور جوانمردی کی داد دی اور ایسے متواتر حملے کئے کہ معاندین کے چھکے چھوٹ گئے۔ اگرچہ لڑائی کم و بیش رات تک جاری رہی۔ مگر شام کو قریب چھ بجے کرنیل سیور اسچلس نے کرنیل سمولینسکی کمانڈر ریوینی کو ایک تار اس مضمون کا دیا "مجھے شکست ہوئی ہے۔ اور کرزاکلم کیجانب جارہا ہوں تم اپنی عقل و قیاس کے مطابق کام کرو" لڑائی کی یہ صورت دیکھکر ایک مجلس کل افسران فوجی کی منعقد کی گئی۔ جس کے صدر انجمن ولیعہد یونان تھے (انجینیر اصحاب را باید رسوے انجینیر) جنہوں نے یہ قرار دیا کہ فرسالا کیطرف بھاگ جانا قرین مصلحت ہے چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا (اور وہ فوجیں جو قسطنطنیہ میں اپنا علم گاڑنے گھر سے نکلی تھیں نہایت ذلت کیساتھ کمال سراسیمگی میں الٹے پاؤں بھاگ گئیں) مقام ویلسٹینو پر جو جنگ ہوئی اُسکی یہ صورت ہے کہ عساکر ترکی کے کمانڈر نے جب دیکھا کہ مخالف کا میسرہ کسیقدر نسبتاً کمزور ہے تو اُس نے یہ عقلمندی کی کہ ایک دستہ فوج پیادہ کے ساتھ فقط اسی پر حملہ کیا۔ اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان پر یک لخت نہ جا پڑے۔ بلکہ بخلاف اسکے دو دو کرکے سپاہی انپر یکے بعد دیگرے حملہ آور ہوں جسکا فائدہ یہہ ہوا کہ یونانیوں کا توپخانہ اور بارود

مفت ضایع ہوگیا کیونکہ ترکی سپاہی جو دو دو کر کے حملہ پر جا رہے تھے اپنے آپ کو فوجی قاعدہ کے مطابق بچائے جاتے تھے برخلاف اسکے یونانی جو پرا باندھے ہوئے سامنے کھڑے تھے ترکوں کے توپخانہ کی زد سے بالکل نہ بچ سکے اور ترکوں کی ایک گولی بھی ضایع نہ گئی۔ ترکی افسر کی اس ہوشیاری اور یونانیوں کی حماقت کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُنکی صفیں بالکل ٹوٹ گئیں اور اُن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور بہت سراسیمگی اور بدحواسی میں اُنہیں میدان جنگ سے بھاگنا پڑا اور ترکوں نے بڑی پھرتی اور سرعت سے یکے بعد دیگرے اُنکے مورچوں پر قبضہ کرلیا۔ اتنی بڑی لڑائی میں ترکوں کے فقط دس جوان کام آئے اور ۸۰ زخمی ہوئے اور یونانیوں کے مقتولین اور مجروحین کی تعداد بہت زیادہ تھے میسرہ کا یہ انتظام کر کے ترکی کمانڈر نے دو دستے پیادہ فوج کے قلب لشکر پر بھیجدیئے جنہوں نے جاکر انکو نہایت کشت و خون کیساتھ پسپا کیا جب قلب اور میسرہ پر یونانیوں کو ایسی فاش شکستیں ہوئیں تو ترکوں نے آسانی کیساتھ پاس کے دو قصبوں پر قبضہ کرلیا۔ یونانیوں کی یہاں تو یہ گت ہوئی اب اُس فوج کا حال سنیئے جو مقام نندیرو سے آ رہی تھیں۔ اُنہوں نے اوّل مقام ڈماسی میں سخت شکست کھائی جب وہاں سے پسپا ہوئی تو چاہا کہ ویکلا پر قبضہ کریں مگر وہاں سے بھی ترکوں نے مار کر بھگا دیا۔ حمدی پاشا جس نے پچھلی دو شکستیں دی تھیں۔ ان بھگوڑوں کا تعاقب کرتا ہوا اپنے صدر مقام کاریا سے مارشل ادہم پاشا کی فوج میں جا ملا اور دونو جنرلوں نے باتفاق ہمدگر سنیچر کے روز صبح کیوقت ٹرنبوس پر قبضہ کرلیا۔ جسے یونانیوں نے ایک دن پہلے بوقت شب بلا کسی حملہ کے ڈر کے مارے خالی کیا ہوا تھا۔ اُس روز یعنی سنیچر کو تار ادہم پاشا نے قسطنطنیہ کو بھیجا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں سلیڈا کی کا پہاڑ جو ٹرنبوس کا آمد مقام شمال میں واقع ہے۔ ہمارے سپاہیوں نے سوماہ حال کو لے لیا ہے۔ حمدی پاشا کی فوج کل مقام کاریا سے آکر مقام ملاری میں ہماری فوج سے آملی ہے اور ہماری فوج نے قصبہ ٹرنبوس پر جو لارسیا سے دو گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔ آج کے روز قبضہ کرلیا ہے۔

ادہم پاشا نے جو دوسرے روز یعنی اتوار کو سرکاری طور پر قسطنطنیہ کو مراسلہ بھیجا تھا۔ اُسکے الفاظ یہ ہیں۔ "لارسیا حضرت اقدس کے قدموں کے تلے ہے۔ ہمارے دستہ سواران نے اُس پر بلا مزاحمت قبضہ کرلیا ہے۔ یونانی مارے خوف کے چپ ہو بھاگ گئے ہیں اور بہت سا سامان جنگ اور بارود یہاں ہاتھ لگا ہے"۔ ادہم پاشا خود متعجب ظاہر کرتے تھے کیوں یونانیوں نے ایسا مضبوط مقام کیونکر اسطرح چپ چاپ چھوڑ دیا۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس حکمت عملی کا ثمرہ ہے جو ترکی کمانڈر نے بعد فتح ولیلر کی تھی اور وہ یہ تھی کہ مارشل ادہم پاشا نے بعد فتح ولیلر یہ حکم دیا تھا کہ ترکی میسرہ اپنے آپکو ایک حلقہ کی صورت میں قایم کر کے یونانیوں کے عقب کو روکے۔ تاکہ اُنہیں واپس جانا نہ ملے مگر البانیا کے سپاہی جو شجیع جوش کیساتھ اور خاموشی کیساتھ حملہ آور ہونا خلاف وضع بلکہ موجب عار سمجھتے ہیں انہوں نے بجا نہ سکے کہ اس حکم کی تعمیل اندھیری رات میں چپ چاپ کریں یہ کیا کہ کوچ کیوقت پر باآواز بلند گانا شروع کیا جسکی آواز سے یونانی خبردار ہوگئے۔ اور اپنے آپکو نرغہ میں پھنستا دیکھکر محض اس آواز سے ایسے دُم دبا کے بھاگے کہ صبح کیوقت انکی [illegible] ایک وہیں موجود نہ تھا مارشل ادہم پاشا نے بطریق استہزا دوسرے دن اپنی زبان سے یہ بھی کہا۔ کہ ان البانیا کے سپاہیوں کی [illegible] نے غضب کر دیا۔ اور یونانیوں کو بھاگنے کا موقعہ ملگیا" ورنہ میں آج شب کو ضرور کرون پرنس کو اپنے خیمہ میں

مہمان کیا اور انہیں ناچار میرے ساتھ ڈنر کھانا پڑتا" بعد فتح لاریسا اگرچہ یونانیوں کے پاس شاہانیا کی چوٹی تھی۔ لیکن جب اُنہوں نے لاریسا کا حال سنا تو وہ ایسے بیدل ہوئے کہ بھاگتے ہی بن آئی۔ اس مقام پر بھی ترکوں کو بہت سامال غنیمت اور اسباب حرب اور خوراک ہاتھ آیا۔

اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ جو یونانی فوج کے ساتھ ہے۔ وہ لاریسا کی فتح کی نسبت اس طرح پر رقمطراز ہے جو ہمراسیمگی اور بے ترتیبی لاریسا سے واپسی کے وقت یونانی فوج میں واقع ہوئی ہے۔ وہ غلط فہمی کے سبب سے وقوع میں آئی کمانڈر انچیف اور اُن کے سٹاف نے تعجب دیکھا کہ ترکی رسالہ ہمارے میمنہ کا ستیاناس کر رہا ہے۔ اور وہ متواتر حملوں کی تاب نہیں لا سکتے۔ بلکہ اُنکے پاؤں اُکھڑ گئے ہیں۔ تو انہوں نے حکم دیدیا کہ شام ہوتے ہی فوجیں لاریسا میں واپس آجائیں یہ حکم بذریعہ برقی روشنی کے اس یونانی فوج کو بھی پہنچایا گیا۔ جو پہاڑوں پر پڑی ہوئی تھی۔ ساڑھے آٹھ بجے شب کے یہ حکم پہنچا اور فوج نے اسی وقت حرکت شروع کی۔ سپاہیوں کا یہ حال تھا۔ کہ سارے دن کے تھکے ماندے بھوک اور تشنگی سے عاجز ہو رہے تھے۔ علاوہ ان سب باتوں کے ترکوں کے توپخانہ نے اُنکا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ایسی بدحواسی کی حالت میں وہ اس برقی روشنی کے حکم کو یہ سمجھے کہ ترکوں نے کُل پہاڑی مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ سمجھنا ہی ان کی بدحواسی کی لئے کافی تھا۔ کہ یکایک ایک آواز آئی کہ ترکی رسالے بڑھے چلے آتے ہیں۔ اس آواز سے ان کے رہے سہے اوسان خطا ہو گئے۔ اور سراسیمگی اور بے ترتیبی اور بدحواسی کمال کے درجہ کو پہنچ گئی زیادہ غضب یہ تھا کہ اندھیری رات میں جب دوست و دشمن کو تمیز کرنا ناممکن تھا۔ اپنے سایہ سے بھی ڈر لگتا تھا۔

اس پاس کے عالم میں ایک دستہ سپاہیوں کا لاریسا میں ایک بجے رات کے پہنچا۔ اُن کے پہنچنے کی خبر لاریسا میں دفعتاً پھیل گئی اور شہر کے باشندے اسیوقت اپنا اپنا بوریا بدھنا باندھکر بھاگ گئے کو نتیجہ یہ ہوا کہ صبح کیوقت کروان پرنس بھی بسواری ریل لاریسا کو روانہ ہوگئے دکیوں نہ ہو ~~۔

ازصدف گوہر شاہوار نیاید بیروں بصفا تیکہ آواز خانہ بدر شد آئی

اُسی روز یعنی اتوار کو صبح کے چھ بجے عساکر عثمانیہ نے لاریسا پر قبضہ کر لیا یہاں ترکوں کو چھ تیس توپیں اور بہت سا اسباب حرب اور خوراک علاوہ ایک پہاڑی توپخانہ اور بہت سے قیدیوں کے ہاتھ لگا۔ ترکی کمانڈر نے داخل ہوتے ہی مختلف جوانب میں سواروں کے دستے یہ حکم دیکر روانہ کیے کہ اگر یونانیوں میں سے کوئی بقیۃ السیف رہ ہو تو ان کا قضیہ بھی پاک کر دیا مارشل ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی سخت احکام جاری کر دیئے کہ کوئی سپاہی کسیکا مال وغیرہ نہ لوٹے اور کسی قسم کی دست اندازی نہ کرے اس حکم کی یہانتک تعمیل ہوئی کہ ایک ترکی سپاہی جسے ایک قمیص ایک کھلی ہوئی دکان سے ہاتھ لگی تھی خود گرفتار کیا گیا۔ اور قمیص مالک کو حوالے کی گئی۔ یونانی زخمیوں کی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ ریڈ کراس ہاسپیٹل کے سپرد کئے جائیں۔ اور اُن سے ترکوں نے نہائیت انسانیت اور رحمدلی کے ساتھ سلوک کیا

یہی کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ قریب چار سو قیدی ترکوں کے پاس ہیں۔ اور چار پانچ سو شہر کے باشندے بھی لاریسا میں ہیں۔ جن کے ساتھ ترکوں کا برتاؤ نہائیت قابل تعریف ہے۔

ان لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ تین دن پہلے سے یونانی سپاہیوں نے شہر کو لوٹنا شروع کیا ہوا تھا۔ اور اُن کی شورہ پشتی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اکثروں نے بیکس عورتوں کی عصمت میں بھی خلل اندازی کی۔ اور اس معاملہ میں انہیں ہم مذہبی کا پاس بھی نہ رہا۔ اس سے بڑھکر یہ ہوا کہ جب وہ سپاہی آپس میں کسی امر پر بگڑ جاتے تھے تو علانیہ آپس میں جنگ ہو جاتی تھی اور کشت و خون کی نوبت پہنچ جاتی تھی

اسی کارسپانڈنٹ کی رائے ہے کہ لڑائی کا پہلا مرحلہ تو طے ہو چکا ہے اور متخاصمین کی حالت اور جوانمردی دیکھکر یہ رائے قائم کرنا کچھ مشکل نہیں کہ یونانیوں کیلئے مناسب بلکہ ضروری یہ ہے کہ وہ اس شوخ چشمی سے باز آئیں اور اپنے آپکو ترکوں کے رحم پر چھوڑ دیں چھوٹا مدین جسقدر روپیہ سرکاری بنک وغیرہ کا ہاتھ لگا ہے اُسکا یہ انتظام ہوا ہے کہ صندوقوں میں مقفل کر کے مہریں لگائی گئی ہیں اور اس کام کیوا سطے ایک مجلس مسلمانوں کی قائم کی گئی ہے۔ جس کے سپرد یہ اہتمام ہوا ہے پیر کی صبح کو سب عیسائی دکانداروں نے اپنی اپنی دکانیں کھولیں وہ سب معاملہ کی یہ صورت دیکھکر رضامند تھے۔

رویٹر کا کارسپانڈنٹ جو عساکر عثمانیہ کے ساتھ لارلیسا میں داخل ہوا تھا لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ یونانی باشندے سب کے سب بھاگ گئے ہیں۔ مگر حُسنِ اتفاق سے ایک ایسا شخص مجھے وہاں ملا۔ جس سے کسی قدر حالات معلوم کر سکا اس نے بیان کیا کہ ہفتہ کی شب کو متواتر لوگ بھاگتے رہے فقط چند والنثیرہ گئے تھے جو اس تاک میں رہے کہ اپنی فوج نکلے تو ہم لوٹ مار شروع کریں چنانچہ ایسا ہی کیا کہ جہاں اپنی فوج نے قدم باہر نکالا ہیں ان بدبختوں نے جھاڑو پھیرنی شروع کردی جیلخانوں کے دروازے کھولدیئے اور وہاں سے جسقدر بدمعاش آزاد ہوئے وہ بھی اُن کے ساتھ تاخت و تاراج میں شریک ہو گئے اور خوب جی بھر کر شہر کے باشندوں کو لوٹا جب عیسائیوں کیساتھ یہ سلوک کر چکے تو مسلمان باشندگان پر بندوقیں چلانی شروع کیں مختصر یہ ہے کہ یونانیوں نے بہت برا سلوک مسلمانوں سے کیا۔ یہاں تک کہ جب کبھی ان میں سے کوئی بازار میں جاتا تھا۔ تو یہ اُنکی ٹوپیوں کے پھُندنے جبرًا اوکھاڑ لیتے تھے

اسی کارسپانڈنٹ کی تحریر کے رو سے ظاہر ہے کہ لارلیسا سے یونانیوں نے جمعہ کی شب سے بھاگنا شروع کیا تھا۔ کیونکہ جبر داس کے کہ انہیں میلونا کی شکست کی خبر ملی اُنہوں نے بھاگنے کی ٹھان لی تھی مشہور ہے کہ کرون پرنس نے ہر چند چاہا کہ ذرا ٹھہر و مگر کسی نے نہ مانا۔

اسی کارسپانڈنٹ کا بیان ہے کہ مجھے تعجب ہے کہ ایسے مستحکم مقام سے یونانی یوں بھاگ نکلے جس کی وجہ سوائے اس کے کچھ اور نہیں ہو سکتی کہ ان کے حواس بالکل پراگندہ ہو گئے تھے۔

آگے چلکر ٹائمز کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ لارلیسا بذاتہ کوئی ایسا مقام نہیں جو ترک جیسے شجاع سپاہیوں کی زد کی ایک عرصہ تک تاب لا سکتا جنکے سواروں کی پھرتی اور جنگی توپخانہ کی اعلے مشاقی ثابت ہو چکی تھی۔ البتہ اب جو ہیڈ کوارٹر یونانی فوج نے قائم کر لیا ہے یعنی فرسالہ وہ ایسا مقام ہے جہاں یونانی کچھ عرصہ تک اڑ سکتے ہیں یہ مقام ایک بڑا تاریخی مقام ہے یہیں فلپ پنجم شاہ مقدونیا کو رومیوں نے شکست دی تھی اور پھر اسی جگہ سیزر نے سینٹ کی فوجوں کو جو پمپی کے تحت کمان تھی زیر و بالا کیا تھا حق یوں ہے کہ اس موقع پر بھی اس جگہ نے اپنے پرانے شعار کو نہ چھوڑا اسی طرح سابق میں بیرونی دشمنوں نے یہاں کے

بادشاہ ہونگو شکستیں دی تھیں ویسا ہی اب کے بھی ترکوں نے یونانیوں کو زک دی۔ ان حسابوں یونانی اپنے آبا و اجداد کی خلف آخر ثابت ہیں

اب مقام فرسالا پر چالیس ہزار یونانی فوج جمع ہے اور مورچہ بندی عام رائے کے مطابق سرحد کی مورچہ بندی سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ غازی عثمان پاشا واپس بلائے گئے ہیں ظاہرا جب ابتدا میں صورت کسیقدر متوحش ہو گئی تھی تو انکا تقرر بحیثیت سردار اکرم عمل میں آیا تھا۔ مگر جب دوسرے روز فتح پر فتح ہونے لگی تو ادھم پاشا کی خاطر کو پیش نظر رکھکر انہیں واپسی کا حکم آگیا۔ اور غازی موصوف کو یہ حکم مقام دیربا پر ملا جہاں سے وہ سلونیکا میں تشریف لیگئے۔ اب وہ اسی مقام پر احکام مزید کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

ترکوں کو شوق شہادت اس درجہ تک ہو رہا ہے کہ ایک لڑائی کے موقعہ پر البانیا کی دو رجمنٹیں دور نکل گئیں تو اُن کے افسروں نے ہر چند انہیں واپسی کا حکم دیا اور یہ سمجھایا کہ ایسے مقام پر جہاں دشمن کثیر تعداد میں قریب ہے اور ہماری کمک بہت مسافت پر ہے زیادہ رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ مگر انہوں نے یہ کہکر کامل شبانہ روز وہیں مقام کیا کہ ترکوں کیلئے لڑائی سے واپس آنا اُن کی وضع کے خلاف ہے۔"

یونانی افواج کا بھاگنا

ریوٹر کا کارسپانڈنٹ مقام ایتھنز سے لکھتا ہے میں بسبب چند وجوہ کے یہاں آگیا ہوں اور اب یہیں سے ان حالات کو لکھونگا جو میری آنکھوں کے سامنے وقوع میں آئے ہیں جب میں پہلا خط جمعہ کے روز مقام ٹرنوو سے لکھا تھا اُس روز دن بھر میں طرفین کی نبرد آزمائی دیکھتا رہا اسمیں کچھ شک نہیں کہ یونانیوں کا میمنہ اور قلب لشکر قائم رہا مگر ترکوں نے میمنہ کا ستیاناس کر دیا تھا اور برابر دو میل تک موضع کوٹاوی میں مارتے مارتے آگئے تھے جب شام کے چھ بج گئے تو عام خیال یہ تھا کہ اب لڑائی میں کچھ وقفہ پڑ گیا ہے مگر ہمارے دیکھتے دیکھتے ترکوں کی دو رجمنٹوں نے مقام کوٹاوی اور دلیلر پر سخت آتشباری شروع کر دی اور اسی جانب سے انکی ایک اور رجمنٹ جنرل مادروپچل کی فوج پر آتشباری کرنے لگی۔ اور ایک پہاڑی توپخانہ دلیلر اور کوٹا کے درمیان نصب کر دیا۔ اسی اثنا میں یونانیوں کی آتشباری میں ضعف کے آثار نظر آنے لگے اور ہمارا خیال یہ تھا کہ فریقین کا سارا دن ہی اکارت گیا اور کوئی فیصلہ نہ ہوا مگر یکایک کوٹاوی کے عقب کے جنگلوں میں سے ترکوں کا ایک زبردست رسالہ گھوڑے اڑاتا ہوا نمودار ہوا۔ اور میدان میں آکر دیگر چند سواروں کے دستے سے جو ظاہراً تریلی سے آرہے تھے شامل ہو گیا۔ ان سواروں نے جو برق و باد کیطرح آرہے تھے آتے ہی موضع کوٹاوی اور دلیلر میں آگ لگا دی اور ایک آن کی آن میں جہاں تک نظر کام کرتی تھی سوائے آگ کے شعلوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا

اب مجھے یقین ہو گیا کہ کل صبح پھر لڑائی شروع ہوگی چنانچہ اسی غرض سے میں شب کو موضع ٹرنوو میں چلا گیا اور وہاں جاکر ایک مکان میں جا ٹھہرا جو ایک ویرانہ میں واقعہ تھا۔ میرے ساتھ لفٹننٹ ویسٹرن بھی تھا جو سویڈن سے بغرض شمولیت جنگ آیا ہوا تھا جب رات کے گیارہ بجے تو میرے دل میں خیال آیا کہ سونے سے پہلے ایک نظر میدان جنگ کو دیکھ لوں چنانچہ میں باہر نکلا اور سیر کرنے لگا۔ اتفاقاً میری نظر ایک بارود کی گاڑی پر پڑی جو میدان جنگ کیطرف سے واپس آرہی تھی مجھے دیکھکر تعجب ہوا کہ یہ بارود سے لدے چھکڑے کیوں واپس آرہے ہیں جب میں نے اسکی وجہ لوگوں سے پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہاں عرصہ ہوا ہی حکم آگیا ہے کہ ترک

کورنسوالی سے دروالیاس کے سینہ پر جیت کیساتھ گھوڑے اڑاتے ہوئے آرہے ہیں اس لئے اس مقام سے فوراً بھاگ کر چلے جانا چاہئے
چنانچہ تعمیل اس حکم کے کل یونانی فوج بھاگ گئی ہے۔ معرکہ چونکہ لاریسا اسٹیشن پر تھیں تو پہلے ہی روانہ ہو گئی تھیں۔ رہا قلب اور میمنہ سو وہ
لاریسا کیطرف ترنکالا کی سڑک کے راستے سے نوکہ ہم بھاگ رہے ہیں اور کرون پرنس اور جنرل سمیکرس وہاں پہلے ہی سے پہنچکر اپنے ڈیرے
ڈال چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ آٹھ بجے شب کے ہوا ہو گا کیونکہ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے یہ حکم ہوا تھا کہ ملک غیر کے
بالتشمیر لاریسا کیطرف بھاگ جائیں۔ چنانچہ وہ فوجی آئین کے مطابق نصف شب کو وہاں پہنچے۔

اس بھاگڑ کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یونانیوں کے میمنہ کو جو تحت کمان کرنیل سمیوز کے تھا ترکوں نے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا تھا۔ اور انکو ترکوں کے بڑھ جانیسے واقعی جان کے لالے پڑ گئے تھے اور میسرہ کو جو کورنسوالی کے پہاڑوں پر تھا ترکوں نے پہلے ہی
شکست دی تھی۔ چونکہ میری گاڑی خط وغیرہ لیکر پہلے ہی لاریسا کو روانہ ہو چکی تھی اس لئے میں نے اور لفٹننٹ ولیسٹرن نے عزم
کر دیا کہ ہم پیادہ ہی جائینگے ابھی ہم کوئی میل بھر چلے ہونگے کہ اسٹینڈرڈ لنڈن نیوز کے کارسپانڈنٹ گاڑی میں سوار ہمیں ملے۔
اس نے مجھکو اپنی گاڑی میں بیٹھنے کو کہا اور ہم نے اسکی دعوت کو قبول کیا۔ کوئی ڈیڑھ میل بڑھے ہونگے کہ ہمیں اسی راستہ میں یونانی
سپاہی بھاگتے ہوئے دکھائی دیئے انکی حالت ناگفتہ بہ تھی پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے تھے چار دن کی شبانہ روز محنت شاقہ اور ترکوں
کی سخت آتشباری نے انہیں بالکل بیکار کر رکھا تھا۔ ان کے چہروں پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں اور ہوش و حواس بالکل مفقود تھے۔ وہ
ایسے دبک کر چپ چاپ جا رہے تھے۔ گویا انکے منہ میں زبان نہیں۔ حالانکہ یہ انکی عادت کے خلاف ہے۔ رات سخت اندھیری تھی
اور ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا تھا فقط جنوب و مشرق کیطرف موضع کوٹا دی اور دیلیر میں جو آگ لگ رہی تھی۔ وہ راستے کے لئے
روشنی کا سہارا تھا۔ راستہ میں کہیں یونانیوں کے توپخانے اور اسکے متعلق گاڑیاں اور خچروں کی قطاریں اور ہزاروں اسباب
کے صندوق دکھائی دیئے جو ترکوں کی زبردست آتشباری سے جو ایک بہادر سے بہادر فوج کو عاجز کر دینے کی قدرت رکھتی ہیں
بے ترتیب پڑے تھے ان کے ساتھ ہی بہت سی گاڑیاں دکھائی دیں۔ جن میں یہاں کے باشندے کھچا کھچ بھرے تھے انکے شور
واویلا سے کلیجہ دہلتا تھا بیکس عورتوں اور معصوم بچوں کی حالت نہایت درد انگیز تھی۔ اور اس طوفان بے تمیزی میں فوجی اور غیر
فوجیوں میں کوئی تمیز نہ تھی۔ سب کے سب یکجا بکمال بیقاعدگی اور پریشانی کے ساتھ بھاگنے میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے۔ اس
مصیبت میں اور دوسری رنگروٹوں کی مایوسانہ چیخیں زخموں پر نمک کا کام دیتی تھیں جس مقام پر فرسل کار اور ٹرنو کی سڑکیں ملتی
ہیں وہاں بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ اور بباعث قلت مکان آس پاس کے مزروعہ کھیتوں کا سخت نقصان ہوا۔

اب یہ بگھوڑے اپنی جانکاہ مصیبتوں کو بھول گئے اور بجائے اپنے حال پر توجہ کرنے کے افسروں کو ان کی نالائقی کے
واسطے گالیاں دینے اور ملامت کرنے لگے اور وہ وہ لعنتیں اور پھٹکاریں دیں کہ جن کا کوئی ٹھکانا نہیں

اسوقت ہماری گاڑی نہایت آہستگی کیساتھ ہزاروں ناکردہ گناہ اور مسکین عورتوں اور بچوں میں سے گذر رہی تھی جنکے سر پر
اسباب کی گٹھڑیاں لدی ہوئی تھیں۔ اور جو کمال بے ترتیبی اور سراسیمگی سے اپنی جانیں بچانیکے لئے نکلے تھے۔ ان میں سے بعض

تو وحشت زدہ ہوکر بھاگتے جاتے تھے اور بعض مارے خوف اور ہراس کے قدم تک نہ اٹھا سکتے تھے۔ یہاں پر ہمیں ٹائمز کا کارسپانڈنٹ
ملا اور ہم نے اُسے اپنی گاڑی میں بٹھالیا۔ کیونکہ اُسکا اپنا گھوڑا اور سارا اسباب کھو گیا تھا۔ اور وہ خود بڑی مشکل سے جان بچاکر یہاں تک
پہنچا تھا۔ میں نے اُسے اشارہ سے دکھایا کہ یونانی درہ بوغازی پر برقی روشنی کے ذریعہ سے اپنے سپاہیوں کو واپسی کا حکم دے
رہے ہیں ابھی یہ دکھا نہ چکا تھا کہ اتنے میں ایک سخت شور ہوا جسنے فوج کے رہے سہے اوسان بگاڑ دیئے یہ آواز اُس سڑک کیطرف سے آ رہی تھی
کے کھنڈروں سے آ رہی تھی جہاں تک قافلے مفلوک یونانیوں کے جا رہے تھے پہلے تو کوئی مفہوم اُس آواز کا معلوم نہ ہوا۔ مگر بعد میں
جب آواز قریب تر ہو گئی تو یہ سنائی دیا "کہ ترک ہم پر آ پڑے" ابھی اس وحشتناک خبر کے حق و باطل قرار دینے کا وقت ہی نہ ملا تھا۔ کہ اتنے میں کوئی
دس بارہ گھوڑے بے سوار دو کے بگٹٹ دوڑتے ہوئے دکھائی دیئے جو بائیں طرف سے سر توڑ آ رہے تھے اور اُن کے ساتھ بہت سے
سپاہی بھی تھے جو کمال بدحواسی میں آواز بلند کہتے جاتے تھے کہ "بھاگو بھاگو ترک آ پہنچے" ایسے وقت میں جبکہ تاریکی اپنے پورے جوبن پر تھی
اور بھاگنے والوں کے دل پہلے ہی سے اندر ہی اندر بیٹھے جاتے تھے اور ہوش و حواس غائب ہو رہے تھے۔ اور عقب میں کوئی دستہ سپاہ
کا بھی نظر نہ آتا تھا جسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کہہ سکیں اس ہولناک آواز نے صور اسرافیل کا کام کیا جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ سب
کے سب یکبارگی آگے کو ٹوٹ پڑے اور وہ بے ترتیبی عمل میں آئی جسکا معرض بیان میں آنا ناممکن ہے لوگ کمال بیرحمی سے جلد جلد
تیز چلنے یا آگے سے ہٹ جانے کیلئے مار رہے تھے۔ عورتیں اور بچے اور جوان و سپاہی ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے
اور ہر ایک دوسرے پر بھاگنے میں سبقت کرتا جاتا تھا سینکڑوں اس چپقلش میں زمین پر گر پڑے اور گاڑیوں گھوڑوں اور آدمیوں کے تلے
آکر کچلے گئے۔ بیسیوں چھکڑے جن میں فوجی سامان اور دیگر خانہ داری کے اسباب بھرے تھے الٹ گئے اور اُنکے ساتھ ہی گھوڑے بیل خچریں گدھے
کسے کسائے لقمۂ اجل ہوئے۔ ہماری گاڑی پر بھی دو سپاہیوں نے سوار ہونیکا ارادہ کیا جب ہم نے اُنہیں منع کیا تو انہوں نے چاہا
کہ اپنی بندوقوں سے ہمیں مار ڈالیں چنانچہ جب دھمکی دیکر سوار ہوئے تو اُن کے بوجھ سے ہماری گاڑی جس پر آگے ہی فوق الطاقت بوجھ
لدا ہوا تھا اُلٹ ہو گئی اور ہم سب کے سب گر گئے اور گاڑی بالکل چکنا چور ہو گئی میری ٹانگ میں ضرب آئی مگر اُسی حال سے افتاں و خیزاں
چل پڑا۔ یہاں میرے سب ساتھی اندھیرے میں مجھسے جدا ہو گئے فقط ایک ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مجھے مل گیا باقی نہ معلوم کہاں ہیں
اسوقت یہ جگہ میدان محشر کا نمونہ تھا جسے قیامت صغرے کہنا مبالغہ میں داخل نہیں بدحواس سپاہی بلکہ آس پاس کے زمیندار بے تحاشا
اپنے ہموطنوں پر گولیاں چلانے لگے۔ چاروں طرف سے بندوقیں چل رہی تھیں اور مظلوم عورتوں اور بے زبان حیوانوں کے سینے اُن کے
آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے درہ شپکل اور پلونا کے مشہور و معروف کشت و خون دیکھے ہیں ولیکن یہ بدنظمی
بے تمیزی جو یہاں آکر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ عمر بھر یاد رہیگا۔ تمام میدان میں ان بزدلوں کی بندوقوں سے چراغاں ہو گیا تھا۔
میں ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کا ایسے وقت میں ساتھ قائم رکھنا ضروری سمجھکر اسے ایک کھائی کیطرف سڑک کے ایک کنارے پر
لیگیا۔ مگر وہاں ابھی دم لینے کی مہلت نہ ہوئی اور لوگ ہم پر آ پڑے اور ایسا ہلہ کیا کہ ہم دونوں خندق کے اندر گر پڑے اور دس بارہ
آدمی مجھ پر آ پڑے۔ جب میں نے مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور اٹھ کھڑا ہوا تو یکایک ایک سپاہی نے بلا وجہ مجھ پر اپنی

بندوق خالی کر دی۔ اور اگر میں عمداً اپنے آپ کو گرا نہ دیتا تو یقیناً مر گیا ہوتا یہ گولی فقط تین انچ میرے سر سے اوپر گذری۔

خیر جان تو بچ گئی۔ مگر رفیق سفر نہ معلوم کدھر کو چلا گیا۔ یہ ایسا وقت نہ تھا کہ میں اُسکی تلاش یا انتظار کرتا نا چار تن بتقدیر میں بھی جدھر کو منہ اٹھا چل پڑا۔ کبھی خندق میں گر جاتا تھا کبھی باہر نکل آتا تھا۔ اور مزروعہ کھیتوں میں جو ان بزدلوں کے ہاتھ سے ویران ہو چکے تھے جا پہنچتا تھا۔ غرضکہ اسی بیم و رجا کی حالت میں افتاں و خیزاں میں دو ذنگ سے نکل گیا۔ حالانکہ چاروں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی یہ حالت کوئی تیس منٹ تک رہی اسکے بعد مغرب کیطرف سے بگل کی آواز آئی جس میں بندوقوں کے فیر کھا رو کے گئے۔ مگر ایسے طوفان بے تمیزی میں ایسے حکموں کی جو تعمیل ہوا کرتی ہے وہ ظاہر ہے۔ چنانچہ مدت مدید کے بعد خدا خدا کر کے گولیاں بند ہوئیں اور بیچارے حواس باختہ رہگذروں کو فی الجملہ اطمینان کی صورت دکھائی دی یہ دار و گیر فقط کسی خاص مقام پر محدود نہ تھا۔ بلکہ پانچ میل تک یہی عالم تھا چنانچہ میں برابر دیکھتا گیا۔ راستہ میں انسانوں اور حیوانوں کی لاشوں کے پشتے لگے ہوئے تھے۔ اور ہزاروں صندوق بارود و اسباب حرب کے کمال پریشانی اور بے ترتیبی سے پڑے ہوئے تھے ساتھ ہی اُلٹے ہوئے چھکڑے گاڑیاں لوگوں کے بستر سپاہیوں کے کمل اور بیشمار ٹین کے استعمالی بکس زمین پر جابجا نظر آتے تھے۔ خاصکر اسوقت سخت پریشانی ہوتی تھی۔ جبکہ کوئی گھوڑا دوڑتا ہوا کسی ٹین کے بکس سے ٹکرا جاتا تھا۔ اور اُسکی آواز سے ڈر کر کودنے لگ جاتا تھا تو اسکے ساتھ اور جانوروں کا بدلگام ہونا اور بیچارے بچوں یا مفلوک الحال عورتوں کا بدحواسی میں دوڑنا اور بسا اوقات جھپٹ میں آکر دب جانا واقعی آٹھ آٹھ آنسو رلاتا تھا۔ جسقدر توپیں اور بارود کے صندوق رستہ میں پڑے ہوئے تھے وہ رہگذروں کی طے مسافت میں اور سد راہ ہوئے سواروں نے گھوڑوں کے تنگ اس غرض سے کاٹ ڈالے تھے۔ کہ خوب پورے زور سے دوڑیں اسپر قیامت یہ ہوئی کہ اکثر پیادے گھوڑے کی طمع سے سواروں کو قتل کر کے آپ گھوڑے پر چڑھ جاتے تھے۔ بعض یونانی افسروں نے اگرچہ گلا پھاڑ پھاڑ کر سپاہیوں کو ٹھیرنے کا حکم دیا۔ مگر صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں۔ کرنیل ہار موبیل جو پہلے سے لاریسا میں پہنچا ہوا تھا۔ اگرچہ یہ حال سُنکر واپس آیا مگر اُسکی بھی کچھ پیش نہ گئی .... ایک اور افسر لاریسا سے دو میل اسطرف محض اس غرض سے آیا کہ لوگوں کو اطمینان دلائے چنانچہ ایک کمپنی کے نصف سپاہیوں نے ایک مقام پر ڈیرہ بھی کیا مگر باقی اسی حال سے لاریسا تک پہنچے۔

جب میں لاریسا میں پہنچا تو شہر میں سخت شور و اضطراب تھا ہزاروں سپاہی بلا لحاظ کسی فوجی آئین یا اپنے افسروں کے حکم کے جہاں سینگ سمائے اُسیطرف کو بالکل بے مہار چلے جاتے تھے اور جہاں اطمینان کی جگہ نظر آئی وہیں پڑ رہتے تھے یہاں کے لوگوں کو رات کے دو بجے اس تباہی کا علم ہوا۔ اور اسیوقت اپنے اپنے مکان سے نکل کھڑے ہوئے ایک اطالیہ کے والنٹیر نے عالم بدحواسی میں اپنے آپ کو بندوق مار کر مار ڈالا فقط ترکوں کا نام ان کی وحشت اور ہراس کا موجب ہو جایا کرتا تھا۔ جہاں کسی نے لفظ ترک منہ سے نکالا انکے ہوش اڑ جاتے تھے۔ رات بھر یہی عالم رہا۔ البتہ جب پچھلے پہر چاند نے اپنی صورت دکھائی تو کسی قدر امن کی صورت ہو گئی تھی مگر صبح تک عالم وحشت اضطراب رہا لیکن صبح ہوتے ہی وہ وحشت اور دیوانگی تو دور ہو گئی۔ البتہ اس کا

اثر اتنا باقی رہا کہ اب لوگ ادھر اُدھر بازاروں میں پھرنے لگے اور آئندہ تدبیر کرنے پر مائل ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس امر کا صحیح اندازہ بہت مشکل ہے کہ کتنے آدمی اس دار وگیر میں کام آئے بعض ۵۰۰ بعض ۱۰۰۰ تخمینہ لگاتے ہیں۔ لیکن صحیح تعداد قائم کرنا بہت مشکل ہے البتہ اتنا لکھنا خالی از مبالغہ ہے کہ بہت سی گاڑیاں لاشوں سے لدی ہوئی جا بجا نظر آتی تھیں۔

پانچ اخباروں کے کارسپانڈنٹ اس مصیبت میں گرفتار ہوئے تھے۔ اور حسنِ اتفاق سے پانچوں صحیح وسالم جانبر ہوئے ان میں ایک ٹائمز کا اور دوسرا السٹریٹڈ لنڈن نیوز کا۔ اور تیسرا مانچسٹر گارڈین کا اور ایک سویڈن کے ایک اخبار کا اور پانچواں میں تھا۔ ڈیلی کرانیکل کے کارسپانڈنٹ نے یہ ہوشیاری کی کہ رات بھر ٹرنو میں رہا اور جہاں سویا تھا۔ اُس مکان کی کھڑکی پر یونین جیک نشان انگریزی اس غرض سے لٹکا دیا کہ جب ترک آئینگے تو مجھے انگریز سمجھکر چھوڑ دینگے۔ وہ ہم سے کسی قدر بعد لاریسا میں پہنچا۔ السٹریٹڈ لنڈن نیوز کے کارسپانڈنٹ کی سب تصویریں نقد وجنس اور اسباب غارت ہوگیا۔ اور وہ فقط بیک بینی و دو گوش لاریسا تک پہنچا

صبح کیوقت ایک فرانسیسی بھگوڑے نے لاریسا کے چوک میں یہ شور مچانا شروع کیا کہ یونانیوں کی اس واپسی میں ایک خوبی حکمت مد نظر تھی۔ خیر یہ اسکی فضول گوئی ہے۔ بات تو یہ ہے کہ جہاں جہاں یونانیوں نے ترکوں کا مقابلہ کیا ہے وہاں وہ مستعدی سے اڑے رہے مگر ان کا جنرل ترکی جنرل کی لیاقت اور تدبر کے پایہ کا نہ تھا۔

کہاں اُس نوجوان کے نازکی طاقت تمہیں مومن ۔ ابھی سرمشق تو ہو جو چرخ پیر تو کھینچو

اُس کی چال زبردست پڑی اور یہ میدان ہار گیا۔

اسوقت افسروں نے یہ کوشش کی کہ اپنی پراگندہ فوج کو حتی الامکان ترتیب دیکر جنوب ومغرب کے راستہ فارسالا پر بھیجدیں چنانچہ بہت سے بھوکے سپاہیوں کو بے آب و دانہ روانہ بھی کردیا بعض اُن میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے روٹی کا ٹکڑا جمعہ کے دن سے آج تک نہ چکھا تھا اس امر سے انکار نہیں ہوسکتا کہ سرحد کی ساری لائن جو سمندر سے مقام ریونتی تک تھی وہ یونانیوں کے ہاتھ سے نکلگئی ہے البتہ ریونتی سے لیکر پیریس تک ابھی یونانیوں کا قبضہ ہے۔ اگر ادہم پاشا کو یہ خبر ہوتی تو وہ ضرور اپنے سواروں کو آگے بڑھاتا اور ریلی کیطرف وولو اور لاریسا کی ریلوے لائن قطع کردیتا مگر چونکہ ایسا نہ ہوا۔ اسلئے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اُسکو خبر نہ تھی یا کوئی اور گہری حکمت ہوگی اتنے میں ایک تار اس مضمون کا آیا کہ زخمی سپاہیوں کو ایک سپشل ٹرین وولو بھیجدو۔ اور ایک اور سپشل ٹرین بھی کرون پرنس مع اپنے سٹاف کے فارسالا کو براہ ویلسٹینو روانہ ہوگئے۔

جسوقت یہ خبر عام ہوئی کہ لاریسا سے بھاگنا چاہئے اُسوقت کیسی حالت سخت دردانگیز تھی اور رنج کا سماں پھر آنکھوں میں آگیا۔ اور وہی نقشہ بعینہ دکھائی دینے لگا ہزار ہا باشندے عالم یاس میں دم بخود کھڑے تھے زبانیں تالو سے لگ گئی تھیں بعض تو اپنے اپنے بچوں کو گودوں میں لئے تھے جس سے انکی مراد یہی تھی کہ ترک آکر ہمارے گلے کاٹ ڈالینگے مگر اسوقت اس حسرتناک نظارہ پر ترس کھانے یا غور کرنیکی فرصت کسے تھی۔ آناً فاناً ہزاروں آدمی شہر سے باہر فارسالا کی سڑک پر فوجوں کے غول سخت سراسیمگی کیحالت میں نظر آتے تھے

بعض خوش نصیبوں کو اسباب اور بچوں کے لئے گاڑیاں اور چھکڑے مل گئے تھے مگر اکثر عورتیں اور ننھے ننھے بچے یا پیادہ اسباب کی گٹھریاں سر پر لاد کر روتے پیٹتے اور دھاڑیں مارتے جا رہے تھے اور ہر ایک کی زبان سے یہ کلمہ نکل رہا تھا کہ ہائے بیچارے یونان تیرا کیا حال ہؤا جس سے یہ مراد تھی کہ وہ فقط اپنی تباہی نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ قوم کی غارت خیال کر رہے تھے۔

اسکے بعد ایک اور سپیشل ٹرین وولو کیطرف روانہ ہوئی جسمیں فقط چھکڑے لگے ہوئے تھے۔ اس گاڑی میں قریب تین ہزار باشندے سوار ہوئے جنھیں اعلیٰ ادنیٰ کی کچھ تمیز نہ تھی باہر کے والنٹیروں نے اپنے ذمہ اُن لوگوں کی حراست لی جو باعث ضعف یا ناتوانی اس ٹرین میں سوار نہ ہو سکتے تھے۔ اُسوقت ان بیکسوں کی مایوسانہ نگاہیں دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی تھیں۔ جو بار بار پھر کر وحشت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ کہیں سر کیشیا کے سوار نہ آ پڑیں بہت سے لوگ بلا انتظار کسی ریل کے اوّل وقت پا پیادہ چلے گئے اُنھیں سے جہانتک ممکن ہؤا راستہ میں ایک گاڑی پر سوار کئے گئے جو مقام وولو سے محض اسی غرض سے روانہ کیگئی تھی۔ ڈیڑھ بجے دن کے لاریسا بالکل خالی ہو گیا چونکہ لاریسا میں انتظام رسل رسائل مفقود تھا۔ اسلئے میں بھی اُن سے وولو چلا گیا جو چالیس میل کی مسافت پر واقعہ ہے۔ جہاں میں سنیچر کے روز قریب سہ پہر پہنچا۔ وہاں جاکر میں نے ویسی ہی وحشت اور اضطراب کا معاینہ کیا جو لاریسا میں تھا۔ ہزاروں آدمی جانیں بچانے کیخاطر لحظہ بلحظہ جمع ہوتے جاتے تھے اور عام طور پر یہ بات شہرت پذیر تھی کہ ترک تھوڑی دیر میں یہاں پہنچا چاہتے ہیں۔ بندر میں سوائے ایک سرکاری جہاز کے اور کوئی سٹیمر نہ تھا۔ اور یہ جہاز بھی اُسی دن محض زخمیوں کو سوار کر کے ایتھنز لیجانیکے واسطے آیا ہؤا تھا۔ البتہ چھوٹی چھوٹی بہت کشتیاں تھیں جن میں متموّل اور آسودہ آدمیوں کو اُنکے اسباب سمیت جگہ مل گئی جو جزیرہ یوبیا اور دیگر جزائر کیطرف بھاگ گئے اُن لوگوں کو باوجود جدوجہد کے سرکاری جہاز کی ڈیک پر بھی جگہ نہ مل سکی۔ میں نے چاہا کہ وولو سے تار بھیجوں۔ مگر یہ نہ ہو سکا اسلئے میں نے عزم کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر کسی ایسے مقام پر جاؤں جہاں سے خط و کتابت ممکن ہو۔ چنانچہ ایک کشتی بھی مل گئی لیکن جب میں اسکے اندر بیٹھ گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے بڑے زور سے شور و غل کیا کہ باہر آ جاؤ یہ کہتے ہی بہت سے آدمی حملہ کر کے میری کشتی کے اندر آ گئے اور مجھے زور سے باہر نکالا۔ اُن کی غرض اس سے یہ تھی کہ جب ہم جان بچا نہیں سکتے تو کسی اور کو کیوں ایسا موقع ملے چنانچہ اُنھوں نے زور سے آواز دی "ہم سب ایک ساتھ مرینگے"

اسوقت مسٹر مرلینی انگریزی وائس کونسل نے مسٹر ایجرٹن سفیر انگریزی متعینہ ایتھنز کو تار دیا کہ یہاں صورت بہت نازک ہو گئی ہے اور اُن سے درخواست کی کہ ایک جنگی جہاز ہماری حفاظت کے لئے بھیجدو

اب زخمیوں کو دیکھو جو ہسپتالوں یعنی فوجی ہسپتال اور مسٹر ڈلی اور مس رائیڈر اور ڈنمبر کے ہسپتال سی گھاٹ پر لیگئی۔ اسمیں بھی خوف تھا کہ کہیں جہاز پر بھی باشندے اسیطرح حملہ نہ کریں اسلئے اُسے دو بندرگاہ میں لیگئے اور زخمیوں کو ڈاکٹروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار کر کے وہاں تک پہنچایا یہ جہاز جس کا نام تھسلیا تھا نو بجے شب کے وولو سے روانہ ہؤا جہاں فقط چھ زخمی سپاہی مس رائیڈر اور ڈنمبر کے چارج میں رہے۔ مگر بعد میں یہ لوگ بھی انگریزی کونسل کے پاس آ گئے اور مسٹر مرلی نے یہ حوصلہ دکھایا کہ مورا اپنے ہسپتال میں جو نگی ہفتہ کی رات کو لوگوں کے وحشت اور اضطراب کی یہی حالت رہی اور دوسرے روز اتوار کو جانا نکلے

یونانیوں کا الیسٹر تھا لیکن لوگوں نے کوئی خوشی کا اظہار نہ کیا جو اسدن کو ہمیشہ رسماً ہوا کرتی تھی اس روز حالانکہ ایک توپ بھی لاریسا سے پہنچ گئی۔ مگر لوگوں کی دہشت میں کچھ کمی نہ ہوئی

اس توپ کو کوئی گھوڑا یا کوئی اور جانور کھینچکر نہ لایا تھا بلکہ چند آدمی اور بہت سے لونڈے لئے آتے تھے اور ایک سپاہی ان سب کا نگران تھا۔ بعد میں چند توپیں وولو سے جہاز میں روانہ کی گئیں اس سے لوگونکو کوئی اطمینان نہ ہوا۔

رات کیوقت بہت سی کشتیاں غایب ہو گئیں۔ چونکہ مجھے کوئی اطمینان نہ تھا کہ پیریس میں کس وقت پہنچ سکوں اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر پوس میں جو جزائر اوری میں واقع ہے چلا جاؤں جب میں وہاں پہنچا تو بخط مستقیم ایڈی سوس میں چلا گیا۔ وہاں ایک اور کشتی لی جس پر سوار ہو کر مقام کالکیس میں پہنچا اسکے بعد پھر ایک اور کشتی لی اور اس میں بیٹھکر اوروپس میں پہنچا یہاں سے براہ خشکی میں اتھنز میں پہنچا اور حالت میری یہ تھی کہ کامل چار روز اور پانچ شب میں میں نے اپنے کپڑے یا بوٹ نہیں اوتارا تھا۔

ایک انگریز والنٹیر کے مشاہدات

اخبار ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ اتھنز حسب ذیل لکھتا ہے۔ مجھکو جنگ ماٹی کے دلچسپ حالات ایک ایسے شخص سے بہم پہنچے ہیں جو خود لڑائی میں شریک تھا۔ یہ شخص ایک انگریز والنٹیر تھا جو اب اتھنز کے ہسپتال میں ایک زخم سے بیکار ہو کر پڑا ہوا ہے۔ اور یہ زخم اُسی جنگ کا لگا تھا۔ اُس کا بیان ہے کہ یہ غیر ملکی والنٹیر لاریسا کی بارکوں میں بُدھ کی شام تک ٹھیرے ہوئے تھے وہاں ایک ہفتہ تک ان کا قیام رہا اور وہ سب کے سب اس بوجہ تعویق سے اُکتا گئے آخر الامر نصف شب کے وقت کوچ کا حکم آگیا اور لوگ خوش خوش روانہ ہوئے مگر انہیں کیا خبر تھی۔ کہ آگے کیا ہوگا رستہ سخت ناہموار تھا۔ اور جابجا پتھر اور سنگریزے پڑے تھے اور سب کے سب سپاہی آبلہ پا ہو گئے تھے بعضوں کا تو یہ حال ہوا کہ اس آبلہ پائی کے سبب سے وہ آگے جانے سے مجبور ہوئے کہ وہیں رہ جائیں طلوع آفتاب کے وقت یہ لوگ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جو یونانیوں کے مورچہ منصوبہ مقام ماٹی کے مغرب میں واقع تھا ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ ترکی توپخانہ سے آتشباری کا آغاز ہوا۔ مگر چونکہ یہ والنٹیر پہاڑ یونکی آڑ میں تھے اسلئے وہ گولیوں کے زور سے محفوظ رہے دونو طرف کی توپیں چلتی رہیں مگر تعجب یہ ہے کہ یونانی افسر بکثرت مارے گئے یہانتک کہ ہر پانچ پیچھے کشتوں میں ایک افسر ضرور ہوا کرتا تھا۔ جمعرات کو فقط توپ کی لڑائی رہی اور ایک بندوق بھی فریقین میں سے کسی نے نہیں چلائی شب کو یونانیوں نے اپنی پیادہ فوج کو چند مستحکم مقامات پر نصب کر دیا کیونکہ احتمال تھا کہ ترک شبخون کرینگے جب آتشباری بند ہوئی ہم نے چاہا کہ ذرا آرام کریں مگر خیمہ آگے نہ ہونیکے سبب سے اپنی کمبل لیکر زمین پر پڑ رہے جہاں سے بہت بری حالت میں اٹھے بدن پر لرزہ تھا۔ اور سردی کی ماری ہڈیاں ٹھٹھر گئی تھیں۔ وہ وقت میں شور ہوا کہ ترکی فوجیں ہماری پیادہ فوجوں پر حملہ کر رہی ہیں پہلی لڑائی تو نہایت مختصر تھی فقط بیس ہزار گولیاں چلیں دونو میں ترکوں کو ہزیمت ہوئی۔ اور انہیں واپس جانا پڑا اور صبح کیوقت یعنی جمعہ کی صبح کو معاملات کی صورت میں کوئی تغیر واقعہ نہ ہوا تھا۔ لیکن دونو فریق اپنے اپنے مقامات پر قایم تھے طلوع آفتاب کیوقت فریقین کے توپخانہ نے آتشباری شروع کی۔ مگر ترکوں

کے توپخانہ سے چنداں نقصان نہ ہوتا تھا جب دن ڈھل گیا تو ترکوں نے اُن پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا جو ہمارے مقابل میں واقع تھیں اور جن کی نسبت عین یقین تھا کہ اتھنکی ہٹیرا کی غیر آئین فوج کے قبضہ میں ہیں۔

ہمیں صاف دکھائی دیتا تھا کہ سواروں کے دستہ برابر آتے جاتے ہیں لیکن بعد مسافت کی وجہ سے اُن کے نقل و حرکت کا صحیح اندازہ مشکل تھا۔ مگر ترکوں کا یہاں تک پہنچ جانا ہمارے لیئے کوئی آسان امر نہ تھا ہم بخوبی جانتے تھے کہ آج شب میں معاملہ فیصلہ ہو جائیگا تخت یا تختہ۔ شام تک ترکوں نے ہماری پیادہ فوج پر برابر آتشباری جاری رکھی اور ہمیں مجبور پیچھے ہٹنا پڑا۔ میرے خیال میں ہماری جمعیت دس ہزار کی تھی اور ترکوں کے پچیس ہزار جوان تھے۔

قریب شام ہمیں حکم ملا کہ کوچ کیلئے تیار ہو جاؤ ہمیں یقین تھا کہ حملہ کا حکم ہوا ہے مگر یہ حکم سب دھوکے کی ٹٹی تھی کیونکہ بجائے ترکوں پر حملہ کرنیکے لاریسا میں مراجعت کا حکم ہوا۔ اس حکم سے صاف ظاہر ہے کہ یونانی کیسے بزدل ہیں۔ اور یہ حرکت کیسی رذیل اور بزدلانہ تھی کہ بلا مقابلہ اسطرح رات کے اندھیرے میں چوروں کیطرح بھاگا جاوے۔ جب شام پڑی تو ہم نے رجعت قہقری شروع کی اور کوئی دس بارہ میل تک انتظام اور سلیقہ کیساتھ جاتے رہے۔ لوگ سخت تھکے ماندے اور چور ہو رہے تھے۔ اگر یہ صورت دیکھکر سخت دل شکستہ ہو گئے۔ وہ اس بزدلانہ ہزیمت سے سخت نفور تھے۔ اور یہ پسند کرتے تھے کہ وہیں کھیت رہیں اور یہ رسوائی کا کلنک اپنے ماتھے پر نہ لیں جب لاریسا بہت قریب آگیا تو عقب سے کسی نے شور کیا کہ ترک آ پڑے یہ آواز سُننا تھا کہ فوجیوں کے حواس مفقود ہو گئے۔ اور عالم خود رفتگی میں انہوں نے بے محابا اپنے ہی رفقا پر گولیاں چلانی شروع کر دیں

ہمارا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ مجھ سے [illegible] نے کہا ہوا تھا کہ اصل میں یہ شور اسلئے ہوا تھا کہ ممالک غیر کے والنٹیروں نے یونانی سواروں پر بیجا حملے کئے تھے۔ میں نے چاہا کہ اس امر کو صاف کروں چنانچہ میں نے اُسکی حقیقت پوچھی تو جواب ملا یہ بالکل غلط ہے کسی غیر ملک کے والنٹیروں نے ایسا نہیں کیا۔ البتہ دو والنٹیروں نے ایک یونانی سوار پر حملہ ضرور کیا تھا۔ مگر وہ بھی دیدہ و دانستہ نہیں تھا وجہ یہ تھی کہ تاریکی شب میں دوست دشمن کی تمیز مشکل سے ہوتی تھی جب یہ گولیاں چلنے لگیں تو پھر سخت چپقلش ہوئی۔ آدمی گھوڑے چھکڑے بیل گاڑی اور خچر یہ ایک دوسرے پر گری پڑتی تھیں کوئی سلیقہ کوئی ترتیب۔ کوئی قاعدہ۔ کوئی ضابطہ نہ تھا ایک طوفان [illegible] بے تمیزی تھا جو اُمڈا چلا آتا تھا۔ اس طوفان کو [illegible] سے شاہراہ اور قرب و جوار کی مزروعہ زمینیں مطلق محفوظ نہ تھیں ہمارے افسر کپتان برج نے حکم دیا کہ ایک صف [illegible] قائم ہو کر چلیں اور جن جن نے یہ حکم سنا انہوں نے تعمیل بھی کی۔ مگر دس بارہ آدمیوں کی صف ایسے منتشر طوفان کے آگے کیا حقیقت رکھتی تھی ابھی صف قائم بھی نہ ہوئی تھی کہ پیچھے ایک ایسی رو کا ریلا ہوا کہ سب تتر بتر ہو گئے تب میں نے دیکھا کہ یہ [illegible] دو گھنٹے تک [illegible] تھی [illegible] اسلئے میں نے اپنا کمبل کا توسکا بکس برباتی کو [illegible] پھینکدیا اور خود فقط ایک [illegible] اور کارتوس والی پیٹی ہمیں ساتھ لی [illegible] اُٹھا چل پڑا۔ [illegible] غائب تھا اسلئے مجھے ساری شب [illegible] زمینوں اور مزروعہ [illegible] ہو [illegible] رستے میں بہت سی ٹھوکریں کھائیں اور بار ہا گر بھی پڑا۔ مگر پھر بھی بھاگتا [illegible] لاریسا تک کوئی [illegible] مسافت [illegible] ایک گھوڑے نے [illegible] سے [illegible] جا پڑا [illegible] میں گرا ایک ایسا مقام تھا

جہاں سے دریا گذرتا ہے اگرچہ ان دنوں میں خشک پڑا تھا میں بخوبی جانتا تھا کہ مجھے ضرب آئی ہے مگر ایسے نازک وقت میں پڑے رہنا حزم و احتیاط
سے بعید نہ تھا۔ یا یوں کہیے کہ خود اپنی مرگ کا معائنہ لینا تھا اسلئے ہزار دقتیں ہوں قدم پہ ٹھوکریں کھاتا ہوا میں لاریسا میں جا پہنچا یہاں حالت کیا بیان
کروں کہ کس درجہ کی ابتری تھی اور بد سلیقگی تھی خیر جس وقت میں ایک بازار میں افتاں و خیزاں جا رہا تھا تو یکلخت غول کے غول سپاہیوں نے
ایک شہر پناہ کا رخ کیا اور مجھے بھی اس میں دھکیل دیا جہاں جا کر میں نے شراب پی جب وہاں سے نکلا تو سامنے ایک مکان مجھے دکھائی دیا میں بے تکلف
اسکے اندر چلا گیا اور ڈیوڑھی کے پاس فرش پا انداز پر لیٹ گیا چونکہ تکان راہ اور زخم کے درد کے مارے چور ہو رہا تھا۔ مجھے وہیں نیند آگئی جب
کچھ عرصہ کے بعد میں بیدار ہوا تو اب مجھے معلوم ہوا کہ میرے زخم خوردہ ٹانگ میں بالکل جنبش نہیں خوبی قسمت سے مجھ کو وہاں ایک انگریزی اخبار کا
کارسپانڈنٹ دکھائی دیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا۔ ابھی اسے گئے ہوئے کوئی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ وہ اپنی گھوڑی کو سرپٹ دوڑاتا ہوا میرے
پاس آیا اور یہ ہولناک خبر سنائی کہ میں کیا کروں ترک آگے بڑھے آتے ہیں۔ میرا اس جگہ پر مزید قیام خالی از خطرہ نہیں اسلئے میں جاتا ہوں میں نے
ہمت کرکے اپنی ہاتھ بڑھائی اور اسکی گھوڑی کی گردن میں ہاتھ ڈال کر ساتھ چلنے کو تیار ہوا۔ اسنے بھی ناچار گھوڑے کو مہمیز کیا اور میں اس ہیئت کذائی
سے اسکے ساتھ چل پڑا آگے چل کر حسن اتفاق سے ایک اور انگریزی کارسپانڈنٹ ملا جس کے پاس ایک بائسیکل تھا۔ اسنے مجھے اس پر بٹھا
دیا اور میں نے ایک ٹانگ سے اسے چلایا اور اسطرح خدا خدا کرکے ریلوے سٹیشن پر آپہنچے یہاں وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور میں ایک گاڑی
میں بیٹھ گیا۔ ریلوے سٹیشن پر ایک ہولناک مجمعہ تھا۔ فوجی اور ملکی افسر عورتیں۔ بچے دیہاتی اور شہری سب ملے جلے تھے اور گاڑی میں
جگہ حاصل کرنیکے لئے ایکدوسرے جان کے دشمن بنے ہوئے تھے سپاہی نہایت بزدل کمینہ پن سے معصوم بچوں اور بیکس عورتوں کو زد دیکر نکال
نکال کر آپ انکی جگہ لے لیتے تھے بیقاعدگی اور سراسیمگی اس زور پر تھی کہ جو سپاہی سٹیشن پر نگرانی اور انتظام کیلئے متعین ہوئی تھی وہ بجائے پہرہ
دینے کے خود ہی گاڑیوں میں کود پڑے اور جنہیں اندر جگہ نہ مل سکی وہ بے تکلف چھتوں پر جا بیٹھے اور جنہیں شومئے اعمال سے چھت بھی میسر
نہ ہوئی انہوں نے یہ کمال کیا کہ ان بالانشینوں پر بیدریغ گولیاں چلائیں (واہ رے ہمدردی اور اے حب قومی) اور ان صدر نشینوں نے
بھی اُن کا جواب گولیوں سے بخوبی دیا۔ اور اسطرح گاڑی سٹیشن سے چلی گویا بارود خانہ اڑ گیا یا ایک میدان کارزار تھا جو حرکت کر رہا تھا۔
جو لوگ اس گاڑی میں نہ جا سکے انکی مایوسی اور بدحواسی سخت دردانگیز تھی۔ ان کے چہروں پر مردنی چھا گئی اور اس حیثیت میں اور تزاید
اُسوقت سے ہونے لگا جب توپوں کی آواز شہر کے نواح کے قریب تر آنے لگی کیونکہ یقین ہو جاتا تھا کہ ترک اب بالکل متصل آگئے
ہیں۔ بہت سے افسر اور سپاہی فارسالا میں جانے کے لئے والسٹینو میں اتر پڑے جب ہم وولو میں پہنچے تو ریلوے سٹیشن پر
قریب ایک ہزار آدمی کے محض اپنے احباب اور عزیزوں کے نیک و بد کے حالات دریافت کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے
میں وہاں سے ریڈ کراس ہاسپٹل کے اہتمام میں چلا گیا جہاں مجھے بہت آرام ملا۔

ہمارا خاص کارسپانڈنٹ مقام نیٹی بچوڈا سے مخبر ہے کہ کل (جمعہ) بوقت ۸ بجے صبح کے کرنیل کوموٹوبس ساری رات
کوچ کرکے چاہتا تھا کہ اس درہ کے اگلے سرے پر قبضہ کرے جو ترک خود بخود چھوڑ گئے تھے کہ یکایک ترکوں نے جنکی جمعیت سات
ہزار جوانوں کی تھی اس پر حملہ کیا۔ یونانی فوج باوجود بھوک اور پیاس کے شام کے سات بجے تک مقابلہ میں کھڑی رہی مگر جب شام ہوئی تو باردو

اور سامانِ جنگ بھی پاس نہ رہا تو ناچار پیچھے ہٹنا پڑا۔ یونانیوں کے ڈیڑھ سو سپاہی کام آئے اور زخمی بھی بہت ہوئے آج صبح ۱ ہفتہ کو یونانی دو رجمنٹیں پیادوں کی اور ایک ایوزنی رجمنٹ اور چھ توپیں پھر میدان میں لائے اور ترکوں نے خود بخود پھر یہ مقام چھوڑ دیا ہے۔ ترکوں نے سب یونانی قیدیوں کو مسخ او قتل کر دیا ہے مگر قسطنطنیہ میں اس آخری خبر کی تکذیب نہایت حقارت سے کی جاتی ہے (والعہدة علی الراوی)

افواجِ متعینہ جنینا کے کمانڈر نے قسطنطنیہ میں یہ تار دیا ہے کہ ہفتہ کے روز ساڑھے سات گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد ہماری فوج نے قلعہ مینش بونار پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں یونانیوں نے مورچہ بندی کر رکھی تھی۔ اور جس جگہ پر وہ ہماری سرحد مقام نوروس سے عبور کر کے قلعہ نشین ہو گئے تھے۔ بعد اس فتح کے ہماری فوج نے مقام مینتی پیگوڈا پر بھی قبضہ کر لیا ہے یونانیوں کے تین سو آدمی اس لڑائی میں کام آئے اور ۲۱۹ زخمی ہوئے اور ۶۲ زندہ گرفتار ہوئے اور ترکی سپاہیوں میں سے ۱۵ شہید اور تین زخمی ہوئے اور ہماری فوج کو بہت سی بندوقیں اور سامان حرب ہاتھ لگا۔

اب یونانیوں نے قرب و جوار کی مقامات پر مورچہ بندی کی ہے ہمارا نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں انبابہ کے سپاہی کسی آپ پر بگڑ بیٹھے تھے اور شہریوں کو بھی دھمکایا تھا مسلمانوں نے نکلنا شہر چھوڑ دیا تھا اکثر غیر کے قونصلوں سے اطلاع دی کہ عیسائیوں کی حالت نہایت نازک ہے اور وہ بھی اپنی جان کا خطرہ ہے کیونکہ والی شہر کے باشندوں کو بندوق اور بارود نہیں دیتا تاکہ ان انبابہ کی مردوں کو نکال باہر کریں اسپر سفیران ممالک غیر نے بابعالی میں درخواست کی کہ بہت جلد شہریوں کی حفاظت کا انتظام کیا جاوے لیکن اب وحشی سپاہی رستے پر آ گئے ہیں۔ اور بجا آوری احکام پر آمادہ ہیں زراہ رستہ انصاف یہاں تو بنی نوع انسان کی ہمدردی نے فرشتہ طینت سفیروں کو بابعالی میں درخواست دینے کے لئے مجبور کیا کیونکہ عیسائیوں کو ہتھیار نہ ملے تھے کہ وہ مسلمانوں کو قتل و غارت کریں اُس وقت وہ صفات ملکی کہاں گئے تھے جب سر بازار مسلمانوں کی ٹوپیوں کے پھندنے او کھاڑتے تھے اور انہیں بھلا گالیاں دیتے تھے سچ ہے۔ ؎ تم وہ ظالم کہ تم خوشی کو فغاں کہتے ہو ہم یہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو ؏

ایتھنز کی حالت اگرچہ ایپرس کی طرف سے کچھ نئی خبریں موصول نہیں ہوئیں مگر پھر بھی یہاں کی حالت سخت نازک ہے مجلس بوزرا نے شہر کے باشندوں کے پاس درخواست کی کہ سب مسلح ہو کر سرحدی فوج کی امداد کریں اور سنا ہے کہ فقط ایتھنز میں تیس ہزار بندوقیں جمع ہو گئیں ہیں صیغہ داخلیہ نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام قلمرو میں فوجی جماعتیں قایم کی جاویں سرحد پر نئی فوجیں بھیجنے کا اہتمام بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے اور ایتھنز کی پولیس بھی اس کام کیلئے مسلح ہو رہی ہے شہری پولیس بھی ضرور بھیجی جاتی ہے۔ مگر چونکہ قیدیوں نے جیلخانوں کے قفل توڑنیکا ارادہ کر لیا تھا اس لئے یہ تجویز بالفعل موقوف رہی۔ موضع کالکیس کے قید خانہ سے ایک سو قیدی زنجیریں توڑ کر بھاگ گیا ہے۔ شاہ یونان نے جمعہ کے روز ایک فرمان جاری کیا ہے۔ کہ نیشنل گارڈ کے دو دستہ جو ۱۸۸۲ء اور ۱۸۸۴ء میں قایم ہوئے تھے مسلح ہو جائیں۔

۲۳ اپریل یونانیوں کا گڈ فرائیڈے تھا اُسدن حسب معمول ہزار ہا آدمی شب کو کنسٹیٹیوشنل چوک میں پادریوں کی سواری

کا تماشہ دیکھنے جمع ہوئے اور شاہ بھی اپنی ملکہ سمیت گرجے میں نماز پڑھنے چلے گئے لسوفت کا سماں واقعی دید تھا جب میٹرو پولین کی فرقہ کے پادریوں نے .... وہاں با آواز بلند بازاریں کھڑے ہوکر فوجونکی فتح وظفر کیلئے دعا مانگی لوگ چپ چاپ اس دعا کو سنتی رہی ـ مگر کبھی کبھی کوئی نوحہ و بکا کی آواز جو عزیزان رفتہ کی یاد میں بے اختیار نکل جاتی تھی ساری مجلس کو درہم برہم کر دیتی تھی مگر دوسرے دن یعنی ہفتہ کو جب مقام ہاٹی کی تباہی کا حال معلوم ہوا ۔ تو ساری خوشی جو یونانی جہازونکی کارروائیوں کی کہی جاتی تھی ملیامیٹ ہوگئی ـ اور بجائے خوشی اور فرحت کے بیدلی اور یاس ہر ایک کے چہرے پر نظر آنے لگی اور ہر ایک متنفس کے دل میں ایک عجیب وحشت اور ہراس پیدا ہوگیا یونانی بھی عادات اور خصائل میں فرانسیسیوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں وہ اخبارات جو ابھی کل ہی بادشاہ کی تعریف اور ستائش میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے اور کہتے تھے کہ اسکی بدولت ہمیں یہ دن نصیب ہوا ہے کہ ہم میدان میں ایک صلیبی جنگ از سر نو تازہ کرنیکے قابل ہوگئے ہیں آج برملا اُسی بادشاہ اور اُسکے ولیعہد بلکہ کل خاندان شاہی کو برا بھلا کہنے سے عار نہیں کرتے اور بعض تو ولیعہد پر بطرح دل کے بخار نکال رہے ہیں بیم ریلی کا قول ہے کہ لاریسا اور ٹرنیوو یونانیوں نے محض ولیعہد کے سٹاف کی ناقابلیت کیوجہ سے چھوڑ دیا ہے جنرل گیبرلڈی بھی بہت سے اٹالین والنٹیر ساتھ لیکر ہفتہ کے دن پہنچگیا ہے لوگوں نے بڑے تپاک سے اُسکا استقبال کیا ہے ـ

دول عظام } عام خیال ہے کہ اگرچہ بعض سلطنتیں نیچ بیچاؤ پر آمادہ ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ یونان کا معاملہ صلح و صفائی سے انجام پذیر ہوا اور آنچ نہ لگی مگر انہیں تامل اسی بات کا ہے کہ جبتک یونان خود درخواست صلح نہ کرے اور اپنی فوجیں کریٹ سے واپس نہ بلائے تب تک اس بات کا صورت پذیر ہونا ممکن ہے ـ جرمنی کا ایک سرکاری اخبار لکھتا ہے " اگر یورپ کی دول عظام پھر صلح کرانے پر مائل ہو تو بنظر حالات ماضیہ یہ ضروری ہے کہ یونانیوں سے حتمی اقرار لیا جاوے کہ وہ دول عظام کی تجویز کے لفظ بلفظ کاربند ہونگے ـ رواداری سلطنت اٹلی میں معتبر اور مستند آدمیونکی رائے ہے کہ یونانی عمداً اس لڑائی کو اسغرض سے طول دینگے کہ شاید دول یورپ میں کچھ بدمزگی یا اختلاف پیدا ہو جائے ـ

کونٹ مراولیف وزیر خارجیہ روس نے جو مراسلہ دول یورپ کے نام بھیجا ہے اسمیں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ دو باتونکا لحاظ رکھنا ضروری ہے اوّل کوئی سلطنت جنگ روم و یونان میں مداخلت نہ کرے ـ دوم جو فیصلہ دول یورپ نے کریٹ کے بارہ میں کیا ہے وہ بدستور بحال برقرار سمجھا جائے ـ

پیرس میں بدھ کے روز ایک نیم سرکاری خبر حسب ذیل شایع ہوئی ہے ـ عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ صلح کی کوشش بڑی سرگرمی سے جاری ہے اور پیرس لنڈن سینٹ پیٹرزبرگ اور روم (اٹلی) کے وزرا کسی اچھے موقع کے منتظر ہیں کہ معاملہ صفائی پذیر ہو جائے جرمنی کو ہر ایک معاملہ سے برابر اطلاع پہنچائی جاتی ہے اور وہ بھی دوستانہ مداخلت سے ناراض نہیں اور یہی حال سلطنت آسٹریا کا ہے ـ

مسٹر فلمور نے اپنی ایک تقریر میں جو اس نے بمقام بولٹن ہفتہ گذشتہ میں کی تھی یہ بیان کیا ہے کہ میرے چند دن مسٹر گلیڈسٹون کے پاس بیٹھنے مجھ سے یہ کہا ہے ـ کہ تم جہاں جاؤ لوگونکو میری طرف سے یہ پیغام دینا کہ یہ لڑائی فقط ان چھ سلطنتوں نے کرائی ہے ـ یونانیونکو تھسلی میں لڑنیکا شوق نہ تھا ان سلطنتوں نے کریٹ سے وہی سلوک کیا ہے جو ترکی کیا کرتے تھے اور انہوں نے ہی یونانیونکو تھسلی سے نکال کر باہر کیا ان چھ سلطنتوں نے حمیت شرافت بلکہ انسانیت کا خون محض امن قائم رکھنے کیلئے کیا ـ مگر پھر بھی لڑائی ہوئی ـ کوئی اس مخبوط الحواس پیر فرتوت سے پوچھے کہ تیری حمیت شرافت اور انسانیت ہو لڈین کیسل کے کس کونے میں اُسوقت تھی جب خیر اتھم اور بیچارے یونانی بلاوجہ ترکوں کی قلمرو میں حملہ آور ہوئے تھے اور جب

یہ نامرد معصوم بچوں اور عاجز بیکسوں کو محض اس الزام پر کہ وہ کلمہ گو ہیں بے جبر بیت بلکہ قتل و غارت کرتے رہے اور تیرے بھوٹے منہ
سے ایک کلمہ خیر نہ نکلا تیرا منشا شاید یہ تھا کہ ترکوں کے ہاتھ سے سارا ملک یکے بعد دیگرے اور تیرے بھائیوں کی گود میں بیکوشش
نکل جاوے۔ مگر شاید تجھے معلوم نہیں ؎ چراغے را کہ ایزد برفروزد ۔ کسے کو تف زند ریشش بسوزد

ہمیں ناظر کے انتخاب پر تعجب آتا ہے کہ اس نے اپنے اخبار میں دول عظام کا عنوان جما کر ان سلطنتوں کی رائے کا اظہار کر کے
انہی فیلڈ میں اس معزول النسب اور مطرود سٹھیائے ہوئے بڈھے کے ہذیان کو بھی جگہ دی ہے حالانکہ ایسی رائے کے اظہار کا زیادہ
تر موزوں موقع وہ تھا جہاں لندن کے پاگلخانوں اور وہاں کے ساکنین کے حالات تفنن طبع کیلئے درج اخبار کئے جاتے ہیں۔

قسطنطنیہ ریوٹر کا کارسپانڈنٹ متعینہ قسطنطنیہ حسب ذیل لکھتا ہے اس ہفتہ میں عزت بے کا تنزل ایک ایسا واقعہ ہے جو فی الجملہ
کسی قدر وقعت رکھتا ہے ظاہرا وجہ اس تنزل کی یہ ہے کہ عزت بے نے ادہم پاشا کی درخواستوں کو سلطان کی خدمت میں بروقت
گوشگذار نہ کیا۔ ان تاروں ادہم پاشا نے بارگاہ عالی میں یہ عرض کیا تھا کہ یونانیوں نے ہماری قلمرو میں حملہ کیا ہے اسلئے میری بابت نازک گئی ہے مجھے اجازت عطا ہو کہ
میں انکا مقابلہ کروں عزت بے نے ان تاروں کو محض اس غرض سے دبا یا کہ اس اثنا میں شاید مصالحت ہو جاوے۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ عزت بے کے تنزل
کا باعث وزیر جنگ ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عزت بے نے ڈبیر کمشنر محکمہ تار کو لکھا کہ جسقدر تار ادہم پاشا کیطرف سے آیا کریں وہ بجائے وزیر صیغہ جنگ
کے میرے پاس بھیجے جائیں۔ ہمارا یونانی کارسپانڈنٹ خبر دیتا ہے کہ ایڈمرل ہومی پاشا نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا ہے کہ اگر جہازونکو دار دانلز سے عبور کرنیکا
حکم ہوا تو میں اپنا استعفا داخل کرونگا۔ کیونکہ وہ جنگ کے قابل نہیں۔ اول تو یہ خبر یقیناً غلط ہے اور راوی بھی معتبر ہے۔ لفظ یونانی اسکی صداقت کی
کافی شہادت ہے اور اگرچہ ایسا بفرض محال صحیح ہو تو اس عیسائی امیر البحر کی نامردی اور نمکحرامی قابل صد نفرین ہے نامردی اسلئے کہ لڑائی کا نام
سنتے ہی بھاگنے کو تیار ہو اور نمکحرامی اسلئے کہ اگر جہاز نکمے تھے تو آپ نے کونسا جہاز ترکونکی نذر کیا تھا جسکے معاوضہ میں آجتک بیٹھی ہوئی تنخواہ کھا رہا ہے
باب عالی نے جمعہ کو دن ۹۳ او پلٹنیں فوج کی طلب کی ہیں اسی دن دول عظام کے سفیروں نے جمع ہو کر یہ قرار دیا کہ باب عالی کی خدمت میں لکھا جاوے کہ یونانی
رعایا جو صیغہ خارجیہ اور ہسپتالوں اور قونصلوں اور کلیساؤں کے پاس ملازم ہے انہیں سلطنت عثمانیہ میں رہنے کی اجازت دیجاوے اور نیز یہ بھی قرار
دیا کہ اگر انہیں اخراج ہی کرنا منظور ہو تاہم کسیقدر نرمی برتی جاوے فقط قسطنطنیہ میں چالیس ہزار اور کل قلمرو عثمانیہ میں دو لاکھ یونانی آباد ہیں
جمعہ کے دن قسطنطنیہ کی تمام مساجد میں یہ نوٹس پڑھکر سنایا گیا تھا کہ امن پسند یونانیوں سے کوئی مسلمان مزاحم نہ ہو کیونکہ جنگ تو صرف فوجوں میں
ہے۔ جو سفیر پر کام کر رہے ہیں وہ اس شخص کا کام ہے جسکو گلیڈسٹون نے دیو بصورت انسان کا خطاب دیا تھا محمد عربی علیہ السلام کی یہی تعلیم ہے اور اسکے
خلیفہ برحق کیلئے یہی عملدرآمد موزوں تھا۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اگرچہ عثمانیہ سرکاری دفتروں میں سفارتوں کی
یہ بیجا دست اندازی یا سفارتیں ناگوار گذری مگر باب عالی نے اتنا منظور فرمالیا ہے کہ جو یونانی قونصلوں کے پاس ملازم ہیں ہسپتالوں میں نوکر
ہیں یا ڈاکخانوں میں ہیں وہ بلاد عثمانیہ میں رہ سکتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ مذہبی مقامات کے مجاور یا صیغہ خارجیہ کے متعینین
موقوف اور جلاوطن ہو گئے ہیں اور واقعی ایسا ہونا اقتضائے حکمت اور حزم تھا۔

ہمارا کارسپانڈنٹ متعینہ اسلامبول لکھتا ہے کہ ترکوں کے پاس اسوقت روپیہ کی کمی نہیں ان کا خزانہ معمور ہے پانچ لاکھ پونڈ قرضہ کا

اختتام انہوں نے لا بیٹ ہوسوں کے یتامی کی کفالت بپر کیا ہے اور تین لاکھ پونڈ قومی چندہ میں سے باقی خزانہ میں نقد موجود ہے - اور یہ چندہ فقط فوج کی امداد کیلئے ہوا تھا -

۲۸ اپریل کو تیس یا چالیس انگریز ایتھنز کیطرف والنٹیر بنکر روانہ ہوئے اور یہی کمیٹی ہے جو لنڈن میں اس کام کیلئے مقرر ہے انکا سفر خرچ ادا کیا خاص لنڈن کے ایک شیخی والے نے پچاس آدمیونکے سفر خرچ ادا کرنیکا وعدہ کیا ہے بکنگھم کی لارڈ میر کو سرکاری طور پر حکم آیا ہے کہ جن آدمیونکو تم یونان کیلئے بھرتی کرتے ہو یہ قانون انگلستان کے روسے ناجائز ہے بہ سنکر سب والنٹیروں نے اپنا عزم روانگی فسخ کر دیا ہے جو چلے گئے بلکہ میدان میں جاکر وہ وہ کارنمایاں کئے جنکا ادنی نمونہ اسی اخبار میں دیا گیا ہے اسکی معافی نہ معلوم اس ایکٹ کی کس دفعہ سے اقتباس ہوگی

بلگیریا اور سرویا

بلگیریا والوں نے درخواست کی تھی کہ سلطنت عثمانیہ مقدونیہ میں پانچ اور برات عطا کرے اور نیز انکو سکت اور منسترمیں تجارتی ایجنٹ مقرر کرنیکی اجازت دیجائے سلطان المعظم نے رضامندی ظاہر فرمائی - مگر روسی سفیر نے بلگیریا والونکو ڈانٹ بتائی کہ یہ وقت ایسی درخواستونکا نہیں اور علاوہ بریں اگر اسکا نتیجہ کچھ برا ہوا تو اسکا خمیازہ بلگیریا کو اٹھانا پڑیگا آنحضرت السلطان المعظم نے فرمایا کہ بعد اختتام جنگ یہ معاملہ پیش ہوگا - کہ ان پانچ مقامات میں سے تین میں یہ حق دیا جائے

سرویا کے وکیل متعینہ پایتخت کو جمعہ کے دن حضرت سلطان المعظم نے شاہی فرمان اس مضمون کا عطا کیا ہے کہ ولائیتہائے مناستیر اور سالونیکا میں ایک ایک مدرسہ کھولیں -

یوم الجمعۃ عید المسلمین

ایک مشہور مقولہ ہے اور اسکا عملدرآمد بالعموم بلاد اسلامیہ میں بلکہ جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں کم و بیش ہوتا رہتا ہے - مگر اس شہر کے مسلمانونکو ۲۸ مئی ۱۸۹۷ء کا جمعہ شاید کمتر بھولیگا کیونکہ اسدن جو انہوں نے سلطانی فتح کی خوشی میں منائی ہے اسکی کیفیت مدت العمر انکے دماغ میں تازہ رہیگی ۲۷ مئی ۱۸۹۷ء کو ہماری مطبع سے شیخ غلام محمد مالک اخبار وکیل کیطرف سے ایک اشتہار اس مضمون کا شایع کیا گیا کہ بمبئی کی مسلمانونکی تقلید میں یہاں بھی مسلمان اس فتح عظیم کے حصول پر بارگاہ الٰہی میں شکریہ ادا کریں اور حضرت سلطان المعظم کی خدمت اقدس میں مبارکباد کا تار روانہ کریں اس اشتہار کا شایع ہونا تھا کہ لوگونکی عقیدتمندی اور ارادت نے حقیقی جوش کی صورت اختیار کی اور ہزاروں ارادتمند غول کے غول اس ثواب آخرت میں شامل ہونیکے لئے نہ فقط میاں محمد جان صاحب مرحوم کی مسجد میں (جہاں جمع ہونیکی دعوت تھی) جمع ہوئے بلکہ دیگر مساجد میں بھی بکثرت جمع ہوئے - مگر میاں صاحب مرحوم کی مسجد کا نظارہ واقعی قابل دید تھا اس دو منزلہ عالیشان مسجد میں حسب فرش و فروش اور سائبان وغیرہ ضروریات لگائے گئے تھے جسکا اہتمام ہمارے مکرم مسٹر محمد امام الدین منیجر وکٹوریہ میڈیکل ہال کے سپرد تھا - اور جنہوں نے اپنے کار متوضعہ کو نہایت سلیقہ اور قابلیت سے انجام دیا اور اس مبارک کام کے ختم اور انصرام میں اپنے ضروری نجی کاموں کو محض حب قومی کے لحاظ سے نظر انداز فرمایا جزاک اللہ -

ابھی بارہ بجنے کو تھے کہ لوگونکی آمد شروع ہوئی لو بڑے زور سے چل رہی تھی اور آفتاب نصف النہار بھی مارشل الملم کی فوج قاہر کیطرح پوری گرمیوں پر تھا مگر بیچارے ارادتمندوں کی حقیقی ارادت اور عقیدتمندی کیلئے یہ کیا اس سے دوگنی حرارت

بھی مانع نہ ہو سکتی تھی چنانچہ لوگوں نے مطلق اس گرمی کا خیال نہ کیا اور شہر کے پرلے سرے اور مقامات بعیدہ سے آکر وقت پر بلکہ وقت سے پہلے شامل ہوئے اُنکے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ ہمارے بھائی اسی تمازت اور شدت حرارت میں بے آب و دانہ تیس تیس گھنٹہ دشمنوں کو مارتے اور اُن سے لڑتے اور توپوں بندوقوں کی زد اٹھاتے پہاڑوں پر چڑھتے رہتے ہیں ہمیں مسجد کے بیس بائیس زینے چڑھنے میں یہاں کیا تکلیف ہوگی ابھی ایک میں کچھ عرصہ باقی تھا کہ مسجد میں باوجود وسعت زمین ہونے کے تل رکھنے کو جگہ نہ تھی چنانچہ اول مولوی غلام سید صاحب دہلوی نے وعظ فرمایا جس میں اخوت اسلامی کے حقوق نہایت قابلیت اور متانت سے بتوضیح بیان کئے بعد ازاں فریضہ نماز سے فارغ ہو کر مولوی ولی محمد صاحب واعظ جالندھری نے ممبر پر جلوہ افروز ہو کر سامعین کو اخوت کی تحریص اور ترغیب نہایت موثر الفاظ میں کی اور آیۂ کریمہ فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ کی تفسیر بڑی معقولیت سے فرمائی اس کے بعد حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین اور امیر المؤمنین کی بقایائے عمر و دولت اور فتح و نصرت کیلئے نہایت عجز اور جوش سے دعا کی گئی اس وقت کی رقت اور خضوع اور خشوع واقعی دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ جماعت لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہے جاتے تھے مختصر یہ کہ اسکے بعد مولوی غلام سید صاحب نے پھر اُٹھکر سامعین کو تار کا مضمون جسکا روانہ کرنا تجویز تھا سنایا۔ سب نے بالاتفاق اس پر اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ جمہور نے اُس وقت یہ قرار دیا کہ حضرت اقدس کی خدمت عالی میں یہ تار روانہ کیا جاوے۔

بعد ازاں مولوی عبد السبحان صاحب نے اپنی دلاویز وعظ سے حاضرین کو داخل حسنات کیا اتنے میں نماز عصر کا وقت آگیا اور کل حاضرین نے مولانا ابو الفضل مولانا مولوی غلام رسول صاحب مفتی اور امام مسجد کے پیچھے فریضہ عصر ادا کیا۔ اور بعد از نماز عصر بھی دعا اُسی خضوع و خشوع کے ساتھ مانگی گئی۔ نیز گورنمنٹ انگریزی کے بقایائے دولت کیلئے دعا مانگی گئی۔ جسکے سایۂ عاطفت میں ہمیں یہ آزادی حاصل ہے کہ ہم خلیفۃ المسلمین کے ساتھ اسطرح علی الاشتہار اظہار عقیدتمندی اور خلوص کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد یہ مبارک مجمع قریب چھ بجے شام کے رخصت ہوا۔ اگرچہ لوگوں کا جی ابھی سیر نہ ہوا تھا اور بیٹھنے کو اور بہانہ چاہتے تھے۔ شام کے وقت شہر کی بہت مسجدوں بلکہ مسلمانوں کے مکانوں پر روشنی کیگئی۔ اکثر مساجد میں وعظ کی مجلسیں بھی زور شور سے ہوئیں۔

فہرست کتب

مفروضہ مظالم آرمینیا یہ کتاب مولوی محمد انشاء اللہ صاحب کی تالیف ہے۔ اس میں عالم بلیغ اور فاضل مؤلف نے معاملات متعلقہ ٹرکی اور مسئلہ آرمینیا کے مختلف پہلوؤں پر بدلائل شائستہ و براہین بائستہ بحث کی ہے۔ تمام صاحبان نے جنہوں نے اس کتاب کے مضامین کو پڑھا ہے نہایت زور سے انکی جامع اور بسیط ہونیکی تعریف کی ہے اردو زبان میں ایسی جامع کتاب جو روم کے متعلق پولیٹیکل حالات سے کامل آگاہی دے سکے آجتک کہیں تالیف نہیں ہوئی ہے۔ عہد نامہ برلن عہد نامہ سین سٹی فانو خطوط نپولین بوناپارٹ۔ تقریر گلیڈسٹون وغیرہ کے علاوہ آرمینیا کا نقشہ بھی شامل کردیا ہے ہر انصاف پسند کو علی العموم اور مسلمانوں کو علی الخصوص یہ کتاب ضرور دیکھنی چاہئے۔ (۱عہ)

واقعات روم یہ کتاب ایک نامور امریکن انگریز کی تصنیف ہے جسکو مولوی محمد انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر الانعام آباد نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب میں منجملہ وہ تمام ترقیاں درج ہیں جو موجودہ سلطان کے عہد میں ہوئی ہیں۔ اس میں لائق مصنف نے کوئی صیغہ بغیر ذکر کے نہیں چھوڑا دیوے کے حال ہی سے شروع کیا ہے اور تمام ضروری محکموں کی کیفیت نہایت وضاحت سے سمجھائی ہے اس میں فاضل مترجم کے نوٹ اصل کتاب کے لطف کو دوبالا کئے دیتے ہیں۔ اس کتاب کو دیکھنے کیوقت غور سے پڑھنے والا ایسا محو ہوجاتا ہے کہ گویا وہ خود ٹرکی میں بیٹھا ہوا ہر صیغہ اور محکمہ کی پڑتال کررہا ہے اس کتاب اور مفروضہ مظالم آرمینیا وغیرہ کے دیکھنے کے بعد روم کے متعلق بہت ہی حالات کم معلوم کرنا باقی رہ جاتا ہے جو وہاں خود جاکر دیکھنے سے تعلق ہے (۱۲/۱)

محاربات پلیونا یہ کتاب ایک انگریز نوجوان نے جو ۱۸۷۷ء میں سترہ برس کی عمر میں بطور والنٹیر عساکر عثمانیہ میں داخل ہوکر غازی عثمان پاشا شیر پلیونا کے تحت پلیونا کے قیامت تک یاد رہنے والے قیامت خیز معرکوں میں شریک رہا تھا ۱۸۹۵ء میں بزبان انگریزی تحریر کی تھی اس کتاب کا ترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر الانعام آباد نے ابنائے ملک کو ان معرکوں کے مفصل حالات سے آگاہ کرنیکیلئے اردو زبان میں کیا ہے اور حسب ضرورت جابجا مفید حواشی بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔ مزید برآں پلیونا کے چاروں محاربوں کے رنگین نقشے بھی دیدیئے ہیں۔ کتاب کے تین حصے ہیں۔ قیمت فی حصہ (۱عہ)

قسطنطنیہ اسکتاب میں اسلامی دارالخلافہ کی گذشتہ تاریخ دینے کے بعد شہر کی موجودہ کیفیت وہاں کی پبلک عمارات اور شاہی عمارات دلفریب سینری، اور منظر اور ترکوں کی موجودہ طرز معاشرت اور خلقی اوصاف دربار سلطانی وارکین دربار کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے اور ضمناً آرمینیوں کی طبعی خباثت بھی واضح کردی گئی ہے۔ اس کتاب میں انگلستان کے مشہور سیاح اور مورخ مسٹر موریں کرافورڈ اور لیڈی بیکسمور صاحب کی کتابوں کا ترجمہ دینے کے علاوہ گبن اڈمنڈ ویر ایڈورڈ ڈاکٹر سی اور دیگر مستند یورپین و ٹرکی مورخین کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ قیمت عہ

مفصل فہرست آدھ آنہ کے ٹکٹ آنے پر مفت ارسال کی جاتی ہے۔

مینیجر اخبار وکیل امرتسر

(۲۳) فریق حفظی پاشا

(۲۴) فریق عثمان فیضی پاشا

(۲۵) فریق سعد الدین پاشا

(۲۶) رضا پاشا سر عسکر

(۲۷) گریکوف پاشا اتالیق توپ خانہ

(۲۸) منیر پاشا ناظر التشریفات

(۲۹) عزت بک سکرٹری دربار ہمایوں

(۳۰) وزیر اعظم خلیل رفعت شاہ

(۳۱) توفیق پاشا وزیر خارجیہ

(۳۲) میر لواء رضا پاشا افسر توپ خانہ

(۳۳) میر لواء سعادت لوا ابراہیم پاشا

(۳۴) جنرل ماقریس یونانی

(۳۵) فریق حلمی پاشا

(۳۶) عثمانلی سپاہی

(۳۷) عثمانلی البانوی

(۳۸) ایک نوعمر عثمانلی مجاہد

(۳۹) البانوی کوہستانی

(۴۰) البانوی دہقان

(۴۱) میر لواء محمد پاشا

(۴۲) میر لواء محمد طاہر پاشا

(۴۳) میر آلائی احمد شوکت بک

(۴۴) قائم مقام حید رغنی بک

(۴۵) میر لواء سعادتلو شہمو پاشا۔

(۴۶) میر لواء سعادتلو بنغو فسکی پاشا۔

(۴۷) موسیو رالی وزیر اعظم یونان

(۴۸) قائم مقام کاظم بک

(۴۹) میر آلائی ولی بک

(۵۰) محی الدین بک فوجی قوماندان وولو

(۵۱) میر لواء شکری پاشا افسر توپ خانہ یانیا فواج

(۵۲) قائم مقام عزتلو جانی بک افسر ارکان حرب جسنے معرکہ لبش پینار میں بے نظیر بسالت دکھائی

(۵۳) محاربہ یونان کا تمغہ سلطانی

(۵۴) ابراہیم بک ناظر التشریفات سلطانی

(۵۵) غالب بک ناظر التشریفات وزارت خارجیہ

(۵۶) جاوید بک شہید فرزند خلیل رفعت پاشا

(۵۷) نقشہ میدان جنگ تھسلی

(۵۸) نقشہ محاربات ملونا و دلیلر ۱۸ و ۲۳ اپریل

(۵۹) ایضاً

(۶۰) ۲۵ - اپریل ۱۸۹۷ء کو فریقین کی پوزیشن کا نقشہ

(۶۱) ۴ رمئی کو فریقین کی پوزیشن کا نقشہ

(۶۲) اول معرکہ ولستینو۔

(۶۳) ایضاً

(۶۴) معرکہ ڈوموکوس

(۶۵) ایضاً

(۶۶) ۲۰ رمئی کو فریقین کی پوزیشن

(۶۷) نقشہ ترمیم سرحد

تمام شد

(حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے۔)

محاربات تھیسلی

یعنی

کارزار روم و یونان ۱۸۹۷ء

تین حصون مین

جسمین ایک حصہ مین شاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کے مشہور نامہ نویسندہ سر الیشمیڈ بارٹلمٹ کی کتاب کارزار تھیسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ حسب موقع بیشمار فٹ نوٹ اور حواشی اور متعدد دلچسپ و کارآمد ضمیمے ایزاد کر دیے گئے ہین اور تمام نامور پاشاؤن اور چند یونانی افسرون کی نہایت درست تصویرین اور میدان کارزار اور مختلف لڑائیون کے نقشے درج کر دیے گئے ہین۔

مترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد و چہار ضلع گوجرانوالہ

حصہ دوم

۱۹۰۱ء

حمیدیہ پریس لاہور مین مولوی محمد انشاء اللہ
مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے شائع ہوئی

فہرست مضامین محاربات تفصیلی حصہ دوم

فصل دوازدہم الف (از کتاب جرمن مورخ) از لاریسا تا فرسالہ سب سے پہلا بڑا شہر۔ ترکون کی خوش اطواری اور البانیون کی معذوری۔ یونانیون کو سراسیمہ بھاگنے کے نقصان۔ غازی عثمان پاشا کی تقرری کی خبر۔ ادہم پاشا کی رائے سے صورت معاملات پر۔ فرسالہ سے ولسٹینو۔ ولسٹینو پر پہلا مقابلہ محمود کا حملہ جنگ فرسالہ۔ ولسٹینو کا دوسرا معرکہ ۱ - ۱۶

فصل دوازدہم ب۔ جنگ ڈوموکوس (از کتاب جرمن مورخ) ۱۶ تا ۲۴۔

فصل سیزدہم (از کتاب جرمن مورخ) درہ قورکا اور سلسلہ اوتھریس کے معرکے اور یونانی وترکی افواج کے فوجی کارنامے ۲۴ تا ۲۵

فصل چہاردہم (الف) (از کتاب سر اشمیڈ بارٹلٹ ممبر پارلیمنٹ) ولسٹینو کی پہلی لڑائی۔ مسٹر بینٹ برلے کی روایت۔ محمود کی غلطی۔ یونانیون کا بیان۔ نعیم پاشا۔ خطرناک گشت۔ پہلے دن پر دہاوا۔ ترکی مجروح۔ مہمان نواز عثمانلی۔ کرنل ماستکشاف وحشت البیسانہ۔ ناتربیت پذیر ازبوالاریسہ مین آخری دن۔ ولسٹینو۔ دولو مین اضطراب وبیچینی۔ ولسٹینو کی دوسری لڑائی۔ جنگ فرسالہ۔ ادہم پاشا کی آخری پیشقدمی۔ قلعہ ڈوموکوس۔ فوج نظام کا شاندار حملہ ۳۲ - ۶۴۔

فصل پانزدہم۔ بحری معرکے۔ از کتاب جرمن مورخ وکتاب سر اشمیڈ بارٹلٹ ۶۵ تا ۸۱۔

فصل شانزدہم۔ محاربے کے آخری دونو دورون کا اجمالی بیان (از وکیل مترسرا محاربہ کا دوسرا دور سیر اعشرہ) جنگ پارس تھیسلی کے حالات۔ کریٹ کی حالت۔ مصلحت قسطنطنیہ۔ خدیو مصر اور سلطان کے تعلقات۔ واقعات اصلی جنگ ولسٹینو۔ دولو کا قبضہ۔ ایک ترکی جہاز کا گرفتار ہونا۔ جامع العلوم کی رائے۔ محاربہ کا آخری ہفتہ۔ التوائے جنگ۔ جنگ ڈوموکوس اور اوسکے اسباب۔ جنگ پارس مصری جہاز کی گرفتاری اور دیگر حالات۔ التوائے جنگ کے بعد کے واقعات اور یورپین مدبرین کی آراے ۸۱ تا ۱۲۱۔

فصل ہفدہم (از کتاب مسٹر اشمیڈ) سر اشمیڈ کی لاریسا سے روانگی اور گرفتاری۔ وادی ٹمپہ۔ ہیلاکی خوبصورت یونانی۔ دوشیزہ باشندگان سراسیمی جہاز پر رات۔ یونانی جہاز احاطہ کر لیتے ہین۔ کپتان کونڈوروٹیس۔ پرنس جارج ۱۲۱ تا ۱۳۸۔

فصل ہشتدہم۔ سر اشمیڈ بارٹلٹ اور یونانی امیر البحر۔ یونانیون کی ملکی حاکم۔ بیم ورجا کی حالت مین کہنو والی لڑائی۔ جہاز دیونیا۔ شبہ پیدا کرنیوالے کاغذات۔ ایک یونانی ممبر اور مظالم فروشی جزیرہ نیگرو پانٹ اور ماراتھان کا میدان جنگ۔ یونانی ڈاکو۔ مسٹر سیکس کی ایلچیانہ کارروائیان۔ یونانی وزیر اعظم ۱۳۸ تا ۱۴۹۔

فصل نوزدہم (از کتاب سر اشمیڈ) پائیریس و ایتھنز۔ مسٹر ایجرٹن۔ اور ایم رالیس۔ وزیر اعظم کا دفتر۔ الطالبین مجاہدین ۱۵۰ تا ۱۵۳

فصل بستم (از کتاب سر اشمیڈ) شاہ یونان سے ملاقات ۔ ۱۵۳ تا ۱۵۹۔

فصل بست ویکم (از کتاب سر اشمیڈ) قسطنطنیہ۔ بحیرہ مجمع الجزائر۔ ڈارڈنیلز۔ ترکی بیڑہ۔ ملکہ مصار قسطنطنیہ کی قدر ومنزلت۔ اور قصہ تی دلفسریی۔ قسطنطنیہ کی فوجی وبحری اہمیت ۱۵۹ تا ۱۶۴۔

تنبیہ: دونوں حصوں کی فہرست تصاویر پہلے حصہ مین دیدیگئی ہے۔

حصّہ دوم

تاریخ جنگ روم و یونان

محاربہ تھیسلی کا دُوسرا دوَر

فصل دُوازدہم (۱۲) :- از لاریسا تا فرسالہ۔

سب سے پہلا بڑا شہر لاریسا بقول جرمنی مورخ پہلا بڑا شہر تھا جسپر فاتح و منصور ترکی فوج قابض ہوئی ترکی سپہ سالار اور اسکے افسرونکو اسبات کا بڑا خیال تھا کہ شہر میں جو نقصان اور تغیر متر قبہ طور پر ہاتھ آگیا تھا۔ سپاہ کیطرف سے کسیطرح کی زیادتی نہ ہونے پائے۔ اور حتی الامکان باقیماندہ باشندون کی مرضی اور خوشنودی کے برخلاف کوئی امر ظہور میں نہ آنے دیا جائے ÷

ترکون کی خوش اطواری اور البانویون کی مفسدی اجنبی نامہ نگارونکو توقع تھی کہ ترک شہر میں داخل ہوکر جبر و ستم کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرینگے۔ ان کی یہ توقع بالکل غلط ثابت ہوئی وہ باتفاق رائے مخالفین کے ہر طبقہ و جماعت کی خوش اطواری۔ نیک چلنی اور حسن حرکات کی معترف اور انکے کامل نظام و باترتیبی کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں۔ اور تحریر کرتے ہیں کہ باشندونکی مال و اسباب اور املاک کی حفاظت کیلئے جو معدودے چند پولیسی انتظام اور تدابیر ضروری تھیں انکو بھی نہایت اعتدال اور ایسے طریقہ سے کہ کسی کو ناگوار نہ گذرے عمل میں لایا گیا جو نہی کسی سپاہی کو کوئی ایسی چیز لیجاتے دیکھا جاتا جسپر لوٹ کا مال ہونیکا شبہ ہوتا تو اُسی فی الفور افسر روک لیتے اور اسکو مال غنیمت جہاں سے اٹھایا تھا وہیں واپس جاکر رکھ آنے یا جہاں افسر سے تعلق ہوا اُسی جگہ رکھدینے کا حکم دیتے۔ خوبصورت و شہر و البانویون کی رجمنٹیں عمداً شہر سے باہر رکھی گئیں۔ کیونکہ ایسے طمع خیز

اچانک بل پڑنا ÷

موقعوں پران سے اپنی طبیعتوں پر پورا پورا قادر رہ سکنے کی توقع نہیں ہوسکتی تھی - لیکن ناظرین اس کمزوری سے البانویوں کی نسبت کوئی بُری رائے نہ قائم کرلیں - وہ اس بارہ میں بہت کچھ معذور ہیں - انکے حصہ کشور کو ابھی تک تہذیب و شائستگی کی ہوا نہیں لگی - اور وہ ایسے علاقوں کے باشندے ہیں جو ہنوز اسی حالت میں ہیں جس حالت میں قدرت نے ان کو ابتدا میں پیدا کیا تھا - شائستگی و تمدن کا ابتک وہان تقریباً کوئی دخل نہیں ہوا +

یونانیون کے سراسیمہ بھاگ گئے کے نشان

جنرل سٹاف کے افسرون نے بلا درنگ شہر اور اسکے مضافات متصلہ میں گشت کی - جس کے دوران میں انکو محقق ہوگیا کہ دیروز یونانی فوج کی سراسیمگی اور بے حواسی کی نسبت جو قیاس کیا گیا تھا وہ بالکل درست تھا - وہ سب حیران تھے کہ یونانیوں نے مقابلہ کے بغیر شہر کو کیوں چھوڑا! وہ نہایت محفوظ موقعہ پر واقع تھا - سامنے کیطرف دریا سالموریا کو ستم نہایت مستحکم پناہ کا کام دے سکتا تھا - مورچوں اور فصیلوں پر بارہ قلعہ شکن توپیں معمولی باتریوں کے علاوہ موجود تھیں - مناسب موقعوں پر سپاہیوں کیلئے گڑھے کھدے ہوئے تھے - اور کوئی کارآمد موقعہ مورچوں سے جو نہایت عمدہ بنے ہوئے تھے خالی نہ تھا - مزید برآن سالموریا کے پل کو منہدم کرنے کے لئے سب سامان تیار تھا - مگر یونانیون پر کچھ ایسی دہشت مسلط ہوگئی کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے - اور کسی چیز سے فائدہ نہ اٹھایا - میدانی و فوجی اسپتال مجروحین کے علاج معالجہ کیلئے ابھی پورے طور سے مرتب اور آراستہ بھی نہ کئے جا سکے تھے کہ موجودہ ذخائر کو مکمل دوا فرجدید ترین لوازمات سمیت اوسی نیم مرتب حالت میں چھوڑ دیئے گئے - انگریزی اور فرانسیسی ساخت کے صندوقچے سے بسپتالی بسترے - ادویات اور آلات ابھی پچنہ نکالے گئے تھے - اور کچھ صندوقوں میں ہی بند تھے - جو سامان نکالا جا چکا تھا اوس کے بھی عجب بے ترتیبی کیساتھ جابجا انبار لگے ہوئے تھے - بیش قیمت سامان مرہم پٹی نفیس ململون - فلالینون وغیرہ سے نو واردوں نے تولیوں اور جھاڑنوں کا کام لیا - یونانی فوج کے اعلے افسر شہر کے بہترین مکانات میں فروکش ہوئے تھے - جہان وہ اپنے نقشے اور تمام خط و کتابت تک پیچھے چھوڑ گئے - ناظرین خیال رکھیں کہ یہ کل بے حواسی ان بہادرون پر گرسیکوف پاشا کی چھوٹی سی فوج کے نمودار ہونے پر جس میں چار سو سے زیادہ سوار نہ تھے مستولی ہوئی تھی! +

غازی عثمان پاشا کی تقرری کی خبر - اور ادہم پاشا کی رائے صورت معاملات پر -

اسی دن ترکی ہیڈکوارٹر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ شیر پلیونا غازی عثمان پاشا دونوں افواج مقدونیہ ایپرس و تھیسلی کے اعلے کمانڈر مقرر ہوئے ہیں - مگر لاریسا کی فتح اور یونانیوں کے متوحشانہ بھاگنے کی وجہ سے اس خبر سے ترکی ہیڈکوارٹر میں کوئی ہلچل نہ پیدا ہوئی - اور نہ مارشل ادہم پاشا کو کسیطرح کی کچھ تشویش لاحق ہوئی - پاشا ممدوح نے ایک اجنبی نامہ نگار کو شرف ملاقات عطا کرکے معاملات کی صورت حال بیتکلف اور کھلم کھلا اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی :-

"یونانیون کو اگرچہ کامل زک نہیں ملی - مگر وہ ایسے شکستہ دل اور بے اوسان ہوگئے ہین کہ وہ لاریسا کو جیسے حال میں انہین

نے مستحکم اور مورچہ بند کیا تھا۔ بچانے کی جرأت نہ کرسکے۔ اور توپین اور سامان و گودام پیچھے چھوڑ کر فرسالہ کو ہٹ گئے۔ ایسا کرنے سے
انہون نے تھیسلی کے کل میدان اسکے قصبات لاریسا۔ تریکالا و کاردیتسا اور بندر وولو کی سڑک کو جو یونانیون کا حقیقی قاعدہ الجیش تھا
ہمارے ہاتھ میں چھوڑ دیا ہے۔ اس سڑک کا یونانیون کے تصرف مین نہ رہ جانا ہمارے لیے جنگی لحاظ سے جیسا کچھ کہ
قابل قدر اور مفید ہے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ اسی بندرگاہ کے راستے کل یونانی فوج ترکی سرحد کو بھیجی گئی تھی۔ اسی کے راستہ
یونانی سپاہ کو کمک اور رسد وغیرہ پہنچتی رہی تھی۔ اور بندر کا راستہ جنوبی یونان سے سلسلہ رسل و رسائل قائم رکھنے
کیلیے سب سے قریب اور آسان ہے۔ یہ درست ہے کہ وولو پر ابھی ہمارا قبضہ نہیں ہوا۔ اور یونانی اسی طرف اور اسی طریق سے پیچھے
ہٹے ہیں کہ اس سڑک کی جو درہ ڈیمکلوس میں سے گذرتی ہے کچھ عرصہ حفاظت و مدافعت کرسکتے ہیں۔ اور خود شہر کی حفاظت یونانی
جہاز کرسکتے ہیں۔ لیکن وولو۔ لاریسا ریلوے لائن ہمارے تصرف میں ہے اور بیشتر یونانی اب اس لائن سے بھی جو متذکرہ صدر لائن
کو ویلسٹینو میں ملتی ہے۔ اور فرسالہ کے پاس سے گذرتی ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے بس بالفاظ دیگر ترکی فوج اس وقت تھیسلی
کی جو یونان کا زرخیز ترین اور سب سے بارونق صوبہ ہے۔ پوری پوری مالک ہے۔ اور اس کی پوزیشن اور وضع اقامت
ایسی ہے کہ یونانیون کے دوسرے خط مدافعت پر حملہ کرنے سے بغیر سرحدی درون کے راستہ جس قدر اور جس طرح چاہے کمک
منگوا سکتی ہے"۔

فرسالوس

ترکی ہیڈکوارٹر میں ۲۲ اپریل کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ یونانی فرسالوس کے قریب ایک مستحکم و مورچہ بند موقعہ
کو ہٹ گئے ہیں۔ اور بندر وولو کے شمال مغرب میں اس موقعہ پر بھی جہاں ویلسٹینو کا ریلوے اتصال ہے جمعیت
کثیر قابض ہیں۔ فرسالوس اس معرکہ کا میدان جنگ ہونے کی وجہ سے جس میں قیصر جولیس سیزر نے ۲۲ ہزار فوج سے اپنے رقیب پامپی
کو جس کے پاس دگنی فوج تھی ۴۸ قبل مسیح مین شکست دی تھی قدیم الایام سے مشہور چلا آتا ہے۔ وہ جیسا کہ پہلے بتایا جا
چکا ہے بے شجر اور بھیانک سلسلہ کوہستان او تھریس کی ان شاخون پر واقع ہے جن کے قریب سے وہ زرخیز میدان شروع
ہوتا ہے جسے دریائی پی اس سیراب کرتا ہے۔ یہ چھوٹا سا قصبہ جس میں چھ ایک ہزار باشندے آباد ہیں۔ ایک مدور مخروطی شکل پہاڑ
کے دامن سے لیکر تقریباً چوٹی تک منزل بمنزل چلا گیا ہے۔ یہ پہاڑی تخمیناً تین سو ساٹھ فیٹ بلند ہے۔ شہر سے اوپر وسطی
زمانہ کا ایک مدور شکل برج کھڑا ہے جس سے ترک تھیسلی کو یونان کے حوالہ کرنیکے وقت تک زندان کا کام لیتے رہے تھے۔ اس برج پر کھڑے
ہونے سے تمام شہر اور میدان کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ نگاہ میدان سے گذر کر بجانب شمال اولمپس کی چوٹیوں پر اور بجانب
شمال مشرق اوسا اور پیلی آن کی چوٹیون پر جا ٹھیرتی ہے۔ زمانہ قدیم کی عمارات تقریباً معدوم ہوگئی ہیں۔ صرف قلعہ کوہ پر ایک
پرانی زیر زمین عمارت کے کھنڈرات اور قدیم قلعہ کی دیو سار دیوارون کے نشان باقی ہین۔ کسی زمانہ مین فرسالوس تھیسلی
کے مقتدر ترین اور نہایت ہی آباد شہرون مین داخل تھا۔ اس کی سابقہ عظمت و جلال کا اب ایک شمہ بھی باقی نہیں رہ گیا۔
وولو کے بندر کیساتھ وولو۔ تریکالا۔ کالاباکا لائن کے ذریعہ سے رشتہ مواصلت قائم ہوجانیسے اُسے کوئی فائدہ نہیں پونچا۔ اور اس سے

اس کی رونق و خوشحالی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جنکشن قصبے سے بہت دور ہے۔ غبار آلود شاہراہ جو لاریسا سے شروع ہو کر میدان میں سے ہوتی ہوئی آتی ہے فی الجملہ بہت اچھی حالت میں ہے۔ فرسالے سے وہ چوندا۔ چٹانوں کے پہاڑوں کے گرد چکر لگاتی ہوئی ڈوموکس کو اور وہاں سے وسطی یونان کو بڑہی چلی جاتی ہے فرسالہ سے اس شاہراہ کے راستے ڈوموکس سات گھنٹوں کی مسافت ہے۔

یونانیوں نے اُسی کوہستانی علاقہ میں جو میدان فرسالوس کے وسط میں واقع ہے اپنی پوزیشن نہایت عمدہ موقعہ پر قائم کی۔ انکا میمنہ ایوالی سے ملحق تہا اور میسرہ پہاڑی سلسلہ کے متوازی جو ختم کو ماسے ہوتا تھا۔ بمقام ویلسٹنو اُن بلندیوں نے جو بلا توجہ کی بارکوں اور شہر کے درمیان تہیں۔ اور نیز سیفالیہ کی پہاڑیوں نے یونانیوں کو مدافعت کے لئے بڑا کام دیا۔ بلا تردد و نقصان لاریسا پر قابض ہو جانے سے طبعی طور پر ترکی کمانڈروں کو غنیم کا فی الفور تعاقب کرنیکی ترغیب لگی تاکہ یونانیوں کی گھبراہٹ اور بے ترتیبی سے فائدہ اٹھاکر بشرط امکان تمام یونانی فوجکو مزید جدال و قتال سے بیکار کر دیا جائے۔ یہ صاف ظاہر تہا کہ پیشقدمی کسطرف اور کس مدعا کیلئے ہونی چاہئے۔

سب سے اہم مدعا پیش نظر تہا کہ یونانیوں کو وولو بندرگاہ سے ہٹادیا جائے۔ یونانیوں کی مصافی کارروائیوں کا بڑا دارومدار اسی مقام پر تہا۔ یونانی فوجکی شہرگ یہی تہا۔ اور اسی مقام سے خشکی کے رستہ مزید کمک پہنچ جانے سے یونانی فوجکا حوصلہ اور طاقت پہر سنبھل سکتی اور اس کے خستے پُر ہو سکتے تہے۔ بالفاظ دیگر دشمن کی مدافعت و مقابلہ کے تمام امکان کو شکم ہی میں ہی مادینے کیلئے لاریسا کے قبضہ کے بعد فی الفور جمعیت کثیر کا وہاں روانہ کرنا نہایت ضروری تہا۔

ویلسٹنو

مصافی و تدبیری لحاظ سے جس مقام کو سب سے اول مسخر کرنیکی کوشش کیجانی لازمی تہی وہ ویلسٹنو تہا۔ یہ مقام تین ریلوے لائینوں کا محل اتصال و اس شاہ سڑک کی ناک پر واقع ہے جو تہسلوی میدان سے پہاڑوں میں سے ہوتی ہوئی بندر کو جاتی ہے۔ اسکی جنگی اہمیت میں اس امر سے بہت اضافہ ہو گیا تہا کہ وہ تو ہی پائریس کو مراجعت کرتے وقت اس موقع سے تعاقب کنندہ غنیم کی مزاحمت کنندہ فوج کو بچانیکے لئے مزاحمت کیجا سکتی ہے۔ اگر ترک لاریسا سے بخط مستقیم فرسالہ پر پیشقدمی کرتے تو ویلسٹنو یونانیوں کے قبضہ میں ہونیکی صورت میں ترکی میسرہ کیلئے نہایت خطرناک مقام ہو سکتا تہا۔ بنا بریں ولیعہد قسطنطین نے ان تمام فوائد سے متمتع ہونے رہنے کیلئے جو وولو کے کارآمد مقام سے حاصل ہو سکتے تہے۔ ویلسٹنو پر قابض رہنا ضروری تصور کیا۔ یونانی بیڑہ وولو کے بندر میں لنگر زن تہا۔ اور تمام ریلوے لوکوموٹو انجن وہاں جمع تہے۔ ترک یونانیوں سے کوئی رولنگ سٹاک انکا ٹیلیان انجن نہ ہونیکی وجہ سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے تہے۔ بمقام ویلسٹنو اور اس کے ارد گرد یونانی یونانی افواج اس طرح سے تقسیم کیگئیں کہ وہ ادن تمام مستحکم مقامات پر جو باہم ملکر نعل اسپ کی شکل بناتی تہیں قابض ہو گئیں۔ ایک پہاڑی اس نعل کے وسط میں ہے۔ وولو کی سڑک وہیں سے شروع ہوتی ہے بجانب جنوب اس پہاڑی کے دامن میں سیفالو ویکا گاؤں واقع ہے جس پر ترک قابض تہے۔ اور دوسری طرف ویلسٹنو ہے جو ترکی پوزیشن سے نظر نہیں آتا تہا۔ اس پہاڑی کو متصل جبل قرلہ

کا نظارہ پانی ایک زرخیز و سرسبز گھاٹی میں چمکتا ہے جھیل کی چاروں طرف گھنے جنگل موجود ہیں جن میں کہیں کہیں رخنے پڑے ہوئے ہیں - اور ان رخنوں میں سے دیہاتی مساجد کے مینار جلوہ دکھاتے ہوئے نظارہ کی دلفریبی کو اور بڑھا رہے ہیں - پلاؤ تپہ کی بارکیں ویسٹنو سے شمال مشرق میں ہیں - ریلوے سڑک ہی نہیں بلکہ وہ شاندار جنگی شاہ راہ بھی جو ودنو کو جاتی ہے - ان بارکوں کی زد میں ہے - اور یہ بلحاظ یہ مقام بندر اور اس کے اسٹوروں کی حفاظت کیلئے نہایت اہم اور کارآمد تھا - پلاؤ تپہ بارکوں کے قریب ایک سڑک ودنو کی سمت حرکت جا پہونچکر براہ چرتی خلی ہالمیروس کو اور وہاں سے براہ سوربی بندر نیا منزلہ کو جاتی ہے - سینو سیفالیہ کی بلندیاں سلسلہ کوہستان قرہ طاغ سے متعلق ہیں - ادہم پاشا نے فی الفور ایک اشکشافی جماعت لامیا سے غنیم کے تعاقب میں بھیجدی ٭

ولسیٹنو پر پہلا مقابلہ

فریقین میں نئی پوزیشنوں پر قایم ہونیکے بعد پہلا مقابلہ ۲۷ اپریل کو ہوا - سلیمان پاشا کے زیر کمان جو کالم ودنو کی طرف بھیجا گیا تھا - اس کا بمقام ویسٹنو دشمن سے تصادف ہوگیا - اس کالم میں چار بٹلین - آٹھ نہایت کمزور رسالے (تیرہوین و چودہوین کیولری رجمنٹ) ایک کوہی اور دو آپی باتریاں تھیں دو رسالے ہراولی دستہ کی کمک کو آگے بھیجے گئے - انکو یونانیوں نے پسپا کردیا اور پاؤ گھنٹہ بعد کیولری برگیڈ پر سامنے کی طرف ودنو کی سڑک سے اور بائیں ہاتھ کی طرف پلاؤ تپہ سے گولہ باری شروع ہوگئی جس کے جواب میں ترکی توپخانہ نے بھی گولہ باری شروع کردی - یونانی گولندازوں نے اس موقعہ پر عمدہ قادر اندازی دکھائی - ان کے پہلے گولے بھی عین ترکی توپوں پر آکر گرے مگر پھٹا ایک بھی نہ - اس درست نشانہ بازی سے مجبور ہوکر ترکی باتریوں کو تین حصوں میں منقسم ہوجانا پڑا - تاریکی شروع ہوگئی تھی - اور یونانیوں کا میسرہ ترکی کیولری کی مراجعت کا راستہ مسدود کرنیکے لئے رضالوم کیطرف بڑھ رہا تھا - پس توپوں کو بچانے کے لئے اب بسرعت تمام انہیں پیچھے ہٹا لیجانا نہایت ضروری ہوگیا تھا - کیونکہ مراجعت کیلئے صرف ایک ہی پل موجود تھا باتریوں کو مراجعت کا موقعہ دلانے کے لئے تیرہوین رجمنٹ پھر غنیم کے قلب اور سلیمان پاشا اس کے میسرہ کیطرف بڑھا - دریں اثنا باتریاں سرپٹ رفتار سے پل پر سے گذر گئیں جن کے بعد اول تیرہوین اور چودہوین رجمنٹ باہستگی واپس ہٹیں - ترکی کیولری چرکسوں کے طریق سے لڑی یعنی پشت توسن پر ہی رہ کر آتشبازی کرتی رہی جس سے طبعی طور پر دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچا یا پہنچا تو بہت خفیف لیکن اشد خطرہ کے باوجود ترکی سواروں کے حوصلے برابر قایم رہے - اور انہوں نے حیرت انگیز بسالت و شجاعت دکھائی - دشمن کے سامنے سے وہ نہایت آہستگی اور لاپروائی کیساتھ پیچھے ہٹے - صرف اس وقت گھوڑوں کو کسیقدر تیز کیا جب کہ اُن کے اور دشمن کے درمیان ایک گاؤں حایل ہوگیا وہ غربی کی مشرق کیطرف گئے - وہاں انہیں برودسہ کی ردیف بٹلین آملی - جس نے فی الفور طابیہ یعنی مورچہ بنانا شروع کردیا - اور اسکی پناہ میں کوفتہ و ماندہ فوج نے جسے ابھی تک کھانا اور پانی نہ ملا تھا - آرام کیا ۲۸ اپریل کو اتھمد کی ردیف بٹلین ایک میدانی باتری سمیت بطور کمک پہنچ گئی - ۲۹ کو کرنیل محمود بک و نمازی مختار پاشا عثمانیہ چیف کمشنر مصر کا بیٹا پہنچگیا - اور اس کی زیر ہدایت ۲۹ و ۳۰ کو غنیم کے مورچوں پر حملہ کیا گیا - کرنیل محمود نے

نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کام کیا۔ مگر دیونو غنیم کو بھی جو ابھی تک فرسالہ در کو ریلوے لائن پر متصرف تھا کم از کم آٹھ پلٹنوں کی کمک پہنچ گئی تھی۔ اس نے ۳۰ اپریل کی دوپہر کو ترکی میمنہ کو گو ترک بکمال دلاوری سے لڑے۔ پسپا کر دیا جس پر میسرہ کو بھی جو پلاؤ پتہ اور رضا لوم کی طرف بڑھا تھا پیچھے ہٹا لینا پڑ گیا۔ اس پسپائی سے تھوڑا ہی عرصہ بعد ترکوں کو دس پلٹنوں اور دو باتریوں کی کمک پہنچ گئی۔ مگر ترکی کمانڈروں نے فیصلہ کیا کہ جب تک فرسالہ فتح نہ ہو جائے۔ اب دیستینو پر پھر حملہ نہ کیا جائے۔ ۳۰ اپریل کی لڑائی میں کرنیل محمود بک نے شجاعت و استقامت اور جوانمردی و بسالت کا عجیب شاندار اور قابل ذکر نمونہ دکھایا۔

محمود کا حملہ ۔فوج پیدل کو کچھ موقعہ دلانیکے لئے اسنے اعلے افسروں سے دشمن کے ایک مورچہ پر جو پہاڑی کے کرارہ پر تھا۔ اپنی رجمنٹ سواران کے ساتھ حملہ کرنے کی اجازت طلب کی جس کو اجازت ملنے پر اُس نے حملہ کر کے فتح کر دیا۔ راستہ میں اس کا بیش قیمت گھوڑا دشمن کی گولیوں سے ہلاک ہو گیا۔ مگر یہ جوانمرد پیدل اپنے سواروں کے آگے آگے بڑھا گیا۔ ایک یونانی کپتان نشانہ باندھ کر پیہم اس پر گولیاں چلاتا رہا۔ مگر کرنیل کا بال بیکا نہ ہوا۔ بالآخر ایک اناطولین کارپورل سوار نے اس کپتان کا کام تلوار سے تمام کر دیا لیکن افسوس خود بھی شہید ہو گیا۔ کپتان کی بندوق بھری ہوئی تھی۔ کارپورل نے بحالت غضب ایک ہاتھ سے اس بندوق کو پکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے بندوق والے پر جو اسکے پیارے افسر کو نشانہ بنا رہا تھا تلوار کا ہاتھ صاف کیا۔ رائفل اس چھینا جھپٹی میں سر ہو گئی۔ اور اسکی گولی نے بہادر و جان نثار کارپورل کو وہیں جام شہادت پلا دیا۔ محمود کے اس حملہ میں گھوڑوں کے علاوہ ۲۲ سوار شہید و مجروح ہوئے۔ مگر جب وہ مورچہ پر قابض ہو گیا۔ تو تین طرفوں سے اس پر رائفلی بوچھار شروع ہو گئی۔ اور پھٹنے والے گولے بھی پڑنے لگ گئے۔ اس سے مجبور ہو کر اُسے لاچار واپس ہٹ آنا پڑا۔ مگر گولیوں کی تابڑ توڑ بارش کے باوجود ترکی سوار قابل تعریف باترتیبی سے پیچھے ہٹے۔ بے ترتیبی اور گھبراہٹ کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔

پلاؤ پتہ کی سطح مرتفع نے یونانیوں کی پوزیشن کو مدافعت کیلئے ایسا مستحکم کر دیا ہوا تھا۔ کہ ترک اُسے توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ریلوے اور میدان دونوں اس بلندی کی زد میں تھے۔ پلاؤ پتہ کے مسخر ہو جانے پر یونانی۔ ریلوے لائن سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے۔ اور انکی فوج کو رسد وغیرہ پہنچنے کا رستہ بند ہو جاتا جس سے وہ سخت نرغہ میں مبتلا ہو جاتی۔ کیونکہ جس کوہستانی علاقہ میں وہ موجود تھی۔ وہاں سے بہت ہی کم رسد و چارہ دستیاب ہو سکتا تھا۔ پلاؤ پتہ کی اس اہمیت کیوجہ سے ترکوں نے اسے بہر نوع فتح کرنیکا عزم کر لیا ہوا تھا۔ گو وہ یقیناً جانتے تھے کہ اُسے فتح کرنیکی کوشش میں بہت نقصان اٹھانا پڑیگا۔ مگر ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جب ایک دفعہ یہ فتح ہو گیا۔ تو وولو خودبخود ان کے قبضہ میں آ جائیگا۔ جہاں انہیں صرف تھوڑی سی فوج رکھنی پڑے گی۔ میسرہ کی باقی کل فوج فرسالہ پر بازو کیطرف سے حملہ کرنیکے لئے فارغ ہو جائے گی۔ دیستینو پر اب تک جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں وہ در اصل خفیف سی معرکہ آرائیاں تھیں چشم دید شاہدوں کا بیان

ہے کہ یونانی گولہ باری کی نشانہ بازی اچھی نہ تھی۔ اور ان کے گولے بھی نہ پھٹتے تھے۔ مگر ترکوں کی آتشباری خوب موثر اور نہایت سریع تھی۔ ترکوں کے گولنداز نسبتاً بہت زیادہ باحوصلہ اور قادر علے النفس تھے۔ یونانیوں کی طرح وہ بے حوصلہ اور مضطرب نہیں ہو جاتے تھے۔

ان معرکوں میں کل چار یا پانچسو آدمی ضائع ہوئے۔ ان میں بھی پہلی لڑائیوں کی طرح مصاف کنندگان کے زیادہ تر انتہائی جوارح اور اعضاء کو چٹانوں کے ٹکڑوں اور پرخچوں سے جو گولوں کے لگنے سے اڑتے تھے زخم پہنچے۔ یونانیوں نے ایسی تابڑ توڑ آتشباری کی تھی کہ تعجب ہوتا ہے کہ ترکوں کا ایسا خفیف نقصان کیسے ہوا۔ کرنیل محمود بک کیولری کے جوانمرد کمانڈر نے ایک جنگی اتاشی سے ذکر کیا کہ تقریباً دو میل مربع رقبہ پر گولیوں کی پیہم بارش ہوتی رہی تھی۔

اس بہادر افسر کا گھوڑا اس دلیرانہ حملہ میں جو اس نے یونانی پوزیشن کے بازو پر کیا تھا۔ ہلاک ہوگیا۔ اور وہ بھی گھوڑے کے ساتھ زمین پر گر پڑا۔ اور بصد مشکل جانبر ہوا تھا۔

ویلیسٹینو کی اس باستقلال اور معقول حفاظت و مدافعت کا فخر کرنیل سمولنسکی کو حاصل ہے۔ جو اس کامیابی کی طفیل کرنیل و اسوس اور کرنیل مانوس کا ہمسر ہوگیا۔ اور اعلی تعریف و توصیف کا مستحق ہے ٭

جنگ فرسالہ

ادہم پاشا کو لاریسا سے پیشقدمی کرتے وقت بشرطِ امکان اپایرس کی ترکی فوج سے تعلق و ارتباط قایم رکھنے کیلئے اپنی افواج کو بجانب غرب پھیلا دینا ضروری تھا۔ لیکن علاقہ کے کوہستانی دشوار گذار اور صعب المرور ہونے اور نیز اسوجہ سے کہ بڑی بڑی مسافتیں طے کرنا تھیں سلئے اسطرف فوجیں بڑہاتے وقت نہایت احتیاط کو مدنظر رکھنا لازمی ہو رہا تھا جس حزم و احتیاط کا ترکوں کے میمنہ کی کارروائیوں پر بھی طبعاً بہت اثر پڑا۔

ترکی سپہ سالار کا منشاء یہ تھا کہ غنیم کے میسرہ کو پلٹ دینے سے اسے فرسالہ کی پوزیشن چھوڑ دینے پر مجبور کرے۔ اس غرض کیلئے حقی پاشا کا ڈویژن جو شروع میں تھیسلی اور اپایرس کے درمیان سلسلۂ رسل و رسائل و تعلق باہمی کو قایم اور آمد و رفت کے رستہ کو کھلا رکھنے کیلئے ڈسکاٹا میں مقیم کیا گیا تھا ٹرناوس اور لاریسہ کی فتح کے بعد بسرعت لاریسہ بلوالیا گیا۔ جہاں وہ ڈبل کوچ کرتا ہوا پہنچا۔ دوسری طرف اوّل ڈویژن زیر کمان خیری پاشا کو جسنے کوہستان میں بمقام ڈماسی لڑائی کی تھی۔ زرکوس۔ تریخالہ کاروشا اور مسکولی پڑی پر قبضہ کر لینے کے بعد فوج کا انتہائی میمنہ بن کر آگے بڑھنے اور مقام پوزارا کی سے یونانیوں کی پوزیشن بمقام فرسالہ کے میسرہ کو معرضِ خطر میں ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ اسکے ساتھ ہی پانچ ڈویژنوں نے ادہم پاشا کی زیر کمان سامنے کیطرف سے فرسالہ پر پیشقدمی کی۔ مگر میمنہ حسب مراد رفتار سے پیشقدمی نہ کر سکا۔ علاقہ کٹھن اور کوہستانی۔ اور باشندے ترکوں کے دشمن تھے۔ مزید برآں ملکی افواج کی باربرداری کے انتظام کی مشکلات سے اور زیادہ دق تنگ ہوگیا۔ فوج کو رسد کے معاملہ میں تھیسلی کے زرخیز علاقہ بالخصوص دلفریب وادی ٹمپہ سے بہت مدد ملی۔ جو رسد و سامان کا نہ ختم ہونیوالا مخزن پائی گئی۔

ٹرناوس اور لاریسہ کے تباہی بخش وقعات کے بعد یونانی فوج میں عظیم تغیر و تبدل کئے گئے۔ تقریباً تمام جرنیلوں کیجگہ نئے

آدمی بھیجے گئے۔ اور اعلیٰ سٹاف افسر سا پونٹ سارا کی کی جگہ ایک جنرل سٹاف افسر لفٹنٹ کرنیل لامبر ٹیں کمانڈر انچیف کے زیر فرمان عمل پیرا ہونیکے لیے مقرر کیا گیا۔

یونانی فوج کا حصہ کثیر ان بلندیوں پر جو فرسالہ سے بجانب شمال ہیں قائم تھا۔ ادہم پاشا کی فوج ان کی طرف بہت آہستگی کے ساتھ بڑھی چنانچہ فوج ہراول کے سوار کہیں ۴ مئی کو جا کر ایک طرف سوتاسی اور دوسری طرف مسکولوردلی پہنچے سوتاسی فرسالہ سے بجانب شمال آٹھ میل کے فاصلہ پر اور آخر الذکر مقام وہاں سے بجانب غرب ۷ میل کے فاصلہ پر فرسالہ تریکالا لائین پر واقع ہے۔

دوم پنجم و ششم ڈویژن ان سواروں کی اوٹ میں اُن سے تھوڑی دور پیچھے یونانی پوزیشن کے شمال و شمال مغرب میں جمع تھے اور باقی فوج ابھی فرسالہ سے تقریباً ایک دن کی مسافت پر تھی۔ ترکی فوج حملہ آور کا میمنہ کا مغرب کیطرف بہت دور تک پھیلا ہوا تھا جس سے انہوں کو بھی صاف نظر آرہا تھا۔ کہ ترک میدان کارزار پر یونانیوں کے بازو پر سے چکر کاٹکر عقب میں جا پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ مصافی تدبیر اوّل ڈویژن کی شاطرانہ چال سے علاوہ تھی۔ ۴ مئی کو یہ ڈویژن پوزارا کی جو فرسالہ سے چودہ میل بجانب غرب ہے پہنچگیا ہوا تھا جہاں سے اسے مسلسل پیشقدمی کر کے یونانی پوزیشن کے عقب میں پہنچنا تھا متذکرہ صدر تینوں ڈویژنوں کے پیچھے چہارم و ہفتم ڈویژن بشرط ضرورت کام دینے کیلئے ریزرو میں تھے۔

ترکی فوج کی صف اوّلین نے بتاریخ ۵ مئی علی الصباح چار بجے کیوقت حرکت شروع کی۔ مارشل کا منشاء تھا کہ فیصلہ کن حملہ ۶ مئی کو کیا جاوے تاکہ خیری پاشا کو یونانیوں کے میسرہ پر پہنچنے کیلیے کافی وقت ملجائے۔ مگر ۵ مئی کو جب وہ میدان جنگ میں پہنچے تو پیدل فوج غنیم سے گتھ چکی تھی۔ فرسالہ لاریسا سے تخمیناً بائیس میل بجانب جنوب ہے۔ یونانی ان پہاڑیوں کی ڈھلوانوں پر جو میدان فرسالہ کو احاطہ کیئے ہوئے ہیں نہایت عمدہ موقعہ پر قائم تھے۔ اور وہاں خوب مستحکم مورچے تیار کر لیے ہوئے تھے۔ ان کے دونوں بازوؤں پر جنگل موجود تھا۔ اور توپخانہ کا زیادہ حصہ میمنہ پر نصب تھا۔ شروع شروع میں یونانی گولے خوب نشانہ پر گرتے تھا کیا اُن کے گولندازوں نے گذشتہ چند دنوں میں اپنے نشانوں کو خوب پختہ کر لیا۔ اور مختلف مسافتوں کا اچھی طرح اندازہ لگا لیا تھا مگر دوپہر کے قریب ترک شجاعانہ دہاوا کر کے غنیم کو اسکی پوزیشن سے ہٹا دینے میں کامیاب ہو گئے۔ اور یونانیوں نے ترکی حملہ کی تاب نہ لا کر ان بلندیوں کی طرف جو میدان کے دوسرے کنارہ پر تھیں مسلسل ہٹنا شروع کر دیا اس پسپائی کیوقت وہ ترکی توپوں کی صاف زد میں رہے۔ اور بالخصوص انکی میمنہ کو بہت نقصان پہنچا۔ مگر انکے ریر گارڈ یا دستہ عقب نے باقی فوج کو بچانے کے لیے مردانہ وار اپنے تئیں قربان کر دیا۔ پسپائی کے شروع ہونیکی دیر تھی کہ پھر ترکوں نے غنیم کو ایک لحظہ بھر کی فرصت دی نہ انکی آتشباری ایک لمحہ کیلیے مدہم پڑی یا بند ہوئی۔ جب حملہ آور بلندیوں کے بالائی کنارہ پر جہاں سے کل میدان زیر نظر تھا پہنچے تو دشمن کی سراسیمگی دیکھ رہی اور اپنے دوسرے دستوں کی مسلسل پیشقدمی دیکھکر ان کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے دائیں بائیں دونوں طرف ترکی فوج پیدل کے کالم سیاہ گھٹا کیطرح آگے بڑھے جا رہے تھے۔ اور زیر پا فرحت بخش میدان

تنگ ہوگئی ہے اور اوسکے پیچھے اوتھریس کے سیاہ و مہیب پہاڑ سر بفلک کھڑے ہیں تمام میدان یونانیوں سے جو بسرعت قدم
اٹھائے جا رہے تھے بھرا ہوا تھا۔ سب کا رخ ایک سنگی پل کیطرف تھا جو ایک چھوٹے سے نالہ پر بنا ہوا تھا۔ ورنیولا ترکی توپخانہ
آگے بڑھکر جا بجا نہایت عمدہ موقعوں پر قایم ہوگیا تھا۔ اور بھگوڑے یونانیوں کے کالموں پر گولہ پر گولہ پھینک رہا تھا۔ ہر
گولہ کے گرنے پر جب گرد و غبار کا طوفان سطح زمین سے اوٹھتا تو بھگوڑوں کی رفتار اور تیز ہو جاتی۔ اون کا عقبی دستہ
سپاہیوں کے کھڑے ہونے کیلئے گڑھے کھود لئے تھے جہاں سے وہ مسلسل آتشباری کرتا رہا لیکن ترکی فوج پیدل کی کثرت آخر انکی
بہادرانہ مدافعت پر غالب آگئی ترک اونکو یکے بعد دیگرے ایک سے دوسری پوزیشن کو دھکیلتے گئے۔ ترکوں کی شیرانہ شجاعت
واقعی قابل دید تھی اونہوں نے کسی پناہ یا اوٹ کی حفاظت کو منظور نہ کیا اور بلا توقف و قیام برابر بڑھتے چلے گئے حتی کہ
رائفلین سر کرنے کیلئے کسی وقت گھٹنے کو بھی زمین پر نہ لگایا چلتے چلتے آتشباری کرتے رہے جب کہ یونانی پل پر سے گذرنے
کے لیئے جمع ہو رہے تھے ایک ٹرین فوج لیکر دولو کیطرف سے آ رہی تھی ایک پھٹنے والا گولہ اس ٹرین کو لگا جس سے یونانیوں
کو بہت نقصان پہونچا جس وقت یونانی بتدریج پل سے گذر گئے اور دریا اونکے اور انکے تعاقب کنندگان کے درمیان
حائل ہوگیا۔ تو اون کے نیم مردہ جسموں میں پھر کسیقدر جان پڑگئی اور لڑائی میں بھی تھوڑا سا وقفہ پڑگیا لیکن ادہم
پاشا نے اس فتح کے بعد بلا توقف فرسالہ کیطرف بڑھ جانیکا عزم کرلیا وہ ایک باتری لیکر میدان میں اتر آئے۔ رائفل بردار
کی ایک صف آگے کر دی اور غنیم پر پھر حملہ کر دیا جس کے دوران میں ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ اُس دن پہلے ایسی سخت
لڑائی نہ ہوئی تھی ایک چھوٹے سے موضع پر جو بجانب میمنہ تھا۔ ایسی تار توڑ آتشباری کیگئی کہ ترکی سپاہی دھوئیں میں
نظر نہ آتے تھے۔ رہی سہی کسر گولوں نے پوری کر دی اور ترک موضع پر قابض ہوگئے یونانی فرسالہ کو ہٹ گئے اور حملہ کرنیکیلئے
فی الفور چھ ترکی پلٹنیں صف آرا کر دیگئیں سورج غروب ہونا شروع ہوگیا تھا مگر جب تک ذرا سی روشنی رہی۔ ترک شہر پر برابر
گولے پھینکتے رہے۔ باتری پر باتری پیچھے سے چلی آکر شہر کے گرداگرد قایم ہو رہی تھی حتی کہ چاروں طرف سے شہر توپخانہ
کے حلقہ میں آگیا۔ بالآخر تاریکی نے گولہ باری کو بند کرا دیا اور یونانی تاریکی سے فایدہ اوٹھا کر اپنی کل پوزیشنوں کو
خالی کر گئے اور پہاڑوں میں پناہ جا لی کیونکہ مراجعت کا راستہ معرض خطر میں تھا اور ترک فرسالہ ڈوموکوس کی سڑک
پر قابض ہو چکے تھے۔ دوسرے دن جب حمدی اور ممدوح کے ڈویژن فرسالہ کی متصلہ بلندیوں پر قابض ہوگئے
تو پھر حمدی پاشا کی ڈویژن کو بریگیڈ زیر کمان حسن پاشا نے خود شہر پر بھی قبضہ کرلیا شہزادہ ولیعہد بہادر کا کل سامان
چھ توپیں اور بہت سامان حرب غنیمت میں ملا۔ ایک اجنبی افسر جو موقعہ پر موجود تھا ۵ و ۶ مئی کے محاربات ولیشنو و
فرسالہ کی کیفیت جنگی بصر کے پہلو سے اسطرح بیان کرتا ہے کہ معمر شاکر حمدی اور ممدوح کی تینوں ڈویژن متوازی صفوں
میں آگے پیچھے اسطرح سے صف آرا ہوکر کہ ایک ڈویژن سب سے آگے دوسرا اوس سے کچھ پیچھے داہنے ہاتھ اور تیسرا
اور تھوڑے سے فاصلہ پر پہلے کے بائیں ہاتھ تھا میمنہ کیطرف سے بڑھے یہ تینوں اسطرح جدا جدا مرتب ہوکر یونانیوں

کی پوزیشن کی طرف بڑھے اوسکو انہوں نے قرہ دمری بکیہ اور فرسالہ کی سڑک کے برابر جو موضع تاتاری سے میدان کیطرف اُترتی ہے ۔ مائیفلی گڑھوں سے مستحکم کیا ہوا تھا یونانیوں کی جمعیت وہاں چار اور آٹھ پلٹنوں کے درمیان تھی ۔ اور ہر ایک باتری میسرہ پر نصب تھی ۔ سہ پہر تک بسلسل گولہ باری اور آتشباری ہوتے رہنے کے باوجود یونانی اپنی جگہہ پر قابض رہنے کے بعد آخر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگئے اور وہ کامل باترتیبی کے ساتھ بلندیوں کے گرارہ سے میدان کو ہٹے ۔ اونکے تعاقب میں صرف حسن پاشا کا بریگیڈ تین میدانی باتریاں اور ایک کوہی باتری لیکر آگے بڑھا ۔ ترکی گولے خوب نشان پر گرتے رہے ۔ جو عموماً یونانی دستہ عقب کی (سکرمشرون یعنی پھیل کر اور متفرق ہو کر لڑنے والوں) کی پتلی سی صف پر پھٹتے دکھائی دیتے رہے ۔ لیکن باین ہمہ دوسرے دن جب ہم اوس موقعہ سے گذرے تو گولہ باری کی مؤثر ہونے کی کوئی علامتیں نہ دیکھیں ہمنے کسی مجروح کو سڑک کے رستہ واپس جاتے نہ دیکھا اور مقتولین کی بھی بہت کم تعداد دیکھی ۔

پس ان لڑائیوں میں زیادہ نقصان ہونیکی روایتوں کو کسیقدر مشتبہ سمجھنا مناسب ہے باضابطہ طور پر ترکوں کے نقصان کی تعداد ۳۰۰ ظاہر کیگئی تھی میدان میں بھی حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کیلئے یونانیوں نے ایک پوزیشن تیار کی ہوئی تھی ۔ موضع ورتیسلی کو محفوظ کر کے اوسکے گرد رائفلی گڑھے کھود لئے گئے تھے ۔ آٹھ تازہ دم پلٹنیں اور ایک باتری ہمینہ کے عقب میں جمع کیگئیں اور اسیوقت چار پلٹنوں کا ایک کالم اوس پہاڑی سے جو فرسالہ کے عقب میں ہے میدان میں اُتر آیا ۔ الغرض وہاں تقریباً ۲۴ پلٹنیں یا دو انفنٹری ڈویژن موجود تھے لیکن رات نے اس تصادم کا خاتمہ کر دیا ۔ اس معرکہ کو لڑائی نہیں کہا جا سکتا وہ محض تصادم تھا ۔ صبح کو جب ترک آگے بڑھے تو انہوں نے فرسالہ کو خالی پایا ۔ یونانی ڈوموکوس کو ہٹ گئے تھے ۔

ولسٹینو کا دوسرا معرکہ

اوسیدن جبکہ قرہ دمری پر لڑائی ہوئی ولسٹینو میں بھی لڑائی ہوتی رہی تھی ہر اول دستہ کو معرکہ کے بعد جس میں ترکونکو زک پہنچی تھی ۔ اونہوں نے حقی پاشا کی کل ڈویژن کو جمع کر لیا تھا ۔ یونانی وادی کو جنوب مغربی گوشہ میں ایک نہایت مستحکم موقعہ پر یہاں سے میدان اور دولو کی جنگی سڑک اونکی زد میں تھی قابض تھے ۔ رائفلی گڑھوں اور مورچوں سے اس موقعہ کی طبعی استحکام کو ایسا موم کر لیا تھا کہ سامنے کیطرف سے حملہ کرکے اوسے فتح کرنے کی کوشش کا نتیجہ خواہ حملہ کنندہ قوم کی جمعیت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوتی سخت نقصان اوٹھانے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا وہاں نو ہزار سے زیادہ یونانی فوج مقیم تھی کیونکہ ممالک اجنبیہ کے قونصلوں نے دولو کو ترکوں کے سپرد کرتے وقت بیان کیا تھا کہ نو ہزار سپاہ وہاں سے جہازوں پر سوار ہوئی ہے ۔ اس کے علاوہ کچھ فوج خشکی کے رستہ بھی بجانب جنوب المیروس کو ہٹی تھی ۔ خالی کارتوسوں کی مقدار سے جنکے انبار پہ انبار لگے ہوئے تھے ثابت ہو رہا تھا کہ حقی پاشا کی فوج پیہم و مسلسل آتشباری کرتی رہی تھی ۔ جو عمودی بلندیوں پر ساتھ ساتھ حفاظت کی خندقیں کھودتی ہوئی آگے بڑھی تھی چٹانی زمین پر قدرے قلیل الآلات والاوزار سے یونہی خندقیں کھودنا

سہل کام نہ تھا چہ جائیکہ دشمن بھی اوپر سے تابرتوڑ گولوں اور گولیوں کی بوچھار کر رہا ہو مگر فرسالا کی فتح نے یونانیوں کو
طویل معرکہ آرائی سے بچا لیا۔ اس فتح سے ترک فرسالا کیطرف سے ویلسٹینو کو عقب میں پہنچکر یہاں کی یونانی فوج کی
مراجعت کا رستہ بند کرنیکو قابل ہو گئے تھے پس اگر یونانی ویلسٹینو کو خالی نہ کرتے اور مزاحمت و مدافعت پر قایم رہتے تو اسکا نتیجہ
کامل بربادی کے سوا اور کچھ نہ ہوتا۔ سات مئی کی رات کو ممدوح پاشا کا کل ڈویژن حقی پاشا کو جلد میں مدد دینے کیلئے فرسالا کے
بھیجا گیا۔ مگر یونانی اسکے پہنچنے سے پہلے پسپا ہو چکے تھے چنانچہ اسی تاریخ کی شام کو ابراہیم پاشا چلتے ہوئے ویلسٹینو کے ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے

یونانیوں نے فرسالا کی متصلہ پوزیشن کے چھن جانے پر زیادہ تر اون معرکوں کی وجہ سے جو ترکوں کے میمنہ پر ہوئے فرسالا کو
خالی کیا تھا اور یونانی میسرہ اس لئے پسپا ہوا کہ خیری پاشا کی پیشقدمی سے عقب کیطرف ہٹنے کا رستہ مخدوش ہونے لگا
تھا۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ مراجعت کمال باترتیبی سے کیگئی ہے لیکن اس بیان کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ مراجعت
کی شروع ہی سے صلاح و تجویز کر لیگئی ہوئی تھی تاہم ایسی پوزیشن پر قایم ہونا جسپر مستقل طور سے نہیں بلکہ صرف عارضی
طور پر قابض ہونیکا ارادہ ہو جنگی آداب کے لحاظ سے ہمیشہ سخت غلطی متصور ہوتا ہے۔ اس پوزیشن پر عارضی طور
پر قابض ہونا صرف اوس صورت میں مناسب و معقول ہو سکتا تھا کہ اگر ترکوں نے ٹرناووس اور لاریسہ کی بھاگڑ کا مستعدی
کے ساتھ سرتوڑ تعاقب کیا ہوتا کیونکہ ایسی صورت میں فوج کی بچی ہوئی ذخیرہ اور اوس کی پراگندہ صفوں کو مرتب
و جمع کرنے کیلئے سب سے پہلے محفوظ موقعہ سے فایدہ اٹھانا قرین مصلحت ہی نہیں بلکہ اسیطرح سے لازمی ہوتا۔ مگر
ترکوں نے کوئی تعاقب نہ کیا تھا اور ایسی صورت میں پہلے ہی سے پسپائی کا ارادہ کر کے اس موقعہ پر قایم
ہونا گویا خود فوج کو مزید مراجعت سے اور شکستہ دل بنانا تھا۔ یونانی کمانڈروں کو ایسے موقعہ پر قایم ہونا لازم
تھا جہاں سے وہ جمکر مقابلہ کرنیکا ارادہ رکھتے تھے اور جسے وہ اس غرض کیلئے مناسب تصور کرتے تھے۔

یونانیوں کو فرسالا کے موقعہ پر قایم ہونے سے صرف یہ فایدہ پہنچا کہ کرنیل سمولنسکی کیلئے ویلسٹینو پر قابض
رہنا آسان ہو گیا اور خوش قسمتی سے اوسے وہاں ایک ایسی فوجی کامیابی حاصل ہو گئی جسنے اسے مانو
اور دیگر معدودے چند واقعی قابل یونانی افسروں کا ہمسر بنا دیا۔

کرنیل سمولنسکی کی مراجعت کا حکم ۸ مئی کی شام کو وصول ہوا۔ اور اسنے آلمیرو (کرتاسی) کیطرف ہٹنا شروع
کیا۔ یہ مراجعت فرسالا کی متصلہ پوزیشن سے دست بردار ہو جانیکا لازمی نتیجہ تھی۔ یونانی فوج کا بڑا حصہ
ڈومو کوس کیطرف ہٹا جہاں کی پہاڑی پر نئے انفورکیں توپیں نصب کر دیگئیں۔ جب ۹ مئی کو یہ اچھی طرح سے معلوم
ہو گیا کہ یونانی تاحال ویلسٹینو پر بالاستحکام قابض ہیں تو ترکوں نے اونکو وہاں سے نکالنے کیلئے نہایت ہی قابل تعریف
مستعدی دکھائی۔ ایکطرف فرسالا کے قریب کے ڈویژنوں میں سے ایک کو دوبارہ سیدھا ویلسٹینو روانہ ہو جانیکا حکم دیا گیا۔
دوسری طرف جو فوجیں مندوں کے راستہ لاریسہ پہنچ رہی تھیں۔ اونکو ویلسٹینو کے حملہ میں شریک ہونیکے لئے فی الفور دیا گیا

اور یہ فیصلہ ہوگیا کہ ۸ مئی کی دوپہر کو تین ڈویژن غنیم کی پوزیشنو پر حملہ کریں۔ ترکوں نے ان دنوں میں اتنی لنبی مسافتیں طے کیں کہ اونکا خیال کر کے حیرت ہوتی ہے۔ ۸ مئی کو علی الصبح ولسٹینو اور رضالوم (ریزومائیلوس) کو درمیان دو ڈویژن حملہ کیلیے بالکل تیار کہڑے تھے۔ اور تیسری کا عنقریب پہنچ جانا قطعاً یقینی تھا مگر عین حملہ کے وقت معلوم ہوگیا کہ سب تیاریاں فضول تھیں۔ چالاک و عیار غنیم پھر ہاتھ سے نکل گیا ہے۔

حقی پاشا[5] کا ڈویژن قلب لشکر کے میسرہ کی حفاظت اور ولسٹینو کے قریب کے درونیز قابض رہنے کے لیے ولسٹینو کے قریب مقیم رکھا گیا۔ اس ڈویژن کی کچھ فوج نے بطور سکیسر دستہ جبل بیلی اون پر گشت کر کے ہالمیروس کی سڑک پر قبضہ کر لیا اور بمقام الکیشی اپنے ہراول کو مقیم کر دیا۔ اس قبضہ کی بدولت اون ڈھلوان سطحوں پر جو ہالمیروس کیطرف نشیب کہاتی جاتی ہیں۔ دستہ مذکور اور ایک یونانی بریگیڈ میں جسکے ساتھ دو یا تین باتریاں تہیں خفیف سی لڑائی ہوئی یونانی ہالمیروس کو میدان کو دھکیل دیے گئے مگر ترک اونکا تعاقب نکر سکتے تھے کیونکہ یونانی بیڑہ جہازات کا حصہ کثیر ہالمیروس کے سامنے لنگر انداز تھا۔ ۱۲ مئی تک ترکی میسرہ پر صورت معاملات یہ رہی جو اوپر مذکور ہوچکی ہے۔

۱۱ مئی کو ترکی افواج فرسالہ کے گرد جمع ہوگئیں اور اونکو سطر سے تقسیم کیا گیا۔ اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم و ششم ڈویژن پہلی صف میں۔ ممدوح و خیری کے ڈویژن دوسری صف میں اور حیدر پاشا کا ڈویژن قلب کے عقب میں بمقام تکیہ رکھا گیا۔ ہیڈ کوارٹر یہیں تکیہ میں تھا۔ اور بعیدی چوکیوں کی صف جنہیں صف اولین کے ڈویژنوں سے آدمی مامور کیے گئے تھے میل سوا میل فرسالہ کے جنوب میں تھی۔ دس بلٹن تریخالہ پر قابض ہونے کے لیے بھیجدی گئی تھیں۔

ساتواں ڈویژن زیر کمان حسنی پاشا جو پہلے کاٹرینا میں رکھا گیا تھا تمام و کمال لاریسہ میں جمع ہوچکا تھا۔

---

[5] حقی پاشا سپہ سالار ڈویژن سوم (فریق سوم) جنگ سے پہلے صدر جندارمہ (یعنی پولیس کمشنر) سلطنت عثمانیہ تھے۔ سنہ ۱۸۵۳ء میں فوج میں داخل ہوئے۔ مدرسہ حربیہ سے نکلتے ہی عہدہ لفٹنٹ سے ممتاز ہوئے۔ حقی پاشا مانٹی نیگرو کی لڑائی پر روانہ کیے گئے تھے وہاں وہ اپنی کمپنی سمیت استوار و محکم مقام پر حملہ آور ہوئے جس کا نمایاں کر صلہ میں عہدہ کول آغاسی یعنی ایجوٹنٹ میجر پر ترقی پائی سنہ ۱۸۶۵ء میں سلطان عبدالعزیز خان مرحوم کے ایڈیکانگ مقرر ہوئے۔ اور عہدہ میرآلائی لفٹنٹ کرنل سے ممتاز ہوئے۔ اسکے بعد اعلیحضرت سلطان المعظم کے دوم چیمبرلین مقرر ہوئے اور سنہ ۱۸۶۷ء میں ہمراہ رکاب ہمایون سلطانی بطور اول چیمبرلین سفر یوروپ میں شریک رہے سنہ ۱۸۷۱ء تک ارض روم کی کونسل کے چہارم درجہ کے رکن رہے سنہ ۱۸۷۷ء اور سنہ ۱۸۷۸ء کے معرکہ میں بمقام قارص حقی پاشا نے جنگ الاجاداغ میں نمایاں بہادری ظاہر کی جسکے صلہ میں میرلوا یعنی بریگیڈیر جنرل کے عہدہ سے ممتاز ہوئے سنہ ۱۸۸۰ء میں قسطنطنیہ کو واپس آئے۔ اور جندارمہ دپولیس کی صدارت سے سرفراز اور عہدہ فریق یعنی ڈویژن جنرل سے ممتاز ہوئے۔ حقی پاشا ایرانی وضع کے آدمی تھے لیکن اول درجہ کے ریاضی دان ناظم و منتظم نہایت شجاع اور سچے ہمدرد ملک و قوم تھے افسوس کہ جنگ سے چند ماہ بعد بمقام تہیپلی اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء میں رحلت ہوگئی۔

اور درہ ملونا سے ٹرناوس تک کے راستہ کی حفاظت کا کام نوزار دیکی دستون کے سپرد تھا۔ الغرض ساتوں ڈویژن اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ پنجم۔ ششم۔ ہفتم لاریا۔ وولو۔ فرسالہ میں مثلث کی شکل میں مقیم تھے۔ میمنہ تریکالہ میں تھا۔ جہان ایک مضبوط بریگیڈ مامور تھا۔

سپاہ کو ۵ مئی سے ۱۱ مئی تک کے مسلسل جد وجہد اور صعب محنت کے بعد کافی آرام ملگیا تھا۔ مزید برآن جارحانہ کارروائی کو جاری رکھنے کیلئے کمان میں ایک ایسا تغیر ہوگیا تھا جسے سب نے نہایت پسند کیا یعنی مشیر آدہم پاشا کل ترکی افواج مقیمہ تھیسلی و ایپائرس کے اعلے کمانڈر بنا دیے گئے تھے۔ اور اس تغیر سے فوجی کارروائیوں کے انصرام کے متعلق وہ ربط و اتحاد حاصل ہوگیا تھا جسکی اشد ضرورت تھی۔ اور اس امر کی پختہ توقع ہوگئی تھی کہ اب پھر جارحانہ کارروائیوں کے شروع ہونے پر دونوں فوجین ایک ہی مدعا مد نظر رکھکر ایک دوسرے کے دوش بدوش کارروائی کرینگی۔

ترکی صف اولین فرسالہ سے وولو تک پھیلی ہوئی تھی۔ اسکے بالمقابل یونانی ڈوموکوس سے ہالمیروس تک قابض تھے ڈوموکوس میں اونکا ایک کمزور آرمی کور (دو ڈویژن)، اور ہالمیروس میں انفنٹری کا ایک مضبوط بریگیڈ۔ ایک رسالہ۔ دو یا تین باتریان اور بیڑہ جہازات کا زبردست حصہ موجود تھا۔ جو یونانی فوج ۷ مئی کو ولسٹینو میں مقیم تھی اور اسی دن رات کے وقت وولو سے جہازوں پر سوار ہوگئی تھی اُسکا کچھ حصہ ڈوموکوس کی فوج کی کمک کو بھیجدیا گیا۔

یونانی فوج کی نسبت بالکل بجا طور پر یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اوسوقت اوسکی حالت کچھ اچھی نہ تھی جس فوج کا مقتوں سے پسپائی کے سوا اور کوئی کام نہ رہا ہو۔ جو اس اثنا میں ایکدفعہ جو اس باختہ بھی ہو چکی ہو۔ جسے اپنے افسرون پر کوئی بھروسہ نہ رہگیا ہو۔ اور جسمیں تربیت و نظام جنگی کا نام و نشان نہ ہو جسکا حصۂ کثیر تعجیل و جلدی میں جمع اور مسلح کیے گئے افراد پر مشتمل ہو اور جسکے افسر فریقانہ دھڑہ بندیونکے جذبات کا شکار ہوں۔ اور اور تو کئی جملون اور الفاظ سے مانوس ہوں مگر فرض کے نام سے بھی ناواقف ہوں۔ ایسی فوجکو بھلا کس طرح جنگی اغراض کیلیے کافی کارآمد سمجھا جا سکتا ہے ان خیالون کے ساتھ اون امور کو بھی مستزاد کر دینا ضروری ہے کہ سامان حرب کے محفوظ ذخیرہ میں نمایان قلت اور توپون کی تعداد میں بہت کمی ہوگئی تھی کیونکہ ہر مراجعت کیوقت گولہ بارود کی معتدبہ مقدار اور ایک یا دو باتریان پیچھے چھوٹ جاتی رہی تھیں تجربہ کار اور تربیت یافتہ افسرون کے فقدان کیوجہ سے یونانی سادہ ترین جنگی اصولون کی خلاف ورزی کے مسلسل مرتکب ہوتے رہتے تھے۔ بطور مثال ایک امر کا بتا دینا کفایت کریگا۔ بعیدی چوکیان بالعموم صف مصافی سے اتنے فاصلہ پر بٹھائی جاتی تھیں کہ اون کو پسپائی کے وقت اپنی فوج کو جاملنے کیلیے بالکل بلا امداد لمبے لمبے فاصلے طے کرنے پڑتے تھے سپاہیوں کے آرام و آسایش کا بھی کوئی کافی انتظام نہ تھا۔

ٹرناوس اور لاریا کیطرح فرسالہ اور ولسٹینو میں بھی یونانی اپنی مراجعت کے راستہ کو کھلا اور سمندر سے تعلق قایم رکھنے میں کامیاب رہے۔ اس وقت تک ترکون نے ان دونوں باتوں کیطرف کچھ توجہ نہ کی وہ صرف

اسی پر قانع رہے کہ غنیم کے ایک بازو پر کثیر فوج جمع کر دینے سے اسے پسپائی پر مجبور کر دیا جائے۔ انہوں نے دشمن کی مراجعت کا رستہ بند کر کے اسے حکماً تباہ یا اسیر ہو جانے پر مجبور کرنے کی کوشش نہ کی اگر خیری پاشا کا ڈویژن فرسالہ پر ٹھیک مقررہ وقت پر پہنچ جاتا تو شہزادہ ولی عہد بہادر کی فوج کا کام تمام ہو جاتا۔ اسیطرح اگر ولسٹینو و کدوشک پر حملہ کیا جاتا تو سمندر سے تعلق ہو جانے کیوجہ سے یونانیوں کی ترکی تمام ہو جاتی۔

غنیم پر بلحاظ تعداد فائق ہونیکے باوجود ترکوں نے اسکا کوئی نمایاں ثمرہ نہ اوٹھایا۔ انکا بیڑہ جہازات کمزور ہونے کیوجہ سے انکو بحار میں کوئی مدد نہ دے سکا اور بنا بریں یونانی اپنی بحری طاقت کی طفیل جو انکو متحرک قاعدہ الجیش اور سامان حرکات کا کام دیتی رہی۔ یکے بعد دیگرے نیا مامن ڈھونڈ لینے اور فیصلہ کن نبرد آزمائی سے بچتے رہنے میں کامیاب ہوتے رہے۔ اگر یونانیوں کے پاس تربیت یافتہ اور خوب منتظم فوج ہوتی جو تعداد میں خواہ زیادہ نہ ہوتی مگر مسلسل حرکت اور معرکہ آرائی کی مشقت و تکلیف کا باستقامت مقابلہ کرنیکی قابلیت رکھتی تو وہ اس فوقیت سے بے نظیر اور بیش بہا فائدہ اوٹھا سکتے۔ سمندر کے ساحل پر جا بجا عمیق خلیجیں موجود ہیں یونانی جہازات ان خلیجوں میں داخل ہو کر بآسانی تمام خشکی پر فوج اوتار سکتے تھے جو جمعیت کثیر ترکی فوج کے ہر اولی دستوں پر مسلسل حملہ کرتی رہکر اون کو پسپا کر سکتی تھی اور جب پیچھے سے ان دستوں کو کمک پہنچ جاتی تو جھٹ جہازوں پر سوار ہو کر غائب ہو سکتی تھی۔

یونانیوں نے مراجعت کیلئے دو مختلف راستے اختیار کرنے میں بھی غلطی کی۔ انہوں نے کچھ فوج فرسالہ کیطرف ہٹائی اور کچھ وولو کیطرف اگر وہ سب کے سب وولو ہٹتے تو محاربہ کا حقیقی قاعدہ اساس انکے قبضہ میں رہتا جو ریلوی لائنوں کا محل اتصال اور ایسا بندرگاہ تھا کہ فوج کو براہ راست وہاں کمک اور رسد وغیرہ پہنچ سکتی مگر غالباً انہوں نے یہ سمجھا کہ ایسا کرنے سے ایتھنز کا رستہ غنیم کیلئے کشادہ ہو جائیگا

اگر وہ ایتھنز کی ہی حفاظت کرنا چاہتے تھے تو انہیں واجب تھا کہ وولو کی سڑک کو کھلا چھوڑ دیتے اور لامیہ کی طرف ہٹتے کیونکہ ایتھنز کو صرف یہیں سے ہو کر رستہ جاتا ہے۔ علاوہ بریں وولو کا چند دن پہلے یا پیچھے غنیم کے قبضہ میں چلا جانا کوئی وزن نہیں رکھتا تھا۔ مگر اس معاملہ میں بھی یونانیوں سے غلطی ہوئی۔ وہ ایتھنز کا رستہ فرسالہ سے بند نہیں کر سکتے تھے بلکہ صرف کوہستان اتھریس سے ولسٹینو اور ریلا دیتہ کی پوزیشن جیساکہ تجربہ نے ثابت ہو گیا بہت مستحکم تھی اور کل یونانی فوج کی وہاں سمائی ہو سکتی تھی۔ اگر اعلے کمان کرنیل ماتوس کے سپرد کیجاتی۔ اور کل فوجی طاقت وہاں مجتمع ہوتی تو غالب وجوہ ادہم پاشا کبھی اوسکو بازو پر چھوڑ کر ایتھنز کیطرف بڑھنے کی جرات نکرتے بلکہ پہلے دشمن کو پوزیشن سے ہٹا لینا ضروری تصور کرتے اور یہ ظاہر ہے کہ اگر طبعاً مستحکم و محفوظ پوزیشن میں جسے مورچوں وغیرہ سے بآسانی اور بھی محفوظ کیا جا سکتا تھا معقول فوج موجود ہوتی تو ترکی فوج برابر کئی دن تک متواتر حملہ کرتے رہنے کے بعد بھی بمشکل اس مدعا میں کامیاب ہو سکتی۔

مگر یونانیوں کی غلطی سے واقعات نے بالکل مختلف روش صورت اختیار کی۔ ترکی فوج وولو پر قابض ہو گئی۔ اور ریلوے کے رولنگ اسٹاک کو جو تمام وہاں جمع تھا تلف کر دینا ان کی مرضی پر منحصر ہو گیا۔ وولو کے قبضہ کے بعد ادہم نے نہایت احتیاط اور بہت سوچ بچار کے بعد ڈوموکوس اور ویرہ فورکا کو فتح کرنے کی تیاریاں کیں۔ وولو کا قبضہ اپنے متعلقہ واقعات کی وجہ سے ایک خاص قسم کا واقعہ تھا۔ وہ اس طرح سے ترکوں کے قبضہ میں آیا۔

فوج ابھی وہاں سے روانہ ہوئی تھی لیکن جنگی جہاز جس وجہ سے لڑائی کے لیے تیار ہے تا حال بندرگاہ میں جمع تھے شہر ایسے باشندوں سے بھرا ہوا تھا جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ یونانی جنگی جہازوں کے علاوہ یورپین طاقتوں کے جنگی جہاز بھی پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی اپنی رعایا کی حفاظت کیلئے بحری سپاہیوں کے دستے خشکی پر اتار دیئے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ فلاں شخص شہر کا مالک ہے مختلف پارٹیاں اور فریق ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو تیار تھے۔ ایک نامہ نگار اپنے روزنامچہ میں صورت حال کی یہ دلچسپ کیفیت درج کرتا ہے۔

"شہر میں داخل ہونے پر وہاں عجیب دلچسپ سماں نظر آیا۔ انگریزی۔ فرانسیسی و اطالین بحری سپاہیوں کی ٹولیاں دس دس پندرہ پندرہ کی جماعت میں اپنے اپنے قومی جھنڈوں کو اٹھائے اپنے ہم وطنوں کو حسب ضرورت امداد دینے کے لیے بالکل تیار بازاروں میں کھڑی تھیں۔ ایشیاٹک ایجنسی کے کارندے یونین جیک (انگریزی علم) کے سایہ میں خوش خوش ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ انگریزی علم ہر ایک سر پر لہرا رہا تھا۔ اگر یونانی جہاز شہر پر گولہ باری کرتے تو ہم نے بفور انگریزی کشتیوں پر سوار ہو کر انگریزی گن بوٹ "ڈرڈنیڈ" پر چلے جاتے اور پھر اس انگریزی سرزمین سے بالکل محفوظ و مطمئن خاطر اس دلچسپ نظارہ کی سیر کرتے۔

"ادہم پاشا نے وولو کو ان چار قونصلوں کی معرفت جو انہیں مقام ویلسٹینو ملنے گئے تھے یونانی امیر البحر کو کہلا بھیجا کہ وہ وولو میں بامن امان داخل ہونا چاہتے ہیں پھر نجیب بک کو سفید جھنڈا دیکر روانہ کیا گیا میں اس کے ہمراہ تھا۔ جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو اس کے باشندوں نے باہر آ کر نہایت ادب و احترام سے ہمارا استقبال کیا دروازہ میں داخل ہونے تک لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا۔ اور بالآخر ہمارے گرد بڑا مجمع جمع ہو گیا۔ سب کے سر ننگے تھے اور اداسی کی بجائے زیادہ تر خوشی ان کے چہروں سے ٹپک رہی تھی۔ ویکٹیریا بازار تک مجمع کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی پہلے پہل تو ہمیں "ٹون ہال" کا پتہ نہ ملتا۔ آخر شہر کا ایک شخص جو یونانی بول سکتا تھا پوچھتا پوچھتا وہاں تک لے گیا ہم نے اسمیں داخل ہو کر کہا کہ ہم "برگو ماسٹر" (شہر کے مجسٹریٹ و میر مجلس میونسپلٹی) کو ملنا چاہتے ہیں مگر وہ نہ ملا تھوڑے سے انتظار کے بعد ایک آدمی جو برگو ماسٹر کی عدم موجودگی میں قائممقام کرتا ہے پہنچ گیا۔ نجیب بک نے مارشل لا کا اعلان دکھایا۔ اسمیں ادہم پاشا نے یہ لکھا تھا کہ شہر کے تمام باشندے ترکی پناہ میں لے لیے گئے ہیں اور انکے جان و مال کی حفاظت کیجائیگی وہ حسب دستور سابق بامن و امان اپنے اپنے روزگار میں مصروف رہیں۔"

"جب ماسیو گوبی اعلان کو پڑھ چکا تو ہم سب اسی آواز بلند لوگون کو سنانے کے لیے جھروکہ پر آگئے میںنے مدت العمر میں پہلے کبھی ایسا رقت انگیز نظارہ نہ دیکھا تھا ہم نے زرد رو اور اوپر کو اوٹھائے ہوئے چہروں کا ستلاطم سمندر دیکھا جو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے والے الفاظ کو سُننے کے لیئے چون گوش، روزہ دار بر آواز اللہ اکبر عجب بےصبری کی ساتھ منتظر کھڑے تھے. قایممقام نے اعلان کو بلند پڑہنا شروع کیا مگر اوسکی آواز ایسی پست تھی کہ کوئی مطلب نہ سمجھ سکا۔ لوگون نے پکارنا شروع کیا "بلند آواز سے پڑھو ہم کچھ نہیں سن سکتے تھے" اسپر ماسیو گوبی نے از سر نو پھر شروع سے با آواز بلند پڑہنا شروع کیا اور اس دفعہ مطلب لوگوں کے ذہن نشین ہوتا گیا اور جب اونکو اعلان کا مدعا معلوم ہو گیا تو کل انبوہ نے بے اختیار خوشی کی ایک لمبی سانس لی ۔ اور پھر یکبارگی سب بیساختہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ پکار اُٹھے خداوند کریم سلطان کی عمر دراز کرے ۔ ترکو ۔ دیر تک سلامت رہو" اعلان کے پڑہے جانے کے وقت ہمیں تین یونانی جنگی جہازوں کی سیاہ شکلیں بندرگاہ میں دکھائی دیتی رہی تھیں۔ یونانی امیر البحر کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا تھا۔ اسپر نجیب بک نے مجھے اور ہمدوا ورنامہ نگارونکو یونانی کمانڈر کا فیصلہ معلوم کرنے کے لیئے اوس کے جہاز پر بھیجا لیکن ہمیں گھاٹ پر ہی دول اجنبیہ کے جہازوں کے کپتان امیر البحر کا پیغام لئے آتے ملگئے اوسنے کہلا بھیجا کہ "جب تک مجھے یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ ترکوں نے فی الواقع با من و امان شہر پر قبضہ کیا ہے میں بندرگاہ میں رہونگا" یہ سنکر نجیب بک نے سپہ سالار کیطرف سے جواب دیا کہ "سلطان المعظم کی افواج ایسے شہر کے باشندوں کی جنہے اطاعت قبول کرلی ہو حفاظت کرنا اچھی طرح سے جانتی ہیں پولیس کے فرائض ادا کرنے کے لیئے صرف ایک بٹلین شہر میں داخل ہوگی۔ باقی فوج باہر خیمہ زن رہیگی امیر البحر براہ مہربانی تشریف لیجائیں۔ ورنہ ہم اوسکی موجودگی سے جو نتایج پیدا ہونگے اونکے ذمہ وار نہیں ہونگے"

فصل دوازدہم (۱۲)

جنگ ڈوموکوس مارشل ادہم پاشا نے ۱۴ مئی کو فرسالہ میں اور اوسکے ارد گرد زبردست جمعیت فراہم کرلی۔ اس کے علاوہ میمنہ و میسرہ میں بمقام تریکالہ و ولسٹینو ایک ایک زبردست ڈویژن موجود تھا پندرہ مئی کو ہیڈ کوارٹر کے افسروں نے غنیم کی پوزیشن کی گرد آوری کی جس کے دوران میں اُنکو

ل۔ اس کی فتح پر ادہم پاشا نے جلالت مآب کی خدمت میں ۲۹۔ اپریل کو یہ تار ارسال کیا تھا:۔ آج ۲۹۔ اپریل کی شام کے ۶ بجے تریقالہ کو فوج ظفر موج نے فتح کرلیا اور شہر میں داخل ہونیسے پہلے خبر ملی کہ یونانیوں نے دو سو دائم الحبس قیدیونکو رہا کر دیا اور ۳ ہزار بندوق معہ دیگر سامان حرب کے اہالیان شہر بدین غرض حوالہ کرکے چلتے ہوئے کہ اونسے ترکوں کا مقابلہ کریں (باقی حاشیہ بر صفحہ ۱۷)

معلوم ہوا کہ وہ ڈوموکوس کے شمال میں ایک نہایت مضبوط موقعہ پر قایم ہے اوسکی پوزیشن کا سامنا چھ میل میں پھیلا ہوا ہے اور چاروں طرف مورچوں اور رایفل گڑھوں کی چھ قطاریں اوپر نیچے تیار کر لیگئی ہیں۔

۱۷ مئی کو اس پوزیشن پر حملہ کرنیکا حکم صادر ہوا۔ اور مندرجہ ذیل افواج کو پیشقدمی کی ہدایت کیگئی۔ بجانب میمنہ خیری پاشا کا ڈویژن ایک کالم میں ڈوموکوس کی شاہ راہ کے دائیں ہاتھ ہدشی عمر اور یکیر یلرکی رستہ سیویا اور سکاریتا کو اور نشاط پاشا کا ڈویژن جس میں تین بریگیڈ کر دیئے گئے تھے۔ دو کالموں میں شاہ راہ کے دونوں طرف آگے بڑھے۔

قلب میں حمدی پاشا کا ڈویژن جس میں دو بریگیڈ تھے۔ دو کالموں میں شاہ راہ کی مشرق میں وریا ورروانی سکاریا۔ اور کروسوبل کے راستے پورناری پر بڑھے۔

میسرہ پر ممدوح پاشا کا ڈویژن قرہ چالی دکرتسالی) اور گرکلی کے رستہ غنیم کے میمنہ اور خط مراجعت کی طرف جائے۔ اور حیدر پاشا کا ڈویژن قلب کی عقب میں رہکر پیشقدمی کرے۔

حملہ کی تاریخ سے ایک دن پہلے یعنے ۱۶ مئی کو حقی پاشا کو ہالمیروس پر پیشقدمی کرنیکا حکم ملچکا تھا۔ تاکہ وہ سترہ مئی کو ہالمیروس کے شمال مغرب میں قرہ دانتی کے قرب وجوار میں غنیم پر ایک ساتھ حملہ کرنے کی لیے اپنی کل فوج سمیت ادہم پاشا کا اگر ہاتھ بٹا سکے۔

میجر خالکنر وان سوتن برگ کی یادداشتوں کے مطابق جسے جرمن گورنمنٹ نے باضابطہ طور پر حالات جنگ کی خبر دیتے رہنے کے لیے ترکی فوج میں بھیجا ہوا تھا اون تینوں ڈویژنوں نے جنہوں نے ایک ساتھ غنیم پر حملہ کرنا تھا، امئی کو علی الصبح چار اور پانچ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) کیدان دکمانڈر) پہلی فریق کا خیری پاشا شہر میں داخل ہوا اور یہ اشتہار شائع کیا کہ ۴۸ گھنٹے کے اندر جو شخص آلاحرب ہماری تحویل میں نگا وہ سزا پائیگا اور جسکے پاس فوجی ذخیرہ ہو یا جسکو انکی اطلاع ہو وہ حاضر کرے ورنہ اخفا کرنیوالا بھی مستوجب سزا ٹھیرایا جاویگا"۔

قصبہ مذکور اور قصبہ قاردیچہ کے کل باشندوں نے بلا تمیز مذہب و قومیت سفراء دول کی پاس انہی دنوں اپنی حالت زار اور ظلم کے متعلق حسب ذیل عریضہ ارسال کیا۔ "پندرہ سولہ برس سے ہم لوگ یونانیوں کے دست ظلم سے تنگ اور انکو جور و تعدی سے سخت مجبور ہو گئے تھے اوسپر طرہ یہ ہوا کہ جب یونانی لشکر ترکوں کے ہاتھ سے ہزیمت اوٹھاکر فرار ہونے لگا تو بھاگتے بھاگتے ہی ہمارے سرسبز کھیتوں اور ہر قسم کے مال و اسباب کو تباہ و برباد کر کے ہمکو بے عزت کیا۔ ہرچند ہم چیختے چلاتے رہے لیکن ہماری فریاد و زاری پر کوئی متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ یہانتک کہ ترکی لشکر آپہنچا اور تب ہمکو امان ملی۔ یہ قوم ہماری زراعت کی محافظ ہماری ننگ و ناموس اموال و متاع کی نگہبان اور حفظ صحت کیلئے پوری پوری ساعی ہے۔ پس ہماری درخواست ہے کہ ہماری ردی حالت اور ترکی عساکر کے ترحم اور معدلت کی حکایات اپنے اپنے بادشاہوں کو سنادیں اور عرض کریں کہ آیندہ ہمیشہ کیلئے ہمکو یونانی گورنمنٹ کی حوالہ نکریں اور ہم اسکے دست تعدی سے نجات دلانیمیں ساعی ہوں۔

بجے کے درمیان حرکت کی میجر موصوف کے تحریر کردہ حالات باقی کل نامہ نگاروں کی تحریروں پر صفائی بیان، عملی تجربہ و مہارت سلاست و صفاحت اور اہم معاملات کو نظر انداز نہ ہونے دینے میں بہت ہی فوقیت رکھتے ہیں۔ دس بجے صبح کے وقت خیری پاشا کی ڈویژن کا ہراول عین انتہائی میمنہ پر بمقام سیویا غنیم کے سر پر پہنچ گیا۔ اگرچہ وہاں یونانیوں کی ایک تھوڑی سی کمزور و نحیف اور بوسیدہ کیولری موجود تھی۔ مگر خیری پاشا نے اون کے مقابلہ کے لیے ایک سالم انفنٹری رجمنٹ کو صف آرا کیا۔ اور اس طرح نہایت قیمتی وقت کا ایک گھنٹہ ضائع کیا گیا۔ کیونکہ اس صف آرائی اور فضول تیاری کی وجہ سے وہ گیارہ بجے سے پہلے سیویا پر قابض نہ ہو سکا۔ حمدی پاشا کے ڈویژن کا ہراول بھی دس بجے کے قریب دشمن سے گتھ گیا اور اس طرف بھی شام تک آتشباری کی آواز برابر سنائی دیتی رہی۔ قلب میں حمدی و نشاط اور نیز میمنہ پر خیری پاشا کو حسب دلخواہ صورت پیش آئی۔ نشاط کی ڈویژن کا ہراول غنیم کی پوزیشن کے سامنے جو ڈوموکوس کے مقابل تھی دوپہر کے قریب پہنچا اور سوا ۱۲ بجے غنیم کی سب سے بالائی صف نے چار انچ قطر کی چار کروپ توپوں سے اسپر گولہ باری شروع کر دی۔

خیری پاشا کی ڈویژن نے سیویا کو فتح کرنے کے بعد ۳ بجے کے قریب غنیم کی چار پلٹنوں اور کئی میدانی باتریوں سے جو فلاری اور بالا بستی کی درمیانی بلندیوں سے اُتر کر میدان میں صف آرا ہوتی تھیں۔ زور آزمائی شروع کی۔ یہ بلندیاں ڈوموکوس کے قریب بائیں ہاتھ کی طرف واقع ہیں۔ اُسی وقت یونانیوں کی دوسری صف نے نشاط کی فوج پیدل پر تین باتریوں سے گولہ برسانا شروع کر دیا۔ سوا تین بجے نشاط کی ہراول باتری کمال شجاعت کیساتھ پیشقدمی کر کے یونانی توپخانہ سے ۲۸ سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی۔ ساڑھے تین بجے دوسری ترکی باتری اُس سے جا ملی اور چار بجے تک وہاں ۱۱ باتریاں جمع ہو گئیں۔ جو ترکی قلب سے یونانیوں پر رات پڑ جانے تک مسلسل گولہ باری کرتی رہیں۔

تین بجکر ۴۰ منٹ پر نظام بریگیڈ یعنے ایڈریانوپل کی ۱۴ ہویں و پندرہویں رجمنٹیں جو ماسر رائفل سے مسلح تھا۔ یونانیوں کی چہارم، سوم، دوم و اول صفوف کی انفنٹری پوزیشنوں کے اوس موقعہ پر جہاں یہ صفیں یا مورچے جنکی قطاریں آپس میں باہر اندر کی طرف زاویہ بنا رہی تھیں حملہ کرنے کیلیے ناقابل اعتبار و حیرت انگیز شجاعت کے ساتھ اس طرح بڑھا کہ کبھی تھوڑی دیر کے لیے ٹھیر جاتا پھر یکبارگی تیزی کے ساتھ دوڑ کر کچھہ فاصلہ طے کر لیتا۔ حملہ کیلیے صرف ایک رجمنٹ صف آرا ہوئی دوسری ریزرو میں رہی۔ پیشقدمی سڑک کے دائیں ہاتھ کے علاقہ میں کیگئی۔ جب حملہ کنندہ بریگیڈ یعنی رجمنٹ نے ۹ سو یا ایک ہزار گز کا فاصلہ طے کر لیا تو اسپر توپ و رائفل آتشباری کی اندھا دھند بارش شروع ہو گئی۔ غنیم کی پوزیشن ابھی تیرہ سو گز کے فاصلہ پر تھی جب اس رجمنٹ نے بلا کمک و امداد کے حملہ کرنا تھا۔ غنیم کی بے انتہا غلبہ و فوقیت کے باوصف یہ شجاع رجمنٹ مردانہ وار آگے بڑھتی گئی حتی کہ غنیم صرف چار یا پانسو گز کے فاصلہ پر رہ گیا۔ وہاں پہنچکر رجمنٹ مذکور بے نظیر استقلال و ثابت قدمی سے اپنے موقعہ پر قایم ہو گئی ایک متنفس نے پیٹھ نہ موڑی اور شب کے تاریکی پڑ جانے تک ایک قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس رجمنٹ میں چھ چھ سو آدمیوں کی چار پلٹنیں تھیں جنمیں سے چھ سو اور آٹھ سو کے درمیان اس حملہ میں شہید ہوئے۔

شام کے چھ بجے کے قریب اب پہلی مرتبہ بریگیڈ کی دوسری رجمنٹ اپنی رفیق رجمنٹ کی مدد کیلئے آگے بڑھائی گئی تب تک ایک سپاہی بھی حالانکہ اوسکے اسقدر آدمی ضائع ہو چکے تھے اوسکی مدد کو نہ بھیجا گیا تھا۔ دینیولا خیری ڈویژن بالآخر غنیم کو اپنے سامنے سے پسپا کر کے نشاط کے میمنہ پر اپنی فوجکو از سر نو صف آرا کیا۔ اور ادہر نشاط کو دوسری ڈویژن نے پورناری کو فتح کر لیا۔ شام کے سات بجے کے قریب نشاط کا تیسرا بریگیڈ صف آرا ہو کر آگے بڑھا۔ ترکونکو یقین تھا کہ یونانی اونکے حملہ کے جواب میں متذکرہ صدر رجمنٹوں پر بالمقابل دھاوا کرینگے۔ اور اسی بالمقابل حملہ کو روکنے اور اُسکا مقابلہ کرنے کے لئے تیسرا بریگیڈ آگے بڑھایا گیا تھا مگر بہادر یونانیوں نے کوئی حملہ نہ کیا۔

توپی مبارزت تاریکی کے بعد تقریباً سوا نو بجے بند ہوئی۔ یونانیونکی پوزیشنوں میں ساری رات الاؤ جلتے رہے مگر دہمی کی صبحکو معلوم ہو گیا کہ وہ تمام موقع چھوڑ کر رفو چکر ہو گئے ہیں۔ اور یہاں بھی اپنی توپیں پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ اونہیں اس لئے پسپا ہونا پڑا۔ کہ ممدوح پاشا اون کے بازو پر پہنچگیا تھا۔

حمدی پاشا کی ڈویژن کا مقابلہ دس بجے کے قریب وردالی کے قرب و جوار میں ہوا جہاں سے اُسنے یونانیوں کو دستہ مقدم کو اپنی بڑی اور جہل پوزیشن کیطرف ہٹا دیا۔ اس ڈویژن نے کسیقدر تساہل اور سُستی کے ساتھ کی ساتھ حرکت کی مگر شام کے قریب وہ پورناری تک پہونچ جانے میں جو ڈوموکوس کے شمال مشرق میں ہے کامیاب ہو گیا۔ اور ۱۸ مئی کی رات کو یونانی میمنہ پر شب باش ہوا۔ حمدی کا ہمسایہ میسرہ پر ممدوح پاشا تھا جو صبح کیوقت غنیم کو سیالہ سے نکالکر پھر گرگلی پہنچگیا تھا اور اسطرح دره فورکا سے وہ بھی اُسیقدر فاصلہ پر تھا جتنے فاصلہ پر کہ یونانی تھے اور اسی امر نے یونانیونکو ۱۷ اور ۱۸ مئی کی درمیانی رات کو ڈوموکوس سے چلے جانے پر مجبور کیا۔ اگر چلتے ہوئے ترکونکو دہوکا دینے کے لئے الاؤ وغیرہ روشن چھوڑ گئے جنکی روشنی سے اس مرتبہ بھی ترک دہوکہ کھا گئے۔ اور یہی سمجھتے رہے کہ یونانی برابر موجود ہیں اونکو کہیں صبحکے پانچ بجے اسبات کا بخنہ علم ہوا کہ یونانی پوزیشنیں خالی ہو چکی ہیں۔

میجر فاکنر نے اس لڑائی کے حالات متذکرہ صدر فوجیانہ اختصار کیساتھ تحریر کئے ہیں جنکے مقابلہ پر ڈیلی نیوز کے نامہ نگار کی مطول و مشرح و دلچسپ تحریر کا درج کر دینا نامناسب نہوگا۔ نامہ نگار مذکور یونانی ہیڈکوارٹر کے ساتھ تھا۔ ۱۷ اور ۱۸ مئی کی لڑائیوں کی کیفیت قلم بند کرتے ہوئے وہ تحریر کرتا ہے کہ یونانیونکو یقین تھا کہ اب اور لڑائی نہیں ہوگی۔ اور دربارطن اون کو توقع تھی کہ فریقین میں نامہ و پیام شروع ہو گیا ہے۔ جسکا نتیجہ التوائے جنگ ہوگا۔

نامہ نگار مذکور جب یونانی لشکر میں پہنچا تو اُسنے فوجکے عقب میں صورت حال نہایت ہی ابتر پائی سپاہی بے ترتیب و خستہ حال بارش اور کوہی سردی میں بے پناہ فرش خاک پر لیٹے ہوئے تھے خیموں کا سایہ اور بچاؤ بھی اونکے لئے موجود نہ تھا۔ شرکین گاڑیونسی جنپر مجروح۔ بیمار اور سامان و گودام بار تھے اٹی ہوئی تھیں اور تمام کمال بیچوہی کے ساتھ دشمن کے پہنچ سے حتی الامکان فی الفور دور نکلجانے کے لئے ادہر اُدہر دوڑ رہے تھے۔ دریولا کی تین سڑکوں کے رستہ جو خانہ دیاری کی چوٹیو نپر سے ہوتی ہوئیں فرسالہ سے جنوب کو آتی ہیں۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھے انمیں سے مغرب کیطرف

کی مواضع ریاضی و قرہ زالی سے درمیانی موضع تا تارلی سے اور مشرقی قزلار سے گذرتی ہے۔ آخر الذکر سڑک کے رستہ جو
ترکی کالم چلا آرہا تھا اوسی جنرل سمولنسکی کے دستہ کو ولیعہد کی فوج سے منقطع اور یونانیوں کے میمنہ کو معرض خطر میں ڈالنے کا حکم تھا
ولیعہد اون پہاڑی سلسلوں میں سے ایک کرکراوڑے اور ڈھلوانوں پر جو جبال کاسی یاری سے بجانب جنوب میں منتشر
تھا۔ موضع ڈوموکوس اسی سلسلہ کے وسط میں ہے اور اوس سے چند میل بجانب شرق کت زیری اور کیتی کی ہیں۔ یونانی
میسرہ درہ آگوریانی کے دہانہ پر قابض تھا۔ لامیہ فرسالہ کی ریلوے لاین اس درہ میں سے بن رہی تھی۔ یونانیوں کو اس بازو
کو درہ مذکور کے چھن جانیکا اندیشہ تھا۔ یونانی پوزیشن نعل کی شکل میں تھی جسکا دایاں بازو دوسرے سے چھوٹا تھا۔
جس کی اس پر یونانی میسرہ (یا پنجہزار پیدل) قایم تھا۔ اوسکی بلندی پر تین کوہی باتریاں نصب تھیں۔ پوزیشن کا قلب یعنی
بمقام ڈوموکوس متصلہ پہاڑ یونپر بتدریج میدان کیطرف ڈھال کھاتی ہیں ۵ میدانی باتریاں۔ چند کوہی توپیں اور بارہ سے
لیکر چودہ ہزار تک پیدل فوج موجود تھی میمنہ پر چار میدانی باتریاں اور چند کوہی توپیں جابجا نصب تھیں۔ کیتی کی
اور کت زیری میں بھی چھ توپیں تھیں۔ اس بازو پر بارہ ہزار فوج پیدل تھی متذکرہ صدر سپاہ کے علاوہ ۶ ہزار
انفنٹری ڈوموکوس کے مغرب میں ایک پہاڑی شاخ کے ڈھلاو پر ریزرو میں تھی۔ اور وہ بھی ایک قطر کی کرپ توپیں
بھی مندرجہ بالا توپخانہ سے علاوہ تھیں۔ ان میں سے ایک تو پرانے قلعہ پر جو شہر سے اوپر ہے نصب تھی۔ اور
دوسری ڈوموکوس کی شرق کیطرف کی ایک پہاڑی کی چوٹی پر جہاں سے کل میدان زد میں تھا الغرض یونانیوں
کی کل جمعیت ۳۵ و چالیس ہزار کے درمیان تھی پانسو سوار بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ ترکی فوج حملہ آور
میں غالباً پچاس ہزار آدمی تھے جنرل ماروبکالیس یونانیوں کی قلب کا اور ماکرسی میمنہ کا کمانڈر تھا۔

نامہ نگار مذکور لکھتا ہے۔ دہوپ کی روشنی میں ڈوموکوس کی بلندیوں سے ترکی پیشقدمی کا نظارہ فی الواقع نہایت
ہی شاندار اور دلفریب تھا پانچ رسالے فوج پیدل کو آگے آگے جو بل کھاتی ہوئی قطاروں میں آگے بڑھی آرہی تھی
سرپٹ گھوڑے دوڑاتے چلے آرہے تھے تھوڑی ہی دیر بعد دو ہراولی ترکی باتریاں اپنی فوج پیدل کی مزید پیشقدمی
کو دشمن کی آتشباری سے پناہ دلوانیکے لیے یونانیونکی پوزیشن کے بالمقابل ایک موقعہ پر کھڑی ہوگئیں ادھر دونوں
کرپ توپوں نے سب سے پہلے کل توپخانہ کو گولہ باری شروع کرنیکا اعلان کردیا اور دونوں طرف سے دہواں دہار گولہ باری
شروع ہوگئی جسکی تیزی میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا گیا یونانیونکو ترکوں پر صرف یہی فوقیت حاصل تھی کہ وہ بلند سطح پر تھے
بلکہ اونکے گولندازوں نے گزشتہ چند دنوں میں کل مسافتونکا نہایت احتیاط کیساتھ اندازہ کرلیا ہوا تھا چنانچہ اونکو اپنی
توپوں کی شست ایسی درست کرنیمیں کوئی دقت پیش نہ آئی توپونکی آتشباری کے علاوہ کوہستانی رائفل سے وا و بیرونی بہی ایفلی کر ہونسے ہم گولیوں کی بوچھاڑ برسا رہے تھے
جنگ کا شعلہ آناً فاناً ایک سرے سے دوسرے سرے تک کل صفوں میں پھیل گیا اور دونوں طرف کے توپخانہ نے بعد واز گرجنا
شروع کردیا یونانیونکی آتشباری زیادہ موثر تھی کیونکہ ایک تو اونکے گولنداز باطمینان محفوظ جگہ سے توپیں چلا رہے تھے۔

دوسری اونکو اپنی تعیین ادہر ادہر ہٹانیکی ضرورت نہ تھی بنا بریں ترکی سکر مشرن اور انکی مدد کنندہ دستونکو بہت نقصان اٹھانا
پڑا سہ پہر کے چار بجے کے قریب ترکوں نے پہلے سے زیادہ ثبات و مردانگی سے یونانی میمنہ پر دباو شروع کر دیا ترکی باتریان شہزادہ
کے دونوں بازو دو نیز نمودار ہو کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگ گئیں اور ساتھ ہی انکی پناہ میں فوج پیدل نے متواتر صفوف
میں باتریوں سے بجانب غرب قابل تعریف استقامت و عزم دلاورانہ کے ساتھ اون مورچوں پر جہان اویزونی اور
اطالین والنیٹر قابض تھے آتشباری کرتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

اطالین مجاہدین کا اصل کمانڈر ریکیونی گاری بالڈی اسوقت غیر ملکی یونانیونکی پلٹن میں تھا۔ اور اُسکی جگہ
سپر باتی بر سر کمان تھا۔ یہ مجاہدین اویزنیوں کی کمک کیلیے ان مورچوں کو بھیجے گئے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر لڑائی نہایت
حدت اور تیزی کے ساتھ ہوئی۔ ترک بے نظیر استقلال و پامردی سے آگے بڑھے آرہے تھے اور ادہر اطالین اونپر
کمال اطمینان و استقامت کے ساتھ گولیوں کی سچ مچ تابڑ توڑ بارش کر رہے تھے۔

نامہ نگار اطالین مجاہدین کی شراب فروش عورت کی جو اسوقت تیمار داری کا کام کر رہی تھی بہت تعریف کرتا ہے
وہ لکھتا کہ یہ چھوٹی سی پھرتیل عورت جو کمال لاپروائی کے ساتھ گولوں اور گولیونکی مسلسل بوچھار میں پھرتی رہی جو نہی
کوئی زخمی ہو کر گرتا جھٹ اوسکی مدد جا کرتی جسکے پاس کارتوس ختم ہو جاتے اوسے کارتوس پہنچا دیتی اور خود سب
طرح سے محفوظ مصئون ہو رہی سرخ جاکٹ نے اسکی ملاحت و دلفریبی کو اور دو بالا کر دیا ہوا تھا۔

وریٹولا ترکی میسرہ بتدریج آگے بڑھا چلا آرہا تھا۔ اور انکو قلب نے بھی بڑھنا شروع کر دیا تھا جنرل مارو میکالیس نے
جھٹ پٹ تین ہزار آدمی ریزرو فوج سے ڈوموکوس کی پوزیشن کو استحکام کیلیے بھیجدیے اوسوقت کل یونانی فوج
مصروف کارزار تھی ترکون نے یونانیوں کے میسرہ پر بھی درہ اگوریانی کو چھیننے کے لیے نہایت تیزی کے ساتھ دباوا
کر دیا۔ وقت تھا شام کے سات بجے لڑائی دونوں طرف سے مدہم پڑ گئی اور غروب آفتاب تک بتدریج بالکل بند ہو گئی۔ صرف
دونوں کے پہ توپیں ترکی صفونپر گولے برساتی رہیں کہ اتنے میں یکبارگی یونانی کیولری جسنے لڑائی میں بہت کم حصہ
لیا تھا میدان سے نکلکر درہ فورکا کی سڑک سڑک پیچھے ہٹتی جاتی دکھائی دی۔

اس وقت تک اون تمام لوگوں کا جو لڑائی کو یونانیوں کی صف کے قلب سے دیکھتے رہے تھے یہی خیال تھا کہ حملہ آور اپنی
شجاعت کثرت کے باوصف یونانی پوزیشنوں کی صف کو نہیں توڑ سکے۔ اور لڑائی کا قطعی فیصلہ کرنیکے لیے کل بھی ضرور لڑائی
ہوگی۔ یہ شاید اس امر پر بھی متفق الرائے تھے کہ جس استقامت و پامردی کے ساتھ نو عمر سپاہی اور وہ لوگ جو باقاعدہ تربیت یافتہ
سپاہی نہیں۔ آج لڑے ہیں۔ وہ بھی بے انتہا تعریف کی مستحق ہے مگر دریں اثنا ترکوں نے کثرت تعداد کی طفیل سے
پہر کے دو اور تین کے درمیان یونانیوں کے انتہائی میمنہ کو جو کیتی کی ہیں تھا۔ پلٹ دیا تھا اور وہاں کی سپاہ تھوڑے سے مقابلہ
کے بعد موضع بوزی کی طرف ہٹ آئی تھی جہاں پہنچکر جنرل ماکریس نے کمک کے پہنچ جانے تک جسکے لیے اُسے سخت تاکید کر بھیجی تھی دشمن

کا مقابلہ کرنیکی کوشش کی مگر کمک کے نہ پہنچنے کیوجہ سے وہ زیادہ دیر موضع مذکور میں نہ ٹھیر سکا اور بسرعت تمام واپس ہٹ آنے پر مجبور ہوگیا۔ رات کے آٹھ بجے اوسکی فوج میں ایسی بھاگڑ پڑگئی کہ ڈوموکوس کی پوزیشن پر قایم رہنا ناممکن ہوگیا چنانچہ ماکریسی کی پسپائی کی خبر سنتے ہی کل فوجکو مراجعت کا حکم دیدیا گیا۔ فرسالہ اور ٹرناووس کی مراجعت کیطرح اس مراجعت کیوقت بھی رستہ چلنا مشکل ہورہا تھا۔ سڑک گودام و سامانِ حرب کے چھکڑوں چھرو جنگی گاڑیوں اور ٹرانسپورٹ و کمسریٹ کے جانوروں وغیرہ سے ہی نہیں رُکی ہوئی تھی۔ بلکہ ہزاروں باشندے بھی اس خوف سے کہ ترکوں کے قابو میں آجانے پر اونکی بڑی گت بنیگی سراسیمہ وار دوڑے چلے جارہے اور پریشانی و بے ترتیبی کو اور زیادہ پریشان بنا رہے تھے۔

انگریزی نامہ نگار کی تحریر میں جو اسلیئے بیشک بہت دلچسپ ہے کہ اوسنے بچشم خود ڈوموکوس کی لڑائی کا مشاہدہ کیا تھا نسبتاً تو یونانیوں کی بہت تعریف کیگئی ہے اور اب اگر جہیں اُسپر طرفداری کا الزام بھی وارد نہیں ہوسکتا۔ اُسنے وہی کچھ دیکھا جو قلب میں گذرا اور یہ مسلمہ امر ہے کہ اوس موقعہ پر ترکوں کی نسبت یونانی بہت کچھ فایدہ میں تھے اور اونکو اپنی پوزیشن کے طبعی و مصنوعی استحکام کی وجہ سے ترکوں پر بہت فوقیت حاصل تھی۔ نامہ نگار مذکور اپنی تحریر کے خاتمہ پر ولیعہد کے متعلق تحریر کرتا ہے کہ وہ ایک متصلہ پہاڑی کی چوٹی سے ایک مکان کے جھروکہ سے جہاں اُسکا ہیڈکوارٹر تھا لڑائی کو دیکھتا رہا اور پھر صبح آیندہ کو گاڑی پر سوار ہوکر کچھ سوار دُنکو اردل میں لیئے ہوئے تاراتزا کو روانہ ہوگیا۔ رستہ میں لامیہ نہ ٹھیرا جہاں اُسے بلحاظ حالات موجودہ اپنا ہیڈکوارٹر منتقل کرنا چاہیئے تھا۔

۱۸ مئی کو ترکوں نے سامنے کیطرف سے ڈوموکوس پر قبضہ کرلیا جہاں اُنہیں اسلحہ و سامان حرب کی مقدار کثیر[1] دستیاب ہوئی میمنہ و قلب یعنی خیری نشاط و حیدر کے ڈویژن ڈوموکوس سے اُترکر اوسمیں داخل ہوتے ہیں۔ وہ ڈوموکوس کی متصلہ پہاڑیوں کو واقعی جبال اوتھریس سے جدا کرتا ہے۔ ان پہاڑ و نیز سے میدان لامیہ کو جو دری جاتے ہیں۔ اون میں سب سے اہم درہ فورکا ہے۔

۱۸ کی شام کو ممدوح اور حمدی کے ڈویژن درہ کے سامنے ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے اُسپر یونانی ابھی تک قابض تھے جنکو جزوی لڑائی کے بعد ترکوں نے شمالی سرے سے درہ کے اندر دھکیل دیا۔ ۱۸ و ۱۹ مئی کی درمیانی رات کو حمدی کی ڈویژن کی تین بلٹنین غنیم سے بالکل متصل یعنی چوکی کے فرایض پر مامور ہیں ترکی فوج کی ہیئت مجموعیہ اسوقت حسب ذیل تھی :- خیری نشاط اور حیدر کے تینوں ڈویژن ڈوموکوس اور دردینی کے درمیان تھے۔ حمدی اور ممدوح کے ڈویژن ان سے آگے دردینی۔ پالاآس اور فورکا میں بشکل مثلث قایم تھے یہ دونوں ڈویژن بالخصوص

---

[1] محاربہ ڈوموکوس میں ترکوں کو زخمیوں۔ وردیوں اور سامان جنگ و رسد کے علاوہ حسب ذیل غنیمت ملی۔ بارہ قلعہ شکن توپیں $\frac{1}{2}$ ۱۰ سنٹی میٹر یعنی ($\frac{1}{2}$ ۴ انچہ قطر کی) چھ کوہی توپیں $\frac{1}{2}$ ۷ سنٹی میٹر (۳ انچہ قطر کی) ۵۹ گاڑیاں گولہ بارود ڈھونیکی ۱۰۳۴۳ چھوٹے بڑے گولے بارہ ہزار صندوق رائفلی کارتوسوں کی ۳۶۱۹ گراس قسم کی رئفلیں اور ۴۲ گاڑیاں باربرداری کی :

محمد رحیم پاشا کا جو میسرہ پر تھا مغرب کیطرف بہت آگے نکلجانیکی وجہ سے باقی فوج سے ایکطرح سے بالکل جدا ہو گیا تھا۔

۱۹ مئی کو علے الصبح حمدی کے ڈویژن کی بعیدی چوکیوں کو معلوم ہو گیا کہ درہ فورکا خالی پڑا ہے جسپر شاہ راہ کے رستہ لامیہ کی طرف فے الفور پیشقدمی کیئے جانیکا حکم صادر ہو گیا ۱۹ مئی کی دوپہر کو بالکل اچانک اور غیر مترقبہ طور پر دشمن سے ایک اور مقابلہ ہو گیا۔ جبال اوتھریس کی جنوبی شاخوں کے آخری سلسلہ کے مقام تارانسا میں جو لامیہ سے دو میل شمال میں ہے غنیم کی دس پلٹنیں معہ دو یا تین باتریوں کو ایک نہایت مستحکم موقعہ پر متصرف پائی گئیں۔ درہ فورکا سے مراجعت کرجانے کے بعد غنیم کی یہ نئی اوضاع جنگی لحاظ سے کسیطرح سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ کیونکہ اگر یونانیوں کا منشاء مزاحمت کرنیکا تھا تو اس غرض کے لیئے لامیہ کے متصل علاقہ کو نسبت درہ فورکا بدرجہا زیادہ مناسب و کار آمد تھا۔ اوس کے قرب و جوار کی طبعی بناوٹ سے اون کو مدافعت میں زبردست مدد ملسکتی تھی۔ مزید برآں اس پسند کردہ پوزیشن سے لڑائی شروع ہو جانے کے بعد مراجعت کرنا ایسا مشکل تھا کہ عقل کبھی باور نہیں کرسکتی تھی کہ یونانی جہاں جمکر مقابلہ کرنے کی کوشش کرینگے۔ پسپائی کے وقت اون کو لامیہ کے میدان سے گذرنا پڑتا جہاں ترکی باتریاں جو یقیناً بلندیوں کے آخری سلسلہ پر فی الفور نصب کردیجاتیں اونکو فی الواقع بھون ڈالتیں۔ یہ معاملہ اس لحاظ سے بھی نہایت حیرت انگیز ہو رہا تھا۔ کہ یونانیوں کو جنہوں نے رات کی تاریکی سے فایدہ اوٹھاکر مراجعت کرنے میں واقعی کمال کر دکھایا تھا۔ ایسی جرات کہاں سے پیدا ہو گئی ہے کہ ایسے موقعہ پر مقابلہ کے لیئے تیار ہو گئے ہیں۔ جہاں سے وہ تاریکی سے پہلے بآسانی بے دخل کر دیئے جا سکتے تھے۔

یہ بلا مبالغہ عقدہ مالاینحل تھا۔ مگر جیسا کہ میجر ناکس نے لکھا ہے سقراط و بقراط کے عیار فرزندوں نے تھوڑی ہی دیر میں اسے حل کر دیا۔ چھ ترکی پلٹنیں جن میں زیادہ تر البانوی تھے اور وہ سب آگے تھیں حملہ کیلیے صف آرا ہونے لگ گئیں۔ ترکی باتریوں نے موقعہ بموقعہ قایم ہونا شروع کر دیا اور یونانیوں پر مسلسل آتشباری کی بوچھاڑ شروع ہو گئی جو برابر دو گھنٹے ہوتی رہی۔ پیچھے سے لگاتار تازہ دم افواج کی کمکیں پہنچ رہی تھیں۔ اور سپاہی افسر حملہ کا تہیہ کر رہے تھے کہ یکبارگی سب کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ غنیم کی مراجعت کا رستہ بند ہو گیا ہے اور چار بجے کے قریب کل نقشہ مخالفت بدلگیا۔ ایک گاڑی جسپر سفید جھنڈا نصب تھا اون یونانی صفوں کے قریب پہنچی جو باقی فوج کو لامیہ کیطرف بحیثیت مراجعت کرجانیکا موقعہ دلانے کیلئے بطور دستہ عقب کام دے رہی تھیں جب اس گاڑی نے درمیانی فاصلہ کو طے کر لیا تو اوس سے لامیہ کا گورنر ہروان ماسن معہ چند افسروں اور اہلکاروں کے نیچے اوتر آیا۔ اون کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی خاص کام کے لیئے آئے ہیں۔ گورنر جسکا باپ شاہ اوتھو کے ساتھ بویریا سے یونان گیا تھا۔ دراصل ایتھنز میں وکالت کا کام کیا کرتا تھا اور محاربہ کی شروع میں لامیہ کا گورنر

مقرر کیا گیا تھا۔ وہ یہ خبر لایا کہ ٹرکی نے اصولاً التوائی جنگ کو منظور کرلیا ہے اونھوں نے کہا ابھی ۱۹ مئی کی صبحکو ایتھنز سے اس امر کی باضابطہ اطلاع موصول ہوئی جسکی ساتھ مجھسے یہ درخواست کیگئی تھی کہ میں یونانی ہیڈ کوارٹر کو فے الفور اس سے مطلع کردوں مینے خبر ملتے ہی جو گاڑی پہلے نظر پڑی اوسے بیگاری پکڑ لیا اور اوسکی ایک گدیلے کا سفید غلاف پھاڑ کر سفید جھنڈا بنالیا۔ ترکی سٹاف کا افسر اعلےٰ سیف اللہ پاشا حسن اتفاق سے موقعہ پر موجود تھا اوسنے گورنر کے پیغام کے جواب میں کہا کہ اس صورت میں آتشباری کو بیشک فی الفور بند کردینا ضروری ہوگیا ہے لیکن لڑائی کے باقاعدہ التواء کیلئے ولیعہد کیطرف باضابطہ درخواست کا موصول ہونا ضروری ہے۔ فریقین میں کل گفتگو جرمن زبان میں ہوئی کیونکہ یونانی گورنر اور سیف اللہ دونوں اس زبان کو کامل اُستاد تھے اور اس کے ذریعہ ایک دوسرے کا مطلب بہترین طور پر سمجھہ سکتے تھے۔

یہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ شہزادہ بہادر اپنے میمنہ کو شکست یاب ہوکر پسپا ہوجانے پر ڈوموکوس کی مضبوط پوزیشن کے خالی کئے جانیکا حکم صادر کرنیکے بعد سترہ مئی کی رات کو ہی گاڑی پر تارت ساکو ہٹ گئے تھے۔ وہاں سے اُنہوں نے اور جنوب کیطرف بمقام الامانا اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کردیا تھا چنانچہ اُسے التوائی جنگ کی منظوری کی خبر ۱۹ مئی کی دوپہر سے پہلے نہ ملکی اس خبر کے موصول ہوتے ہی فی الفور چند ہیڈ کوارٹر کے افسر میدان کارزار کو بھیجے گئے کہ ترکی کمانڈر سے طبقہ جیاد کے تعین کیلئے گفتگو کریں

چشم دید شاہدوں کا بیان ہے کہ لڑائی کی التوا پر مصاف کنندہ صفوں کا نظارہ بعینہ ویسا تھا جیسا کہ زمانہ امن کی تمرینات اور مشق و قواعد کیوقت "ہالٹ" کہ "کھڑے ہوجاؤ" کے حکم پر فوج کا ہوتا ہے دونوں طرف کی سپاہی جو ابھی ایک دوسرے پر آگ برسا رہے تھے۔ بسکٹوں اور سگرٹوں وغیرہ کے تحایف ایک دوسرے کو دینے کیلئے فی الفور ایک دوسرے کی طرف لپک پڑے اور جسطرح بن پڑا اشاروں کنایوں سے باہم بات چیت لگ گئی ہر ایک کے چہرہ پر یہ مسرت آمیز طمانیت برس رہی ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ وہ ایک دوسرے کو گویا نکا نشانہ بنانیکی مجبوری سے آزاد ہوگئے ہیں اور بالعموم سب نے یہ رائے ظاہر کی کہ وہ لڑائی سے سخت آزردہ ہورہے تھے۔ یہ طبعی انسانی خوشی کہ اب اونہیں ایک دوسرے کو ذاتی دشمن نہیں سمجھنا پڑتا۔ باقی سب جذبات پر غالب آرہی تھی۔ اور التوائی جنگ کی ساتھ ہی قومی بغض اور مذہبی منافرت بھی یکبارگی سرد و خاموش ہوگئی تھی۔

ترکوں نے اس میل جول میں نہائت شرافت دکھائی اونہوں نے فاتح ہونیکا کوئی گھمنڈ نہ دکھایا۔ نہ یونانیوں پر کسیطرح یہ آشکارا ہونے دیا کہ وہ اونکو حقیر سمجھتے ہیں۔ برعکس ازین اون کی معمولی متانت و ثقاہت کے ساتھ اوسوقت مردانہ شرم و حیا اور خود ضبطی بھی شامل ہوگئی ہوئی تھی اور اون کے بشروں سے ہی صاف واضح ہورہا تھا کہ خودستائی و فخر و مباہات کا اونکے دل و دماغ میں نام و نشان تک موجود نہیں نہ وہ کسیطرح اوس فوجکو جسے بدوران محاربہ ہر موقعہ پر اونہوں نے شکست دی تھی کسیطرح بھی حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔

فصل سیزدہم (۱۳)

درہ فورکا اور سلسلہ و تھرلس کے معرکے اور یونانی و ترکی افواج کے فوجی کارنامے

الثوائے جنگ سے ماقبل کے دو تین دنوں میں یونانی کمانڈر عجب مشکل میں مبتلا ہے۔ جنگ ڈومو کوس کے بعد ولیعہد ومانی کو علی الصبح کل فوج سے جدا ہو کر تا آسا کو

اور وہاں سے واسی کو آنا چلا گیا۔ ان دونوں تاریخوں کو معرکوں میں اسکو کوئی حصہ نہ لیا۔ اسکا ہی نتیجہ ہوا کہ یونانی کمانڈر مذبذب میں پڑ گئے۔ بلکہ لامیہ میں بھی عجب تشویش اور بیحواسی چھا گئی۔ جب وہاں کے باشندوں نے فوجکو قدرے بے ترتیبی کی عالم میں پیچھے ہٹتے دیکھا۔ تو انکا حصہ کثیر بایں یقین کہ اب ترکوں کا مزید مقابلہ نہیں ہو گا۔ اور کل علاقہ انکے حوالہ کر دیا جائیگا بسراسیمہ وار شہر سے بھاگ گیا۔ اس متوحشانہ بھاگڑ میں باشندے اور ان کی گاڑیاں فوج کے ساتھ خلط ملط ہو کر اسکی صفوں میں گھس گئیں جس سے فوجکے لئے راستہ چلنا مشکل ہو گیا۔ درہ فورکا کی مراجعت کیوقت یونانی فوجکی جو کچھ حالت تھی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو جائیگا :-

بتاریخ ۹ مئی ایونزلی کی چوتھی رجمنٹ کو اس درہ پر قبضہ کرنیکا حکم دیا گیا جو اندی ترا کے راہبخانہ کے قریب سلسلہ اوتھریس سے گذرتا ہے۔ عدم لیاقت یا وقت کافی نہ ہونے کیوجہ سے اس حکم کی بروقت تعمیل نہ ہو سکی جب رجمنٹ وہاں پہنچی تو اس نے ترکوں کو درہ پر قابض پایا۔ آداب جنگ کا اقتضا تو یہ تھا کہ یونانی فی الفور غنیم پر حملہ کر کے اسے وہاں سے نکالدینے کی کوشش کرتے۔ مگر یونانی ایسے بیوقوف نہ تھے کہ اپنی جانوں کو یوں ضائع کرتے برعکس ازیں انہوں نے قابل تعریف دانشمندی سے کام لیا۔ وہ غنیم کی شکل دیکھتے ہی پاؤں سر پر رکھکر بے تحاشا اُلٹے دوڑے۔ اور جیسا کہ اس بخت ماری میں پہلے کئی مرتبہ ہو چکا تھا۔ اس بھاگڑ میں بھی سپاہیوں نے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے جو تیز رفتاری میں حائل ہوتا تھا اپنے اسلحہ زمین پر پھینکدیئے اور کل رجمنٹ عجیب متوحشانہ سراسیمگی و بیحواسی کے ساتھ پہاڑیوں کی سطحوں سے لامیہ کو جو بارہ میل کے فاصلہ پر میدان سپرکیوس میں واقع ہے دوڑی گئی۔

ترکوں نے ان بھگوڑوں کا کوئی تعاقب نہ کیا۔ مگر وہ جنکا دم پھولا ہوا اور حواس غایب تھے ہر جگہ یہ جھوٹی خبر مشہور کرتے آئے کہ ترک تعاقب کئے چلے آ رہے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی شہر میں عام ہڑبونگ برپا ہو گئی اور کئی جگہ شہریوں اور فوجیوں میں مقابلہ بھی ہو گیا۔ ہیڈ کوارٹر لامیہ میں تھا یہ خبر سنکر اسکے افسروں کے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے اور وہ درہ فورکا تک بھاگ گئے۔ مگر چند گھنٹوں کے بعد خبر کی بے بنیادی معلوم ہو جانے پر پھر لامیہ واپس آ گئے۔ ہر سولا کرسن کو لنگلی تو اتی سے

قابل قدر موقعہ ہے۔ اوسکی ایک طرف خلیج لامیہ کی اردگرد کی دلدلی نشیب زمینیں ہیں اور دوسری طرف سر بفلک پہاڑ جنپر سے صرف پک ڈنڈیاں گذرتی ہیں۔ اس درہ کو فتح کرنیکے لیے اب بھی حملہ آوروں کا کثیر التعداد ہونا ضروری ہے۔

اٹھارہ مئی کی معرکہ درہ فورکا اور ۱۹ مئی کا معرکہ جو سلسلۂ آوتھریس کی خاخونکی قریب ہوا۔ صرف عقبی دستوں کی مصافات تھی زیادہ دیر تک مقابلہ کرنا یونانی کمانڈروں کا شعار نہ تھا۔ ان معرکوں سے اونکا مدعا صرف یہ تھا کہ فوج کا باقیماندہ حصہ کو بخیریت پسپا ہونے اور درہ تھرموپائلی پہنچکر اوسپر قابض ہوجانیکا موقعہ ملجائے تاہم ولیعہد کریسیڈ کو اس کی سقدر پیچھے (الامانا تک) ہٹادئیے جانیکا فوج پر اچھا اثر نہ پڑا۔ اور اونہیں اور فوج میں جیسا کہ چاہیے تعلق نہ رہا۔ اس واقعہ کے متعلق ایک انگریزی نامہ نگار نے اپنی مراسلت کے خاتمہ پر یہ عبارت تحریر کی "شاہزادہ بہادر نے حتے الامکان بہت جلد الامانا پہنچنے کی کوشش کی اور وہاں سے وہ قصہ دنیا میں شائع کیا جو موجودہ یونان کی تاریخ میں منحوس ترین داستان ہے"۔

یونانیوں کا بیان ہے کہ اون کے چھ سو آدمی ڈوموکوس میں قتل و زخمی ہوئے۔ ترکوں کا اس سے تگنا نقصان ہوا ہوگا انگریز وقائع نگار کی تحریر میں نوعمر یونانی سپاہیوں کی شجاعت اور ثابت قدمی کی تعریف ناظرین کی نظر سے گذر چکی ہے لیکن ترکوں کی نسبت بھی کل شاہد باتفاق یہ رائے بیان کرتے ہیں کہ حملہ ڈوموکوس میں اونہوں نے اون کٹھن مہموں کو جو اون کے ذمے ڈالی گئیں ایسی جانثاری سرفروشی اور استقامت سے پورا کیا جو فی الواقع بے نظیر تھی۔ پندرہ سے لیکر بیس میل تک کی مسافت طے کرنیکے بعد کل ڈویژن نے بغیر اسکے کہ اونہوں نے کوئی زیادہ عرصہ دم لیا یا باقاعدہ طور پر کھانا کھایا ہو ایسی پوزیشن پر حملہ کردیا جو نہایت ہی مضبوط و مستحکم تھی اور جہاں سے کل میدان جسے عبور کرکے وہاں تک پہنچنا تھا زد میں تھا۔ یہ پوزیشن طبعی طور پر اور مورچوں سے ہی مضبوط و مستحکم نہ تھی بلکہ وہاں بیشمار توپخانہ بھی موجود تھا۔ جسے جابجا مناسب موقعوں پر خوب محفوظ جگہوں میں جہاں سے دشمن دور ہی سے دیکھتا اور سپر تباہی بخش آگ برسائی جاسکتی تھی نصب و تقسیم اور توپوں کی پیدہ درست کرنے اور مسافتوں کو ناپنے کے لیے یونانیوں کو کافی ملگیا تھا۔

ان بواعث کی وجہ سے ترکی توپخانہ کو اپنی انفنٹری کی امداد و دستگیری کرنے اور اوسے ایسے موقعہ پر پہنچکر قابل بنانیکے لیے جہاں سے وہ یونانیوں پر مؤثر طریق سے آتشباری کرسکے ۲۰ سو گز کے فاصلہ پر سے ہی گولہ باری شروع کردینی پڑی تھی۔ جن حالات کی موجودگی میں ترکوں نے اپنے توپخانہ کو پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل کیا اور پھر بتدریج پیشقدمی کرتے ہوئے دشمن پر گولہ باری کی اوس لحاظ سے اُنکی یہ کارروائی کامل تعریف و توصیف کی مستحق ہے اور اس سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ ترکی توپخانے کے افسر و گولنداز موجودہ زمانہ کی جنگ و جدال کی ہر ایک ضرورت و مطالبہ کو پورا کرنے اور جیسا موقعہ پڑے فی الفور اوسکی حسب حال اپنی وضع بدل لینے اور اُسمیں بلاتکلف پورا اترنے کی پوری پوری قابلیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ عام معلوم امر ہے کہ بزمانہ امن ترکی توپخانہ کو چاندماری کی بہت کم مشق کرائی جاتی ہے اور عموماً فوج توپخانہ کو قواعد و تمرینات کرلینے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

اس مزید ہزیمت یابی سے شکستہ دل ہو کر ولیعہد نے (اپنے پھوپھی زاد بھائی) زار سے بذریعہ ٹیلیگرام التجا کی کہ وہ مداخلت کر کے جنگ ملتوی کرا دے۔ ترکوں کی جمعیت ہم سے چوگنی ہے اور انکا مزید مقابلہ کر سکنا ناممکن ہے۔ زار نکلس نے اس درخواست کو منظور کر کے فی الفور خاص اپنی طرف سے ایک ٹیلیگرام سلطان المعظم کیخدمت میں ارسال کیا۔ اور ساتھ ہی جلالت مآب کی رحمدلی اور حب امن کا نہایت خوشامد آمیز الفاظ میں واسطہ ڈالکر التوائی جنگ کی درخواست کی۔ عبد الحمید نے بجواب زار کی تلطف آمیز فقرات کا شکریہ ادا کر کے خواہش ظاہر کی کہ زار جنگ ملتوی ہی نہ کرائیں۔ بلکہ کوشش کر کے فریقین میں صلح بھی کرا دیں۔ ادہر اوسیوقت ادہم پاشا کو جنگ ملتوی کر دینے کا حکم بھیجدیا گیا۔

ایتھنز سینٹ پیٹرزبرگ، قسطنطنیہ اور ترکی ہیڈ کوارٹر میں یہ ٹیلیگرافی نامہ و پیام قابل تعریف سرعت و تعجیل کے ساتھ ۱۹ مئی کی دوپہر تک ہوتا رہا۔ اسی تاریخ سہ پہر تک کیوقت لامیہ کے گورنر کو التوائی جنگ کی منظوری کی اطلاع ایتھنز سے موصول ہو گئی مگر یونانی اس اثنا میں بھی اپنی شرارتوں اور تعلی بازی سے باز نہ آئے۔ ایم تھیوٹو کی وزیر داخلیہ اور ایم بوٹاکس پاس وزیر محکمہ مذہبی اٹھارہ مئی کو لامیہ پہنچے اور وہاں اونہوں نے فوجکو گورنمنٹ کیطرف سے قائمقام ہو کر لمبا چوڑا لکچر سنایا جسمیں انسے اونکی بزرگوں کی بہادریونکو یاد دلا کر اپنی جگہ پر قایم رہنے کا حوصلہ دلایا گیا۔ اور جرات دلانیوالے الفاظ میں تھرموپائیلی کی تاریخی درہ کی جوانمردانہ حفاظت کرنیکی تاکید کیگئی۔ کرنل سمولنسکی جو بصلہ خدمات حسنہ جرنیل بنا دیا گیا تھا۔ بہ تعمیل حکم سوپلی اور ہالیروس سے حرکت کر کے بتاریخ اٹھارہ مئی باقیماندہ فوجکو آملا اور ولیعہد نے اُسے درہ تھرموپائیلی کی محافظ فوجکی کمان سپرد کر دی۔

جس روز سے ہیڈ کوارٹر بہت ہی پیچھے ہٹا کر آلامانا میں قایم کیا گیا تھا۔ اُسی دن سے یونانی فوجکو مختلف دستیکے یونانی کمانڈر عجب مخمصہ اور تردد میں مبتلا ہو گئے تھے کیونکہ بعد مسافت کیوجہ سے وہ سپہ سالار کے ساتھ بآسانی نامہ و پیام نہیں کر سکتے تھے۔ اس وقت سے پیدا شدہ پریشانی میں فوجکی عاجلانہ وسراسیمہ وار مراجعت بتاریخ ۱۹ مئی جبال اوتھرس میں مقیم دستہ کی مذبذبانہ مدافعت باشندگان لامیہ کی بھاگڑ اور التوائی جنگ کے متعلق کسی خبر کی عدم موصول سے جو بیانتہا اضافہ ہو گیا تھا۔ اُسے ناظرین بآسانی قیاس کر سکتے ہیں اکثر کو علم تھا کہ التوائی کے لیے باہم نامہ و پیام ہو رہا ہے اور وہ اوسکی نتیجہ کا کمال بےصبری کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔

بالآخر جب اوسکی خبر جبال اوتھرس میں پہونچگئی تو ترکی ہیڈ کوارٹر اوسیوقت ۱۹ مئی کی شام کو ڈوموکوس کو ہٹ گیا اور دوسرے دن وہاں فریقین میں التوائی جنگ کا باضابطہ معاہدہ ہو گیا جسکا مضمون حسب ذیل تھا:-

فریقین میں ۱۷ دن کیلیے جنگ ملتوی کیا گیا ہے۔ اس میعاد کے ختم ہونے پر پھر اوسکی تجدید ہو سکتی ہے۔ دونوں کی اندر متقابل افواج کے مابین آٹھ سو میٹر (تقریباً ۸۶۶ گز) عریض یہ طبقہ جیا دت؟ یا علاقہ حد فاصل کی حد بست قایم کیجاویگی اس کام کو دونوں فریق کے دو دو سٹاف افسر و دول خارجیہ کے جنگی اتاشیوں کی مدد سے سرانجام دینگے۔ بعد وداں معدنہ کو کی

آٹھ سو میٹر (تقریباً ۷۷۵ گز) عریض "طبقۂ حیادت" یا علاقہ حدفاصل کی حدبست قایم کیجائیگی۔ اس کام کو دونوں فریق کو دو دو سٹاف افسر دول خارجیہ کے جنگی اٹاشیوں کی مدد سے سرانجام دینگے۔ بدوران ملہ کوئی فوج سامنے کی طرف یا بازوؤں پر کسیطرح کی حرکت نہ کریگی"۔

یونانی ڈیلیگیشون کے ساتھ فرنچ سفیر کا جنگی اٹاشی میجر بیرن وان ومپفن اور ترکون کیطرف سے انشک جوانمرد سیف اللہ پاشا مع چند افسرون کے کمیشن میں شامل ہوئے جنہوں ۱۲ مئی کو یہ کام شروع کر دیا تعیین حدبست کیبعد پہلا کام یہ کیا گیا کہ طبقۂ حیادہ کے قریب نظام اور خوب تربیت یافتہ سپاہ کو مقیم کیا گیا۔ لامیہ چونکہ طبقۂ حیادہ میں رکھا گیا اسپر کسی فریق کی فوج قابض نہ رہی۔ دوسرا یہ کام کیا گیا کہ اطالین مجاہدین کو یونانی فوج سے جدا کر دیا گیا۔ یہ لوگ بلاشبہ دوموکوس کے محاربہ میں کمال شجاعت سے لڑے تھے اور انکے تین سو آدمی ضائع ہوئے تھے لیکن ۱۸ مئی کو عقبی دستہ کی لڑائی میں یونانی قابل نفرت بزدلی اختیار کیگئی سے انکو دشمن کی نرغہ میں مبتلا چھوڑ کر خود رفوچکر ہو گئے تھے۔ ترکون نے انکا کسیقدر احاطہ کر لیا تھا۔ اور وہ بڑی مشکلوں کے ساتھ اس محصورہ سے رہا ہوئے تھے۔ اس کمینہ برتاؤ کی وجہ سے انکے دلوں میں یونانیوں کی طرف سے سخت کدورت بیٹھ گئی تھی۔ اور محاربہ کے آخری چند گھنٹوں میں اس کدورت کی وجہ سے انکی آپس میں کئی دفعہ کھٹ پٹ ہو گئی تھی۔

یونانیوں نے ۱۹ مئی کی لڑائی جو تھیسلی میں آخری معرکہ آرائی تھی اور اسمیں ترکوں کے تین سو شہید و مجروح ہوئے تھے۔ بالغالب جو اسلئے کی تھی کہ التوائی جنگ سے پیشتر جو وہ جانتے تھے کہ عنقریب ہونیوالا ہے حتی الامکان زیادہ سے زیادہ علاقہ اپنے تصرف میں رکھکر لامیہ کو سامنے کسی موقعہ پر انعقاد معاہدہ التوائی جنگ کا انتظار کریں۔ تاکہ لامیہ انکے قبضہ میں باقی رہے مزید برآن اس موقعہ پر ترکوں کا مقابلہ کرنے سے باقیماندہ فوج انکے تعاقب سے محفوظ تر مویا ئیلی پہونچنے کے قابل ہو گئی۔ مگر یہ سب کچھ اسی شیخی پر کیا گیا تھا کہ التوائی جنگ کا حکم بر وقت پہونچ جائیگا اور ترکوں کو اس عقبی دستہ کو منہدم کرنے کا موقعہ نہیں ملسکیگا۔ انکی خوش قسمتی سے ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ انہوں نے سوچ رکھا تھا۔

ترکی چیف سٹاف افسر نے غنیم کا حد معاہدہ سے زیادہ پاس ولحاظ کیا کہ ایک یونانی اہلکار کے سفید جھنڈا لئے ہوئے پہنچ جانے پر لڑائی بند کرا دی۔ اُسے چاہیئے تھا کہ جب تک سپہ سالار التوائے جنگ کو منظور کرکے ضروری احکام نافذ نہ کرتا۔ لڑائی کو برابر جاری رہنے دیتا۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ پیشتر اسکے کہ مشیریہ احکام صادر کرسکتے یونانیوں کا عقبی دستہ بحال تباہ و پراگندہ لامیہ کو پسپا کر دیا جاتا۔ اور فی الفور تعاقب کرنے پر شہر ترکون کے قبضہ میں آ جاتا۔

محاربات تھیسلی پر سرسری غور کرنے سے ایک یہ نتیجہ مترتب ہوتا ہے کہ محاربہ تین مختلف دوروں میں منقسم ہے جنمیں سے ہر ایک میں علاقہ کا ایک حصہ فتح کرنیکے لئے چند معرکے ہوئے۔ پہلا دور پندرہ اپریل کو جبکہ یونانی فوج نظام نے بارہا کارروائی شروع کی۔ شروع ہو کر ٹرناووس و لاریسہ کی مراجعت اور یونانیون کے فرسالہ۔ ویلسٹینو اور ویلاؤ کی پوزیشنوں میں قایم ہونے پر ختم ہوتا ہے۔ دوسرا دور لاریسہ سے ترکوں کی پیشقدمی بجانب فرسالہ یعنی ۲۵ اپریل سے شروع ہو کر یونانیوں کی مراجعت

ملہ التوائے جنگ

بجانب ڈوموکوس ہالمیروس اور ترکوں کی بتاریخ ۱۸ مئی وولو پر قابض ہونے پر ختم ہوتا ہے۔ تیسرا دور ۱۸ مئی کے معرکہ ڈوموکوس۔
یونانیوں کی مراجعت بجانب سدّ فورقہ کا اور وہاں سے بجانب جبال اوتھریس پر جہاں یونانیوں نے آخری مقابلہ کیا ختم ہوا۔
دوسرا نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ یونانی فوج بالکل ناتیار محاربہ کو نکل پڑی تھی۔ اجتماع فوجکا کوئی باضابطہ و منتظم عمل
موجود نہ تھا۔ اس امر کا کوئی انتظام نہ کیا گیا کہ مشغول کارزار فوجکو جس قدر نقصان پہونچے اسکی تلافی کیلئے پیچھے سے نئے
رنگروٹ پہونچتے رہیں۔ مختلف دستوں میں بہت ناقص رشتہ مواصلت موجود تھا۔ سپاہیوں کا ساز و سامان ناکافی اور افسر
بہت کم تھے۔ مزید برآن یونانی فوج تھیسلوی سرحد پر تقریباً تقریباً دو مساوی حصوں میں تقسیم کر دیگئی تھی جو ایکدوسرے سے
ناقابل گذر کوہستانی علاقہ میں کئی دنوں کی مسافت پر تھے۔ پھر ہر ایک حصہ نے بجائے خود اپنی افواجکو کل سرحد پر پھیلا رکھا تھا
جو طول میں تقریباً دو سو میل تھی۔ سرحد پر ایسی ترتیب صف آرائی نہ حملہ کیلئے کارآمد ہو سکتی تھی اور نہ بالعزم مدافعت کیواسطے
اور ایسی ایک غلطی کیوجہ سے لازمی طور پر کوہستانی دروں کی حفاظت کے متعلق متواتر غلط احکام صادر ہوئے۔ تعداد میں الگ
ترکوں سے کم، پھر مختلف چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم اور انکے افسر تقریباً مفقود۔ ایسی صورتمیں یونانیوں کی مقبوضہ و متصرفہ
پوزیشنوں کے طبعی استحکام کے باوصف انکا متواتر شکستیں کھاتے جانا کیا کبھی تعجب خیز ہو سکتا ہے۔ تاہم اسمیں کلام
نہیں کہ یونانی سپاہی من حیث الافراد قابل تعریف شجاعت اور استقامت سے لڑے۔

محاربہ کے انصرام پر کلی طور سے رائے ظاہر کرنیکا ابھی وقت نہیں پہنچا۔ اور اُسپر جن غلطیوں کا الزام لگایا جا سکتا ہے انپر
ابھی بحث کرنا مناسب نہیں لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ شکستوں کا سب سے بڑا باعث یہ تھا کہ کمان کے اعلیٰ ترین مناصب پر
ناقابل اشخاص مامور کیئے گئے تھے۔ محاربہ کی تاریخ میں ذمہ واری کے عہدوں کی تقرریاں ایک دلچسپ واقعہ ہیں اور گو انپر قطعی رائے
ظاہر کرنا ابھی تک ناممکن ہے، مگر واقعات معلومہ کے مقابلے سے یہ امر صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یونانی گورنمنٹ اس سے محض ناواقف
تھی یا اس نے عمداً اس سے اغماض کیا کہ انصرام محاربہ کیلئے سب سے مقدم چیز کیا ہے۔ بسا اوقات یونانی کمانڈر ایسے چکر میں آجاتے تھے
کہ سر و دُم میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ سردست اس قدر سے بخوبی آگاہی ہو گئی ہے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ آگاہی دیرپا ہو گی؟ محاربہ کے
خاتمہ ہی سے گورنمنٹ پر یہ زور دیا جا رہا تھا کہ سمولنسکی کو اعلیٰ کمان تفویض کیجائے۔ صرف وہی ایک شخص ہے جو میدان کارزار میں یونان کے
ناموس کو بدنامی سے بچا سکتا ہے۔ بالآخر اس مطالبہ کو مان لیا گیا۔ اور رالی نے اپنی ضائع شدہ ہر دلعزیزی کو پھر کسیقدر بحال کرنے
کیلئے ٹوینی اور وسٹینو کے شجاع کو سپہ سالار بنا دیا۔ اس دباؤ کی وجہ یہ تھی کہ شکست محاربہ کے بعد یونانی شہزادوں پر بڑی سختی سے حملے کیئے گئے
یونان کے روزانہ اخبارات نے شاہی خاندان کو ذلیل و بےحرمت کرنے کیلئے محاربہ کے وقت سے ایسے سخت مضامین اور کارٹون شائع کیئے کہ دیگر
اقوام مشکل سے باور کر سکتی ہیں کہ کبھی ایسے مضمون شائع ہوئے ہونگے۔ ایک کثیر الاشاعت تضحیکی اخبار نے محاربہ میں ترکوں کے فوائد کی
سرخی سے ایک کارٹون شائع کیا جسمیں ایک سالم ٹرین مرغیوں۔ ترکاریوں اور سامان باورچیخانہ سے بھری ہوئی دکھلائی گئی ہے
شہزادہ ولیعہد کے سامان کیطرف اشارہ تھا جو فرسالہ کی مراجعت کے وقت وہاں سے بھیجا گیا تھا۔ ایک تضحیکی اخبار موسومہ "رومی اوس"

مطلب تھا۔ تعاقب کرو آؤ تم مجھے نہیں پکڑ سکو گے میں تم سے تیز بھاگ سکتا ہوں۔ سال ما قبل بمقام مارتھان (یونان کا ایک شہر) چند
مختلف اقوام کی افراد میں پیدل دوڑ کی بازی لگی تھی جس میں یونانی فوقیت لیگئے تھے اس نظم کو آخر میں اس معاملہ کیطرف بھی اشارہ
کر دیا گیا تھسلی کے ایک ممبر پارلیمنٹ مسٹر فیلاریٹوس نے بطریق استہزا نہیں بلکہ بسخت متانت و خفگی کے ساتھ "نیا ایمپرس" میں مضمون شائع
کر کے مطالبہ کیا اگر لڑائی کو جاری رکھنے کا واقعی منشا ہے تو ولیعہد کو سپہ سالاری سے برطرف کر دیا جائے سرکاری طور پر جو یہ مشہور کیا گیا ہے کہ شہزادہ فرسالہ
کی لڑائی میں بڑا دلیری سے شامل ہو کر لڑتا رہا تھا وہ بالکل غلط ہے یہ اولین صف فرسالہ کو ایک مکان کا ایک دریچہ تھی جہاں سے شہزادہ بہادر مع [illegible]
دور بین سے مسلح ہو کر لڑائی کر رہے تھے۔ یہ مکان خاندان "کتسوبی" کا تھا شک ہو تو دریافت کر لو۔ اخبارات نے شاہی خاندان پر ہی
اکتفا نہ کیا بلکہ وزارت کی بھی گرد ہو گئی حتی کہ کئی ایسے اخبارات نے بھی جو اصولاً وزیر اعظم (رالی) کے مخالف تھے اسے سخت سرزنش
اور لعن و تشنیع کی کہ وہ اپنی سابقہ بہترین اصول و عہد توڑ کر با وصف شاہی خاندان کا غلام ہو گیا ہے۔ اور آزادانہ محب وطن اور رزمیہ
پالیسی کو چھوڑ بیٹھا ہے اخبار "اکرو پولیس" نے ایم رالی کو متنبہ کیا کہ "تم نے وزارت کو شروع تو بہت اچھی طرح سے کیا تھا کہ جب
بد سلوک سابق جسے ڈیلیانیس نے رائج کیا تھا۔ بادشاہ کا ایجنٹ وزارت کے ایوان شوریٰ میں اس غرض سے داخل ہو کر وزرا کے اجلاس میں
شامل ہو تو تم نے اسے کمرہ سے نکال دیا مگر افسوس اس پہلے کے بعد پھر تمہارے ضمیر پر بھی پردہ پڑ گیا۔" اگر ایسی فوج جس نے کل محاربہ میں ایک فتح بھی
حاصل نہ کی ہو اور صرف ہزیمتیں اور شکستیں ہی کھاتی رہی ہو اور جس نے لاریسا و ولسیٹنو وغیرہ ایسی نہایت عمدہ اور خوب
مستحکم موقعے دشمن کے حوالے کر دیئے ہوں۔ اگر وہ بالآخر تمام اخلاق ارتباط و نظام اور سکت و حوصلہ سے معرا ہو گئی ہو تو اس پر کیا کسی کو کچھ
تعجب ہو سکتا ہے۔ ترکوں نے اپنی کل کارروائیوں کو پہلے اچھی طرح سے سوچا اور وزن کیا اور پھر دانشمندی و استقلال سے انکو عمل میں لائے۔
بادی النظر میں یہ ضرور پایا جاویگا کہ کسقدر تامل و تاخیر سے کام لیا گیا مگر متعلقہ کے لحاظ سے یہ دونوں باتیں بالکل بجا تھیں
شروع شروع میں ترکی سپہ سالار کو پوری آزادی حاصل نہ تھی قسطنطنیہ سے مسلسل ہدایتیں صادر ہوتی رہیں اور پھر
عثمان پاشا کو روانہ کیا مگر جب ادہم پاشا کو کامل اختیار ملگئے تو انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ قابل تعریف کمانڈر ہیں۔ انہوں نے
ایسے موقع پر جہاں سے تھسلی پر با آسانی حملہ ہو سکتا تھا غنیم کی فوج محافظ سے زیادہ فوج جمع کی اور پیشقدمی کے وقت
تمام دستوں کو خوب قابو اور نظر میں رکھا ادہر ایک ڈویژن کے کمانڈر کو بالوضاحت جتا دیا کہ تم نے یہ کام کرنا
ہے البتہ یہ درست ہے کہ پاشائے موصوف نے غنیم کو تباہ کرنیکی بجائے اسے صرف پیچھے دھکیلتے جانے پر ہی اکتفا کیا یہ نقص اس امر سے
ہی بالخصوص صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ ترکوں نے ہر جگہ غنیم پر اپنے میمنہ سے فیصلہ کن حملہ کیا یہ کام اپنے میسرہ سے جسکی جہت
سمندر تک پہنچی ہوئی تھی یونانیوں کے میمنہ کے برخلاف نہ لیا حالانکہ یونانیوں کا سمندر کیساتھ تعلق اسیطرف تھا اگر پاشائے موصوف غنیم کو فرسالہ
کے سامنے مصروف رکھکر دنیولا ایک زبردست فوج جسکے ساتھ کیولری اور توپخانہ بھی کافی ہوتا۔ ڈومکوس کیطرف یونانیوں کی مراجعت
کرنیکا رستہ بند کر دیتا اور اسطرح انکو اپنے قاعدۃ الجیش اور مرکز تا سے براہ راست تعلق رکھنے سے محروم کر دینے کیلئے یونانیوں کے میسرہ پر بھیجتے
تو بلحاظ جوہر معانی لحاظ سے ایسا کرنا زیادہ مناسب و مفید ہوتا۔

ڈیڑھ سو کوس کی محاربہ کے بعد بھی غنیم کے مزید تعاقب سے یہی نتیجہ حاصل ہوتا یعنی اونکی مراجعت کا رستہ بند ہو جاتا لیکن یونانیوں نے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ اس مصیبت کے نہ دیکھنے کیلیے کمال عقلمندی سے زبردست انتظام کر لیا ہوا تھا وہ انتظام کیا تھا یہ کہ التوائے جنگ کیلیے نامہ و پیام شروع کر دیا تھا جسکی منظوری عین موقعہ پر پہنچگئی بنا بریں میدان جنگ پر جو مصافی فوقیت حاصل ہوئی وس سے حسب توقع شاطر فوائد نہ اوٹھائے جا سکے

جرمن سٹاف افسر لکھتا ہے کہ اس عام بحث کو چھوڑ کر جزئیات کے متعلق صرف یہی بتا دینا کافی ہے کہ ترکی فوج جسکی طبیعت خوب شگفتہ اور حوصلے خوب بڑھے ہوئے تھے ہر موقعہ پر کمال شجاعت جانبازی اور طمانیت کے ساتھ لڑی جو امر اس وجہ سے اور بھی زیادہ قابل تعریف ہو رہا ہے عساکر عثمانیہ کو عموماً ایسے موقعوں پر دھاوا کرنا پڑا جو نہایت مستحکم طور پر مورچہ بند تھے اور انکی حفاظت جانتوڑ کر کیجاتی تھی ایک بریگیڈ کی بجائے اکثر کل انفنٹری ۶۵ء ۷ ملی میٹر دہ ۳/۱۰ انچ قطر کی نال رکھنے والی) ماسر رائیفل سے مسلح ہوتی تو ترکوں کو بہت کم نقصان اوٹھانا پڑتا یونانیوں کی گراس رائیفل جو ماسر رائیفل سے زد بھی کم رکھتی ہے اور نسبتاً بطی الرمے (جلد جلد فایر نہ کرنے والی) بھی ہے بہتر ہی مارٹینی رائیفل کے ہمپلہ تھی جو ترکی انفنٹری کے پاس تھی اوسکی بڑی سے بڑی زد ایک ہزار میٹر (تخمیناً ۱۱۰۰ گز) ہے۔ فریقین کے توپخانے قریباً یکساں تھے یعنی دونوں میں کرپ توپیں تھیں مگر اسکا گولہ بارود ناکافی تھا پھٹنے والے گولوں پر عموماً شتابے درست مقدار کے نہ لگائے جاتے۔ اور دونوں فوجوں کی نشانہ بازی بھی اچھی نہ تھی جسکا ثبوت اسی امر سے ملتا ہے کہ مجروحین میں سے صرف ایک فیصدی ایسے مجروح تھے جو پھٹنے والے گولوں سے زخمی ہوئے سواری دونوں فوجوں میں ایسی تھی جو اپنے فرائض منصبی کو درست ادا کر سکے۔ اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ گھوڑے ادنے قسم کے تھے تاہم ترکی سوار باقاعدہ کام کرنے اور منفرد ہو کر خبر رسانی کا کام دینے کے دونوں فرائض موجودہ طریقہ حرب کے اصول کے مطابق ادا کرتے رہے۔ ترکی فوج میں کمسریٹ کا انتظام معقول تھا کیونکہ ترک سادہ مزاج ہوتے ہیں اور اونکی ضروریات بہت ہی کم ہیں اسکا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ایک سپاہی کو یومیہ خورد و نوش کیلیے صرف پاؤ بھر آٹا درکار ہوتا ہے مزید برآں فوج کے ساتھ بار کش مویشی بافراط موجود تھے ہر ترکی بٹلین کے ساتھ دو سو اور ہر بیٹری کے ساتھ ڈیڑھ سو گھوڑے تمام سامان حرب۔ اسباب خیمے اور افسروں کا اسباب اوٹھانیکے لیے ہوتے ہیں ان جانوروں کی قطاریں ہمہ وقت متحرک رہتیں اور لاریسا سے جہاں یونانی گورنمنٹ نے آٹے کی وافر مقدار جمع کر رکھی تھی مسلسل ضروری سامان فوج کو پہنچاتی رہیں۔

یونانی کمسریٹ کی حالت ناگفتہ بہ تھی ہر ایک چیز عین اوسوقت جبکہ ضرورت آپڑتی بہم پہنچانیکی کوشش کیجاتی۔ چنانچہ جب فوج کو لگاتار بسرعت مراجعتیں کرنی پڑیں تو عدم تیاری کیوجہ سے کمسریٹ کا شیرازہ بالکل پراگندہ ہو گیا۔

انتظام شفاخانہ کے متعلق یہی بتانا کافی ہوگا کہ عثمانیہ بنک نے ایک فوجی شفاخانہ میدان جنگ کو بھیجا جو لاریسا میں قایم کیا گیا اس میں مجروحوں اور مریضوں کی آسایش کی گنجایش تھی یونانیوں کو یونان کی انجمن صلیب احمر[۱] اور نیز جرمنی کی انجمن صلیب احمر نے قابل قدر مدد دی جرمن انجمن نے ایک سو مریضوں کی تیاری انی کا سامان بھیجا اور اوسکے ڈاکٹر سٹائیس کے قریب بمقام حاجیا ماریانی میں پہنچے

[۱] روس سوئٹزرلینڈ وغیرہ کئی ممالک کی انجمن ہائے صلیب احمر اور قسطنطنیہ کی انجمن ہلال احمر کیطرف سے بھی متعدد فوجی شفاخانوں کے علاوہ کئی شفاخانے ترکی مجروحین کے معالجہ کیلیے میدان جنگ میں قایم کیے گئے تھے اور بالآخر ایک ہسپتال خاص سلطانی محل یلدز سرای کے احاطہ میں تیار کیا گیا جسکا آگے مفصل ذکر آئیگا

تین چار ضخیم کام کرتے ہیں۔ اس شفاخانہ میں دو علی ڈاکٹر جو تیار دار عورتیں رہ دو اسپیشل اسسٹنٹ تھی جنہوں نے کل تین سو زخمیوں کا معالجہ کیا

فصل چہارم

مسٹر ہیمیلٹن پارٹلٹ واقعات متذکرہ صدر کے متعلق اپنی کتاب کی فصل نہم و دہم میں حسب ذیل لکھتے ہیں:-

ویسٹنو کی پہلی لڑائی

ہم نے کئی دفعہ لاریسا سے فرسالو جانیکی خواہش ظاہر کی کیونکہ یہ خبر مشہور ہو رہی تھی کہ یونانی اس پوزیشن کو خالی کر گئے ہیں مگر مارشل نے ہمیں جانے نہ دیا اور فرماتے رہے کہ علاقہ غنیم سے صاف نہیں۔ پھر وعدہ کیا کہ جسوقت لڑائی ہونیوالی ہوگی تمکو پہلے اطلاع کر دیجائیگی حسن اتفاق و خوش قسمتی سے میں نے بتاریخ ۲۹ اپریل جمعرات کے دن ریلوے سڑک کے برابر لاریسا سے ویسٹنو جانیکا فیصلہ کیا اور علی الصباح دوسرے دن روانہ ہو گیا جبر مجھے ویسٹنو کی پہلی لڑائی دیکھنے کا موقعہ ملگیا۔ یہ گو چھوٹے سے پیمانہ پر ہوئی۔ مگر محاربہ کی نہایت ہی سخت جانگداز اور خونریز ترین لڑائیوں میں سے ایک تھی۔ سپہ سالار کا منشاء نہ تھا کہ لڑائی ہو۔ انہوں نے صرف بہ جمعیت کثیر اکتشاف کی جانیکا حکم دیا تھا۔ مگر کچھ تو محمود بک کی متہورانہ پرجوشی سے اور کسیقدر خود حقی پاشا کا جو سوم ڈویژن یا اسکے نائب نعیم پاشا بریگیڈ کی خود رائی کی وجہ جو فی الواقع اس موقعہ پر کمانڈر تھا۔ اکتشافی جمعیت تھوڑی ہی دیر میں زبردست حملہ کیصورت میں لگئی جسمیں تمام قسم کی سپاہ (پیدل سوار و توپخانہ) نے حصہ لیا۔ ترکوں نے بینظیر شجاعت حیرت انگیز استقلال سے حملہ کیا مگر آخر سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے ترکوں کے پاس ایک بریگیڈ فوج پیدل اور ایک کیولری ڈویژن تھا جسمیں تخمیناً ایک ہزار سوار تھے۔

مسٹر بینٹ برلے کی روایت

مسٹر بینٹ برلے نے جو مسٹر لیٹنگل کے ساتھ تھا غلط لکھا ہے کہ اس حملہ میں ترکوں کی جمعیت چالیس ہزار تھی اور خود ادھم پاشا و غازی عثمان پاشا کمانڈر تھے ادھم پاشا ایلاسون نہ گیا بلکہ اسکے قرب جوار میں بھی نہ تھے اور عثمان سالونیکا سے ہی آگے نہ گئے تھے۔ تاہم مسٹر برلے نے ۳۰ اپریل کو معرکہ ویسٹنو کو دہی کی دوسری لڑائی ہے جسمیں ترکوں نے ۱۸-۱۷ ہزار کی جمعیت صف آرا کی تھی غلط ملط کر دیا ہے ہم ہمارے سید انجنگ میں پیچھے تھے اور مصروف کار زار ایک پلٹن کو عین لڑائی کے موقعہ پر اور نیز کرلی کو مراجعت کر جانیکے بعد دیکھا تھا اس معرکہ میں یقیناً ۶ ہزار سے زیادہ ترک شامل نہ تھے اس سے زیادہ ہم مدد کیلئے بہم ہی نہیں پہنچ سکتے تھے کیونکہ جو سب سے پہلی کمک پچھلی رات لاریسا کے قریب سے روانہ کیگئی تھی وہ شنبہ کو ۸ بجے صبح کیوقت کرلی پہنچی تھی اور جسوقت سالم تازہ دم ڈویژن گاؤں اور اسکے قرب جوار میں خیمہ زن ہوا۔ اسوقت معرکہ بہت ڈھل چکی تھی۔

لاریسا سے کوئی ۱۰ میل دور کرلی ہے ویسٹنو [illegible] (ویلو رضا) [illegible] یونانی نہایت محکم [illegible]

پہاڑیوں کی [illegible] کا سلسلہ [illegible] کی [illegible]

ہیں یونانیوں نے مرکزی کرارہ کے علاوہ ان شاخوں میں ہر ایک کی ایک مورچہ تیار کیے ہوئے تھے ولیسٹینو سے دو میل بجانب شمال مغرب
موضع کیفالو و وشاخی سلسلوں کے مابین نشیب میں واقع ہے اسکو ترکوں نے ۲۹ کو فتح کر لیے ۳۰ کی شام تک اُسپر باستقلال مردانہ قبضہ
قایم کر رکھا اپنی پوزیشن کے قلب کے متصل ایک چھوٹی سی ... پہاڑی پر بھی یونانیوں نے مورچے تیار کر کے وہاں ایک باتری نصب کر رکھی
تھی لاریسا و ولو ریلوے لاین ولیسٹینو میں ہو کر گذرتی ہے وہاں سے ایک شاخ عین بجانب مشرق ترناوا کو جو دس میل ہے اور دوسری بجانب جنوب مغرب
ختم کیا تھی فرسالوس (دیتالیحہ) کو جاتی ہے ولیسٹینو پہاڑ کے دامن میں نہایت خوشنما اور دلفریب شہر ہے جو چاروں طرف سے درختوں سے
گھرا ہوا ہے۔ ولیسٹینو کے عین سامنے بجانب شمال تیز و سیلوں کے معقول باڑی رکھنے والا قریہ ہے ۳۰ اپریل کی پہلی لڑائی میں ترکوں کا ہیڈ کوارٹر
یہیں تھا۔ وہ کرتی سے بجانب جنوب مشرق چھ میل اور ولیسٹینو سے بجانب شمال ساڑھے تین میل ہے۔ تیز و سیلوں کے سامنے اور دائیں طرف
ایک خوب گھنا اور سایہ دار جنگل ہے جو ولیسٹینو کی طرف دو میل تک چلا گیا ہے اسکا عرض دو سو سے لیکر آٹھ سو گز تک جا بجا
مختلف ہے۔ ترک اگر چاہتے تو پیشقدمی کے وقت اس سے خوب کام لے سکتے تھے مگر وہ بھول گئے اور اسے کسی لڑائی میں
فائدہ نہ اوٹھایا۔ یونانیوں نے اسمیں بھی مورچہ بندی کی ہوئی تھی۔ ۳۰ اپریل کو اسکا جنوبی حصہ یونانیوں سے بھرا ہوا
تھا۔ اسکا علم ہمیں سہ پہر کے قریب ہوا۔ اور بُری طرح سے ہوا ہمارے تلف ہونے میں تھوڑی ہی کسر باقی رہگئی تھی

محمود کی غلطی

الغرض ۲۹ اپریل کو اس طرح شروع ہوئی۔ غازی مختار کے فرزند محمود بک نے ولیسٹینو کی طرف گرد آوری کی اسکے سوا
حقی پاشا کے ڈویژن کی دو پلٹنیں ایک باتری اور دس سالے نہیں کے پیچھے یعنی تخمیناً چھ سو سوار تھے اسکا
منشا تھا کہ سینو سیفالو کی بلندیوں کے برابر ولیسٹینو کے جنوب مغرب ہو کر گذر کے یونانیوں کے میسرہ کو پلٹ دے اور پھر بالکل سیدھا ہوا
یونانیوں کے عقب میں ریلوے سٹیشن پر پہنچ جائے مگر موسیو کریپل سموئنسکی کی جمعیت کا اندازہ کرنے میں سخت غلطی ہوئی کرنیل بکر کہتا ہے
بقول مسٹر بیرلے جو بمقام ولیسٹینو یونانیوں کے ہمراہ تھا دس ہزار اور میرے خیال میں کم از کم پانچ ہزار فوج تھی اسمیں کوئی شک
نہیں کہ سموئنسکی کو جمعہ کے دن زبردست کمک پہنچ گئی ہے خود کئی ٹرینیں فوج سے بھری ہوئی سٹیشن میں داخل ہوتے دیکھیں
کمک پہونچ جانے سے تھوڑی ہی دیر بعد یونانیوں نے بڑی تیزی کے ساتھ جارحانہ کارروائی شروع کر دی۔

۲۹ کو خفیف سی لڑائی ہوئی محمود بک دو پلٹنیں لیکر کرتی سے بجانب غروب ولیسٹینو کی طرف روانہ ہوا۔ اور شہر سے بجانب غرب
دو میل کے فاصلہ پر پہنچ گیا پیدل فوج سینو سیفالو کی کراروں کے برابر برابر یونانیوں کے میسرہ کو الٹنے کی کوشش کرتی رہی آگے بھیجی فوج
سوار دستے پانچ ہموار علاقہ کی گرد آوری کی اور شام کے یونانی قریوں سے تھوڑی ہی مبارزت کی محمود نے کمک طلب کی اور حقی پاشا
نے ایک اور پلٹن بھیجدی۔ دوسرے دن لڑائی علی الصبح شروع ہو گئی ترکوں نے موضع کیفالو پر قبضہ کر لیا اوسوقت محمود بک سے ایسی
عبرت انگیز مہورانہ حماقت سرزد ہوئی کہ کیوالری کو اوس سے سخت نقصان پہنچا اور اُسدن ترکوں کو ہزیمت بھی زیادہ تر اسکی وجہ سے ہوئی
اوسنے ترکی سواروں کو درمیانی پہاڑی کے یونانی مورچہ پر جہاں فوج پیدل قایم کی تھی حملہ کرنے کا حکم دیا سوار دستے بڑی جرأت سے
اس حکم کی تعمیل کی وہ تابڑ توڑ آتشباری کے باوجود گھوڑوں کو سرپٹ چھوڑ کے دیکھا طرح ادھر کو دوڑے محمود سب سے آگے تھا

انہوں نے ایک مورچہ پر فی الواقعہ قبضہ کر لیا۔ اور محمود نے اپنے ہاتھ سے ایک یونانی کپتان کو جو اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہ لیتا تھا اور ریوالور سے کئی سواروں کو نشانہ بنا چکا تھا۔ تہ تیغ کیا لیکن ایک اور مورچہ جو پہلے سے بدرجہا مضبوط تھا ابھی سامنے کھڑا تھا۔ اور صرف وہیں سے نہیں بلکہ دونوں بازوؤں سے بھی سواروں پر غضب کی آگ برس رہی تھی جس سے مجبوراً سواروں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس حملہ میں پچاس سوار شہید و مجروح اور تقریباً نصف گھوڑے ناکارہ ہوئے۔

یونانیوں کا بیان

اخبار سٹینڈرڈ کا خاص نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا اس حملہ کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:—

ساڑھے دس بجے کے قریب تقریباً پندرہ سو چرکس سواروں نے اوس یونانی بازو کے ہٹانے کی کوشش کی جو موضع ولسٹیو پر حملہ کنندہ ترکی انفنٹری میں خوفناک تباہی برپا کر رہی تھی۔ سواروں کا حملہ تہورانہ اور احمقانہ تو ضرور تھا مگر ساتھ ہی کمال شاندار اور ایسا تحیر انگیز کہ اوسکا نظارہ کبھی مدت العمر تک فراموش نہیں ہو سکتا۔ سوار پہاڑ کی ڈھلوان سطح پر سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہماری توپوں کی طرف چڑھے آ رہے تھے اور اونکی درخشان تلواروں کی ننگی قطار دھوپ کی روشنی میں چکا چوند کا عالم پیدا کر رہی تھی۔ جب وہ قریب پہنچ گئے تو بازی نے توپیں عین سیدھی کر کے اُن پر پے در پے شلکیں کیں اور فوج پیدل نے جو توپوں کے سامنے زمین پر لیٹی ہوئی کمین میں بیٹھی تھی تابڑ توڑ رائفلیں باڑھیں مارنا شروع کر دیا۔ سوار اس بلائے ناگہان کے نازل ہونے پر یکبارگی گھوڑوں کی باگیں روک لیں جس سے گھوڑے بے بس ہو گئے اور بھاگنے لگ گئے۔ اتنے میں ایک ترکی پیدل دستہ نے جو موضع ولسٹیو کے مضافات سے بسرعت بڑھا آ رہا تھا ازجانب میسرہ ان جانباز سواروں پر گولیوں کی بارش شروع کر دی جس پر اُنہوں نے فی الفور فیصلہ کر لیا کہ اب ہمیں یہ کرنا چاہیئے۔ وہ کاوا کاٹ کر پلٹ گئے اور دستی بنگہ کی شکل میں دائیں بائیں پھیل کر پہاڑی سے میدان کو پھر اوسی مقام کو ہٹ گئے جہاں سے اونہوں نے حملہ کیا تھا۔ یونانی توپوں سے پسپائی کے وقت بھی اونہیں بہت نقصان پہنچا جو تھی سوار پیچھے پلٹ کر دلدلوں میں منتشر ہوئے یونانی فوج پیدل اور گولندازوں نے خوشی کا بلند نعرہ مارا۔ جنرل سمولنسکی اور اونکا سٹاف بھی جو اس تہورانہ حملہ کو بغور دیکھ رہے تھے خوشی کو ضبط نہ کر سکے وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ نعرہ میں شریک ہو گئے اور جنرل کا ان کا جوش کو دیکھ کر با آواز بلند پکار اُٹھا۔ امید ہے ترکی سپاہی اب ان خوفناک پہاڑی سواروں کو دیکھتا ہوا انہیں سمجھ لینگی جیسا کہ اب تک انکی سمجھ میں بیٹھ گئے ہیں کہ یونانی سواروں کو تعاقب کیلئے عجیب بےچینی ظاہر کر رہے تھے جنکو افسر مشکل روک سکے۔ سوار دو گھڑی بیچ پھرتے ہی جنرل سمولنسکی نے یونانی بائیں بازو کی شجاعانہ مدافعت کی کامیابی کی خبر بذریعہ تار ولیعہد کو دی جنہیں فرسالے سے جواب میں سپاہ کو مبارکباد کہلا بھیجی پیغام مبارکباد خوشی کو دو پہر سے تھوڑی دیر بعد پہنچا۔"

محمود کی اس کرتوت پر سید کو ادہم میں سخت ناخوشی ظاہر کی گئی تھی یہ وقت ادہم پاشا کیواری ڈویژن کا حصہ بھی بہت کمزور تھا بہتر ین حصہ لڑائی کو نا قابل ہو گیا بیان کیا جاتا ہے کہ ان اطاکی بریگیڈ نے بھی محمود کے ہی حکم سے ڈومو کو میں وہ تہورانہ حملہ کیا تھا جس میں اسکے ۵۰ فیصدی شہید مجروح ہوئے تھے اگر یہ روایت درست ہے تو سلطان المعظم کا یہ نوعمر داماد اُس نقصان عظیم کا جو تسیلی میں فضول طور پر عساکر عثمانیہ کو اوٹھانا پڑا ذمہ وار ہے جنکے لئے کم از کم پندرہ سو آدمی اوسکی بے جوش و تہور کی نذر ہوئے۔

ے جرمن ملازم کپتان کو قتل کئے ہوا ایک کارپورل کو جو ناحق اور ریوالور کا نجاوی رائفل لگتا ہے۔

نعیم پاشا کے سواروں کو پسپائی کیوقت کیفالو اور اوسکے قرب جوار کی پیدل فوج نے دشمن کی تاخت و آتشباری سے محفوظ رکھا تھا
مین مردودی یونانیوں نے اب بتعداد کثیر اور خوشی کے نعرے مارتے ہوئے اس پیدل فوج پر حملہ کیا۔ سرمست یونانیوں نے اسپر تابڑ توڑ باڑھین
چلائیں مگر خوشی و سرمستی نے اون کے حواس بیجا رہنے دیے تھے۔ ان باڑھوں سے ترکوں کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ دریتولا
حقی پاشا نے بریگیڈیر نعیم پاشا کے زیر کمان چار پلٹنیں اور دو باتریاں ریزو میلوس پر قابض ہونے اور یونانیوں کو
انتہائی میسرہ سے پیچھے ہٹا دینے کے لیے اپنے میسرہ کیطرف روانہ کردی ہوئی تھیں۔ یونانی اسطرف پلا آویتہ کے دامن اور اون کھیتوں
میں جو دلسینو کیطرف بلند ہوتے جارہے تھے اور نیز ان پست کراروں پر جو شہر مذکور کے بائیں ہاتھ تھے بہ جمعیت کثیر خوب محفوظ
مورچوں میں مقیم تھے۔ یہ سوچکر کہ کفیہ ریزو میلوس کے گھڑیال کے مینار سے کل لڑائی کا مشاہدہ کماحقہ ہو سکیگا ہم اوسپر چڑھ
گئے اور لڑائی کے آخری چار گھنٹے وہیں بیٹھے رہے۔ یہ مینار ساٹھ فیٹ بلند تھا۔ نعیم پلا آویتہ اور ریزو میلوس کے درمیان ہموار
زمین پر تھا اوسکے پاس دو باتریان اور دو رسالے تھے ان باتریوں نے سہ پہر کی لڑائی میں کوئی کام نہ دیا۔ اور رسالے
بھی مزروعہ کھیتوں میں جو ریزو میلوس اور جنگل کے وسطی حصہ کے درمیان تھے بیکار پھرتے رہے دو پیدل پلٹنوں کا کچھ حصہ ریزو میلوس
میں اور اوسکے سامنے مقیم تھا اور باقی حصہ جنگل میں سے بڑھ رہا تھا۔ دوسری دونوں پلٹنیں اوسکے داہنی مورچوں کیطرف پیشقدمی کر رہی تھیں۔ یہ بعد ان
پلٹنوں نے پلا آویتہ کے ڈھلوان سطح پر جو مورچے تھے انکو ہلہ کرکے فتح کرنیکی کوشش کی مگر یہ ہلہ بھی مجھکو پہلے سے کچھ کم مشکل یا احمقانہ نہ تھا۔

دوپہر کے قریب ہم گھوڑوں پر سوار بریگیڈیر نعیم پاشا کے پاس گئے وہ کمال بیفکری کے ساتھ لڑائی کی رفتار کو جو دونوں یعنی
میسرہ اور انتہائی میمنہ پر بڑی تیزی کے ساتھ ہو رہی تھی دیکھ رہا تھا۔ یہ دونوں معرکے ایکدوسرے سے بالکل جدا الگ نہایت شدت
کے ساتھ ہو رہے تھے اونمیں کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا تھا۔ ایک معرکہ ہم سے جنوب مشرق میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر پلکی آن کے
دامن میں اور دوسرا بجانب جنوب مغرب اڑھائی میل کے فاصلہ پر کیفالو کے ارد گرد ہو رہا تھا۔ ترکی قلب میں کوئی لڑائی نہ ہوئی
تھی۔ وہانکی فوج ریزو میلوس سے نصف میل بجانب جنوب صف آرا ہو کر خاموش کھڑی تھی نعیم پاشا پچاس ایک برس کی عمر کا پست
قامت اور بے حیثیت سا افسر ہے۔ رنگ خاکستری سانولا ہے۔ اوسکی شکل و شباہت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے سپاہی کے
درجہ سے ترقی کی ہے۔ وہ بکشادہ پیشانی اور خوش [illegible] کیساتھ پیش آیا مگر چونکہ نہ وہ اور نہ اوس کے سٹاف کا کوئی
افسر ترکی کے سوا کوئی اور زبان جانتا تھا گفتگو بے تکلف نہ ہو سکی نعیم کے پاس کوئی دوربین نہ تھی۔ اوسنے میری دوربین لیکر دونوں
معرکوں کو جو اوسکے یمین و یسار پر ہو رہے تھے تھوڑی دیر نہایت غور سے دیکھا پھر نے بغور ایک اردلی کو پلا آویتہ کیطرف بھیجدیا
جسکی روانگی کا نتیجہ جلد منکشف ہو گیا۔ یسار کی بازو کی دونوں پلٹنیں چیونٹیوں کیطرح پہاڑیوں کی عمودی سطح پر یونانیوں کی آتشباری
کے باوجود جنہوں نے ان ڈھلوانوں پر یکے بعد دیگرے مورچوں کی کئی قطاریں تیار کی ہوئی تھیں چڑھنے لگ گئیں۔

خطرناک گشت کے دھوپ نہایت تیز تھی۔ اوسدن جیسی دھوپ میں نے مدت العمر میں نہ دیکھی تھی۔ پلا آویتہ کے بے شجر و بےسایہ ڈھلوان
کے تپتے ہوے پتھروں سے مجروح سپاہیوں کو بے انتہا اذیت ہوئی ہوگی اوسکا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔ میں دو بجے

[illegible]

اس تمازت کو برداشت نہ کرسکا اور ایک توپ گاڑی کے نیچے پناہ لینے کی کوشش کی جسمیں کامیاب نہ ہوسکا وہاں پہلے ہی تین
[illegible] موجود تھے میں باہر نکل آیا اور مسٹر مانٹگمری کی معرفت نعیم پاشا سے سرسبز و خوشگوار جنگل میں جو ہمارے دائیں ہاتھ
موجود تھا جانیکی اجازت چاہی پہلے تو وہ رضامند نہ ہوا مگر آخر اجازت دیدی اور ہم یعنی میں مسٹر مانٹگمری۔ ایمس اور چار سوار
ادہر روانہ ہوگئے ہمارا لفٹنٹ رودوف بک باقی اسکورٹ کے ساتھ پیچھے رہا ہم رستے میں دو رسالوں کے پاس سے جو کشت زار میں
خاموش کہڑے تھے اور نیز کچھ فوج پیدل سے جو ہمارے دائیں ہاتھ آہستہ آہستہ آگے جارہی تھی گذرے جنگل میں داخل ہوتے ہی میرا
گھوڑا سے زخمیوں کیطرح گر پڑا۔ اور ایک درخت صنوبر کے ٹھنڈے سایہ کے نیچے خوب مزے لیکر لوٹنے لگ گیا مسٹر مانٹگمری
اور ایمس نے کہا کہ ہم جنگلوں سے گذر کر دوسری طرف کے علاقہ کی گرداوری کرنا چاہتے ہیں میں نے بھی سمجھ کر اونہیں اجازت دیدی اور دو
سوار انکے ساتھ کردیئے وہ خوش خوش اس مہم پر روانہ ہوگئے اور میں سو گیا ایک گھنٹہ بعد تمام گرد و پیش آتشباری ہونے سے میری
آنکھ کھل گئی اور اوٹھکر کیا دیکھتا ہوں کہ ترکی لشکر عین میرے سامنے ایک لمبی صف باندھے ہوئے درختوں کی اوٹ سے دشمن پر جو نظر
نہیں آتا تھا باڑھیں چلا رہے ہیں اوسوقت مجھے اپنی جماعت کیطرف سے سخت تردد لاحق ہوگیا کیونکہ وہ اسی طرف گئی تھی جدہر
اب ترک بندوقیں سر کر رہے تھے میں سوار ہوکر انکے پیچھے جنگل جنگل جانے ہی لگا تھا کہ دو میلوں کیطرف سے وہ جنگل کے وسط
سے نمودار ہوگئے۔ اور میں نے صدق دل سے کلمہ شکر پڑہا۔ وہ تھوڑی دیر میں بخیریت میرے پاس پہونچ گئے اونہوں نے بیان
کیا کہ جنگل سے گذرتے وقت ہمنے کئی مورچے دیکھے مگر یونانی کوئی نہ دیکھا۔

درحقیقت بہت سے یونانی جنگل کے جنوب مغربی دامن میں کمینگاہ میں لیٹے ہوئے تھے مگر چونکہ وہ اپنے قلب لشکر سے جو کیفالو
کے سامنے تھا کسیقدر فاصلہ پر تھے اونہوں نے آتشباری کرنے سے اپنی موجودگی کی خبر ہونے دینا نامناسب سمجھا۔ اور
میری چھوٹی سی جماعت انکی نظر عنایت اور لطف کریمانہ سے محفوظ رہی۔ وہ کیفالو کیطرف تقریباً ایک میل تک
بڑہی گئی۔ اور پہر دانائی سے کام لیکر جنگل کے نسبتاً محفوظ حصہ میں سے ہوتی ہوئی واپس آگئی۔

ہمیں جلد معلوم ہوگیا کہ جنگل میں اور زیادہ ٹھیرنا خطرہ سے خالی نہیں ہم ترکی لشکر کی پہلی صف میں تھے۔
مزید برآں سبکو بھوک بھی بہت لگی ہوئی تھی ہم اشیا کو کھانے سے [illegible] کنیہ میں چھوڑ آئے تھے۔ سب کی یہی صلاح ہوئی کہ وہاں
چلکر کھانا کھایا جاوے۔ واپسی کیوقت ہمیں ترکی پیدل فوج کی چند صفیں ملیں جو لشکر کی کمک کیلئے جنگل کو جارہی تہیں جنگل میں
آتشباری خوب تیزی کے ساتھ ہورہی تھی کیونکہ ترکی کردونواح [illegible] سامنے کی مدور پہاڑی کی یونانی بیٹری کو محفوظ
ہوچکی ہے جسے نعیم پاشا اور اوسکے اسٹاف کی چھنگولیوں نے ابھی ابھی [illegible] شروع کی تھی۔ آہستہ آہستہ درختوں کیطرف
چلے جارہے تھے ہمنے مینا پر تین نامہ نگار مسٹر پیل مسٹر گوین اور مسٹر سیٹونس بلاؤ (؟) وہ وہاں سے ساڑھے پانچ بجے
تک لڑائی کو دیکھتے رہے جو چار بجے تک یکساں شدت کے ساتھ جاری رہی پہلی [illegible] پے در پے رائفل فائر
کی آواز آتی رہی کیفالو کیطرف سے گو آواز ویسی بلند نہ آتی مگر مقدار میں وہ بھی کم نہ تھی کیفالو کے سامنے کے مورچوں سے

یونانیوں نے بالضرور بے شمار کارتوس چلائے ہونگے کیونکہ وہ حالانکہ غنیم انکی زد سے بہت دور تھا لگاتار

باڑہ پہ باڑہ چلاتے رہے۔ پلاوینہ پر بھی آتشباری نہایت سخت تھی جو نسبتاً زیادہ نقصان رسان ثابت

ہوئی کیونکہ وہاں بالمقابل افواج ایک دوسرے کے بہت قریب تھیں۔

پیلی اوٹن دھالے وال اسطرف وولو کی جانب ترکوں نے جس پہاڑی پر حملہ کیا وہ کم از کم دو ہزار فیٹ بلند اور

اسکی سطح نہایت عمودی اور چٹانداری تھی ایسی پہاڑی پر یونہی چڑھنا بڑا مشکل کام تھا۔ چہ

جائیکہ ایسی صورت میں جبکہ اسکی چوٹی پر سے غنیم بوچھاڑ پیچھے سے اندھا دھند آگ برسا رہا ہو ایسی صورت میں اسپر چڑھنا بیشک ناممکن تھا اور

غالباً ترکوں کے سوا دنیا بھر میں اور کوئی فوج ایسا کرنیکی کوشش کرتی لیکن نعیم کی پلٹنیں حیرت انگیز ثبات بالاستقلال سے ایک چٹان

سے دوسری چٹان پر کودتی ہوئیں عمودی پہاڑی پر چڑھ ہی گئیں اور گو اونکو سخت نقصان پہنچا تھا مگر بالآخر چوٹی پر پہنچ گئیں

جہاں افسوس کوئی پناہ نہ تھی جسکی وجہ سے آگے بڑھنا ناممکن ہوگیا تاہم وہ اپنی جگہ پر قایم رہکر بارہ بجے سے چھ بجے تک دشمن

پر آتشباری کرتے رہیں۔ ساڑھے چار بجے یونانیوں نے جنکو بہت سی کمک پہنچگئی تھی سب موقعوں بالخصوص پلاوینہ سے ترکوں

کو پیچھے دھکیلنے کیلئے جان توڑ کوششیں کیں۔ رایفلی آتشباری کی باڑھیں مسلسل اور ناقابل برداشت حدت و تیزی کیساتھ پڑ

رہی تھیں یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یونانی بالمقابل دھاوا کر رہے ہیں اور ترک اونکے مقابلہ پر اپنی جگہ پر قایم رہنے سے عاجز

ہو رہے ہیں تمام پہاڑ پر یونانی سکرمشرون کے غول جو بڑے کود کر ڈھلوان سطح پر نیچے کیطرف دوڑتے ہوئے اور پھر دوسری کراڑہ پر

چڑھتے ہوئے دکھائی دیتے تھے اونکا کچھ حصہ شاخ کراروں کے درمیانی نشیبوں میں جمع ہو کر جنگل کیطرف بڑھتا آرہا تھا۔ باقی فوج

سلیمان کی سالونیکا طرف جو کہ از کم پانچ ہزار گز کے فاصلہ پر تھی اور نیز ترکی الفنٹری مقیم کیطرف بھی دریا پار میں چلا رہی تھی۔

پلاوینہ کیطرف بھی آتشباری اسی حدت کیساتھ مگر زیادہ موثر طریق سے جاری تھی۔ رایفلی باڑھونکی مسلسل کڑک کانوں

میں گونج رہی تھی آنکھیں یہ مشاہدہ کر رہی تھیں کہ یونانی بلند ترین چوٹیوں سے سیلاب کیطرح اوس جنگل کیطرف جہاں ترک

چٹانوں اور پتھروں کے پیچھے بیٹھے ہوئے یونانیوں کی تابڑ توڑ بوچھاڑ کا بالاستقامت جواب دے رہے تھے امڈے چلے آرہے ہیں اور یہ صاف

نظر آرہا تھا کہ انکی فوجیں جیسکام کا بیڑہ اوٹھایا ہے اسکے لیئے اونکی جمعیت بہت ہی تھوڑی ہے عثمانیوں کی پہاڑیوں اور یہلی اونکی

چٹانی بلندیوں کو چھ کمزور سی پلٹنوں سے فتح کرنا ایسا کام تھا جسے رستم و اسفندیار یا خالد و ضرار بھی انجام نہیں دیسکتے۔

پانچ بجے کے قریب یونانیوں نے ریزو میلوس کے گانوں پر گولہ باری کی اونکے دو گولے عین ترکی اسباب خچروں اور توپی

گاڑیوں کے بیچ میں گرے۔ یہ سامان و مویشی گرجہ کے عین انکے قریب جمع تھے نعیم پاشا نے اسکا کوئی جواب دیا کیونکہ یونانی تو پیں

سو گز کے فاصلہ پر درختوں کی نیم اوٹ میں تھیں اور نیز ان گولوں سے چنداں نقصان بھی نہ ہوا تھا چھ بجے کے قریب ترکوں نے

اپنے بیدی سکرمشرونکو پیچھے ہٹانا اور موضع کے گرد جمع ہونا شروع کردیا۔ اور فوج پیدل کروہ وسطی اور چند سوار جو انتہائی سرے

پر پہاڑیوں کی بیدی شاخوں کی آڑ میں نظر سے پنہاں تھے ریزو میلوس کیطرف آتے ہوئے دکھائی دینے لگ گئے۔

جب ہم ساڑھے چھ بجے روانہ ہوئے اوسوقت ترک ہٹے آرہے تھے مگر کامل وقار اور تمکنت کے ساتھ اونکو گرمی کی حدت سے سخت تکلیف پہنچی تھی اور کارتوس بھی تقریباً ختم ہوگئے تھے لیکن پھر بھی کہیں سات بجے کے قریب جا کر ترکی انفنٹری بلا و پتہ اور کیفالہ سے پیچھے ہٹی۔ اور کامل باقاعدگی اور استقامت کے ساتھ ریزو میلوس میں سے کرلی کو واپس گئی۔ یونانیوں نے مستعدی کے ساتھ کوئی تعاقب نہ کیا۔

ترکی مجروح کہاں

میں سخت حیران ہوں کہ وسٹینو کی اس پہلی لڑائی کے ترکی مجروحین کہاں گئے گو اونکی تعداد یقیناً بہت ہونی چاہیئے تھی میں نے بہت کم دیکھے کیفالو کیطرف تو غالباً مجروحین کو اونکے ساتھی اوٹھا لائے مگر بلا و پتہ کی عمودی ڈھلوانوں پر انہیں ساتھ لانا ناممکن محض تھا اور یہ یقینی امر ہے کہ وہاں کئی سو ترک مجروح ہوئے تھے لیکن مجھے اس امر کی کوئی شہادت نہیں ملی کہ یونانیوں نے ان مجروحین کو اسیر کر لیا تھا اور اونکی مرہم پٹی کی تھی اور لازمی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان مجروحین کا کیا حشر ہوا دوسرے دن ہمنے ایک نہایت بجدہ نظارہ دیکھا جس سے طرح طرح کے شبہات پیدا ہوتے ہیں اور خیال گذرتا ہے کہ ان بیکس مجروحین کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا ہوگا۔

ہم لڑائی کے خاتمہ تک ٹھیرنا چاہتے تھے مگر مسٹر گوین نے کہا۔ دیکھو ترکی نظام فوج گاؤں کو چھوڑ کر کرلی کو جا رہی ہے اور صرف البانیوں کی ایک پلٹن پیچھے رہ گئی ہے۔ یہ کوہستانی اگرچہ بہت سی خوبیاں رکھتے ہیں۔ مگر با انتظامی اور ضبط علی النفس اون خوبیوں کی فہرست میں داخل نہیں اگر انکو ہماری گھوڑے پسند آجاتے تو یقیناً ہمارا بھی وہی حال ہوتا جو لاریسا کی بھاگڑ کے وقت یونانی فوج کے ہمراہی انگریز نامہ نگار رونکا ہوا تھا کہ یونانی سپاہیوں نے بلا تامل اونکے گھوڑوں بلکہ گاڑیوں پر بھی تصرف کر لیا تھا۔

تاہم مراجعت کنندہ ترکوں میں بےترتیبی کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ ایسی لاپروائی اور بیفکری سے پیچھے ہٹے جا رہے تھے گویا کسی چھوٹی سی تفریح پر گئے تھے اور سارا دن جو جانگداز لڑائی کرتے رہے تھے وہ ہوئی ہی نہ تھی۔ یونانی اگرچہ اپنے مستحکم مورچوں کی پناہ میں خوب لڑے تھے مگر وہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ حملہ کرنیکی صورت میں مورچوں سے نکلکر کھلے میدان میں جانا پڑیگا جہاں ترکوں کا مقابلہ کبھی نہیں ہو سکیگا۔ چونکہ ہمکو ترکی سپاہیوں کی شاندار اوصاف اور نیز یہ امر معلوم ہے کہ بالخصوص جب مدافعت کے پہلو پر ہوں تو انہیں مغلوب کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس لئے ہم جنرل سمولنسکی کی قناعت و خاموشی پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتے ورنہ ضرور یہ رائے دیتے کہ اسے اوسی شام اپنے حملہ کو خوب موثر کرنا اور نعیم کے کل بریگیڈ کو اسیر کر لینا یا تباہ کر دینا واجب تھا جس میں ابھی تک کوئی تازہ کمک موجود نہ تھی۔ سمولنسکی کے پاس نعیم کی نسبت دگنی سے زیادہ فوج تھی جسے بہت کم نقصان اوٹھانا پڑا تھا اور فتح سے اوسکے حوصلے خوب بڑھے ہوئے تھے برعکس اسکے ترک کسیطرح شکستہ دل اور پست ہمت نہ ہوئے تھے تاہم اونہیں سخت نقصان پہنچا تھا اور وہ سخت کوفتہ و ماندہ اور گرسنہ تھے لیکن جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ بایں ہمہ سمولنسکی تعاقب نکرنے میں راستی پر تھا جیسی فوج اوسکے پاس تھی ویسی کے ساتھ کھلے میدان میں ترکوں پر حملہ کرنا نہایت خطرناک اور جوکھم کا کام تھا اور اگر حملہ میں ناکامی ہوتی تو اسکا نتیجہ بہت برا ہوتا ہاں اگر سمولنسکی کے پاس شجاع اور بجوبی منتظم فوج ہوتی۔ تو نعیم کا بریگیڈ

یقیناً تباہ ہو جاتا۔ اخبار ڈیلی نیوز مورخہ ۴ مئی میں اوسکی خاص نامہ نگار کیطرف سے اس معرکہ کے متعلق جو مراسلت شائع ہوئی اوسکا
آخری حصہ یہ ہے: "کل کے محاربہ میں میرے اندازہ کے مطابق یونانیونکا حسب ذیل نقصان ہوا: چودہ قتل ہوئے ایک افسر اور ایک
سارجنٹ بھی اس تعداد میں شامل ہے اور ایک سو بیالیس زخمی ہوئے یہ لوگ زیادہ تر ترکی انفنٹری کی آتشباری سے ہلاک و مجروح ہوئے اور بہت ہی
کم ترکی گولوں سے جنمیں سے اکثر تو یونانی صفوں سے باہر گرتے ہیں اور جو معدودے چند اندر گرے اونمیں سے بہت ہی تھوڑے پھٹے چونکہ دشمن آج
کے وقت لاریسا کیطرف اسقدر پیچھے ہٹ گیا کہ نظروں سے غایب ہو گیا لہذا آج باطمینان خاطر کل کے میدان جنگ کی گشت کی ہے اور میمنہ کو
الٹنے کی کوشش میں ترکونکو بھاری انفنٹری اور اونکے ریزیوں کی تباہی بخش آتشباری سے جو پہاڑیوں کی ڈھلوان سطحوں پر قابض تھے
یقیناً سخت نقصان پہنچا ہوگا۔ گندم کے کھیتونکی لمبی قطاروں میں جابجا لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنمیں سے اکثر تے یونانی فوج کی وردی کے
کچھ حصے پہنے ہوئے تھے جو غالباً اونکو لاریسا کے گوداموں سے ملے ہونگے۔ یونانی میسرہ پر جو وسیلنو سے اوپر تھا۔ ترکی کیولری کا حملہ
محض بازیگرانہ فعل تہا۔ ترکی سواروں نے دو مورچوں کے بالمقابل جس پہاڑی کی چھوٹی ڈھال پر چڑھنے کی کوشش کی میں اسکے پائیں میں
کھڑا ہوا اس حملہ کو دیکھتا رہا تھا۔ ان مورچوں میں دو سو سپاہی مقیم تھے غنیم نے اس قعر پر جو شہامت و بسالت دکھائی یونانی اوسکے صدق دل سے معترف
ہیں مگر قریب ترین یونانی مورچہ سے ۵۰ گز کے فاصلہ تک بہت تھوڑے سوار پہنچ سکے تھے پہاڑی کے نیچے نسبتاً زیادہ ہموار زمین پر بھی گندم کے
سرسبز کھیتوں میں جابجا سواروں اور گھوڑونکی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اگر یونانی سپہ سالار چاہتا تو کل ایک تازہ دم رجمنٹ
فرسالا سے سیدھے رستہ کے ذریعہ کوئی مزاحمت بجانب کرکی کا رستہ بند کر سکتا تھا اور اسطرح وہ تمام فوج جو کل کے حملہ میں شریک ہوئی
تباہ یا گرفتار کر لیجا سکتی تھی۔ سپہ سالار نے ایسا نہ کیا اور سمولنسکی کی فوج دو دن تک مورچوں اور خندقوں میں رہنے سے ایسی
پریشان زدہ ہو رہی تھی نیز اوسکی جمعیت اتنی تھوڑی تھی کہ وہ کوئی موثر جارحانہ حرکت نکر سکتی تھی۔"

کرکی پہنچ تک میں ایسا تھک گیا کہ میں نے ولوس اوپر سفر کر کے لاریسا جانیکی بجائے وہیں شب گذارنے کا عزم کر لیا مگر مسٹر مانٹگمری اور ایلیس
چلے گئے کیونکہ اوسدن ہم نہایت عمدہ کھانا تیار کئے جانیکا حکم دے آتے تھے اور اون دونوں کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی رات
کی تاریکی اور سڑک پر جابجا خیموں اور بار کش جانوروں کی قطاریں ملنے کی وجہ سے اونہیں سڑک پر بہت دیر ہو گئی۔
تاہم وہ نعیم کے قاصد سے پہلے پہنچ گئے اور آدھی رات سے کچھ بعد لڑائی کے حالات جملہ میں ادہم پاشا کو جو نہایت مشیر
نہایت شفقت کے ساتھ ملے اور فی الفور زبردست کمک کرکی کو روانہ کر دی ÷

مہمان نواز عثمانلی — دو ریبولا میں بمقام کرکی ایک آسودہ حال ترک کے مکان میں شب باش ہوا اوسکا نام حسن آفندی تھا۔ اور اوسکا مکان ایک خاصہ
خوشنما بنگلہ تھا۔ آفندی نہایت ذکی اور کمال درجہ کا مہذب شخص ثابت ہوا اوسنے دو دن بڑی تکلف کے
ساتھ میری مہمانداری کی اور خوراک اور مکان کے کرایہ کیلئے ایک حبہ لینے کا بھی روادار نہ ہوا میں نے بہت منت سماجت کی کہ وہ خوراک کا
خرچ لے لے۔ اوسنے ایک نہ مانی حتی کہ میں اوسکے نوکرونکو بھی تھوڑا انعام لینے پر بمشکل رضامند کر سکا اور یہ بھی صاحب
خانہ کی غیبت میں۔ یہ واقعہ شاذ نہ تہا۔ بلکہ مضافات میں عثمانیہ قوم کے کل افراد کا یہی قدیم دستور ہے۔ وہ جانونکی

حیثیت سے بڑھکر مدارات کرتے ہیں اور معاوضہ میں ایک کوڑی لینا گوارا نہیں کرتے —

سلیمان پاشا کمانڈر کیولری بھی اسی مکان میں سویا۔ وہ لحیم و شحیم طاقتور اور کسیقدر زیادہ مزاج شخص ہے۔ انگریزی یا فرانسیسی نہیں بول سکتا اُسکا سر اور باقی جسم گو گرد و غبار سے لتھڑ ابہوا تھا جیسا کہ ہم پہلے وہ پورے پانچ منٹ ہاتھ منہ کو دھوتا رہا۔ لیکن افسردہ دل سا ہو رہا تھا۔ اور اُسکی یہ افسردگی بیجا بھی نہ تھی میاں مجہو کی جولانی طبع نے اُسکی فوج کا ایک طرح سے ستیاناس کر دیا تھا ہم دونوں کے علاوہ سلطان المعظم کا ایک نوعمر اور چست و چالاک یاور بھی رہبر فریکش ہوا وہ ابھی پہنچا تھا اور بلا میا الفریڈ یو راپ پہنچ گیا تھا۔ اُسکی ساتھ کی خوجیاں اور یوریین طرز کی مطابق عنسل دہنے کی کل سامان تھا عثمانیہ فوجمیں ایسی تکلف کے سامان بالکل نادر تھے۔ یہ جوانمرد آسایش و تکلف کے حتی الامکان محترز رہتے ہیں۔ ایک مقدس صورت ملا صاحب بھی موجود تھے چونکہ ابنالک مکان کی دوامی مہمان تھے وہ سبز عمامہ پہنے ہوئے تھے یہ اس امر کی علامت ہے کہ صاحب عمامہ حج کر آیا ہے۔ ملاکی یہ ہو رہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھی کسیقدر بنظر اشتباہ دیکھ رہا ہے جب تک ہم انگلشمین ہیں اُسوقت کا زیادہ حصہ اوسکی مونچھ ملتی رہی مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور میری حق میں یا میری برخلاف دعا مانگتا رہا تھا میں نے اوس سے فرانسیسی اطالین اور جرمن میں یکے بعد دیگرے گفتگو کرنیکی کوشش کی مگر ہر دفعہ اُسنے سر ہلا دیا جسکا یہ مطلب تھا کہ وہ ان زبانوں میں سے کسیکو نہیں سمجھتا ترکی افسر نے اوسکی طرف کچھ توجہ نہ کی مگر میں نے حسن آفندی کی معرفت اوس سے کھانیمیں شریک ہونیکی درخواست کی اور وہ بخوشی شامل ہو گیا میں جملہ مذاہب کے نفس کش مذہبی مقتداؤں کا ادب و حرمت کی نظر سے دیکھتا ہوں چنانچہ اگر کبھی پادری ہیوپرائس ہیوز صاحب ہی کسی غیر ملک کی محاربہ میں ملجاتے تو میں اونسے بھی اسیطرح پیش آتا گو میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ پروٹسٹنٹ اور کلیسا برطانیہ کی پادریوں کا اعزاز میرے دلمیں سب سے زیادہ ہے کھانیمیں ایک ایسا نوعمر ترکی افسر بھی شریک تہا جو بیشک رونق محفل تھا۔ وہ حقی پاشا کا ایک یاور تھا مجھے سخت افسوس ہے کہ میں اُسکا نام بہول گیا ہوں وہ اون نہایت ہی ذکی اور بکمال خوشطبع افسروں میں سے ایک تھا جن سے تھسیلی میں ہماری ملاقات ہوئی —

کہانا سادہ مگر بافراط تھا بریاں گوشت اور جوزونکی ہتھیار رکابیاں میز پر چنی گئیں چند میں خوب تیز مصالحہ ڈالا گیا تھا اور وہ میز کی وسط میں رکھی گئی تھیں ہم کانٹے لیکر اون کا ہو نپر ٹوٹ پڑے اور جو بوٹی پسند خاطر ہوتی اور یا جو خود بخود کانٹے سے لگ جاتی تھی اوٹھا اوٹھا کر کھانے لگے۔ ابتدا میں تلی ہوئی مچھلیوں سے لگیگئی اور شیرینی پر کھانیکو ختم کیا گیا خوش قسمتی سے میرے پاس سرخ شراب کی ایک بوتل موجود تہی جسکو ملا کے سوا سب نے خوب مزے لیلیکر نوش کیا۔

کرلی: مسٹر مانٹگمری اور آلیس نے بخیتہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اُسی لٹ گہوڑے بدلکر زین سوار یا گاڑی پر واپس لوٹ آئینگے مگر وہ کوئی نہ آئے جس سے مجھے سخت تردد پیدا ہو گیا کیونکہ اوس رات شہر کو بہر بیشمار و وارفتہ مزاج لوگ موجود تھے جیسکے چہر مجھ میں گہوڑے پر سوار ہو کر لاریا کیطرف روانہ ہو گیا سپاہیوں کی انبوہ عظیم انبوہ سڑک پر کرلی کیطرف چلی آرہی تہے جنکو دیکھکر یہ واضح ہو رہا تھا کہ ادہیم پاشا نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یونانی پہر و آئندہ پر ترکوں کو ہزیمت نہ دے سکیں میں نے مختلف پلٹنوں کے کماندار افسر کرنیلوں سے دریافت کیا کہ آیا انہوں نے میری جماعت کو رستہ میں دیکھا ہے مگر کرلی سے دس میل کے فاصلہ پر جب تک

ے تعینہ کہ خدا مجھے ہدایت کرے کہ میں گمراہ نہوں نکلے مگر میں شرفا سے ہو جاؤں یا کہ میں غارت ہو جاؤں یہ ایک مشہور رومن کیتھولک عقیدہ کیا درست ہے

میں حقی پاشا سے ملا اور انکی کوئی خبر ملی۔ حقی پاشا نے کہا کہ انہوں نے ایلیس کو شب گذشتہ لاریسہ کے متصل دیکھا تھا۔ یہ سنکر میں آگے بڑھ گیا اور تقریباً چار میل ادہر گیا ہونگا کہ سامنے سے مسٹر پانگری اور ایلیس بیچ بیچ کمال بیفکری کیساتھ ترکی کیطرف آتے نظر آگئے انہوں نے میرے تردد و پریشانی کا حال سنکر بھی شکریہ ادا نہ کیا بلکہ کہا کہ ہم جاتے ہی ادہیم پاشا سے ملے کہانا نہایت لذیذ تھا خوب سیر ہو کر کھایا۔ وعدہ بالکل بھول گیا تھا سخت ہو کر سو گئے۔ میں نے اوسیوقت حلف اٹھائی کہ پھر کبھی متردد نہ ہونگا۔

ہم سب ترکی کیطرف روانہ ہو گئے اور تھوڑی دیر آرام کرنیکے بعد ترکی کیمپوں کے گرد چکر لگایا۔ یہ کیمپ ترکی کے گرداگرد مشرق جنوب مشرق اور جنوب میں نہایت مناسب موقعوں پر قائم کیئے گئے تھے۔ اور اون کے سنتری خوب ہوشیار تھے جب ہم پرانے دوستوں یعنی پرنس ونڈیلین کے ارنوطوں کے پاس پہنچے تو وہ ہمارے گرد جمع ہو گئے اور طرح طرح کی فوجی اوٹ یونانی خورجیاں وغیرہ مگر اس رائفلیں پستول تلواریں اور کارتوسی پیٹیاں خرید اری کے لیئے پیش کیں یہ چیزیں انہیں میدان جنگ سے دستیاب ہوئی تھیں اور وہ جانتے تھے کہ ایلیس کو اسلحہ جمع کرنیکا شوق ہے اُس نے اس قسم کی بہت سی یادگاریں خرید کیں۔ مگر انگلستان کو واپس جاتے وقت اونکا حصہ کثیر ہمارے یونانی گرفتار کنندگان نے ناجائز طور پر ضبط و غصب کر لیا۔

گشت سے فارغ ہو کر ہم نے حقی پاشا سے ترکی سٹیشن میں جہاں وہ مقیم تھے ملاقات کی۔ وہ کم گو۔ روشن چشم ملنسار۔ نہایت مہمان نواز اور مسافر پرور شخص ہیں۔ پاشا موصوف نے قہوہ سے ہماری تواضع کی اور فی الفور اپنے فوجی ڈاکٹر کو بلوا کر ایلیس کے سر پر پٹی بندھوائی اس سے پہلے ہمیں رخصت نہ دی۔ دوسرے دن پاشا موصوف نے لاریسا واپس جانیکے لیئے اپنی گاڑی مجھے پیش کی کیونکہ میرا گھوڑا تھک گیا ہوا تھا جب وہ گاڑی آئی تو میں نے دیکھا کہ ایک معمولی قسم کی بلا کمانی چوبیہ گاڑی ہے جسمیں زراعتی قسم کا چارہ ڈھونیوالا چھکڑا کہنا زیادہ مناسب ہو سکتا تھا۔ تاہم پاشا کی نوازش میں کوئی کلام نہیں میں سوار ہونے ہی لگا تھا کہ ایک نامہ نگار نے مجھے اپنی گاڑی میں بٹھلا لیا۔ اور مجھے حقی پاشا کی گاڑی کی یہ آزمائش نکرنی پڑی کہ سفر میں کیا کام دیتی ہے۔

استکشاف اگلی صبح ہم ایک کی استکشافی جماعت کے ساتھ ریزو میلو اور لیسٹینو کیطرف گئے۔ اس کام پر دو پلٹنیں بھیجی گئیں ایک ارنودوں کی پرنس ونڈیلین اور دوسری نیچ نظام کی تھی۔ یہ سکرمشنگ کے قاعدہ سے ٹوٹی پھیلاؤ دار صف باندھکر آگے بڑہیں جنوب کیطرف اونکا ایک سرا ریلوے لاین کے متصل تھا جو پہاڑوں کے گرد سے گذرتی ہے اور دوسرا بجانب شمال جھیل قرلہ کے قریب تھا چھ سواروں کی ایک چھوٹی سی جماعت جو ایک دفعدار اور ایک کپتان کی تحت تھی آگے آگے تھی ہم ان سواروں کیساتھ تقریباً ریز و میلو تک گئے۔

وہ نہایت احتیاط سے آگے بڑہ رہے تھے ہر پانچویں دسویں منٹ جہاں کہیں اونہیں کوئی ایسا موقعہ نظر آتا جسکے پیچھے غنیم کے لیئے چھپنا ممکن ہو سکتا وہ فوراً ٹھہر جاتے بجانب جنوب جھیل کے قریب ایک گاؤں میں ایسے لوگ دکھائی دیئے جو یونانی بیقاعدہ سپاہیوں کے مشابہ تھے۔ دو سوار گاؤں کی جستجو اور پڑتال کیلئے بھیجے گئے جو عین ہمارے قریب تھی ادہر گاؤں کے گرد ایک بیڈول سی دیوار موجود تھی اور عین بائیں جانب ایک گورستان تھا جسکی چاردیواری بہت بلند تھی یونان میں ایسے گورستان بافراط ہیں اور انفنٹری کو اونکی بجماعت یوارریوں سے خوب پناہ ملسکتی ہے جب کہ یہ سوار بالاستقلال گاؤں کیطرف بڑھ رہے تھے

تھے ہمیں نہایت تردد رہا کہ وہ بخیریت واپس آسکیں۔ ایک سیدہ اوس دروازہ کیطرف گیا جو دیوار میں تھا اور دوسری جگہ کاٹ کر گانوں کی دائیں طرف ہمیں ہر لحظہ یہ توقع تھی کہ ان جانباز سوار و نپر اب گولیاں برسیں۔ مگر کوئی گولی نہ چلی یونانی معمولی گذرینہ ثابت ہوئے اور ہم سیدھے ریزوویلو کیطرف روانہ ہو گئے ارنو ہماری آگے آگے ہو لیئے۔

سواروں کھیتوں میں سے گذرنے کی لیئے جو متذکرہ صدر جنگل کی دائیں ہاتھ تھے ہم سے جدا ہو گئے تھے وہاں پہنچتے ہی اونہوں نے کسی چیز کا بڑی سرگرمی کی ساتھ تعاقب کیا مگر پکڑنے پر معلوم ہوا کہ وہ معمولی یونانی دہقان تھا۔ جو کھیت کی لمبی لمبی فصل میں چھپا ہوا تھا میری خیال میں وہ جاسوس تھا جسنے عمداً سادہ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مگر اُسے چھوڑ دیا گیا اور کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی

کرلی کے قریب یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے کئی گانوں لوٹ لیے تھے مسٹر مانٹگمری نے ہمیں کے اسٹینڈرڈ میں اسکے متعلق حسب ذیل تحریر کیا: "آج صبح کے سات بجے میں ایک ستکتانی جماعت سواراں کیا تھ میدان سے گذرا۔ ہمنے یونانی موضع حاجی سی کو بالکل خالی پایا کیونکہ کل سے پہر کو پچاس یونانی پہاڑ و نسے اُتر کر یونانی باشندوں کو مملوکہ و مقبوضہ پچاس مویشی چھین لیگئے تھے۔ ٹرنادوس کی محاصرہ کے وقت سے یونانیوں نے تاخت و تاراج کا بازار گرم کر رکھا ہے جس سے میدان کے دہقان سخت غضب آلود ہو رہے ہیں اور علانیہ واویلا کر رہے ہیں کہ ہمارے ہم مذہب ہم قوم ہمسے ترکوں کی نسبت بدرجہا بدتر اور ظالمانہ سلوک کر رہے ہیں یہی کیفیت موضع سر مکلی (چوماقلی) کی تھی۔ اوسمیں ایک سو گھر ونکی آبادی ہے سڑک کی دونوں طرف میدانمیں گھاس خشک کھڑی ہے۔ مگر اُسے کاٹنے اور جمع کرنے والا کوئی نہیں۔ حالانکہ وہ پندرہ دنوں سے قابل درو ہے۔ یہ موضع حمدی پاشا کو ڈویژن سے پانچ کیلومیٹر بجانب جنوب ہے۔ جب میں وہاں گیا اوس سے پہلے کوئی ترکی فوج وہاں داخل نہیں ہوئی۔ مگر ایک بھی باشندہ وہاں موجود نہ تھا صرف چند چوہے یا پانچ کتے اور کسیقدر سور دکھائی دیتے تھے سوروں نے خالی مکان میں بسیرا کر لیا ہوا تھا۔ ویرانی کی وجہ یہ تھی کہ جو قیدی لاریسا کی جیلخانہ سے رہا کر دیئے گئے تھے وہ راستہ میں سرمکلی سے گذرے تھے اور وہاں کے ہر ایک گھر کو لوٹ لیا تھا سڑک اور مکانوں کے گرد خالی کارتوس پڑے ہوئے تھے جس سے ثابت ہو رہا تھا کہ قیدیوں کو گانوں پر متصرف ہونے کے لیے دیہاتیوں سے تھوڑی سی لڑائی کرنی پڑی تھی۔ مگر کہیں کوئی لاش یا خون کا دھبہ دکھائی نہ دیئے جس سے خیال گذرتا ہے کہ شاید قیدیوں نے محض گانوں کی لوٹ کی خوشی میں کچھ تفنگیں کی ہوں گی۔

وحشت البیانم ریزوویلو میں ہمنے ایک عجیب ہیبت انگیز اور تنفر خیز نظارہ دیکھا ایک ترکی سپاہی کی لاش بری طرح سے جھلسی اور جلی ہوئی ایک چھوٹی سی دیہاتی گاڑی یعنی ارابہ پر جو نیز تقریباً جلی ہوئی تھی پڑی تھی آگ گاڑی کے نیچے روشن کیگئی تھی اور اوسکے شعلوں سے گاڑی اور اوسکا سوار دونوں تقریباً خاکستر ہو گئے تھے۔

سپاہی کی ٹانگیں گھٹنوں سے نیچے صحیح سلامت تھیں اور اُسکی وردی کے صرف چند تار کوٹ کے تھوڑے سے حصہ پر تھے جس سے اوسکا عثمانی سپاہی ہونا متحقق ہو گیا تھا۔ اوسکے گھٹنے پر زخم موجود تھا غالباً یہ کہیں اور جگہ پر بھی ہو جسکا نشان جلجانیکی وجہ سے معدوم ہو گیا ہو یہ ثابت کرنا ہمارے امکان سے باہر تھا کہ اس بدقسمت کو نیچے جب آگ روشن کیگئی تھی تو آیا وہ اوس

وقت زندہ تھا مگر جملہ قرائن سے پایا ہی جاتا تھا۔ یونانی اخبارات کمال بیحیایانہ انداز سے ترکوں پر طرح طرح کے الزامات لگاتے رہتے تھے کہ وہ ناگفتہ بہ مظالم کے مرتکب ہو رہے ہیں اور بالخصوص یونانی مجروحین سے نہایت وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ اونھوں نے یہ افترا باندھا یا دروغ روایت مشتہر کی کہ ترکوں نے بتاریخ ۳۰ اپریل جمعہ کے دن یونانی مجروحوں کو کنیسہ دومیلو میں زندہ جلا دیا تھا جیسے کہیں آگے اوسکی کامل تردید کر دی ہے یہ محض سفید جھوٹ تھا۔ کنیسہ میں کوئی مجروح نہ تھے۔ اور عمارت کے اندرونی حصہ کو خفیف سا نقصان پہنچنے کے ماسوا اسکے عمارت بالکل صحیح سلامت کھڑی تھی اندرونی حصہ کو یہ نقصان پہنچا ہوا دیکھا گیا کہ منبر الٹ دیا گیا ہوا تھا۔ اور اولیا کی بعض تصویریں دیواروں سے اکھاڑ دی گئی ہوئی تھیں مجھے کامل یقین ہے کہ دراصل خود یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے ترکوں کو بدنام کرنے کے لیئے ایسا کیا کیونکہ اور ہر جگہ ترکی سپاہیوں نے معابد کا بہت ہی احترام کیا۔ مزید برآں یہ نقصان ایسا خفیف اور جزوی تھا کہ کوئی دشمن اتنے پر کبھی کفایت نکرتا۔ اس سوختہ لاش کو دیکھکر ترک بالخصوص البانوی سخت غضب آلودہ ہو گئے۔ اور اکثر نے بزدل یونانیوں سے اسکا پورا پورا انتقام و بدلہ لینے کی قسم اوٹھائی۔

ناتربیت پذیر ارنود کی ہم پھر اپنے پرانے ٹھکانے یعنی مینار پر چڑھ گئے اور وہاں سے بہت اچھی طرح استکشافی مہم کی کارروائی کو دیکھتے رہے داہنیں ہاتھ ارنودوں کی آدھی پلٹن کھیتوں میں سے جنگل کیطرف بڑھی جا رہی تھی اور تابڑتوڑ رائفلی آتشباری سے واضح ہو رہا تھا کہ جنگل یونانیوں سے بھرا ہوا ہے۔ جہاں بڑے معرکہ کی لڑائی ہوتی رہی ایک بیقاعدہ ارنوط سپاہی جو بقول خود بریزنڈ پلٹن سے تعلق رکھتا تھا اور جسنے اوسے کئی مختلف مہموں میں حصہ لیا تھا جیسا آیندہ بتائینگے نہایت خوبصورت و تناور شخص تھا اور اُسکے چہرہ سے ثابت ہو رہا تھا کہ وہ بہت صاف دل ہے لیکن میرے خیال میں اپنے اکثر ہم وطنوں کیطرح لوٹ کا وہ بھی کچھ کم مشتاق و شیدا نہ تھا لیکن جنگل کی سخت آتشباری سے وہ آج بڑا گھبرایا ہوا تھا اسنے کہا کہ میرے تمام ساتھی جنگل میں ہلاک ہو رہے ہیں اور ترکوں نے عمداً اونکو اسغرض کیلئے وہاں بھیجا ہے۔ البتہ جو یونانیوں کی نشانہ اندازی کی نسبت کوئی عمدہ رائے رکھتا تھا۔ اوسے بڑی تشفی دلائی اور کہا خاطر جمع رکھو تمہارے ساتھی بالکل بخیریت ہیں مگر اوسے اطمینان نہ ہوا اور بیتابی سے جلد جلد نیچے اتر گیا اور پھر سو سوا اپنے ہمقوم ارنودوں کو جمع کرکے جنگل میں گھس گیا جہاں اونکے پہنچنے پر آتشباری پہلے سے دگنی ہو گئی۔

بجانب مشرق دو سو ارنود ایک یونانی مورچے کیطرف جو بلا مبالغہ دو میل پر تھا تیز قدمی کے ساتھ بڑھے اور صفیں پھیلاکر یونانی خندقوں سے آٹھ سو گز کے فاصلہ تک برابر دوڑے گئے جب وہ وہاں پہنچے تو مورچہ سے یکبارگی بڑے زور کی آگ برسائی شروع کر دی جسے دیکھکر کئی رفقاء کو خیال گذرا کہ بہادر البانوی تباہ ہو گئے نصف البانوی زمین پر گر پڑے اور باقی ... نسبتاً زیادہ احتیاط سے آگے بڑھنے لگ گئے۔ جو گر پڑے تھے اونکی نسبت قیاس کر لیا گیا کہ وہ ہلاک یا زخمی ہو گئے ہیں کہ اتنے میں یکلخت کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ پیشقدمی کرنے لگ گئے اونہیں کھڑا ہوتے دیکھکر ہمیں تعجب اور کمال خوشی ہوئی وہ دراصل بندوقیں سر کرنے کیلئے زمین پر بیٹھ گئے تھے یونانی گولیوں سے ایک بھی نہ گرا یا شہید نہ ہوا تھا اس مزید حرکت میں البانیوں نے دو تین سو گز ادھر کر لیا اور یونانی اونکے

اپنے ملک کیطرف دھکیلی جاتے رہے۔ اونکی افواج یکجا جمع ہوتی گئیں اور حب الوطنی کا تقاضا بھی زور پکڑتا گیا مزید بران ۲۹
اپریل کو فتح ہے جبکہ سمولنسکی نے [illegible] کو بریگیڈ کو نقصان کثیر کیساتھ پسپا کیا تھا یونانی سپہ کی افواج کے حوصلے بھی بہت بڑھ گئے تھے جنرل
سمولنسکی قابل سپاہی ہے وہ مستحکم و مناسب مقام کو منتخب کرکے ایسے مضبوط مورچہ بند کر لینا اور اپنے سپاہیوں میں حوصلہ و جرأت پیدا
کر دینا اچھی طرح سے جانتا تھا۔ مسٹر [illegible] کہتے ہیں ایسا [illegible] کہ ہزیمت ہو دوسری جانب علی الصبح [illegible] کو آ لیا یہی زبردست
کمک کی [illegible] بھیجی گئیں اور ۵ مئی تک حقی کے پاس ۸ ہزار آدمی ہو گئے۔

یونانی خطہ [illegible] ولسٹنو دو لیو فرسالہ تک تقریباً تیس میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا تھا یہ خط دراصل [illegible]
لائین تھی جبتک یونانی [illegible] آسانی سے محفوظ رہی [illegible] کا دباؤ زیادہ ہوتا وہ فوراً اسطرف کمک بھیج سکتے تھے
۳۰ اپریل کی لڑائی میں ہم کہہ چکے ہیں فرسالہ [illegible] فوجیں لوٹ چکی تھیں آخر مرتبہ ادہم پاشا نے ولسٹنو اور فرسالہ پر ایک ساتھ
حملہ کرنیکا عزم کیا تاکہ اگر یونانی اس لائین کو چھوڑ دیں تو فوجیں جو کسی ایک حصہ پر کامیاب ہو جانے سے دوسرے موقعہ کے
بازو کو پلٹ دیا جاوے چنانچہ پاشا [illegible] ڈویژن دوم سوم [illegible] کو چند [illegible] فرسالہ کیطرف روانہ کر دیا اور
ایک ڈویژن ترنیالہ سے [illegible] کیطرف بڑھا [illegible] جمع ہوا تھا الاصونا سے جنوب میں آ گیا۔ اور
ایک کثیر التعداد فوج جو الاصونا سے بجانب غرب بیس میل کے فاصلہ پر [illegible] مقیم تھی ترنیالہ اور فرسالہ کیطرف روانہ ہو گئی۔

بقول مسٹر بگہم [illegible] نے حقی پاشا سے وعدہ کیا تھا کہ سوم ڈویژن زیر کمان [illegible] سے مرکزی حملہ میں مدد دیگا۔ اور حقی
پاشا کا چھٹا ڈویژن [illegible] پہاڑی کی [illegible] کریگا۔ ولسٹنو [illegible] محفوظ تھی مگر سمولنسکی کی فوج [illegible]
[illegible] ہوا تھا [illegible] سیفالو کی پہاڑی سے [illegible] کی جانب [illegible]
[illegible] سمولنسکی نے اپنی ۵ ہزار سپاہ کی حفاظت کیلئے اچھے مورچے بنا لیئے تھے جو آدمیوں کی گردنوں
کے برابر تھے اور پلادیتہ [illegible] پہاڑی توپیں نصب کر دی تھیں پلادیتہ اور سیفالو کی درمیانی پست پہاڑیاں جو قدرتاً [illegible]
کی شکل کی تھیں مصنوعی مورچوں اور دمدموں سے اور محفوظ اور مستحکم کر لیگئی تھیں کہ سامنے کیطرف سے اپنا نقصان کثیر اٹھائے
بغیر حملہ نہیں ہو سکتا تھا مسٹر بگہم نے ولسٹنو کی دوسری لڑائی کے حالات بہت مجمل لکھے ہیں حالانکہ یہ محاربہ کی سخت [illegible]
لڑائی نہ سہی سخت ترین لڑائیوں میں سے ایک تھی۔

ترکوں نے حملہ کرنیسے پہلے سمنہ پر حمدی کے پہنچ جانیکا انتظار کرنا مناسب سمجھا تاکہ حمدی کا ڈویژن سیفالو کو [illegible] کے برابر
پیشقدمی کرکے یونانیوں کے میسرہ کو الٹ دینے سے پچھلی سمولنسکی کی فوج کو مشرق کیطرف ہٹا دے۔ اور بشرط امکان عقب میں پہنچکر
فوج مذکور کی مراجعت کا راستہ بھی بند کر دے ۴ مئی کو غیر منفصل جزوی سی لڑائی ہوئی یونانیوں نے اسمیں فاتح ہونے
کا دعوے کیا شاید اس لیئے کہ ترک پوری مستعدی سے حملہ کرنے کے بغیر پیچھے ہٹ گئے تھے۔

۵ مئی کو حقی پاشا کیفالو سے یونانی قلب کے میسرہ کیطرف بڑھا۔ اور آٹھ ہزار پیدل فوج اور پانچ باتریاں اس موقعہ پر قلیم کے مقابل

صف آرا کیں آتشباری نے الحقیقت نہایت سخت تھی۔ انگریزی جہاز رائیڈ کا کمانڈر کپتان بلیم یونانیوں کے سب سے اگلے مورچوں میں تھا اوس نے مجھ سے ذکر
کیا کہ یہ قیاس میں نہیں آسکتا کہ کبھی اس سے زیادہ سخت کوئی آتشباری ہو سکتی ہے یا کوئی فوج اوس سے زیادہ شجاعت و ثبات دکھا سکتی
ہے جو ترکوں نے پیشقدمی کے موقعہ پر دکھائی ہم اُس دن بندر وولو میں ایک ثانی جنگی جہاز میں نظر بند تھے اور ایک بجے سے لیکر ساڑھے
چار بجے تک لڑائی کا شور و غوغا سنتے رہے تھے اوس سے زیادہ مہیب جو ڈکرک کبھی قیاس میں نہیں آسکتی گولہ باری ہی نہایت
سخت اور مسلسل نہ تھی۔ بلکہ رائفلی آتشباری بھی غضب ڈھا رہی تھی میدان جنگ سے متواتر فتح و نصرت کی خبریں چلی آرہی تھیں
جن سے یونانی پھولے نہ سماتے تھے سموئینگی نے خبر دی کہ "ہمنے ترکوں کے سات متواتر حملوں کو پسپا کر کے غنیم کو سخت نقصان پہنچایا
میرے سپاہی دشمن کے خون میں تیر رہے ہیں"۔ مگر اصل کیفیت یہ رہی کہ جب ۵ مئی کی شام کو لڑائی بند ہوئی تو اسوقت تک ترکوں نے
یونانیوں کے مورچوں کی دو قطاریں فتح کر لی ہوئی تھیں۔ اور تیسری قطار سے صرف چار سو گز کے فاصلہ پر تھے یونانی مورچوں کی کل
چار قطاریں تھیں ہاں یہ درست ہے کہ ۵ مئی کی لڑائی میں یونانیوں کا چنداں زیادہ نقصان نہ ہوا جسکے برعکس ترکوں بالخصوص
البانویوں کو جو حملہ کنندہ فریق تھے بہت نقصان پہنچا یونانیوں کے پانسو سے زیادہ قتل و مجروح نہ ہوئے۔ دوسرے دن ۶ مئی کو سموئینگی
ولیسٹینو کو چھوڑ کر بجانب جنوب تالمیروس کیطرف ہٹ گیا اوسے ایسا کرنیکے لئے ولیعہد کا حکم پہنچ گیا تھا لیکن اگر حکم نہ بھی پہنچتا تو بھی
فرسالہ کے فتح ہو جانے اور باقی یونانی فوج کے ڈومکوس کو ہٹ جانیکی وجہ سے مراجعت اسکے لئے ضروری ہو گئی تھی اگر وہ ولیسٹینو پر قائم
رہتا تو ترک اوسے بڑھکر اپنے احاطہ میں لے لیتے اس مراجعت کا قابل تعریف انتظام کیا کسیطرح کی بے ترتیبی نہ ہونے پائی اوسکا عقبی
دستہ شجاعانہ استقامت کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ پر قائم رہا۔ اور اسطرح ترکوں کو سموئینگی کی فوج کی روانگی سے ۴۸ گھنٹے بعد تک علم نہ ہوا کہ اونکا
دشمن پہلو بچا کے نکل گیا ہے۔ یہ دستہ ۸ مئی کی رات تک ہلاد و پتہ کی سر نیلان میں قابض تھا پھر رات کے وقت وولو جاکر وہاں سے جہازوں پر لد کے
چلا گیا ادہم پاشا ۶ مئی کو فرسالہ سے ولیسٹینو پہنچے ممدوح پاشا نے اپنا ڈویژن لیکر ۸ مئی کو پیلی کے شمال مشرقی جانب سے کوچ کیا اور وولو کے قریب پہنچا یہاں غنیم کی
کوئی معقول جمعیت نہ پائی پھر وہ ولیسٹینو کو اور وہاں سے فرسالہ کو ہٹ گیا۔ یہ ڈویژن ڈومکوس کے معرکہ میں شریک ہوا تھا۔

وولو میں اضطراب و بے چینی

کے درمیان وولو میں خوفناک تشویش مستولی ہو رہی تھی یونانی سپاہ اور بھگوڑے ہر روز
۶ مئی کو (جیسے پیشتر) ولیسٹینو سے بندرگاہ میں لگا تار داخل ہوتے رہے تھے جہازوں پر
سوار ہونیکے لئے آپس میں کئی دفعہ دھینگا مشتی ہوئی جسمیں غیر فوجی آبادی بالخصوص عورتوں بچوں اور مجروحین کو بہت نقصان
پہنچا ۵ مئی کو انگریزی قونصل مسٹر مرکن نے مجھسے بعد ملاقات بیان کیا کہ وولو میں سخت بے چینی پھیل رہی ہے اور جنبی تفصیل
کے لیے ترکوں کے شہر کیطرف بڑھنے پر سخت مشکلات پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اونکو ایکطرف آگ اور دوسری طرف پانی ہوگا
یعنے ایک طرف یونانی جنگی جہاز بندرگاہ میں موجود ہونگے اور دوسری طرف شہر میں ارنود بھرے ہونگے۔
میں نے مسٹر مرکن کو تشفی دلائی کہ ترکی سپاہ کمال خوش اطوار ہے اوس سے شہر والوں کو کوئی تکلیف نہیں پہونچیگی۔ پھر اُسے
نصیحت کی کہ جونہی لڑائی ختم ہو ادہم پاشا کے پاس قاصد بھیجکر اون سے ترکوں کے پہلے گوارڈ کی شاف اور نظام سپاہ کی حفاظت و

وحمایت کی التجا کیجائے۔ تو نصلوں نے اس مشورہ کو پسند کیا اور ۸ مئی کو علی الصبح ولیسٹینو روانہ ہوگئے جہاں مشیر اون سے بہ شفقت پیش آئے اور حفاظت مطلوبہ کا انتظام کردینے کا وعدہ کیا چنانچہ انور بیگ کو وولو پر قبضہ کرنیکے لیئے دو پلٹنیں اور ایک رسالہ دیکر فی الفور روانہ کردیا اور اُسکی ہاتھ اہالی شہر کیطرف یہ اعلان بھیجدیا کہ اگر اُنہوں نے بلامقابلہ اطاعت قبول کرلی تو انکو جان ومال کی حفاظت کیجائیگی۔ انور بیگ نے اعلان مذکور شہرداروں کے جم غفیر کو بآواز بلند پڑھکر سُنایا جو اُسے سُنتے ہی باغ باغ ہوگئے اور سلطان المعظم کی درازی عمر کیلیئے زور شور سے نعرے لگائے۔

وولو میں ترکوں کے داخلہ کے حالات مسٹر شیوٹس[1] نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں تحریر کئے ہیں جن لوگوں نے موجودہ یونانیوں کو دیکھا ہے وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ مسٹر موصوف نے اپنی تحریر میں مبالغہ کو بالکل دخل نہیں دیا۔ اونکا بیان ہے کہ یونانی باشندے عجیب پریشان تھے جسقدر بھاگ سکے وہ بھاگ گئے ہوئے تھے پھر بھی بازاروں میں دورویہ ہشیار لرزان و ترسان باشندوں کی صفوں صفیں کھڑی تھیں جنکو یہی توقع تھی کہ بس وہ اب ایک آن کے مہمان ہیں۔ ترک داخل ہوتے ہی سب کو تہ تیغ کردینگے بعض نے خاص اہتمام سے ترکی ٹوپیاں پہن لی ہوئی تھیں اور جب انور بیگ داخل ہوا تو فرنگیانہ ٹوپیوں کیطرح سلام بجالانے کیلیئے اونکو سروں سے اتار دیا انہیں سراسیمگی میں یہ یاد نہ رہا کہ ترک کبھی ٹوپی سر سے نہیں اُٹھاتے کئی ہمارے گھوڑوں کو تھامے رہنے کیلیئے دوڑے آئے سلطان کی یادگاری ساتھ تین نامہ نگار دو تواص اور ایک سوار شہر میں داخل اور اسپر متصرف ہوئے تھے۔ باشندے بارنگ و دبا اس حملہ کنندہ جماعت بکیران کے پیچھے پیچھے ٹون ہال کیطرف چل پڑے۔ اہالی شہر ایسے خوفزدہ ہو رہے تھے کہ کچھ عرصہ تک باضابطہ قبول اطاعت کی دستاویز پر دستخط کرنیکے لیئے شہر کا کوئی رکن دستیاب نہ ہوسکا آخر ایک معزز ملگیا۔ اور اُسنے دستاویز پر دستخط کردیئے جسکے بعد سلطان کے یاور نے جھروکے میں کھڑے ہوکر اعلان کردیا کہ امن پسند اور سلامت رو باشندوں کی جان ومال آپ بعد الحمید کامل حفاظت کرینگے۔ اسکے سنتے ہی ڈرپوک اور دہشت زدہ یونانیوں میں پھر از سر نو جان پڑگئی۔ اور وہ حضرت کے رحم وکرم سے ایسے خوش ہوئے کہ بیساختہ سلطان المعظم کی درازی عمر وازدیاد اقبال کیلیئے نعرے مارنے لگ گئے اور یہی یونانی جو صبح کیوقت ذات شوکت سمات کو ظالم سفاک کہہ رہے تھے اب صدق دل سے اوس کیلیئے دعائیں کر رہے تھے۔

تو نصلوں کو تھوڑا سا اس امر سے اندیشہ تھا کہ کہیں یونانی جہاز ترکوں کے داخل ہونے پر شہر پر گولہ باری شروع کردیں مگر میرا رفیق قدیم امیر البحر ساشیلوس ایسا بیوقوف نہ تھا کہ چند ترکوں کو نقصان پہنچا سکنے کی توقع پر ایک یونانی شہر کو برباد کردیتا وہ اوسی شام المیروس کو روانہ ہوگیا۔ ترکی سپاہ کا چلن دیگر مقامات کیطرح وولو میں بھی قابل تعریف رہا۔ وولو اور ولیسٹینو سے ترکوں کو سامان حرب ورسد کی وافر مقداروں کے علاوہ چھ توپیں غنیمت ملیں یہاں تک وولو میں اب پہلی مرتبہ یونانیوں نے ایسی چیزوں کو جو غنیم کے کارآمد ہوسکتی تھیں کسیقدر تلف کیا اونہوں نے بری وبحری کل تار برقی سلسلوں کو کاٹ دیا۔ اور لوکوموٹو ریلوے انجنوں کو توڑ پھوڑ دیا۔

[1] یہ صاحب لارڈ کرزن کی ہمراہ جو سمبشتہ میں ہند تشریف لائے اور یہاں کے متعلق کئی عجیب مضمون سلسلہ وار ولایت کے اخبار ٹائمز میں شائع کئے۔

ویلسٹنو کی دوسری لڑائی کو درست حالات معلوم کرنا کسیقدر مشکل کام ہوا اوسکی کیفیت سب سے بہتر پیرایہ میں مفصل شرح رایٹر ایجنسی کے نامہ نگار نے جو یونانی فوج کے ساتھ تھا تحریر کی ہے جسے یہاں بجنسہ درج کر دیا جاتا ہے :-

"ترکی حملہ پہاڑی کاراڈاون کی شمال مغربی جانب شروع ہوا یہ پہاڑی موضع ویلسٹنو کے عین اوپر واقع ہے ترکوں نے ایک پہاڑی پر جہاں ہو کاراڈاون کسیقدر زوبین تھی ایک بھی باٹری نصب کی ہوئی تھی اور ادہر یونانیوں نے مندکرہ صدر پہاڑی پر ایک کوہی باٹری قایم کی ہوئی تھی۔ لڑائی کی ابتدا ان دونوں باٹریوں ترکی اور یونانی کی دور سے ہی بہت واضح ہو گیا کہ ترکوں نے حاجی بیسی سے یونانی پوزیشن پر اور نیز ریلوے حاوی ویلسٹنو اور اوس وقت پیر جوہ کو کیطرف جاتا تھا حملہ کرنیکا ارادہ ترک کر کے اب یونانی میمنہ کو یونانی میسرہ سے جدا کرنے اور یونانیوں کو ایک طرف سے دوسری طرف حسب ضرورت فوج بھیجنے کے قابل نہ چھوڑنے اور ریلوے لائین کو بمقام ایوالی منقطع کرنیکا ارادہ کیا ہے۔

اس جدید نقشہ حملہ کیوجہ سے جنرل سمولنسکی کو اپنی صف کا رخ عین شمال یا شمال مغرب رویہ کرنا پڑا یہ کام اونسے بہت جلدی بخوبی طے کر لیا۔ کاراڈاون پہاڑی اور متصلہ بلندیوں کی یونانی باٹریوں نے حسب معمول قابل تعریف کام دیا۔ اور ترکونکو ویلسٹنو کیطرف آگے بڑہنے دیا۔

ایک اور دو بجے کے درمیان ترکی فوج پیدل کاراڈاون پر حملہ کرنے کے لیئے اپنی طرف کی بلندیوں سے آگے بڑہی اور یونانیوں پر آتشباری شروع کی جسکا یونانی فوج پیدل نے ترکی بہتر کی جواب دیا گولہ باری خوب ہو رہی تھی کہ بارش بڑے زور شور سے شروع ہو گئی۔ اور ترک مطلع کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر آگے بڑہ آئے مگر یونانی پیدل فوج بارش میں بھی برابر لگاتار باڑہیں چلاتی رہی تا بارش کے تھمنے پر یہ غلط خبر اڑی کہ ترکی سوار حملہ کیئے چلے آرہے ہیں۔ اس سے یونانی پیدل فوج کی صف چند لحظوں کیلئے ڈگمگا گئی چند جگہوں سے وہ شکست ہو گئی اور سپاہی پیچھے ہٹ گئے مگر افسروں نے اونکو پھر قابو میں کر لیا اور آتشباری بلا توقف اسی زور و شور سے ہوتی رہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ترک ایک سرے سے دوسرے سرے تک پسپا کر دیئے گئے۔

۵ بجے کے قریب ترکوں کو غالباً لاریسہ سے اور کمک پہنچ گئی یونانی فوجیں اُسوقت یہ مشہور ہو رہا تھا کہ غازی عثمان پاشا ترکوں کی کمانڈ رہیں۔ وہ ایک پہاڑ کے پہلو پر جمعیت کثیر جمع نظر آرہے تھی جہاں سے وہ یونانی میسرہ بالخصوص ویلسٹنو کے سامنے کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں اور سطح مرتفع پر حملہ کرنیکے لیئے حیرت انگیز باقاعدگی اور خوبصورت صف بندی کے ساتھ آگے بڑہی ترکوں کو یا من توپخانہ تھوڑا تھا اور اونکی کوہی باٹری نے بھی عمدہ کام نہ دیا تاہم انکی پیدل فوج قابل تعریف باقاعدگی سے باڑہ پر باڑہ چلاتی۔ باقاعدہ صفوں میں آراستہ آگے بڑہی آئی لیکن اونکی آتشباری بھی بالکل بیکار تھی گولیاں کہ ہوائی میں ہی جاکر یونانی صفوں سے بہت پرے میدان میں گرتی ہیں۔ ان قعیر یونانیوں کی دوسری اور آٹھویں رجمنٹ مقیم تھیں جنہوں نہایت ثابت قدمی کیساتھ اپنے موقعہ پر قایم رہکر باڑہ پر باڑہ چلاتی رہیں جنسے ترکی صف بھی ڈگمگا گئی اور یونانی توپخانہ بھی قابل تعریف کام دے رہا تھا اُسکے گولوں کے بعد دیگرے ترکی صفوں میں گر رہے تھے اس سے جہاں کی تاب نہ لاکر ترک تھوڑی دیر کیلئے پیچھے ہٹ گئے اور تازہ کمک سے آراستہ ہو کر یونانی باڑہ ہو اور گولوں کی اندھا دھند بارش سے بالکل لاپرواہ نہایت شاندار طریق سے آگے بڑہے ہم

لیکن اسدفعہ بھی اونکو پیچھے ہٹ جانا اور پھر لغزش کہا کر ہٹ جانا پڑا پہاڑیونکی سطحین مردوں اور زخمیوں سے پٹ گئیں ترکوں نے دو مزید پلٹنونکی کمک پہنچ جانے پر پھر تیسری مرتبہ کارا واؤں اور وسٹینو کی متصلہ پست پہاڑیونکے سلسلہ کا جوانمردانہ حملہ کیا جنرل سمولنسکی دوسرا اسکوبیلاف[1] بنا ہوا اپنی فوج میں برقی جوش بھرتی سے ادھر اُدھر چکر لگا رہا تھا۔ اور سپاہیونکو اونکے بزرگوں کے کارنامے یاد دلا کر تاکید کی کہ بشرط ضرورت وہ آخری دم تک لڑتے رہیں اور جب تک تھسیلی کی مقدس سرزمین انکے خون سے سیراب نہو جائے لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھائیں۔ یہ الفاظ جادو کا کام کر گئے سپاہیوں میں فی الفور بے انتہا جوش بھر گیا اور باقاعدہ و بیقاعدہ کل سپاہی حتیٰ کہ غیر مصافی لوگ بھی رفیلوں کو خوب مضبوطی سے پکڑ کر ترکی توپونکی عموماً اور انکی گولہ باری کی علی الرغم ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ اپنی پوزیشن کی حفاظت کیلئے جمع ہوگئے۔

"بالآخر یونانی صفیں بہادر ترکوں پر چند باڑھیں چلانیکے بعد مورچوں کی پناہ سے باہر نکل آئیں اور وحشیانہ پرجوشی کے ساتھ غنیم پر حملہ کر دیا جس سے لحظہ بھر کیلئے ترکوں کے قدم ڈگمگا گئے۔ اور پھر وہ اپنی طرف کے پہاڑی سلسلوں کی پناہ جالینے کیلئے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے اور یونانیونکو اس معرکہ میں شاندار فتح نصیب ہوئی صفونکا رخ بدلنے کے باوجود اور حالانکہ دشمن کی تعداد غالباً اون سے زیادہ تھی۔ یونانی شام کے وقت برابر ہر موقعہ پر بدستور قابض متصرف تھے ترک دن بھر کی لڑائی میں انکو پیچھے سے پیچھے نہ ہٹا سکے تھے دونوں فریق لڑائی پر ایسے تلے ہوئے تھے کہ اگر رات نہ آجاتی تو وہ ابھی بس نہ کرتے سمولنسکی نے اس کمال مستحکم موقعہ کو منتخب کرکے نہ صرف اپنی قابلیت کا کامل ثبوت دیدیا۔ بلکہ یونانیوں کی عزت بھی رکھ لی۔ مزید براں اس معرکہ میں یونانیوں نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ انمیں اعلے درجہ کے سپاہیانہ اوصاف موجود ہیں۔ اور کہ اگر افسر قابل ہوں تو وہ بہمدگی و بہ شجاعت لڑ سکتے ہیں جنرل سمولنسکی کو اچھی طرح سے معلوم تہا کہ ترکوں نے ابھی اونکی خلاصی نہیں کی چنانچہ اُسنے اپنی پوزیشن کے استحکام کیلئے کمک کی درخواست کر دی فریقین کے نقصانات کا اندازہ کر سکنا سخت نامکن ہے

۶ مئی کے معرکہ کے متعلق ایک نامہ نگار نے حسب ذیل تحریر کیا "دوسرے دن پھر صبح سے لڑائی شروع ہوگئی صبح کی نورانی روشنی میں میدان جنگ کا نظارہ کمال دلفریب تھا پائین میں پست پہاڑیوں کے محیط دور میدان موجود تہا جسکی صرف شمال جانب جہاں وہ تھسیلی کے میدان عظیم سے ملصق ہوتا ہے پہاڑیوں سے خالی تھی۔ اور افق میں جھیل قرلہ کا درخشان پانی اور کوہ اولمپس کی برف پوش چوٹیاں چمک رہی تھیں۔

"کاراواؤں کے شمال مغرب میں بارہ چودہ ہزار ترک پہاڑیوں کے ایک سلسلہ پر قابض تھے ایک کوہی باتری بلند ترین چوٹی پر اور ایک میدانی باتری وسٹینو کے مشرق میں ایک اور پہاڑی کی چوٹی پر نصب تھی سلسلہ کاراواؤں پر فرسالہ کی سڑک جسکی مغربی جانب کی زد میں ہے۔ یونانی انفنٹری صف آرا تھی اور وسٹینو سے اوپر کی سطح مرتفع پر میدانی توپوں کی ایک باتری نصب تھی۔ اس پوزیشن اور مشرقی جانب کے میدان کے درمیان کی تین چوٹیوں پر کوہی باتریاں اور وسٹینو سے شمال المشرق کیطرف کے میدان میں ایک یونانی میدانی باتری نصب تھی جو ترکی فوج کے میسرہ کو سخت نقصان پہنچاتی رہی کاراواؤں

[1] روسی جنرل جسنے ۱۸۷۷ء کے محاربہ روم و روس بالخصوص پلونا کے معرکوں میں قابل تعریف شجاعت دکہائی اور بعد ازاں ترکستان اور ترکمانی علاقہ میں بھی نمایاں

اور ٹیدو خالہ کی درمیانی وادی کے دہانہ پر جو یونانی صفیں تھیں وہ برابر قایم رہیں ۔ بدھ کی رات کو جنرل سمولنسکی نے اپنے جدید میسرہ کی فوج کو
کمک پہنچا دی تھی اور اسکی انفنٹری نے پیشقدمی کر کے کاروادون کے گرار دنکی چوٹی اور اسکے میدان کی طرف کی یعنی شرقی جانب پر قبضہ کر لیا تھا۔
۔ ترکوں نے سب سے اول سطح مرتفع والی یونانی باتری پر حملہ کیا یہاں چھ سے نو بجے تک تیزی کے ساتھ گولہ باری ہوتی رہی
دریولاشی کی فوج پیدل نے کیولری کی آڑ میں میدان کی جانب یونانی میمنہ پر حملہ شروع کر دیا۔ اسکے بعد ترکی انفنٹری نے اون یونانی
صفوں پر جو موضع ... پر پیشقدمی ... ترکوں کی ایک کوہی باتری فاصلہ پر ایک بلند چوٹی پر تھی - اور
ایک میدانی باتری میدان کی طرف کی یعنی شرقی ڈھال پر نصب تھی۔ ان دونوں نے انفنٹری کو حملہ میں مدد دی مگر یونانی انفنٹری نے
جو کرارہ کی پشتہ پر تھی اور گاؤں سے مشرق کی طرف کی باتری بھی تھی اونپر خوفناک آگ برسا رہی تھی اس حملہ کو نہایت بہادری کے ساتھ پسپا کر دیا
۔ گیارہ اور بارہ کے درمیان ترکوں نے یونانی میسرہ کے قلب کو منقطع کرنے کے لیے متہورانہ حملہ کیا۔ ترک ایک کرارہ پر
اور یونانی اوسکے بالمقابل ایک پہاڑی پر قابض تھے اور دونوں کے درمیان ایک عمیق گھاٹی حائل تھی۔ ترکی میمنہ
کی باتری نے یونانی انفنٹری کے پیچھے اس کرنے کے لیے سختی کے ساتھ گولہ باری کی مگر اکثر گولے دور گرے اور جو صف میں گرے
اونمیں سے بہت کم پھٹے لیکن دریولا یونانی انفنٹری نے خوب نشانہ باندھ کر باڑھیں چلانے سے ترکی صفوں کو چھلنی
بنا دیا۔ اور ادھر سطح مرتفع والی یونانی باتری نے اور بھی تباہی برپا کر دی۔
۔ سوا بارہ بجے ترکی انفنٹری مقابل کی پہاڑی پر کی یونانی پوزیشن پر حملہ کرنے کے لیے اپنی مورچہ بند گھاٹی میں داخل ہوئی مگر
یونانیوں کی رائفلوں کی آتشباری نے اونکی صفوں کو پراگندہ کر دیا۔ ادھر یکے بعد دیگرے جا گولوں نے عین انمیں گر کر خوفناک
بربادی کی۔ باقیماندہ پھر اس نالہ کی طرف جو کرارہ کے نیچے تھا اور جہاں وہ پہلے قابض تھے پیچھے ہٹ گئی۔ بارہ اور ایک کے درمیان
ایک سرے سے دوسرے سرے تک آتشباری مدہم پڑ گئی مگر سوا ایک بجے پھر میمنہ و میسرہ پر اسی زور شور سے شروع ہو گئی میسرہ کی طرف کی سطح مرتفع
والی یونانی باتری نے دو گولے پھینک کر ایک ترکی کوہی باتری کو خاموش کر دیا جسکی دو توپیں ان گولوں سے ایکا ایکی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔
۔ ترکوں نے یہ دیکھ کر کہ کمک پہنچ جانے پر کاروادون کی مغربی جانب کے گرد چکر کاٹ کر یونانی میسرہ پر سختی کے ساتھ حملہ کیا۔ وہ
فرسالہ ریلوے لاین کی طرف بڑھے تاکہ اسے توڑ دیں ترکی انفنٹری نہایت شاندار استقلال و ثبات سے پہاڑی کی ڈھالوں پر چیونٹیوں کی طرح
چڑھ آئی جہاں سے اوسنے یونانی لشکر کی پہلی صف کو پیچھے ہٹا کر اون سے دو کوہی توپیں چھین لیں مگر یونانیوں کی دوسری صف
نے اپنی موقعہ پر قایم رہکر ترکوں کو مزید پیشقدمی سے روک دیا جو ایک مخفی باتری کی مدد سے جو پہاڑ میں نظروں سے اوجھل تھی۔
یونانی میسرہ کو سینٹ جارج کے راہب خانہ کی طرف ہٹا دینا اور جنرل سمولنسکی کے ڈویژن کو فرسالہ کے ڈویژن سے جدا کرنیکی
کوشش کر رہے تھے۔ دو بجے میسرہ کے مشرقی حصہ کے سوا کل صف پر آتشباری بند ہو گئی اوس حصہ میں کبھی کبھی باڑھیں چلتی
رہیں ترکی کمانڈر نے اب ایک اور کارروائی شروع کی جسکے لیے غالباً وہ سارے دن تیاری کر رہا تھا۔
۔ میں اور ٹیدو خالہ کی چوٹی پر جو درہ ... کے دہانہ کی شرقی جانب ہے چڑھ گیا وہاں سے ترکی سولجروں کی جماعتوں کو

جھیل قرلہ کی ساحل کے برابر سرپٹ گھوڑے دوڑائے جاتے دیکھا۔ اونکے دائیں ہاتھ یونانیوں کی میدانی پوزیشن کیطرف توپخانہ کی لمبی قطار بڑھ رہی تھی ادہر موضع حاجی بیسی اور پہاڑیوں کی درمیانی علاقوں سے ترکی انفنٹری کے کالم عزم بالجزم کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔"

"تین بجے ترکی توپ خانہ نے موضع ریزو میلو کی درختوں سے الگ کھلے میدان میں قایم ہو کر یونانی قلب پر جو ولیسٹینو اور وریڈ کے درمیانی میدان میں تھا گولہ باری شروع کر دی اور یہہ فی الفور معلوم ہو گیا کہ توپخانہ میں گران وزن توپیں بھی شامل ہیں۔ غالباً یہ وہی تھیں جو ترکوں کو لاریسا میں ملی تھیں۔ ان توپوں سے انہوں نے یونانی پوزیشن کی شمالی حصہ میں خوفناک تباہی کر دی پانچ بجے یونانی باتریوں کا گولہ بارود قریب الاختتام ہو گیا جسپر جنرل سمولنسکی نے حکم دیدیا کہ توپخانہ کا حصہ کثیر بتدریج وولو کیطرف ہٹا دیا جائے اس حکم کی تعمیل کے دوران میں ترکوں نے بڑی توپوں سے پہلے سے زیادہ تیزی و سرعت کے ساتھ گولے برسانے شروع کر دیئے۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد موضع ولیسٹینو اور نیز مغربی جانب کی کرارو پر قابض رہنا ناممکن ہو گیا کچھ عرصہ بعد ترکوں نے شمال اور مغرب کیطرف سے بہ ثبات مردانہ پیشقدمی کی اور ساڑھے سات بجے ولیسٹینو پر قابض ہو کر اوسے آگ لگا دی ریلوے پل کو اڑا دیا۔ اور ولیسٹینو فرسالہ لائن کو کاٹ دیا۔"

"یونانی فوج کا کل طبقہ پر ہزیمت یا ہوئی اور وولو کیطرف جانیوالے پہاڑی درہ ترکوں کیلیے بالکل کھل گیا میمنہ کیطرف یونانیوں نے اپنا توپخانہ سب سے پہلے ہی ہٹانا شروع کر دیا تھا۔ اور ایک پوری میدانی باتری اور نیز چند کوہی توپیں بخیریت وولو پہنچ گئی تھیں جہاں انکو جنگی جہازوں پر جو بندر میں موجود تھے چڑھا دیا گیا رات سخت تاریک تھی مراجعت کنندگان کی سہولت و راہنمائی کیلیے پہاڑوں کی اطراف برالاؤ روشن کر دیئے گئے تھے جن سے سڑک کا پتہ ملتے رہنے میں بڑی مدد ملی بارہ سے زیادہ توپیں پیچھے چھوڑ دیگئیں یا ترکوں نے چھین لیں۔"

تخمیناً دس مجروح ایک ٹرین پر وولو پہنچے۔ گران وزن توپوں کی ایک ترکی باتری نے ٹرین پر چھ سات گولے چلائے مگر اوسے کوئی نہ لگا میری خیال میں اکثر مجروح میدان جنگ میں ہی چھوڑ دیئے گئے مقتولین کی تعداد کا درست اندازہ نہیں کیا سکتا تاہم یہ یقینی امر ہے کہ یونانیوں کی نسبت ترکوں کا زیادہ نقصان ہوا کیونکہ جب تک ترکوں نے دس سنٹی میٹر توپوں سے کام نہ لیا یونانیوں کی گولہ باری سے زیادہ مؤثر تھی دو تین بجے کے قریب جنرل سمولنسکی کی پراگندہ و ہزیمت خوردہ فوج دو جدا جدا حصوں میں منقطع کر دی گئی دستہ یسار کو جنرل مذکور نے پرسیفلار کے رستہ ہالمیروس کو ہٹایا جہاں اسے یونانی بیڑہ جہازات کی امداد کی توقع تھی مگر یہ دستہ کیسی ترتیب کے ساتھ ہٹا اسکی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

"دستہ یمین یعنی اوسکا بقیۃ السیف بحال خستہ و تباہ وولو کیطرف گیا۔ رات کی تاریکی میں پہاڑوں سے گذرتے وقت اس مراجعت و پسپائی کی بھی ویسی ہی مٹی پلید ہوئی جیسی کہ ٹرناوو سے لاریسا کیطرف کی مراجعت کی ہوئی تھی اوس مراجعت کیطرح میں ہی بے تحاشا بندوقیں سر کیگئیں مگر خوش قسمتی سے بہت سے آدمی کیطرف نہ جھونکی گئی تھیں کیونکہ اسوقت کسی کا بھی غنیم کی تعاقب کا خوف نہ تھا ہنگامہ برپا تھا صرف بے قاعدہ سپاہی بعض پہاڑیوں سے کبھی کبھی ہوا میں بندوقیں چلا دیتے رہے جمعرات کی رات اور بدھ کے دن وولو میں

عجب متوحشانہ سراسیمگی برپا رہی تمام باشندے مال و اسباب لیکر بازار وغیرہ میں نکل آئے اور کوہ پیلی اُنکی اطراف و جوانب سے بیسیوں دیہات
کے دہقانی شہر میں گھس آئے جس سے اور زیادہ گڑبڑ پڑ گئی۔ لوٹیرے بھی فوراً بسرعت پہنچ گئے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار سب طرف خوب گرم ہو گیا۔ بندرگاہ
میں پانچ جہاز موجود تھے جن میں ہزاروں باشندے مال و متاع لیکر سوار ہو گئے اور ہزاروں چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر متصلہ جزائر کو چلے گئے۔ گھاٹوں
پر اور بازاروں میں اسقدر شور و غل تھا کہ انگریزی اور فرنچ قونصلوں نے منسٹر کے بیڑہ پر جا کر اُسکے کمانڈر سے باقیماندہ باشندوں کی جان و مال کی حفاظت اور
شہر کو لٹیروں کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کیلئے انگریزی اطالین فرانسیسی اور آسٹرین بحری سپاہیوں کو چند روز شہر میں بھیجنے کی درخواست کی تاکہ
لٹیرے شہر کو ترکوں کے پہنچنے سے پہلے ہی جن کی آمد کی ہر لحظہ توقع ہو رہی تھی تاخت و تاراج کر کے بالکل صفایا نہ کر دیں۔
میں اُس شہر پر جو بندر سے سب سے آخر روانہ ہوا سوار ہوا ۱۸۰۰ سو مرد و عورتیں اور بچے چھت اور خزانہ میں اسطرح بھرے
پڑے تھے جس طرح ٹوکری میں چھوٹی مچھلیاں ہوتی ہیں اس ہیئات کو جو کچھ اون بیچاروں پر گذری اُسکا بآسانی قیاس کیا جا سکتا ہے۔

جنگ فرسالہ

جس دن کہ یعنی پاشا نے ولیشتو پر حملہ کیا اُسی دن یعنی ۵ مئی کو ادہم پاشا نے بذات خود ویسپد کی فوج پر بمقام
فرسالہ حملہ کیا۔ وہاں یونانیوں کی جمعیت ۲۵ - ۳۰ ہزار کے درمیان تھی مشیر کے پاس تین ڈویژن یعنی اتنا عارف
ممدوح حمدی کے علی الترتیب دوم سوم و ششم ڈویژن تھا ۵۰ ہزار آدمی تھے اور چوتھا یعنی خیری پاشا کا ڈویژن بجانب غرب کاردیسہ
سے چلا آرہا تھا۔ فرسالہ (جنالجہ) لاریسے ۲۲ میل بجانب جنوب دریائے انی پی اسیراوس میدان کے شمالی نصف میں واقع ہے جو
سینو سیفالی کی پہاڑیوں سے شروع ہو کر بجانب جنوب جبال و تھریس تک چلا گیا ہے۔ فرسالہ کوئی بڑا محفوظ مقام نہیں کیونکہ
بجانب مشرق ولیشتو کی طرف سے اوسکے عقب میں پہنچا جا سکتا ہے۔ کاردیسہ سے خیری پاشا کی پیشقدمی کا بھی علم ہو جانے سے غالباً
یونانی ہیڈ کوارٹر شاف نے ڈوموکوس کو ہٹ جانیکا جو نسبتاً بہت زیادہ محفوظ مقام ہے۔ فیصلہ کر لیا تھا۔

معرکہ فرسالہ کو لڑائی نہیں کہا جا سکتا وہاں درحقیقت صرف یونانیوں کے عقبی دستہ (دمدار لشکر) اور
ترکوں کے ہراول دستہ (پیشدار لشکر) میں لڑائی ہوئی شروع شروع میں جبکہ ترکوں نے کھلے میدان سے گذر کر اون پہاڑیوں پر جو
فرسالہ کے چار میل بجانب شمال میں حملہ کیا تو اونہیں بہت نقصان اُٹھانا پڑا یونانی توپخانہ نے اسموقعہ پر خوب کام دیا اور اُنکی رائفلیں آتشبار
بھی معمول سے اچھی ہی مگر جب کہ پہاڑیوں کے قریب پہنچ گئے تو پھر یونانیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اونکو یہ خوف لاحق ہو گیا کہ کہیں خیری پاشا
کا ڈویژن کاردیسہ سے آکر مراجعت کا رستہ بند نکر دے دو گھنٹوں کی آتشباری کے بعد وہ ریلوے لاین کو ہٹ گئے جہاں اُنکی دو
پلٹنوں (بسعد و باٹریوں) نے ترکوں کو دو گھنٹوں کے قریب تک روک رکھا [illegible] کی دو کمپنیوں اور غیر ملکی مجاہدین نے قابل تعریف
استقامت و شجاعت دکھائی جب ترکوں کو اور زیادہ روکنا ناممکن ہو گیا تو وہ بتدریج پیچھے ہٹتے گئے اور پھر انی پی اسکو واحد پل سے
گذرنے کے لیے بسرعت پیچھے ہٹے۔ ۲ بجے کے قریب دو ہزار سے زیادہ یونانی سپاہی تھے جن پر ترکی توپخانہ نے مہیب ہلاکت و بربادی
وارد کی تھی کہ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف میں اس نظارہ کے متعلق مسٹر ولیم بیل کی حسب ذیل تحریر شایع ہوئی:-

یونانیوں نے ترکی حملہ کر دہ دستہ اون بلندیوں کیطرف جو میدان کے دائیں [illegible] اُٹھ رہی ہیں پیچھے ہٹنا شروع کر دیا مگر ایسا کرتے وقت

اونکو ترکی انفنٹری کی آتشباری کا بری طرح سے آماجگاہ بننا پڑا۔ اونکی میمنہ کو بالخصوص بہت نقصان پہنچا اور ۲۰ ویں [illegible]
یا عقبی دستہ نے باقی فوج کو بچانے کے لیے بیدریغ اپنی جانیں نثار کیں جب ہم اوس زمین پر پہنچے جسے مراجعت کنندہ غنیم نے خالی کیا تھا
تو وہاں ہشیار مرے پائے انمیں کئی نہایت ہی خوبصورت، سڈول جسم گھنگریالے بالوں والے قوی ہیکل نوجوانوں کی لاشیں تھیں
ان کی شکلیں پرانے زمانہ کے یونانی سنگتراشوں کے بنائے ہوئے دیوتاؤں سے بہت کچھ ملتی جلتی تھیں۔ افسوس ایسی قیمتی جانیں فضول
رائگاں گئیں۔ مراجعت شروع ہونیکی دیر تھی کہ پھر ترکوں نے غنیم کو ایک لحظہ کیلیے فرصت نہ دی نہ اپنی آتشباری میں کچھ فرق آنے دیا۔
کرارہ کی چوٹی پر پہنچکر عجیب شاندار نظارہ آنکھوں کے سامنے نمودار ہو گیا۔ دائیں بائیں ترکی انفنٹری کے کالم بڑھ رہے تھے۔ زیر پا خوبصورت
میدان سبز مخمل کیطرح بچھا ہوا تھا اوسکا عرض چار میل کے قریب تھا اور دائیں ہاتھ دور تک چلا گیا تھا۔ وہ لوکو قریب پہنچکر اور نیز
اون پہاڑیوں کے دامن میں جو شہر فرسالہ کو احاطہ کیے ہوئے ہیں یہ تنگ ہو گیا ہے۔ اوس سے پرے اور تھریس کی دیوار جیسی
سیاہ اور عمودی پہاڑ کھڑے تھے۔ تمام میدان یونانیوں سے بھرا ہوا تھا جو بسرعت اوس سنگی پل کیطرف جو میدان کے وسط میں
ایک چھوٹے سے نالہ پر ہے چلے جا رہے تھے اونکی صفوں کی ترتیب کہیں اچھی اور کہیں ناقص تھی۔ ترکی توپخانہ نے آگے بڑھکر نہایت
بلند موقعوں سے بھاگتے ہوئے دستوں پر پے درپے گولے برسانا شروع کر دیئے۔ ہر گولہ کے گرنے پر بھگوڑوں کی تیز رفتاری میں
اور اضافہ ہو جاتا مگر اونکی عقبی دستہ نے جابجا ہلکے سے مورچے تیار کر لیے ہوئے تھے جنکی اوٹ سے وہ پیہم باڑھیں چلاتا رہا لیکن
ترکوں کی انفنٹری کی تعداد بہت زیادہ تھی وہ اسکا سامنا زیادہ دیر نہ ٹھیر سکا اور ترک اسے ایک موقعہ سے دوسرے موقعہ کو پیچھے
دھکیلتے چلے گئے۔ ترکوں کی شجاعت پر سارے ہمراہی اوسوقت عش عش کر رہے تھے اونہوں نے کسی پناہ کی آڑ لینا بہادروں کی شان
سے بعید سمجھا اور لگاتار سیدھے بڑھتے چلے گئے بندوقیں سر کرتے وقت بھی گھٹنے ٹیکنے کا نام نہ لیا۔

ترکی توپخانہ کی کارگذاری کے متعلق رائیٹر ایجنسی کے نامہ نگار مسٹر گوین نے حسب ذیل تحریر کیا۔ آجکی لڑائی بالکل خلاف
توقع ظہور میں آئی ادہم پاشا کا صرف یہ منشا تھا کہ آج اپنی فوج کو غنیم کی پوزیشن کے سامنے جمع کرکے کل اوسپر فیصلہ کن حملہ کیا جائے
مگر دونوں فوجوں کے مقدمۃ الجیش میں مٹھ بھیڑ ہو گئی اور تھوڑی ہی دیر میں لڑائی عام ہو گئی یونانی نہایت محفوظ موقعہ پر
مقیم تھے فرسالہ کے سامنے کا میدان چار میل عریض ہے اور اوسکے وسط میں ایک نالہ بہ رہا ہے شمال کیطرف پست پہاڑیوں کا سلسلہ ہے اور
شمال کیطرف سے آنیوالوں کے راستے اوسکی زد میں ہیں یونانی فوج ترکی حملہ کے انتظار میں اس سلسلہ پر خوب مضبوط مورچوں میں مقیم تھی
لڑائی صبح کے نو بجے شروع ہوئی پہلے اول دستوں میں ایک دو معرکے ہونیکے بعد یونانی توپخانہ نے آگ برسانی شروع کی اور اسکے گولے
عین نشانہ پر گرتے رہے مگر ترک دشمن کی آتشباری کے سامنے سینہ سپر ہو کر حیرت انگیز لاپروائی اور ثابت قدمی کے ساتھ آگے بڑھتے
گئے اسوقت یونانیوں سے سخت مہلک غلطی ہوئی وہ پہاڑیوں پر رہکر دشمن کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنیکی بجائے فوراً ہی میدان میں اتر گئے جو ہر
جگہ سے ترکی توپخانہ کی زد میں تھا البتہ یونانی انفنٹری کی ایک کمپنی نے قابل تعریف جوانمردی دکھائی۔ وہ دیر تک کثیر التعداد دشمن کا
نہایت بہادری سے مقابلہ کرتی رہی لیکن چونکہ کوئی امدادی دستہ اوسکی کمک یا دستگیری کیلیے موجود نہ تھا اوسکی یہ شاندار استقامت محض فضول تھی۔ اوسنے بھی

بالآخر حملہ آوروں کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ جانا پڑا۔ مراجعت خاصی باترتیبی سے کیگئی اور عقبی دستہ نے اوسکی کافی حفاظت کی جو کبھی چھوٹی چھوٹی پوزیشنوں پر قابض ہو کر کچھ کچھ دیر ترکوں کی پیشقدمی کو روکتا رہا۔ ترکوں نے حسب معمول یہاں بھی تہوّر اور تیزی سے کام لیا مگر یہ مقابلے بہت تھوڑی تھوڑی دیر کیلیے کئے گئے۔ یونانی عموماً سیدہے کہڑے رہکر بندوقیں سر کرتے رہے بہت تھوڑے ان نے گھٹنے ٹیک کر بالیٹ کر آتشباری کی۔ یونانیوں نے پہاڑیونکو خالی کیا ہی تھا کہ ترکی توپخانہ نے اونپر قایم ہو کر غنیم کی صفوں میں قیامت برپا کردی اوسوقت کا نظارہ سخت دردانگیز اور ساتھ ہی شاندار بھی تھا۔ مراجعت کنندہ یونانی سب طرفوں سے سنگی پل کیطرف دوڑے جارہے تھے۔ دریا کو عبور کرنے کیلیے صرف یہی ایک رستہ تھا۔ یونانی انبوہ انبوہ ہر دم بڑھتی ہوئی سیلاب کیطرح اس ایکموقعہ کیطرف جمع ہورہے تھے اور ترکی بیٹریاں اس جم غفیر پر پے در پے گولی برسا رہی تھیں جو عین نشانہ پر گرتے اور خوفناک تباہی برپا کرتے تھے۔ میدان کے وسط میں دریا کے شمالی کنارہ پر موضع وسیلی واقعہ ہے۔ وہاں ترکوں کا جواب چاروں طرف سے میدان میں داخل ہوگئے تھے۔ یونانیوں کی ایک زبردست جمعیت سے مقابلہ ہوگیا۔ یونانی ایک پہاڑی کے پیچھے چھپے ہوئے تھے دشمن کے قریب پہنچنے پر اونہوں نے لگاتار باڑہیں چلانا شروع کردیا۔ مگر ترکوں نے کچھ پروا نکی۔ اونہوں نے اپنی صفوں کو پھیلانیکی بھی ایک لحظہ کا توقف نکیا اور حسب معمول شیروں کی طرح سیدہے بڑہے چلے گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گولی چلائے بغیر محض اخلاقی اثر سے ہی گاؤں فتح ہوگیا۔ یونانی یہ تہوّر و ثبات دیکھکر ایسے خوف زدہ ہوگئے کہ وہ ترکوں کے قریب پہنچنے کا انتظار نکر سکے اور بسرعت تمام واپس ہٹ گئے گولیوں کی تابڑتوڑ باڑہوں میں ترکوں کا دلیرانہ وار آگے بڑہے جانا بلاشبہہ کمال شاندار نظارہ تھا۔"

سنہ ۴۸ قبل مسیح میں جولیس سیزر نے ۲۳ ہزار سپاہ سے اسی میدان جنگ میں پامپی اور اوسکی ۵۲ ہزار فوج کو کامل شکست دی تھی۔ یونانی فوج کا حصہ کثیر لڑائی میں شامل ہوئے بغیر ۵ مئی کی رات کو ڈوموکوس کو ہٹ گیا۔ وہ فرسالہ سے پندرہ میل بجانب جنوب اور تقریباً ناممکن التسخیر پوزیشن ہے۔ فرسالہ میں ترکوں کو بہم توپیں اور سامان حرب کی وافر مقدار دستیاب ہوئی۔ ترکوں کے تخمیناً تین سو اور یونانیوں کے اس سے دگنے قتل و مجروح ہوئے اس لڑائی کے حالات بہترین پیرایہ میں مسٹر ماشگمری نے تحریر کئے ہیں جو انہی کے اخبار سٹینڈرڈ میں حسب ذیل شایع ہوئے۔

"ارتاتاری صبح پنجشنبہ۔ یہ گاؤں بنغلر اور فرسالہ کے درمیان اوس پست سے سلسلہ پر واقع ہے جو میدان لاریسا کو میدان فرسالہ سے جدا کرتا ہے کل صبح ترکی فوج تین کالموں میں فرسالہ کیطرف بڑھی حمدی پاشا کا کالم جو وسط میں تھا موضع سورکب کے رستہ بڑھا۔ ممدوح پاشا میسرہ پر تھا جسکا ڈویژن بکر انسے ہیں سے گذرا اور نشأت پاشا کا ڈویژن جو میمنہ پر تھا بوغلار کی سڑک سے آیا۔ خیری پاشا اول ڈویژن میدان میں بہت آگے تھا۔ [illegible] کالموں کی روانگی کے وقت [illegible] دیس کے قریب پہنچگیا ہوا تھا۔ عزم یہ تھا کہ پہلے دن یونانیوں کو پہلی پوزیشنوں سے دریا کیطرف ہٹا دینے پر قناعت کیجاے اور شام لڑائی مزید فوج کے پہنچ جانے پر آج ہو مگر یونانیوں کی کمزور مدافعت پر ترک جو غنیم سے دست بگریبان ہونیکے بیتاب تھے آگے بڑھتے گئے جس [illegible] حرکت لڑائی سے بدلگئی اور ترکوں کو فتح عظیم نصیب ہوئی۔ فرسالہ پر بآسانی قبضہ ہوگیا۔ یونانی فوج [illegible] حصوں میں منقسم [illegible] اور [illegible] شہر سے سامان حرب [illegible] کی وافر مقدار [illegible] بلا مزاحمت میں

پیچھے چھوڑ گئی دستیاب ہوئی سب سے اول ممدوح کا دشمن سے تصادم ہوا۔ یونانی اون چند چھوٹی سی پہاڑیوں پر جو قرہ ومرسی سے
تین اور فرسالہ سے تخمیناً ۳ میل شمال میں میدان تریخالہ کی حاشیہ پر واقع ہیں مقیم تھے تو پونے ساڑھے نو بجے گولہ باری آغاز کی مگر یونانی جلد اپنی
باتریونکو پیچھے ہٹا لیگئے اور دس بجے کے قریب ممدوح قرہ ومرسی پر قابض ہو گیا۔ اب فریقین کی فوج پیدل مصروف پیکار ہوئی اور دیر تک
مسلسل آتشباری کا ایک تانتا لگا رہا۔ یونانی پیچھے اور متصل پہاڑی کے جنگل میں بالاستقامت قابض تھے۔ تین گھنٹوں کی لڑائی کے بعد میں نے
ترکوں کو اوس پہاڑی کی چوٹی پر سے گذرتے دیکھا۔ اور یونانی وہاں سے قطعاً پیچھے ہٹا دیئے گئے۔ سپر مین آگے بڑھ کر وہاں پہنچ گیا
اور چوٹی سے فرسالہ کے ہموار میدان کا جو پہاڑیوں کے دامن میں تھا خوب نظارہ کیا۔ شہر عین میرے سامنے تھا۔ اوس وقت
تین کا عمل تھا۔ اور تینوں ترکی ڈویژن صف بستہ آگے بڑھے چلے جارہے تھے۔ ناظر کی بالمقابل گو دوست دونوں کی نسبت
بہت زیادہ یعنی تقریباً دس ہزار یونانی فوج تھی مگر نسبتاً اوسکی بہت کم مزاحمت کیگئی۔

حمدی کا ایک چھوٹی سی یونانی فوج نے جو تاتاری میں اور اوسکے ارد گرد موجود تھی قابل تعریف مقابلہ کیا میں یہ خط اسی مقام
سے لکھ رہا ہوں اس بہادرانہ مزاحمت کی طفیل یونانیوں کا باقی لشکر گاس گوناری کو جو ناظر کی خط پیشقدمی کے سامنے تھا ہٹ جانیکے قابل ہو گیا
تاتاری سے ایک پلٹن پیچھے ہٹ کر انی پی اسکے پل سے عبور کر گئی۔ مگر باقیماندہ سپاہ جو تقریباً دو ہزار تھی۔ اینی پی دریا کے میدانی ٹیکروں پر
برابر قابض رہی میدان یہاں پہاڑیوں سے بالکل صاف تھا اور گو بعض اوقات دھوئیں کیوجہ سے نظر اچھی طرح سے کام نہ کر سکتی
تاہم لڑائی کی تمام جزئیات صاف صاف نظر آتے رہے میدان میں یونانی جا بجا چھوٹے چھوٹے دیہات میں توقف کرتے گئے جنپر جب تک کہ
صرف رائفلی و توپی آتشباری ہوتی رہتی وہ برابر قابض رہتے مگر جب ترک اونکی باڑھوں کے علی الرغم بہ ثبات مردانہ اور بکمال ترتیب
صفوں میں بڑھتے ہوئے قریب پہنچ جاتے تو یونانی فوراً گاؤں خالی کر کے پسپا ہو جاتے کچھ عرصہ سے ترکی باتریاں اون پہاڑیوں پر قائم
ہو کر جہاں سے اونکی انفنٹری نے یونانیوں کو نکالا تھا۔ جہاں کہیں یونانی مجتمع ہوتے تھے گولہ برسا رہی تھیں اور ایک کوہی باتری بالخصوص
اوس گاؤں کیطرف جسپر یونانی قابض تھے نظر غائر سے مبذول کی ہوئی تھی۔ یونانی باتریاں بھی جواب دیتی رہیں مگر اونکی گولہ باری محض
فضول تھی اونکے اکثر گولے پھٹنے کے بغیر نرم زمین میں دور تک دھنس جاتے رہے لیکن گو یونانی مسلسل پیچھے ہٹ رہے تھے اور ترکی باتریاں
جن میں سے چند اب شراپنل[۱] گولے چلا رہی تھیں اونپر لگاتار سخت آتشباری کر رہی اور اونکو نقصان پہنچا رہی تھیں مگر اس مراجعت میں سراسیمگی
اور بھاگڑ کا کہیں نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔ وہ خاصی باترتیبی و باقاعدگی سے پیچھے ہٹے۔ ترکی ڈویژن اب دوش بدوش موضع ویلسٹی
کیطرف جہاں یونانیوں کی معقول جمعیت موجود تھی بڑھے جا رہے تھے۔ اور کئی باتریاں حملہ میں اونکا ہاتھ بٹا رہی تھیں لیکن یونانی
اب لڑائی سے کافی سیر ہو چکے تھے ترکی فوجکو اوسطرف بڑھتے ہی وہ جلد جلد چند باڑھیں چلا کے بعد میدان سے ہوتے ہوئے انی پی اسکے
پل کو ہٹ گئے جسکو عبور کرتے وقت ترکی گولوں سے اونکو یقیناً بہت سخت نقصان اوٹھانا پڑا۔ اب تاریکی شروع ہو گئی تھی
لیکن ترکی انفنٹری فرسالہ کے قریب پہنچ گئی ہوئی تھی جسپر صرف یہی باڑھیں چلا رہی تھی بلکہ باتریاں بھی اب گولہ برسا رہی تھیں۔

[۱] اس گولہ کا موجد جنرل شراپنل تھا۔ یہ ایسے پھٹنے والے گولوں کو کہتے ہیں جسمیں گولیاں اور تھوڑا بارود رہتے ہیں فاصلہ مقررہ پر ان گولوں کو پھینکنے کے لیے بہرا ہوتا ہے۔

بتدریج دونوں طرف سے آتشباری بند ہوگئی اور اتنے میں چند ترک جو بلا اجازت آگے چلے گئے تھے خبر لائے کہ یونانی شہر کو خالی کر رہے ہیں جسپر ترک فی الفور شہر میں داخل ہوگئے اور یونانیوں کی عقبی دستہ کو وہاں سے نوکدم بھگا دیا۔ سارا دن ترک ایسی ثابت قدمی و دلاوری سے لڑے کہ اونکا مقابلہ فی الحقیقت ناممکن تھا اونکی طرف سے کوئی نامناسب تعجیل و شتابکاری یا تیزی ظہور میں نہ آئی بلکہ متانت و استقامت کے ساتھ لگاتار یکساں رفتار سے آگے بڑھے اگرچہ غنیم کے گولے اور شل اونکی صفوں میں عموماً رخنے ڈالتے رہے تھے۔ یہ رخنے فوراً پُر کر دئے جاتے اور صف ساکت و خاموش اسطرح سے آگے بڑھتی چلی جاتی کہ یہی نہیں کہ گویا سپاہیوں کو غنیم کی گولہ باری کی کچھ پرواہی نہیں۔ بلکہ یہ کہ فی الحقیقت ہی اونکو خبر نہیں کہ کوئی گولے برس رہے ہیں ایسی شجاعوں کے سامنے بھلا کون غنیم ٹھیر سکتا تھا یونانی شروع شروع میں اچھے نہ لڑے۔ اونکی پوزیشن قدرتاً ہی محفوظ و مستحکم تھی۔ بلکہ مصنوعی مورچوں سے بھی حسب معمول اُسے خوب مضبوط کر لیا گیا ہوا تھا۔ مگر اونہوں نے بڑی بیدلی سے ترکی پیشقدمی کی مزاحمت کی لیکن میدان میں جاکر جہاں وہ ترکی باتریوں کی زد میں تھے وہ نسبتاً بہت زیادہ استقامت و پامردی سے اپنے اپنے موقعہ پر قایم رہے اور بعض پلٹنوں نے ایسا جوانمردانہ عزم و استقلال دکھلایا کہ محض اون کی طفیل باقی فوج باقاعدگی کے ساتھ مراجعت کر سکی۔

"فرسالہ پنجشنبہ کی دوپہر حمدی پاشا کا کل ڈویژن آج صبح کے چھ بجے شہر میں داخل ہوا۔ اور ادہم پاشا معہ سٹاف آٹھ بجے یہاں پہنچے شہر بالکل خالی پڑا تھا۔ باشندوں کا حصہ کثیر دو تین دن پہلے اور باقی لڑائی شروع ہوتے ہی چلکر ہو گئے ہونگے کیونکہ لاریسا کیطرح یہاں کوئی ایسی علامتیں نہ پائی جاتی تھیں جنسے ثابت ہو سکتا کہ باشندے بہ تعجیل و سراسیمگی فرار ہوئے ہیں۔ اون مجروحین کی زبانی جو پیچھے چھوڑ دئے گئے تھے ہمیں معلوم ہوا کہ یونانی شہر میں داخل ہوتے ہی ہٹنے شروع ہو گئے۔ ترکی شراپنل اور شیل گولوں نے اون کو ایسا ڈرا دیا کہ انہوں نے شہر میں توقف کرنیکا نام نہ لیا اور ڈوموکوس کو ہٹ گئے۔ وہ شہر میں دو ہزار آٹھ سو شیل اور رائفلوں کے کارتوس اور بسکٹوں کی تعداد عظیم پیچھے چھوڑ گئے۔ ترک ان شیلوں سے کام لیسکیں گے کیونکہ اونکی توپوں کی جسامت وہی ہے جو یونانی توپوں کی ہے۔

"یہ یقینی امر معلوم ہوتا ہے کہ مراجعت پہلے سے سوچی ہوئی نہ تھی کیونکہ فرسالہ اور اوسکے مضافات میں نہایت ہی مضبوط و مستحکم مورچے تیار کئے گئے ہوئے تھے اور چونکہ متصلہ پہاڑیوں کی چوٹیوں پر نصب شدہ باتریاں شہر کے تمام رستوں اور ناکوں پر خطرناک آگ برسا سکتی تھیں حملہ آور نقصان عظیم اوٹھائے بغیر اس پوزیشن کو فتح نہ کر سکتے تھے۔ میری رائے میں اس اچانک مراجعت کا اسوجہ سے عزم کیا گیا ہوگا کہ یونانی فوج ایسے بے اوسان اور شکستہ دل ہو رہی ہوگی کہ اسے مضبوط مقام کی پناہ میں بھی اور زیادہ لڑائی کر سکنے کا بھروسہ نہ رہا ہوگا۔ فرسالہ کی تسخیر سے یونانیوں کے لئے دسیلی پر قابض رہنا ناممکن ہو گیا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ اگر انہوں نے الفور خالی کر کے وہ مشرقی ساحل کی سڑک کو رستہ جنوب کو نہ ہٹ گئے تو کوئی چیز اونہیں کامل تباہی سے نہ بچا سکے گی"

دوکل کی لڑائی میں ہیڈکوارٹر کے اعلیٰ سٹاف افسر سیف اللہ پاشا نے بالخصوص ممتاز و نمایاں شجاعت دکھائی۔ جب کہ وہ دوسرے سامنے کی پہاڑی پر لڑائی زور و شور سے ہو رہی تھی تین البانوی پلٹنوں نے نامناسب تیزی و تعجیل کے ساتھ حملہ کر دیا جس سے یونانیوں کی توپوں اور رائفلوں کی آتشباری کا رخ اونہی کیطرف ہوگیا۔ اس مہیب بوچھار سے اونکے قدم لڑکھڑانے لگے ہی تھے کہ سیف اللہ

فی الفور ہتر لیرل صف کی کمان اپنے ہاتھ میں لیکر اُسے درست و ثابت قدم بنا دیا - اور پھر پیشقدمی میں کچھ فاصلہ تک اس کے آگے آگے رہے اسی دن بعد ازاں موضع بر کلی کے حملہ میں بھی پاشا موصوف نے آگے ہو کر البانویوں سے دھاوا کرایا -"

فرسالہ و ولستینو کی تسخیر اور ولو کے قبضہ سے یونانیوں کا خط آمد و رفت بالکل منتشر ہو گیا - اب تک ولو قاعدۃ الجیش رہا تھا - اور تمام سامان و کمک براہ سمندر ولو تک آکر ریل پر ولستینو کے رستہ لارسیا - ترکالا اور فرسالہ کو بھیجا جاتا تھا - اب یہ غیر ناممکن ہو گیا اور لامیا یعنی اس کا بندرگاہ اسٹائلیدا یونانی فوج کا جو ہالمیروس کے جنوبی دہن سے ڈومو کوس تک پھیلی ہوئی تھی - جدید بحری قاعدۃ الجیش ہو گیا - مگر لامیا سے کوئی ریلوے لائن نہ جاتی تھی - مزید براں یہ علاقہ نہایت دشوار گذار اور کٹھن ہے جس سے یونانیوں کو دمئی کے بعد ٹرانسپورٹ میں سخت مشکلات درپیش آئی ہونگی - مگر اس کے مقابل جسقدر یونانیوں کی مشکلات بڑھیں - اسیقدر ریلوے لائن کے تصرف سے ادہم پاشا کو ٹرانسپورٹ میں آسانی و سہولت ہو گئی -

یونانی فرسالا اور ولستینو میں ہزیمت کھانیکے بعد ہالمیروس ڈومو کوس لائن کو ہٹ گئے - ہالمیروس سے ولستینو بیس میل بجانب جنوب اور ڈومو کوس فرسالہ سے بجانب جنوب مغرب پندرہ میل اور لارسیہ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر لارسیہ - لامیہ کی شاہ راہ پر واقع ہے - ہالمیروس سے ڈومو کوس بخط مستقیم ۲۵ میل ہے -

ادہم پاشا کی آخری پیشقدمی کا مدعا یہ تھا کہ ڈومو کوس اور ہالمیروس کے درمیانی کوہستانی علاقہ سے گذر کر یونانی فوج کو دو حصوں میں منقسم کر دیا جائے - پاشا موصوف نے ولیعہد کی کل فوج پر مراجعت کا راستہ بند کر دینے کیلئے ڈومو کوس کے میمنہ سے گذر کر اس کے عقب میں درہ فورنکا کے قریب لامیہ کی سڑک پر قابض ہونیکی بھی کوشش کی جنرل سمولنسکی ہالمیروس میں اور ولیعہد ۳۵ ہزار فوج سمیت جو سترک مورچوں کی پناہ میں تھی ڈومو کوس میں تہا - کل محاربہ میں یونانیوں نے عمدہ موقعے منتخب کرنے اور انکو ہنر و سلیقہ سے مورچہ بند بنانیمیں بلاشبہ بڑا کمال دکھایا جیسی انمیں انجنیرانہ قابلیت تھی اس سے اگر چوتھائی شجاعت و استقامت بھی ان میں موجود ہوتی تو یا غلب جو محاربہ کا وہ نتیجہ نہ ہوتا جو ہوا -

۶ مئی کو ولستینو فرسالہ لائن سے یونانیوں کے اخراج کے بعد پھر بدستور سابق بیکاری و توقف کا پُر اسرار و ناقابل الفہم دورہ آگیا - بعض ان توقفوں کا باعث یہ بتاتے ہیں کہ قسطنطنیہ سے یکے بعد دیگرے متضاد احکام موصول ہوتے تھے - بعض کی رائے میں گولہ بارود کی قلت انکا باعث تھی - اور دوسرے انہیں ترکوں کے قومی خاصہ تساہل و سہل انگاری پر محمول کرتے ہیں میری رائے میں اس آخری توقف کا باعث جو ۶ مئی سے ۱۵ مئی تک کیا گیا غالباً مذاکرات صلحیہ تھے جن کی سلسلہ جنبانی اسوقت شروع ہو گئی ہوئی تھی - ایم رالیس نے ۱۱ مئی کو مجھ سے ذکر کیا کہ دول عظام نے بلا درخواست خود بخود پیغام بھیجا ہے کہ اگر یونان چاہے تو وہ مداخلت کرنیکو تیار ہیں - انکا صاف لفظوں میں یہ مطلب تھا کہ یونان نے درپردہ دول سے التجا کی ہے بس ممکن ہے ترکی گورنمنٹ نے مزید خونریزی نہ ہونے دینے کیلئے اپنے سپہ سالار کو سردست خاموش رہنے کا ایما کر دیا ہو - فرسالہ سے واقعی پیشقدمی ۱۵ مئی کو کیگئی -

اس مہلت سے یونانیوں نے ڈومو کوس کے طبعی استحکام کو انسانی ہنر و لیاقت اور محنت سے اور مضبوط کر لینے کا فائدہ اٹھالیا جس سے

اوس حصن حصین کو فتح کرنا اور بھی مشکل ہوگیا۔ ۱۱ مئی کو حقی پاشا دیلینو سے بجانب جنوب المیروس کیطرف بڑہے جسکو جنرل اسمولنسکی نے تقریبا بلا مزاحمت خالی کردیا۔ مگر اُسنے ملکی اخبارات کو یہ تار بھیجدیا کہ مینے المیروس کو خود نہیں چھوڑا بلکہ اعلے حکام کے حکم سے ایسی پیشقدمی بجانب المیروس کیوقت ایک بعیدی چوکی کو یونانی سواروں نے ہمارے دوست مسٹر مانٹگمری اور ریپرن کر نگلیشین کو گرفتار کرکے سخت بیحرمت کیا تھا۔ سمولنسکی لامیہ یا سوپی کیطرف جو ۱۵ میل بجانب جنوب مغرب تھا ہٹ گیا۔ ۱۴ مئی کو ترکی فوج تیمہ اپائرس کا ایک حصہ مت زدرو سے مغربی تھیسلی میں داخل ہوکر تریکالہ میں اسلام پاشا سے جو ادہم پاشا کی تہائی میمنہ کا کمانڈر تہا۔ آملا مشیر ان دونوں صفوں کی ترکی افواج کا کمانڈر انچیف بنادیا گیا ہوا تھا۔

بیکاری کے ان دس دنوں میں جنوبی تھیسلی میں سامان رسد کی قلت عظیم سے بہت دقت رہی اور چونکہ یونانی دریائی پی اسکے جنوبی کوہستانی ویسے آباد علاقہ کو ہٹ گئے ہوئے تھے اونہیں ترکوں سے زیادہ قلت رسد سے تکلیف پہنچی۔

ادہم پاشا کی آخری پیشقدمی

ادہم پاشا کی زیر کمان براہ راست اوسوقت پانچ ڈویژن فرسالہ میں موجود تھے حیدر پاشا چوتہا ڈویژن لیکر درہ ملونا سے آگیا تھا۔ ممدوح و حمدی تیسرا و پانچواں ڈویژن لیکر ویلینو اور رووکو سے واپس آگئے تھے۔ اور نشاط و خیری دوم و اول ڈویژن سمیت ۵ مئی سے وہیں مقیم تھے۔ ان پانچوں ڈویژن میں توپخانہ اور سواروں سمیت ساٹھ ہزار آدمی تھے۔ یونانی فوج کو پامال کرنیکی کارروائی کے متعلق حقی پاشا کی حرکت بجانب المیروس پہلا مرحلہ تھی۔ مشیر کو امید نہ تھی کہ سمولنسکی ایسی جلد پسپا ہوجائیگا انکو خیال تھا کہ المیروس اور ڈوموکوس کے درمیانی علاقہ سے گذر کر ممدوح پاشا کے ولیعہد اور سمولنسکی کی فوجیں حائل ہوجائینگی تک حقی پاشا سمولنسکی کی فوج کو مشغول رکھ سکینگے۔ ممدوح ۱۵ مئی کو فرسالہ سے جنوب مشرق کیطرف روانہ ہوا۔ اور ۱۶ مئی کو عام پیشقدمی کی تیاریاں مکمل کرلیگئیں۔ پانچوں ڈویژنوں کا فرسالہ میں جائزہ لیا گیا اور سوار آگے روانہ کردیئے گئے کل فوج شام کے سات بجے جنوب رویہ روانہ ہوئی اور پانچ گھنٹوں کے سفر کے بعد ڈوموکوس سے پانچ میل کے فاصلہ پر شب باش ہوئی۔ مسٹر بگہم کا بیان ہے کہ پہلی رات کیوقت دشمن پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا گیا تھا مگر پھر اسے ترک کردیا گیا۔

ترکی فوج پر پہنچنے سے پہلے ناشتہ کھاکر صبح کے چھے بجے پھر آگے روانہ ہوگئی۔ فوج حملہ کنندہ اسطرح مرتب کیگئی۔ ممدوح پاشا ڈوموکوس سے ۳ میل کے فاصلہ پر بجانب مشرق یعنی ترکی فوج کے میسرہ پر تھا اوس سے دوسری حمدی پاشا کا ڈویژن تھا جسے یونانی میمنہ کو الٹنے کے لیے یہ حکم ملا تھا کہ وہ ڈوموکوس سے تین چار میل بجانب مشرق گذرکر یونانیوں کیلئے لامیہ کیطرف مراجعت کرنیکا رستہ بند کردے۔ اسکے بعد نشاط پاشا کا ڈویژن ڈوموکوس کے عین بالمقابل تھا۔ نشاط کے ماتحت اسلام پاشا کے زیر کمان ایک بریگیڈ فوج نظام کا تھا۔ یہ نظام فوج ایڈریانوپل سے آئی تھی۔ اور جدید ماسر رائیفل سے مسلح تھی۔ نشاط اور حمدی کے ڈویژن سے دو میل عقب میں حیدر کا ڈویژن ریزرو میں تھا۔ انتہائی میمنہ پر ڈوموکوس سے بجانب شمال مغرب خیری کا ڈویژن تھا۔

قلعہ ڈوموکوس

مسٹر بگہم قلعہ ڈوموکوس کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے: "ایک وسیع و فراخ وادی ہے جو دس ایک میل لمبی اور پانچ ایک میل چوڑی ہے اور کہیں کہیں اور رہیں کھیت موجود ہیں مگر زیادہ حصے

خود رو گھاس ہے۔ ایک سر بفلک پہاڑی اوپر کو اٹھتی چلی گئی ہے اس پہاڑی کا سامنا قدرتی منزلوں سے جو ایکدوسرے کے اوپر بلند ہوتی چلی گئی ہیں بنا ہوا ہے۔ شاہ راہ ان منزلوں کے گرداگرد چکر کاٹتی ہوئی چوٹی تک چلی گئی ہے جہاں عین قلہ کوہ پر ڈوموکوس کا شہر اور قلعہ واقع ہے۔ اور کل میدان اسکی زد میں ہے۔ نظارہ کی دلفریبی میں کوئی کلام نہیں مگر اوسوقت اوسکی طبعی استحکام کا خیال باقی سب باتوں پر غالب آ رہا تھا ایسی مضبوط مستحکم پوزیشن غالباً ابتک بہت ہی کم جرنیلوں کو مدافعت کیلئے نصیب ہوئی ہوگی سب سے نچلی منزل پر پیدل فوج مورچوں کی تین یا چار قطاروں میں موجود تھی۔ فوج کی موجودگی کا علم صرف مورچوں کی سیدہائی سے ہو رہا تھا ان سے پرے ریزرو فوج کی دستی انبوہ در انبوہ کھڑے تھے ہر منزل کے پیچھے اور اوپر توپیں ہی توپیں نصب تھیں جنکی نالیں مورچوں کے جھروکوں سے دکھائی دی رہی تھیں۔ یہ سلسلہ اسیطرح منزل بمنزل چوٹی تک چلا گیا تھا جہاں قلعہ کی فصیلوں پر چار گران وزن قلعہ شکن توپیں چڑھی ہوئی تھیں "

ڈوموکوس کے حملہ میں ترکوں سے پے در پے غلطیاں سرزد ہوئیں مگر میرے پاس اس غرض کیلئے کافی شہادت موجود نہیں کہ میں یہ ثابت کر سکوں کہ ان غلطیوں کا جن سے فایدہ بہت کم اور نقصان بہت زیادہ ہوا۔ فلاں شخص ذمہ دار تھا حسب معمول ادہم پاشا کی شاطرانہ تدبیر اسموقعہ پر بھی نہایت اعلی تھی تدبیر مذکور یہ تھی کہ حمدی ممدوح غنیم کے بازو سے اوسکے عقب میں پہنچکر مراجعت کا رستہ بند کردیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی حسب معمول ڈویژنل کمانڈروں کی کارروائی اسموقعہ پر بھی ناقص رہی۔ اور انہیں سے ایک نے نہایت مہلک و خوفناک مگر محض فضول غلطی یہ کی کہ ڈوموکوس کی سر بفلک بلندی کو سامنے کیطرف سے اور واحد بریگیڈ سے حملہ کرکے فتح کرنیکی کوشش کی۔ اس حملہ کے متعلق کم از کم تین امر توضیح طلب ہیں (۱) کیوں اسلام پاشا کے ڈویژن کو تنہا ایسے مقام پر حملہ کرنیکا حکم دیا گیا (۲) کیوں پھر اس بریگیڈ کو مزید پیدل فوج یا توپخانہ سے کمک نہ پہنچائی گئی۔ اور اسے اسکے حال پر چھوڑ دیا گیا (۳) کیوں خیری پاشا نے اطلاع کیلئے پر خاموش کھڑا رہا۔ اور اسنے آخر الذکر کو دیکر یونانیوں کی توجہ کو اسکی طرف سے ہٹانے کی کوشش نہ کی۔ انکے ساتھ یہ چوتھا سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ کیوں حمدی پاشا نے یونانی میمنہ پر مشغول کارزار ہونے میں اسقدر دیر لگائی۔ بلکہ یہ پانچواں سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ کیوں ممدوح لامیہ کی سڑک پر قابض نہ ہو سکا وہ پندرہ کو روانہ ہوا تھا۔ اور براہ دوزی یقیناً ۱۸ مئی کی صبح تک یونانیوں کی مراجعت کے رستہ پر قابض ہو سکتا تھا۔ حمدی پاشا کی توقف کی نسبت مسٹر بگہم یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اسے نہایت مشکل کوہستانی علاقہ سے گذرنا پڑا تھا اوس نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ کی تھی۔ بالآخر پاشا موصوف کی نسبت مسٹر ممدوح یہ لکھتے ہیں —

"یہ تقریباً محض حمدی پاشا کی ہی متحملانہ و باصبور پیشقدمی کی طفیل تھا کہ ایک دن میں لڑائی ختم ہوگئی۔ اور دونوں فریق اس خونریزی سے بچگئے جو دہاوا ہونیکی صورت میں یقیناً وقوع میں آتی۔" —

معرکہ میں اولین حرکت حمدی کی تھی جو پہلی وادی وادی ترکی سیرہ کیطرف اور پھر پہاڑیوں میں سے جنوب میں قرہ چائی کیطرف بڑھا اوسکا ڈویژن تھوڑی دیر بعد پہاڑی دروں اور گھاٹیوں میں غایب ہو کر پھر کہیں شام کے چھ بجے نمودار ہوا۔ مگر دریں اثنا گاہ گاہ کی آتشباری سے اوسکی موجودگی کا پتہ ملتا رہا خیرہ یا فاسمنہ یہ تین میل سیدہا بڑھکر اوس نشیبی علاقہ میں جو ڈوموکوس کی شمال مغرب میں ہے

محفوظ و مصئون سارا دن بیکار کھڑا رہا +

فوج نظام کا شاندار حملہ - حیدر پاشا مع چہارم ڈویژن اور رضا پاشا مع توپخانہ ڈومو کوس سے چار میل بجانب شمال نشاط پاشا کے پیچھے ریزرو میں رہے - الغرض لڑائی کا کل بوجھ صرف نشاط پاشا کے دوم ڈویژن بلکہ اس کے بھی صرف ایک ہی برگیڈ پر پڑا - تمام شاہد متفق الرائے ہیں کہ یہ نہایت ہی ظالمانہ غلطی تھی جس کا ارتکاب محض بلا ضرورت کیا گیا - اور فضول سینکڑوں بہادر جانوں کو قربان کر دیا گیا چھوٹی سی تمہیدی لڑائی کے بعد اسلام پاشا کا برگیڈ دو بجے یونانی پوزیشن کیطرف بڑھا - اس برگیڈ میں چھ بٹلینیں یعنی تقریباً پانچہزار سپاہی تھے - جو سب کے سب نو نظام اور ماسر رائفل سے مسلح تھے - یونانی مورچوں سے تخمیناً دو ہزار گز کے فاصلہ پر انکو کھڑا کر دیا گیا - جہاں وہ کالم کی ہیئت چھوڑ کر لمبی صف میں مرتب ہوئی ہی تھی کہ یونانی توپخانہ نے اپنر شراپنل گولے برسانے شروع کر دیئے جنسے انکو بہت نقصان پہنچا - اس پر نشاط نے دو بیٹریوں سے یونانیوں پر گولے برسائے - مگر ان کا کچھ اثر نہوا - خیر ہی نے بھی اسوقت ایک واحد بیٹری سے چند گولے سر کئے - اس شاندار انفنٹری کیلئے جو یقینی موت کے منہ میں بھیجی گئی تھی - میدان کارزار میں کسیطرح کی پناہ یا آڑ موجود نہ تھی - زمین کف دست ہموار تھی جسپر صرف کہیں کہیں فصل دار کھیت موجود تھے صف آراء ہو کر ان نو عمر عثمانلی سپاہیوں نے بہ ثبات مردانہ آگے بڑھنا شروع کر دیا - توپی گولہ باری کیساتھ اب رائفلی آتشباری کی بھی اپر لاگت بخش بوچھاڑ ہونے لگ گئی مگر انمیں سے ایک آدمی کے بھی قدم نہ ڈگمگائے - مسٹر بگھم کا بیان ہے "کسیوقت بھی اس صف میں کہیں بل نہ پڑا - سپاہی تمام کارروائی کو گویا تفریحی مہم سمجھ رہے تھے - دراصل ہر سپاہی ان تھے کہ تفریح مذکور میں انکو سب سے پہلے جانیکا حکم دیا گیا ہے"

مسٹر جی - اے سٹیونس اس بہادرانہ حملہ کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے :-

"دھف کے بڑھنے کی دیر تھی کہ یونانی صفوں سے نمونہ جہنم طوفان امڈ آیا - دہنی بائیں اور سامنے کے مورچوں سے حیرت انگیز تیزی کیساتھ باڑھ پر باڑھ شروع ہو گئی - یہ ایسی تابڑ توڑ پڑ رہی تھیں کہ انسان کو خواہ مخواہ یہ خیال گذر جاتا کہ ہمارا (ترکی) برگیڈ جو قربانی پر چڑھایا جا رہا تھا - ماسر رائفلوں سے مسلح تھیں - بلکہ یونانی ان سے مسلح ہیں - کل مورچوں سے توپی اور رائفلی آتشباری کے شعلے سرخ بجلی کیطرح چمک رہے تھے اور دھوئیں کے بادل اٹھ اٹھکر پہاڑیوں کے گرد جمع ہو رہے تھے لیکن بایں ہمہ نو عمر سپاہی آگے بڑھے گئے - یونانیوں کی تباہی برپا کن بوچھاڑ در بوچھاڑ کے سامنے انکی متفرق آتشباری کچھ بھی حقیقت نرکھتی تھی مگر پھر بھی بے آگے بڑھے گئے کہ اتنے میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ یونانی میمنہ کے اولین مورچوں سے آدمی سراسیمہ وار پیچھے بھاگے جا رہے ہیں ہمیں بعد میں معلوم ہوا - یہ اطالین مجاہدین تھے - جو اپنے مقتولین کو بھی وہیں چھوڑ گئے لیکن یونانی قلب بمبر ہ سے پہلے سے زیادہ تیزی اور کثرت کے ساتھ آگ اور سیسہ برس رہا تھا - تاہم یہ بہادر مسلسل بڑھے جاتے رہے حتٰی کہ یونانی مورچے پانسو گز کے فاصلہ پر رہگئے اور وہاں پہنچکر وہ کھڑے ہو گئے - یہ نشیب میں اور یونانی اوپر تھے جنکی آتشباری کو سیلاب بلا خیز نے یقیناً کسی آدمی کو سیدھا کھڑے نرہنے دیا ہوگا - لیکن پھر بھی یہ بے نظیر شجیع ایک قدم پیچھے نہ ہٹے اور برابر اپنی ماسر رائفلوں کو سر کرتے رہے"

یہ آتشبازی کہیں چار بجے جاکر مدہم ہوئی - اور اسوقت بھی غالباً اس لئے کہ دونوں فریق کے پاس کارتوس ختم ہو گئے ہونگے اسلام پاشا کا برگیڈ یونانی مورچوں سے پانچسو گز کے فاصلہ پر تو پہنچ گیا مگر اس پیشقدمی میں اسکے بارہ سو سے زیادہ یعنی کم از کم بیس فیصدی

آدمی ضایع ہوئے۔ ٹائمز کے نامہ نگار کا بیان ہے: "در آنحالیکہ ان کے ساتھی یعنے خیری کے اول ڈویژن والے عقب میں ایک بلندی کے پیچھے محفوظ کھڑے تھے۔ ان بہادروں کو وہیں اس طرح ہلاک اور زخمی ہوتے دیکھتے رہنا بلاشبہ نہایت ہی ظالمانہ اور دردانگیز منظر تھا"

نشاط نے آخر ساڑھے چار بجے اپنے دوسرے بریگیڈ کو اڈیریانوپل کی رجمنٹوں کی کمک کیلئے آگے بڑھایا۔ چونکہ یونانیوں کے پاس اس وقت تک شرپنل گولوں کا ذخیرہ ختم ہوچکا تھا۔ یہ فوج پانچ بجے کے قریب بخیریت و بلا نقصان مصافی صف تک پہنچ گئی جس پر یونانی اپنے مورچوں کی پہلی قطار کو چھوڑ کر پہاڑی پر چڑھ گئے۔ اس مراجعت کے وقت یونانیوں کو نشاط کے ڈویژن کی رائفلی آتشبازی سے سخت نقصان پہنچا۔ ساڑھے پانچ بجے رضا پاشا بھی توپ خانہ لیکر پہنچ گیا۔ اور انفنٹری کی آتشباری کے ساتھ اس نے بھی شیل در شرپنل غنیم پر پھینکنے شروع کردیئے۔ یہ توپیں وقت مناسب پر پورے تین گھنٹے بعد شریک کارزار ہوئیں۔ مگر اس توقف کا الزام رضا پاشا پر لگانا مناسب نہیں۔ وہ نہایت مستعد اور کمال لائق و قابل افسر ہے۔ اور اسکی ہمیشہ پہلی صف میں رہنے کی خواہش ہوتی تھی۔

جو یونانی اس آتشباری سے بچ رہے انہوں نے مورچوں کی دوسری قطار میں پناہ لی۔ یہ مورچے ڈوموکوس کی ڈھلوان سطحوں پر خوب موقعہ سے بنے ہوئے تھے۔ اور تقریباً ناممکن التسخیر نظر آتے تھے۔ اگر خیری پاشا بھی اپنا ڈویژن لیکر شامل ہوجاتا۔ اور کل ترکی توپ خانہ سے بستعدی کام لیا جاتا۔ تو غالباً سامنے سے حملہ کرنے میں کامیابی ہوجاتی۔ لیکن اس صورت میں بھی حملہ کنندہ فوج کو بہت نقصان اٹھانا پڑتا۔ اور اگر یونانی واقعی جوانمردی و ثبات قدمی سے لڑتے تو شاید بالکل ہی ناکامی ہوتی۔

اس نازک وقت پر حمدی پاشا کے یونانیوں کے میمنہ پر پہنچ جانے سے اس سامنے سے حملہ کرنیکے جوکھم کو برداشت کرنیکی احتیاج نہ رہی۔ پاشا موصوف یونانی میمنہ کو جو کرنیل ماسٹراپاس کے زیر کمان تھا لگاتار پیچھے ہٹاتے آکر موضع کٹیا اور رقرہ زالی پر قابض ہوگیا تھا۔ حمدی کا ہراول دستہ مشرق کیطرف سے ڈوموکوس کے بالکل قریب سوا چھ بجے پہنچا۔ اور اسنے پہنچتے ہی پائینی یونانی مورچوں اور نیز یونانی توپخانہ پر کمال تیزی سے آتشباری کر کے عام تباہی برپا کردی۔ کرنیل ماورومیکالیس سخت زخمی ہوا۔ اور یونانی بسرعت تمام ڈوموکوس کی پہاڑی کی بالائی منزلوں اور قلعہ کیطرف ہٹنے لگ گئے۔ قلعہ سطح میدان سے تین سو فیٹ بلند ہے۔ مگر افسوس حمدی اور نشاط دونوں کے ڈویژنوں کی سپاہ ایسی کوفتہ و تکان زدہ ہورہی تھی کہ اس شام یونانیوں کی پسپائی سے فائدہ نہ اٹھا سکی۔ اور انکا تعاقب نہ کرسکی۔ ساڑھے سات بجے آتشباری ختم ہوگئی۔ اور تھکے ماندے ترک انہی پوزیشنوں میں شب باش ہوئے جنکو انہوں نے ایسی بہادری سے فتح کیا تھا۔ یونانیوں کو تاریکی میں دشمن کے پنجہ سے نکل جانیکا پھر موقعہ مل گیا۔ اور حسب معمول اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں انہوں نے ذرہ بھر درنگ نہ کیا۔ رات پڑتے ہی ولیعہد اور اسکے سٹاف نے مراجعت کا حکم دیدیا۔ اور یونانی افواج پاؤں سر پر رکھ بسرعت تمام رفوچکر ہوگئیں۔

سٹینڈرڈ کا نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا معرکہ ڈوموکوس کے متعلق حسب ذیل تحریر کرتا ہے:۔

"ساڑھے گیارہ بجے ترک آگے بڑھتے آتے دکھائی دیئے۔ اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے فرسالہ لامیا سڑک کے دائیں ہاتھ جو ڈوموکوس کے نیچے پہاڑیوں میں سے گذرتی ہے اور میدان سے بخط مستقیم فرسالہ کو دکھائی دیتی ہے ایک باتری قایم کرلی۔ ساڑھے تین بجے تک ترکی توپیں یونانی توپوں کی طاقت معلوم کرنیکے لئے جو جابجا مورچوں وغیرہ پر نصب تھیں متفرق طور پر آتشباری کرتی رہیں۔ اسوقت تک اور تین باتریان

ترک اور تین باتریاں آگے بڑھا لائے۔ اور انکو پہلی باتری کے دوش بدوش قایم کردیا اوہر اوسیوقت فوج پیدل نے واقعی پیشقدمی شروع
کردی پیدل کی جمعیت کثیر فرسالہ کی سڑک سڑک جبال اوتہریس کے دامن پر سے ہوتے ہوئے ایک یکہ تنہا پہاڑی کیطرف جو کہ ہاشتر کی شکل میں یونانیوں کے
مورچوں کے سامنے تین میل کے فاصلہ پر پیدا نہیں تھی بڑھی کل میدان میں صرف یہی پہاڑی ایک عمدہ پناہ تھی ترکوں نے اوسکے پیچھے اپنی فوج جمع کی
پہر صف آرا ہوکر آگے بڑھی۔ ترکی توپوں نے اس پیشقدمی سے پہلے مسلسل گولہ باری شروع کردی تھی۔ انکے جواب میں یونانیوں کی دونوں
۱۵ سنٹی میٹر کی کرپ توپیں جنمیں سے ایک قدیم قلعہ پر اور دوسری متصلہ پہاڑی کی چوٹی پر تھی گولے برسانے لگیں ترک اونکی خوب زد
میں تھے اور اون سے ایسا عمدہ کام لیا گیا کہ ترک کچھ عرصہ پیشقدمی کو جاری نہ رکھ سکے۔ ترکی سواروں کے ایک دستہ نے سڑک سڑک آگے بڑھنے
کی کوشش کی مگر متذکرہ صدر توپونکے وزنی گولوں نے اونکو پراگندہ کردیا۔ اور وہ بلا تاخیر پھر جھٹ پٹ پہاڑی کے پیچھے چلے گئے۔ اس سے
یونانی بکمال خوش ہوئے۔ اور غنیم کی کیولری کی پسپائی پر نہایت زور و شور سے خوشی کے نعرے بلند کیے۔ مگر ترکی انفنٹری آتشباری کے
علے الرغم لگاتار آگے بڑھتی آئی یکے بعد دیگرے پلٹنیں ثابت قدمی و بامردی سے یونانیونکی اگلی صفونکیطرف بڑہے اگر یونانیونکی ۱۲ میدانی و کوہی توپوں نے
لگاتار گولہ باری کی یا دوچوڑہ دموکوس کی پہاڑیوں پر نصب تھیں ان صفونکو مورچونکیطرف دھکیلتی گئیں۔ ترکوں کا مدعا یونانی قلب کو توڑنا اور لامیہ کی
سڑک پر قابض ہونیکا نظر آرہا تھا۔ اور اونہوں نے ایسے استقلال و اصرار سے حملہ کیا کہ مورچونکی خندقونکو تقریبًا فتح کرلیا۔ اور یونانیوں سے
دست و گریبان ہوجانے اور بندوق سنگین اونپر دہا کرنیکو تیار ہی تھے کہ تین سو اطالین مجاہدین نے زیر کمان سپریانی سوشلسٹ
بازو پر سے ایسی تباہی بخش آتشباری صنوبر کے درختوں کی اوٹ سے جو لب سڑک تھے شروع کردی۔ اور ایسی استقامت سے اپنے موقعہ پر
قایم رہے کہ ترکوں کو تھم جانا پڑا۔ آخر جب کار توس نہ پہنچانے پر اس دستہ کو پیچھے ہٹنا پڑا تو اوسوقت تک اسکے بارہ قتل اور ۱۸ زخمی ہوئے۔ واپسی کے
وقت جس مورچہ اور صف سے وہ گذرے وہیں کی یونانی فوج نے خوشی کے نعرے بلند کرکے اونکی حوصلہ افزائی کی۔ اونکے زخمی پیدل کیتے ہوئے قریب ترین
فوجی ہسپتال کو کسی کی امداد بغیر پہنچگئے۔ اور وہاں جاتے ہی فرش خاک پہ گرپڑنیکی بجائے کمال بشاشت و شگفتگی کے ساتھ سگرٹ طلب کیے
یونانی مجروحین کی شکستہ دلی اور رونی صورت کے مقابلہ پر اونکی باحوصلگی و بشاشت واقعی حیرت انگیز تھی۔ لڑائی نے یونانی سپاہ
کے حوصلونکو پامال کرنا شروع کردیا تھا۔ دو سو مجروح سپاہی صفوں سے نکلکر اوس میدانی شفاخانہ کو جو لامیہ کی سڑک پر سب سے پہلے چلے گئے۔ وہاں
ڈاکٹروں اور سر جنونپر اوسوقت کام کا بہت زور پڑ رہا تھا۔ اسیوقت کرنیل مادر و میکالس کمانڈر میمنہ کو گولی پڑی اور اوسکے بھتیجے کو جو
اسکا یاور بھی تھا سر پر گولی لگی۔ آخر الذکر کی جان ہسپتال لیجاتے وقت رستہ میں ہی نکل گئی۔ چھ بجے کے قریب یونانی قلب پر ترکی حملہ بتدریج
ختم ہوگیا اور سپاہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن اُسیوقت یونانی میمنہ پر جسکی حالات کو میں کچھ عرصہ سے بنظر تردد و تشویش دیکھ رہا
تھا۔ ترکوں نے بسرعت تمام فیصلہ کن حملہ کردیا۔ کرنیل ماکریس کمانڈر میمنہ اس طوفانی سواد کو جمع ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اور بار بار کمک
کمک کیلیے درخواست کر رہا تھا جو اسے بہت توقف کے ساتھ بھیجی گئی۔ بالآخر ریزرو فوجیں سے تین ہزار سپاہ ۱۵ دن پہاڑیوں
سے جو لامیہ سڑک سے پرے تھیں اوسکی مدد کو پہنچگئیں مگر اس کمکی کمک بھی ویسے مستعد و زبردست حملہ کے مقابلہ پہ بیکار ترکوں نے
جسطرف کیا تھا کچھ حقیقت نہیں رکھ سکتی تھی ترک جمعیت کثیر جسے لامیہ سڑک کا رستہ بند کرنیکے لیے سیلاب بلا خیز کیطرح بڑھی چلی آرہی تھے

ہمپر اب یہ راز کھلا کہ قلب ترکوں نے صرف یونانیوں کی توجہ کو منعطف رکھنے کے لیے محض بغرض فریب ہی حملہ کیا تھا۔ انکا اصل مدعا یونانی میمنہ تھا یہ کیفیت دیکھکر باقیماندہ ریزرو فوج یعنی تین ہزار انفنٹری اور پانسو سوار سات بجے درہ فورکا کیطرف لامیہ سڑک کی حفاظت کیلیے بھیجدیے گئے۔ ادہر اگلی صف کی فوجونکو اپنے موقعہ پر قایم رکھکر باقی فوج کی مراجعت باقاعدگی کے ساتھ شروع ہو گئی صرف وزنی کرپ توپیں قلعہ اور پہاڑی کی چوٹی پر پیچھے چھوڑ دی گئیں صف اولین کی فوجکو حکم دیا گیا کہ وہ آدہی رات کو نہایت خاموشی تمام چپ چاپ پیچھے ہٹ آئے ولیعہد معہ شاف سوارونکا ایکدستہ لیکر اور فوجی ہسپتال سب سے پہلے مراجعت فرما ہوئے اور انکے تھوڑی دیر بعد کل فوج روانہ ہو گئی۔

درہ فورکا کا ترک کیا جانا

علی الصبح عثمانیہ سپاہیوں نے ڈوموکوس کو ناقابل تسخیر اور عثمونی کے ہلوانوں اور چوٹی کو بالکل خالی پایا مورچے بھی بالکل خالی پڑے تھے البتہ گولہ بارود کے صندوق اور سامان وافر موجود تھا جنکو بھگوڑے یونانی پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ چار اُن گران وزن توپیں بھی بدستور قلعہ پر موجود تھیں لیکن یونانیونکا کہیں نام نشان نظر نہ آتا تھا حمدی پاشا کو جو حمدی کے ہیڈ پر تھا حکم تھا کہ درہ فورکا کے نزدیک کسی جگہ قابض ہو کر وہ یونانیوں کے مراجعت کا رستہ بند کر دے مگر بدقسمتی سے دشوارگذار پہاڑیوں اور گھاٹیوں کے رستہ میں حایل ہونیکی وجہ سے وہ بروقت نہ پہنچ سکا صرف اوسکا ہراول لشکر مشرونکی یونانی فوج سے مٹ بھیڑ ہوئی۔ اتھک اور ہمیشہ آگے رہنے والا سیف اللہ پاشا اس دستہ میں موجود تھا وہ قریب ترین ڈویژن سے جسقدر فوج بہم پہنچا سکا اوسے جھٹ پٹ جمع کر کے غنیم کے تعاقب میں روانہ ہو گیا آدہم پاشا ابھی بہت دور تھے۔ مگر حمدی کے ڈویژن سے سیف اللہ نے چار پلٹنیں اور تین رسالے حاصل کر لیے ان چند سواروں اور ایک باتری کے ساتھ اوسنے سڑک سڑک درہ فورکا تک جو ڈوموکوس سے بجانب جنوب مشرق دس میل کے فاصلہ پر ہے دشمن کا تعاقب کیا وہاں اُسنے غنیم کی زبردست فوج درہ پر قابض دیکھی جسپر اُسے اپنی پیدل فوج (چار پلٹنوں) کے آپہنچنے کا انتظار کرنا پڑا۔ یہ پلٹنیں ۱۸ مئی کو کہیں سہ پہر کے تین بجے جا کر پہونچی۔ انکے پہنچتے ہی سیف اللہ نے کل فوج سے دشمن پر حملہ کر دیا جو پیشقدمی میں بھی اور پھر مسلسل و سریع آتشباری کرتی رہی۔ یونانی دہاوا شروع ہوتے ہی فی الفور یہاں سے بھی فرار ہو گئے اور تقریباً ناممکن الفتح درہ اور اوسکی چوٹیوں کو غنیم کے حوالہ کر گئے۔ لامیہ سے ورے یہ آخری حصن حصین اور قابل مدافعت مقام تھا جسکا قبضہ ملجانا ترکوں کے حق میں نہایت ہی مفید تھا۔ دوسرے دن (۱۹ مئی) حمدی کا کل ڈویژن پہنچگیا اور وہ درہ میں سے گذر کر اوس میدان میں جو درہ سے سمندر تک پھیلا ہوا ہے داخل ہو گیا۔

جب حمدی کا ڈویژن درہ فورکا سے نیچے اُترا تو اوسنے یونانی فوجکے باقی حصہ کو لامیہ سے شمال میں صف آرا دیکھا ڈوموکوس کی سریع مراجعت کے دوران میں بیشمار سپاہی اپنی اپنی پلٹنوں سے ادہر ادہر منتشر اور فرار ہو گئے تھے چنانچہ ولیعہد کے پاس ڈوموکوس کی نسبت نصف آدمی بھی نہیں رہگئے تھے۔ تقریباً پندرہ ہزار سپاہیونکی ایک صف لامیہ سے تین میل پچال پہاڑیوں کی ایک پست سے کرارہ پر پرا باندھے کھڑی تھی۔ دونوں فریقوں میں تھوڑی دیر بعد آتشباری شروع ہو گئی۔

لڑائی کے دوران میں لامیہ کے سول حکام نے کہلا بھیجا کہ ہم اطاعت ماننے کو تیار ہیں۔ ترک باامن و امان ہمارے شہر پر قبضہ کر لیں سیف اللہ نے جواب دیا کہ جبتک شہر اور ترکوں کے درمیان یونانی فوج حایل ہے ہم کسطرح شہر میں داخل ہو سکتے ہیں ہاں شہر دا[illegible]

فوج ملکو کی ہزیمت کے بعد اگر انہوں نے مزاحمت نہ کی تو انہیں کوئی گزند نہیں پہنچیگا +

التوائے جنگ کا معاہدہ - زوال کے قریب لڑائی خاصی تیز اور ایک سرے سے دوسرے تک عام ہوگئی لیکن دو بجے کے قریب یونانی آتشباری یکلخت بند ہوگئی - اور یونانی قلب میں سفید جھنڈا بلند کر دیا گیا - اسکو دیکھتے ہی دونوں فوجوں میں بگلوں نے آتش کس (یعنی آتشباری بند کر دو) کا حکم سنا دیا - اور دو یونانی افسر جھنڈا لیئے ترکی صفوں کیطرف بڑھے - ادھر سے سیف اللہ پاشا نے اُن سے ملاقات کی اور ۲۴ گھنٹوں کے لیئے التوائے جنگ منظور کر لیا - اس پر کل یونانی فوج لامیہ کے پاس سے گذر کر جہاں اس نے ایک لحظہ توقف نہ کیا - تھرموپیلی کی طرف ہٹ گئی - ادہم پاشا ڈومکوس ہی رہے تھے - عارضی التوائے جنگ کی خبر انہیں وہیں پہنچائی گئی قسطنطنیہ سے بھی انکو معاہدہ ترک مخاصمت کے احکام موصول ہو چکے تھے - دوسرے دن ۲۰ مئی کو نظام الصباح ولیعہد کا یاور ترکی ہیڈکوارٹر میں وارد ہوا - اور پندرہ دنوں کیلیئے التوائے جنگ کا باضابطہ معاہدہ ہوگیا - سرحد ایپائرس پر بھی آرٹا کے سامنے اسیطرح عہد نامہ کیا گیا - ۳ جون کو پچھلی میعاد کے منقضی ہونے پر مذاکرات صلحیہ کے اختتام تک پھر اس معاہدہ کی تجدید کی گئی - اور ہر فریق کو اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہے تو چوبیس گھنٹوں کا نوٹس دیکر اس عہدنامہ کو منسوخ کر سکتا ہے - تحریر معاہدہ کے بعد دونوں فوجوں کے سٹاف افسروں نے ایک غیر جانبدار منطقہ یعنی منطقہ بیطرفی - حد فاصل کی تعیین کی - ترکوں نے ۱۲ مئی کو لامیہ پر قبضہ کر لیا گرچہ اُسے حد فاصل مقررہ کنندہ کمیشن نے یونانیوں کی طرف رکھا تو فی الفور اس سے واپس چلے گئے - ایک مہینہ کی لڑائی میں جو تاریخ ۱۷ اپریل درہ ملونا کی لڑائی سے شروع ہو کر فی الحقیقت بتاریخ ۲۰ مئی معرکہ ڈومکوس پر ختم ہوئی - ترکوں نے یونانیوں کو اس تمام علاقہ سے جو ۱۸۸۱ء میں انہیں ٹرکی سے دلایا گیا تھا نکالکر پھر اپنی سرحد تک قبضہ کر لیا - ایپائرس میں فریقین کی وضع وہی رہی - جو محاربہ کی ابتدا میں تھی +

جنگ ایپائرس - محاربہ کے مغربی تھیٹر یعنے ایپائرس میں بقول جرمن مورخ ترکوں کو علاقہ کی طبعی بناوٹ کی وجہ سے مجبوراً بچاؤ کے پہلو پر بیٹھنا پڑا - جارحانہ پہلو اختیار کرنے سے فی الحقیقت کچھ فائدہ نہ پہنچتا - اس کا نتیجہ صرف یہ ہوتا کہ ترکی فوج خلیج کار تھم تک پہنچ جاتی - مگر واقعات کی عام رفتار پر اس سے کچھ اثر نہ پڑتا - جنوبی ایپائرس میں سب سے اہم مقام پریویسا[1] ہے - اور علاوہ بریں مقامات سٹریونیا - وینٹی بیگاڈیا بھی خاصے اہم ہیں - ترکی قلعہ پریویسا ادس تنگ آبنا کے شمال میں واقع ہے - جو خلیج آرٹا کو جاتی ہے - خلیج مذکور دور تک اندر چلی گئی ہے - اور صوبہ اکارنینا کو کسیقدر ایپائرس سے جدا کرتی ہے پریویسا کی

[1] یہ قصبہ چودھویں صدی کے شروع میں ترکوں کے قبضہ میں آیا تھا مفصل تاریخ کے لیئے دیکھو تاریخ خاندان عثمانیہ جلد دوم +

صرف یانینا کی سڑک کے ذریعہ عبور کیا جا سکتا ہے۔ اس جزیرہ نما میں جو زیادہ تر کف دست میدان ہے پہاڑیوں کا ایک اور سلسلہ موجود ہے جس کی تمام علاقہ زومیہ ہو اسپر ترکوں نے توپخانہ نصب کر رکھا تھا قصبہ پریویسا اور اسکی بڑی بڑی قلعے جہدیہ۔ پانتوکراٹو سینٹ جارج اور پالوپیارو گو خاکنائے سے قریب ہموار ساحل پر واقع ہیں غنیم خاکنائے پر کسی عمدہ موقعہ پر قایم نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ پہاڑیوں کے بلند کرارہ کی ترکی توپوں کی پوری پوری زد میں تھی شہر اور قلعے چاروں طرف سے زیتون کے درختوں کے پرانے گھنے جھنڈوں سے گھرے ہوئے ہیں۔

آپاریس کے بڑے بڑے قصبے جنمیں یونانیوں کی آبادی زیادہ ہے یانینا برات۔ اور کورٹیا ہیں۔ صوبہ آکارنینا میں یونانیوں کا سب سے بڑا قلعہ آرٹا ہے۔ اسکے شمال اور جنوب میں دو چشمے بہتی ہیں جنسے وہ خاصہ مضبوط مقام ہو گیا ہے قصبہ آرٹا جو ایک علیحدہ حیثیت سے پرانا شہر ہے مگر ایک عالیشان ترکی قلعہ رکھتا ہے میدان میں دریا۔ آراکتھوس یا آرٹا کے کنارہ پر واقع ہے یہ دریا شہر کے گرد نیم دائرہ کی شکل میں بہتا ہوا بجانب جنوب خلیج آرٹا میں جا گرتا ہے قصبہ آرٹا کے جنوب میں پہاڑیوں کا ایک سلسلہ تخمیناً پانسو فیٹ بلندی جو دھیگرا کی کو ہستان کو قریب چلا گیا ہے اس کرارہ پر وسیع پرانی بارکیں موجود ہیں جنکے سامنے یونانیوں نے کئی باتریاں ۵ اور ۶ انچہ قطر کی توپوں کی اور ایک باتری چار چار انچہ قطر کی دو توپوں کی نصب کر رکھی تھی ایک باتری کا رخ آرٹا کی پل کیطرف دوسری کا عمارت کیطرف اور ایک کا گریمی نتزا کیطرف تھا۔ اس سلسلہ کے بالمقابل ترکی علاقہ میں پہاڑی ڈھلوانیں جو بتدریج شمال کیطرف اٹھتے چلے گئے ہیں عمارت گریمی نتزا اور وولا کیرنا واقع ہیں۔ ان سب مقامات میں ترکی سپاہ اور توپخانہ موجود تھا اور ان سے شہر آرٹا اور یونانی باتریاں کامل طور پر زد میں تھیں۔ اس نقص کی تلافی کے لیے یونانیوں نے اپنی طرف بمقام ٹیبا و ماسکی ناڈا میں دو باتریاں نصب کر رکھی تھیں۔

احمد حفظی پاشا جرنیل ڈویژن وسط مارچ سے ۲۸ ہزار فوج لیکر یانینا صوبہ کے صدر مقام میں جو تھے پہلا ڈویژن معہ شاف یانینا میں اور دوسرا ڈویژن جنوبی علاقہ میں بمقام لوروس و فیلیپیاڈیا مقیم تھا ترکی کمانڈر کے پاس کل فوج ۳۲ بٹالین انفنٹری (جنمیں سے [illegible] نظام کی تھیں) ۸ کوہی توپیں اور ۵ رسالہ کیولری تھی آغاز محاربہ پر ترکوں کے پاس آرٹا کے بالمقابل ۷ ہزار آدمی اور بارہ توپیں بمقام ملاتہ دوسرا کو چار ہزار آدمی بمقام فیلیپیاڈیا ۱۰ ہزار اور بمقام یانینا پانچہزار آدمی تھے۔ یونانیوں کے پاس کرنیل مانوس کے زیر کمان انفنٹری کی چار رجمنٹیں (ششم نہم دہم و دوازدہم) رائفلمینوں کی دو پلٹنیں (یکم و سوم) کیولری کی دوم رجمنٹ۔ دو میدانی اور تین کوہی باتریاں آرٹا میں تھیں۔ بعد میں ان کو تین ہزار (ریزرو اور مستحفظ افواج) کے سپاہیوں اور دو ہزار مجاہدین کی کمک پہنچ گئی جس سے کرنیل مانوس کے پاس کل فوج ۱۶ ہزار کے قریب ہو گئی۔

یونانیوں کے دو بڑے مرکز آرٹا و پٹیا تھے جو وادی آرٹا سے باہم ملے ہوئے ہیں اب جنگ رسد بندرگاہ کا پینا کی۔ ہستہ آتا تھا۔ زیادہ تر فوج آرٹا میں مقیم تھی جہاں پانچہزار آدمی تھے موضع پٹیا میں جو آرٹا سے [illegible] میل کے فاصلہ پر ایک بلندی پر واقع ہے تین ہزار فوج تھی مدافعت کی دوسری صف میں جو کومیدونی سے خلیج آرٹا کے قریب بانی تک تخمیناً ساڑھے [illegible] میل میں پھیلی ہوئی تھی چھ سو آٹھ ہزار تک آدمی تھے دریا کے رستوں اور ناکوں کی حفاظت اور بصورت محاربہ فوجی حرکات کو دشمن سے مخفی رکھنے کیلئے دریا کے بائیں کنارہ پر تین چار ہزار آدمی متعین تھے۔ آرٹا سے لیکر پٹیا تک کو فلو کی [illegible] میں نصب تھیں جو زیادہ تر کوہی تھیں یونانیوں کے پاس کل ۴۸ توپیں

تھیں۔ یونانیوں نے جو موقعے پسند کیے تھے وہ فی الجملہ عمدہ اور خاصے مضبوط تھے اور کئی ترکی موقعوں سے زور میں بھی یونانیوں نے انکو مورچوں
اور توپوں سے بھی خوب آراستہ کرلیا ہوا تھا۔ یونانیوں کے اندازہ کے مطابق ترکی فوجیں ۲۲ ہزار سے زیادہ آدمی تھیں اور ۴۸ سے زیادہ توپیں تھیں
جنہیں سے تین ہزار سپاہ اور ۱۲ توپیں قلعہ پریویسا میں مامور کی گئی تھیں۔ یہ قلعہ آبنائے پریویسا پر جو خلیج آرٹا کو جاتی ہے واقع ہے۔ دریا کے
دائیں کنارہ پر مقام کمپانا و فلی پیڈیا ترکی عساکر کے اساس حرکات تھے۔ انکے علاوہ ایک ترکی پوزیشن آرتا و پیپیا کے بالمقابل تھی عین آرٹا کے
بالمقابل پل کے دہانہ پر ایک ہزار البانویوں کی ایک پلٹن متعین تھی۔ ایک اور پلٹن پل سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم تھی وہ اس فوج
کی جزو تھی جسکا قلب سٹرارت میں تھا آبدگر یہی نتر انک یونانی سرحد سے دو ہزار گز کے فاصلہ کے بعد پر پھیلی ہوئی تھی۔ ترکوں کی تیسری
صف مدافعت جو یانیا کی سڑک کی حفاظت پر مامور تھی پنٹی پیگاڈیا میں تھی۔ یونانی فوج کو باغیوں یا مفسدوں سے بھی بہت مدد ملی جنکی
جمعیت کثیر التعداد تھی جنکو ہتھیار یانے اپنے خرچ سے مرتب تیار کی تھی۔ اور اکثر ممتاز و متمول آدمی اونکے سرگروہ تھے کل دستہ کا سپہ سالار
سکالٹ سوڈیموس تھا۔ جو ٹرکوپیس کی وزارت کے عہد میں ضلع اگری نیان کیطرف سے پارلیمنٹ یونان کا ممبر رہ چکا تھا
تمام مفسدوں کی وردی اپنی علیحدہ تھی۔ مگر اونکا دستہ فوج باقاعدہ میں شمار نہ کیا گیا۔

تھیسلی کیطرح ایپائرس میں بھی ترکوں نے حملہ میں سبقت کی اور آرٹا پر گولہ باری کرنے سے لڑائی کا آغاز کیا انہوں نے شہر سے
شمال مغرب کیطرف کی بلندیوں پر ساڑھے تین انچ قطر کی سولہ توپیں نصب کر کے تین دن رات گولہ باری کی پہلے دن بھی کئی
گھنٹے گولہ باری کیجاتی رہی۔ آتشباری ایسے موثر طریق سے کی گئی کہ یونانیوں نے مشہور کردیا۔ ترکی توپخانہ میں جرمن افسر ہیں
اس گولہ باری کا ایک مدعا یہ بھی تھا کہ آرٹا کے پل اور نیز خود شہر پر حملہ کرنے کے لیے رستہ صاف کیا جائے۔

بتاریخ ۲۰۔ اپریل صبح کے چار بجے اون تمام ترکی باتریوں نے جو شہر کے مقابل نصب تھیں یونانی مورچوں پر گولوں کی بارش شروع
کردی۔ رائفلی گروہوں نے بھی جو دریا کے کنارہ کے برابر کھود لیے گئے ہوئے تھے بسرعت رائفلی باڑھیں سر ہونے لگیں۔ اوسوقت ترکوں کے
ایک دستہ نے یونانیوں کی توجہ دوسری طرف ہٹانیکے لیے ایک موقعہ سے دریا سے گذرنیکی کوشش کی اور دوسری طرف ایک زبردست
دستہ نے پل پر حملہ کردیا مگر چونکہ محافظین کی جمعیت ہر جگہ معقول تھی ترک دونوں کوششوں میں ناکام رہے اور حملہ کنندہ دستوں
کی جانبازی و شجاعت جن کے کئی افسر بھی شہید و مجروح ہوئے کوئی فائدہ نہ بخش سکی۔

۲۰۔ اپریل کی آدھی رات کو ترکوں نے تیسری مرتبہ پل پر حملہ کیا ترکوں کو امید تھی کہ رات کیوقت دشمن غافل ہوگا مگر اونکی توقع
درست ثابت نہ ہوئی اور وہ اس حملہ میں بھی کامیاب نہ ہوئے متصلہ باتریوں نے حملہ کنندہ کالموں کو حتی الامکان مدد دی مگر اسکا بھی کچھ
اثر نہ ہوا اور وہ رات کی تاریکی میں اپنے موقعوں کو واپس ہٹ آئے۔ دوسرے دن دس بجے کے قریب ایک لیانوی نے یونانیوں کو
جھنڈی کے اشارہ سے مطلع کیا کہ ترک رات کو پیچھے ہٹ گئے ہیں اور تمام متصلہ دیہات اور قلعوں کو خالی کر گئے ہیں یہ اطلاع غلط نہ تھی
حملہ کنندہ دستے فی الحقیقت تمام اگلے علاقہ کو چھوڑ کر درہ فلپ پیڈیا کو واپس چلے گئے تھے جب یہاں انکو جو اس شہر میں زیادہ تر یونانی ہیں
اس مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ جوق در جوق آرٹا میں داخل ہو کر ترکوں کی روانگی پر بیگانہ وار جوشی سے خوشی ظاہر کرنے لگے گو باشندوں

ترکی جنگی خانہ پر قبضہ کرلیا اور یونانی جھنڈا ترکی باتریوں اور جنگی خانہ پر بلند کر دیا گیا۔ جب چار ہزار یونانی فوج نے اون مورچوں اور باتریوں پر جنہیں ترکوں نے گولہ باری کیلئے تیار کیا تھا قبضہ کیا تو یونانی باشندون اور فوجوں کی پرجوشی و وارفتگی کا کوئی حد وحساب نہ رہ گیا سب اس خیال و توقع میں سرمست ہوگئے کہ بس اب ایپرس میں ترکی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ وصیدم "یانینا کیطرف بڑھو" کے نعرے بلند ہو رہے تھے سادہ لوح و سہل الاشتعال دہقانوں کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ فتح ایپرس کی آزادی کا پہلا زینہ ہے تین دن کی ترکی گولہ باری سے آرٹا کو کوئی قابل ذکر نقصان نہ پہنچا بہت کم گولے شہر تک پہنچے اور انیس سو اکثر نہ پھٹے ۔

کرنیل مانوس نے اسیوقت تعاقب کا حکم دیدیا اپنے ڈویژن کا ایک حصہ لیکر اوسنے بمقام پانی آرٹا کو عبور کیا۔ اور فلپ پیڈیا کیطرف روانہ ہوگیا۔ دوسریطرف ایک بریگیڈ اور پندرہ سو مجاہدین نے سٹیرلجینیا پر جو درہ پنٹی پیگاڈیا سے بارہ میل بجانب جنوب ہے قبضہ کرلیا۔ اس پیشقدمی پر وہ ترکی بریگیڈ جو ابتک آرٹا کے سامنے مقیم رہا تھا اور وس کیطرف ہٹ گیا اور وہاں فلپ پیڈیا کے نزدیک مقیم ہوکر ۲۲ اپریل تک یونانیوں کے حملہ کا انتظار کرتا رہا مختصر سی لڑائی کے بعد جسمیں ترکوں کے کئی سو آدمی اور چند توپیں ضائع ہوئیں وہ درہ پنٹی پیگاڈیا کیطرف جو طبعاً نہایت مستحکم موقعہ ہے ہٹ گئی ۲۳ اپریل کو مانوس نے فلپ پیڈیا پر قبضہ کرلیا اور اسیوقت اُسے مزید خوشخبری موصول ہوئی کہ ترک عمارت پر جو آرٹا کے بالمقابل مضبوط ترین ترکی قلعہ تھا۔ اب اور زیادہ عرصہ قابض نہیں رہ سکتے درہ پنٹی پیگاڈیا کیطرف مراجعت کرگئے اور وہاں تک کے تمام علاقہ کو خالی کردینے کی خبر جب قسطنطنیہ میں پہنچی تو سخت حیرت اور ناراضگی پھیلگئی اور اسیوقت یانینا کو تاکیدی احکام بھیجے گئے کہ درہ پنٹی پیگاڈیا کو جو یانینا کی کلید ہے فی الفور کمک پہنچائی جائے اور آبایرس میں لڑائی کیطرح دوسری ڈویژن اور مرتب کیجاویں انہی دنوں یہ افواہ بھی مشہور ہوگئی کہ احمد فیضی سپہ سالار واپس بلالیا جائیگا انکا فوجی سپاہ کو باغی ہو جانیسے یانینا میں بھی سخت تشویش اور ہلچل برپا ہوگئی اور اس بغاوت کیوجہ سے تمام فوجی حکام کی جو میدان جنگ سے دو بیٹھے تھے اودہر توجہ منعطف ہوگئی بغاوت مذکور سے حملہ کنندہ افواج نے خوب فایدہ اوٹھایا ۲۳ و ۲۴ - اپریل کو کرنیل مانوس کی افواج اور ان متعدد ترکی دستوں میں جو درہ میں آگہسے ہوئے تھے کئی معرکہ آرائیاں ہوئیں مگر صورت معاملات کی عام حالت پر اون سے کوئی اثر نہ پڑا۔ ان دنوں کی کارروائیوں کا کل لب لباب یہ ہے کہ یونانی بایں توقع و تمنا کہ رعایا باغی ہوکر اون کی اعانت کرے گی درہ کے دہانہ کے قریب مورچہ تیار کرکے اونمیں مقیم رہے اور ترکوں کی افواج اور توپخانہ کو پراگندہ کرنے کے لیے جابجا ایکساتھ حملے کرتے رہے ۔

۲۷ سے لیکر ۳۰ اپریل تک پنٹی پیگاڈیا کے قریب جو معرکہ آرائیاں ہوئیں اونکے ابھی تک مفصل و معتبر حالات مشتہر نہیں ہوئے جسقدر حالات ابتک شایع ہوئے ہیں وہ ایکدوسرے سے متضاد اور مجمل سے ہیں۔ اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا اور کئی معرکے اُسنے بچشم خود معاینہ کئے تھے اونکے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے :-

"خلیج آرٹا کو جو پہاڑ احاطہ کئے ہیں اون سے دو سڑکیں از جانب جنوب یانینا کو جاتی ہیں۔ ایک پریویسا فلپ پیڈیا تک آتی ہے دوسری گذرتی ہے یہ سڑک قابل گذر ہے اور جنگی اغراض کیلئے کار آمد ہوسکتی ہے دوسری آرٹا سے براہ خانوپولس، فونہ ادیس، اور قریباً ماراس پنٹی پیگاڈیا کو جو درہ پنٹی پیگاڈیا میں واقع ہے جاتی ہے۔ خانوپولس سے پرے سڑک بہت مشکل اور دشوار گذار ہوگئی ہے اور دونوں طرف نہایت مضبوط قلعے

موجود ہیں دونوں سڑکیں قلعہ پنٹی پیگاڈیا میں جو دہانہ کے سرے پر ہے آپس میں ملتی ہیں قلعہ سے تخمیناً ڈیڑھ دو میل بجانب جنوب ان دونوں جنگی سڑکوں کو جو یانینا کو جاتی ہیں ایک عمیق گھاٹی بغل کیطرف سے آملی ہے اس گھاٹی کے دونوں طرف سر بفلک پہاڑ کھڑے ہیں پانچ دن کی متفرق لڑائی کے بعد یونانی پنٹی پیگاڈیا تک بڑھ کر اوسپر قابض ہو گئے اونکی فوجیں طویل و تنگ پہاڑی رہ میں کسیقدر بکھری موجود تھیں اونکا منشا یہ تھا کہ جونہیں پریویسا فتح ہو جائے یانینا کیطرف بڑھ کر اُسپر یونانی علم بلند کر دیں۔

یونانی افواج کے منتشر ہونیکی وجہ سے ایک پلٹن جو موضع کوندوزا کی تک بڑھ گئی ہوئی تھی ترکوں کے قابو آ گئی انہوں نے بتاریخ ۲۴ اپریل اوسپر اچانک حملہ آور ہو کر اوسکا قلع قمع کر دیا۔ پلٹن مذکور کے تین سو قتل دو سو زخمی اور ساٹھ اسیر ہوئے ۲۶ اپریل کو یونانی خانوپولس کے قریب درہ میں سے گذرنیوالی فوجی سڑک کے مشرق میں ایک ایسی پوزیشن میں قایم تھے جو طبعاً نہایت مضبوط تھی مگر اوسمیں یہ نقص تھا کہ ایک جنگل و اور پہاڑی کرارہ کی جو وادی کے دہانہ پر تھا۔ زد میں تھی اور ترک اس کرارہ پر قابض تھے یونانی پوزیشن کی کلید ایک مسطح چوٹی کی پہاڑی تھی جسکی بناوٹ ایسی تھی کہ وہ ترکوں کے حملہ کے برخلاف قدرتی مورچہ کا کام دیسکتی تھی اور چونکہ یونانی وہاں بجمعیت کثیر موجود تھے وہ اُس سے معقول فایدہ اٹھا سکتے تھے یہاں کرنیل بوزاریس چھ ہزار فوجکے ساتھ مقیم تھا تین ہزار یونانی ۶ توپوں سمیت اس سے جنوب میں دو کیلومیٹر یعنی سوا میل کے فاصلہ پر قوموزادیس میں تھے اور اس مقام سے بجانب جنوب اور ایکہزار آدمی آٹھ توپوں سمیت تھے ریزرو فوج جسمیں چھ سو آدمی اور چار توپیں تھیں موضع قرواسارا س میں تھی۔ ۲۷ اپریل کو فریقین میں جزوی ہنگامہ آرائی ہوئی لیکن ۲۸ و ۲۹ کو ترکونکی جارحانہ پیشقدمی کی وجہ سے سخت معرکے ہوئے۔

یہ لڑائیاں ۲۸ اپریل کو علی الصبح شروع ہوئیں ابتداءً ایک ترکی بریگیڈ نے خانوپولس کے قریب کی یونانی پوزیشن پر جہاں کرنیل بوزاریس تھا حملہ کرنے سے کی لیکن اس حملہ سے کوئی نتیجہ مترتب ہوا یونانی پوزیشن میں پہاڑیوں کے کرارہ پر چھ سو اوزونی۔ چار ہزار یونانی سپاہ اور دو توپیں اور درمیانی بلندی پر چھ سو اور اوزونی معہ دو توپوں کے تھے۔ ترکی بریگیڈ میں چار ہزار سپاہ اور کچھ توپیں تھیں بریگیڈ مذکور نے اس موقعہ پر پے در پے حملہ کر کے کرارہ کو فتح کرنیکی کوشش کی یونانی گو پہلے دن اپنی جگہہ پر قابض رہی لیکن ترکوں کے عزم بالجزم اور متواتر حملوں سے یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ محافظین کو کمک کی سخت ضرورت ہے۔ اس ہراول پوزیشن اور خانوپولس کے درمیان ساڑھے چھ ہزار یونانی فوج اور تیس توپیں موجود تھیں بنابریں بوزاریس کو باسانی تمام کمک پہنچائی جاسکتی تھی لیکن سخت تعجب ہے کہ کوئی کمک نہ بھیجی گئی ۲۹ کو ترکوں نے پھر بالفعل آتشباری شروع کی جو برابر دوپہر تک ہوتی رہی سہ پہر کے قریب آتشباری کی شدت و تیزی میں بہت اضافہ ہوا اور اس سے یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ ترک پوری مستعدی و طاقت سے حملہ کرنیکی تیاریاں کر رہے ہیں مگر اسکے مقابلہ پر یونانی عجب حیرت انگیز کاروائیاں کر رہے تھے کمک تو خیر نہ پہونچی دوپہر کیوقت نامعلوم وجوہات سے وہ یونانی توپخانہ بھی جو بلندی پر نصب تھا خاموش ہو گیا اور ساڑھے تین بجے جب ترکوں نے یکبارگی تابڑ توڑ بالفعل آتشباری پھر شروع کر کے حملہ کرنیکے لیے یونانیوں کے میمنہ کے سامنے اپنے کالموں کو مجتمع کیا تو درمیانی بلندی کی یونانی توپیں بھی خاموش ہو گئیں اور بیس منٹ کے بعد بسرعت تمام خانوپولس کیطرف ہٹ گئیں۔ البتہ کرارہ پر کے اوزونیوں نے حملہ کنندگاں کی تباہی خیز آتشباری کا جوانمردی جواب دیا اور اپنے سے دس گنا جمعیت کے مقابل پانچ بجے تک اپنی جگہ پر قایم رہے لیکن آخر انکو پہاڑی کے نیچے دھکیل دیا گیا مگر وہ پھر بھی

تعاقب کنندوں پر برابر باڑہیں چلاتے ہے کرارہ پر اویزو ینو کر ایک سو آدمی ضائع ہوئے دریندولا ترک کرارہ پر قابض ہو کر اور تیغ ثانی پوزیشن پر جو دو ہیانی بلند ہو نیپر بھی آتش سوزندہ سار ہی تھے یونانی اب اور زیادہ مقابلہ نہ کر سکے اونکی ترکی تمام ہوگئی عام بہانی کے بگل بجوا دیئے گئے سوا پانچ بجے کل پوزیشنوں کو چھوڑ دیا گیا اور ترک خانو پولوس تک مراجعت کنندہ اویزو ینو کا تعاقب کرتے چلے گئے یونانی افسروں نے اپنی سپاہ کی متوحشانہ بھاگڑ کو روکنے کی فضول کوششیں کیں کسی نے نہ سنا وہ کیا سکتے ہیں کل فوج اندھادھند آرتا کے پل کیطرف دوڑی گئی مگر وہاں پہنچکر کیا دیکھتے ہے کہ کل سڑک ہزاروں بھیڑوں اور دیہقانیوں سے رکی پڑی ہے کل علاقہ میں جس سرعت سے عام بہگوا اسی پھیلگئی اُسکا اسی اندازہ ہو سکتا ہے کہ دیہاتی اپنا مال و اسباب لیکر گرٹ بھاگی جاتی فوج سے پہلے دریا کے قریب پہنچگئے۔ ریوڑوں اور گلو کے انسانوں میں خلط ملط ہوجانے سے بے ترتیبی پہلے ہی کچھہ کم نہ تھی کہ دہقانوں کے جھگڑوں سے جو گاؤں چھوڑ چھاڑ کر بھاگے چلے آرہے تھے فوج کے رستہ میں اور سخت مزاحمت حایل ہوگئی اور بے ترتیبی و پریشانی کا کوئی پایاں نہ رہ گیا۔ آرٹا کا پل جہانسے یونانیوں نے جارحانہ کارروائی شروع کی تھی مگر ابیکال خستہ و تباہ اوسیکطرف بھاگے جا رہے تھے پتھر کا بنا ہوا ہے اوسکا عرض تین گز سے زیادہ نہیں اور تین محرابوں پر جو ستونوں پر قایم ہیں کھڑا ہے پل کے دونوں طرف کی دیواریں اتنی بلند ہیں کہ مسافر کو پل پر سے گذرتے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ گویا کسی گھاٹی میں سے گذر رہا ہے دریا اس موقعہ پہ چنداں عریض نہیں اور اوسکا دھارا بھی کوئی ایسا تیز نہیں۔

۲۸ اور ۲۹ اپریل کی معرکہ کا نتیجہ ہوا کہ ۳۱ اپریل کو ترکی قلمرو پر ایک یونانی سپاہی کا وجود باقی نہ رہ گیا۔ اور کرنیل مانوس کی بھی کل فوج جو بعض اوقات سوم ڈویژن کہلاتی تھی۔ اس جارحانہ کارروائی میں ناکام رہنے سے سخت شکستہ دل اور نقصانات کثیر سے بہت کمزور ہوگئی پریویسا اور نیکوپولس کے چھوٹے سے قلعہ پر بھی یونانی گولہ باری سے کچھہ مترتب نہ ہوا مگر یونانی کمانڈر کے حوصلے پست نہ ہوئے اور وہ نئے منصوبے باندہنے لگ گیا۔ ۳ مئی کو اڑہائی ہزار اپائرسی مجاہد جنکو خاندان بوت زاریس نے مرتب کیا۔ ایتھنز سے اپائرس کو گئے اور وہاں سے جہازوں پر سوار ہو کر اپائرس کیطرف روانہ ہوگئے ایک یونانی "میڈاف آرلینز" (جون آف آرک[1]) بطور علمبردار مجاہدانہ وردی پہنے اونکے ساتھ تھی اوسکی ٹوپی سیاہ اور کالے توسوں کی پیٹیاں کندہو نیز وار پلروڈالی ہوئی تھیں۔ اوسکا نام ہیلن کانسٹن ٹینی اوسکی عمر ۲۷ برس کی تھی وہ نہایت قادر انداز مشہور تھی اور کہا جاتا تھا کہ اوسکا نشانہ شاذ و نادر خطا جاتا ہے اوسکو بھی جون کی طرح الہام ہونے رہنے کا دعوی تھا۔ اور بزعم خود یونانی مجاہدین کی جنکے دل ترکوں کی نفرت و عداوت سے معمور تھے محافظ و نگہبان دیبی تھی۔

تھیسلی میں بھی یونانی افواج کو دمینولا پے در پے شکستیں ملچکی تھیں۔ ترک وولو پر قابض ہوچکے تھے اور یونانی دومو کو بسرعت ہٹے جارہے تھے۔ ان وجوہات سے متاثر ہو کر یونانی گورنمنٹ آخر دیگر دول کی سفارتانہ امداد سے التوائے جنگ کی خواہاں ہوگئی۔ لیکن معاہدہ التوائے جنگ کے انصرام سے پہلے اوسنے مناسب سمجھا کہ اگر ہوسکے تو تھیسلی کے معاوضہ میں کم از کم اپائرس کیطرف کچھہ فتوحات حاصل کرلیجائیں اور بالخصوص پریویسا اور نیکوپولس کو جنپر پہلے گولہ باری ہو چکی تھی مسخر کرلیا جائے بلیں عزم وزیر اعظم

[1] اس محب وطن اور بہادر عورت نے جو علم بردوش تھی مدعیہ تھی پندرھویں صدی میں انگریزوں کو شکست فاش دیکر فرانس کے اکثر شہروں سے نکال دیا مگر آخر ایک معرکہ میں انکے ہاتھ اسیر ہو گئی اور انگریزوں نے اوسے ۳۱ مئی ۱۴۳۱ء میں بمقام روئین زندہ جلا کر [illegible]

رالی نے کرنیل مانوس سے دریافت کیا کہ اگر ایپائرس میں پھر لڑائی شروع کیجائے تو کیا فتح کی کچھ امید ہے اور کیا ایسی صورت میں
جب کہ ترک تھسلی پر قابض ہیں ایپائرس میں لڑائی شروع کیجاسکتی ہے کرنیل نے دونوں سوالوں کا اثبات میں جواب دیا۔
اسپر نئی فوج فراہم کیگئی اور مذاکرات صلحیہ کے دوران میں حتی الامکان اپنی پوزیشن کو مضبوط کرنے اور ایک دو مقامات
غنیم سے معاوضہ میں حاصل کر لینے کے لیئے مزید کمک اور سامان جنگ ایپائرس کو بھیجا گیا اور کرنیل مانوس نے اس مدعا کو مدنظر
رکھکر محاربہ کا نیا نقشہ تجویز کیا جسکا بڑا مقصد یہ تھا کہ یانیا پر پریویسا اور نیکوپولس کی ترکی کمک نہ پہنچنے دیجائے اور جسقدر
جلد ممکن ہوسکے کوئی اہم موقعہ غنیم سے چھین کر اوس سڑک پر جو یانیا اور پریویسا و نیکوپولس کے درمیان ہے قبضہ کر لیا جائے
یہ دونوں چھوٹے سے قصبے صوبہ کے انتہائی جنوبی گوشہ اور خلیج آرٹا کے دہانہ پر واقع ہیں۔

یونانیوں کی ازسرنو جارحانہ کارروائی سے جو واقعات ظہور پذیر ہوئے مختلف نامہ نگاروں کے بیانات موازنہ و مقابلہ سے
اون کی کسیقدر درست کیفیت حسب ذیل مستنبط کیجاسکتی ہے۔ یہ معرکے ۱۲-۱۳-۱۴- اور ۱۵ مئی کو دریا لوروس
اور دریا آرٹا کے درمیانی ضلع میں ہوئے۔ یانیا اور آرٹا کی شاہراہ اسی ضلع میں سے گذرتی ہے۔ اور اسمیں کئی
پہاڑی سلسلے موجود ہیں جن کی چوٹیاں فراخ اور جنگلوں سے ڈھپنی ہوئی ہیں۔ ان سلسلوں کے سامنے فراخ نشیب
اور گھاٹیاں ہیں اور بایں وجہ ضلع مذکور میں بامدافعت کیلئے نہایت عمدہ موقعے موجود ہیں۔

۱۲ مئی کی سہ پہر کو کرنیل بیرکتاریس ایک کالم کے ساتھ جس میں ایک بریگیڈ فوج پیدل تین سکالم اور دو بیاتریاں تھیں عمارت کی
بلندیوں کیطرف بڑھا اور وہاں غنیم سے اوسکی خفیف سی لڑائی ہوئی اوسیوقت ایک دوسرا کالم آٹھ بٹالین اور دو بیاتریوں کا کرنیل گوانی پولوس
کے زیر کمان براہ کالیپیس لوروس کے پل کیطرف بڑھا تاکہ ترک اسپر پہلے سے قابض نہ ہوجائیں تیسری کالم کو کرنیل ڈوکساس کو زیر کمان مقام
پلاک سے اوپر دریا آرٹا کو عبور کرکے مقام مذکور کی ترکی فوج کو وہیں روکے رکھنے کا حکم دیا گیا اور مارکو بوٹ ساریس کے مجاہدین کو یہ
حکم ملا کہ یانیا کی سڑک پر کسی مضبوط مقام پر قابض ہوجائیں اور اگر ترک پریویسا سے نکلکر کوئی دھاوا کریں تو اسے پسپا کر دیں۔
بیرکتاریس کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ جو جدید پوزیشن اوسکو حصہ میں ملی ہے وہاں وہ بالکل مدافعت پر رہے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو گوانی
پولوس کے بریگیڈ کو جسے مجاہدین ایپائرس کی دستگیری و اعانت کیلئے لوروس سے عبور کرکے آگے بڑھنا تھا مدد پہنچا سکے۔

مگر بیرکتاریس نے تمام پنج سواحلی مقامات ستیرونیا، فانو پولوس اور گریمی تنسر اکی ترکی پوزیشنوں پر حملہ کرکے غنیم کے ساتھ نہایت سخت
معرکہ آرائی شروع کردی۔ ان پوزیشنوں میں ترکوں نے خوب مضبوط مورچے تیار کرکے اونپر توپیں چڑھا دی ہوئی تھیں اور
وہاں ترکی فوج کی معقول جمعیت جسکو حال میں ہی ۸ ہزار سپاہ زیر کمان سعد الدین کی کمک پہنچی تھی مقیم تھی۔ نہایت سخت توپی
مبارزت کے بعد جسمیں آرٹا کے متصل یونانی قلعوں کے توپخانہ نے بھی حصہ لیا یونانی جانوں پر کھیلکر حیرت انگیز استقامت
و پامردی سے غنیم کی صفوں میں کود پڑے اور اوسے پیچھے ہٹا دیا مگر ترک اور تازہ وارد کمکی فوج کے آپہنچنے سے یہ تکلیف بہل گئی
حالانکہ یونانیوں کی چار انچہ قطر کی توپوں نے بھی ایمیدان میں آکر اونپر گولہ باری شروع کردی تھی تھوڑی دیر بعد رات پڑ گئی اور

لڑائی ختم ہوگئی اس معرکہ میں یونانیوں نے فاتحانہ پیشقدمی کرکے کثیر التعداد فوج کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو قابل تعریف شجاعت و استقلال
سے قایم رکھا۔ رات کے ساتھ ہی کوہستانی بارش موسلا دھار شروع ہوگئی۔ مگر توپی مبارزت کو یہہ بھی بند نہ کر سکی۔ ایک پہاڑی پر
ترکی اور دوسری پر جو پہلی کے بالمقابل تھی یونانی توپخانہ نصب تھا مگر آخر پہاڑی کہر نے اسکو بھی بند کرا دیا۔ بارش سردی اور بھوک سے
دونوں فوجونکو اس رات سخت تکلیف پہنچی ہے۔ ۴ آمئی کو بروز جمعہ صبح کے ۷ بجے پیر کتار یس نے گولنی نو تو لوس کو بر یگیڈ سے ایک پلٹن کی کمک پہنچ
جانے پر جارحانہ کارروائی پھر شروع کر دی۔ اوسنے فوجکو تین کالموں میں منقسم کیا۔ ایک کالم درہ کیا ناسے اور دو دو درہ مذکور سے
پرے اور مشرق کیطرف سے خان پولیس پر سامنے اور عقب سے حملہ کرنیکے لیے آگے بڑہے۔ حملہ معقول تیزی کے ساتھ شروع ہوا۔ اور شروع
شروع میں کامیابی کی بہت کچھہ امید ہوگئی۔ یونانیوں کی بدقسمتی سے وہ بلندیاں جنپر ترک قابض تھے کثیف کوہرے میں چھپی ہوئی تھیں
مگر ترک وہاں سے یونانیوں کی نقل و حرکت کو جو نشیب کے میدان میں تھے بخوبی دیکھہ سکتے تھے۔ چنانچہ جب پیر کتارس کی فوج صف بستہ آگے
بڑہی۔ دو ترکی باتریوں نے جن میں سے ایک میں چار انچ قطر کی گراونڈ ن توپیں تھیں یونانی کالمونکو دو طرفہ آماجگاہ بنالیا۔ ترکی
پوزیشن میں مزید برآں تین کوہی توپیں بھی تھیں۔ اونہوں نے یونانی توپخانہ پر مسلسل گولے برسانا شروع کیے کہ اُسے بتدریج خاموش
کرادیا۔ ایسے حالات کی موجودگی میں یونانی فوج پیدل کی جیالانہ پیشقدمی اور متہورانہ حملہ کا ناکام رہنا صاف ظاہر تھا۔ البانی
رجمنٹیں وہ سپن بندیوں کے پیچھے لیٹی ہوئی اور پہاڑی کے کرارہ پر کی باتریاں حملہ کنندہ آوزینیوں اور انفنٹری پلٹنوں پر لگاتار گولوں اور گولیونکی بوچھار کر رہی
تھیں۔ ایک انگریزی نامہ نگار جو لڑائی کا مشاہدہ کر رہا تھا یونانیوں کی شجاعت و استقامت کی بہت تعریف کرتا ہے۔

سہ پہر کے چار بجے پیر کتارس کے تینوں کالموں نے آخری حملہ کیا۔ بندوقونکی باڑھوں کی بہرہ کرنیوالی آواز اور اسکی صدائے بازگشت کی گونج
جو پہاڑیونکی اطراف سے ٹکرانے سے پیدا ہو رہی تھی۔ گویا لڑائی کا آخری سین تھی پھر یکلخت ایسی موسلا دہار بارش شروع ہوگئی کہ گویا آسمان پھٹ
گیا ہے کوہستانی علاقہ کی زمین اوس سے بالکل چہپائی اور ناقابل گذر ہوگئی اور آتشباری آہستہ آہستہ مدہم ہو کر آخر بالکل خاموش ہوگئی
اور پانچ بجے تین دن کی لڑائی خاتمہ ہوگیا۔ دہیونلا بارش بدستور سیلاب آسا ہوتی رہی اور یونانی برابر اپنے موقعہ پر قایم رہے یہ رات بھی فریقین کے
حق میں نہایت عذاب کی رات تھی جسکی مصایب کا نقشہ ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے نہایت واضح اور موثر کھینچا ہے ـــ

(۵ امئی شنبہ کو) صبح کی روشنی نمودار ہونے پر جب گرد و نواح خان پولس کے میدان کارزار کا معاینہ کرنا پھر ممکن ہوگیا
نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ مطلع صاف ہوتے ہی ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ترک دائیں گوشے کو چھوڑنے اور دوسری بلندیاں
تیاریاں کرنے میں بسرگرمی مصروف ہیں اور دوسری طرف اون کے سواروں کی کئی جماعتیں جابجا میدان کی گرد آوری
کر رہی ہیں لیکن تین دن کی لڑائی اور بارش نے دونو فریق کی حرارت کو سرد اور اونکی سکت و ہمت کو زایل کر دیا ہوا تھا کسی
فریق کو عام معرکہ آرائی کی جرأت نہ پڑی علاقہ مصاف سے بیسر بارش اور دہند ابھی تک سایہ ڈالے ہوئے تھیں صرف کبھی کبھی
کسی منفرد گولی کی آواز سنائی دیجاتی تھی۔ یہ آوازیں گولنی نو تو پولس کے بریگیڈ کیطرف سے آ رہی تھیں جسکی کوشش صرف لوروس
کے پل کے قریب غنیم سے مختصر سی لڑائی کرنے پر محدود رہی ـــ :-

ان معرکوں میں یونانیونکو اپنی جگہ سے کچھ ایسا بہت نہ ہٹنا پڑا بلکہ عملی طور پر وہ برابر اونہی موقعوں پر قابض رہے جنپر شروع میں
ہوئے تھے۔ تاہم کرنیل مانوس نے حکم دیدیا کہ کل فوج رات کے وقت آرٹا پل کو واپس ہٹ آئے یہ مراجعت باترتیبی سے عمل میں لائی گئی۔
کوئی توپ یا سامان جنگ بھی نہ چھوڑا گیا اور تقریباً کل فوج صبح کے پانچ بجے تک آرٹا کے قریب اپنے مقام تعیناتی کو جہاں سے
وہ تین دن پہلے حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوئی تھی پہونچگئی مگر منفرد دستے ابھی تک دریا کے دائیں کنارہ پر قابض رہے۔ ڈوک کے
بیگیڈ کو بھی جو پلا کی ترکی فوج کے مقابلہ پر اس لئے بھیجا گیا تھا کہ اُسے دوسری ترکی فوج سے بے تعلق کردے کوئی کامیابی نہ ہوئی
ان معرکوں میں جو ترکی قلمرو پر ہوئے یونانیوں کے سات سو قتیل و مجروح ہوئے ۱۴۸ مقتول اور ایک سو مجروح افسر بھی اسی تعداد
میں شامل ہیں یہ بتانا ابھی باقی رہتا ہے کہ پوشنار ابیح کے دستہ مجاہدین کا کیا حشر ہوا۔ اوسے جیسے کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ پریویسا
کی ترکی فوج کو وہاں سے نکالکر فلپ ہیڈیا کی طرف بھگا دینے کا کام سپرد ہوا تھا۔

یہ دستہ جسمیں تقریباً تین ہزار آدمی تھے اپنی محافظ دیبی سمیت ۱۲ مئی کو دریا لوروس کے دہانہ پر جہازوں سے خشکی پر اُترا اور انہی
اون موقعوں پر قائم ہو گیا جہاں سے شمال کو جانے والی سڑکیں زد میں تھیں مگر ترکوں نے حملہ کر کے اونکو ہر ایک موقعہ پر کامل شکست دی
اونکی قلت تعداد کی وجہ سے شروع ہی سے یہی نتیجہ مترتب ہونیکی توقع تھی اونکی قسمت کا آخری فیصلہ بھی گبیر ود کے معرکو نکیطرح
ہوا۔ چار دن کی مسلسل لڑائی سے مصاف کنندگان میں سکت نہ رہی ساتھ ہی کارتوسونکا ذخیرہ بھی تقریباً ختم ہو گیا جسپر انہوں
نے ۱۵ مئی کی شام کو مراجعت کر جانیکا فیصلہ کر لیا ان معرکوں میں بھی فریق کو کوئی فائدہ نہ پہنچا کرنیل گولفی نوپلس نے دستہ
مجاہدین کو موعودہ مدد نہ پہنچائی اور مجاہدین کی مہم کا خاتمہ کامل تباہی پر ہوا۔ اس غفلت کی کوئی وجہ بتائی نہیں گئی۔

رات کے وقت خستہ ماندہ و فاقہ زدہ مجاہدین بحال پریشان ٹانگیں گھسیٹتے جہازوں پر سوار ہونے کے لیے ساحل کیطرف چلے
جارہے تھے کہ یکایک یہ خبر مشہور ہو گئی کہ ترک تعاقب میں چلے آرہے ہیں اسکے ساتھ ہی ساحل کیطرف سے یہ مہیب خبر پہنچی کہ وہاں کوئی کشتی
موجود نہیں اب اسکے سوا اور کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا کہ اوس شاخ سمندر میں سے جو یونانی علاقہ کو ترکی سرزمین سے جدا کرتی ہے پیدل گذرا
جائے اوس وقت تمام نظام باترتیبی کا خاتمہ ہو گیا سب خوف و ہراس میں بھوک سے بیتاب بے یارش سے شرابور ہو رہے تھے اکثر گرفتاری
سے بچنے کے لیے بے تحاشا سمندر میں کود پڑے عام شور و غوغا سے پریویسا کی ترکی فوج کا اون دستوں کی جو شہر سے لگے کرستین گرو
تھے ادہر توجہ ہو گئی۔ اور اصل حقیقت معلوم ہوتے ہی اونہوں نے بھگوڑوں پر فی الفور گولیوں کی تابڑ توڑ باڑھ
شروع کردی جس سے اکثر یونانی پانی میں ہی طعمہ اجل ہو گئے۔ بقیۃ السیف بحال تباہ [illegible] بلا اسلحہ و سامان نیم مردہ
حالت میں جہازوں پر پہنچ گئے جنہوں نے اونکو واپس پریس پہنچا دیا۔ دستہ مذکور میں سے تین سو سپاہی قتل و مجروح
اور سو مفقود الخبر ہوئے یعنے محاربہ آپاپرس کے آخری تین دنوں میں یونانیوں کی پانچسو قتل اور ایک ہزار زخمی و مفقود ہوئے
بعد ازاں پھر کسی یونانی سپاہی نے ترکی سرزمین پر قدم نہ رکھا اونکو مخاصمت صرف باضابطہ گئی اور دونوں فریقین [illegible]

[illegible]
مگر وہ خود بخیریت جہاز پر پہونچگئی۔ ۱۲

محاربہ اپایرس میں شروع ہی سے یونانیونکی قسمت گردش میں اور کوئی منحوس ستارہ اوپر جلوہ فگن رہا بے نظیر ثابت قدمی شجاعت کی یا وصف یونانی کوئی
مثبتہ فائدہ نہ اٹھا سکے اور صرف یہ کر سکے کہ غنیم کو اپنے علاقہ میں داخل نہونے دیا غالباً ابتک کسی محاربہ میں جو محاربہ اپایرس ایسا بے ثمر اور بلا منفعت
رہا ہو کبھی اسقدر نقصان کثیر نہیں ہوا - اپایرس میں یونانی کمانڈر کی کوشش اس امر پر منحصر رہی کہ جہانتک ممکن ہو سکے زیادہ علاقہ پر تصرف
کر کے اہم موقعوں پر قبضہ کر لیا جائے اور اس غرض کے حصول کیلیے اوس سے اپنی افواج کو جدا جدا حصوں میں منقسم اور منتشر کر دینے کی غلطی ہو گئی حالانکہ
ترکونکو جو تعداد میں پہلے ہی اوسکی فوج سے زیادہ تھی دو مزید ڈویژنوں کی کمک پہونچگئی ہوئی تھی کرنیل مانوس کا مدعا و مقصد یہ تہا کہ ترکونکی یونانی رعایا کی
امداد سے پریویا نیکوپولس پینٹی پیگاڈیا اور یانینا پر قبضہ کر لیا جائے اوسکی بہی یونانی گورنمنٹ کیطرح یہ رائے تہی کہ تہسلی کے مقابلہ پر اپایرس کو ضرور
فتح کر لینا چاہیے تاکہ انعقاد صلح کیوقت عوض معاوضہ کر لیا جا سکے - اور ترک فتح کا کوئی پہل ملنے کا مطالبہ نہ کر سکیں -

یہ امیدیں متذکرہ صدر غلطیوں اور فروگذاشتوں کیوجہ سے ہی نہیں بلکہ اسوجہ سے بہی باطل ثابت ہوئیں کہ رعایا نے جو کسی جوکھم
میں پہنسنا نہیں چاہتی تھی اپنے ہم مذہبوں اور ہم قوموں کا ساتھ دینا پسند نہ کیا - اور اپنے حال میں مگن رہی -

معاہدہ ہدنہ کی تکمیل پر کرنیل مانوس کمان سے واپس بلا لیا گیا اور کورٹ مارشل کے ذریعہ اوسکی تحقیقات تجویز کیگئی اوسکی جگہ
فاتح ریوینی وولسٹینو جنرل سمولنسکی کا بھائی کرنیل سمولنسکی اپایرس کی فوج کا کمانڈر بنایا گیا یونانی کمانڈر سے اوسکی گورنمنٹ نے جو
سلوک کیا اوسکے عین برعکس ترکی سپہ سالار احمد فیضی پاشا کی کمال قدر افزائی کیگئی - جلالتمآب نے اوسے طبقہ عثمانیہ کی مرصع بالماس
حمایل عطا کر کے پاشا موصوف اور اوسکی زیر کمان فوجکو حسن خدمات کے صلہ میں شاہی سلام کہلا بہیجا -

محاربہ کے دونوں میدانوں کے حالات کے خاتمہ پر ترکی فوج کے کل نقصانات کی تعداد درج کر دینا نامناسب نہوگا - ترکی وزیر حربیہ
نے اون کی تفصیل سرکاری طور پر حسب ذیل ظاہر کی: تہسلی میں نو سو شہید اور ۴۲ سو مجروح اور اپایرس کے معرکوں میں ۱۹۱ شہید
اور ۴۶۴ زخمی جملہ ۱۰۹۱ شہید اور ۴۶۶۴ زخمی ہوئے - شہدا میں دو پاشا، ۲۷ اسٹاف افسر اور ۵۴ اعلی افسر کل ۸۳ یعنی ۸
فیصدی افسر تھے جس سے بڑھکر ترک افسروں کی ذاتی شجاعت و بسالت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے -

سر اشمیلیڈ بارٹلٹ اپنی کتاب کے فصل پانزدہم میں محاربہ اپایرس کے حالات حسب ذیل تحریر کرتے ہیں :-

"محاربہ تہسلی کی نسبت اون معرکوں کے حالات جو مغربی تھیٹر یعنے اپایرس میں ہوئے بہت کم وضاحت کیساتھ معلوم ہوئے
ہیں وہاں ترکی فوج کے ساتھ صرف ایک انگریز نامہ نگار تہا اور یونانیوں کیساتھ بہی کوئی زیادہ نامہ نگار نہ تھے برعکس اسکے
تہسلی میں ترکی ہیڈکوارٹر کے ساتھ چھ سات اور یونانی فوج میں بیسیوں نامہ نگار تھے اور بنا بریں تہسلی میں جسقدر واقعات
گذرے اونمیں سے ہر ایک کے متعلق کسی نہ کسی نامہ نگار کی تحریر ضرور موجود ہے اپایرس میں آغاز محاربہ پر ترکوں کے دو ڈویژن تھے ایک احمد حفظی پاشا
کے زیر کمان یانینا میں اور دوسرا مصطفی پاشا کے ماتحت لوروس میں یونانیوں کا ایک ڈویژن کرنیل مانوس کے زیر کمان آرٹا
میں مقیم تہا جسکی جمعیت متعدد کمکوں سے اتنی بڑھ گئی کہ کرنیل مذکور اپایرس پر حملہ کرنے کیلیے ۱۵ ہزار فوج کی گنجائش نکال سکا
پہلے حملہ میں یونانیوں کو خاصی کامیابی ہوئی کرنیل مانوس اٹھارہ میل تک ترکی علاقہ میں داخل ہو گیا جس سے یانینا میں بہت کچھ

تشویش پھیلگئی بلکہ مسٹر ڈلن تو یہانتک لکھتا ہے کہ اوسکے پاس اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے کہ جو ترکی ڈویژن فلپ پیڈیا سے پسپا گیا تہا۔ وہ سخت خوفزدہ و سراسیمہ حالت میں یانینا میں داخل ہوا۔ اور کہ اگر کرنیل مانوس بلاتاخیر تعاقب کرے چلا جاتا تو وہ بآسانی تمام یانینا اور کل صوبہ اپائرس پر قابض ہوجاتا مگر میری رائے میں کل معاملہ صرف یہ ہے کہ یونانیونکو پہلے حملہ میں کامیابی ہوئی اور اونہوں نے فلپ پیڈیا پر قبضہ کرلیا مگر جب پیچھے سے ترکوں کو زبردست کمک پہونچگئی تو پہلے اونہوں نے درہ پینٹی پیگاڈیا میں یونانیوں کی پیشقدمی کو روکدیا اور پھر جارحانہ پہلو اختیار کرکے یونانیونکو بہ نقصان کثیر آرٹا کی طرف دہکیل دیا۔

صوبہ مذکور میں محاربہ کی صورت و رفتار حسب ذیل رہی۔ ۱۹۔ اپریل کو یونانیوں نے بہ جمعیت وافر دریا آراکتوس کو عبور کرکے اپائرس پر حملہ کیا۔ اور فریقین میں خونریز لڑائی ہوئی۔ اوسیدن ایک سابق ممبر پارلیمنٹ سکالٹ سوڈیموس نے ۲۵ میل بجانب شمال سرحد عبور کرکے مقام سیراکو پر جو یانینا سے ۱۲ میل بجانب جنوب مشرق واقع ہے۔ قبضہ کرلیا۔ ۱۲ کو بھی لڑائی ہوتی رہی جسمیں یونانیوں نے تین ترکی بہاٹ فتح کرلیئے اور بمقام ملاحسا رنا ترکوں کو بالمقابل حملہ کو پسپا کرنیکا دعوی کیا دوسرے دن کرنیل مانوس فلپ پیڈیا تک جو آرٹا سے ۲۰ میل ہے بڑھ گیا اور ترک قصبہ مذکور کو خالی کرگئے پھر یونانی ٹیلگراموں نے اطلاع دی کہ ۲۳ کو پینٹی پیگاڈیا میں داخل ہوگئی تھی لیکن ساتھ ہی بیان کیا کہ ترک اُسی شام قصبہ کو پھر فتح کرنے کی کوشش کر رہے تھے اسی تاریخ کے ترکی ٹیلیگراموں نے خبر دی کہ اون کی فوج نے پینٹی پیگاڈیا کو پھر دشمن سے چھین لیا ہے —

۲۳ اپریل کو بروز جمعہ یونانیوں کو بمقام پینٹی پیگاڈیا جو ہزیمت پہونچی اوسنے بعینہ اوسیطرح جسطرح کہ اوسیدن کے معرکہ ماتی ویلیسنے شمالی تھسلی کو ترکوں کے قابو میں کردیا تھا اپائرس میں یونانیوں کی پیشقدمی کے سیلاب کو ہمیشہ کیلئے روکدیا یونانی اخبارات خوب رنگ آمیزیاں کرکر لمبی چوڑی مبالغہ آمیز تاربرقیاں شایع کر رہے تھے مگر اونکی باوصف کرنیل مانوس یانینا کیطرف اور آگے نہ بڑھ سکا ۲۶ و ۲۷ اپریل کو پینٹی پیگاڈیا کے قریب سخت لڑائی ہوئی جسکی نسبت خود کرنیل مانوس نے اطلاع دی کہ وہ غیر منفصل رہی اوسنے اپنے عقب کی محافظت کیلئے کمک کی درخواست کی اور دو ہزار سپاہ کرنیل بیرک تاریس کے زیر کمان اتھنز سے بھیجدیگئی۔ ۲۷ اپریل کی شام کو آرٹا سے یونانی کمانڈر نے حسب ذیل معنی دار ٹیلگرام ارسال کیا "یکے بعد دیگرے پینٹی پیگاڈیا۔ سکوروں۔ یانینا اور مت زوو کیطرف بڑھتے جاکر اپائرس پر حملہ کرنیکی ابتدائی تجویز کی تعمیل یوم گذشتہ کے واقعات کیوجہ سے عارضی طور پر ملتوی کردیگئی ہے"

اس تاریخ سے بعد اپائرس میں یونانیوں کو کوئی فتح حاصل ہونے کی پھر کوئی خبر سننے میں نہ آئی ۲۸ اپریل کو کرنیل مانوس کا سٹاف مع توپخانہ آرٹا کو واپس آگیا اور متصلہ ترکی علاقہ کے عیسائی دہقانیوں کا جم غفیر بھی شہر میں اُمڈ آیا۔ مسٹر کلیمنٹ ہیرس[1] پینٹی پیگاڈیا

---

[1] یہ شخص انگریزی بیڑہ جہازات متعینہ کریٹ کے امیر البحر ہیرس کا برادر زادہ تھا جو والنٹیر ہوکر یونانی فوجمیں شریک ہوا اور زخمی ہوکر ترکوں کے ہاتھ اسیر ہوگیا کچھ عرصہ تک اوسکی کسیکو خبر نہ ملی آخر اوسکا بھائی تلاش کیلئے خود اپائرس گیا اور وہاں سے اخبار ٹائمز کو جسکا نامہ نگار اتہنز سے یونانیوں کے بہروسہ پر ترکی فوج مقیمہ اپائرس پر نہ فقط عیسائی بلکہ مسلمان رعایا پر بھی طرح طرح کے ظلم و ستم کرنیکا الزام لگا رہا تھا شروع جولائی سنہ ۱۸۹۷ء میں ترکی فوج کی خوش اخلاقی اور رحمدلی کی متعلق حسب ذیل تحریر کیا ہے "میں ... ہزار ترکی فوجمیں تین چار ہفتہ پھرتا رہا مگر میں نے ایک ناشائستہ حرکت نہ دیکھی۔ ورنہ مجھکو بھی ایک لفظ بھی بد اخلاقی کا سننا پڑا"

دبش بکار رہیں یہی مفقود الخبر ہوا تھا یونانیوں نے اپنی ایک پلٹن کی شجاعت و بسالت کی تعریفوں کے جسنے ایک زخمی میجر اور ایک کپتان کی لاش کو غنیم کے تصرف میں نجانے دیا تھا طومار باندہ دیئے واپسی میں اور بالخصوص پل کے گذرتے وقت یونانیوں کے عقبی دستہ کو سخت نقصان پہنچا ۵ مئی کو خفطی پاشا نے اطلاع دی کہ ترکی افواج آرٹا کے بالمقابل قیل بروئی کی چوٹی پر قابض ہو گئی ہیں ایتھنز سے مراجعت کے متعلق سرکاری طور پر جو ٹیلیگرام بھیجے گئے تھے اونمیں کرنیل مانوس کو بانیوجہ معذور بتایا گیا کہ "وہ کئی دنوں سے کمک کیلئے تاریں بھیجرہا تھا مگر ایتھنز میں اوسوقت ایسی پریشانی مستولی اور پولیٹکل فریقوں میں اسقدر باہمی چپقلش ہو رہی تھی کہ اس بحران سیاسیہ کی وجہ سے جسمیں گورنمنٹ مبتلا ہو رہی تھی ان تاروں کیطرف کچھ توجہ نہ کیگئی۔ اور کمانڈر مذکور کو بالاخر مجبوراً واپس ہٹ آنا پڑا"۔

۲ مئی کو یونانی اخبارات نے شائع کیا کہ "۷ سو مجاہدین کا دستہ ایک نوجوان بیحد حسین عورت کے زیر کمان اپائرس کو روانہ ہوا ہے"۔ اس دستے کے متعلق پھر کوئی خبر نہ سُنی گئی ۴ مئی کو کرنیل مانوس اپائرس سے واپس بلا لیا گیا۔ اور اُسکی جگہ کرنیل واسوس جسکی تمام عالم میں کریٹ کی بدولت شہرت پھیل گئی ہوئی ہے مقرر کیا گیا۔

یونانیوں نے ۱۱ مئی کو ۱۴ ہزار فوج کی جمعیت سے جو تین جماعتوں میں منقسم کیگئی تھی اپائرس پر حملہ کرنے کی دوسری کوشش کی دو بریگیڈ کرنیل بیر کتاریس کے زیر کمان فلپ پیڈیا اور لوروس کیطرف بڑھے اور تیسرے بریگیڈ نے کرنیل بوٹ ساریس کی زیر کمان خشکی کیطرف نیکوپولس پریویسا کے عقب میں ہی حملہ کیا اور سمندر سے یونانی اگنبوٹوں نے ادسپر گولہ باری کی۔ انمیں سے دو بریگیڈوں نے ترکی فوج پر جو عثمان پاشا کی زیر کمان گبرو دسے سٹریونیا تک ایک مضبوط پوزیشن میں مقیم تھی حملہ کیا۔ اور ۱۴ و ۱۵ مئی کو گبرودو میں جو آرٹا سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے خونریز معرکہ آرائی ہوئی ایک بریگیڈ نے شمال کیطرف جاکر فلپ پیڈیا کی سڑک کے اور دوسرے نے مغرب رویہ جاکر دریا لوروس کے پل پر قابض ہونے کی کوشش کی ان حملوں کا مدعا یہ تھا کہ پریویسا کو کمک اور رسد پہنچنے کا رستہ بند کر دیں اخبار ڈیلی نیوز کی نامہ نگار نے جو یونانیوں کے ساتھ تھا ۱۴ مئی کو اونکی پیشقدمی کے متعلق حسب ذیل تحریر کیا ہے۔

"یہاں کے فوجی حکام نے پھر دوبارہ جارحانہ پہلو اختیار کرنیکا عزم کرکے منگل کی شام کو بتاریخ ۱۱ مئی اوزینوں کی ایک پلٹن پیدل ارتوپوں (طوپ ناروہ) کی ایک باتری سمیت ارٹا پل سے پار بھیجدی اور بدہ کی سہ پہر کو کرنیل بیر کتاریس نے آٹھ ہزار آدمیوں کا ایک بریگیڈ (نہم و دہم رجمنٹ) جندارمہ کا ایکدستہ تین سالی اور دو باتریاں ساتھ لیجا کر عمارتی کی پہاڑیوں کے قلعہ پر تصرف کر لیا اور پھر اوس جنگلدار میدان میں جو ترکی چوکیوں کے بالمقابل تھا۔ دس بندیاں تیار کر لیں۔ اوسیوقت ایک اور بریگیڈ جس میں نہم رجمنٹ اوزینوں کی تیسری پلٹن اور دو باتریاں ہیں۔ کرنیل گولفی نوپولس کے زیر کمان متذکرہ صدر میدان کی دوسری جانب کی برابر لوروس کے اوس پل کیطرف بڑھا جس سے فلپ پیڈیا کو رستہ جاتا ہے یہ مقام یانیا پریویسا کی شاہراہ پر واقعہ ہے وہاں ترکیہ جمعیت کثیر موجود تھے ایک اور بریگیڈ موسوم دوم بریگیڈ کرنیل ڈوکاس کے ماتحت پلا کیطرف بھیجا گیا کہ بمقام پراماتا واگ

ك ناظرین کو یہ بتانیکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ جرمنی مورخ تاریخ باز طلبی اور جانشین کا نام اور بتاتا ہے یونانی گورنمنٹ نے ۲ مئی کو نیل واسوس کو کریٹ سے واپس آجانیکا حکم دیا تھا غالباً اس حکم کی تاریخ سے سرائنیسیلڈ کو کرنیل مانوس کی واپسی کی تاریخ میں مغالطہ ہو گیا ہے۔

تھا دریا آرٹا کو عبور کرکے پلاکا کی ترکی فوج سے معروف پیکار ہو۔ دوسرے طرف بوٹ ساریس کو دو ہزار آدمی پریویسا کو بے تعلق کرنے اور وہاں کی فوج کو باہر نہ نکلنے دینے کے کام پر مامور کئے گئے ترک میدان میں بمقام فلپ پیڈیا سٹر لونیا و خانوپولس اور درہ پینی پیگاڈیا کے دہانہ پر اور ان دیہات کے بالمقابل میدان کی دو طرفہ بلندیوں اور نیز اون دو بلند پہاڑیوں پر جو میدان کی اسطرف ہیں اور انمیں سے ایک بارہ سو فیٹ بلند ہے اور اس ایک بغلی پہاڑی پر جو تین سو فیٹ بلند ہے مضبوط مورچہ بند ہو کر مواضع پر قابض تھے اور توپیں بھی اون کے پاس بافراط موجود تھیں انہوں نے دو کوہی باتریاں بعید ترین پہاڑی سے لیکر میمنہ کیطرف کی بغلی پہاڑی تک جا بجا تقسیم کر رکھی تھیں۔ اور دس سنٹی میٹر قطر کی توپوں کی ایک باتری سٹرپونیا میں تھی۔ میں یہ اندازہ نہیں کرسکا کہ ان مواضع پر کسقدر ترکی فوج پیدل مقیم تھی مگر اوسکی آتشباری کی مقدار و شدت سے واضح ہو رہا تھا کہ اُسکی جمعیت ضرور معقول ہوگی۔

اخبار سٹینڈرڈ کے نامہ نگار نے یونانیوں کی ناکامی کے حالات بتاریخ ۷ امئی حسب ذیل تحریر کیئے۔ ”ایپائرس کی تازہ ترین مصاف کے مندرجہ ذیل حالات مجھے سرکاری منبعوں سے معلوم ہوئے ہیں اس سے ناظرین کو یہی بخوبی معلوم نہیں ہو جائیگا کہ یونانی محاربہ کا انصرام کسطرح کرتے رہے ہیں۔ بلکہ اونہیں وہ گڑبڑ اور پریشانی بھی جو یونانی فوج میں مستولی ہو رہی ہے اور نیز اوسکی کارروائیونکی رپورٹوں میں پائی جاتی ہے معلوم ہو جائیگی۔ بتاریخ ۱۳ امئی کرنیل گولفی نوپولوس کو چار ہزار سپاہ دیکر دریا لوروس کے پل کو فتح اور پریویسا کی ساتھ ترکوں کا سلسلہ آمد و رفت منقطع کرنیکا حکم دیا گیا۔ کرنیل بیرکتاریس کو جسکے پاس یونانی فوج چند ارمہ اور پولیس کی چیدہ ترین اڑھائی ہزار آدمی تھے مذکرہ صدر مہم میں مدد دینے اور اوسکی پیش کی حفاظت کرنیکا حکم ملا کرنیل بوٹ ساریس کو جو دو ہزار ایپائرس کے مجاہدین کے دستہ کا کمانڈر تھا۔ بیڑا جہازات کی توپوں کی پناہ میں بمقام نیکوپولس خشکی پر اُترنے اور اُدہر کے ترکوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف رکھنے کا حکم دیا گیا۔ کرنیل بوٹ ساریس نے اپنے کار مفوضہ کی درست تعمیل کرکے نیکوپولس کی متصلہ پہاڑیوں پر قبضہ کرلیا مگر کرنیل بیرکتاریس نے ہدایات کی پیروی کرنے کی بجائے باین خیال کہ میں بآسانی گبرود کو فتح کرسکونگا اوسپر حملہ کردیا گبرود ایک نہایت مضبوط مقام ہے وہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقعہ ہے اور صرف ایک نہایت ہی دشوار گذار اور عمودی درہ کے رستہ وہاں تک پہنچا جاسکتا ہے وہاں دو ہزار ترک موجود تھے اور اونہوں نے درہ کو دمدمہ بندیوں سے خوب مضبوط کیا ہوا تھا مگر ان تمام مشکلات کے باوجود کرنیل بیرکتاریس نے ترکی دمدمہ بندیوں کی پہلی قطار کو دست بدست لڑائی کرکے فتح کرلیا اوسوقت رات پڑگئی اور باقی لڑائی دوسرے دن پر ملتوی ہوگئی۔ دوسرے دن علی الصباح یونانیوں نے پھر حملہ کردیا اور رات کے ۸ بجے تک لڑائی ہوتی رہی۔ ترک درہ کے دہانہ سے پیچھے ہٹا دیئے گئے مگر یونانیوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا کیونکہ بارش کی وجہ سے جو سارا دن ہوتی رہی عمودی سطح ایسی پھسلنی ہوگئی تھی کہ اسپر چڑھنا قریباً ناممکن ہوگیا تھا۔ اس دن بیرکتاریس کو اپنے حملہ میں ناکامی ہوئی کیونکہ گولفی نوپولوس لوروس کے پل پر غنیم کے ساتھ مشغول پیکار رہا اور بیرکتاریس کی مدد کو نہ آسکا کیونکہ اگرچہ گولفی نوپولوس پر مدد پہنچانا فرض نہ تھا بلکہ بیرکتاریس کو اُسے مدد پہنچانیکا حکم دیا گیا تھا لیکن اگر وہ خود مصروف نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے رفیق کی مدد پر پہنچ جاتا پھر بھی اوسنے پل کو فتح کرلینے کے بعد کچھ کمک بھیجدی

لیکن اوس سے کیا ہوسکتا تھا ان متفقہ ہمسایوں کا مدعا یہ تھا کہ پریویسا کو دوسرے علاقہ سے بالکل منقطع کردیا جائے اور نیز یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ ترک جو ظلم و ستم کررہے ہیں اونکو بند کرایا جائے تاریخ مذکور کی لڑائی کے خاتمہ کیوقت تک ان مقاصد میں سے کوئی ایک بھی حاصل نہ ہوسکا تھا اور جب ۱۵ مئی کو بیرکتاریس گربرود پر پھر حملہ کا سلسلہ شروع کرنے ہی لگا تھا کہ یونانی گورنمنٹ کی تاکیدی احکام پہنچے جن کی تعمیل میں اوسے اور کولفی نوپولس کو پھر اونہی موقعوں کو ہٹ آنا پڑا جنپر وہ ۱۳ مئی سے پہلے قابض تھے۔ یونانی گورنمنٹ نے یہ احکام دول یوروپ کی سرزنش پر صادر کیے تھے طاقتوں نے اوسے ڈانٹ بتائی۔ کہ ایکطرف تو التوائے جنگ کی التجا کی جاتی ہے اور دوسریطرف خوسبقدستی کرتے ہو۔ بوٹ ساریس بھی نیکوپولس کی پہاڑیونکو چھوڑ آیا اور فوجکو جہازوں پر سوار کرکے سالاگورا جا اوتارا۔ اور درحقیقت اُسیوقت سے جبکہ یونانیوں نے جارحانہ افعال سے محترز رہنے کا وعدہ کیا التوائے جنگ شروع ہوگیا۔

ان دونوں اور بالخصوص اوس حملہ کو جو گبرود پر کیا گیا تھا ترکوں نے غنیم کو نقصان عظیم پہنچا کر پسپا کیا۔ یونانیونکی ایک پلٹن تقریباً بالکل تلف ہوگئی ترک اس دفعہ نہایت مضبوط مستحکم موقعوں پر مورچہ بند تھے اور برعکس ازین یونانی نشیب اور کھلے میدان میں یعنی بہانے فریقین کیحالت معمول کے برعکس تھی یونانیوں کے بیان کے مطابق انکی سات سو سے کچھ زیادہ آدمی ضایع ہوئے مگر غالباً دیمت تعداد اس سے دگنی ہے عثمان پاشا نے ۱۶ مئی کو اطلاع دی کہ یونانی کامل شکست کھا کر آرٹا کو ہٹ گئے ہیں عثمان نے ترکی فوج کے نقصان کا اندازہ تیسو اور یونانیوں کے نقصان کا دوہزار آدمی کیا اس ہزیمت کے بعد یونانی سپاہ[1] آرٹا کو ہٹ گئی اور پھر بعد ازان اوسنے کوئی کارروائی نہ کی۔ کرنیل بوٹ ساریس کے بریگیڈ کو اوس خلیج کے پایاب پانی سے گذر کر جو پریویسا کی شمال میں ہے پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور عزیزونکو سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ ۱۸ مئی کو ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے آرٹا سے جو ٹیلیگرام بھیجا مندرجہ ذیل عبارت بوٹ زاریس کے دستہ کے متعلق اوس سے اقتباس کیجاتی ہے:۔

"مجھے بوٹ زاریس کے دستہ کا حصہ کثیر تقریباً سارا اسمیں ملگیا اور مجھے خبر معلوم کرنیکے لیے اور آگے نہ جانا پڑا مجھے معلوم ہوا کہ ہماری طرح دیعنے بیرکتاریس کے بریگیڈ کیطرح) اس دستہ کو بھی تین دن سخت لڑائی کرنی پڑی۔ لڑائی سریع پسپائی پر ختم ہوئی۔ جو پسپائی آخر بھاگڑ کی شکل میں متبدل ہوگئی اور اسمیں بیشمار جانیں ضایع ہوئیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ تین ہزار[2] آدمیونکا دستہ تاریخ ۱۲ مئی بدھ کے دن لوروس کے دہانہ پر اوتار اگیا تھا شروع ہی سے اس مہم کو بے ترتیبی اور بدانتظامی کا آماجگاہ بننا پڑا جہازوں سے خشکی تک پہنچنے کیلیے نہ ہونیکے برابر کشتیاں تھیں چنانچہ فوج کا حصہ کثیر مجبوراً اتر کر پاچلکر کنارہ تک پہنچا تاہم رات کیوقت اور بدھ کی علی الصبح کل دستہ بخیریت و بلا مزاحمت خشکی پر پہنچگیا اور پھر اوسنے اوس دن تمام سرکونکی مناسب موقعونپر جو پریویسا سے فلپ پیڈیا کو جاتی ہیں قبضہ کرلیا ان موقعونپر جیسی کہ توقع تھی جمعرات کی سہ پہر کو اور جمعہ اور شنبہ کو سارا سارا دن مشغول پیکار رہنا پڑا۔ دوہزار ترکی فوجنے پریویسا سے نکل کر شدید توپخانہ و رائفلی آتشباری کے بعد نوک

---

[1] اس پسپائی کیوقت یونانی اپنی میدانی توپیں تین ہزار رائفلیں اور توپی سامان جنگ کے تین سو صندوق پیچھے چھوڑ گئے۔ ۱۲

[2] بقول ایک انگریز نامہ نگار اسمیں بارہ ہزار مجاہدین تھے اور ہبلین معہ باور اسی دستہ میں ہی دیکھ ہو ستر ہی گزٹ موسمہ ۲ جون ۱۸۹۷ء

سنگین یونانی پوزیشن پے در پے حملے کیئے مگر ہر دفعہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دیجاتی رہی۔ یونانی اپنے موقعونپر قابض و قایم رہے
لیکن چونکہ اونہیں دمدمے یہاں تیار کر لینے کی فرصت نہ ملی تھی اونکا نقصان بھی بہت ہوا گو ترکونکے نقصان کے مقابلہ پر تھوڑا تھا شب کی تمام
تک دونوں فوجین بالکل تھک گئیں مزید برآں یونانیونکو بھوک اور پیاس سے بھی سخت تکلیف پہنچ رہی تھی لیکن غالباً ان دونوں باتونکی
ترکونکو بھی ساتھ ہی شکایت تھی یونانیونکا بیان ہے کہ البانوی سپاہی ایسی شجاعت و شہامت کے ساتھ لڑے کہ دیکھکر عقل دنگ ہو جاتی
تھی ہماری توان لوگونکو مطلقاً پروا نہ تھی۔ بہرحال فریقین کی پوزیشن میں اوسوقت تک کوئی فرق نہ پڑا یونانی بدستور ابھی تک اپنے
اصلی موقعونپر قایم تھے کہ بہت رات گئی عمارتی کیطرح یہاں بھی یونانی علاقہ کو ہٹ جانیکا حکم پہنچگیا اوسوقت ایک کمانڈر سے جسکا
نام بھی معلوم نہیں ہوا سخت غلطی ہوگئی اوسنے کوفتہ و ماندہ گرسنہ و تشنہ اور بارش سے تر بتر سپاہ کو فہمایش کی کہ اگر مراجعت بسرعت نہ کیگئی
تو ترک رستہ بند کر دینگے یہ سنکر لوگونمیں بیچ ہی میں پھیلجانا لازمی امر تھا تاہم وہ معقول بازتیبی کے ساتھ حاتم کو واپس ہو صرف تقریباً دو سو
آدمی پیچھے رہے اونکو اوسوقت اطلاع نہیں پہنچائی جا سکتی تھی۔ ترکون نے غالباً اونکو قتل کر دیا ہوگا یا اسیر کر لیا ہوگا کنارہ پر پہنچکر تشویش
و پریشانی انتہائی درجہ تک پہنچگئی اسکی وجہ ترکونکا تعاقب نہ تھا وہ تو خاموش بیٹھے تھے بلکہ یہ کہ کنارہ پر جہازونتک پہنچنے کیلئے
کشتیاں بالکل ندارد تھیں یہ کیفیت دیکھکر یونانی جانوں سے بالکل مایوس ہوگئے اور بالآخر وہ سمندر کی اوس شاخ میں جو
یونانی قلمرو اور اونمیں حایل تھی۔ کود پڑے اسکو طے کرنیمیں اڑہائی گھنٹے صرف ہوئے۔ پانی سینہ تک تھا۔ پو پھٹنے پر جب ترکون نے
یہ رنگ دیکھا تو پانی میں سے گذرنیوالونپر پے در پے گولے برسانے شروع کر دیئے جن سے اون بیچارونکی حالت اور بھی نازک اور
سخت مشکل ہوگئی اور زخمی ہوکر گرنے سے یا پھسلکر عمیق پانی میں جا پڑنیسے اکثر آدمی غرق ہوگئے۔ باقیماندہ جب آخرکار کنارہ سلامتی
پر پہنچگئے تو اسوقت اون کی حالت واقعی قابل رحم اور درد انگیز تھی اول تو اپنے زخمی مجبوراً پیچھے [illegible] یعنی اکثر کے اسلحہ گم ہوگئے تھے
اور سب کے سب بے سکت پژمردہ خاطر اور کمال افسردہ و مایوس ہو رہے تھے۔ کرنیل بوٹ زاریس کے آدمیوں کا بیان ہے کہ تین دن کی
لڑائی اور بھاگڑ میں اونکے ایک سو بیس قتل دو سو سے زیادہ زخمی جن میں سے چند مجبوراً پیچھے چھوڑ دیئے گئے اور دو سو مفقود الخبر
ہوئے یعنی عمارتی کے معرکوں کے نقصانات کے سمیت آخری تین دنوں کی لڑائی میں یونانی فوج مقیمہ اپایرس کے تقریباً
پانسو قتل اور ایکہزار مجروح و مفقود الخبر ہوئے جن میں اکثر کو مردہ ہی تصور کرنا چاہیئے۔ یہ نقصان فی الواقع بہت بڑا ہے
مگر اس سے فایدہ کیا ہوا؟ ہیچ! یا یہ ثابت کر دیا گیا کہ دیکھو یونانی سپاہی مرنا کیا عمدہ جانتا ہے"

اس احمقانہ حملے سے یونانیوں کو اور بھی بہت نقصان پہنچا ترکوں نے محض اسی سے مشتعل ہوکر دموکوس پر حملہ کیا تھا
اسمیں کوئی شک نہیں کہ ۵ امئی کی رات تک ترکوں نے یونانیوں کو جنہیں ابتدا میں خفیف سی نصرت و کامیابی ہوئی۔ کامل طور پر
زک پہنچا دی تھی اور اونمیں مقابلہ کی کوئی سکت باقی نہ رہنے دی تھی محاربہ اپایرس میں از اول تا آخر یونانیوں کے تین چار
ہزار آدمی ضایع ہوئے مقتولین ایک تہائی اور مجروحین دو تہائی۔ ترکوں کا ان سے زیادہ نقصان ہوا۔ اونکے ۱۵ سو
شہید اور مجروح ہوئے اپایرس کی فوجکی کمان ایکطرح سے مطلق العنانی [illegible] ترقی کیئے ۱۸ مئی کو جا کر براہ راست ادہم پاشا کے زیر کمان کی گئی تھی

فصل (۱۵) پانزدہم

بحری معرکے — یونانی بیڑہ نے بقول جرمن افسر خشکی کی فوجی کارروائیوں میں کوئی مدد نہ دی
یا دی تو بہت ہی خفیف اوس کی ہمت و کوشش صرف متفرق و جزوی مہموں تک محدود رہی۔ اور ان مہموں کو بھی
ایسی بری طرح سے انصرام دیا گیا کہ ملاحی و جہاز رانی میں یونانیوں کو جو شہرت حاصل تھی اوسے بٹہ لگنے کے سوا اور
کوئی نتیجہ اون سے برآمد نہ ہوا۔ آغاز مخاصمت کے وقت بیڑہ مذکور کو کامل آزادی حاصل تھی۔ اوس کے لئے سارا میدان کھلا
پڑا تھا۔ اور ہر ایک کو بڑی توقع تھی کہ وہ خوب جوہر دکھائیگا مگر بری فوج کی طرح اسکے متعلق بھی وہی نامناسب بےمحل تقسیم و تقسیم کی غلطی کی گئی

مغربی بیڑہ نے جس میں پہلے صرف گنبوٹ شامل تھے تھسیلی میں مخاصمت شروع ہونے سے تھوڑی ہی دیر بعد پریویسا پر
گولہ باری کرنے سے بحری محاربہ کا افتتاح کیا پہلے کروزر میالیس اور گن بوٹ باسیلی اس جارجیس اور پھر آہن پوش [illegible]
مشرقی بیڑہ سے جدا کر کے مغربی بیڑہ میں شامل کر دیئے گئے۔ ان جہازوں نے کھلے سمندر سے اور گنبوٹوں نے خلیج سے پریویسا پر
گولہ باری کی جس سے قصبہ مذکور اور اوسکے قلعوں کو خفیف سا نقصان پہنچا۔ ۱۸۔ اپریل کو سات سو آدمیوں کی ایک جماعت خشکی کی طرف
سے بھی پریویسا کا محاصرہ کر کے اوسے فتح کرنے کے لیے خلیج کے شمالی ساحل پر بمقام وانتزا اُتاری گئی۔ سمندر اور خشکی دونوں
طرف سے ایک ساتھ حملہ کرنے کی صرف یہی ایک کوشش کل محاربہ میں کیگئی۔ دریں ولا چند جہاز ساحل اپایرس کے ساحل کے
برابر برابر شمال کو بھیجدیئے گئے اور اُنہوں نے ۲۱-۲۲- اور ۲۳- اپریل کو حاجی سرندا- مرتو- اور ترگہ کے بلا فصیل
کھلے شہروں پر گولہ باری کی۔ حاجی سرندا جزیرہ کارفو کے شمالی ساحل کے بالمقابل واقع ہے۔ یہاں چند سپاہی
خشکی پر بھی اُتارے گئے جنہوں نے چند عمارتوں کو آگ لگادی مگر جلد ہی واپس ہٹ جانے پر مجبور کئے گئے +

مشرقی بیڑہ کے ساتھ چند مسلح تجارتی جہاز بھی تھے اور ان جہازوں پر بری فوج سوار تھی کہیں۔ ۱۹ اپریل کو جاکر یعنی
مخاصمات کی باضابطہ شروع ہو جانے سے چھ دن بعد بندر وولوس سے روانہ ہوا۔ اور پھر پلاٹامونا۔ لفتوکاریا اور کاترینا کے کھلے شہروں پر
جہاں ترکی فوج کے میگزین اور گودام جمع تھے گولہ باری کی۔ فوج صرف لفتوکاریا میں اُتاری گئی جسے ترکوں نے دو طرفہ آتشباری
کا نشانہ بنا کر فی الفور ہٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ اس سے پہلے ۲۰۔ اپریل کو ایک جماعت نے خلیج اقسار کے ساحل پر اُتر کر ادی آغاج
سالونیکا- ریلوے لاین کو توڑنیکی کوشش کی مگر یہ اب تک ثابت نہیں ہو سکا کہ اسکا نام کوشش میں یونانی بیڑہ کا بھی کچھ دخل تھا —

ترکوں کو بڑا اندیشہ تھا کہ یونانی بیڑہ سالونیکا پر ضرور حملہ کریگا اونکو زیادہ تر اس حملہ کا اس لیے خوف تھا کہ وہاں اُسکے مقابلہ کیلیے
ترکوں کے پاس ایک باتری کے سوا جو ۱۸۸۵ء میں ساحل پر نصب کیگئی تھی اور کوئی سامان موجود نہ تھا مگر یہ خوف باطل ہوا یونانی

یونانی تاریخ ۲۴ - اپریل صرف قلعہ قراؔبورن پر جو خلیج کردیانہ پر واقع ہے چند گولے جلد جلد برسانے پر قناعت کرکے پیچھے ہٹ گئی صرف ایک دفعہ ایک یونانی تارپیڈو کشتی نے گرداوری کرتے ہوئے سالونیکا تک بڑھے جانیکی جو ترکی اساس حرکات کا مرکز دہ ترین مقام تجارت ہے اگر یونانی بیڑہ کبھی اوسکے سامنے نمودار نہوا وہ صرف ایک دفعہ راس کہندر لے پرے ۲۴ - اپریل کو گذرتا ہوا دیکھا گیا یونانیوں نے اپنے بیڑہ سے صرف یہ فایدہ اوٹھایا کہ ۰ اہی کو اسنے سمولنسکی کی فوج نیا منزلے سے ٹالیلین پہنچادی - یا اوس فوج اور مجاہدین کو دستہ کو بقیۃ السیف کو جو ایپائیس میں اُتار دیے گئے تھے مگر دریا لوروس شکست کھا کر ساحل کو ہٹا دیے گئے تھے جہازوں پر سوار کر لینے سے کامل تباہی و ہلاکت سے بچا دیا -

اس وقت سے بعد پھر مشرقی بیڑہ کی کسی کارروائی کی خبر سننے میں نہ آئی - حالانکہ تارپیڈو کشتیوں کا بیڑہ جو سرمہر احکام لیکر پرنس جارج کے زیر کمان سکیا تھوس سے روانہ ہوا تھا اسی بیڑہ میں شامل تہا اور حالانکہ یہہ بیڑہ دوسرے سے زبردست تھا اوس نے آخر الذکر کے برابر بھی کام ندیا الغرض یونانیوں نے اپنی بحری فوقیت سے ذرہ بہر فایدہ نہ اوٹھایا اگر یونانیوں میں شجاعت بھی اُسیقدر ہوتی کہ جسقدر وہ شیخی بانسے تھے تو غالباً اونکو متعدد فتوحات حاصل ہو جاتیں بیڑہ کو فضول دو حصوں میں تقسیم کر دینے کے بعد بھی مشرقی بیڑہ دو تین فوجیں اُتارنے کے لیے کافی طاقت و استطاعت رکھتا تھا یہ موقع ویدی آغاج اور جالملی تھے آخر الذکر خلیج بور اپر واقعہ ہے حالات موجودۃ الوقت اور اونکا محل وقوع دونوں باتیں یونانیوں کو وہاں بیڑہ بھیجنے کی زبان حال سے دعوت کر رہی تھیں اول الذکر ساحل پر واقع اور وہ ریلوے لائینوں کا محل اتصال ہے - اگر یونانی وہاں اُتر کر ان لائینوں کو اُکھاڑ دیتے تو سالونیکا اور قسطنطنیہ کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ جو اوس وقت نہایت ضروری اور اہم ہو رہا تھا عرصہ مدید کیلیے بند ہو جاتا - وہاں فوجی سٹور اور گودام بھی بافراط جمع تھے اور اونکو بھی برباد کر دینا امکان میں داخل تھا جالملی میں بھی اُترنے سے اس لائین کو جو ساحل کے قریب گذرتی ہے بہت نقصان پہنچایا جا سکتا تہا اور ویدی آغاج کے بعد یہ مناسب ترین موقعہ ایسی کوشش کے لیے تہا دونوں میں سے کہیں بھی خشکی یا سمندر پر یونانیوں کو خفیف سی مزاحمت بھی نہ ہوتی -

مغربی بیڑہ کو بھی دو مقصد مد نظر رکھنے واجب تھے - ایک یہ کہ اوس فوج کی مدد سے جو خشکی پر اُتاری گئی تہی پریویسا کو فتح کیا جاتا اور دوم یہ کہ کارفو کے بالمقابل بمقام سانتی اڈاپائرس کے ساحل پر فوجیں اُتاری جاتیں اگر یونانی آخر الذکر مقام پر جمعیت کثیر قابض ہو کر یانیا کو معرض خطر میں ڈالدیتے تو ایک تو اس سے کرنیل مانوس کو اپنی پیشقدمی میں بالواسطہ طور پر بہت مدد ملتی اور دوسرے ایسی عیسائی رعایا کو جو بغاوت پر آمادہ تہی کھل کھیلنے کا موقعہ ملجاتا -

۵ جون کو بحری مخاصمات کے متعلق بھی حسب ذیل شرائط پر التوائے جنگ کا معاہدہ ہو گیا :- (۱) یونانی جہازات عثمانی سمندروں کی حدود سے جو بروئے قانون ملل متعین ہیں نکلجائیں (۲) جو جہاز ترکی علم یا بیطرف دول کے علم رکھتے ہوں اور ترکی بنادر سے ادہر اُدہر جا رہے ہوں - یا بروئے ... مقررہ متعین شدہ حد فاصل کے اندر ہوں اون کی تلاشی نہ لیجائے (۳) ان بنادر سے ترکی فوج کو کمک یا سامان جنگ بھیجنے کا کام نہ لیا جائے (۴) ترکی بیڑہ ڈارڈینلز سے باہر نہ نکلے (۵) مجمع الجزائر کے کسی جزیرہ کی فوج کو کمک نہ بھیجی جائے -

اسی تاریخ یا اس سے پہلے کیونکہ اس معاملہ کے متعلق ابھی تک یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا یونانی گورنمنٹ نے دول کے سفراء کو اطلاع کی

ترکی ڈاموس سے بحری محاصرہ اٹھا دینے کا مطالبہ کیا ہے ایک کے سوا سب سفراء ازاد و مطالبہ مذکورہ کو مالالینو کی صلاح دی آخر شام سفیر کو ابھی تک اسکے متعلق اپنی گورنمنٹ سے ہدایات موصول نہ ہوئی تھیں مگر اسمیں کوئی شک نہیں تہا کہ وہ مجموعہ دول کے منشا سے متغایر نہ ہونگی۔ بعد میں ایتھنز سے خبر آئی کہ یونانی وکلاء نے جو صلح کی گفتگو کر رہے تھے محاصرہ کو اوٹھا دینے کی شرائط قبول کر لی ہیں۔ اور خلیج آرٹا میں جہازرانی کی عام اجازت و آزادی ہونے کی شرط اوپر مستزاد کر دی ہے۔

مسٹر الیشیا بارٹلٹ بحری کارروائی کے متعلق حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔ یونانی بیڑہ نے محاربہ میں کوئی بڑا کام نہ کیا وہ ترکی بیڑہ موجودہ سمندر سے بہیچ افضل اور طاقتور تھا اور ابتدا میں بڑی بڑی باتوں کی امید تھی۔ ہر ایک کو پختہ یقین تھا کہ بحیرۂ مجمع الجزائر کے ترکی جزائر میں سے چند ایک کو جو واقعی قابل تسخیر تھے ضرور فتح کریگا اور پریوسا اور آونیکا پر گولہ باری کرکے ترکوں کے سلسلہ آمد کو بالکل درہم برہم کر دیگا مگر پریوسا، پلاٹامونا اور کاٹرینا پر گولہ باری کرنے اور بعض گرفتار کر لینے کے سوا یونانی بیڑہ نے اور کچھ کام نہ کیا سوا اسکے کہ ایک یونانی سکویڈرن نے پریوسا پر گولہ باری شروع کر کے دوسرے دن بھی اوسی جاری رکھا۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ اونہوں نے دو کے سوا باقی کل ترکی قلعوں کو خاموش کرا دیا۔ اور شہر کو بھی بہت کچھ برباد کیا۔ برعکس اسکے ترکوں کا قول ہے کہ یونانی بیڑہ بے اثر گولہ باری کرنیکے بعد پیچھے ہٹ گیا۔ جبکہ ایک جہاز کو ترکی گولوں نے ایسا نقصان پہونچایا کہ وہ قریب الغرق حالت میں واپس گیا انہیں سے خواہ کوئی سا بیان درست ہو۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اس معرکہ سے کوئی عملی نتیجہ مترتب نہوا۔ ۲۳ اپریل کو مغربی بیڑہ نے اغیا سرنتا دحا پر سہوہ ؟

سلہ انہیں فتح کرنا آسان نہ تھا ہر جزیرہ میں کافی ترکی فوج موجود تھی اور پریوسا میں پہلی ایک مچان ہوں ترکی بیڑہ ایسا ہی گیا گذرا نہ تھا کہ اپنے مقبوضات کی بھی حفاظت نہ کر سکتا۔ ان جزیروں کی حفاظت اور تحصیل کے انتظام کے متعلق جو سرکاری اعلان باب عالی نے اپریل کے آخری ہفتہ میں شائع کیا تہا اوس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ترکی گورنمنٹ ان جزیروں کیطرف سے بے فکر نہ تھی۔ اعلان کا مضمون حسب ذیل تہا۔ "ہز امپیریل مجسٹی سلطان روم نے یہ معلوم کر کے کہ مرکب بیچہ اور مجمع الجزائر کے قرب و جوار میں یونانی بحری ڈاکو فتنہ و فساد کرنے کی نیت سے آگئے ہیں حکم دیا کہ سلطانی بیڑہ میں سے دردانہ دار ڈنیلز سے چند جہاز انکو گرفتار کرنیکے لیے بھیجے جاویں۔ یکم مئی دن کے ایک بجے کمانڈر آبنائے نے بذریعہ تار اطلاع دی کہ سلطانی آہنی جہاز حفظ الرحمن تارپیڈو تباہ کرنیوالا جہاز نہنگ دریا اور تین تارپیڈو کشتیاں ڈاکوؤں کے تعاقب میں روانہ کیگئیں جنہوں نے اعلیٰ حضرت کی بڑی گیارہ ڈونگیاں معہ ڈاکوؤں کے گرفتار کر لیں جو اب ڈارڈنیلز کو لائے جاتے ہیں۔ مفتوحہ صوبہ تہسلی کے داخلی انتظام کیواسطے وزراء نے باجلاس کونسل جو تجاویز قرار دی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی فوجی پولیس کے لیے الاسونا کے بذریعہ سالونیکا اور متصلہ اضلاع کی تجربہ کار فوجی پولیس کے آدمی جاینگے بغرض تکمیل اس پلٹن میں لاریسہ کے قرب و جوار سے ایسے اشخاص اضافہ کیے جاویں گے جنہوں نے فوج مستحفظ میں کام کیا ہو اگر اس قسم کے آدمی دستیاب نہ ہوے تو بذریعہ رنگروٹ اسکو مکمل کیا جاویگا۔ سابق سفیر دولو اسی شہر کے نایب گورنر مقرر کئے جاینگے علی ہذا القیاس اور ٹریکالہ کے سفراء بھی اپنے اپنے ضلعوں کے نایب گورنر تعینات کیے جاوینگے۔ غیر ممالک سے تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے چنگی خانوں کا انتظام عنقریب تبدیل اور لایق افسروں کے سپرد کیا جایگا۔ حضرت سلطان روم نے ان تجاویز کو منظور کر لیا ہے۔" دونوں مورخین کا یہ بیان درست نہیں کہ سالونیکا کی حفاظت کے لیے کافی توپخانہ نہ تہا۔ حد کہ تارپیڈو فی الحقیقت نہیں بچھے ہوے تھے۔ اسکی تردید کنندہ دو سچی تحریریں مجموعہ میں صحیح ہیں۔

گرکے قصیل قصبہ پر جو ساحل پایرس پر واقع ہے۔ گولہ باری کرکے اسے چھین لیا اور وہاں چند ترکی گودام تلف کر دیے۔

انہی دنوں یونانیوں کو مشرقی بیڑہ نے پلاٹا مونا پر جو دریا پینی اس کے شمال میں پہلا قلعہ بند ترکی مقام تھا گولہ باری شروع کی یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ایک ترکی میگزین کو اڑا دیا اور سامان رسد کے گوداموں کو بھی برباد کر دیا یہ واقع ۱۳ اپریل کو ہوا دوسرے دن اس بیڑہ نے کاٹرینا پر جو پلاٹا مونا سے دس میل بجانب شمال ہے گولہ باری کرکے چند مکانوں کو منہدم کر دیا لیکن دونوں مقامات کو واقعی نقصانات بہت خفیف سا پہنچا۔

سالونیکا کی بالائی بندرگاہ جو بحیرہ ایجین میں ہے دوسرا بڑا شہر اور اہم ترین بندرگاہ ہے فی الحقیقت محاربہ کے کل دوران میں یونانی بیڑہ کے رحم و کرم پر منحصر تھی۔ صرف دو چھوٹی چھوٹی ترکی باتریاں اسکی محافظت کے لیے موجود تھیں اور یہ روایت دراصل بالکل ٹھیک تھی کہ خلیج کے دہانہ پر بیٹیار تار پیڈو بچھے ہوئے ہیں اجنبی قونصلیں اور اجنبی باشندوں کو سالونیکا کی سلامتی کی طرف سے ایسا تردد پیدا ہو رہا تھا کہ انہوں نے اپنی اپنی گورنمنٹوں سے یہ درخواست کر دی تھی کہ وہ انکی حفاظت کے لیے جنگی جہاز بھیج دیں۔ یونانی بیڑہ نے سالونیکا پر کیوں حملہ نہ کیا ایک راز سربستہ[۱] ہے جو ابتک معلوم نہیں ہو سکا۔

فصل (۱۶) شانزدہم

محاربہ کے آخری دو نون دوروں کا اجمالی بیان

حصہ اول میں محاربہ کے پہلے عشرہ کے حالات جنہیں وکیل امرسٹر نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں بالاختصار شایع کیا تھا بطور ضمیمہ درج کیے جا چکے ہیں۔ اس سلسلہ کو مکمل اور ایک ہی موقع پر یکے بعد دیگرے تین مختلف تحریریں اور روایتیں جمع کر دینے سے ناظرین کی واقفیت و آگاہی کے دایرہ کو وسیع کرنے اور نیز انکے لیے کہ ذاتی رائے قایم کرنیکو واسطے اون کے روبرو وافر ترین ذخیرہ معلومات کا موجود ہو میں سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی کتاب کی باقی فصلوں کا جن میں لاریسا سے روانگی و گرفتاری یونانی امیر البحر کی روبہ بازی و عیاری۔ ایتھنز جاکر شاہ یونان اور قسطنطنیہ پہونچکر امیر المومنین سے ملاقات کرنیکے حالات اور سلطان المعظم کا کیریکٹر۔ اون کے دربار کی کوایف قسطنطنیہ کی اہمیت اور خاتمہ درج ہے اور نیز جرمن مورخ کی کتاب کے باقیماندہ حصہ کا ترجمہ کرنے سے پہلے جسمیں انعقاد صلح اور تذکرات صلحیہ کی مفصل کیفیت اور رضا پاشا سر عسکر کے حالات کے بعد لڑائی کے نتائج پر مفصل بحث کیگئی ہے ایک الگ فصل میں وکیل کی باقیماندہ تحریر واقعات جنگ کو متعلق ذیل میں درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

[۱] اسکی وجہ یہی تھی کہ یونانی بیڑہ پر فی الحقیقت سامان جنگ بالکل معدوم تھا اور بجز ملک میں بحری اسٹور بالکل خالی پڑے تھے اس امر کا چند مہینے بعد یونانی گورنمنٹ نے خود صاف صاف اعتراف کر لیا۔ (مترجم)

محاربہ کا دوسرا و تیسرا عشرہ

مسٹر ولانی کو شاہ یونان نے موقوف کردیا ہی اور مسٹر رالی اوس کی جگہ صدر اعظم کئے گئے ہیں نئے صدر اعظم نے کرنیل ولیوس کو کریٹ سے واپس بلالیا ہی یونانی وزارت نے یہ فیصلہ کرلیا ہی کہ لڑائی جاری رہے مگر عثمانیہ کا مقابلہ بمقام ولسٹینو ہوا ہی جو مقام وولو سے قریب ہے اور وہاں یونانی حملہ نہیں کرتے بلکہ مدافعہ پر ہی قناعت کرتے ہیں یہانتک جن افواج یونانی نے اپائیرس پر حملہ کیا تھا وہ بھی اپنی سرحد پر واپس آگئیں مقام ولسٹینو پرجو وولو اور ایتھنز کے مابین ایک بڑا مشہور مقام ہے۔ لڑائی چند روز تک جاری رہی اور اس عرصہ میں چند حملے یونانیوں کی صفوف توڑنے کے لیے کئے گئے مگر وہ سب میں کامیاب رہے۔

ایک کارسپانڈنٹ رقمطراز ہے کہ ترکوں کے ایک رسالے جسمیں ایکہزار جوان تھے چھ پہاڑی توپوں کے ساتھ ۲۷ تاریخ اپریل کو ولسٹینو کے قریب جوار کا معاینہ کیا او نہوں نے ہرچند چاہا کہ ریلوے لاین کاٹیں اور یہ غرض کے حاصل کرنیکو ایک یونانی فوج سے جسمیں چار سو پچاس آدمی تھے اور جنکے پاس چھ توپیں تھیں لڑائی بھی کی مگر غرض حاصل نہوئی اور بعد میں یونانیوں کو فرسالہ سے امداد پہنچ گئی تھی اس لڑائی میں یونانیوں کے تین افسر کام آئے اور ترک سپاہی تقریباً ۳۰ زخمی ہوگئے ۲۹ تاریخکو ترکوں نے دو بٹالین پیادہ فوج اور ایک دستہ سواران اور ۱۲ توپوں کے ساتھ حملہ کیا مگر یونانیوں کی جمعیت بمقابلہ ترکوں کے اسموقعہ پر بہت زیادہ تھی اور یہی سبب ہوا کہ ترکوں کو ریلوے لاین کاٹنے میں کامیابی نہوئی اور دو گھنٹہ کی لڑائی کے بعد اونہیں واپس ہونا پڑا ۳۰ اپریل کو پہر ترکوں نے اپنی پیادہ فوجکو دو حصوں میں تقسیم کرکے ولسٹینو کی ریلوی لاین کاٹنے کی نیت سے یورش کی اور وولو اور فرسالہ کا رستہ بند کردیا اسموقعہ پر ترکوں کی سپاہ میں چودہ سو جوان تھے اور مقابلہ میں یونانی بارہ ہزار سے کم نہ تھے ترکوں نے باوجود قلت تعداد انتہا درجہ کی قابلیت اور جوانمردی سے مقام کیفیسلو کو سنگینوں کی نوک پر فتح کرلیا فریقین کا اس جنگ میں سخت نقصان ہوا اسوقت ترکوں کا رسالہ میدان میں قیامت ڈہا رہا تھا اور یونانی رسالے کے ساتھ مقابلہ میں مصروف تہا لیکن جسقدر نقصان پیادہ فوج کا ہوا اوتنا سوار ونکا نہ ہوا کیونکہ لڑائی کا زور پیادہ فوج پر تھا دونوں فوجوں میں سخت گولہ اندازی ہوتی ہی جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں بعض جگہ فقط چار سو گز کے فاصلہ پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر صف آرا تھیں جب آفتاب غروب ہونے لگا تو دور سے ترکوں کا قلب لشکر پیشقدمی کرتا ہوا دکھائی دیا مگر چونکہ اب شام ہوگئی تھی اس سبب سے لڑائی میں عارضی طور پر وقفہ ہوگیا اور ایک ٹرین بھی وولو سے فرسالہ میں جوان تورن کرکے آگئی اوس رات کو یونانی اپنے اپنے مقامات پر جمے رہے اور ترک موضع گرکی میں جو پانچ میل کی مسافت پر ہے باقتظار کمک واپس چلے گئے یکم مئی کو کل یونانی فوج جو فرسالہ میں تھی میدان جنگ میں پہنچ گئی اور لڑائی شروع ہوئی مگر نتیجہ کسی کے حق میں ظاہر نہ ہوا۔ رات کو بھی چند مختصر مقابلے ہوئے جن میں یونانی پسپا نہوئے۔

بدھ کے روز ولسٹینو پر لڑائی ہوئی یہانتک کہ جمعیت دس ہزار سے کم نہ تہی انہوں نے اپنی فوجکو دو حصوں میں تقسیم کرکے دو مقامات پر دو گھنٹے اور چند گھنٹوں تک لڑائی جاری رہی مگر یونانی پیچھے نہیں ہٹے یونانی کہتے ہیں کہ ہمنے ترکوں کو پیچھے ہٹا دیا تھا مگر ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارا بہت نقصان ہوا اکرنیل سمولنسکی کی رائے ہے کہ میں اس مقام کو نہ چھوڑونگا اور اگر میرے پاس اور بیس ہزار آدمی آجاویں تو عجب نہیں کہ میں علاقہ مقبوضہ

لگنے سے ترکوں پر حملہ بہی کرسکوں ولیشینو میں یونانیوں کو ۱۰ مارے گئے ۱۴ زخمی ہوئے لیکن یونانیوں کی سرکاری خبر یہ ہے کہ ۵۰۰ ترک مارے گئے
ہیں اور یونانی ۵۴ مارے گئے اور ۱۴ زخمی ہوئے ترکی سپاہیوں کی جسمانی قوت اور استقلال واقعی فوق الفطرت ہو جمعہ کے روز وہ قبل از طلوع آفتاب
آٹھ میل تک پیادہ پا چلے اور پہر دن بہر لڑائی میں مصروف رہے پہر جب شام ہوئی تو اور آٹھ میل کا سفر کیا مگر باوجود اسقدر زحمت اور تکالیف کے اون
کے چہروں سے تکان کے آثار نظر نہ آتے تہے۔ ابتک ترکوں کی ساری جہت رسد رسانی کے وسایل کے صرف ہو کیونکہ اون کی فوج مقام کتاقریا سے جہان
رسد کا ذخیرہ ہے ۱۰۰ میل آگے بڑھ آئی ہے ۵ تاریخ کو معلوم ہوا کہ عثمانیہ نے مقام زرکاس پر قبضہ کرلیا یہ مقام لاریسا کی سڑک پر ترنالہ کے مغرب میں
واقع ہے یہاں ترکوں کو بہت سا غنیمت کا مال اور سامان حرب و بارود وغیرہ دستیاب ہوا اگرچہ ایک دن اس سے پہلے ترنالہ پر بہی ترکوں
کا قبضہ ہوگیا تہا مگر اونہوں نے خود ہی اوسے چہوڑ دیا تہا اور اسی سبب سے فرسالا اور اوس کے درمیان پہر ریلوے لائن جاری ہوگئی ہے۔
یہ جو کہا گیا ہے یہ افواہ غلط ہے کہ ترکوں نے ولو پر قبضہ کرلیا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یونانیوں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ ترکوں کا مقابلہ کریں اونکو وہاں
فرانسیسی انگریزی اور اٹلی کے جنگی جہازات کی بروقت پہنچ جانے سے فی الجملہ اطمینان ہی ہوگیا ہے اب یہاں دو سو فرانسیسی سپاہی شہر میں گشت کر
رہے ہیں ان جہازوں کے آنے سے کچھ رونق سی ہو گئی ہے ورنہ یونانی اسے کبہی کا خالی کر چکے تہے اور عورتوں اور بچوں کو ایک جماعت کثیر میں وہاں سے نکال بہیجی تہی
لاریسا میں اب دوکانیں کہل گئی ہیں یونانیوں کو قیدیوں کے ساتہ ترک اچہا سلوک کرتے ہیں اور دیکہا جاتا ہے کہ شہر والوں کو نیک سلوک پر اعتبار ہوتا جاتا ہے۔
یونانیوں کا بیان ہے کہ باشی بزوقوں نے بہت سی دوکانات اور مکانات کو لوٹا ہے اور گورنمنٹ یونان نے اس شکایت کا ایک مراسلہ
بہی دول عظام کے نام جاری کیا ہے کہ ترکوں نے تہسلی میں بہت سا تاخت و تاراج کیا ہے ایک اخبار میں یہ شکایت بہی شایع ہوئی ہے کہ عساکر
عثمانیہ نے لاریسا کا کل کمزوروں کو بے حرمت کیا اور لوگوں کے مسکونی مکانات اور دوکانوں کو زیر و زبر کردیا ہے اور خوب لوٹا ہے غنیمت کا مال
چہکڑوں میں لاد کر روز الاسونہ کی طرف بکثرت روانہ ہوتا ہے اور بہیڑ بکری بیل گایوں کے گلے براہ گہنگ ترک ہانکے لیے جاتے ہیں جب
یہ خبر اڑی کہ ترکوں نے یونانی قیدیوں کے ساتہ برا سلوک کیا تو جن ترکی قیدیوں کو جمعہ کے روز مقام اپایرس میں اترے تہے لوگوں نے
بہت کچہ ستایا اور اگر فوجی گارڈ جو اونپر متعین تہا اونکی حفاظت نہ کرتا تو عجب نہیں کہ اونکی تکہ بوٹی اڑ جاتی ہمارا خاص نامہ نگار لکہتا ہے کہ یونانیوں
نے اوس بہاگڑ میں جو فوجکو ماتی سو سے ہٹنے کے وقت ہوئی تہی بڑی جوانمردی دکہائی اور اونہوں نے مطلق آثار وحشت کے ظاہر نہ کیے۔

جنگ اسپیرالیکو

بقول ٹائمز ہمارا خاص نامہ نگار جو یونانی فوج کے ساتہ تہا بیگادیا کے مفصل حالات جنگ لکہتا ہے
کہ ۲۰ اپریل کو ترکوں کی چار ہزار پیادہ فوج توپخانہ سمیت اس مقام پر حملہ آور ہوئی جو وہ ہاتہ سے
دے چکے تہے مگر یونانیوں نے بہادری سے مقابلہ کیا اس موقعہ پر یونانیوں کی جمعیت حسب ذیل تہی۔
"اوینزونی ۱۰۰۰ پیادہ فوج ۵۰۰ ملیشیا ۳۰۰ انہوں نے کمک کے آنے تک بڑے استقلال سے مقابلہ کیا اور کمک کے ساتہ
توپیں بہی بصد دقت پہاڑ پر نصب کی گئیں اگرچہ ترک ظاہرا بہت نقصان اوٹہا کر پسپا ہوئے اور یونانیوں کا فقط ایک آدمی کام آیا اور چار
زخمی ہوئے۔ اس مستقل حملہ سے معلوم یہ ہوتا تہا کہ یونانیوں کو بالضرور دیگر امدادی افواج کی ضرورت واقع ہوگی لیکن نامعلوم جنرلوں نے
کس حکمت کو پیش نظر رکہکر ایسے بڑے اہم مقام کو جسنے لامحالہ جیتنا تہا اور اونہیں صرف چند سپاہیوں کے بہروسہ پر چہوڑ دیا تہا مبادا کہ

لکھتا ہے - مجھے یقین تھا کہ ضرور ابھی کوئی اور حملہ ہونیوالا ہے اسلئے میں جمعرات کی صبح کو اپنے خیمہ سے جو میجر سمپانو ہوا [illegible]
تھا الیسانیہ کے درہ پر جو ایک گھنٹہ کی مسافت پر واقع تھا معاینہ کیلئے گیا میجر مذکور کی فوج ابتک مقام پر قابض تھی اور
اوسکی جمعیت ایکہزار جوانوں اور آٹھ توپوں کی تھی جب میں اُس درہ پر پہنچا تو مجھے دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ وہاں فقط چھ سو
اونچی اور دو توپیں تھیں لیکن خاص پہاڑ پر مشرق کیطرف فقط دو پہاڑی توپیں تھیں اور [illegible] سپاہیوں کی پلٹنیاں اور کچھ
پیادہ سپاہیوں کی اور دو سو والنٹیر موجود تھے اور ان لوگوں کا یہ حال کہ پانچ دنکے متواتر اور مسلسل جنگ نے انہیں
سخت عاجز کر رکھا تھا - مدد کی قلت اور کام کی کثرت نے انہیں نیم مردہ بنا رکھا تھا - اس پہاڑ میں درہ کو سے ایک آدھ گھنٹہ فاصلہ پر ترکونکی
چھ ہزار پانسو آدمی اور ۲۸ توپیں تھیں اور توپوں کو مناسب موقع پر نصب کیا تھا ٹھیک چار بجکر ۱۵ منٹ وانہوں نے یعنی ترکوں نے
آتشباری شروع کر دی یہ گولہ باری ترکونکی یک بیک ایک بڑی فوج کیطرف سے ہو رہی تھی جو پہاڑ کی آڑ میں چھپی ہوئی تھی اب مجھے یقین ہو گیا
شک نہیں کہ یہ حملہ یونانیوں کو انکے مقبوضہ مقامات سے باہر نکالنے کیلئے کافی تھا مگر مجھکو یہ امید قطعاً نہ تھی کہ اس ایک حملے سے سب سے
اپائرس کی ساری فوج خستہ دہ ہو جائیگی اور یونانیوں کو فقط ایک رات کے اندر اون سارے مقامات سے ہاتھ دھونا پڑیگا جو اسنے بڑی مشکل اور
جانکاہی سے حاصل کئے تھے اور یہی اوسکا مایہ ناز تھا جو جنگ کے آغاز سے آجتک خدا خدا کر کے اسکے ہاتھ لگا تھا [illegible] مجھے یونانیوں
کی طرف سے توپ چلنا بند ہو گیا اور میں دیکھتا تھا کہ یونانی یکے بعد دیگرے پہاڑ سے نیچے بھاگ آئے میں اور بجائے انکے ترک [illegible]
للکارتے ہوئے اوپر چڑھ رہے تھے اور بگل سے برابر صدا آ رہی تھی کہ توپ مت چلاؤ جب ترکوں نے پہاڑ پر اسطرح قبضہ کر لیا تو یہاں کی
جو درہ تھے سخت نازک ہو گئی اسلئے ۵ بجکر ۱۵ منٹ پر یہاں بھی مراجعت کا حکم ہوا اس حکم پر اوینرونیوں نے کوئی وحشت یا قلق
ظاہر نہ کیا بلکہ چپ چاپ غصے سے بھری چل پڑے - البتہ چند کم عمر سپاہی جو پانچدن کی مسلسل لڑائی اور فاقہ سے بیجان ہو رہے
تھے - کسیقدر بدحواسی سے بڑبڑائے - میری رائے میں یونانی جان توڑ کر لڑے - انکی تعداد تو بہت قلیل تھی اگر کوئی اور بہادر سے
بہادر فوج بھی ہوتی اور اونکی تعداد بھی خواہ کتنی ہی کثیر ہوتی تاہم ترکوں کے اس حملہ کی تاب نہ لا سکتے - وہاں گروہ کا کام تھا اور
یقین نہ تھا کہ دنیا بھر کا کوئی سپاہی خواہ وہ کتنا ہی جری کیوں نہ ہو اس سخت حملہ کا مقابلہ کر سکتا - لیکن یہ تعریف فقط
انہیں معدودے چند سپاہیوں کی ہے باقی فوج نے نہ معلوم کیوں یکلخت توپ بند کر دی حالانکہ اونپر کوئی آتشباری بھی
نہ ہوئی تھی خدا جانے اونہوں نے کس بنا پر توپوں کا چلانا یکقلم بند کر دیا جب ہمارا کارسپانڈنٹ ۹ بجے شب کو کیو ماریتی
پہنچا تو اسنے دیکھا کہ وہاں کی قلعہ نشین فوج بھی جو تین ہزار سے کم نہ تھی - ان بھگوڑوں کے ساتھ بھاگنے میں شامل ہو گئی اور اپنی
پیچھے توپیں ساتھ لیگئی اونہوں نے کہیں بھی مقابلہ نہ کیا - بلکہ یکقلم سب کے سب بھاگ گئے اور ایک فائر بھی نہ کیا ساری فوج میں ایک
عجیب ہلچل پڑی ہوئی تھی اور سپاہیوں کے چہرے سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اونہوں نے تخمینہ کر لی تھی کہ ہم مطلق نہ لڑینگے - وہ سب کے سب غل مچا
دیتے تھے کہ آرٹا کیطرف بھاگو - افسروں کا یہ عالم تھا کہ وہ بھی فوج کے ساتھ جا رہے تھے اور اونکے چہرے پر ندامت اور رسوائی برس رہی تھی
اور معلوم یہ ہوتا تھا کہ سپاہی اون کے بس میں نہیں - کل فوج [illegible] تھی - اب ان کے ساتھ دیہاتی بھی شریک ہو گئے

بکری بھیڑ بیل گھوڑا اور دیگر جانور گلوں کے گلے ایک ہانکے لئے جاتے تھے عورتوں اور بچوں کے سر پر اسباب کی گٹھریاں بہت ہی بڑی قسم کی بھری
ہوئی تھیں اور وہ چیختے اور روتے ہوئے افتاں و خیزاں اس گرداب بلا میں بلا کسی حوصلہ یا اطمینان کے چلے جا رہے تھے
اور جہاں کہیں رستے میں گذرگاہ تنگ ہو جاتا تھا اوسوقت سخت چپقلش ہو جاتی تھی آدمیوں اور حیوانات کا عبور مشکل
ہو جاتا تھا وہ بلا تمیز ایک دوسرے پر گرتے تھے اور ایسے موقعہ پر بہت سی خونریزی بھی ہو جاتی تھی اور مال کا نقصان بھی ہو جاتا تھا۔
دیہاتی تو البتہ باعث واقفیت کے تدراو رستوں سے فایدہ میں تھے مگر اون غریب والدین کا شور کا شیون بلیغ سمع خراش
تھا جنکی اولاد آناً فاناً اس بے ترتیبی میں آنکھوں سے غایب ہو جاتی تھی اسپر غضب یہ تھا کہ فوج مطلق نہ تھی تھوڑے سے
لیکن معدودی چند آدمیوں کے پاس تھے وہ اتنی بڑی بھیڑ کی ضروریات کیلئے کسی صورت میں کافی نہیں ہو سکتی تھی البتہ جو لوگوں کو
اپنے گھروں میں آگ لگتی ہوئی دکھائی دیتی تھی اوسکا اونکے زخموں پر نمک کا کام دیتی تھی۔ دوپہر شب کے ۱۲ بجے ادہم کے بعد
تک کے بوس کے مشرقی ساحل پر ایک یونانی کا نام و نشان تک نہ تھا اعظمت اللہ گیارہ ہزار آدمی جنکو ساتھ ۱۲ توپیں اور کافی سامان حرب
ہو۔ اور جو حسن اتفاق سے ترکوں کی نظروں میں جا کے تھے اور جنہوں نے بالاستقلال اپنے قریہ کے وہاں ڈال دئیے
ہوں اسطرح ایک آن واحد میں وہاں سے بھاگ کر واپس آ جاویں۔ کہا جاتا ہے کہ اس فوج کا کل نقصان ۲۰۰ آدمی
کا ہوا۔ مسٹر کلیمنٹ ہیرس انگلش جو امیر حربی کی نسبت مشہور ہوا تھا کہ مارا گیا ہے ترکوں کے ہاتھ میں قید ہے اور زخمی بھی ہے
گورنمنٹ یونان نے پریسا کی گولہ اندازی بند کرادی ہے کیونکہ سوائے نقصان بارود کے کوئی فایدہ وہاں مترتب نہوا۔

ایتھنز کے حالات

۲۸ اپریل کو ایتھنز میں سخت تہلکہ پڑا ہوا۔ اور اوسکی دو وجہیں تھیں ایک تو یہ کہ بدھ کے دن مجلس
وزرا میں کچھ رسم پورا نہ ہو سکا۔ اور دوسرا یہ کہ فریق مخالف کے سرگروہوں نے چند تقریریں
بھی عوام کے روبرو کیں ۲۹ تاریخ کو پادشاہ نے ڈیلانی کو عہدہ صدارت سے برطرف کر دیا کیونکہ اوس نے استعفا دینے سے انکار کیا
تھا اوسکی بجائے ایم رالی صدر اعظم مقرر ہوا۔ اور دیگر صیغوں کے وزیر بھی مقرر ہو گئے جو سب کے سب ایم ڈیلی کے فریق اور ایم ٹریکوپی متوفی کے
مقلدین میں ہی ہیں۔ انہیں میں ایم سکولوڈے ہے جو وزیر صیغہ خارجیہ مقرر ہوا ہے صلح پسند اور امن جو مشہور ہے۔

اس عزل و نصب کا سبب سوائے اسکے اور کوئی نہیں کہ عوام نے بہت کچھ شور و غوغا کیا اور انکا اعتقاد یہی کہ فوج کا بے ترتیب پیچھے
ہٹنا خالی از علت نہیں یقیناً کوئی نہ کوئی مخفی کارستانی عمل میں آئی ہے نظر بحالات شاہ یونان کا یہ فیصلہ کہ موجودہ وزارت معزول کی جائے
دور اندیشی پر مبنی تھا نئی وزارت نے دو وزیر ونکو مقام فرسالہ پر فوج کی حالت معاینہ کرنیکے لیے بھیجا اور انکی مراجعت پر پیر کی شب کو تمام ارکان مجلس الوزرا
کا جلسہ منعقد رہا اور آخر الامر یہ قرار پایا کہ جنگ جاری رکھنا چاہیے کیونکہ یہ کہا گیا ہے کہ امداد بتعداد کثیر پہنچ گئی ہے اور فوجوں کے حوصلے
پست ہو رہے تھے۔ ولسٹینو میں ترکوں کی ہزیمت سے اب پھر برقرار ہو گئے ہیں اس مجلس نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ کرنیل واسوس اور دیگر بعض افسر کریٹ سے واپس
بلا لیے جاویں اور کرنیل واسوس کی بجائے کرنیل مانوس کے ایپرس کی کمان پر مامور ہوا ہے۔ اور کرنیل مانوس اور اسکا سارا اسٹاف تمام ہی تبدیل ہوا ہے گورنمنٹ
یونان نے اپنے وکلا متعینہ ممالک غیر کے نام پر کو ہرا سلے اسمضمون کے بھیجدیے ہیں کہ آیندہ اور سپاہی ممالک غیر کے بھرتی نہ کیے جاویں دقول فعل

اچھی مطابقت ہی فیصلہ تو یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ لڑائی جاری رہیگی - اور عمل یہ - یوں کہتی ہوئی شرم آتی ہوگی کہ اپنی بزدلی کا اعلان بمقدار جلد
کیا جاوے مگر اب یہ کہنا بھی فضول ہی کیونکہ اسوقت ساری شیخی کرکری ہو چکی ہی - اور قلعی کھل گئی ہے اور ہاتھ جوڑتے ہی بن آئی ہے - ان
سپاہیوں میں خاندان شاہی کی شہزادوں کے خلاف سخت شورش مچی ہوئی تھی اور یہ شورش ایسی چند اخبار نویسوں کی ہی جو ابھی کل ہی تعریفیں
کرتے کرتے آسمان پر چڑھاتے تھے مگر باوجود اسکے اب شاہی خاندان پر چندان حملہ نہیں ہوتا اور لوگونکی طبیعت میں کچھ قرار سا آگیا ہے اور حیرانیں بھی
ہو گئی ہیں معلوم ہوتا ہی کہ کرون پرنس نے اوسوقت لاریسا سے مراجعت کا حکم دیا جب سکی شاف نے ایسا حکم دینے پر مجبور کیا اونہوں نے
اوسی یہی سمجھایا کہ ہم آپ کی جان کی حفاظت کے بھی ذمہ دار ہیں یہاں ایک مراسلت ایتھنز سے آئی ہے جسمیں مرقوم ہی کہ اسوقت ایتھنز میں
۱۸ ہزار ردیف موجود ہیں جن میں وہ لوگ ہیں جو ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء سے فوجی خدمات سے باعث کبر سنی مستثنی کیے ہوئے ہیں - ان
بیچارونکو بھی صف آرائی کا حکم ہوا ہے مگر اب مشکل یہ ہے کہ انکے سینے کو دیدیا اور چلا انکو بندوق و بکار توس کہاں سے آئیں چنانچہ حکام نے دوکانداروں
سے وہ بندوقیں قیمت پر مانگیں جو فرانسیسی افواج فرنگی قرار دیکر پھینکدی تھیں انھیں بعض بیچ کھوچ روہ فروش مال میں بغرض
منافع لائے تھے یہ بقدر دو لاکھ عدد کے یہاں آئی ہیں اور انکی قیمت ... افسوس ہندوستان میں بطور یہ اسلحہ جنگ
کی بکری ممنوع ہی - ورنہ انار کلی کی اترن بھی چار پیسہ کما لیتی مگر کمانا کیا یہاں سو روپیہ ... یہاں ایسا ہی عنقا کا حکم رکھتا ہی
جسطرح غیرت الغرض ... دام کہرے کر لیتے اور ملنا فرمائے قیامت بیوقوف افسوس ... مگر کچھ انتظام
بیع و شرا کے بھی نہیں ہوا تھا اور دوکاندار دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے کہ منگل کے روز رنگروٹ خود ہی لوٹ پڑے اور جو سامان کسی کے ہاتھ
لگا آپ ہی اڑا لیا کیونکہ سو نزلہ بر عضو ضعیف میبارد مقام پطراس میں ایک فرانسیسی جہاز کو بھی لوگوں نے لوٹنا چاہا اس جہاز میں بھی کچھ
مستعملہ بندوقیں تھیں مالک نے جب حالت دیکھی تو خود ہی لوگوں کو مال بانٹ دیا اودن شہر میں سخت کہرام مچا ہوا تھا بلکہ یقین ہوتا تھا کہ انقلاب عظیم ہونیوالا
ہے غول کے غول محل شاہی کے قریب جوار میں بے طرح شور کرتے ہیں اور سوداگروں کی دوکانوں کو بیجا طور لوٹتے ہیں . بازاروں میں علی رؤس الاشہاد
شاہ اور اوسکے خاندان کے اراکین تصویروں کو لوگ ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے تھے اور اونکی دہجیاں اڑا اڑا کر اپنے دلکی بھڑاس نکالتے تھے
بازار میں لوگوں کا غصہ اور خیرہ چشمی اسحد تک پہنچ گئی کہ شاہی آرمز وہ نشان جو کسی خاص سلطنت اور خاندان سے مخصوص ہوا کرتا ہے
کو اونہوں نے سر بازار ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا لوگوں کا غصہ کمال کو پہنچ چکا تھا اور شور و شغب انتہا درجہ تک ہو گیا تھا کہ ایم ریلی نے
آکر لوگوں سے بمنت کہا کہ تم اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ میں ابھی بادشاہ کے پاس جاکر اسکا انتظام قرار واقعی کرتا ہوں
چنانچہ وہ اوسیوقت ایوان شاہی میں گیا اور دوسرے دن صبح اوسی کے کہنے پر ایک مجلس الوزرا منعقد ہوئی

کریٹ کی حالت

ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ مقام کانڈیا سے بذریعہ حسب ذیل مسطور ... ہی - میں یہاں ڈیڑھ ماہ کے بعد واپس آیا
ہوں - اس عرصہ میں یہاں بہت سے تغیرات عمل میں آئے ہیں جنکی طرف سے میں دیکھ رہا ہوں کانڈیا اور ریتھمو میں بالکل
امن ہوگیا ہی دوکانیں کھل گئی ہیں اور دوکاندار اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں ... بند تھیں اور ... آپ سے آپ مفقود ہوگئی
ہیں اب ہر وقت کی بدقسمتی اور آتش زدگیوں سے فی الجملہ اطمینان ہے لوگ اپنے اپنے کام دھندوں پر لگ گئے ہیں اور جگہ ادھر ادھر

سے اگر یونانی گورنمنٹ ہوئی تب اون کی جماعت ایک خاص مقام پر پہنچی ہی تو کون شخص ہی اپنا اعتبار اور اقتدار اونسے چہڑا لیا ہوا
جزیرہ کی خودمختاری یا یونان سے الحاق کا خیال حرف غلط کیطرح مٹتا نظر آتا ہی جس سے یہ نتیجہ نکالنا آسان ہی کہ پہر ترکی حکومت وہاں
قایم ہوجایگی کیونکہ ترکی سپاہی یا عہدہ دار وہاں سے خارج نہیں کیا گیا۔ باغیوں کو علی العموم طور سے یہ یقین ہی کہ دول یورپ
ترکی کا ساتھ دیں گی۔ اتفاق ہی ایسا ہی خیال کو یک بیک ترک کرنا نہایت مشکل ہی کیونکہ دول یورپ کی سلطنتوں کیطرف سے ذرا
اطمینان اور راستی نہیں اور یونانی طرفداروں کا لوگوں پر بالعموم لوگوں پر بڑا اثر ہے
مختلف ممالک کے امیر البحروں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ رعایا یونانی کو جزیرہ میں اوسوقت تک بودوباش کا اختیار حاصل ہی
جبتک وہ امن سے رہیں اور کوئی شور و فساد نہ کریں اس عرصہ میں اون کی حفاظت ہمارے ذمہ ہوگی۔
ممالک غیر کے امیر البحروں نے باغیوں کے سرغنوں کو جو مقام اکروٹری میں تھے پچھلے ہفتہ اطلاع دیدی ہی کہ ہم اون سے مزاحمت نہیں
کسی قدر رنجیدہ کرنے پر مائل ہیں جو کرنیل واسوس اور اسکی فوج کے برخلاف جاری تھی باغیونکو اختیار ہی کہ وہ شہروں میں بلا سامان جنگ
آکر اپنا احتیاج خرید لیں اور اس صورت میں ایک بدرقہ اونکی حفاظت کیلئے ساتھ دیا جائیگا تاکہ کوئی ترک خاص مسلمان اونسے تعرض نہ کرے
اور فی الحقیقت باغیوں میں سخت مصیبت پھیلی ہوئی ہی اور شہر والے مسلمانوں کی حالت تو غضب کی تکلیف میں ہی اور باغیوں نے ترقی پر کمر باندھی
کینیا میں ۰۰ ۲۵ ہزار ریتمو میں ۲۰۰۰ کنڈیا میں ۰۰۰ ۴۷ اور سیٹیا وغیرہ میں ۱۵۰۰۰ مسلمان ہیں ان میں ۰۰۰ ۵۰ سرکاری
امداد سے پرورش ہو رہی ہے۔
اتوار کے روز امیر البحروں نے ان باغی سرغنوں کو بلا کر کہا تھا کہ تم خود مختاری کو جانیکو پسند کرو مگر اونہوں نے پہر وہی عذر کی کہ ہم یونان
سے الحاق چاہتے ہیں خواہ یونانی فوج ہماری سرحد سے نکل بھی جاوے۔
ان باغیوں نے کینڈیا میں آبرسانی کا سلسلہ بند کردیا ہے:

مصالحت کی اخبار ٹایمز کا کارسپانڈنٹ مقام وائنا سے لکہتا ہے پہلے یہ مشہور ہوا تھا کہ غالباً روس انگلستان اور فرانس روم
اور یونان میں مصالحت کیلئے پیشقدمی کرینگے مگر روس میں یہ خیال ہی کہ ایسا کرنا کل دول عظام کو مناسب ہی کیونکہ ساری دول اتحاد سے
اس معاملہ میں شریک رہی ہیں اور نیز اوسوقت مناسب ہے جب یونان درخواست کرے یہی رائے آسٹریا اور جرمنی کی ہی یہ کہنا محض
غلط ہی کہ آسٹریا یا جرمنی نے جنگ روم و یونان کے معاملہ میں کوئی علیحدہ کارروائی کی ہے جو دیگر دول سے جدا گانہ ہو پیرس
میں نیم سرکاری طور پر اعلان ہوا کہ لارڈ سالسبری کی تجویز درباره اس امر کے کہ پیرس میں یونان اور روم کے معاملات
کے متعلق کانفرنس ہونا منظور ہوگئی ہے اگرچہ دیگر طور پر اس باب میں گفتگو ہو رہی ہے:

قسطنطنیہ کی باب عالی نے فیصلہ کرلیا ہے کہ یوروپین علاقہ جات مملکت میں اور تین لاکھ فوج بڑہائی جاے گویا مجموعی
تعداد فوج کی مشمول اون افواج کے جو اناطولیا میں مقیم ہے سلطنت عثمانیہ اب عنقریب پانچ لاکھ فوج یوروپ میں مسلح کریگی۔
اتوار کو سوا چار ترکی جہاز جنمیں فوج بہری تہی بحیرہ ایجین کیطرف دارڈنیلز سے روانہ ہوے۔ آج کل باشندے دائمی مسلمان

دونوں شامل تھے ایک سو پندرہ گھوڑے البانیا کی فوج کو استعمال کے لیے نذر کیے۔

استنبول کے یہودیوں کی ایک جماعت نے درخواست کی ہے کہ ہم فوج کی وردیاں بلا اُجرت سینے کو تیار ہیں۔ حساب کے رو سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۳ اپریل ۱۸۹۷ء سے آج تک باب عالی کا زاید فوجی خرچ ۳۵ لاکھ پونڈ ہوا ہے آجکل کے پونڈ کی قیمت کے لحاظ سے یہ رقم قریب ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ کی ہوتی ہے اب ترکوں نے ہماری زیادہ ستانی کی ہے اگر خرچہ جنگ بقدر ۲ کروڑ کے مانگا ہے کیونکہ یہ رقم ۲ مئی ۱۸۹۷ء تک کی تھی اسکے بعد سے آج تک کئی لاکھ اور بھی صرف ہوا ہوگا۔ یہ مانا کہ یونان دیوالیہ اور مفلس و قلاش محض ہے مگر پا باندازہ روپیہ اُدھار کے مسئلہ کو پیش نظر رکھتا ورنہ یہ روز بد کیوں دیکھنا نصیب ہوتا۔ اب تو ع بہامن خود کردۂ را تدبیر چیست ؏

جنرل وان ہنک (جو قیصر ولیم کی وزارت جنگی کے اعلیٰ افسر ہیں) نے گریمیکف پاشا کو حکم دیا ہے کہ وہ قسطنطنیہ میں واپس آ جاویں گریمیکوف پاشا الاسونا میں محض توپخانہ اور سامان حرب کو ملاحظہ کرنے گئے تھے چونکہ انہوں نے میدان جنگ میں خاص کر لاریسہ کے قبضہ میں بہت کچھ حصہ لیا ہے اسلیے عام طور پر پڑ بڑ ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اب تک اونکا تعلق افواج جرمنی سے منقطع نہیں ہوا اور معرکہ میں کیوں اسطرح شریک ہوئے یہی حال دیگر جرمنی افسروں کا بھی ہے یہ افسر شہنشاہ جرمن نے عاریتاً سلطان کو دیا تھا۔

خدیو مصر اور سلطان کے تعلقات

جریدہ سرکاری خبر دیتا ہے کہ سلطان المعظم کے صدر اعظم نے خدیو مصر کو سرکاری طور پر فتح ترنوو اور لاریسا کی اطلاع دی۔ اور خدیو نے کمال نیازمندی اور عقیدت سے مبارکباد دی کا اظہار کیا حضرت سلطان المعظم نے بجواب اسکے اظہار خوشنودی مزاج فرما کر ارشاد فرمایا کہ آیندہ سے سیکرٹری کو حکم ہوا ہے کہ آپکو وقتاً فوقتاً جس قدر فتوحات افواج قاہرہ کو فضل الٰہی سے ہوتی رہینگی باضابطہ اطلاع دیجایا کریگی۔

اس جنگ میں خاصۃً یہ امر قابل بیان ہے کہ یونانیوں نے جو مراسلات میدان جنگ سے اپنے اعلیٰ افسروں کے پاس بھیجے ہیں وہ سب کے سب کذب اور افترا سے مملو تھے شکستوں پر شکستیں ہوتی جاتی تھیں مگر وہ یہی لکھتے رہے کہ ہمیں فتح ہوئی ہے مگر ۵ مئی کو تو انہوں نے کمال کیا اور اپنی اس کذب بیانی کو انتہا کے درجہ پر پہنچا دیا چنانچہ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ ایتھنز حسب ذیل لکھتا ہے۔

رات کو جب یہ خبر آئی کہ ویلیسٹنو اور فارسالا پر ترکوں کو ہزیمت ہوئی تو یہاں بڑا جوش پھیلا کرنیل سمولنسکی نے لکھا تھا کہ دشمن میں ترکوں کی جمعیت دس ہزار آدمی سے زیادہ تھی جو دو حصوں میں منقسم ہو کر ہمپر آ پڑی مگر ہمنے اونہیں پسپا کیا اوسی روز سہ پہر جو مراسلت کرنیل مذکور کیطرف سے آئی اوسمیں درج تھا کہ ہمنے چھ پہر سخت لڑائی کی اور میری فوجیں خون کے دریا چلے ہیں ۷ ۱/۲ بجے دن کے لڑائی بند ہوئی اور کرنیل مذکور نے ایک تار اس مضمون کا دیا کہ خدا تعالیٰ کی مہربانی سے ہمیں یہ فتح نصیب ہوئی ہے چار بجے پھر ترکوں نے حملہ کیا مگر کرنیل ذیہر نے اونہیں پسپا کیا جب کرنیل کے پاس امدادی فوج پہونچی تو اسنے اب حملہ میں پیشقدمی کی اور بقول اوسکے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا۔ اس لڑائی کے ختم ہونے پر اوس نے کروان پرنس کو تار دیا کہ دشمن اگرچہ پسپا ہو گیا ہے مگر پھر ایک اور حملہ کا انتظار ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ترک فارسالا کے قلب لشکر پر اوس وقت حملہ آور ہوئے جسوقت اونہوں نے دوسری جانب ویلیسٹنو پر حملہ کیا تھا صبح ہوتے ہی عساکر عثمانیہ کو تیسری سے لوبکار کیطرف بڑھے اور کروان پرنس نے وزیر جنگ کو تار دیا کہ لڑائی ہونیوالی ہے تھوڑی دیر کے بعد شہزادہ

صاحب نے دوسرا تار اس مضمون کا دیا کہ جنگ واقعی شروع ہوگئی ہے اور یونانی اگلی مورچوں کو چھوڑ کر کیمپ کی طرف ہٹ آئی ہیں معلوم ہوتا
ہے کہ یہ واقعہ قریب دوپہر کے ہوا۔ اس جنگ کا انتظار برابر ایک دن سے تھا اور یونانیوں کی فوجیں صبح ہوتے ہی مقابلہ کیلیے تیار رہیگئی تھیں جب
کروان پرنس میدان میں بذات خاص پہنچا تو سپاہیوں کو فی الجملہ کچھ ڈھارس سی ہو گئی اور پرنس نکولس دکھن بہادر کروان پرنس کے
بھی توپخانہ کے ساتھ میدان میں موجود تھا شام کے ۸ بجے تک لڑائی جاری رہی اوس وقت ترکوں نے آتشباری بند کر دی رات آٹھ بجے
کرنیل پالے نے جو کروان پرنس کی توپخانہ کا چیف سٹاف افسر ہے رپورٹ جنگ تیار کی جسکا ماحصل یہ ہے آج دوپہر ترکوں نے ہمارے مورچوں
پر حملہ کیا کل سے اون کی نیت یہ نظر آرہی تھی کہ ہماری میسرہ کو چیر کر نکل جائیں مگر آج خلاف توقع اونہوں نے اپنا ارادہ فسخ کر کے ہمارے
مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا چونکہ اونکی تعداد بہت زیادہ تھی اسوجہ سے ہماری طلیعہ کی فوج لڑتے لڑتے پیچھے کو ہٹ آئی اور اپنی فوج کے میمنہ کے
مقابل میں ایک مقام پر آکر جم گئی گولہ اندازی بہی ہوئی مگر تہوڑی دیر تک جاری رہی ترکوں کی پیادہ فوج اگرچہ بعض مقامات پر بڑی زور سے بڑہی
آتی تھی مگر ہماری فوج نے اوسکی پیشقدمی کو روکا معلوم نہیں کہ ہمارا یا ترکوں کا نقصان کسقدر ہوا کروان پرنس اوس اثنا میں جو تھا اور پیادہ
فوج کی آتشباری کی زد میں کہڑا رہا اور پرنس نکولس فوج کی میمنہ میں سپاہیوں کو حوصلہ دیتا رہا اوسکی توپخانہ کے مقابلہ پر دشمن کے وہ توپخانے ایسا تھے
ہم اپنے مورچوں پر قابض ہیں کل غالبًا پھر لڑائی ہوگی ترکوں کی جمعیت ہم سے بہت زیادہ ہے ہماری رسالے میں جس فوج کی ہماری میمنہ پر
حملہ کیا تہا اون کی تعداد پندرہ ہزار سے کم نہ تھی علاوہ برآن مور و ملخ کیطرح اونکی فوجیں بر و بحر پہاڑ و ٹیلوں سے اترتی دکھائی دیتی ہیں ترکون
کا توپخانہ اور سوار ہمارے توپخانہ اور سواروں سے بدرجہا زیادہ ہیں صرف ایک دستہ سواران جو ہمارے ساتھ تھا وہ بھی جبر شیٹی کی رکاب میں فتح کہا لاکے
لیئے گیا ہے (لعنۃ اللّٰہ علی القوم الکاذبین) چھ بجے سے لیکر آٹھ تک یہ مرد آدمی یہ تو طیہ تمہید لکھتا رہا۔ اور نہ معلوم کتنے
کاغذ پہاڑ کر یہ مسودہ تیار کیا جس میں دبی زبان سے شکست کا اقرار کرنا پڑا اور جس کے لفظ لفظ سے تصنع ظاہر ہو رہا ہے مگر جیسے تاہم
بلکہ بعض وزیر جنگ فتح کی خبر سمجھکر خوشی سے باہر ہو گیا چنانچہ آگے ظاہر ہوگا فارسی مشہور مثل وقتی یہیں صادق آتی ہے خر گفت خربا ور کرد
اس رپورٹ کے آنے پر گورنمنٹ نے کروان پرنس۔ پرنس نکولس اور کرنیل سمولینسکی کو جداگانہ مبارکباد کی تاریں بھیجیں اور وزیر صیغہ
جنگ نے کل فوج کے نام جو فارسالا میں مقیم تھی مبارکباد کا تار علیحدہ روانہ کیا۔ بعد ازاں بادشاہ نے اپنی طرف سے کروان پرنس اور
فوج کو ایک علیحدہ تار اظہار مسرت اور مبارکباد فتح کا دیا۔ فتح شائید ان بیچاروں کی روزمرہ میں جان بچا کر امان کی گود میں
واپس آنیکو کہتے ہیں ایسی ہی فتحوں نے تو انہیں تین ہفتوں کے اندر خیر سے اتہنز میں واپس پہنچا دیا ہے اور وہ جو فوج بڑے
طمطراق سے قسطنطنیہ کی فتح اور کریٹ کے الحاق کے لیئے گہر سے نکلی تہی ہتھیلی کے بھی ہاتھ سے دے بیٹھی)۔
ہر ایک شخص کو یقین تھا کہ آج ہی فارسالا اور ولیشنو کا قطعی فیصلہ ہو جائیگا۔ لوگ کل کی خبر دل ہی دل میں بڑی خوش خوش اتراتے
پہرتے تھے اور اپنی فوجی قوت پر بہت نازاں معلوم ہوتے تھے ہر ایک گرجے میں فتح کی دعا بڑے زور و شور بلکہ ساز و سامان
سے گائی گئی اور دیر وزہ فتح کا شادیانہ بڑے ساز اور آہنگ کے ساتھ بجایا گیا مگر لوگ ان رنگ رلیوں میں ہمہ تن
مشغول تھے کہ یکایک یہ خبر برق خاطف کیطرح آ پہونچی کہ فوجیں فارسالا سے بہاگ کر ٹرمکاس پر واپس آگئی ہیں۔

واقعات اصلی

جب لڑائی عارضی طور پر تھم گئی تو کرون پرنس نے ایک فوجی کونسل منعقد کی جسنے یہ قرار دیا کہ چونکہ ادہم پاشا کی فوج تخمیناً ساٹھ ہزار آدمی ہے اور ترکوں کی نقل و حرکت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فارسلا کو بالکل محصور کریں اسلیئے مناسب وقت یہ ہے کہ یہاں سے جان چھوڑ کر ڈومکاس کو جانا چاہیئے اور یہ واپسی نظر بحالات موجودہ رات کیوقت مناسب ہے اس فیصلہ کی اطلاع کرنیل سمولینسکی کو بھی دیگئی اور اوسکو اختیار دیا گیا کہ وہ خود اپنے لیئے راہ فرار تجویز کرے۔ یہ فیصلہ ہوتے ہی فوج کا نقل و حرکت شروع ہو گیا اور سپاہی ترتیب کے ساتھ پیچھے ہٹنے لگ گئے رات کیوقت ترکوں نے اپنی مجوزہ حرکت فارسلا کو محصور کرنیکی شروع کی مگر جب صبح ہوئی تو انہیں معلوم ہوا کہ دشمن یہاں سے چلدیئے ہیں ڈومکاس کے باشندے شہر سے بھاگ گئے ہیں کرنیل سمولنسکی رات بھر ویلسیٹنو میں رہا صبح کیوقت ترکوں نے اوسکی فوج پر سخت حملہ کیا اور طرفین سے جنگ شروع ہے مگر نتیجہ ابتک معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔

ترخالا کے باشندے بھی شہر سے نکل گئے ہیں اور میجر ٹریٹسی اپنے سواروں کا دستہ لیکر کل فوج کے ساتھ شامل ہونیکے لیئے ڈومکاس کو چلا گیا ہے۔ آج شب کو یقین ہے کہ کرنیل ولیبورا اور کرنیل کانسٹن آرگلسن جو ایڈمیکریٹ سے واپس آیا ہے اور نیز کرنیل واسوس تو [illegible] ہوئے ہیں اور کپتان کانسٹن ڈومکاس میں چیف اسٹاف ہو کر جاتا ہے کرنیل میناس آرٹلری کمان سے معزول ہو گیا ہے اور اوسکی جگہ کرنیل سٹیرونافن مامور ہو گیا ہے۔ بعد میں یہ افواہ اڑائی گئی کہ فارسلا سے فوجیں اسلیئے ڈومکاس کو بھاگی ہیں کہ وہاں مشہور ہو گیا تھا کہ کرنیل سمولنسکی ایمرو کی جانب بھاگ رہا ہے۔

لڑائی ختم ہو گئی ہے اور یونان نے اپنی شکست کا اقرار کر لیا ہے اور دول عظام کی وساطت کو قبول کر لیا ہے کہ بیچ بچاؤ کر کے مصالحت کرا دیں اور اونکی اس تمہیدی شرط کو بھی منظور کر لیا ہے کہ ہم اپنی فوجیں کریٹ سے واپس بلالیں گے ۵ مئی بروز چہارشنبہ ترکوں نے فارسلا پر حملہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ دن بھر اونکا مقابلہ بلکہ مدافعہ ہوتا رہا یہانتک کہ ایتھنز میں جو خبر میدان جنگ سے اس وقت آئی تھی اوس سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ غالباً ترک سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہوتے ہیں مگر شام کیوقت ترکوں نے کرون پرنس کا قافیہ کچھ ایسا تنگ کیا کہ اوسے بھاگتے ہی بن آئی چنانچہ وہ رات کو ڈومکوس کی طرف بھاگ گیا جہاں جا کر اوسنے دم لیا اور دوسرے دن صبح کو یعنی جمعرات کے روز ترکوں نے مقام فارسلا پر قبضہ کر لیا مفصل کیفیت اس لڑائی کی جو میدان جنگ سے ایتھنز میں آئی ہے یہ ہے کہ کرون پرنس نے اپنی صفوں کو آئین جنگ کے مطابق ترتیب دیا اور ٹھیک دو بجے دن کے یونانی فوجیں آگے کو بڑھیں ترک جنکی جمعیت پچاس ہزار سے کم نہ تھی اوسوقت کوہ ٹلو سے اُترے اور اپنے توپخانہ کو مناسب مقامات پر نصب کر کے آتشباری کرنے لگے اس آتشباری نے یونانیوں کا سخت نقصان کیا علی الخصوص اُس حصہ لشکر کا جو ریلوے سٹیشن کے قریب جوار میں خیمہ زن تھا۔ ترک برابر توپوں کی آڑ میں بڑھتے گئے اور اتنے قریب نکل آئے کہ یونانیوں کے ساتھ سینہ بسینہ ہو گئے۔ یہ حال دیکھکر کرون پرنس نے واپسی کا حکم دیدیا۔ یہ بھاگنے والی فوج سامان حرب گولہ بارود وغیرہ اپنے ساتھ لے آئی۔ ترکی افواج نے چلتے چلتے موضع تاتری کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور موضع دیوسکی کے ایک یونانی پادری کو اوسکے بال بچوں سمیت تہ تیغ کیا اب یونانی فوجیں مقام ڈومکاس میں لڑنے پر تلی بیٹھی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر اخبار والوں کے کارسپانڈنٹ یونانی فوجوں کے ساتھ تھے اونکو سب سے پہلے یونانی افسر دکھا لیتے تھے اور جب وہ [illegible] کر لیتے تھے اوسوقت اپنے اپنے اخباروں میں بغرض اشاعت بھیجے جاتے تھے ورنہ انگریز جو بالطبع آزادی پسند اور اخبارات میں [illegible]

عادی ہیں ایسے تصنع کی کیوں مرتکب ہونے لگے تھے اور اسطرح چھپا چھپا کر اصلی حالات پر کیوں پردہ ڈالتے ہر ایک فقرہ تلا ہوا بلکہ ہر ایک لفظ جنتری سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے اگرچہ ناچار نتیجہ لکھنا پڑتا ہے مگر صرف مطلب ہزاروں پہلو بچا بچا کر ادا ہوتا ہے چنانچہ ہمارے سلسلے کی تصدیق آگے چلکر اون کارسپانڈنٹوں کی تحریریں ہوتی ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے لڑائی تو دیکھی مگر جو یونانی سوخ یا دباغت میں نہ تھے)

جن کارسپانڈنٹوں نے یہ لڑائی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی اونکا بیان ہے کہ یونانیوں نے یہاں جمکر مقابلہ نہیں کیا بلکہ ڈر کر ایک ایسے مقام چھوڑ دیا جسکا فتح کرنا آسان نہ تھا یونانیوں کی جمعیت تیس ہزار تھی دتیس ہزار بھیڑیں بھی ہوتیں تو بلا سے پانچ چھ گھنٹے اور بھی رستہ ہی کٹ جاتا مگر ان جانباز قومی شہیدوں سے یہ بھی نہو سکا مترجم) جب وہ بھاگے تو بہت سا ذخیرہ سامان حرب خوراک اور چند توپیں بھی پیچھے چھوڑ گئے ترکوں نے دو سو کو زیادہ زندہ گرفتار کر لیا اگر ہمارے نسنیں تو اونہیں چڑیا خانہ میں بھیجدیں تاکہ لوگ اونکی زیارت کیا کریں ومیں) ڈومکاس کے باشندے موضع لامیا میں پہلے ہی بھاگ گئے تھے (جب ترک لامیا کا رخ کرینگے تو کہاں جاوینگے جہنم میں

~ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے ؛؛ مرکے بھی چین نہ پایا تو کدہر جائیں گے ؛؛ ذوق)

ترکوں کا نقصان اس معرکہ میں فقط ۳ سپاہی مارا گیا اور ۱۰ زخمی ہوئے جب ترکوں کا میسرہ آگے کو بڑھا تو یونانیوں نے بڑی زور کے ساتھ آتشباری کی نشانہ بہت ہی ٹھیک بیٹھتا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ یونانیوں نے خوب غور سے ان مقامات کی جانچ پڑتال کی ہے کیونکہ جو گولا اونکی توپوں سے نکلتا تھا وہ خطا نہ کرتا تھا بلکہ بعض اوقات سخت نقصان کرتا تھا چنانچہ ایک موقعہ پر ایک گولہ کے صدمہ سے تین سپاہی تو شہید ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے لیکن باوجود اس قادر اندازی کے ترکوں کی پیشقدمی میں ذرا بھی لغزش نہ ہوئی وہ برابر اوسی استقلال اور ہمت کے ساتھ کاٹتے ہوئے بڑھتے چلے گئے ان نقصانوں کی اونہوں نے ذرہ بھر بھی پروا نہ کی ہو

پیرس کے رعدکرون پرنس نے حسب ذیل اعلان شایع کیا یونانی فوج کو سپاہیو فوج ڈومکوس میں واپس آگئی ہے کیونکہ فارسلا میں استحکام نہ تھا اور غنیم کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی مگر اب جو مقامات تمہارے قبضہ میں ہیں وہ ایسے مستحکم ہیں کہ امید نہیں کہ دشمن اونپر اپنا قابو پاسکے خواہ اوسکی فوج ہمسے کتنی ہی زیادہ کیوں نہو مجھے یقین ہے کہ تم عنقریب اونہیں مار کر بھگا دوگے اور خود حملہ کرکے اون کو تھلی و یونان کی سرحد کو پار کردوگے یہ خیال رہے کہ تم اپنے وطن کا مقدس اہتمام اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہو اور تم اپنے شاہ اور قوم کی آبرو کیلئے میدان کارزار میں آئے ہو۔ تمہیں لازم ہے کہ دشمن کو ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دو میں بخوبی جانتا ہوں کہ تمہیں سخت تکلیف ہو رہی ہے اور مسلسل چند دنوں کی جنگ سے تم تھک گئے ہو مگر ان مصیبتوں کو استقلال کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے کیونکہ تم اپنے ملک کی ناموس کیلئے لڑ رہے ہو۔

دہر کسے ناصح برائے دیگراں ؛؛ ناصح خود یافتم کم در جہاں ؛؛ بیچارے بے تنخواہ سپاہیوں کو یہ لن ترانیاں تو ہانکی جاتی ہیں لیکن کمانڈنٹ خود وقت پر جب کبھی موقعہ پڑا میدان سے یوں غائب ہو جاتے ہیں جیسے جاڑے میں چھپکلی یا دسہرہ کا نیلکنٹھ اور اسپر طرہ یہ کہ جیتی جاگتی فوجوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیے جاتے ہیں جسکی غرض سوائے اسکے اور کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ اکیلا میں ہی سوا ہوں بلکہ مرگ انبوہ جشنے دارد کی پھبتی صادق آوے اور پھر جہاں دس بیس کوس پر جا کر دم لیا تو ننگ ناموس مقدس اہتمام جب قومی وطن غیر سمجھے یاد آجاتی ہے

ہمارا کارسپانڈنٹ مقام ڈومکاس سے لکھتا ہے کہ میں ہفتہ کی رات اس دورے سے گذرا جو لامیا سے نکلکر راستے میں آتا ہے۔ اب تک پرانی

سرحد بدستور موجود ہے کیونکہ ترکوں کے مورچے برقرار ہیں۔ لوگ سب کے سب بھاگنے پر تیار بیٹھے ہیں۔ ہزاروں بیل۔ گائے۔ بھیڑیں۔ گھوڑے اونٹ۔ اسباب خانہ داری کے چھکڑے قطار در قطار سمندر کیطرف کو جا رہے ہیں۔ ڈومکاس میں یونانی فوج کی جمعیت تیس ہزار سپاہی ہے اور قلب لشکر ایک پہاڑی کے عقب میں واقع ہے جو سمندر سے ۲۰۰ فیٹ مرتفع ہے اور وہاں سے فارسلا کا میدان نیچے برابر دکھائی دیتی ہے کرنیل سمولنسکی کی سپاہ میمنہ کیطرف گوراکی سڑک پر خیمہ زن ہے اگرچہ سپاہیوں کا حوصلہ اور صحت اچھی حالت میں ہے مگر موسم کی اس ناقص حالت میں سپاہیوں کا صحیح و سالم رہنا مشکل دکھائی دیتا ہے۔

ہفتہ کے روز شدت سے گرمی رہی اور اتوار کو پھر سخت بارش ہو گئی جس سے موسم میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا اور فوجوں میں جنکا شب و روز کا بسیرا فقط آسمان کے تلے ہے اس تغیر سے ضرور جسمانی نقصان پہنچا حضرت ابھی تو بڑا طاعون ادہم پاشا در بین لئے دور ہی سے تاک رہا ہے جب قریب پہنچیگا تو اسوقت اسہال جاری ہونگے مگر یہ کہنا المداس بیماری کا بہانہ بھی خالی از غلط نہیں یہ بھاگنے کی پہلی بنیاد رکھی گئی ہے دکن کن ترکیبوں سے بزدلی کی جاتی ہے (وکیل)

پیر کے روز ٹائمز کا کارسپانڈنٹ بذریعہ تار کے خبر دیتا ہے کہ آج رات سے بارش مسلسل ہو رہی ہے جسکا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ بیماری بُری طرح پھیل گئی اور فکر ہے تو اسبات کا کہ دوا کافی موجود نہیں۔ دقت تو یہ ہے کہ ایسے وقت میں کمسریٹ کا اہتمام کیا جا رہے باوجود ضرورت مگر باربرداری کا پاؤ اکھڑ رہا اور ادویات کا ظاہرا کمسریٹ نے فوجیوں کے آرام کا مطلق خیال نہیں کیا اس سے ضرور ہی کہ بیچارے سپاہیوں کا حوصلہ پست ہو مگر انگریز کوشش کر رہے ہیں کہ ایتھنز سے ادویات ان بیماروں کے لئے منگائی جائیں اور یہاں پر عارضی ہسپتال قایم کئے جاویں (خواہ مخواہ اتنا درد سر کیا گیا۔ انکی بیماری تو ادہم پاشا کے آتے ہی زائل ہونیوالی تھی اور یہ بات کچھ نئی نہ تھی بار بار کے تجربوں نے مکرر ثابت کر دیا تھا کہ جہاں انکی فوج نے آگے کو قدم بڑھایا وہیں یہ بھاگنے کے لئے لیس ہو گئے بلکہ جسمیں توانائی نہ ہو وہ گھنٹوں کے بل ہی تیار ہو جاتے ہیں۔ خیر کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز۔ وکیل)

یونانیوں نے اس مقام کو بہت مستحکم بنا لیا ہے اور ان پچھلے چند دنوں میں بہت سے نئے مورچے بھی قایم کر لئے ہیں مگر سامان رسد رسانی کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ باربرداری کے جانور کم دستیاب ہوتے ہیں ترک اگرچہ دو گھنٹے کی مسافت پر آ پہنچے ہیں مگر ظاہرا حملہ کا بالفعل ارادہ نہیں رکھتے۔ یونانیوں کو تشویش ہے اور وہ برابر اپنے مورچے مضبوط کئے جاتے ہیں ڈومکاس کی صورت موجودگی کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عقب کیطرف سے حملہ کیا جاوے اور عجب نہیں کہ اگر عارضی وقفہ لڑائی میں ہو جاوے تو ترک جنگی جمعیت ساٹھ ہزار بیان کیجاتی ہے اوسیطرف سے حملہ آور ہوں اگر یقیناً یونانیوں کو یہاں شکست ہو گئی تو پھر یونانیوں کا خاتمہ ہے۔

جنگ ولسٹینو کے یہاں ترکوں کے بارہ سو جوان اس لڑائی میں کام آئے چنانچہ یونانیوں نے انہیں سے چھ سو کے قریب دفن کئے علاوہ برآں چار سو رسالے کے گھوڑے بھی مارے گئے اور یونانیوں کو فقط ۲۳۰ آدمیوں کا نقصان ہوا جن میں سے ۵۰ تو مارے گئے اور باقی زخمی ہوئے یہ تو یکم مئی کا واقعہ تھا دوسری مئی کو حقی پاشا نے پھر یورش کی اور ایک سخت مقابلہ کے بعد ترکوں نے پہلا مورچہ لے لیا اور یونانی اپنی دوسری [illegible] پسپا ہو گئی جہاں بھی انہیں شمشیر نکا

جرأت نہ ہوئی۔ اور تاب نہ لاکر وولو کی طرف بھاگ گئی۔ لڑائی سخت ہوئی اور یونانیوں کے نقصان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ رجمنٹ نمبر ۲ میں سے فقط ۲۰ آدمی سلامت رہے ترکوں کو یہ فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ انکے پاس میدانی توپخانہ موجود تھا برخلاف اسکے یونانیوں کے پاس فقط پہاڑی توپخانہ تھا علاوہ برآں انکے جنرلوں نے بڑی ہوشیاری اور تدبر سے کام کیا کرنیل سمولنسکی جمعہ کے روز اپنی فوج لیکر المیرو کو بھاگ آیا ہے اس بھاگڑ میں کوئی بے ترتیبی واقع نہیں ہوئی د اس جنرل کی تعریف میں متعصب اخبار نویسوں کے بہت دم چڑھے جاتے تھے اب جو اُس نے بھی اس ذلت کے ساتھ نیچا دیکھا تو کسی کے پھوٹے مُنھ سے ایک کلمہ بھی جنرل حقی پاشا کی توصیف میں نہ نکلا جسنے اوسی البیار گید ہاکے سپاہ کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ وکیل

بعد ازاں منگل کے روز اتھینز میں اسمضمون کا ایک تار آیا کہ ادہم پاشا کا ارادہ ہے کہ وہاں بھی کرنیل سمولنسکی پر حملہ کرے جس کی خبر پاتے ہی کرنیل صاحب المیرو سے بھی بھاگے اور مقام سورپی میں جو المیرو کے شمال میں واقع ہے جاکر پناہ لی آخر یونانی بھی تھے یہ اپنے یہاں بندروں سے کیوں ہٹتے بھئے آجکل کے یورپین آئین جنگ کے رو سے پیچھے ہٹ آنا بھی فنون حرب میں داخل ہے اور ہر ایک ملٹری کالج میں جہاں اور اقسام جنگ کی تعلیم ہوتی ہے وہاں اسکے طریق بھی سکھائے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یونانیوں نے اسکی مشق بہت ہی توجہ سے کی ہے اور انکی نحوست سے یا یونانی ملٹری کالج کی تعلیم کے اثر سے سب یونانی جنرل اور کرنیل اس فن میں بڑے ہی مشاق معلوم ہوتے ہیں۔ مترجم کرنیل سمتھ صاحب نے تار دیا ہے کہ میں کرنیل سمولنسکی کی امداد کو جا رہا ہوں +

وولو کا قبضہ

ہفتہ کے روز ترکی فوج کی ایک دستہ نے زیر کمان جنرل حقی پاشا وولو پر بھی قبضہ کر لیا۔ یونانی سپاہ تو پہلے ہی اتھینز کو بھاگ گئی تھی مگر شہر کے باشندے وہیں رہے جب انگلش اور فرانسیسی قونصلوں نے مارشل ادہم پاشا کے پاس انکی جان کی امان مانگی تو انہوں نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا اور انکی جان و مال میں کسی قسم کی دست اندازی نہ ہوگی۔

یونانی امیر البحر نے جو خلیج وولو میں تھا۔ ادہم پاشا کی اس شرط کو قبول کر لیا تھا کہ میں یہاں سے ایجین کی طرف پیچھے ہٹ جاتا ہوں اور عساکر عثمانیہ سے مزاحم نہ ہونگا۔ یہ وہی جہازات کا بیڑہ ہے جو یونان تو یونان بلکہ کل عیسائی سلطنتوں کا مایۂ ناز ہو رہا تھا۔ اور شاید یہ وہی امیر البحر تھا جو سر بمہر احکام لیکر قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کو گھر سے چلا تھا۔ ٥

خیال حوصلۂ بحر مے پزد ہیہات چہاست در سر این قطرۂ محال اندیش

العظمۃ للہ جو شخص ڈارڈنیلز بلکہ گولڈن ہارن پر قبضہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہو وہ اپنی ہی سرحد کے اندر خلیج وولو میں غنیم کے امیر لشکر کے روبرو اسطرح ہاتھ جوڑ کر اپنا پیچھا چھڑائے۔ اوسکی ندامت کا بشرطیکہ اوسمیں یہ حس ہو اوس وقت کیا حال ہوگا ہماری عقل میں مادہ غیرت ہی اُسمیں نہ ہوگا۔ ورنہ خلیج وولو اتنی تنگ بھی تو نہ تھی کہ اوسکو ڈوبنے کو کافی نہ ہو۔ مترجم)

رپورٹر کا کارسپانڈنٹ راوی ہے کہ موضع رسیلیہ کے بعض زمینداروں نے مجھسے بیان کیا ہے کہ ترکوں کی فوجوں سارے گاؤں کو تاخت و تاراج کیا اور قریب سو کے مکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیئے گئے ہیں گو اگرچہ جلایا نہیں مگر جسقدر

تصویریں نصب تھیں اون سب کو اُکھاڑ ڈالا اور محراب وغیرہ سب کچھ مسمار کر دیا گائے بیل بھیڑ بکری بلکہ مرغیاں تک لگئو ہیا
یونانی گورنمنٹ کو اپیرس سے بھی ایسی ہی تاخت و تاراج کی خبر آئی ہے تھیسلی کے شمالمغرب میں بھی ترکوں نے بعض گاؤں غارت کئے ہیں
اور ولسینو کے قرب و جوار میں بہت لوٹ مچائی ہے والیسی خبریں فقط ریوٹر کے کارسپانڈنٹوں کو ملتی ہیں اور کسی کو نہیں تیرجم
ٹائمز کا رسپانڈنٹ مقام لاریسہ سے ۲۹ اپریل کو اسطرح خبر دیتا ہے جب کل میں شہر کے اندر ایک سواروں کے دستہ کے ساتھ
گیا تو مجھے یہاں کی حالت بہت ہی ناقص نظر آئی۔ ابھی غنیم کا ایک سپاہی بھی یہاں نہ آیا تھا کہ اسکی محافظین نے اسے غارت کیا
اکثر دوکانیں بند تھیں اور اکثر کے قفل ٹوٹے ہوئے تھے گھروں کا یہ حال تھا کہ جابجا لوٹ اور دست درازی کے ثبوت ملتے جاتے تھے۔
اسباب خانہ داری بڑی بے سلیقگی کے ساتھ ادہر اودہر بکھرا ہوا تھا۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اگرچہ کی جلدی ہی اسکا سبب ہوئی ہو مگر زیادہ
اسکا موجب رد تاخت و تاراج تھا جو خود وہیں کے بدمعاشوں نے ان یکسو میں اپنے ہاتھوں سے کیا کل شام بلکہ رات بھر ترکی افسران فسادیوں
کے فرو کرنے میں مصروف رہے اور انہیں اسمیں پوری کامیابی بھی ہوئی اسمیں شک نہیں کہ البانیا کے سپاہیوں میں ہر ایک دو نے لوٹ مار
پر جرأت کی تھی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فوجیں علیحدہ کی گئے اور سرباز اور دو سپاہیونکو گولی سے مار دیا گیا کیونکہ اونھوں نے باوجود اطلاع کے
احکام کی تعمیل میں تساہل کیا تہا اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ سب فوجیں کان ہوگئی اور ترکی جنرل کے اس فعل نے ساری فوجوں اُسکی ضابطہ کی
پابندی کا سکہ بٹھا دیا اور اس سے یہ بھی روشن ہوگیا کہ ترکی فوجیں اس حد تک انتظام اور قواعد کو دخل ہی کیونکہ یہ ایک معمولی بات نہیں ہے
کہ ایک نیم وحشی اور جاہل جماعت کو جس نے ابھی ابھی ایک شہر بزور شمشیر فتح کیا ہو اس امر سے روکا جائے کہ وہ بھی ایسی جائداد پر ہاتھ
نہ ڈالے جسے وہ شیر مادر سمجھ رہا ہو اور خاصکر ایسی صورت میں جبکہ غنیم بھی اُسمیں اپنا حصہ لیچکا ہو۔

اکثر یونانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری فوجیں بےضابطگی اور بے آئینی سے طرح پھیلی ہوئی ہے۔ اور ان رنگروٹوں نے بجائے فائدہ کے
ہمیں سخت نقصان پہنچایا ہے! ور اس بے تکی لڑائی کی جسکے یہ لوگ عادی ہو رہے ہیں ایسی غنیم کے مقابلہ میں ذرا بھی پیش رفت نہیں
جا سکتی جسکی فوجیں آئینی ہوں اور جسکی جنرل آجکل کے فنون جنگ سے بدرجہ نہایت ماہر اور مشاق ہوں۔

ایم لیوڈی سابق وزیر صیغہ بحریہ نے بہت سے مراسلے شایع کئے ہیں جنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بحری افواج کے افسروں نے وزارت کے
احکام کی تعمیل سے انکار کیا تھا۔ اور کوموڈور سٹوری نے یہ دھمکی دی ہے کہ میں بھی اس قسم کی دیگر مراسلے شایع کرونگا۔

کپتان برڈ ایم پی اور جو رڈ کر اس سوسائٹی میں انگریز کیطرف سے وکیل ہے اور جنکا کام یہ ہے کہ یونانی زخمیوں کی خبر گیری کرے
الکسونجی دولو سے یونان میں لڑ آیا ہے انمیں تین انگریز والنٹیر ہیں انگریز دنکو اٹھارہ والنٹیر تھے انمیں سے پانچ زخمی ہوگئے ہیں۔

جو مصیبت زدے ووکو او دیگر نواح تھیسلی سے آئے ہیں وہ موضع سکیاتس اور اوبیا اور دیگر مقامات میں پڑے ہوئے ہیں
اون کی حالت سخت درد انگیز اور واجب الرحم ہے۔ اکثر ونکو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں ملتی۔ اب مقام پائیرس سے ایک جہاز سامان
رسد لیکر ان کے لیے روانہ ہوا ہے تھیسلی کے علاقہجات سے پائیرس میں بہت سے آدمی آئے ہیں انمیں سے اکثر نہایت تباہ حالت میں ہیں
گورنمنٹ نے ایک مجلس انکی دستگیری کیلئے مقرر کی ہے اس کمیٹی نے ایک فہرست چندہ کی شایع کی ہے اسمیں شاہ یونان نے

چھبین ہزار درہم اور ایم سنگروس[1] نے بیس ہزار درہم بطور چندہ دیئے ہیں کیونکہ اس حملہ سے سخت نقصان ہوا ہی اگر قنصلونکی
وزر دہونیسی پیلے مصالحت نہ ہوئی تو چار کروڑ درہم کا نقصان ابتک ہو چکا ہے۔ ترکوں نے جو مال مویشی اور گھوڑے وغیرہ اسوقت
تک لیے ہیں اونکی قیمت ایک کروڑ اسی لاکھ درہم اندازہ کیگئی ہے۔ ترکوں نے ایک دستہ پولیس کا انتظام اور نگرانی کیلئے لاریسا میں بھیجدیا ہے
ترکونکی قونصل جو مقامات وولو ترخالا اور لاریسا میں تھے وہی اون مقامات میں بطور قائممقام (ڈپٹی کمشنر) کام کرینگے۔
اسی قبضہ و دخل کا حال ایک ورنامہ نگار ریوٹر کا جو ترکوں کی افواج کے ساتھ تھا۔ ۸ مئی کو اسطرح لکھتا ہے: مارشل ادہم پاشا
کا ارادہ تھا کہ صبح ہوتے ہی چند ایسی مقامات پر قبضہ کرے جنمیں سے شہر کی فتح آسانی کے ساتھ ہو سکے مگر پہونچتے ہی جبکہ ہم سب خیمہ میں
بیٹھے ہوئے چاء پی رہے تھے تو ہمیں دو گاڑیاں دور سے آتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان گاڑیوں میں روسی فرانسیسی اٹالین اور انگریز قونصل
متعینہ وولو سوار تھے انکے ساتھ چار خواص بھی تھے جنکے ہاتھوں میں اپنی اپنی گورنمنٹ کے نشان تھے بہت سے آدمی اونسے ملنے کو باہر نکل
آئے۔ انکی زبانی معلوم ہوا کہ یونانی افواج نے وولو چھوڑ دیا ہے اور اب فقط وہاں امیر البحر جنگی جہازوں کے ساتھ بندرگاہ میں موجود
ہے یہ قونصل اوہیں سے چلے آئے تھے اور جب اونہوں نے اوس سے پوچھا کہ اب بنظر حالات موجودہ اُسکا کیا ارادہ ہے تو اوسنے اون سے وعدہ کیا
تھا کہ اگر مجھے اس امر کا اطمینان ہو جاوے اور وعدہ دلایا جاوے کہ ترک شہر کو غارت اور تاخت نکریں گے تو میں اپنے جہازات ہٹا لونگا۔ ان قونصلوں
کے ساتھ میں انگریزی اخباروں کے نامہ نگار بھی تھے میں نے حاضری کی دعوت کی اور بعد از فراغ طعام اون سے مفصل کیفیت یونانیوں
کی شکست اور تباہی کی سنی جو اونہیں بمقام دومولو پیش آئی یہ ساری حالات سنکر میں نے اونہیں آرام کرنے کے لیے کہا کیونکہ وہ پچھلے دنوں
کی مزاحمت سے سخت تھکے ہوئے تھے بلکہ ایک شب بالکل انگریزی سفارتخانہ میں پہرہ دیتے رہے تھے کسیقدر غور و تامل کے بعد مارشل ادہم پاشا نے
اقرار کر لیا کہ میں شہر میں تاخت و تاراج نہ کرونگا یہ وعدہ لیکر یہ چاروں قونصل واپس چلے گئے اور کچھ عرصہ بعد اونکے ہمراہی چاروں خواص
بھی یہ کہنے کو پھر کہ اب امان کا سفید علم دیکر بھیجے گئے ہیں ہمیں بھی اونکے ساتھ ہو لیا اور وولو کے کسیقدر مناجت پر ہم اس امید میں منتظر کھڑے
ہو گئے کہ ان قونصلوں میں سے کوئی ایک امیر البحر کا جواب لے آویگا۔ مگر وہاں سے کوئی بھی نہ آیا یہ حال دیکھکر ہم شہر میں چلے گئے تھوڑے تھوڑے آدمی جمع ہو کر
ہمارے سامنے آئے تھے اور نہایت ادب سے ہمیں سلام کرتے تھے۔ شہر کے دروازہ پر بھی ہمیں بہت سے آدمی مل گئے یہ سب ملکر ہماری رکاب میں
بہت سے آدمیوں کا ہجوم ہو گیا جنکے سر پر کلاہ تنگ تھے اور جنکے چہرے بجائے غم کے خوشی کے آثار نظر آتے تھے ترکوں کی قدیم رعایا
تھے اور انکے آبا و اجداد تک انکے احسان کے ممنون تھے علاوہ براں وہ اون کے تازہ سلوک اور انسانیت کا شہرہ سن چکے تھے۔ وہ بخوبی
جانتے تھے کہ ایک سچا مسلمان اور حقیقی شجاع زیر دستوں کے ساتھ عادتاً رفق اور ملائمت سے پیش آتا ہے پس اونکا خوش ہونا حق بجانب تھا۔ دیکھا
ہم آہستہ آہستہ محلہ دیمٹری میں پہنچے جو شہر کا سب سے بڑا محلہ ہے اسموقعہ پر ہمارے ساتھ کئی ہزار آدمی کا ہجوم ہو گیا تھا پہلے تو ہمیں
گورنمنٹ ہال کا پتہ نہ لگا مگر بعد میں کسیقدر تلاش کے بعد پتہ چلا یہاں ہمنے مسٹر کی تلاش کی جو مطلق دستیاب نہ ہوا آخر کار مسٹر گیو بلا جو میر کی غیر
حاضری میں اُسکی جگہ کام کرتا تھا ملا یحییٰ بیگ نے اوسے مارشل ادہم پاشا کا اعلان دکھایا جسمیں یہ لکھا تھا کہ باشندگان وولو عساکر عثمانیہ کی

---

[1] یہ یونانی کروڑپتی سنہ ۱۸۹۹ء کے شروع میں فوت ہو گیا وہ کروڑوں روپیہ ملک اور قوم کی بہتری کے لیے خیرات کر گیا ہے۔ ح۔

حفظ و امان میں لئی جاتے ہیں وہ اپنی جان اور ناموس اور جائداد کو محفوظ و مصؤن سمجھیں انہیں اختیار ہی کہ وہ اپنے معمولی کاروبار میں مصروف ہوں جب مسٹر گپو اس اعلان کو مطالعہ سی فارغ ہوا تو ہم سب کے سب ٹون ہال کو برآمدے میں نکلی تاکہ عوام الناس کو بھی اسکی مضمون سے اطلاع دیجاوی کیونکہ ہزاروں آدمی باہر انتظار میں کھڑے تھی میں نے مدت العمر میں یہ نقشہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہزار ہا آدمی باہر نقش دیوار بنکر اس بیم و رجا کی حالتمیں کھڑے اور فقط ایک لفظ کے سننے کو منتظر تھے جو اونکی قسمت کا فیصل کرنیوالا تھا مسٹر گپو کے اہل عملہ نے چاہا کہ اعلان کی تکرار کیجاوی مگر از بسکہ اوسکی آواز پست تھی اس سبب سے سننا سخت دشوار تھا۔ لوگوں نے ہر چند لاکھ کان لگائی مگر سنائی کچھہ نہ دیتا تھا اس سے اون کے دل دہڑکنے لگے اور اوہام ہی گمان پیدا ہونے لگے جب او نہوں نے باآواز بلند غل مچا کر کہا کہ ذرا بلند آواز سے پڑہو ہم کچھہ سن نہیں سکتے اسوقت ہمیں دوسری یونانی جہاز بندرگاہ میں دکھائی دیتے تھی اور امیر البحر کا جواب بھی ابتک نہ آیا تھا آخر الامر جب لوگوں نے اعلان کا ماحصل معلوم کر لیا تو اون سب کے منہہ سے یہ صدا بیاختیار نکلی کہ خداوند کریم سلطان کی عمر میں برکت کرے اور ترکوں کو دیر تک سلامت رکھی۔

اب وقت تنگ ہو چلا تھا اور ترکی افواج کی آمد شروع ہو گئی تھی سپاہیوں نے شہر میں قدم رکھنا شروع کیا اور اگر یونانی جہاز اجیا نا ارادہ جنگ ظاہر کرتے تو ترک اسی وقت شہر میں مورچہ بندی قایم کر لیتے۔

نجیب بے اب جہو اور دیگر دو کارسپانڈنٹوں کو یونانی امیر البحر کے پاس اسکا منشا دریافت کرنیکو بھیجا کہ اوسکا ارادہ آشتی یا جنگ کا ہے جب ہم گئے تو ہمیں جہاز کے زینوں پر ایک کشتیبان ملا جو آگے ہی اسکا جواب لیے آ رہا تھا اوسنے جواب میں یہ لکہا تھا کہ میں اوسوقت تک یہاں ہوں جب تک کہ ترک امن کے ساتھ شہر میں داخل نہ ہوں۔

جب نجیب بے نے یہہ جواب سنا تو اوسنے جواباً مارشل ادہم پاشا کیطرف سے جواب دیا کہ عساکر سلطانی بخوبی باخبر ہیں اور وہ ہمیشہ اُس شہر اور شہر کے باشندوں سے نیک سلوک کیا کرتے ہیں جو بلا مقابلہ اطاعت قبول کر لیں ہماری افواج قاہرہ میں سے فقط ایک دستہ انتظام شہر کیلیے داخل شہر ہوگا باقی فوجیں تو لوح شہر میں خیمہ زن ہونگی علاوہ بر آن یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر اب بھی تم اپنے جہاز فی الفور یہاں سے نہ لیجاوگے تو اسکا نتیجہ تمہارے حقمیں اچھا نہ ہوگا۔ اور عساکر سلطانی کسی مکروہ نتیجہ کے ذمہ وار نہونگی چنانچہ اسکے مطابق عملدرآمد ہوا اور ترکوں نے بھی فقط ایک دستہ اپنی سپاہ کا شہر میں جانے دیا۔ یونانی امیر البحر وقت تحریر خط کے ابھی تک یہیں ہی مگر کوئی ساعت کا مہمان ہی اسی دن کی خطوط سے جو شام کو نامہ نگاروں نے اپنے اپنے اخبارات کے نام روانہ کیئے تھے معلوم ہوتا ہی کہ سہ پہر کیوقت امیر البحر اپنے کل جنگی جہازوں سمیت چلا گیا تھا۔

تیرے گہر سے یوں لیکے ارماں نکلے ٭ ہم ٭ جوانی میں جسطرح سے جان نکلے

جنگ لاریسا کے متعلق اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ مقام پترا سی ۲۸ مئی کو لکھتا ہی کہ میں اور میرا ایک رفیق اپنا اسباب موضع کو لام میں جو ایک پہاڑی درہ کی بالائی پر واقع ہی چھوڑ گئی تھے جب ہم اس گاؤں میں آئی تو لوگ سخت آفت میں مبتلا تھی جب ہم سڑک پر پہنچے تو ہمیں موضع کروا سر اور بہت سی گاؤں دکھائی دی جن میں آگ لگی ہوئی تھی اور مکانات یکے بعد دیگرے جل رہے تھی یہ گاؤں میل سے زیادہ دور نہ تھی اس سے ہمنے یہ نتیجہ نکالا کہ ترک بہت قریب آ گئے ہیں اور عیسائی کاشتکاروں کے مکانات جلا رہی ہیں۔ اب اس گاؤں میں رہنا ہماری بلائے میں آپ موت کے منہہ میں جانا تھا اسلیے ہم نے اون بیچاری زمینداروں کو صلاح دی کہ اپنا اپنا اسباب جو بہ الحجاظ گران قیمت کا ہو لیکر راتوں رات آ رہا ہیں

پہنچ جاؤ ہمنے اونسے یہ بھی وعدہ کرلیا کہ جب تک تم تیار نہ ہوجاؤ ہم تمہاری راہ دیکھیں گے بلکہ اپنے گھوڑے بھی اونہیں اسباب لادنے کیلئے عاریتاً دیدیے بیکس عورتیں روتی تھیں اور اسی حالت میں جو کچھ اون سے ہوسکا اونہوں اکٹھا کرکے گٹھریوں میں باندھا جب اس سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے نہایت دردانگیز اور مایوسانہ نگاہوں سے اپنے مکانوں اور باقیماندہ اسباب معاشرت کیطرف دیکھا جن کی نسبت اونہیں یقین کامل تھا کہ ابھی طرفۃ العین میں جلکر خاکستر ہوجائیگا اور اونہیں پھر دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ ایک جوان عورت کی مایوسی خاصکر قابل بیان ہے کیونکہ اوسکی شادی عنقریب ہونیوالی تھی اس سبب سے اوسکا جہیز وغیرہ سب کچھ تیار تہا اب چونکہ یہ بھاگڑ پڑی اسمیں ناچار اسے اپنے جامۂ عروسی انہ سنگہی میں چھوڑنے پڑے چھوٹے چھوٹے بچے بستروں سے اوٹھائے گئے اور وہ اوٹھتے ہی اصلیت سمجھ گئے اوسکی وجہ یہ تھی کہ بچپن ہی سے اونہیں جب کبھی وہ والدین کو ستائیں تو اس طرح میں یہ کہکر چپ کرایا جاتا ہے کہ وہ ترکی سپاہی آئے خیر چون وچرا کرکے ہم روشنی لیکر گھر سے باہر نکل آئے اور دروازے مقفل کرکے پہاڑ کے درے میں اوترے ہمارے ساتھ بہت سے آدمی تھے جن میں بعض تو ضعیف العمر تھے اور بعض معصوم بچے انہیں سے اکثر نے جنہیں تھوڑی سی قوت بھی تھی اسباب کی گٹھریاں سرپر اوٹھائی ہوئی تھیں رستے میں اور بھی آدمی ہمارے ساتھ شریک ہوئے اور رفتہ رفتہ ہماری تعداد ساٹھ آدمیوں تک پہنچی میں اور میرا رفیق سفر بہت دور تک پیادہ پا جاتے رہے اور جب آخر کار ہم گھوڑوں پر سوار ہوئے تو ہمنے اپنے ساتھ اپنے مالک خانہ کی دو شیر خوار بچے بھی لے لیے۔ رات بہت اندھیری تھی اور پہاڑی رستے بالکل ناہموار تھے اسلیے ہم جلد جلد سفر نہ کرسکتے تھے بہت سے آدمی شمعیں اور لیمپ لیکر ہمارے قافلہ میں دو دو رہیں گے تاکہ اندھیرے میں کوئی پیچھے نہ رہ جاوے اور راستہ بھی دکھائی دے ہمیں خوف تھا کہ دوسری پہاڑی پر ہمارے پہنچتے ہی ترک بھی آن پہنچیں مگر جب ہم پہنچے تو وہاں کوئی متنفس عام اس سے کہ دوست ہو یا دشمن موجود نہ تھا یونانی بھگوڑے ہمارے آگے تھے اور ترک ہمارے پیچھے چلے آتے تھے اسوقت جب میں نے اپنی داہنی طرف نگاہ کی تو آگ مشتعل نظر آئی کیونکہ ترکونکی فوج اب مقام فلیپا دا پر تعاقب کرتے کرتے قابض ہوگئی تھی (یہ شہر اسی لڑائی میں تیسری بار ترکونکے ہاتھ آیا) اس شہر کا مابقی حصہ جو سابقہ تاخت وتاراج سے باقی رہا تھا۔ اب آگ کی نذر ہو رہا تھا نصف شب ہوگئی تھی کہ ہمیں یونانیونکی وہ فوج ملی جو بھاگ رہی تھی انکی عجیب صورت ہو رہی تھی اور ہمیں انکی حماقت پر سخت تعجب آیا کہ یہ کس بنیاد پر وہاں سے بھاگ آئے ہیں۔ نہ تو کوئی بے کلی تھی نہ خوف نہ ہراس اور نہ کشت وخون تھا جو انکی اس بزدلانہ فرار کا موجب ہوا تھا بلکہ اگر باعث تھا تو یہ تہا کہ اونہوں نے آپس میں پختہ عزم کرلیا تھا کہ اپنے افسرونکی متابعت نہ کرینگے اور ترکوں کی مقابلہ میں ہاتھ نہ اوٹھائینگے چنانچہ اونہوں نے ایک گولی تک نہ چلائی اور بلا وجہ بھاگ گئے البتہ طلیبہ کی فوج نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کی (غالباً وہ ان بھگوڑوں کے آگے آگے مشعل برداری کرتے ہوں گے۔

میں اور میرا رفیق دونوں حیرت میں تھے کہ اونکو کیا ہوگیا۔ یہ ہمیشہ کہتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ یہ قوت بخوبی موجود ہے کہ دشمن کا مقابلہ کرسکیں گے مگر باوجود اسکے صورت یہ تھی کہ چپ چاپ ہتھیار بغل میں دبائے بلا تمیز خورد وبزرگ افسر وسپاہی اندھیری رات میں ویلک کو چلے جا رہے تھے۔ اور افسر بھی عالم بے بسی میں یہ دیکھکر کہ سپاہی قابو میں نہیں ہیں کمال ذلت ورسوائی کے ساتھ اونکے ساتھ چلے جاتے تھے مجھے یقین آتا تھا کہ باوجود اس تن وتوش کے اونکے حوصلہ کو کیا ہوگیا ہے سپہ سیرت ہے میں دل لاور میں ہوتے ورنہ صورتیں تو کچھ کم نہیں تھیں بازی جیتیں

بقول ٹائمز ہمارا کارسپانڈنٹ آگماسے پتراس کو بذریعہ ریل پہنچا۔ اور وہاں سے اوسنے ہمیں یہ تار دیا ہے :-

پتراس کے لوگ بھی سخت اضطراب میں ہیں۔ غول کے غول ایک سخت اضطراب کی حالت میں شہر کے بازاروں میں دیوانوں کیطرح پھرتے ہیں اور جہاں کہیں دس پانچ اکٹھے ہوگئے وہیں ان متوحش واقعات کی موجبات اپنے اپنے قیاسات کے مطابق بیان کرنے لگجاتے ہیں۔ کوئی افسروں پر الزام دہرتا ہے کوئی شاہ کو کوستا ہے اور کوئی اوسکے اراکین خاندان پر دل کا بخار نکالتا ہے غرضکہ کوئی شخص نہیں بچا جو اونکی لعن وطعن سے محفوظ رہ سکے۔ اکثر فہمیدہ آدمیونکو خوف تہا کہ کہیں انقلاب سلطنت ہی نہ ہو جاوے۔ چنانچہ پچھلے اتوار کو جب گرجوں میں پادریوں نے شاہ کی مزید عمر اور بقائے سلطنت کے لیے دعا مانگی تو لوگ اسپر بہت بگڑے اور بادشاہ کے محل کو بھی جو اسی نواح میں واقع تہا بعض دہقانوں نے لوٹ لیا۔

کارسپانڈنٹ پھر جمعہ کے روز آرٹا میں واپس آیا اوس کا بیان ہے کہ میں نے رستہ میں ہزاروں باضابطہ فوج کے سپاہی اور ردیف اور والنٹیر دیکھے جو سرحد پر جا رہے تھے اون میں حُبّ قومی کا بہت کچھ ولولہ تھا مگر آرٹا والوں کے دل سخت افسردہ اور طبیعتیں خاص کر اسلیے بجھی ہوئی تھیں کہ اونہیں میدان کارزار میں ترکوں سے لڑنے کو افسر نہ بھیجتے تھے (ابھی ابھی یہی کارسپانڈنٹ لکھتا آیا ہے کہ فوج بد دل ہے اور افسر اونکی بزدلی اور کم حوصلگی کے ہاتھوں سے ناچار ہیں۔ اور اسی صفحہ بلکہ اسی کالم میں یہ دوسرا راگ الاپنے لگا ہے سچ ہے دروغگورا حافظہ نباشد) یہاں ترکوں کی جمعیت یہاں ان کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے اور اونکی فوج دریا کے کنارہ پر پڑی ہے باوجودیکہ باربار ہمیں مشتعال بھی دیتے ہیں اور گاؤں پر گاؤں جلا رہے ہیں مگر پھر بھی انہیں اتنی ہمت نہیں کہ آگے بڑھکر اون سے دو دو ہاتھ کرلیں (ہائے کون کہے سے وہ چمن ہی اُڑ گیا جسمیں بہار آئے کو تھی۔ وکیل)

چنانچہ جمعہ کے روز ترکوں نے موضع گریبٹز کو جلا کر خاکستر کر ڈالا۔ حالانکہ دو میل کی مسافت پر سامنے یونانیوں کے تین ہزار سپاہی اپنی آنکھوں سے۔ قیامت خیز حادثہ دیکھتے رہے مگر کسی نے چون تک نہ کی۔

اب ارٹا میں آئینی غیر آئینی فوج اور دیگر اطراف کے بھگوڑے بکثرت جمع ہو گئے ہیں۔ عام طور پر تپ محرقہ اور اسہال کا زور ہے دوکانیں سب بند تجارت بلکہ کاروبار تک بالکل مسدود ہے اب اونہوں نے قلعہ عمارت اور سیلگورا بھی چھوڑ دیا ہے اور ترکوں نے اپنا تسلط وہاں بھی جما لیا ہے ترکوں کا جنرل مقام جینیا سے تار دیتا ہے کہ یونانی یہاں سے شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں لڑائی میں اونکے ۱۰ آدمی کام آئے اور ترکوں کو تین ہزار بندوقیں اور تین صندوق گولہ اور بارود کے ایک پہاڑی توپ بطور غنیمت کے ہاتھ آئی۔ یونانیوں کے ایک بیڑہ جہازات نے پریوزا کے موضع سکیا پر گولہ اندازی کی یہاں ترکوں کا ذخیرہ خوراک ہے۔ البانیا کے عیسائیوں نے ایک اشتہار دیا ہے جسمیں عبارت ذیل درج ہے جو قابل نقل ہے

جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مقدونیہ اور تھیسلی ہماری۔ وہ غلطی پر ہیں۔ بھائیو جو ہمیں یونانی سمجھو وہ ہم سے دشمنی کرتا ہے۔ اور ہمیں رنج دیتا ہے یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام اور نصرانیت کے پیشواؤں نے ہمیں ایک دوسرے سے علیحدہ کیا ہے یونان نے علاقہ آرٹا و تھیسلی پر قبضہ کیا ہوا ہے اور اب اُسے ایپائرس اور مقدونیہ کی ہوس ہے۔ مانٹینگرو نے سٹن جی اور انٹیواری دبا رکھے ہیں۔ ہمارے باقی علاقوں پر آسٹریا انگیریا اور سرویا کی دانت ہیں۔ یہ عثمانی ہماری قلمرو میں دست اندازی کر بیٹھے ہیں ورنہ ہم ملوا سے اونکا مقابلہ کرتے

ایک ترکی جہاز کا گرفتار ہونا

کہا جاتا ہے کہ یونانیوں نے ترکوں کا ایک جہاز مقام منڈروس کے پاس گرفتار کیا ہے اسمیں ساٹھ عربی سپاہی اور چھ افسر سوار تھے جہاز میں تین سو نہری مارٹینی رائفلیں اور چودہ ہزار کارتوس تھے ہر چند سپاہیوں اور افسروں سے پوچھا گیا مگر وہ کچھ پتہ نہیں بتاتے کہ اونکا ارادہ کہاں کا تھا۔

اخبار پاینیر کو ایک کارسپانڈنٹ نے لنڈن سے ایک طویل خط ۲۸ مئی کو لکھا ہے جسکا ماحصل درج کیا جاتا ہے:-

"یونانی افواج کی بہت بری گت ہو گئی ہے سپاہی بھوک کے مارے پسے جاتے ہیں سردی کے مارے ٹھٹھر رہے ہیں کوئی لحظہ نہیں کہ اونکو انسے فرصت ہو حوصلے پست ہو رہے ہیں اور دلوں کی امنگیں بالکل مفقود ہیں اس قوت اور حوصلہ کے ساتھ ان بھی ہوئی بھگوڑونکا لشکر ڈومکوس کے پاس اترا ہوا ہے جہاں ہر دم اور ہر لحظہ یہ اندیشہ سوہان روح ہو رہا ہے کہ ابھی فتحمند غنیم کی افواج قاہرہ آکر ہمیں پامال کر دینگی اور ہمیں ناچار اونکے سامنے اطاعت قبول کرنی پڑے گی کیونکہ سامان حرب جسقدر موجود تھا وہ تقریباً سب کچھ پہلے ہی چھین چکے ہیں اور تھیسلی میں سے کوئی لاکھ آدمی ہماری قوم کے پہلے ہی سے بے خانماں ہو چکے ہیں اور برق و باران کے طوفانوں میں بے آب و دانہ اور بلا ستر عورت کسی مقام امن کی تلاش میں دربدر اور سرگردان پھر رہے ہیں اور ترکوں نے تقریباً وہ سارا علاقہ ازسرنو فتح کر لیا ہے جو اون سے ۱۸۸۱ء میں جبراً چھینا گیا تھا اس فوجکو کہنا غلطی میں داخل ہے البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک غول اول درجہ شکستہ اور شکست خوردہ بھگوڑونکا ہے جسکے پیچھے ترکی افواج بڑھی چلی آرہی ہیں اور جلدی آکر ایتھنز دار الخلافہ یونان پر انکے پاؤں کو مٹی نہیں اس ملک کا مالی اعتبار جو بیرونی ممالک میں تھا وہ بالکل تباہ ہو گیا ہے اور اندرونی آمدنی کے صیغے مثلاً حرفت صنعت تجارت اور زراعت وہ سب ان ملکی مصائب اور متواتر صدمات کے سبب سے معرض زوال میں آگئے ہیں ایسی حالتیں اور ایسی جانکاہ مصیبتوں کے نرغہ میں گرفتار ہو کر ناچار یونان کو تن بتقدیر دول عظام کے سامنے صلح کا خواستگار ہونا پڑا۔

بروقت تحریر اس خط کے یونانی گورنمنٹ نے اپنے افسر کریٹ سے واپس بلالیے ہیں اور کریٹ کی خودمختاری (جو سلطان چاہتے تھے) قبول کر چکے ہیں۔ انکی ذلت اور رسوائی اوس حد کو پہونچ چکی ہے کہ اونہوں نے بلا کسی شرط کے اپنے نیک و بد کو دول عظام کے فیصلہ پر چھوڑ دیا ہے اور انہیں کامل اختیار ہے کہ جسطرح چاہیں ان بدبختوں کی قسمت کا فیصلہ فرمائیں (ان طاقتوں میں شہنشاہ جرمن بھی ہیں جنہوں نے آغاز جنگ کے وقت یہ فرمایا تھا کہ کیوں انکو قرار واقعی سزا نہیں دیجاتی۔

(اس حال کو پہنچے ترے قصے سے کہ اب ہم (ایلیم) راضی ہیں جو اعدا بھی کریں فیصلہ اپنا)

وہ اس سے پہلے صلح کے خواستگار نہ ہونیکا یہ بہانہ کرتے ہیں کہ اگر ہم ایسا کرتے تو عوام الناس کی طرف سے سخت اندیشہ تھا اور جمہور رعایا نہ صرف وزارت کو تہ و بالا کرتی بلکہ عجیب نہ تھا کہ خاندان شاہی میں انقلاب واقع ہوتا شاید اسی انقلاب کے ڈر کے مارے خاندان شاہی کا رکن رکین یعنی ولیعہد سلطنت کمانڈر انچیف بنکر میدان جنگ میں بھیجا گیا تھا عذر بدتر از گناہ [illegible] ایڈیٹر یہ مانا کہ ایم ریلی حال کا صدر اعظم اپنی ہم قوموں کی طبائع اور اون کے خصایل سے بخوبی آگاہ ہے مگر حق یوں ہے کہ یہ دلایل اب وضع کیے گئے ہیں جب شکست پر شکست ہوئی ہے ابتدا میں انکا خیال تک کسی کو نہ تھا۔

یہی یونانی جنہیں ایسا شورہ پشت اور جنگجو بیان کیا جاتا تھا۔ اب ہمہ تن صلح کی خواہاں ہیں۔ ایک ہفتہ گذرا ہی کہ وہ خوشنود تھے کہ یوروپ صلح کا نام لے اور ہم اپنی رضامندی ظاہر کریں بلکہ بطریق شکایت برملا کہتے تھے کہ کیوں یوروپ کی سلطنتیں بیچ بچاؤ نہیں کرتیں خاص اتہنز کی آشتی مزاج اصحاب اس حیرت میں ہیں کہ ٹرکی کس لیے صلح کی بات کو کھٹائی میں ڈالتی ہے اور کیوں بہت جلد وقفہ جنگ کو منظور نہیں کرتی حالانکہ دو دن ہو چکے ہیں کہ دول عظام کے سفیر قسطنطنیہ باب عالی میں ضابطہ کے طور پر اسکی درخواست بھی کی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اسمیں بھی انہیں کا قصور ہے اگر آج یہ کریٹ کو خالی کر دیں اور اُس سے کلیۃً طور پر اپنا قطع تعلق کر لیں تو عجب نہیں کہ ترک بھی راہ پر آجاویں۔ یہ مانا کہ تھیسلی میں اونکا ستیاناس ہو گیا ہے اور اونکی جمعیت بالکل پراگندہ ہو گئی ہے مگر آپیرس میں ابتک اُنکا بیڑہ جہازات اگر بگڑ دکھا رہا ہے بات یہ ہے کہ دونوں فریق اس تاک میں ہیں کہ مصالحت سے پہلے جسقدر ممکن ہو ایک دوسرے کا خون نچوڑ لیں ترک یہ چاہتے ہیں کہ ڈمکاس لے لیں تاکہ جسقدر علاقہ اونکے ہاتھ سے ۱۸۸۱ء میں نکل گیا اونکے قبضہ میں آجاوے اور اتہنز میں پہنچنے کے لیے کوئی امر انہیں سد راہ نہو اور اسمیں ایک اور فایدہ بھی متصور ہے وہ یہ کہ بصورت فتح ڈمکاس ترکوں کو اتنی قدرت ہو جائے گی کہ جو شرائط چاہیں خواہ وہ کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہوں منوا سکیں گے اگرچہ اب بھی وہ فاتح ہیں مگر اوسوقت اونکی حالت بدرجہا غالب ہو گی اور ناظرین کو یہ یاد دلا ضروری ہے کہ عنایت الٰہی سے ترکوں نے ڈمکاس پر بعد تحریر اس خط کے قبضہ کر لیا ہے کیونکہ یہ خط ۱۴ مئی کو لکھا گیا تھا ایڈیٹر۔ یونانیوں نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ اپنی قوم کو اصلی واقعات اور حالات سے محض بیخبر رکھتے ہیں اور اگر اتفاق سے کسی ایک آدھ موقع پر کسی چپقلش میں ترکوں کو پسپا کیا تو بس بات کا بتنگڑ بنا کر اُسے ایک بڑی نمایاں فتح مشہور کر کے اپنے ہموطنوں کو خوش کرنیکی کوشش کرتے ہیں اگر کسی کشتی کو پکڑ لیں یا کسی گانو کو تھوڑا سا نقصان پہنچا دیں۔ یا سمندر میں کسی ترکی کشتی پر حملہ کر بیٹھیں تو ساری جہان میں اشتہار کر دیتے ہیں کہ ہماری بحری افواج نے یہ کارنمایاں کیا ہے جسکا کچھ ٹھکانا نہیں۔

ایک اور امر بھی مصالحت کا سد راہ ہے۔ وہ یہ کہ یونانی چالبازی اور پھرتی کرنا چاہتے ہیں اور سلطان ٹرا دہما اگرچہ اخبار ٹایمز نے سلطان کو صلاح دی ہے کہ وہ اس معاملہ میں تامل نکریں۔ بلکہ جسقدر جلد ممکن ہو مصالحت کر لیں مگر عبدالحمید اپنے معاملات کو اپنے طور پر آپ ہی سمجھتا ہے ان معاملات میں وہ بڑا ہوشیار ہے اور عہد و پیمان کے بارہ میں اُسے خاص لیاقت حاصل ہے اور خاص ایسے وقت میں جبکہ اُسکی فوجیں غنیم کے ملک کے اندر قیامت ڈھا رہی ہیں اور یہ یاد رہے کہ اوسکی حالت اُس وقت اس سے بھی زیادہ قوی ہو گی جب ادہم پاشا ڈموکوس لے چکیگا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان صلح کو پسند کرتے ہیں ممکن ہے کہ صحیح ہو تاہم وہ بھی تو عبدالحمید ہے جسکی فہم و فراست کو یوروپ نے مانا ہوا ہے وہ ایسی وقت پر کب چوکنے لگا اور کوئی عقل سلیم نہیں مانتی کہ ایسا بیدار مغز آدمی اپنے سے اونے فایدہ بھی جو ممکن الحصول ہے ہاتھ سے جانے دے اور علاوہ برآں اوسے اپنی جان نثار رعایا کی بگڑی ہوئی طبیعتوں کا پاس خاطر بھی منظور ہے کیونکہ آجکل قسطنطنیہ میں جنگجو فریق کا غلبہ ہے اور یہ قرین قیاس نہیں کہ سلطان انکے منشا کی کچھ بھی پروا نکریں یونان میں بادشاہ کو یہی خطرہ لاحق حال ہو رہا ہے کہ کہیں بیٹھے بٹھائے سلطنت ہی نہ چھن جائے اسکی وجہ یہ ہے کہ انکے والنیٹروں نے یہ فساد کا تخم یونان میں آکر بویا ہے یہ قریباً اب کرب موشنٹ اور ریلکین تھی جنکا اصلی مدعا بہانا ہیگا یہی تھا کہ لوگوں کو سلطنت

شخصی سے بدگمان کریں اور اپنے جمہوری اصولوں کو ترجیح دیں یونانی بالعموم بین بین ہیں تو وہ شخصی سلطنت کے بڑے طرفدار نہیں ہیں نہ جمہوری کے علاوہ بریں یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اگر ہم ذرا بھی موجودہ خاندان شاہی کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالا تو آدھا یورپ بگڑ بیٹھے گا۔ یہ آخری وجہ بہت صحیح ہے کیونکہ دول عظام کے سارے تاجدار تقریباً یونان سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں لیکن مگر باوجود اس خوف کے پھر بھی اونہیں یہ امر گوارا نہیں کہ کراؤن پرنس کی شکل دیکھیں مگر اس تقریب سے یہ لازم نہیں کہ وہ خاندان شاہی کے مخالف ہوں۔

ظاہرا شرایط صلح میں چنداں دقت نہ ہوگی کیونکہ سلطان کو اس امر کی اطلاع ہے کہ اونکے حدود مملکت میں کوئی بین وسعت نہ دیجائیگی ہاں مقدونیہ اور تھیسلی میں کسیقدر وسعت ہوگی اور وہ بھی اسقدر جس سے یونان کو آیندہ ایسی حرکات کا حوصلہ نہ ہو

خرچ جنگ کی نسبت مختلف روایتیں ہیں مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ آجتک اس لڑائی میں سلطان کا چالیس پچاس لاکھ پونڈ خرچ ہوا جس سے یہ قیاس کرنا آسان ہے کہ تقریباً اتنی ہی رقم پر خرچہ کا فیصلہ ہوگا مگر دقت یہ ہے کہ یونان کے پاس کوڑی نہیں غالباً اسکا انتظام یہ ہوگا کہ بعض دول یورپ اسکی ضمانت دینگی اور آپ یونان کے مالی محاصل میں سے اس رقم کے بارہ میں اطمینان کرلینگے یہ امر یونانیونکو چنداں ناگوار نہیں اور امید ہے کہ یونان جو قدرتی طور پر ایک زرخیز ملک ہے اگر ایک متدین اور قابل آدمی کے قبضہ میں دیا جاوے اور اسکا مالیہ انتظام دیانت اور بیدار مغزی کے ساتھ ہو تو عجب نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اوسکے تعلقات ممالک غیر کے قرضخواہوں کے ساتھ اچھی حالت میں ہوجائیں ان قرضخواہوں میں جرمن بھی ہے جنکا روپیہ بقدر پندرہ ملین کے یونان کے ذمہ ہے (جو بیس کروڑ روپیہ ہوتا ہے) یہ تو فقط جرمن کا قرضہ ہے اور ونکا بھی کم از کم اتنا ہی ہوگا عجب نہیں کہ یہی قرضے اتارنے کو یہ جنگ کیا تھا مگر تقدیر الٹ گئی جس سے اور لینے کے دینے پڑے (دیل)

اصل دقت ہے تو اور ہی ہے یعنی وہ تیسری شرط جو سلطان لگانا چاہتے تھے وہ یونانیونکو ضرور ناملایم طبع ہوگی اور وہ ان شرایط اور رعایات کی تنسیخ کے بارہ میں ہے جو یونانی رعایا کو بشمول دیگر رعایائے یورپ بلاد اسلامیہ میں آجتک حاصل ہیں سلطان کو اس شرط کی منوائی میں یہانتک ہٹ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اور شرطونکی پروا نہیں کرتا مگر اس شرط کو کو ضرور منوا کے چھوڑونگا اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یونانی سخت ذلیل ہونگے اور ہر ایک مسلمان خواہ وہ کتنا ہی ذلیل الاوقات کیوں نہ ہو اونہیں نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھیگا سلطان یہ کہتے ہیں اور اونکا کہنا معقولیت سے خالی نہیں کہ اگر میں یہی نہ کرسکونگا تو رعایا کو کیا منہہ دکھاؤنگا وہ مجھ سے ضرور مطالبہ کرینگی کہ اس تگ و دو اور صرف بیجا کا معقول نتیجہ یہ نہیں ہوسکتا کہ سرحد میں ایک خفیف سی ترمیم ہوجاوے یا پانچ چھہ کروڑ روپیہ ملجاوے ایسے معاوضے تو کوہ کندن و کاہ برآوردن کے مصداق ہیں یہ تو سلطان کا ظاہرا حیلہ ہے لیکن فی الاصل جو فایدہ اسمیں اسکو مدنظر ہے وہ یہ ہے کہ بلاد عثمانیہ میں یونانی بکثرت سوداگری کرتے ہیں اگر سلطان اونپر ٹیکس لگانے پر قادر ہوگیا تو یقیناً ایک نہایت قلیل عرصہ میں سلطان خرچ جنگ کیا اوس سے دوگنا روپیہ وصول کرلیگا۔

اگر یہ رعایا منسوخ ہوئیں تو جسقدر یونانی تاجر ہیں سب کے سب سلطان کے قبضہ قدرت میں بالکل بے بس ہونگے اور سلطان اونکا خون بھی نچوڑ لیگا۔ اب کے مقابلہ میں تھیسلی کا دوبارہ ہاتھ سے جانا بھی ترکونکو چنداں ناگوار نہ ہوگا اب یہ دیکھنا ہے کہ دول اسکی نسبت

کیا فیصلہ کرتے ہیں، روس پر سب کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں مگر وہ بقول اخبار ڈیلی کرانیکل یونانیوں کی اس تباہی پر ہنس رہا ہے تاہم یہ بھی سنا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں سے اوسے یہ فکر پڑ رہا ہے کہ ترکوں کی طاقت اتنی زبردست کسطرح ہو گئی حق یوں ہے کہ یونان نے اس جنگ میں سخت غلطی کی ہے وہ ایسے بڑے مقابلہ کیلئے کسیطرح تیار بھی نہ تھا نہ تو اوسکے پاس فوج تھی اور نہ سامان حرب اور نہ رسد۔ اسکو جو امید تھی کہ میری مدد انہیں آتے ہی بلگیریا، سرویا اور کوہ بالکن کی تمام ریاستیں علم بغاوت بلند کریں گی اوسمیں بھی اوسے کوئی کامیابی نہ ہوئی اور اسکی وجہ ظاہر ہے کہ روم نے ایک لاکھ فوج اون کی سرکوبی کو تیار رکھی تھی۔ ہاں یورپ کا کانسرٹ وہ بھی کوئی منع نہ کر سکا اب اسکا سارا خمیازہ انگلستان پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں امید تھی کہ انگلستان ہمارا ہاتھ بٹائیگا چنانچہ انگلستان کا سابق ممبر پارلیمنٹ جو ابھی یونان سے واپس آیا ہے لکھتا ہے کہ یہ لوگ ایسی میری آؤ بھگت کرتے کہ میں انکی خام خیالی اور بیجا خوشامد سے بسطرح تنگ آ جاتا تھا۔ اور ہر چند چاہتا تھا کہ اون کے دلوں سے یہ بیہودہ خیال دور کروں مگر وہ باز نہ آتے تھے اور انگلستان کو اپنا قدیمی مددگار خیال کرتے ہیں اور ثبوت میں ۵۰ ممبران پارلیمنٹ کا تار پیش کرتے تھے اسپر اونہیں اتنا ناز تھا کہ کسی کے کہنے کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ڈیلی نیوز کی رائے ہے کہ جو مصیبت یونان پر آئی ہے وہ اسی تار کی بدولت آئی ہے اور یہ روز بد اُسنے اسی کی طفیل دیکھا ہے۔ اگرچہ بادشاہ اور اوسکے وزیر بخوبی جانتے تھے کہ یہ تار ہمیں کبھی امداد یا دستگیری کا وعدہ نہیں دیتا مگر لوگ ضرور اس دھوکے میں رہے۔

قصہ مختصر یہ کہ جنگ کو ساری حالات کو پیش نظر رکھکر اور اوسکی مختلف صورتوں کے ہر ایک پہلو کو دیکھکر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یونانی بہادر قوم نہیں اور فوجی معاملات سے وہ بالکل بے بہرہ ہیں یہی رائے پال مال گزٹ کی خاص نامہ نگار کی ہے اور اس لڑائی نے ثابت کر دیا ہے کہ جو جوش اونمیں آج سے ستر سال پہلے موجود تھی جب انہوں نے آزادی حاصل کی ہے اسوقت اُسکا عشر عشیر بھی موجود نہیں سپاہی آوارہ مزاج بچوں کیطرح ہیں جنہوں نے لڑائی کو ایک کھیل سمجھ رکھا پہلے تو اوسکی انتہا خواہش ظاہر کی لیکن جب اُسکا مزا چکھا تو سٹ پٹا گئے اور ایسے دم بخود ہو گئے کہ اوسکے نام سے اونہیں ہول آتا ہے یہ تو سپاہیوں کا حال ہے اب افسروں کی سنیئے اونمیں مطلق وہ قابلیت اور تدبر موجود نہیں جو ایک لائق جنرل کیلئے ضروری ہے معلوم ہوتا ہے کہ اونہوں نے پہلے سے کوئی نقشہ یا تجویز جنگ کی نہ بنائی تھی وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جہاں ہمنے مقدونیا اور اپیرس پر حملہ کیا اوسیوقت بلگیریا، سرویا اور مانٹی نیگرو متعجب ہو کر ترکوں کو دبا لینگے مگر اپنی کوتاہ اندیشی سے یہ خیال نہ کیا کہ اگر ان ریاستوں کا سر نہ کھجلایا اور یہ میدان میں نہ آئیں تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا یعنی ترکوں نے اونہیں مار کر بھگا دیا اور پھر اونکے علاقہ میں دراتے چلے آئے تو جرنیلوں کی لیاقت تمام ہوئی اور جی چھوڑ گئے۔

سب سے بڑا نتیجہ اس لڑائی کا یہ ہوا کہ یونان صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا ہے اور ترکوں کی حیات دوبارہ لگ گئی ہے اور مشرقی یورپ میں ایک زبردست سلطنت نظر آنے لگی ہے اسلام کی بوسیدہ ہڈیوں میں آب حیات چھڑک گیا ہے اور مسلمانوں کو جو عرصہ دراز سے اپنے آپ کو مریض سمجھ کر خود بھی بیمار سمجھنے لگ گئے تھے یہ معلوم ہو گیا کہ ہم میں اب تک جان اور حوصلہ باقی ہے اور ہم میں بھی ایسا ہی جلادت اور جوانمردی موجود ہے جو آبا و اجداد میں وراثتاً ملی تھی اور ہم اب بھی اپنے بزرگوں کیطرح ادیوں کو فتح کر سکتے ہیں اس خیال کو بہت تقویت وسعت ہو گئی ہے کہ اکثر ترک کہتے ہیں کہ یونان اگرچہ ہمیں واپس ملتا جنگ غیر کچھ بھی نہیں ہے تاہم ہمیں اوسکا ممنون ہونا چاہیے کیونکہ اسنے ہمارا اسکے ساتھ

یوروپ میں جما دیا ہے جو درصورت لڑائی نہ ہونے کے ناممکن تھا۔

سارے نامہ نگار جو مختلف اخباروں کی میدان کارزار میں موجود تھے وہ متفق اللفظ بیان کرتے ہیں کہ ادہم پاشا کی فوج نے جو نیک سلوک باشندگان تھیسلی سے کیا ہے وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے لوگ خواہ مخواہ غلطی سے گھربار چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور جن لوگوں نے ایسا نہیں کیا وہاں بدبختوں کی شومی اعمال پہنچتے ہونگے جو آب ندیدہ موزہ از پا کشیدہ پر عمل کر کے نکل کھڑے ہوئے اگر کچھ قتل و غارت ہوا بھی تو وہ بھی یونانیوں کا کام تھا جو ہمیشہ عادتاً جہاں سے بھاگتے تھے قید خانے کھول جاتے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ قیدی زنجیریں توڑ کر نکل آتے تھے اور بیکناہ شہریوں کو لوٹتے تھے اور جس وقت ترک داخل شہر ہوتے تھے تو اونسے ڈر کر بھاگ کر کہیں جا چھپتے تھے اور وہاں کی باشندوں کو ستاتے تھے اب بھی جہاں جہاں ترکوں کی جمعیت ہے وہاں ایسی بدمعاشوں اور رہزنوں کا بس نہیں چلتا۔ اور لوگ امن اور آسایش میں ہیں اب لوگوں کا اعتبار اس حسن سلوک کا اتنا جم گیا ہے کہ لوگ بکثرت اپنے گھروں کو واپس آگئے ہیں اور اپنے کام دہندوں میں لگ گئے ہیں۔ ان یونانی سپاہیوں نے لوگوں کو اسطرح بھی غارت کیا کہ اونہیں خواہ مخواہ یہ کہا کہ ترک آکر تمہیں لوٹیں گے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیچارے بہت تھوڑا اسباب لیکر بھاگے اور باقی چھوڑ گئے ٹائمز کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ قریب تیس لاکھ پونڈ (۵ کروڑ روپیہ) تھیسلی والوں کا نقصان ہوا ہے۔

وولو کے لوگوں کو اپنی ہمسایوں کے حالات سے سبق ملا اور اونہوں نے عقلمندی کی کہ وہ نہ بھاگے۔ اور بجائے اسکے ترکوں کے آنے پر اظہار خوشنودی کیا اور سلطان اور اونکی افواج کو خیر مقدم کہا البتہ ڈیلی کرانیکل کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ میں ایک دو دن تک اون مظالم کی کیفیت لکھونگا جو ترکوں نے اپایرس میں کیے ہیں ممکن ہے کہ ایک دو ایسے واقعات ہوئے ہوں اور سپاہ سوا بھی ایسی معرکہ میں کچھ غرابت بھی نہیں لیکن کوئی ایسی شکایت نہیں سنی گئی۔ گو جو فوج اپیرس میں تھی۔ وہ ادہم پاشا کی ماتحت افواج کی طرح بہت ہے —

ایک نتیجہ خیز امر جو اس لڑائی میں ثابت ہوا ہے وہ جرمنی کی مداخلت ہے جرمن کے ماہرین جنگ اس کارزار میں بہت کچھہ دخیل تھے اور یہ فتوحات ظاہر اونہیں کی اعلیٰ ترتیب کا بدیہی نتیجہ ہے اس سے عجیب نہیں کہ سلطان آیندہ بھی مستفید ہو اور سول میں بھی یوروپین کو اب زیادہ تر دخیل کرے اور یقین ہے کہ اگر سلطنت عثمانیہ کا انتظام متدین اور قابل آدمیوں کے ہاتھ میں چلا جاوے۔ تو ترکی عرصہ قلیل کے اندر ایک بڑی مستحکم سلطنت بنجاوے گی جرمنی عرصہ سے چپکے چپکے اپنے دوستانہ اور تجارتی تعلقات قسطنطنیہ میں بڑہا رہا ہے چنانچہ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مقام قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ ابتدائی چھیڑ چھاڑ سے جرمنی سلطان کے ساتھ رہا ہے اور اوسکو یقین دلاتا رہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اسمیں جرمنی کی غرض یہ ہے کہ یہاں کی تجارت سے فایدہ اوٹھاوے اور سلطان بھی اس امر میں دل سے رضامند ہے کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ جرمنی کے فایدہ میں انگلستان کی تجارت کو نقصان پہنچے گا۔ اب جس قدر ضروریات اسلحہ گولہ بارود وغیرہ جنگی سامان کی گورنمنٹ ترکی کو پڑتی ہے وہ جرمنی کے کارخانوں سے تیار ہو رہے ہیں —

جرمنی کی ایک معمولی کمپنی نے سلطان کی خدمت میں ابھی ابھی دس لاکھ پونڈ قرضہ بھی پیشکش کیا تھا مگر سلطان نے یہ کہکر نامنظور کیا کہ ہمیں بالفعل ضرورت نہیں ہے ہمیں بھی عبد الحمید چال چلگیا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ بالفعل آپکا خود ممنون ہو اور جرمنی کو تجارتی فوائد کیلئے اپنا دست نگر اور گرویدہ کرے چنانچہ اوسنے ایک جرمن بنک کو یہ حوصلہ ہوا ہے کہ وہ قلمرو عثمانیہ میں ایک بنک کھولیں — اور اس

کی آبرو اور مذہب کے قیام کا انحصار ہے۔ پس مصر سے بگڑتے ہی برٹش گورنمنٹ کو وہ تمام مشکلات پیش آ جائینگی جو ابھی یونان کی مدد کرنیکی حالتمیں پیش آنیکو تیار تھیں اور برٹش گورنمنٹ کی دوراندیشانہ پالیسی نے اپنا ظاہرا ہاتھ اسمیں دیکر اونکو ایک غیر محدود مستقبل میں ڈالدیا جسطرح یونانیونکو لڑا کر قتل کرنے کیلیے اب لارڈ سالسبری پارلیمنٹ کے ممبرونکو پشیمان کر رہے ہیں اس ہی طرح مصر سے جھگڑا کرنیکی حالت میں خود انگریزوں کا خون کرا کر تمام انگلستان کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔

سلطان کے ساتھ آج تمام روئے زمین کے مسلمانوں کی ہمدردی ہے اور سب اس ہی طرح ہوشیار ہیں جسطرح کہ سلطانی فوج کی تیاری کے حکم تمام یوروپ حیران ہو گیا ہے سلطان کو تو شاید اب کوئی عیسائی "مرد علیل" کہنے کی جرأت نہ کرے کیونکہ اب اسکی طاقت سے تو سب اچھی طرح خبردار ہو چکے ہیں لیکن اب ایران کی باری ہے کہ اپنی ہوشمندی کا وہ بھی ایسا ہی ثبوت دیگا شاہ ایران مرحوم بہت ہی دانا بادشاہ تھے اور اون کے بعد موجودہ شاہ نے حیرت انگیز عقلمندی کا اظہار کیا ہے پس ممکن نہیں ہے کہ اونہوں نے یوروپی ترقی حاصل کرنیمیں غفلت کی ہو غرض یہ ہے کہ ایشیا کے وسط سے لیکر افریقہ کے شمالی حاشیہ تک جو اسلامی سلطنتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ اب بھی متفق ہو جائیں تو روئے زمین کے عیسائیونکو کافی ہیں اور چونکہ عیسائیوں نے دشمنی کو حماقت سے مذہبی رنگ دیدیا ہے اسلیئے ہر مسلمان نے ذاتی جھگڑے طے کر رکھے ہیں اور جس نے ایسا نہیں کیا ہے اوسے بہت جلد ایسی ضرورت ثابت ہو جائیگی۔

پس ہم صلاح دیتے ہیں کہ اب کوئی عیسائی سلطنت مصر پر دانت نہ لگائے اور اوسکو اپنے ہمائی مالک کے زیر سایہ رہنے دے ورنہ وہ مشکلیں پیش آئینگی جنکا حل کرنا پھر ناخن تدبیر سے بہت دشوار ہو جائیگا یا کسقدر ظریف ہوا ہے ہیں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسقدر بے بہا کی پڑینگی کہ حساب کیلیے دو دست ہی کافی نہ ہونگے۔

محاربہ روم و یونان کا آخری (یا چھٹا) ہفتہ اور التوائے جنگ

ہفتہ گذشتہ کے انتہا میں جنگ فرسالہ اور دیلسینو اور قصبہ دومکوس کی متصل کیفیت درج ہو چکی ہے ان مقامات سے ہزیمت پاکر اور ڈپلو ولیعہد یونان نے تو معہ فوج مقام دوموکوس میں اپنا ہیڈکوارٹر مقرر کیا اور دوسری طرف گورنمنٹ یونان نے بلحاظ وحشت دول یوروپ کچھ مدت بعد مصالحت کرا دینے کی درخواست کی جنہوں نے گورنمنٹ مذکور سے بیچ بچاؤ کے متعلق یہ شرط قبول کر لینے کے بعد کہ یونان اپنے مصالح و اغراض دول یوروپ کے سپرد کر دے اپنے سفرا کی وساطت سے باب عالی سے التوائے جنگ کیلیے گذارش کی باب عالی نے ۱۰ مئی کو جواب دیا کہ التوائے جنگ سے پہلے مندرجہ ذیل شرائط کو گفتگوی مصالحت کیلیے بطور بنیاد تسلیم کر لیا جاوے۔

(۱) یونان ٹرکی کو ایک کروڑ پونڈ ترکی (پونڈ ترکی برابر ۱۸ شلنگ کے) تاوان جنگ ادا کر دے۔ (۲) تھسلی کا ٹرکی سے الحاق (۳) یونان کی جن معاہدات کی رو سے ٹرکی میں رعایتیں حقوق حاصل ہیں اون کی ترمیم کیجاوے (۴) یونان ٹرکی کے درمیان جو انکی مجرمان کی نسبت معاہدہ کیا جائے۔ ان شرائط کے منظور ہو جانے پر ترکی اور یونانی وکلا مقام فرسالہ میں جمع ہو کر التوائے جنگ کی شرائط مرتب کریں اس التوا کی میعاد شرط ملتوی ہونے تک قرار دیجاویگی کہ دونوں فریق پابند ہونگے ہونیں براہ سمندر ٹرکی ذریعہ کے ایلچی بالاں ہمسیدہ خبر لایا بھیجا جائیگا۔

ٹائیمز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ سفرائے دول ایلچیان کی طرف سے ایسا ہوا اب موصول ہونے کیلئے کسیطرح تیار نہ تھے انکو بھی امید تھی کہ سلطان المعظم ایسی جلیلی اور ایسی کامل طور پر جنگ جماعت کے کہنے میں آجاوینگے مگر بقول نامہ نگار مذکور سلطان المعظم نے یہ خیال کرلیا ہے کہ اپنی مسلمان رعایا کی خواہشات کا مقابلہ کرنیکی بجائے یوروپ کی منشا کی پروا نہ کرنے میں اونکی سلامتی اور آسائش کیلئے کم خطرہ ہوگا۔

شرائط صلح کے متعلق مزید کارروائی درج کرنے سے پہلے یہ بیان کردینا شاید نامناسب نہ ہوگا کہ شرائط مذکور پر سفرائے دول اور یوروپ کے متعصب عیسائی اخبار نویسوں اور مدبرین کا متعجب ہونا بھی کم تعجب خیز نہیں کیا وہ جنگ کریمیا کے سوا جسمیں بھی انہی دوست عیسائی سلطنتوں کی مہربانی اور سلطان عبدالحمید کی ناسمجھی اور عاقبت اندیشی سے ترکی اپنی فتوحات سے کوئی اخلاقی مادی یا جنگی فایدہ نہ اوٹھا سکی تھی اگر انکو اس موجودہ صدی کی کوئی ایسی جنگ (چھوٹی یا بڑی) بتا سکتے ہیں کہ جسمیں فاتح نے فریق مغلوب سے اگر اوسکو بالکل نابود نہ کیا ہو تو ملکی مالی اور اخلاقی فایدے نہ اوٹھائے ہوں اگر وہ انصاف و تاریخ کو مدنظر رکھیں تو سلطان المعظم کی پیشکردہ شرائط کو سخت تصور کرنے کی بجائے اون کی بے اندازہ نرمی پر تعجب کریں جرمنی نے ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں کیا فرانس سے نقد تاوان جنگ اور ملک نہیں لیا تھا ۱۸۷۸ء میں کیا روس نے صرف خود ہی تاوان جنگ اور ملک لیا اور اپنی رعایا کو ہرجانہ دلانے پر اکتفا نہ کر کے کئی صوبونکو نیا یر قطعات دلاکر کامل یا نیم آزادی اور چند ہمسایہ سلطنتونکو وسیع خطے مفت نہیں دلادیئے تھے یہی صوبہ تھیسلی یونان کو کونسی فتح کے معاوضہ میں ملا تھا؟ کیا یہ ملک اس حقیر ریاست کو صرف اس امر کے صلہ میں نہیں دیا گیا تھا کہ جنگ کے دوران میں اوسنے ترکی پر حملہ نہیں کیا تھا تو جب کہ اس ملک کی قیمت ایکدفعہ پڑ چکی ہے تو اب اگر ترکی ہزاروں مردان دلاور کا خون بہا کر اوسپر دوامی قبضہ کرنا چاہتی ہے تو وہ کونسی زیادہ طلبی کر رہی ہے ۱۸۷۸ء یا ۱۸۸۱ء تو دور کی بات ہے شاہ برہما ملکہ مڈغاسکر شاہ اشانٹی چترال وزیرستان کے ساتھ رحمدل اور مہذب فرانس و انگلستان اگر یہی سلوک کرتے جو ترکی یونان کے ساتھ کرنا چاہتی ہے تو وہ مدت العمر تک انکے ممنون رہتے انگلستان اسی سال ۱۸۹۷ء میں الی نیوپے سے نصف ملک چھین کر باقی ملک ایک باجگذار ریاست کیطرح اوسکو دے اور اس تاج بخشی پر پھولا نہ سماوے تو کیا اسکے مقابلہ میں سلطان المعظم کی پیشکردہ شرائط زیادہ سخت یا توقع سے بڑھکر سنگین کہی جاسکتی ہیں

خیر یہ تعصب تو عیسائیوں کی سابقہ کارروائیوں کو مدنظر رکھنے سے کسیقدر قابل درگذر بھی سمجھا جاسکتا ہے لیکن سلطان المعظم کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرنے سے ٹائیمز کے نامہ نگار اور خود ٹائیمز اور اوسکے ہمخیال اپنی سفاہت اور نادانی کا ثبوت دے رہے ہیں یہ بیشک درست ہے کہ خلیفہ وقت پر جمہور اسلام کی جایز خواہشات کے مطابق عملدرآمد کرنا لازمی امر ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ جو سلطان رعایا کے دلوں اور جذبات پر پورا پورا اقتدار حاصل نکرلے وہ کبھی واقعی سلطان المعظم نہیں ہوسکتا جیسا کہ اسوقت ترکوں کا محبوب عبدالحمید ہے ایک ایسے سلطان کی نسبت جو طرح طرح کی مشکلات میں گرفتار ہونیکے باوجود دنیا کی سات عظیم الشان سلطنتوں کو جن میں سے ہر ایک بجائے خود فرعون بے سامان کی حکومت کو ماند کر رہی ہے برسوں سے دبتا دباتا رہا ہو اور اپنی حکمت و تدبیر سے کوئی اون کی پیش چلنے دیتا ہوا ایسا گمان تک بھی کرنا کہ وہ کسی ایک خاص جماعت کو قابو میں آگیا ہے محض اپنی نا واقفیت کا ثبوت دینا ہے اور ایسے شخص کو جس نے روسیوں کی ہمدردی کے طوفان بلاخیز کے وقت جب کہ کل دنیا سلطنت اور

باشندگان شہر دار الخلافہ چھوڑ دینے کی باصرار صلاح دیتے تھے مستقر الخلافت کو خالی کر دینے سے انکار کر دیا بعون فتح و نصرت کے
موقعہ پر اپنی سلامتی یا آسائش کی نسبت متردد و خائف ہونا سپاہیانہ ثبات اور ایماندار عیسائی مدبرین ہی کا کام ہے اسمیں کوئی کلام
نہیں کہ حضور ممدوح کا ہر ایک فعل اپنی جان نثار رعایا کی معقول تمناؤں اور مصلحت ضرورت وقت کے مناسب حال ہوتا ہے۔
بلکہ یہ کہنا کہ رعایا کی خواہش اوس فعل سے صورت پذیر ہوتی ہے بیجا یا مبالغہ آمیز نہیں لیکن سلطان المعظم پر یہ اتہام لگانا کہ وہ
کسی خاص جماعت کی صلاح و مشورہ کو فوائد ملک پر مقدم سمجھتے ہیں انکی بست سالہ عہد حکومت کی بےنظیر کامیابیوں جس کو کسی فرد بشر کو انکار نہیں جھٹلانا ہے

الغرض باب عالی کی ان شرائط پر بعض دول یورپ کے سفیر ایسے جھنجلائے کہ فوراً دوسرے دن ہی (۱۰ مئی) کو جواب الجواب ایک
مسودہ تیار کیا گیا جس میں صلح کی شرائط پر بحث مباحثہ کرنے سے احتراز کر کے التوائے جنگ کی مکرر درخواست درج کی گئی اور باب عالی کو
یہ اطلاع دینے کے بعد آپکا مراسلہ دول یورپ کی گورنمنٹوں کے پاس بھیجا گیا ہے ایسے بصورت اصرار سخت ترین مشکلات کے
حادث ہونے سے متنبہ کیا گیا آخر میں مسودہ مذکور میں یہ ازاد کیا گیا کہ دول یورپ یونان کو پامال شدہ نہیں دیکھ سکتیں
جرمن سفیر نے اس کاغذ پر جسے غالباً سر فلپ کری سفیر انگلستان نے تیار کیا ہوگا دستخط کرنے سے انکار کیا کہ جب تک مجھے اپنی گورنمنٹ
سے ایسا کرنے کی اجازت نہ ہو میں نہیں کر سکتا اور اسطرح سے سفراء دول کا یہ حکم نامہ باب عالی تک پہنچنے نہ پایا۔ پیر کے دن (۱۷
مئی) کو سفراء نے دوبارہ مجلس منعقد کی مگر کوئی بات قرار نہ پا سکی کیونکہ جرمن سفیر کو حکم موصول ہو گیا تھا کہ وہ مجوزہ یادداشت کے
متعلق دوسروں کے ساتھ ملکر کوئی کارروائی نکرے۔ سفرائے دول (ٹائیمز غالباً انگلستان اٹلی و فرانس کے سفیروں کو ہی
کل سفرائے دول قرار دے رہا ہے) عجب بے بسی کی حالت میں تھے کہ منگل کو دن زار کیطرف سے اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی خدمت
میں یہ تار موصول ہوا کہ میں آپ کی دوستی اور فیاضی پر بھروسہ کر کے التوائے جنگ کی التجا کرتا ہوں اور آپکو یقین دلاتا ہوں
کہ اگر جنگ ملتوی کیا گیا تو میں ہمیشہ کیلئے آپ کا ممنون احسان رہونگا اعلیحضرت نے زار کی درخواست منظور فرما کر فوراً التوائے جنگ
کا حکم جاری کر دیا اور ادہم پاشا کو پیشقدمی سے رک جانے کے احکام روانہ کر دیئے گئے مگر یہ حکم مارشل موصوف کو فوراً نہ مل سکے اس اثنا میں دوموکو میں
خونخوار جنگ ہو کر یونانیوں کو آخری ہزیمت فاش دیگئی جسکا مفصل ذکر آگے کیا جائیگا۔ اور آخر کار ۲۰ مئی کو مارشل ادہم پاشا نے التوائے جنگ کا اعلان کر دیا

تائمز مورخہ ۱۴ مئی رقمطراز ہے کہ ٹرکی کی سرکاری جماعت کا رجحان اسطرف پایا جاتا ہے کہ پیشکردہ شرائط میں کسی قدر نرمی
کر دیجائے اور کہ دول ٹرکی کو تھسلی کا کوئی آباد حصہ اور بے اندازہ تاوان جنگ دیئے جانے اور یونانی رعایا مقیمہ ٹرکی کی رعائتی
حقوق کو توڑ دیئے جانے کی مخالفت کرنے میں راسخ العزم ہیں۔ اخبار مذکور مطالبات سلطانی پر یہ اعتراض بھی کرتا ہے کہ جنگ کا
اعلان کرتے وقت باب عالی نے وعدہ کیا تھا کہ ہم یونان کی سرزمین کا ایک انگل بھی نہیں لینگے۔ اس اعتراض کے الزامی جواب
تو بے شمار دیئے جا سکتے ہیں روس نے ۱۸۷۷ء میں اعلان جنگ کرنے سے پہلے یورپ کے ساتھ ایسا ہی وعدہ کیا تھا اور ہم
جنرال سے پہلے نواب ویسرائے نے بھی سرحدی قبائل سے یہی وعدہ کیا تھا۔ انکی تعمیل جو ہوئی وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں
مگر اسی ٹرکی سرکاری جماعت کی نسبت ٹائیمز لکھتا ہے کہ وہ نرمی کیطرف مایل ہیں اس مسئلہ پر نہایت متانت سے بحث

کرکے کل معترضین کو شافی جواب دیدیا ہے۔ رؤیٹر نے اُسے مفصل شایع کیا ہے اور وہ حسب ذیل ہے:-

"باب عالی کو مطالبات کو بنظر انصاف و معدلت دیکھنا چاہیے اور جب اونکو ایسی نگاہ سے دیکھا گیا۔ تو مجبوراً تسلیم کرنا پڑیگا کہ ٹرکی ان سے بڑھکر کوئی نرم شرائط پیش نہیں کر سکتی یہ مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ یونان آزاد بادشاہت ہوئی لیکن وقت سے لیکر اب تک سرحد پر یونانیوں کی مسلسل قزاقی اور کل قلمرو عثمانیہ میں یونانی رعایا کی نفرت انگیز بد روشی کی وجہ سے ٹرکی کے لیے تکالیف عدیدہ کا مستقل منبع بنا رہا ہے جنگ سے پہلے یونان نے جو روش اختیار کیا اسپر سخت ملامت ہو سکتی تھی (اور یہ عام طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ وہ فقط جدید ملک ملنے کے لیے لڑائی کا متمنی تھا) برخلاف اسکے ٹرکی کی پالیسی آخری وقت تک لڑائی سے بچنے کی رہی ہے اور جبکہ یونان کی شرارتوں سے تنگ آکر اُسے اعلان جنگ کرنا پڑا تو یہ صرف اپنی جائز اغراض و حقوق کی حفاظت کے لیے کیا گیا تھا جنگ سے پہلے جو ترکی یادداشت مشتہر کی گئی تھی اوسمیں بالصراحت بتادیا گیا تھا کہ یونان کی فتح کرنیکا کسیطرح خیال نہیں بلکہ محض سلطانی حقوق کی نگہداشت کیلیے باب عالی جنگ کرنے لگا ہے یادداشت مذکور کے اس حصہ کو یوروپین اخبارات نے درست نہیں سمجھا۔ اس سے جیسا کہ عام طور پر تصور کر لیا گیا ہے یہ مراد نہیں تھی کہ سلطان المعظم ان نقصانات اور تکالیف کا معاوضہ طلب نہیں کرینگے جنکے اوٹھانے پر اونکو مجبور کیا گیا تھا۔ یہ درست ہے کہ اگر یونان شروع میں اپنی افواج واپس بلا لیتا۔ تو گورنمنٹ عثمانیہ بڑی خوشی کے ساتھ لڑائی سے محترز رہتی۔ اور کوئی معاوضہ نہ طلب کرتی مگر یونان نے ایسا نہ کیا۔ ترسالہ کے مفتوح ہونے تک وہ کریٹ سے فوجیں واپس منگوانے سے بھی پس و پیش کرتا رہا اور تا وقتیکہ اوسکی افواج کو کامل ہزیمت نہ ملگئی اوس نے التوائے جنگ پر رضامندی ظاہر نہ کی۔ اس ایک مہینہ کی لڑائی میں ٹرکی کو جان و مال کا بہت نقصان اوٹھانا پڑا ہے۔ اگر ٹرکی تھیسلی کے الحاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اس کی وجہ فقط یہی ہے کہ یونان کی طرف سے پھر قزاق حملہ نہ کر سکیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سنہ ۱۸۸۱ء میں یہ ملک یونان کو اسلیے دلوایا گیا تھا کہ وہ دول یوروپ کی مقرر کردہ شرائط کو پورا کرے کیونکہ پوری نہیں کی گئیں پس تھیسلی کا واپس لیا جانا جدید ملک کا فتح کرنا تصور نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی تاوان جنگ اور تھیسلی کے متعلق

ل سنہ ۱۸۷۸ء کے جنگ روم و روس میں یونان انگلستان کی فہمایش پر ٹرکی پر حملہ آور ہونیسے محترز رہا تھا۔ لڑائی کے خاتمہ پر جب صلح کی شرائط مقرر کرنے کو لیے برلن میں دول یوروپ کے سفرا کی کانفرنس جمع ہوئی۔ تو انگلستان و فرانس کی سفارش پر ٹرکی کے حصوں تجز [illegible] کے متعلق اپنے ملک کے دعاوی پیش کرنے کے لیے یونانی وکلا کو بھی حاضر ہونیکی اجازت دیگئی آخرکار عہدنامہ برلن کی ۲۴ دین دفعہ میں قرار دیا گیا کہ قیام امن کیلیے ٹرکی و یونان کی سرحدوں کا تصفیہ کیا جائے اگر دونوں فریق آپس میں نکر سکیں تو دول یوروپ فیصلہ کرادیں۔ یونان تمام صوبہ تھیسلی اپائرس اور کسیقدر حصہ صوبہ مقدونیہ کا دعوی کرتا تھا سلطان کچھ بھی نہیں دیتے تھے جب دول یوروپ نے جو اوسوقت ٹرکی کے برخلاف تھی سنہ ۱۸۸۱ء میں لنڈن میں کانفرنس کرکے صوبہ تھیسلی یونان کو ملنے کا فیصلہ کیا اور اوسی سال امیر المؤمنین پر سخت دباؤ ڈالکر جو اوسوقت مقابلہ کرنے سے بالکل عاجز تھے ملک مذکور یونان کو دلا دیا۔ پس سب سے بڑی شرط اور وجہ ملک دلانے جانیکی آئندہ کیلئے قیام امن تھا جو یونان نے قائم نہ رکھا۔ انگلستان نے جنگ روم و روس کے وقت یونان کو ٹرکی سے کیوں جنگ کرنے دیا یہ ایسا سوال ہے جسکا جواب دینے کی یہاں گنجایش نہیں۔ اسوقت یہی بتا دینا کافی ہے کہ روس اوسوقت کا دشمن اور یونان اور انگلستان سے ملا ہے۔ قیام امن کے علاوہ دوسری اہم شرائط میں سے ایک یہ تھی کہ گورنمنٹ یونان

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ نمبر ۱۱۰)

گویہ دونوں امر بالکل مبنی بر انصاف سمجھے جاتے ہیں۔ باب عالی دول یوروپ سے مباحثہ کرنیکے لیئے تیار ہے اور یونان کے دیوالیہ پن کو مد نظر رکھکر اور نیز اپنی صلح آمیز پالیسی کا انتہائی ثبوت دینے کیلیئے شاید وہ اونمیں کسیقدر ترمیم بھی کر دے لیکن مطالبہ منسوخی رعایات کے بارہ میں اپنے ملک کی اغراض کو مد نظر رکھکر گورنمنٹ عثمانیہ کیلیئے کسی ترمیم کا کرنا بالکل ناممکن ہے سرویا اور رومینیا تک کو جو ہر طرحسے یونان سے اعلی ہیں یہ رعائتیں حاصل نہیں پس یونان کیلیئے ایسی رعائتیں قایم نہیں رکھی جا سکتیں جنکو اوسنے نہایت قابل شرم طرحسے برتا ہے بنا برین یوروپی اعتماد کے ساتھ امید کیجاتی ہے کہ یوروپ میں اسقدر حس انصاف موجود ہوگی کہ وہ ٹرکی کو اس امر پر جس سے دست بردار ہونیکا آئے بالجزم ارادہ کرلیا ہے مجبور نہ کریگی۔ اگر یوروپ بزور شمشیر حق تلفی کی کوشش کرے گا تو ایسی حالت درپیش آجائے گی جو امن عامہ کے حق میں نہایت مضر ہوگی۔ ایسی ناانصافی سے ترکی آبادی بالضرور مشتعل ہو جاویگی اور گورنمنٹ اپنے تئیں اون خطرناک نتائج کا جو پیدا ہوں گے ذمہ دار نہیں سمجھے گی اور انجام کار دول یوروپ اس بارہ میں اپنے فعل کے نتیجے سے لا کلام نہایت ہی سخت متاسف ہونگی "

تاوان جنگ کے متعلق ٹائمز کا نامہ نگار ایتھنز سے حسب ذیل لکھتا ہے۔ تاوان جنگ کے مطالبہ کی نسبت دول یوروپ تا وقتیکہ وہ یونان کے صیغہ مال کے مشکل اور پیچیدہ مسئلہ کو بھی سلجھانیکا ارادہ نہ رکھتی ہوں کوئی قابل اطمینان کاروائی نہیں کر سکتیں وہ اس امر کی مشکل اجازت دینگی کہ عمر کو لوٹ کر زید کا گھر بھر دیں یعنی ٹرکی کو جو خود اپنے قرضخواہوں کے مطالبات بھی پوری نہیں کر سکی۔ اون صیغہ ہائے آمدنی پر متصرف ہونے دینگی جو استحقاقاً یونانیوں کے دائنوں کی ملکیت ہیں۔ اگر یونان کو ایک حبہ بھی تاوان جنگ دینا پڑا تو بھی اوسکے قرضخواہوں کے لیے اچھے آثار نظر نہیں آتے ہیے صوبہ تھیسلی کی فصل بالکل برباد ہو گئی ہے تجارت کئی مہینوں سے بند ہے اور محصول پرمٹ کی آمدنی نفی کے برابر ہو گئی ہے تھیسلی کے باشندوں کو اگلی فصل تک لازمی طور پر خیراتی ٹکڑوں پر گذران کرنی پڑے گی اگر دول یوروپ یونان کی مالی حالت کا انتظام کرنیکا فیصلہ کریں تو گو یہ امر یونانیوں کو سخت ناگوار ہوگا وہ یونان کے لیئے بہت بہتر ہوگا۔

اسکے متعلق افواہ ہے کہ جرمنی سلطان المعظم کو تحریک کر رہی ہے کہ یونانی صیغہ مال پر یوروپین نگرانی قایم کیجانیکی بااصرار تاکید کریں کیونکہ صرف اسی طریق سے تاوان جنگ کی ادائگی ممکن الحصول ہو سکے گی۔ وآپنا کا ایک اخبار مطلوبہ تاوان جنگ کا واقعی خرچ سے مقابلہ کر کے مندرجہ ذیل تفصیل تحریر کرتا ہے :-

باب عالی کے ذمہ افواج اور سامان حرب کی باربرداری کی بابت مختلف ریلوے کمپنیوں کا ستر لاکھ فرینک (فرینک = ۱۱ار) باربرداری

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (۱) مسلمان باشندگان تھیسلی کے جملہ حقوق مذہبی وملکی کی نگہداشت کرے گی اور ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جاویگی۔ دوسری شرط یہ تھی کہ یونان باب عالی کو قومی قرضہ کا جزو اوس نسبت سے ادا کرے جو نسبت کہ صوبہ تھیسلی کی آمدنی کو کل مملکت محروسہ کی آمدنی سے ہے انکی تعمیل یونان کی طرف سے یہ ہوئی کہ تھوڑے عرصہ میں پچیس ہزار کی مسلمان آبادی سے فقط چند سو مسلمان تھیسلی میں رہگئے۔ باقی گورنمنٹ اور عیسائی ہمسایوں کے دست تظلم سے تنگ آکر ہجرت کر گئے اور قومی قرضہ کی جزو کی بابت باوجود متواتر مطالبات کے آجتک ایک حبہ سلطنت عثمانیہ کے قرضخواہوں کو ادا نہیں کیا گیا ادا کرنا تو درکنار رقم تک کا تعین نہ کیا گیا کہ کسقدر یونان کو ادا کرنی واجب ہے فتح تھیسلی کے بعد یوروپین اخبارات مخبر ہیں کہ مسلمان مہاجرین جوق درجوق اپنے وطن مالوفہ کو واپس چلے جا رہے اور اپنے املاک پر متصرف وقابض ہو رہے ہیں :-

ترکی باتری میں جو سڑک کی دائیں طرف تھی۔ ان دونوں گولوں نے بہت نقصان پہنچایا۔ کیونکہ وہ ترکی توپیں کچھ عرصہ کے لیے خاموش ہوگئی تھیں۔

چاربجے کے قریب اور ترکی سوار فرسالہ کی سڑک پر نمودار ہوئے۔ اور دلگی کی ہنفا سے یونانی فوجکی میمنہ کیطرف جھک گئی اور اسیوقت ترکی میسرہ نے حملہ کے لیے پیشقدمی کی۔ سڑک ادالشیلہ کی دونوں جانبوں سے دو ترکی باتریوں سے اب بابرہ کر یونانی قلب کی توپوں پر آتشبازی شروع کی اور اسی لحظہ فوج پیدل کی صفیں چلتے ہوئے موضع کے سامنے مغرب کیطرف بڑھکر نہایت خوبصورتی سے اور نظام سے پھیل گئیں اور گول دستی ٹیکہ کی شکل میں ہر کرمور چوں الرا ونیو سپاہیوں اور ڈیڑھ سو اطالین والینٹرو نیز دہا والیا بھیج کر دحتا لحامین والینٹر گیری بالڈی کے زیر کمان تھے جو دو پہر سے پہلے ممالک اجنبیہ کی امدادی لشکر کے معائنہ کرنیکو جو یونانی میسرہ پر مامور تھا بھیجا گیا تھا اسکی عدم موجودگی میں مسمی سپرانی کو کمان ملی اور اطالین مجاہدین کو ادن والی سپاہیوں کی امداد کے لیے اون مورچوں میں جانیکا جو ایک یونانی باتری کے سامنے ہیں حکم ملا۔ اونہوں نے عقیم پر نہایت سخت آتشباری کی مگر نہ یہ آتشبازی اور نہ یونانیونکی آگے بڑھ آئی ہوئی باتریوں کی مسلسل صف شکن گولہ باری ترکوں کے عدم پیشقدمی کو روک سکی اسوقت یہ واقعی مشکل امر تھا۔ آیا ترکوں کی جواںمردانہ ثابت قدمی کی تعریف کیجائے جن کی صفوں کو توپوں کے پھٹنے والے گولے اور رائفلونکی مسلسل باڑہیں ہر وقت پریشان کر رہی تھیں اور نہ اور اطالین سپاہیونکی قاہر اندازی اور بےنظیر نشانہ بازی کی۔ ترک ایک پہاڑی کیطرف جسکی سطح دیوار کر درختوں سے ڈھپی ہوئی تھی بڑھتے اونکا ارادہ بندوق سنگین حملہ کرنیکا معلوم ہوتا تھا مگر اطالین سپاہیوں کی باڑہوں اور گولوں نے اونکے قدم ڈگمگا دیے اور وہ آڑ میں جلنے کی لیے میدان کو ہٹ گئے۔ ۱۵۰ اطالین سپاہیوں میں سے دس قتل اور بیس زخمی ہوئے مجروحین میں انکا کمانڈر سپرانی بھی تھا۔ اس لڑائی میں سب سے زیادہ بہادری اطالین سپاہیوں کی شراب فروش عورت نے دکھلائی جو سرخ جاکٹ پہنے ہوئی اپنے مجروح ہموطنوں کی امداد کے لیے لڑائی کی گہمسان میں پہرتی رہی اور لڑائی اور مراجعت دونوں موقعوں پر سب طرح سے محفوظ و مصئون رہکر اپنے مجروحین کے ہمراہی جب تک کہ اون کو بندر سرپنو کر جرمنی فوجی شفاخانہ میں نہ پہنچادیا۔

لڑائی کا نازک موقعہ اب قریب آپہنچا تھا اسوقت یونانی سوار اونکا ایک دستہ خدار سڑک سے میدان کیطرف اسطرح سے اترا کہ وہ ترکی فوج پر حملہ کرنے لگا ہے مگر فوراً ہی پیچھے ہٹالیا گیا۔ ساڑہے چار بجے ترکی فوجیں دہ اگور باتی کیطرف بجانب میمنہ پھیلتی ہوئی دکھائی دیں دو باتریاں اونکے ساتھ تھیں اور اسکے بعد جلدی ہی میدان جنگ دو میل تک فرداً فرداً لڑائی کرنے والے سپاہیوں اور اون کے دھکیوں سے بھر گیا۔ ترکی میمنہ کی اس زبردست حملہ کے ساتھ ہی خاص دیاری کی دو باتریوں نے جنہوں نے لڑائی کو شروع کیا تھا یونانی میسرہ پر آگ برسانی شروع کردی اور اون کی آن میں تمام جوئی مشتعل ہوگئی یہ شعلہ توپوں کے گولوں سے جنگلی جھاڑیوں میں لگتی اور موضع کیتنکی کی آتشزدگی سے جسے ترکوں نے یونانی میمنہ کو واپس ہٹا کر اور پچاس یونانیونکو قتل کرکے فتح کیا تھا پیدا ہوئے تھے جنرل مکیس کمانڈر میمنہ نے بڑی بیقراری کیساتھ کمک طلب کی تین ہزار اونکی سپاہی اور دو باتریاں کوہی توپوں کی امداد کے لیے بھیجی گئیں مدینو لا یونانی میسرہ پر ترکوں نے زمیسہ سختی سے عمل دیا اور بلایا تھا اور اسکے ساتھ ہی دو سو گز کے پیچھے یونانی مقدمۃ الجیش

لامیہ جانیکی بجائے سیدھے بندر مرتیو کو گئے کہ وہاں سے جہاز پر سوار ہوکر قصبہ کلیس کو چلے جائیں ۔

جنگ اپائرس کے

یونانیوں نے بزدلی اور غلط بیانی کو قومی بدنامی کا پیمانہ پر کرنیکے لیے کافی نہ سمجھکر اُسے لبالب بھر دینے کیلیے جنگ کے اختتام کے موقعہ پر اپنی بدعہدی بے ایمانی اور دغابازی کو بھی اچھی طرح سے واضح کردیا ناظرین کو یہ تو معلوم ہے کہ جنگ سرحد کے ایک سرے یعنی خلیج سالونیکا سے لیکر مغربی سرے یعنی خلیج آرٹا تک جاری تھی۔ مگر انتظام میں سہولت اور آسانی پیدا کرنے کے لیے ترکوں نے اپنی فوجوں کو دو حصوں میں منقسم کرکے ایک کو زیر کمان ادہم پاشا صوبہ تھیسلی پر مامور کیا اور دوسرے حصہ کو احمد حفظی پاشا کے زیر کمان ترکی صوبہ اپائرس کی حفاظت سپرد کی۔

اسیطرح یونانیوں نے بھی اپنی فوجکو دو بڑے حصوں میں تقسیم کرکے ایک کو زیر کمان ولیعہد ادہم پاشا کے مقابلہ پر لگایا اور دوسرے حصہ کو کرنیل مانوس کے ماتحت اپائرس پر پیشقدمی کرنیکا حکم دیا ولیعہد کی فوج اضلاع لاریسا ترینیالا اور دولوکی محافظ تھی اور کرنیل مانوس کی فوج ضلع آرٹا کی جو صوبہ اپائرس سے ملحق ہے آخر الذکر افسر کو بھی جیسا کہ پہلے ہفتوں کے واقعات میں بیان ہوچکا ہے ترکی فوج نے ولیعہد یونان سے کچھ کم شکستیں نہ دیں لیکن فرق اتنا ہے کہ ایک طرف تو جنرل ادہم پاشا سرحد سے عبور کرکے یونانی فوجکو بھگاتی ہوئی دو سو کوس تک پہنچ گئی مگر اپائرس میں ترکی فوجنے سرحد کو عبور نہ کیا خود یونانی دریا آرٹا سے گذر کر ترکی علاقہ پر حملہ آور ہوتے رہے اور ترک اونکو شکست پر شکست دیکر صرف حد سے پیچھے ہٹا دینے پر اکتفا کرتے رہے اور یونانی علاقہ پر حملہ آور نہ ہوئے۔

مئی کے دوسرے ہفتہ میں جب ادہم پاشا کی فوج نے فرسالہ اور ولسٹینو وغیرہ مقامات پر قابض ہوکر دو سو کوس کیطرف جہاں ولیعہد بہادر نے بزعم خود ناقابل فتح مورچہ بندیاں تیار کرلی تھیں بڑھے تو گورنمنٹ یونان نے اُسیوقت دول یورپ سے منت والتجا التوائے جنگ کی درخواست کردی اوسوقت کرنیل مانوس کی فوج بھی سہ بارہ شکست کھا کر آرٹا کو ہٹ آئی ہوئی تھی لیکن جلدی ہی کمک وغیرہ پہنچ جانے کے بعد وہ اس گھمنڈ میں آگیا کہ اگر میں ترکی علاقہ پر حملہ آور ہوکر کچھ ملک اپنے قبضہ میں کرلونگا چنانچہ جب اُسنے اسبارہ میں اپنی گورنمنٹ سے اجازت طلب کی تو باوجود یکہ یونانی وزرا نے اس امر کو بالکل صاف کر کہ ہم تو کمال الحاح کے ساتھ التوائے جنگ کے لیے منتیں کر رہے ہیں حملہ کی اجازت کس منہ سے دیں اوسکو فوراً اجازت دیدی اور دلمیں یہ خیال کیا کہ اگر ہمارا کمانڈر کسیقدر ملک لینے میں کامیاب ہوگیا تو تھیسلی میں جو ناکامیابی ترکوں کو ہوئی ہے شاید اوسکی کچھ تلافی ہوجائے اور شرائط صلح سخت نہ رہ سکیں لیکن یونانی بہادر فوج نے اونکی نہ صرف اس توقع کو باطل کردیا بلکہ بے ایمانی رجت ڈالے بغیر بھی نہ رہی۔ ایک طرف تو کرنیل مانوس کی فوجکو بتاریخ ۱۳ و ۱۴ مئی بمقام گری بوا سخت شکست ملی اور دوسری طرف مارشل ادہم پاشا نے یونانیوں کی اس بدعہدی کی خبر سنکر دو سو کوس پر حملہ کیا اور اسے بدعہدی کی وجہ سے اس لڑائی میں خلاف معمول یونانی بھگوڑوں کا بڑی سختی سے تعاقب کرکے ہزاروں کا قتل و قمع کردیا یونانیوں کی اس بے ایمانی کو ترک ہی نہیں بلکہ اکثر ثقہ اور منصف مزاج یورپین بھی سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار کی تحریر سے جو آگے درج کیگئی ہے واضح ہورہا ہے گری بوا کی لڑائی کی مختصر کیفیت احمد حفظی پاشا کے اوس تار سے جو ذیل میں درج ہے معلوم ہوجائے گی۔

جنرل احمد حفظی پاشا گورنر جنرل ملٹری کمانڈر صوبہ جانینہ کیطرف سے ۱۴ اپریل کو دن کے ایک بجے جو مراسلہ موصول ہوا ہے اسمیں لکھا ہے کہ لفٹنٹ کرنل ولی بے گمری بجو دستے آج کی لڑائی کی نسبت رپورٹ کرتے ہیں کہ گریمنتزہ اور رغائیق پانا کی پہاڑی پر دشمنوں نے دیر تک بندوقیں چلائیں اور توپ کے سخت گولے برسائے لیکن خدا اور رسول کی اعانت اور اقبال سلطانی سے ترکی فوج نے بڑا استقلال ظاہر کیا اس لڑائی میں دشمنوں کا بہت نقصان ہوا۔ گریمنتزہ کے قریب دو سو یونانی کھیت رہے۔ جانینہ سے ایک اور بٹالین کمک کے لیئے بھیجی گئی ہے۔ پاپاس کیمپ پر سے جو توپخانہ اور پیادہ فوج آئی تھی ترکوں نے اونکو مار ہٹایا کمپاچس میں بھی ایک لڑائی ہوئی ساڑھے سات بجے شام کے لڑائی ختم ہونے پر فریقین اپنے اپنے لشکرگاہ میں چلے گئے اور لڑائی کا نتیجہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ غالباً دشمن کل صبح پھر میدان میں آئینگے۔ ان تینوں لڑائیوں میں ترکی سپاہ کے نقصان کا حال ہنوز معلوم نہیں ہوا۔ لوروس سے ۱۵ اپریل کو تین بجے دن کو جو مراسلہ آیا اسکا مضمون یہ تھا: گذشتہ دو روز کی سخت لڑائیوں کے بعد دشمنوں نے پہاڑی مورچے جن پر وہ قابض ہو گئے تھے چھوڑ دیئے نیز وہ اپنی جگہ پر بھی نہ ٹھہر سکے اور آخر کار پیچھے ہٹ گئے۔

یونانی بیڑہ جہازات نے ۱۳ اپریل کو بندر نکدپولس پر جو پریویسا سے بجانب شمال واقع ہے گولہ باری کی مگر ترکی توپوں کے گولوں نے فوراً اوسکو پیچھے ہٹا دیا۔

مصری جہاز کی گرفتاری

یونانی بیڑہ نے جو دخانی جہاز موسوم حاجی داؤد جزیرہ ڈُنی دوس کی متصل گرفتار کیا تھا وہ سمرنا کی حاجی داؤد کمپنی کی ملکیت ہے اور مصری جھنڈا لگائے ہوئے ... زاوسے کو جزیرہ تھاسوس کو جو یورپین ترکی کے جنوبی ساحل کے قریب خدیو کی جاگیر ہے فوج اور گودام بھیجنے کے لیئے کرایہ پر لیا تھا۔ ابھی تک اس معاملہ کا تصفیہ نہیں ہوا کہ کیا یونانی ایسے جہاز کو غنیمت جنگ سمجھ سکتے ہیں۔ اسکندریہ کی ایک تار سے خبر ہے کہ خدیو اس گرفتاری پر سخت برافروختہ ہیں۔ یونان کو مناسب ہے کہ اس جہاز کو چھوڑ دے ورنہ یونانیوں کی کثیر التعداد آبادی موجودہ مصر کے حق میں شاید اچھا نتیجہ نہ نکلے۔ یونانی بیڑہ نے جہاز مذکور کو بعد ضبط بندر ناپلیہ کو بھیجدیا۔ جہاں مصری قیدخانہ میں ڈالدیئے گئے۔ ٹائمز کا نامہ نگار ۱۸ اپریل کو قاہرہ سے تار دیتا ہے کہ خدیو نے جزیرہ تھاسوس میں اپنے حقوق کے نفاذ کے لیئے جسکا اونکو دعویٰ ہے جہاز مذکور پر ایک سو سپاہی اور سامان جنگ روانہ کیا تھا مصری گورنمنٹ کو اس معاملہ کی اسوقت اطلاع ہوئی جبکہ ۷ اپریل کو خدیو نے جہاز کی گرفتاری کا کونسل میں ذکر کیا۔ جزیرہ تھاسوس محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ کی ملکیت تھا۔ انہوں نے وہاں کی آمدنی جزیرہ کے باشندگان کے مفاد کیلیے وقف کردی خدیو حال جب سے وقف مذکور کے امین ہوئے ہیں وہ اسجگہ کی آمدنی دوسری جگہ صرف کرنا چاہتے ہیں باشندے اسکو قبول نہیں کرتے اور خدیو کے دعاوی کو خلاف وقف بتاتے ہیں بقول نامہ نگار مذکور اس معاملہ کا نتیجہ خدیو کے حق میں اچھا نہیں ہوگا کیونکہ سلطان المعظم ناراض ہو جاینگے کہ خدیو نے انکی قلمرو میں فوجی مداخلت کا اقدام کیا ہے علاوہ بریں خدیو کو مالکان جہاز کو بھی معقول نقصان بھر دینا پڑے گا۔ اس معاملہ میں ایک یونانی کا بھی کچھ تعلق ہے جسکے ساتھ خدیو اہم قرارداد کر چکے ہیں۔ نامہ نگار مذکور کی تحریر گو بالکل وقت تردید کرنے کے قابل نہیں ہے لیکن اسبارہ میں مصری اخبارات کی خاموشی اور خدیو کا مخلصانہ ...

سے جو نتیجہ نکالا جاسکتا ہے سو وہ اس روایت کی صداقت کے منافی ہے۔

جنگ ولسٹینو میں ایک سو یونانی قتل اور دو سو زخمی ہوئے جنگ ڈوکوس میں ایک سو ترکی توپوں نے آتشباری کی۔ یونانی توپیں پچاس کے قریب تھیں۔ ایتھنز کے اخبارات نے مئی کے دوسرے ہفتہ میں مشتہر کیا تھا کہ البانیا میں چار ہزار عیسائیوں نے بغاوت کردی ہے مگر باب عالی نے اسکی بالضابطہ تردید کردی۔

یونانی تارپیڈو کشتی موسومہ کناڈیس نے آسٹریا کی کمپنی کا جہاز منروا گرفتار کرلیا ہے جو جزیرہ سکیتھوس پہنچا دیا گیا۔ اسپرو ۲۷ ترکی بحری سپاہی اور وولو کا جدید مقرر شدہ ترکی ڈپٹی کمشنر سوار تھے۔ ٹائمز رقمطراز ہے کہ وولو میں بطرح امن جب سے ترکی فوج شہر پر قابض ہوئی ہے لوٹ مار ہرگز نہیں ہونے پائی اور خود ترکی بلا استثنا نہایت احتیاط کے ساتھ ہر ایک چیز دام دیکر خریدتے ہیں شہر میں اب ترکی فوج کی صرف دو کمپنیاں (دو سو آدمی) ہیں ۳ مئی کو یونانی فوج کریٹ سے روانہ ہوگئی جب سے بحری محاصرہ ختم ہوگیا۔ اور امیر البحروں نے یونانیوں کے تمام گرفتار کردہ سیٹمر چھوڑ دیئے۔

ٹائمز کا نامہ نگار ادہم پاشا پر الزام لگاتا ہے کہ اگر وہ فورًا زیادہ مستعدی ہی کام لیتے تو مدت کا ایتھنز پہنچ گئے ہوتے پہر خود ہی اسکے مستعد جواب دیکر آخر میں بڑی وجہ یہ قرار دیتا ہے کہ مارشل موصوف ذات خوف سے کہ مبادا سلطان المعظم میری شاندار فتوحات سے رشک کہا کر مجھ سے برگشتہ خاطر ہوجائیں زیادہ مستعدی نہ دکھلائی مگر وہ نامہ نگار خود ہی غور کریں کہ کیا ایسی بیہودہ تحریر اور لغو منطق سے وہ اپنے تئیں دنیا کی نظروں میں ذلیل و بے وقعت نہیں کر رہے کیا آجتک کسی بادشاہ نے اپنے جرنیل کی فتح پر رشک کھایا ہے اور کیا سلطان المکرم نے مارشل ادہم کو شکست کھانے کے لیئے بھیجا تھا کہ انکی فتح سے سلطان المعظم کو رشک کھانیکا احتمال ہو۔ ہاں سلطان کیوں حسد کریں۔ اگر ادہم پاشا ایتھنز پہنچ جاتا تو وہ سلطانی تخت کا بھی عویدار ہوجاتا؟

حضرت اصل وجہ یہ ہی کہ اعلیحضرت کا مدعا فقط یہ تھا کہ یونان کی صرف گوشمالی کردیجائے۔ اور اوسکو ساتھیوں کو اون کی کانیات بتادیجائے وہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یونان ایک بیوقوف بچہ ہی جو دوسروں کے بہکے میں آگیا ہے اور اوسکو اسیقدر سزا کافی ہے جس سے وہ آیندہ کیلیے اپنا نفع نقصان دیکھنے اور سوچنے کے قابل ہوجائے اور ساتھ ہی اسقدر ملک پر قبضہ کیا جاوے جسپر فتح کے علاوہ اور بھی حقوق ہوں اور انصافًا کسی سلطنت کو ترکوں کا اسپر متصرف ہوجانا ناگوار بھی نہ گذرے جو شخص کی کی سو خیب پالیٹکس کو بنظر غایر دیکھتے رہے ہیں۔ اونپر یہ امر ابتدائے جنگ ہی میں واضح ہوچکا تھا چنانچہ اخبار وکیل کے ساتھ جو نقشہ یونان ۱۰ مئی ۱۸۹۷ء جنگ کا شائع ہوا تھا اسمیں ہمنے صرف اسی لئے علاقہ کا ہی مفصل نقشہ درج کیا تھا اور وہاں کے کل قصبات وغیرہ درج کئے تھے جنکی نسبت ہمارا خیال تھا کہ ترک اس سے آگے پیشقدمی نہیں کرینگے حالات مابعد نے اس خیال کو جیسا درست ثابت کردیا ہے وہ اب ظاہر ہے سلطان المعظم کی یہ ایسی زبردست پیشبندی تھی کہ یوروپ کے وہ مدبرین اور اخبارات بھی جو ترکوں کے مخالف ہیں ابتدا میں شور و غل بپا کرکے بعد جب ہوش و حواس میں آئے تو اونکو مجبورًا تسلیم کرنا پڑا کہ اگر ترک اس علاقہ کو بخوشی خود نہ چھوڑ دیں تو دول یوروپ کے پاس کوئی ذریعہ اونکو وہاں سے نکالنے کا نہیں ہے اور وہ ایسا کرنے سے بالکل بے بس ہیں ولایت کے اخبار سکیٹیٹر سیٹنڈرد اور

ڈیلی نیوز لکھ رہے ہیں کہ دول یوروپ میں اتحاد مشکل ہے جرمنی اور روس کو یونان سے کوئی الفت نہیں۔ بلکہ روس اکثر حصہ
یونان کا مخالف ہے انگلستان وغیرہ ممالک کی اغوا سے یونان کے سر میں یہ خبط سمایا ہوا ہے کہ قسطنطنیہ اور علاقہ ملحقہ کا اصلی وارث اور حقدار
ہم ہیں۔ اور یہ امر روس کو سخت ناگوار ہے اسلیے وہ یونان کی طاقت بڑھتی ہوئی دیکھنا نہیں چاہتا باقی رہی جرمنی۔ اوسکی
تیموری چالوں کی تہ تک پہنچنا ہی مشکل ہے تاہم اسنے اپنے رویہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اوسکو سلطان کی ہر طرح سے خاطر منظور ہے
اسیطرح اوسکی پالیسی بھی بالکل صاف ہو گئی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ترکی کے پاس اسوقت پانچ لاکھ سپاہی بالکل جنگ کیلئے تیار میدان
جنگ اور چھاونیوں میں موجود ہیں اور ساڑھے تین لاکھ فوج اور وہ ضرورت پڑنے پر چند دنوں میں جمع کر سکتی ہے بعض انگریزوں کا
خیال ہے کہ اگر سرویا اور بلگیریا کو ترکی پر حملہ کرنیکی اجازت دی جائے تو شاید ترکی تھیسلی چھوڑ دے مگر واقفکار جانتے ہیں کہ اول تو ان میں ہی سکت
کی مجال نہیں کہ آسٹریا اور روس کے خلاف منشا ایسا کرنیکی جرأت کریں لیکن اگر وہ کرنا بھی چاہیں تو کر نہیں سکتیں سرویا نے ۱۸۷۶ء میں
سے ایسی شکست کھائی تھی کہ اوسکی فوجی طاقت پھر درست نہیں ہو سکی۔ اور جب سے پرنس الگزینڈر تخت بلگیریا سے معزول
ہوا ہے بلگیریا میں بھی بدانتظامی شروع ہو گئی اور اب اسمیں وہ تمام قباحتیں اور عیوب موجود ہیں جو یونانی فوجمیں پائے گئے کاغذ
پر بلگیریا کی فوج کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ اور پانسو توپیں ظاہر کیگئی ہے لیکن دس ہزار سے زیادہ میدان جنگ میں نہیں
لا سکتی ہر سال ۴۰ ہزار رنگروٹ قابل بھرتی ہوتے ہیں جن میں سے مالی مشکلات کیوجہ سے فقط بیس ہزار لیے جاتے ہیں علاوہ بریں بلگیریا
میں باربرداری کمسریٹ فوجی شفاخانوں اور ترسیل سامان جنگ وغیرہ کا ابتک کوئی انتظام نہیں ہوا۔ الغرض دول یوروپ چاہتا وہ حصہ تو
جو تھسلی کا بطور شرائط صلح کے شائع ہوتی اس کشمکش پیچ میں پڑ گیا اور ترکی نے تھیسلی پر دائمی قبضہ رکھنے کا انتظام بھی شروع کر دیا
جرمنی کے کارخانوں اور ٹھیکہ داروں کو سمجھایا ہے تھیسلی کی ریلوی لائنوں کو ترکی کی سالونیکا مناسطر ریلوے لائن سے ملا دینے
کا کام سپرد کر دیا اور جہانتک کہ دول یوروپ آپس میں کوئی بات قرار دے سکیں قسطنطنیہ سے لیکر ڈوموکو تک ترکی ریلوے جاری
ہو گی اور ہر طرحکا سامان دو دن میں دار الخلافہ سے وہانتک پہنچ سکیگا۔ اس سلسلہ کو مکمل کرنیکے لیے ترکوں کو فقط سالونیکا مناسطر
ریلوے کے سٹیشن کا اوپر سے براہ السونا لاریسا تک اور مناسطر سے تاعوس تک لائین بنانی پڑیگی۔ اور اس وقت ترکوں کو اس
علاقہ سے بیدخل کرنا تقریبا ناممکن ہو جائیگا۔ اپائرس میں یونانیوں کی بدعہدی کی نسبت پایونیر حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔

"علاقہ اپائرس کی آخری لڑائی میں بھی یونانی فوج کی کامل بدانتظامی اور بے ترتیبی جسکی طفیل اس لڑائی میں یونانیوں پر جسقدر
مصیبتیں نازل ہوئیں نہایت نمایاں طور پر واضح ہوئی اور اس سے اون کی سینکڑوں جانیں محض بے سود ضائع ہوئیں۔ اگرچہ
یونانی گورنمنٹ دول یوروپ کے پاس بیچ بچاؤ کرنے کی منت درخواست کر چکی تھی۔ اور باب عالی کیطرف سے چند گھنٹوں میں جواب
موصول ہونیکی توقع تھی گورنمنٹ مذکور نے کرنیل مانوس کی تجویز کو کہ اپائرس پر حملہ کر کے کچھ علاقہ لینے کی کوشش کیجائے تاکہ ترکی فتوحات تھیسلی
کا کسیقدر جوابہ ہو سکے منظور کر لیا جو یونانی فوج پیٹھم بیجا دیا ترکی نام پتیں یونان) سے شکست یاب ہو کر آرٹا کو بھاگ آئی تھی۔ اوسکی جمعیت
کسیقدر مجتمع ہو گئی تھی اور چونکہ ترکوں نے ہزیمت خوردہ غنیم کو بالکل پامال کرنیکے لیے اونکا تعاقب کرنا پسند نہ کیا تھا کرنیل مانوس

کو خبط سوجھا کہ ترکوں کو اون مقامات سے جو اونہوں نے فتح کر لیے ہیں نکالنے کی آخری جان توڑ کوشش کرکے بالکل
کے لیے صاف کر دیں مگر ایسی کوشش ایسے وقت جبکہ یونان ٹرکی سے گلو خلاصی کرائے جانے کیلئے یورپ کے پاؤں پڑ رہا ہو
اور بے ایمانی تھی جسکا خمیازہ بہت بری طرح اوٹھانا پڑا۔ اپاریس کی یونانی فوج تھیسلی کی یونانی فوج سے بہتر اور ترکی کی فوج تھیسلی والی
سے کمزور تھی لیکن فقدان نظام اور بے ترتیبی نے یونانیوں کا تمام کھیل بگاڑ دیا۔ کرنیل بریگاڈی بریگیڈ کمانڈر نے احکام کی تعمیل کرنیکی بجائے
من مانی کارروائی کی جس سے کرنیل مانوس کی کل تجاویز خاک میں ملگئیں۔ یونانی سپاہی بیشک جان توڑ کر لڑے لیکن مہذب جنگوں
میں نری بہادری کسی کام کی نہیں۔ اس دفعہ بھی یونانی خوفناک کشت و خون کے ساتھ آرٹا کو بھاگ گئے۔ بہت سے قتل و مجروح اور ایک
گم ہو گئے اور پھر ترکوں کو موقعہ ملگیا کہ اگر چاہیں تو بھگوڑوں کا تعاقب کرکے اونکا نام و نشان معدوم کر دیں۔ مگر بہادر
ترکوں نے ایسے نامردوں پر وار کرنا مناسب نہ سمجھا۔

یونانیوں کو اس لڑائی میں جو ۲۶ مئی کو بمقام لوروس ختم ہوئی کل دو ہزار مقتول اور تقریباً ۳ ہزار زخمی ہوئے۔ ترکوں کے
۴۰ شہید اور سات سو زخمی ہوئے۔ ڈوموکوس کے تمام مورچے جنکو یونانیوں نے ۷ مئی کی رات کو خالی کر دیا۔ یونانیوں کو یہ اندیشہ پیدا
ہو گیا تھا کہ ترکی فوج کا میسرہ جو بہت آگے بڑھ گیا تھا پہلو پر سے ہو کر ہمکو عقب سے آلیگا۔ یہ لڑائی سخت جانگداز ہی تھی بلکہ
سے نہایت دلچسپ بھی تھی۔ فرسالہ سے ڈوموکوس تک ۱۱ میل کا فاصلہ ہے۔ ترکونکو غنیم تک پہنچنے سے پہلے یہ فاصلہ طے کرنا پڑا۔
اونکو آرام لینے یا کھانا کھانیکے لئے کوئی وقت نہ ملا جسقدر رستے پہونچتے جاتے تھے وہ فوراً ڈوموکوس کے میدان میں داخل ہو کر صف آرا
ہوتے جاتے تھے مگر یونانیوں کو اپنے توپخانونکی زد ٹھیک قایم کرلینے کی کافی مہلت ملگئی ہوئی تھی گولہ باری کے شروع ہوتے ہی ایک پھٹنے والا
ایک ترکی پلٹن کے وسط میں گرا مگر حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے کوئی ترک زخمی یا شہید نہیں ہوا۔ ڈوموکوس کے مقابل کے ٹیلے نے جنگاہ کا
[illegible] ہے۔ ترکی حملہ آور پلٹنوں کو عمدہ پناہ دی مگر اوسکی دائیں بائیں طرف کی ترکی بٹالین غنیم کے گولوں کی عین زد میں تھیں جن کی
بارش کو ترک دلاوروں نے کمال استقلال و شجاعت سے برداشت کیا اور گولے برس رہا تھا اور اونکی شرانگی [illegible] آواز متسلسل گولہ باری کیوجہ
سے ایک آہنگی کارخانہ کے شور سے مشابہ تھی ہاں ایک یونانی گولہ سے ایک ترکی توپ اپنے مقام سے گر پڑی اور توپچیونکو یہ توپ وہیں چھوڑ کر باقی توپوں کو
عرصہ کیلئے پیچھے ہٹا لینی پڑیں مگر اوس توپ کے گولنداز یونانی گولوں کی تاب نہ لا کر برسات میں اپنی توپ کو چھوڑ کر نہ گئے۔ یونانیوں نے توپ کو
گرا ہوا دیکھکر اوس کو بالکل نیست و نابود کرنیکے لیے سخت گولہ باری اسپر جمع کر دی تھی۔ ریوٹر کا خاص نامہ نگار جو وہاں حاضر
تھا لکھتا ہے کہ ان دونوں جانباز گولندازوں کے گرد گویا واقعی جہنم موجزن ہو رہا تھا خار دار گولے اونکے سروں پر پھٹ رہے تھے اور گرد کی
گولے اونکے قدموں میں زمین کو چھلنی بنا رہے تھے مگر یہ بہادر اپنی جگہ سے ایک انچ ادھر اودھر ہونیکا نام نہیں لیتے تھے۔ رات پڑنے پر
میں ترکی فوج کا عقب کو ہٹ آیا اور فرش خاک کو بچھونا بنایا اور سونیکا شکستہ صندوقونکو جمع کرکے سینے آگ سلگائی اسے دیکھکر کئی زخمی
سپاہی شفاخانہ جانے سے پہلے اپنے کمزور جسموں کو گرم کرنیکے لیے اسکے پاس جمع ہو گئے ایک افسر کی بائیں آنکھ کے اوپر گولی کا سخت زخم
تھا مگر وہ نہایت خوش خلقی سے دن کی معرکہ آرائی کی کیفیت سنا رہا تھا ایک سپاہی کے شانہ سے گولی وار پار نکل گئی تھی جسکی اوس نے [illegible] کر

مطلقاً کوئی پرواہ نہ تھی۔ لیکن بعض سپاہیوں کو ایسے شدید زخم پہونچے تھے کہ جسم کے ذراسی حرکت کرنے پر اونکو درد بیچین کر دیتا تھا اور اون کے منہ سے بے اختیار آہ کے ساتھ یہ کلمہ نکل جاتا تھا اے اللہ ہم پر رحم کر ان غریب مصیبت زدگان کے رنج والم کا دردناک نظارہ جو میرے پاس جمع ہوئے تھے مجھے مدت العمر فراموش نہیں ہوگا۔

میں اس موقعہ پر ترکی توپخانہ کی قابل تعریف استقامت اور مضبوطی کی شہادت دیئے بغیر نہیں رہ سکتا اوسکو یونانی مورچوں پر دو میل کی فاصلہ سے گولہ باری کرنی پڑی اور نشیب سے یونانی باتریوں پر جو بلندی پر تھیں حملہ کرنیمیں اونکو ایک زاید مشکل لاحق تھی غنیم اونکی نقل و حرکت کو بخوبی معلوم کر سکتا تھا باین ہمہ ترکی توپخانہ کو صرف دو آدمی شہید اور سات مجروح ہوئے مگر ترکی فوج پیدل کو بہت نقصان اوٹھانا پڑا مجھے میدان جنگ کے ایک حصہ پر سے گذرنیکا اتفاق ہوا تو مردے اور زخمی بلا تمیز ایک ہی ڈھیر میں پڑے تھے زخمی سپاہی کے پہلو بہ پہلو جسکی وہیں مرہم پٹی کیجا رہی تھی۔ دوسرے کی لاش پائی جاتی تھی جسکا جسم گولہ نے بوٹی بوٹی کر کر اڑا دیا ہوا تھا۔

جس ترکی دستہ نے غنیم کے قلب پر حملہ کیا تھا اوسکی دلاوری بہت ہی قابل تعریف ہے اُسے کل دوران جنگ میں پہلی دفعہ گولہ باری کی زد میں آنا پڑا لیکن اُسنے غنیم کو کئی نہایت ہی محفوظ مورچوں کو جہاں غنیم تعداد میں نسبتاً زیادہ تھا بنوک سنگین فتح کر کر خاص امتیاز حاصل کیا۔

پندرہ ہزار ترکوں نے ۱۸ کی صبح کو بھگوڑوں کا تعاقب کیا۔ یونانی سپہ سالار دس ہزار فوج درہ فورکا کی حفاظت کیلیے چھوڑ کر باقی فوج لامیہ کو ہٹا لیگیا تھا۔ اس درہ پر آٹھ بجے رات تک فریقین میں گولہ باری ہوتی رہی۔ اسوقت تک یونانی اپنے مورچوں پر قابض رہے مگر صبح ہوتے ہی ۱۹ مئی کو موضع تراز اکہ جو لامیہ اور فورکا کے درمیان ہے ہٹ گئے ترک بھی تعاقب کرتے ان کے پیچھے چلے گئے اور دس بجے دن کے لڑائی شروع ہو گئی۔ ۴ ترکی رسالے غنیم کا عقب روکنے کے ارادے سے اونکے پہلو پر سے گذر گئے یونانی اونپر متواتر گولہ باری کرتے رہے جس سے اکثر ترکی سوار مارے گئے لیکن سواروں کی اس مردانہ حرکت سے یونانی کیلیے کوئی راہ فرار نہ رہ گیا تھا کہ اتنے میں التوائے جنگ کا حکم پہونچگیا معرکہ آرائی ختم ہو گئی۔ یونانی ۲۰ مئی کو لامیہ کو ہٹ گئے اور ترک درہ فورکا چھوڑ کر قدیم سرحد سے پیچھے ہو گئے۔ ریوٹر کا خاص نامہ نگار اس واقعہ کو اسطرح سے بیان کرتا ہے کہ ترک واقعی یونانیوں کو درہ فورکا سے بھگا کر اونکی عقب کی فوج کا جو بھاگا جا رہی تھی پوری سرگرمی سے تعاقب کئے چلے جا رہے تھے کہ یونانی سپہ سالار کا قاصد التوائے جنگ کی درخواست لیکر آپہنچا سیف اللہ نے پیغام کو فوراً مارشل ادہم پاشا کے پاس جو دوموکوس مقیم تھے روانہ کیا اور جواب آنے تک دونوں فوجوں نے لڑائی کو ملتوی کر دیا اس تعاقب میں ترکوں نے ساٹھ یونانی گرفتار کیے مارشل موصوف کا جواب وصول ہونے پر باقاعدہ التوا کر دیا گیا اور یونانی فوج لامیہ کو ہٹ گئی اور ولیعہد نے اوسکو مقامات لام۔ مولو اور شہر موبائلی میں تقسیم کر کے اپنا ہیڈ کوارٹر شہر موبائلی کو قرار دیا۔

ریوٹر کا نامہ نگار جنگ دوموکوس کے بعد متدجدیل تاہ شہر یونانی محتسبوں کی نگرانی سے بچنے کیلیے ایتھنز سے براہ برنڈزی ارسال کرتا ہے بر کوہ اوتھریس کے درہ سے ہٹ آنے کے بعد ولیعہد یونان کی فوج نے پرانی سرحد کے اوس درہ پر جس سے لامیہ کو راستہ جاتا تھا قیام کیا کرنیل سنا حاس کی رجمنٹ جو درہ اماتلہ اور لار پر متعین کیگئی یہ رجمنٹ جو غالباً مختلف لشکر کا ساتھ

ہوگا۔ اور کئی مدبرین کو اندیشہ ہے کہ کہیں اس طویل بحث مباحثہ کی کھینچ تان اور آخری فیصلہ کی تفصیلی مدارج میں دول یورپ
کا اتفاق عنقا بیود نہ ہو جائے کیونکہ اوس فیصلہ سے دول عظام میں سے ہر ایک کی کوئی نہ کوئی ذاتی غرض ضرور وابستہ ہوگی۔ ہفتہ
رواں کے شروع میں جرمنی نے دھمکی دیدی کہ اگر یونان سے یہ وعدہ نہ لیا جاوے کہ وہ دول کی پیش کردہ شرائط کو بلا تامل
تسلیم کریگا تو میں اتفاق سے بالکل الگ ہو جاؤنگا۔ مگر اغلب کہ دوسری طاقتوں نے اسے اس شرط پر اصرار نہ کرنے پر راضی کر لیا
دو تین دن کے بعد انگلستان اڑ گئے کہ اگر ترکی کو تاوان جنگ کے ادا ہونے تک تھسلی کے کسی حصہ پر قبضہ دلایا گیا تو ہم اتفاق
سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اگر انگلستان ایسا کر گذرے تو محبان یونان کی مراد پوری ہو جائے۔ اخبار ڈیلی کرانیکل تو مدت
سے لارڈ سالسبری کو یہی مشورہ دے رہا ہے۔ یہ ریڈیکل پرچہ لکھتا ہے کہ اگر موجودہ حالت قایم رہی تو یونان جلدی روس
یا جرمنی کے اقتدار میں ہو جائیگا اور ہر دو صورتوں میں انگلستان کا اثر یونان و مشرقی یورپ سے بالکل زائل ہو جائیگا۔
اسلیے بہتر ہے کہ انگلستان اتفاق سے علیحدہ ہو کر بالکل آزاد ہو جاوے اور اپنی اغراض کی حفاظت کیلیے من مانی کارروائی کرے
جس میں وہ آجکل تینوں قیصروں کا محض غلام ہے۔ مگر لارڈ موصوف بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ غلامی ہی کئی مصیبتوں اور خطرات

اس ہفتہ ترکی اور روس میں بھی کچھ مغایرت سی پیدا ہونیکے آثار ظاہر ہو گئے ہیں لیکن یہ مغایرت غالباً عارضی ہوگی
سلطان المعظم نے گوزار کی محبت آمیز اور پرجوش ٹیلیگرام والی درخواست کو پچھلے ہفتہ بڑی خوشی سے منظور کر لیا تھا مگر اونکا
میلان زیادہ تر جرمنی کیطرف ہے۔ اونہوں نے قیصر کو تار بھیجکر اوسکی سابقہ دوستانہ صلاح و مشورہ کا ادا کیا ہے۔ اور آئندہ
کے لیے اس دوستانہ سلوک کے جاری رکھنے کی درخواست کی ہے۔ سلطان المعظم نے قیصر کو چند پرانی جرمن توپیں بھی جو
ترکوں نے مدت ہوئی (سلطان سلیمان و سلیم وغیرہ کے عہد میں) چھینی تھیں بطور تحفہ ارسال کی ہیں۔ علاوہ برین خود شرایط
صلح میں بعض امور ایسے ہیں جن سے جرمنی اور روس میں بگاڑ ہو سکتا ہے۔ جرمنی چاہتی ہے کہ جب تاوان جنگ معین
ہو جاوے تو یورپ اوسکی ادائیگی کا ذمہ لے اور یونان کے صیغہ مال پر اپنی نگرانی قایم کرے۔ روس اسکو پسند نہیں کرتا اوسکی علایا
میں کسی نے یونان سے قرض نہیں لینا اور اس لیے روس مجلس نگرانی کا ممبر نہیں ہوسکیگا مگر اوسکی یہ دلیل بے قیمت ہے اگر
روس نے بالاشتراک دوسری طاقتوں کے تاوان جنگ کی ادائیگی کی ذمہ داری کی تو وہ اس سے ممبری کا مستحق ہو جاویگا
روس کی ناراضمندی کی اصل وجہ یہ ہے کہ یونان کے قومی قرضہ کے مالک جرمن ہیں اور اس لحاظ سے مجلس نگرانی
میں انکا غلبہ ہر حال جاری رہیگا۔ روس اسکے مقابلہ پر تجویز پیش کرتا ہے کہ یونان کے تاوان جنگ کو میں اپنے تاوان جنگ
میں جو ترکی سے ۱۸۷۸ء کی لڑائی کی بابت ابھی باقی ہے محسوب کر لیتا ہوں۔ اگر دول یورپ اسے منظور کر لیں تو بھی
یونانی صیغہ مال کی نگرانی کے لیے مجلس مقرر کرنے کی تجویز سے اختلاف نہ ہوگا۔ روسی تجویز سلطان اور یونانیوں دونوں کو
پسند نہیں۔ سلطان نقد روپیہ پر اس بالمقابل بجا طور پر ترجیح دے سکتے ہیں۔ اور یونانیوں کو یہ گمان ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح تاوان
کی ادائیگی سے بچ رہیں گے۔ علاوہ برین وہ جرمنیوں سے شکر گذار ہیں مگر روس سے متنفر ہیں۔ صرف روس کو روپیہ ادا کرنا تو درکنار روس کا

مفروض ایک بٹنا گوارا نہیں کرتے۔

روس اور جرمنی میں سنا جاتا ہے اور بہی کئی باتوں میں نااتفاقی ہے۔ یہ نااتفاقی ایسی نہیں کہ ایک دوسرے کا امر کھلا مخالف ہو جاتا ہو جرمنی ایسی بیوقوف نہیں مگر اتفاق رائے ہونا بہی غالباً مشکل ہے اور یہ اختلاف اتفاق یورپ کو بالکل نکمہ کر دیگا خصوصاً مسئلہ کہ اس تازہ ترین صورت میں جرمنی کا طریق عمل معمہ سے کم نہیں ہے یا بظاہر تو وہ روس کے ساتھ شریک ہے اور باطن میں اپنی تجاویز و مقاصد کی تکمیل کرتا رہا ہے۔ ان تجاویز و مقاصد کا ہم کو علم نہیں کہ وہ کیا ہیں مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ اس بات کا ذریعہ یا انکا نتیجہ ہے کہ برلن اور قسطنطنیہ کی امپراطوری خاندانوں (یعنی قیصر جرمن اور سلطان المعظم) میں نہایت ہی بخت دوستانہ اتحاد و تعلق پیدا کیا جاوے جب سے موجودہ قیصر تخت نشین ہوئے ہیں وہ سلطان المعظم کے ساتھ دوستانہ مراسم پیدا کرنیکا سخت شوق ظاہر کرتے رہے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پرنس بسمارک روس کی نسبت ہمیشہ یہ کہتا رہا ہے کہ اگر وہ فرانس سے بڑھکر نہیں تو اوسکے برابر جرمنی کا دشمن ہو سکتا ہے کہ قیصر کا خیال یہ ہو کہ ٹرکی کو پہر مضبوط و توانا کر کے اپنے ملک کو روس سے بچانیکے لیے روس سے مزاحمت کا کام لے اور وہ ٹرکی کو مضبوط کرنے میں بہت کچھ کامیاب ہو گیا ہے۔ موجودہ ترکی فوج جسنے بہترین قابلیت جرمن جنگی اصول سے قواعد سیکہی و تربیت پائی اور اون کے زیر کمان ہے ایسا زبردست عنصر ہے کہ روس اپنی آئندہ کی جارحیہ تجاویز اور حکمت عملیوں میں اوسکو نظرانداز نہیں کر سکتا۔ اگر قیصر جرمن ابھی اور مدد کارروائی کر سکتے اور ٹرکی کا سیاسی اپنی رعایا کی معرفت ترکی تجارت مالی حالت اور صنعت و حرفت کو فروغ دے سکتے ہوں۔ اور وہاں کے مختلف محکموں کو پاشاؤں کے نکمہ انتظام سے نکالکر اونمیں برٹش کی دیانتداری ملکی عہدہ داروں کے اہتمام کو مروج کر سکیں تو سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ایسی مضبوط ہو جائے جیسی کہ کسی مضبوط سے مضبوط یوروپین قوم کی سلطنت کی ہے بہرکیف قیصر موصوف اپنی دہن میں لگے ہوئے ہیں اونسے ترکی فوج کی اصلاح کر دی ہے بیجا مداخلت فرنگ کے متعلق اپنی تجاویز کی تکمیل میں سر توڑ لگا ہوا ہے۔ اور آجکل وہ اسیطرح سلطان المعظم کا راز دار خفیہ راہنما حکیم اور دوست ہے جسطرح آرمنی مشکلات کیوقت روس تھا۔ اخبار سٹینڈرڈ کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکہتا ہے کہ جرمنی سلطان المعظم کو نہ صرف متفقہ یورپ کی خواہشات کا مقابلہ کرنے اور روس کی تقلید سے رہائی پانیکی تحریک کر رہا ہے۔ بلکہ ایشیا کوچک کی ریلوے لائنز اور قلعہ بندیوں میں مختلف نہایت کارآمد صلاحات اور اضافوں کی صلاح دیرہا ہے۔ ان اضافوں کا مدعا بادی النظری میں روس سے حفاظت کرنا معلوم ہوتا ہے (نامہ نگار جو کچھ قیصر جرمن کی امداد اور دوستانہ مروتوں کی نسبت لکہتا ہے وہ بیجا مبالغہ مائل تفریط ہے لیکن وہ قیصر موصوف کو ٹرکی کی صلاحات اور مضبوطی کا بانی مبانی بتلانے میں سخت غلطی پر ہے۔ ان تمام ترقیوں اور ٹرکی کی حیات تازہ کی روح رواں عبدالحمید ہی کی ذات والاصفات ہے اور وہی اس بڑہ کا ناخدا ہے قیصر جرمن اور دیگر ہواخواہان سلطنت بمنزلہ اعضا اور مویدین کی ہیں۔ ایڈیٹر)

قیصر حال ایسی علانیہ طور پر اور اصرار کے ساتھ اختلاف کیے ہے کہ ترک تک کہنے لگے ہیں کہ جرمنی دونوں ملکوں کے درمیان فیصلے میں ثالث بنے اور یہ کام بڑے استقلال کے ساتھ کر رہا ہے۔ روسی گورنمنٹ جرمنی کی اس آزادانہ روش پر ناراض بہی ہے

---

¹ قیصر سلطان المعظم کی ملاقات کی مختصر حالت ستمبر سلطنت عثمانیہ ہے اس تاریخ کے بعد مضبوط ہو کر قیصر قسطنطنیہ میں آئے۔

ناممکن نہایت ہی پیچیدہ اور نازک کام کو پورا کر رہی ہیں اپنی تمام ہمت صرف کر رہی ہیں۔ سٹینڈرڈ کا نامہ نگار پیرس سے رقمطراز ہے کہ ایم ہانوٹو کی تقریر
کے ان آخری الفاظ سے جن سے آیندہ کے لیے سخت خطرات کے اندیشے ظاہر ہوتے ہیں سامعین پر بڑا گہرا اثر پڑ گیا اور اون یہ یقین پیدا
ہو گیا کہ گو لڑائی ختم ہو گئی ہے مگر مشرق میں مصایب کی ہنڈیا ابھی کھول رہی ہے۔ نیویارک ہرلڈ کا خاص نامہ نگار جو ترکی فوج کے ہمراہ
تھا اس امر کے ماننے سے انکار کرتا ہے کہ ترکوں نے یہ گرانڈیل جنگی تیاریاں محض جنگ یونان کیلیے کی تھیں۔ ترک اسوقت کے بعد بھی
جبکہ صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ یونانی ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے مقدونیہ اور تھیسلی میں برابر فوجیں بھیجتے رہے حتی کہ فتح کے حقیقی معنی ہو جانے
کے بعد بھی ترکی نے اور ساٹھ ہزار سپاہی اپنی فوج میں بڑھا لیے اسوقت سالونیکا سے لیکر دوموکوس تک تمام ترک سپاہیوں کی
وردی سے نیلگوں نظر آ رہی ہے یعنی ملکی افواج کا ایک مسلسل دریا بہ رہا ہے جن کی تعداد جب کہ سب میدان میں پہونچ جاینگی
تین لاکھ مردان جرار ہوگی۔ ان کے علاوہ دو لاکھ سپاہی ریزرو میں بالکل تیار رکھے ہوئے ہیں کہ بشرط ضرورت فی الفور میدان میں پہونچ
جائے۔ نامہ نگار موصوف لکھتا ہے کہ یہ ہیبتناک اجتماع اور تیاریاں پچھلی جنگ کے جو ابھی ملتوی ہوئی ہے بالکل نا کافی ہیں۔ اس کا صرف
ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے یعنی کہ ترکی یورپ میں پھر اپنا سکہ جمانا چاہتی ہے تھیسلی کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتی [illegible]
کی جسطرح کہ ابھی یونان کو اون کی پرواہ نہ کرتے دیکھا ہے اوسکی مثال ہمیں گذشتہ تیس برسوں میں اس سے زیادہ نازک حالت یورپ میں کبھی نظر
نہیں آئی تھی۔ البتہ اگر سلطان کی ذاتی امن پسندی قیام امن میں موید ہو جائے تو تعجب نہیں مگر بدقسمتی سے ہر روز مسلمانوں کی روز افزوں
پرجوشی اور اون کی اون کوششوں کی خبریں آ رہی ہیں جو وہ خلیفہ کو دول کے مطالبات خاصکر دوبارہ تھیسلی کے قبول کرنے سے روکنے کیلیے کر رہے ہیں
یہاں انگلستان کے بعض دور اندیش جو زمانہ کی رنگ ڈھنگ کو بڑے غور و فکر سے دیکھتے رہتے ہیں۔ فاتح طاقت کی حیثیت میں سلطنت عثمانیہ کی غیر
مترقبہ حیات تازہ کی وجہ سے کل اسلامی دنیا میں ایک عام اور خطرناک جوش پھیل جانیکا اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں اور الجیریا میں فرانس کو جو مشکلات در پیش
ہیں انکو اسی عام جوش کا پیش خیمہ بتاتے ہیں۔ قسطنطنیہ سے سٹینڈرڈ کا نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ خواہ سلطان کی یہ محض نمایشی
ہو کہ ہم علانیہ کی پرجوشی کی وجہ سے دول یورپ کی خواہشوں کو پورا نہیں کر سکتے اور خواہ وہ واقعی اپنی رعیت کے خلاف منشا
کچھ نہ کر سکتے ہوں جیسی صلح کہ یورپ چاہتا ہے وہ سخت مشکل اور نہایت خطرناک پیچیدگیوں کے حادث ہونیکا اندیشہ کئے بغیر حاصل
نہیں ہو سکتی۔ ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ اسلامبول کا بیان ہے سلطان المعظم کو شبہ ہے کہ بعض مدبرین اسلامی جماعت کو یہ کہہ کر اکسا رہے
ہیں کہ سلطان مسلمانوں کے اغراض کی ٹھیک حفاظت نہیں کرتا اسی لیے سلطان دول یورپ کی معتدل اور نرم شرائط کو قبول
کر کے اپنے تئیں معرض خطر میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ مندرجہ ذیل واقعہ سے اگر وہ سچ ہے پتہ لگتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے دلی جذبات کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے
اعلیحضرت امیر المومنین اتوار گذشتہ (۲۳ مئی) کو اپنے مجروح سپاہیوں کو دیکھنے کیلیے محل یلدز کے متصل ہسپتال میں تشریف لیگئے حضور
کے صحن کے کمرہ میں داخل ہونے پر تمام سپاہی کھڑے ہو گئے مگر ایک سپاہی جو بہت ہی کمزور تھا فرش پر پڑا رہا جب اوسے اوٹھا کر کھڑا
کر دیا گیا تو خلیفۃ المسلمین نے اسکے قریب جا کر ارشاد فرمایا تیری سب سے بڑی تمنا کیا ہے۔ مجروح سپاہی نے جواب دیا خلیفۃ المسلمین کی درازی
عمر اور فتح و نصرت۔ اعلیحضرت نے ارشاد کیا۔ یہ تو تمکو ملنا ہی ہے کچھ اپنے لیے مانگو۔ اس پر سپاہی نے اپنے زخمی ہاتھ اوٹھا کر فوراً عرض کیا

"یہ ہاتھ اسلام کی شان قائم رکھنے میں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں تاکہ میرے بادشاہ میری التجا ہے کہ جو ملک اسطرح سے حاصل کیا گیا ہے وہ تیرے پاشا واپس نہ دیں" پاشا کی ادائے خالص جب قومی ادر جوش اسلامی کو دیکھکر امیر المومنین کا روئے مبارک زرد ہو گیا۔ اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔

وزیر اعظم نے جو رپورٹ خدمت سلطانی میں پیش کی ہے۔ اس سے بھی یوروپ کی خواہشات پوری ہوتی نظر نہیں آتیں خلیل رفعت پاشا صدر اعظم گذارش کرتے ہیں کہ کل دول یوروپ اسلام کی دشمن ہیں جو ٹرکی کو نیست و نابود کرنیکے لیے سازشیں کر رہی ہیں حضور ممدوح مسئلہ آرمینیا اور دیگر معاملات میں یوروپ کے مطالبات کو کامیابی کے ساتھ مسترد فرما چکے ہیں۔ اسیطرح تھیسلی کی بارہ میں اون کی خواہشوں کی پروا نکرکے اوس پر مستقل تصرف کیا جاوے۔ آخر میں وزیر موصوف بصورت نامنظوری درخواست استعفا منظور فرمائے جانے کی استدعا کرتے ہیں۔

انگریزی اخبار کا نامہ نگار ان واقعات پر اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سب بناوٹ ہو مگر آثار و نشانات اطمینان بخش نہیں ہیں پچھلے ہفتہ القیامات (مراعات) کی منسوخی پر بڑا زور شور ہوا تھا۔ اس ہفتہ اونکا کوئی نام نہیں لیتا اور کل گفتگو تھیسلی کی بابت ہی ہو رہی ہے۔ وانیا کر بعض اخبارات سرحد تھیسلی کی مجوزہ درستی کے متعلق بحث کرتے ہوئے ٹرکی کو معقول علاقہ ملنیکی سفارش کرتے ہیں۔ پیرس کے اخبار یونان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں مگر ساتھ ہی انگلستان کو ملامت کر رہے ہیں۔ کہ وہ ترکوں کی عارضی قبضہ تھیسلی پر کیوں ایسا مچلا جاتا ہے۔ سٹینڈرڈ پہلے دن سے دہائی مچا رہا ہے کہ ترکوں کو ایک انچ زمین نہیں دیجانی چاہیے۔ ڈیلی ٹیلیگراف (۲۸ مئی) سوال پوچھتا ہے کہ اگر ترک تھیسلی کو نہ چھوڑیں تو اون کو کون وہاں سے نکالیگا پھر خود ہی جواب دیتا ہے کہ اگر تمام طاقتیں متفق ہوگئیں تو چھوڑ دینگے۔ اگر انمیں اختلاف ہوا تو وہ نہیں چھوڑینگے۔

دول یوروپ تو ابھی ابتدائی بحث و مباحثہ میں گرفتار ہیں۔ اور ادہر ترک مدامی قبضہ کی تجاویز کو عمل میں لا رہے ہیں فوجی قبضہ پہلی ہی تھا۔ اب ملکی انتظام بھی کر لیا گیا ہے۔ اور عیسائی رعایا کو واپس آنے کی دعوت دیکر اطلاع دیگئی ہے۔ کہ اگر وہ جلدی آکر اپنی فصلیں درست کرینگے تو ترک اون کو کاٹ لینگے۔ یونانی وزیر اعظم فصل کی مالیت کا اندازہ اڑھائی کرور فرینک (یعنی تاوان جنگ کا سوا) لگاتا ہے۔ ترکی تو صرف دھمکی دے رہی ہے۔ بچے یونان اوس سے بھی زیادہ ہٹی نکلتے معلوم ہوتے ہیں۔ ٹائمز کو اس امر کا پختہ یقین ہے شاید خود مہمان یونانی انہوں نے اشارہ کر دیا ہوگا۔ ورنہ اون بیچارہ غریب کی سکت کہاں کہ چون و چرا کریں۔ ایڈیٹر سٹینڈرڈ کا جنگی نامہ نگار یونانیوں کی طفلانہ مزاجی۔ خام طبعی۔ اور خبط کی شکایت کرتا ہے کہ اس سے بڑھکر کیا سودا ہوگا۔ کہ وہ جنگ کے سرہو جانے پر سبق آموز بھی نہیں ہوئے۔ اتفاق یوروپ۔ تھیسلی۔ مقدونیہ۔ باقاعدہ فوج۔ مجاہدین۔ رفقا و معاونین۔ الغرض جتنی چیزوں پر اون کو سہارا تھا وہ سب شکستہ بکلی ثابت ہوئی۔ جو اٹلی اونکے ہاتھ میں چھوٹ گئی مگر اون کو اب تک اپنی فوج "ظفر موج" اور "ناقابل فتح" سمجھ رہے ہیں دیکھنا ہے وہ سب سمجھتے ہیں کہ ہم کیونکر ملک پا سکتے تھے۔ اون جنگوں میں یا کسی طرح کی تکلیف یا خسارہ برداشت کریں۔ مگر پھر بھی بعض واقعات کی سنگین منطق نے اونکی آنکھیں کھول دی ہیں۔ یعنی جمعیۃ انجمن جنکے پیچھے یہ سارا فساد تھا اون مصائب کا باعث ہوئی تھی

سخت لعن طعن کرتے ہیں۔

ایم ڈیلانی سابق وزیر اعظم اپنے اخبار ہیرو دیا میں انجمن مذکور پر الزام لگاتا ہے کہ اوسنے گورنمنٹ کو لڑائی پر مجبور کیا فوج کے نظام کو برباد کیا جنگ کے دوران میں سپاہیوں کو سخت سنگدلی سے تاخت تاراج کرایا اور اونہیں بیقاعدہ سپاہیوں کو گروہ مقدونیہ میں بھیجکر ترکوں کو اعلان جنگ پر مجبور کیا اور جب لڑائی شروع ہوئی تو اوس کے کارندوں نے کمسریٹ کو چٹ کر کے میدان جنگ کو پیٹھ دکھائی اور راستے میں وہ لوٹ مار کی جسکی دشمنوں سے بھی توقع نہیں ہو سکتی تھی تھسیلی کی رعیت کو انہوں نے برباد کیا اور ڈوموکوس کی ہزیمت کے بعد قیدیوں سے ملکر لامیہ کو اونہوں نے ہی تاراج کیا۔ گورنمنٹ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ انجمن کے دفتر کو ضبط کر لے مگر اس میں اسقدر بڑے بڑے مدبر بھی شامل ہیں کہ گورنمنٹ ایسا کرنیکی جرأت نہیں کر سکتی۔ اس خفیہ مفسد انجمن میں بدمعاش سے بدمعاش معزز سے معزز شامل ہیں۔ اسی نامہ نگار کی رائے ہے کہ یونانی تربیت یافتہ سپاہی نہیں اور ہمارے معیار کے مطابق اون کو کچھ سپاہی نہیں کہا جا سکتا سب نامہ نگار متفق القول ہیں کہ سر سے پاؤں تک بدانتظامی یونانی فوج کو گھیر چکی ہے اور افسروں کی ناقابلیت کے سامنے سپاہیوں کی ذاتی بہادری کچھ نہیں کر سکتی۔ نظام کا نام نہیں کمسریٹ بالکل مفقود اور کل مشین کے پرزے بیجوڑ ہیں میدان جنگ میں افسر صرف تیس ہزار فوج لیے تھے حالانکہ اسی ہزار یونانی فوج میدان میں موجود تھی۔ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار جو ترکی فوج کے ساتھ تھا اپنے ہمعصر ڈیلی نیوز کی زبانی جو یونانیوں کے ساتھ تھے تحریر کرتا ہے کہ جب ترک پندرہ سو گز کے فاصلہ پر آجاتے تھے تو یونانی اپنے مورچوں سے لڑکھڑانے لگتے تھے۔ اور جب ترک بارہ سو گز کے فاصلہ پر پہنچ جاتے تو یونانی اپنی معمولی فوجی حکمت عملی پر کاربند ہوجاتے (یعنی راہ فرار اختیار کرتے) السٹریٹڈ لنڈن نیوز کا نامہ نگار یونانیوں کی بہادری کی تعریف کرتا ہے مگر اسکی کوئی وجہ نہیں بتاتا کہ وہ ترکوں کو دیکھکر اپنے مضبوط مورچوں کو چھوڑ کر کیوں پیٹھ دکھا جاتے تھے۔ ٹائمز کا خاص نامہ نگار لکھتا ہے کہ گو جنگ ملتوی ہے اور یونانی تھرمو پائیلی کے نہایت دشوار گذار مورچوں میں محفوظ ہیں۔ مگر پھر بھی بلا وجہ ہر روز کوئی نہ کوئی رجمنٹ یونہی چونک اُٹھتی ہے اور افسر و سپاہی بے تحاشا بھاگ اُٹھتے ہیں۔ یونان کی بدقسمتی سے جو معاون ملے وہ اپنے سپاہیوں سے بھی بدتر نکلے۔ اطالین مجاہدین نے جو اسکی مدد کی جو یونانیوں کو مدت العمر فراموش نہ ہوگی۔ ترک جس شہر یا قصبہ میں داخل ہوتے تو فوراً شراب کی بوتلوں اور پیپوں کو توڑ ڈالتے تا کہ کوئی مسلمان شیطان کے اغوا سے اونکو منہ نہ لگا بیٹھے اسکے برخلاف اطالین مجاہدین دیکھنا کہ جنگ ڈوموکوس میں آچکے ہیں جب کسی شہر میں جاتے تو اونکا پہلا کام شراب خوری ہوتا۔ شرابیں لنڈھانے۔ دنگہ فساد کرنے عورتوں کی عصمت بگاڑنے تاخت و تاراج کرنے میں اونہوں نے کوئی کسر باقی اُٹھا نہ رکھی۔ اور لڑائی کی کیفیت یہ تھی پاؤں سر پر رکھکر رفوچکر ہو جاتے ہاں جب کوئی مفر نہ رہتا اور قابو آجاتے جیسا ڈوموکوس میں ہوا تو پھر کچھ تھوڑا نقصان کر دیتے۔ التوائے جنگ پر گورنمنٹ یونان نے انکے جتھے کو جو جہازوں پر بٹھا کر اٹلی کو واپس بھیجدیا ہے۔ جب انکی کسی جماعت کو چلے جانے کا حکم کہا گیا [illegible] سرکاری فوجی گودیوں سے تقریباً اسقدر ہلاک اور زخمی ہوئے جتنے کہ ترکوں کے ہاتھ سے ہوئے تھے ہتھیار رکھوائے جہاز تعینات کا نام نہ لیا جس وقت یہ لوگ لڑائی سے فارغ ہوتے تو یونانیوں میں لغو خیالات پھیلاتے ہیں۔ الحاصل انکے مشہور گیری بالڈی [illegible] کنندہ

کا بچہ اور نابینا تک اطالین پارلیمنٹ کا ممبر ڈی فیلائس بھی ان لوگوں کی شرارت سے تنگ آگیا جب آخر الذکر کو ایم ملیا نے اپنے دفتر میں بلاکر اوس سے درخواست کی کہ اب جہاں تک ممکن ہو اٹلی کو تشریف لیجائیے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے افسر کے حکم بغیر ایسا نہیں کر سکتا جب وزیر نے اصرار کیا تو ممبر صاحب نے برا بھلا کہنا شروع کئے اور وزیر موصوف کی بخوبی مرمت کرنیکو تیار تھے کہ پولیس نے اوس اطالین ممبر کو گردن سے پکڑا اور مدعیان آزادی کو اطالین جنگی جہاز پر سوار کر کے بیداد سے اونکی خلاصی کرائی۔

• فرانس کے شہر لائنز کا اخبار پیرس کے نامہ نگار کے حوالہ سے ترکی جنگی تیاریوں اور ارادے کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتا ہے کہ جو جنگی تیاریاں دولت عثمانیہ برابر کئے چلی جا رہی ہے اور جو موجودہ جنگ یونان کی ضروریات سے بہت بڑھا ہوا ہے ہمارے دل میں کوئی شک نہیں رہنے دیتیں کہ اوسکا ارادہ اس قوت عظیمہ کو اس جنگ سے علاوہ استعمال کرنے کا ہے۔ اعلیٰحضرت سلطان المعظم کی نسبت آجکل بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ممدوح نے مصر کو انگریزی قبضہ سے جو کہ عملی طور پر اپنے زیر اقتدار کرنا اور اون بلاد اسلامیہ عثمانیہ کو جو اون کے قبضہ سے نکل گئے ہیں پھر سلطنت کے ساتھ ملا لینے اور صرف زبانی ہی نہیں بلکہ بحیثیت خلیفہ مسلمین پختہ مصمم عزم کر لیا ہے سلطان المعظم کے اس منشا پر جب ہم جنگی پہلو سے نگاہ کرتے ہیں تو دنیا کے مستند ماہران فن جنگ کی نظر میں پاتے ہیں کہ وہ اپنا ارادہ پورا کرنے کے لیئے پوری جنگی طاقت رکھتے ہیں اور اونکی کامیابی میں شک نہیں دوسرا پہلو یہ ہے کہ کیا یورپ اونکو ایسا کرنے دیگا سو یقینی امر ہے کہ یورپ اون کو اپنے ارادہ کی تکمیل کی اجازت دیگا کیونکہ وزرائے انگلستان کی بیانکردہ سیاست عملی اور اونکے اس اعتقاد نے کہ جو ایک چیز ہمارے سامنے آجاوے قبضہ و تصرف کر لینے کا حق حاصل ہے یورپ کو اون سے آئندہ خاطر کر دیا ہے دنیا میں کوئی واقف کار معاملات جنگ ایسا نہیں ہے جس کو انگلستان کے تن تنہا دولت عثمانیہ سے جنگ کرنیکی صورت میں شکست اور ذلیل ہونے میں شک ہو یہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ انگلستان عرابی پاشا کی غیر قواعد دان فوج جنگ کو سینٹ جارج کے گھوڑوں (یعنی چھپن ہزار طلائی پونڈوں) کی مدد کے بغیر مغلوب نہ کر سکا اور جہاد عثمانیہ افسروں اور سپاہیوں جو اپنی توت و جمعیت سے دل و جان سے فدا ہیں ہرگز نہیں چل سکتا باقی رہا انگلستان فرانسیسی صورت میں انکے لئے سخت خطرات حادث ہو جاوینگے اور کل دنیا کے اجتماع سے بڑھکر خطرناک امر ہے وہ دینی جنگ کا شروع ہونا ہے پس اگر یہ شروع ہو بسا امر جنگ کا شرارہ پانچ یا چھ کروڑ مسلمانان ہند تک پہنچ جائے جسکا پہنچنا یقینی ہے (فرانسیسی اخبار نویس نے یہاں پر یہ کی اشاعت شروع کردی ہے بفرض محال اگر ایسا ہو بھی جائے۔ اور مسلمانان ہند نا وفاداری کی انتہائی حد تک پہنچکر بادشاہ وقت کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہی ہو جائیں۔ تو کیا اونکا اجتماع پانچ چھ کروڑ بھیڑوں کے ریوڑ سے زیادہ وقعت رکھ سکتا ہے اور جہلوں کا خاتمہ مشکل ہے۔ تو اسوقت انگلستان کیا کریگا؟ بس صرف مصر سے اوسکا قبضہ اوٹھ جائیگا بلکہ قریباً تمام مقبوضات بعیدہ بھی اور اسکا رعب و خوف کل دنیا سے زائل ہو جائیگا قصہ مختصر دولت عثمانیہ کی اہم جنگی استعداد کی جن کو اوسنے باوجود یونان کے ساتھ لڑائی ختم ہو جانیکے جاری رکھا ہوا ہے معقول تفسیر یہی ہو سکتی ہے جو یہاں کی گئی ہے۔ والسلام

• جناب سٹینڈرڈ کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ کل اسلامی دنیا (جس سے شاید ہندوستان کے مسلمان مستثنیٰ ہوں) ترکوں کی

خبروں سے جاگ اٹھتی ہے اور اگر ٹرکی کے ساتھ کوئی ناانصافی کیگئی تو اوسکا نتیجہ صلیبی بعد عرصہ دراز تک اپنا اثر دکھاتے رہینگے فرانس کو اپنی مسلمان رعایا کی پرجوشی معلوم ہو گئی ہے اور اسی لیئے وہ غالباً ٹرکی کے مطالبات کی کوئی زیادہ مخالفت نہیں کرے گا۔ اسی اخبار کا دوسرا نامہ نگار جون کے شروع میں قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ فرانس کو اوسکی مخالفت کیوجہ سے دربار روم میں علانیہ برا بھلا کہا جاتا ہے۔ ٹیونس الجزائر اور مراکو سے عرب شیوخ اتحاد و اتفاق قومی اور اخوت مذہبی سے متاثر ہو کر جوق در جوق اسلامی دارالخلافہ کو چلے آرہے ہیں۔ یہ مذہبی سازشیں کچھ عرصہ کیلیئے ملتوی ہو گئی تھیں۔ مگر ٹرکی کی فوجی طاقت ظاہر ہو جانے سے وہ پہلے سے زیادہ مستعدی سے شروع ہو گئی ہیں۔ یہ جوش متذکرہ بالا ممالک پر ہی محدود نہیں۔ بلکہ دوسرے مسلمان ملکوں میں بھی موجود ہو گیا ہے اور انہیں بھی ایسی یوروپین طاقتوں کی توجہ کو جو مسلمان رعایا رکھتی ہیں۔ ٹرکی سے ہٹانے کے لیئے ان مذہبی سازشوں کی گرم بازاری ہے۔

پرنس بسمارک نے اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ تھیسلی یونان کو ہرگز نہ واپس دلائی جائے۔ اگر ایسا ہوا تو بلگیریا سرویا وغیرہ بھی موقعہ ملنے پر ٹرکی کے مقابلہ پر کھڑی ہو جاوینگی۔ کیونکہ اون کو اطمینان ہوگا کہ شکست کھا جانے پر بھی ہمارا نقصان تو کچھ ہونا نہیں۔ بعض انگریزی اخبار قیصر جرمن کی دوستی کی موجبات میں سے چند یہ بتاتے ہیں کہ جرمنی کل عثمانیہ ریلوے کو اپنے اقتدار میں کرنا چاہتی ہے جس سے نہر سویز بالکل بیکار ہو جائے گی۔ اور مشرقی یوروپ اور کل ایشیا کی تجارت جرمنی کے ہاتھ میں چلی جائیگی۔ جرمنی سالونیکا سے ہندوستان تک جہازوں کی آمد و رفت کا سلسلہ قایم کرنیکی خواہشمند ہے وہ یونان کو اس لیئے ذلیل کر رہی ہے کہ موجودہ خاندان معزول ہو جائے۔ اور وہ جرمنی کی کسی ریاست کے شہزادے کو یونانی تخت پر بٹھلائے جس سے جرمنی کا اقتدار جنوب و مشرقی یوروپ میں اور بھی مستحکم ہو جائے۔ مگر یہ سب فرضی باتیں ہیں۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ انسان بالطبع خود غرض ہوتا ہے اور بمقتضائے فطرت جرمنی ٹرکی کی دوستی سے بہت کچھ فوائد حاصل ہونیکی توقع رکھتی ہے لیکن قیصر کی سچی محبت اور خالص رفاقت کو محض خود غرضی پر مبنی بتانا انسانی شرافت کا خون کرنا ہے۔

جنگ روم و یونان سے ظاہری اقتدار اور عظمت میں ترقی ہو جانے کے علاوہ ایک اور عجیب و غریب فایدہ بھی ٹرکی کو پہونچا ہے۔ یوروپ کی بعض ناعاقبت اندیش طاقتیں (نیک نیتی یا بدنیتی سے) اور بعض نمکحرام ترکی رعایا عرصہ سے یہ تقاضا کر رہی ہیں کہ ٹرکی میں پارلیمنٹری اصول کو حکومت میں داخل کیا جاوے۔ مگر اب اون لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہر ملکے و ہر رسمے۔ جو اصول لندن میں مفید ہو وہ بالضرور بغداد میں مفید نہیں ہو سکتا۔ اس اصول کی اون کو یونان کی طرز حکومت سے پوری تصدیق ہو گئی ہے۔ اُسے پارلیمنٹری حقوق ملے ہوئے ۶۵ برس کے قریب ہو گئے ہیں۔ مگر وہ ایسے غیر مفید بلکہ مضر ثابت ہوئے ہیں کہ ہمارے شیدایان آزادی اب اپنے منہ سے کہہ رہے ہیں کہ یونان کی طرز حکومت مطلق العنان کر دینی ضروری ہے ورنہ ملک کی کبھی اصلاح نہیں ہو سکے گی۔

فرانس کا اخبار موسومہ ڈیپی ماٹن (لفظی معنی علی الصبح) مورخہ ۱۱ مئی ایک مضمون بعنوان ”بیداری اسلام“ تحریر کر کے عیسائیوں کو

متنبہ کرتا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کو اور زیادہ مہلت دینگے اور اونکو فی الفور برباد نہ کرینگے۔ تو عنقریب کل دنیا کے مسلمان متفق ہو کر عیسائیوں
کو نیست و نابود کر دینگے۔ اخبار مذکور کی رائے میں عساکر عثمانیہ کی تازہ فتحیابی نے مسلمانونکو بیدار کرنیمیں بہت مدد دی ہے۔ لیکن
اس سے پہلے ہی مسلمان غافل نہیں تھے اونکی تعداد اور پولیٹیکل طاقت میں ہر وقت کچھ نہ کچھ ایزادی ہوتی رہتی ہے چنانچہ پچھلے
پچاس برسوں میں افریقہ کے وسط میں تین عظیم الشان اسلامی سلطنتیں قایم ہو گئی ہیں مہدی کی سلطنت سوڈان نیلی (
مشرقی سوڈان) میں سنوسی کی حکومت طرابلس الغرب کے نواح میں۔ اور رباح (غلام زبیر پاشا سابق مصری گورنر سوڈان) کی مملکت جھیل
چاڈ کے اردگرد۔ ان تینوں سلطنتوں کے ذریعہ افریقہ میں اسلام بسرعت تمام پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ رباح کا دار الخلافہ کوکا ہے اور
اُسکا مذہبی اقتدار تمام علاقجات خط استوا کی ویسی قوموں پر ہے اور اوسکے نائب کل ممالک ملحقہ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں
پہلی دونوں مملکتوں کا اقتدار ریاست وادی لائی (جسکا بادشاہ معہ رعایا تین چار برس ہوئے مسلمان ہو گیا تھا یہ سوڈان کے جنوب
میں واقعہ ہے) سے لیکر دار فور تک بالاستقلال قایم ہو چکا ہے۔ اور شیخ سنوسی کے جانشین جغبوب رئیس سنوسین کا اثر
ممالک الجزائر وغیرہ میں بدرجہ کمال سرایت کر گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ سنوسی مسلمانوں کو عیسائیوں کے برخلاف علانیہ فساد کرنیکی تلقین نہیں کرتے
مگر وہ مسلمانوں کا عیسائیوں کے ماتحت رہنا بھی پسند نہیں کرتے اور الجزائر وغیرہ کے مسلمانوں کو جو فرانس کے ماتحت ہیں۔
دار الحرب (یعنی ممالک کفار) سے نکلکر دار السلام (ممالک مسلمین) میں چلے جانے کی دعوت کرتے رہتے ہیں۔

عساکر عثمانیہ کی فتح سے دار الخلافہ عثمانیہ سے لیکر فیض (پایہ تخت مراکو) تک اور بغداد سے لیکر زنجبار تک اور کلکتہ سے لیکر ٹمبکٹو (
مغربی افریقہ میں جھیل چاڈ کے قریب بہت بڑا شہر ہے) تک تمام مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا ہے اور مسلمانوں کو خلافت عثمانیہ کی امداد
و اعانت کا اسقدر خیال ہو گیا ہے کہ اس برس شریف مکہ تک نے جو ہر سال باب عالی سے بیش بہا ہدایا اور انعام و اکرام پانیکا عادی ہو رہا
ہے تحفے لینے سے انکار کر دیا کہ یہ روپیہ بھی سلطنت کی تقویت پر خرچ ہو۔ اسیطرح ٹریپولی (طرابلس الغرب) ٹیونس۔ الجزائر۔ مراکو اور مصر
کے مسلمانوں میں بھی سلطنت علیہ کی معاونت کرنیکے لیئے زبردست تحریک شروع ہو گئی ہے۔

الغرض اخبار مذکور اسطرح کے بہت سے واقعات گن کر جنکو وہ بیداری اسلام کی وجہ ثبوت میں پیش کرتا ہے۔ عیسائیوں کو مندرجہ بالا
نصیحت کر کے دنیا کو اپنی بے تعصبی امن پسندی اور ہمدردی بنی نوع انسان کا ہی ثبوت نہیں دیتا بلکہ ظاہر کر رہا ہے کہ تعصب مذہبی کا مرض
ناہنجار فقط اینگلو انڈین اخبارات ہی کے شامل حال نہیں ہے۔ اور وہی عیسائیونکو مسلمانوں کے برخلاف بھکانے میں مشاق نہیں
بلکہ کل عیسائی اخبار نویسوں کی یہی کیفیت ہے۔ اور ان ناعاقبت اندیشوں سے سخت اندیشہ ہے کہ وہ ہر وقت یہی باتیں سناتے
رہنے سے ایکدن عیسائیوں اور مسلمانوں کو آپس میں بھڑا کر رہیں گے ہاں خداوند کریم اگر اونکو بر وقت ہدایت عطا کر دے تو دوسری بات ہے

پیرس کا اخبار الطان تحریر کرتا ہے کہ "یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ جبسے اعلیحضرت سلطان عبدالحمید خان تخت خلافت پر
رونق افروز ہوئے ہیں وہ مسلمانوں کی جمعیت کو یکجا کرنیمیں ساعی ہیں۔ اور اوسی نے ایشیا اور افریقہ کے کل مسلمانوں اور اون کے درمیان
رابطہ و اتحاد قایم ہو گیا ہے۔ اسوقت حضور ممدوح کے گرد مہتیں مسلمانوں کے بیشمار معززین اور علما موجود ہیں اور نیز مراکو۔ ترکستان

اور ہندوستان کے باشندے بھی ہیں۔ اور جماعت مذکور اپنے ہم وطنوں کو یہ ذہن نشین کرانیکی کوشش کرتی رہتی ہے کہ دولت علیہ کل روئے زمین کی طاقتوں سے زبردست اور مضبوط ہے۔ مسلمان صبر سے کام لیکر منتظر رہیں۔ اونکو آزادی دلانیوالی یہی سلطنت ہوگی پچھلے دنوں حضرت جلالتمآب نے ایک اسلامی مجلس منعقد کی تھی جس میں کل آباد دنیا کے مسلمانوں کے نایب موجود تھے"۔

اسکے بعد وہ مفروضہ مظالم آرمینیا وغیرہ سے سلطان کے مذہبی اقتدار کی مضبوطی کا استدلال کرکے عیسایان عالم و دول یورپ کو ملامت کرتا ہے کہ اونہوں نے اس ایماندار اور قیام امن و امان عالم کے مدعی اخبار کی نصیحت کو قبول کرکے ابتدا ہی میں مسلمانوں کی ایسی تحریک کو کیوں نہ روکدیا۔ اور شروع میں ہی شرائط صلح کو مقرر کرکے سلطان کو انکو ماننے پر کیوں نہ مجبور کیا کہ آج وہ اس طرح بحیثیت فاتح زبردستوں ایسی گفتگو کرکے اپنا سکہ اور زیادہ اسلامی دنیا پر نہ بٹھا سکے۔

فصل ۱۷۱ ہفتادم

سر ایشمیڈ کی لاریسہ سے روانگی و گرفتاری

سر موصوف لکھتے ہیں: ہم تاریخ ۱۲ مئی دوشنبہ کی صبحکو آخری مرتبہ لاریسا سے روانہ ہوئے میں اس امید سے کہ سات بجے روانہ ہوجاؤنگا۔ ساڑھے پانچ بجے بیدار ہوا۔ لیکن اسباب باندھنے اور اون چھوٹے چھوٹے معاملات کے انصرام میں جو ہمیشہ عین روانگی کے وقت سر اٹھاتے ہیں اتنی دیر ہوگئی کہ ہم ساڑھے نو بجے سے پہلے نہ روانہ ہوسکے ہم تیار ہوئے تو ہمارے اسکورٹ کے چاروں سوار ابھی تک نہ آئے تھے جنکو رؤوف بک بمشکل تلاش کرکے جمع کرسکا اسطرف سے اطمینان ہوا تو اب اپنے انگریز نقادوں سے الوداعی صاحب سلامت کرنا باقی رہا تھا۔ مسٹر اور اون کرشاف سے ہم رات کو رخصت ہوآئے تھے۔ مسٹر بکھم اور ویلڈن پیدل ہمیں رخصت کرنے آئے اور نہایت تپاک سے ملے مسٹر گرین اور سٹیونس دین سوار الوداع کہنے آئے۔ ان انگریز نامہ نگاروں سے جو ترکی فوج کے ساتھ تھے بڑھکر ملنسار خوش طبع اور شریف انسانوں کا دستیاب ہونا آسان نہیں۔ غیر ملک میں ایک ہی قوم کے افراد میں ایسی جلدی مودت و موانست پیدا ہوجاتی ہے کہ اُسے دیکھکر بلاشبہ حیرت ہوتی ہے ہم اپنے دوستوں سے بلا مبالغہ دلی تاسف کے ساتھ جدا ہوئے۔ مسٹر گرین اور سٹیونس کا منشا کچھ دور ہمارے ساتھ چلنے کا تھا۔ اور اسی لیئے غالباً وہ سوار ہوکر آئے تھے۔ مگر ہمارا راہبر جی شہر سے نکلکر غلط سڑک پر ہولیا۔ اور بنا بریں وہ ہمیں نہ ملسکے۔

چلتے چلاتے پونے دس ہوگئے۔ ہماری جماعت ان پر مشتمل تھی۔ ایس۔ مین۔ رؤوف بک۔ اردلی کے چار سوار۔ اور ینیظیہ کا آمد ترجمان محکمہ پولیس الیا ایک راہبر بھی ساتھ تھا۔ جسپر ہمارا اسباب تھا بظاہر وہ نہایت سالخوردہ اور بوسیدہ سا نظر آتا تھا۔ مگر ساری مسافت اوس نے بخیریت طے کی حالانکہ سڑکیں ایسی خراب تہیں کہ کوئی یوروپین نئی گاڑی بھی انپر بمشکل سلامت رہتی۔ یا کم از کم ایسی اچھی طرح خدمت نہ دیسکتی +

وادی تمپہ — چار گھنٹوں کے پر صعوبت سفر کے بعد جس میں گرمی سے بہت تکلیف ہوئی ہم دو بجے موضع بابا
میں جو وادی کے دہانہ پر ہے پہونچے۔ وہاں کے باشندے ہمیں دیکھکر بہت خوش ہوئے اور ہمارا شکریہ ادا کیا کہ ہمنے مشیر
درخواست کرکے ڈاکوؤں سے اون کی حفاظت کے لیئے نظام فوج کا دستہ بھجوایا۔ بابا سے ہم ساڑھے تین بجے روانہ
ہوئے۔ خوبصورت وادی میں سفر بڑے مزے سے کٹا۔ سڑک جو چنداں عریض نہیں دریا پنی اسکے برابر جاتی ہے دریا کا نام
جو تھیسلی کے درمیان سے اوسا کے سر بفلک اور عمودی چٹانوں کے بیچوں بیچ وادی میں داخل ہوتا ہے یہاں بہت تیزی
اور جوش کے ساتھ بہتا ہے اور اوسکی دونوں طرف پہاڑ مینار کیطرح بادلوں تک چلے گئے ہیں دونوں کنارہ پر درختوں
کی خوشنما قطاریں کھڑی ہیں۔ اور جابجا سرسبز مرغزاریں منظر کی یکرنگی کو دور کرکے اوسکی دلفریبی کو بڑھا رہی ہیں ٭

امیلاکی — قصبہ امیلاکی سے آگے وادی میں آبادی زیادہ نہیں یہ اس ضلع کا سب سے بڑا شہر ہے دنیا میں اور
بہت ہی کم شہر ایسے محفوظ یا دلفریب موقع پر واقع ہیں۔ وہ وادی تمپہ کی دائیں یعنی جنوبی جانب کی چٹانی پہاڑی کے
عین چوٹی کے قریب ایک چھوٹی سی سطح مرتفع پر جو آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ آباد ہے متصلہ دیہات کی عورتیں
اور بچے جبتک کہ اون کو ترکی فوج کی خوش اطواری کیطرف سے اطمینان نہ ہو گیا یہیں پناہ گزین رہے تھے۔ ہمیں ایسے دلچسپ اور
دلفریب شہر کو نہ دیکھ سکنے کا بہت افسوس ہوا وقت تنگ ہو رہا تھا اور ابھی بہت فاصلہ طے کرنا باقی تھا جنوبی سرے کیطرف وادی تمپہ زیادہ
فراخ ہو گئی ہے اور وہاں اسکا منظر بھی نسبتاً بہت لطیف اور خوشنما ہو گیا ہے۔ درہ کی چوٹی سے دریا کا نظارہ عجب
دلکش دکھائی دیتا ہے جو نشیب میں ایک جھیل بناتا ہوا آگے بہتا ہے۔ یہ جھیل چاروں طرف سے کمال سرسبز مرغزاروں اور
صنوبر کے درختوں سے گھری ہوئی ہے اور اوسکا منظر ہو بہو انگلستان کی جھیلوں کیطرح درخشان و فرحت بخش اور گوناگون
ہے بلکہ اونپر یہ فوقیت رکھتا ہے کہ یہاں کا مطلع عموماً شفاف اور بے ابر ہوا صاف و بلا غبار رہتی ہے —

ہم ٹیمپی اسکے پلیر ساڑھے پانچ بجے کے قریب پہونچے یہاں وادی اور بھی فراخ ہو گئی ہے اور سرسبز و فرحت بخش مرغزاروں کا سلسلہ
دور تک چلا گیا ہے۔ انپر بیشمار مویشی اور بھیڑیں چر رہی تھیں۔ اور کئی کھیت بنجگی کے قریب کھڑے تھے پل کو شکستہ دیکھکر
ہمارے اوسان خطا ہو گئے پچاس ایک ترکی سپاہی دیہاتیوں کو لیکر ملبہ کو آہستہ آہستہ ہٹا رہے ہے اور پل کی
یونہی برائے نام مرمت کر رہے تھے مگر گھوڑے اوسپر بالکل نہیں گذر سکتے تھے۔ گاڑیوں کا تو کیا ذکر ہے۔ صرف نہایت
چالاک اور پھرتیلے پیادہ پا مسافر تیرتے ہوئے ملبہ کے ایک ڈھیر سے دوسرے ڈھیر تک چھلانگیں مارتے جانے سے دریا
کو جو نہایت تیزی اور جوش و خروش سے بہہ رہا تھا عبور کر سکتے تھے۔

یونانی دیہاتیوں نے جو عثمانیہ سپاہیوں سے خوب گھلے ملے نظر آتے تھے ہمیں بتایا کہ ساغیسی میں ہمیں بآسانی کشتی مل جائے
گی یہ گاؤں دریا کے جنوبی کنارہ پر اور دو گھنٹوں کی مسافت پر آگے تھا۔ لاریسا۔ پلاٹا مونا کی سڑک اس پل سے گذرتی ہے
جو اب ٹوٹا ہوا تھا۔ پلاٹا مونا۔ اوسی سڑک کر رستہ پل سے دو ایک گھنٹوں کی مسافت پر شمال مشرق کیطرف نہایہ ساحلی سڑک پر پہلا

ترکی قصبہ ہی ساعنیسی سے پلاٹا مو براہ سمندر دس بارہ میل ہے اس رستہ دریا بنی اسکے یہانسے گذر کر ادہر جانا پڑتا ہے۔

ایک خوبصورت یونانی دوشیزہ

ساغیسی کی سڑک بہت بری حالت میں تھی۔ اکثر جگہ ارابہ کا چلنا تقریباً محال تھا سڑک کیحالت سے صاف واضح ہو رہا تہا کہ یونانیوں نے پسپائی کے وقت عمداً اوسے جابجا توڑ دیا تھا۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز تھا ہم کئی بہت بارونق دیہات کے پاس سے گذرے جنکے سب باشندے اپنے اپنے مکانوں میں موجود تھے۔ مرد ترکی ٹوپی والوں کی جماعت کو آتا دیکھکر عموماً سڑک سے ایک طرف ہو جاتے مگر عورتیں حسب معمول ایسی باادب نہ تھیں۔ نہ اونکو مردونکا ایسا خوف تھا اونمیں سے اکثر ہمیں دیکھنے کے لیئے گھروں سے دوڑتی ہوئی نکلکر یا کانے اپنے دروازوں یا سڑک پر کھڑی ہو جاتیں سڑک کے اوپر ایک کہیت میں ایک خوشنما مکان کھڑا تھا۔ ایک نہایت ہی خوبصورت یونانی لڑکی اندر سے نکل کر اوسکے دروازہ پر کھڑی ہوگئی اور بطور نشانِ سلام و خوش آمدید ہماریطرف رومال ہلاتی رہی۔ کل تحصیل میں ہمنے صرف یہی ایک خوبصورت عورت دیکھی۔ مگر ہمیں جلدی تھی اور تاریکی شروع ہوگئی تھی ہم اوس سے بات چیت کرنے کے لیئے نہ ٹھیر سکے ہماری پاس سے کئی ایسے مرد گذرے۔ جو بقول رؤف بک سپاہی رہ چکے تھے انمیں ایک ایسا خوب صورت اور سجیلا بانکا تھا کہ میں نے ویسا خوب صورت اور کسی یونانی کو نہ دیکھا۔ وہ ٹوپی کو فوجی آن بان سے سر پر دئے خوب اکڑتا ہوا پاس سے گذر گیا میرے ترک رفقا کو شاید اوسکی اکڑ پسند نہ آئی ہو مگر میں اوسے دیکھکر بہت خوش ہوا۔ کہ بارے میں نے ایک یونانی تو ایسا دیکھا جسکا انداز بہادرانہ تھا۔ اور جس کی شکل سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑ سکتا اور لڑنے پر تیار ہے۔

دیہات اور جنگل میں سور بافراط تھے جنکو دیکھکر رؤف بک اور سوار بہت ناک بھوں چڑہاتے رہے یہ ناپاک جانور دیکھکر طبعاً ہر مسلمان کو نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ آغاز محاربہ کے وقت سے ہماری تیئن متحمل مزاج لفٹنٹ نے کبھی پہلے اب کیطرح اپنی پیشانی پر بل نہیں پڑنے دیا تھا۔ اور نہ وہ کبھی بیحوصلہ ہوا تھا۔ نفرت و تنفر ظاہر کرنیکے لیئے اوسنے طرح طرح کی حرکتیں کیں کبھی ناک بھوں چڑہاتا کبھی تھوکتا اور کبھی کھانستا اور کبھی گویا ان غلیظ جانوروں کی بو کو دماغ سے خارج کرنے کے لیئے ناک صاف کرنے لگجاتا۔ ایلیا کو یہ دیکھکر خاص دل لگی ہاتھ آگئی۔ رستہ میں جونہی اوسکو کسیطرف خنزیر نظر آتا وہ خواہ مخواہ رؤف بک کی اوسطرف توجہ کرا دیتا۔ اور ہر نئے سور کو دیکھکر رؤف بک پر پھر وہی کیفیت از سر نو طاری ہو جاتی۔ یہ دیکھکر ایلیں ہنسنے لوٹ جاتا اور ایلیا بھی بظاہر تیں رکھکر خوب مزہ لیتا۔ وہ کل عالمی مذہب رکھنے والا آدمی تھا۔ اگرچہ وہ سور کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن بھوکہ رہنے کی بجائے بلا تامل اوسکا گوشت کھا جاتا۔ رؤف بک میرے خیال میں بھوک سے مرجانا قبول کرتا۔ مگر اس ناپاک چیز کو کبھی ہاتھ تک نہ لگاتا۔

باشندگان زغیسی

زاغیسی (دچاکسی) ہم پونے آٹھ بجے پہونچے۔ اوسوقت شام پڑ چکی تھی۔ شہر آدمیوں سے بھرپور تہا۔ جو ہمارے گرد جمع ہوگئے مگر مقامی حکام کا کہیں پتہ نہ تھا میں نے دریافت کیا کیا یہاں کوئی یونانی حاکم ہے؟ جواب ملا نہیں اعلی حاکم ایک ترک ہے جو ایک گھنٹہ کے فاصلہ پر وادی کے بالائی حصہ میں رہتا ہے میں نے کہا پلاٹا مونا جانے کے لیئے ہمیں ابھی ایک کشتی چاہیئے۔ رؤف بک اور سواروں کو اون یونانیوں کی کثرت

تعداد سی جو ہماری گھوڑوں کے گرد جمع ہوگئی کسیقدر تردد سا پیدا ہوگیا۔ ایلیا جو یونانی جانتا تھا کشتی بہم پہنچانے کے معاملہ میں مصروف ہوگیا۔ ہم ایک کھلے قہوہ خانہ میں چلے گئے۔ اور وہاں روٹی قہوہ اور کچھ شراب پی۔ تمام باشندے قہوہ خانہ میں امنڈ لئے۔ اور ہمارے گرد اگرد بیٹھکر ہمیں اسطرح جیسے گھورنے لگ گئے کہ گویا ہم اونکی نگاہوں میں عجیب الخلقت جانور تھے:۔

آخر چند آدمیوں نے کشتی بہم پہنچانا منظور کرلیا۔ رات سخت تاریک تھی۔ گھاٹ تک ہمنے اسباب بمشکل پہونچایا۔ چار نوجوان اہل وطنوں نے جنکا باپ یہاں آباد ہوگیا تھا خود بخود بلا درخواست ہمارا اسباب کشتی تک پہنچا دیا۔ پھر رودف بک اور اپنے وفادار سواروں سے آخری صاحب سلامت کرکے جو اتنا عرصہ ہمارے ساتھ رہے تھے ہم کشتی پر سوار ہوگئے۔ رودف زیلا ٹامونا تک ہمارے ساتھ کشتی پر جانا چاہتا اوسے خیال تھا کہ اوسے ہم پاشا کی ہدایات کیمطابق کم از کم ہمیں دوسری ترکی چوکی تک بخیریت پہونچا دینا اوسپر واجب ہے مگر ہمیں نے سواروں کو ایسے گاؤں میں جہاں یونانی بکثرت آباد تھے اور وہ ترکوں کے کوئی ایسے دوست نظر نہ آتے تھے اکیلا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔ ایسی جگہ دونوں میں سے کسی فریق کا زیادتی پر مائل و آمادہ ہوجانا بعید از قیاس نہ تھا بنابریں ہمنے رودف کو ساتھ لیجانا منظور نکیا اور اوسے نصیحت کی کہ اگر گھوڑے اسقدر مسافت طے کرسکیں تو وہ رات گاؤں میں نہ ٹھیرے۔ بلکہ شکستہ پل کو جہاں ایک ترکی دستہ مامور تھا ہٹ جائے۔ رودف بک بڑا خوش نصیب تھا کہ ہمارے ساتھ نہ آیا۔ کیونکہ ترکی فوجی افسر ہونیکی وجہ سے وہ جا بنا اسیر جنگ تصور ہوتا۔ بعد میں ہم نے سن لیا کہ وہ اوسی رات پل کو ہٹ گیا۔ اور اسطرح ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ رہا:۔

جہاز پر رات کشتی خاصی جسامت کی تھی۔ اور چپوں سے چلائی جاتی تھی۔ ہمیں نے اوسی پر پلا ٹامونا جانیکا عزم کرکے کشتی والوں کو لئے حتی الامکان تیز چلائے چلانے کی تاکید کی۔ مگر اونہوں نے کہا کہ ہم تمہیں ایک چھوٹے سے دو مستول بادبانی جہاز پر پہونچا کر واپس ہٹ جائیں گے ہمنے اون کو اس عزم سے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن بیسود۔ پھر سمجھا یا کہ آندھی بالکل نہیں۔ اور ہم دو تین گھنٹوں میں بآسانی یہ فیصلہ طے کرلینگے۔ ایلیا نے کہا یہ بالکل ناممکن ہے۔ سمندر خطرناک ہے اور ہمیں بالضرور جہاز پر جانا چاہیئے۔ رات کی تاریکی اور یونانی ملاحوں سے گفتگو نہ کرسکنے کی وجہ سے میں بالکل بے بس تھا اور مجبوراً جہاز پر سوار ہوگیا۔ ہمیں بعد میں جسقدر صعوبتیں اور تکلیفیں پیش آئیں وہ سب اسی غلطی کا نتیجہ تھیں۔ ایلیا کی نسبت ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بحری سفر کا عادی نہ تھا اور سمندر سے بہت ڈرتا تھا بنابریں اوسنے ایک چھوٹی سی کشتی پر جہاز کو بدرجہا زیادہ ترجیح دی۔

اہل جہاز کی نسبت بھی بعد میں تقریباً یقینی امر ہوگیا کہ وہ ہمکو گرفتار کرنیکی سازش میں شامل تھے۔ جب ہم نا غیبی پہونچے اوس وقت سمندر میں کسی یونانی جنگی جہاز کا نام و نشان نہ دکھائی دیتا تھا۔ مگر غالباً خاص قاصد ساحل کے کنارہ کنارہ قریب ترین یونانی جہازات کو ہماری آمد و روانگی کی خبر پہنچانے کے لیے بھیجدیئے گئے اور اس اطلاع کا وہ نتیجہ ہوا جو آگے مذکور ہے جہاز کے بادبان کھول دیئے گئے مگر ہوا اسقدر تیز نہ تھی کہ جہاز کچھ معقول حرکت کرسکتا۔ ایلیا نے تو تمک پر ہمارے لیٔ اولے تسید سے بستر بچھادیئے اور ہم تینوں جس ہیئت میں تھے اوسیطرح کپڑوں سمیت لیٹ گئے۔ میں اور آلیس دوش بدوش اور ایلیا ہمارے قدموں

کیطرف لیٹا۔ مجھے یونانی ملاحوں پر پورا اعتبار نہ تھا۔ بنا بریں ہمنے اپنے پستولوں کو نکالکر پاس رکھ لیا کہ ضرورت کیوقت اون سے فی الفور کام لیا جاسکے۔ ایلیا نے جاگتے رہنے کا وعدہ کیا مگر وہ اور آلیس جلد خوب میٹھی نیند سوگئی جسپر مجھے پہرہ کا کام دینا پڑا میں کبھی اونگھنے لگ جاتا اور کبھی آنکھیں کھول لیتا۔ تمام رات جہاز چلتا رہا پانی کی لہریں خاصی تیز تہیں مگر ہوا بہت کم تھی۔ آدہی رات کے بعد سخت سردی پڑنے لگ گئی جس نے مجھے پہر نہ سونے دیا جب صبح ہوئی تو مینے کلمہ شکر پڑہا مگر جب کسیقدر روشنی تیز ہوئی تو میں یہ دیکھکر ہکا بکا رہ گیا۔ کہ گو ہم چھ میل کا فاصلہ طے کر آئے ہیں۔ مگر ہیں ابہی کم و بیش زانیسی کے ہی سامنے۔ اور کہ پلاٹاموناؔ اور اوس کا سفید مربع قلعہ جسپر پندرہ دن ہوئے یونانیوں نے فضول گولہ باری کی تھی جہاز دماغ کیطرف سے ہمسے ابہی آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مینے ایلیا کو جگا کر کہا کہ مناسب ہوگا کہ ہم اوس کشتی پر جو جہاز کے پیچھے بندہی چلی آتی ہے سوار ہو جائیں اور اوسے کھیتے ہوئے پلاٹامونا جا پہونچیں مگر ایلیا نے اس تجویز کو خطرناک قرار دیکر مسترد کر دیا۔ میں شاید اوسکی مخالفت کی پروا نہ کرتا مگر جب دیکھا کہ کشتی پر ہم تینوں تو سوار ہوسکتے ہیں مگر اسباب رکھنے کی اوسمیں جگہ نہیں تو مینے بھی یہ ارادہ ترک کر دیا۔ یونانی ملاحوں نے دو چپو نکالکر بظاہر جہاز کو اون سے بھی چلانیکی کوشش شروع کردی لیکن جب جہاز کی رفتار میں کوئی فرق دکہائی نہ دیا تو ایک چپو میں نے خود پکڑکر کھیسنا شروع کر دیا اور سطرح پانچ گھنٹوں کی محنت و کوشش سے ہم پلاٹامونا کے خاصے قریب پہونچگئے اور وہ صرف دو اڑہائی میل کے فاصلے پر رہ گیا

اوسوقت دس بجے کا عمل تھا کہ جہاز کے یونانی ناخدا نے کہا مینے دو جنگی جہاز ساحل کے برابر زانیسی کو جاتے دیکھے ہیں ہمنے نہایت غور سے اودہر دیکھا مگر کوئی جہاز دکہائی نہ دیا۔ لیکن ایک گھنٹہ بعد سچ مچ تین جنگی جہاز نمودار ہوگئے جن میں سے دو سیدہے ہمارے جہاز کی طرف چلے آرہے تھے۔ یونانی ملاحوں نے کہا یہ اطالین جہاز ہیں۔ یونانی نہیں یہ ہمیں ہوکا دینے کیلئے کہا گیا تا کہ ہم کشتی پر سوار ہوکر چابزنہ ہو جائیں لیکن اونکا یہ اندیشہ غلط تہا ان جہازوں میں ایک تارپیڈو کشتی تہی اور یہ ظاہر ہے کہ ان کشتیوں کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے۔ دوم وہ ہمسے دو میل سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھے اور اگر ہم کشتی پر بہاگنے کی کوشش بہی کرتے تو اون سے نہیں بچ سکتے تھے مزید برآں وہ ہمیں گرفتار کرنیکا کوئی استحقاق نہ رکھتے تھے اور ہم ساحل کے کنارہ کنارہ سفر کرنیکا کامل اختیار رکھتے تھے ہم غیر مصاف کنندہ اشخاص تھے اور کسیطرح حیات کے ضوابط کی ہمنے خلاف ورزی نہیں کی تہی۔ علاوہ بریں تب تک ساحل کے بحری محاصرہ کا اعلان نہیں ہوا تھا۔

یونانی جہاز احاطہ کرلیتے ہیں

جنگی جہاز بسرعت بڑہے آرہے تھے ساڑہے گیارہ بجے سب سے اگلا جہاز جو ایک پرانی قطع کا بڑا اگنبوٹ تہا ہمارے جہاز کو کہڑا ہو جانے اور بادبانوں کو نیچا کر دینے کا حکم دیا ہمارے جہاز کے ناخدا نے اس حکم کی فی الفور تعمیل کر دی۔ جسپر اگنبوٹ کی کپتان نے ہم سب کو اوسپر چلے آنیکا حکم دیکر ہمارے لے جانے کے لیئے دو کشتیاں مسلح ملاحوں سے بہر پور ہمارے جہاز کے پاس بہیجدیں ہمنے جانیسے انکار کر کے کپتان کو فرانسیسی میں کہا ہم غیر مصاف کنندہ ہیں اور براہ سالونیکا انگلستان کو جا رہے ہیں اور ہمیں اپنے سفر کو جاری رکھنے کا پورا پورا استحقاق حاصل ہے

اسمیں کلام نہیں کہ ہماری ساتھ وردی اور ترکی ٹوپی پوشش ترکی پولسمین کی ہونیکی وجہ سے ہماری گرفتارکنندگان کو دشمن
ہماریطرف سے شبہ پیدا ہوجانا فطری امر تھا۔ یونانی طبعاً نہایت شکی مزاج ہیں۔ اور بعض اوقات اسبارہ میں بچوں سے بھی بڑھ
جاتے ہیں آلیس اور مینے صبح کو گرمی کیوجہ سے جو سمندر پر میدان سے زیادہ تکلیف دہ تھی ترکی ٹوپیاں اوتار کر جوڑی فرنگیانہ
ٹوپیاں پہن لی تھیں۔ بحث آدہ گھنٹہ ہوتی رہی۔ اور دو رہنوالا یونانی جہاز کل توپیں اور تارپیڈو کی نالیاں ہماریطرف سیدہی
کئے ہوئے ہماری گرد چکر لگاتے رہے اور کپتان اور اوسکے ماتحت افسر کبھی ہماری منت سماجت کرتے اور کبھی دہمکیاں دیتے رہے ملاح
ہمارے جہاز کے خزانہ کا تختہ اوٹھاکر نیچے اُتر گئے ہمارا اسباب وہاں غلہ پر رکھا ہوا تھا جب اونہوں نے گراس پر انفیلین اور یونانی لوارین
جو آلیس نے البانویوں سے خرید کی تھیں وہاں دیکھیں تو نہایت آشفتہ خاطر ہوگئے اور اس قسم کی اور چیزیں ملنے کی توقع
سے ہرطرف غلہ میں سنگینیں گاڑنے لگ گئے مینے اپنا پروانہ راہداری یونانی افسر انکو معاینہ کرنیکے لئے بھیجکر کہا کہ میں پارلیمنٹ
کا ممبر ہوں۔ آلیس اور آلیا نے مجھے یونانی اگنبوٹ پر چلے جانے کیلئے بہتیرا سمجھایا اور کہا کہ مقابلہ ناممکن ہے مگر مینے نہ مانا اور کہدیا
کہ اپنی مرضی سے کبھی نہ جاؤنگا۔ جبراً لیجائیں۔ گرفتارکنندہ اگن بوٹ کا بھی وہی نام تھا جو اوس دریا کا تھا جسکی پل کے
ٹوٹے ہوئے ہونیکی وجہ سے ہمکو اس مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا تھا۔ یعنی اسکے کپتان نے آخر حلفی وعدہ کیا کہ اگر ہم جلد آبنائے
توسالونیکا کا سفر جاری رکھنے میں وہ ہمیں ہر طرح سے حتی الامکان مدد دیگا۔ اور سہولت پیدا کرنیکی کوشش پیدا کریگا اوسنے
اس وعدہ کو بہ آواز بلند دوہرایا تاکہ کسیطرح کی غلطی رہجانیکا امکان نہ رہجائے۔ آخر ہم یعنی اس کی کشتی پر سوار ہوکر اگنبوٹ
کو چلے گئے۔ زینہ کی محافظ لفٹننٹ (نوبت جی بلازمی) نے مجھسے ریوالور طلب کیا۔ مگر مینے انکار کردیا اور جہاز یونیا پر وولوسے روانہ
ہونیکے وقت تک اُسے اپنے پاس رکھا۔ کپتان خوش اخلاقی سے پیش آیا ہمنے اُسے پرانی طرز کا تجربہ کار و ماہر ملاح پایا۔
اور میالیس نام رکھتا تھا۔ وہ اسی نام کے مشہور یونانی امیر البحر میالیس کا جسنے محاربہ آزادی میں بڑی شہرت حاصل
کی تھی۔ اور لارڈ بائرن کا بڑا دوست تھا پوتہ ہے اوسنے ہمیں روکنے پر بہت افسوس ظاہر کرکے مجبوری کا عذر کیا اور
کہا کہ اوسے ہمارے جہاز کا تعاقب کرکے روک دینے اور نیز کوئی چیز ساحل کے متصل سے نہ گذرنے دینے کا اعلی افسر کیطرف سے حکم ملا
تھا اوسنے ہمارے لئے تختہ جہاز پر کرسیاں بچھوادیں۔ اور نونیاق شراب چند گلاس بھجوادیے اُسکے پاس تواضع کیلئے یہی تکلف کی چیز تھی۔

کپتان کونڈوریوٹس پھر یہی اس بسرعت زاغیسی کیطرف بچھے کو روانہ ہوگیا ہمارا وہ الا بادبانی جہاز دنیا اسی باندہ دیا گیا تھا۔ وہاں ہم تیسرے جہاز پر جو تینوں سے بڑا کار وٹ قسم کا جہاز تھا گئے۔ اسکا کمانڈر
کپتان کونڈریوٹس شاہ یونان کا ایک یاور اور جہاز کا نام میکالی تھا۔ وہ بڑی شفقت سے پیش آیا۔ اور ہماری سفر کے
رُک جانے پر لمبی چوڑی معذرت خواہی کرکے کہا کہ اوسے یہ خیال تک بھی نہ تھا کہ بادبانی جہاز پر ہم سوار تھے کپتان میالیس
یا کونڈوریوٹس نے اپنے سلوک و برتاؤ سے اسبات کا شائبہ تک بھی نہ گذرنے دیا کہ وہ ہمیں اسیران جنگ تصور کرتے ہیں نیز
دونوں افسر نے انکو بتایا کہ ہم بسرعت تمام وطن کو واپس جاتے ہیں ہمیں لنڈن میں نہایت ضروری کام ہیں اور اون کی وجہ سے

ہمیں حتی المقدور بہت جلد وہاں پہنچنا لازمی ہے۔ اگر آپ ہمیں پلاٹامونا یا سالونیکا بھجوادیں تو بہت مہربانی ہوگی۔ کپتان کوندر
نے افسوس ظاہر کیا کہ محاربہ کیوجہ سے وہ ہمیں ان دونوں مقامات میں سے کہیں نہیں پہنچا سکتا۔ پھر بطور مشورہ دوستانہ کہا کہ وولو
جانا ہمارے لیے سب سے بہتر ہوگا۔ وہاں ہمیں ہر طرح کے سٹیمر ملسکینگے اور ہم اون میں سے کسی پر سوار ہو کر جدھر چاہیں جا سکینگے
اگر ہم چاہیں تو وہ جہاز یعنی اسپر ہمیں وولو بھیجدینے پر تیار ہے۔ میں نے اس تجویز کو مجبوراً منظور کر لیا منظوری کے سوا اور چارہ
بھی کیا تھا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ یونانی افسروں کی یہ بے اندازہ خوش اخلاقی اور ہمارے سفر میں سہولت پیدا کرنیکے
لیے اسقدر تردد ظاہر کرنا سب نمائشی اور مصنوعی تھا ہمیں اونہوں نے صرف مسئولیت اور جوابدہی سے بچنے کیلئے وولو بھیجا فوجی
وملکی دونوں طرح کے یونانی افسروں اور اہلکاروں میں سب سے بڑا نقص اور کمزوری یہی ہے کہ وہ جوابدہی کا بوجھ اپنے سر پر
لینا کبھی گوارا نہیں کرتے جبتک ہم وولو نہ پہنچے اور امیر البحر شامانیتلوس سے دوچار نہ ہوئے ہمیں اسیران جنگ تصور کرنیکا کوئی ادعا نہ کیا گیا

پرنس جارج

یعنی اس ایکبجے وولو کیطرف روانہ ہوا۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد ہمیں راستہ میں ایک کلاں کروزر جنگی
کے کمان پرنس جارج ملا اوسپر یعنی اسکا واکاٹ کر کروزر کے پیچھے پیچھے پھر زانیتی کو واپس ہو لیا۔ یہ دیکھکر
ہم حیران ہو گئے اور کپتان کی کارروائی پر سخت اعتراض کیا اوسنے جوابدیا کہ مجھے کروزر سے بذریعہ نشان ایسا کرنیکا حکم ملا
ہے اور میرے لیے اوسکی تعمیل کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ زانیتی پہنچنے پر پرنس جارج ہمارے جہاز پر آیا اور کپتان
میابیس نے ہمیں اوسکے سامنے پیش کیا شہزادہ خوش خلاقی سے پیش آیا اور ہمارے سفر کے رکاوٹ پر بہت افسوس ظاہر کر کے بطور معذرت
بیان کیا کہ ہر ایک چیز کو روک لینے اور کسی تک کو نہ گزرنے دینے کے احکام صادر ہو چکے ہیں پھر اوسنے بھی ہمیں یہی مشورہ دیا کہ وولو
جانا ہمارے لیے بہتر ہوگا۔ وہاں ہر طرف کو جانیوالے سٹیمر مل سکتے ہیں۔ اور بنا بریں ہم پھر سفر بآسانی شروع کر سکینگے۔ اوس نے
ایلیس سے دریافت کیا۔ کیا تمنے کوئی لڑائی دیکھی ہے؟ اور جب لڑکے نے جواب دیا کہ تین لڑائیاں دیکھی ہیں۔ تو بہت خوش ہوا
میں نے کہا ہمیں ملیتو کے معرکہ عظیم کے دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ مگر ضروری کام کیوجہ سے اوس سے پہلے مجبوراً تھیسلی سے چلے آئے
پرنس نے ہنستے ہوئے جوابدیا کہ "اگر تم لڑائی دیکھنا چاہتے ہو تو وولو سے بہتر کوئی مقام نہیں ہو سکتا تین لڑائیاں تم ترکوں
کیطرف رہکر دیکھ چکے ہو۔ اب وہاں تم یونانیوں کی طرف رہکر اوسے بخوبی دیکھ سکوگے" شہزادہ انگریزی بہت عمدہ بولتا ہے
وہ خوبصورت طویل القامت شہ زور اور خوشنما نوجوان ہے پیشانی کشادہ۔ ملاحانہ وجاہت اور اخلاق شایستہ ہیں۔ زمانہ سلف
میں وہ بحری قزاقوں کا بڑا عمدہ بادشاہ بنتا ہم اوسکی شکل وشباہت اور اطوار سے بہت خوش ہوئے جہانتک ہم قیاس کر سکے
وہ یونانی نیوی میں ہر دلعزیز تھا اوسکا بڑا بھائی قسطنطین فوج میں یقیناً ہر دلعزیز نہ تھا۔

یعنی اس پہر وولو کو روانہ ہو گیا اور اس دفعہ راستہ میں الکاؤنٹر پڑا۔ کپتان نہایت مہربانی اور توجہ سے پیش آتا رہا ہمنے
اوسکے ساتھ کھانا کھایا اور اوسنے باصرار اپنا کمرہ ایلیس کے سپرد کر دیا میں اپنے سیلون (دیوان) میں جو کمرہ سے باہر تھا سو رہا۔
مگر اپنے کوٹ کو جس میں میرے پرائیویٹ خطوط اور ادہم کا سفارشی خط تھا کمرہ کے دروازہ کے اندر لٹکا دیا۔ ہم دونوں پستول

ساتھ لیکر سوئے اور بوٹ و کوٹ کے سوا باقی کپڑے نہ اتارے۔ اگر میں یہ احتیاط نہ کرتا تو میرے خطوط کا بھی وہی حشر ہوتا جو الیس کے روزنامچہ کا ہوا۔ اسباب ہم تختہ (توتک) پر ہی چھوڑ آئے تھے۔ رات کو اوسکی خوب تلاشی ہوگئی اور الیس کا روزنامچہ کو ایک جاسوس کی معرفت جو انگریزی جانتا تھا پڑھا گیا۔ یہ جاسوس غالبًا وہی سیاہ او بدشکل سا ملکی اہلکار تھا جسے دوسرے دن ہمنے جہاز پر دیکھا اور اوسنے ہماری طرف بری نظروں سے گھورا۔ یونانی افسر نے تو کہا۔ یہ ارمنی ہے مگر اسپر اعتبار نہیں۔ کپتان نے کہا تھا کہ جہاز پر انگریزی جاننے والا کوئی شخص نہیں۔ صرف وہ تھوڑی سی فرانسیسی جانتا ہے۔ اس معاملہ پر کپتان کو الزام دینا غالبًا مناسب نہیں محاربے کے زمانہ میں اکثر حیلہ بازیاں روا ہو جاتی ہیں :۔

فصل ہشتدہم (۱۸)

سر الشمیلڈ بارٹلٹ اور یونانی امیر البحر

جنوبی یورپ یا مشرق میں سیاحت کرنیکے دوران میں سویرے بیدار ہونے کی عادت سے بڑھکر کوئی عادت مفید اور فرحت بخش نہیں جسقدر سویرے اٹھا جائے اوسیقدر زیادہ بہتر ہے۔ اس سے انسان دن کے تمام وقت سے فایدہ اٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ صبح کے نہایت ہی خوشگوار اور لطیف وقت میں جبکہ مطلع صاف اور ہوا تازگی بخش اور راحت فزا ہوتی ہے۔ قدرت و صنعت کا سرور بخش نظارا کر سکتا ہے اور اسکی بدولت دوپہر کیوقت کاروبار کو بسر انصرام پہونچانے کی تکلیف و مشقت سے جبکہ گرمی اور گرد و غبار کا کوئی حساب نہیں رہ جاتا بچ جاتا ہے۔ بدوران سیاحت میں کبھی ساڑھے چار بجے کے بعد بستر پر نہ رہا۔ اور اس سویرے اٹھنے کی برکت و منفعت سے پورا پورا فایدہ اوٹھایا۔ ۶ مئی کو بر وزیدہ میں سویرے بیدار اور ضروریات سے فارغ ہوکر پانچ بجے بالائی چھت (توتک) پر پہونچگیا اور دیکھا کہ جہاز بسرعت خلیج وولو میں داخل ہو رہا ہے۔ بندرگاہ اور شہر کا نظارا نہایت لطیف و دلفریب ہے۔ وولو ایک شہر نہیں بلکہ اسے کئی شہروں یا بستیوں کا مجموعہ کہنا چاہیے دو پرانی بستیاں جن کے مکان مشرق کے شہروں کے مکانات کیطرح بے ترتیب اور مختلف شکل و پیرایہ کے ہیں پہاڑیوں کی چوٹی تک پھیلی ہوئی ہیں۔ جدید حصہ کے مکانات جو خلیج کے شمال مغربی ساحل پر آباد ہیں عمدہ ساخت کے ہیں اور اسمیں کئی خوشنما بنگلے موجود ہیں۔ بندر یونانی جنگی جہازوں سے بھرا ہوا تھا۔ دو زبردست آہن پوش کئی کروزر اور چند تارپیڈو کشتیاں وہاں لنگر زن تھیں۔ ایک کلان اطالین مسافی جہاز (سارڈینیا) ایک فرنچ کروزر اور ایک انگریزی اگن بوٹ (ڈراگن) بھی وہاں تھے۔ اللہ اکبر۔ آخر الذکر کو وہ سارا دن ہم کیسی تمنا بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے ساڑھے چھ بجے کپتان میلائیس امیر البحر کے جہاز پر سوار ہو گیا جاتی دفعہ میں نے اوس سے درخواست کی کہ وہ میری طرف سے امیر البحر سے یہ مطالبہ کرے کہ

یا مجھے انگریزی جہاز پر پہنچا دیا جاوے۔ یا انگریزی قونصل کو حوالہ کر دیا جائے۔ میں نے کپتان سے میرا ایک خط بھی انگریزی قونصل کو بھجوا دینے کی درخواست کی لیکن اس سے اوس نے انکار کر دیا۔ کپتان بہت دیر بعد واپس آیا۔ اوسکی غیبت میں کئی ملکی جہاز پر آئے۔ از انجملہ ایک اتھینکی ہشیار یا کا ایجنٹ تھا جسکی شکل نہایت مکروہ تھی۔ اوسنے ہمارے برخلاف جہاز کے افسروں کے کان بھرے۔ یہ بات جہاز کے دوم افسر نے جو ہمسے بڑی شفقت و مروت سے پیش آتا رہا۔ اور ڈاکٹر و الفیٹر اور خوب صورت نوجوان شخص تھا ہمیں در پردہ بتائی۔ کپتان ۹ بجے سے بعد واپس آیا۔ اوسکے ساتھ امیر البحر کے جہاز کا ایک افسر تھا۔ جو انگریزی نہایت شستہ بولتا تھا۔ اوسنے مجھے کہا کہ اوسے ہمیں خشکی پر لیجا کر وہاں کے ملکی حکام کے سپرد کرنیکا حکم ملا ہے مسئولیت سے پہلو تہی کرنیکی عادت بد کی جو یونانی ملازموں میں راسخ ہے یہ دوسری مثال تھی میں نے دریافت کیا یہ حاکم کون ہیں۔ اوسنے جواب دیا کہ اعلےٰ حاکم لاریسہ کا گورنر ہے جو وہاں سے ووبو بھاگ آیا تھا۔ اور اب یہاں کا حاکم اعلےٰ ہے۔

یونانیوں کے ملکی حاکم میں ملکی یونانی اہلکاروں کی معیات۔ بدکرداری۔ بددیانتی اور ظلم و اعتساف سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور جانتا تھا کہ لاریسا کا گورنر اس کلیہ سے مستثنےٰ نہیں۔ یہ وہی نیک ذات تھا جو ترکوں کے پہونچنے سے دو دن پہلے نہایت بزدلانہ طور پر اپنے فرائض کو چھوڑ چھاڑ کر لاریسہ سے بھاگ گیا تھا اور بھاگنے سے پیشتر قیدیوں کو رہا کر کے اونہیں رائفلیں دے گیا۔ جنہوں نے اپنے فوجی یا جیوں کے ساتھ ملکر بے عملی کے دنوں میں لوٹ غارت کا وہ بازار گرم رکھا۔ اور اپنے ہمقوموں بالخصوص عورتوں کو ایسا ستایا تھا۔ کہ یونانی باشندوں نے ترکوں کی پہنچ جانے پر شکر کا کلمہ پڑھا مجھے چونکہ اس ذات شریف کے یہ تمام کارنامے معلوم تھے میں جبر کے سوا برضا خود خشکی پر جانے سے قطعاً انکار کر دیا اور انگریزی جہاز یا انگریزی قونصل کے حوالہ کر دیئے جانیکا مطالبہ کیا۔ کپتان میا کیس نے احکام کا عذر پیش کر کے میری درخواست کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اسپر میں نے خود امیر البحر سے ملنے کی درخواست کی۔ اور میا کیس نے بڑے تردد اور پیس و پیش کے بعد امیر البحر کو جھنڈیوں کے ذریعہ میری درخواست سے مطلع کرنا منظور کیا۔ امیر البحر نے ملنا قبول کر لیا۔ اور ہم گیارہ بجے اوسکے جہاز سپارا پر پہونچے۔ امیر البحر سٹاماٹیلوس نے ہم سے سیلون میں ملاقات کی۔ وہ بیشک خوش اخلاقی سے آیا۔ مگر اوسکی قطع وضع سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بڑا شکی اور وہمی مزاج شخص ہے۔ اور اپنے افسروں کی نسبت وہ ہمیں نہایت خطرناک دشمن تصور کرنے پر زیادہ مائل ہے۔ امیر البحر جب تک وہ باتیں کرتا رہا کچھ پریشان سی حالت دکھائی دیتی رہی۔ وہ طویل القامت سیاہ فام شخص تھا مونچھوں کا رنگ خاکستری۔ اور آنکھیں بار بار بسرعت تمام ادھر اوھر ہی پھرتی تھیں قہوہ وغیرہ سے ہماری تواضع کی میں نے اوسکو کل حالات جن کی وجہ سے ہمیں یہاں آنا پڑا تھا اور گرفتار ہوئے تھے بالتفصیل بتائے اور پھر کہا کہ ہم ملکی حکام کے پاس جانا کبھی منظور نہیں کر سکتے۔ ایک ہم اوس سے واقف نہیں۔ دوسرے ہمیں اونپر کوئی اعتماد نہیں۔ اپنے ملکی حکام کی نسبت ایسا کلمہ سنکر امیر البحر اور وہ افسر جو پاس تھے خفگی کا اظہار کیا مگر میں اپنی رائے پر قایم رہا۔ اور جب میں نے یہ کہا کہ یونانی بحری افسروں نے ہمیں گرفتار کیا۔ اونہوں نے ہی ہماری سفر میں یہ رکاوٹ ڈالی۔ اور وہی ہمیں یہاں لائے ہیں ہم اون سے واقف ہیں

اور انکی پاس اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ تو اس دلیل سے امیرالبحر کی خفگی بالکل زائل ہو گئی اونے چند لحظے غور کرنے کی بعد جواب دیا کہ اگر ہم ملکی حکام کی پاس جانے سے انکار کرینگے تو وہ ہمیں خود بخود آزاد کرنیکا ذمہ نہیں اوٹھائیگا بلکہ ہدایات منگوانے کے لیے اتھنز تار دیگا۔ ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ لاریسا کا گورنر انگریزی اخبارات کو ریمارکس سے جو اونہوں نے اوسکی جنگی متواتر فراری کو متعلق کیے تھے بہت بگڑ رہا تھا۔ اور مزید برآں اوسوقت وولو کو سرحد آوردہ یونانیوں کو دشمن ترکی فوجیں جو قریب پہنچگئی تھیں بہت دہشت سمائی ہوئی تھی اور وہ ہمکو بطور یرغمال قابو کرنیکے لیے نہایت بیچین ہو رہے تھے۔

بہرحال یقینی امر ہے کہ اگر خشکی پر جاتے تو ہمارے لیے اچھا نہوتا۔ وہاں سخت گھبراہٹ اور بدحواسی مشتعل ہو رہی تھی دوسرے انگریزوں کے ساتھ وولو میں جو اوسوقت کیفیت برتاؤ کیا گیا اونکی حالات اب شائع ہو چکے ہیں اور اون سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یونان کے ملکی حکام اور باشندے کوئی پاجیانہ یا بزدلانہ حرکت نہیں سکو نہ ہو سکتے ہوں امیرالبحر نے ایک خاص قاصد کے ہاتھ میرا خط بھی انگریزی قونصل کو پہنچا دینے کا وعدہ کیا۔ اور انگریزی سفیر متعینہ اتھنز کو تار دینے کی بھی اجازت دیدی۔ یہ تار میں نے مسٹر مرلن (قونصل) کی معرفت مسٹر ایجرٹن (سفیر) کو بھیجا اور اسمیں اپنی گرفتاری کی مختصر مگر واضح کیفیت درج کر کے سفیر موصوف سے ہماری رہائی کا مطالبہ کرنیکی درخواست کی۔

قونصل کی انتظار میں ہمنے پیاسا سا پر دو گھنٹہ بسر کیے۔ یہ عرصہ امیرالبحر دربار کرتا رہا جسمیں اوسکو ماتحت بیڑہ کے تمام کپتان سلام کو حاضر ہوئے اوسنے کہا آج اسکے ہمنام ولی سینٹ جارج کا دن ہے مگر ہمنے بعد میں سنا کہ آج بادشاہ کے نام کی وجہ سے دربار کیا جاتا تھا لیکن بعد ازاں اتھنز سے دربار نہ کیے جانیکا حکم آگیا جسکی وجہ تب کوئی معلوم نہوئی۔ تاہم ہمانے اونکے احسان برابر قائم رہا۔ صرف یہ فرق ہوا کہ سرکاری پر اوسے امیرالبحر کی سالگرہ کا دن ظاہر کیا گیا کئی افسر ہمارے پاس آ کر ہمسے گفتگو کرتے رہے۔ ایک کپتان انگریزی جانتا تھا۔ اوسنے آلیس کو بڑا پیار کیا اور اسے کچھ مٹھائی بھی دی افسوس مجھے اسکا نام یاد نہیں رہا۔ آخر مسٹر مرلن ایک بجے کے قریب پہنچگیا۔ اور اوسنے ہمیں رہائی دلوانے کے لیے جس قدر کہ کوئی قونصل یا انسان زور لگا سکتا ہے زور دیا مگر امیرالبحر اپنے عزم سے نہ ہٹا بلکہ جوں جوں مسٹر مرلن نے زیادہ زور دیا وہ اور ضد پر ہوتا گیا مسٹر مرلن نے یہانتک کہا کہ میں تمکو تحریری اقرارنامہ لکھدیتا ہوں کہ اگر تم مسٹر شیلڈ کو ابھی چلا جانے دو تو جسوقت یونانی گورنمنٹ اسے طلب کرے وہ جو الزام اوسپر لگایا گیا ہے اوسکی جوابدہی کیلیے فوراً واپس آ جائیگا۔

اگر امیرالبحر معقول آدمی ہوتا تو اس تجویز کو فوراً مان لیتا۔ مگر صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسیطرح ہمیں آزاد کرنے کی مسئولیت اپنے سر نہیں لینا چاہتا۔ ایک یونانی کپتان نے مجھے بعد میں کہا "ہمارے تمام افسر لوگوں سے ڈرتے ہیں" لوگوں سے اوسکی مراد درحقیقت اتھنز کے مفسد طبیعت باشندوں سے تھی۔ مسٹر مرلن کے پاس جب کوئی چارہ نہ رہا تو وہ جہاز سے رخصت ہو گیا۔ اور وعدہ کر گیا "میں ابھی انگریزی سفیر کو اتھنز تار دیتا ہوں اور تمہیں دیکھنے کے لیے پھر بھی آؤنگا۔"

بیم ورجا کی حالت میں رکھنے والی لڑائی کہ ویلسٹینو میں اوسوقت میدان حرب خوب گرم
ہورہا تھا ہمنے امیر البحر سے وہاں جاکر لڑائی دیکھنے کی اجازت طلب کی مگر اوسنے نہ دی۔ ویلسٹینو میں وولوس صرف
دس میل ہے یہ پہلا دن تھا کہ ہمارے ساتھ اسیرون ایسا برتاؤ کیا گیا اور اُسدن کی آزردگیوں میں ایک یہ آزردگی بھی
کچھ کم نہ تھی کہ ہم سارا دن توپونکی رعد نما گرج اور رائفلی باڑہوں کی مسلسل کڑک ہوا کے گھوڑوں پر سوار ویلسٹینو کیطرف سے
سے آتی سنتے رہے۔ بلا شبہہ اس سے بڑھکر بےچین کرنیوالا کونسا امر ہوسکتا تھا کہ ہم ایک ایسے معرکۂ عظیم کے تمام شور و غل کو تو سنیں جسکے
دیکھنے کا ہمیں بڑا اشتیاق تھا سنتے رہیں مگر اُسے دیکھ نہ سکیں توپوں اور رائفلی آتشباری کی مسلسل و غیر منقطع صدائے
جو دونوں بہت قریب معلوم ہوتی تھیں۔ صاف ظاہر ہورہا تھا کہ اوسموقعہ پر جسے ہم نے اچھی طرح دیکھا ہوا تھا بڑی سخت
لڑائی ہورہی ہے۔ اور ترک نعیم پاشا کی شکست کا جسے ہم نے گذشتہ جمعہ کو بچشم خود معاینہ کیا تھا داغ مٹانے اور کرنیل سمولنسکی
کو مغلوب کرنے کے لیئے جانسپارانہ کوشش کر رہے ہیں مسٹر مرلن نے مجھسے ذکر کیا تھا کہ ڈرائیڈ کا کپتان ولیم چند
انگریزی نامہ نگاروں کے ساتھ لڑائی دیکھنے کے لیئے صبح ویلسٹینو گیا ہے۔ میں نے جہاز مذکور کے لفٹنٹ مسٹر ہیلش سے جو
ہمیں ملنے آیا۔ اور بڑی مہربانی سے پیش آیا تھا۔ درخواست کی کہ جب کپتان واپس آئے تو اوسکی پاس ہماری طرف سے التجا کرے کہ
وہ ہمیں جہاز اوینا پر آکر لڑائی کے حالات بتا جائے ۔

شدید آتشباری جو صبح کے ساڑھے دس بجے شروع ہوئی تھی۔ شام کے پانچ بجے کے قریب بند ہوگئی۔ یونانیوں کو سارا دن فتح و نصرت
کے پرچے پہونچتے رہے تھے۔ بالآخر سمولنسکی کا یہ مشہور پیغام جسمیں اوسنے بیحد تعلی کی تھی پہونچا کہ اوسنے ترکوں کے پے در پے سات مختلف حملوں کو
پسپا کیا ہے۔ اور اب اوسکے سپاہی ترکوں کے خون میں تیر رہے ہیں"۔ سمولنسکی قابل سپاہی ہے۔ اور صرف وہی ایک ایسا افسر ہے جسنے
محاربہ میں کچھ قابلیت دکھائی۔ مگر وہ بھی دوسرے یونانیوں کیطرح غلو و اغراق اور مبالغہ بندی کے خوفناک سودا میں مبتلا ہے
میں اسے مخفی نہیں رکھنا چاہتا کہ یہ خبر سنکر مجھے ترکی حملہ کے نتیجہ کے متعلق کسیقدر تردد ضرور ہوگیا۔ کیونکہ میں یونانی مورچوں
کی انتہا مضبوطی۔ ترکی سپاہیوں کی جانبازانہ شجاعت اور ترکی جرنلوں میں چند ایک کی ناقابلیت سے بخوبی واقف تھا لیکن
سات بجے کپتان ولیم کے آنے پر کل فکر و تردد کافور ہوگیا۔ وہ تھکا ماندہ اور گرد آلود سیدھا میدان جنگ سے اوینا پر آیا۔ اور ترکی سپاہیوں
کی بےنظیر شجاعت اور لڑائی کے مفصل حالات ہمیں سنائے۔ اوسنے بیان کیا کہ ترک صف در صف اور پلٹن در پلٹن دشمن سے اپنے
آپ کو چھپانیکی کوشش کرنیکے بغیر علانیہ صبح کے ساڑھے آٹھ بجے کے قریب کرلی سے جو ویلسٹینو سے سات میل ہے روانہ ہوئے اور
دو گھنٹوں کے سفر کے بعد ابھی مشغول پیکار ہوگئے ہمارا سابقہ تجربہ و مشاہدہ کپتان کی داستان کی لفظ بہ لفظ تصدیق
کر رہا تھا دیر کر کے چلنا۔ لڑائی سے پیشتر لمبا اور صعوبت بخش سفر طے کرنا اور پھر آتے ہی دن کے نہایت ہی گرم اور پر سکت
کر دینے والے حصہ میں بانگ از معرکہ آرائی میں مصروف ہوجانا یہ سب ہی باتیں تھیں جو ہم پہلے ہر موقعہ پر مشاہدہ کر چکے تھے۔ کیا اچھا
ہوتا اگر فوج کا حصہ کثیر پہلے دن ایسے وقت جبکہ دھوپ مدہم ہوگئی ہوتی۔ دشمن کے قریب پہنچا دیا جاتا اور وہ دوسرے دن بجائے علی الصبح لڑائی

نہ دیجاتی مگر ترکی جنرلوں کو سمجھائے کون تاہم اس مرتبہ نعیم پاشا کی طرح بلی اون کے نا قابل تسخیر ڈھلوانوں کو بنوک سنگین فتح کرنیکی غلطی کا ارتکاب نہ کیا گیا۔ کل زور یونانی میسرہ اور قلب پر ڈالا گیا۔ کپتان بلہم کچھ عرصہ یونانیوں کے اگلے مورچوں میں رہا مگر آخر آتشباری کی مسلسل بوچھار نے اوسکو وہان سے ہٹا دیا۔ اوسنے بیان کیا کہ جب میں واپس آیا اوسوقت ترک سپینو سیفالو کی ڈھلوانوں اور ویلیسٹینو سے جنوب مغرب کیطرف کی بلند زمین کے برابر آگے بڑھ کر یونانی میسرہ کو الٹ دینے کیلئے بڑی سخت کوشش کر رہے تھے اُسے ترکوں کی کامیابی کیطرف سے نا امیدی نہ تھی بلکہ کہا کہ گو یہ درست ہے کہ یونانیوں کے بڑے مورچے ابھی تک بدستور محفوظ اور اون کے تصرف میں ہیں مگر ترکوں نے اگلے مورچے فتح کر لیے ہیں اور بڑے مورچوں کے بالکل قریب پہنچ گئے ہیں جنپر وہ بلاشبہہ علی الصبح آخری اور فاتحانہ حملہ کر دینگے۔ وہ ابھی باتیں ہی کر رہا تھا کہ پھر رائفلی باڑھوں کی کڑک سنائی دی جو بڑی تیزی سے آدھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

جوانمرد کپتان کا قیاس بالکل درست نکلا دوسری شام کو سمولنسکی نے ۲۵ میل بجانب جنوب ہالمیروس کو ہٹ جانا قرین مصلحت سمجھا گو یہ امر ابھی تک صاف نہیں ہوا کہ آیا اوسنے فرسالہ کے فتح ہو جانیکی وجہ سے مراجعت کی تھی یا خود اپنے میسرہ کے الٹ دیے جانے کے خطرہ کی وجہ سے غالباً دونوں باتوں کا کچھ کچھ اثر تھا۔ بہرحال یہ لڑائی محاربہ کی صعب ترین لڑائیوں میں سے تھی اور اسمیں یونانیوں نے کوئی ایسی بری کارگذاری نہ دکھائی یہ درست ہے کہ وہ قد آدم مورچوں کے پیچھے تھے لیکن ایسے مستحکم موقعہ کو منتخب اور پھر اوسے ایسی مضبوطی کے ساتھ مستحکم اور مورچہ بند کرنیکا کریڈٹ اور نیکنامی کا سمولنسکی ضرور مستحق ہے ان دونوں کی لڑائی میں ترکوں کے ۱۵۰۰ شہید و مجروح ہوئے۔ اگر لاریسا کی متوحشانہ بھاگڑ کے بعد یونانیوں کا مستعدی کے ساتھ تعاقب کیا جاتا تو یہی نقصان نہیں۔ بلکہ فرسالہ اور بالخصوص ڈوموکوس میں ایسا سخت نقصان نہ اوٹھانا پڑتا تو جو اُٹھایا گیا۔ یونانی فوجکو ٹرناووس اور لاریسا کی بیحواسانہ مراجعت و فرار کے بعد ویلیسٹینو فرسالہ و حرکالہ لائن پر پھر مرتب ہونے اور سنبھلنے کا موقعہ ہی نہیں دینا چاہیے تھا فتح سے فائدہ نہ اوٹھا سکنے اور غنیم کی شکست کو سر توڑ بھاگڑ میں متبدل نہ کر دینے سے اپنی فتح کو مکمل نہ کرنیکی وجہ سے ہی ۱۸۷۷ء میں ترکی کی یہ تباہی وارد ہوئی تھی اور اسمیں بہت کم شبہہ ہے کہ اگر یونانیوں کی بجائے کسی زیادہ شجاع و بہادر دشمن سے مقابلہ ہوتا تو ۱۸۹۷ء میں بھی اس تساہل کا ویسا ہی برا نتیجہ نکلتا۔

جہاز آیونیا کی بابت ایک عجیب واقع گذرا۔ امیر البحر نے اپنا انگریزی دان کپتان بھیجکر ہمیں اطلاع دی کہ اوسے ہمیں ایتھنز بھیجدینے کا حکم گورنمنٹ کیطرف سے موصول ہوا ہے۔ جہاز میں اسکو ہمیں لیجانیکا حکم دیا گیا مگر کپتان میالیس[1] نے عذر کیا کہ اوسکے پاس کوئلہ کافی نہیں۔ اسپر باربرداری کے کلان جہاز آیونیا کو تیار ہونیکا حکم ہو گیا۔ کپتان میالیس کے انکار کرنیکی غالباً کچھ اور وجہ تھی۔ جیسے میں آگے بتاؤنگا۔ اوسکا تعلق اوس تلاشی سے تھا جو آدہی رات کو ہمارے اسباب کی لیگئی تھی اور میرا خیال ہے کہ وہ اس حرکت سے دلمیں بہت نادم تھا۔

---

[1] یہ شخص اکتوبر ۱۸۹۷ء میں رالیس کے وزیر اعظم ہونے پر وزیر بحریہ ہو گیا تھا نومبر ۱۸۹۹ء میں تجدید وزارت ہونے پر بھی وہ اس عہدہ پر بحال رہا۔

ایونیا تین ہزار ٹن وزن کا عمدہ اور خوب آراستہ جہاز تھا ہمیں ہماری رہایش کیلئے آسایش بخش کمرے دیے گئے اور کپتان کو ہماری ہر طرح سے خاطر کرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔ ایونیا پر ہم سے کل اسلحہ لے لیے گئے۔ اور اگرچہ ہم کو بالکل نظربند نہ کیا گیا۔ ہمیں بالائی چھت اور سیلون میں پھرنے کی پوری آزادی رہی۔ لیکن یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ہماری حرکات کی نگرانی کیجا رہی ہے۔ رات کو ایک سنتری میرے کمرے کے دروازے کے باہر پہرہ دیتا رہا۔

شبہ پیدا کرنیوالے کاغذات

امیر البحر کے انگریزی دان کپتان نے ہمیں سیلون میں طلب کیا جہاں ہم سے ایک طرح کے باضابطہ سوال و جواب کیے گئے خوش قسمتی سے مسٹر مرلن جہاز پر موجود تھا اور میں بہ اصرار ترجمانی کا فیصلہ کرا لیا کہ سوال و جواب کیوقت وہ پاس رہے کپتان نے کسیقدر تحکمانہ لہجے میں سوالات کی ایک فہرست پیش کی اور سے ایک کاغذ سے کچھ عبارت پڑھی جسے پہلے میں نے سمجھا کہ یہ وہ تار ہے جو ایتھنز سے موصول ہوا ہے۔ مگر پھر معلوم ہوا کہ یہ وہ مشہور "الزام ثابت کنندہ کاغذ" ہے جسکی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ ہمارے پاس سے دستیاب ہوا ہے اور ایتھنز کے اخبارات نے اوس پر خوب شور و غل برپا کیا تھا۔ اول اوس نے مجھ سے اپنا روزنامچہ اور کتاب یادداشت پیش کرنیکو کہا میں نے پروانہ راہداری نکالکر دیدیا۔ اور کہا کہ میرے پاس کوئی کتاب یادداشت یا ڈائری (روزنامچہ) نہیں اسکے بشرے سے ثابت ہوتا تھا کہ اوسے میری بات پر یقین نہیں۔ مگر جب میں نے درشت لہجے سے انکار کو دوہرایا۔ تو اوسنے آلیس کیطرف متوجہ ہو کر کہا۔ "تمہارے پاس تو یادداشت کی کتاب موجود ہے اوسے نکالو" اس سے مجھے کسیقدر تشویش سی پیدا ہو گئی کیونکہ جانتا تھا کہ وہ سیاحت کے حالات قلمبند کرتا رہا ہے جسمیں اوسنے اپنے خیالات بالکل آزادانہ ظاہر کیے ہوئے ہیں اور ان خیالات کا یونانیونکی شجاعت و سپہ سالاری کے حق میں مذیل حیثیت اور ترکون کے حق میں ہونا یقینی امر تھا مگر جب آلیس نے یہ جواب دیا کہ اوسنے پندرہ دنوں سے یعنی تھسلی میں داخل ہونیکے وقت سے اپنے روزنامچہ میں کچھ نہیں لکھا تو میرا تردد دور ہو گیا اور میں نے اوسے اپنا روزنامچہ لانے کیلئے کہدیا ۱۲ اپریل سے جس تاریخ ہم سالونیکا سے روانہ ہوئے تھے اوسدن تک کی سیاحت و حرکات کی یومیہ کیفیت کو قلمبند کرکے میں نے کپتان کے حوالہ کر دیا۔ بعد ازاں اوسنے سوال کیا کہ کیا میں پچھلے دنوں قسطنطنیہ میں تھا میں نے جواب دیا کہ شروع جنوری سے بعد میں وہاں نہیں گیا۔ اسپر اوسنے ایک کاغذ سے سلطان المعظم ایک پاشا اور گازی گونٹ گولوچس اور چند خفیف سے واقعات و روایات کے متعلق ایک لمبی چوڑی مسخر خیز معجون مرکب عبارت پڑھی جسے سنکر پایا جاتا تھا کہ وہ کسی خورد سال بچے کے خط سے اقتباس کیگئی ہے اسکو سنکر مجھے خواہ مخواہ خیال گذر گیا کہ کہیں آلیس کے کسی چھوٹے بھائی کا خط تو یونانیوں کو نہیں ملگیا میں بعد کپتان نے آلیس سے چند سرسری سوال کیے ہمنے اوسے دکھا دیا کہ آلیکس کے روزنامچہ کی آخری عبارت ۱۰ اپریل کو وائینا میں لکھی گئی تھی اور کونٹ گولوچسکی کی ملاقات کے متعلق اوسمیں کچھ حوالے ہیں۔ اس معائنہ پر سوال و جواب کا سلسلہ ختم ہو گیا اور کپتان جسے کا تیسا خصت ہو گیا اوسنے ہمیں بتایا کہ اوسے حکم ہے کہ ہماری روانگی کی اطلاع بذریعہ ٹیلیگرام ایتھنز کردے کپتان مذکور بظاہر خاصہ خوش اخلاق اور صاف دل معلوم ہوتا تھا مگر دوران گفتگو ایک دو دفعہ اسکے لب و لہجہ اور بشرے سے واضح ہو گیا کہ وہ آسانی ظالم و درشت خو

بن سکتا ہے سٹینڈرڈ کے قابل نگار مسٹر مانٹگمری کو جسے یونانیوں نے ٹالینروس کے قریب پکڑ کر بسیار اپیہ بھیجدیا تھا۔ اسی کپتان سے سابقہ پڑا تھا۔ اور اوس سے اسنے نہایت بری پیرایہ سے دریافت حال کیا تھا۔ مگر میں یونانی گرفتار کنندگان کے سلوک کی کوئی شکایت نہیں کرتا۔ "جنگ آخر جنگ ہوتا ہے" یہ ایک عام ضرب المثل ہے اور اوس کی صداقت میں کوئی شک نہیں تاہم اتینھز اور تھیسلی میں جب ہم نے اسے ہر ایک کی زبان پر دیکھا۔ تو آخر سنتے سنتے اکتا گئے۔

کپتان پلہم اور مسٹر ملٹن ہمیں جہاز ایونیا پر ملنے آئے۔ اور مسٹر مرلن نے ساڑھے سات بجے آخری دفعہ ملکر کہا کہ ابھی تک مسٹر ایجرٹن نے تار کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جہاز کا کپتان مادر ومیکالیس نیک نہاد اور صاف طینت شخص تھا۔ وہ ہم سے ہر وقت بنوازش پیش آیا۔ وہ انگریزی بالکل نہ جانتا تھا اور فرانسیسی شدید۔ نایب کپتان اور ڈاکٹر بھی نہایت خوشطبع اور خلیق تھے۔ آخر الذکر فرانسیسی بہت عمدہ بولتا تھا جہاز کا ایک یونانی باورچی نامراد و بدقسمت انگریزی آہن پوش جہاز وکٹوریا[1] پر ملازم رہ چکا تھا۔ اوسکے غرق ہونیکے وقت وہ کسی کام کیلئے دوسرے جہاز پر گیا ہوا تھا۔ جہاں سے اوسنے اوسے غرق ہوتے دیکھا۔ جہاز کے چرخ نہایت تیزی کے ساتھ چکر کھا رہے تھے جو بدنصیب ملاح اون کی جھپٹ میں آئے اونکے پرخچے اڑ گئے۔ اس دردناک واقعہ کی کیفیت اوسنے نہایت رقت انگیز پیرایہ میں بالتفصیل سنائی۔

ایک یونانی ممبر اور مظالم فروش ڈنر پر یونانی بحری افسروں اور ایک ممبر سے دلچسپ گفتگو ہوتی رہی ممبر کا نام پٹیالاس تھا۔ اور تاریخی جزیرہ اتھاکا کیطرف سے جسے وہ اتھاک پکارتا تھا ممبر تھا۔ وہ محاربہ میں شامل رہا تھا۔ اور اب پارلیمنٹری فرائض کیطرف متوجہ ہونیکے لیے اتینھز واپس جا رہا تھا۔ مسیو پٹیالاس کو ہمنے نہایت متواضع اور خوش اخلاق پایا اوسے ہمارے ساتھ سچی ہمدردی اور دلچسپی ہوگئی۔ ایک یونانی افسر نے مجھسے دریافت کیا۔ کیا مینے کوئی ترکی مظالم مشاہدہ کئے ہیں پھر بامرار بیان کیا کہ ترکوں نے یونانی مجروحین کو کئی جگہ زندہ جلا دیا مینے اس بہتان کی فی الفور تردید کرکے اوس سے اون مقامات کے نام بتانیکی درخواست کی۔ اوسنے ٹیرناووس کا نام لیا مینے جواب دیا کہ میں وہاں ترکی ہراول دستہ کے ساتھ داخل ہوا تھا۔ وہاں کوئی ایسا واقع نہیں گذرا پھر اوسنے کہا یونانی اپنے مجروحین ریزہ ومیلونا کے گرجہ میں چھوڑ گئے تھے ترکوں نے گرجہ کو آگ لگا کر کل مجروحین سمیت خاکستر کر دیا مینے اسپر اپنی طرف سے کچھ نہ بیان کیا بلکہ تفصیل کا تقاضا کر کے پہلے یہ تاکید کردی کہ ایسے الزامات لگاتے وقت تاریخ ووقت وغیرہ کی بالکل درست تعیین نہایت ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ یاد رکھنا واجب ہے کہ فرضی مظالم کی تشہیر مشتہر کنندگان کے حق میں مفید ہونیکی بجائے الٹی نقصان رسان ہوتی ہے پھر مینے سوال کیا۔ کیا تمنے بچشم خود گرجہ کو جلا ہوا دیکھا اور وہ کسدن جلا تھا؟ پہلے تو وہ یہی کہتا رہا کہ اوسنے اپنی آنکھوں سے آدمی جلتے ہوئے دیکھا تھا مگر جب میں جزئیات وتفصیل بتانیکا تقاضا کیا اور ادہر یونانی ممبر نے اوسے آنکھوں آنکھوں میں فہمائش کردی

---

[1] یہ آہن پوش اول درجہ کا مصافی جہاز تھا۔ بارہ ایک برس ہوئے طرابلس الشام کے قریب انگریزی بیڑہ مشق وقواعد کر رہا تھا کہ ایک جہاز وکٹوریہ سے ٹکرا گیا اور آخر الذکر پانچ منٹوں میں غرق ہوگیا۔ مغرق ملاحوں کے قبرستان کیلئے سلطان المعظم نے طرابلس کے قریب انگلستان کو کچھ قطعہ اراضی کا عطا کر دیا تھا۔

تو اُسنے کہا کہ اُسکی ایک دوست نے جسکے بیان پر اوسے اعتبار ہے گرجہ کو جلتے دیکھا تھا جو جمعہ گذشتہ ۲۳ اپریل کو جب لعیم پاشانے ریزو میلو پر قابض ہو کر ولسٹینو پر حملہ کیا تھا جلایا گیا تھا۔ یہ سنکر مینے پھر تاکید کی کہ اچھی طرح یاد کرو کہ تم ٹھیک تاریخ بتا رہے ہو۔ مگر وہ اپنی بات پر قایم رہا۔ اسپر مینے اُسے بتایا کہ تم بالکل غلطی پر ہو۔ اوس جمعہ کو ہم بذات خود ریزو میلو میں اور خاص اسی گرجہ میں لڑائی کو اختتام تک رہے تھے وہاں کوئی زخمی نہ تھا۔ نہ اُسے کسی نے آگ لگائی تھی۔ جمعہ کے بعد اتوار کو بھی ایک ہسکنشانی فوج کے ساتھ ریزو میلو گیا تھا۔ گرجہ تب تک صحیح سالم کہڑا تھا اور اوس وقت بھی وہاں کوئی زخمی اوس میں نہ تھا۔

یہ جواب سن کر افسر نادم ہونیکی بجائے کسیقدر سوچ میں پڑ گیا۔ اور پھر کہا: "کس دن تم نے آخری مرتبہ ریزو میلو کو دیکھا؟" مینے جواب دیا۔ "اتوار دوسری مئی کو"۔ اسپر اوسنے کہا۔ "اوہ مجھسے غلطی ہو گئی بار ریزو میلو کا گرجہ جمعہ کو نہیں بلکہ اوس کے بعد دوشنبہ کو جلایا گیا تھا"۔ میں "تمہیں اسپر پورا وثوق ہے؟ تعیین تاریخ میں مغالطہ نہ ہونے دینا نہایت ضروری ہے"۔ یونانی افسر "ہاں مجھے پورا یقین اور وثوق ہے"۔ میں "تو اچھا سن لو تمہیں اطلاع دینے والے نے بالکل غلط کہا ہے۔ کیونکہ ریزو میلو اور اسکا گرجہ اتوار (۲ مئی) کی رات سے بدھ (۵ مئی) کی صبح تک خود تمہاری فوج کے تصرف میں رہے تھے"۔ یہ سنکر ہمارے مظالم فروش دوست کو دانت کہٹے ہو گئے اور پھر اوسنے اس بحث کا نام نہ لیا۔ اُسکا اعتبار خود اوسکے اپنے رود اعتقاد سے زود اعتقاد رفقا کی نظر میں کچھ نہ رہ گیا اور پھر سارے سفر میں بلکہ جب تک میں یونان میں رہا مینے ترکی مظالم کے متعلق ایک لفظ تک نہ سُنا۔ بادشاہ نے مجھے بالصراحت کہا کہ اکثر ان افواہوں پر جو لوگ تھیسلی میں ترکوں کے سخت مظالم کے مرتکب ہونیکے متعلق مشہور کر رہے ہیں مطلقاً اعتبار نہیں۔

جزیرہ نیگرو پانٹ اور ماراتھان کا میدان جنگ

میں چالکی آبنائے کا مشہور پل دیکھنے کیلئے جمعرات کو بہت سویرے بیدار ہوا۔ آٹھ بجے بر اعظم سے جزیرہ یوبوا اگر پیا۔ نیگرو پانٹ (اغریبوز) سے اسقدر قریب ہے کہ دونوں میں صرف ۵۰ فیٹ کا فاصلہ ہے یہاں ایک مضبوط اور آہنی پل بنا ہوا ہے جو جزیرہ کو بر اعظم سے ملاتا ہے۔ جہاز کے گذرنے کیلئے پل میں راستہ کر دیا گیا۔ چالکیس کے مشہور عالم شہر کے جسکے گرداگرد اہالی وینس کے زمانہ حکومت کیوقت کی خوشنما پر جدار فصیلیں بنی ہوئی ہیں ہم پانچ بجے کے قریب گذرے ساڑھے سات بجے ہم ماراتھان کے میدان جنگ میں جسکی شہرت قیامت تک قایم رہیگی گذرے [1] ۴۹۰ء قبل مسیح میں یہیں دس ہزار یونانیوں نے ملٹیاڈیس کے زیر کمان ایک لاکھ ایرانیوں کو شکست فاش دی تھی۔ سمندر سے ماراتھان کے چھوٹے سے میدان اور روا آرنا و ملاتھان کی وادیوں کا جو میدان سے پرے ہیں نہایت عمدہ اور صاف نظارہ ہو سکتا ہے۔ میرے گائیڈ یک (راہنمائے سیاحان) میں میدان جنگ کے جو مختلف موقعے بتائے گئے ہیں سوہ اور نیز وہ بڑا تودہ موسومہ سوراس جہاں مقتول ایتھنزی دفن کئے گئے تھے ہمکو جہاز سے صاف دکھائی دے رہے تھے اور قریہ ماراتھان بھی دائیں ہاتھ کی وادی کے سرے پر صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ ساحل جہاں

[1] سر ایڈورڈ کریسی اس لڑائی کو اون پندرہ لڑائیوں میں اولین لڑائی شمار کرتے ہیں جنہوں نے کل مہذب دنیا کی تاریخ پر کافی اثر ڈالکر قوموں کے عروج و زوال اور تاریخ عالم کا نیا دور شروع کیا۔ مترجم

بھگوڑے ایرانیوں اور فاتح ایتھنزیوں میں جو ایرانیوں کو بھاگنے کا موقعہ ندینے کے لیے اون کے جہازوں پر قبضہ کرنیکی کوشش کر رہے تھے جانگداز معرکہ آرائی ہوئی۔ قریب سو قریب عین ہمارے سامنے تھا۔ ایتھنز کا اعلے مجسٹریٹ کالی ماکس یہیں قتل ہوا تھا۔ اور یہیں ایک بہادر ایتھنزی سیناغورث نے ایرانی تیر کی ضرب سے اپنا ہاتھ کٹوا لیا۔ مگر ایک ایرانی کشتی کو جسے وہ پکڑے ہوئے تھا چھوڑنا منظور نہ کیا۔ ایرانی سات ہزار اور ایتھنزی صرف ۱۹۲ ہلاک ہوئے۔ ماراتھان کو دیکھکر خواہ مخواہ یہ خیال پیدا ہو گیا کہ کبھی یونانی ایسے شجاع اور محب وطن تھے اور اب اون کی یہ کیفیت ہے۔ کسی انگریز شاعر نے یونان قدیم و یونان جدید کا باہم موازنہ کرتے ہوئے بالکل درست کہا ہے "یونان کی زمین تو اب بھی ہے جو پہلے تھی لیکن اب وہ زندہ یونان نہیں رہ گیا۔ وہ ایسا ہی زرخیز و خوشنما اور دلفریب ہے مگر اس زرخیزی۔ خوشنمائی اور دلفریبی میں مردوں کیسی برودت اور بیجانی موجود ہے ہم اُسکے ساحلوں سے رخصت ہو جاتے ہیں کیونکہ وہاں جان نہیں۔ ایک کالبد بے روح پڑا ہے"

میری رائے میں یونانیوں کے تب فاتح بننے کی ایک وجہ ابھی تھی جو یہ ہے کہ تب انکو ترکوں سے سابقہ نہ پڑا تھا ایرانی اپنے عروج کی زمانہ میں دلیر و شجاع و جفاکش عثمانلی دہقانوں کی نسبت بہت ہی نازک و لطیف مزاج ہو گئے ہوئے تھے جزیرہ یوبوا کا تمام ساحلی علاقہ اور اُسکے بالمقابل بر اعظمی ساحل کا علاقہ نہایت زرخیز اور خوبصورت ہے یونان کے صوبہ اٹیکا کی پہاڑیوں کی نسبت جو عموماً خشک و بے آباد ہیں۔ یہاں سبزی اور روئیدگی بہت زیادہ ہے سمندر ہر جگہ بالکل صاف۔ آسمان شفاف و بے ابر اور ہوا ایسی لطیف و پاکیزہ ہے کہ اس سے زیادہ لطیف و پاکیزہ عالم تصور میں بھی قیاس نہیں کیجا سکتی +

یونانی ڈالوم رہنے کی برابر جہاں اثنائے بہت ہی تنگ ہو گئی ہے لوگوں کے انبوہ در انبوہ کھڑے تھے جسوقت جہاز کے ملاحوں نے اونکو سمولینسکی کی "شاندار فتح" کی خبر سنائی تو سب نے خوشی کے نعرے بلند کیے مگر او نیا کھڑا نہ ہوا۔ رو ارکی بڑھ گیا۔ جہاز پر دو بیقاعدہ یونانی سپاہی بھی سوار تھے وہ طویل القامت و مستعد شخص تھے۔ اور گھاگرہ پلٹن کی طرح گھیرے دار ازار گیٹر۔ اور بھورے رنگ کی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے۔ اور اونکے سینے کارتوسوں کی پیٹیوں سے ڈھنپے ہوئے تھے جنکے اوپر بھیڑی کی کھال کی بھدی سی پوستینیں تھیں۔ یہ ذات شریف بنیطیر سیخی باز تھے۔ جہاں جدہر دل چاہتا جھولتے پھرتے۔ اور سپہر کو بھی بخت چھت پر سو رہتے ایک اکثر شیخی بگھارتا رہتا کہ "میں نے ضلع تریدس میں اپنے ہاتھ سے بیس ترکوں کو تہ تیغ کیا۔ اور اب چند دن آرام کرنے کیلئے ایتھنز گھر جا رہا ہوں" میرا خیال ہے کہ بھلے مانس کو ترکی سنگینوں کے اور زیادہ مقابلہ کی جرأت نہ رہ گئی تھی وہ اتھینکی ہتھیار یا کے دستہ کا آدمی تھا۔

ساڑھے بارہ بجے ہم فالیرم کے قریب پہنچے یہ چھوٹا سا قصبہ خلیج پائریس کے باہر واقع ہے اوسکے بندرگاہ میں وہ متفقہ کا بیڑا بجاہ و جلال خاموش لنگر انداز تھا کہ اگر ایتھنز میں بغاوت ہو جاوے تو جھٹ کام دے سکے۔ لیکن ساتھ ہی اسلیئے شہر سے باہر کہ باشندوں کو خواہ مخواہ اور اشتعال نہ ہو پہنچ جائے دو بجے ہمارا جہاز اول درجہ کے امریکن کروزر سان فرانسسکو کے دوش بدوش جو نہایت خوبصورت اور مضبوط جہاز تھا۔ پائریس کی بندرگاہ میں لنگر زن ہوا اسوقت جہاز کو کاٹا اپنا افسر امریکن امیر البحر کا

کارڈیلیرا یونیا کی کپتان کے پاس آیا میری اوس سے کچھ گفتگو ہوئی اور اوس نے وعدہ کیا کہ اگر شہر کے بلوائیوں نے ہمارے جہاز پر آکر ہم سے کچھ شرارت کرنی چاہیے تو امریکن جہاز ہماری مدد کریگا۔ بندرگاہ میں انگریزی جنگی جہاز کوئی نہ تھا۔

یونانی مسبر نے ہمیں تنبیہ کر دیا کہ خشکی پر جانا تمہارے لیے مناسب نہ ہوگا۔ ایتھنز کے اخبارات نے اشتعال انگیز مضامین شایع کر کے لوگوں کو تمہارے برخلاف سخت برافروختہ کر دیا ہے۔ ان نیک بخت اخبارات نے ہمیں "جاسوس" کا خطاب دیکر یہہ تحریر کیا تھا کہ ہمارے پاس سے الزام جاسوسی کو ثابت کرنے والے کاغذات بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ شہریوں کی طوفان بدتمیزی نے چند دن قبل دو چار تجارتی جہاز و نیز جنگی کی نسبت خیال کیا گیا تھا کہ اونپر کریٹی مسلمانوں کے لیے سامان رسد لدا ہوا ہے یورش کر کے اہل جہاز کی خوب زد و کوب کی تھی اور اسباب محمولہ کو سمندر میں پھینکدیا تھا ہمارے ورود سے کچھ دن بعد مسٹر مانٹگمری سے اسی مجمع نے نہایت وحشیانہ سلوک کیا تھا۔[1]

مسٹر میکیس کی ایلچیانہ کارروائی ایونیا کا کپتان ایتھنز جا کر ایم رالیس کو اطلاع دینے کیلیے جو وزیر اعظم ہی نہیں وزیر بحریہ بھی ہے فی الفور خشکی پر چلا گیا۔ وہ میری طرف سے ایک خط مسٹر ایجرٹن کیطرف بھی لیتا گیا۔ اور ساتھ ہی ایک رقعہ انگریزی قونصل کو بھیجدیا جسمیں ہم نے اوس سے جہاز پر آکر ہمسے ملنے کی درخواست کی تھی۔ مگر جب وہ خشکی پر پہنچا تو اوسے بذریعہ ٹیلیفون ایتھنز سے یہ پیغام پہنچا کہ خود ایم رالیس ساڑھے چار بجے آکر ہمیں ساتھ ایتھنز لے جائیگا ہمارے لیے یہ بڑی خوشخبری تھی۔ مگر ساڑھے چار بجگئے اور ایم رالیس کوئی نہ آیا۔ ساڑھے پانچ بجے ہم نے کپتان اور اوسکے ماتحت افسر سے دریافت کیا کہ کیا وہ توقف کی کچھ وجہ بتا سکتے ہیں؟ اونہوں نے کسیقدر تردد کے بعد جواب دیا کہ غالباً وہ بلوائیوں کے خوف سے نہیں آیا۔ ۶ بجے مسٹر میکیس مسٹر ایجرٹن کیطرف سے جہاز پر پہونچا۔

---

[1] ایسا ہی باحیانہ سلوک اکتوبر ۱۸۹۷ء میں ایک ترکی جرنیل سے کیا گیا۔ امیر المومنین نے جنرل دہمی پاشا کو افواج مقیمہ تھسلی و اپایرس کے سپاہیوں اور افسروں میں تمغے اور اعزازی تلواریں تقسیم کرنے کیلیے بھیجا۔ جنرل موصوف کار مفوضہ سے فارغ ہو کر بندر پر یولیا سے ایک آسٹرین جہاز پر سوار ہو کر قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوئے اون کے ساتھ اونکا بیٹا اور جنرل محمد علی پاشا معہ قبایل بھی تھے جہاز مذکور جب ایتھنز کی بندرگاہ پائریس میں داخل ہوا تو دو ہزار سے زیادہ لفنگوں اور بدمعاش یونانی باین خیال کہ جہاز پہ چند یونانی اسیران جنگ بھی ہیں کشتیوں پر سوار اوسکے گرد جمع ہوگئے جہاز کے کپتان نے اونکو یقین دلایا کہ کوئی قیدی اسیر سوار نہیں ہے۔ مگر اونہوں نے ایک نہ سنی اور جہاز میں داخل ہو کر تمام کمروں میں پھیل گئے مسافروں کا اسباب لوٹ لیا اور ترکی افسروں کو بیحرمت کیا۔ یونانی گورنمنٹ نے اطلاع ملنے پر کوئی تدارک نہ کیا آخر آسٹریا کے ایک جنگی جہاز نے دو کشتیوں پر بحری سپاہی اور تارپیڈو کشتیاں بھیجکر مجمع کو منتشر کیا۔ اور محمد علی پاشا اور دیگر مسافروں کا مال۔ الیس لیا محمد علی پاشا کی اہلیہ خوف و دہشت سے کئی ہفتے بیمار رہیں یونانی گورنمنٹ نے آسٹرین گورنمنٹ کی بار بار پر بعد میں بندرگاہ کی افسر اور پولیس کے اعلی عہدہ دار کو موقوف کر کے معافی مانگ لی۔ ترکی اخبارات انگریزی اخبارات سے دریافت کیا کہ کیا تمہاری مہذب یونانی قوم کی یہی شرافت ہے جسپر تم اسقدر نازاں ہو مگر افسوس ہے ترکوں کو کہ اس واقعہ کے بعد بھی کسی یونانی مسافر یا جہاز کی بنا در یا سمندروں میں ذلیل کرنیکا اون کو خیال تک نہیں گذرا۔

وہ دراصل پاریس میں قونصل تھا۔ مگر کام کی کثرت کیوجہ سے اسوقت اتینهز کی سفارت میں بطور اٹاچی کام کر رہا تھا۔ وہ یہ خوش خبری لایا کہ ایم رالیس نے سفیر سے ملاقات کر کے ہمیں رہا کر دینے اور انگریزی سفارت کو سپرد کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ مسٹر میکس ٹرین کا انتظار نہ کر کے اسپی گاڑی پر اتینهز سے آیا۔ اوسنے کپتان سے ہمیں اوسیوقت ساتھ لیجانے کی اجازت مانگی کپتان نے عذر کیا کہ مجھے اسکے متعلق کوئی حکم ابتک نہیں ملا۔ اسپر مسٹر میکس اوس سے صاف انکار کر دینے کے درپے ہوگیا۔ مگر کپتان حیلے حوالے بتاتا رہا جسپر مسٹر میکس نے آخری سوال کیا "صاحب کیا آپ مجھے جو انگریزی سفیر متعینہ اتینهز کا قایم مقام ہوں مسٹر لشیلیڈ پارٹٹ اور اوسکا فرزند حوالہ کرنیسے انکار کرتے ہو۔ اسکا جواب دو حرفی ہاں یا نہ دیا جائے"

کپتان نے جو فی الواقع نیک نہاد شخص تھا رک رک کر آخر صاف انکار کر دیا اور مسٹر میکس اس انکار کو بلفظہا دہرا کر خوش خوش واپس چلا گیا۔ کیونکہ اس انکار سے اوسے یونانی گورنمنٹ سے بازپرس کا موقعہ ملگیا۔ ساتھ ہی کپتان کو پیغام پہونچا کہ چونکہ دن کو وقت ہمارا خشکی پر اترنا خالی از خطر نہیں۔ ایم رالیس ورک کے آئیگا۔ چند سرخ کوٹ و سرخ ٹوپی پوش اطالین مجاہدین کشتیوں پر سوار ادہر ادہر بندرگاہ میں پھر رہے اور مختلف جہازوں کی سیر کر رہے تھے اہل جہاز چنداں تپاک کے ساتھ اون سے پیش نہ آتے اونمیں سے کچھ بندرگاہ میں ادہر ادہر رانفلین سیر کر رہے تھے ہم ایم رالیس کا انتظار کھینچ رہے تھے کہ ایک بڑا تجارتی جہاز یونانی مجاہدین سے بھرا ہوا بندر میں داخل ہوا۔ یہ لوگ عثمانیہ علاقہ سے اور زیادہ تر سمرنا سے آئے تھے۔ وہ تقریباً سب کے سب ابھی نوعمر لونڈے تھے۔ اور جہاز کا ہر گوشہ و ہر کونہ اونسے بھرا ہوا تھا۔ ان جاہل بے علم اور کمزور جسم لڑکوں کو جہاز کے بندر میں داخل ہوتے وقت "جہاد جہاد" کے نعرے لگاتے ہوئے سنکر اونکی حالت اور بیوقوفی پر ہمیں بڑا رحم آیا۔ اونکو ابھی معلوم نہ تھا کہ لڑائی کس جانور کا نام ہے اور وہ کیسی خوفناک چیز ہے کئی گھنٹے انتظار میں گذر گئے۔ شام کا کھانا افسردہ دلی سے کھایا۔ یونانی افسر تاخیر و درنگ سے ہم سے بھی زیادہ پژمردہ خاطر ہو رہے تھے۔ وہ ہمیں جہاز پر روک رکھنے کی ذمہ داری میں مبتلا ہونا پسند نہیں کرتے تھے ہمنے اونہیں نیم ظریفانہ پیرایہ میں کہا کہ اگر کسیطرح کے بلوہ کا اندیشہ ہے تو اونہیں ہمارے ہتھیار ہم کو واپس کر دینے چاہئیں۔ تاکہ ہم حملہ کیصورت میں اپنا بچاؤ کر سکیں کپتان نے وعدہ کیا کہ جس گودام کے کمرہ میں وہ ہتھیار بند ہیں اوسکا دروازہ کا قفل کھولدیا جاویگا۔ انکو سیلون سے باہر جہاں ہم قہوہ پی رہے تھے کسیقدر ہلچل ہونیسے واضح ہوگیا کہ کوئی آیا ہے تھوڑی ہی دیر بعد یونانی ممبر نے مسرور قدر کے ہو کر مسرت بھرے لہجہ میں کہا "یہ لو ایم رالیس آگئے" اور اوسیوقت وزیر اعظم کمرہ میں داخل ہوگیا

یونانی وزیر اعظم

ایم رالیس پست قامت اور چست و چالاک شخص ہے آنکھیں روشن و بیقرار ملینت سیماب چہرہ خوب گٹھا ہوا۔ اور سر کے بال لمبے لمبے اور بکھرے ہوئے۔ ایم رالیس کو ایک لحظہ سکون نہیں وہ ہر وقت متحرک رہتا ہے اور بولتا نہایت تیزی اور طلاقت کے ساتھ ہے اوسکی شکل و شباہت خوش آیند تو ہے مگر موثر نہیں۔ تاہم اوسکا بشرہ بتا رہا تھا کہ وہ اکثر یونانیوں کی نسبت زیادہ صاف باطن اور نیک ضمیر شخص ہے۔ اوسکے ساتھ صرف ایک منشی اور ایک چھوٹا سا عجیب الہیئت آدمی تھا۔ آخر الذکر وزیر کے پیچھے تھا اسلئے اوسے ہم پہلے نہ دیکھ سکے۔

وزیر نے آتے ہی بڑے تپاک کے ساتھ ہم سے مصافحہ کرکے ہمارے رکاوٹ پر افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ "اس سے جو تمہیں تکلیف پہونچی ہے اوسکا مجھے بہت رنج ہے"۔ الیس کے ساتھ وہ بہت بے تکلفی کے ساتھ پیش آیا جسکے گلے کو ٹھوڑی کے نیچے سے پکڑ کر اوسکی چٹکیاں کسیقدر زور کے ساتھ لیں۔ لونڈے کو یہ حرکت سخت ناگوار گذری اوسکا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور ہاتھوں سے اسکا جواب درشتی سے دینے ہی لگا تھا کہ مینے جھٹ پٹ اوس سے کہا کہ "وہ صرف پیار سے ایسا کر رہا ہے" جس سے الیس کا غصہ فرو ہو گیا۔ لیکن اگر مجھ سے ذرا سا بھی توقف ہو جاتا تو وہ ضرور ایم رالیس کو دو چار گھونسے رسید کر دیتا۔ ہم سے بعد وہ پٹیالا اس سے چند منٹ باتیں کرتا رہا۔ یہ ممبر اگرچہ ڈیلیانیس کے فریق میں سے تھا مگر نئے وزیر سے موافقت کر لینا اوسے ناپسند نہ تھا۔ بعد ازاں میں اور وزیر کچھ عرصہ باتیں کرتے رہے میں نے اوس سے کہا کہ میری رائے میں لڑائی کا جلد ختم ہو جانا نہایت مناسب ہے۔ لڑائی دونوں ملکوں کے حق میں مضر ہے ترکی اور یونان کو آپس میں دوست رہنا چاہیے نہ کہ دشمن۔ وزیر نے کہا "غالباً جرمنی اور روس قابل اطمینان تصفیہ کی بہت کچھ مزاحمت کرینگے" پھر کہا تمہارا مشورہ بیشک نیک ہے مگر بعد از وقت دیا گیا ہے تمہارے کہنے سے پیشتر ہی دول عظام نے خود بخود بلا تحریک بیچ بچاؤ کرکے صلح کرا دینے کا منشا ظاہر کیا ہے"۔ اسنے خود بخود کا لفظ اسلیے کہا تھا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یونان نے دول سے التجا کی ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ یونان نے علانیہ نہ سہی در پردہ پرائیویٹ طور پر ضرور التجا کی تھی۔ ایم رالیس زبانوں باتوں میں ذکر کیا کہ لڑائی ختم ہو چکی ہے مگر یہ بیان صریح غلط ثابت ہوا۔ وہ مجھ ا سے کو اوپنیا پر ملا اور لڑائی اوس سے پندرہ دن کے بعد یعنی ۱ مئی کے معرکہ ڈومو کوس کے پیچھے بند ہوئی۔ میں نے اوس سے کہا کہ اگر انعقاد صلح کے متعلق میں قسطنطنیہ یا کہیں اور کسی کار آمد ہو سکوں تو مجھے دریغ نہیں ہوگا۔ ایم رالیس نے اسکا شکریہ ادا کرکے بتایا کہ یونانی فرسالہ کو چھوڑ آئے ہیں۔

یہ نہایت اہم خبر تھی کیونکہ فرسالہ کو چھوڑ دینے کا حکمی نتیجہ یہ تھا کہ ولسٹینو کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ باتوں سے فارغ ہو کر ہم سب چلنے کو تیار ہو گئے اوسوقت مینے اپنے اسلحہ کی واپسی کی درخواست کی۔ اور ایم رالیس نے اونہیں فی الفور واپس کر دیے جانیکا حکم دیا لیکن جب ہمنے گراس رائفلوں اور یونانی تلواروں کا جو ایلیس نے تھیسلی میں البانویوں سے خریدی تھیں اور نیز ہیپا کے اسلحہ (تلوار، پستول اور خنجر) کا مطالبہ کیا۔ تو ایم رالیس نے اول الذکر اسلحہ بایں دلیل ہمیں واپس دینے سے انکار کیا کہ وہ یونانی گورنمنٹ کی ملکیت ہیں اور اسلیے اپنی ملکیت پر پھر متصرف ہونیکا کامل استحقاق حاصل ہے۔ مینے عذر کیا کہ ہم مصاف کنندہ نہ تھے۔ اور اسلحہ مذکور جایز طور پر ارنوطوں سے جنہیں وہ میدان جنگ میں لاوارث ملے تھے۔ خرید کیے گئے تھے۔

میرا خیال ہے کہ اگر ہم اکیلے ہوتے تو ایم رالیس یہ ہتھیار بھی ہمیں واپس دیدیتا۔ مگر چھاؤنی کے کل افسروں کے سامنے جو اس بحث کو دلچسپی اور کسیقدر آزردگی کے ساتھ سن رہے تھے اوسنے ایسا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مینے بھی روانگی میں زیادہ توقف ڈالنا قرین مصلحت نہ سمجھکر اس بحث کو اس فقرہ پر ختم کیا "ایم رالیس چونکہ آپنے یہاں آکر ہمیں ملنے سے بڑا احسان کیا ہے میں اس معاملہ پر اسوقت زور نہیں دیتا۔ اور مزید بحث و دعاوی کو کل پر ملتوی رکھتا ہوں"۔

فصل نوزدہم (۱۹)

پائریس کے واقعات جس وقت ہم خشکی پر پہونچے اوس وقت اگرچہ دس بجے کا عمل تھا۔ مگر ساحل پر بہت سا ہجوم ہمارے انتظار میں کھڑا تھا ہم گاڑی پر سٹیشن کو گئے۔ جہاں ساحل سے بھی زیادہ ہجوم جمع تھا۔ یہ اژدہام دیکھکر پاسیور الیس کا دل بہت سہم گیا۔ کیونکہ گو ہجوم نے عملاً مخاصمت کا کوئی اظہار نہ کیا۔ مگر اوسکی تیور بگڑے ہوئے تھے۔ اور ذرہ سی تحریک پر مشتعل ہو سکتا تھا۔ بدقسمتی سے ٹرین کی روانگی کیوقت کے متعلق غلطی ہوگئی۔ اور ہم آدھ گھنٹہ پہلے آگئے۔ سٹیشن ماسٹر نے ہمیں اپنے کمرہ میں لیجاکر دروازہ بند کر دیا۔ لیکن مجمع بڑھتا گیا۔ اور کئی لوگ دروازہ کے پاس آکر ہمیں گھورتے رہے اسپر دروازہ کو مقفل کر دیا گیا لیکن مجمع کا شوق کم نہ ہوا۔ اور دریچہ کے بیرونی کھڑکی پر چڑھکر یکے بعد دیگرے ہمیں دیکھتے رہے۔ ایلیا کی ترکی ٹوپی سے بالخصوص اونہیں بڑی دلبستگی تھی۔ اور اوسکی طرف بار بار انگلیاں اُٹھ رہی تھیں۔ یہ دیکھکر اب پہلی مرتبہ ایلیا کا حوصلہ جاتا رہا۔ گرفتاری کیوقت اُسکا استقلال برابر قایم رہا تھا اور جہاز کے یونانی ملاحوں کی چھیڑ چھاڑ سے بھی جو اوسے ہر وقت لڑائی کی دعوت کرتے رہتے تھے وہ نہ گھبرایا تھا۔ مگر اب یہ بھی خاص وجہ تھی کہ اوسکے پاس کوئی ہتھیار نہیں رہ گیا تھا اور وہ اجنبی ملک میں بیگانوں کی قید میں گرفتار اور بالکل بے پناہ تھا اوسنے لمبی لمبی سانسیں بھرنی شروع کردیں اور اوسکی حالت غشی کے قریب پہونچگئی۔ سب سے پہلے ایلس نے اوسکے اضطراب کو دیکھا۔ جسپر اوسنے ایلیا کے پاس جاکر اوسکی پیٹھ کو تھپکا اور اوسے حوصلہ دلایا کہ میرا دینی ایلس کا ریوالور اِن بلوائیوں کے لیئے کافی ہے۔ ایلس کے بعد ایم رالیس نے بھی اوس کے رخسار و سر پر ہاتھ پھیر کر اسے بہت کچھ تشفی دلائی۔ اور ہمنے وعدہ کیا کہ ہم سب آخری دم تک اوسکی حفاظت کرینگے۔

اتنے میں ٹرین تیار ہوگئی۔ اور ہم کمرہ سے باہر نکل آئے ہجوم ہمارے گرد امنڈ آیا۔ مگر کسی نے حملہ نہ کیا۔ ایم رالیس نے اکثر لوگوں سے مصافحہ کیا جس سے وہ خوش ہوگئے اور کوئی شرارت نہ کی۔ اسوقت تک ایلیا کا حوصلہ بالکل بجا ہو چکا تھا وہ باوقار لاپروائی کے ساتھ ہمارے ساتھ آیا ہم سب جھٹ پٹ ایک کمرہ میں جا بیٹھے اُسکا دروازہ مقفل کر دیا گیا۔ اور ٹرین ایتھنز کو روانہ ہوگئی وہاں کے سٹیشن پر بھی ہجوم موجود تھا مگر وہ نہ اتنا زیادہ تھا اور نہ اسقدر جوشیلا ایک مد ہوش انگلش جنے جو آسٹریلیا سے آرہا تھا میرے قریب آکر نہایت رقت کے ساتھ ہمدردی و تاسف کا اظہار کیا اوسکے خیال میں گویا ہم پھانسی دینے لیجائے جاتے تھے سٹیشن پر گاڑی تیار تھی ہمیں ایم رالیس سیدھا انگریزی سفارتخانہ کو لیگیا سفارتخانہ کی عمارت بہت خوبصورت اور یونانی طرز کی ہے وسط میں ایک بڑا ایوان ہے اور نچلی منزل کے سامنے سنگ مرمر کا زینہ ہے۔ انگریزی سفیر مسٹر ایجرٹن جو نہایت قابل قدر اور خلیق جنٹلمین ہے اور علم و عقل دونوں کی وافر مقدار رکھتا ہے نصف زینہ تک ہمارے استقبال کو آیا

مسٹر ایجرٹن اور ایم رالیس

چند لحظوں تک دونوں مدبر اس سوچ میں خاموش کھڑے رہے کہ گفتگو کسطرح شروع کی جاے۔ ایم رالیس حیران تھا کہ کیا کہے۔ اور مسٹر ایجرٹن اوسے اور روم کو باوقار حیرت و تاسف کی نگاہوں سے اسطرح دیکھتے رہے کہ گویا وہ ایم رالیس سے معاملہ کی کیفیت طلب کر رہے ہیں آخر یونانی وزیر اعظم نے سنبھلکر نہایت نرمی کے ساتھ فرانسیسی میں یہ کہا "سفیر صاحب لیجیے اسیرونکو صحیح و سالم میں آپ کے حوالہ کرتا ہوں" من بعد ہمیں اور سفیر کو سلام کہکر رخصت ہوگیا۔ سفیر روم نے نہایت تپاک سے ملا اور کہا "میں شام کو کھانے پر تمہارا منتظر رہا" پھر ہمیں سفارتخانہ میں ٹھیرنے کے لیئے کہا۔ بحالت موجودہ ہمنے اس مہمان نوازی کو بلا تامل منظور کرلیا۔ سر ڈانلڈ رالیس میکنزی[1] ٹایمز کا نامہ نگار بھی وہیں فروکش تھا۔ اوسنے ہمیں اپنے مشاہدات بالتفصیل سنائے۔ ٹرنا دوس اور لاریسہ کی بھاگڑ میں ۲۳ اور ۲۴ اپریل کو وہ بھی شامل تھا اور اوسوقت ہمیں اکثر دوسرے انگریزوں کیطرح جنکو یونانیونکی شجاعت پر بڑا ناز تھا۔ اسپر بھی اس شجاعت کی قلعی اچھی طرح کھل گئی۔

دوسرے دن ہمیں صبح کے پانچ بجے بیدار ہوکر ایتھنز کے پرانے قلعہ کو جسے دیکھے ہوے ۱۹ برس ہوگئے تھے روانہ ہوگیا۔ یہ مقام واقعی کمال شاندار ہے! اوسے دیکھکر اوسکی گذشتہ شان و شوکت کی یاد فوراً دلمیں تازہ ہوجاتی ہے۔ اور اوسکی نوادرات اور قدیم عمارتوں کی بیمثال لطافت سے آنکھونکو سچا سرور اور تازگی حاصل ہوتی ہے۔ پارتھی نان۔ پروپلیا ارکتھی ام۔ ایتھینکی ایٹیروس کا مندر بلا مبالغہ نادر الوجود عمارتیں ہیں۔ آریوپیگس کی سہل الحصول بلندی پر بھی چڑھا۔ اور چٹانی تہ خانہ میں بھی گیا۔ یہ وہی بلندی ہے جہاں کھڑے ہوکر ۱۸۰۰ سو برس ہوے سینٹ پال نے اہالی ایتھنز کے دلوں کو ہلا دیا تھا اور یہ وہی تہ خانہ تھا جہاں سقراط نے زہر کا پیالہ پیکر جان جان آفرین کو سپرد کی تھی۔ نیکس کی مشہور آفاق پہاڑی بھی جسکا نام پری کلیس۔ کلیون۔ ڈیماس تھی نیز اور ایتھنز کے زمانہ عظمت و شوکت کے تمام مشاہیر کی یادگاروں اور کارناموں سے وابستہ ہے بالکل پاس تھی۔ اللہ اکبر ان نامورون کے مقابلہ پر زمانہ حال کے یونانی کیسے حقیر اور ہیچ دکھائی دیتے ہیں۔ اوپر رومن جنرل مارک انٹونی کا یہ مصرع "اے اپنے وطن یہ گرنا کیسا گرنا تھا" یا کارڈنیل وولزے کا یہ پر از حزن و اندوہ مقولہ "جب وہ گریگا شیطان کیطرح گریگا۔ اور کبھی نہ سنبھل سکیگا" کیسا صادق آتا ہے۔ یونان کو کامل تباہی سے بچانے کے لیے جو اوس کی سرساختہ اور بزدلانہ حماقت نے اوسپر تقریباً وارد کردی ہے بلاشبہہ کسی ہیرو کی ضرورت ہے اور سرزمین یونان زبان حال سے ہروقت بارگاہ ایزدی میں یہ التجا کر رہی ہے —

---

[1] یہ صاحب لارڈ ڈفرین گورنر جنرل ہندوستان کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت میں کئی برس ہندوستان میں رہ چکے ہیں۔ اس عہدہ کو قبول کرنے سے پہلے بھی ٹایمز کے نامہ نگار تھے اور اسی حیثیت سے روس کی سیاحت کرکے اوسپر ایک کتاب تحریر کی تھی جو انگلستان میں عام مقبول ہوئی۔ مترجم

[2] مسلمانوں کا قبرستان بھی جنکی کئی سو برس یونان پر قابض رہے اسی پہاڑی کی ایک جانب ہے۔ دیمتریوس ۱۸۶۵ء [illegible] میں آباد ہوا تھا۔

[3] جیسے مصر کی حسین ملکہ کلیوپیٹرا کے عشق نے کسی کام کا نہ چھوڑا تھا۔

اے[1] خدا، آن صاحبِ عقل و تمیز — کان توانائی و شہرت داشت نیز
حیف او بر دوش بستہ رختِ سفر — رفت زین عالم بدنیائے دگر
از فراقش حالت یونان زمین — دردناک است و بد انجام و حزین
قوم دارد بہر شخصے احتیاج — کو کند درد و زوالش را علاج
گر بود اولادِ بائے[2] و یا امیر — یا بود فرزند درویشِ فقیر
اعتراضے نیست ما گوئیم فاش — ہر چہ بادا باد مرد کاذب مباش

وزیرِ اعظم کا دفتر ناشتہ کے بعد میں ایم رالیس کو وزارت بحریہ میں اوسکے دفتر جا ملا اور آنکی وجہ یہ بتائی کہ ”چونکہ آپ از راہ شفقت مجھ سے ملنے گئے تھے اس عنایت کے عوض میں نے آج حاضر خدمت ہونا ضروری سمجھا۔“ رالیس اس دلیل سے بہت خوش ہوا اور کچھ عرصہ فرحاں و مسرور دوستانہ باتیں کرتا رہا۔ اوسکے پرائیویٹ کمرہ کو دیکھکر میں دنگ رہگیا۔ میں ہی نہیں جو دیکھتا دنگ رہجاتا اور اس حیرت میں پڑجاتا کہ وزیر موصوف کوئی کام کسطرح کر سکتا ہے وہ ہر قسم اور ہر منزل کے لوگوں سے جن میں افسر اخبار نویس، سایل، سیاسیون، سکرٹری حتی کہ عورتیں بھی شامل تھیں، بھرا ہوا تھا اور وزیر ان سب میں ادھر ادھر جلد جلد چکر لگاتا ہوا ہر ایک سے کچھ نہ کچھ گفتگو کر رہا ہے اب ایسی اس شخص نے قابو کیا ہے اوس سے خلاصی ہوئی تو دوسرا سامنے آگیا۔ اور وہ [illegible] ہے کہ سب کی معروضات سن لینا۔ اور کسیکو انتظار میں نہ رکھنا اپنا فرض سمجھ رہا ہے۔ اوسکی یہ کارروائی بلا شبہ حیرت انگیز تھی مجھے بتایا گیا کہ سارا دن یہی کیفیت رہتی ہے۔ مسیو رالیس کو ہمیں بہت رات گذر جانیکے بعد اور صبح کو بہت ہی سویرے تنہا اور چپ چاپ کام کرنیکا موقعہ ملتا ہے میں کمرہ ہی میں تھا کہ ایک خوبصورت یونانی خاتون (لیڈی) اپنے بھائی کے حالات جو فوج میں افسر اور محاربہ میں شریک تھا۔ دریافت کرنے آئی۔ وہ انگریزی عمدہ بولتی تھی۔ ایم رالیس نے ایک نہایت بانکا فقرہ کہکر مجھے اوس سے روشناس کرا دیا اور ہم دونوں نے الفور محاربہ اور اوسکے اسباب و بواعث کے متعلق طویل و خوشگوار بحث میں مصروف ہوگئے جسمیں میں نے اپنی حسین مخاطبہ سے حتی الامکان بہت کم اختلاف کرنے کی کوشش کی۔ یونانی زبان میں بانکے فقروں کی کوئی کمی نہیں۔

رخصت ہونے سے پہلے میں نے پھر ایم رالیس سے ایلیا کے اسلحہ اور رالیس کی رائفلوں اور تلوار وغیرہ کی واپسی کی باضابطہ مگر مؤدبانہ درخواست کی اونے ایلیا کے اسلحہ واپس کر دینے اور دوسرے معاملہ پر موافق و مناسب غور کرنیکا وعدہ کیا۔ مگر ہمیں کوئی ہتھیار واپس نہ ملا۔ شاید اسوجہ سے کہ ہم جلد ایتھنز سے روانہ ہوگئے۔ اوسی دن سہ پہر کو ہمیں ٹائمز اور سٹینڈرڈ کے نامہ نگاران مسٹر بورشیر اور مسٹر [illegible] سے

[1] انگریزی نظم کا لفظی ترجمہ یہ ہے ”یار الٰہا مجھے ایک ایسی باعقل و ہوش، صاحب دل اور کارکن شخص کی ضرورت ہے جو اون سادہ مزاج بڑے آدمیوں ایسا ہو جو افسوس ہمیشہ کیلئے رخصت ہو چکے ہیں۔ اس پر آشوب و پرفتن سرزمین کو ایک کم سخن اور باعزم انسان کی ضرورت ہے خواہ وہ امیر کا فرزند ہو یا خود مختار بادشاہ کا۔ اور خواہ جمہوری خیالات کا ہو مگر ایسا ہو جو حکومت کرنا جانتا ہو اور جھوٹ نہ بولتا ہو۔“

[2] بے - بک - بیگ -

ملاقات کی۔ دونوں خلیق اور خوب باخبر جنٹلمین تھے۔ انکی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ایم رالیس کے ساتھ جو پست قامت سا شخص جہاز پر گیا تھا وہ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار تھا۔ اس نامہ نگار نے ہماری ملاقات اور ایم رالی کے متعلق اپنے اخبار میں خوب دلچسپ من گھڑت کہانیاں شایع کی ہیں ٭

اطالین مجاہدین کے

ہمنے گاڑی پر سوار ہو کر کئی گھنٹے اتھینز کی سیر کی اور قدیم یونان کے دلفریب یادگاروں اور خوشنما مطلع اور شفاف موسم سے خوب حظ اوٹھایا اور جو چیز قابل دید تھی سب کو دیکھا بازار تمام ملکوں کے باشندوں۔ مجاہدین اور بیقاعدہ سپاہیوں سے بھرے ہوئے تھے انمیں سے ایک بھی شکل مشابہت بہادر یا معتبر نظر نہ آتا تھا۔ فی الحقیقت اتھینز میں اسوقت تمام یورپ کا فضلہ جمع ہو رہا تھا۔ ان لوگوں میں زیادہ تر اطالین مجاہدین تھے جنمیں سے اکثر ابھی سولہ برس سے لیکر ۱۲ برس کی عمر تک کے خادم لونڈے تھے۔ گو وہ ٹوپی اور کوٹ اوسی سرخ رنگ کے پہنے ہوئے تھے جیسے چالیس برس ہوئے اٹلی کے آزاد کنندہ گیری بالڈی نے اپنے آدمیوں کی وردی کیلئے پسند کیا تھا۔ انمیں سے اکثر کے پاس ریوالور تھے اور سب محض بلا غرض و بیفایدہ صرف تعریفیں کراتے پھرنے کیلئے ادہر ادہر چکر لگاتے رہتے تھے۔ ان تمام نے اور خود ساختہ گیری بالڈین مجاہدین میں فی الحقیقت بہت سے یونانی ہی تھے جنہوں نے ادہر ادہر گھومتے پھرنے کیلئے اطالین لباس پہن لیا ہوا تھا۔ رات کے وقت یہ غیر منتظم اور بیقاعدہ (باشی بزوق) گروہ گروہ بڑے چوک میں جمع ہو کر بہت دیر تک گاتے اور چلاتے رہتے کبھی اسوقت پستول بھی چلا دیتے۔ الغرض یہ لوگ یونانی حکام کے لیئے سخت وبال جان ہو رہے تھے ٭

فصل بستم

شاہ یونان کے

شنبہ کی صبح کو ساڑھے دس بجے بادشاہ کے یاور (حاجب ایڈیکانگ) نے خط بھیجکر مجھے بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لیئے فی الفور محل کو آنے کی درخواست کی ہم ساڑھے گیارہ بجے وہاں پہونچے اور یاور نے ہمیں بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ شاہ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور علی الفور نہایت دلچسپ اور خوشگوار گفتگو شروع کر دی۔ بادشاہ کا قد خاصہ لنبا تقریباً پانچ فیٹ دس انچ ہے جسم چھریرا بشرہ خندہ اور اطوار شایستہ و خوشگوار ہیں شکل میں اپنی ہمشیرہ شہزادہ ویلز کی بیگم سے بہت ملتا جلتا ہے۔ انگریزی بہت

سلہ کل اقوام سے حسبِ تعداد ذیل مجاہدین یونان کی مدد کو پہونچے۔ ۳۵۲۳ اطالین ۸۷ افریقہ ۶۷۔ آسٹریا ۱۱ روسی ۷ سویڈی۔ ایک باشندہ ناروے یونان کی حمایت میں انگلستان سے بنکر آئے تھے۔ انکے علاوہ ممالک غیر سے یونانی قوم کے لوگ بہ تفصیل ذیل اپنے ملک کی مدد کو گئے۔ قسطنطنیہ و رومیلیا۔ مجمع الجزائر و قبرص سے ۳۵۸۲ مشرقی رومیلیا سے ۷۰۰۔ صوبہ اپائرس سے ۱۴۱۔ امریکہ سے ۵۸۵۔ آڈیسہ (جنوبی روس کا بندرگاہ) سے ۳۴۸۔ رومینیا سے ۲۷۴۔ کوہ قاف سے ۷۹۴۔ فرانس سے ۱۲۱۔ آسٹریا سے ۳۔ انگلستان سے ۱۳۱۔ اٹلی سے ۲۵۔ جرمنی سے ۷۔ سوئیٹزرلینڈ سے ۴۔ بلجیم سے ۲۔ اور کلکتہ سے ۵ ٭

شائستہ اور باآسانی و سرعت بولتا ہے۔ کل مکالمہ کے دوران میں اوسی اکثر تبہی کوئی لفظ یا محاورہ نہ سوچنا پڑا
میں معمولی لباس میں گیا تھا اوسکی میننے یوں معذرت کی کہ حشمت مآب کی جنگی جہازوں کی مستعدی اس کوتاہی
کا باعث ہوی۔ یہ وجہ سُنکر بادشاہ بہت محفوظ ہوا۔ شاہ نے تمام پولیٹیکل مسایل پر فوق العادت بلا تکلفی اور روانگی سے
گفتگو کی۔ وہ دول کی کارروائی پر بہت ناراض تھا۔ اوسنے کہا ہر شش دول عظام یونان کی ننہی سی ریاست کے
برخلاف متفق و متحد ہو رہی ہیں۔ اور یونان کے ہر فعل کی قولاً و عملاً مخالفت کرتی رہی اور کر رہی ہیں اور
اونہی کا غلط فعل محاربہ کا براہ راست باعث ہوا ہے۔ وہ انگریزی گورنمنٹ کی پالیسی سے بالخصوص بہت
خفا تھا۔ اوسنے کہا۔ اس گورنمنٹ کی پالیسی آج کچھ اور کل اوسکے عین برعکس ہوتی ہے۔ سال گذشتہ کے ایک
وقت انگریزی گورنمنٹ یونان کی بڑی خیر خواہ تھی۔ اب اوسکے ہر دعوی کی مخالف دکھائی دیتی ہے —

جب مینے عرض کیا کہ میری اپنی بڑی اور غیر منقطع پالیسی یہ ہے کہ روس کو قسطنطنیہ پر قابض نہ ہونے دیا جاے
تو بادشاہ نے جواب دیا۔ "بیشک یہی پالیسی صحیح ہے مگر تمہاری گورنمنٹ تو ہر فعل ایسا کر رہی ہے جسکا نتیجہ اسکے سوا
اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ روس قسطنطنیہ پر متصرف ہو جاے اور جلد ہو جاے۔ انگلستان اس پالیسی پر وقت ہاتھ سے
نکلجانے کے بعد ضرور سخت متاسف ہوگا۔ انگلستان کو یونانیوں کی مدد کرنا واجب ہے۔ جنوب مشرقی یوروپ میں صرف وہی غیر
سلیوالنسل قوم ہیں"۔ اسکے جواب میں مینے عرض کیا میری بڑی خواہش و تمنا یہ ہے کہ لڑائی کا فی الفور خاتمہ ہو جاے۔ اور
ترکی و یونان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہنے کی بجاے دوست صادق ہو جائیں میں بیشک ترکوں کا بڑا ہوا خواہ
ہوں مگر یونانیونکا بھی دشمن نہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا "چند برس ہوے میری بھی یہی پالیسی تھی میں ترکونکا ہرگز دشمن
نہیں مینے اوسوقت سلطان المعظم کو یہ ذہن نشین کرانے کی حتی الوسع کوشش کی تھی کہ ہم دونوں کیلیے رفیق صمیم
ہو جانا اشد ضروری ہے مگر اوسنے میری باتوں پر کوئی توجہ نہ کی۔ سلطان روس کی مرضی و اجازت کے بغیر کچھ نہیں کرنا
چاہتے اور روس کی بڑی خواہش یہ ہے کہ یونان کو پامال و ذلیل دیکھے۔ اب ترکی اور یونان دونوں اس محاربہ سے
اپنے آپ کو کمزور کر رہے ہیں اور اس سے روس اور سلیو اقوام کے ماسواے اور کوئی فایدہ نہیں اٹھایگا -:

مینے بادشاہ کو بتایا کہ یہی بعینہ میرے خیالات ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ چند معاملات کے متعلق انگریزی گورنمنٹ
کی پالیسی مذبذب اور کمزور رہی ہے۔ مگر وہ متعمدانہ یونان کی مخالف نہیں۔ ترکی گورنمنٹ کو مقدونیہ پر محاربہ سے
پہلے یونانی باشی بوزوقوں کے حملہ آور ہونے سے سخت اشتعال پہنچا تھا :-

بادشاہ نے اس دلیل کو تسلیم کیا اور کہا "سلطان کو بیشک اشتعال پہونچا مگر ہم ان یورشوں کو روک نہیں سکتے
تھے۔ یورش کرنیوالے باقاعدہ سپاہی نہ تھے اور تا کہ اونکو ذاتی تجربہ سے ایکدفعہ معلوم ہو جاے کہ لڑائی کیا چیز ہوتی ہے
یہ ضروری تھا کہ انکو روکا نہ جاتا۔ اب وہ کبھی یقیناً دوبارہ ایسا کرنیکی کوشش نہیں کرینگے"۔ میں اس جواب کو سنکر بمشکل مسکراہٹ

کو ضبط کرسکا گورنمنٹ کی دشواری کی یہ بلاشبہ عجیب توضیح تھی۔ اس سے وہ صداقت جو شروع ہی سے ظاہر تھی بخوبی واضح ہوگئی کہ زمانہ قدیم کیطرح اب بھی یونانی پالیسی کی عنان اہالی ایتھنز کے ہاتھ میں ہے اور بادشاہ و وزرا سے لیکر ادنیٰ ترین اہلکار تک سب عہدہ داران زود اشتعال، جاہل و احمق اور متلون مزاج مجمع بے تمیزی سے ڈرتے رہتے ہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ لڑائی فی الواقع مزید علاقہ کیلیے رعایا شور و شغب کو بند کرانیکی وقتی یا فرضی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے چھیڑی گئی تھی ایتھنز کے خود سر باشندے اب بھی ویسے ہی بے سمجھ پرجوش اور متلون مزاج اور سرچشمہ شرارت و فساد ہیں جیسے کہ دو ہزار برس ہوئے سپارٹا کی محاربوں اور فیلقوس مقدونوی کی فوجکشی کے خطرہ عظیم کے وقت تھے یہ سب کو معلوم ہے کہ اسوقت بھی انہوں نے دیماستھینز کی نصیحتوں کو گوزشتہ سے زیادہ وقعت نہ دی تھی۔ ایتھنز کے یونانی باشندے ایسے ہی ویسے ہی سودائی اور شرارت کے پتلے ہیں جیسے کہ پندرہویں صدی میں قسطنطنیہ کے یونانی باشندے تھے جنکو اسوقت بھی ہوش نہ آیا جب کہ ترکی توپیں اونکے شہر کے دروازوں پر گولے برسا رہی تھیں۔

مندرجہ بالا ارشاد کے بعد بادشاہ نے بیان کیا "کریٹ کی حالت ہمارے لیے عجب خطرناک بن رہی ہے۔ اسوقت یونان میں پندرہ ہزار کریٹی پناہ گزین بے خان و مان اور محض قلاش موجود ہیں ان بیکسوں کی تکالیف و مصائب کو اور زیادہ نہیں دیکھ سکتا۔ کریٹ میں ہمیشہ بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں جن سے ہمیں بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے کریٹ کے متعلق کچھ نہ کچھ فیصلہ ہونا نہایت ضروری ہے میں نے التماس کیا۔ کہ کریٹی عیسائیوں نے بھی تو اپنے مسلمان بھائیوں پر بے اندازہ ظلم کیے ہیں اور وہ بیچارے اب سب کے سب ساحلی قصبوں میں پناہ گزین ہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا "یہ تمام مصائب دول عظام کی غلطیوں کا نتیجہ ہیں اگست ۱۸۹۶ء میں بضمانت دول سلطان نے جو اصلاحات منظور کی تھیں وہ نہایت مناسب تھیں بلکہ یونانیوں کی توقع سے بدرجہا بڑھکر تھیں اور اونکو اسقدر رعایتیں ملنے کی مطلقاً امید نہ تھی مگر دول کے باہمی اختلافات اور غلطیوں سے اون کی تعمیل میں توقف پڑ گیا۔ اور فتنہ خوابیدہ پھر تازہ ہوگیا"[1]۔

---

[1] فرانس کے اخبار پیرس جرنل کے نامہ نگار مسٹر فرینکلین بولین سے شاہ یونان نے حسب ذیل خیالات ظاہر کیے:
"مجھکو آخری ساعت تک مصالحت آمیز فیصلہ کی آرزو تھی۔ ہز مجسٹی نے یہ بھی بیان کیا کہ بیشبہ مجھکو عام رائے کی مضطربانہ حالت سے کما حقہ واقفیت تھی لیکن عاجلانہ کارروائی یا تحریک مضر تھی۔ جو لوگ ہم پر الزام دکھلانا چاہتے ہیں۔ یہ وہ اشخاص نہیں ہیں جو امور سلطنت کے ذمہ دار اور جوابدہ ہیں ملک کا فرض مجھ پر یہ ہے کہ لڑائی سے بچنے کیلیے بہر طور کوشش کریں میں ان شخصوں میں نہیں جو تلون طبع کی وجہ سے لڑائی مول لیتی ہیں ہمنے بڑے صبر و قناعت کے ساتھ اس بات کی امید میں انتظار کیا کہ دول یورپ اپنی غلطیوں کی اصلاح کرینگے۔ ہمنے فوجوں اور بیڑہ جہازات کے اوس مقام پر متعین کرنے میں ایک دن بھی ضائع نہیں کیا۔ جہاں سے وہ اپنی خاطر خواہ کارروائی کر سکیں ہمکو اس نازک حالت پر سخت حیرت ہوئی جسکا پہلے سے کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا ہمارے بدترین غنیم کو کبھی ایسے موزوں حالات اور سربا کے جمع ہونیکا خیال بھی نہ ہوگا مجھے اطمینان کلی ہے کہ آیندہ ہمکو اتفاق کے ذریعہ سے قوت حاصل ہوگی۔ اور ہمارا صبر تمام دنیا کی ہمدردی حاصل کرے گا۔ اگرچہ سلاطین عظام ہمارے خلاف ہیں۔ لیکن ہر شخص ہمارا ساتھ دینے کو آمادہ ہے اور ہم اس بات پر جسقدر ناز کریں زیبا ہے

دحشمت مآب کو غالباً اون پندرہ ہزار رایفلوں اور کئی سو مقسد ون زوانگی کا واقعہ یاد نہیں آیا ہو گا جو ۱۸۹۶ء کے آخری مہینوں میں یونان سے کریٹ بھیجے گئے تھے ورنہ سارا الزام دول عظام پر نہ لگاتے۔

بعد ازاں بادشاہ نے بہت گرمجوشی کے ساتھ کہا " دول عظام خود جو چاہتی ہیں کرتی ہیں۔ آسٹریا نے بوسینا اور ہرزی گوینا پر اس حجت سے قبضہ کر لیا کہ ہرزی گوینا میں چھوٹی سی بغاوت ہوئی تھی۔ روس نے بسربیا۔ قارص اور باطوم لیلیا انگلستان امن قایم کرنے مصر گیا۔ اور وہیں جم گیا۔ مزید برآن قبرس پر بھی تصرف کیا۔ فرانس نے کیک ترین عذرات پر ٹونس میں داخل ہو کر اوسپر قابض ہو گیا حتی کہ بلگیریا کا شہزادہ تک انگریزی قونصل کو ہمراہ لیے اپنی مرضی سے مشرقی رومیلیا میں داخل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۵) اس سوال کے جواب میں کہ یوروپ کے اخبارات میں ابتک عداوت اور دشمنی پائی جاتی ہے اور اصرار کے ساتھ اونکی خواہش ہے کہ یونان پر الزام لگائیں شاہ نے کہا کہ ان نکتہ چینیوں کا کوئی اثر نہ پڑیگا ہر چند یونان کے وسایل نہایت محدود ہیں لیکن یونانی قوم صرف اونہیں شخصوں پر بھروسہ کر سکتی ہے جنہوں نے واقعات اور حالات کو روزمرہ دیکھا ہے اور جو ہمارے ساتھ بغیر کسی طرفداری کے برتاؤ کرنیکو ہستیاری سے آمادہ ہیں اونہوں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ یہ بھی بیان کیا کیا ہم اس لڑائی کے جواب دہ ہیں۔ کیا ہمنے چھیڑ چھاڑ کی ؟ ایک کے مقابلہ میں سات کی مخالفت قابل غور ہے۔ بہا سازی بھی ہمارے اعتبار میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیا ہمنے لڑائی کے چھیڑنے کی غرض سے اپنی فوج جزیرہ کریٹ میں اوتاری جہاں ہمارا فرض تھا کہ اپنے اون بھائیوں کی جانوں کو محفوظ رکھیں جنکو ترک ہلاک کر رہے تھے دیدہ دانستہ یوروپ سلطان سے صلح کی گفتگو کر رہا تھا۔ اور کیا یہ بات سرحد نصیبی پر تھی۔ جہاں ہم سے آٹھ روز قبل ترکوں نے بھی محفوظ فوج طلب کی تھی۔ مجھکو معلوم ہے کہ سرحد پر کچھ حادثے گذر رہے تھے۔ لیکن کیا ان چند بلوائیوں کی نقل و حرکت اعلان جنگ کے لیے کافی و وافی وجہ قرار دیجا سکتی ہے اول فرض یہ تھا کہ اونکو سرحد سے اترنیکی اجازت نہ دیجاتی۔

شاہ نے ۱۸۹۶ء کی نقصان رسانی یونانی سرحد کا حوالہ دینے کے بعد جب ترکون کی باقاعدہ فوج نے انالیپس سے تھانہ پر حملہ کیا تھا مندرجہ ذیل غمناک حالات بیان کئے۔

" اونہوں نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم پر بیوجہ حملہ ہوا اور راست راست یہ ہے کہ ہمپر حملہ کرنیکے لیے حکم دیا گیا تھا یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ ہم ٹرکی سے جنگ نہیں کرتے ہیں جزیرہ کریٹ کے سبب ہم میں تفرقہ نہیں ہوا۔ بلکہ اور سازشیں ہیں جو بعد کو کھلینگی غرض کہ تمام دول عظام ہمارے خلاف ہیں۔ اور چند قومیں تو کھلم کھلا ہماری مخالفت کر رہی ہیں۔ آپ کہینگے کہ یہ کیوں۔ تو میں اسکی توضیح کے لیے تیار نہیں ہوں بہرحال اگر وہ جنگ کے لیے بیچین تھے اور لڑائی نے خروج کیا۔ تو یہ یوروپین اتفاق کا فعل ہے۔

مشکلات کریٹ کی خاص بحث پر شاہ جارج نے کہا۔ مجھے ابتک کوئی دول یوروپ کا حال معلوم نہیں لیکن قومی قانون کے مطابق محاصرہ قایم نہیں رہ سکتا۔ یوروپین فوجیں اسمقام پر قیام کرنیکو جیسی دولت عثمانیہ کے صوبہ ہستبازی کو شکست کر رہی ہیں۔ درحقیقت وہ ہمارے دشمنوں کی مدد پر ہیں اور ہمارے مقابلہ کو تیار ہو رہی ہیں۔ یونان اور ترکوں کا جھگڑا اگر طے ہو جائے تو پھر تمام مداخلت یکطرفہ عداوت کا ایک فعل ہو جائیگی بدنصیبی سے اونکی نازک حالت نے ہم کو سکھا دیا ہے انٹرنیشنل قانون ایک بیکار سائنس ہے علی ہذا ہز مجسٹی نے دفعتاً لڑائی کی بھیجا پر بہت شرح گفتگو کی۔

(باقی صفحہ ۱۵۷)

ہوگیا۔ اور وہاں کے ترکی گورنر کو کان سے پکڑ کر باہر نکالدیا۔ اور ملک پر تصرف کرلیا۔ لیکن اگر یونان ایسا کمزور مغربیا ملک اپنے ہم مذہب ہمقوم کریٹیوں کو فنا ہونیسے بچانیکی کوشش کرے تو فی الفور چھیوں طاقتیں متفق ہو کر اوسکی گلی کا ہار ہوجاتی ہیں" ایسی زبردست دلیل کا بھلا کیا جواب ہو سکتا ہے اسے سن کر مجھے بے اختیار یہ ایک قدیم ضرب المثل یاد آگئی "ایک آدھی تو گھوڑا اجڑا لیجائے اور دوسری کو پارہ کو اوپر سے بھی نہ دیکھنے دیا جائے" پھر مینے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حالت بیشک نہایت قابل افسوس اور نازک ہے مگر جب محاربہ ایک دفعہ شروع ہوگیا تو اب یہ بحث فضول ہے کہ یہ کسطرح اور کیوں شروع ہوا بلکہ میرا مدعا یہ ہے کہ جسطرح ہو سکے اس مخمصہ سے جلد خلاصی کرائی جائے اور فریقین میں قابل اطمینان صلح ہوجائے۔ یہ کہکر مینے تصفیہ صلح کے متعلق اپنی تجویز بادشاہ کو سنائی۔ اونسے تجویز مذکور کو تقریباً تمام پسند اور بعض حصوں کو بہت ہی پسند کیا اوسکا خلاصہ حسب ذیل ہے

(۱) یونان ترکی کو اخراجات جنگ کے معاوضہ میں ایک معقول رقم جو کم از کم چالیس لاکھ پونڈ ہو، ادا کرے۔ اور اگر کریٹ یونان کو ملجائے۔ تو یہ رقم اوسکی آمدنی سے وصول کیجائے۔ بادشاہ نے جو اس تجویز سے بہت خوش ہوا۔ کہا اس معاملہ کیمتعلق کوئی دقت غالباً درپیش نہیں آئیگی۔ اسپر مینے دریافت کیا۔ کیا یونان تھیسلی کی سرحد کی ایسی درستی کو جس سے پہاڑی چوٹیاں ترکونکو ملجائیں منظور کرلیگا۔ اس سے ترکی قلمرو پر یونانی باشی بزوقوں یا دوسروں کی یورشوں کا آئندہ انسداد ہوجائیگا بادشاہ نے جواب دیا۔ یونانی غالباً اس درستی کو منظور نہیں کرینگے۔ کیونکہ ایک تو اس سے تھیسلی کی سلامتی ترکوں کے رحم پر منحصر ہوجائیگی۔ دوسرے ایسا کرنا عہدنامہ برلن کے نقیض ہوگا۔

مینے گذارش کیا۔ اس بات کا ذرہ بھر اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ترک کبھی یونان پر حملہ کرینگے۔ چونکہ سلطنت عثمانیہ چوطرفہ دشمنوں سے محیط ہے اور سلطان اور اوسکی گورنمنٹ محاربہ سے ڈرتے ہیں۔

(۲) بشرطیکہ یونان مسلمان باشندوں کی جان و مال کی حفاظت کے متعلق اطمینان بخش ضمانت دے ترکی اب یا کچھ عرصہ بعد کریٹ یونان کے حوالہ کردے۔ بادشاہ نے بلا تامل کہا۔ اسکا انتظام بہت اچھی طرح ہو سکتا ہے تھیسلی میں دیکھیے۔ یونانی گورنمنٹ نے وہاں کے مسلمانوں سے کیسا عمدہ برتاؤ کیا ہے (اس بیان کی صداقت میں مجھکو کوئی شبہ نہیں) میں نے مشورہ دیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اونہوں نے کہا یورپ کو بہت جلد یہ بات معلوم ہوجائیگی کہ ہمکو لڑائی میں تکمیل دینے سے کوئی مسئلہ روک اور قید کا قایم نہ رہیگا تم بہت جلد دیکھو گے کہ ہمارا بیڑہ جہازات ایک بہت بڑی کارروائی کیلئے طلب کیا گیا ہے کیا تھیسلی اور ایپرس ہی تک جنگی کارروائیاں محدود رہینگی ہم جانتے ہیں کہ ہم اپنے پر بھروسہ کرسکتے ہیں لیکن ہم اور ہتھیاروں سے بھی فایدہ اوٹھا سکتے ہیں جو ہمکو مفوض ہوئے ہیں ہم میں کافی ہمت موجود ہے۔ اور ہم اپنے حقوق کا تحفظ بخوبی کرسکتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ ہم تمام دنیا کے مقابلہ میں تنہا ہیں یہانتک کہ فرانس بھی ہمسے بالکل علیحدہ ہے تم کہتے ہو کہ یورپ قبل اس طوفان کے نمودار ہونیکے جسکا وہ بانی ہے بیٹھ جائیگا لیکن مجھے بخوبی معلوم ہے کہ وہ ایک طولانی اور خونریز جنگ کیلیے نہایت بیقرار ہے اگرچہ بدقسمتی سے بہت دیر ہوگئی ہے لیکن ہمکو آئندہ انصاف پر یقین رکھنا چاہیے کریٹ کے معاملہ میں حق اور انسانیت کے خلاف ایک بہت بڑا جرم سرزد ہوا ہے اور اسکی گوشمالی شروع ہوگئی ہے +

کہ اگر یہ تجویز منظور ہو جائے تو شاید یہہ مناسب ہو کہ مسلمانوں کو جزیرہ کے ایک کونہ میں یکجا آباد کر دیا جائے۔ اور کچھہ عرصہ کیلئے اونکی حفاظت کے واسطے کچھہ یوروپین فوج مامور رکھی جائے۔ بادشاہ نے کہا "اسکی کچھہ ضرورت نہیں ہوگی۔ مسلمانوں کا جان و مال یونانی گورنمنٹ کے زیر سایہ بالکل محفوظ و مصئون ہوگا۔

(۳) ٹرکی اور یونان میں عام مدافعانہ اتحاد ہو جائے۔ بالخصوص ایسی سلطنت کے برخلاف جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو بادشاہ نے کہا "میں ہمیشہ ٹرکی سے دوستانہ اتحاد رکھنے کا خواہشمند رہا ہوں۔ مگر سردست اوس کدورت کیوجہ سے جو محاربہ کی بدولت پیدا ہو گئی ہے۔ ایسا اتحاد مشکل ہو سکیگا تاہم اس مسئلہ پر میں قطعی طور سے کچھہ نہیں کہہ سکتا۔ اسکا تصفیہ میرے وزرا پر منحصر ہے سب سے مقدم اور اہم یہ امر ہے کہ یونان کو حتی الامکان ذلت سے محفوظ رکھا جائے۔

مینے ان تجویزوں کو پھر دوہرا کر بیان کیا کہ سب سے بڑی مشکل یہہ ہوگی کہ صلح کی شرائط کا تصفیہ کیونکر ہو کیونکہ بعض دول عظام یونان کے مخالف ہیں۔ اور روس کریٹ کا یونان کو دیا جانا یقیناً منظور نہیں کریگا۔ بادشاہ نے اس سے اتفاق کر کے روسی مخاصمت کے متعلق بڑی سختی سے گفتگو کی۔ شاہ نے میری اس تجویز سے بھی اتفاق کیا کہ وہ براہ راست پرائیوٹ طور پر سلطان سے صلح کی شرائط کا تصفیہ کرے۔ اور پھر ان شرائط کو انگریزی گورنمنٹ کے روبرو پیش کرے تاکہ اگر وہ نہیں پسند کرے تو پھر انگلستان اون کو کل دول عظام کے روبرو اسطرح سے پیش کرے کہ گویا وہ خود اونکا مجوزہ ہے۔ جب بادشاہ نے اس سے اتفاق کر لیا تو مینے کہا کہ اگر دول عظام بالخصوص روس اور جرمنی نے مخالفت کی تو جرمنی کو یقیناً موافق کر لیا جا سکیگا۔

بادشاہ نے کہا نہیں جرمنی یونان کے بہت مخالف ہے۔ اور اوس سے نپٹنا بہت مشکل ہوگا۔ مینے عرض کیا کہ جرمنی کو یونان سے کوئی ذاتی عناد نہیں جرمن قیصر کو قانون بین الاقوام اور انصاف متمدنہ کی حرمت کا بہت پاس رہتا ہے یہ امر ڈرانسوال جمیسن کی یورش سے ظاہر ہو چکا ہے جسپر قیصر نے سخت خفگی کا اظہار کیا تھا قیصر ایسے معاملات میں نہایت سخت ہے۔ وہ اصول کا پابند ہے اور یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ عموماً درستی پر ہوتا ہے یہ ظاہر ہے کہ کریٹ کا جائز بادشاہ ہی شرائط صلح کو مانے۔ تو جرمن قیصر باغلب وجوہ اون شرائط کو بلا تامل تسلیم کر لیگا۔

یہ فراموش نہ کیا جائے کہ بادشاہ یونان نے میری تجویز کو بحیثیت مجموعی پسند کیا تھا۔ یہ نہیں کہ اوسکی جزو جزو سے علیحدہ علیحدہ اُسنے اتفاق کیا تھا۔ پس یہ نتیجہ نکالنا درست نہ ہوگا کہ حشمت مآب نے بلا حصول کریٹ تاوان جنگ کی رقم کثیر ادا کرنا منظور کر لیا تھا یہ رقم اس شرط سے مشروط تھی۔ بادشاہ کے لفظوں سے یہ بھی پایا جاتا تھا کہ کریٹ کے ملجانے پر وہ تھیسلی کی سرحد کی درستی کو بھی منظور کرنیکے قابل ہو جائیگا۔ شرائط صلح کے متعلق جب گفتگو ختم ہو چکی تو مینے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ قسطنطنیہ جا کر سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوں اور دونوں ملکوں میں باعزت شرائط پر صلح کرا دینے کی حتے الامکان کوشش کروں۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے خیالات سے سلطان کو آگاہ کر دوں۔ بادشاہ نے جواب دیا "تمہیں پوری اجازت ہے کہ سلطان۔ یا جسکو چاہو میرے خیالات سے مطلع کر دو"۔

رخصت ہونیسے پہلی بادشاہ نے الیس سے اوسکی مشاہدہ و تجربہ کے متعلق کئی سوال کیے۔ اور پھر کہا "مجھی امید ہے تم نے کسی یونانی کو ہلاک نہ کیا ہوگا"۔ ایلیس نے اسکا نہایت متانت سے جواب دیا۔ اوسنے کہا "صاحب میں غیر مصاف کنندہ ہوں" میں نے بعد میں سنا کہ یونانیوں میں یہ عام چرچا تھا کہ ہم بطور خود کہیں کہیں لڑائی کرتے رہے تھے۔ چونکہ یونانیونکا یہ عام شعار ہا تھا کہ غیر مصافی بھی شغول پیکار ہو جاتے تھے۔ اونہوں نے ہمکو بھی اپنے دلمیں ایسا قیاس کر لیا ہوگا۔ ایلیس کی بےنظیر متواتر فایر کرنیوالی کو رائفل سے غالبًا اس خیال کو اور تقویت ہو گئی ہوگی مگر یہ ظاہر ہے کہ وہ محض بے بنیاد تھا۔ اس رائفل کو جس یونانی نے دیکھا عش عش کر اوٹھا۔

جب تک میں بادشاہ سے باتیں کرتا رہا حشمت مآب کا آیا ور ایلیس کو ترکی مظالم کی غضب انگیز داستانیں سناتا رہا۔ مگر چونکہ اُنکا حقیقت حال سے بخوبی واقف تھا۔ اوسپر کچھہ اثر نہ ہوا۔ بادشاہ کی باتوں سے ہی نہیں بلکہ جتنے یونانیوں سے میری ملاقات ہوئی سب کی گفتگو سے یہ مترشح ہو رہا تھا کہ وہ روس کو سخت اشتباہ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ روس نے یونانی گورنمنٹ کو پہلے در پردہ اُکسا کر پھر اپنا دامن کھینچ لیا وہ کسیقدر ضرور درستی پر ہیں۔ یونان کا ایسے زبردست دشمن سے یوں جنگ چھیڑ لینا صریح دیوانگی تھی اور عقل باور نہیں کر سکتی کہ جب تک اوسے در پردہ کوئی زبردست برانگیخت نہ ملی ہو وہ ایسا دیوانہ ہو گیا تھا کہ خود بخود کسیکی تحریک کے بغیر میدان جنگ میں کود پڑتا۔

فصل بست و یکم (۲۱)

قسطنطنیہ کو شاہ سے ملاقات کرنیکے بعد میں سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جلالت مآب کو شاہ کے خیالات و ارشادات سے مطلع کرنیکے لیے سیدھا قسطنطنیہ جانیکا عزم کیا۔ ہم ایتھنز سے شنبہ کی سہ پہر کو ایک اطالین سٹیمر پر قسطنطنیہ کو روانہ ہوئے مہمان نواز مسٹر ایجرٹن[1] جب تک ہم اوسکی پاس رہے۔ کمال مہربانی سے پیش آیا۔ مسٹر لیوسین گودرا اور مسٹر سیکسن بھی بہت شفقت سے پیش آتے رہے۔ ایلیا ہمارے ساتھ آیا اوسے سمجھا دیا گیا تھا کہ پایرس میں ترکی ٹوپی نہ پہنے وہانکے باشندے بہت بیقابو ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اوسنے سفارتخانہ کے دربان کی چھوٹی فرنگیانہ ٹوپی مستعار لی اوسے وہ جب تک پہنے رہا بہت بےچین رہا۔ آیم رالیس نے گو یہ کہا تھا کہ ایلیا ترکی ملازم ہونیکی وجہ سے جائز اسیر ہے مگر اوسنے اس معاملہ پر زور نہ دیا۔ اور ہماری سفارش قبول کر کے اوسے ہمارے ساتھ سفارتخانے چلا آنے دیا۔ جب وہ ایک دفعہ وہاں پہونچ گیا تو پھر

---

[1] یہ اب سر ہیں پورا نام سر ایچ ایچ ایجرٹن کے سی ایم بی ہے۔ اونکو تین ہزار پانسو پونڈ سالانہ تنخواہ ملتی ہے۔ مسٹر گودرا سفارت کے سکرٹری ہیں۔ انکی سالانہ تنخواہ پانسو پونڈ ہے مسٹر مرکن نایب قونصل وہ ان کی تنخواہ دو سو پونڈ سالانہ ہے۔

اوسکے لیئے کوئی خطرہ نرہگیا۔ وہ دو دن ہماری ساتھ سفارتخانہ میں رہا۔ جہاں اوسکی خوب خاطر تواضع کی گئی۔ اوسکا بیان تھا کہ مدت العمر میں اس سے پہلے ایسا آرام نصیب نہوا تھا یہی ہماری رائے تھی۔ کیونکہ سفیر کے باورچیخانہ کا انتظام اور تکلفات فی الواقع قابل تعریف تھے ❊

بحیرۂ مجمع الجزائر کی سٹیمر پر ہمیں اسائیش بخش کمرے ملے اوسپر مسافر تھوڑے سے تھے۔ ایلیا سمندر کے یونانی حصہ سے باہر نکلتے ہی پھر اپنی وردی اور ٹوپی پہن لی اور ایسا خوبصورت و بانکا جوان بن گیا کہ اطالین افسر اور اہل جہاز دیکھکر دنگ رہگئے۔ غیر قومی لباس اوسے بالکل نہ سجتا تھا۔ وردی میں اوسکا قد پورا تین انچ زیادہ نظر آتا تھا۔ نیلگون بحیرہ مجمع الجزائر میں سفر بڑی کیفیت سے کٹا۔ جہاز کئی جزیروں کے پاس گذرا یہ وہی جزیرے تھے جنکو فتح نہ کرنیکا الزام یونانی بیڑہ پر لگایا جا رہا تھا جتنے جزیرے ہمنے دیکھے ان میں آبادی کی علامتیں بہت کم دکھائی دیں۔ بنابرین وہ فتح کی تکلیف اور دردسر کا کبھی کافی معاوضہ نہ ہو سکتے تھے۔ آلیس جہاز پر کوٹ رائفل سے چاندماری کرتا رہا جسمیں جہاز کا کپتان اور افسر اور کئی یونانی طلبا بھی شریک ہوے۔ نشانہ سنگتروں۔ بوتلوں اور ڈبل روٹیوں کو بنایا گیا جو دھاگے سے پچاس گز کے فاصلہ پر دنبالہ کیطرف اوڑان کیے گئے جہاز کی حرکت گردش کے باوجود چند نے حیرت انگیز قادر اندازی دکھائی۔ سب سے بڑھکر ایک یونانی طالب علم بھی بہت اچھا رہا۔ وہ انگریزی بول سکتا تھا اور قسطنطنیہ کے امریکن کالج موسومہ رابرٹ کالج کا تعلیمیافتہ تھا۔ میرا خیال ہے وہ جہاد کے لیئے تھیسلی گیا تھا۔ مگر اپنے ہموطنوں کو قابل ستائیش نہ پانے کی وجہ سے اون سے متنفر ہوکر اب قسطنطنیہ کو واپس جا رہا تھا ❊

ڈارڈنیلز ڈارڈنیلز ہم اتوار کی دوپہر کو پہونچے۔ اور اس مشہور آبنائے سے ہمارے جہاز نے آہستگی گذرنا شروع کیا آبنائے فی الواقعہ نہایت استحکام کے ساتھ قلعبند اور محفوظ تھی اور اسکی دونوں طرفوں پر توپیں ہی توپیں نظر آتی تھیں ہر ایک نہایت بڑی بڑی کروپ توپیں پڑی ہوئی ہیں۔ اور ایک سرے سے دوسرے تک تمام ڈہلوانوں اور کرار و نپر (مورچوں) کی بیشمار شگافوں میں سے چھوٹی چھوٹی توپیں دکھائی دے رہی تھیں میری خیال میں اس تاریخی آبنائے سے جو بحیرہ مجمع الجزائر کو بحیرہ مارمورا سے ملاتی ہے جبرًا گذرنا اور جنوب کیطرف سے قسطنطنیہ پہونچنا تقریبًا ناممکن ہے۔ ایک بلند مرتبت انگریز مدبر نے جنوری ۱۸۹۷ء میں مجھہ سے ذکر کیا تھا کہ اعلی انگریزی بحری افسروں کی رائے ہے کہ ڈارڈنیلز سے بالجبر گذرا جا سکتا ہے، مگر جو بیڑہ ایسا کرنے کی کوشش کرے اُسکا نصف حصہ ضرور اس کوشش میں ضایع ہو جائیگا میری رائے میں بشرطیکہ ترک گولنداز بالکل ہی نکمے نہ ہوں۔ بارہ اول درجہ کے مصافی آہن پوشوں میں سے چار جہاز بھی شاید ہی آبنائے سے سلامت گذر سکیں انگلستان کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکی تجویز جسے سر فلپ کری نے ۱۸۹۵ء کے موسم خزاں دسمبر، اکتوبر، و نومبر میں پیش کیا تھا عمل نہ کیا گیا۔ گو عمل کر گذرنے میں تھوڑی ہی سی کسر رہگئی تھی ❊

ترکی بیڑہ کو یہاں کل سفر میں اب پہلی مرتبہ ہمنے ترکی بیڑہ کا مشاہدہ کیا۔ وہ دو حصوں میں ڈارڈنیلز کے اندر لنگر انداز

تھا۔ ایک حصہ بمقام کولتی اور دوسرا جو نسبتاً بڑا تھا چناق قلعہ کے سامنے کھڑا تھا۔ بیڑہ کے مصافی جہاز ہائے بیڑہ کی جہازات ہرقلیس اور بیچوں کیطرح بہت پرانی طرز کے کلان و طویل جہاز تھے۔ اونکی زرہ اگرچہ پتلی۔ انجن کہنہ اور توپیں تقریباً متروک الاستعمال قسم کی تھیں۔ تاہم اون کی شکل شباہت خاصی مہیب اور وہ چست و چالاک اور آراستہ معلوم ہوتے تھی بہرحال ان جہازوں میں ابھی تک کافی عمدہ مصالح و مواد موجود ہے۔ وہ ابسے پندرہ بیس برس پیشتر نہایت کارآمد جہاز تھے۔ اگر اون کی مرمت کیجائی اور نئے انجن اور نئی توپیں چڑھائی جائیں تو وہ اب بھی دوم درجہ کی خاصے مصافی جہاز بن سکتے ہیں ان کی متعلق ہمیں سب سی عجیب چیز یہ دکھائی دی کہ اونپر ملاح اور بحری سپاہی بکثرت موجود تھی۔ اونکی چھتیں پاکیزہ لباس فس پوش آدمیوں سے جنہیں متعدی کی ساتھ قواعد کرائی جارہی تھی بھری ہوئی تھیں قسطنطنیہ میں مجھی قابل مبصروں اور شاہدوں نی یقین دلایا کہ ان کہنہ و سالخوردہ اور تقریباً بلا انجن آہن پوشونکو گولڈن ہارن سے جو ہر وقت کشتیوں اور تجارتی جہازوں سے لبریز رہتی ہے اور نیز اوس تیز و تند دہارے سی جو مجلس ا کی گوشہ سے ٹکراتا ہوا گذرتا ہے نکالتے وقت واقعی حیرت انگیز ملاحانہ قابلیت دکھائی گئی تھی۔ ان معمر و بزرگ پہلوانوں کو بیس سالہ رحت و آسایش کی بعد اپنی جگہ سے متحرک و منتقل کرنیکے لیے کسی ٹگ بوٹ (کھینچنے والے جہاز) یا تجارتی سٹیمروں سے مدد نہ لیگئی۔ اور صرف ایک آہن کا "گولڈن ہارن" کا پل سی گذرتے وقت ادھی سی یونہی ذرا سا مس ہوا۔ اس واقعہ پر اخبارات کی سگ صفت نامہ نگاران متعینہ قسطنطنیہ نے خوب حاشیے چڑھائی اور اپنی طبیعتوں کی جولانیاں دکھائیں۔ ان بزرگواروں نے سی اکثر ترکونکا مضحکہ اڑانے کے لیے کسی خفیف واقعہ اور بہانہ کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ کیونکہ ان کی خیال میں ترکون کی فضیحتہ کی خبریں انگلستان والوں کو بہت پسندیدہ و مرغوب ہیں۔ ان نامہ نگاروں کی پاجیانہ ہزلیات سے قطع نظر کرکے اگر بنظر انصاف دیکھا جائی تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ترکی ملاحوں نے ان کہنہ و نیم بوسیدہ قلعونکو کسیطرح کی حادثہ کے بغیر گولڈن ہارن سی باامن و امان باہر نکال لیجانے میں قابل تعریف اور حیرت انگیز کارگذاری دکھائی۔ ترک ہر زمانہ میں اسبات کا کافی ثبوت دیچکی ہیں کہ عمدہ ملاح و جہازران بننے کی اونمیں پوری قابلیت موجود ہے۔ نو آرینو کی لڑائی میں وہ چار رقیبوں کے ساتھ لڑے تھے جنکی جہاز اونکی جہازوں سی بدرجہا زیادہ تھی۔ ایسے لڑے کہ کل دنیا ابتک مداح ہے۔ اکثر اہل جہاز اپنے جہازوں کی ساتھ ہلاک ہوگئی اور بھاگنے کا کسی نے نام نہ لیا۔ ۱۸۷۷ء میں ڈینیوب پر ترکی اگن بوٹوں نے بہت عمدہ کام دیا اور اگر کبھی یونانیوں سی بھی ترکوں کا سمندر پر ایسی صورت میں مقابلہ ہوا۔ کہ دونوں کا بیڑہ تقریباً یکساں ہو تو اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ترک ملاح ویسی ہی عمدہ کارگذاری دکھائیں گے جیسی کہ اونکی رفیق بری سپاہیوں نے تھسلی میں دکھائی ہے۔

ملکہ مصافی ہم قسطنطنیہ ۱۰ مئی دو شنبہ کی صبحکو لاریسہ سی روانہ ہوئیے پورے سات دن بعد یوم پنجشنبہ عجب بحسن و بخش اور ساحرانہ خیز گذرا۔ اوسمیں ہمیں اتنا تجربہ ہوا۔ جو پہلے کئی برسوں میں بھی نہ ہوا تھا۔ اس مئی کی صبحکو سمندر میں قسطنطنیہ کا جو پہلا نظارہ ہوا۔ دلفریبی میں اوس سی بڑھکر دنیا میں کوئی نظارہ نہیں ہو سکتا۔ سورج ابھی طلوع ہونا شروع ہی ہوا تھا اور افق پر روشنی کی سنہری خطوط نمود ہوئی ہی تھے پرنکاپو کا خوشنما جزیرہ معہ متعلقہ جزائر ہمارے داہنے ہاتھ تھا جزائر

شہزادگاں سے پرے اون کے عقب میں ایشیائے کوچک کی نیلگون پہاڑیاں اولمپس (کیشش طاغ) اور اوسکی شاخیں بروصہ کے
اردگرد اور بحیرہ مارمورا کے مشرقی ساحل پر حاشیہ کیطرح پھیلی ہوئی تہیں ہمارے سامنے مینار و برج اور استنبول کی تمام مختلف الانواع
فرحت بخش مکانات اور نظارے جن سے آنکھوں کو جان فزا سرور پہنچتا ہے کہڑے تھے۔ باسفرس (بوغاز) نہایت ہی سیاہ تنگنائی
کی شکل میں دکھائی دیرہی تھی جسکی داہنی ہاتھ کو دراسکدار (اسکدار) کے درختان بنگلے اور انکا تا سرسبز صنوبروں کی جھنڈ۔ اور ہماری بہادر مقتولین
(محاربہ کریمیا) کا قبرستان اور بائیں ہاتھ استنبول اور پیرا دیک. ادغلی تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں یوروپ اور ایشیا ملتے ہیں۔ فوجی
طاقت کی اظہار تجارت اور پولٹیکل جبروت و نفوذ سیاسی کیلئے دنیا بھر میں اس سے عمدہ کوئی موقعہ نہیں قسطنطنیہ ملکہ مصارہ دو بر
اعظموں کی کلید۔ اور وہ در بے بہا جسکے قبضہ کیلئے اقوام عظیم صدیوں تک جد و جہد کرتی رہی ہیں ہمارے سامنے تھا اس بے نظیر نظارے
کے حسن جلال کی کیفیت بیان کرنیسے فی الحقیقت الفاظ قاصر ہیں جس شخص نے اسے دیکھا نہیں وہ اوسکی دلفریبی اور شان و شوکت
کا کبھی عالم تصور میں اندازہ نہیں کرسکتا اور جنہوں نے اُسے دیکھا ہے وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں سلطنتیں اوسکے لئے کٹی مرتی
ہیں اور فاتح کے لیے اوسکا قبضہ اور مغلوب کیلئے اُسکا کھو دینا کیا معنی رکھتا ہے جب ہم زیادہ قریب پہونچے تو ہمیں عمارات کا سلسلہ
جو لگاتار باسفرس سے سین سٹی فانو تک ساحل بحر کے کنارہ کنارہ چلا گیا ہے پورا پورا نظر آنے لگ گیا پُرانی دیوسار فصیلیں جو
بعالم شکستگی بھی عجب شاندار ہیں مشہور قلعہ ہفت برج۔ اور سلطان احمد کی لطیف و بے نظیر جامع مسجد اور اوسکے حیرت انگیز چھ
مینار جہاز سے صاف صاف نظر آرہے تھے اس مسجد کا بیرونی نظارہ جامع ایا صوفیا سے بھی زیادہ مؤثر ہے۔ آخر جہاز خود باسفرس
میں داخل ہوگیا: اور استنبول کی مشرقی جہت سر عسکرت۔ مساجد کے مینار و گنبدوں اور لطیف و بے نظیر بغداد کوشک کے پاس سے جو
عین ہمارے زیر نظر تھے گذرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ باسفرس میں داخل ہوتے ہی کیا دیکھا کہ اوسکا تمام جاہ و جلال ہمارے سامنے نمودار ہوگیا
سنگ مرمر کے محل جو دو رویہ کنارہ آب تک بنے ہوئے ہیں۔ یوروپ و ایشیا کی پہاڑیوں کی ڈہلوانوں پر خوشنما بنگلے اور قلعے پیرا کی سر بفلک
بلندیاں اور غلاطہ کا مینار دیدبانی جو ان پہاڑیوں سے بھی اوپر سر نکالے ہوئے ہے۔ یہ سب نظارے یکلخت آنکھوں کے سامنے
ہویدا ہوگئے تھوڑی دیر بعد گولڈن ہارن (خلیج) بھی دکھائی دینے لگ گئی۔ جو جہازوں اور قایقوں سے بہری ہوئی تھی۔ اور
جسکے پل پر تل دھرنے کی جگہ دکھائی نہ دیتی تھی۔ قایقین اور کشتیاں جنمیں سے اکثر برقع پوش مخدرات سوار تھیں۔ اور پاکیزہ
لباس ملاح اونکو چلا رہے تھے۔ ادہر ادہر ہر طرف تیر نگاہ کیطرح دوڑی جاتی تھیں۔ صرف اکیلے گوشہ محلسرا (سراے بیرونی) کا نظارہ ہی
ایسا جانفزا دلفریب اور خوشگوار ہے کہ صنعت و قدرت کی مخلوط صناعی و کاریگری کے ویسے بہت کم نمونے چشم انسانی کو
دیکھنے نصیب ہوسکتے ہیں۔ گوشہ کے پیچھے اٹھے پرانا محل اور اوسکی خوشنما عمارتیں جو آپس میں خلط ملط ہیں بتدریج اٹھتی
چلی گئی ہیں اور اون سے پیچھے بے شمار گنبد۔ مینار اور برج کہڑے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ احمق یا ناعاقبت اندیش
انگریز جو اسباب پر رضامند ہیں کہ بیشک روس قسطنطنیہ پر قابض ہوجائے۔ ایک دفعہ اپنی آنکھوں سے اس شہر کی خوبصورتی
اور طبعی استحکام و محل وقوع کو دیکھ لیں۔ پھر اونہیں معلوم ہوجائیگا کہ فاتح سلطنت کی فوجی۔ بحری اور پولیٹکل طاقت میں

اس کے قبضہ سے کیسا حیرت انگیز اضافہ یقیناً ہو سکتا ہے ::

قسطنطنیہ کی قدر و منزلت

قسطنطنیہ کی بدرجہ غایت اہمیت اور اوسکے بے نظیر محل و توقع کی وجہ سے ٹرکی کی حیات و ممات کا مسئلہ کل یوروپ اور سب سے بڑھکر انگلستان کے لیے جو ایک عظیم مشرقی سلطنت ہے نہایت ہی اہم اور گرانوزن ہے۔ انگلستان میں اس جاہلانہ اور پاگلانہ بکواس کی کچھ کمی نہیں ہے کہ ہم قسطنطنیہ پر روس کو قبضہ کر لینے دیں مشرقی مسئلہ کا تصفیہ اسطرح ہو سکتا ہے لیکن ایسی دیوانہ حرکت سے مسئلہ مذکور کا تصفیہ تو خاک نہیں ہوگا۔ البتہ روس کو ایک ناقابل تسخیر موقعہ اور بحیرہ روم اور کل مشرق کو زیر اور تابع فرمان بنانے کیلئے ایک نہایت ہی زبردست اور ناقابل اندر فاع آلہ ملجائیگا۔ یہ پالیسی ویسی ہی احمقانہ ہوگی جیسی کہ زمانہ قدیم کی ڈنمار کی مجلس وزرا کی تھی اس سے دشمن کی آتش حرص کو اور تیز کرنے اور اوسکے مطالبات میں روز افزوں اضافہ کرانے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلسکتا

قسطنطنیہ کی فوجی و بحری اہمیت

قسطنطنیہ دنیا بھر میں نہایت ہی اہم جنگی و تجارتی موقعہ ملکہ امصار اور دو بڑے عظموں کی مفتاح ہے جنگی و بحری حصن حصین کے لحاظ سے دنیا میں اور کوئی موقعہ اوسکی ہمسری ہی نہیں کر سکتا۔ روما کی تسخیر و زوال کے بعد مشرقی رومن سلطنت ایک ہزار برس تک صرف قسطنطنیہ کے ناقابل تسخیر طبعی استحکام کیوجہ سے ہی قایم و زندہ رہی تھی۔ نپولین اعظم کا قول تھا کہ جس دولت عظیمہ کے پاس قسطنطنیہ ہو وہ کل دنیا کی مالک ہوگی۔ اگر قسطنطنیہ اور آبنائے دونوں روس کے تصرف میں چلی جائیں تو وہاں جتنی بڑی نیوی چاہے تیار کر سکیگا اور پھر جس وقت چاہے ناگہاں وہاں سے بحیرہ روم میں داخل ہو کر ہماری تجارت کو بحیرہ مذکور میں غارت کر سکیگا اور مصر اور نہر سویز پر قابض ہو سکیگا۔ بحیرہ اسود میں اسوقت بھی روس کے پاس چھ مصافی آہن پوش ہیں اگر وہ آبنائے باسفرس و ڈارڈنیلز سے گذر سکیں تو فرانس کے سترہ مصافی جہازوں سے جو بحیرہ روم میں موجود ہیں ملکر اب بھی ہمارے بحری دستہ بحیرہ روم سے جسمیں بارہ مصافی جہاز ہیں روس و فرانس کے بیڑے طاقت میں بہت بڑھ جاتے ہیں، لیکن اگر روس قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے اور وہاں سب طرف کے حملوں سے محفوظ و مصئون بیس مصافی آہن پوش، جمع کرے تو بتاؤ اوسوقت ہماری بحری طاقت کا کیا حشر ہوگا؟ باوجودیکہ قسطنطنیہ اوس کے پاس نہیں۔ روس نے اب بھی آیندہ دس سالوں میں اپنے بیڑہ کو بڑھانے کے لیے خطیر رقمیں خرچ کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

مزید بران ٹرکی دار الخلافہ کے قبضہ سے سلطنت عثمانیہ کی تمام فوجی طاقت جسمیں دنیا بھر کے سپاہیوں سے زیادہ شجاع اور ثابت قدم جانباز ہیں روس کے تصرف میں چلی جائیگی۔ پھر جب روس کا اقتدار بحیرہ روم پر قایم ہوگیا اوسنے اپنی فوجیں جو اب بھی بے شمار ہیں ساڑھے سات لاکھ عثمانیہ جوانمردان جانباز ایزاد کر لیے اور مذہب اسلام کے مقتدا خلیفۃ المسلمین کو اپنے قابو میں کر لیا تو بتاؤ ہم ہندوستان پر کیا زیادہ عرصہ قابض رہ سکیں گے؟ ہندوستان میں چھ کروڑ سے زیادہ مسلمان ہیں جو ملکہ معظمہ کی رعایا میں شجاع ترین اور مضبوط ترین لوگ ہیں اگر ہم قسطنطنیہ کو زار کے تصرف میں چلا جانے دیں تو بتاؤ ان مسلمانوں اور نیز امیر افغانستان

پر کیا اثر پڑیگا۔ ؛ جو کہ ہم ایسی شدید اور اس پالیسی کے خطرات ایسی یقینی اور ایسے مہیب ہیں کہ جاہلترین یا نہایت متعصب انسان ہوں کے سوا اور کوئی شخص یہ صلاح کبھی نہیں دیسکتا کہ روس کو قسطنطنیہ پر قابض ہو جانے دیا جائے۔

یہ سمجھ میں آنا مشکل ہے کہ کس طرح کوئی ذی وجاہت اور خود دار ممبر پارلیمنٹ اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر ایکطرف تو یہ کہے کہ محض روسی گورنمنٹ کی کارروائی کی بوجہ سے ہم (یعنی انگلستان) ارمنوں کی حفاظت نہیں کر سکے۔ اور پھر دوسرے ہی لمحہ یہ کہے کہ ہم روس کو بحیرہ روم میں کوئی بندر بطور رشوت پیش کر کے اوسے آرمینیا میں داخل اور اوسپر متصرف ہونیکی ترغیب دیں۔ گو یہ اجتماع ضدین محال نظر آتا ہے اور عقل کبھی باور نہیں کر سکتی کہ ایکہی انسان اسکا مرتکب ہو سکتا ہے۔ لیکن ۱۸۹۶ء میں دار العوام میں ایسا واقعہ گذر چکا ہے اس زمانہ میں کئی اینگلو ارمنی محرکین اور "نن کنفرمسٹ" فریق کے لوگ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر دیوانہ وار یہ زور ڈال رہے تھے کہ روس کو نیم ارمنی صوبجات پر قابض ہو کر اونکا انتظام کرنیکی دعوت کیجائے یعنی بالفاظ دیگر وہ اس بات کی تاکید کر رہی تھی کہ انگلستان اوسی ظالم و جابر سلطنت کو جو عرصہ دراز سے باستقلال ٹرکی میں مؤثر اصلاحات کی ترویج کی مزاحمت کرتی رہی ہے۔ بعینہ اوسی کام کی تکمیل کی دعوت کرے جسکی تعمیل میں وہ ابتک نہایت کامیابی کے ساتھ مزاحم ہوتی رہی ہے۔ ہمارے اینگلو ارمنی مجنون عملی طور پر گویا روس کو اون تمام تو قفوں کے صلہ میں جنکا وہ باعث ہوا ہے اور جان و مال کے اون نقصانات کے انعام میں جو اوسکی رکاوٹوں سے وقوع میں آئے ٹرکی کے نیم ارمنی صوبجات دلانے کے خواہاں تھے۔ کیا کبھی ایسا تضاد نہیں۔ بلکہ ایسی ریاکاری پہلے بھی کبھی کسی نے دیکھی یا سنی ہے ؟ :- فقط

دوسرا حصہ تمام ہوا :

مطبوعہ مطبع حمیدیہ پریس دفتر خبار الوطن لاہور

(حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے)

محاربات تھسلی

یعنی

کارزار روم و یونان سنہ ۱۸۹۷ء

تین حصون مین

جو ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کی مشہور مدبر و نویسندہ مسٹر الیشمیڈ بارٹلٹ کی کتاب کارزار تھسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ حسب موقع بیشمار فٹ نوٹ اور حواشی اور متعدد دلچسپ اور کارآمد ضمیمے ایزاد کر دیئے گئے ہین۔ اور تمام نامور پاشاؤن اور چند یونانی افسرون کی نہایت درست تصویرین۔ اور میدان کارزار اور مختلف لڑائیون کے نقشے درج کر دیئے گئے ہین۔

مترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد و چھجار ضلع گوجرانوالہ

حصہ سوم

سنہ ۱۹۰۴ء

حمیدیہ پریس لاہور مین مولوی محمد انشاء اللہ
مالک وایڈیٹر کے اہتمام سے شائع ہوئی

طبع دوم
قیمت فی حصہ ۸/

فہرست مضامین محاربات تفصیلی حصہ سوم

فصل بست و دوم - ذات شوکت سمات حضور فیض
بادشاہی - اونکا کیرکٹر اور سلطانی دربار (از کتاب سر
ایشمیڈ بارٹلٹ) سلطان کا رحم و کرم - ترکی سلطنت کی
ترکیب - ارمنون کے قتل کے اسباب مظالم کا انسداد نہ کرنے
والون کو سزا کیون نہ ملی - یلدز سرائے - منیر پاشا سلطان
المعظم کا مصاحب - اہلکاران دربار - سلطان المعظم کی شکل و
شباہت - سلطان المعظم کا سلام - صلح کے متعلق گفتگو
شرائط صلح - سر فلپ کری کی غلطیان (حواشی محررۂ حسن
نظامی) - پنشن - لارڈ روزبری و الطاف خسروانہ - برادران و ہمشیرگان
سلطان المعظم - سر ایشمیڈ کے قول کی تصدیق مزید کتاب جدید و قیاسات
مین - کتاب قسطنطنیہ - سنہری ڈیس ایک قدیم بادشاہ کے مختصر
حالات - منیر پاشا کی وفات - تحسین بیگ اول سکرٹری کے حالات
اور مکالمہ - انگلستان و ٹرکی مین اتحاد کی افواہ و تمنا - پرنس لوبانف
متوفی روسی منسٹر خارجیہ کی وصیت - کریٹی مسلمانون کی یتیم
اولاد) - از صفحہ ...... ۱ ...... تا ...... ۱۰۸ -

فصل بست و سوم - سر ایشمیڈ کی آخری رائے
ٹرکی پر نامنصفانہ طعن و تشنیع - سر فلپ کری کا تعصب بیجا -
مخالفانہ پالیسی کے خطرات - مسلمانون کی بیداری و انتباہ -
انجمن اتحاد کلیسیائے انگلستان - مظالم فروشی کی علت
سخت لازمی اتحاد - واپسی انگلستان کو -

حواشی - سرحدی فساد تعصب مین افاقہ - سر ایشمیڈ
کے قیاس کی درستی - اور سرحدی فسادات کا طول کھینچنا - وقعہ
نشن کمار - محاربہ ٹرنسوال - شہزادہ نصر اللہ - کتاب تقویم
الدین کا خلاصہ معہ ریمارکس - امریکن سفیر مسٹر ٹیبول -
سرحدی فساد کا اصل محرک ترکی معاملات اور سرحدی
ہنگامون پر یوروپین مدبرین کی پیشگوئیان - آفریدی
اور امیر - امیر صاحب کا اعلان اظہار البیان فی نصیحۃ الافغان -

فصل بست و چہارم (از جرمن مورخ) جنگ کا التوا
ہر بند ابتدائی و قطعی عہدنامجات صلح - ترکی و یونانی فوج کی
کارگذاری و موجودہ حالت پر مبصرانہ ریویو تا صفحہ ۸۳ -

فصل بست و پنجم (از کتاب جرمن مورخ) رضا پاشا وزیر
حرب و عسکر افواج شاہانہ احمد حسین پاشا تا صفحہ ـــــ ۸۵ -

ضمیمجات ضمیمہ اول فاتح فوج و ہیرون پر نوازشات سلطانی تقریر
سلطانی بازار یلدز - سر انکلیہ تفصیلی نقشہ عہد جدید و تخلیۂ تسلی تا صفحہ ۹۹
ضمیمہ دوم متفرق واقعات فتوحات عثمانیہ پر اظہار مسرت و خوشی تا صفحہ ۱۰۱
ضمیمہ سوم مسلمانون کی بیداری ـــ تا صفحہ ـــ ۱۰۴
ضمیمہ چہارم - یونانیون کی خباثت اور ترکون کی شہامت کی
شہادت .. .. .. تا .. صفحہ ۱۰۵
ضمیمہ پنجم - ترکی نشان ـــ تا ـــ صفحہ ۱۰۶
ضمیمہ ششم - علیا جناب قیصرۂ ہند کا جشن جوبلی سلطانی
سفیر و متعصبین کی سفاہت ـــ تا صفحہ ۱۱۰
ضمیمہ ہفتم - سلطان المعظم اور شیعہ - ایرانی اخبارات کی تحریرات ۱۱۶
ضمیمہ ہشتم - ترکی دستور ۱۲ اور خوبسال الکلان کی شجاعت فساد
الاحسا و خلیج فارس مراکو کی موجودہ حالت - تا صفحہ ۱۳۲
ضمیمہ نہم درویش حکومت کا خاتمہ و فساد کریٹ تا ۱۳۶ -
ضمیمہ دہم - بغداد بصرہ ریلوے کو منشترکہ اسلامی سلطنت بنانیکی تجویز تا ۱۸۰ -

تاریخ جنگ روم و یونان

حصہ سیوم

فصل بست و دوم

ذات شوکت سمات حضرت بادشاہ جم اونکا کیریکٹر اور سلطانی دربار

سلطان کا رحم و کرم

بقول سر ایشیلڈ بارٹلٹ سلطان المعظم کی طبیعت و فطرت و طریق عمل درحقیقت اوس سے بالکل برعکس ہے جیسا کہ بالعموم انگلستان میں خیال کیا جا رہا ہے۔ ان کی نسبت کمال ناانصافی اور سفاہت کے ساتھ یہہ کہا گیا ہے۔ کہ جلالتمآب کے منشاء و تجویز سے قتل عام وقوع میں آئے۔ حاشا و کلا۔ انکی ذات قدسی صفات ایسے اعمال سے نہایت اعلےٰ و ارفع ہے۔ اور نہ وہ جیسا کہ اونپر بہتان باندھا گیا ہے۔ بزدل اور بیرحم ظالم ہیں۔ حقیقت الحال یہہ ہے کہ سلطان المکرم نہایت ہی قابل اور ہوشیار مدبر۔ جفاکش تجربہ کار حکمران اور دوسروں پر مہربانی اور شفقت کرنے کیلئے ہر وقت ہمہ تن تیار و آمادہ ہیں۔ انکو ایسی مشکلات سے مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ کہ بہت کم فرمانرواؤں کو ویسی مشکلات سے اب تک سابقہ پڑا ہے۔ تقریباً تمام یورپ بارہ برس دوران کیطرح اونہیں چیٹ رہا۔ اور ستاتا رہا۔ مگر وہ اس فتنگی سے مظفر و منصور برآمد ہوئے ہیں۔ رسمی معاملات کو چھوڑ کر پرائیویٹ زندگی کیطرف خیال کیا جاوے تو صاف منکشف ہو رہا ہے۔ کہ شوکت سمات کمال رحیم مزاج ہیں۔ اپنی اولاد اور اپنے دوستوں سے بیحد محبت رکھتے ہیں۔ اور سپاہ بالخصوص سپاہیوں کی آسایش و آرام اور بہتری و فلاح کا ہر وقت اونہیں بہت ہی خیال رہتا ہے۔ انکی ادنیٰ نظیر یہہ ہے کہ ۱۸۷۶ء کی محاربہ میں ہانی بنگرو نے جن ترکی سپاہیوں کو کمال بیدردی سے مختلف اعضا کاٹ دئیے تھے۔ انکا علاج معالجہ نہایت احتیاط سے کرایا گیا۔ اور پھر اونکی معقول پنشنیں مقرر کر دیگئیں۔ اسیطرح اس محاربہ کے زخمیوں کے لیے خاص سلطانی محل یلدز کے احاطہ میں نیا ہسپتال قایم کیا گیا۔ جس میں ایک ہزار سے زیادہ مجروحین کیلئے گنجایش ہے۔ وہ صفائی اور تکمیل لوازمات میں اپنی نظیر آپ ہی ہے اور زخم رسیدہ وہاں ایسے جلد صحتیاب ہو رہے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

جو مشکلات سلطان المعظم کو محیط ہیں اور محیط رہی ہیں۔ وہ بیشمار ہی نہیں بلکہ ایسی سخت و صعب ہیں۔ کہ کسی اور شخص کو شاید انکے مقابلہ کرنیکا حوصلہ ہی نہ پڑتا۔ ۱۸۷۶ء و ۱۸۷۷ء میں روسی حملہ سے کل ملک تباہ و پامال ہو گیا۔ اڑھائی لاکھ عثمانیہ سپاہیوں کے علاوہ دس لاکھ سے زیادہ

۱؎ امیر المومنین کے حکم سے ایسے تمام مجروحین کو جو آیندہ فوجی خدمت کرنے کے ناقابل ہو گئے ۳۰ روپیہ ماہوار کی پنشن عطا ہوگی۔ ہندوستان میں دیسی سپاہی کو تیس برس فوجی خدمت کرنے یا جنگ میں قتل ہو جانے کی صورت میں اسکی بیوہ کو چار روپیہ ماہوار پنشن ملتی ہے۔ نومبر ۱۸۹۷ء میں جلالتمآب نے شفایاب مگر کمزور سپاہیوں کو جیب خاص سے بیس ہزار روپیہ کے گرم کپڑے عطا کئے۔

مسلمان مستورات، بچے اور دہقان محاربہ میں ہلاک ہوئے۔ بلگیریا اور روسیلیا میں مسلمان باشندوں کو وحشیانہ ظلم و ستم کیساتھ تہ تیغ و ناپید کیا گیا۔ اور آخر بقیۃ السیف کو دو صوبوں سے باہر دھکیل دیا گیا۔ دشمن روسیا سے ہی ہلاک اور سلطان کو زخم آسیب نہ پہونچا بلکہ کئی معتبر اور مستند مشیر بھی مار آستین ثابت ہوئے۔ جنگی وغا بازی۔ غداری اور ناقابلیت نے عثمانیہ سپاہ کی شجاعت کو غارت اور سلطنت کو تباہ کرنے میں بہت کچھ حصہ لیا۔ اور اس سے جلالتمآب کو ذکی الحسن اور باحمیت دلیر پر بڑا گہرا اثر ہو گیا۔ خود انکا بہنوئی محمود داماد غداری عظیم کا مجرم ثابت ہوا۔ اور سلیمان اور کئی دیگر سربرآوردہ پاشاؤں کی نسبت سخت شکوک پیدا ہو گئے۔ الغرض ٹرکی عملاً بالکل تباہ ہو گئی۔ اور مسلمان آبادی کو ایسی تکلیفیں اور سختیاں جھیلنی پڑیں۔ کہ انکا شمہ سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ رنگ دیکھکر سلطان نے مجبوراً سلطنت کے انتظام کی باگ براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور دوسروں کی تصرف کو کم کر دیا۔ ایسا کرنیکے لئے گو انہیں بہت کچھ معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اس کارروائی سے سلطنت عثمانیہ کی قابل و لائق حکمران جماعت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ کیونکہ جب کل کام ایک ہی شخص کرے۔ اور دوسروں کو اپنے دماغ و قابلیت سے کام لینے کا موقعہ نہ ملے۔ تو عدم استعمال سے دماغ کمزور ہوتے جاتے اور قابلیت کو زنگ لگ جاتا ہے اور اسکے ساتھ ہی آخر رفتہ رفتہ ان ماتحت عہدہ داروں اور امراء وغیرہ میں خود اعتمادی اور اپنی ذات پر بھروسہ کرنے کی صفت نہیں رہ جاتی۔

ترکی سلطنت کی ترکیب

سلطنت عثمانیہ بلا مبالغہ مختلف قوموں۔ مذاہب اور اغراض کی ایک کامل معجون مرکب ہے۔ ایسے اجتماع اضداد پر جبرئیل بھی کبھی با امن و امان حکومت نہ کر سکے۔ انگلستان جیسا منتظم کمال شائستہ اور اصول جہانداری اور معاملات ملکداری میں ایسا تجربہ کار و کہن سال سرانشٹ ہے۔ لیکن اب تک ایک صوبہ آئرلینڈ کو قابو نہیں کر سکا۔ ٹرکی کو ویسے بارہ آئرلینڈوں سے سابقہ پڑا ہوا ہے۔ وہاں یونانی۔ بلغاری۔ والبینی اور ارمن آباد ہیں (ان میں ہر ایک خود تین قسموں میں منقسم ہیں) یہ سب ترکوں سے جو انہیں نظام و امن قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ایسے متنفر اور انکے دشمن نہیں جیسے کہ خود ایکدوسرے سے۔

لڑائی کو ابھی شروع ہوئے چند ہفتے نہیں ہوئے کہ مقدونیہ کو والبینی باشندے عرضیاں کر رہے ہیں کہ انہیں پھر یونانیوں کا تابع نہ بنایا جائے۔ ادھر بلغاریوں اور یونانیوں کا یہ حال ہے کہ ایکدوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ کل ترکوں کو مقدونیہ سے ہٹا دو۔ اور ایک ہفتہ میں یونانی و البینی اور بلغاری آپس میں لڑ لڑ کر فنا و معدوم ہو جائیں۔ ان متذکرہ صدر اقوام کے علاوہ کرد۔ زمیق۔ ارنوط۔ دروز۔ شامی مختلف اقسام و اجناس کی لازی۔ یہودی۔ حبشی۔ عرب اور چرکس بھی ہیں۔ ان قوموں اور کئی دوسروں کے علاوہ قسطنطنیہ اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں ساحلی علاقوں اور جزائر کے دوغلے عیسائی اور یورپین بھی بافراط موجود ہیں۔ ایسے مختلف عنصروں کے مجموعہ پر معقول طرز حکومت سے فرمانروائی کرنیکا خیال محض ناممکن العمل اور کمال مضحکہ خیز ہے۔ روس اپنے ہم مذہب و ہمقوم رعیت اور غیر مذہب اقوام کو ایسے طریقوں سے قابو میں رکھے ہوئے ہے۔ جو ترکوں کے طریق حکومت سے بدرجہا زیادہ جابرانہ بلکہ وحشیانہ و ظالمانہ ہیں۔

ارمنوں کے قتل کے اسباب

جیسا کہ اتہام لگانے والے اکثر بکتے رہے ہیں۔ ارمنوں کے قتل عام سوچی سمجھی ہوئے تجاویز کا نتیجہ نہ تھے۔ سو وہ عرصہ دراز کی باہمی کشیدگی اور ایک تین سالہ سازش کا نتیجہ

تھے۔ وہ ان پانچ اسباب کا حاصل تھے۔ اول۔ سبب ارمنی مفسدانہ سازش تھی۔ جو ادس علاقہ میں قائم ہوئی۔ اور ڈو کے تنخواہ دار گماشتوں
نے اوسے بھڑکایا۔ اس سازش کی قرار داد کے مطابق ترکوں کو مشتعل اور جواب ترکی بہ ترکی پر آمادہ کرنیکے لئے مفسد و مسلمانوں پر بیشمار
مظالم توڑے گئے۔ سازش مذکور اور ارمنی سازشیوں بالخصوص ہنچاکسٹوں کی کچھ حالات پہلے مذکور ہو چکے ہیں (دوم) سبب ارمنوں کا وہ
بلوہ تھا۔ جو بتاریخ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء قسطنطنیہ میں ہوا۔ اور اسمیں ایک ترکی پولیس افسر اور بیس کنسٹبل ہلاک کئے گئے۔ اس مفسدی کی جرأت
ارمنوں کو انگریزی تحریک اور ہمدردی سے ہوئی تھی۔ اور اسکا اثر برقی سرعت سے کل قلمرو عثمانیہ پر پھیل گیا تھا۔ (سوم) سبب انگلستان میں
مصنوعی مظالم فروشی کا بازار گرم ہونا اور سانسون کے مفسدہ کے متعلق جھوٹ و غلط داستانوں کی بنا پر سلطان۔ ترکوں اور مذہب اسلام
کو اندھا دھند بے نقط نبری سنائی جاتا تھا۔ انگلستان کی اس نامعقول سیاسی ہمدردی اور پرجوشی کی حالات ترکی میں سب کو معلوم ہوتی رہتی
تھی۔ اونسے مسلمانوں کی فیلنگز اور احساسات کو سخت صدمہ پہونچا۔ وہ بہت کبیدہ خاطر ہو گئے۔ اور انگلستان کا اقتدار و رسوخ بالکل زائل ہو گیا
(چہارم) سبب سر فلپ کری کا احمقانہ مسودہ اصلاحات تھا۔ جو نام نہاد اصلاحیں قطعاً ناممکن العمل تھیں۔ اور انکا مدعا اسکے سوا اور کچھ
نہ تھا کہ ایشیا کوچک کے باعتبار عنصر غالب اسلامی آبادی کو عیسائی منتظمین کے ماتحت کر دیا جائے۔ پانچواں باعث لارڈ روزبری[ف] کی وزارت
کی غلطی تھی۔ جسنے سر فلپ کری کی نصیحت پر ٹرکی کو دبانے کیلئے روس اور فرانس کیساتھ متفق و متحد ہونیکی کوشش کی۔ انگلستان کے
قدیم الایام اور کبھی دوست نہ ہونیوالے رقیبوں اور ٹرکی کے جانی دشمن سے اتحاد کرنیکی اس بیہودہ کوشش سے طبعی طور ٹرکی کے مسلمانوں
کے دلوں میں سخت بدظنی اور اندیشہ پیدا ہو گیا۔ دارالامرا اور پارلیمینٹ میں اگست اور نومبر ۱۸۹۵ء میں لارڈ سالسبری* نے جو تقریریں
کیں وہ سونے پر سہاگے کا کام دے گئیں۔ اور مسلمانوں کی بدظنی میں اور اضافہ ہو گیا۔ کہ لبرلوں کو تو ضرور مدت سے تعصب نے اندھا کر رکھا ہی
کنسرویٹو فریق کو جو برا اعتدال اونکا سرگروہ لبرلوں سے بھی دو چار قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔ ان کل اسباب نے مشتعل شدہ مسلمانوں کی مذہبی سپرٹ
و پرجوشی اور قومی حمیت و غرور کو بہت برافروختہ کر دیا اور اسکا نتیجہ اکتوبر لغایت دسمبر ۱۸۹۵ء کے وہ خوفناک قتل عام ہوئے۔ جنکا ہم
سبکو افسوس ہے۔ سر فلپ کری اون مقتولین کا اندازہ ۲۵ ہزار کے قریب کرتا ہے۔ جو غالباً نادرست نہیں۔ اور اگر زیادہ نہ بھی تو فلپ کری

ف لارڈ روزبری نے مسئلہ آرمینیا اور دیگر معاملات میں جو تعصب اور بیجا عناد ٹرکی کی نسبت ظاہر کیا تھا۔ وہ اکثر ناظرین سے مخفی نہ ہوگا۔ ایکے
مفصل حالات لبست سالہ عہد حکومت اور معروضہ مظالم آرمینا میں درج ہیں۔ اس بارہ میں وہ لارڈ سالسبری سے بدرجہا بڑھا ہوا۔ اور
گلیڈسٹون کا بلا مبالغہ سپوت پولیٹیکل فرزند ہے۔ مگر واہ رے عبد الحمید۔ خداوند کریم نے تجھے کیا عالی ظرف کاظم الغیظ عافی عن الناس اور
بے نظیر بلند حوصلہ اور با مروت بنایا ہے۔ کہ باران رحمت الٰہی کیطرح دوست و دشمن سب پر تیرا ابر کرم یکساں برستا ہے۔ اور جانی دشمن بھی تیرے
فیض و کرم سے خالی نہیں رہتا۔ یہی لارڈ روزبری صاحب اپریل ۱۸۹۹ء کی اخیر میں بطور سیاحت خاص اپنے جہاز پر قسطنطنیہ وارد ہوئے۔ تو جلالتماب
نے اوسکی کل سابقہ کارروائیوں اور تقریروں کو بالکل فراموش کر کے خاص شاہی گاڑی اسکے لئے اپنے ایک اعلیٰ صاحب کے ہاتھ کنارہ سمندر پر
بھیجدی جسپر سوار ہو کر لارڈ صاحب انگریزی سفارتخانہ کو گئے۔ گاڑی ہی نہیں۔ انکے لئے سلطانی دستہ کے چند سوار بھی بھیجدئے گئے۔ الحق ایسے
صاحب مروت و احسان اور صاف باطن و صاف دل و عالی ظرف انسان شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں۔

* یہ تقریریں بھی لبست سالہ میں درج ہیں۔

ایسے شخص سے یہ بھی توکبھی امید نہیں ہوسکتی۔ کہ اسنے حقیقی تعداد سے کم بتائی ہوگی۔ ترکی گورنمنٹ کا خیال ہے کہ ایشیا کوچک میں پانچ سو یا کروں ہزار
سے زیادہ ارمنی ہلاک نہیں ہوئے۔ بہرحال اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ اکثر مقامات میں محض نیکدل ترکی گورنروں کی برمحل مداخلت اور
شجاعت سے قتل و تاراج بالکل نہ ہوسکا۔ ہمارے منصف مزاج مظالم فروش اس قابل تعریف کارروائی کا کبھی بھولے سے نام نہیں لیتے۔ حق الامر
یہ ہے کہ جب ایکدفعہ ایشیاء کوچک کے کوہستانی وغیر آباد علاقوں میں قتل و نہب کے جذبات بیقابو ہوگئے۔ تو وہاں کے شہروں اور مفصلاتی
علاقوں کی ارمنوں کی قسمت بہت کچھ مقامی گورنر کی قابلیت اور ذاتی خاصیت پر منحصر رہ گئی۔ اگر کسی شہر یا ضلع کا گورنر شجاع اور
نیکدل ہوتا۔ تو اوسنے ارمنی آبادی کو بچا لیا۔ اور بلوہ کا بروقت انسداد کردیا۔ اور اگر وہ کمزور مزاج یا بُرا شخص ہوتا۔ تو غضب آلود مسلمانوں
کو غصہ نکالنے کا پورا موقعہ ملگیا۔ یہہ مسلم امر ہے۔ کہ اکثر مقامات[علت] پر حکام نے کوئی فساد نہ ہونے دیا۔ بلوائیوں کا طریق عمل عموماً یہہ ہوتا۔ شورہ
پشت کردوں۔ لاذیوں یا چرکسوں کا کوئی گروہ اچانک کسی شہر یا موضع پر آ پڑتا۔ مقامی مسلم آبادی کا کمینہ اور شریر حصہ اوسنے مل جاتا۔
ہنگامہ برپا ہوجاتا اور دونوں ہنبوں قتل کی کارروائی شروع کردیتے اور مقام بلوہ کے اعلیٰ ملکی حاکم کو جو اوسکی حسب حیثیت مدیر یا
قائمقام یا متصرف ہوتا۔ اپنے معدودے چند فوجی سپاہیوں اور ان سے بھی قلیل التعداد اہلکاران پولیس سمیت کثیر التعداد اور پرغضب
بلوائیوں سے سابقہ پڑجاتا۔ اگر وہ بہادر دل اور رحمدل ہوتا۔ تو کل خطرات پر غالب آجاتا۔ اور اگر بزدل یا ظالم ہوتا۔ تو بلوہ کو فرو
نہ کرسکتا۔ اکثر جگہہ ترکی حکام بلوہ کی انسداد پر قادر ہوئے۔ اور انہوں نے اوسکا انسداد کیا۔ جسکے صلہ میں سلطان المعظم نے انکو انعام
واکرام عطا فرمائے۔ خالص اور اصلی ترکوں یعنی ٹھیٹھ عثمانیوں کا ان مظالم میں بہت ہی شاذ و نادر دخل پایا گیا۔ اور ترکی نظام
سپاہیوں کا تو ان سے بھی بدرجہا کم واسطہ ثابت ہوا۔

مظالم کا انسداد نہ کرنیوالوں کو سزا کیوں نہ ملی؟ یہاں یہہ سوال پیدا ہوسکتا ہے۔ کہ جو حکام اپنے فرض کو ادا کرنیسے قاصر رہے۔ اور اونہوں نے بلوہ و فساد اور قتل و نہب ہونے دیا۔ ان کو اس
غفلت یا بزدلی کی سزا کیوں نہ ملی؟ اسکی وجہہ صرف اون نہایت ہی خاص اور مخصوص حالات و معاملات پر غور کرنے سے ہی جو
سلطنت عثمانیہ سے متعلق ہیں سمجھہ میں آسکتی ہے۔ جسطرح کہ ہندوستان بلکہ آئرلینڈ میں بھی ہماری حکومت صرف انگریزی قوم کی
فوقیت اور غلبہ پر مبنی ہے۔ بعینہ اوسیطرح سلطنت عثمانیہ اسلامی فوقیت اور غلبہ پر مبنی ہے۔ سلطان کی طاقت صرف اوسکی مسلمان
رعایا کی وفاداری اور طاقت و جبروت پر منحصر ہے۔ دنیا میں کوئی گورنمنٹ نہیں۔ جو اپنی سلطنت کی غالب ترین قوم اور غالب ترین
مذہب کی پرزور رائے اور میلان و تعصبات کے عین برعکس کاربند ہونے کی جرأت کرسکے۔ ایسا کرنا سخت مشکل ہی نہیں تقریباً ناممکن ہے
اعلےٰ سے اعلےٰ مہذب ترین ممالک میں یہی کیفیت ہے۔ (بلجیم کی افریقین ریاست کانگو فری سٹیٹ کے بلجینی عہدہ دار) میجر لیتھیر کا قصہ ابھی
پرانا نہیں ہوا۔ اسنے (انگریز سوداگر) مسٹر سٹوکس کو بلاقصور نہایت سنگدلی اور سفاکی سے پھانسی دلوا کر قتل کرادیا۔ مگر بلجیم کے ہائی کورٹ
نے اوسے صاف بری کردیا۔ اور اوسے کوئی سزا کسی قسم کی نہ ملی۔ امریکن مجاہدین کو کیوبا کے ہسپانوی حکام نے علیٰ الاعلان ایسی حالت میں جبکہ
وہ باغیوں کی مدد کیلئے کیوبا پر حملہ آور ہونے کی کوشش کررہے تھے گرفتار کرکے سزا دی اور تجویز کے لئے امریکن گورنمنٹ کی سپرد کیا۔

علت اسکی تصدیق کے لئے دیکھو کتاب کیکوں کی موجودہ ترقیات ۱۲

مگر امریکین عدالتوں نے ابھی کل کی بات ہے کہ اونکو بری کر دیا - صوبجات متحدہ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں سفید اندام لوگوں کی ایک مذہبی سازشی انجمن کے افراد نے جو انجمن "کوکلکس خان" کے نام سے موسوم تھی حبشیوں کو ناگفتہ بہ اذیتیں عقوبتیں پہونچائیں - اور اکثر کو بہت ہی بری طرح سے قتل و ہلاک کیا - مگر کسی قاتل یا عقوبت دہندہ کو سزا نہ ملی - یہہ کل واقعات جو غالب اقوام کے تعصب راسخہ کا نتیجہ تھی - مہذب اقوام میں ایکدوسرے کے بالمقابل گذرے - جب مہذب قوموں کی یہہ کیفیت ہے - تو وہ قومیں جو نیم مہذب کہلاتی ہیں - جو کچھ کریں بہت تھوڑا ہے -

سلطان اور ترکی گورنمنٹ کی طاقت ہی نہیں - بلکہ خود اونکا وجود مسلمان آبادی کی تائید و امداد پر منحصر ہے - ایشیائے کوچک کے مسلمانوں سے جو وہاں کے عیسائیوں سے تعداد میں کئی حصہ زیادہ ہیں - ایسی توقع رکھنا انسانی فطرت کے بھی برخلاف ہے - کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے غلبہ اور فوقیت سے دست بردار ہو جائینگے - مسلمان ارمنوں کی سازش اور اونکی سیہ کاریوں - سرفلپ کری کے مشورہ اصلاحات - اہالی انگلستان کے مذہبی جہاد قلمی و سیاسی - اور اتحاد روسیہ - فرانس و انگلستان سے بہت بگڑ رہے تھے اور بھری بیٹھی تھی - ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ارمنوں کے قسطنطنیہ میں فساد کر دینے سے مواد پھوٹ نکلا - اور بارود میں چنگاری پڑ گئی - یہہ درست ہے - کہ ان باتوں کو ان مظالم کے متعلق جو جو ارمنوں پر کئے گئے - بطور معقول وجوہات معذوری و برئیت پیش نہیں کیا جا سکتا - تاہم اون سے اون جفاکاریوں کا باعث جو ایشیائے کوچک میں سرزد ہوئیں بخوبی معلوم ہو سکتا ہے -

یلدز سرا کی

یلدز سرا[1] معمولی حجم و وسعت کا محل ہے - اور باہر سے چنداں لفریب اور عالیشان بھی نہیں دکھائی دیتا - مگر وہاں کی صحت بخش آب ہوا - موقع کی موزونیت اور اسکے فرحت افزا باغات اور مرغزاروں کی حسن ملاحت اور وسعت سے بیرونی شان و شوکت کی کمی کی پوری پوری تلافی ہو رہی ہے - یہہ باغ اور رمنے باسفرس کے کنارہ تک ڈھال کھاتے چلے گئے ہیں یلدز محل جن پہاڑیوں پر واقع ہے - اونکے دامن میں وہ خوبصورت مرمرین محل[2] ہے - جہاں سابق سلطان مراد سلطان حال کا بھائی رہتا ہے - اگر اوسکا دماغ سخت کمزور نہ ہو گیا ہوتا - تو اسوقت ترکی کا فرمانروا وہی ہوتا - اوسکے علاوہ سلطان کے دو اور بھائی زندہ ہیں - رشید اور ایک اوس سے چھوٹا دونو کی صحت بہت عمدہ[3] ہے - یلدز محل کے قریب جدید ہسپتال کی عمارتیں ہیں - انکو ابھی حال میں سلطان المعظم نے اپنے مجروح سپاہیوں کیلئے تعمیر کرایا ہے - ترک گو عموماً اپنی طبعی جفاکشی اور عمدہ صحت اور شہ زور طبیعت کیوجہ سے یوں بھی جلد صحتیاب ہو جاتے ہیں - مگر اس ہسپتال میں تو اونہیں ایسی جلد شفا ہو جاتی ہے - کہ ڈاکٹر بھی دنگ رہ جاتے ہیں - ترک شراب یا الکحل کو کبھی استعمال نہیں کرتے - اور نہایت سادہ خوراک پر بسر کرتے ہیں - یہی وجہ ہے - کہ وہ بالعموم ایسے زخموں اور جراحتوں سے جو اکثر یورپین لوگوں کے حق میں مہلک ثابت ہوتے ہیں - بآسانی صحت یاب ہو جاتے ہیں -

ہم یلدز کے پھاٹک پر پہونچے ہی تھے - کہ خدام ہمکو خاص سلطانی کوشک میں لیگئے - پھاٹک کے متصل چیمبرلینوں کے کمرے ہیں - ہم کو انہیں سے کسی ایک میں جیسا کہ عموماً ہوتا ہے انتظار کرنا پڑا - سفرا تک کو وہاں کچھ دیر انتظار کرنا پڑتا ہے - متمنیان دیدار سلطانی کو ہمیشہ ایک شیشہ و میناکی ایوان کے راستہ ایک پیش کمرہ میں کہ تیسرے کمرہ میں جہاں صیغہ پاشا موجود ہوتے ہیں پہونچا یا جاتا ہے - [illegible]

[1] یلدز ترکی میں ستارہ کو کہتے ہیں [2] [illegible] محل چراغان [3] مراد کے علاوہ دو بھائی [illegible] بھائی زندہ ہیں سب کے بڑا مراد پھر سلطان الاعظم اونکے بعد رشید - [illegible] سلیمان آفندی جو ۱۲ جنوری ۱۸۶۱ء کو پیدا ہوا - اور رشاد کا نام سرکاری [illegible] رشید لکھتے ہیں

خدام سادہ لباس میں خاموش و تیار کھڑے رہتے ہیں۔ اونکے پاؤں میں ایسی جوتیاں ہوتی ہیں جنسے چلتے وقت کوئی آواز نہیں نکلتی۔

منیر پاشا

منیر پاشا ایک ایسے افسر ہیں جنکا وجود دربار ہمایوں کے لئے لازمی اور لابدی ہے۔ وہ گرینڈ ماسٹر آف سیریمونیز (رئیس التشریفات) اعلیٰ معرفت اور جلالتمآب کے ترجمان ہیں۔ بالفاظ دیگر سلطانی دربار میں اونکی وہی منزلت ہے جو ملکہ معظمہ کے دربار میں لارڈ چیمبرلین کی ہوتی ہے۔ مگر آخر الذکر سے اونکا اقتدار اور رسوخ بدرجہا زیادہ ہے۔ وہ مثل چیمبرلین اور دیگر اعلیٰ عہدہ داروں ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ کوئی آیا کوئی گیا۔ یہی سلسلہ قائم رہتا ہے۔ مگر منیر پاشا کبھی دربار سے جدا نہیں ہوئے۔ اور اسمیں کوئی کلام نہیں کہ وہ اس استقامت و استقلال کے پورے پورے مستحق بھی ہیں۔ اونکو مجسم خوش اخلاقی اور حزم و احتیاط کہنا بالکل درست ہے۔ انکے اطوار نہایت دلفریب اور گفتار و کردار اسکمال دلآویز ہیں۔ ویسے کامل درباری بہت کم پائے جاتے ہیں۔ وہ ہم سے نہایت تپاک سے پیش آئے۔ خدام قہوہ اور سگریٹ لائے۔ اور منیر ہمارے مشاہدوں اور کارناموں کے حالات بڑی دلچسپی اور غور سے سنتے رہے۔ اوسوقت مجھے پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ نہایت ہی ہونہار اور قابل نوجوان افسر نجیب بک جسکے ساتھ میدان جنگ میں میری اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی منیر پاشا کا بھتیجا ہے[1]۔

سلطان المعظم کا اصول

پروفیسر ڈبلیو ایم رمزے (W. M. Ramsay) اپنی کتاب "سیاحت ٹرکی" سے میرے دل پر کیا باتیں نقش ہوئیں"۔ میں سلطان کو انیسویں صدی کا متھری ڈیٹس[2] قرار دیکر لکھتا ہے کہ "ٹرکی پر مغربی اقتدار و غلبہ کی یورش نے مسلمانوں میں حیات تازہ پھونک دی ہے اور اونکو بیدار کر دیا ہے جو مدت سے سو گئی ہیں۔ اس بیداری و حیات تازہ کا انتظام وہ بے نظیر انسان جو اسوقت ٹرکی کا فرمانروا ہے۔ اپنے محل سرا سے نہایت ہوشیاری اور غور کیساتھ کرتا رہا ہے۔ صرف یہی اکیلا ایسا شخص تھا۔ جو سلطنت کو پھر مضبوط کر سکنے سے مایوس نہ ہوا تھا۔ اوسنے یاس و قنوط کو دھتکار کر حیرت انگیز تحمل و جفاکشی اور تعجب خیز مدبرانہ قابلیت و سلیقہ سے گویا خود تقدیر کو پلٹ دینے کا کام شروع کر دیا۔ وہ گذشتہ بیس برسوں میں اپنے شکستہ اور تقریباً ناقابل سفر جہاز کو سیل حوادث اور خوفناک طوفانوں اور بلاخیز منجدھاروں سے صحیح سلامت ہی نہیں بچا لیتا رہا۔ بلکہ اپنی اخلاقی جرأت و طاقت کی طفیل جو عزم بالجزم اور نیز بہادری پر جوشی صادقانہ اور نور ایمان سے خود غرض یا چوک جانے والے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس جہاز کو کنار عافیت کے بھی بہت کچھ قریب پہونچا لیگیا ہے"۔

سلطان المعظم کو تخت پر بیٹھے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ اونکی رائے یہ ہو گئی کہ ٹرکی کی سلامتی اور بادشاہ کا اقتدار طامع و

---

[1] منیر پاشا اور اونکے برادرزادہ نجیب بک اور اونکے خاندان کے مفصل حالات کتاب قسطنطنیہ میں لیڈی سکیس ملک کی زبانی درج ہیں۔

[2] متھری ڈیٹس اعظم ایشیائے کوچک کے علاقہ پونٹس (صوبجات سیواس و طرابزون کا پرانا نام) کا جلیل القدر بادشاہ گذرا ہے جسنے رومن لشکروں کو کئی مرتبہ فاش شکستیں دیں۔ اور اونکو اپنے ملک سے بالکل خارج کر دیا۔ مگر آخر رومن جرنیل سے شکست یاب ہو جانے پر جب گرفتاری کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہ گیا۔ تو خودکشی کرلی۔ وہ پچیس زبانیں جانتا تھا اور علوم و فنون اور صنعت و حرفت کا بڑا معاون و مربی اور وہ واقعی نہایت قابل شخص تھا۔ رومنوں کو ویسے بہادر سپہ سالار سے کبھی سابقہ نہ پڑا۔ ۱۳۵ قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ ۱۲۰ قبل مسیح میں ۱۲ برس کی عمر میں باپ کے بعد تخت نشین اور ۶۳ قبل مسیح میں فوت ہوا۔

سلطان المعظم کا اعلےٰ پرائیویٹ سکرٹری تحسین بک – باشی کاتب بھی نہایت ہر دلعزیز ہے۔ اور کرومہ اونکی عزت کرتے ہیں۔ عارف

بک جو اسوقت سلطان المعظم کا منظور نظر چیمبرلین ہے۔ ایسا جنٹلمین ہی۔ کہ وہ خواہ کسی دربار میں ہوتا ہیں اوسکی قدر و منزلت

ہوتی۔ وہ کشادہ دل۔ صاف باطن۔ راست باز۔ ہوشیار۔ ملنسار۔ اور خوش اطوار ہے۔ اور ایسا معتمد اور عالی ظرف ہے۔ کہ

اوس سے سلطانی راز جو لازمی طور پر اوسکی بحیثیت منصب معلوم ہوتے ہیں کبھی افشا نہیں ہوسکتے۔

لے امیرالمومنین کا اول سکرٹری تحسین بک دبلی پتلے آدمی ہیں۔ قد ساڑھے پانچ فیٹ کے قریب ہے۔ اور نہایت خوش اخلاق خندہ پیشانی اور ملنسار ہیں۔ اپنا

کل یورپین اور ترک مشفق الرائے ہیں۔ کہ تحسین بک نہایت ہی دیانت دار۔ صاف گو اور اپنے آقا کے وفادار اور جان نثار خادم ہیں۔ نحیف الجثہ ہونیکے

باوجود وہ ہر روز بارہ سے لیکر سولہ گھنٹہ تک کام کرتے ہیں۔ اور آدھی رات سے پہلے شاید ہی کبھی فارغ ہوتے ہیں۔ تمام ضروری اور اہم کاغذات

سلطان المعظم کے روبرو پیش ہونے سے پہلے ان کے ہاتھوں میں سے گذرتے ہیں۔ اور دفتر میں داخل کرنے سے پہلے وہ اون سب پر حضور ممدوح کا حکم حاصل

کر لیتے ہیں۔ اول سکرٹری ہونے سے پیشتر وہ مختلف محکموں میں کام کرتے رہے۔ اور آخر محکمہ بحری کی پانچ برس نائب رہنے کے بعد اس عہدہ جلیلہ پر مامور

ہوئے۔ وہ دیگر ترکوں کیطرح ایچ پیچ ڈالکر حرف مطلب تک نہیں پہنچتے۔ بلکہ جو مدعا ہو۔ اوسے لمبی چوڑی تمہید کے بغیر صاف صاف کہدیتے ہیں۔

خبر ہے ہمیں پہنچایا تھا کہ ایک ایجنسی کے انگریزی نامہ نگار سے ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء اونہوں نے جو گفتگو کی تھی۔ اوس میں فقط اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین

کی خواہش اتحاد انگلستان کا ہی ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ کئی عام غلط افواہوں کی بھی تردید کی تھی۔ تقریر مذکور کا یہ حصہ اخبار وکیل مورخہ مورخہ

یکم نومبر سنہ ۱۸۹۰ء سے معہ اڈیٹوریل ریمارک حسب ذیل الفاظ میں شائع کیا تھا۔

خدا کرے ایسا ہو۔ لارڈ سالسبری یا مجلس وزارت انگلشیہ خواہ تسلیم کرے یا نہ کرے زمانہ کے حالات کو جاننے والوں سے یہ پوشیدہ نہیں رہا

کہ انگلستان کی موجودہ مشکلات کے زیادہ حصہ کا باعث ٹرکی کے تعلقات کے متعلق اوس حکمت عملی کا بدل دینا ہے۔ جو جنگ کریمیا کے وقت

اور اس سے چند برس پہلے انگلستان نے اختیار کی ہوئی تھی۔ جب سے گورنمنٹ انگلشیہ نے ٹرکی کی دوستی اور اتحاد سے بتدریج کنارہ کشی شروع کی اوسی وقت

سے نئی نئی مشکلات کا حدوث شروع ہوگیا۔ کیونکہ تغیر پالیسی کے ساتھ ساتھ ہی انگریزی مدبروں کو ٹرکی کے برخلاف بھی نئی نئی تجویزیں پیدا کرنیں

کرنا لازمی ہوگیا۔ جس سے نہ فقط مخالفین انگلستان کے زمرہ میں ایک اور سلطنت کا اضافہ ہوگیا۔ بلکہ ڈپلومیٹک چالوں اور پولیٹکل مخاصمات

کا دائرہ بھی اسقدر وسیع ہوتا گیا۔ کہ آخر اوسکو سنبھالنا مشکل ہوگیا۔ پے در پے اور یکبارگی بیچ دار معاملات دوسروں کی وجہ سے یا خود

اپنی ہی تدبیروں کے باعث پیدا ہونے لگ گئے۔ اور انکی اسقدر بھرمار ہوگئی۔ کہ سب کو تابو میں رکھنا مشکل ہوگیا۔ اور پولیٹکل غلطیاں

اور ناکامیاں سرزد ہونی شروع ہوگئیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ اس نئی پالیسی کے حامی اور بانی و مبانی مدبران انگلستان

کی ڈپلومیسی اور تدابیر ایسی زبردست تھیں۔ کہ اگر سلطنت عثمانیہ کے جہاز کا ناخدا عبد الحمید ایسا ماہر شناور نہ ہوتا۔ تو

اوسکے اب تک غرق ہو جانے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا تھا۔ اوسنے اپنے صائب رائے اور سیاست کاملہ سے اس نئی مخالفت کے

مدافعت کیلئے خود دشمنوں کے لشکر (دول یورپ) میں پھوٹ ڈلوانے کی کوشش کرکے چند ایک کو اپنے ساتھ ملانے کی تدبیر

کی۔ اور اوس میں اوسے (بالخصوص جرمنی کے طرفدار ہو جانے سے) نمایاں کامیابی حاصل ہوئی لیکن جیسا کہ ہم کئی دفعہ

امین بک ایک اور چیمبرلین بھی جو انگریزوں کا بہت دوست ہے۔ قابل اور لائق عزت عہدہ دار ہے۔ حتی کہ عالم بدنام عزت بک میں جسکی نسبت کئی بری رائیں ظاہر کی گئی ہیں۔ اور جو غالباً ان میں سے چند ایک کا مستحق بھی ہے۔ نہایت محنتی اور جزئیات پہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) مفصل بحث کر کے بخوبی ثابت کر چکے ہیں۔ ٹرکی کے سچے بہی خواہ (جس میں بڑا حصہ دولت انگلشیہ کا ہے) ویسا ہی خیر خواہ اور بہی طلب ہے) گورنمنٹ عثمانیہ کی اس ڈپلومیٹک کامیابی یا انگلشیہ پالیسی کی ناکامیابی پر کبھی خوش نہیں ہو سکتے۔ بلحاظ مواقع مقبوضات۔ قومیت و مذہب رعایا اور اغراض و مصالح کے قدرت نے ان دونوں سلطنتوں کو ایک دوسرے کا دوست صمیم بنا رہنے کے لئے موضوع کیا ہے۔ اور انکی باہمی مخالفت یا رنجیدگی ایک دوسرے کے لئے اس سے بدرجہا زیادہ مضر ہے جسقدر کہ باقی کل دنیا کا ان میں سے کسی ایک کا دشمن ہونا نقصان رساں ہو سکتا ہے۔ دور اندیش مدبروں اور مآل اندیش منصرمان مہام سلطنت عرصہ مدید سے یہی رائے ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ ۱۸۲۶ء میں یونانیوں کو آزادی دلانیکے لئے انگلستان نے بھی روس اور فرانس کے ساتھ موافقت کر لی تھی۔ اور ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۲۷ء ان تینوں سلطنتوں کی جنگی بیڑوں نے مصری و ترکی بیڑہ پر بمقام نوارینو اچانک حملہ آور ہو کر اسے بالکل تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اس واقعہ سے تین مہینے بعد انگلستان کے مشہور و معروف جرنیل اور بے نظیر مدبر ڈیوک آف ولنگٹن نے جس نے ۱۸۱۵ء کی جنگ واٹرلو میں دنیا کو تباہی مجسم بوناپارٹ کے ہاتھ سے نجات دلوائی تھی۔ وزیر اعظم ہو کر اپنی پہلی ہی تقریر میں جنگ نوارینو کی نسبت جو الفاظ کہے تھے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

"انگلستان سے یہ نہایت سخت غلطی سرزد ہوئی ہے اور بمقام نوارینو ترکوں کے برخلاف جنگ کرنیکی بدولت اسے خون جگر کے آنسو بہانے پڑینگے"۔ یعنی اس لڑائی سے انگلستان نے ایک ایسی سلطنت کو جس کے اغراض انگلستان کے مخالف نہیں۔ اور جسکو لازمی طور پر انگلستان کا دوست اور اسکے دشمنوں کا دشمن رہنا پڑیگا۔ کمزور کر کے اپنے مخالفوں (روس فرانس) کو مضبوط کر دیا ہے۔ اور اسکا خمیازہ ایک دن اسے بری طرح اٹھانا پڑیگا۔

تاریخ اجراء **وکیل** سے ہم اسی بات پر اصرار کرتے رہے ہیں۔ کہ دونو سلطنتوں کے لئے پھر وہی دیرینہ تعلقات قائم کر لینا نہایت ضروری ہے۔ اور گو نہ صرف ہندوستان کے سربرآوردہ اینگلو انڈین اخبار **پاونیر و سول** وغیرہ بلکہ انگلستان کے بھی اکثر مشہور اخبار یہ راگ الاپتے رہے ہیں۔ کہ انگلستان اب کبھی ترکوں کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اور بعض ترکی اخبار بھی انکو جواب میں لکھتے رہے ہیں کہ ترکوں اور سلطان المعظم کے دلوں کو اب انگلستان کیطرف سے کبھی کدورت دور نہیں ہو سکتی۔ مگر ہمکو کبھی ناامیدی نہیں ہوئی۔ اور یقین ہے اور اب بھی ہے کہ ضرورت خود بخود دونوں فریقوں کی آنکھیں کھول دیگی۔ اور اگر یہ ضرورت ابھی محسوس نہیں ہوگی۔ تو دونو کی زبردست مشترک دشمن (روس) کی موجودگی بالضرور جلد یا دیر بعد محسوس کرا دیگی۔ زار پیٹر اعظم کی وصیت کی روایت کو اگر محض فرضی اور بے بنیاد بھی مان لیا جائے تو بھی جو لوگ روس کی پیش قدمی کی رفتار کو غور سے ملاحظہ کر رہے ہیں۔ انکو یہ تسلیم کرنے سے کوئی عذر نہیں ہوگا۔ کہ روسی فرمانرواؤں کی مسلسل پالیسی سے کسی چالاک شخص کو روایت مذکورہ کے گھڑنے کا موقعہ ملا ہے۔ ہمارے کانگریسی اخبار گورنمنٹ ہند کی فارورڈ پالیسی (پیشقدمی کی حکمت عملی) کو خواہ محض اسوجہ سے کہ گورنمنٹ کے ہر فعل پر معترض ہونا

کمال تا در ہی - اور بنا بریں اپنے آقائے نامدار کے لئے نہایت مفید اور کار آمد ہی - ہمنے ان باتوں کا اسلئے ذکر کیا ہی - کہ اہلکاران دربار ہمایوں کی نسبت ہمیشہ بُرا بھلا لکھتے رہنا قسطنطنیہ کے نامہ نگاروں کی عام عادت ہو گئی ہی - اور بدقسمتی سے انگلستان والے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) انہوں نے اپنا شعار بنا رکھا ہی - یا بوجہ نا واقفیت محض وہ خیالی لاانکو فضول اور بیہودہ قرار دیں اور گورنمنٹ کو یہ طعنے دیں کہ روسی حملہ تو کبھی ہوگا نہیں اسکو دماغ میں صرف اسکا خبط سما گیا ہے مگر یہ یقینی امر ہے کہ روس ہندوستان کو فتح کرنیکے لئے پوری طاقت صرف کریگا (تازہ تصدیق کے لئے پرنس لوبناف کی وصیت کافی ہی) اور اس سے پہلے یا بعد قسطنطنیہ کو لینے کے لئے بھی ویسی ہی سر توڑ کوشش کریگا - اس سے ہماری مندرجہ بالا بیان کی کہ ٹرکی کے بہی خواہ سلطان کی اس کامیابی اور انگلستان کی شکست سے کبھی خوش نہیں ہو سکتے تصدیق ہو رہی ہی کیونکہ باہمی مخالفت تو درکنار اونکا باہمی اتحاد و مغائرت ہی دونو کی تباہی کے لئے کافی ہی اور روس کے لئے اس سے بڑھکر کوئی مژدہ نہیں ہو سکتا - کہ وہ اپنے دونوں شکاروں کو ایک دوسرے سے الگ کر کے علیحدہ علیحدہ نگل لے - مگر نہایت خوشی کا مقام ہی کہ بلاد غرب سے اس قسم کی آوازیں پہونچنی شروع ہو گئی ہیں - جن سے اس مہیب و خوفناک خطرہ کا اندیشہ بہت کچھ دور ہو گیا ہے - اور اگر خداوند کریم کو بہتری منظور ہی - تو یہ دونوں عظیم الشان سلطنتیں جنمیں سے ایک کی بحری طاقت اور دوسری کی بری قوت محسوس زمانہ ہو رہی ہی - آپسمیں متحد اور متفق ہو کر اس اندیشہ کو قطعاً زائل کر دیں گی - اور ہم صدق دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے ایسا ہی ہو -

تمہید کے بعد ہم ایک انگریز نامہ نگار کی وہ تحریر جو اس کے لکھنے جانیکا باعث ہوئی ذیل میں درج کرتے ہیں -

" اخبار سینٹ جیمز گزٹ ریویو کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے اطلاع دیتا ہی کہ سلطان المعظم اور انکے وزرا نے اپنے ملک میں تجارت کو فروغ دینے کے لئے ایشیائی و یوروپین مقبوضات میں چھوٹی پٹری کی بیشمار ریلوی لائنیں جو تمام ملک میں جال کیطرح پہیل جائیں تیار تمت برصت۱۲

پرنس لوبناف کی وصیت - ٹائمز کا نامہ نگار بتاریخ ۷ - اکتوبر ۱۸۹۶ء وائنا سے لکھتا ہی کہ پرنس لوبناف (سابق وزیر خارجیہ روس جو ستمبر ۱۸۹۶ء میں زار کی سیاحت یورپ کے شروع میں آسٹریا سے جرمنی کو جاتے ہوئے راستہ میں فوت ہوا تھا) روسی گورنمنٹ کو اوسکے آیندہ کے طریق عمل کے متعلق چند وصیتیں کر گیا ہے - ان میں سے ایک یہ ہی کہ روس جرمنی اور انگلستان کو اپنا جانی دشمن سمجھتا ہی یہ دونوں سلطنتیں اوسکو سب سے زیادہ نقصان پہونچا سکتی ہیں - ایشیا میں ہماری ریلوی لائنیں چار برس کے عرصہ میں مکمل ہو جائینگی - اسوقت ہندوستان پر فیصلہ کن حملہ کرنیمیں مطلقاً توقف نہ کیا جائے - اگر اس حملہ میں کامیابی ہو گئی - تو انگریزی نوآبادیوں کے تعلقات اصلی ملک (یعنی انگلستان) سے بالکل ڈھیلے ہو جائینگے - جسکا نتیجہ انگلشیہ سلطنت کا زوال ہوگا - فرانس کا اتحاد روس کو جرمنی سے محفوظ رکھیگا " - آسٹریا اور جرمنی کے اتحاد کی مضبوطی و قیام پر پرنس مرحوم کو چنداں اعتبار نہیں اس بارہ میں انکی رائے ہی کہ آسٹریا اپنے سابقہ مقبوضات کو جو جرمنی کے ماتحت ہیں - حاصل کرنیکی آخری کوشش کریگا - اور ایسا کرنیکے لئے اوسے فرانس کی امداد کا محتاج ہونا پڑیگا - پرنس لوبناف جرمنی کے برخلاف ٹرکی کو بھی اس اتحاد میں شامل کرنیکی وصیت کر گیا ہے - تاکہ ضرورت کے وقت آسٹریا کے برخلاف وہ جرمنی کا طرفدار نہ ہو جائے - اسمیں کلام نہیں کہ یہ فقط متوفی وزیر کی ذاتی رائے ہے - مگر اس سے روسی مدبرین کا

ہر ایسی نہر یلی روایت کو جو مشہور کی جائے فی الفور درست مان لیتے ہیں۔ بنابریں یہہ عام معلوم حالات جنکو قسطنطنیہ میں بچہ بچہ جانتا ہے تباہدینا ضروری تصور کیا۔

(بقیہ حاشیہ صنا) تیار کرانیکا ارادہ کر رہے ہیں۔ ان لاشیئوں کے لئے سرمایہ جرمنی سے بہم پہونچایا جائیگا (یعنی انکی تیاری کی اجارے جرمن کمپنیوں کو دئے جائینگے) کیونکہ بدقسمتی سے ہمارا سفیر دربار ہمایوں یا باب العالی کسی جگہ اقتدار و قعت اور رسوخ نہیں رکھتا۔ اور بنابریں پچہلے چند برسوں میں ٹرکی نے ریلوے اور سامان جنگ پر جو کروڑہا روپیہ خرچ کیا ہے۔ وہ سب جرمن ٹھیکہ داروں کی جیبوں میں گیا ہے۔ انگریز ٹھیکہ داروں کو ایک پائی کا کام نہیں دیا گیا۔ ہماری (جدید مخالفانہ) پالیسی سے کم از کم ہمارے تجارتی تعلقات پر جو ٹرکی سے تھے۔ جیسا برا اثر پڑا ہے اوس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کیا دو کروڑ پونڈ (۳۰ کروڑ روپیہ) جرمنوں کی جیبوں میں جانے دینا اور اپنی پانچ کروڑ مسلمان رعایا کو صرف اس لئے کہ ہم ایک زنانہ صفت۔ بد اخلاق اور بزدل قوم (یعنی یونانی) کو جسکا بڑا محض یہ ہے کہ وہ عیسائی ہونیکی مدعی ہے۔ حامی شمار کئے جائیں۔ ناراض اور رنجیدہ خاطر کرنا دانائی کا کام ہے ؟ ۔ مگر ایک اور نامہ نگار تحریر کرتا ہے۔ کہ ترکی دار الخلافہ میں ہمارا رسوخ ابھی تک ایسا زایل نہیں ہوا کہ وہ پھر تازہ نہ ہو سکے۔ سلطان المعظم کے اول میر منشی تحسین بک نے جنکی بات سے بڑہکر کسی اور کی گفتگو معتبر نہیں ہو سکتی۔ مجھسے اثناء ملاقات خاص میں ذکر کیا کہ سلطان المعظم انگریزی قوم سے پھر سابقہ دوستانہ مراسم قائم کرنیکے بدل خواہشمند ہیں۔ اور وہ اسے یہ یقین دلانے پر آمادہ ہیں۔ کہ ہندوستان کے موجودہ سرحدی فسادوں میں قولاً یا فعلاً یا ارادتاً انہوں نے کسی قسم کا دخل نہیں دیا۔ اور سرحدی فساد پر انگیختہ کو کسی قسم کی جرأت دلانا تو درکنار انکو یہہ بہی ناگوار گذرا ہے۔ کہ انکی ذات بابرکات کو ان فسادوں کا محرک اور ذمہ وار قرار دیا گیا ہے۔"

چنانچہ حضور ممدوح نے اکثر مسلمانوں کو جنکا ہندوستان سے تعلق ہے بخوبی جتا دیا ہے کہ "ہم کسی ایسے فعل اور طریق عمل کو جس سے جلالت مآب ملکہ معظمہ کو۔ جنکے اوصاف ذاتی کا ہمیں سچے دل سے معترف ہوں اور جنکی ہمیں دل میں سچی عزت و منزلت ہے رنج پہونچانیکا موجب ہو سخت ناپسند کرتے ہیں"۔ الغرض سلطان المعظم انگلستان سے دوستانہ تعلقات کی تجدید کا کر رشتہ بر صدا (حاشیہ بقیہ صنا) عندیہ بخوبی معلوم ہو رہا ہے"۔

اس حقیقت کو پڑہنے سے ہندوستان کے حماشا اخبارات اور ولایت کے کانگرسی رسالہ انڈیا کو اگر انہیں پولٹکس اور تاریخ عالم سے کچھ بہی مس ہوگا تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہندوستان اور باشندگان ہند کی بہتری کے لئے اس سے بڑہکر کوئی عمدہ تدبیر نہیں ہو سکتی۔ کہ اس جلد یا بدیر آیندہ الہ دلگداز حملہ کو ہندوستان کی حدود سے باہر روکنے کا انتظام کیا جائے۔ فارورڈ پالیسی پر کوتاہ اندیشی سے اعتراض کرنا تو سہل ہے۔ مگر اوسکی ضرورت کو ایک معمولی سمجھ کا آدمی بہی تسلیم کرلیگا۔ لارڈ لارنس کے زمانہ کی سرحدی پالیسی اس وقت نقش بر آب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ وہ اوس زمانہ کے لئے بیشک نہایت ہی مناسب حال تہی۔ روس سرحد ہندوستان سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر تھا۔ اوسکو افغانستان ہی کے درمیان ہزاروں جنگجو اور بہادر قبائل حائل تھے۔ مزید برآں اوس وقت اوسکی طاقت نسبتاً بہت ہی کمزور اور اندرونی انتظام اور فوجی نظم و نسق بدرجہ اتم ناقص تہا۔ بنابریں اوس زمانہ میں روشنی سے بہر

ہمایوں منیر پاشا کے پاس بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ ہوا تھا کہ خادم پیغام لایا کہ جلالت مآب ہم سے ملاقات کرنیکے لئے تیار ہیں منیر پاشا
ہمیں اوس ایوان میں لیگئے جہاں شوکت سمات ملاقاتیوں کو شرف باریابی عطا فرماتے ہیں۔ یہ سیلون یا ایوان

بقیہ حاشیہ صلا) استحکام کے دل سے خواہان اور شائق ہیں۔ اونکو بخوبی یاد ہے کہ ترکی اور انگریزی فوجیں کئی جانگداز لڑائیوں میں
دوش بدوش لڑچکی ہیں۔ اور انکو یقین ہے کہ پچھلے محاربہ سے انگلستان پر واضح ہوگیا ہوگا کہ ترکی فوج کی قدیمی شجاعت و مستقل مزاجی میں کوئی
فرق نہیں پڑا اور وہ (یعنی انگلستان) اس بہادر فوج کو پھر اپنا معاون و مددگار بنانے سے کوتاہی نہیں کریگا۔ جلالت مآب
خلیفۃ المسلمین کی سب سے بڑی اور دلی تمنا ہے کہ کسی طرح موجودہ رنجشیں اور کدورتیں جلد دور ہو کر انگلستان اور ٹرکی میں
نہایت ہی گہری دوستی ہوجائے اور دونوں یک جان و دو قالب بنجائیں"۔

اسکے بعد نامہ نگار مذکور پرنس مبارک کے اخبار رہبر گرینگ کٹن کی رائے لکھتا ہے کہ انگلستان کی موجودہ ایشیائی مشکلات
میں ٹرکی کا ضرور دخل ہے اور فرانس و انگلستان کو اسلامی جوش کی جدید تازگی اور اوبھار سے جس جوش کو زیادہ تر یورپین
ڈپلومیسی (سفارتانہ چالوں) کی غلطیوں نے پیدا کیا ہے۔ سخت نقصان اوٹھانا پڑیگا"۔ مگر ہم پرنس لسبارک
یا جرمنی و روس کی کسی اہل الرائے کی رائے کو قابل وقعت نہیں سمجھہ سکتے۔ وہ اہل الغرض ہیں۔ اور اونکی استدلال زیادہ تر
اونکی اپنی خواہشوں پر مبنی ہیں۔ ایسے لوگوں یا انگریزی گورنمنٹ کے اطمینان کے لئے تحسین بک کی مندرجہ بالا گفتگو کافی ہے
امیر المومنین کو سردست انگریزی اتحاد کی کوئی فوری ضرورت درپیش نہیں۔ ورنہ کسی نیک ظن رکھنے والوں کو یہہ کہنے کا
موقعہ مل جاتا کہ حضور ممدوح کا یہہ منشا یا تقریر ڈپلومیٹک چالبازی پر اجسکو دوسرے لفظوں میں دغا و فریب کہا جاسکتا ہے)
مبنی ہے اسوقت ترکی عظمت و جبروت کل دنیا پر روشن ہوگئی ہے۔ اور ہر ادنے و اعلے اونکی دوستی کا خواہاں اور امیدوار
ہوگیا ہے۔ مگر ڈیوک آف ویلینگٹن کیطرح حضرت خلافت پناہی بہ اپنے کمال تدبر عمیق النظری اور دوراندیشی سے واضح ہے کہ اگر دنیا میں بقیہ حاشیہ صلا

بقیہ صلا) حملہ کی روک تھام کرنے کیلئے میدانوں سے تجاوز کرکے پہاڑی علاقوں کی پہلے سرکر سے چوکیاں ڈالن قبل از مرگ واویلا یا آب
نادیدہ موزہ کشیدم کا مصداق ہوتا اور سرحدی بھڑوں کو چھیڑنا صریح حماقت تھی۔ مگر اب نقشہ بالکل بدل گیا ہے دور کے ڈھول
نزدیک پہونچگئے ہیں اور پہونچ رہے ہیں۔ اور روس حملہ ہندوستان کرنے پوری تیاریاں ہر ایک قسم کی کررہا ہے۔ الغرض اب اس
حملہ کی مزاحمت کے لئے ہماری طرف سے بھی پوری طرح سے تیار رہنے کا وقت آگیا ہے اور اسکے لئے لارڈ ابرٹس اور دیگر مشیران سلطنت
ہندوستان نے جو تدابیر اختیار کی ہیں۔ وہ نہایت ہی مناسب ہیں اور اونکے سوا اور کوئی تدبیر کارگر ہی نہیں ہوسکتی تھی۔ چنانچہ
اسوقت ایک طرف چترال و گلگت اور دوسری طرف قندہار و چمن تک حد کا بڑھانا روس کے لئے ہندوستان کا اس قدر رستہ صاف
کردینا نہیں ہے۔ بلکہ روسی افواج کو ٹڈی دل بادل کی سیلاب بلاخیز کو چترال یا ہرات سے لیکر پشاور و ہوتی مردان تک پہونچتے پہونچتے
سیدھے یا جنگ جو قبائل کے جتھے (ٹڈی) نالوں اور دریاؤں کی آمیزش سے جو قتل و غارت کی عادی اور ہندوستان کے زرخیز علاقوں کو ہندوستانی
سے مالا مال شہروں کی تاخت و تاراج کی طمع سے سابق شمال مغربی حملہ آوران ہند کی طرح خواہ روسی بالفرض محال اونکو روکنے

جو نہایت وسیع اور خوب مکلف وآراستہ ہے اوس ہال کے جس میں سے گذر کر ہم آئے تھے دوسری طرف تھا۔ وہ چالیس فیٹ
طویل اور ۲۵ فیٹ عریض ہے۔ چھت بہت بلند ہے اور فرش رنگ برنگ کے پتھروں کا ہے۔ جو ایسی اوستادی سے لگائے گئے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) کسی دو سلطنتوں کے اغراض ومصالح بلکہ سلامتی وقیام اونکی باہمی اتحاد کے متقاضی ہیں۔ تو وہ ٹرکی اور انگلستان
ہیں۔ اسی لئے گو اونہوں نے دوسروں کی درخواست کی باوجود اتحاد کو مسترد نہیں کر دیا۔ بلکہ جاپان حبش ایسی بعید المسافت یا حقیر ریاستوں کو
بھی جنکو کوئی اور بادشاہ فتح ونصرت تازہ سے سرمست ہوکر بالکل بے حقیقت سمجھتا نہایت تپاک کے ساتھ اپنے سینہ سے لگالیا ہے مگر تاہم
ہے اپنے ملک کی قدرتی اور لازمی دوست کیطرف سے غافل نہیں رہے اور موجودہ مغائرت کی کوئی پرواہ نہ کرکے اس خیال کے شاید انگلستان
سابقہ کارروائیوں سے شرمندہ ونادم ہوکر خود سلسلہ جنبانی کرنیسے محترز رہے اور اسطرح دونوں فریق کے شرم ہی میں رہنے سے معاملہ بالکل ناقابل
اصلاح ہوجائے کامل مردانہ اخلاقی جرأت سے کام لیکر خود ابتدا کردی ہے۔ اور ہمکو پوری توقع ہے۔ کہ اونکی یہ کوشش بے اثر نہیں
رہیگی۔ کیونکہ گو ولایت کے کسی انگریزی اخبار نے ابتک تحریر نہیں کیا کہ انگریزی گورنمنٹ بھی اپنے بچھڑے ہوئے دوست سے صلح
کرنیکے لئے دو چار قدم آگے بڑھنے کی تجویز کر رہی ہے۔ مگر مصطفی آفندی کامل مصری محب وطن نے ۱۴ ستمبر کو بمقام پیرس انگریزی
قبضہ قاہرہ کی سالانہ یادگار کے دن قبضہ مذکور کے برخلاف جو لکچر دیا تھا۔ اوسمیں اوس نے صاف طور پر کہدیا تھا۔ کہ گورنمنٹ انگلشیہ
ٹرکی سے موافقت کر لینے اور اوسکی ناراضگی کو دور کرنیکی کوشش کر رہی ہے۔ اور گو یہ خبر ایک مخالف انگلستان کے ذریعہ سے پہونچتی ہے
لیکن اس سے بڑھکر راحت افزا خبر ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے کوئی نہیں ہوسکتی اور وہ بلاشک وشبہ ایسی خوشخبری دینے پر آفندی
موصوف کے مشکور ہونگے۔ مضمون کے خاتمہ پر ہم پھر دوسری دفعہ وہی دعا درج کرتے ہیں کہ ان دونوں سلطنتوں میں دائمی اتحاد واتفاق ہوکر ہمیشہ
کیلئے قایم رہے۔ اور اونکے حاسد ومخالف آتش حسد ورشک سے جلتے رہیں۔ آمین :-

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) کی بھی کوشش کرتی) لامحالہ روس کے بھی ساتھ ہوجاتے۔ اور زیادہ طاقتور نہ ہونے دینے کے لئے ہے۔ اگر گورنمنٹ
خدانخواستہ اپنی حدود کو صرف میدانوں تک محدود کردے اور پہاڑی رستوں اور دروں کو صرف ہندوستانی مسلمانوں کی محافظت
پر قناعت کرے تو وہ سیلاب تنگ تنگ تاریک دروں اور گھاٹیوں سے گہرا ہوا ہونیکی وجہ سے ایسا تند وتیز اور ناقابل مزاحمت ہوجائیگا۔ کہ کوئی طاقت
اوسکی رو کو نہیں روک سکیگی۔ ہماری مہاشا بھائیوں کا دل تو شاید پھر دو دو روپیہ سیر کابل اور غزنی کے بازاروں میں بکنے کو چاہتا ہوگا
لیکن گورنمنٹ انگلشیہ کی انسانیت وتہذیب اور رعیوں کے اپنے وطن کی حمیت وغیرت جبتک اونمیں کچھ بھی شکست باقی رہے اونکی اس خواہش وتمنا کو کبھی پورا ہونے دیگی
ہمارے وہی کانگرسی ہمعصر انڈیا ایک نقشہ دیکر گورنمنٹ ہند پر بڑا لال پیلا ہوتے ہیں۔ کہ اوسکے صرف فارورڈ پالیسی کی قربانگاہ پر ۱۸۸۵ء سے لیکر ابتک
ایک حساب سے ۱۷½ کروڑ اور دوسرے حساب سے (جسکو کلکتہ کا اخبار کیپٹل خود بھی سمجھ سکتا ہے) ۴۲ کروڑ روپیہ بلیدان کیا ہے۔ مگر اوسکو یہ اعتراض
کرنیسے پہلے دنیا کی دوسری سلطنتوں کے فوجی مصارف معمولی وغیر معمولی کیطرف ایکدفعہ سرسری نظر ضرور ڈال لینی چاہئے تھی۔ کیا اوسے معلوم نہیں کہ منجملہ اون کے یورپ کی مفلس
ترین سلطنت (روس) جسکی کل آبادی ہندوستان کی آبادی کے تیسرے حصہ کے برابر ہے صرف معمولی اخراجات فوجی پر اسّی کروڑ روپیہ سالانہ
(بحری فوج کا خرچ ابھی علیحدہ ہے) یعنی ہندوستان کی کل آمدنی سے زیادہ خرچ کرتی ہے اور غیر معمولی اخراجات مثلاً فوجی ریلوے لائینوں

بقیہ حاشیہ

کی اقلیدس کی شکلیں اور بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں - دیواروں پر نہایت خوب صورت اور بیش قیمت پردے آویزاں ہیں -
جلالتمآب دروازہ کے قریب کمرہ کے اندر کھڑے تھے - وہ نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳ } تقریر کا دوسرا حصہ اخبار مذکور نے بالفاظ ذیل تحریر کیا تھا -

سکریٹری ممدوح نے اتحاد کے متعلق ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ تین خوش پوشاک افغان روسا کے یلدز محل میں وارد ہونیکی خبر ویسی ہی غلط اور بے بنیاد ہے جیسی کہ مصریوں کی گھڑی ہوئی روائتیں ہوتی ہیں - اسی طرح یہ قصہ بھی بالکل غلط ہے کہ میڈیکل کالج کے ایک طالب علم ذکی بک کو طرابلس کی جلاوطنی کا حکم دیا گیا تھا - اور اوسنے بدوران جراست خودکشی کرلی تھی یہ خبر پہلے لنڈن کے اخباروں میں دیکھی تھی - اوسکے پڑھتے ہی مینے سخت تحقیقات کیجانے کا حکم دیا اور بازپرس کی کہ اگر ایسا واقع ہوا ہے تو اوسکی اطلاع یلدز میں (یعنی سلطان المعظم کو) کیوں نہیں دی گئی - مگر آخر معلوم ہوا کہ یہ سب محض افترا تھا - اس کے بعد انگریزی اخباروں نے یہ گپ اڑائی کہ مراد بک بھاگ گیا ہے (پاؤنیر کے مصری نامہ نگار نے بھی غالبًا مشہور غداء ملک اور اخبار المعظم سے پڑھکر یہ خبر لکھی تھی جسکی ہم نے تردید کردی تھی (اڈیٹر)
جس نامہ نگار نے سب سے پہلے یہ خبر مشتہر کی تھی اسکو اسکی علانیہ تردید کرتے ہوئے تو شرم آئی - مگر اپنے اخبار کے کسی بعد کے پرچہ میں یہ شایع کردیا کہ مراد بک کو امیر المومنین نے شرف باریابی بخش کر اوسے کوئی منصب جلیلہ عطا فرمانیکا منشا ظاہر کیا ہے لیکن یہ بھی درست نہیں - اس معاملہ پر میرے زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں - تم کو جب فرصت ہو خود مراد بک کے پاس جاکر اوسکی زبانی بھاگ جانیکا حال دریافت کرلو - جلاوطنی - قیدخانوں میں ایذا دہی - یلدز سرائے کے محبسوں میں عقوبت دینے اور لوگونکی جوق در جوق گرفتاری کی تمام خبریں سرتاپا غلط ہوتی ہیں - اور چونکہ یہ سب سے پہلے انگریزی اخبارات میں شایع ہوتی ہیں - اونسے امیر المومنین کو سخت افسوس ہوتا ہے -
جلالتمآب امن کے دل سے خواہاں ہیں - ایک تو اس لئے کہ وہ بذاتہٖ خونریزی سے متنفر اور اوسکے مخالف ہیں - دوم اسلئے کہ صرف صلح و امن ہی سے ملک کی فارغ البالی - آسودہ حالی اور تمدنی صنعتی و تجارتی حالتمیں ترقی ہوسکتی ہے - حضرت ممدوح نے صرف اسوقت جنگ کا اعلان کیا - جبکہ یونانی گورنمنٹ نے اون ترکی سپاہیوں کو جنھیں یونان کی مفسدہ پرداز اور انقلاب پسند خفیہ کمیٹی اتھینکی ہتھیار دیکے بیقاعدہ سپاہیوں سمیت گرفتار کیا تھا - بطور اسیران جنگ اتھنز کو بھیجکر کمیٹی کو ایسا تسلیم کرلیا کہ گویا وہ خود گورنمنٹ مذکور کے حکم سے لڑرہی ہے سلطان المعظم تو اسقدر امن پسند ہیں - کہ انہوں نے کریٹ میں یونانی فوج کے داخل ہونیکے معاملہ سے بھی بایں خیال درگذر کردیا کہ خود دول یورپ اس قضیہ نامرضیہ کو سلجھالینگی (بقیہ صفحہ ۱۵)

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۳ کہ وغیرہ پر جو کچھ اسکا صرف ہوتا ہے - وہ اسی سے ظاہر ہے کہ فقط سائبیریا اور وسط ایشیا کی ریلوں پر وہ کتنی ارب روپیہ لگا چکی ہے - اور کتنی ارب ابھی اور صرف کریگی - پاؤنیر نے سچ کہا ہے - کہ اگر کانگرسیوں کو ہالنڈ ہسپانیہ فرانس - پرتگال یا روس کی حکومت کے ماتحت رہنے کا کبھی موقعہ ہوتا تو اونکو قدر عافیت معلوم ہوجاتی ۰

سلطان المعظم کی شکل وشباہت

سلطان المعظم کی شکل وشباہت ہرگز ویسی نہیں جیسی کہ اون تصویروں میں دکہائی گئی ہی۔ جنکو بیشمار انگریزی رسالوں اور اخباروں نے شایع کیا ہی۔ اون کی بشرہ سی خفیف ترین خونخواری وسنگدلی یا سخت گیری کا بھی نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ اونکا جسم کسیقدر لطیف و نازک ہی چہرہ سی رحم وحلم برس رہا ہی۔ اور بشرہ بلکہ انسانی شکل بالکل ہی دہوکہ دینی والی اور علم قیافہ بالکل ہی غلط نہ ہو۔ جلالتمآب کے چہرہ سے صاف واضح ہو رہا ہی۔ کہ وہ عمدًا کسی مکھی کو بھی تکلیف دینا کبھی گوارا نہیں کرینگے۔ بینی لمبی اور کسیقدر خمدار ہی۔ آنکھیں روشن اور تیز نظر۔ پیشانی بلند و فراخ اور ذہانت خداداد کا صاف پتہ دی رہی ہی۔ جلالت مآب نہایت خوش وخورم اور ہشاش بشاش اور تندرست دکہائی دیئے۔ جنوری کی نسبت اب چہرہ مبارک پر کئی درجہ زیادہ رونق تھی۔ ان چند مہینوں میں جسمانی صحت اور بشاشت میں نمایاں اضافہ ہوگیا تہا۔ آواز ملائم وخوشگوار اور لہجہ تیز و موثر ہے۔ جلالت مآب عمومًا یورپین لباس پہنتے ہیں۔ لنبا ڈھیلا سا فراک کوٹ۔ اور زردوزی۔ کام کی واسکٹ۔ واسکٹ کی سینہ پر ایک مرصع نشان آویزان تھا۔

جلالت مآب نی ہماری صحت کی متعلق کمال شفقت و نوازش سی کئی سوال کئی۔ بالخصوص اُس چوٹ کے متعلق جو میرے ٹرکو آئی تھی۔ جلالت مآب نی بذات خود چوٹ کے نشان کو ملاحظہ فرمایا اور ہاتھ سی اچھی طرح ٹٹولا۔ اور جب مینی یہہ عرض کیا۔ کہ ترکی فوج کے ڈاکٹروں نے زخم کی نہایت احتیاط سی مرہم پٹی کی تھی۔ اور ہمیشہ بیحد مہربانی سی پیش آتی رہی تھے۔ تو جلالت مآب یہہ سنکر بہت خوش ہوئی۔ میرا یہہ بیان بالکل درست تھا۔ اس میں خوشامد و تملق کو کچھہ دخل نہیں تھا۔ یہی نہیں۔ کہ ٹرکی ڈاکٹر مہربانی سی پیش آتی رہے۔ بلکہ ہماری سخت اصرار کی باوجود بہی اونہوں نی فیس لینا منظور نکیا تھا۔ ترکی ڈاکٹر اعلے تربیت یافتہ ہیں۔ اور اونکی پاس جدید ترین لوازمات سرجری وجراحی وآلات ڈاکٹری موجود ہیں۔ سلطان المعظم نے ارشاد فرمایا کہ بفضیب عدا ایکدفعہ وہ بہی گاڑی سی گر پڑے تھے۔ اور ایسی سخت چوٹ کھائی تھی۔ کہ اوس سے بیس منٹ بیہوش رہے تھے۔ جلالت مآب نے نہایت اشتیاق سی دریافت فرمایا۔ کہ یونانیوں نے ہمسے کیسا سلوک کیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یونانی بحری افسروں نی گو وہ بہت شکی طبیعت تھے ہمسے عمدہ برتاؤ کیا۔ البتہ عوام ایسے خودسر ہیں۔ کہ ایم ڈالیس وزیر اعظم اونکی خوف سی ہمیں دن کی وقت رہائی دلوانیکے لئے اتھنز سے پائیرس نہ آیا۔ یونانی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) "عہدنامہ صلح کی ابتدائی شرائط کی بحث میں ٹرکی نے دول کی درخواست پر یونان کی ساتھہ وہ ہر ایک رعایت کی ہی جو ممکن ہو سکتی تہی حتی کہ صوبہ تھسلی بھی واپس دینا منظور کر لیا ہی حالانکہ یونان نے ترکی قومی قرضہ کا وہ حصہ بھی جو سنہ ۱۸۸۱ع کی معاہدہ کی رو سی جسکی تعمیل میں ٹرکی نی تھسلی یونان کو دیدی تھی۔ اوسکے ذمہ واجب ہے۔ اور جو ہمکو مدت کا وصول ہوگیا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ ادا کرنا قبول نہیں کیا۔"

ایماندار انگریزی اخبارات اس گفتگو کو پڑہکر دلمیں خفیف تو بہت ہوئے ہونگی مگر ع شرم چیست کہ پیش مردان بیاید:۔

اہلکار عوام سے بہت ڈرتے ہیں۔ اور ہر ایک ذمہ واری اپنے سر لینے سے ڈرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ یونانی امیر البحر نے ہمیں بمقام دو لوسول حکام کے سپرد کر دینا چاہا تھا۔ جلالت مآب نے میری اس ریمارک سے اتفاق رائے کیا۔ وہ یہ داستان سنکر بہت محظوظ ہوئے کہ یونانیوں نے الیمی کے روزنامچہ سے کچھہ عبارتیں جنکو پولیٹیکل معاملات سے کچھہ واسطہ نہ تھا پوری نقل کر کے اون سے ہمیں ملزم بنانیکی کوشش کرنی چاہی تھی۔ انمیں سے اکثر عبارتیں گذشتہ واقعات اور اون نوازشوں سے متعلق تہیں۔ جو جلالت مآب نے جنوری گذشتہ میں ہمپر مبذول فرمائی تہیں۔

سلطان المعظم کا ادب خاندان شاہی کے تمام ارکان کل درباری اور اعلے سے اعلے عہدہ داران سلطنت سلطان المعظم کا نہایت ادب و احترام کرتے ہیں۔ وہ جلالت مآب کے روبرو آنے اور رخصت ہونیکے وقت فرشی آداب بجالاتے ہیں اور ہر دفعہ جبکہ سلطان المعظم اونہیں مخاطب کریں۔ یا وہ حضور ممدوح سے کوئی بات کریں اسیطرح اداب و کورنش بجالاتے ہیں۔

صلح کے متعلق گفتگو پھر میں نے صلح کے متعلق سلسلہ جنبانی کی۔ اور بڑے زور سے عرض کیا۔ کہ محاربہ کو فی الفور باعزت شرائط پر ختم کر دینا ٹرکی اور یونان دونوں کے حق میں نہایت مفید ہے۔ یونان اور ٹرکی دشمن نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کا دوست رہنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ دونوں کی زبردست مشترک دشمن ہیں۔ محاربہ کا جاری رہنا دونوں کو کمزور کرنے اور سلیو قوم کو فائدہ بخشنے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں رکھہ سکتا ہے۔

جلالت مآب نے ارشاد فرمایا۔ ٹرکی نے لڑائی شروع نہیں کی۔ یونانیوں کو کسی طرح کا اشتعال ملنے کے بغیر لڑائی کے دنگل میں بے تماشا کود پڑنے سے پہلے ان باتوں کو سوچ لینا چاہئے تھا۔ مینے جواب دیا کہ حضور کا ارشاد بالکل درست ہے اور خود شاہ یونان اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ ٹرکی کو بہت اشتعال پہونچا۔ لیکن اب عساکر عثمانیہ کو کامل فتح و نصرت نصیب ہو چکی ہے۔ ترک اپنی شاندار شجاعت و بسالت کا ثبوت کل دنیا کو دے چکے ہیں۔ اور نیز اپنی نیک چلنی۔ حسن انتظام اور خوش اطواری کا سکہ کل عالم میں بٹھا چکے ہیں۔ بنا برین جلالت مآب اوس عالی ظرفی کا اظہار جسکے لئے وہ تمام دنیا میں مشہور و ممتاز ہوئے ہیں۔ اب بآسانی و بلا احتمال نقصان کر سکتے ہیں۔ اور یونان کو ایسی شرائط پر جو اوسکے حق میں بہت ہی ذلت بخش نہوں صلح عطا کر سکتے ہیں۔

جلالت مآب نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم ابھی کہہ چکے ہو کہ شاہ یونان اور اوسکی گورنمنٹ عام رائے سے ڈرتی ہے۔ ٹرکی میں بھی عام رائے موجود ہے۔ اور اوسکا لحاظ کر لینا واجبات سے ہے۔ ٹرکی قوم کا مطالبہ ہے۔ کہ دوسروں میں ایسی جرأت نہیں رہنے دینی چاہئیں۔ کہ وہ جب کبھی اونہیں امنگ آ جائے سلطنت عثمانیہ کو جان و مال کے صرف کثیر پر مجبور کر سکیں اور پھر اوسکا خمیازہ کچھہ نہ بھگتیں۔ مینے اس ارشاد کی معقولیت اور برجستگی کو تسلیم کیا۔ مگر ساتھہ ہی التماس کیا کہ مال و جان کا اور زیادہ صرف ہونے دینا سخت قابل افسوس اور قابل رحم امر ہوگا۔ ٹرکی کو یونان سے بدرجہا

زیادہ زبردست دشمن موجود ہیں۔ جو اس لڑائی کی جاری رہنے سے بہت خوش ہونگے۔ کیونکہ اس سے جنوب مشرقی یورپ کی ہر دو غیر سلیو طاقتیں آپسمیں لڑتی رہکر کمزور ہو جائینگی۔ میں نے اوس تجویز کیطرف بھی جسے تمام سمجھدار آدمیوں نے بہت پسند کیا ہے اشارہ کیا۔ تجویز مذکور جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے یہ تھی کہ ٹرکی اخراجات جنگ کے معاوضہ میں یونان سے صلح کرے جسنے بیشتر خواہ مخواہ ہنگامہ کارزار مشتعل کیا۔ کثیر الرقم تاوان جنگ طلب کرے۔

شرائط صلح

جلالت مآب کی بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اونہوں نے بھی اس تجویز کو پسند کیا ہے۔ مگر میری اس مشورہ کی متعلق کریٹ کی تخلیہ اور تاوان جنگ کے معاوضہ میں کریٹ یونان کو دیدینے کی کوئی رائے ظاہر نفرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ کریٹ کو اندرونی خودمختاری عطا ہو چکی ہے۔ اور ایسی صورت میں عملاً اوس سے ٹرکی کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ پس اگر مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت اور اونسے عمدہ برتاؤ ہونیکے متعلق کافی ضمانتیں مل جائیں تو کریٹ کا دیدینا نقصان کے بجائے ٹرکی کے حق میں مفید ہوگا۔ جسکو ایک بڑی دردسر سے نجات مل جائیگی۔ جلالت مآب نے فرمایا کہ کریٹی مسلمانوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ اور سخت نامنصفانہ سلوک کیا گیا ہے۔ اور اس سے تمام ٹرکی میں سخت ناراضگی پھیل رہی ہے۔ اس بیان کی تصدیق مجھے اور بھی کئی وسائل سے ہوئی۔ جب تقریباً تین سو مسلمان یتیم بچے جنکے والدین کو عیسائی باغیوں نے کمال سفاکی سے تہ تیغ کر دیا تھا۔ پچھلے دنوں کریٹ سے قسطنطنیہ لائے گئے تھے۔ تو اونسے اسقدر ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ کہ تمام سربرآوردہ مسلمان خاندانوں میں اس بدنصیب بچوں[1] کو پرورش اور تربیت کے واسطے سرکار سے لینے کے لئے بڑی تیز رقابت پیدا ہو گئی تھی۔ میں نے سلطان المعظم کے ارشاد کے بعد عرض کیا کہ ٹرکی شمالی سرحد کی ایسی درستی کا دعوی کرے جس سے وہ آئندہ یونانی حملوں سے محفوظ ہو جائے بالکل حق بجانب ہے۔ ٹرکی کا کبھی یونان پر حملہ آور ہونا بالکل غیر اغلب ہے۔ لیکن جب کبھی سلطنت عثمانیہ کسی خطرہ میں مبتلا ہو یونان کا پھر ٹرکی پر حملہ کر دینا بالکل قرین قیاس ہے پس یہ نہایت ضروری ہے کہ کسی ایسی مستقبلہ غاصبانہ کارروائی کی انسداد کے لئے سرحدی پہاڑوں کا سلسلہ جنکے وسط میں ملونا ہے۔ مع تمام دروں کے ٹرکی کی قبضہ میں رہے۔ جلالت مآب نے اس دلیل کو تسلیم کرکے دریافت فرمایا کہ یونانی گورنمنٹ کی تجویز مذکور کے متعلق کیا رائے ہے میں نے جواب دیا کہ جو کچھ میں نے ایتھنز میں سنا ہے اوس سے میرا خیال ہے کہ یونانی گورنمنٹ کے لئے اسے منظور کرنا ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہوگا۔ بعد ازاں جلالت مآب نے دریافت فرمایا کہ شاہ اور اوسکے خاندان کی نسبت رعایا کے خیالات کیسے ہیں اور ان افواہوں کی کہانتک اصلیت ہے کہ ایتھنز میں عنقریب انقلاب ہوا چاہتا ہے۔ مینے جواب دیا کہ خاندان کی حالت اب ویسی نازک نہیں رہگئی۔ جیسے کہ آج سے دس دن پیشتر تھی۔ ایم ڈیلیانیس کی برطرفی سے جنکی کمزوری اور سفیہانہ بلند پروازی ہی محاربہ کا باعث ہوئی تھی ایتھنز میں حالت ویسی نازک نہیں رہیگی۔ ایم۔ ایس موجودہ وزیر اعظم اپنے متقدم سے زیادہ دلیر اور سمجھدار ہے۔ نئی وزارت نے ایتھنیکی ہٹاریا کے دفتر سے تمام کاغذات ضبط کر لئے ہیں اور اب یونانی اخبارات

---

[1] اون کی بعد اور بھی کئی سو یتیم بچے لائے گئے جن میں سے اکثر سلطنت کے مختلف یتیم خانوں اور صنعتی مدارس میں داخل کئے گئے۔

اس خفیہ سوسائیٹی کو جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا یونان میں قادر مطلق بنی ہوئی تھی سخت مطعون اور ذلیل کر رہے ہیں۔

یہہ ذکر کرکے مینے پھر عرض کیا کہ محاربہ کو جلد ختم کرنا نہایت ضروری ہی۔ اور اگر انگلستان کی توسط سی ٹرکی اور یونان میں اتحاد ہو جائے تو بہت مفید ہوگا۔ شاہ یونان نی مجھسی ذکر کیا تھا کہ مدت سی پہلی وہ ہمیشہ ٹرکی سی اتحاد کرنیکا خواہاں تھا۔ میری رائے میں دونوں ملکوں کا آپسمیں دوست ہوجانا بہت فائدہ بخش ہوگا۔ شاہ اور اوسکی گورمنٹ باعزت شرائط پر صلح کرنیکو لئے بالکل تیار ہیں۔ سلطان المعظم نے جواب دیا کہ گو یونان نے سخت حماقت کی ہی تاہم ہم بھی یہہ دیکھکر کہ آپسمیں صلح ہوگئی ہے خوش ہونگے۔ مینے اوسوقت یہہ بھی ایزاد کر دیا کہ اگر یونان سی عالی ظرفانہ برتاؤ کیا گیا تو اسکا اثر انگلستان کی عامہ رائے پر جو بدقسمتی سے گذشتہ دو برسوں سی ٹرکی سی بہت کچھہ منحرف کر دیگئی ہی بہت اچھا پڑیگا۔ اب ہی اہالی انگلستان کے خیالات پھر بہتری کیطرف بدلنے شروع ہوگئے ہیں۔ ترکی سپاہیوں کی شجاعت اور اونکی خوش اطواری اور ضبط اعلی النفس سی نہایت نیک اثر پڑا ہے۔

سر فلپ کری کی غلطیاں

ذات شوکت سمات نی یہہ سنکر ارشاد فرمایا کہ ہمیں انگلستان کی عام رائے کے انحراف کا بہت افسوس ہی۔ اور دونوں ملکوں میں پھر سابقہ دوستی قائم کرنیکے لئے ہم ہر ایک کوشش کرنیکو آمادہ ہیں۔ مگر افسوس انگریزی سفیر کا طریق عمل ہمیشہ معاندانہ رہتا ہی۔ پھر جلالت مآب نے اوسکی کارروائیوں کی متعلق مجھہ سی بہت سی دلچسپ اور اہم واقعات بتائی۔ جنکو میں شائع نہیں کر سکتا۔ میں نی جواب میں عرض کیا کہ سر فلپ کری سی بیشک کئی قابل افسوس غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جو انگلستان اور دونوں کی حق میں نامبارک اور منحوس تہیں۔ لیکن مجھے امید ہی کہ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کی اغراض کو کسی سفیر کی غلطیاں ہمیشہ کی لئے نقصان نہیں پہونچا سکینگی (یعنی گورمنٹ انگلشیہ ضرور جلد یا دیر بعد اونکی تلافی کرے گی اور خوشی کا مقام ہے کہ سر بارٹلٹ کی اس تحریر سی چند ہی مہینے بعد سر فلپ کری قسطنطنیہ سی تبدیل کر دئے گئے۔ اور نئے سفیر کی تعیناتی پر معلقات نی بہی اچھی صورت اختیار کرنی شروع کر دی ہے (مترجم)

اور ٹرکی بہی کئی معاملات پر گفتگو ہولی۔ مگر میں انکی تفصیل حالات نہیں بتا سکتا کہ کہیں مذاکرات صلحیہ میں دقت نہ پیش آئے۔ اس بات کا مجھے کامل اطمینان ہوگیا۔ کہ جلالت مآب صلح و امن کی سچے دوست و خواہشمند ہیں۔ اور کہ ٹرکی کے آخری قطعی مطالبات بہت معتدل اور نرم ہونگے۔ یونانیوں ایسی عیار۔ بنیا مزاج۔ کوڑی کوڑی پر جہینکنے والے اور جہگڑالو قوم کو شروع شروع میں آسان شرطیں سنانا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ ترکی شروع میں ہی اپنے اون مطالبات میں جنکی وہ پوری پوری مستحق تہی بہت ہی تخفیف اور کمی کر دیتی۔ سلطان المعظم اور شاہ یونان سی ملاقات کرنیکو متذکرہ صدر حالات شرائط صلح کے تصفیہ سے بہت پیشتر مئی ۱۸۹۷ء میں تحریر کئے گئے تھے۔

فصل بست و سیوم

سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی آخری رائے

صاحب موصوف اپنی کتاب کی آخری فصل میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

اب جبکہ لڑائی ختم ہوچکی ہے اور شرائط صلح قرار پاچکی ہیں ہم یہ امر زیادہ وضاحت کے ساتھ معاینہ کرسکتے ہیں کہ ترکی کے ساتھ اوسکے عیسائی نکتہ چین کیسی ناانصافی و ریاکاری اور دورخی سے سلوک کرتے ہیں۔ فتح ڈیموکوس پر محاربہ کو ختم ہوئے ابھی بمشکل دس ہفتے ہوئے ہیں۔ مذاکرات صلحیہ میں محض اسلئے توقف اور پیچیدگیاں پڑ رہی ہیں۔ کہ وہ صرف دونوں فریقوں میں نہیں ہورہے۔ بلکہ ہر شش دول کا تصفیہ میں دخل ہے۔ طے شدہ شرائط یونان کے حق میں از حد مفید اور ترکی کے حق میں اوس سے بدرجہا کم فائدہ بخش ہیں جسقدر کہ ترکوں کو توقع کرنیکا کامل استحقاق حاصل تھا سلطان کو خلاف مرضی مجبوراً محاربہ کرنا پڑا تھا۔ اور ترکوں نے کمال شجاعت و کامیابی اور بے نظیر اعتدال و انسانیت سے اسکو برسر انصرام پہونچایا۔ بایں ہمہ تمام سابقہ محاربات کے برعکس ترکی کو فتح کے صلہ میں کوئی علاقہ نہیں لینے دیا گیا۔ اوسے تاوان جنگ صرف اسقدر دلایا گیا ہے۔ جو نخاصمانہ محاربہ کے واقعی اخراجات کو بھی بمشکل پورا کرسکیگا۔ اور امتیازات یا کیپی چولیشنز میں صرف خفیف سی ترمیم و اصلاح منظور کیگئی ہے۔

ترکی پر نامنصفانہ طعن و تشنیع

چونکہ سلطان المعظم اور اونکی گورنمنٹ نے ترکی کے حق میں فائدہ بخش شرائط حاصل کرنیکی کوشش بلکہ سخت جد و جہد کیا۔ لنڈن کے آنہ پیچ اخبارات اور کور باطن اعدائے عثمانیہ مدبرین نے اونپر پھر از راہ سفاہت لعن طعن اور دشنام و بدگوئی کی بوچھار شروع کردی۔ ان عقل کے اندھے متعصبوں کو یہ خیال آیا کہ ایسا کرنے میں سلطان المعظم بالکل حق بجانب ہی نہیں۔ بلکہ حب الوطنی اور قومی حمیت کا بھی یہی تقاضا تھا۔ مجلس صلحیہ کے ترکی وکلاء کیطرف سے کوئی نامعقول اور ناواجب یا بے اندازہ توقف اور لیت و لعل ظہور میں نہیں آیا۔ اونہوں نے کسی ایسے توقف یا وسیلہ و تدبیر سے کام نہیں لیا۔ کہ اگر انگریزی وزرا انگلستان کے مفاد کیلئے کسی ویسے ہی توقف یا وسیلے سے کام لیتے تو اوسے نہ صرف نہایت ضروری بلکہ قابل تعریف بھی نہ بتایا جاتا۔ لیکن چونکہ ترک ایسی جائز تدابیر و وسائل کے مرتکب ہوئے تھے۔ ہمارے اخبارات نے لیت و لعل مذمومہ اور حیلہ بہانہ بازیوں پر دس دس کالم کے مضامین ایک سرے سے بلند لفظ ہوکر لکھا لکھا شائع کرنے شروع کردئے۔ حتی کہ وزارت خارجہ کا نفس ناطقہ نیکر ٹائمز نے تو یہانتک دھمکی دیدی کہ اگر ٹرکی گورنمنٹ اصرار سے باز نہ آئی۔ تو روس کا جدید وزیر خارجہ ایم زینوف جارحانہ کارروائی سے بھی دریغ نہیں کریگا

سرفلپ کری کا تعصب بیجا

انگریزی اخبارات تو خیر ازادہیں۔ اپنے قومی و مذہبی تعصب کی عنان جسقدر چاہیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ سرفلپ کری تمام آداب خوش اخلاقی و تدبر کو بالائے طاق رکھکر اوسمیں بھی گوے سبقت لیگیا۔ بتاریخ ۲۰۔ مئی ۱۸۹۵ء اوسنے مجلس صلیبیہ کی اولین اجلاس میں افتتاحی کارروائی کی بسم اللہ یہہ کہکر کی کہ "کوئی علاقہ جو کسی وقت عیسائیوں کا رہ چکا ہے اوسے کبھی اسلامی نہیں ہونے دیا جاسکتا"۔ بعد میں جب اس حیرت انگیز تعصب جنون پر اکثر عیسائیوں نے بھی استعجاب و تحیر ظاہر کیا تو سرفلپ کے بعض دوستوں نے تاویل کی کہ "اسلامی" سے اوسکی مراد "ترکی" تھی۔ ہمارے وزیر اعظم لارڈ سالسبری نے بھی اپنی ایک تقریر میں ایسی ہی رائے ظاہر کی۔ قصہ کوتاہ ہمنے اب ایک اور جدید اصول جو کمال حیرت بخش اور چونکا دینے والا ہے یہ قایم کر دیا ہے۔ کہ بلالحاظ اس امر کے کہ کون فریق سچا اور کون جھوٹا ہے۔ اور بلالحاظ اس امر کے کہ کس فریق نے سبقدستی کی ہے اور وحشت و ظلم و ستم یا ناانصافی کا مرتکب ہوا ہے "مسلمانوں" یا بتاویل مابعد کے مطابق "ترکوں" کو کبھی وہ منفعت نہیں اوٹھانے دیجاسکتی جسکا عیسائی فاتحین مغلوبین سے ہمیشہ مطالبہ کرتے اور اوسے حاصل کر لیتے ہیں منفعت کیا ہے؟ فتح کے صلہ میں کسی اراضی کا ملنا۔ اور افسوس اصول کو قایم کون کرتے ہیں۔ وہ جو سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے حکمران اور وزرا اور مامورین ہیں۔ کیونکہ یہہ عامہ معلوم امر ہے۔ کہ ملکہ معظمہ تقریباً دس کروڑ مسلمانوں پر فرمانروا ہیں جنمیں سے چھ کروڑ سے زیادہ صرف ہندوستان میں آباد ہیں۔ اور یہہ کون نہیں جانتا کہ ہندوؤں کی موجودہ نارضامندی اور تحریک کے بالمقابل شاید ہمیں کل ہی اپنی ہندوستانی سلطنت کی حفاظت کے لئے مسلمانان ہندوستان کی وفاداری اور جان نثاری پر تکیہ و بھروسہ کرنا پڑے۔ کل نہ سہی پرسوں۔ پرسوں نہ سہی اترسوں۔ آخر ایکدن ہمیں مسلمانوں پر ایسا انحصار کرنا پڑیگا۔

مخالفانہ پالیسی کے خطرات

یورپ اور ایشیا میں موازنہ طاقت کا ترازو اسوقت ترکوں کی فوجی طاقت کے قبضہ میں ہے۔ جرمن سلطنتوں (جرمنی آسٹریا) اور روس و فرانس کے درمیان جنگ برپا ہو جانیکی صورتمیں اگر جرمنی نے ٹرکی کو اپنا رفیق بنالیا تو یہہ اتحاد جرمنوں کی فتح و نصرت کا مرادف ہوگا۔ اگر ہماری ہندوستانی سلطنت پر حملہ کرنیکے لئے روس نے ٹرکی کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ تو اوس اتحاد کا یہہ مطلب ہوگا کہ ہندوستان انگلستان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

اسی سخت مہیب خطرہ کو مدنظر رکھکر ہر سمجھدار انگریز اون نامعقول افعال و اقوال سے جو انگلستان کو قدیم اور نہایت ضروری رفیق کو برگشتہ خاطر کرنیکا باعث ہو رہے ہیں سخت آزردہ ہو رہے ہیں۔ اور اونکو ایسی سختی سے مطعون کرنیکے لئے جیسی سختی سے کہ انہیں کرنا چاہیں۔ ان عقلمند اور عاقبت اندیش خیرخواہان قوم کو کافی الفاظ نہیں ملسکتے۔ ہندوستان کی موجودہ حالت[1] کے لحاظ سے ٹرکی کے متعلق بالضرورت مخالفت کی پالیسی پر کاربند رہنا انکے لئے خطرناک اور منحوس اثر ثابت ہوگا۔

[1] اس کتاب کے شائع ہونیسے پہلے ۱۸۹۷ء کے سرحدی فساد شروع ہو گئے ہوئے تھے۔

ان خطرات اور خرابیوں کے علاوہ ایک اور سخت خطرہ بہی اس اصول سے پیدا ہوگیا ہے جو نیز صلح بلقان کی حریص طامع نیم وحشی اور بد اصل ریاستوں کو کیا اس علانیہ اعلان و اظہار سے بڑہکر کسی چیز سے تحریص و ترغیب مل سکتی ہے۔ کہ کوئی علاقہ جو کسی وقت مسیحی سے چہنا ہو۔ کبہی اسلامی یا ترکی نہیں ہوسکیگا ؟ مسٹر ایسکوئتھ نے گلڈ ہال میں گویا صاف صاف یہہ کہدیا گیا ہے کہ تم جب اور جسطرح چاہو ٹرکی کے علاقوں کو دبا لو ہماری طرف سے اس امر کا ذمہ وار ہے کہ تمہاری فوجکشی خواہ کیسی نامنصفانہ اور غاصبانہ کیوں نہو۔ تمہیں اراضی نقصان کوئی نہیں پہونچیگا"[1]

مسلمانوں کی بیداری انتباہ ایسی صریح ظلم انظلم اور ایسی پرجوش علانیہ مذہبی تعصب و ایذا رسانی کے بالمقابل اگر ٹرکی گورنمنٹ نے اپنی حفاظت کی لئے دنیا کے مسلمانوں کو باہم متحد و متفق مسلمانوں کو بیدار و متنبہ اور اسلامی طاقت کو مستحکم اور اوسکے پراگندہ اجزا کو باہدیگر پیوستہ اور مرتبط کرنیکی کوشش شروع کردی ہو تو کیا۔ اس سے کچہہ تعجب ہوسکتا ہے ؟ اگر یورپ کی آزادی یا اونکا مذہب اسطرح علانیہ معرض خطر میں پڑجائے تو یہی کام رومن کیتھولک کرینگے نہیں بلکہ کلیسائے انگلستان کے تمام معتقد بہی دنیا بہر میں اسطرح پر عمل پیرا ہوں اگر اونکو کلیسا کے ساتھ ویسا ہی نامنصفانہ برتاؤ ہونیکا اندیشہ ہو جیسا کہ اسلام کے ساتھ ہو رہا ہے۔

پیشتر ازین مسلمانوں کی بیداری انگلستان یا انگریزی حق میں کسیطرح نقصان رساں یا خطرناک نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ انگریزی غلبہ مسلمانوں سے دوستانہ اور منصفانہ برتاؤ ہے جنکو مراد ونم ہوتا تہا۔ مگر افسوس اب یہہ نہیں کہا جا سکتا۔ بلاد مشرق میں ہمارا رفیق اعظم مسلمانوں کے مذہبی تعصب کو جس طرح بن پڑے ہمارے برخلاف بر انگیختہ کرنیکا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ جسطرح دو برس ہوئے چترال کا فساد بیرونی تحریک سے وقوع میں آیا تہا اوسیطرح ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر انگریزی حکومت کے برخلاف حال کے ہنگامۂ فساد بیرونی تحریک و اغوا سے خالی نہیں مسلمان قبائل کی تندی و پرجوشی اور نیز وہ عجیب و غریب افواہیں جو امیر افغانستان کے فعل و عمل کی متعلق مشہور ہو رہی ہیں نہایت ہی تشویش ناک ہیں۔ ایک مہیب طوفان کی گرج دور سے سنائی دے رہی ہے۔ خدا کرے کہ اوسکی بدترین خطرات وقوع میں نہ آئیں[2]۔

---

[1] اس اعلان کا مدعا بیشک یہہ ہی تہا۔ مگر جب مسٹر ول ونگ کے بیٹ عملاً یونان کو دلواچکیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اونکو تعصب میں کیسقدر افاقہ ہوگیا۔ یا ذاتی اغراض نے اونکو اس اصول کی مضر نتایج سے متنبہ کردیا۔ یہ انتباہ سب سے اول روس کو ہوا جیسا کہ حصہ اول کے کسی حاشیہ میں ۱۸۹۹ء کے متوقعہ فساد البانیا کے حالات میں لکہا گیا ہے معمدین اہد بلقانی ریاستوں کو بخوبی متنبہ کردیا کہ بصورت ہزیمت وہ یونان کیطرح تاوہ نہ بچ سکیں گی۔

[2] مسٹر اسٹیڈ یا رطلٹ کا قیاس ایک حد تک درست ثابت ہوا۔ یہ طوفان جسکی پہلی مہیب جہلک جون ۱۸۹۷ء میں سرحد پر اچانک دکہائی دی رفتہ رفتہ اسقدر زور پکڑتا گیا۔ کہ کہیں مارچ ۱۸۹۸ء میں جاکے شکل فرو ہو سکا۔ اور قطعی و اطمینان بخش تصفیہ اب تک بہی نہیں ہوسکا کیونکہ چہیڑ چہاڑ برابر چلی جاتی ہے۔ اوسکے ساتھ ہی پامیر اور خلیج فارس کی طرف روس بازیگر کو جو نیس پردہ رکہ

اس اصول کے متعلق میں ایک اور صورت کا ذکر کرتا ہوں جبکہ کسی وقت ظہور میں آجانا امکان میں داخل ہے۔ سوال یہ ہے کہ
کیا انگریزی پالیسی کا یہ قابل افسوس اور منحوس بدشگون جدید اصول تمام غیر مسیحی اقوام کے متعلق مد نظر رکھا جائیگا؟ بطور مثال

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۱) ابھی مجاہدستانیان کے ہاتھ نکال رہا تھا۔ اب کھلم کھلا یہی اپنا ہاتھ دکھانیکا ارادہ کر لیا ہے۔ ان سرحدی فسادوں کو جیسا کہ
بعض انگریزوں نے خیال کر لیا تھا گو براہ راست محاربۂ روم و یونان سے کوئی تعلق نہیں مگر ایک عجیب و غریب اور کمال حیرت انگیز تعلق٭ ضرور ہے
انگریزی میں ایک عام مثل ہے کہ "غلطی بلا پاداش نہیں رہتی" غلطی کے ساتھ اگر بیوقوفی بھی شامل ہو تو عموماً یہ پاداش حکم الٰہی کسیطرح سے سخت
ہونے بغیر نہیں رہتی۔ بلکہ مسبب الاسباب خطا کار کو بشرطیکہ اوسکی اوسپر نظر رحم و کرم ہو۔ اور بنا بریں اوسکو جلد متنبہ کر دینا چاہتا ہے۔ پاداش مذکور بہت
جلد پہونچا دیتا ہے۔ میرے خیال میں حقیقت یہی ہے انشاء اللہ جیسا کہ میں تکمیل کی ایک مضمون میں تحریر کر چکا ہوں۔ ان فسادوں کا اصل باعث
یہ موجب تھا۔ یونان کی آزادی کے وقت اور نیز بعد کے زمانہ میں گو چند دفعہ انگلستان اور ٹرکی کی آپس میں چپقلش ہو گئی تھی۔ مگر محمد علی
گورنر مصر کی بغاوت میں جب انگلستان نے ٹرکی کو فائقہ مدد دی تو پھر دونوں سلطنتوں میں کمال اتحاد و اتفاق ہو گیا۔
اور جب محاربۂ کریمیا میں انگلستان نے ٹرکی کے جانی دشمن روس پر فرانس کے ساتھ ملکر فوجکشی کر دی۔ تو یہ اتفاق کمال کے درجہ تک پہونچ گیا
اور کل دنیا کو یقین ہو گیا کہ اب ترکی و انگلستان ہمیشہ یکجان و دو قالب رہینگے۔ ترکوں کو بھی جو نہایت ہی سادہ لوح۔ راستباز۔ سیدھے
سادے اور شریف النفس مسلمان ہیں۔ اس امر کا ایسا پختہ یقین ہو گیا تھا کہ جب تک انہوں نے متواتر و مکرر موقعوں پر انگلستان کی
عداوت و مخالفانہ کارروائیاں ظہور میں آتی نہ دیکھ لیں۔ یہ یقین اونکے دل سے دور نہ ہو سکا۔ انگلستان کی پالیسی میں یہ تغیر واقع
ہونیکے اسباب میں مضمون خلافت اور دیگر مضامین میں جو بست سالہ عہد حکومت کے آخر میں درج ہیں۔ اور نیز مفروضہ مظالم
آرمینیا اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بتا چکا ہوں۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ۱۸۷۸ء کے محاربۂ روس و
روم تک ترکوں کو انگلستان سے دوستی کا پختہ یقین رہا۔ مگر انگلستان نے آخری وقت تک کروٹ نہ بدلی۔ اور روس کو تتمہ بر صفحہ ۲۳

سلہ یہ ۲۹۔ جنوری ۱۸۹۸ء کے معرکہ شن کمار کے متعلق بعنوان معرفت ربی لفسخ العزائم لکھا گیا تھا۔ جسکو بجنسہ یہاں
درج کر دینا شاید نامناسب نہ ہوگا۔

معرفت ربی لفسخ العزائم۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دنیا میں علم و فن اور تہذیب و شائستگی کو بہت ترقی ہو جاتی ہے تو انسان کی
اپنی تدابیر اور قدرت پر بہت بھروسہ ہو جاتا ہے اور اوسکے ساتھ ساتھ خدا کی قدرت و طاقت اور اوسکے منتظم اعلیٰ ہونے پر قطعی انکار نہ سہی
لاپروائی بالیقین بڑھتی جاتی ہے اور کفر و الحاد کا عام دور دورہ ہو جاتا ہے۔ یہ دورانسے دنیا پھر اسی مقام کی طرف صعود یا نزول
کرتے رہنے سے انیسویں صدی کے آخری عشرہ میں اسکو یہانتک قریب پہنچگئی ہے کہ خدائی دعویٰ کرنیوالے انجمونکی پیش گوئیوں سے
قطع نظر کرکے اکثر دور اندیش اور واقف اسرار فلاسفر انکو بھی عجائب و غرائب جدیدہ کی عنقریب حدوث کا یقین سا ہو گیا ہے۔ بلکہ کئی
اصحاب کی رائے میں تو یہ حدوث شروع بھی ہو گیا ہے جنکی رائے ۱۸۹۹ء کے گذشتہ واقعات اور سال نو کی ابتدائی کارناموں کو دیکھتے
چنداں غلط یا قبل از وقت معلوم نہیں ہوتی۔

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۳

٭ نیرنگیٔ قسمت اور قضا و قدر کا ایک یہ بھی عجیب کرشمہ ہے کہ ۱۸۷۸ء کی محاربۂ روم و روس کے بعد انگلستان اور ٹرکی کے تعلقات کے ساتھ جنوبی افریقہ کی ڈچ جمہوری ریاست ٹرانسوال کا بھی ایک حیرت انگیز تعلق ثابت ہو گیا ہے۔ محاربہ مذکور کے بعد جسطرح انگلستان کو افغانستان کے
ساتھ لڑائی کرنی پڑی۔ ویسے ہی ۱۸۸۱ء میں ٹرانسوال کے ساتھ بگڑ گئی اور افغان اور ٹرانسوال کے دوران میں ٹرانسوال پر ڈاکٹر جیمسن کی یورش نے انگلستان کو اسطرف ایسا متوجہ ہونا پڑا کہ مسئلہ آرمینیا بھول گیا۔ ۱۸۹۸ء میں لارڈ کچنر فاتح سوڈان نے انگریزی [illegible] جب مصر اور افریقہ میں
غالب ہو گیا۔ اور ٹرکی نے ۱۸۹۸ء کے وسط سے مصری سرحد اور طرابلس میں فوجیں جمع کرنی شروع کر دیں اور اندیشہ ہے کہ ٹرکی روس اور فرانس و جرمنی اس نازک موقعہ کو غنیمت سمجھ کر انگلستان کے برخلاف فائدہ اوٹھانے پر کمربستہ ہو جائیں۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء کی آخری ہفتہ کی خبر ہے کہ
سمستان ... سرحد کے مشہور ملا پوندہ نے بھی یہ حرکت شروع کر دی ہے۔

کیا بدہ مذہب اقوام پر بھی اسکا اطلاق ہوگا؟ افسوس (کہ) ابھی حال میں نہایت نا انصافی کے ساتھ سیام کے دو صوبے علاقہ جبراً چھین کر
اپنی مقبوضات سے ملحق کیے ہیں۔ فرض کرو کہ سیامی بادری بخت سے کبھی ان علاقوں کو جو در اصل اونکے تھے مگر عظمیٰ کی طرح

بقیہ حاشیہ صفحہ ٢٢) خوب سیر ہو کر ترکی کو کمزور و پامال کر لینے دیا۔ ذاتی اغراض مصالح ملکی کے لحاظ سے اپنے رقیب کو اسقدر مضبوط
اور اپنی ایک جان نثار دوست کو اسطرح کمزور ہو جانے دینا سخت پولیٹیکل غلطی ہی نہ تھی۔ بلکہ بیوفائی بھی تھی۔ اسکی سزا سے خداوند
عالمیان کی بارگاہ سے یہ ملی کہ محاربہ مذکور کی شرائط کا تصفیہ ہو رہا تھا۔ کہ یکبارگی افغانستان سے بگڑ گئی۔ اور اسپر انگریزوں کو دو
تین برسوں کے اندر یکے بعد دیگرے فوجکشی کرنی پڑی جسمیں تخمیناً بیس کروڑ روپیہ کے علاوہ ہزاروں جانوں کی قربانی چڑھانی پڑی
اور اس صرف کثیر سے فائدہ یہ اٹھایا گیا۔ کہ آخر ملک امیر عبدالرحمن کو سمرقند سے بلا کر حوالہ کر دیا گیا۔ اور خود دیکھ چکی و
درگوش جیسے گئے تھے۔ ویسے ہی نہیں۔ بلکہ اوس سے بہت سبک سر ہو کر واپس آ گئے۔ البتہ درہ خیبر کو افغانستان کے تسلط سے جدا کر
دیا گیا۔ لیکن یہ کوئی قابل قدر معاوضہ نہ تھا۔ قندہار کو امیر عبدالرحمن کی حکومت سے پہلے جدا کر کے وہاں ایک اونکے چچیرے بھائی کو حاکم
بنایا گیا۔ مگر جلدی یہ علاقہ بھی امیر صاحب کو سپرد کر دیا گیا۔

محاربہ روم و یونان سے پہلے چند برسوں سے انگلستان نے سلطنت عثمانیہ اور نیز دیگر دشمنوں کے ساتھ ملکر سلطان کی گورنمنٹ
کو سخت تفکرات میں مبتلا رکھا۔ اور پھر آخر یونان ایسے بے حقیقت و سامان فوج و جوش ملک کو اپنے سالی آغاز پر قابل تعریف شوخی
ڈھٹائی سے چھیڑ خانی کرنیکی عملاً اجازت دیدی۔ یہ قاعدہ ہے کہ دشمن کے تھپڑ دیدینے سے وہ روحانی صدمہ نہیں پہنچتا جیسا کہ دوست کی ادنیٰ
بعض ایک پھول کے پھینکنے سے ہی پہنچتا ہے۔ یہی کیفیت صاف باطن اور دوست نواز ترکوں کی تھی۔ تتمہ حاشیہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ٢٢) یہ فیصلہ کرنا شاید مشکل ہے کہ انسانی تدابیر پر ہی پورا تکیہ اور بھروسہ کرنا کیسا ہے گو نتیجوں میں پہلے ہی سے بار بار افراد
میں لیکن مسلم امر ہے۔ کہ یہ اعتقاد خواہ کسی فریق میں پہلے پیدا ہو اسکا انعکاس دوسرے پر بھی بہت ہی جلد پڑ جاتا ہے اور تھوڑی ہی
عرصہ میں حکمران جماعت اور پبلک باستثنا معدودے چند مردان خدا جو ... کیطرح عالم اجل اور فاضل اکمل ہو جانے پر بھی ...
کائنات کے سامنے انسانی طاقت کی حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کرتے ایک ہی رنگ میں رنگے جاتے ہیں واقعات
تاریخ بتا رہی ہیں۔ کہ جب یہ غفلت اور سرمستی کمال کو پہنچ جاتی ہے تو قادر ذوالجلال کو اپنی مخلوق کو متنبہ کرنیکے لئے اپنی خدائی
سطوت و جبروت کا کرشمہ حسب ضرورت چھوٹے یا بڑے پیمانہ پر دکھانا شروع کر دیتا ہے۔ اگر فتنہ و فساد دور نہ ہو تو پھر کامل تباہی
اور بربادی کا حکم نافذ ہو جاتا ہے یہ انذار و تہدید بالعموم ان ہی ادوار ہوتا ہے جن پر خدا کی نظر رحمت ہو اور جو ایک زمانہ تک مخلص
بندے رہکر امتداد زمانہ اور طبعی انسانی کمزوری سے راہ راست سے کسیقدر بھٹک گئے ہوں۔ اس خود اعتمادی سے اسوقت دنیا کا کوئی حصہ
ملک بچا ہوا نہیں ہے۔ لیکن چونکہ جسقدر تہذیب زیادہ ہوگی اسی قدر اسکی مقدار بھی زیادہ ہوگا۔ رجال دولت انگلشیہ میں جو مہذب
و متمول ترین ملک کے مالک ہونیکی وجہ سے یہ صفت دوسروں سے بڑھکر پیدا ہو گئی تھی جو ۱۸۹۸ء میں عروج ... ہنگامہ
و شورش میں کمال کو پہنچ گئی۔ وزارت انگلشیہ نے اسوقت یہ خیال کر لیا کہ اپنے مقبوضات کی حفاظت ... کا ...

جو صدیوں تک ترکوں کے رہنے کے بعد چند برسوں سے یونانیوں کی ہوگئی تھی ۔

چند برسوں کے فرانسیسی یعنی "مسیحی" ہوگئے تھے پھر جنگ کے قابل ہو جائیں۔ غرالیفیسی اسوقت ایندار سالی اور جنطبی اللاک وجابید اوسی جزیرہ عاسکر میں پراٹسٹنٹوں کو خارج ہو جانے پر مجبور کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ہی کیا انگریزی گورنمنٹ یہ کلیہ قاعدہ مقرر کر دیگی کہ ایسے "مسیحی" علاقے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) اور نہیں انگلستان کی کارروائیوں کو بدنام کیا۔ سچ تو یہ تہا جیسا کہ ایک ایسے ملک سے جسے ابتک بہی دوست سمجہا جاتا تہا ایسی کارروائیوں کے ظہور میں آنیکا اور غالباً یہ اوسی کے صبر و رنج کا اثر تہا۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کو اپنے ایک اہم مقبوضہ میں بعینہ ترکی گورنمنٹ کی طرح نہ فقط مخالف توہمات بدظنیوں اور تفکر و تردد وغیرہ میں مبتلا ہونا پڑا۔ بلکہ محاربہ روم و روس کی طرح محاربہ روم و یونان کے ختم ہوتے ہی اوسے پہر سرحد پر ناگہاں ایک بالکل فضول اور بے منفعت محاربہ کی مالی و روحانی و جسمانی تکالیف و مصائب از حد برداشت کرنی پڑ گئیں۔ ان فسادوں کے اسباب کے متعلق طرح طرح کی رائیں ظاہر کیگئیں۔ کسی نے امیر صاحب کو اور کسی نے براہ راست امیر المومنین کو تحریک کنندہ بتایا۔ اور خفیف سے خفیف واقعات سے عجیب و غریب نتائج مستنبط کئے گئے اگست ۱۸۹۷ء میں ایک پٹھان سردار چند رفقا سمیت قسطنطنیہ پہونچا۔ اسپر خوب لمبے چوڑے حاشیے چڑہائے گئے۔ اور بیان کیا گیا۔ کہ وہ امیر صاحب کیطرف سے تحائف اور خطوط لیکر گیا ہے۔ اور سلطان المعظم نے اوسکے ہاتہ شاہ افغانستان کو دوستی خط ارسال کیا ہے مگر یہ بعینہ ویسا وہم تہا۔ جیسا کہ سال گذشتہ ۱۸۹۸ء کی مئی مہینہ میں ترکستان کی مشرقی علاقہ اندیجان میں چند مسلمانوں کے بر سر فساد ہو جانے پر روسی حکام کو ہو گیا تہا۔ اور یہ افواہیں مشہور ہو گئی تہیں۔ کہ سرغنہ مفسدان محمد علی خلیفہ کے مکان سے خاص سلطان کے اپنے ہاتہ کے لکہے ہوئے خطوط برآمد ہوئے ہیں اس افغان سردار سید میر ہراتی کی نسبت بہی آخر محقق ہو گیا کہ امیر صاحب کی طرف سے خطوط لیجانا تو درکنار وہ کئی برسوں سے امیر صاحب کے زیر عتاب ہے۔ اور افغانستان سے مفرور ہو کر (تتمہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) عمدہ انتظام کر لیا ہے کہ اب ہمکو کسی دوست کی مدد کی احتیاج یا دشمن کی عداوت کا خطرہ نہیں رہگیا اسکو اپنی انسانی تدابیر کے استحکام اور مضبوطی کا پورا یقین ہو گیا تہا۔ اور اس یقین پر سرمست ہو کر اوسنے اپنے قدیمی یقین کو جس کی موجودگی یا امداد کی اسنے بزعم خود کوئی ضرورت نہ رہگئی تہی۔ اسکے قدیم دشمنوں کے ساتہ ملکر دق کرنا شروع کر دیا۔ اور اسکے لئے ایک بنکلہ ام اور احسان فراموش قوم کی حمایت کو آڑ بنا لیا۔ اور یہ جادو ایسی سختی سے ڈالا گیا کہ ہر کہ ومہ کو اس رفیق سلطنت کی بربادی اور پامالی میں کوئی شبہ باقی نہ رہگیا۔ اور اس غیر مترقبہ سلوک سے اوس سلطنت کے فرمانروا کی حالت ایسی پژمردہ ہو گئی۔ کہ ہر کسی کو اوسے دیکہکر رحم آجاتا تہا جملہ اعدا اور اعداء کو دشمن جان دیکہکر اسکے پاس سے لگا احکم الحاکمین میں بعجز و نیاز تمام وہ ۔ فغاں بالی کرنے ملتجی ہو نیکے سوا کوئی چارہ نہیں رہگیا تہا اسکے جنوں خونخوار شکاری چہری کٹاری لئے اسکے بستر کے گرد جمع ہو رہے تہے۔ وہ اپنی قوت و طاقت پر اسقدر نازاں تہے کہ انکو بہولے سے بہی خدا کا سچا خیال نہیں گذرتا تہا۔ گو دنیا فریبی کیلئے ہر وقت ہمدردی نوع انسانی کا لفظ اُن کے ورد زبان تہا۔ آخر مصداق بترس از آہ مظلومان الخ اس بیمار و بیکس کی آہ و زاری مقبول ہو گئی۔ اور محض فضل ربی کی یاوری سے نہ صرف اسکے اعدا ر عندوں میں نفاق پڑ گیا۔ بلکہ اسکے ہر غنے کو جنوبی افریقہ کے چہوٹے گمنام ریاست دینی میں بلاکر ذریعہ سے کچہہ تہدید کی گئی مگر عجب کچہہ عرصہ کے بعد اسکا اثر زائل ہو گیا۔ (جنوبی تتمہ ۲۵

سلطان المعظم نے شہزادہ [illegible] ۔۔۔ [illegible]

[illegible] ۔۔۔ ہو جاتا ہے۔

پہر تو وہ ہستی یا ایسا ہی نہیں ہوسکتی؟

انجمن اتحاد کلیساء انگلستان } ایسے قاعدہ کا پابند ہونا تو کجا اوسکا خیال تک بہی محض سفاہت و دیوانگی ہے۔ اگر کوئی اجنبی طاقت آیرلینڈ کو "ہوم رول" (اندرونی خود مختاری) دلانیکے لئے اوسپر حملہ کردے۔ اور ہم اوسے شکست

بقیہ صفحہ ۲۴ سیاحت سے زندگی کے دن کاٹ رہا ہے۔ امیر صاحب پر بہی جو شکوک کئے گئے تہے۔ وہ بالآخر بالکل بے بنیاد ثابت ہوئے۔ امیر صاحب نے اظہار البیان فی نصیحت آل الافغان کے عنوان سے عام اعلان شائع کرکے سرحدیوں کے سبز باغ کان کہولدئے کہ وہ اونسے کسی مدد کی توقع نہ رکہیں اور محقق ہوگیا کہ ظاہری اسباب کئی مقامی وجوہات کے علاوہ زیادہ تر نیدلانہ فارورڈ پالیسی کا نتیجہ تہے مگر اصل باعث میری رای میں وہی عنصر آئی نازیبا عبرت تہا۔ خفیہ اسباب میں جہانتک قراین سے پایا جاتا ہے۔ بیشک کچہہ بیرونی تحریک بہی شامل تہی۔ مگر یہہ صرف اوسی سلطنت کی کارستانی تک محدود تہی جو سالہا روز رازسے پیچہہ کیطرح ہندوستان کے شہد کے چہتہ کے گرد منڈلا رہی ہے۔ اس بارہ میں سر اشمیلڈ سے کل اتفاق ہے۔ اور ۲۳۔ اگست ۱۸۹۷ء کے وکیس میں بہی رائے ظاہر کرچکا ہوں۔ امیر صاحب پر زیادہ تر شبہہ اس سے ہوا کہ انہی دنوں ایک کتاب کی چند کاپیاں ہندوستان میں پائی گئیں۔ انگریزی اخبارات نے زمین کو سر پر اٹہالیا۔ اور اسکا خلاصہ کرکے گورنمنٹ کو بہکانا شروع کیا۔ کہ یہ کتاب امیر صاحب نے حال ہی میں تالیف کرائی ہے۔ اور مسلمانوں کو جہاد پر اکسانیکے لئے ہندوستان بالخصوص دیسی فوج میں اوسکی عام اشاعت کی کوشش کررہے ہیں۔ مگر تہوڑے ہی عرصہ میں انکے تمام شبہات بے بنیاد ثابت ہوگئے۔ اور یہہ بخوبی محقق ہوگیا کہ امیر صاحب نے یہہ کتاب باب یا انگریزوں کے برخلاف مسلمانوں اور خاصکر افغانوں کو برافروختہ کرنیکے واسطے تیار نہیں کرائی۔ بلکہ ۱۸۸۵ء میں جبکہ روسیوں کے ساتہہ واقعہ پنجدہ کے بعد جنگ کا قوی احتمال ہوگیا تہا۔ اوس اغتصاب کی مدافعت پر افغانوں کو تیار کرنیکے لئے اپنی نگرانی میں مرتب کرائی تہی۔ تتمۂ حاشیہ بقیہ بر صفحہ ۲۶

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴ } افریقہ کی ایک ایسی ہی حقیر و بیچارہ علاقہ (ٹرانسوال) کو عبرت کا سبب بنایا گیا لیکن جب بے جا حکومت کو اسپر بہی اپنی انسانی عقل پر غرہ ہا تو انگلستان کی سب سے بڑی اور جلیل القدر مقبوضہ میں طاعون و قحط کی قدرتی بلائیں بہیجدیگئیں۔ اور ہندایسے امن پسند ملک کی نسبت جس جگہہ کی رعایا ابتدائے آفرینش سے لیکر ابتک بادشاہ وقت کے مقابل پر نہیں آئی۔ بدخواہ اور باغی ہونیکے فرضی وہم سے اون کو خبر دار کیا۔

آدہر یورپ میں اسی سلطنت کے لئے جسکے کچہہ عرصہ پہلے آپسمیں تقسیم کرنیکی تیاریاں کیجاتی تہیں۔ بلکہ ابہی تک یہہ تجویز ہتیں اور ہیں۔ ایسے اسباب بہم پہنچادئے کہ اوسے وہاں حل کہولکر اون ہی تینوں سلطنتوں (روس، فرانس اور انگلستان) کے لیپالک فرزند اور پرورش کردہ ملک کو عبرت بخش سزا دینے کا موقعہ ملگیا۔ لیکن جب اسپہ سبق بہی بیکار ہے اور متواتر فسخ عزایم سے کوئی ہوش نہ آیا تو عین اس موقعہ پر جب کہ کل دنیا چیز مجسم قیصرہ ہند کے الماسی جشن کی خوشیاں منانے کی زور شور سے تیاری کررہی تہی سنلزلے سے ہندوستان کے پایہ تخت کو متزلزل کرنیکے ساتہہ ہی شمال مغربی سرحد پر جسے بیرونی حملوں کے لئے نہایت ہی مضبوط و مستحکم خیال کیا گیا تہا۔ ایک ایسی قوم کو جو بقول سرولیم لوکہارٹ انگریزی سطوت و جبروت کے سامنے ناچیز ٹڈی سے زیادہ حقیقت نہیں رکہتی تہی۔ ناگہان فتنہ و شورش پر کہڑا کردیا جسنے آخر اسقدر ہاتہہ پاؤں پہیلادیئے کہ ابتک ختم نہیں ہوتے۔ تتمۂ حاشیہ بقیہ بر صفحہ ۲۶

دیکر وہاں سے نکالدیں۔ تو کیا انگریزی قوم کا ہر زندہ فرد بشر ایسی انگریزی گورنمنٹ کی جسنے کسی ایسی اجنبی جتھے کے مطالبہ کو منظور کر لینے کے بجائے جو سکو اپنی فتحجات کے ثمرات سے محروم کرنا چاہتا ہو۔ آخری وقت تک جد و جہد کرتی ہی ہو دل و جان سے تائید اور سچی تعریف نہیں کریگا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ کتاب مذکور کا خلاصہ اور بہر نوع مضمون ہی جنمیں حوالہ بالا روایات کا تذکرہ اور جا بجا تردید کیگئی تھی حسب ذیل ہیں۔

ضیاء الملت و الدین کی تقویم الدین) کتاب تقویم الدین کی تالیف اور اشاعت کا ذکر ہم نے اخبار وکیل کے کسی گذشتہ نمبر میں بھی کر دیا تھا۔ نو مارچ ۱۹۰۸ء کے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک نوٹ شایع ہوا ہی جس میں اس کتاب کے خلاصہ کا جو کسی نمبر میں چھپا ہی تذکرہ کر کے ذکر کیا گیا ہے کہ کتاب مذکور کی نسبت حدود افغانستان سے باہر جانیکی ممانعت کر دیگئی تھی۔ اسلئے خیال نہیں کیا جا سکتا کہ اوسپر کسی دوسرے انگریزی اخبار نے تبصرہ کیا ہو۔ اسی واسطے یہ دلچسپی سے خالی نہیں" اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ مضمون کتاب جنگی ہی پھر بھی ہم خیال نہیں کرتے کہ اسوقت اوس کے ساتھ کوئی پولٹیکل حیثیت وابستہ ہی ہم اپنے ناظرین کو اون اطوار اور طرز خیالات و توہمات سے واقف کرنا چاہتے ہین جو افغانوں کی طبیعتوں میں مضمر ہیں"۔

ہمارا انگریزی ہمعصر گو اپنے ناظرین یا دوسرے الفاظ میں اپنے ہمقوم اینگلو انڈین پارٹی کے اون افراد کو جو اخبار مذکور خریدتے ہیں اپنے نوٹ کی عبارت سے شاید ابھی درجہ تک مطمئن کر سکے جس قدر کہ اوسکا مقصود ہی مگر اسے یہہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ سول کے پڑھنے والوں کی تعداد اسی قسم کے ناظرین پر محدود نہیں ہی جن کی دل لگی کے واسطے اس تحفہ کا پیش کرنا اوس کا مقصود ہی بہت سے دوسرے لوگ بھی ایسے ہونگے جنکو یہہ مضمون کسی دوسرے رنگ کی جھلک دکھائے بغیر نہ رہ سکے اور وہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ وہ تو یہی سمجھے ہوں گے کہ ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ کیونکہ اسی مضمون کو اگر کوئی اردو اخبار ابتدا میں چھاپ دیتا۔ تو بھی سول خدا جانے کیا کیا اتہام اوسکے سر تھوپ دیتا۔ جہاد کا اعلان بغاوت کا اشتہار قرار دیدیتا تو اوسکے سامنے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اس کوتہ اندیش اینگلو انڈین پرچہ کو جو اپنے آپ کو گورنمنٹ کی موچھہ کا بال سمجھا بیٹھا ہی اسقدر تمیز نہیں کہ عیسائی اخبار کی حیثیت سے مذہبی معاملات میں خامہ فرسائی کرنے سے وہ گورنمنٹ کی پالیسی کو کس قدر زک پہونچا رہا ہی تمہ برحث

بقیہ صفحہ ۲۵) اسی سرحدی پشہ ناچیز کی ایک ٹانگ (یعنی آفریدیوں) کو توڑنیکے لئے جنرل لوکھارٹ ولایت سے ہندوستان میں آئے۔ اور دو ہفتوں میں کار مفوضہ سے فارغ ہو کر واپس جانے کا پختہ عزم رکھتے تھے۔ لیکن ہفتوں کی جگہ مہینے گذرے اور ہنوز دلی دور است کا معاملہ رہا۔ آخر میدان کی برفوں نے جب میدان خالی کرنے پر مجبور کیا تو راولپنڈی میں چند روزہ اقامت کے بعد کلکتہ ہو کر اوئیے شروع جنوری میں ولایت جانیکا مصمم ارادہ کیا گیا۔ اس چند روزہ اقامت کے دوران میں جب چند مسلمانوں نے انکو کامیاب مراجعت پر ایڈریس دیا۔ تو انہوں نے کامیابی کے لفظ کو حذف کر کے صرف واپسی کا لفظ اختیار کرنیسے مبارکباد دینے والوں کو کل کیفیت سے آگاہ کر دیا۔ خیر یہہ تو جملہ معترضہ تھا۔ یہ چند روزہ اقامت کئی اسباب سے ایکماہ تک طویل ہو گئی اور ولایت چھوڑ اس عرصہ میں کلکتہ تک جانا نہ ہو سکا۔ لیکن ہر چیز کی انتہا ہوتی ہی۔ آخر جنرل ممدوح ۵۔ فروری کو ہندوستان سے روانہ ہو جانے کا عزم بالجزم کر کے راولپنڈی سے کلکتہ کو روانہ ہو گئے۔ اور گورنمنٹ نے حسب ضابطہ تیراہ فوجکی کمانڈر اونکے جانشین کا نام بھی گزٹ کر دیا اس سفر میں صاحب ممدوح ۲۰۔ جنوری ۱۸۹۸ء کی دوپہر کو لاہور اور امرتسر سے گذرے۔ ان دونوں مقامات پر سنگھ سبھاؤں نے بڑی دہوم دہام سے ایڈریس دئے۔ اور اپنے راولپنڈی کے سکھ ایڈریس ہندگان کی برخلاف مسلمان ایڈریس دینے والوں کی

٭ بمبئی کی انگریزی اخبار ٹائمز آف انڈیا نے ۱۹۰۸ء سے کئی برس پہلے اس کتاب کا ذکر کر کے اوسکی نسبت اپنی رائے ظاہر کی تھی۔ مؤلف

لیکن افسوس سلطان اور اونکی گورنمنٹ کو ابتک یہی کرنی پڑی ہم اعدائے انسان مکار کینہ توز اور سیاہ درون بتا رہے ہیں ؟ وہ جو کچھ ہمارے خیر
کوشش کر رہے ہیں انکی ملک و حکومت کی اغراض بالبداہت اونکی مقتضی تھیں۔ اور جائز و مناسب حب الوطنی کا تقاضا یہی تھا ہمارے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۶) پہلے حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین کی خلافت کے معاملہ کو اسی اخبار نے چھیڑ کر مسلمانوں میں ایک عجیب ناراضگی
پیدا کر دی تھی کہ جس کا اثر ولایت کے اخبار ولی تک پہونچکر ابتک اپنا رنگ کھلا رہا ہے۔ ابھی وہ جوش فرو ہونے نہ پایا تھا کہ اس اخبار نے یہ چھیڑ چھاڑ
دی ہے گو اصل میں اسکا اثر کچھ ہی ہو مگر وہ یہی سمجھا بیٹھا ہے۔ کہ اوسکے ساتھ کوئی پولیٹیکل حیثیت وابستہ نہیں ہے یہ کوتہ عقل اخبار اس طرح پر اپنے دلکو
تسکین دیتا ہے۔ مگر گورنمنٹ کو آنکھیں کھولنی چاہئیں کہ اس قسم کے لٹریچر سے کیا کیا نتائج نکلنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے ایک یہی نتیجہ تو یہ نکل سکتا ہے کہ یہ
عیسائی اخبار مسلمانوں کے بہکانے کیواسطے آیات قرآنی کے الفاظ کی تحریف کرنے سے بھی اجتناب نہیں کرتا چنانچہ "فرض اطاعت" کی عنوان کی تحت میں
وہ یہ عبارت لکھتا ہے کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ اطاعت کرو اللہ کی اور
اطاعت کرو رسول اور حاکم کی خواہ اوسکا مذہب کچھ ہی ہو معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ آیہ کریمہ کے کن الفاظ سے
اوس نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ کیونکہ اس آیہ کریمہ کا ترجمہ لفظی تو اسطرح پر ہے۔ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار
والے ہیں تم میں سے۔ اب الفاظ "خواہ اوسکا مذہب کچھ ہی ہو" اگر ایجاد رسول ہے تو مسلمانوں کا خیال اس عیسائی اخبار کی نسبت کیا
ہوگا اگر منکم کا ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے تو اولی الامر انہیں میں سے ہونا چاہئے اور یہی صحیح ہے پھر "خواہ اوسکا مذہب کچھ
ہی ہو" کا ٹکڑا کہاں سے داخل کر دیا۔ آگے چلکر "بادشاہ کی ضرورت" کے عنوان کی تحت میں اوسکی قابلیتوں کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ مسلمان
ہو شخص ہو مرد و عاقل اور بالغ ہو۔ پہلی شرط مسلمان ہونے کی ایسی ہے جو "خواہ اوسکا مذہب کچھ ہی ہو" کی عبارت کی تکذیب کر رہی ہے۔ ہم
پہلے بھی بہت زور دیکر لکھ چکے ہیں۔ کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ جیسے عیسائی پرچوں کو اسلامی معاملات سے کبھی پوری پوری واقفیت نہیں ہو سکتی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تقلید میں جنرل موصوف کو کامل کامیابی پر بھی مبارکباد دی اور اس موقع پر صاحب ممدوح نے بھی فتح و نصرت
کا لفظ پہلی دفعہ زبان سے ارشاد فرمایا۔ فلک کو انکی خودستائی شاید پسند نہ آئی اور اوسنے عین اسوقت جبکہ یہ ایڈریس سنے اور
انکے جواب دیئے جا رہے تھے۔ اس فتح کے لفظ کی خوشی کو زائل اور اس آخری قطعی ارادہ کو فسخ کرنیکا سامان کر دیا۔ جسکی خبر
باغلب وجوہ انکو کلکتہ پہنچنے سے پیشتر الہ آباد میں ملگئی ہوگی۔ اور اسوقت کامل یقین ہے انکی زبان سے یہ کلمہ خواہ کیسی ہی دھیمی اور نرم
آواز میں کیوں نہ ہو ضرور بلا اختیار نکل گیا ہوگا۔ کہ "عرفت ربی بفسخ العزائم"۔
اس ارادہ کے فسخ کنندہ واقعہ پر جسکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔ انگلستان کے اخبارات میں بڑی لمبی چوڑی بحثیں ہو رہی ہیں
اور ہماری مخالف سلطنتوں کے اخباروں کو اس سے خوب لبر پر کی اڑانے کا موقعہ مل گیا ہے مگر یہ انکی محض سفاہت ہے۔ دس بیس
پچاس سپاہیوں کے نقصان سے انگریزی سلطنت کا ایک بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا۔ اور جس لحاظ سے وہ اسپر اسوقت خوب
جھوم جھوم کر آڑے زبان کر رہے ہونگے وہ فی الحقیقت کسی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل نہیں یہ سب خدائی کرشمے ہیں ورنہ
کجا مور ضعیف اور کجا پیل دمان۔ اس سے ہماری یہ مراد نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بسم اللہ میاں کو سونپ کر چپ چاپ

کوتاہ اندیش اور کور چشم متعصب اخبار نویسوں اور مدبروں کو ان تعریفی الفاظ سے جو انجمن اتحاد کلیسائے انگلستان کے بشپوں نے اپنی گشتی خط (عام اعلان) میں اسلام کی نسبت تحریر کئے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ الفاظ مذکور حسب ذیل ہیں۔

(بقیہ صفحہ) وہ اس معاملہ میں ایک ایسا نادان بچہ ہے جو اخگر کو کھیلنے کی چیز سمجھکر اوسے ہاتھ لگا دیتا ہے۔ اور جب ہاتھ جلتا ہے تو چیخ چیخ کر چلانے لگتا ہے۔ ہم پھر اپنے معزز ہمعصر کو نصیحت کرتے ہیں کہ آیندہ وہ اسلامی معاملات پر خامہ فرسائی کرنے سے احتراز کیا کرے اور اگر اس میدان میں قدم مارنیکا شوق ایسا ہی چرایا ہے۔ تو کسی مولوی کو نوکر رکھے جو اسکو مذہب اسلام سے آگاہ کرے اور شاید اسی ذریعے سے اسکا سیاہ دل نور ایمان سے مجلا ہو جاوے۔

ہاں اگر سول اینڈ ملٹری گزٹ کا روئے سخن حضرت ضیاء الملت والدین کیطرف ہے تو پھر بھی ہم کہیں گے کہ وہ عجیب کہا گیا۔ کیونکہ امیر صاحب نے تو علانیہ درباروں میں اور تحریروں میں بالوضاحت بارہا سرکار انگریزی کے ساتھ دوستی کا اعتراف کر دیا ہے اور پولیٹیکل تعلقات کی وجہ سے ہماری گورنمنٹ کو بھی کوئی وجہ حاصل نہیں ہے۔ کہ اوس کے برخلاف کسی احتمال کو جگہ دے سکے۔ اگر کوئی "پولیٹیکل حیثیت" اس تالیف کے ساتھ وابستہ ہوگی بھی تو اسکا خیال روس کو ہونا چاہئے۔ نہ کہ ہماری گورنمنٹ کو بشرطیکہ گورنمنٹ کی ڈور سول اینڈ ملٹری جیسے کوتاہ اندیش اخباروں کے ہاتھ میں نہ ہو اسوقت کیا ہماری گورنمنٹ کو کبھی آیندہ بھی اس تالیف کے ساتھ پولیٹیکل حیثیت کے وابستہ ہونیکا اندیشہ نہیں ہونا چاہئے۔

اب ہم سول کے اقتباس کا خلاصہ ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ ہمنے اخبار میں لکھا تھا کہ امیر عبد الرحمن خانصاحب نے ایک کتاب موسوم **تقویم الدین** اپنے حکم سے طبع کرائی ہے اب ایک کارسپانڈنٹ کی تحریر سے کتاب مذکور کا اقتباس ہمکو ملا ہے اور ہماری رائے میں اس کا چھاپنا ناظرین کی (بقیہ بر صفحہ ۴۰۹)

(بقیہ حاشیہ صفحہ) بیٹھے رہنا چاہئے ایسا کرنا خود منشاء ایزدی کے برخلاف ہے۔ دنیاوی امور کیلئے دنیاوی تدابیر مقدم اور لازمی ہیں۔ خود خداوند کریم بھی اپنے خدائی جلوے انہی دنیاوی اسباب سے دکھاتا ہے مگر بسا اوقات اپنی محدود عقل سے ہم اسکی کائنات اور اسکی فطرت کے اسباب و نتائج کے ایک سنکھواں حصہ پر بھی احاطہ نکر سکنے کی وجہ سے انکو فوق الفطرت سمجھ لیں کیوں نہ سمجھیں خدا اپنے بندوں سے صرف یہی چاہتا ہے۔ کہ اپنی ہمت و کوشش کیساتھ تائید ایزدی کی شمولیت کے بھی خواہاں ہوں۔ اس خواہش سے اوسکی طرف متوجہ ہونگے اور یہ توجہ منہیات۔ دغا۔ فریب۔ غضب۔ احسان فراموشی اور زنبق کشی سے مانع ہوگی۔ طبیعت بری کاموں سے متنفر ہو جائیگی۔ اور جب اس طرح طبیعت میں راستبازی راسخ ہو گئی۔ تو یہ ظاہر ہے۔ کہ راستی کا ہمیشہ بول بالا رہتا ہے۔ اور چونکہ بمصداق آیہ کریمہ " اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ " وہ سلطنت و ریاست صرف اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اور اسکی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اپنے ان بندوں کو سیدھے راستے سے بھٹکتا ہوا نہ دیکھے اور ان کی اصلاح و درستی کے لئے حسب ضرورت انکو تنبیہہ و تہدید کرتا رہتا ہے پس ان سب مصائب کا مدعا یہی ہے۔ کہ رجال حکومت ان سے دیدہ عبرت کھولکر اپنے رب کو پہچاننے لگیں اور اپنی دنیاوی تدابیروں کے ساتھ فضل ایزدی کے بھی شامل حال ہونے کیلئے (بقیہ بر صفحہ ۴۰۹)

مسلمانوں میں عیسائیت کا وعظ کرنیکے لئے نہایت کامل اور زبردست تیاری کی اشد ضرورت ہے جن لوگوں نے یہ کام کرنا ہو اونپر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کے کیریکٹر اونکی تاریخ اور انکے مذہب سے پوری واقفیت حاصل کریں۔ اونسے یہہ سلسلہ جنبانی

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۸) کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اصل کتاب فارسی اور عربی میں لکھی گئی ہے۔ اور اسمیں ۲۶۰ آیات قرآنی اور احادیث نبوی امیر صاحب کے حکم سے دو مولویوں نے جنکے نام میر محمد عظیم خان سارجنٹ میجر اور مولوی عبد الرزاق دہلوی ہیں درج کی ہیں۔ خاتمہ کتاب پر چند دیگر سربرآوردہ علمائے افغانستان کی مواہیر بھی ثبت ہیں۔

یہ کتاب تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ دیباچہ اور تکملہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ دیباچہ حسب ذیل ہے۔

ایکدن امیر صاحب اپنے کسی ایوان میں تشریف فرما تھے کہ اوسوقت اونھوں نے چند علماء کو طلب فرماکر یہہ خواہش ظاہر فرمائی کہ کوئی ایسی کتاب تالیف کیجانی چاہئے جس میں جہاد کی ضرورت بالتخصیص دکھلائی جاوے تاکہ لوگوں کے مذہبی عقائد میں ضعف واقع نہ ہو اونکا یہہ بھی ارشاد تھا کہ جب یہ کتاب تکمیل کو پہونچ جاوے تو ہمکو دکھائی جائے تاکہ ہم ضروری اصلاحات اور حسبتہ تصرفات کرسکیں

بہ تعمیل ارشاد امیر صاحب مولوی صاحبان نے ایک کتاب تالیف کی اور جب یہہ تیار ہوگئی۔ تو امیر صاحب کی خدمت میں پڑھی گئی۔ امیر صاحب نے اسمیں کسیقدر ایزادیاں اور ترمیمیں کیں۔ چونکہ بعض آیات قرآنی کی تحقیق کیلئے کسی حافظ قرآن کی ضرورت تھی۔ اسلئے امیر صاحب نے حافظ کے پیش کئے جانیکا حکم دیا مگر بشنیدن غلطی نہیں سے بجائے حافظ قرآن کے دیوان حافظ اٹھا لایا۔ امیر صاحب نے فرمایا کہ ہمارا منشاء دیوان حافظ کے پیش کئے جانیکا نہ تھا مگر چونکہ حسن اتفاق سے آگیا ہے۔ اسلئے اس سے تفاول کرتے ہیں چنانچہ امیر صاحب نے دیوان مذکور جو کھولا تو سرورق پر یہ شعر نکل آیا۔ ؎

پر ببیاد صبا دوشم آگہی آورد ٭ کہ روز محنت و غم رو بکوتہی آورد ٭ رساند رایت منصور بر فلک حافظ ٭ چو التجا بجناب شہنشہی آورد ٭ تتمہ بر صفحہ ۳۰

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ ہم ہر وقت اوسکی درگاہ میں ملتجی رہیں۔

اس تمہید کے بعد واقعہ متذکرہ بالا کے مفصل حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ناظرین کو یہہ تو معلوم ہے کہ سنہ ۱۸۹۷ء کے بلے کرنیکے لئے اکثر آفریدی قبائل کا جرگہ جمرود میں آیا ہوا ہے اسمیں چہہ سو کے قریب ملک شامل ہیں جب سر ولیم لاکہارٹ تیراہ اور واری بازار سے انگریزی علاقہ میں ہٹ آئے تھے تو عام خیال تھا۔ کہ آفریدیونکی قرار واقعی گوشمالی کیلئے موسم بہار میں پھر چڑہائی کیجاویگی۔ اور اسدفعہ ایسا انتظام کیا جائیگا کہ غنیم کو پہلے کیطرح خود محفوظ رہکر ہمکو سخت نقصان پہنچانے کا موقعہ نہ ملیگا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد پولیٹیکل افسرونکی ستعدی اور سرگرمی سے جرگہ جمرود میں جمع ہوگیا۔ اور گو ذکا خیل اس میں شامل نہ ہوئے تاہم عنقریب صفائی ہوجانیکا تقریباً پختہ یقین ہوگیا تھا جس میں ۲۸ جنوری کی شام تک کوئی خلل نہ پیدا ہوا تھا۔ لیکن اس اثنا میں انگریزی افسران نے اسی غلط پالیسی پر چلکر جسکی کسی قدر توضیح فساد الاحسائے نوٹ میں کردیگئی ہے آفریدی علاقہ کا محاصرہ برابر قائم رکھا تاکہ ہندوستان سے کسی قسم کی رسد وغیرہ انکو نہ پہنچ سکے معمولی سمجھ کا آدمی بھی عجیب کارروائی دیکھکر متحیر ہوگا۔ کہ ایک طرف تو پیارو دلاسے سے ملکوں کو جمع کیا جارہا ہے اور دوسری طرف انکو تنگ کرنیکا سامان بھی کیساتھ کیساتھ بایں تتمہ بر صفحہ ۳۰

نہایت اجتناب کرنا واجب ہے اور اُنکی مذہب کی اچھی باتوں کو تسلیم کر لینا نہایت لازمی ہے تاکہ عیسوی صداقت کی عمارت بنانے کے لئے اون اچھی باتوں سے بنیاد کا کام لیا جائے ؎

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۹) امیر صاحب یہہ شعر پڑھکر بہت محظوظ ہوئے۔ بعد ازاں جب اُنہوں نے اپنی گھڑی دیکھی تو ٹھیک ۱/۲ ۱۲ بجے تھے اور نماز جمعہ کا وقت قریب تھا۔ موذن نے اذان دی۔ امیر صاحب نے منجم شاہی کو اس ساعت کے دریافت حال کیلئے طلب فرمایا نجومی نے بیان کیا کہ یہہ ساعت نہائت ہی سعید ہے اور جناب باری میں استجابت دعا کے لئے نہائت موزون ہے یقین ہے کہ باران رحمت کا نزول شروع ہوا جو عقائد اسلامی کی رو سے استجابت دعا کے لئے ساعات حسنہ میں سے ہے۔ بناءً علی ہذا امیر صاحب نے اپنے دست مبارک دعا کے لئے اٹھائے اور یہہ کلمات دعائیہ زبان مبارک سے فرمائے۔ اے قادر مطلق خدا تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تا قیام قیامت زوال سے اپنے حفظ وامان میں رکھہ اور قوم افاغنہ کو تمام آفات ارضی وسماوی سے اپنی پناہ میں لے۔ اور کافۃ المسلمین علی الخصوص افغانوں کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر۔ امین

جہاد ہر ایک شخص پر فرض ہی حصہ اول میں جہاد کی فرضیت کی نسبت بحث ہے۔ اس میں درج ہے کہ ہر ایک مسلمان پر جہاد کرنا فرض ہے چنانچہ آیہ کریمہ ہے (وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً) اور لڑو مشرکوں سے ہر حال جیسے وہ لڑتے ہیں تم سے ہر حال۔ اکثر مفسرین نے جہاد کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ (یعنی وہ اس صورت میں ادا ہو جاتا ہے جبکہ معدودی چند جماعت مسلمانوں میں سے بجائے باقیوں کے اس کام میں مصروف ہوں۔ لیکن اگر مسلمانوں پر چاروں طرف سے نرغہ ہو۔ تو اس صورت جمیع اہل اسلام پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اور کفایہ نہیں رہتا۔ مجاہدین کا فرض ہے کہ وہ کفایہ کے ساتھ اس وقت تک لڑیں۔ جبتک کہ فتنہ فرو نہ ہو جاوے یا کفار بالکل مغلوب ہو جائیں۔ اور خدائے واحد اور برحق کی عبادت ان میں عام ہو جاوے صفحہ ۳۱

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسطرح دباؤ پڑنے سے جلد شرائط ماننے پر مائل ہو جاینگے۔ افسوس ان افسروں کو یہہ ہوش نہ آیا کہ جب پچاس ہزار فوج کا دباؤ خود ان کے ملک میں ہوکر انکو سیدھا نہ کر سکا تھا تو یہ ناکہ بندی کیا پشم کندہ کر سکیگی۔ اسکا نتیجہ ظاہر تھا کہ رنجش بڑہی اور فریقین کی ایکدوسرے سے برابر مٹ بھیڑ ہوتی رہی۔ اس چھیڑ خوبان سے چلی جائے کی مصداق پالیسی نے کل کھیل کو بگاڑ دیا۔ اس وقت اس ناکہ بندی کے لئے قلعہ بارا۔ جمنائی۔ علی مسجد اور جمرود میں چار برگیڈ مقیم ہیں۔ ان چاروں کے افسروں نے ناکہ بندی کی پیچ کو مزید دباؤ کے لئے ایک چکر اور دینے کی تجویز کرکے جنوری کے تیسرے ہفتہ میں میدان کجوری پر یورش کرینکی صلاح کی تھی۔ یہ میدان قلعہ بارا کے شمال میں واقع ہے اور اوسکے شمال مغرب اور جنوب کی طرف ان پہاڑیوں کو گوشے ہیں جو وادی بارا کو وادی باڑا سے جدا کرتی ہیں۔ اُسکا رقبہ تین میل مربع ہے اور آفریدی اپنے اونٹ اور مویشی یہاں چرایا کرتے ہیں۔ انہی مویشی اور گلہ بانوں کو گرفتار کرنے کے لئے حملہ کی تجویز کی گئی تھی۔ مگر پہلی تجویز کی اطلاع کسی طرح آفریدیوں کو پہنچ گئی اور اُسے ملتوی کر دیا گیا۔ اور چند روز کا وقفہ ڈالکر نہایت راز داری سے اُسکے متعلق دوبارہ تجویز کرکے قرار دیا گیا کہ ہفتہ کی صبح کو چاروں برگیڈوں سے میدان مذکور کو ایک ایک دستہ روانہ ہو کر اون کو چاروں طرف سے گھیرے اور کوئی راستہ نہ بچنے دے (باقی صفحہ ۳۱)

یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ مشرق مشرق ہی اور مغرب مغرب۔ کسی مشرقی ملک پر ٹہیٹ یورپین اور انگریزی طرز سے حکومت نہیں کیجا سکتی۔ خود ہمکو ٹوچی۔ مالاکنڈ۔ اور سوات وغیرہ علاقوں کی خونخوار اور درشت کوہستانی قبائل سے جب لڑائی کرنی پڑتی ہی تو اسلئی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قال اللہ تعالیٰ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿ اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو لڑتے ہیں تم سے اور زیادتی مت کرو۔ اللہ نہیں چاہتا زیادتی والوں کو۔ اور مار ڈالو انکو جس جگہہ پاؤ۔ اور نکالدو جہاں سے اونہوں نے تمکو نکالا اور دین سے بچلانا قتل کرنے سے زیادہ سخت ہی۔ اور نہ لڑو ان سے مسجد الحرام پاس جبتک وے نہ لڑیں تم سے اُس جگہہ۔ پہر اگر وے لڑیں تو اونکو مارو۔ یہی سزا ہے منکروں کی۔ پہر اگر وے باز آویں تو اللہ بخشنے والا ہی۔ اور لڑو ان سے جبتک باقی نہ رہے فساد اور حکم رہے اللہ کا۔ پہر اگر وے باز آویں تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر۔

وعدہ و وعید) حق تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکہتا ہے۔ جو اپنے مذہب اور جماعت کی حفاظت اور بچاؤ میں دشمنوں سے جوانمردی کے ساتہہ مقابلہ کرتے ہیں۔ حدیث نبوی ﴿ القتل فی سبیل اللہ یکفر کل شیء الا الدین ﴾ جہاد سے مجاہدین کی تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ باستثناء ان گناہوں کی جو حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ (سورۃ برأت ۳۲)

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) بہاگ جانیکا۔ چہوڑی۔ علی مسجد اور جمرود کی دستی میدان تک جاکر بیس سال کا چکر لگا آئے۔ مگر انہیں کوئی غنیم نہ ملا۔ بارہ کا کالم بہی گو سیدہا میدان مذکور کو جاکر اُس میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہر گیا۔ لیکن اوسے بہی کوئی دشمن نظر نہ آیا مگر ممنائی کی بریگیڈ سے جو کالم میدان کی مغربی حصہ کو بہیجا گیا۔ اُسکا مقابلہ ہوگیا۔ اسمیں ایک سالم پلٹن گورہ ۳۶ سکہ رجمنٹ کی چار کمپنیاں اور دو توپیں تہیں۔ یہ دو شین کمار تک بلا مزاحمت چلا گیا۔ وہاں غنیم نے مقابلہ کیا جو فوراً منتشر کر دیا گیا۔ اسپر ایک پہاڑی کے کرارہ پر سکہوں کی ایک پلٹن کو نگرانی کے لئے مامور کر کے باقی فوج خارجوں کی تلاش پر مصروف ہوگئی۔ اسی اثنا میں کمپنی مذکورہ خدا معلوم کسکی غلطی سے کرارہ سے واپس منگوا لیگئی۔ اور غنیم نے اوسپر قبضہ کر لیا مگر چونکہ فوج کی بخیریت واپسی کے لئے اوسپر قابض رہنا نہایت ضروری تہا۔ اسکو فتح کرنے کے لئے غنیم پر حملہ کیا گیا۔ اور سخت لڑائی کی بعد جسمیں بہت نقصان ہوا اوسپر پہر قبضہ کر لیا گیا۔ اتنے میں مراجعت شروع ہوگئی۔ فوج زخمیوں اور لاشوں کی وجہ سے جلد جلد چلنے سے معذور رہی۔ دشمن نے اس موقعہ پر حسب معمول کمال تیزی سے حملہ کر دیا۔ اور جا بجا از سر نو لڑائی شروع ہوگئی کئی دفعہ غنیم تین گز تک قریب پہنچ گیا اسپر گورہ رجمنٹ کی کرنیل نے جرنیل وسٹماکوٹ کو مدد کیلئے لکہلا بہیجا۔ وہ فوراً پانچ ہزار فوج اور دو توپیں لیکر موقعہ پر پہنچ گئے (باقی دیکہو صفحہ)

ہمدردی اور تہذیب و شائستگی کی یورپین خیالات اور صحیح بالا اخلاق کیدیتی پڑتی ہیں متعصبین کو یہ فراموش کرنا چاہیئے کہ جسطرح وہ عیسائیوں کو
مسلمانوں کے ماتحت نہیں دیکھ سکتے ۔ اسیطرح ہندوستان کو شمال مغربی سرحد کے قبائل کیطرح ایشیار کو چاہیئے کہ مسلمان بھی کبھی عیسوی حکومت

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر (۳۱) وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
فِیْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ } اور جو ایمان لائے ہیں ساتھ اُسکے لڑتے ہیں اپنے مال اور جان سے اور انہیں کو ہیں
خوبیاں ۔ اور وہی پہونچے مراد کو تیار رکھی ہیں اللہ نے اُنکو واسطے باغ بہشتی ہیں نیچے اونکے نہریں رہا کریں ان میں یہی ہے
بڑی مراد ملنی ۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب مجاہدین بہشت میں داخل ہونگے حق تعالیٰ انہیں فرمائیگا کہ تم میری خاص
رحمت کے سایہ میں آئے ہو جو ایک ایسی نعمت ہے جسکی کوئی نظیر جنت میں نہیں { کما قال اللہ تعالیٰ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ } مثال اُنکی جو خرچ کرتے ہیں اپنا مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں ہر بال
میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جسکو واسطے چاہے ۔ اور اللہ کشایش والا ہے سب جانتا ۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
{ من ارسل نفقة فی سبیل اللہ واقام فی بیته فله بکل درهم سبع مائة درهم ۔ ومن غزا
بنفسه فی سبیل اللہ وانفق فی وجه ذالك فله بكل درهم سبع مائة الف درهم }
جو لوگ مجاہدین کو سامان حرب اور دیگر ضروریات جنگ و نیز خوراک و پوشش سے امداد کرتے ہیں ۔ اور خود جائے
قیام سے حرکت نہیں کرتے وہ بھی سات سو گنا انعام کے مستحق ہیں ۔ اور اگر وہ جہاد میں شریک ہوں تو اس صورت میں
سات لاکھ حصہ اُنکا اجر المضاعف ہوگا ۔ چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے ۔ ان لوگوں کو جو اسلامی سرحدوں کی

تتمہ بر ۳۳

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر (۳۱) اور شام کے قریب کالم کو اپنے ساتھ کیمپ میں لے گئے ۔ لاشیں اسوقت نہ لائی جاسکیں ہماری طرف ۳۶ ویں سکھ
پلٹن کا نامی کمانڈر کرنیل ہاٹن جسنے ۹ نومبر کے معرکہ سرن سر پر کمال شجاعت دکھائی تھی ۔ انکا ایجوٹنٹ لفٹنٹ ٹورنگ
اور گورہ رجمنٹ کے تین لفٹنٹ جملہ ۵ انگریز افسر قتل اور گورہ رجمنٹ کا ایک میجر ۔ ایک کپتان اور ایک لفٹنٹ زخمی ہوا ۔ گورہ
پلٹن کے سپاہی اور نان کمیشنڈ افسروں میں سے ۲۲ قتل اور بقول بعض ۱۷ ۔ اور بقول بعض ۳۶ زخمی اور ستر ہ مفقود الخبر اور سکھ
پلٹن کے تین قتل اور دو زخمی ہوئے ۔ جنرل وسٹ ماکوٹ دوسرے دن لاشوں کو لانیکے لئے نہ جاسکے ۔ سوموار کو گئے اور لاشیں لے آئے
جنکو آفریدی بیحرمت کر گئے ہوئے تھے ۔ کالم کے افسر اور سپاہی جس بہادری اور ثابت قدمی سے لڑے وہ افسروں کے نقصانات
سے ہی ظاہر ہو رہا ہے ۔ پہلے خیال کیا گیا تھا ۔ کہ آفریدیوں کا بھی بہت نقصان ہوا ہوگا ۔ مگر اب محقق طور پر معلوم ہوا ہے
کہ ان کا صرف پانچ قتل اور چند زخمی ہوئے ہیں ۔ اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے ۔ کہ اپنے علاقہ کے چپہ چپہ زمین سے واقف
ہونیکی وجہ سے وہ ان لڑائیوں میں کیسے فائدہ میں رہتے ہیں ۔ جنرل وسٹ ماکوٹ ۱۳ جنوری کو ۲۲ لاشیں لائے جنکو لانے
میں ہمارا ایک گوانڈ قتل اور آٹھ سپاہی زخمی ہوئے ۔ تقریباً تین سو دشمن نے کہائی دیکر ۲۹ کے معرکہ میں ذکا فیل ۔ اکا فیل

تتمہ بر ۳۳

کی ماتحتی قبول نہیں کرینگے - امریکہ کی ہوشیار اور تجربہ کار سفیر متعینہ قسطنطنیہ مسٹر ہیرل (ؔ) جب سر فلپ کری کی مجوزہ اصلاحات کا مضمون پڑھا - اور ہمیں دیکھا کہ ایشیار کوچک کی کثیر التعداد مسلمان آبادی پر قلیل التعداد مسیحی آبادی کے ہم

لئے یہ اب قسطنطنیہ سے تبدیل کیئے گئے ہوئے ہیں - کچھ عرصہ ہوا ایک لائق رسالہ میں سفیر موصوف نے سلطان المعظم کی نسبت جب ذیل رائے ظاہر کی تھی - سلطان المعظم کا سن مبارک پچاس برس سے متجاوز ہے - قد میانہ - رنگ نکھرا ہوا گندم گوں - بال سیاہ پیشانی بلند اور آنکھیں بڑی بڑی سیاہی مائل کبود ہیں - چہرہ پر بالعموم کمال اداسی چھائی رہتی ہے - جب محل سلطانی میں کسی سفیر کی دعوت ہوتی ہے تو گو رہ پاشا جو سلطانی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ لباس ہائے فاخرہ زیب تن کئے ہوتے ہیں - مگر جلالتمآب بہ نفس نفیس نہایت سادہ لباس میں شریک مجلس ہوتے ہیں - سر پر معمولی سرخ ترکی ٹوپی - سیدھا سادہ کوٹ - سیاہ نیلگوں کپڑے کی پتلون - ولائتی چمڑہ کا بوٹ پاؤں میں - اور ایک چوڑی پھل کی کرچ جسکا میان فولادی ہوتا ہے - دست مبارک میں ہوتی ہے کبھی کبھی صرف ایک نشان بھی سینہ پر آویزاں ہوتا ہے - عید (بیرام) کے دن ایوان تخت گاہ میں جب سنہری تخت پر اس صوفیانہ لباس تتمہ بر ۳۴۴

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۲) کی حفاظت کریں ایک ایک نماز کے عوض پانچ پانچسو نمازوں کا اجر ملیگا - بمقابلہ ان لوگوں کے جو گھر میں بیٹھے رہیں - اور حفاظت اور صیانت کے لئے حرکت نکریں جب بلاد اسلامیہ پر کفار کی یورش ہو - تو ہر ایک مسلمان پر فرض ہے عام اس سے کہ وہ مرد ہو یا عورت بڈھا یا جوان - حر یا عبد ضرور ہے کہ معرکہ جنگ میں بذات خاص شامل ہو اور اس شمولیت میں اسے ضرور نہیں کہ ولی یا آقا کی اجازت کا انتظار کرے کسی بادشاہ کے علم کے تلے جہاد کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے - خواہ وہ بادشاہ عادل ہو یا ظالم انکو لئے لازم ہے - کہ وہ اپنی جان عزیز اور مال سے دریغ نہ کریں - تاکہ انکے دین کی تذلیل نہ ہو - قال اللہ تعالی - وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ اور تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے - بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے خوشی کرتے ہیں اوس پر جو دیا اللہ نے اپنے فضل سے - حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے للشهيد عند الله ست خصال يغفر له في اول دفعة تتمہ بر ۳۴۴

بقیہ حاشیہ نمبر ۳۴۳) ملک دین خیل سپاہ کا مرا اور ففجر خیل تھے - آخر الذکر چاروں کو نائب جمرود کی جرگہ میں موجود ہیں - آفریدی ایک زخمی گورہ کو پکڑ لے گئے تھے جسے انہوں نے واپس پہنچا دیا ہے اور جتنا عرصہ اپنے پاس رکھا اسکی کافی خاطر مدارات اور تیمارداری کرتے رہے پہلے خیال تھا کہ اس معرکہ سے جرگہ کی کارروائی میں کوئی خلل نہ پڑیگا - مگر اب پولٹیکل افسر کا بیان ہے کہ اس سے آفریدی انکے حوصلے بڑھ گئے ہیں - اور اب وہ بمشکل شرائط قبول کرینگے - پاؤنیر کی رائے ہے کہ جرگہ مولوی صاحب کو دریافت سے شرائط اور انکی تعمیل کیلئے ایک خاص تاریخ سنا دیجاوے اگر اس تک فیصلہ نہ ہو تو پھر موسم بہار کی مکمل فوجکشی کی ابتدائی کارروائی فی الفور شروع کر دیجائے - لیکن اکثر اصحاب کی رائے میں غنیم سے اسقدر رعایت کرنا بھی اب سخت نامناسب بلکہ مضر ہے - وہ ہر روز چھاپے مار کر اپنی طاقت کو مضبوط کرتے چلے جا رہے ہیں اور ان سے خود بخود راہ راست پر آ جانے کی توقع رکھنا محض ہوس خام ہے اسوقت اور پہلے بھی صرف یہی تدبیر اختیار کرنی لازم تھی اور ہے کہ یا انکو انکے حال پر چھوڑ دیا جائے - یا انکی قطعی بیخکنی کیجائے خواہ اس آخری تدبیر تتمہ بر ۳۴۴

ہم مذہبوں کو گورنر بنانیکی تجویز کیگئی ہے۔ تو اوسنے فی الفور ٹرکی گورنمنٹ سے امریکن باشندوں کی خاص حفاظت کا انتظام کئے جانیکی درخواست کردی۔ کیوں؟ اسلئے کہ اوسے اپنے ملک کے حالات سے معلوم تھا کہ گو کہ غالب باحمیت قوم سخت مخالفت کے بغیر ایسے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) میں بیٹھے ہوئے اپنے ملکی و فوجی افسروں کا سلام قبول فرماتے ہیں۔ تو عہدہ داروں کی زرق برق کی وردیوں اور مرصع نشانوں کے مقابلہ پر حضور ممدوح کے سادہ لباس کی سادگی کا لطف اور دوبالا ہوجاتا ہے۔ اس موثر اور شاندار دربار کو سفراے اجنبیہ کے سوائے اور کوئی عیسائی نہیں دیکھ سکتا۔ ارکان سلطنت بڑی باقاعدگی کے ساتھ باری باری سے سلطان المعظم کے روبرو سے گذرتے ہیں۔ جیسے جاپان کے موقع پر پلٹنوں کی پریڈ۔ سلطانی ادب و احترام اس درجہ تک ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ امریکہ کے آزاد مزاج باشندوں کو افسروں کی سلام و آداب غلامانہ انکسار کے مشابہ معلوم ہوتی ہیں۔ اس دربار میں عثمان پاشا ایک سنہری رومال ہاتھ میں لئے سلطان المعظم کے بائیں جانب کھڑے ہوتے ہیں۔ اور سب افسر اپنے فرمانروا کو سلام کرنیکے بعد اس رومال کو بوسہ دیتے جاتے ہیں۔ تمام حاشیہ بقیہ بر صفحہ سابق نمبر ۳۳

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۳) ویری مقعدہ من الجنة ویجار من عذاب القبر ویامن من الفزع الاکبر ویوضع علی راسہ تاج الوقار الیاقوتة منہا خیر من الدنیا وما فیہا ویزوج اثنتین وسبعین زوجة من الحور العین ویشفع فی سبعین من اقربائہ) کہ شہید کی چند خصوصیتیں ہیں (اول) اوسکے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور بہشت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے (دوم) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے (سوم) دعذغہ قیامت سے آزاد ہوجاتا ہے (چہارم) تاج وقار اسکو عطا ہوتا ہے جسکا ایک ایک یاقوت دنیا ما فیہا سے بیش قیمت ہے (۵) بہتر حوریں اسکو ملینگی (۶) اسکے ستر اقارب اسکی شفاعت پر بخشے جاینگے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ جو شخص جہاد کو راستہ میں مرجائے یا گھوڑے سے گر کر مرگیا ہو یا کوئی موذی جانور اُسے کاٹ کھائے۔ تو ان سب صورتوں میں اسے درجہ شہادت نصیب ہوگا۔ اور مستحق جنت الفردوس ہوگا۔ جو لوگ جہاد کرکے صحیح سلامت واپس آئیں۔ انکے لئے بھی وہی درجہ مقرر ہے۔ تتمہ بقیہ حاشیہ بر صفحہ نمبر ۳۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اپنے اقتدار اور عزت کو قایم رکھنے کے سوا اور کوئی مادی فائدہ نہ پہنچیگا بلکہ ہم ایک ایسی قوم کو معدوم کر دینگے جو ان فسادوں سے پہلے ہمکو قابل اور معتبر سپاہی بہم پہنچاتی رہی ہے۔ اور آئندہ بھی پہنچا سکتی ہے۔ بہرحال موجودہ مخلوط اور دو رخی پالیسی کو چھوڑ کر یا تلوار کو مستحکم پکڑ کر دوسرے ہاتھ کو جس میں طمع اور لالچ دلانیکے لئے اشرفیاں پکڑی ہوئی ہیں۔ نیچا کر لینا چاہیئے یا تلوار کو نیام میں کرکے انکو محض لطف اور مدارا سے سیدھے راستہ پر لایا جاوے ۲۹۔ جنوری کے معرکہ میں بھی غنیم کو بتیس رائفلیں اور کارتوس انکی کچھ مقدار غنیمت میں ملی۔ اور جب تک اس نیم دردل اور نیم بیرون حکمت عملی کو نہ چھوڑا جائیگا انکا پلڑا برابر اسیطرح بھاری ہوتا جائیگا۔ ہم تیراہ کی فوج میں یعنی جو علی مسجد۔ مناٸی جمرود و بارا۔ اور انکے ملحقہ علاقوں میں مقیم ہے۔ ۲۹۔ جنوری کو کل مدارج کی ۱۸۰۳۰ آدمی تھے جن میں سے ۵۰۰ بیمار تھے۔

تتمہ برصفحہ ۳۵

ان تعداد میں سے ۶۶۰۰ گورہ ۱۱ ہزار دیسی اور ۴۰۶۰ کل درجوں کی انگریز افسر تھے۔ پشاور چھاؤنی کی فوج اس سے علیحدہ ہے

کم پایہ اور مغلوب قوم کی کبھی ماتحتی گوارا نہیں کریگی۔ صوبجات متحدہ کی "سول وار" (خانہ جنگی) کے بعد جنوبی ریاستوں کے سفید فام باشندوں نے علانیہ مزاحمت چھوڑ کر حبشیوں کو قتل و پامال کرنے کیلئے جنہیں مساوی پولیٹیکل حقوق ملگئے تھے

لئے واشنگٹن گورنمنٹ نے سنہ ۱۸۶۱ء میں قانون نافذ کیا کہ کل قلمرو میں حبشی غلاموں کو آزاد کرکے سفید رنگ آبادی کے مساوی حقوق عطا کر دئے جائیں جنوبی ریاستوں نے اسے منظور نہ کیا۔ ملک دو حصوں میں منقسم ہوگیا۔ اور فریقین میں لڑائی شروع ہوگئی۔ آخر جنوبی ریاستیں سنہ ۱۸۶۵ء میں بالکل مغلوب ہوگئیں اور وہاں بھی متذکرہ صدر قانون نافذ ہوگیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) مہمانوں کی مدارات اور خاطر تواضع کرنے میں یورپ کا کوئی پادشاہ سلطان المعظم پر فوقیت نہیں رکھتا اور کلام کی خوشگواری میں شاید ہی کوئی انکی برابری کرسکتا ہے۔ سفرا دول سے ملاقات کرتے وقت مصنوعی رعب اور وقار کا حبس ہے کہ دوسرے کے دل میں حجاب اور بےاعتباری سی پیدا ہوجاتی ہے۔ اونمیں نام و نشان نہیں پایا جاتا اور نہ ثبات ہوتی ہے کہ واقعی رعب بھی موجود نہو کہ جس سے خواہ مخواہ بےتکلفی کی جرأت ہوسکے۔ جب ہمنے اول مرتبہ محلسرا میں کھانا کھایا تو سلطان المعظم میز کے صدر پر رونق افروز تھے۔ میں انکی بائیں طرف اور میری بیوی دہنی جانب تھی عثمان پاشا۔ اسمٰعیل پاشا سابق خدیو مصر۔ صدر اعظم و وزراء سلطنت مدعو تھے حضور ممدوح نے تناول طعام تتمہ بر صفحہ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) **استقلال میدان جنگ میں)** قال اللہ تعالیٰ جل شانہٗ (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۚ)

اے ایمان والو جب بھڑو تم کسی فوج سے تو ثابت رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو شاید تم مراد پاؤ۔ اور مانو حکم اللہ کا اور اوسکے رسول کا۔ اور آپس میں نہ جھگڑو پھر نامرد ہوجاؤگے۔ اور جاتی رہیگی تمہاری ہوا۔ اور ٹھہرے رہو اللہ ساتھ ہے ٹھہرنیوالوں کے) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ ۚ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗٓ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) ہے اسمیں تاریخ مذکورہ بالا کو ۵۰ ۷ ۶ آدمی آدمی تھے پس پشاور سے لنڈی کوتل تک ہماری ۵ ہزار فوج مقیم ہے۔ اور پھر بھی دشمن کے مویشی تک نہیں پکڑے جاسکتے جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جسطرح زرگر سونیکو صاف کرنیکے لئے آگ میں ڈالتا ہے اسیطرح اللہ میاں ہماری کامل اصلاح کے لئے ہمکو پے درپے یہ خفتیں دلوا رہے ہیں۔

سر ولیم لوکہارٹ غالباً پرسوں (۹۔ فروری سنہ ۹۸ء) کلکتہ سے پشاور پہنچ جائینگے اور پہنچتے ہی جرگوں کو قطعی شرائط جنکو پولیٹکل افسر تین دن تک مکمل کرلینگے سنا کر ایک خاص میعاد چند دنوں کی تعمیل کیلئے دیدینگے۔ اگر اوسکے اندر اطاعت نہ کیگئی۔ تو ۷ مارچ کو غالباً پوری پوری فوجکشی کیجائیگی۔ مندرجہ بالا مضمون لکھا جاچکا تھا۔ کہ خبر آئی ہے کہ جو قیاس ہمنے اوپر ظاہر کیا تھا وہ بالکل درست ہے آفریدی اس فتح سے نہایت مسرت ہوگئے ہیں۔ اور اکثر اہل الرائے کا خیال ہے کہ اس موقعہ پر آفریدیوں سے صلح کرلینی باعث خفت ہے اور اگر وہ اب اطاعت قبول بھی کرلیں تو اُسے ہرگز منظور نہ کیا جائے تاوقتیکہ انکو مدت العمر تک کفایت کرنیوالا سبق نہ دیا جائے ورنہ علاوہ خفت سرحد پر آئندہ ہمیشہ فساد ہوتا رہیگا۔ تتمہ بر صفحہ نمبر ۳۶

کوکلس خاں کے نام سے خفیہ انجمنیں بنائیں۔ اور انکے ہاتھ سے بیشمار حبشی قتل اور تہ تیغ ہوئے۔

مظالم فروشی کی علت سخت لعنت ہے } سچی بات یہہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ اور عام رعایا کی تمام

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۵) میں شریک ہوئے۔ کھانے کی نفاست اور عمدگی کمرہ کی آرائش و سجاوٹ میز کے سامان اور برتنوں کی بیش قیمتی دلفریبی۔ اور شراب کی عمدگی جو صرف عیسائی مہمانوں کو دیجاتی ہے۔ حد توصیف سے باہر تھی۔ ہر ایک پاشا اپنے رتبہ کا نشان پہنے ہوئے اور مرصع تمغے اور ستارے لگائے ہوئے تھا۔ صرف امیر اور سلطان المعظم کا لباس سادہ تھا۔ محلسرائے کی دروازوں پر مسلح آدمیوں کا کوئی پہرہ نہ تھا صرف شاہی گارڈ کا ایک دستہ موجود تہا کیونکہ ہر ایک اجنبی سفیر کی ورود پر اسکی سلامی کے لئے ہمیشہ کچھہ فوجی دستہ منگوا لیا جاتا ہے۔ بعد ازاں میں جب کبھی مدعو ہو کر محل کو گیا میں نے اوسکی چار دیواری کے اندر کوئی سپاہی نہ دیکھا"

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳۵) اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿﴾ اے ایمان والو جب بھڑ جاؤ تم کافروں سے میدان جنگ میں تو مت دو انکو پیٹھ۔ اور جو کوئی اونکو پیٹھ دے اوس دن مگر یہہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا ملتا ہو فوج میں تو وہ لے پھرا غضب اللہ کا اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور کیا بری جگہ جا ٹھیرا۔

فرض اطاعت } اسلامی دنیا کی نظم و نسق کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام مسلمان اُسکے اس فرمان کی تعمیل کریں۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ } اطاعت کرو اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور حاکم کی خواہ اُنکا مذہب کچھہ بھی ہو۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے کہ (لی اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ } سنو اور مانو اگرچہ حاکم کیا جائے تمپر غلام حبشی جسکا سر منقی کا سا ہو۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف بادشاہ کی ہاتھ سے پہونچے تو اسے صبر کرنا چاہئے اور اطاعت چھوڑنی نہیں چاہئے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (لی السلطان ظل اللہ فی الارض یاوی الیہ کل مظلوم } بادشاہ دنیا میں خدا کا سایہ ہے جس شخص کو کوئی اذیت پہونچے وہ اسکی پناہ میں جائے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (من اهان سلطان اللہ فی الارض اهانہ اللہ } جو اپنے بادشاہ کی ہتک کرتا ہے اسپر خدا کا غضب نازل ہوگا۔ اور جو اوسکی عزت کرتا ہے اسپر خدا کی رحمت نازل

بقیہ حاشیہ نمبر (۳۵) پشاور میں یہ افواہ عام مشہور ہو رہی ہے کہ سرحد پر الٹی گنگا بہنی شروع ہو گئی ہے۔ ذکاخیلوں نے سرکار کو الٹی میٹم (قطعی آخری نوٹس) بھیجا ہے کہ ہم تمکو اپنی شرائط کی منظوری کیلئے ایک ہفتہ کی مہلت دیتے ہیں اس عرصہ میں جرگہ بھیجکر ہمسے تصفیہ کرلو وہ شرائط یہ ہیں سرکار ایک کروڑ روپیہ نقد کوہی توپخانہ کی مکمل چھہ باتریاں دس ہزار کلی مٹ فورڈ رائفلیں اور اسی تعداد کے حساب کارتوس اور گولہ بارود ہمارے حوالہ کرے۔ دریائے سندھ سے پرے اپنی حد قایم کرے۔ اور اپنی نیک چلنی اور عدم مداخلت کی ضمانت میں بارہ پولٹیکل افسر جنمیں سر رچرڈ اوڈانی بھی شامل ہو بطور یرغمال ہمارے سپرد کرے" ۔۔۔ ۔۔۔ ظاہر ہے کہ یہ افواہ غالباً بالکل غلط ہوگی تاہم اس سے یہ پتہ مل سکتا ہے کہ جب سرحد پر ذکاخیلوں کی شوخ چشتی کی نسبت ایسے خیالات پھیل رہے ہیں تو

غلطیونکا موجب مظالم فروشی ہی جو موجودہ زمانہ کے حق میں فی الواقع ایک سخت لعنت ہی۔ مظالم فروشی جو خفیف سے خفیف مظالم کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرنے اور اونسے کینوں کیطرح ذاتی حرص وطمع کو پورا کرنے یا فرقیانہ لغض وعناد کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو گی۔ ایک ظالم بادشاہ طوائف الملوکی سے بدرجہا بہتر ہے۔

بادشاہ کی ضرورت } دوسرا حصہ اس مضمون پر مشتمل ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے لئے کوئی بادشاہ منتخب کرے جو اوس کے دین کا محافظ ہو سکے۔ بادشاہ میں تین قابلیتوں کا ہونا ضروری ہے (اول) مسلمان ہو (دوم) حر ہو مرد عاقل اور بالغ ہو (سوم) اپنے احکام کی تعمیل کرانے پر قادر ہو بادشاہ کیلئے تین فرض واجبات سے ہیں۔ مرتدوں پر جبر کریں۔ بدعتیوں کا قلع قمع۔ باغیوں۔ سرکشوں۔ ڈاکوؤں کی بیخ کنی کر سکے۔ اور معاملات سلطنت میں دیگر سلطنتوں کے ساتھ راہ ورسم پیدا کر سکے۔ رعایا کی تعلیم و تربیت میں ساعی ہو اون کے ساتھ سخاوت فیاضی اور عالی حوصلگی سے پیش آئے اور اونکی پاسبانی کر سکے۔ رعایا کے فرائض یہ ہیں۔ اپنے بادشاہ کی تابعداری کرے اوس کے نائب السلطنت کی اطاعت کرے جب ایک دفعہ اپنا سردار مان لیں تو خواہ اوس میں سب قابلیتیں پورے طور پر نہ بھی ہوں اوسکے مطیع و منقاد رہیں۔ اوسکی ظاہری وضع اور لباس پر تمسخر نہ کریں۔ اوس سے گفتگو کرتے وقت پاس ادب کو ہاتھ سے نہ دیں اور محبت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ہمیشہ اسکی تعریف کریں اور اوسکے احکام کی تعمیل کریں۔ اور بوقت ضرورت اوسکی امداد سے دریغ نہ کریں۔ اور جو مشورہ اوس کو دیں نیک نیتی سے دیں جمعہ کی شب ۲۸ ذیقعد کی آخر شب کو امیر صاحب نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑی قالین بچھی ہوئی تھی۔ جسپر گل بوٹے کا بہت سا کام کیا ہوا ہی مگر جسکی ناہموار طور پر تھی۔ اور اوسکے پاس ہی نو اور قالین بھی بچھی ہوئی تھیں جو بہت نفاست اور سلیقہ کے ساتھ تیار کیگئی تھیں۔ اتنے میں محمود خان جلیس ہوا اور اوسنے عرض کی۔ کہ یہ جاجم ہے۔ تو امیر صاحب نے خواب میں ہی فرمایا کہ جاجم بے معنے لفظ ہی یہ جاجم نہیں بلکہ جاجی جمع ہے امیر صاحب اس خواب کی یوں تعبیر فرماتے ہیں کہ میری اولاد میں سے افغانستان پر دس پشتیں حکمران رہیں گی۔

سرحدی فساد کا اصل محرک کون ہو سکتا ہی؟ } تمام شمال مغربی سرحد پر آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے اچانک فساد برپا ہو جانا سخت حیرت میں ڈال رہا ہے اور یہ ایسا اہم معاملہ ہے کہ گورنمنٹ کو اوسکی تہ تک پہنچنا نہایت ضروری ہے اینگلو انڈین اور چند دیسی اخبارات اسکی مختلف وجوہات بتا رہی ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ سرحدی لوگ پولیٹکل افسروں کی جبر و تعدی یا نامناسب برتاؤ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ بعض اوسکو سرحدیوں کے مذہبی تعصب اور طبعاً آزادی پسندی کا لازمی نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ امیر صاحب کو فساد کا محرک نہیں تو کم از کم اوسکا ممد و معاون سمجھتا ہے اور اس امر کا اوسکو ایسا یقین ہے کہ گورنمنٹ کو امیر صاحب سے چند ایسے مطالبے کرنیکی صلاح دیتا ہے جو کسی صورت میں بھی جنگ کرا دینے میں خطا نہیں کر سکتے۔ ملک کے اندرونی حالات معلوم ہونیکے متعلق سرکاری حکام کا دعویٰ غلط ہو یا درست اس میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ خارجیہ معاملات میں جو علم اور واقفیت گورنمنٹ اور اسکے عمال کو حاصل ہے۔ اسکا عشر عشیر بھی کسی اخبار نویس یا غیر سرکاری جماعت کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس اسبارہ میں گورنمنٹ کو اس بنا پر کوئی مشورہ دینا کہ اخبار کو اوس زیادہ معلومات

نکالنے کا کام لینے کا دوسرا نام ہے۔ لاریب موجودہ زمانہ کی پولیٹیکل تدابیر اور وسائل میں سے بدترین تدبیر ہے۔ وہ لوگوں میں ادراک و فہم کی حس بالکل باقی نہیں چھوڑتی۔ اس کے ذریعہ انگلستان کے باشندوں کی طبعی ہمدردی اور نرم دلی سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے حاصل ہیں صریح نادانی ہے۔ اور اسی غلطی کی ہماری بعض سربرآوردہ اینگلو انڈین ہمعصر مرتکب ہو رہے ہیں جنہیں مذہبی تعصب اور مشتعل مزاجی نے اس معاملہ پر اطمینان کے ساتھہ غور کرنیکے قابل ہی نہیں رہنے دیا۔ ان تمام اخبارات میں سے البتہ کلکتہ کے اخبار انگلشمین نے اپنی ساری عمر میں اب پہلی مرتبہ بہت کچھہ درست رائے ظاہر کی ہے جسپر اوسکا دوسرا اینگلو انڈین ہمعصر سول اوسے بڑہیا عورتوں کی طرح ڈرپوک اور بزدل ہونیکا ملزم ٹھہراتا ہے۔ لیکن اگر سول یہہ الزام لگانے سے پہلے یورپ اور خاصکر روس کے اخبارات کو مطالعہ کرلیتا تو اوسے انگلشمین کا روس کیطرف سے اندیشہ ظاہر کرنا ایسا بعید از قیاس نہ معلوم ہوتا سول اور اسکے ہم رائے دوسرے اخبارات کو جو سارا الزام امیر کابل پر عاید کر رہے ہیں اپنی غلطی اور انگریزی قبضہ ہندوستان کا اصل مخالف معلوم کرنیکے لئے روس کی نیم سرکاری اخبار نوودرمیا کا وہ مضمون ملاحظہ کرنا چاہئے جو واقعہ میرانشاہ اور مالاکنڈ وغیرہ کے فسادوں سے پیشتر جولائی کے وسط میں شایع ہوا تھا۔ ناظرین کو غالباً یہہ تو معلوم ہوگا کہ روس میں اخبارات کو آزادی حاصل نہیں ہے۔ اُنکی ایک ایک سطر شایع ہونے سے پہلے سرکاری محتسب معاینہ کرلیتا ہے اسلئے صاف ظاہر ہے۔ کہ اونمیں کوئی ایسا مضمون نہیں چھپ سکتا جو روسی گورنمنٹ کے خلاف منشا ہو۔ علاوہ بریں نیم سرکاری اخبارات سے تو کسی ملک میں بہی یہ امید نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنی گورنمنٹ کو اوسکے خلاف مرضی کسی پالیسی کے اختیار کرنیکا مشورہ دیں۔ ان میں اوسی پالیسی پر زور دیا جاتا ہے۔ جو اونکی گورنمنٹ نے اختیار کر رکہی ہو یا عنقریب اختیار کرنیوالی ہو۔ مضمون محولہ بالا میں گو روسی اخبار نے امیر کابل کو انگریزوں کا جانی دشمن قرار دے رہا ہے مگر یہہ سمجھہ رکہنا چاہئے کہ صرف اوسکی اپنی خواہش ہی امیر صاحب کو اس رنگ میں اوسکی آنکھوں کے سامنے دکہا رہی ہے۔ ہمکو اسکی تردید کرنے یا اوسپر نوٹس لینے کی کوئی احتیاج نہیں۔ ہمارا مدعا مضمون مذکور کے فقط اوس حصہ سے ہے۔ جن میں وہ انگلستان اور ہندوستان کی نسبت روسیوں کے نیک ارادوں کو ظاہر کر رہا ہے اس مضمون کے ساتھہ اگر ناظرین روسی و انگریزی حدود کے التصاق کو (جو ہفتہ گذشتہ اور اس ہفتہ کے نقشوں میں واضح کر دیگئی ہیں۔ اور جو چترال کیطرف صرف ایک دوسرے سے پندرہ بیس میل کے فاصلہ پر ہیں) اور نیز ایک طرف پامیر تک اور دوسری طرف کوشک* تک بسرعت تمام روسی ریلوے کی تیاری کو مدنظر رکہہ لینگے تو اونکو فی الفور معلوم ہو جائیگا۔ کہ انگلشمین کی رائے کس قدر با وقعت ہے۔ سرحدی فسادوں کا اصل محرک کون ہے۔ اور گورنمنٹ کو امیر صاحب سے بگاڑ کر لینے کے مشورے دینا ملک و قوم کیلئے کس قدر خطرناک ہے۔

نوودرمیا کے مضمون کا خلاصہ جسکا عنوان "افغانوں اور انگریزوں میں لڑائی" حسب ذیل ہے :۔ اس کے قابل غور فقروں پر خط کہینچ دیا گیا ہے۔ "افغان فرمانروا نے انگریزی متابعت کے جوے کو ناقابل برداشت پاکر جس طرح بن پڑے کابل آزاد ہو جانیکا پختہ ارادہ کرلیا ہے خواہ اس کوشش میں اسے کیسا ہی نقصان اوٹہانا پڑے۔ کابل کی

* سنہ ۱۸۹۹ء کے شروع سے اس مقام تک جو ہرات سے صرف چالیس میل ہے روسی ریلوے جاری ہوگئی ہے۔ مؤلف

انگلستان کی خارجیہ اعداء کی اغتصاب کو تقویت پہنچائی اور ذاتی پولیٹیکل امنگوں کو پورا کرنیکا کمال عیاری سی کام لیا گیا ہے۔" ۱۸۷۷ء میں روسی گماشتوں نے مظالم بلگیریا کی من گھڑت افسانی مشتہر کرکی جو کام نکالا تہا۔ وہ اب

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کی ٹکسال میں چند گذشتہ ہفتوں سی شب و روز نئے سکے بڑی سرگرمی کی ساتہہ مسکوک کئے جا رہی ہیں۔ جو انگریزوں کے برخلاف جہاد کرنے پر خرچ کئے جانیکے لئی خاص طور پر مضروب کئے گئے ہیں۔ غالباً ہمیں عنقریب ہندوستان کا دوسرا غدر دیکہنا پڑیگا جس میں مسلمان آبادی سب سی آگے بڑہکر حصہ لیگی۔ انگریزوں کو ہندوستان سی نکالنے کی اس عنقریب وقوع میں آنیوالی جانبازانہ کوشش کی ابتدا امیر عبد الرحمن کیطرف سی ہوگی۔ اوسکے لئے ناممکن ہے کہ وہ ایسی اہم تحریک اور کارروائی کو خاموشی کی ساتہہ بیٹہا دیکہتا رہی۔ اگر اس آنیوالی معرکہ میں انگلستان کامیاب ہوگیا۔ اور اُسنے (جیسا کہ وہ قدرتی طور پر کریگا) کل موجودہ افغانی ممالک کو ملحق کر لیا تو روس اپنی وسط ایشیائی مقبوضات کو سمندر تک بڑھا لیجانے کی امکان سی ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائیگا۔ انگلستان ہماری اعداء کو اسلحہ اور روپیہ سی مدد دیکر کئی دفعہ اپنی تئیں ہمارا دشمن ثابت کر چکا ہی مگر ہم اوسکو کبہی ترکی بہ ترکی جواب نہیں دیا۔ اب ہمارے لئے بہی ایسا کرنیکا وقت آگیا ہی۔ ہمکو کون مانع ہے کہ ہم امیر کو کابل امداد دیکر اوس سی اپنی دوستی کا اظہار نہ کریں۔ ایسا کرنا ہمارا صریح فرض اور ہماری علین پالیسی ہی۔ ۱۸۷۹ء میں جبکہ ابہی وسط ایشیا میں ہماری حالت اور اغراض اب جیسی مضبوط اور مجتمع نہیں ہوئی تہیں۔ جنرل وان کاف میں امیر یعقوب خان سے جو ہر وقت ہمارا ساتہہ دینی کو تیار تہا۔ برابر خط و کتابت کرتا رہا تہا۔ مگر اسوقت بدقسمتی سی کابل میں انگریزی سفارت (میجر کوگناری کی طرف اشارہ ہی) موجود تہی جو ریاست کی اندرونی معاملات کی نگران رہتی تہی۔ اور جو آخرکار نئی امیر عبد الرحمن کے توسط سی ملک کو اپنی نگرانی میں لینے میں کامیاب ہوگئی اور جہانتک اس زمانہ کا تعلق تہا روس نی اپنی ہاتہہ سی کل موقعہ کہو دیئی۔ لیکن اگر اب بہی عبد الرحمن کو یہ یقین دلا دیا جائے کہ اوسکی انگریزوں کی ساتہہ لڑائی ہونیکی صورت میں روس بالکل الگ تہلگ رہیگا۔ تو وہ شمالی صوبوں سے اپنی تمام فوجوں کو واپس بلا کر مجتمعہ جمعیت میں اپنی دشمن کے برخلاف ڈٹا کر دیگا۔ اپنی فوجونکی درستی و آراستگی کی لئی امیر کے پاس کابل میں کافی سی زیادہ سامان ہی جسے خود اپنے دار الخلافہ میں اُسنی انگریز صناعونکی زیر نگرانی تیار کرایا ہی۔"

ترکی معاملات اور سرحدی ہنگاموں پر اہالی یورپ کی خیالات (از وکیل ہورنو ۲۲ ستمبر ۹۷ء)

جس طرح ہندوستان میں سرحدی فسادوں کی یکلخت مشتعل ہو جانی سی تمام اہلی ملک کی توجہ ممالک غیر کی طرف سی ہٹ کر خاص ملکی معاملات اور سرحدی فسادوں کی طرف منعطف ہوگئی ہی اسیطرح یورپ والوں کی نگاہیں بہی جنہوں نے دنیا کی ہر ایک معاملہ میں دستاندازی کرنا اپنا فرض سمجہہ رکہا ہے اسطرف ہوگئی ہیں۔ ہر ایک ملک والی علیحدہ علیحدہ اپنی خیالی پلاؤ پکا رہی ہیں۔ اور اس طوفان بدتمیزی کی موجبات و اسباب کی متعلق طرح طرح کی من گھڑت روائتیں مشہور کر رہے ہیں۔ ان کی خیال میں ان فسادوں کی تہ میں سلطان المعظم کا بہی ضرور ہاتہہ ہی۔ لیکن یہ ایک ایسا بے سروپا اور بے بنیاد اتہام ہی جسکی تردید کی کوئی ضرورت معلوم نہیں دیتی۔ ایک معمولی سمجہہ کا آدمی بہی خیال کر سکتا ہی کہ اگر حضرت ممدوح کسی ایسی کارروائی کی ضرورت دیکہتی تو وہ سب سی پہلی ایسے ممالک میں کیجاتی جہاں

کسی سے مخفی نہیں رہگیا - اوس مظالم فروشی کی قربانگاہ پر پانچ لاکہہ روسی و ترکی جانباز سپاہی اور جزیرہ بلقان
کی دس لاکہہ سے زیادہ معصوم و بیگناہ مسلمان باشندے بہینٹ چڑہے - اور قسطنطنیہ اور آبادیوں کے سوا کل یورپین

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے اوسکی تکمیل میں انکو چنداں مشکل پیش آتی - ہان اس امر کا سب کو افسوس ہے - کہ ان دونوں سلطنتوں میں جو کسی
زمانہ میں یکجان و دو قالب سمجھی جاتی تہیں - ایسی کشیدگی ہی کیوں پیدا ہوئی کہ اغیار کو اس قسم کی تہمتیں تراشنے کا موقعہ ملگیا -
سرحدی تنازعات کے ساتھہ ہی گفتگوی مصالحت کے طول کہینچتے چلے جانے سے جس کا الزام بہی لارڈ سالسبری کے ذمہ لگایا
جاتا ہے یورپ کے اہل الرائے اصحاب کو خیالی گہوڑے دوڑانے کے لئے اور زیادہ وسیع میدان ملگیا ہے جیسا کہ ایک اینگلو انڈین اخبار
کو ولایتی نامہ نگار کی تازہ ترین مراسلت سے جو ذیل میں درج ہے بخوبی واضح ہو رہا ہے - یہ نامہ نگار ۲۰ - اگست ۱۸۹۷ء کو لندن
سے تحریر کرتا ہے -

انڈین گورنمنٹ کی قابل تعریف مستعدی طریقہ اجتماع فوج کی کامل درستی اور ہماری ہندوستانی فوج کی شاندار جنگی اوصاف
کی طفیل جو کچہہ ہندوستان میں وقوع ہونیکا احتمال ہے اوس کی متعلق گذشتہ چوبیس گہنٹوں کی نسبت آج پبلک کی فیلنگ میں بہت
میں زیادہ طمانیت اور سکون پایا جاتا ہے - لیکن اسکے ساتھہ ہی اسپر سب متفق الرائے ہیں - کہ ہندوستان اور یورپ
دونوں جگہہ انگلستان کے لئے پولٹیکل منظر اور آثار کچہہ کم اہم اور نازک نہیں - مسئلہ روم و یونان سے جیسا کہ ابتدا ہی سے
اکثر کو اندیشہ تہا - گذشتہ مشکلات کی نسبت زیادہ دقتیں پیدا ہونیکا سخت احتمال ہو رہا ہے - اور یہ دقتیں ایسی ہونگی
جنمیں سب سے بڑا اہم التعلق ہوگا - یہ مسئلہ ہمارے اقتدار ہند اور سرحد افغانستان کی جنگ سے مخلوط ہوا جا رہا ہے - اس
سے یورپین اتحاد کی شکست اور بر اعظمی طاقتوں کی انگلستان کو برخلاف متحد ہونیکی قراین ظاہر ہو رہے ہیں - ہندوستان کی
شمال مغربی سرحد کی عام بدامنی میں دربار قسطنطنیہ کی سازش ہونیکا کوئی بدیہی اور کافی ثبوت منظور نہیں مگر تمام
یورپ میں ہر جگہہ یہی خیال ہے کہ در اصل ایسی سازش موجود ہے - وائینا - برلن - پیرس سے یہی خبر آرہی ہے کہ سلطان المعظم
نے انگلستان سے اوسکی سابق مخالفانہ رویہ کا بدلہ لینے کے لئے افغانستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو بغاوت پر ابہارا
کیا ہے - اور کہ نواب وزیر ہند کے دفتر کو اس معاملہ کی عرصہ سے خبر ہے سلارڈ رابرٹس کو یقین ہے - کہ وادی ٹوچی - سرحد سوات
اور علاقہ مہمند کی حدود کی فساد و میں امیر عبد الرحمن ضرور شریک ہیں - (اس امر کی تردید ہم کئی دفعہ پہلے کر چکے ہیں اور
خوشی کا مقام ہے کہ اب گورنمنٹ ہند اور اینگلو انڈین اخبارات کو بہی امیر صاحب کی کامل وفاداری اور مطلق بریت کا پورا
یقین ہو گیا ہے - اور یہہ ظاہر ہے - کہ جب اس معاملہ میں لارڈ رابرٹس ایسے واقفکار کی رائے درست نہیں نکلی تو اعلی حضرت
امیر المومنین کی سازش کو متعلق دیگر یورپین ممالک کے باشندوں کا بیہودہ ہزیان جنکو اصل حالات اور واقعات معلوم
کرنیکی درست موقع کبہی نصیب نہیں ہو سکتے کسقدر فضول اور بے بنیاد ہے (وکیل) بر اعظم (یعنے یورپ) میں لوگوں
کا بیان ہے کہ دربار کابل کٹ پتلی کی مثال ہے - اور جو ڈوریاں اوسے بلا رہی ہیں وہ قسطنطنیہ میں کہینچی جاتی ہیں بقیہ

ترکی پر روس کا قبضہ ہو گیا۔ تازہ وجدید مظالم فروشی نے ترکی کو انگلستان سے منحرف و برگشتہ خاطر کر دیا۔ ہزاروں ارمنوں کی ہلاکت کا باعث ہوئی۔ اور ترکی و یونان میں جنگ کرا دیا جسمیں ہزاروں جانیں برباد ہوئیں اور کروڑ روپیہ پانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جرمن اخبار واسی شی ذی ٹنگ اس امر کو مدلل پیرایہ سے ظاہر کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "ایک معمولی ملا جبتک یہ نجانتا ہو کہ اوسکا کوئی پشت پناہ موجود ہے جہاد کا اعلان نہیں کر سکتا (بیچارہ جرمن سرحدی ملاؤں کے اقتدار کو کیا جانے۔ وکیل) اور جبتک یہہ صورت نہو تا رضامند قبائل جو کئی سو میل لمبے ملک میں بکھرے ہوئے ہوں کبھی مجتمع اور اوسکے زیر فرمان نہیں ہو سکتے۔ اس معاملہ میں ایک چالباز نائب یعنی غلام حیدر خاں کی سازش موجود ہے۔ اوس سے بعد امیر افغانستان اور بعد ازاں خلیفۃ المسلمین سلطان اسلام بول سے اونکی حمایت کر رہے ہیں"

ہمارے برا عظمی نکتہ چینیوں کی اس مزخرفات میں ایک اطمینان بخش امر بھی پایا جاتا ہے وہ تسلیم کرتے ہیں کہ خواہ کیسی سخت سخت مشکل ہمکو پیش آئے اسکا مقابلہ کرنیکے لئے ہم مسلط طور پر پوری قابلیت رکھتے ہیں۔ اور انگریزی افواج کے آخر کار فتح یاب ہونے میں کسیکو شک نہیں بلکہ برلن کے فوجی اشخاص میں یہ عام خیال ہے۔ کہ سرحد پر یا افغانستان میں جنگ عظیم کا ہونا انگریزی تسلط ہند کیلئے اس بارہ میں نہایت مفید ہوگا کہ ہمارا اخلاقی اقتدار اور رعب بڑھ جائیگا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اگر موجودہ مشکلات اس حد تک بڑھ جائیں کہ امیر سے بھی لڑائی ہو جائے تو اوسکا نتیجہ ایک سخت جانگداز لڑائی ہوگی۔ کیونکہ افغانی فوج نے پچھلے چند برسوں میں بہت بڑی ترقی کر لی ہے۔ وائینا میں کہا جاتا ہے۔ کہ امیر صاحب کی فوج گذشتہ چند برسوں سے بخوبی مسلح ہے۔ اور یہ ہتھیار زیادہ تر ایک روسی کمپنی نے بہم پہنچائے ہیں۔ آسٹریا کے چند سیاح جو افغانستان کے تازہ تازہ سیاحت کرکے آئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ نہ صرف روسی بلکہ جرمن افسروں نے بھی امیر عبدالرحمن کی ملازمت اختیار کی ہے اس بارہ میں براعظم والوں کی رائے مختلف ہے۔ کہ آیا ان مشکلات میں جو ہندوستان کی گورنمنٹ کو اسطرح اچانک پیش آگئی ہیں۔ روس کی بھی سازش ہے یا نہیں؟ باخبر لوگوں کو یقین ہے کہ وہ اسمیں شریک نہیں۔ لیکن اسپر سب متفق ہیں کہ اگر صورت حال زیادہ نازک ہو گئی۔ یا روس کو بھی انگلستان کی نسبت وہی شبہ ہو گیا جو اکثر براعظمی اخبارات ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ وہ ایشیائی معاملات سے توجہ کو ہٹانیکے لئے ٹرکی و یونان کی صلح کے معاملہ کو طول دینے سے یورپ میں مشکلات پیدا کرنیکی کوشش کر رہا ہے تو پھر روس کی علیحدگی اور کنارہ کشی بھی جاتی رہیگی۔

انگریزی اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار پیرس (دارالخلافہ فرانس) سے لکھتا ہے۔ کہ "فرانسیسی دارالخلافہ پر یہ امر بدرجہ دلپذیر نقش ہو گیا ہے۔ کہ چند برسوں سے اسلامی دنیا میں زیادہ تر سلطان روم کی تحریک سے جو انگلستان کی سخت سرگرم مداخلت سے جو وہ سلطان کی مظلوم عیسائی رعایا کی حمایت کیلئے کر رہا ہے۔ سخت برافروختہ ہو رہے ہیں معتدبہ ہلچل پیدا ہو گئی ہے مسلمانوں کو یہ یقین دلایا گیا ہے۔ کہ انگلستان اونکا سخت دشمن ہے۔ اور اسطرح سے ایک قسم کی جہاد کی منادی کر دی گئی ہے" نامہ نگار مذکور کا خیال ہے کہ اگر انگلستان مسلمانوں کو یہ امر ذہن نشین کرا دیتا۔ کہ اوسے صرف عیسائی رعایا ہی سے غرض نہیں

پڑگیا۔ وہ تو ابھی کچھ اور بھی کر دکہاتی۔ مگر محض خداوند کریم کی خاص نظر عنایت اور جرمن قیصر کی عقلمندی نے ہمیں
سلطنت عثمانیہ کی خونریز الفراض کے حادثہ مشئومہ اور اوسکی لازمی خطرات و نقصانات سے اندازہ سے جو ہمارے مشرقی

بقیہ حاشیہ گذشتہ کے بلکہ خلیفۃ المسلمین کی کل مظلوم رعایا سے ہمدردی ہے۔ اور وہ یہہ امر مبرہن اور واضح کر دیتا کہ میری
خواہش فقط یہی ہے کہ کل قلمرو سلطانی میں مفید اور کار آمد اصلاحات کو مروج کراؤں تو اسحالت میں صورت معاملہ
موجودہ حالت سے بہت مختلف ہوتی۔ اونسے ایسا نہیں کیا۔ اسلئے گو ہشیار ترک (ہشیار ترکوں سے نامہ نگار غالبًا اوس دس
ہندرہ منکلرام ترکی نوجوانوں سے مراد لے رہے ہیں۔ جو آزاد ترکی جماعت کے نام سے موسوم ہیں) سلطان کی ظالمانہ حکومت سے
آہ و فغان کر رہے ہیں۔ مگر وہ امداد و اعانت کے لئے انگلستان سے استدعا کرنیکا خیال تک بھی نہیں کرتے۔ امیر صاحب کے تمادی
رفاقت اور اظہارات محبت و صداقت پر بہت کم اعتبار کیا جاتا ہے۔ بعض کو شبہہ ہے کہ موجودہ فساد ایسی سازش کا نتیجہ ہے
جو نہایت سوچ سمجھکر تجویز کیگئی تھی۔ مگر چونکہ قبل از وقت کارروائی کر دینے سے کم از کم سر دست وہ کہیل کسیقدر بگڑ گئی ہے اس
لئے امیر صاحب اپنی تدابیر کی تکمیل کیلئے مناسب وقت اور مہلت حاصل کرنیکے لئے دوستی کا یقین دلا رہے ہیں۔

انگریزی اخبار اسٹنڈرڈ کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے ایک ترک کی گفتگو تحریر کرتا ہے۔ نامہ نگار اوسکے خیالات کے متعلق لکھتا ہے
کہ اگر اوس عام ناراضگی کو مد نظر رکہا جائے جو انگلستان کے فعل و عمل سے عثمانیوں میں پہیلی ہوئی ہے تو وہ بہت ہی معتدل ہیں تاہم
یہ ترک فقط انگلستان ہی سے نہیں بلکہ کل اتحاد یورپ سے آزردہ ہے جسکی نسبت اوس ترک کا (جو اپنی گفتگو سے وہ درست ہے
تو سخت باجی اور کور رنگ ظاہر ہوتا ہے و دلیل) خیال ہے کہ پھر اتحاد گو ظاہر عثمانیہ سلطنت کی قیام و سلامتی کا مدعی ہے۔ مگر
دراصل (نقل کفر کفر نباشد) عبد الحمید کی جہنمی حکومت کی استقلال اور قیام میں سرگرم ہے۔ اور اسوقت تو یہ اتحاد ایسا
نکما ہو گیا ہے۔ کہ وہ اپنے وجود کو قایم کہہ سکنے سے زیادہ کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ گفتگو نے مضامین اپنے اصل مقصد سے گرتی گرتی
اب ایک قابل شرم باہمی مخاصمت کی حیثیت میں آگئی ہے۔ جسمیں طاقتیں ترکی اور یونان کے اسو تنازعہ سے بالکل غیر متعلق ہے یعنی اپنی اپنی
اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے دست بگریبان ہو رہی ہیں۔ جرمنی کا دعوی دوستی محض اس امر کا نتیجہ ہے کہ ترکی فتوحات
سے ترکونکی جائز اور منصفانہ مطالبات کے نقصان پہونچا کر یونان کے جرمن قرضخواہوں کا فائدہ نکالا جائے۔ اودہر انگلستان عثمانیوں کو علانیہ
ارضی اور مالی فواید سے محروم کرنے اور جا و دلیل و حجت زبردستی اونکو فتح کے ثمرات چہوڑنے پر مجبور کرنیکی کوشش کر رہا ہے۔

ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار برلن (جرمنی کا دار الخلافہ) سے ایک نامعلوم جرمن کی رائے تحریر کرتا ہے۔ یہ جرمن امیر صاحب کی غداری کی کوئی
وجہ نہیں بتا سکتا کہ انہیں انگلستان سے بگڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر بیان کرتا ہے کہ برلن میں یہہ بات معتبر سیون سے معلوم ہے کہ بعض لوگ
افغانستان اور ہندوستان میں مسلمانوں سے بغاوت کرانیکی کوشش کر رہے ہیں اور اس تحریک کے بانی مبانی سلطان معظم ہیں اس امر کی کافی
شہادت عرصہ سے برلن میں پہونچ چکی ہیں۔ اور یہہ یقینی امر ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو بھی یہ اطلاع ضرور پہونچگئی ہوگی۔ کہ سلطان المعظم نے انگریزوں سے
اسباب پر نالاض ہو کر اونہوں نے تمام مسلمانوں کو مدد دی ہے یہہ ثابت کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ بحیثیت خلیفہ انگلستان کو نقصان

مقبوضات کو پہونچتے اور اونکی تلافی ناممکن تھی بچا لیا۔ زمانہ حال کا انگریزی مظالم فروش درحقیقت بنی نوع انسان کا دشمن اعظم اور اس عہد کا جسکا وہ بظاہر حامی بنا ہوا ہو نہایت ہی خطرناک دشمن اور انگریزی اغراض و مفاد کے حق میں السیتی تباہی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ؎ پہونچانیکی طاقت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایران کی وساطت سے اپنی تجاویز کو عمل میں لے آئے" جب اس جرمن سے سوال کیا گیا کہ غالباً روس بھی اس سازش میں امیر صاحب کے ساتھ شامل ہوگا۔ تو اوسنے جواب دیا نہیں۔ میرے خیال میں روس کی طاقت وسط ایشیا میں ایسی مضبوط نہیں ہے کہ وہ ایسا کرنیکی قابل ہو۔ اگر اوسنے کبھی امیر و انگریزوں پر ہندوستان میں حملہ کیا تو وہ بہت سا ملک چھینیگی لیکن ہوگا۔ نہ کہ اپنی طاقت کو بیفائدہ کوششوں میں ضائع کرینگے۔ البتہ ہم برلن کی موجودہ شکل میں یہ امر خطرناک پاتے ہیں کہ سمان اسد عقدہ دسر سکو بھی تمہارے برخلاف اپنے ساتھ ملانیکی کوشش کر رہے ہیں۔ سابقہ مشکلات میں یہ صورت نہ تھی۔

افغانی تحریک میں روس کی سرد مہری عدم شرکت کے متعلق آسٹریا کے قصبہ لپسیچ کا اخبار لیپسچر لاٹ اور جرمن اخبار وسی شی ذی ٹنگ بھی یہی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ دونوں ساتھ ہی انگلستان کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر وہ چاہتا ہے کہ روس کو مداخلت کے لیے کوئی بہانہ یا اشتعال نہ دیا جائے تو اوسے نہایت حزم و احتیاط سے کام کرنا واجب ہے جرمن اخبار لکھتا ہے کہ "اگر روس ایکدفعہ بام یعنے سطح مرتفع پامیر سے دریائے سندھ کے میدانوں میں آیا۔ تو پھر پیچھے پھرنیکا امر محال ہو جائیگا"

معاملات سرحد ہند کی تشویش بخش حالت کے ساتھ ہی ہمیں یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ اب انگلستان ہی قسطنطنیہ کی گفتگوے مصالحت کی تصفیہ میں مزاحم ہو رہا ہے۔ اوسکی کارروائی پر چاروں طرف سے کمال ناراضگی کا اظہار ہو رہا ہے۔ حتی کہ آسٹریا جو ہمیشہ ہمارا دوست اور رفیق رہتا ہے۔ اور فرانس بھی جہاں کچھ عرصہ سے ہمارے ساتھ از دیاد محبت کی نسبی تخفیف عداوت کے آثار پائے جاتے تھے۔ اس معاملہ میں ہم سے ناراض ہوگیا ہے۔ ہفتہ گذرا ہے کہ یہ عام یقین ہوگیا تھا کہ اتحادیوں نے باتفاق یہ منظور کر لیا ہے کہ تاوان جنگ کے وصول ہونے تک ترک تریخالہ۔ لارسیا اور وولو پر بدستور قابض رہے اور جیسے جیسے اقساط وصول ہوتی جائیں اول لاریسہ اور پھر دوسرے شہر یکے بعد دیگرے خالی کر دئے جائیں۔ بعض روایات کے مطابق یہ تجویز کل سوائے دول ستہ کے قسطنطنیہ نے منظور کر لی تھی مگر جب انہوں نے اس امر کی اطلاع اپنی اپنی گورنمنٹوں کو دی تو لارڈ سالسبری نے سر فلپ کری کو مخالفت کرنیکی ہدایت کی۔ الغرض خواہ انگریزی سفیر نے اس تجویز کو پہلے مان لیا تھا یا نہیں یہ یقینی بات ہے کہ اب اکیلا انگلستان اوسکا مخالف ہے اور باقی تمام دولتیں اسکو قبول کرنے پر تیار ہیں اور اسطرح گفتگوے مصالحت کا تصفیہ رکا پڑا ہے۔ انگلستان اوس نئی حد کے آگے جو ٹرکی اور یونان میں اب منظور ہوئی ہے۔ اور جسکی رو سے ٹرکی کو صرف پہاڑوں کی چوٹیاں اور درے اور چند ایک غیر آبادی دیہات مل گئے ہیں تھیسلی کے کسی حصہ پر ٹرکی کے قابض ہونیکی اس بنا پر مخالفت کرتا ہے کہ یونان فقط چھوٹی چھوٹی سالانہ اقساط سے تاوان جنگ ادا کر سکیگا جو اس حساب سے عرصہ دراز میں بیباق ہوگا اور اس لحاظ سے تا بیباقی قبضہ دلانا دائمی قبضہ کے برابر ہوگا۔ ترکی کہتی ہے کہ جبتک پہلے ایک معقول رقم جو دس لاکھ پونڈ بتائی جاتی ہے۔ ادا نہ کیجائے مقبوضہ علاقہ سے ہم ایک قدم پیچھے نہیں ہٹینگے اور پھر جوں جوں تاوان ادا ہوتا جائیگا اوسی نسبت سے ملک کو خالی کرتے جاینگے۔ اوسکے اس دعوے کو بڑا عظمی دول تسلیم کرتی ہیں۔ اور ٹرکی کو اس امر پر مجبور کرنے سے انکار کرتی

سخش لعنت ہے کہ اوسسے سخت بدتر لعنت انسان کے وہم و گمان میں نہیں آسکتی۔

لازمی اتحاد اس کتاب کے نویسندہ کی اب بھی گذشتہ تین برسوں کیطرح یہ دلی تمنا و خواہش ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کی ہیں کہ وہ ایسی شرائط پر جسپر وہ صلح کے متعلق اطمینان بخش نہیں سمجھتی تھسلی کو خالی کردے۔ اسٹر کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ قیصر جرمنی نے سینٹ پیٹرزبرگ کی سیاحت کے دوران میں عثمانی سفیر کو سلطان کی خدمت میں تحریر کرنیکی اجازت دی تھی کہ وہ حضور ممدوح کو قیصر اور زار کی طرف سے یقین دلادے۔ کہ یہ دونوں فرمانروا تادان جنگ کے مقابلہ میں اون کی پوری طرفداری کرینگے۔

جرمنی کا اخبار نیشنل سائی ٹنگ بھی جو قیصر ولیم کا خاص الخاص پرچہ اور لسان الحال سمجھا جاتا ہے بڑے زور سے لکھتا ہے کہ کوئی شخص ترکی سے اس حقیر سے تاوان سے جو اوسے اخراجات جنگ کے عوض ملیگا۔ دست بردار ہونیکی امید نہیں کرسکتا۔ اور نیز ظاہر ہے کہ بلا وصولی تھسلی کو چھوڑ دینا دست برداری کے مساوی ہے کیونکہ نہایت ہی سخت اور معتبر ضمانتوں کے بغیر ٹرکی کے مطالبات کا نصف ترین حصہ بھی بیباق نہیں کیا جائیگا یونان روپیہ ادا کردینے سے بیشک اس مشکل کو دور کرسکتا ہے مگر مشکل یہہ ہے کہ اس کے پاس روپیہ نہیں جسکو بہم پہنچانیکے لئے اوس نے بے طرح جد و جہد کیا ہے۔ یونانی بنکوں کے مہتموں اور دیگر ساہوکاروں سے صلاح و مشورہ کیا گیا کہ دس لاکھ پونڈ مطلوبہ کسطرح سے بہم پہنچائے جائیں کہ ترک تخلیہ کی کارروائی شروع کردیں مگر ان سب نے کہدیا کہ ہم کوئی معقول تدبیر نہیں سوچ سکتے۔ اول یونانی متمولین سے بھی جو ممالک اجنبیہ میں مقیم ہیں التجا کیگئی۔ مگر جیسا کہ دولتمندوں کا قاعدہ ہے کہ جب اونکو شک ہو کہ فلاں شخص قرض مانگنے کیلئے آیا ہے تو وہ نوکرکے ہاتھہ کہلا بھیجتے ہیں۔ کہ میاں صاحب گھر میں نہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے ٹال مٹول اتبلا دیا چنانچہ اکثر متمولین کی کوٹھیوں سے جواب آگئے کہ مالک بغرض سیر و سیاحت باہر گئے ہوئے ہیں۔ اسبات کا کچھہ چرچا ہو رہا ہے۔ کہ عثمانیہ بنک نے دس لاکھہ پونڈ مطلوبہ قرض دینے کا ارادہ کیا ہے۔ مگر یہ خبر بالکل مجہول ہے اور اسبات کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کیا بنک توکل علی اللہ موجودہ حالت کی کل جوکھوں اٹھا کر قرض دینے کو تیار ہے یا کسی معتبر اور مستند ضمانت اور کفالت پر دینا چاہتا ہے۔ اگر یونان دول یورپ کی ضمانت دیدے تو روپیہ ابھی میسر ہوجاتا ہے۔ لیکن ایسا کرنیکو لئے اوسے لازمی طور پر یورپین نگرانی قبول کرنی پڑیگی جس سے اوسے بدستور سابق سخت انکار ہے۔ پس جب ترکی۔ انگلستان جرمنی اور یونان متضاد شرائط پر مصر ہوں تو کم از کم سردست اتحاد یورپ کی مختتونکا خاتمہ نظر آتا ہے۔ اور ہر ساعت اوسکی شکست ہونیکی توقع لگ رہی ہے اگر ایسا ہوگیا تو سارا الزام انگلستان کے سر تھوپا جائیگا۔ جو ہر اعظمی اخبارات کی خفگی آمیز تحریرات اگر سطحی نہیں ہیں اور باوجود اسکی یہ خفگی کوئی زیادہ خطرناک صورت نہ اختیار کرے تو ہمیں اپنے تئیں کمال خوش نصیب سمجھنا چاہئے حسب معمول ہم پر خود غرضی کے الزام لگائے جارہے ہیں۔ وائینا (دار الخلافہ آسٹریا) میں ہمپر الزام لگایا جارہا ہے کہ ہماری اس تجویز کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیا جائیگا۔ آسٹریا والونکا بیان ہے کہ گو یورپ انگریزی حکومت ہند کو مخدوش حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا لیکن اگر اوسے یورپ میں سخت پیچیدگیاں پیدا ہوں یا یورپین عالمگیر جنگ کے خطرہ اور ہندوستان کی مخدوش حالت

انگلستان اور ٹرکی میں پھر سابقہ مودت اور یگانگت قائم ہو جاتی ہے۔ یہہ مفاقت دونوں سلطنتوں کیلئے ضروری ہے ٹرکی چاروں طرف سے بد اصول و بے ایمان دشمنوں سے گھری ہوئی ہے۔ اور اوسکو ایک ایسی سلطنت کی امداد اور دوستانہ صلاح و مشورہ کی سخت ضرورت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں سے ایک کو منتخب کرنیکی ضرورت لاحق ہوتی تو وہ کوئی ایسا لمبا چوڑا غور و فکر نہیں کریگا جسقدر آجتک روسی ہنگری اخبارات خیال کرتے ہیں۔ کہ جسطرح سلطان لارڈ سالسبری سے اونکی اس طریق عمل کا جو وہ قسطنطنیہ میں اختیار کئے ہوئے ہیں انتقام میں مشکلات سر پا کرا کر بدلا رہے ہیں۔ اوسی طرح لارڈ سالسبری سلطان المعظم کی اس فتنہ انگیزی کا قسطنطنیہ میں مشکل کا وارث کر کر عوض لے رہے ہیں۔ مقصہ مختصر ہماری بر اعظمی نکتہ چینیوں میں سے ایک بھی ہماری نسبت یہہ حسن ظن نہیں رکھتا کہ ہم محض یونان کی بلا غرض دوستی کیوجہ سے یہہ سب کچھہ کر رہے ہیں۔ سب کے سب یکزبان ہوکر یہہ کہہ رہے ہیں۔ کہ انگلستان نے کسی خاص خود غرضی کو مد نظر رکھا ہوا ہے۔

اخبار پسٹہر لائڈ بڑے دعوے سے لکہتا ہے اگر انگلستان نے اور زیادہ مزاحمت کی تو دول یورپ اوسکے بغیر ہی تنازعہ روم و یونان کا تصفیہ کرنا شروع کر دیں گی۔ اگر برٹش گورنمنٹ کل تاوان جنگ کی ادائیگی تک ترکی قبضہ ہتسلی کو منظور نہیں کریگی۔ تو یہہ ممکن ہے کہ دول عظام یونان کو ادائگی کے لئے کوئی اور معقول ضمانت ٹرکی کو دینے کا قابل بنادیں۔ مگر اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ ہتسلی کی مسلسل ترکی قبضہ کیلئے بر اعظمی طاقتوں کو انگلستان سے منظوری حاصل کرنا ضروری ہے اگر باقیماندہ طاقتیں متفق ہو جائیں کہ تا وصول تاوان ترکی قابض رہے۔ تو ایسی حالت میں دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہہ کہ شاید یونان اس بات پر رضامند ہو جاے اسصورت میں بمصداق پنجابی مثل ماسی ماتر پچھا چپا کٹنی "۔ لارڈ سالسبری شاہ جارج سے زیادہ خیر خواہ یونان نہیں ہو سکتے۔ دوم یہہ کہ یونان رضامند نہو۔ اور لارڈ ممدوح کی ہمراے ہو کہ ترکوں کو بہر نوع و بہر حال فی الفور ہتسلی خالی کر دینی چاہئے۔ تو اسصورت میں ترکی و یونان میں کوئی صلح باہم نہیں ہوگی۔ بلکہ ترک جبتک انکا دل چاہیگا ہتسلی میں مقیم رہینگے۔ ہاں بہادر یونانی فوج "یا برطانیہ کلان اونکو نکالدے تو دوسری بات ہے۔ مگر ان دونوں صورتوں میں سے کسی کے بہی پیش آنیکا احتمال نہیں۔ روس اگر اب سے بارہ مہینے پیشتر ترکی کو مجبور کرنے پر رضامند نہیں ہوا تہا تو باغلب وجہ اب بہی نہیں ہوگا۔ جرمنی یونان کی طرفداری میں سلطان المعظم پر زیادتی کیجاینگی یقیناً مزاحمت کریگی"۔ اخبار مذکور کی تحریر کا پچھلا حصہ بیشک بالکل درست ہے۔ پانچواں بر اعظمی طاقتوں میں سے چار بالضرور انگلستان کو بالعمل کے برخلاف کوئی عملی مخالفانہ کارروائی نہیں کرنے دینگی۔ اور خود انگلستان کی باشندے بہی یونان کی محض ناز برداری کیلئے کہ اوسکی خودداری میں حرف نہ آئے اپنی گورنمنٹ کو یورپ کے امن میں خلل ڈالنے کی اجازت نہیں دینگے نہ یہہ ممکن ہے کہ یونان ہی پھر لڑائی کو شروع کر دیگا یہہ ٹھیک ہے۔ کہ اتوار گذشتہ (۱۵-اگست) کو اتھنز میں ایک عام جلسہ ہوکر یہہ رزولیوشن پاس ہوا تہا کہ قوم یونان ذلیل شرائط پر صلح کو ہماری سر منڈھنا چاہتا ہے۔ اور نیز چونکہ بقول مبصرین فنون حرب یونانی فوجیں سوچ سمجھ کر حصار بسلسلہ کوہ و ٹہرلس کو پیچھے ہٹ ہوئی ایسے محفوظ دروں کی پناہ میں ہیں جو ناقابل فتح ہیں۔ لہذا گورنمنٹ سے استدعا کیجاتی ہے کہ وہ کل تاوان اور تندرست باشندگان

ہی جو کمال شائستہ اور بیغرض ہونگی علاوہ سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات یا اوسکی آزادی کے متعلق کوئی برا ارادہ نہیں رکھتی
اسیطرح انگلستان کیلئے ہندوستان پر یا آبنائے ڈوارڈ نیلز اور بحیرہ روم میں ہماری بحری فوقیت و غلبہ پر کسی دشمن کے حملہ آور

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے یونانی کو سلیح ہونیکو کے طالب کرے اور شاہ بذات خاص فوج جنگی کمان لے۔“ مگر ہم قرائن بتا رہے ہیں کہ یونانیوں کی سمجھ اب
حد سے ہوش آنا شروع ہوگیا ہے۔ چنانچہ ۱۸ اگست کی ٹیلیگراف میں یونانی اخبار اکرو پولس کے اڈیٹر نے یونانی گورنمنٹ کی کل انتظام حکومت پر
ایسا تبرا کیا ہو مضمون لکھا ہے کہ اوس سے زیادہ سخت ممکن نہیں تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ آئینی طرز حکومت یونان میں بالکل بودی ثابت ہوئی
ہے پارلیمنٹ محض ہے تلاش کرنے اور سرکاری ملازمت کا ذریعہ ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک سرکاری محکمہ اور اسکی متفرق شاخیں مجلس وضع
قوانین صیغہ انصاف و عدالت پولیس تعلیم لوکل گورنمنٹ فوج۔ بحری فوج۔ تار اور ڈاک سب کے سب رشوت اور خیانت کے
جذام سے از سرتا پا پوسیدہ اور متعفن ہو رہے ہیں۔ بادشاہ بہتری کیلئے کوئی کوشش نہیں کرتا۔ کاہلی بزدلی یا خودغرضی خواہ کوئی وجہ ہو
وہ بھی خود شاہ شطرنج بنگیا ہے اور محض وزرائے کے احکام پر دستخط کرنیکی مشین ہے۔ مگر وہ شاہ کو ہی ملک کا سنجات دہندہ تصور کرتا ہے۔ وہ
لکھتا ہے کہ اگر جمہوری ریاست قائم کرو تو وہ گویا انجام کی خود ابتدا کرنی ہوگی اور موجودہ خاندان کو بدلنا صریح مشکل ہے یونان کا
تخت ایسا آرام دہ نہیں کہ اوسکے لئے کوئی امیدوار بہم پہونچ سکے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ بادشاہ اوس کام کو جو اوسکے سامنے ہے بخوبی
سمجھے اور اوسکی تکمیل کیلئے کمر ہمت چست باندہکر جسطرح کہ اب وہ نام نہاد بادشاہ ہے۔ پھر فی الواقع بادشاہ بھی بنے۔ اوسکے خیال
میں یونان کو کامل تباہی سے بچا سکنے کیلئے زبردست اور مستعد مطلق العنان حکومت کی ضرورت ہے اڈیٹر مذکور بادشاہ کو مشورہ دیتا ہے
کہ وہ حتی الوسع ترکی سے بہت جلد صلح صفائی کرکے اپنے اندرونی نظم و نسق کے ناپاک اصطبل کو جسقدر جلد ممکن ہو صاف کرے۔ یہ اظہار یونان
میں بہت مقبول ہے اور امید ہے کہ وہ اپنے ملک کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہو جائیگا۔ مگر ساتھ ہی بعض کو اندیشہ ہے کہ
انگلستان کے ضمیر رقیبہ اور سلسل امداد دینے سے شاید یونان لاراست پر آہنسے برابر چلتا رہیگا۔ موجودہ مشکلات سے باہر نکلنے کا راستہ
البتہ صاف اور سادہ ہے کہ بعض انگریزی اخبارات مزاحم ہو رہے ہیں کہ کیا وہ ایسی بدیہی بات کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ یونان فقط چند مدات
محاصل یورپین مجلس نگرانی کے سپرد کردے تو وہ تھسلی کو ترکوں سے خالی کرانیکے لئے کل ہی کافی رقم حاصل کر لیتا ہے۔ اس بارہ میں ڈیلی نیوز
بھی ترکوں کی حمایت کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ اگر ترک تھسلی کو یوں ہی چھوڑ دینگے تو پھر اونکو ایک حبہ بھی وصول نہیں ہوگا۔

اگر اتحاد یورپ شکست ہو گیا تو سلطان کے اقتدار میں جو پہلے ہی بہت بڑھ گیا ہے اور زیادہ اضافہ ہو جائیگا۔ پرنس بسمارک کا اخبار
ہمبرگ نیکرکٹن لکھتا ہے کہ ”خلافت سلطان روم کی ذات میں بہت بڑی طاقت ہے اور یورپین مدبرین و سفرا کو آگاہ رہنا
چاہئے کہ اب انکو ایسی ترکی سے سابقہ نہیں جسکی کمزوری کی روایتیں مشہور ہو رہی تھیں“۔ کچھ عرصہ سے تقریباً ہر ایک واقعہ کسی
نہ کسی طرح سلطان کے حق میں نہایت مفید پڑتا ہے اور جسطریق سے یہ اعظمی اخبارات بالعموم اور جرمن اخبارات بالخصوص
سلطان المعظم کی طاقت و جبروت کی صفت و ثنا کر رہے اور اونکو ہندوستان۔ افغانستان اور مصر میں انگلستان کو کسی ایسی ایذا کا جو
وہ دیا رہے میں اونکو پہونچانے موثر ترکی ہے ترکی جواب دینے کی کافی قوت رکہنے پر لمبی چوڑی تحریریں لکھنے میں ایک دوسرے

ہونگی صوبتیں بہا ور عثمانیہ فوج اور خلیفہ اسلام کی امداد و اعانت نہایت ضروری ہے سلطنت عثمانیہ سے اتحاد و رفاقت رکہنے کی پالیسی کوئی نئی نہیں ہے موجودہ صدی کے تمام بڑی بڑی انگریز مدبر ولیم پیٹ - لارڈ پامرسٹن - اور مسٹر ڈسڑائیلی (بیکنسفیلڈ) کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے صد بصد ہو کر مقابلہ کر رہے ہیں - وہ طریق اسلامی دنیا میں سلطان المعظم کے اقتدار کو کسطرح کم ہونے دیسکتا ہے تازہ ترین واقعات میں سے ایک شاہزادہ فرڈینینڈ والی بلگیریا کا اپنے تئیں قدم سلطانی پر ڈالنے کا واقعہ ہے شاہزادہ مذکور نہایت مدبر زمانہ شناس اور معاملہ فہم شخص ہے اوسکا وزیر اعظم ڈاکٹر سٹائیلاف کا بیان ہے کہ شاہزادہ نے دیکہہ لیا کہ سلطان المعظم کی ذات بابرکات کی طفیل سلطنت عثمانیہ کا آفتاب نحوست اور ادبار کی ظلمت سے نکلکر پہر طلوع ہونا شروع ہو گیا ہے چنانچہ وہ سابقہ تقصیرات کی معافی اور آئندہ کے لئے نوازشات شاہی کے شامل حال ہونے کی استدعا کیلئے فوراً پایہ عرش خلافت کو چومنے کے لئے استانہ علیہ کو دوڑ گیا - شاہزادہ نے آسٹریا کو بہی آزما لیا ہے اور روس کو بہی - اور ان میں سے کسی سے اوسکی مراد حاصل نہیں ہوئی - اوسے اب یقین ہو گیا ہے کہ میرا اور میرے ملک (یعنی بلگیریا) افسوس یہ وہی ملک ہے جسکو اب سے بیس برس پہلے ترک اپنا کہتے تھے اور اب وہ فرڈینینڈ کا کہلاتا ہے (وکیل) کا اسی میں بہلا ہے کہ اپنے شہنشاہ کی بارگاہ میں قرب حاصل کر لے بلگیریا کو مغربی تہذیب کا رنگ دینے کی بجائے مشرقی تہذیب سے منور کروں اور خود ایک یورپین مذاق اور خیالات کا شہزادہ بننے کی بجائے شرقی نائب السلطنت بننا اپنا مقصد ٹہیراؤں - یہ ہے وہ پالیسی جو شہزادہ کو قسطنطنیہ لیگئی - جہاں اوسنے قلیل اقامت کے دوران میں باجگزارانہ حیثیت سے تجاوز نہ کیا - اس طرح سے اوسنے عثمانیہ قوم کو اپنا ہوا خواہ بنالیا ہے - اور سلطان المعظم سے یہ وعدہ حاصل کر لیا ہے کہ مقدونیا کے متعلق بلگیریا کی خواہشوں کو پورا کیا جائیگا" ڈاکٹر سٹائیلاف دعوے سے کہتا ہے کہ "شاہزادہ فرڈینینڈ سلطان المعظم کا وفادار غلام ہونے کی وجہ سے رومانیا یا سرویا سے جنگ ہونیکی صورت میں فتحیاب رہیگا - ترکی عظیم الشان اور کثیر التعداد فوج رکہتی ہے اور جنگ کیوقت بلگیریا اوسمیں ایک کہیہ بہادر اور شامل کر سکیگی جہانتک یورپ کا تعلق ہے بلگیریا اوسکے سامنے اب کبہی ذلیل نہیں ہوگا - شاہزادہ فرڈینینڈ یورپ کے زبردان کے روبرو سر نیاز خم کرنیکے بجائے اپنے آقائے نعمت سلطان المعظم کے دست مبارک کے بوسہ دینے کو ترجیح دیتا ہے"۔

وزیر موصوف کے اس تقریر پر پاؤنیر کا نامہ نگار کمال حیرت کے ساتھ اپنی طرف سے اتنا اور کرتا ہے کہ فی الواقع قوموں کی زندگی بہی افراد کی زندگی کیطرح زمانہ کی نیرنگیوں سے خالی نہیں بیس برس ہوئے روس بلگیریا کے میدانوں کو بظاہر اوسکی ترکی سے آزاد کرانیکے لئے اپنے ابنائے وطن کے خون سے سیراب کر رہا تھا - آج اوسی ملک کا شہزادہ عبد الحمید کے قدموں پر گر کر اوسکے ہاتھوں کو چوم رہا ہے اور اپنے آپ کو ترکی کا باجگذار کہلانے پر بجا فخر کرتا ہے - اور اوسپر دوسری طرف عہدنامہ برلین کے جتنے تمام دستخط کنندگان باستثنائے معدودے چند اسوقت ترکی کے جانی دشمن ہیں (اکثر دستخط کنندگان سے یہاں بالخصوص پرنس بسمارک سے مراد ہے جو اسوقت ترکی اعضا کے کاٹنے میں ہیڈ بوچر کا کام کر رہا تھا) سلطان کی طرح مرا ئے ہیں سر گرمی کے ساتھ مصروف ہیں۔

تتمہ حاشیہ کا بر صفحہ مسابقہ نمبر ۴۷۹

یعنی پالیسی اور شیخ آمیز تھی۔ اور یہ پالیسی پولیٹکل حالات مذہبی اعتقاد اور فوجی و بحری اغراض عسکریہ کی دائمی ضرورتوں پر مبنی ہے۔ غلطی اور مغالطہ آمیز تفریق الفاظی اور الفاظی کی بے اندازہ مقدار سے بھی اس پالیسی کی احتیاج

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے اخبار ٹائمز میں ایک واقفکار انگریز نے مخفی نام سے بتاریخ ستمبر ایک چٹھی لکھی ہے۔ جس میں سرحد ہندوستان کے فسادوں اور اونکے باعث پر اُسنے اچھی طرح بحث کی ہے۔ حال میں بعض اخبارات میں جو کچھہ شائع ہوا تھا کہ یورپ کے تازہ واقعات یعنی جنگ روم و یونان وغیرہ ان فسادوں کا باعث ہیں۔ نامہ نگار مذکور اسکی قطعی تردید کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اگر سلطان انگلستان کے دشمن ہو جائیں۔ یا عیسائیوں سے نفرت کرنے لگیں۔ اور اون کے مخالف بنیں تو یہہ تغیر جاہل وحشی پہاڑی اقوام میں نہیں۔ بلکہ بہ تنظیم ہندوستان کے اندر مسلمان کے زبردست اور زیادہ آباد شہروں میں محسوس ہوتا۔ اسکے بعد نامہ نگار صاحب نے ایک مزید بات یہہ لکھی ہے۔ کہ یہہ قرین صداقت ہے کہ سلطان المعظم نے اپنے قاصد ہندوستان میں شورش پھیلانے اور امیر افغانستان کو اکسانے کیواسطے بھیجے ہونگے۔ لیکن اس کوشش کی ناکامی اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان ریاستوں اور سلطنتوں نے اسپر کچھہ بھی عمل نہ کیا۔ خواہ یہہ نامہ نگار کوئی صاحب ہوں اور سیاسی خواہ کیسے ہی واقفکار ہوں۔ اسمیں شک نہیں کہ اونکی اس واقفیت سے بڑھکر لغو کوئی بات نہیں ہو سکتی سلطان المعظم کا سفیر بھیجنا تو کجا پچھلے دنوں میں امیر سید افغانی کے قسطنطنیہ پہنچنے پر جو تراش انگریزی پریس اور خصوصاً ہندوستان کے اینگلو انڈین اخبارات نے کی تھی۔ وہ اس سے بڑھکر لغو ثابت ہوگی جبوقت اسکی کل حقیقت کھل گئی۔ کہ نہ سلطان المعظم نے کوئی خط اپنی قلم سے لکھکر اونکے ہاتھہ امیر صاحب کو روانہ کیا۔ اور نہ وہ امیر صاحب کیطرف سے ہی قسطنطنیہ گیا تھا بلکہ وہ ایک افغان امیر تھا۔ کہ جو ایک زمانہ میں امیر صاحب کے مخالف مدعی تخت افغانستان کا طرفدار تھا۔ اور اس مخالفت کی وجہ سے اسکو افغانستان چھوڑے ہوے ایک عرصہ گذر گیا تھا۔ یہہ افغان حج بیت اللہ کو گیا۔ اور اپنے طور پر قسطنطنیہ بھی چلا گیا۔ اصلیت اس معاملہ کی صرف اتنی ہی تھی جسپر رئیٹر ایجنسی نے تار کے ذریعہ اطلاع دی کہ افغانی امیر سید امیر صاحب کیطرف سے خاص تحفے لیکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اور سلطان نے بھی اوسکو امیر کیواسطے تحفے تحائف دیکر معہ ایک خاص اپنی قلم کے لکھی ہوئی خط کے واپس کیا ہے۔ مگر دو تین روز بعد اس خط وغیرہ کے ارسال کئے جانیکی خبر کی۔ تردید خود رئیٹر ایجنسی نے ہی کردی اسیطرح ان نامہ نگار صاحب کی اعلیٰ واقفیت کا یہہ ایک ادنیٰ نمونہ ہے کہ آپکے خیال میں سلطان المعظم کا اپنے خاص سفیر ہندوستان کو بھیجنا قرین صداقت ہے۔

بہرحال یہہ ہو کر کہا کہ نامہ نگار صاحب سرحدی اقوام کی مذہبی واقفیت اور انکی تعلیم وغیرہ کی کمی اور عدم موجودگی پر چند سطریں وقف کرکے لکھتے ہیں۔ کہ اس میں تو شک نہیں کہ ان فسادوں میں بہت سا حصہ مذہبی تعصب و جنون کا ضرور ہے مگر یہہ ہرگز نہیں تسلیم کیا جا سکتا کہ حال کے واقعات یورپ کیطرح بھی انکی محرک ہوئی ہیں۔ یہہ سلسلہ اس غلط اور بے بنیاد ہے کہ امیر صاحب نے ان فسادوں کو بھڑکایا ہے۔ سرحدی اقوام جو آمادہ فساد میں ہمیشہ سے آزاد رہی ہیں اور بےتعلق امیر صاحب کے خلاف

شدیدہ کالعدم نہیں ہوسکتی۔ جبتک قسطنطنیہ اور اوسکی دونوں آبنائیں ویسی ہی اہم رہیں جیسی کہ وہ قدیم سے چلی آتی ہیں
جبتک ہندوستان میں کئی کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ اور جبتک روس ایک عظیم غاصب و مغرور فوجی طاقت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (برخلاف ہیں جسقدر کہ ہماری ۱۸۹۳ء میں حسب خط سرحدی ڈیورنڈ مشن لعد امیر صاحب میں قرار پاچکا ہے اوسکی رو سے انگریزی سمت سرحد پر آباد ہیں مزید براں عبدالرحمن خان ایک نہایت دانا اور دوراندیش مدبر ہیں۔ جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کن امور سے اونکے ملک کی آزادی اور خوشحالی کو قیام رہ سکتا ہے اور وہ کبھی اوسکو معرض خطر میں ڈالنے والے نہیں۔ اس قسم کے فسادوں سے نتیجہ یہی نکالسکتا ہے کہ انگریز امیر صاحب کے علاقہ کے قریب تر پہنچیں امیر صاحب اسکو اچھی طرح جانتے ہیں اور وہ اسقدر دانائی رکھتے ہیں کہ انگریزوں کی ہمسائگت پر ان سرحدی اقوام کی ہمسائگت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسکے بعد نامہ نگار صاحب نے ان اخبارات کی تردید کی ہے جنھوں نے لکھا تھا کہ ان فسادوں کی وجہ گورنمنٹ کا طریق عمل نسبت چترال اور نیز عام پالیسی گورنمنٹ متعلق سرحد ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں اغلب ہے کہ سواتیوں کی شورش بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ ان میں جو غیر مطمئن اور شوریدہ پشت حصہ ہے وہ برٹش گورنمنٹ کے حقوق کا مخالف ہے اور سرحدی پالیسی کا یہ پہلا اصول ہے کہ کسی پہاڑی قوم نے کبھی انگریزی طاقت کی اپنی مرضی سے متابعت نہیں کی ہے جبتک کہ حتی الامکان اسکی مزاحمت نہ کرلی ہو اور اسکی جنگی قوت کا اچھی طرح تجربہ نہ کرلیا ہو اور سواتیوں کو جبتک اس زمانہ کا حافظہ کام دیتا ہے کبھی یہ سبق سیکھنے کا موقعہ نہیں ملا اور سواتیوں کی آمادہ فساد ہونیکی اغلباً یہی معدود وجہہ ہے۔

آفریدی اور امیر (اظہار البیان فی نصیحت الافغان)

انگلو انڈین اخبارات بھی اونٹ سے کسی طرح کم نہیں جنکی کوئی کل سیدھی نہیں میٹھی کچھ عرصہ سے اونکو اپنے مفسدانہ اغراض ومقاصد میں بہت کچھ کامیابی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ انکی پالیسی جسقدر متزلزل ہے اسکی نظیر شاید صفحہ ہستی پر ملنا محال ہے گذشتہ باتوں کو چھوڑ کر تازہ سرحدی فسادوں کو لیجئے۔ پہلے پہل انہوں نے اون کی متعلق امیر صاحب کی شرکت کے بارہ میں حلق پھاڑ پھاڑ کر زمین و آسمان ایک کر دیئے۔ لیکن معاً اسکے بعد ہی بادنما مرغ کی طرح اون کے رخ بدل گئے اور امیر صاحب کی بولو ثی اور برٹش گورنمنٹ کے ساتھ رفاقت او معاونت پر ثابت قدمی اور وفاداری کی نسبت قسمیں کہا کر اعتماد ظاہر کرنے لگے ضیاء الملت والدین۔ اسمیں شک نہیں کہ نہایت ہوشیار مدبر او جیسا کہ خود ایک انگلو انڈین اخبار نے لکھا تھا۔ ایشیا کے بے مثل زبردست فرمانبردار ہیں مگر اسمیں شک نہیں کہ نہایت صاف گو ہیں۔ اور جو کچھ انکے دل میں ہوتا ہے بے کھٹکے زبان پر لے آتے ہیں۔ ہمارے انگلو انڈین اخبارات بفضل خدا غایت درجہ کے عصبی مزاج بھی ہیں تیتہ کٹو کا اور بندہ بہر کا۔ یہ یورپین ڈپلومیسی یا بالفاظ دیگر ریاکاری کے عادی۔ انکو ایشیائی صاف گوئی اور بے ریائی سے سایہ کا بھی بھوت بنکر چمٹ جاتا ہے۔ امیر صاحب نے علاوہ سرکار انگلشیہ کو اپنے خاص مراسلہ سے اپنی وفاداری اور رفاقت کا یقین دلانے کے عملاً بھی اپنی اعتبار او دیانت و صداقت کو ثابت کردیا۔ انہوں نے جو جواب آفریدیوں کی درخواست معاونت کا دیا ہے سمیں انہوں نے صاف صاف اپنے دل کی سچی باتیں لکھہ دیں۔ اب ہمارے لاہوری انگلو انڈین معاصر کو رعشہ ہوگیا۔ وہ اب پھر وہی پرانی گت بجا رہا ہے کہ امیر صاحب در اصل ان فسادوں میں شریک ہیں۔ انکے پاس

ہی تب تک شجاع وجانباز عثمانیہ قوم کا اتحاد انگلستان کے لئے اشد ضروری اور لازمی ہے قسطنطنیہ کی اقامت کے
دوران میں امیر البحر وولس پاشا اور رلبنٹ پاشا ہماری حال پر بڑی مہربانی کرتے رہے اول الذکر ترکی کے بہترین اور کمال

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ} ۲۰۰۰ توپیں فی توپ ایکہزار گولے ۳۰ سے ۴۰ لاکھ تک بندوقیں اور بیشمار کارتوس اور گولی بارود ہے۔ وہی
ان سرحدی اقوام کو گولی بارود دیتے ہیں۔ مگر وہ اب اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اسی واسطے جبکہ کوئی ذراسی بھی شبہہ
شبہہ کی بات ہوئی اور فوراً بلا پوچھے وہ اپنی بے تعلقی اور بے لوثی ثابت کرنیکو تیار ہیں اور کہ اون کے مظالم کے باعث انکی رعایا اُن سے
سخت متنفر ہے۔ سردار حبیب اللہ خاں اُنسے بڑھکر ہر دل عزیز ہیں۔ اسکے علاوہ ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ درہ خیبر جو کہ آفریدیونکے فساد کے
باعث مسدود ہے مال تجارت بھی کابل سے ہندوستان نہیں آسکتا اور خود امیر صاحب کا سامان حرب جو انہوں نے یوروپ
سے منگوایا تھا۔ اسوقت پشاور کے ریلوے گدام پر پڑا ہے اور آگے نہیں جاسکتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر صاحب کا کسقدر نقصان
ہو رہا ہے لیکن لاہوری انگلو انڈین لکھتا ہے کہ امیر صاحب نے اپنی غرض پوری کرنیکے واسطے اس نقصان کو بھی گوارا کر لیا مگر سرحدی
فسادوں کی شرکت کو ترجیح دی۔ ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ امیر صاحب کے گذشتہ حالات ناظرین اخبارات سے پوشیدہ نہیں
ان کی طبیعت کا خود ان کے متعلقہ روزمرہ کے واقعات سے نہایت اچھی طرح اندازہ ہو سکتا ہے۔ لہذا اس انگلو انڈین کے ان
الزاموں کو مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دی جاسکتی ذیل کے واقعات بجائے خود امیر صاحب کی نیک نیتی اور
وفاداری کے شاہد ہیں۔

کابل میں امیر صاحب کے حکم سے ایک اعلان سربازار چسپان کیا گیا ہے جو آفریدیونکے اس ڈیپوٹیشن کے جواب میں ہے جو امیر صاحب
کی خدمت میں بطلب امداد گیا تھا۔ مگر جو جلال آباد سے ہی واپس کر دیا گیا تھا۔ امیر صاحب کے اعلان عام میں اس جواب کی تاریخ
۲۳- ستمبر ۱۸۹۷ء ہے اور وہ حسب ذیل ہے:۔

تراہ کے آفریدیوں نے اپنے اٹھارہ آدمی میرے پاس روانہ کئے تھے۔ جن میں ملک۔ علماء اور دیگر معزز و سربرآوردہ اراکین
شامل تھے ہر ایک حصہ قوم نے علیحدہ عرضی ارسال کی تھی۔ اور مجھ سے امداد چاہی۔ میرے حسب حکم یہ لوگ جلال آباد میں روک لئے گئے
اور اونکی عرضیاں مجھکو بھیج دی گئیں۔ جنکو میں نے نامنظور کیا۔ میں نے انکی عرضیونکے جواب جلال آباد بھیجدئے تاکہ اونکو وصول کر کے
وہ واپس چلے جائیں۔ انکی عرضیونکی تفصیل اسطرح ہے۔

زمانہ قدیم سے برٹش گورنمنٹ بتدریج ہماری ملک پر قبضہ کرتی چلی آرہی ہے۔ اور نہ صرف ہماری ملک پر ہی بلکہ افغان علاقہ پر بھی
اور گورنمنٹ مذکور نے مختلف مقامات اور علاقوں میں قلعے تعمیر کر لئے ہیں۔ ہمنے بہت سے موقعوں پر افغان گورنمنٹ سے اسکی شکایت کی مگر حضور
والا نے ہماری شکایت پر کچھ توجہ نہ مبذول فرمائی۔ لہذا لاچار ہو کر۔ اور اسلام اپنے مذہب پر ثابت قدمی کا لحاظ کر کے ہمنے خداوند تعالے
کی رہبری پر برٹش گورنمنٹ سے چھیڑنا شروع کر دیا۔ اور ہمنے ہر طرح انگریزوں سے اپنی تعلقات قطع کر لئے ہم نے ہنگو کے اوپر سامانا کے
پانچ قلعے لوٹ لئے اور تباہ کر دئے۔ ایک ملا شنواری کے پاس سامانا کے دامن میں انگریزی علاقہ کے اندر ایک قلعہ درہ بلان کے پاس کوہاٹ کے

جان نثار دوستوں اور خیر خواہوں میں سے ہے۔ اور آخر الذکر قسطنطنیہ کا عام مشہور اور ہر دلعزیز انگریز باشندہ ہے ۱۴ مئی کو ہمنے محل دولمہ باغچہ میں عید بیرام کا مشہور دربار نہایت عمدگی اور وضاحت کے ساتھہ دیکھا۔ دربار مذکور دنیا کو[1]

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قریب ایک تھانہ نوراوادی کے پاس۔ دوسرا تھانہ کاہی کے پاس۔ ایک تھانہ غالوچینا کے پاس۔ ایک تھانہ شمس الدین کے پاس۔ ایک چروہی کے پاس۔ ایک قلعہ متصل خنک۔ ایک تھانہ جیمگ کے پاس۔ ایک تھانہ سرائے تراب کے پاس اور ایک سندہ بازار متصل سرائے اب لوٹ لیا اور تباہ کردیا۔ مذکورہ بالا پہاڑ کی چوٹی پر ابھی تین بڑے قلعے ہیں۔ جنپر ہمنے قبضہ نہیں کیا ہے۔ مگر بفضل خدائے کریم ہم انکو بھی لیکر جلا دینگے تراہ کے تمام لوگ پہاڑ کی چوٹی پر جم گئے اور اوسکے دامن میں کوہاٹ سے رودوفان تک علاقہ قرم میں سرحدا درک نیچے پہیلی ہوئی ہے۔ اور یہاں کے اقوام وقتاً فوقتاً اپنے علاقوں میں علیحدہ علیحدہ جہاد کر رہی ہیں۔ ہم کبھی گورنمنٹ برطانیہ کے مطیع نہ ہونگے۔ اور انکی رعایا نہ بنینگے۔ اپنے ملک کی عنان حکومت کبھی برٹش گورنمنٹ کو نہیں دینگے۔ بلکہ اسکے برعکس ہم فرمانروائے اسلام کی گورنمنٹ کی متابعت کرنیکو تیار ہیں۔ گورنمنٹ اسلامیہ پر واجب ہے۔ کہ نہ صرف ہمارے اغراض و مقاصد کی نگاہداشت کرے۔ اور ہماری حالت پر غور کرے بلکہ کل افغانستان کے مقاصد کی حفاظت کرے اور اوسکی حالت کا خیال کرے۔ لہذا ہم یہ اٹھارہ شخص اپنے ملک کے علمار اور بزرگ معہ اپنی عرضیوں کے حضور والا کی خدمت میں روانہ کرتے ہیں۔ ہم فی الحال سلسلہ سمانہ پر جہاد میں شریک ہیں اور مستدعی ہیں کہ جو کچھہ حضور انور ہمارے حق میں مفید اور بہتر خیال فرمائیں عنایت خسروانہ سے عمل میں لائیں۔ اور خدا کے فضل وکرم سے ہم حضور انور کی ہدایت پر عمل کرینگے۔ کیونکہ ہم اپنے کاروبار کا کل انصرام و اہتمام ہر طرح قطعی اور کلیتہً حضور انور کے ہاتھہ دیدینگے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ہماری اہل قوم حضور انور کی خدمت کریں اور یہی وقت ہے کہ حضور انور اپنی غرض و مقصد حاصل فرما سکتے ہیں۔ اسوقت تمام مسلمان۔ فوجیں توپخانہ اور زنبورک صورت سے حضور انور کے اختیار میں ہیں۔ اگر انگریز فتحیاب ہوں۔ تو وہ مسلمانوں کو پامال کر دینگے۔ اس محنت میں جو کچھہ امداد حضور ہمکو عنایت فرمائیں وہ ہمارے ہی حوالے کر دی جائے۔ ہمکو امید ہے کہ اس عرضی کو ملاحظہ فرماکر حضور عالی ہمکو جواب سے ممنون فرمائینگے۔ مورخہ ۷۔ ربیع الثانی ۱۳۱۵ہ ہجری۔

جواب منجانب امیر صاحب:۔

تمہیں نے تمہاری عرضیاں پڑھی ہیں۔ معلوم ہے کہ ان سب کی غرض وغایت ایک ہی ہے۔ اب میں تمکو جواباً لکھتا ہوں کہ ۱۸ سال گذرے جب میں کابل آیا تہا۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ میں خیبر کے راستہ راولپنڈی گیا تھا۔ برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ چونکہ میری دوستی تھی۔ میں بحیثیت مہمان کے انکے ملک کو گیا تھا۔ اور راستہ میں درہ کی دونوں طرف مجھکو تمہارے بہت سے ہم قوم ملے جنہوں نے مجھہ کو سلام کئے اب جو کچھہ کہتے ہو اگر سچ ہے۔ تو کیوں اسوقت تمنے اس معاملہ کا مجھہ سے ذکر کیا تاکہ میں جناب الیسرائے سے اسبارہ میں مشورہ کرتا؟ اسکے چند سال بعد جب سرحد طے ہو رہی تھی۔ سر مارٹیمر ڈیورنڈ خیبر سے گذر کر کابل آئے تھے۔ تمام سرحدی اقوام اس سے آگاہ تھیں۔ اور اونہوں نے خود مشن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کیوں نہ اسوقت تمہارے ملا و ملک اور بزرگ میرے

[1] کتاب قسطنطنیہ میں اس دربار کے مفصل حالات مندرج ہیں:۔

نہایت ہی موثر اور کمال شاندار نظاروں میں شمار ہوتا ہے۔ محل مذکور کے بڑے ایوان میں سلطنت کے تمام اعلی فوجی۔ مذہبی
ملکی اور جوڈیشل عہدہ دار اپنے ولی نعمت کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ غازی عثمان مقدس رومال کو جسکا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے پاس گئے جب ڈیونڈر صاحب سرحد طے کر رہے تھے تو اسکے واسطے با اختیار ہو کر اسطرف آئے تھے تاکہ اسبارہ میں انسے بحث
کرتا ہے؟ اسوقت تم سب خاموش ہو۔ میں نہیں جانتا کہ کیا وجہ ہے کہ تم میں اور برٹش گورنمنٹ میں ناچاقی ہوگئی۔ اب جب تم انسے لڑے اور
تمنے انکو ناراض کر دیا تو تم میرے پاس آئے ہیں۔ کار وبار سلطنت کے بارہ میں برٹش گورنمنٹ سے میں معاہدہ کر چکا ہوں اور ابتک انگریزوں
کی طرف سے کسیطرح کوئی امر خلاف ورزی معاہدہ کا نہیں ہوا۔ باوجودیکہ وہ عیسائی گورنمنٹ ہے ہم مسلمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز
چاروں خلفا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو۔ لہذا ہم کسطرح معاہدہ توڑدیں قرآن شریف کی اس آیت کی نسبت تم کیا کہتے ہو جس میں
لکھا ہے کہ اپنا وعدہ وفا کرو۔ وعدہ وفا کرنا مسلمان کا سب سے پہلا فرض ہے۔ خدا تعالی نے اوسوقت جبکہ مخلوق کو پیدا کیا۔ تو سب
سے پہلے اس نے دریافت کیا کہ آیا میں تمہارا میں خدا ہوں انہوں نے کہا ہاں تو ہمارا خدا اور ہمارا خالق ہے۔ لہذا حشر کے دن سب سے
پہلا سوال اقرار و عدوں کے ایفا کی نسبت ہوگا۔ مسلمان اور کافر اس امتحان سے ایکدوسرے سے ممیز ہونگے۔ لہذا تم اچھی طرح سمجھتے ہو
کہ معاہدہ کا معاملہ نہایت اہم ہے۔ میں بغیر کسی باعث یا موقع و محل کے کبھی معاہدہ سے خلاف ورزی نہ کرونگا۔ کیونکہ انگریزوں نے
ابتک کبھی اس سرحد کی نسبت کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔ جو اس نقشہ میں درج ہے۔ جسکو اونہوں نے منظور کیا ہے۔ پھر کیوں
میں اقرار سے پھر دوں؟ ایسی حرکت انصاف سے بعید ہوگی۔ میں چند خود غرض اور مطلب برآر لوگوں کے شورہ سے اپنے اور
اپنی قوم پر بدنامی کا داغ نہیں لگا سکتا۔ جو کچھ تم نے اپنے ہاتھوں کیا ہے اپنی گردن پر اٹھاؤ۔ مجھکو تم سے کوئی سروکار نہیں
تم خود اپنے نیک و بد کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ اب جبکہ تم مشکلات اور تکالیف میں پھنس گئے ہو۔ اور اپنا کام خراب کر چکے ہو۔
تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری مدد کروں۔ تم اسوقت کو اپنے ہاتھ سے ضایع کر چکے ہو۔ جبوقت یہ معاملات سدھر سکتے تھے۔ اب میں نہ کچھ کہہ سکتا ہوں
اور نہ کر سکتا ہوں۔ جو ملک تمنے میرے پاس بھیجے تھے میں نے اونکو جلال آباد سے واپس کر دیا ہے۔ میں نے اون میں سے ہر ایک کو
ایک ایک لنگی اور دس دس روپیہ زاد راہ کے دیئے ہیں۔ اور کابل آنیکی تکلیف نہیں دی"۔

ماسوا اس کے امیر صاحب نے پشتون میں ایک اعلان صادر فرمایا ہے جسکی سرخی ہے "اِظْهَارُ الْبَيَان
فِي النَّصِيْحَت الْافغان"۔ اسپر تاریخ ۱۳۔ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ ہجری المقدس درج ہے۔ یعنے ۱۳۔ اگست
۱۸۹۷ء مگر جو حال ہی میں افغانستان میں شائع ہوا ہے۔ اخبار پائونیر امیر صاحب کی ان کارروائیوں پر بر خلاف ہمارے
بو کہلائے ہوئے ہمارے لاہوری انگلو انڈین ہمعصر کے بہت کچھ اعتماد ظاہر کرتا ہے۔ اور صرف اس امر کی تشریح کو یہ اعلان
۱۳۔ اگست کا لکھا ہوا ہے۔ اور اب شایع کیا جا رہا ہے۔ اسطرح کرتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر صاحب
نے اسکی اشاعت اسوقت اسلئے ملتوی رکھی تھی۔ کہ شائد بالائے سوات کے فساد زیادہ نہ پھیلینگے اور خلاف ورزی
اقرار نامجات کیوجہ اسکے اقوام کو ملامت اور لعن طعن کی ضرورت نہ پیش آئیگی۔ مگر آخر کار ملاؤں کے بھڑکانے سے

کچھ حصہ تخت پر ہوتا ہے اٹھائی ہوئی ہوتے ہیں۔ عہدہ دار باری باری سے آگے بڑھکر کورنش بجالاتے اور اس رومال کو پیشانی سے لگاتے ہیں۔ ہم قسطنطنیہ میں صرف چار دن ٹھہرے اور ہم اسٹیم کو بحیرہ اسود اور رومانیا کے راستہ وطن کو روانہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ہے یہ لوگ اسحالت کو پہنچ گئے کہ امیر صاحب کو انکو سرمت اور تنبیہہ کرنیکی فرصت نہیں آئی۔ اخبار پائونیر لکھتا ہے کہ امیر صاحب کی پٹھانوں کی نسبت کبھی اچھی رائے نہیں رہی۔ اور کہ انہوں نے ۱۸۸۸ء ہی میں بھی اپنی مراسلہ بنام برٹش گورنمنٹ میں یہہ امر اچھی طرح واضح کر دیا تھا۔ اور اس اعلان حال کو پڑھکر ایک امر نہایت اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ امیر صاحب کا مصمم ارادہ ہے کہ ان اقوام کو انہیں کے حال پر چھوڑ دیا جاوے۔

مگر اخبار انگلشمین اسکے خلاف اسی لیاقت سے جو انگلو انڈین اخبارات کا خاصہ ہے۔ امیر صاحب پر ان اقوام کو نہ صرف ایذا دینے بلکہ ان تمام فسادوں کی تحریک کا الزام لگاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ حال ہی میں امیر نے کابل میں ملاؤں کو جمع کر کے کسی مذہبی معاملہ پر بحث کی اور اوسکے معاً بعد ان ملاؤں نے اپنے وعظوں سے یہ شورش برپا کر دی۔ اور یہہ کہ امیر صاحب کی کتاب جہاد عام طور پر تقسیم کیگئی۔ اور آخر میں لکھتا ہے کہ امیر صاحب کی سپاہ نے علاوہ انکی رعایا کے ہمارے دشمنوں کے ساتھہ ملکر ہم پر حملہ کیا۔ اور اسوقت بھی ہزاروں کٹر افغان ہمارے خلاف دشمنوں کے شریک اور معاون ہیں اسکے بعد یہہ ایزاد کرتا ہے کہ شیر علی اس سے کم اشتعال انگیز پالیسی پر عمل کرنیکے واسطے ہی تخت سے اتار کر پھینک دیا گیا مگر اب یہہ حال ہے کہ ہم مزہ سے بیٹھے ہاتھہ مل رہے ہیں۔ صبر کیے ہوئے ہیں۔ اور بظاہر شکر گذار ہیں۔ کہ امیر صاحب مہربانی فرماکر ہمارے ساتھہ دوستی اور رفاقت کا اظہار فرمارہے ہیں۔ مگر یہہ رائے بھی اسی ذیل میں لکھی جانی چاہیے۔ جو ہمنے ابتدا میں ایسے خیالات کی نسبت لکھی ہے اور اوسپر خاک الکریم الحم اعلان کا بالتفصیل ترجمہ دیتے ہیں۔ جو افغانستان میں شائع ہوا ہے۔

"اعلان منجانب امیر ضیاء الملت والدین۔

تمام علماء افغانستان کو جو امیر کے علاقہ یا کوہ وجبال میں رہتے ہیں"۔

واضح ہو کہ مجھکو تمہارے حالات تمہاری عرضیوں سے اور نیز اپنے مخبروں سے معلوم ہوئے ہیں۔ اور مجھکو اچھی طرح خبر ہے کہ تم اپنے گھروں اور اپنی جلسوں میں کہتے ہو کہ میں نے (یعنی امیر نے) تمکو روپیہ کے عوض انگریزوں کے ہاتھہ فروخت کر دیا ہے اور یہہ کہ آجکل جبکہ تم میں اور برٹش گورنمنٹ میں لڑائی جاری ہے۔ میں بالکل علیحدہ ہوں اور آرام و آسایش سے بیٹھا ہوا ہوں ان حالات کے لحاظ سے قرین مصلحت ہے کہ تمپر کل واقعات بالتفصیل واضح کروں۔ اور تمہاری باتوں کی غرض و غایت سمجھادوں میرے تاشقند کے آنے سے پہلے جو لڑائی تم میں اور انگریزوں میں ہوئی اسکی وجہہ صرف یہی تھی۔ کہ کوئی ایک شخص بھی تم میں اسقدر دانا اور ہوشیار نہ تھا کہ انگریزوں کے اصل منشاء سے تمکو خبردار کر دیتا چنانچہ اب میں تمکو سمجھاتا ہوں کہ برٹش گورنمنٹ کا منشاء اور مقصد کیا تھا۔

امیر شیر علیخاں کو برٹش گورنمنٹ نے اوسکے والد مرحوم امیر دوست محمد خاں کی آغاز حکومت ہی میں ولیعہد سلطنت تسلیم کر لیا تھا اور ہمارے خلاف خانہ جنگی میں انگریزوں نے اسکو مدد دی تھی۔ مگر جب انگریزوں نے دیکھا۔ کہ روس ہندوستان اور افغانستان کی سرحد کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تو شیر علیخاں کو لکھا کہ چونکہ وہ انکا دوست تھا۔ اسلئے بہتر ہے کہ وہ ان کے ساتھہ شریک ہو۔ اور روس

ہوگئی۔بحرہ اسود سفر خوب لطف و کیفیت سے کٹا۔رومانوی سٹیمر جسپر ہم سوار ہوئے اچھا وسیع اور خوب آراستہ تھا لیکن رومانیا میں بالخصوص سنجارسٹ اور آسٹریا ہنگری کی سرحد کی درمیان ریلوے کا انتظام اچھا نہ تھا۔بحرہ اسود پر ہمنے ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ } کی پیشقدمی کو روکنے کا انسداد کرے۔مگر اُس نے (شیر علیخاں نے) نہ صرف انگریزی کمیشن کو افغانستان میں آنیکی اجازت دینے سے انکار کردیا۔بلکہ نہایت اعزاز و مسرت سے روسی قاصد کا اپنے ملک میں خیر مقدم کیا۔اس کارروائی میں اسنے غلطی کی گو اس امر کا اسپر کچھ الزام نہیں کہ اوسنے افغان میں یورپین سفیر کی تقرری سے اختلاف کیا۔کیونکہ ملک کی حالت ایسی ترقی یافتہ نہ تھی کہ کسی غیر اور سپہر یورپین قاصد کی سلامتی یقینی ہو سکتی۔لہذا برٹش گورنمنٹ نے امیر شیر علیخاں کی اس حرکت کو اپنی شان و اقتدار کی ہتک سمجھا۔اور اسکیواسطے کیفیت طلب کی۔شیر علیخاں احمق تھا اور یہ اسکی حماقت کا نتیجہ تہا۔کہ وہ اپنے اوپر اپنے ہاتھوں تباہی اور بربادی لایا۔اسکا بیٹا بہی بیوقوف تھا۔بدیں لحاظ کہ اوسنے ان شورش و فساد کے ایام میں کابل میں ایک انگریز ایجنٹ کی سلامتی اور خیریت کی ذمہ داری اپنے اوپر لی۔حالانکہ اوسکا افغان فوجوں اور قوموں پر بہت قابو نہ تہا۔

"جب امیر شیر علیخاں ترکستان کی طرف بہاگا۔برٹش گورنمنٹ اور رعایائے افغانستان میں جنگ برپا ہوگئی۔گورنمنٹ انگریزی کا منشا صرف کوگناری کا انتقام لیکر واپس آجانیکا تھا۔مگر باشندگان نے بیوقوفی اور نادانی سے بغیر کسی وجہ یا سبب کے انگریزوں سے لڑائی کی اور انگریزونکو اپنے (افغانوں کی سرزمین پر تباہی اور بربادی لانیکے واسطے کھینچ لیا۔اسوقت نہایت مناسب دانشمندانہ طریق عمل باشندگان ملک کیواسطے یہی تہا کہ اپنے میں سے ایک دانا اور لائق شخص منتخب کرتے۔اور اوسکو انگریزوں کے پاس روانہ کرتے تاکہ وہ افغانوں کی طرف سے اسطرح عرض کرتا۔اب جبکہ امیر شیر علیخاں اور یعقوب خاں ہمکو چھوڑ کر بہاگ گئے ہیں۔ہم بالکل بیکس و بے مددگار رہگئے ہیں۔اگر انگریز ہمارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔تو ہم انکی متابعت کرینگے۔اور جہانتک ہمسے ممکن ہوسکیگا۔انکے قوانین کی پابندی کرینگے۔لیکن اگر ہمکو ان قوانین کی پابندی مشکل معلوم ہوگی۔جو واقعی بہت سخت ہیں۔کیونکہ ان قوانین کی پابندی سے کسی خاوند کو اپنی زوجہ پر کوئی اختیار ہی نہیں رہتا۔تو ہم ملک کو چھوڑ دینگے اور ترکستان یا ایران میں جاکر پناہ لینگے"۔مجھکو کامل یقین ہے کہ انگریز اسی وقت لوگونکی تسلی اور انکا اطمینان کردیتے کہ انکا ارادہ دراصل ملک پر قبضہ کرنیکا نہیں ہے۔بلکہ وہ یہہ چاہتے ہیں۔کہ افغانستان کے لوگ اپنے آپمیں سے ایک شخص ایسا منتخب کریں جو تخت پر بیٹھے۔اور جسکو وہ (انگریز بھی) بادشاہ تسلیم کریں۔شاید انگریز سردار ولی محمد خاں کو افغانستان میں فرمانروا بنانیکا خیال کر رہے تھے۔مگر چونکہ اوسکو ملک پر حکومت کرنیکی بالکل قابلیت نہ تھی۔اور نہ اتنا مادہ تہا کہ لوگوں پر قابو رکھ سکتا۔یہہ تجویز ترک کردیگئی۔آخر کار میں آگیا۔مجھکو بخوبی معلوم تھا۔کہ انگریزونکو ملک پر قبضہ کرنیکی بالکل کوئی خواہش نہیں ہے۔اور نیز یہہ کہ میرے لوگ بھی مجھکو اپنا بادشاہ بنانے پر خوش تھے جب میں بدخشاں اور خان آباد میں تھا۔مجھکو بہت سے خطوط عمائد اشخاص اور ملاؤں کیطرف سے موصول ہوئے جیسے ملا مشک عالم اخوندزادہ غزنوی۔حاجی صاحب اور ملا اور جنہیں یہہ درخواست کیگئی تھی۔کہ میں چلا آؤں۔اور لکھا تھا کہ ان سب نے مجھکو بالاتفاق اپنا بادشاہ منتخب کیا ہے۔جب میں یہاں آیا اور افغانستان کا بادشاہ بنا۔میرے دلکو یقین واثق تھا۔کہ امیر شیر علیخاں نے نہایت غلطی کی۔اور کہ سلطنت افغانستان کی خوشحالی و فارغ البالی کا

بانیکیوڑا جو بخیریت انگلستان پہونچگیا۔

بخارسٹ میں وہانکی انگریزی سفیر سرجی اپیچ وند ہیم سی جسنی برازیل کی دار الخلافہ رئیو ڈی جنیرو میں ایک نازک موقعہ پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تنزل کا انحصار تمام تر برٹش گورنمنٹ پر منحصر تھا۔ اور چونکہ ممالک دیگر سی جیسی کہ روس جرمنی۔ ترکی فرانس اٹلی وغیرہ سی افغانستان کو امداد نہیں پہنچ سکتی۔ میں نی یہی قرین مصلحت اور دانشمندی سمجھا کہ انگریزوں کو ہرطرح لیقین دلادیا۔ اور انکا اطمینان کردیا تاکہ وہ ملک پر قبضہ نہ کریں۔ بلکہ اگر کبھی کوئی ہمارے خلاف کھڑا ہو۔ تو اوسوقت ہماری مدد اور حفاظت کریں۔ چنانچہ یہی باعث ہیں۔ کہ میں نے انکی ساتھ حد بندی طی کی۔ جو بفضل خدا بخیر و خوبی السرانجام ہوگئی۔

"چونکہ تم اپنی بادشاہ کی حق میں صادق نہیں تھی اور تم نے سردار محمد ایوب خاں کو قندہار کی شورشوں اور فسادونکی دنوں میں خط لکھی تھے۔ مجھکو اسوقت یقین ہوگیا تھا۔ کہ امن و آرام سی خاموش نہ بیٹھو گی۔ پہلے تو تمنی مجھکو اپنا بادشاہ بنایا۔ اور جب مجھی ایوب خان نظر آیا تم بی ایمان ہوگئی۔ تم جانتی ہو کہ محمد جان اور عبد الغفور آخوند زادہ نی اپنی باغیانہ حرکات سی خمیازہ اٹھایا اور یہی حشر عصمت اللہ خاں غلزئی کا ہوا جن سی بہت سی حرکات ناروا اور ناجائز سرزد ہوئی تہیں۔ اسکی بعد ملا مشک عالم کی بیٹوں اخوند زادوں نی تین لاکھ کا جری لشکر جمع کیا اور سرحد غزنی پر علم بغاوت بلند کیا اور شنواری ابتک بھی بخوبی پوری پوری امن سی نہیں بیٹھی۔ اور نہ کامل طور پر زیر نہیں ہوئے ہیں۔

"چونکہ میں تجربہ سی سیکھ چکا ہوں کہ تم نہ صداقت پر کان دھرتی ہو اور نہ اہم ضروری معاملات کا لحاظ کرتے ہو میں نی کاروبار ریاست کا انتظام خود اپنی ہاتھ میں لیا اور تم سی نہ کسی کام میں صلاح لی۔ اور نہ مشورہ کیا اور نہ کسی امر پر تمہاری رائی طلب کی جس سی میں نی عنان حکومت سنبھالی ہی۔ میں حتی الامکان کوشش کرتا رہا ہوں کہ تمکو دانا بناؤں اور تمیز و اخلاق سکھاؤں مگر میری تمام کوششیں رائگان گئیں اور مجکو تمہاری طرف سی قطعی مالوسی ہوئی۔

"جب سر مارٹیمر ڈیورنڈ حد بندی کے معاملات طی کرنیکی واسطی کابل آئے انہوں نی مجھکو باجور۔ مہمند۔ باشندگان سوات اور تیراہی آفریدیوں کی اکابر اور عام اشخاص کیطرف سی خطوط دکھلائیں جن میں لکھا ہوا تھا کہ ہم انگریزی حکومت میں آنی اور برٹش گورنمنٹ کی متابعت کرنیکی واسطی تیار ہیں۔ اب تم خود ہی بے لوثی اور باطرفداری کی نظر سی دیکھو کہ جب میں خود تمہاری تحریری خطوط دیکھ چکا ہوں جن میں تم نی انگریزی حکومت کے زیر تحت آنی کی رضامندی ظاہر کی ہی آیا میں غلطی کر رہا ہوں کہ تمکو انگریزی علاقہ سی متعلق سمجھتا رہا۔ کیا جو کچھ خود تمنی کیا ہی اسکا کچھ بھی علاج ہی؟

"عمرا خاں۔ مخروج خاں۔ جنڈول انگریزوں کا دوست تھا جب وہ کابل میں آکر پناہ گزین ہوا۔ میں نے اس سی مہربانی اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ اور میں نی اس سی ایکدن سر دربار دریافت کیا۔ کہ کیوں برٹش گورنمنٹ کی خلاف لڑتی تھے جبکہ تمکو معلوم تھا کہ باجوڑ کی لوگ لعنت اسلام کا تسی سلوک نہیں۔ مگر وہ خاموش رہا۔ اور اوس نی کچھ جواب نہ دیا۔"

"اب میں افغانستان کی تم سب ملاؤں اور اہل اقوام سی خطاب کرتا ہوں۔ اور تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ سبسی پہلے تم نی خود

اپنے ملک کی قابل قدر خدمت کی تھی میری دلچسپ گفتگو ہوئی۔ رومانیا کا ملک سرسبز اور بامن حالتمیں دکہائی دیا
ترکی سے اوسکے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں۔ ترکی کے تمام سابقہ صوبوں میں سے رومانیا یقیناً سب سے شائستہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے) اپنی مرضی سے عہدنامے کرکے اور وظائف قبول کرکے انگریزوں کے ساتھہ متابعت کا اظہار کیا۔ اور پہر لاکسی وجہہ کے تم نے ایک فقیر کی تحریک پر جسکے حسب و نسب سے بادشاہ اسلام بہی آگاہ نہیں ہے۔ فساد برپا کئے اور بغاوت پہیلادی اور چونکہ تم نے یہہ بغاوت اور فساد پہیلاتے وقت مجہسے مشورہ نہیں کیا۔ یہہ بہی انصاف نہیں کہ اب تم مجہپر الزام دو۔

ہر ایک ملک کے لوگوں اور اہل قوم کو چاہئے کہ اپنے کاروبار اپنے بادشاہ کے حوالے کردیں اور اوسکو اختیار دیدیں۔ کہ وہ جو کچہہ ان کے مفید مطلب مناسب سمجہے کرے۔ تم نے کب اپنے معاملات و کاروبار میری فہم و اختیار کے سپرد کردئیے کہ جو کچہہ میں نے تمہارے واسطے مفید سمجہا نہیں کیا۔ جیسا کہ قاعدہ ہے ہر ایک افغان خواہ وہ بوڑہا ہو یا جوان۔ اپنے آپ کو بادشاہ سمجہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ انگریز یا بادشاہ اسلام کے ساتھہ براہ راست بغیر کسی ذریعہ یا واسطے کے اپنے معاملات طے کرے۔ اور بادشاہ کو اپنی کارروائیوں کے بالکل مطلع نہیں کرتا تم نے اکثر گورنمنٹ برطانیہ کو کہا ہے کہ "ہم آزاد مطلق العنان ہیں۔ شاہ وقت کا ہمپر کوئی اختیار نہیں۔ اگر ہماری خاطر تم امیر کو کچہہ دیتے ہو تو وہ عطیہ فوراً روک دو کیونکہ ہم کسی شخص کے زرخرید غلام نہیں ہیں" اب تمہارا بادشاہ اسلام کے ساتھہ کیا تعلق و واسطہ رہگیا۔ جو اسکی شکایت کرتے ہو؟ چونکہ تم خود بادشاہ ہو خود ہی اپنے معاملات طے کرلو جب یہہ باتیں تمہارے دلوں میں ہیں تو کیا تمکو شرم نہیں معلوم ہوتی ہے جب تم آپس میں باتیں کرتے ہو کہ انگریز تمکو مار رہے ہیں۔ اور امیر تمہارا خیال اور تمہاری پرواہ نہیں کرتا ہے تمکو تو ایسی عمر کا بادشاہ چاہئے۔ جو تمہاری احمقانہ مثال کی تقلید کرے تم خود تو گدہے اور بیل ہو۔ مجہکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ تمہاری خاطر اضطرار اختیار کرکے میں خود تباہ و خراب ہوں؟ اب بہی اگر تمکو پسند ہو تو اپنے آپکو قطعی میرے اختیار و سپردگی میں کردو۔ اور میں انشاء اللہ تعالے تمہارے معاملات برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ قابل اطمینان طور پر طے کردونگا۔ تمہارے ملا ہمیشہ میرے علاقہ میں شورشیں اور فساد برپا کرتے رہے ہیں۔ مگر میں انکو معاف کرتا رہا کیونکہ وہ مسلمان ہیں۔ مگر برٹش گورنمنٹ کبہی ان افغان اقوام کو سزا دینے سے نہ چوکیگی۔ جو اوسکی مخالفت میں اٹہے ہیں۔ اگر ملاؤں کے دل میں انصاف کا کچہہ بہی خیال ہوتا تو وہ کبہی اپنے بادشاہ سے دہوکا کہتے۔ تم ان شورشوں اور فسادوں کو جہاد یا غزا کیوں کہتے ہو؟ جہاد کا وقت (صحیح) آجائیگا۔ اور جب آئیگا۔ اسوقت تمکو اعلان کردیا جائیگا۔ اگر تم اس موقعہ پر بہادری اور مردانگی سے کام لوگے۔ تو میں نہایت خوشی سے تمکو مذہبی پیشوا تسلیم کرلونگا مگر جہاد کی سب سے پہلی شرط شاہ اسلام کی شرکت ہے لہذا تعجب ہے۔ کہ بادشاہ تو انگریزوں کے ساتھہ دوستی اور یگانگت کے تعلقات رکہتا ہے اور تم جہاد جہاد چلا رہے ہو! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم خود مطلق العنان بادشاہ ہو! اور اپنے اوپر تمکو کسی بادشاہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اسیطرح کا واقعہ فرانس میں تیس سال ہوئے پیش آیا تہا۔ جب لوگوں نے اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی۔ اسکو تخت سے اتار دیا۔ اور لنڈن بہیجدیا جہاں وہ مرگیا۔ میں مذہبی معاملات میں تمہارے کبہی دخل نہ دونگا نہ تمکو تمہارے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں مانع آؤنگا۔ بشرطیکہ یہ تمام باتیں مذہب کے مطابق ہوں۔ مگر موجودہ فسادوں

اور منتظم حالتمیں ہی - اسکی وجہ یہہ ہی کہ ایک تو وہاں نہ بدست طبقہ امرا موجود ہی اور دوم یہہ کہ خوش قسمتی سی اوسپر ایک عقلمند اور صاحب دماغ (عبدالرحمن) خاندان حکمران ہی :-

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور شورشوں کا مذہب سی کچھہ واسطہ نہیں ہے - کیونکہ مسلمان بہت سی خوانین اور اہل اقوام انگریزوں کی طرفدار ہیں اور اونکی مدد کر رہی ہیں - جب تم خود ہی اونکی مدد کر رہی ہو تو میں کسطرح متہم ہوں ؟

"مجھکو بخوبی معلوم ہی کہ تم آپسمیں برٹش گورنمنٹ کی خلاف فسادوں اور شورشوں کے وجوہات حسب ذیل بیان کرتے ہو -

اول - ابتداء حکومت برطانیہ میں برٹش گورنمنٹ نے یہہ عہد کیا تہا کہ سوات کا ملک اخوندزادہ سوات کو معاف رہیگا - اور اس مطلب کا عہدنامہ تحریر ہوگیا تھا - مگر اس معاہدہ کی خلاف ملک قبضہ کر لیا گیا - اور جب قبضہ کر لیا گیا تو انگریز افسروں نے رشوتیں لینا شروع کر دیں - اور ہماری مستورات کی عصمت خراب کرنے لگے :-

دوم - جو انگریزی فوج چترال کی مہم کی موقع پر چترال گئی تھی اسکا نام چترال کیواسطی امدادی فوج رکھا گیا تہا - یعنی فوج جو قیدیونکو رہا کرنیکو واسطی جاتی تھی - جب ہمنی اسکا حال سنا - ہم سمجھی کہ انگریزونکا منشاء ہماری ملک قبضہ کرنیکا نہیں ہی - وہ ہمارا ملک خالی کر دینگی - اور کہ اونکی مرضی صرف قیدیونکو رہا کرنی تھی - مگر جب فوجیں چترال میں داخل ہوئیں - برٹش گورنمنٹ نی اوسپر قبضہ کر لیا - اور اس میں ایک سڑک کھلوا دی :-

"میں تمکو واضح کر دیتا ہوں - کہ چترال پر قبضہ کرنیسے برٹش گورنمنٹ کی غرض محاصل بڑہانا یا ٹیکس لگانا نہیں ہی - اسکی صرف یہہ خواہش ہی کہ ملک کی آبادی بڑہی اور خود اسکو استحکام ہو - تاکہ آئندہ کبھی اگر روس حملہ کری تو یہہ ملک سد راہ ہو - انگریزوں نی ان دیہات سوات کی محاصل بھی واپس کر دیئی ہیں - جنپر واقعی اونہوں نی قبضہ کر لیا تھا -

"صاف صاف تو یہہ ہی کہ میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ انگریز افغان اقوام کی رسوم و رواج اور عادات سی بالکل ناواقف ہیں - اگر میں انگریزونکی جگہہ ہوتا - تو میں نہایت آسانی سی یہہ تمام معاملات طی کر دیتا - کیونکہ یہہ صاف ظاہر ہی کہ ہر ایک شخص اپنی قوم کی عادات و رسومات بہ نسبت غیروںکی اچھی طرح جانتا ہی - میری واسطی یہہ کام ہرگز مشکل نہ ہوتا - میں نی سنا ہی - کہ ۱۸۵۷ع کی غدر (ہندوستان) میں جان لارنس نے جو اسوقت پشاور کا ڈپٹی کمشنر تہا افغانوں کی مدد سی دہلی کو فتح کیا تہا اسنی اپنی نیک مصلحت اور دانائی سی اس ملک کی لوگوں کی دل اپنی ہاتھہ میں لی - اسکی اس سی قبل خوفناک دستوں میں برپا ہوئی تھی اسوقت کرنیل جیمس جو پشاور کی ڈپٹی کمشنر تھی - تمام معاملات باہمی اتفاق و اطمینان سی طی کر دیئی ان سب کی شہرت یہہ تھی کہ اس سابق کی کمشنر سرحد کی افغان اقوام کی عادات و رسومات اور اطوار سی بہت اچھی طرح واقف تھی اور انکی (افغانوںکی) جہالت اور احمقانہ باتوں کا کچھہ خیال نہ کرتی تھی -

"مختصر یہہ ہی کہ مجھکو تمہاری کاروبار سی کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہی اور نہ تم سی کچھہ سروکار ہی - کیونکہ مجھکو تم پر اعتماد نہیں یہہ نہ سمجھنا کہ میں شیر علیخاں کی طرح بیوقوف ہوں - کہ تمہاری خاطر دوسروں کو تکلیف دوں - اور اون سی جھگڑا کروں - تمہاری اصل غرض یہہ ہی کہ مجھکو انگریزوں سی لڑا دو - اور اگر میں ایسی حماقت کر بیٹھوں - تو مجھکو یقین ہے کہ تم مزہ سے بیٹھے تماشا دیکھو گے میری طرف سی کوئی امید نہ رکھو"۔

فصل بست و چہارم

انعقاد صلح

جرمن افسر لکھتا ہے۔ عہد نامہ التوا کے طے ہوتے ہی فریقین نے تذکرات صلحیہ شروع کر دیے جنمیں شش دول عظام بھی شریک ہوئیں۔ مگر جس سرعت سے محاربہ میں واقعات ظہور پذیر ہوتے رہتے اوس کا اس نامہ و پیام میں نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔ بیچ بچاؤ کرنے والی طاقتوں نے ترکی عساکر کی فاتحانہ پیشقدمی کو روک کر جو کام اپنے ذمہ لیا تھا۔ وہ آسان نہ تھا۔ اونھوں نے مداخلت اس حجت پر کی تھی کہ ترکی اور یونان میں پھر صلح کرانا ایک ایسا معاملہ ہے جس سے کل یوروپ تعلق رکھتا ہے۔

فاتح نے جسے اپنی فتح کی قدر و منزلت بخوبی معلوم تھی جو شرائط صلح پیش کیں تو دول نے اونکی نسبت فی الفور کہدیا کہ یہ کبھی منظور نہیں ہو سکتیں۔ دول ترکی کو تھسلی کا حصہ یہ بھی حدود تک جو ۱۸۸۱ء میں تھیں۔ ترکی کو واپس نہیں دلا سکتیں۔ ایسا کرنا صورت قبل از جنگ کو قائم رکھنے اور نیز دول کے اس اعلان کے جو محاربہ کے شروع میں کیا گیا تھا۔ برخلاف[1] ہوگا۔ کہ فاتح کو کوئی علاقہ نہیں ملیگا بابعالی نے دس ملین پونڈ تاوان جنگ مانگا تھا۔ اسے بھی دول نے بہت زیادہ بتایا۔ اور کہا کہ ترکی کا واقعی اسقدر روپیہ خرچ ہوا ہے اور نہ یونان اسقدر رقم ادا کر سکتا ہے۔ آخر بڑی لمبی چوڑی بحث کے بعد شرائط صلح کیلئے یہ بنیادی اصول قائم کیا گیا۔ کہ بابعالی یونانی قزاقوں کی تاخت و تاراج کے انسداد اور نیز فوجی اغراض کیلئے سرحد کی ترمیم و اصلاح اور اسقدر تاوان جنگ کے مطالبہ کرنے کا مستحق ہے۔ جو اسکے واقعی اخراجات و نقصانات کے مساوی اور اس قدر ہو کہ یونان اوس کو ادا کرنیکی استطاعت رکھتا ہو۔ بالآخر ترکی نے یہ بھی منظور کر لیا۔ کہ اگر اون معاہدوں کی جو محاربہ کی وجہ سے کالعدم ہو گئی تھے۔ پھر از سر نو تجدید کرنے کی ضرورت ہوئی تو وہ رعائتیں جو سابق میں دول نے یونان کو دلائی تھیں برابر بحال اور قائم رکھی جائینگی۔

ترکی توسیع علاقہ کے مطالبہ سے دست بردار ہونیکا نام نہ لیتی تھی۔ مگر آخر دول اوسے اس بات پر رضامند کر لینے میں بمشکل بسیار کامیاب ہو گئیں۔ اور سلطان المعظم نے اس[2] موقعہ پر بھی اپنی آزرم جوئی اور اعتدال پسندی اور عقلمندی کا کافی ثبوت

---

[1] جرمن مورخ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اعلان یہ تھا کہ پیشدستی کرنیوالے کو فائدہ نہیں اوٹھانے دیا جائیگا۔

[2] یہ صاف ظاہر ہے کہ سلطان المعظم کو اس مطالبہ سے دست بردار ہونا سخت ناگوار گذرا ہوگا۔ مگر وہ ایسی نمائشی مدبر یا ملک کے ایسے نادان دوست نہیں جو محض اپنی ضد یا امنگ کو پورا کرنیکے لئے یا تھوڑے سے نفع پر مصر رہنے سے یوروپین گرگوں کو کھیل کھیلنے کا موقعہ دیدیں۔ ہر محب قوم اور پرجوش عثمانی کیطرح وہ بھی دل سے چاہتے تھے کہ مفتوحہ علاقہ واپس نہ جائے۔ لیکن جب اس اصرار کو ملک کے حق میں مضر پایا تو اوس سے ہٹ گئے بابعالی کی ثابت قدمی اور دول کے روزافزوں اصرار کی کیفیت ناظرین کو اوس ضمیمہ سے جس میں مفصل واقعات درج ہیں معلوم ہو جائیگی تاہم اس موقعہ پر [illegible] کی چند تحریریں جو اسنے جولائی کے پہلے دونوں ہفتوں میں شائع کیں یہاں درج کر دی جاتی ہیں۔ تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہو سکے کہ

دیگر سرحد کی جزوی تصلیح و درستی پر قناعت کر لینا منظور فرمالیا - اس درستی سے ترکی کو صرف چار سو مربع میٹر (یعنے چار سو ساٹھ مربع گز) زمین اور ملتی تھی - لیکن چونکہ تمام سرحدی درے اس اضافہ سے سلطان کے قبضہ میں چلے جاتے تھے فوجی لحاظ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سلطان المعظم نے اپنی طرف سے کیسی سخت کوشش تھسلی کو حاصل کرنیکی لئے کیں - مگر دول یورپ کی ایمانداری سے آخر مجبور ہو گئے -

استغاثہ سلطان وجواب شہنشاہ آسٹریا

۸ - جولائی کو سفرائے دولتہائے یورپ نے موافق ہدایت اپنی اپنی گورنمنٹوں کی معرفت تھسلی کے قایم کرنیکی نسبت بتکرار مطالبہ سابق توفیق پاشا کے پاس ایک متفقہ یادداشت روانہ کی جس کا مضمون حسب ٹیلیگرام اخبار سٹنڈرڈ بطریق ذیل تھا :-

"باب عالی کیطرف سے ترمیم سرحد تھسلی کے متعلق ہنوز کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے - لہذا اکرر لکہا جاتا ہے کہ جو سرحد باغراض جنگی فوجی اتاچیوں نے تجویز کی ہے - اور اسے باب عالی میں پیش کیا ہے - دول عظام یورپ اسی تجویز کو منظور کرتی ہیں - اور اسی بناء پر دول نے اتفاق کر لیا ہے - کہ دولت عثمانیہ کو یقین دلایا جائے - کہ ہمنے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اون مزاحمتوں کا استیصال کر دیں جن کے سبب سے صلح میں تاخیر ہو رہی ہے جو مفید اغراض یورپ ہے"

مذکورہ بالا یادداشت متفقہ کے وصول ہونیکے بعد سلطان المعظم نے سلاطین یورپ کے پاس استغاثہ تجدیداً بلاواسطہ روانہ کیا اور اس میں جدید سرحد سلامبریا پر معارضہ کیا - سلاطین و پریزیڈنٹ فرانس کیطرف سے جو جوابات آئے - وہ بالکل ایک سے ہیں سلطان کو یہ صلاح دی کہ تجویز پیشکردہ سلاطین کو تسلیم کر لیا جائے - فرانسیس جوزف آسٹریا نے سلطان المعظم کے ایک خاص استغاثہ پر جو جواب دیا وہ حسب ذیل ہے -

"جو خالص اور وفادارانہ اتحاد مجھ کو حضرت والا سے حاصل ہے - اور جس کے سبب سے حضرت اعلیٰ موجودہ حالت میں مجھ سے حمایۃ استغاثہ فرماتے ہیں - اوسی کی رو سے میرا فرض ہے کہ میں آپ کی ذاتی بہتری - اور نیز یورپ کی بہلائی کے خیال سے صلاح نیک دوں کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سفرائے دول یورپ کے شرائط پیشکردہ کی بنیاد پر آپ یونان کے ساتھ صلح کریں یعنے لشکری اتاچیوں کی کمیشن کے ذریعے سے جو سرحد تجویز ہوئی ہے اسے منظور فرمالیں"

اعلیحضرت امیر المومنین کے خیالات دربارہ قبضہ تھسلی

اخبار سٹینڈرڈ مورخہ ۹ - جولائی اپنے نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کے حوالے سے سلطان المعظم اور اونکے مجلس ہمایوں کے ایک اعلیٰ عہدہ دار کی گفتگو جس کے بالکل درست ہونیکی وہ ذمہ داری اٹھاتا ہے درج کرتا ہے نامہ نگار مذکور لکہتا ہے کہ اس موقعہ پر اعلیحضرت جلالتماب خلافت پناہی نے اپنی معمولی احتیاط اور کم گوئی کے برخلاف نہایت ہی تند الفاظ استعمال کئے اور صاف تسلیم کر لیا کہ ہم دلیں ہمیشہ سے لڑائی کے خواہاں تھے - مگر باقی یورپ کی خاطر اعلان جنگ سے مجتنب تھے کہ مبادا اوہ بھی نایرہ حرب کی عام آتشزدگی کی زد میں آجائے - ہم اپنے اور نیز اپنے مشیروں کے جوش کو اس وقت تک

سے یہہ اضافہ بھی نہایت بیش قیمت تھا۔

کل عثمانیہ قوم نے عہدنامہ صلح کی اس دفعہ کی جو مخالفت اور مزاحمت کی۔ وہ بیجا نہ تھی اوسکی آنکھوں سے یہہ دیکھکر خون کے آنسو ٹپک

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ } برابر روکے رہے جبتک کہ ہم یونان کو بالکل علیحدہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اور اس امر کو متیقن کرلیا کہ ہمکو صرف اکیلے یونان سے لڑائی کرنی پڑیگی۔ جب یہہ مدعا حاصل ہوگیا۔ تو ہمنے اپنی فوج کو پیشقدمی کے لئے حکم دیا اب فتح پاجانے پر یورپ ہمکو ملک یا روپیہ دلانیسے انکار کرتا ہے۔ مگر ہم تا بہ امکان اسکو کبھی منظور نہیں کرینگے مجھے کس چیز کا ڈر ہے یورپ کی شش دول عظام جب (یونانی کرنیل) وسوس اور اوسکے دو ہزار انتہائی گیروں کو نہیں دبا سکیں تو وہ میری تین لاکھہ فاتح فوج کے برخلاف جو روسیلیا میں موجود ہے کیا کرسکتی ہیں؟ فرض کرلیا کہ وہ ہمپر دباؤ ڈالنے کی خواہشمند ہیں۔ مگر یہہ تو بتائیں۔ کہ اس کام کا بیڑہ کون اٹھائیگا"۔ اس موقعہ پر سلطان المعظم نے کاغذوں کے ایک ڈھیر پر جو اونکے سامنے میز پر پڑا ہوا تھا۔ ہاتھہ رکھکر ارشاد فرمایا۔" یہہ دیکھو یورپ کی کل دار الخلافوں سے جو اطلاعیں موصول ہوئی ہیں وہ میرے سامنے پڑی ہیں۔ جب دباؤ ڈالنے کی تجویز پیش کی گئی۔ تو ایک طاقت نے کہا کہ میں اس معاملہ میں کارروائی کرچکی ہوں اور زیادہ کچھہ نہیں کرنا چاہتی دوسری نے جواب دیا کہ ہمارے سامنے بالکل تاریکی پھیلی ہوئی ہے (یعنی ہماری عقل اب کوئی کام نہیں کرتی) اور میں اندھیرے میں اور آگے بڑھنا پسند نہیں کرتی۔ تیسری نے کہا کہ میں تو سب کی رفاقت کے لئے یہانتک بڑھی چلی آئی ہوں۔ لیکن یہہ اگر کہو۔ کہ میں یونانیوں کے لئے اپنی رعایا کے خون کا ایک قطرہ بھی گراؤں تو یہہ مجھے منظور نہیں۔ اسی طرح کے باقیماندہ دولتوں کے جواب تھے۔ پس میں پھر یہہ سوال کرتا ہوں کہ کون ترکوں کو تھسلی سے باہر نکالیگا۔؟ میں وہاں موجود ہوں اور وہیں رہونگا"!! مخاطب نے جب ادہم پاشا کی نسبت کوئی اشارہ کیا تو خلیفۃ المسلمین بول اٹھے۔ "ادہم بیوقوف تھا کہ اوسنے پہاڑوں کی چوٹیوں کو بنوک سنگین فتح کرنے پر وقت ضائع کردیا۔ اوسکو دروں سے گذر کر میدانوں کیطرف بڑھنا چاہئے تھا۔ اوسکے پاس یونانیوں کی نسبت تگنی فوج تھی۔ اوسے یونانی فوج کو گھیرے میں کرلینا اور اب سے بہت عرصہ پہلے اتھنز میں موجود ہونا چاہئے تھا۔ لیکن خیر۔ وہ اب بھی وہاں جاسکتا ہے۔ میں نے اور چند دن انتظار کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ اگر اوس وقت تک بھی میرے مطالبات نہ مانے گئے تو میں آگے بڑھنے کا حکم دیدونگا۔ اور اتھنز کے شاہی محل سے من مانتی شرطیں قبول کرادونگا۔ فی الفور حملہ کردینے کے لئے سب سامان بالکل تیار ہے"۔ اسکے بعد امیر المؤمنین نے اس مضمون کو ارشاد فرمایا کہ چھہ طاقتوں میں سے دو طاقتیں بیشک فی الواقع خلاف ہیں۔ مگر میں انکا مقابلہ کرنیکے لئے تیار ہوں"۔ پھر ایک چھوٹا سا لفافہ اٹھاکر جو برلن سے آیا تھا۔ روسی سرحد پر جرمن فوج کی مختلف نقل و حرکت کی تفصیل بیان فرمائی"۔ یعنی ظاہر فرمایا کہ وہ دونوں طاقتیں جن میں سے ایک اس اشارہ سے واضح ہوتا ہے کہ روس ہے اگر مخالفت سے باز نہ آئیں تو جرمنی کی فوجیں ہماری تائید میں روس پر حملہ آور ہونے کے لئے ہمہ وجوہ تیار ہیں۔

امیر المومنین کے خیالات کے ساتھہ ہی ایک عام مشہور عثمانی مارشل کی رائے جو آسٹریا کے ایک اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ بیان کردینی نامناسب نہ ہوگی۔ مارشل موصوف جو غالباً غازی عثمان نوری پاشا شیر پلیونا ہیں۔ اپنی رائے ظاہر فرماتے

رہے تھے کہ ٹرکی اپنے ہی ایک سابقہ صوبہ کو اتنی بہادر جانیں گنوا کر پھر فتح کرے اور پھر اوسی او سپر قابض نہیں رہنے دیا جاتا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے ہیں۔ کہ اگر ترکی گورنمنٹ بعض یورپین طاقتوں کے دباؤ میں آکر تھسلی کو خالی کر دیگی۔ تو تمام سلطنت میں ایک تباہی برپا ہو جائیگی۔ عثمانیہ قوم اور فوج کی دلی تمنا ہے کہ تھسلی جسے اونھوں نے اپنے بہادر سپاہیوں کا خون گرا کر فتح کیا ہے۔ اس امر کی کفالت میں اونکے پاس رہے کہ اونکا دغا باز ہمسایہ پھر کبھی سر نہ اٹھائے اور انکے امن میں خلل نہ ہو۔ پیشتر اوسکے کہ ہم تھسلی کو بہ رضاء و رغبت چھوڑ دیں۔ یہہ ضروری کہ خون ہماری رگوں میں خشک ہو گیا ہو۔ اور ہم بالکل مردہ ہو گئے ہوں ایک سابق اعلیٰ ترکی عہدہ دار کے الفاظ ہیں۔ کہ یونان نے ہمکو تھسلی میں داخل ہونے پر مجبور کیا۔ اور اب اپنی قوم کے دباؤ کی وجہ سے ہم وہاں رہنے پر مجبور ہیں۔ کیا یورپ ہمکو اوسکے چھوڑنے پر مجبور کر سکتا ہے؟ ہم عثمانی جان اور زندہ رہنے کیلئے نہیں لڑتے بلکہ اپنے مذہب کے لیے شہید ہوتے ہیں۔" اسی نامہ نگار نے دوسرے ہفتہ لکھا۔

سلطان عبدالحمید ابھی تک برابر تھسلی پر اڑے بیٹھے ہیں۔ اور اسلیئے یورپ کی طاقتیں اور اخبارات بڑے زور شور سے اونکو پند و نصیحت کر رہی ہیں۔ بعض اوقات اس قسم کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ کہ حضور ممدوح پر اوسکا کچھہ اثر ہو گیا ہے۔ لیکن یہ اثر قوۃ سے فعل تک نہیں پہونچتا۔ یہ بات بڑی وثوق سے مشہور کی گئی ہے کہ سلطان المعظم یورپ کا کہا ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن اسکی آثار بدستور سابق بالکل ناپید ہیں۔ بلکہ اسکی عین برعکس امر قائم کرنی پڑتی ہے۔ کہ اگر کبھی دول متفق ہو جائیں اور پھر وہ ملکر اونکو تھسلی سے باہر کریں تو وہ وہاں رہنے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں۔ آج یہہ افواہ مشہور ہے کہ سلطان سخت متخالف ہو رہے ہیں تو دوسرے دن یہ سننے میں آتا ہے کہ وہ اپنی ضد پر بدستور قائم ہیں اور سوائے اپنی شرائط کے اور کسی شرط پر صلح کرنا نہیں چاہتے۔ افواہیں خواہ ہر روز بدلا کریں۔ یہہ صاف ظاہر ہے۔ کہ سلطان المعظم کے افعال ایک ہی روش پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ جن سے واضح ہو رہا ہے کہ وہ تھسلی کو چھوڑنیکا نام نہیں لینا چاہتے چند روز کی بات ہے ادہم پاشا قسطنطنیہ کو طلب کیئے گئے تھے۔ طلبی کا مدعا یہہ مشہور ہوا تھا۔ کہ وہ دارالخلافہ کی فوج کے اعلیٰ کمان افسر مقرر کیئے جائینگے تاکہ شرائط صلح کے طے ہو جانے پر جب فوج تھسلی سے واپس بلائی جائیگی۔ تو اگر وہ دارالخلافہ میں فساد کرنے پر مائل ہو تو اوسکا انتظام کریں۔ اسوقت فی الحقیقت کل اختیار فوج کے ہاتھہ میں ہے۔ اور وہ یورپ کی پیش کردہ شرائط کے سخت مخالف ہے۔ جب فوج تھسلی سے واپس بلائی گئی تو اوسکا زیادہ حصہ گھروں کو جاتا ہوا قسطنطنیہ سے گذریگا۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ وہ اپنا غصہ عیسائیوں پر نکالنا شروع نہ کر دیں۔ مگر ادہم پاشا تھسلی کے وسط میں ہی پہونچے تھے۔ کہ انکو واپس چلے جانیکا حکم پہونچگیا۔ سلطان المعظم یہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ اگر عیسائیوں کا قتل عام ہوا تو یورپ کی طاقتیں کل باہمی رشک و رقابت کو بالائے طاق رکھکر فی الواقع اونکی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گی۔ اسلیئے وہ ایسے امر کے ظہور پذیر ہونیکو روکنے کے لیے بہت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اسکے ساتھہ ہی یہ بھی عام خیال ہے کہ اگر دول یورپ نے پیشدستی کر کے پہلے سلطان المعظم پر دباؤ ڈالا تو وہ اوسکے جواب میں عیسائیوں کو ضرور قتل کرا دیں گے چند ہفتوں سے کثیر التعداد مسلمان اضلاع بلغیہ سے دارالخلافہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور یہہ کئی دفعہ مشاہدہ میں

فریقین کے متضاد دعاوی سے ایسی گڑبڑ پڑ رہی ہی۔ کہ کسی پولیٹیکل بحث مباحثہ میں پہلے کبھی ویسی نہ پڑی تھی۔
مقدونیہ۔ اپایرس اور تھیسلی کی البانوی آبادی کے تیور بگڑ جانیسے ترکی گورنمنٹ کی راستہ میں سخت مشکلات مزید پیدا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آچکا ہے کہ شہر میں کہیں بھی ذرا سا ہلڑ مچنے پر بہت بڑا انبوہ لاٹھیوں سے مسلح فوراً اس موقعہ پر اسطرح سے جمع ہو جاتا ہی کہ گویا اوسے ایسا کرنیکے لئے حکم دیا گیا ہے۔ جو ترکی افسر فرلو رخصت پر گئے ہوئے تھے اونکی رخصتیں منسوخ کر دیگئی ہیں۔ اور اتینھز پیشقدمی کرنیکے لئے تیار ہے۔

(اس کے بعد نامہ نگار لکھتا ہے کہ خود سلطان المعظم کا منشا ہے کہ یوروپ اونپر دباؤ ڈالے۔ تاکہ اونکو تھیسلی چھوڑنے اور فوجکی فکگی سے بچنے کا کافی بہانہ ملجائے۔ مگر اوسکی یہ تحریر اور خیالات جنکی کئی دفعہ تردید ہو چکی ہی۔ ایسے لغو اور بے بنیاد ہیں کہ انکو نظر انداز کیا جاتا ہی)

کریٹ کے متعلق وہ تحریر کرتا ہے کہ سلطان المعظم نے وہاں مزید فوج بھیجنے کا ارادہ ظاہر کرکے دنیا کی توجہ کو تھیسلی کیطرف سے ہٹانیکی کوشش کی ہے۔ مگر یوروپ نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا۔ یونانی مفسدین کے اغوا سے کریٹ میں پھر سخت بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہو گیا ہی۔ انکی شرارتیں اس حد تک بڑہ گئی ہیں کہ خود چند سرغنہ اونکے برخلاف ہو گئے ہیں۔ دول یوروپ نے سلطان کی تجویز کے جواب میں انکو اطلاع دی کہ کریٹ کی بجائے فوجکو ممالک محروسہ کے دیگر حصص میں بدامنی کو روکنے کے لئے رکھنا زیادہ مفید ہوگا۔ اسپر اعلیحضرت نے دول کو آگاہ کیا۔ کہ کریٹ میں مسلمانوں پر سخت ظلم ہو رہا ہے۔ اور اونکی کماحقہ حفاظت نہیں کیجاتی۔ پس اگر اسبارہ میں کوئی اصلاح نہ ہوئی۔ تو ہمکو اونکی حفاظت کیلئے بیڑہ جہازات روانہ کرنا پڑیگا۔ ایسا کرنے میں سلطان کو یہ مشکل درپیش ہوگی کہ اونکے پاس کوئی بیڑہ ہی نہیں (بیڑہ مذکور کی روانگی نے جسپر اب انگریزی اخبارات کھسیانے ہو کر طرح طرحکے حاشیے چڑہا رہے ہیں۔ کہ وہ راستہ ہی میں غرق ہو جائیگا اور وہ سمندر میں چلنے کے قابل نہیں۔ یہ یقین ہے کہ نامہ نگار کی اس غلط فہمی کو دور کرکے اسے جتا دیا ہوگا۔ کہ بیڑہ خواہ کمزور ہو یا مضبوط۔ مگر اوس کا کچھ وجود بہرحال ضرور ہے۔ انگریزی اخبارات کی چوٹوں کا جواب دینا فضول ہے۔ ترکی بحری طاقت پر ہم کئی دفعہ بالتفصیل لکھ چکے ہیں اور ہمارے ناظرین کو غالباً یہ بھی یاد ہوگا۔ کہ باغیان کریٹ پر جب متفقہ بیڑوں نے سب سے پہلی دفعہ گولہ باری کی تھی۔ تو دو ترکی آہن پوشوں نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا۔ ایڈیٹر) اور یہ بھی مشتبہ ہے کہ کیا اونکے پاس جزیرہ کو فوج بھیجنے کیلئے باربرداری کے جہاز بھی کافی موجود ہیں یا نہیں (جنگ یونان کے موقعہ پر دو لاکھ فوج ایشیائی ساحل سے جہازوں پر ہی یوروپین ساحل کو پہنچائی گئی تھی اس سے باربرداری کے جہازوں کی کافی یا ناکافی ہونیکا بخوبی پتہ مل رہا ہی) تاہم اگر باب عالی دس ہزار فوج جس کے بھیجنے کا ارادہ اوس نے ظاہر کیا ہے۔ جزیرہ میں اُتارنے میں کامیاب ہو گیا۔ تو موجودہ حالت بلاشک و شبہ اور بھی زیادہ خطرناک ہو جائیگی۔ جرمنی کا اخبار فرینک فرٹر زیٹنگ جس کو موجودہ تنازعہ میں سب سے واثق اور پختہ اطلاع پہونچتی رہی ہے۔ لکھتا ہی کہ انگلستان اور روس کے سفراء کے سوا باقی سفیر باب عالی کے اس ارادہ کے مخالف نہیں ہیں جواد پاشا سابق وزیر اعظم جو ایک دفعہ پہلے کریٹ کے گورنر جنرل رہ چکے ہیں۔ اچانک قسطنطنیہ سے روانہ ہو گئے ہیں اور عام خیال ہی کہ وہ جنگی کمانڈ کے عہدہ کا اہتمام لینے کیلئے کریٹ کو گئے ہیں۔ جزیرہ کے مسلمان پچھلے دنوں سے نہایت دلیر ہو گئی ہیں اور اگر جواد پاشا جزیرہ پر اترنے اور وہاں اپنا تسلط قایم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو مسلمان

ہوگئی ہیں۔ البانوی رؤسا علانیہ روزافزوں تقید اور پرجوشی کے ساتھ تھیسلی کے الحاق کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور یہ دھمکی دے رہے تھے۔ کہ اگر اوسے پھر یونان کے حوالہ کر دیا گیا۔ تو ہم سلطنت کی متابعت چھوڑ دینگے۔ اونکا بیان تھا کہ محاربہ میں زیادہ تر البانوی سپاہ کی ہی قوت بازو اور شجاعت سے فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ اور اس سے البانویوں کو مسئلہ تھیسلی کے تصفیہ کے متعلقہ مباحثہ میں اپنی رائے پیش کرنے اور اسپر غور کرانے کا کامل استحقاق حاصل ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ خبریں موصول ہوگئیں۔ کہ دس ہزار بجز بلی مسلح ارنوط اپنے مطالبات کی عدم شنوائی کی صورت میں جب تک ایک متنفس باقی رہے۔ شمالی البانیا میں لڑتے رہنے کا عزم بالجزم کر کے مرنے مارنے پر تیار کھڑے ہیں۔ اسی وقت البانوی رؤسا کا ایک ڈیپوٹیشن بھی قوم کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور بہی دلیر ہو کر امیر البحرون کی متابعت سے سرکش ہو جاینگے۔ جن کو اب وہ ویسی ہی حقارت کی نظر سے دیکھنے لگ گئے ہیں۔ جیسے کہ کونسل روس کی موجودگی کے زمانہ میں عیسائی انکو دیکھا کرتے تھے زمانہ ٹیگراف کی تحریر سے تو ایسا پایا جاتا ہے کہ جواد پاشا گویا ایک محاصرہ کی حیثیت میں کریٹ کو گئے ہیں اور جزیرہ کے اصل مالک دول یوروپ کے امیر البحر ہیں۔ بہرحال جواد پاشا جزیرہ میں داخل ہو نہیں کامیاب ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنا تسلط بھی قایم کر لیا۔ اب دیکھیے جزیرہ کا اصل مالک کون ثابت ہوتا ہے۔

بعض کی روایت ہے کہ دول یوروپ اب اس مرحلہ پر پہونچ گئی ہیں۔ کہ ترکی کو مجبور کرنے کے طریقہ پر بحث شروع ہو گئی ہے۔ لندن میں کل ۱۵۔ جولائی) وزرا نے جلسہ کر کے اس مضمون پر غور کیا تھا۔ کہ کون مخالفانہ طریق اختیار کیا جائے۔ اس ہفتہ لوگوں کی یہ عام رائے رہی ہے کہ کل طاقتیں دباؤ میں شریک نہیں ہونگی۔ یہ کام روس۔ انگلستان اور غالباً فرانس کے سپرد کیا جائے گا۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ روس باسفرس کے دہانہ کو۔ انگلستان ڈارڈینلز کو۔ فرانس سمرنا کی بندرگاہ کو۔ اور آسٹریا سالونیکا ریلوے کو روک دے گی۔ جس سے تھیسلی کی ٹرکی فوج کو ہر قسم کی کمک اور رسد پہونچنی بند ہو جائے گی۔ اور ترکی کو خواہ مخواہ تھیسلی کو خالی کرنا پڑے گا۔ مگر دیگر اخبار اسکی تردید کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ دول ابھی ایسی تفصیلی گفتگو پر نہیں پہونچیں۔

رومینیا اور ٹرکی میں معاہدہ ہو گیا ہے۔ کہ بلگیریا کے ساتھ جنگ ہونے کی صورت میں ایک سلطنت دوسری کی اعانت کریگی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ اتحاد جرمنی کی سعی و کوشش سے ہوا ہے۔ رومینیا کچھ عرصہ سے اتحاد ثلاثہ (اٹلی جرمن اور آسٹریا) میں داخل ہو چکا ہے۔ اب اس اتحاد سے ٹرکی کو بھی اتحاد ثلاثہ میں داخل سمجھنا چاہیے۔ جسکا فوری اثر یہ ہوگا۔ کہ یہ تینوں سلطنتیں سلطان کے برخلاف کسی جابرانہ کارروائی میں شریک نہ ہونگی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ شہنشاہ آسٹریا نے سلطان المعظم کے تار کے جواب میں جو خط لکھا تھا۔ اوس میں گو یہ ظاہر کر دیا گیا تھا کہ یوروپ کی شرائط کو قبول کرنے میں خود سلطان المعظم کا فایدہ ہے مگر خط کا لہجہ اور پیرایہ نہایت ہی نرم اور آشتی آمیز تھا۔ اعلیٰ حضرت نے ہر شش دول عظام کے فرمانرواؤں

خواہشات اور معروضات کو سلطان المعظم کی خدمت میں عرض کرنے کے لئے قسطنطنیہ پہونچ گیا
اپاپیرس میں بھی چار ہزار مسلح آرنوط موجود تھے۔ جو نام و پیام صلحیہ کی سست رفتاری سے سخت چیں
بجبیں اور برافروختہ ہو رہے تھے۔ یہ لوگ وہ البانوی مجاہدین تھے۔ جنکو لڑائی میں کام دینے کے
لئے اسلحہ دیدیے گئے تھے۔ اون کے غضب آلودگی کے نتائج سے متخوف ہو کر اون سے ہتھیار لے لینے کی
کوشش کی گئی مگر اونہوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا۔ کہ جب تک ہماری مطالبات منظور نہ کر لئے جائینگے
کبھی ہتھیار نہیں دینگے۔ ان اظہارات غیظ و غضب سے قسطنطنیہ کے باشندوں پر بڑا گہرا اثر پڑا۔ کیونکہ
اس معاملہ میں البانوی اکیلے نہ تھے۔ بلکہ تمام فوجی اور اکثر ترک باشندے بھی اس بارہ میں اون سے بالکل متفق
اور مسیحی یورپ کی جابرانہ کارروائیوں سے سخت غضب آلود رہے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کی اور پریسیڈنٹ کو ایک ہی مضمون کے تار بھیجے تھے۔ سب سے
پہلے شہنشاہ آسٹریا کا جواب موصول ہوا۔ جس کو باب عالی نے فوراً مشتہر کر دیا۔ جس پر دوسرے
بادشاہوں نے بھی اوسی انداز میں کمال ملاطفت سے جواب دیا۔ روس کی بابت البتہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ اوس
کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ اور کہ روسی سفیر ایم نیلیڈوف نے جو عنقریب قسطنطنیہ سے بدلنے والا
ہے۔ وزیر اعظم سے ملاقات کر کے تخلیہ تھسلی پر بہت زور دیا تھا۔ جس کے جواب میں خلیل رفعت
پاشا صدر اعظم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ترکی اوس وقت تھسلی کو خالی کرے گی۔ جب کہ روس قارص
اور باطوم کو (جو اوسے ۱۸۷۷ء کی جنگ کے بعد بروئے عہدنامہ برلن ملے تھے) (وکیل) چھوڑ دے گا۔ ایم نیلیڈوف
کی نسبت مشہور ہے۔ کہ ایم زینوف روسی سفیر متعینہ سٹاک ہولم (دار الخلافہ سویڈن) ابھی اون کی جگہ نہیں
آئے گا۔ اور تصفیہ صلح تک نیلیڈوف ہی روسی سفیر رہینگے۔ ترکی فتوحات سے فقط ترکی کی ہی قدر و منزلت میں بے انداز
اضافہ نہیں ہو گیا۔ بلکہ اعلےٰحضرت امیر المومنین کی لیاقت خداداد کا بھی ایک عالم معترف ہو گیا ہے۔ وہی اخبار جو حضور
ممدوح کو ارمنیوں کے قتل عام کا بانی مبانی قرار دیکر اون کو سفاک اور قاتل کے ناموں سے پکارتے تھے اب دول
یورپ کا اون کو ترکی بہ ترکی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنا دیکھ کر اون کی حکمت عملی اور ڈپلومیسی میں بے نظیر قابلیت
اور اون کی بے عدیل راسخ العزمی اور استقلال کی صفت ثنا کر رہے ہیں۔ اور ارمینیوں کے قتل عام کے واقعہ
کے متعلق اون کا ذکر خیر نہایت ہی نرمی اور مہربانی سے کرتے ہیں۔ اور یقین کامل ہے۔ کہ اگر موجودہ کشمکش
میں بھی جو ترکی اور دول عظام میں ہو رہی ہے خلیفۃ المسلمین یوروپین طاقتوں سے بازی لے گئے
اور ترکی کو کھلم کھلا یا بالواسطہ طور پر بھی زک نہ لگی۔ تو حضور ممدوح کل دنیا کی نگاہوں میں ہر دلعزیز
اور محبوب ہو جائینگے۔

درینولا مذاکرات صلحیہ کا خرک لنگ افتان و خیزاں آگے بڑھ جا رہا تھا۔ تھیسلی کے قبضہ کے تصفیہ کے بعد اب تاوان جنگ کی مقدار پر جھگڑا ہو رہا تھا اسپر خوب پر جوش اور گرما گرم بحثیں ہوئیں۔ کسی کی رائے دوسرے سے نہ ملتی تھی۔ اگر ایک مشرق کو جاتا تھا تو دوسرا عین مغرب کو۔ آخر خدا خدا کر کے اس مسئلہ کا بھی اوس خاص کمیشن کی رپورٹ کی بنا پر فیصلہ ہو گیا۔ جو شش دول عظام نے معاملات مال کے سفیروں کی اس غرض کے لئے قایم کی تھی کہ یونان کس قدر تاوان جنگ ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہے۔ ترکی مطالبہ کو گھٹا کر چار ملین پونڈ کی رقم کافی قرار دیگئی۔ ترکی کے اس مطالبہ کو کہ اوس نے یونان کو جو امتیازات[1] سابقہ عہدناموں کے ذریعہ سے عطا کر رکھی ہیں۔ اونہیں منسوخ کر دیا جائے۔ اصولاً اور نیز اس بنا پر کہ اس سے نامناسب اور بری نظیر پیدا ہوتی ہے۔ دونوں باتوں کے لحاظ سے قطعاً مسترد کر دیا گیا۔

[1] امتیازات یا کیپی چولیشنز کی مجمل کیفیت پہلے مذکور ہو چکی ہے اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں اونکی متصل توضیح کر دیگئی ہے تاہم اس موقعہ پر بھی یہ بتا دینا بیمحل نہ ہوگا کہ یہ بعض اون مراعات کا نام ہے جنکو یکے بعد دیگرے تمام فرمانروایان سلطنت عثمانیہ ان بیرونی سلطنتوں کے باشندوں کے باب میں ملحوظ رکھتے آئے ہیں۔ جنہوں نے ترکوں کی عملداری میں سکونت اختیار کی ہے یہ رعائیتیں قرون وسطی سے اب تک چلی آتی ہیں۔ اور ابتدا میں مثل اون کے سلوں نے انگلش سیاحوں کے حق میں عطا کی تھیں یہ محض تجارتی رعائیتیں تھیں۔ بعد امتداد ایام و زوال سلطنت عثمانیہ ہندوستان کی طرح ترکی میں بھی وہ عہدنامجات کے برابر گرانقدر ہو گئیں اور ترکی سے زبردستی بمعاوضہ ان دوسری سلطنتوں کی حفاظت ترکی یا دوسری باتوں کے جو ان کی بابت دعوی کرنے کی قوت رکھتی تھیں۔ حاصل کیجانے لگیں۔

ان رعایتی حقوق کی بموجب جو مراعات ملحوظ رکھی جاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ بربنائے ٹکس سے علاوہ محصول کسٹم کے (اور جو بیرونی اشخاص غیر منقولہ جائیداد رکھتے ہوں تو ٹکس اراضی سے) ترکی میں رہنے سے اون کی وطنی سکونت کے حق کا ضائع نہ ہونا اور لوکل عدالتوں کے اختیار سماعت سے اونکا بری رہنا۔ یہ آخری رعایت البتہ مستثنیات اور حدود کی پابند ہے اور اوسکی تفصیل بہت طول طلب اور پیچیدہ ہے پس اسقدر کہنا کافی ہے کہ اجنبی اشخاص کے حق میں اس رعایت کی ہونے سے ہمیشہ طرح طرح کی جھگڑے بالخصوص مصر میں جہاں اونکی وجہ سے شاملاتی عدالتیں مقرر کرنا پڑیں پیدا ہوا کرتے ہیں اور قبل اسکے بارہا مختلف ملکوں کے مابین انکی وجہ سے پیچیدگیاں واقع ہوئیں تھے الحال جو سلطنتیں یہ رعایتی حقوق رکھتی ہیں۔ انکے نام یہ ہیں۔ یعنی یورپ میں فرانس اطالیہ انگلستان جرمنی آسٹریلیا روس۔ ہالینڈ۔ سویڈن۔ ڈنمارک۔ بلجیم۔ پرتگال اور یونان اور نئی دنیا میں ممالک متحدہ امریکا و برازیل سر الفرڈ ملنر سابق نایب زیر مال مصر و حال گورنر کیپ کولونی اپنی کتاب مصر و انگلستان میں اِن مراعات کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

ابتدا میں جو رعایتی حقوق عطا کئے گئے وہ اصل میں معاملات کی حیثیت سے نہیں بلکہ زیادہ تر مراعات کی حیثیت سے دئیے گئے تھے۔ اس زمانہ کے سلاطین ترکی نہ تو مغرب کی عیسائی سلطنتوں کو اس قابل سمجھتے تھے کہ ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ کیا جاتا اور نہ انکا خاص منشا یہ تھا کہ جو رعائیتیں وہ عطا کریں ان کے معاوضہ میں اسی طرح کی رعائیتیں دوسری سلطنتوں میں ان کے ساتھ کی جائیں۔ جن کے زبردست خود مختار فرمانرواؤں نے ابتدائی رعایتی حقوق عطا کئے تھے تو وہ اس خیال پر مسکرا دئے

[1] ترکوں نے بعد میں ان تو بول کو ... سے نکالا لیا تھا۔

یہہ مشکلات دور ہوئی ہی تہیں کہ نام وپیام کو قطعی تصفیہ میں نئی رکاوٹیں پیدا ہوگئیں۔ یہہ رکاوٹیں پہلی مشکلات سے بہی زیادہ شدید تہیں کیونکہ وہ تو صرف محاربہ کی فریقوں کی باہمی اختلاف کیوجہ سے تہیں۔ اور یہہ رکاوٹیں خود دول کی باہمی اختلاف رائے سے پیدا ہوئی تہیں۔ یہہ اختلاف اسقدر بڑہ گیا تہا کہ خود اتحاد یورپ میں خلل پڑجانیکا اندیشہ ہوگیا تہا۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ اس اتحاد کے بغیر معاملہ کے سلجہنے کی شکل امید ہوسکتی تہی۔

بڑا اختلاف اس امر پر تہا کہ ایکطرف جرمنی یہہ کہتی تہی کہ عہدنامہ میں ایسی دفعہ درج کیجائے جو ترکی کو تاوان جنگ کے ملجانیکی ضمانت وکفالت دیتی ہو۔ اور ساتھہ ہی یونان کے سابقہ قرضخواہوں کی اغراض کی بھی حفاظت کرتی ہو تاکہ اونہیں حالات متغیر شدہ سے نقصان نہ پونچے۔ دوسری طرف انگلستان کسی ایسی شرط کی اندراج کو جس سے تہسلی پر ترکی فوج کا قبضہ طوالت پکڑتا ہو قطعاً پسند نہیں کرتا تہا۔ آخر لمبی مہینوں کے مباحثوں اور تبادل آراء کے بعد دونوں ملکوں میں سمجہوتہ ہوگیا جسے دوسری طاقتوں نے بہی منظور کرلیا اور اوسکے مطابق عہدنامہ میں دفعہ درج کردیگئی۔ جرمنی نے اپنی مطالبہ کی مناسب تعمیل کیلئے یہہ تجویز پیش کی تہی کہ جب تک تاوان جنگ ادا نہ ہوجائے۔ یونان کے صیغہ مال کی نگرانی ایک خاص حد تک ایک مشترکہ یورپین کمیشن کے سپرد کردیجائے اور دول تاوان کی ادائیگی کی ذمہ واری اٹھائیں۔ فیصلہ تجویز مذکور کی منظوری پر ہوا۔

یونانی گورنمنٹ اس فیصلہ سے بہت بگڑی اور یونانی اخبارات نے شور وغل برپا کردیا کہ دول یورپ کو ملک کی اندرونی معاملات میں ہرگز دخل دہی کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔ اور جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے۔ ترکی کے فوجی تہسلی کو چہوڑدینے کی شرط پر سخت آشفتہ وبرہم ہو رہے تہے۔ مزید براں نام وپیام صلحیہ کو کہٹائی میں ڈالنے کیلئے اور کئی خفیہ سازشیں اپنے کام میں مصروف تہیں مگر بایں ہمہ آخر سفراء دول کے ایک اجلاس میں شرائط صلح کا تصفیہ ہوگیا۔ ابتدائی عہدنامہ صلح مرتب ہوگیا۔ اور جلالتمآب سلطان المعظم نے اوسکو بلا تامل منظور فرمالینے سے اوس تردد واضطراب اور بیچینی کا خاتمہ کردیا۔ جو اس طول طویل بحث ومباحثہ سے جسکے دوران میں گو عملاً جنگ ملتوی رہتا تہا۔ مگر رواجاً دونوں فریق بدستور برسر جنگ تہے پیدا ہو رہی تہی۔ اس معاہدہ پر بمقام قسطنطنیہ ۱۹۔ ستمبر (۱۸۹۷ء) کو دستخط ہوئے۔ مذاکرات صلحیہ برابر چار مہینے ہوتی رہی جس عرصہ میں سفراء دول اور ترکی کی وکلاء نے شرائط پر یکے بعد دیگری بحث کرتے رہکر آخر اونکا تصفیہ کرلیا اور سفراء کی محنت ونفاق وناچاقی ہوجانیکے بیشمار خطرات عدیدہ کی بعد آخر ٹہکانے لگی۔ اور اونکی مساعی کا کامیابی پر خاتمہ ہوا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لگتے کہ جو رعایتیں وہ قریب قریب تجارت کی نگاہ سے دیکھہ رہی ہیں وہ کسی وقت ان کی حاشیونکی کمزوری اور سخت پریشانی کی باعث ہوجائینگی۔ دنیا کی سب سے بہاری سلطنت کا معدودے چند بیرونی ملکوں کے تاجروں کو اپنے شاہانہ اختیار کی کوئی جز اپنی خوشی اور مرضی سے دیدینا اور یہی بات ہے کہ ان تاجروں کی وطنی گورنمنٹیں بہت ہی دور دراز مقامات پر واقع تہیں اور ان ایام میں بمقابلہ ترکی کے بالکل ہی ضعیف تہیں اور اسوجہ سے ذرا بہی گمان نہ تہا کہ جو حقوق اسوقت دیئے گئے تہے اونکی تعمیل ایسی سخت پابندی کی ساتھہ چاہی جاویگی اور یہہ بالکل دوسرا امر ہے کہ یہی سلطنت ضعیف اور دول عزیز ہوگئی اور اسیکو بلحاظ تعداد کی ان اجنبی باشندوں کا سامنا کرنا پڑا جو اسیکے حقوق سے مسلح ہیں

اوس ابتدائی عہدنامہ صلح کا مضمون بجنسہ حسب ذیل ہے:

چونکہ یونان نے اپنے اغراض کی فلاح و بہتری - اور اپنا نیک و بد دول کے ہاتھ میں دیدیا اور باب عالی نے اونکی ثالثی کو منظور کرلیا - سفرا کی وکلا اور وزیر خارجیہ توفیق پاشا کی باہمی رضامندی سے مندرجہ ذیل شرائط قرار پائی ہیں -

(۱) حدود اون خطوط کے مطابق جو نقشہ منسلکہ پر دکہائے گئے ہیں - اور نیز اوسکی تشریح کنندہ عبارت کے مطابق درست کیجائیگی - موقعہ پر جنگی مصالح کے لحاظ متفقہ فیصلے سے اون خطوط میں سلطان کے حق میں خفیف تغیر و تبدل کیا جاسکیگا ایک مشترک کمیشن جسمیں دونوں طاقتوں کے قایم مقام اور تمام سفارتوں کے فوجی وکلا شامل ہونگے حدود کی تعیین کریگی - یہ کمیشن اس معاہدے پر دستخط ہونیسے پندرہ دنکے اندر قایم کیجائیگی اور متنازعہ مسائل کثرت رائے سے فیصل ہونگے -

(۲) یونان ٹرکی کو چالیس لاکھ ٹرکی پونڈ بطور تاوان جنگ[2] ادا کرے - اور ادائگی کے لئے ضمانتیں دے یونان کے صیغہ مال کی نگرانی کے متعلق ضوابط آیندہ مرتب کئے جائینگے -

(۳) یونان کی رعایا کو محاربہ سے پہلے ٹرکی میں جو حقوق و برآت اور رعائتیں حاصل تہیں وہ بدستور قایم رہینگی -

(۴) اس موجودہ عہدنامہ کی تصدیق سے پندرہ دنوں کے اندر یا اوس سے بہی پہلے یونانی وکلا جنکو اختیارات مطلوبہ دئے گئے ہونگے - قطعی معاہدہ صلح کے شرائط کے انعقاد کے لئے عثمانیہ وکلا سے مذاکرہ کرنیکے لئے قسطنطنیہ پہونچ جائینگے - معاہدہ مذکورہ موجودہ عہدنامہ کی بنا پر مرتب ہوگا - اور اوسمیں موجودہ عہدنامہ کے علاوہ مندرجہ ذیل معاملات کے متعلق بہی شرائط عہد و پیمان کیا جائیگا - قیدیوں اور اسیران جنگ کا تبادلہ - فریقین کی خطاکار رعایا کو عام معافی اضلاع متوضہ کے باشندوں کو نقل وطن کی آزادی ہونا - قزاقی کی بیخ کنی کی تدابیر اور جو نقصانات رعایا عثمانیہ کو محاربہ سے پہونچے انکے معاوضہ کی تعیین -

(۵) انکے ساتھہ ہی مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق تین ماہ کے اندر تصفیہ کرلینے کی غرض سے نامہ و پیام شروع کئے جائینگے (الف) سنہ [illegible]ء میں ٹرکی اور یونان کے درمیان جو عہد و پیمان ہوا تہا - اوسکی بنا پر شہریت اور رعیت ملنے کے مسئلے کی انصرام کے لئے جداگانہ عہدنامہ تمہیدی کیا جائیگا - (ب) شرط مندرجہ دفعہ ۳ کی بنا پر یونانی قونصلخانوں اور ترکی عدالتوں کے تعلقات کی ترتیب درستی کے لئے علیحدہ ابتدائی عہدنامہ تیار کیا جائیگا[3] (ج) اون جرائم کے متعلق جو کسی ایک ملک کے باشندے اپنے ملک میں کرکے دوسری سلطنت کے علاقہ میں بہاگ جائیں بنیادی عہدنامہ مرتب کیا جائیگا -

---

[1] ترکی قایم مقاموں میں اعلیٰ افسر سیف اللہ پاشا تھے -

[2] ایک لاکھ پونڈ کی رقم تاوان کے علاوہ رعایا سلطانی کے نقصانات کا معاوضہ مقرر کیگئی تہی -

[3] اس ابتدائی عہدنامہ کی بنا پر قطعی عہدنامہ مرتب کرنیکے لئے اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء تک ہر دو سلطنتوں کے وکلا قسطنطنیہ میں اجلاس کرتے رہے تھے - اب عنقریب قطعی معاہدہ مرتب ہوجانیوالا ہے -

(۶) اس دفعہ میں تھسلی سے ترکی فوجکی واپسی اور خالی کردہ علاقہ کو یونانی ملکی حکام کے سپرد کردینے کے متعلق شرائط درج کرکے تحریر کیا گیا۔ کہ انکا ابھی قطعی تصفیہ نہیں ہوا۔

(۷) اس عہدنامہ پر دستخط اور اوسکی تصدیق ہوجانیسے بعد فی الفور یونان اور ٹرکی میں پہر سابقہ تعلقات قایم ہوجائینگے اور دونوں ملکوں کی رعایا پوری آزادی سے بلا روک ٹوک ایک دوسرے ملک میں سفر و سیاحت کرسکے اور رہایش رکھ سکیگی اور جہازرانی کی بھی فریقین کو پوری آزادی مل جائیگی۔

(۸) جب تک پہر باضافہ کونسل دونوں ملکوں میں مقرر نہوں تو قنصل خانون میں عارضی ایجنٹ مقرر کئے جائینگے۔ اور وہ دول کی حمایت و نگرانی میں جنہوں نے محاربہ کے دوران میں یونانی رعایا کی اغراض کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا اپنے فرائض سرانجام کرینگے جب تک محولہ بالا عہدناموں کو وہ خاص کمیشن جو دفعہ پانچ کے منشا کے مطابق قایم کیجائیگی۔ مرتب نہ کرے اور اون عہدناموں کو قانونی جواز و استحکام حاصل نہ ہوجائے عثمانی و یونانی رعایا کے تمام ایسے باہمی تنازعات عدالتی کے متعلق جو اعلان جنگ سے پیشتر سے دایر ہوں اوس قانون و ضابطہ کے مطابق کارروائی کیجائیگی جو محاربہ سے پیشتر نافذ تہا۔ اور تنازعات مابعد کے متعلق قانون بین الاقوام کے اصولوں کے مطابق اوس معاہدہ کی بنا پر کارروائی کی جائیگی۔ جو ۲۶ - فروری اور ۶ - مئی ۱۸۹۶ء کو سردیا اور ٹرکی میں ہوا تہا۔

(۹) نامہ و پیام مذاکرات کے دوران میں اگر اختلاف پیدا ہوجائیں تو مسائل متنازعہ خواہ وہ فریقین میں سے کسی کے متعلق ہوں سفرا دول کیخدمت میں جو بحیثیت ثالث کام کرینگے پیش کئے جائینگے اور اونکا فیصلہ قطعی اور ناطق ہوگا سفرا بحیثیت ثالث باہم ملکر خواہ براہ راست اور خواہ متعلقہ سلطنتوں کے خاص وکلا کی شرکت سے یہہ کام سرانجام دینگے۔

(۱۰) بابعالی دول سے اوس تجویز کے متعلق غور کرنیکی درخواست کرنیکا استحقاق کو محفوظ رکھتا ہے جو اون فرمانوں کے تغیر و تبدل اور ترمیم کے متعلق ہوگی جو ۲۴ - مئی ۱۸۸۱ء کے عہد و پیمان کی شرایط کے مطابق صادر کئے گئے تھے یہ فرامین سوا اوسقدر حصہ کی جسکی موجودہ عہدنامہ سے ترمیم ہوگئی ہے - برابر نافذ رہینگے۔

(۱۱) یہہ عہدنامہ لغرض منظوری جلالت مآب سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔ یہہ منظوری ایک ہفتہ کے اندر ہوجائیگی۔ اور اس میعاد کے انعقاد کے بعد سفراء دول اسکی شرائط سے اپنی اپنی گورنمنٹوں کو اطلاع دینگے۔ اور اوس وقت سے شرائط مذکورہ نافذ ہوجائینگی[1]

[1] آخری اجلاس میں جبکہ اس معاہدہ پر دستخط ہوچکے تھے - آسٹرین سفیر نے جو بلحاظ عمر تمام سفرا سے بڑا - اور بنا بریں اون کا میر مقدم تہا - اپنی تقریر میں سلطان المعظم کی اعتدال پسندی اور آزرم جوئی کا صدق دلسے شکریہ ادا کیا - قسطنطنیہ کے انگریزی اخبار لیوانٹ ہیرلڈ نے اسپر حسب ذیل ریمارک تحریر کئے - ابتدائی شرائط پر دستخط ہوجانے سے جو عام طمانیت اور تسلی کا خیال پیدا ہوگیا ہے اوسکی نسبت مبالغہ ثابت مشکل ہے -

۲۷- ستمبر کو روسی سفیر متعینہ ایتھنز نے جو دولتوں کی سفرا دول کا میر مقدم تہا- ابتدائی عہد نامہ صلح باضابطہ طور پر یونانی گورنمنٹ کو حوالہ کیا- اسکے ساتھ دول کیطرف سے اس مضمون کی ایک تحریری اطلاع بھی منسلک تھی- کہ یونان نے جس ثالثی کی استدعا کی تھی وہ اب ختم ہو گئی ہے- صلح کی قطعی شرائط کیلئے یونانی گورنمنٹ آب اپنے وکلا مقرر کرے۔

تمہیدی شرائط صلح کے ساتھ چند ضمیمے بھی اضافہ کردیئے گئے تھے- ایک کا مضمون یہہ تہا- کہ ترکی حکام اور یونانی وکلا میں باہمی سمجھوتہ ہو جانیکے بعد تہسلی کو مفرور باشندے اپنے مساکن کو واپس آسکیں گے- دوسرے میں دول نے وعدہ کیا تہا کہ جہازرانی کی سہولت مزاحمات ہٹانے اور اوسکی آزادی کو پہر قایم و بحال کرینگے مسئلہ میں اگر اختلاف پیدا ہو جائیں تو وہ ثالثی کرکے اونکا تصفیہ کردینگی- تیسرے کا یہہ مضمون تہا کہ اون تمام ترکی رعایا کو جنہوں نے یونانی فوج میں خدمت کی ہوگی- معافی دیدیجائیگی- لیکن ساتہہ ہی یہہ بھی ظاہر کر دیا گیا تہا کہ اس قرارداد میں ممکن ہے بعد میں کچھہ ترمیم ہو جائے۔

ایم رالیس کی وزارت اس سے دو تین دن بعد مستعفی ہو گئی اور ایم زیمایس جدید وزیراعظم ہوا- اوسکی محتاط دور اندیش اور اعتدال پسند ہونیکی وجہ سے مذاکرات صلحیہ کے انصرام میں پہر ایسے توقف دورنگ واقع نہ ہونے پایا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس معاہدہ کی تکمیل اسقدر مشکل تہی کہ اوسکا خیال بھی اس سے پہلے کبھی نہ آیا تہا- اور اسی لئے جن لوگوں کا اس سے تعلق تہا اون کو غایت درجہ کی احتیاط ہوشیاری اور تدبیر سے کام لینا پڑا- اونکی کوششوں میں گورنمنٹ عظمی ترکی کی نرمی سے بہت کچھہ سہولت ہوئی اور گورنمنٹ عظمی نے نہایت صداقت سے اس صلح پسندی اور امن طلبی کو قائم رکہا حضرت سلطان المعظم کی بے نظیر پالیسی نے اس مصالحت کو منظور کرلیا جو واقعات گذشتہ کا خیال کرکے ہرگز قرین انصاف نہیں کہلائی جاسکتی- البتہ اس طریق عمل سے بابعالی نے ترکی فتوحات کو اور بھی درفشاں اور منور کر دیا ہے تازہ فتح نے جیسا کہ قدرتی دستور ہے سلطنت عثمانیہ کی جنگی عظمت کو نیا دبدبہ دے دیا- اسکا سکہ دلوں میں بیٹھہ گیا اب مصالحت کی نرم شرائط سے سلطنت عظمی کی پولیٹیکل شان اور بھی بڑھ گئی کہ اس نے ظاہر کر دیا کہ اسپر کسی شر انگیز اور مفسدیت کا اثر نہیں ہے بلکہ اسکے اعمال کا انتظام سخاوت آمیز کشادہ دلی پر مبنی ہے جسکی ثنا و صفت سے دنیا باز نہیں رہ سکتی۔

ہز اکسیلنسی صاحب سفیر دولت آسٹریا ہنگری نے اس امر کو نہایت خوبی اور مسرت کے ساتھہ ابتدائی شرائط مصالحت پر دستخط کرتے وقت اپنی تقریر میں تسلیم کرلیا اور اسی طرز اور احسن طریق پر موسیو نیلیڈوف نے اوسکی تائید کی- یہہ موقعہ واقعی ایسا ہے کہ مبارکبادی کا طالب ہے جو کچھہ ہوا ہے وہ ایک نہایت پیچیدہ اور دق مسئلہ کا حل سرانجام ہوا ہے اور اس خوفناک مشکل کا دور ہونا ایسی آسان شرائط سے ایک امر واقع ہے جو نہ بجائے خود ترکی کے واسطے باعث فخر و ناز ہے بلکہ اس سے زمانہ آیندہ پر نہایت عمدہ روشنی پڑتی ہے کہ وہ درخشاں ہے- اور آثار نہایت عمدہ ہیں علاوہ ساتہہ ہی اسکے آیندہ کیواسطے اعتماد اور اعتبار کو تقویت

عام رہے کے ممد ہو جانیسے اب بلا تامل یونانی گورنمنٹ نے صیغہ مال کی نگرانی یورپین کمیشن کی حوالہ کردینا منظور کر لیا۔ اور کمیشن مذکور نے تاوان جنگ کی ادائیگی کے لئے یونان کی آمدنی کو حسابل اور اخراجات کو پرکھنا اور جانچنا شروع کردیا۔

آدھر ایک طرف قطعی معاہدہ صلح کے تصفیہ و انصرام کو نئے جدید مقرر شدہ یونانی سفراء الحضر سی قسطنطنیہ پہونچگئے۔ اور دوسری طرف تھسلی کی نئی سرحد کی تعیین کے لئے جنگی کمیشن کام شروع کرنیکو لئے پلاتا سونا میں جمع ہو گئے۔ اور ایم زیامیس کی وزارت کی مضبوط مگر مصالحت آمیز انداز سے جسے اوس نے نہ صرف مذاکرات صلحیہ کے دوران میں بلکہ اپنے ملک کے باشندوں اور اونکے قایم مقاموں (ممبران پارلیمنٹ) سے بھی مرعی رکھا قطعی معاہدہ صلح پر بحث مرتب ہوگیا۔

قطعی عہدنامہ صلح کا مضمون جسپر ٹرکی اور یونان کے وکلا نے بتاریخ ۴۔ دسمبر ۱۸۹۷ء دستخط کئے حسب ذیل ہے۔

(۱) سرحد ٹرکی و یونان کی اصلاح حسب ذیل نقشہ منسلکہ عہدنامہ کے مطابق کیجائیگی۔ مگر جب موقعہ پر پہنچکر سرحد متعین کیجائیگی۔ اور اوس وقت (بشرطیکہ وکلا ممالک یورپ اور گورنمنٹ ٹرکی راضی ہوجائیں تو) مجوزہ اصلاح سرحد میں سلطنت عثمانیہ کے فائدہ کیلئے خفیف تغیر کیا جاسکیگا۔ اس تقسیم سرحدی کی تفصیلات کا انفصال ایک کمیشن کریگی۔ جسمیں فریقین کے وکلا اور صلح کرانیوالی ممالک یورپ کے سفیروں کی طرف سے فوجی افسر مقرر ہونگے۔ اس عہدنامہ کی تاریخ سے ۱۵ روز کے اندر یہ کمیشن منعقد ہوگی۔ اور کثرت رائے سے ہر فیصلہ ہوگا۔

(۲) یونان ٹرکی کو خرچ جنگ حسب شرائط مندرجہ آرٹیکل نمبر ۲ مبادی صلحنامہ کے چالیس لاکھ ٹرکی پونڈ دیگا۔

(۳) تھسلی کا تخلیہ مبادی صلحنامہ کی چھٹی شرط کے مطابق ہوگا۔ جس روز ممالک یورپ مبادی صلحنامہ کے آرٹیکل نمبر ۲ کے آخری دو فقرے کی مندرجہ شرائط کی تکمیل تسلیم کرلینگے اور جب کہ کمیشن اقوام آرٹیکل مذکورہ کے مالی انتظام کو موافق معاوضہ جنگ کے قرضہ کی اطلاع دیدینگے۔ اوسکے ایک مہینہ کے اندر تھسلی خالی کیجائیگی۔ یہہ امر کہ کسطرح خالی کیا جائیگا۔ اور خالی مقامات کو کیونکر یونانی حکام کو حوالہ کیا جائیگا۔ اوس کو وکلا فریقین بشراکت وکلائے ممالک یورپ فیصلہ کرینگے۔

(۴) عہدنامہ پر دستخط ہونے کے بعد جنگ کے قیدی جانبین سے فوراً رہا کر دئے جائینگے۔

(۵) فریقین اون سب شخصوں کو کلیہ معافی دیدینگے۔ جو اشتہار جنگ سے پہلے اور بعد کے واقعات میں شریک تھے

(۶) دونو ممالک کی رعایا جنگی حالت قانون کے نزدیک سابقاعدہ ہے۔ مثل سابق دونوں کے ملک میں آزادانہ آمد و رفت رکھینگے۔ دونو ممالک کو اختیار رہیگا۔ کہ اون لوگوں کو جنکو کسی جرم کی سزا ہوئی ہو یا بوجہہ اونکی بدچلنی کے

اُون کے لئے ملک سے نکال دیئے جانے کا حکم صادر ہوا ہو ایسے لوگوں کو اپنے ملک میں نہ آنے دیں جس کی اطلاع سابق سے اون کے سفیروں کو کر دیجائیگی۔

(۷) جو مسلمان تھسلی کے باشندے یا متوطن ہیں اور وہ ۲۴ - مئی ۱۸۸۱ع کے شرائط نامہ کی تیرہویں شرط کے بموجب خواہ یونانی قومیت میں داخل ہوئے ہوں یا نہ ہوں - یا وہ ترک وطن کر کے ٹرکی میں آباد ہوں - یا ٹرکی کو اپنا وطن قرار دیں - یا جو مسلمان یونانی رعایا ہو گئے ہوں - اُون کو اختیار ہوگا - کہ وہ ترکی قومیت قبول کر لیں - بشرطیکہ موجودہ شرائط نامہ کے تین برس کے اندر وہ حکام مجاز و متعلق کو اطلاع دیدیں - یہہ سب شرائط نامہ مذکور کے موافق اپنے اپنے مقبوضات واقعہ یونان پر قابض رہینگے - اور اوس جائداد کا انتظام کرتے رہیں گے - اسی طرح سے جو باشندے یونان کے بوجہ تغیر سرحد ٹرکی کی رعایا ہو گئے ہیں - اور جو شخص کہ اُن مقامات کو بالفعل اپنا وطن مقرر کر چکے ہیں ٹرکی اونکو بھی وہی حقوق مذکورہ دیگی - جو یونان مسلمان رعایا کو دیگا - باشندے یا متوطن اوس ملک کے جو ٹرکی کو ملا ہے یا ان مقامات کی کسی جماعت کے وکلا اگر تھسلی میں کچھہ اراضی رکھتے ہوں - تو اونکو اختیار ہوگا کہ وہ سرحد کے پار جاکر مثل سابق بلا مزاحمت اون اراضی کی زراعت کریں - اور یہی حق اون باشندگان تھسلی کو حاصل ہوگا - جن کی اراضی اوس ملک میں واقع ہو جو سلطنت عثمانیہ کو دیا گیا ہے -

(۸) مبادی صلحنامہ کے آرٹیکل نمبر ۴ کے بموجب یونان ٹرکی کو ایک لاکھ ٹرکی پونڈ بطور معاوضہ اون نقصانات کے دیگا - جو یونانی فوج نے لوگوں کو پہنچایا - یہ رقم اوسوقت دیجائیگی - جبکہ معاوضہ جنگ دیا جائیگا -

(۹) یونان اور ٹرکی کے مابین خاص انتظام اس غرض سے ہوگا کہ جو حقوق قونصلین کو دیئے گئے تھے - اونکا بیجا استعمال نہ کیا جائے اور معمولی اجرا معدلت میں مداخلت نہ ہونے پائے اور احکام جاری شدہ کی تعمیل ٹھیک ٹھیک ہو سکے - اور اگر یونانی رعایا اور عثمانی رعایا اور دیگر ممالک کی رعایا میں تنازعات ہوں جس میں دیوانی کے مقدمے بھی شامل کئے جاوینگے - تو عثمانی رعایا اور ممالک غیر کے لوگونکے مقاصد کی حفاظت ہو سکے - مگر قبل از جنگ جو یونانی رعایا کو ایسے حقوق حاصل تھے جو اور ریاستوں کی رعایا کو حاصل ہیں - انمیں تغیر نہوگا - جو دیوانی کے تنازعات رعایائے یونان اور رعایا عثمانی کے درمیان واقع ہوں اگر وہ ایسے ہیں کہ اعلان جنگ کے بعد عدالتوں میں رجوع ہوئے ہوں انکا انفصال اس قانون سے ہوگا جو جنگ سے پہلے جاری تھا - اور جو مقدمات اعلان جنگ کے بعد میں پیدا ہوئے ہوں انکا انفصال اس یورپین قانون کے بموجب ہوگا جو ٹرکی اور سرویا کے شرائط نامہ ۹ مارچ ۱۸۹۶ع پر مبنی ہے -

(۱۰) شرائط نامہ ۲۴ مئی ۱۸۸۱ع کی شرائط جو تھسلی سے علاقہ رکھتی ہیں وہ قائم رہینگی سوائے اُون شرائط کے جو اس عہد نامہ سے بدل دیئے گئے - گورنمنٹ ٹرکی کو حق حاصل ہوگا - کہ اُن شرائط نامہ کی رو سے جو مسئلے ہوں انکے انفصال کیلئے اپنی تجاویز کو اُن ممالک کے روبرو پیش کرے جنہوں نے شرائط نامہ مذکور پر دستخط کئے تھے اور اونکے فیصلہ کو یونان پر قبول کرنا لازمی ہوگا -

(۱۱) یونان اور ٹرکی راضی ہیں۔ کہ اس عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے تین مہینہ کے اندر انتظامات ذیل کو فیصل کرینگے۔

(الف) ایک شرائط نامہ اون تجاویز کی بنیاد پر مرتب کیا جائیگا۔ جو یونان اور ٹرکی کے مابین ۱۸۷۶ء میں وقوع میں آیا تھا۔ اور مسئلہ قومیت کے اختلافات سے تعلق رکھتا تھا۔

(ب) ایک شرائط نامہ قنصلوں کے اختیارات کی بابت تحریر کیا جائیگا۔ جسمیں پابندی اون شرائط کی کیجائیگی۔ جو آرٹیکل نمبر ۹ کے اول فقرہ میں مندرج ہیں۔ اور جو مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۳ کے رو سے قرار پا چکا ہے۔

(ج) ایک عہدنامہ مجرمین اس غرض سے مرتب کیا جائیگا کہ مجرمین کا تبادلہ باہمی ہوا کرے۔

(د) ایک شرائط نامہ اس غرض سے مرتب ہوگا۔ کہ مشترکہ سرحد پر راہزنی کا انتظام کیا جائے فریقین کو اختیار ہوگا کہ بعد میں ایک عہدنامہ تجارتی و جہازرانی مرتب کریں۔ اور جب تک یہ آخر الذکر عہدنامہ نہ ہوجائے اوسوقت تک تجارت و جہازرانی دونو ممالک کے مابین آزادی کے ساتھ ہوگی۔

(۱۲) ڈاک کے تعلقات جو یونان اور سلطنت عثمانیہ کے مابین چند سال سے خراب ہورہے ہیں۔ وہ اون قوعدے قائم کیے جائینگے جو فریقین کی رضامندی سے بعد میں قرار پائیں۔ جبکہ دونوں ممالک محکمہ ڈاک اسکے متعلق کوئی شرائط نامہ مرتب کرینگے اور اس اثنا میں دونوں محکمے خاص منتخب شدہ مقامات میں ایک دوسرے سے ڈاک اور پارسل مہر شدہ لیا دیا کرینگے۔ اور خشکی اور بحری راہ سے اون پتوں پر بھیجدینگے جن مقامات کو وہ بھیجے گئے ہیں۔

(۱۳) دونوں ممالک کے محکمہ تار برقی اس بات کا انتظام کرینگے۔ کہ دونوں میں ایسا سلسلہ جاری ہوجائے جس سے جلد اور آسانی سے تار پہونچ سکیں۔

(۱۴) تاکہ پر امن ہمسائیگی کے تعلقات دونو ممالک میں قائم رہ سکیں اسلئے گورنمنٹ یونان و ٹرکی ذمہ کرتی ہیں کہ اپنے اپنے ملک میں ایسی کارروائیاں نہ ہونے دینگی جس سے ہمسایہ کے ملک کے امن میں خلل پڑے۔

(۱۵) اگر شرائط ناموں کے انجام پانے میں ترکی اور یونان میں کوئی اختلاف پیدا ہو تو امور مختلف فیہ کو دونو میں سے کوئی فریق قسطنطنیہ میں سفیران دول کی پنچایت کیلئے پیش کرسکے گا۔ اور اون کے فیصلہ کی پابندی دونوں پر لازم ہوگی یہ پنچایت خواہ سب ملکر کریں یا صرف وہی کریں جنکو فریقین نامزد کریں اونکو اختیار ہوگا کہ وہ سفیر ونکے رو برو براہ راست یا خاص وکلا کے ذریعہ سے پیش کریں اگر سفیروں کی رائے مساوی ہو تو پنچ ایک اور پنچ اختیار کرلینگے۔

(۱۶) اس عہدنامہ پر شاہ یونان اور سلطان المعظم کی تصدیق آج سے ۱۵ دن کے اندر یا اوس سے جلدی کی جائیگی اوسکو یقین کرکے وکلائے فریقین نے عہدنامہ ہذا پر دستخط کردیے ہیں اور اپنے اپنے ملک کی مہریں کردی ہیں۔

اسکی دو قطعے ۲۲۔ نومبر ۱۸۹۷ء کو قسطنطنیہ میں تیار کیے گئے۔ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۹۷ء

دستخط میر وکورڈیٹوس دستخط اسٹیفانوس دستخط توفیق دستخط حسن فہمی۔

(ضمیمہ الف) چونکہ وکلار یونان نے درخواست کی ہے کہ مبادی عہدنامہ کی آرٹیکل نمبر ۳ کے متعلق جو سلطان المعظم کی گورنمنٹ نے تجویز کیا ہے۔ اطلاع دیجائے۔ اسلئے عثمانی وکلار رضامند ہیں۔ کہ اون کو فوراً قبل تصدیق عہدنامہ اطلاع دیں کہ ان اصطلاحات کی خاص بنیاد کیا ہے اور عثمانی گورنمنٹ نے کیا فیصلہ کیا ہے مگر اونپر بحث کرنا جایز نہ ہوگا اور وہ امورات یہ ہیں

(۱) یہہ تعین کیا جائے کہ قنصلوں کے حقوق اختیار سماعت مقدمات کے حدود کیا ہیں۔

(۲) دیوانی اور تجارتی معاملات میں یونانی قنصلوں کی نسبت عثمانی عدالتیں جو فیصلہ کریں انکی یقینی تعمیل ہونا۔

(۳) رعایائے یونان کے توطن کا تصفیہ کرنا اور ان شرائط کا قایم کرنا۔ جنکے رو سے پولیس مداخلت کر سکے۔ علی الخصوص اون مقدمات میں جنمیں عثمانی حکام طلب کریں۔ اور سفیر کا دارو غہ نہ حاضر ہو۔

(۴) ان شرایط کا تصفیہ کرنا جو ایسے وقت میں عملمیں لائی جائیں۔ جبکہ قنصلوں کے وکلار اون عدالتوں میں حاضر نہ ہوں جن میں مشترکہ مقدمات رجوع ہو رہے ہون۔

(۵) قانون مجریہ کی رو سے عثمانی عدالتہائے اپیل کے حدود اختیار تسلیم کرنا۔

(۶) عثمانی عدالتوں کو اون مقدمات میں اختیار دینا جنمیں یونانی رعایا کا تجارتی دیوالہ نکلا ہو۔ اور اون فوجداری معاملات میں عدالتہائے مذکورہ کا مقتدر ہونا جو دو یونانیوں کے درمیان ہوں یا یونانی اور کسی اجنبی ملک کی رعایا کے مابین ہوں۔

(۷) یونانی رعایا کی بابت جوڈیشل کاغذات کے معنے قائم کرنا اور مشترکہ مقدمات میں عثمانی عدالتوں کے فیصلے کا اجرا عثمانی اہلکاروں کے ذریعہ سے کیا جانا۔

یونانی وکلار ان معاملات کی اطلاع پاکر یہہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے بعد آخری مباحثہ اور معاملت ان امور میں ہوگی اور درصورت اختلافات مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل ۹ کے بموجب قسطنطنیہ میں ممالک اعظم کے سفیروں کی پنچایت سے فیصلہ ہوگا۔ قسطنطنیہ ۱۴ نومبر ۱۹۱۳ء

(ضمیمہ ب) عہدنامہ کے آرٹیکل کے موافق جسکا مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۱۰ میں ذکر ہے تجارتی و جہازرانی کا عہدنامہ اس عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے بعد دو برس کے اندر انجام پائیگا۔ اس اثنا میں اُس قانون پر جانبین سے عملدرآمد ہوگا جو قبل از جنگ جاری تھا اگر یہہ عہدنامہ تجارت و جہازرانی دو برس کے اندر طے نہ ہوجائے تو فریقین عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۱۱۔ پر جسکا ذکر مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۷ میں درج ہے کاربند ہونگے یہہ طے پایا کہ اگر جدید عہدنامہ تجارت و جہازرانی باوجود تصدیق ہوجانیکے اس وجہ سے عملمیں نہ لایا جاسکے کہ وہ فریقین کی خواہش کے موافق طے نہیں پایا تھا۔ اس صورت میں اُسی قانون پر باہمی عملدرآمد رہیگا۔ جو قبل از جنگ جاری تھا۔ جبتک کہ کوئی جدید عہدنامہ طے نہ ہوجائے اور اس کا اجرا نہ ہوجائے۔ قسطنطنیہ ۴ دسمبر ۱۹۱۳ء

فصل بست و چہارم

محاربہ کے خالص نتایج

بقول جرمن مورخ محاربہ روم و یونان سے آخرالذکر بالکل بگڑ گیا ہے۔ جب اسمیں اور زیادہ سکت نہ رہ گئی تو یونانکی گورنمنٹ نے تمہیدی شرائط لازمہ کو پورا کرکے اتحاد یورپ سے ثالثی و مداخلت کی التجا کی۔ اور دول نے ازراہ ترحم اس درخواست کو منظور کرلیا۔ امید ہے کہ یونانی اس شفقت و احسان کو جلد فراموش نکرینگے اور جزیرہ نما بلقان میں کم از کم کچھ عرصہ تک پھر خونریزی نہونے پائیگی۔ جدید صلح سے یقین ہے کہ یونانی مسئلہ پالٹیکس کے میدان سے بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ مسئلہ کریٹ پر البتہ دول کو ابھی اور کچھ عرصہ مصروف رہنا پڑیگا کیونکہ وہاں سے یونانیوں کے نکل جانے کے بعد بھی اس منبع و مخزن فساد و شرارت جزیرہ میں حالات کی صورت حال بدستور ویسی ہی ہے۔ اور یہ تقریباً یقینی امر ہے۔ کہ پیشتر اسکے کہ جزیرہ میں امن قائم ہو مسلمانوں اور عیسائیوں کے تعلقات باہمی سدھریں۔ اور جدید قانون باقاعدگی کے ساتھہ نافذ العمل ہو۔ یورپین مدبرین کو اس مسئلہ کے حل کرنے میں بہت سی مشکلات پیش آئینگی۔ ابتدائے تنازعہ سے ہی قانون بین الاقوام یونانیوں کے حق میں نہ تھا۔ کریٹ پر قابض ہوجانے سے وہ صریح نقض امن کے مجرم ہوگئے تھے۔ اور تھسلی و اپائرس کی سرحد پر اونکی کرتوتوں سے ظاہر ہو گیا تھا کہ انصاف و معقولیت کو وہ بالائے طاق رکھہ چکے ہیں۔ یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے ترکی علاقہ میں متواتر یورشیں کرکے ترکی افواج پر پے در پے حملے کئے اور گو یونانی گورنمنٹ ان رزمیہ واقعات میں کسی طرح سے شریک ہونیسے باضابطہ طور پر انکار کرتی رہی۔ مگر یہ سب کو معلوم تھا۔ کہ مجاہدین اور باقاعدہ یونانی فوج میں برابر تعلق موجود رہتے کہ بیقاعدہ سپاہیوں کی آخری یورش میں یونانی فوج بھی اونکے ساتھہ شامل تھی۔ اس حرکت سے یونانی دوسری مرتبہ نقض امن کے مرتکب ہوئے۔ اب ترکی سے زیادہ صبر و شکیب نہ ہو سکا۔ اور اوسنے اعلان جنگ سے ان اغتشاشی کارروائیوں کا جواب دیا۔ اس دوسرے نقض امن کے جواز کو ثابت کرنیکے لئے بھی یونانیوں نے ویسی ہی لچر اور بے بنیاد وجوہات پیش کیں جیسی کہ پہلے نقض کے متعلق کی تھیں۔ اول نقض کو معقول جائز ہونیکے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی کہ قومی و مذہبی ہمدردی اور شکایتوں نے یونانیوں کو کریٹ میں مداخلت کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اور دوم کیلئے یہ حجت پیش کی کہ بروے معاہدہ برلن مقدونیہ اور اپائرس کے چند علاقے یونان کو دلائے گئے تھے مگر بابعالی نے اونکو نہیں دیا تھا۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ برلن کانگرس نے ترکی سے یونان کو چند اضلاع دینے کی صرف سفارش کی تھی اور گو ترکی نے یورپ کی خواہش کی جزوی تعمیل کی تھی۔ لیکن یہ مسلم امر ہے۔ کہ یونان اس سفارش کی بناء پر کوئی جائز استحقاق یا دعوے قائم نہیں کر سکتا تھا۔

قانون بین الاقوام کے لحاظ سے ہی شروع سے یونان کا دعوے لچر نہ تھا بلکہ جلدی ہی یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وہ ترکی کے برسر آنیکے لئے فوجی طاقت بھی بالکل ناکافی رکھتا ہے۔ محض تعداد و شمار ہی کے لحاظ سے ترکی کی فوجی طاقت یونان سے بدرجہا زیادہ تھی۔ بلکہ یونان نے عملاً کوئی فوجی تیاری بھی نہیں کی ہوئی تھی۔ اور اوسکے پاس کوئی قابل ذکر ریزرو فوج موجود نہ تھی۔ برعکس ازیں ترکی نے فقط فراہمی فوج سے ہی جسکی دوران میں یونانیوں کیطرح کوئی بیہودہ اور مضحکہ خیز شور و غل نہ کیا گیا ثابت کردیا۔ کہ وہ اپنے عزائم و ارادوں کو پورا کرنیکے لئے فوجی وسائل کافی رکھتی ہے۔ یونانیوں کی طرح صرف خالی

لافرمیان اور سکا شعار تھیلیں۔ ٹرکی منتظمین نے فوج کی تمام ضروریات بالکل تیار موقعہ پر فی الفور جمع کر دیں۔ اور سلطنت عثمانیہ کی وسیع قلمرو سے مشغول کارزار فوج کو یہہ طمانیت حاصل تھی۔ کہ لڑائی کے نقصانات کی تلافی کے لئے پیچھے سے برابر تازہ دم فوج پہونچتی رہیگی۔ ترکی فوج ترتیب و نظام میں بھی یونانی فوج سے افضل تھی۔ بلکہ محاربہ کے سریع تصفیہ سے اوسکے سپاہیوں کی اعلے قابلیت اور اوسکے کمانڈروں کے اوصاف جمیلہ اور لیاقت اور فوقیت عظیمہ بھی صاف ظاہر ہوگئی ادہم پاشا اور اوسکے ماتحت جرنیلوں نے اپنے آپکو قابل و بالیاقت کمانڈر۔ اور جو کام اونکے سپرد کئے گئے تھے اونکو کر سکنے کے پورے پورے قابل ہونیکا کافی ثبوت دیدیا۔ اور یہہ ثابت ہوگیا کہ اونکے مقابلہ پر یونانی "بہادر" جنکی تعریفوں کے طومار در طومار باندھ دیئے گئے تھے۔ بہت ہی ادنی قابلیت کے لوگ تھے شجاعت تحمل وجفاکشی اور نظام و تربیت میں ترک یونانیوں سے بدرجہا بڑھے ہوئے تھے یہہ درست ہے کہ یونانیوں میں جنہوں نے محاربہ آزادی میں قابل تعریف ایثار و جان نثاری دکھائی تھی۔ اب بھی خالص شجاع اور فوجی لحاظ سے قابل آدمی موجود تھے۔ اور بدوران محاربہ اسکا ثبوت کئی منفرد واقعات سے مل گیا۔ لیکن من حیث المجموع یونانی فوج اوس کام کے جسے اوسنے شروع کیا تہا کچہ بھی قابل نہ ثابت ہوئی۔ اور یہہ صداقت بخوبی واضح ہوگئی۔ کہ موجودہ زمانہ میں حب الوطنی کے جوش پر صرف بندوق کی ایزادی سے انسان اپنے ملک کے حفاظت کے لئے قابل اعتبار سپاہی نہیں بن سکتا اوسکے لئے اور بھی اوصاف درکار ہیں۔ جو یونانیوں میں موجود نہ تھے۔ چنانچہ ابھی کہیں جمکر مقابلہ نہ ہونے پایا تہا۔ کہ لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ اور ملونا سے لیکر ڈوموکوس کے معرکہ تک سب موقعوں پر ٹرکی فوج نے ثابت کر دیا کہ وہ ہر امر میں یونانیوں سے بہت ہی اعلے و برتر ہے۔ یہہ رائے سب منصف مزاج دور اندیشوں نے پہلے سے ہی مفتوحین کو بتادی تھی۔ لیکن یونانی ایسے سرمست اور بدمغز ہو رہے تھے کہ انہوں نے اس رائے کی صداقت کو تسلیم نکیا۔ اور طبعی سرمستی کے علاوہ کئی فضول[۵۱] امیدوں اور توقعوں پر تکیہ کئے رہے۔

یہ امر خاصکر قابل افسوس ہے کہ متوقعہ کامیابی میں ناکام ہونے پر وہ کچہ ایسے بوکھلا گئے۔ کہ خود اپنے شاہی خاندان کے بھی دشمن بنگئے۔ اس سے یورپ والوں کو جو تھوڑی بہت ابھی تک اونسے ہمدردی باقی تھی وہ بھی جاتی رہی[۵۲]۔ یہہ درست ہے کہ اس کمینہ برافروختگی کا الزام بہت کچھ یونانی مجلس وزراء پر وارد ہوتا ہے۔ جسنے محاربہ سے پیشتر کے واقعات کے دوران میں بھی بشیر مانہ خود ستائی تعلی و شیخی بازی اور دروغ سے اور محاربہ کے دوران میں فرضی فتوحات کی مضحکہ خیز خبریں شایع اور پے در پے شکستوں کے باوجود قابل نفرین ضد اور اصرار سے بازنہ آنیسے عالمگیر اور ناقابل رشک شہرت بدحاصل کرلی تھی تاہم اسمیں کوئی کلام نہیں کہ عوام نے بھی کچہ کم سفاہت کا اظہار نکیا۔ اونکی طریق عمل سے ظاہر ہوگیا کہ وہ قومی وجاہت اور وقار سے بالکل معرا ہیں۔ ان سباب کا نتیجہ یہہ ہوا کہ صرف

---

۵۱ یعنی دیگر عیسائی ریاستوں کی شمولیت وغیرہ پر۔

۵۲ جرمن مورخ کی کتاب کا انگریز مترجم اس سے اختلاف کر کے لکھتا ہے۔ "کہ یہہ درست نہیں۔ بہرحال انگریزوں کو یونانیوں سے بدستور ہمدردی رہی حتی کہ جن انگریزوں کو یونانیوں سے محبت نہ تھی وہ بھی اسوجہ سے ترکوں کے کوئی دوست نہ ہوئے"۔

کمال ذلت و خواری اٹھانے سے ہی یونان کامل تباہی اور بربادی سے بچ سکا۔

گذشتہ چند ماہ کے واقعات کا خالص نتیجہ یونان کے حق میں نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ اور یہ واضح ہوگیا ہے کہ بلاد مشرق میں جس مقصد کے حاصل کرنیکی اوسے تمنا ہے اوسکے لئے اوسکے پاس جسمانی یا اخلاقی کسیطرح کی طاقت موجود نہیں ہے۔ اس مہیب شکست سے اوسکی مادی خوشحالی کو ہی نہیں بلکہ قوم کی امنگوں کو بھی ایسا کاری زخم پہونچا ہے جس سے وہ بآسانی شفایاب نہیں ہوسکیگی۔ یونان نے اپنی ملکی کائنات ایک ہی پانسہ پر لگادی اور اپنی نادانی سے بازی ہاردی۔ اس ننھی سی ریاست کا ایسے صدمہ عظیم کے بعد بھی موجود رہنا صرف اوسی یورپ کی مہربانی سے ہے۔ جسکے فرمانرواؤں کو وہ عرصہ دراز سے ملعون و مطعون کرتی رہی تھی۔

محاربہ سے یونان کو جو نقصان پہونچے اونکی نسبت وہ نتائج جو ٹرکی کی طاقت کے اندازہ کے وقت آپ خواہ مخواہ پیش نظر رکھنے پڑینگے بہت زیادہ اہم ہیں۔ ٹرکی نے اب پہر ثابت کردیا ہے کہ وہ بھی ایک فوجی طاقت ہے جسکو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا سلطان المعظم کو اس محاربہ میں اپنی رعیت کی مذہبی جوش اور حب الوطنی کیطرف رجوع کرنیکی کوئی احتیاج نہ ہوئی۔ ٹرکی نے ذرا بھی غیر معمولی جد و جہد کے بغیر بیشمار اور کامل تیار فوج میدان جنگ میں پہونچادی۔ ایسی فوج جس میں کلھم باقاعدہ سپاہ تھی۔ اور جس کا نظام ایسا قابل تعریف تہا کہ کسی زیادتی یا جبر و ستم کا ارتکاب نہ ہوا۔

ترکوں نے ہر قسم کی بدعنوانی اور زیادتی کی بڑی سختی سے سزا دی۔ دو سپاہیوں نے ایک مکان کو آگ لگائی جو عین ارتکاب جرم کی حالت میں گرفتار ہوگئے۔ اونکی تجویز کورٹ مارشل کے ذریعہ کیگئی۔ جس نے انکو موت کی سزا دی۔ لبعد ازان یہ سزا قید کی سزا سے بدل دیگئی۔ پلیس اور سپاہیوں کو خفیف سرقہ کی پاداش میں بید کی سزا دیگئی۔ لاریسا کے اکثر یونانیوں نے اپنی قومیت کو چھپانیکے لئے ٹرکی ٹوپیاں پہن لی تھیں۔ مگر اونکی یہ پیش بندی فضول تہی۔ کسی ٹرکی سپاہی نے کسی یونانی متنفس کو کوئی اذیت نہ پہونچائی ٹائمز کے نامہ نگار نے لاریسہ سے حسب ذیل تحریر کیا۔

"ترکوں نے بساعت فتح ایسی اعتدال پسندی بانتظامی اور خوش اطواری ظاہر کی جسکی میں کوئی تعریف نہیں کرسکتا اوسے دیکھکر مجھہ پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اونکی وضع و انداز اور چال ڈھال سے صاف مبرہن ہورہا تہا۔ کہ ٹرکی میں تہذیب کی بہت ترقی ہوگئی ہے اور جسکے برعکس یونان میں شجاعت اور نظام و ترتیب بہت کم ہوگئی ہیں"۔ اور بہت سے لوگوں نے بھی اسی مضمون کی شہادتیں دی ہیں۔

اس محاربہ نے ثابت کردیا ہے کہ ٹرکی فوج کے کمانڈر قابل و تربیت یافتہ اور سپاہی بہادر و جفاکش ہیں۔ خوب گہتی ہوئی اور باسلیقہ صفوں میں آگے بڑہتے اور فوج عقب کی حفاظت کا ہر موقعہ پر باحتیاط انتظام کیا جاتا۔ ان قابل تعریف اوصاف اور تدابیر سے عساکر عثمانیہ نے اس درجہ تک کام لیا جو واقعی عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل تھا۔ اور یہ امر فوج مذکور کے جرمن اتالیقوں کیلئے کچھہ کم فخر کا باعث نہیں۔ اگرچہ ترکوں کی فوجی قابلیت پہلے بھی دنیا سے مخفی نہ تہی۔ لیکن پہر بھی وہ ٹرکی کو بیقاعدہ اور ناتربیت یافتہ مجاہدین کے کسی دستہ کو طلب کرنیکے بغیر ہی اسقدر فوج عظیم میدان جنگ میں

پہنچنے کے قابل دیکھکر حیران سی رہگئی - جہاں تک ٹرکی کا تعلق ہے محاربہ سے یہہ نتیجہ برآمد ہوا ہے کہ باسفرس کا "مرد بیمار" فوجی لحاظ سے خاصہ شہ زور اور خوب توانا و مضبوط ہوگیا ہے - دونو فریقوں کی فوجی کارروائیوں کے متعلق یہہ کہنا غلط ہوگا - کہ ترکی جرنیل خوب سوچ سمجھکر احکام صادر کرتے ہے - غالباً اسی احتیاط کیوجہ سے یونانیوں کے خطوط آمد و رفت کے برخلاف کارروائی نکل گئی - یعنے اونکو سمندر سے بلا تعلق کر دینے کی جس سے اونکو بہت مدد ملتی رہی تہی سکوشش نہ کیگئی - ادہم پاشا نے میسرہ کو مضبوط کر کے آگے بڑہنے کے بجائے میمنہ کو پہلے آگے بڑہا تا رہا - اور اسوجہ سے اوسے فوجی لحاظ سے کوئی نمایاں فائدہ حاصل نہ ہوسکا - ترکوں کے پاس گو توپیں بیشمار تہیں - مگر بسا اوقات اونہوں نے بہت سی توپیں یکجا جمع کر کے اونسے کام نہ لیا - البتہ اس عزم سے بہی پیشتر کہ یہاں جمکر لڑائی کیجائیگی - وہ ہر موقعہ پر کثیر التعداد فوج جمع کر لیتے رہے -

اپنی فوج کی جدید ترتیب کی طفیل جو جنرل وان ڈر گولز نے کی تہی - ٹرکی نے ایسی عجلت سے فوجیں جمع کر لیں کہ کسیکو ویسی سرعت کی توقع نہ تہی تمام فوجی مبصرین نے اس پہرتی کی بہت تعریف کی - دیدی آغا خاں - سالونیکا ریلوے لائن سے جو سال ماقبل میں یکمیل ہوئی تہی اسبارہ میں بیش قیمت مدد ملی - اسکی طفیل لگاتار یکے بعد دیگرے بسرعت تمام پلٹن پر پلٹن سرحد کو روانہ کرنا ممکن ہوگیا - مارشل ادہم پاشا کے پاس چند دنوں ہی میں معقول فوج جمع ہوگئی - جسکے جمع ہوجانے پر اونسے دشمن کے برخلاف پیشقدمی شروع کر دی - اور وہ بڑہکر اس کو فتح کرتا گیا یہانتک کہ واقعہ تک جسکے بعد التوائے جنگ سے لڑائی عارضی طور پر ملتوی ہوگئی - فتح پر فتح پاتا اور یونانیوں کو اپنے سامنے سے دہکیلتا ہوا آگے بڑہتا گیا - ان فتوحات سے عثمانیوں میں جو پیشتر ازیں کسیقدر منجمد اور لاپرواہ سے ہو رہے تہے - قوم کی شان و شوکت اور طاقت کو بڑہانیکا روز افزوں عالمگیر جوش پیدا ہوگیا -[1]

[1] اس عام پر جوشی کے متعلق رائیٹر ایجنسی کے نامہ نگار نے دسمبر ۱۸۹۷ء میں بعنوان فتوحات عثمانیہ کا اثر حسب ذیل مضمون ارسال کیا -

کچہہ عرصے سے ایشیا کے تمام مسلمانوں میں ایک بیچینی ہوئی ہے ترکی و یونان کی لڑائی کے بعد اس جوش کا ظہور ہوا تمام اسلامی دنیا کے روبرو اس جنگ کے نتائج بہت مبالغہ کے ساتہہ پیش کیے گئے - مثلاً ایشیا کے بڑے بازاروں میں یہہ خبر مشہور ہوئی کہ امیر المؤمنین نے یونان کی بڑی سلطنت کے ساتہہ جنگ کی اور اوسکو فتح کر لیا - کل ممالک یورپ نے دست بستہ خلیفہ کو مدد دینے کا وعدہ کیا - کیونکہ وہ خلیفہ کی بہت تعظیم کرتے ہیں مگر اونہوں نے اونکی اعانت قبول کرنے سے انکار کیا - کیونکہ اونکی یہہ خواہش تہی - کہ یونان سے تنہا جنگ کیجائے - اور صرف اس بات پر راضی ہوئے کہ کریٹ کے چہوٹے سے جزیرہ میں تہوڑی سی یورپین فوج رہنے پائے - وسط ایشیا کے ممالک میں دور دور تک ان اقوام میں اس بڑی فتح کی خبر پہیلی جنکے کان کبہی پولیٹیکل واقعات سے آشنا بہی نہوتے تہے - اور جو ریگستان کے خیموں میں رہا کرتے تہے ملاؤں اور دیگر مسلمان سیاحوں نے اس بڑی فتح کا حال دور و نزدیک مسلمانوں کو پہنچایا - اونہوں نے صرف یقین نہیں کیا - بلکہ اس خبر کی اور زیادہ اشاعت کی یہانتک کہ ایک کوے کے ہزار کوے بنگئے - اور اسطرح سے ٹرکی اور سلطان کی نیک نامی مشرق میں

فوج کا مقتدر حصہ یعنی انفنٹری از سرتا پا ایسے آدمیوں سے مشتمل تہی کہ اونسے بہتر اس کام کے لئے دنیا بہر میں آدمی موجود نہیں - سفید ٹوپی والے البانویوں نے خاص امتیاز حاصل کیا - مگر انکو قابو میں رکہنا آسان نہیں وہ کسی قسم کی پابندی اور نگرانی کو مطلق گوارا نہیں کرتے - اگر افسر ثابت قدم اور دلیر ہوں تو ترکی سپاہی کے قدم کبہی لغزش نہیں کہاتے - اور وہ آنکہیں موندکر احکام کی تعمیل کرتا ہے - جس بہادری جس استقلال و عزم مردانہ اور جس خاموشی کے ساتہہ وہ حملہ کرنے آگے بڑہتا ہے - اوسکی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی - الغرض اگر ٹرکی میں ویسی ہی فوجی تربیت ہو جیسی کہ یورپین افواج کی کیجاتی ہے - تو اونکا مقابلہ بیشک ناممکن ہو جائے - دشمن کی آتشبازی کی زد میں باانتظام اور ثابت قدم رہنے کے متعلق اونکی تربیت کافی نہیں - مگر یہہ سپاہیوں کا قصور نہیں - بلکہ اونکے افسروں کی ناقص تعلیم کا - جنہیں کافی جدت اور مستعدی کرنیکا وصف نہیں - فوج توپخانہ کے گہوڑے عمدہ اور بارٹریوں کے کمانڈر ہوشیار اور مستعد تہے - افسران توپخانہ میں دو نقص پائے گئے - ایک یہہ کہ بعض اوقات وہ یہہ انتخاب صحیح نکر سکے کہ اسوقت کس قسم کے گولے چلانے مناسب ہونگے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سے روز بروز بڑہتی گئی - اور روس و انگلستان کا نام گہٹتا گیا - یہہ ہی سبب ہے کہ ہندوستان کی سرحد پر فساد ہوا - اور یہہ ہی سبب ہے کہ روس کو بہی خوف پیدا ہوا کہ صوبہ قاف میں کچہہ تعجب نہیں جو لبغاوت پہوٹ پڑے کیونکہ وہاں بکثرت جوش پہیل رہا ہے اوس ملک میں جو کچہہ رہزنیوں کی کہانیاں بیان کی جاتی ہیں - اون سب کی اصل ملکی اور مذہبی جوش ہے - چونکہ وہاں کا گورنر جنرل پرنس ایف بیمار رہتا ہے - اس سبب سے وہاں کے انتظامات میں بہت غفلت اور خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں اور انہی بدانتظامیوں کی وجہ سے ملک میں سخت ناراضگی پیدا ہو گئی ہے - اور اس ناراضگی کے جوش کو مذکورہ بالا مذہبی خیالات سے ترقی ہوتی جاتی ہے - یہہ لوگ جنکو رہزن کہا جاتا ہے آجکل عمال پولیس و ڈاک و محصولات و دیگر عمال گورنمنٹ پر حملہ کیا کرتے ہیں - علاوہ بریں مشرقی یورپ کے جدید واقعات کے اثر سے صوبہ قاف میں وہ بات نظر آتی ہیں جو پہلے کبہی نہ دیکہی تہی یعنی کرجستان والوں کو ارمنیوں کیطرف سے عداوت ہو گئی ہے - صوبہ قاف میں لبغاوت کا خوف اسقدر عظیم ہے کہ وہاں کے مختلف گورنروں کو سال نو پر جمع کیا جائیگا - اور ایک مشترکہ کارروائی اس غرض سے کیجائیگی کہ باشندگان ملک کی ناراضگی فرو ہو اور انتظام کی مسلسل خرابیوں کی اصلاح کیجائے اس سے آگے مشرق کیطرف کے باشندوں کی نسبت خیال ہے کہ سنیوں اور شیعوں نے بالفعل اپنی قدیم دشمنی کو ترک کر دیا ہے اور وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم آخر مسلمان ہیں - اور خلیفہ ہمارا سب کا سردار ہے - غرض کہ ہر جگہ اسلامی دنیا میں لوگ یکایک جاگ اوٹہے ہیں - اور تہوڑا سا بہانہ اسباب کے لئے کافی ہو جائیگا - کہ قاف اور وسط ایشیا میں روسیوں کو وہیں مشکلات سے روبکار ہو جیسا کہ ہندوستان کی سرحد پر برٹش گورنمنٹ کو ہو رہا ہے - جو سیاح حال میں روسی ایشیا سے واپس آئے ہیں - انکا بیان ہے کہ وہاں کے مسلمانوں میں غیر معمولی جوش پہیلا ہوا دیکہا ہے جو کہ ٹرکی اور یونان کی جنگ سے پہلے موجود نہ تہا - یہہ امید کیجاتی ہے کہ جب جنرل کیروپاٹکن ترکستان کے گورنر جنرل مقرر کئے جائینگے - تو وہ ترکستان کے مسلمانوں کے ساتہہ زیادہ سخت برتاؤ ظاہر کرینگے بہ نسبت موجودہ گورنر جنرل بیرون ورویوسکی کے برتاؤ کے جنکی کارروائی کمزور ہے -

دوسرے یہ کہ مسافت کا اندازہ اور نشانہ کو قایم کرنے میں عموماً اون سے غلطی ہو جاتی ہی۔ ترکی فوج سوار انکی گھوڑے خوب مضبوط اور جفاکش تھے اور افسر نہایت دلیر اور مستقل مزاج۔ بعض بعض گھوڑوں اور سواروں میں کچھ نقص تھے مگر کامل العیار شہ سواری سے اونکی پوری پوری تلافی ہو گئی تھی۔ تمام قابل مبصرین کی رائے ہے کہ کیولری ڈویزن کو اگر نسبتاً زیادہ استعمال میں لایا جاتا تو اسکے لئے بہت اچھا ہوتا۔ سواروں کو پیشتر کی نسبت باہم زیادہ پیوستہ اور خوب گتھے ہوئے کندھا ملا کر کام کرنے کا ڈھب آجاتا۔ اور افسر ان سے پہلے کی نسبت زیادہ عمدگی سے کام لینے کے قابل ہو جاتے۔

معاون محکمے جیسا کہ عام معلوم ہے ویسے وسیع نہ تھے جیسے کہ یورپین افواج میں ہوتے ہیں۔ ان صیغوں میں سے صرف میدانی ٹیلیگراف سے سپاہ کو میدان کارزار میں مدد ملی۔ اور وہ بھی زیادہ تر فقط ہیڈ کوارٹر کو فوج کے بارکش مویشی اور ملازموں کی تعداد گو بیشمار تھی۔ لیکن تھسلی کے زرخیز میدان میں اونکے لئے کافی چارہ اور خوراک موجود تھی۔ لاریسا۔ وولو ریلوے لائن سے بھی بہت کام لیا گیا۔ مگر ٹرینوں کی رفتار جو بڑی لمبی ہوتیں۔ بہت سست تھی۔ الاسونا کے جنوب میں میدانی ڈاک کا انتظام بیقاعدہ اور ناقص تھا خطوط وغیرہ کا ملنا یقینی نہ تھا۔

یونانی کمانڈروں کی تمام کارروائیاں اس ایک مدعا کی تابع تھیں کہ جس طرح ہو وقت ٹلے۔ اس بارہ میں انکو ترکوں کی بالتوقف اور مدبرانہ پیشقدمی سے بہت مدد ملی۔ یونانی فوج میں انتظام اور رسد رسانی کے متعلق باقاعدگی کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔ یونانی ناقابل الفہم فوجی چال پر عامل ہو کر نہایت مستحکم موقعوں کو خالی کر گئے۔ اور اپنے قاعدۃ الجیش اور جہازوں کیطرف پیچھے ہٹ گئے یہ فیصلہ ابھی نہیں کیا جا سکتا کہ آیا یونانیوں نے اپنی کمزور فوج کو مختلف سمتوں میں منقسم کر دینے سے عقلمندی کا کام کیا تھا۔ یا بیوقوفی کا غنیم کی فوج کو متعدد حصوں میں تقسیم کرانے کے لئے قصبات ترنیکالا۔ لاریسا۔ فرسالا اور ولیٹنو پر قابض رہنا غالباً ضروری تھا مزید برآں ان مقامات کو اس لحاظ سے بھی کہ اونمیں رسد و سامان حرب کی وافر مقدار میں جمع تھیں۔ ایسی جلدی سے دشمن کے قبضہ میں نہیں جانے دینا چاہیئے تھا۔ یونانیوں نے واپسی کیوقت تقریباً کہیں بھی ٹیلیگراف کو نہ توڑا جس سے اونکی انتہا حماقت اور معاملات حرب سے کمال ناواقفیت واضح ہو رہی ہے۔ لاریسا فرسالا۔ اور ڈوموکوس میں وہ کروپ توپوں کے گولہ بارود کے عظیم گودام پیچھے چھوڑ گئے ولیٹنو میں انہوں نے چند وزنی توپیں بڑی مشکلوں سے ایک چوٹی پر جہاں سے دو وتک کا راستہ رہ سکتی تھی پہونچائیں۔ مگر دو دن کی لگاتار لڑائی میں اونسے ایک گولہ بھی نہ چلایا پھر واپسی کیوقت اونکو بصد دقت چوٹی سے نیچے اتارا۔ اور وولو لیجا کر اونہیں وہاں کی خلیج میں غرق کر دیا[1]۔ علاوہ بریں یونانیوں نے ترکوں کی پیشقدمی کو روکنے کے لئے مطلقاً کوئی کارروائی نہکی۔ انھوں نے کسی پل کو نہ توڑا۔ اور نہ کہیں کوئی روک کھڑی کی۔

اجنبی فوجی شاہد جو یونانیوں کے ہیڈ کوارٹر کو ساتھ تھے۔ اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ یونانیوں نے مستحکم موقعوں کی پناہ میں توپوں سے بہت عمدہ اور قابل تعریف لیاقت سے کام لیا۔ نشانہ اندازی۔ توپوں کے پھیرنے۔ مسافتوں کا اندازہ کرنے اور مناسب قسم کے گولوں کے استعمال میں یونانی توپچی خوب ماہر نظر آئے۔

[1] ترکوں نے بعد میں ان توپوں کو سمندر سے نکال لیا تھا۔

یونانی کیولری نے جسمیں صرف بارہ رسالے تہے۔ لڑائی میں بہت کم کام دیا۔ اوسکی بڑی کارگذاری یہہ تہی کہ اوسنے دو نامہ[1]
نگاروںکو گرفتار کیا۔ سوار گہوڑوں پر بلا تکلف نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ اور نہ صف بستہ ہوکر چل سکتے تھے۔ اس فوجمیں نظام شاید بالکل ہی
ندارد تہا۔ کیونکہ لاریسا اور فرسالہ کو جاتے وقت سواروں نے اپنا کل وزنی ساز و سامان سڑک پر پھینکدیا تہا۔ تاکہ سفر بسرعت
طے ہوسکے۔ مستحکم موقعوں کی پناہ میں یونانی انفنٹری خاصی شجاعت سے لڑی۔ مگر جب اوسی پناہ سے نکلکر دشمن پر حملہ کرنیکا حکم دیا
جاتا۔ تو بسا اوقات سپاہیوں کے ہاتھ پاؤں پہول جاتے اسکے ذمہ وار ایک حد تک افسر تھے۔ اس فوج کا نظام بھی عموماً بگڑ جاتا رہا۔
اور ایسی فوج میں جو مراجعتوں کے سوا اور کسی چیز سے واقف ہی نہ ہو۔ ایسا ہونا کوئی تعجب خیز امر نہ تھا۔

اویزونی یعنے کوہستانی سکبار پیدل بلا شبہ فوج کے بہترین سپاہی تھے۔ فوج نظام جسمیں زیادہ تر صرف شہری و دہقانی
مزدور بہرتی تہے فوجی تربیت سے عملاً محض ناآشنا تھی۔ اور سپاہیوں میں باہمی برادری و اخوت و رفاقت کا تعلق بالکل عنقا تہا
افسر جو تعداد میں بھی چنداں زیادہ نہ تھے۔ سپاہیوں پر بالکل خفیف اقتدار رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنے منصب کے فرائض سے تقریباً
ناواقف تھے۔ اور بدوران خدمت بھی کوئی تربیت نہ پائی تھی۔ یا بہت ہی کم پائی تھی اور اسلئے سپاہی اونسے اور بالخصوص اعلےٰ افسروں
سے بہت ناراض اور بیدل ہوگئے تھے۔ یہہ امر عام معلوم ہے کہ گرتز و والی کی لڑائی میں ایک اعلےٰ افسر نے بہی میدان جنگ میں
اپنی شکل نہ دکہلائی۔ جبتک لڑائی شروع نہ ہوئی۔ کبہی کوئی لفٹنٹ کرنیل اور کبہی کوئی ممبر ممبران پارلیمنٹ کے آیندہ انتخاب کے موقعہ
پر جو عنقریب ہونیوالا تہا کام لینے کی غرض سے ہر دلعزیزی حاصل کرنے کیلئے سپاہیوں کے پاس چلا جاتا۔ مگر جونہی کہ آتشبازی
شروع ہوئی۔ وہ اسطرح سے غایب ہوگئے جیسے گدہے کے سر سے سینگ۔ دن میں سو سو مرتبہ احکام صادر ہوتے اور ہر حکم پہلے سے متضاد
ہوتا۔ پانچویں رجمنٹ کی ایک کمپنی کو جو حکم ملا وہ نہایت ہی عجیب تہا۔ اس کمپنی کو ایک سالم ترکی رجمنٹ کے مقابلہ پر جو بمقام مالپی
وڈوس ایک خوب مستحکم اور مورچہ بند موقعہ پر کہڑی تہی۔ جب تک ایک ایک آدمی بہی زندہ رہے قایم رہنے کا حکم دیا گیا۔ مگر کمپنی مذکور نے جب دیکہا کہ
ترکوں کی کثیر التعداد جمعیت کے مقابلہ وہ بالکل غیر محفوظ ہے۔ اور مراجعت کے وقت ترک تعاقب کرکے اوسکا قلع قمع کردینگے تو اوسنے کمانڈر
انچیف سے خاص قاصد بہیجکر درخواست کی کہ پسپائی کے وقت دستہ عقب کی حفاظت کیلئے سرنگ تیار کر چہوڑنے کی تجویز کیگئی ہے۔
اوسکے لئے بارود کی مطلوبہ مقدار اور ایک برقی آلہ عنایت فرمایا جائے۔ جواب ملا کہ یہ آلہ بہت قیمتی ہے اوسپر ایک ہزار درہم
(چالیس پونڈ۔ چہہ سو روپیہ) خرچ آئے تھے۔ ایسا قیمتی آلہ کمپنی کے حوالہ نہیں کیا جاسکتا۔ کہ کہیں خراب نکردے۔ یونانی افسروں نے
کسی جگہ اپنے سپاہیوں کو باقاعدہ مورچے اور خندقیں نہ بنانے دیں سب سے بہتر نظیر گرتز و والی کی لڑائی میں جو ۲۵ گہنٹہ ہوتی رہی
ایک رجمنٹ کے کمانڈر نے قائم کی یہہ شجاع زمانہ اپنی چار ہزار فوج کو اوسکے حال پر چہوڑکر ایک تارگھر میں بیٹھ رہا اور گولیوں
کی رگبار بارش سے محفوظ و مصئون دفتر مذکور میں بیٹھا ہوا چاروطرف کمک کی درخواستیں بہیجنے کے نہایت ضروری کام کو سرانجام
دیتا رہا۔ یونانی فوج کے معاون محکموں کی حالت بہت ابتر تہی۔ صرف سامان حرب کے پہونچانے کیلئے بارکش جانوروں کے ذریعہ

[1] انکا ذکر سر اشمیلڈ کر چکے ہیں۔

کسقدر انتظام کیا گیا ہوا تھا - رسد رسانی کا انتظام لاریسہ کی مراجعت کے بعد سے تہ و بالا ہو جاتا رہا - انجینیر تعداد میں بہت ہی تھوڑے تھے اور کسیطرح اپنے فرائض منصبی کو سرانجام دینے میں پوری نہیں اتر سکتے تھے - کل میدانی سلسلہ ٹیلیگراف صرف ایک تار کا تھا - جسکی کبھی جنرل سٹاف سے بھی مخلصی نہ ہوتی تھی - میدانی ڈاک کی نسبت یہہ قیاس کر لیا اوسکا انتظام سرے سے سمجھا ہی نہیں - میدانی شفاخانوں کا کام یونان کی صلیب احمر کے ڈاکٹر اور خدام سرانجام دیتے تھے - انکی مدد کو جرمنی سے بھی ایک فوجی شفاخانہ پہونچگیا تھا - جسمیں دو ڈاکٹر پانچ تیمار دار عورتیں اور دو ہاسپٹل اسسٹنٹ تھے -

حاجیا مارینا میں یونانی اخبار کرونوس کے نامہ نگار نے شاہزادہ ولیعہد سے ملاقات کی - اس سے شہزادہ نے جو گفتگو کی - اوس سے یونانی فوج اور ہیڈ کوارٹر کے خیالات بخوبی منکشف ہو رہے ہیں - کئی ایسے معاملات پر بھی جو پہلے تاریکی میں تھے اس سے روشنی پڑ گئی - اسکا ماحصل حسب ذیل تھا - یونانی فوج کو اسلئے شکست ہوئی کہ اوسمیں نظام و ترتیب بالکل مفقود ہے اسی لئے میں لڑائی کئے جانیکا مخالف تھا - مجکو یہہ امید ہرگز نہتی کہ لڑائی ضرور ہو جائیگی - میں تمسے صاف صاف بلا تامل تسلیم کرتا ہوں کہ جب میں ایتھنز سے تھسلی کو روانہ ہوا تھا - تو مجھے لڑائی کا ہرگز یقین نہ تھا - تاہم ان بیس دنوں میں جو اعلان جنگ سے ماقبل میں نے فوج میں بسر کئے - فوج کو حتے الامکان محاربہ کے قابل بنانے کیلئے سر توڑ کوشش کی - نیز روس کی فتح ہو جانے پر ہمارے لئے پیچھے ہٹ جانا لازمی ہو گیا - اگر ہم ایسا نکرتے تو چہار طرفہ غنیم سے گھر جانیکا اندیشہ تھا - وہ تازہ دم لشکروں سے ہر وقت اپنی صفوں کو مکمل رکھ سکتا تھا - برعکس ازیں میرے پاس ریزرو فوج کے آدمی بھی مقتولین و مجروحین کی جگہ لینے کیلئے نہ تھے - لاریسا پر قابض رہنا ناممکن ہو گیا تھا - اگر ہم اوسپر متصرف رہتے - تو ہمارا وہی حشر ہوتا - جو میدان سیڈان میں فرانسیسیوں کا ہوا تھا - صرف اتنا فرق پڑ جاتا کہ فرانسیسیوں کی عزت اوس تباہی کے باوجود بھی برقرار رہی تھی - ہماری عزت پر بھی پانی پھر جاتا - شہر اس قابل نہ تھا کہ ہم اوسے دشمن سے محفوظ رکھ سکتے اور بلا شرط ہتھیار ڈالدینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہجاتا - مزید براں شہر کو قبضہ میں رکھنے کی کوشش فضول بھی تھی - کیونکہ خواہ ہم لاریسا تک ہٹ گئے ہوتے - ہمیں آخر دشمن کی کثیر التعداد فوج کے سامنے پیچھے ہٹنا پڑتا - مجھے تو آدمیوں کی اسقدر اشد ضرورت تھی اور وہ ایتھنز ایسے آدمیوں سے لبریز و مملو ہو رہا تھا - جنکو فوجی خدمت سے معاف کر دیا گیا ہوا تھا - منفرد سپاہی خوب لڑے - مگر ایک مہینہ میں آدمیوں کو قابل سپاہی بنا سکنا بالکل ناممکن ہے - ہمارے اعلےٰ افسروں کو بریگیڈوں کی کمان کے ڈھب سیکھنے کے کب موقعے ملے تھے - اور خود مجھے ایک سالم فوج کی کمان کیلئے جو تجربہ اور قابلیت ضروری ہے کہاں حاصل کی تھی اور کسطرح حاصل کر سکتا تھا - اس عدم قابلیت کی وجہ سے مجھے ایک میجر کو اوسکی پلٹن کی کمان سے برطرف کرنا پڑا - وہ اس بارہ میں بالکل نالائق ثابت ہوا - مگر اور سب باتوں میں بڑا قابل شخص تھا - نظام کا یہہ عالم تھا کہ وہ یکقلم مفقود تھا - میں فوجی قانون جاری کرنا چاہا - مگر معلوم ہوا کہ ایسا کرنا قوانین ملک کے خلاف ہے - یونانی بیشک بڑی عمدہ قوم ہیں - کیونکہ ان تمام مصائب کے باوصف جو فوج نے برداشت کیں اور کر رہی ہے - سپاہی فوج سے مفرور نہیں ہوئے - حالانکہ اونکو حاضر باش رہنے پر مجبور کرنے کیلئے ہمارے پاس کوئی قانونی ذریعہ نہیں - بیڑہ سے مدد ملنے کی مجھے پہلے سے ہی کوئی بڑی توقع نہ تھی - ترکی شہروں پر گولہ باری کرنا سہل کام نہ تھا - تو پھر کیا وہ کچھ کام نہ دیکر الزام سے بچنے کیلئے کسی یونانی شہر پر گولہ باری کرتا

اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ اونہوں نے سالونیکا کو کیوں فتح کر لیا۔ مگر ہم اوسے فتح کرنے کے لئے فوج کہاں سے لاتے۔ اور کس فوج کو خشکی پر اتارتے۔ علاوہ بریں اگر یونانی بیڑہ سالونیکا پر گولہ باری کی ہوتی تو کیا پھر کبھی دول یورپ اوسے پالٹ دینا منظور کرتیں؟ ہم چند جزائر کو ٹھیک فتح کر سکتے تھے۔ مگر اس سے کچھ فایدہ نہ نکلتا۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ ہمیں التوائے جنگ سے فایدہ اٹھا کر ترکوں کو پیچھے ہٹا دینے کے لئے مطلوبہ تیاریاں کر لینی چاہئیں۔ ایسا کر سکنا بالکل ناممکن ہے۔ ہمارا بھی وہی انجام ہوتا جو سیلان کی لعبہ فرنچ وزیر و ریگیٹا کا ہوا تھا۔ جو لوگ لڑائی کو جاری رکھنے کیلئے اسقدر شور و غل برپا کر رہے ہیں۔ اونکو بعد ازیں چوکیوں کی خدمت پر لگا دینا چاہیے۔ پھر اونہیں معلوم ہو جائیگا کہ لڑائی کیا چیز ہے۔ ہمیں صلح ہوتے ہی فوج کی درستی و ترتیب کا کام نہایت احتیاط اور سرگرمی سے شروع کر دینا واجب ہے اور یہ نہایت ضروری ہے کہ فوجی افسروں کو آئندہ پالیٹکس میں کچھ دخل نہ رکھنے دیا جاوے اور پارلیمنٹ کی ممبری اونکے لئے ناجائز قرار دیجاوے۔ سرحد کی درستی سے ترکی کو جو فوائد حاصل ہو گئے ہیں۔ اونکے جواب میں ہمیں نئی سرحد کو برابر خوب مستحکم ہونا چاہیے اور گڑھیاں تیار کرنی چاہئیں۔ یونانی اخبارات نے لکھا ہے کہ ترکوں کے چلے جانے کے بعد جو فوج تھسلی پر قابض ہوگی۔ میسو اوسکی کمان لینے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ خبر بالکل غلط ہے کیونکہ انکار تو درکنار ابھی اس امر کی اب تک درخواست بھی نہیں کیگئی۔ قوم کو فوج کیطرف سے ایسی بدظنی ہو گئی ہے کہ استفسر کے کئی باشندوں نے ڈاکٹر کالوانیس کے پاس جاکر اوس سے دریافت کیا کہ آیا جنرل ما رومیکالیس فی الحقیقت گولی سے زخمی ہوا تھا یا کہ محاربہ کے مزید خطرات سے بچنے کے لئے اوسنے اپنے ہاتھ سے زخم لگا لیا تھا۔ ممالک غیر کے اون فوجی افسروں کی تحریروں سے جو میدان جنگ میں موجود تھے یہ رائے قایم ہوتی ہے کہ ترکی سپاہیوں نے اپنی جفاکشی و تحمل۔ اپنی سادہ طرز معاشرت اور پارسائی۔ بہادری و نفس کشی سخت پابندی احکام اور لڑائی کے لئے ہر وقت یکساں تیار رہنے ہی نہیں بلکہ بخوشی تمام لڑائی کے میدان میں آنے کی طفیل ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ تمام اجنبی افسر دنگ رہ گئے۔ ایسے کارنمایاں کسی سپاہی سے تب ہی معرض ظہور میں آسکتے ہیں جبکہ طبعی جنگی قابلیت کے ساتھ سچی حب الوطنی۔ کامل قومی غیرت و حمیت اور نہایت پرجوش مذہبی اعتقاد و ایمان بھی اوسمیں موجود ہو۔

جنرل وان ڈر گولز کا یہ ریمارک موجودہ زمانہ کی ترکی افواج کی نسبت بالکل درست ہے کہ وہ ایسی سپاہ ہے جو جلدی میں بھرتی کیگئی ہو۔ اسمیں نہایت اعلیٰ قابلیت موجود ہے۔ اوسکے کمانڈر نہایت قابل اور لائق ہیں اور اوسکا جنرل سٹاف بہت ہی عمدہ اور کثیر التعداد ہے محاربہ کے بعد سلطان المعظم نے جنرل موصوف کو اوسکی خدمات حسنہ کے صلہ میں طبقہ لیاقت کا طلائی تمغہ عنایت کیا۔ اور مارشل کا منفود منیر پاشا کے معاہدہ ملازمت کی تجدید نہایت ہی مفید شرائط پر کر دی۔ یہ بس اسکا کافی ثبوت ہے کہ جلالت مآب جرمن اتالیقوں کی خدمات کی کیسی کچھ قدر کرتے ہیں ترکوں کو اپنی اصلاح و قوت یافتہ فوجی طاقت کو پہلی یا ہنگی و تبدیج کام میں لانا مناسب ہے۔ اور اس اثنا میں وہ اپنی سپاہ کی حیرت انگیز مدافعانہ قوتوں سے مناسب و درست موقعہ و محل پر فائدہ اٹھائیں۔ شروع شروع میں جارحانہ پہلو پر اونہیں عقلمندی سے کام لیکر صرف چھوٹی چھوٹے کاموں پر قناعت کرتے رہنا اور بڑے بڑے منصوبوں سے محترز رہکر صرف ایسے مقاصد کے حصول کی جو سپاہیوں کی ذاتی شجاعت سے حاصل ہو سکتی ہوں کوشش کرنا مناسب بلکہ واجب ہے۔ فوج میں اعلیٰ ترین مراتب پر فایز ہونا۔ فوج کی ترتیب و درستی کو اور زیادہ مکمل کرنا۔ سپاہ میں پھر وہی فاتحانہ جوش پیدا کرنا جو ابتدائی زمانوں میں ہوا کرتا تھا اور فوج کو فاتحانہ و جارحانہ محاربہ کے قابل

بنانا ایسے کام ہیں۔ جنکو آیندہ نسل پر چھوڑنا چاہیئے۔

اگر پادشاہ عثمانیان کی فوج کو بلا مزاحمت و توقف لگاتار ترقی و اصلاح کے میدان میں بڑھ جانیکا موقعہ ملتا رہا۔ تو وہ مستقبلہ محاربات میں کل عالم کو اپنے کارہائے نمایاں سے حیرت میں ڈالدیگی۔ اور اپنی اوس قدیم شہرت کو جسکی شہادت تاریخ زمانہ کا ہر ایک ورق دے رہا ہے قایم و بحال رکھیگی۔

فصل بست وششم

رضا پاشا۔ وزیر حرب و سر عسکر افواج شاہانہ عثمانیہ

جرمن افسر لکھتا ہے کہ کتاب کو ختم کرنے سے پیشتر اوس شخص کا ذکر کر دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو اگرچہ واقعی محاربہ کارزار میں شریک نہوا اور نہ غنیم کے بالمقابل وہ کسی کمان پر مامور تھا مگر پھر بھی اوس آفرین و ستایش کے حصہ کثیر کا جسے عثمانیہ فوج نے تھسلی اور اپائرس کے خونریز میدانہای جنگ میں حاصل کیا جایز طور پر دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہ شخص فوجی معاملات کی ہر صیغہ و محکمہ سے کامل باخبر اور تجربہ کار و ماہر جنرل سر عسکر رضا پاشا ہے۔ اوسنے کیا بلحاظ کمانڈر افواج اور کیا بلحاظ مجدد و مصلح دونو حیثیتوں سے اپنے ملک کی نہایت ہی اعلیٰ و بیش بہا خدمت کی ہے اور اوسکا نام عساکر عثمانیہ کی تازہ ترین ترقی و کارنامہ کے ساتھ ہمیشہ باعزت و احترام وابستہ و مرتبط رہیگا۔

یہ اوسکی مسلسل و لگاتار غور و پرداخت اور محنت و کوشش کا نتیجہ تھا کہ جن افواج کو محاربہ میں شامل ہونیکا حکم دیا گیا تھا۔ وہ ٹھیک وقت پر خوب مکمل و تیار اور سب طرح سے آراستہ و پیراستہ سرحد پر جمع ہو کر بطریق مناسب ڈویزنوں وغیرہ میں مرتب ہو گئیں اور بوقت اجتماع یا بوقت تقسیم و ترتیب کسیطرحکی رکاوٹ یا دقت پیدا نہ ہو سکی۔ کمانوں پر مناسب و قابل آدمیوں کی تعیناتی کا فخر و اعزاز بھی اوسکو حاصل ہے۔ جس کام کے جو آدمی قابل تھا۔ وہی اوسپر مامور کیا گیا۔ وہ چپ چاپ خاموشی سے اپنے کام اور فوج کی غور و پرداخت میں لگا رہتا یا مصروف قسطنطنیہ میں بیٹھا ہوا کل ڈوریوں کو جو مختلف ڈویزنوں کو دار الخلافہ سے ملاتی ہوئی تھیں اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے تھا۔ اور اس امر کی سخت احتیاط کے ساتھ نگرانی کر رہا تھا کہ کسی ڈویزن کی طاقت کمزور نہ ہونے پائے۔ مارشل ادہم پاشا کی فوج کی پہلی صفیں سرحد کو عبور کر کے غنیم کے ملک میں داخل ہی ہوئی تھیں کہ ادہر فی الفور احتیاطی یا ریزرو فوج مفتوحہ علاقہ پر قابض و متصرف ہونے اور بشرط ضرورت بلا درنگ پیشقدمی کر کے صف اولین (یعنے محاربہ کنندہ فوج) سے جا ملنے کے لئے شاہراہوں کی مواقع اتصال پر تیار کھڑی تھی۔

۱۸۶۵ء میں کپتانی کے رتبہ پر فائز ہونے کے وقت تک رضا پاشا بمقام قسطنطنیہ شاہی محافظ پلٹنوں میں خدمت کرتے رہے کپتان ہونے کے بعد طبیہ مدرسہ کے فوجی ڈایرکٹر مقرر کئے گئے۔ اس مدرسہ میں جہاں آجکے دن تک انکا نام عزت و محبت سے لیا جاتا ہے چند برس قابل تعریف کام کرنے کے بعد رضا پاشا ساتویں عسکر کے قشر عملہ شاف میں تبدیل ہو گئے اور سقوط اور قبضہ لیبیا کے سبب ہو گئے جنہوں نے نما للقان کی اس شمال مغربی کوہستانی ضلع کی شورہ پشتی کیوجہ سے کثیر التعداد فوج جمع تھی۔ تہوڑی ہی دیر بعد ایشیا سفر ہی کیا دینا

اور مانٹی نیگرو میں بغاوتیں برپا ہوگئیں - ان بغاوتوں اور نیز اوس صعب و دشوار بقاعدہ پہاڑی جدال و قتال میں جو مانٹی نیگرو کے پہاڑوں اور گھاٹیوں میں ہوا - اور ترکوں کو اوس سے بہت تکلیف پہونچی - رضا پاشا نے اپنی بہادری و ہوشیاری سے خاص امتیاز حاصل کیا اور کئی موقعوں پر ذاتی بہادری کے بے نظیر جوہر دکھائے - پھر اوس بہادرانہ پیشقدمی میں جو زناگورو پر کیگئی شامل ہو کر ترک دشوار گذار پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے آخر مقام مذکور تک پہونچ گئے - اور اہالی جبل اسود کو وہاں کامل شکست دی جس سے کل مانٹی نیگرو پر ترکوں کا قبضہ ہوگیا اور وہاں کے صدر مقام "سٹنجہ" پر ہلال کا علم بلند کردیا گیا - ان بہادریوں کے صلہ میں رضا لفٹنٹ کرنیل بنا دئے گئے -

محاربہ سوم و روس کے شروع ہو جانے پر ٹرکی کے شمال مغربی حصہ سے جو فوج بحیرہ ایڈریاٹک کے راستہ جزیرہ نما البان کے مشرقی حصہ کو جسے غنیم سے سخت خطرہ تھا لائی گئی تھی - اوسکا انتظام رضا پاشا ہی کے سپرد کیا گیا تھا - ایسی مہم کی نظیر تاریخ میں تقریباً نایاب ہے یہ فوج جہازوں سے اُترتے ہی سیدھی دوبرچکا کو بھیجدی گئی تھی - جہاں اونہوں نے وہ کارنامے دکھائے جسے زمانہ قیامت تک فراموش نہیں کریگا - اس مورچہ کی شاندار حفاظت پر جسمیں رضا نے کئی مرتبہ شہامت و بسالت کی داد دی - سلطان المعظم نہایت خوش ہوئے تھے محاربہ کے بعد جلالت مآب نے رضا کو کرنیل کا رتبہ عطا کر کے ایک رجمنٹ کا کمانڈر مقرر کر دیا - اس حیثیت سے پہلے وہ سمرنا میں اور پھر لاریسہ اور وولو میں اور بالآخر اسمد میں ایک رسالہ کی رجمنٹ کے کمانڈر رہے -

جب قسطنطنیہ کی محافظ شاہی فوج کے حساب کتاب کے لئے ایک کمیشن قایم ہوئی تو اعلے احکام نے جنکو رضا کی مسلمہ دیانت داری فوجی مہارت اور انتظامی قابلیت معلوم تھی - اوسے اس کمیشن کا پریسیڈنٹ بنایا یہ اس کام سے فارغ ہونے پر وہ ایڈریانوپل میں ایک بریگیڈ کے اور پھر چند برس بعد وہیں ایک ڈویزن کے کمانڈر مقرر کیے گئے - سلطان عبد الحمید فوج سے جنکی ذاتی واقفیت بہت وسیع ہے کچھ عرصہ سے رضا سے واقف اور اوسکی غیر معمولی فوجی قابلیت کو مشاہدہ کرتے رہے تھے - وہ اوس سے ایسے خوش ہوئے کہ اوسے پہلے یلدز کوشک کی محافظ فوج کا کمانڈر اور پھر محافظ شاہی فوج کے دوم ڈویزن کا کمانڈر اور اپنا ایجوٹنٹ جنرل بنا دیا - شاہی اعتبار بھروسہ کا اس سے بڑھکر کوئی ثبوت نہیں ہوسکتا تھا - رضا نے یہاں بھی ایسی جان نثاری سے کام کیا - کہ ظل اللہ کی نگاہوں میں اوسکی عزت و وقعت اور بھی بڑھ گیا - حتی کہ اس عہدہ سے ترقی پا کر وزیر صیغہ حرب ہوگیا - پادشاہ کے اس مبارک انتخاب کی معقولیت جنگی محاربہ روم و یونان کے واقعات سے بخوبی مبرہن ہوگئی ہے -

سب سے اول فیلڈ مارشل جنرل رضا پاشا ہی ایسی شاندار فوج کی تیاری و ترتیب کیلیے جیسی کہ وہ فوج تھی جنہے تھسلی و اپائرس میں خدمت کی شکریہ و ستایش کے مستحق ہیں - فوج کی اصلاح و درستی پر اونسے بیش بہا مدد ملی - اور تھسلی کی فتوحات اوسی تخم کا پھل ہیں جو پاشا موصوف نے بویا تھا - اپنے آقائے نعمت کی وفاداری - تابعداری اور ذاتی جان نثاری میں ایسا راسخ القدم ہے کہ دنیا میں کوئی چیز اوسے اس جادہ سے نہیں ہٹا سکتی -

احمد عاصف پاشا — صیغہ حرب کے انتظامی شعبہ میں وزیر حرب کا سب سے زبردست معاون و مددگار احمد عاصف پاشا چیف سپرنٹنڈنٹ ہے - نپکالڈی کے مدرسہ حربیہ کا امتحان پاس کرنے کے بعد یہ فوج محافظ شاہی کی ایڈجوٹنٹ

میں بعہدہ افسری مامور ہوا۔ پھر کپتان اور فوج الفضرطی کے اتالیق کا نایب بنایا گیا۔ قایم مقام میجر ہونے پر محلہ قاسم پاشا کے مکتب حربیہ کا پرنسپل مقرر ہوا۔ ۱۸۷۷ء کے محاربہ کے شروع میں وہ دریاے ڈینوب کی فوج میں شامل تھا۔ وہاں سے درہ شپکا کو بھیجا گیا۔ محاربہ کے خاتمہ پر پورے میجر کے رتبہ پر فایز ہوا۔

محاربہ مذکور کے بعد وہ عرصہ دراز تک پہلی پانچویں اردو (دمشق) اور پھر تیسری اردو (مقیمہ مناستر) میں اسسٹنٹ رہا۔ ۱۸۸۵ء میں جنرل سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کو تبدیل کر دیا گیا۔ اور وہاں ایک سکیشن (حصہ) کا اعلے افسر بنایا گیا۔ اس عہدہ پر کچھ عرصہ مامور رہنے سے وہ اپنی طبعی ذہانت و جودت سے فوج کی تمام ضروریات سے بخوبی واقف ہو گیا۔ ۱۸۹۶ء میں فوجی کمیشن معاینہ کنندہ کا ممبر ہوا ۱۹۰۸ء میں جنرل بریگیڈ کے رتبہ پر فایز ہو کر وزارت حربیہ کے دفتر عام نگرانی کا اعلے افسر مقرر ہوا جس عہدہ پر وہ ابتک مامور ہے۔ احمد عاصف پاشا بیشک اس قابل ہے کہ اوسے قابلترین منتظمین کے ذیل میں شمار کیا جاے۔ مزید برآن بنظر دیانت داری و راستبازی اوسکو بھی سے بھی اُسے عام شہرت اور نیکنامی حاصل ہو گئی ہے۔ سرکاری معاملات میں وہ کسی کی بیجا رعایت کرنیکا نام نہیں جانتا۔ گذشتہ محاربہ میں اونہوں نے ایسی مستعدی دکھائی جسکے کل مداح ہیں۔ اور ایسی قابلیت سے احکام جاری کئے کہ اونکی ہی طفیل فوج لبرجت اور خوب مضبوط و آراستہ سرحد پر لگاتار پہونچتی رہی وہ انتظامی معاملات اور نقل و حرکت کے متعلق برسوں سے نہایت جانفشانی کے ساتھ ایسی عمدگی سے تیاریاں کر رہا ہے کہ قسطنطنیہ کے بیشمار نامہ نگار ان ممالک غیر میں سے ایک شخص بھی کبھی اوسپر کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکا۔

فاتح فوج و افسروں پر نوازشات سلطانی

محاربہ کو ملتوی ہوئے ابھی چند ہفتے ہی ہوئے تھے کہ تمام شریک کارزار افواج کے لیے خاص تمغے تیار ہو کر تھسلی اور اپائرس میں پہونچگئے اور ہر ایک مستحق کو عطا کئے گئے۔ تمام جرنیلان محمد یزدان امیر سپہ سالار کو بیلے مختلف مدارج اور طبقوں کے نشان مرحمت کیے گئے۔ پھر جولائی ۱۸۹۷ء میں جنرل ادہم پاشا و جنرل ہاے اردو نشاط پاشا۔ خیری پاشا۔ حمدی پاشا۔ حقی پاشا۔ ممدوح پاشا۔ عمر پاشا رشدی پاشا۔ حفظی پاشا۔ عثمان پاشا۔ ابراہیم پاشا و بریگیڈ جنرل حیدر پاشا و رضا پاشا کو تحفہ میں گرانبہا شمشیریں عطا کی گئیں تلوار کی ایک طرف عبارت ذیل منقش کی گئی۔

"بنام خداے رحیم۔ جملہ قوم عثمانیہ کی نظر میں یہہ شمشیر ایک عظیم الشان فتح و نصرت کا ہو گا جسکو اعلیحضرت سلطان المعظم نے ان فتوحات منکشفہ کے اظہار شکریہ اور نمایاں وفاداری کے اعتراف میں عطا فرمایا ہے۔ جو یونان کے مقابلہ میں بوقت جنگ ظہور میں آئی۔ یہہ ان لوگوں کی نسلوں میں ایک موروثی ترکہ ہے جنکو یہہ عطا ہوگی۔" بقول قدام ترکی ایک طرف یہہ کندہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ بعنایت اللہ تعالی ھذا السیف تحفہ من خلیفۃ الاعظم الی حضرت فلان .... ان میں سے غازی ادہم پاشا سپہ سالار افواج تھسلی کی شمشیر اعزازی کی قیمت ۵ ہزار پونڈ تخمینہ کیگئی ہے ۱۸۹۸ء میں ادہم پاشا کو دس ہزار پونڈ اور اسیطرح دیگر اعلے عہدہ داروں اور افسروں کو معقول رقمیں بطور انعام عطا کیگئیں ناقابل کار زخمیوں سے جو سلوک کیا گیا۔ اسکا پہلے کسی حصہ

میں ذکر ہو چکا ہے۔ شہداء کے ورثا کو نقد عطیات اور روپیہ پنشنوں کے علاوہ املاک و جائدادوں کی انتقال کی دخل خارج کے مصارف
سے معاف کر دیا گیا۔ تمغہ حربیہ کی تصویر تصاویر میں دیجئے۔ شفاخانہ یلدز سرائے کے شفایاب زخمیوں کو بھی جب انکی معتد بہ تعداد سفر کے قابل
ہو جاتی تو عام طلب کرکے نقد انعام و اکرام کے علاوہ یہ تمغے بھی عطا کئے جاتے۔ سب سے پہلا جلسہ ۱۱ اگست ۱۸۹۷ء کو ہوا جسمیں خود جلالتمآب
بھی بنفس نفیس شریک ہوئے۔

سب سے پہلے اعلیحضرت کی تشریف لاتے ہی فوجوں کا ریویو ہوا۔ اور موجودہ لشکر اعلیحضرت کے سامنے سے گذرا۔ اسکے بعد مجلس میں سرخ
حریر کا بنا ہوا علم جو فتح یونان کی یادگار میں بنایا گیا ہے۔ اور جسپر لا الہ الا اللہ سونے کے کارچوبی حرفوں میں منقش کیا گیا ہے
لایا گیا۔ تمام امرائے دولت اور وزیر جنگ اور دیگر عہدہ داران دولت علم مبارک کے جلو میں موجود تھے۔ یہ علم تمام دوسرے علموں کے
آگے تھا۔ بلکہ خاص سلطانی جھنڈے کو بھی آگے لا کر جہاں سلطان المعظم تشریف فرما تھے رکھا گیا۔ اسکے بعد تحسین بک سیکرٹری اعلیحضرت
آگے بڑھے اور اعلیحضرت کیطرف سے اسپیچ پڑھی۔

عساکری و اولادی الاعزاء

کان اصلنا المحافظة علی الصلح والسلم وعدم سفك الدماء لكن اليونان ابوا الا التجاوز علی بلادنا فنقضوا العهد
وكان فرض عين علينا حفظ حقوقنا وان لا ندعهم يطؤا ارضنا فاعتمدنا علی الله وشرعنا في الحرب
فالحمد والشكر لله مائة الف مرة لقد كنا نحن الغالبين وما ذالك الا بعون الله وعنايته و
امداد روحانية نبينا صلی الله تعالی عليه وسلم فما اعظم ممنونيتي مما ابرزه عساكري في هذه
المحاربة من الغيرة والجسارة وما اكبر افتخاري واخص بالذكر ما ابدوه من الحركات الحسنة في الحملات
التي دخلوها ظافرين فقد استحسنها الناس اجمعين. واني ممنون مسعود من ذالك البقاء وقد
امرت باحضار هذا العلم لتكون تذكارا انتصار المظفريات التي نلناها في حرب اليونان هذه واني اعطي لكل منكم
واحد هذه الميداليا تحت هذا العلم المزين بكلمة الله تقديرا لحسن استقامتكم وصداقتكم وشجاعتكم

عربی کا ترجمہ
اے میرے بچو۔ اور اے میرے عزیز بہادرو۔ میرا مقصود امن قائم رکھنا اور خونریزی سے اجتناب کرنا تھا
لیکن یونانیوں نے ایک ایسی راہ چلی جو میرے اس ارادہ کی مخالف تھی۔ کیونکہ انہوں نے ہمارے ملک پر
حملہ کرنے کا قصد کیا اور وہ تمام عہد و پیمان جو ابتک قائم تھے توڑ ڈالے۔ پس ہمکو بھی مجبوراً اپنے حقوق کی حمایت اور اپنے ملک کی
حفاظت کرنی ہوئی اور ہمنے بھی مقابلہ کیا۔ خدائے پاک کی تائید اور ہماری اسپر اعتماد کرنیکی وجہ سے ہمکو ہی فتح ہوئی۔ اور نبی اکرم
صلے اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم اور آپ کی شفاعت کی برکت سے ہمنے یونانیوں کو کامل طور سے شکست دیدی۔ میں اپنی اس
خوشی و مسرت کا اظہار نہیں کرسکتا۔ جو مجھکو تمہاری اس شجاعت اور بہادری اور خصوصاً تمہارے اس نیک سلوک سے جو تمنے ان
غلاموں میں دکھائی جن میں تم فاتح بنکر داخل ہوئے تھے حاصل ہوئی ہے۔

"تمہاری اس سلوک نے تمام دنیا کو متعجب اور متحیر کر دیا ہے اور میں اس میں نہایت مسرور ہوں۔ اور آیندہ بھی ہمیشہ اسکی یاد سے نہایت ہی شاداں رہونگا۔ بہت سے مخصوص تمغے ان فتحمندیوں کی یادگار میں جو اس لڑائی میں حاصل ہوئے ہیں تیار کئے گئے ہیں اور میں تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک تمغہ تمہاری استقامت اور بہادری اور امانت کی شہادت کے طور پر دیتا ہوں"۔ اس اسپیچ کے پڑھے جانے کے بعد دعا مانگی گئی جسمیں خلیفۃ المعظم کی طول حیات کی دعا مانگی گئی اور ختم دعا کے بعد اعلیحضرت کے روبرو تمغے اور فی سپاہی ۲۰ دو پونڈ جیب خاص سے دئیے گئے۔ انعامات تقسیم ہونے کے بعد امیر المومنین کے لئے بصد قدل دعا مانگی گئی۔ اور فوج صف بستہ آداب بجالاتی ہوئی حضور انور کے سامنے سے گذر کر بارکوں کو رخصت ہوگئی۔

بازار ریلیف سرائےکی بماہ جون ۱۸۹۷ء خاص سلطان المعظم کے ذاتی منشا و تحریک سے ترکی زخمیوں اور مقتولین کی بیواؤں اور یتیم بچوں کی امداد کیلیے بموجب بشارت سلطانی قسطنطنیہ میں ایک وسیع عارضی مینا بازار قایم کیا گیا۔ اسی کا نام بازار ریلیف سرا ہے۔ اسکی تعمیر کا کل خرچ سلطان المعظم نے اپنی جیب خاص سے عطا کیا۔ یہ خوبصورت عمارت ۱۵۰۰ مربع میٹر میں بنائی گئی ہے اور قاعدہ مقرر کیا گیا کہ تماش بینوں اور فروخت اشیا سے جو آمدنی ہوگی وہ یتامے و ارامل شہدا جنگ کی امداد میں خرچ کیجاوے۔ علاوہ صرف تعمیر کے بہت سے تحائف اور نادر چیزیں اسکی فروخت کے حضور سلطانی سے مرحمت کی گئیں اور تمام ممالک محروسہ میں اسکی امداد کا جوش برقی رفتار کی ساتھ پھیلگیا جسمیں غازی مختار پاشا کی تحریک سے صوبہ مصر نے سب سے زیادہ سرگرمی سے حصہ لیا۔ چھ مہینے کے اندر اندر پچاس لاکھ پیاسٹر سے زیادہ نقد وصول ہو چکے تھے۔

اشیا گرانبہا و تحائف نادرہ اسکے علاوہ ہیں جنکی تفصیل ایک پوری کتاب میں بھی نہیں سما سکتی لہذا بسبیل اختصار نمونہ کے طور پر امداد کی چند نظیریں اس تاریخ میں درج کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ سلطان روم کی خوشنودی حاصل کرنیوالی اور ان کے ناز بردار دنیا کی جلیل القدر اشخاص میں سے کون کون ہیں۔

شہنشاہ روس و شہنشاہ جرمن نے تحائف گراں بہا کی ساتھ ہمدردی کی۔ شہنشاہ آسٹریا نے کٹہر کرسٹل کی الماری اور سنہری چوکھٹوں کی دو بیش قیمت تصویریں اور دیگر تحائف عطا کئے۔ جو نہ صرف بیش قیمت بلکہ نادر الوجود بھی تھے۔

شاہ سرویا نے بازار ریلیف سرا کے واسطے دو ہزار فرانک چندہ دیا۔

خدیو مصر کی بیگم نے ایک نہایت عجیب و بیش قیمت گلدستہ بازار ریلیف سرا کو پیش کیا۔ اس گلدستہ کے پھول ریشم کے اسقدر نفاست سے بنائے گئے تھے اور اسقدر نازک کہ کم از کم ایک منٹ تک غور سے دیکھنے کے بعد یہ خیال ہوتا تھا کہ گلدستہ مذکور مصنوعی ہے اصلی نہیں اس گلدستہ کے گرد ایک نہایت خوبصورت زرین لیس لپٹی ہوئی تھی جو فن زرگری کے کمال کا اعلیٰ نمونہ تھا ہر ایک جگہ اور پھول کی پنکھڑی پر ہیرے اور موتی اس صنعت سے نصب تھے کہ شبنم سحری کو شرمندہ کرتے تھے۔

شاہ مظفر الدین شاہنشاہ ایران نے ۵۰۰ سو پونڈ ریلیف سرا کو مرحمت فرمائے۔

شاہزادہ بلگیریا نے بھی علے قدر حیثیت شرکت حاصل کی۔ اس بازار کی منتظم کمیٹی کی ممتاز ممبر ابراہیم افندی و سعادتلو دولتلو پاشا

اور پریزیڈنٹ شفیق بیگ دگار وزیر خارجہ اور ابراہیم بک دگار وزیر داخلیہ تھے۔ ان اراکین کو دو حصے کی گئی تھی۔ ایک اراکین
عسکریہ دوسرے اراکین ملکیہ۔ صبح کو سات بجے سے دس بجے تک اور شام کے چار بجے سے دس بجے تک کا وقت اجلاس مجالس انتظامیہ کے لئے مقرر کیا
گیا۔ دیگر اراکین سلطنت سنیہ و باشندگان یورپین روم و ایشیائی روم عراق عرب عراق عجم مملکت شام و صوبہ فلسطین و
صوبجات حجاز و یمن۔ و عمادین صوبہ مصر طرابلس الغرب وغیرہ نے جس گرمجوشی سے اس بازار کی اعانت میں زر کثیر صرف کیا اسکی
تفصیل اس کتاب میں ہموار درج کرنا ہماری قابو سے باہر ہے۔

سلطان المعظم کے حکم سے مشتریان و چندہ دہندگان کے لئے تین قسم کے تمغے تیار کئے گئے۔ ان میں ایک چندہ دہندہ فرمانروائیں
اور شاہزادگان کیلئے تھا۔ اسکا قطر آٹھ سینٹی میٹر ۳ ۱/۴ انچ تھا۔ دوسرا تمغہ جسکا قطر دو سینٹی میٹر تھا۔ ہر ایک چندہ دہندہ کو اور
تیسری قسم جسکا قطر ۲ ۱/۲ سینٹی میٹر (ایک انچ ہے) ہر ایک مشتری کو جو بازار سے کوئی چیز خرید کر لایا ملا۔

ان تمغوں کی ایکطرف پھولوں کی بیل اور اسکے دور میں الفاظ "نشان انسانیت و شفقت" اور دوسری طرف بازار کی مہر کندہ
تھی۔ کل رقم اس بازار کی اسباب کی فروخت اور نقدی عطیات سے متعلقین کو در شار اور مجروحین کی فنڈ کے لئے تینتیس لاکھ روپیہ
کے قریب جمع ہوئی۔

تخلیہ تھسلی

قطعی عہدنامہ کے مرتب ہو جانے کے بعد دول ثالث کی مالی صیغہ کیطرف متوجہ ہوئیں۔ ایک خاص کمیشن اوسکی
نگران مقرر کیگئی۔ اور کئی مہینوں کی باہمی گفتگو اور جھمیلے کے بعد آخر روس فرانس اور انگلستان
کی ضمانت پر تاوان جنگ کی ادائگی اور ضروری اصلاحات کے اخراجات کیلئے یونان کو قرضہ ملگیا۔ اس نے پہلی قسط دس لاکھ
پونڈ ۲۵ مئی ۱۸۹۸ء کو دوسری قسط دس لاکھ پونڈ کی ۱۰ جولائی ۱۸۹۸ء ادا کردی۔ اور ترکی فوج نے حسب شرائط دوسری
قسط کی وصولی کی تاریخ سے تھسلی کو خالی کرنا شروع کرکے آخری قسط کی وصولی پر علاقہ کو خالی کردیا۔ جب تخلیہ کی خبریں بذریعہ
تار موصول ہونی شروع ہوئیں۔ تو اکثر اخبار ملک نے اونکی درستی کو بنظر اشتباہ دیکھا۔ اور حیرت سے استفسار کرنے لگ گئے کہ کیا یہ خبر
درست ہے؟ لیکن اگر وہ شرائط معاہدہ پر پہلے غور کر لیتے تو متعجب ہونیکی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔ جب ترکوں نے معاہدہ صلح
پر دستخط کر دیئے تھے۔ تھسلی کا خالی کر دیا جانا اوسیوقت سے یقینی ہوگیا تھا۔ خدا کی فضل و کرم سے یورپین تہذیب ابھی ایسی
سرایت نہیں کر سکی کہ وہ عہد و پیمان کو بالائی طاق رکھدینا معمولی ڈپلومیٹک استادی سمجھیں۔ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان کو پابندی
عہود کی جیسی کچھ تاکید ہے وہ مذہبی احکام کے جاننے والوں سے مخفی نہیں۔ بعض دنیادار کوتاہ اندیش بالخصوص عیسائی لوگ شاید ترکوں
کی اس صفت کو اونکی بیوقوفی پر محمول کریں یا اسے یورپین دول کی دباؤ اور ترکی گورنمنٹ کی کمزوری کا نتیجہ سمجھیں مگر یہ اونکی سخت
غلط فہمی ہوگی۔ صداقت اور راستبازی کی ہمیشہ آخرکار فتح ہوتی ہے۔ اور یہ اسی راستبازی کی جو محولہ بالا لوگوں کے زعم میں بیوقوفی
کے مترادف ہے طفیل ہے کہ سلطنت عثمانیہ ہزاروں مہلک اور جانگداز صدموں سے بالآخر صحیح سلامت بچتی چلی آتی ہے۔

۴ مئی ۱۸۹۸ء کو دول عظام کے نائب نئی حد کی نشاندہی کیلئے قسطنطنیہ سے روانہ ہوگئے۔ اور جولائی کی دستخط تکمیل کی

اسکی بنا پر ابتداءً یہ ختم ہوگئی۔ نئی حدود کا نقشہ حسب ذیل ہے۔
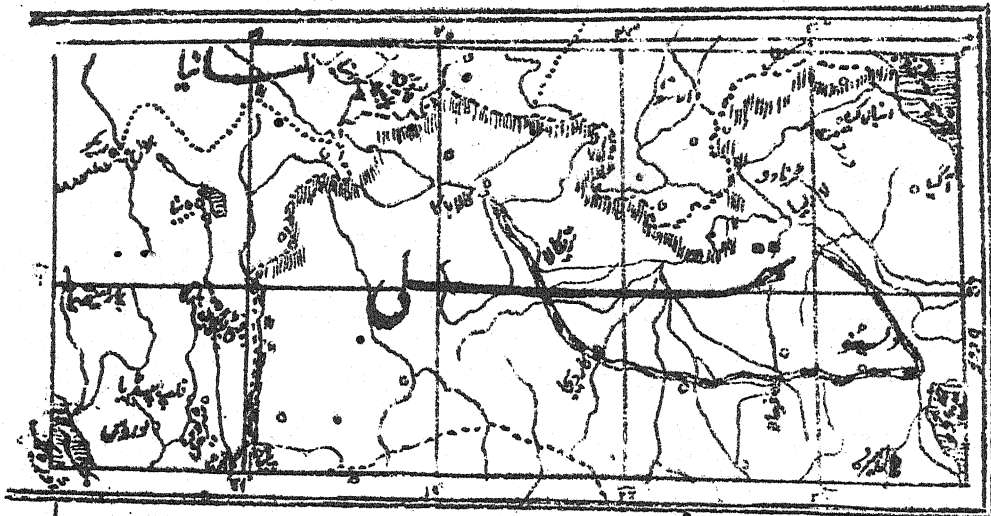
اور محاربہ روم و یونان کا آخری خرخشہ بھی طے ہوگیا مگر اصل منبع فساد مسئلہ کریٹ اوسیطرح باقی رہا۔ سلطان المعظم نے بہت چاہا کہ تخلیہ تھسلی سے پہلے اسکا کچھ تصفیہ ہو جائے۔ لیکن دول نے نمانا۔ آخر ستمبر ۱۸۹۸ء کے فساد سے جو کینڈیا کے مسلمانوں سے مجبوراً معرض ظہور میں آیا۔ دول فرنگ کو معقول بہانہ ہاتھ آگیا اور سال کو ختم ہونے سے پہلے ترکی افواج نے اس منحوس و بدقسمت جزیرہ کو بھی خالی کردیا اور مغلوب و مفتوح شاہ یونان کا بیٹا وہاں کا ہائی کمشنر یا گورنر بنا دیا گیا۔ اور اسطرح سے کچھ عرصہ کیلئے مشرقی مسئلہ کا عارضی تصفیہ ہوگیا۔ اور دول یورپ کو افریقہ و چین کی طرف توجہ کرنیکی کامل فراغت نصیب ہوگئی۔

متفرق وقعات

فتوحات عثمانیہ پر اظہار مسرت و خوشی آگرہ سے ہمارا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں ۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو نماز عید الفطر کے بعد قریب پچاسی یا ۹۰ ہزار اہل اسلام کے مجمع نے سلطان المعظم سلطان عبد الحمید خان خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ و حشمتہ کیلئے بہت زور و شور اور خشوع و خضوع سے دعائے فتح و نصرت مانگی بروقت آمین ایک قسم کا وجد سا لوگوں کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا۔ رقت اور محبت سے آمین آمین بلند بلند آواز سے کہی گئی کہ اگر رعد بھی کڑکتی تو مشکل سے سنائی دیتی۔ ہمارے مولانا رمضان صاحب کی تقریر اور طریقہ دعا اس قسم کا تھا کہ میں پوری کامل امید کرتا ہوں کہ یہ دعا ضرور بضرور قبول ہوگئی ہوگی اور خدا ایسا ہی کرے۔ اسقدر گریہ زاری اور خلوص دل سے دعا ترقی اقبال مانگی گئی۔ جس کو بندہ ضبط تحریر میں نہیں لا سکتا۔ ہمارے مولانا صاحب درحقیقت میں اپنی اصلی حالت پر نہیں رہے تھے۔ اور دعا مانگتے مانگتے ایک سکتہ کی حالت میں ہوگئے تھے اصحاب بارگی آمین کی صدا سے عیدگاہ کا وسیع میدان گونج اٹھا تھا۔ بعد الفراغ دعا۔

ہر ایک مسلمان شاداں و فرحاں نظر آتا تھا۔ اور ہر ایک کی زبان پر یہی ورد تھا کہ خدا ہمارے **خلیفۂ وقت** کو دشمنان اور بدخواہان اسلام پر فتح دے۔ اور ہر طرف سے آمین ثم آمین کے نعرے بلند تھے۔

گوجرانوالہ میں عید کی نماز کے بعد عید گاہ میں جمیع مسلمانان نے حضرت امیر المومنین سلطان المعظم کی فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ اس سے اگلے روز جمعہ کے دن مولوی محمد نظیر حسین صاحب امام مسجد جامع نے برائے امداد مسلمانان کریٹ و آرمینیا چندہ کی فہرست کھولی اور نہایت ہی خوش اسلوبی سے غرض چندہ مسلمانوں کو سمجھا دی۔ چنانچہ اسی وقت کچھ رقم جمع بھی ہو گئی۔

کانپور میں پچیس ہزار نمازیوں نے عیدگاہ میں نماز سے پہلے اور بعد نماز اور خطبہ کے سلطان المعظم کی فتح و نصرت کیلئے دعا مانگی اور فرسالہ کی فتح کا شکریہ ادا کیا اور زر چندہ سے ہر شخص نے اعانت مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کا وعدہ کیا۔

نور محل ضلع جالندھر میں دو ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے عید الضحیٰ کے دن حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کیلئے دعا مانگی۔

امرتسر میں عید الضحیٰ کے موقعہ پر عیدگاہ میں معزز لیڈران اسلام کی تحریک سے حضرت خلیفۃ المسلمین کی فتح و نصرت اور گورنمنٹ انگلشیہ و سلطنت روم میں اطلاع و اتحاد اور سلسلہ دوستی مستحکم و مضبوط ہونے کیلئے دعا مانگی گئی۔ مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ اور یتیم بچوں اور بیواؤں کی امداد کیلئے صندوق رکھے گئے۔ بہت سے بنگیل اور باحمیت اصحاب نے قربانی کی کھالیں مصیبت زدگان کریٹ کی امداد کیلئے ہمارے دفتر میں ارسال کیں جنکو فروخت کرکے رقم وصول شدہ میں داخل کر دی گئی۔

۲۸ مئی ۱۸۹۷ء بروز جمعہ **جامع مسجد دہلی** میں بعد نماز جمعہ کے حضور پرنور **سلطان المعظم** خلد اللہ ملکہ کی فتح کا اظہار کرنے کے بعد دو دو رکعت نماز شکریہ کی سب نمازیوں نے ادا کیں اور اسکے بعد ۲۱ گولے جو توپ کی آواز رکھتے تھے چھوڑے گئے

امداد مظلومان کریٹ کیلئے مدراس میں جلسہ ۲۰ مئی روز جمعہ ۱۸۹۷ء کو حاجی بادشاہ کی حویلی میں مظلومان کریٹ کی امداد کیلئے مسلمانان مدراس کا ایک جلسہ بصدارت جناب مولوی عبید اللہ صاحب قاضی مدراس منعقد ہوا مندرجہ ذیل اصحاب شریک جلسہ تھے۔

حاجی عبد العزیز بادشاہ صاحب ٹرکش قونصل۔ حاجی عبد القدوس بادشاہ صاحب۔ شرف الدولہ بہادر۔ فضیلتلو مولوی قاری محمود بن قاضی الملک۔ مولوی حاجی احمد علی صاحب۔ ڈاکٹر رئیس الاسلام صاحب۔ ڈاکٹر عبد العزیز صاحب۔ مولوی حاجی غلام رسول صاحب۔ مولوی زاہد حسین صاحب۔ صبغۃ اللہ صاحب مہاجر۔ محی الدین احمد صاحب۔ غلام محمود صاحب۔ حافظ محمد یٰسین صاحب بی۔ اے محمد عبد اللہ صاحب۔ غلام محمد مصطفیٰ صاحب۔ اور بھی بہت سے حضرات تھے مندرجہ ذیل امور بالاتفاق قرار منظور ہوئے (الف) کریٹ کے مظلوم اہل اسلام کے چندہ کیلئے ایک مجلس مقرر ہو (ب) مجلس کے چھ رکن مقرر ہوئے یعنی (۱) حاجی عبد القدوس بادشاہ صاحب (۲) فضیلتلو مولوی قاری الحاج محمود آفندی (۳) ڈاکٹر عبد العزیز صاحب (۴) مولوی حاجی غلام رسول صاحب (۵) مولوی زاہد حسین صاحب (۶) سعید بادشاہ صاحب۔

(ج) اس مجلس کے خازن حاجی بادشاہ صاحب اینڈ کمپنی ہوں اور سیدات بھی خازن کی تجویز سے تقسیم ہوں۔ رقم چندہ معرفت ٹرکش قونصل مدراس بنام منسٹر خارجیہ ارسال کیجاوے (د) فہرست چندہ حاضرین کے روبرو کھولی جاوے۔ بفضل تعالیٰ پانچ منٹ کے اندر

پندرہ ہزار سات سو سینتالیس روپیہ دو آنہ کی دستخط ہوئی جسمیں کچھ اسوقت وصول بھی ہوا۔ ایڈیٹر صاحب نیں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ مدراس میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت روپیہ چندہ کا جمع ہوگا۔ صدر کمیٹی نے حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اعلیحضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین کی فتح و نصرت کیلئے عربی میں دعا کی بعد ازاں جلسہ برخاست ہوا۔

نماز شکرانہ فتح حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی خوشی میں نماز شکرانہ ادا کرنیکی غرض ۹ رمئی ۱۸۹۷ء کو ایک عام مجمع مسلمانان کانپور کا جامع مسجد کانپور میں منعقد ہوا۔ باوجودیکہ اشتہار نہایت تنگ وقت میں دیا گیا تہا۔ حتیٰ کہ تمام شہر میں کافی اشاعت کا موقعہ بھی نہ ملا تہا لیکن تمام مسجد جامع اور مکانات مدرسہ مسلمانوں سے بھرے ہوئے تھے۔ مسجد کی سیڑھیوں اور گلی تک میں مجمع تہا۔ بعد نماز جمعہ منشی محمد عبد اللہ صاحب ٹھیکہ دار نہر گنگ ٹاوہ نے ایک مختصر نظم پڑھکر سنائی اس نظم میں ترکوں کی بہادری اور یونان کی نامردی کا ذکر تھا۔ ترکوں کی فتحیابی پر اظہار مسرت اور اس امر کی تحریک تھی کہ تمام مسلمانوں کو اس خوشی میں خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ نظم سلیس اور پرجوش الفاظ میں لکھی گئی تھی پڑھنے کا انداز نہایت دلپسند اور قابل تعریف تہا۔ چاروں طرف سے مرحبا جزاک اللہ کی صدا بلند تھی ہر شخص خوشی اور جوش میں بھرا ہوا تہا۔ جلسہ پر ایک محویت کا عالم طاری تہا۔ بعد ختم نظم منشی صاحب ممدوح کے جناب مولینا محمد وصل صاحب متوطن کڑا نے تقریر کی۔ جو تاریخی واقعات اور معلومات سے مملو تھی۔ آپنے اپنی تقریر میں سلطان المعظم کا خلیفہ ہونا ثابت کیا اور بیان کیا کہ حضرت سلطان المعظم کی بقائے سلطنت پر اسلام کی بقا ہے۔ آپکے بعد جناب مولوی محمد بشیر الدین صاحب سابق ایڈیٹر نجم الاخبار نے ایک پر اثر تقریر میں مظلوم و بیکس مسلمانان کریٹ کا جنپر باغی عیسائیاں کریٹ نے طرح طرح کے ظلم کئے ہیں ذکر کیا۔ اور مقرر نے عمدہ دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ کریٹ کے مسلمانوں کی مدد کرنا کسی طرح گورنمنٹ کے خلاف نہیں۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ملکی طور پر گورنمنٹ ٹرکی کے ساتھ اتحاد قایم رکہنا ضروری اور مفید ہے۔ تقریر مولوی صاحب کی نہایت پرجوش تہی۔ حاضرین مظلومان کریٹ کے حالات سنکر زار زار رو رہے تہے۔ مقرر نے اپنی تقریر سے تمام مسلمانوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا تہا۔ بعد ختم تقریر کے اگرچہ تمام مسلمانوں کی خواہش تہی کہ چندہ لیا جائے۔ لیکن کارکنان **انجمن ہمدرد مظلومان کریٹ** نے چندہ کا کام آیندہ کیواسطے ملتوی کر دیا۔ پھر بھی بعض حضرات نے چندہ لکھا ہی دیا جسکی تعداد تقریباً پانچسو روپیہ ہوگی۔ بعد ازاں نماز شکرانہ پڑھی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

۴ رجون ۱۸۹۷ء کو جامع مسجد گورکھپور میں بعد نماز جمعہ جبکہ کثیر التعداد مسلمانان شہر و دیہات کے موجود تھے خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان بہادر غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی فتح کے شکریہ میں دوگانہ شکریہ ادا کیا گیا اور انکی دشمنوں پر ہمیشہ فتحیاب ہونیکی دعا کیگئی۔

کلکتہ میں ۴ رجون کو حاجی ذکریا کی مسجد میں قریباً پانچہزار مسلمان بصدارت شیخ محمد علی جمع ہوئے حاجی نور محمد ذکریا نے مجلس کو مخاطب کرکے تقریر کی اور بیان کیا کہ ہم یہاں اس غرض کیلئے جمع ہوئے ہیں کہ عساکر عثمانیہ کو جو فتوحات یونان پر حاصل ہوئی ہیں انکی خوشی احسن طریقہ سے منائیں۔ حاجی صاحب ممدوح نے خاص طور پر لوگوں کو یہ بہی دلنشین کرایا کہ مسلمانان ہند کو ملکہ معظمہ کے عہد میں جو آرام اور اطمینان حاصل ہے اسکے لئے مسلمانوں کو حضرت قیصرہ کا ممنون ہونا چاہئے بعد ازاں حاجی صاحب نے ذیل کے ریزولیوشن تجویز کئے جو باتفاق رائے پاس ہوئے۔

(۱) ایک کمیٹی منتظم قائم کیجائے جسکو یہ منظور ہو کہ فتوحات عساکر عثمانیہ کی خوشی منانے کے لئے ایک فنڈ تجویز کرے اور جو روپیہ اس غرض کے لئے جمع ہو اسکو مناسب طریق پر صرف میں لائے۔

(۲) ایک تار مبارکباد اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا جاوے۔ بعد میں خلیفۃ المسلمین کی درازی عمر بقائے دولت کے لئے دعا مانگی گئی اور مجلس برخاست ہوئی۔

خلیفۃ المسلمین نے تار خبر آمدہ از لنڈن مخبر ہے کہ ترکی سفیر متعینہ لنڈن کو پیغام تار برقی بھیجکر مسلمانان ہند کی مبارکباد اور کامیابی یونان پر ترکی فتوحات کے لئے دیگئی تھیں شکریہ ادا کیا ہے۔

شرق پور ضلع لاہور میں ۱۱ جون ۱۸۹۷ء بروز جمعہ تین مسجدوں میں نفل شکرانہ فتح و نصرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت سلطان المعظم پڑھے گئے۔ خصوصاً مسجد میاں حمید الدین صاحب میں میاں شیر محمد صاحب صوفی نقشبندی نے دوران خطبہ میں حضرت ممدوح کے تعلقات کو مسلمانوں کے ساتھ بحیثیت خلیفہ وقت ہونے کا دال بڑی خوش الحانی سے بیان کیا۔

نماز شکرانہ فتح گڈھ اور قصبہ قنوج میں ترکی کی فتح مندی پر نماز شکرانہ بعد جمعہ ادا کیگئی۔ اور دعائے ترقی عمر و دولت حضرت سلطان المعظم کے نہایت خشوع وخضوع سے ہوئی۔

بہار ضلع پٹنہ میں خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا یوں تو ترکی و یونان سے لڑائی چھڑتے ہی تمام مسلمان بعد نماز پنجگانہ حضرت سلطان المعظم کی فتح و نصرت کی دعا کیا ہی کرتے تھے مگر ۹ جولائی کا جمعہ مسلمانان بہار کو کبھی نہیں بھولیگا۔ دو روز قبل مسلمانوں کے مشورہ سے جناب مولوی نور محمد صاحب صاحبزادہ جناب شیخ احمد علی صاحب کیفی آنریری مجسٹریٹ و جناب سید محمد شاہ سجادہ صاحب رئیس و سجادہ نشین جناب مولوی سید وحید سجادہ صاحب رئیس و میونسپل کمشنر و جناب مولوی محمد مظفر صاحب رئیس و میونسپل کمشنر کیطرف سے اشتہار تمام شہر میں تقسیم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین کی دعا اور فتح و نصرت کی مبارکبادی کا دن اور رب العالمین کی اس نعمت عظمیٰ کے بدلے شکریہ ادا کرنے کا روز جمعہ قرار پایا ہے۔ اطلاع مذکور نے تمام لوگوں کے دلوں میں ایک خاص قسم کی خوشی اور شادمانی پیدا کردی وہ سماں قابل دید تھا کہ اللہ کو یاد کرنیوالے نمازی اور اللہ کی دی ہوئی نعمت پر شکر کرنیوالے مسلمان آج کچھ سویرے سے مسجد میں جمع ہوکر مشغول عبادت تھے۔ تقریباً پانچہزار آدمیوں کا مجمع تھا ہر شخص نے بعد نماز جمعہ دو رکعت نماز شکرانہ پڑھا۔ خلیفۃ المسلمین کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعا کی۔ اوسکے بعد تمام مسلمانوں نے ملکر تجویز کی کہ کل مسلمانوں کیطرف سے حضرت سلطان المعظم کی خدمت میں اس فتح و نصرت کی مبارکباد کا تار بھیجا جاوے جسکو بھیجنے کی مہتمم جناب سید شاہ محمد سجاد صاحب رئیس سجادہ نشین ہوں جسکو کل مسلمانوں نے باتفاق قبول کیا۔ بعد ازاں امام جناب مولانا فتح دین صاحب نے پر اثر وعظ فرماکر ثابت کیا کہ تمام مسلمانوں کے خلیفہ حضرت سلطان المعظم ہیں۔ اونکی خوشی میں ہم لوگوں کو بھی خوشی کرنا واجب ہے۔ اور اس نعمت کا شکریہ کہ اللہ نے خلیفۃ المسلمین کو فتح و نصرت عطا کی ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے اور اسیطرح گورنمنٹ انگلشیہ کی تابعداری بھی لازمی ہے۔ اسکے بعد جناب مولانا حکیم عبد الحکیم صاحب نے نہایت واضح طور پر اس مضمون کو بیان فرمایا کہ اللہ جو اپنے بندوں پر نعمت عطا فرماتا ہے اوسکا شکریہ ادا کرنا چاہیے

ادرنہ بھی فتح ہو چکا ہے مغت مغانہ بنا ہے اسلئے اسکا شکریہ ادا کرنا اور اظہار مسرت کرنا بھی فرض ہے اے مسلمانو خدا کا غضب ہمیشہ دُور رہے اور اپنے خلیفۃ المسلمین کی فتح پر شکرگذار بنے رہو اور حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند ہمارے اقبال کا احسان کو یاد کرو جنکی سلطنت میں صرف تم ہی نہیں بلکہ تمام رعایا کی ہر فرقہ کو مذہبی آزادی ہے۔ اسلئے تمپر لازم ہے کہ اپنی سرکار انگلشیہ کو احسان کو کبھی بھولو نہیں بمصداق من لا یشکر الناس لم یشکر اللہ بعد اسکے کل مسلمانوں نے خلیفۃ المسلمین کی دعائے ترقی حیات و دولت و اقبال کی اور جلسہ برخاست ہوا۔

کراچی کے باحمیت مسلمانوں نے عساکر عثمانیہ کی فتح اور اسلام و قوم ملت پر انکی غلبہ پانے کی خوشی میں ۱۳ ماہ صفر بروز پنجشنبہ صبح کے ساڑھے آٹھ بجے عیدگاہ میں عظیم الشان جلسہ کرکے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ اسکے بعد جناب حکمت مآب ڈاکٹر میرزا جعفر قلی بیگ صاحب نے مضمون لندن میں ڈاکٹری تعلیم کی تکمیل کی ہے اعلیحضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بہ الدین کی اوصاف جمیلہ و اخلاق حمیدہ کو فرفر بیان کیا۔ ان کے بعد چند شعرائے نامدار نے حضرت جلالت مآب خلافت پناہی کی حمد و ثنا میں قصاید عزا پڑھکر سامعین و حاضرین کو دل و دماغ کو تازگی بخشی اس مجلس مبارک میں عالیجناب حضرت فاضل حسین کاظمی بے آفندی صاحب مد ظلہ العالی بھی جو خلیفۃ المسلمین کی حکومت سینہ کیطرف سے کراچی میں عہدہ جلیلہ قنصلیہ پر ہیں شریک تھے جناب ممدوح نے مسلمانان کراچی کو مخلصانہ قصاید اور تقریروں کے جواب میں مندرجہ ذیل تقریر اردو زبان میں کی۔

ما شاء اللہ ما شاء اللہ میں آپ صاحبوں کی مہربانی سے نہایت خوش ہوں اور مشکور ہوا اس لئے نہیں کہ فتح پر فتوح جناب رسالت پناہی شاد ہوئی ہے۔ در حقیقت ہمارے اسلامیت اور انسانیت کی منزلت جو ہے وہ جناب سے منسوب ہے جیسے قیصر خادم الحرمین الشریفین امیر المومنین ظل اللہ فی العالم آپکار اپنے معنویہ ہر چند معلوم عالم ہے لیکن آپنے اس ارتباط کو بار ثانی یار و اغیار کی نظر میں ثابت کیا ہے اور جو کہ آپ صاحبان نے حضور سرور خلیفہ مشرق و مغرب المسلمین یعنی ہمارے سلطان کی شان شایان میں بیان کیا ہے میں اسکا شکریہ بجا لاتا ہوں اور یہ جو شوق و حمیت اسلامی آپ مسلمان بھائیوں نے ظاہر کی ہے میں اسکی اطلاع بڑی خوشی سے بذریعہ وزارت جلیلہ خارجیہ خاکپائے توتیا آسائے حضرت جلالت پناہی کو بھیجونگا۔

آخر میں شکریہ سرکار ہندوستان کا ادا کرتا ہوں جسکے زیر سایہ آپکو اتنی آزادی حاصل ہے۔

جناب قونصل ممدوح نے علاوہ اپنی مادری زبان کے جیسا ہم پہلے بھی انکی سیاحت کے حالات لکھتے وقت ظاہر کرچکے ہیں فرانسیسی عربی۔ ارمنی اور کئی دیگر زبانوں میں کامل مہارت رکھتے ہیں۔ اردو زبان کی تحصیل اسی ملک میں آکر کی ہے اور اسمیں جسقدر مہارت انہوں نے چند مہینوں کی عرصہ میں پیدا کرلی ہے وہ انکی اس تقریر سے ظاہر ہوتی ہے۔ ایک ہماری قسمتوں کے مالک انگریز افسر ہیں کہ برسوں اس ملک میں صرف کردینے کے بعد بھی اردو لکھنا تو درکنار ان میں سے اسی فیصدی چار جملے بھی ٹھیک سے نہیں بول سکتے۔

اسی تاریخ رات کو تمام مساجد میں چراغاں کیگئی جنمیں تہلیل و تکبیر کنندگان کی صدائیں آسمان تک پہنچیں تھیں جناب قونصل صاحب نے بعض اعیان شہر کو ہمراہ لیکر نماز شام کی وقت سے آدھی رات کے وقت تک برابر ہر ایک مسجد میں جا کر اپنے شاہنشاہ جلیل القدر کیطرف سے شکران

سلہ افسوس یہ نامور جو جنوری ۱۹۰۵ء میں حسین کاظمی آفندی کے بعد کراچی میں ترکی قونصل بھی ہوگئے تھے اس تقریر سے چند سال بعد بعارضہ طاعون انگریزے عالم بقا ہوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون

باخلاص کی عقیدتمندی کا شکریہ ادا کیا جسجگہ میں وہ رونق افروز ہوتی حاضرین مسجد وفور جوش اخلاص و محبت سے پھولوں کے ہار

انکی گردن میں ڈالتے جاتے تھے کہ آخر کار ان کا تمام وجود گویا مجسم پھول گیا۔

کراچی کے عالی ہمت اہل صاحب غیرت مسلمانوں نے ایک سپاسنامہ بھی تیار کیا جو جولائی ۱۹۱۲ء میں ایک چاندی کی کاسکٹ

میں جو نہایت صناعی و استادی سے تیار کیا گیا تھا بند ہو کر بذریعہ جناب قیوم فضل صاحب موحی الیہ حضرت خلافت پناہی کی خدمت میں ارسال

کیا گیا۔ اس سپاسنامہ کو سنہری خط میں جناب مشکین رقم شہزادہ آصف میرزا صفوی نے اس لطافت و پاکیزگی سے تحریر

کیا کہ انسان دیکھکر دنگ رہجاتا ہم اس سپاسنامہ کی نقل جسے مطالعہ حضور شاهنشاهی سے گذرنے کا فخر حاصل ہوا

ملاحظہ ناظرین کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الملک المعبود و مالک المحمود ذی العرش المجید عز و الحمید القاصر عن صفتہ

لسان القائل المجید جل جلالہ و عم نوالہ والصلوٰۃ علی افضل رسلہ النبی الامی المبعوث

علی الابیض و الاسود سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الامجاد و صحابہ الانجاد وسلم اما بعد

بعرض موفور السرور و تفخان پایہ سریر معدلت مسیر خاقان سایہ سلطنت مصیر خلاصہ قیاصرہ دوران افتخار سلاطین بنی

عثمان پادشاہ ارمغان بقدرت مراد تربیت الیدیم شہامت جم کرامت سلیم صلابت سلیمان حشمت احمد منزلت مصطفےٰ صفوت

ابراہیم دولت محمود صولت مجید مجادت عزیز عظمت حمید خصلت شرف تبشیر لعین نامتناہی و موید بروح پرفتوح جناب رسالت

پناہی آنکہ فراہم شدہ است در شخص او قوت و مکانت و مستقات در نفس او دولت و عدالت و خلافت و امامت

خلیفۃ الاسلام فخر الخواقین فخر الخواتین امیر المومنین السلطان ابن السلطان خلد اللہ ملکہ بالامن و الامان میرسانند

جماعۃ اسلامیان از اشراف و اعیان و مقیم و مہاجر و کاسب و تاجر یا کافہ مومنین کہ درین بندر کراچی و مرکز عظیم مملکت سند

ساکنین اند بکہ پابندگان ہر چند بسبب صوری تحت حفاظت و تابع و رعیت انگلس منسوبیم و کمال آسائش داریم اما در عالم

حقیقت و معنوی در ظل عاطفت و حمایت شاہنشاہ اسلام پناہ مربوب و محسوبیم و آنچہ از مال و ملک و ضیاع و عقار مقدر از

و دینار کہ در ید تصرف و تملک ما ایم با علاوہ سر و جان مملوک دولت علیہ اسلامیہ میشماریم العبد ما فی یدہ کان لمولاہ ہر وقت

اخبار یکہ مشتمل بر کفایت و فتح ولایت و فرط درایت و حسن سیاست و لطف سیاست آن سلطنت عظمیٰ در صفحات منتشر میشود میگردد

ما بسیار متفخر و مسرور میباشیم چنانکہ بفضل و توفیق ایزد منان درین ایام میمنت اقتران خبر استیلائے عساکر نصرت ماثر شہنشاہ

اسلامیان بر ملک و ملت یونانیان در چہار رکن عالم شائع و علم گردیدہ و نوید این غلبہ بسامع مسلمین این دیار نیز

رسیدہ از ان ما از ہزاران شادمانی است بروز پنجشنبہ جماعۃ اسلام باتفاق عام و طمطراق تمام ازدحام کردہ

بارتفاع اعلام دولت و اقبال مزین و معین بستارہ و ہلال ہمراہ عالیجاہ شاہ بندر سعادتلو حسین کامی بک آفندی

در عیدگاہ و مصلای این دیار بکمال خرسندی و سربلندی ہمہ باہم فراہم آمدہ بعد از ادای خطبہ و صلوٰۃ دوگانہ بر یگانہ و
ایفای مراسم شکرانہ و ثنا و دعا بذات ملکوتی سمات شاہانہ با علای ندای نقطہ ترکانہ پادشاہم چوق یاشا باشہای
مسرت و آرزو رسیدیم و شب عشرت اندوز آن روز از شام تا بام تمام زیب و زینت و حشمت جمیع مساجد محلات و اماکن
و مساکن معارف اسلام چراغان و نور ریزان گردیدہ اسباب عشرت و ضیافت احباب و یاران بکام دل خیر
طلبان و ہواداران صورت تکمیل و انجام پذیرفت بواسطہ تلگراف در ہفتہ ماضیہ آداب و تہنیت معروض دربار شوکت
مدار شدہ اینک تحریراً عریضہ مبارکبادی این فتح جشن افزون را منتظر مقربان حواشی بساط فیض مناط ذات ہمایون
با عنبار اخوا اطرف نشاط متواتر میرسانیم با ہواخواہان دولت قوی شوکت از حضرت رب العزۃ جل جلالہ خواستگار و
امیدواریم کہ فیض فتوحات دین اسلام و انتظام مہام عباد و انام و تہذیب دولت ابد قرجام لیلی سال و ماہ و شب و
روز آناً فآناً بر اطراف عالم منتشر و ذات کثیر البرکات سعدلت دستور با عداء دین مبین مظفر و منصور باد۔

اللہم زد و بارک بعزۃ و بقاء دولتہ رافع رایات القاہرۃ و جامع آیات الباہرۃ قادم صیادین
محلم و التمکین حارس قوانین الشرع و الدین خاقان البرین و البحرین خادم حرمین
الشریفین خلیفۃ الاسلام و المسلمین ظل اللہ فی ارضہ السلطان ابن السلطان
الغازی **عبد الحمید خان ثانی** طول اللہ عمرہ و اجری امرہ و ابد عصرہ
واید نصرتہ و ہلک اعدائہ بحق سیدنا محمد و آلہ و صحابہ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین

لکھنو میں اسلامی جشن غالباً ہندوستان کے ہر حصے میں یہ خبر ضرور شایع ہو گئی ہو گی کہ لکھنو میں ۱۵ر جولائی ۱۸۹۷ء
کو باجازت حاکم ضلع ایک عظیم الشان جشن بنابر ادائے مسرت فتح سلطنت ٹرکی ہونیوالا ہے جسکو بانی مولانا مولوی ہدایت الرسول صاحب
اور اراکین اکثر معززین علمائی شہر ہیں۔ چنانچہ تاریخ مذکور کو عیدگاہ میں نہایت پرتکلف آرایش و روشنی وغیرہ کا اہتمام کیا گیا عیدگاہ
کا وہ وسیع میدان جسکی قدرتی سبزی بطور خود دلچسپی سے خالی نہیں آرایشی سامان سے اور بھی سجنے میں سہاگ ہو گیا تھا مختلف رنگوں
کی بھریرے جھنڈے ہلال اور پرجوش آیات و جملات قرآنی لکھے ہوئے تھے۔ نہایت آب و تاب سے ہوا میں اڑتے ہوئے نظر آتے تھے جو انکی شان و شوکت اسلام کی
اس شان و شوکت کو یاد دلاتی تھی جو کہ ہر وقت میں مسلمانوں کو میسر تھی۔ اور جسنے آج انکے ہاتھوں سے چھین گئی ہے
عیدگاہ کے پھاٹک پر آیات قرآنی مناسب وقت و مقام نہایت جلی حرفوں میں نظر آتی تھیں جنکا نظارہ ہر مسلمان کے مردہ
دل میں بھی بغیر جوش پیدا کئے نہیں رہ سکتا تھا۔ اس جلسہ کا لطف کچھ وہی دل رہے جانتے ہیں جنکی سیاہ آنکھوں سے اسکی دلچسپی
ظاہر ہوتا تھا۔ یہ کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا کہ اسروز لکھنو میں خوشی اور مسرت کے آثار بھی ملا خوشی کے پھولے نہیں سماتے تھے اور ہر مسلمان بے انتہا
شوق سے اس مبارک جلسہ کا خیر مقدم کہتا تھا۔ ایک زمانہ دراز کے بعد لکھنو کو اپنی اس خوش قسمتی پر فخر کرنے کا موقعہ ملا تھا۔
۲ بجے دن سے پروگرام کے موافق تقسیم خیرات شروع ہوئی جسمیں علاوہ ان بچاروں کے تعداد ہ محتاجوں کو باہتمام پولیس

تقسیم کیا گیا۔ جنکی آنکھوں نے مدت ہوئی اگر گیہوں کی صورت تک نہیں دیکھی اون غریبوں کی اسوقت کی غیر محدود خوشی اور جس دل سے وہ اسلامی ترقی کی دعا کرتے تھے وہ بیان سے باہر ہے۔

کارروائی شروع ہونیکا وقت بعد نماز مغرب مقرر کیا گیا تھا لیکن شائقین کی دلی امنگیں اور ولولے ایسے نہ تھے کہ اسوقت کا انتظار کرنے کا موقعہ دیتے۔ دن ہی سے مجمع ہونا شروع ہو گیا اور مغرب تک تو پندرہ بیس ہزار آدمیوں کا مجمع ہو گیا۔ دور دور سے شائقین صرف اسی متبرک جلسے کی شرکت کیلئے تشریف لائے تھے۔ بڑی یہ ضرور خیال ہوتا تھا کہ عیدگاہ کا میدان باوجود اس وسعت کے کافی نہوگا۔ بعد نماز عصر کے ابر نہایت غلیظ چھا ہو گیا اور بڑی شدت سے پانی برسنا شروع ہو گیا۔ یہ وہ پانی تھا جسکی مخلوق ایک مدت سے آرزومند تھی اور دو برس سے آجتک کبھی اس شدت کا نہیں برسا تھا۔ تین گھنٹے اسی شدت سے باران رحمت برستا رہا۔ اور کسطرح کمی کی امید نہیں ہوتی تھی۔ مجبوراً کارروائی بند کرنا پڑی۔ تمام مخلوق نہایت خوشی کے ساتھ اپنے اپنے مکانوں کیطرف واپس چلی ۱۸۔ جولائی روز یکشنبہ کو کارروائی جلسہ پوری کرنے کی رائے قرار پائی۔ اور اسی روز اشتہار شایع کیا گیا۔ وقت جلسہ بعد نماز ظہر قرار پایا چنانچہ اس روز کی آرایش بھی دلبستگی سے خالی نہ تھی اور ممبران جلسہ انتظامیہ کی مستعدی سلیقہ شعاری اور ہمت جوش دلی کی داد دے رہی تھی جو کہ انہوں نے اس قلیل وقت میں نہایت کوشش اور عرقریزی سے بہم پہونچائی تھی۔ جلسہ کا وقت بعد نماز ظہر ایک بجے مقرر کیا گیا تھا مگر ۱۲ بجے دن سے مجمع ہونا شروع ہو گیا۔ اور بعد نماز ظہر کارروائی جلسہ شروع کیگئی۔

اولاً ذکر میلاد شریف حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شروع کیا گیا۔ بعد تین بجے کے پھر بارش ہونا شروع ہو گئی مگر نہ اسقدر کہ خاص کارروائی جلسہ کو مزاحم ہو۔ اگرچہ قبل اسکے بالکل آسمان صاف تھا۔ ۳ بجے مضمون تار و تہنیت نامہ عربی و ترجمہ تہنیت نامہ و قصیدہ فارسی مصنفہ خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی (جو کہ حضور سلطانی بھیجا گیا ہے) حاضرین کو پڑھکر سنایا گیا۔ اسوقت حاضرین کا چہرہ فرط خوشی سے دیکھنے لگا اور جوش مسرت نے اسقدر ترقی پکڑی کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

اس موقعہ پر یہ کہنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ لکھنؤ کے مسلمانوں کو جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی (اور ملا طبیب صاحب کا) کمال مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے اس قصیدہ تہنیت نامہ کے مضامین میں اپنی لیاقت کا اعلیٰ جوہر دکھایا اور یہی وجہ تھی کہ اسوقت جناب خواجہ صاحب موصوف کا قصیدہ پڑھا گیا سامعین پر ایک بیخودی کا عالم طاری ہو گیا۔ عربی تہنیت نامہ نہایت اعلیٰ درجہ کی خوشخطی سے ایک قیمتی کاغذ پر لکھا ہوا تھا جسکی طلائی جلد اور سکی آب و تاب کو اور بھی دوبالا کر رہی تھی۔ یہ تہنیت نامہ تہ کرکے ایک [illegible] چوبی مخملی سرخ خریطہ میں رکھا گیا جسکے بنانے کیواسطے لکھنؤ کے منتخب کاریگر بلائے گئے تھے فارسی کا قصیدہ ایک کتاب کی شکل میں تھا جسمیں منہری بیل بوٹے بنے ہوئے تھے اور ایک مطلّی جلد بندھی ہوئی تھی۔ یہ دونو چیزیں ایک گنگا جمنی صندوقچہ میں رکھی گئی تھیں جسکے اوپر نہایت منقش قیمتی طلائی کام بنا ہوا تھا۔ اور ایک مخملی غلاف سے محفوظ کر دیا گیا تھا۔

بعدہ حضرت خلیفۃ المومنین کی بقائے سلطنت اور ترقی عمر و فتوحات کیواسطے نہایت الحاح و زاری سے حاضرین نے درگاہ رب العزۃ
میں دعا کی اور آمین کا نعرہ چاروں طرف سے بلند ہوا۔ بعد نماز عصر کے جناب مولانا و مقتدانا مولوی شاہ سلیمان صاحب قادری پہلواروی نے
حضرت امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی ثبوت خلافت اور اون تعلقات پر جو کہ مابین تمام مسلمانوں اور حضرت
سلطان المعظم کے ہیں۔ ایک مدلل لکچر دیا۔ جناب مولانا کے بیان نے ہر شخص کے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا تھا۔ آپنے اپنے بیان کو حاضرین و
اراکین جلسہ و ممبران جلسہ انتظامیہ کو شکریہ پر قریب ۶ بجے کے ختم کیا اور جلسہ برخاست ہوا اور پھر تقسیم خیرات شام تک رہی۔

سپاسنامہ اور قصاید کی نقل اور ان تاروں کا مضمون جو اعلیحضرت امیر المومنین اور شاہ ایران و شاہنشاہ جرمنی کو ارسال کی
گئی ہیں عنقریب ارسال کرونگا تار کے متعلق یہ امر بھی قابل تذکرہ ہے کہ پہلے تار گھر والوں نے اسکے لینے سے انکار کر دیا۔ آخر جب مولوی
محمد ہدایت رسول صاحب اور دیگر معززین اسلام نے بہت سا تقاضا و اصرار کیا تو حکام اعلے سے بذریعہ تار اجازت منگوا کر تار لیا مگر یہ
کچھ معلوم نہیں ارسال بھی کی یا نہیں۔

محمڈن ریڈنگ روم وہنباڑی میں جشن صحتیابی سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ۔ ممبران ریڈنگ روم نے بتاریخ ۲ جولائی
سنہ ۱۹۰۰ء روز دوشنبہ نہایت کروفر سے جلسہ منعقد کیا۔ ریڈنگ روم کے مکان کو متعدد ہلالی جھنڈیوں اور قنادیل سے آراستہ کیا
گیا تھا۔ راستہ پر دو رویہ کروسن آیل کے متعدد چراغ لگوا دئیے گئے تھے۔ سرخ پارچہ پر طلائی حروف سے مکان میں داخل ہونے کے مقام پر یہ فقرہ
تاریخی مرقوم تھا **جشن ختم سلطان روم دعبد مبارک باشد** اور دوسرے مقام پر یہ فقرہ تاریخی لکھا ہوا تھا **یا اللہ
دولت سلطان روم کو قایم رکھ** اور دوسرے مقام پر یہ فقرہ تاریخی **واللہ خیر الناصرین** جو کسی خاتون
مصری کی طبعزاد ہے لکھکر دیوار پر چسپاں کیا گیا تھا۔ روشنی کی بہار اور ان فقرات تاریخی نے اہل جلسہ کے دلوں پر مسرت و شادمانی پیدا کرنے
کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ علاوہ عمایدین اہل اسلام اور علمائے ذوی الاحترام کے صاحبان ہنود میں سے جناب ڈپٹی تحصیلدار وہنباڑی مینیجر
صاحب میونسپلٹی ہیڈ ماسٹر لنڈن سکول وغیرہ چند معززین شریک جلسہ تھے۔ ۶ صاحبوں نے یکے بعد دیگرے اپنے لکھے ہوئے لیکچر نہایت
فصاحت و بلاغت سے پڑھ کر سنائے۔ اور سامعین کو مسرور و محظوظ بنایا۔ ان میں پانچ صاحبوں کا لیکچر اردو اور ایک صاحب کا لکچر
عربی زبان میں تھا لیکچروں کی ختم ہونے پر جناب مولانا مولوی سلطان محمد صاحب متوطن راولپنڈی و مہتمم جو حسن اتفاق سے اس
جلسہ کے صدر نشین بنائے گئے تھے۔ اپنی کرسی سے اٹھے پہلے ان صاحبان ہنود کا جو شریک جلسہ تھے بزبان انگریزی شکریہ ادا کرکے اردو تقریر
شروع کی۔ ماشاء اللہ آپ کی تقریر ایسی دلچسپ اور عمدہ تھی کہ تمام اہل جلسہ پر حیرت کا عالم طاری ہو گیا تھا۔ آپنے حضرت سلطان المعظم
کے خلیفۃ الاسلام ہونیکا ثبوت اور انکی تخت نشینی پر اہل اسلام کو اظہار مسرت کی ضرورت بخوبی ظاہر کی۔ اسکے ضمن میں قسطنطنیہ دریائے
باسفورس ڈاردنیلز کا جغرافیہ اگلے شاہان عثمانیہ کی جستہ جستہ تاریخ افریقیہ کی اسلامی سلطنتوں کا تذکرہ اور جو آزادی ہمکو حضور ملکہ معظمہ
کوئین وکٹوریہ قیصرہ ہند و انگلینڈ کے عہد میں حاصل ہے اسکی حقیقت اور دیگر بہت سے امور کا بیان فرمایا۔

اعلیحضرت امیر المومنین سلطان المعظم مولانا سیدنا عبد الحمید خان ثانی الغازی ایدہ اللہ بہ العزیز

کی بائیسویں سالگرہ و تخت نشینی کی خوشی میں جیسا کہ ہم قبل ازیں اشارہ کر چکے ہیں نہ فقط ممالک محروسہ عثمانیہ بلکہ مصر کے بھی جگہ جگہ اور صوبہ کے
بھی ایک ایک گاؤں اور محلہ میں اس شان و شوکت اور جاہ و جلال سے مجالس تہنیت منعقد کی گئیں کہ کل دنیا پر اب بخوبی روشن ہو گیا ہے
کہ عثمانیہ قوم کا ایک ایک فرد و بشر متبوع الاعظم کا دل و جان سے فدائی اور شیدا ہو رہا ہے۔ خدیو المعظم اور دولتلو غازی مختار پاشا کے جلسے ہی
سنین سابقہ سے کہیں گنا زیادہ بارونق نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر سال کل مصری قوم نے بھی اپنی طرف سے قومی جلسے کر کے اپنی وفاداری اور روحانی
تعلق کا ثبوت دیا ہے۔ قاہرہ کی جامع ازہر کا جلسہ جو ہر سال استاد اکبر ریسپل ان کی زیر صدارت منعقد ہوتا ہے۔ ہر سال تمام بلاد افریقہ
و عرب کے مستند شیوخ کی شامل ہونے سے عجیب بارونق ہوتا تھا۔ اس جلسہ میں ۱۳۔ اگست کی رات کو قرآن مجید کی قرات اور امیر المومنین کی صحت اور
ازدیاد حشمت کی دعا کے بعد اکثر علما نے خطبے پڑھے جنمیں سے استاد الفاضل شیخ سلیمان العبد کی عربی تقریر بجنسہٖ ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

الحمد لمستحق الحمد على ما اولى والشكر لمولى الملوك ونعم المولى سبحانه جدد عهد النعم وشيدها
وحسن نظام الدولة العلية وايدها حيث اصطفى لها صفوة خليفته وسلم سياسته ملته لعلو همته
وكمال سعادته وساقه على صراط الحكمة فى اصلاح مصالحها وتقدم واعمل الفكرة المنيرة فى افادة حاجبيها
فاكمل نظامها وتمم وسطعت انوار الكمالات على ارجائها ولمعت بوارق الاحكام على الاحكام فخيم
العدل على انحائها والصلوة والسلام على من بعثه الله بشيرًا ونذيرًا وداعيًا الى الله باذنه وسراجًا منيرًا
الفاتح لما اغلق والناصر الحق بالحق والهادى الى صراط المستقيم والرشد الى الدين القديم وعلى اله
الهداة الائمة وصحابه مصابيح الامة

اما بعد فان هذه الليلة ليلة عيد الجلوس والفرح العمومى المانوس لمن بسط على رعيته بساط
اليمن والامان وافاض عليهم سجل العدل والاحسان واوردهم من حواطفه شرابًا سائغًا واسبغ عليهم
من مكارمه رداء سابغًا وحمى حوزة الملة الحنيفية وقوى دعائم الشريعة المحمدية من لا يفى بوصفه
مقال ولو استغرق البليغ او قائد بالغلو والاطناب ظل الله فى الارض الذى قام مسنون عزمه لتاييد
الدين بكل وجب وفرض فاصبحت الانام ساكنة فى ظل الامان رافلة فى ثوب العز والامتنان خليفة الله
الاعظم ومليكنا الاكرم ناصب صراط العدل المستقيم شمس فلك السعادة المشرقة على كل باد
وحضر السلطان ابن السلطان الغازى عبد الحميد الثانى بلغه الله جميع الامانى فاشرقت
بهذه الليلة بدور التهانى وسرت البشائر وتحققت الامانى وابتهج باجلالها الخاص والعام
ولاح لورودها سعد هنا فى اهنا عام وذهبا يوم اقبالها على ساير الايام وصار اكبر عيد لجميع
الانام واطلعت كواكب السعد بمواكب العز والاقبال وتهللت فى افق المجد الوال ليبشرها بغاية الكمال

وابدیٰ وصاحب الجامع الازہر ابہی المطالع وتتابعت فیہ المبرات وفوحقا لکل خیر جامع واجتمع شمل علمائہ
الفضلاء والشیخ ہم الاکبر وطلابہ النجباء مع کل فضل حمید یبقی ذکرہ علی جید الزمان کالعقد الفرید فسطعت
باوجہ الوازع الوارا الافراح باوجہ ماجید علیہ المساء الصباح فتلیت الآیات القرآنیۃ وتوارد الاذکار
الخالصۃ العلیۃ وقام شیخ الجامع الازہر والعلماء والمجاورون بالدعوات الصالحۃ وہم مبتہلون
قائلون اللہم انا نسالک یاذا الجمال والجلال باسطین اکف السؤال بالتضرع والابتہال ان
تطیل بقاء ملیکنا الاعظم وسلطاننا الاکبر الافخم مولانا امیر المومنین مؤیداً بالنصر والعز والفتح
المبین اللہم خلد ذکرہ واعز نصرہ واعل بعدلہ منار الدین وارفع قدرہ وحالہ المخلصین اللہم امتع
الاسلام والمسلمین بطول حیاتہ وادم المسرۃ فی نفسہ وفی بنیہ وذویہ واتم وجعل رایتہ ابداً منصورۃ
وذات الشریفۃ ببلوغ امالہ مسرورۃ اللہم اجعل ایام عمرہ فی جبہۃ الزمان مقرونۃ بالصفو والیمین
والامان اللہم ادم سرادق منار الشریعۃ المحمدیۃ وانصار ایاتہ بعلوم الدینیۃ امین

ولمنشئہ صالح الدعاء بطبیب عرف الثناء بابیات مشتملۃ علی تاریخ عید جلوسہ فی ہذا العام
متع اللہ بوجودہ وجود جمیع الانام امین وہی ہذہ

رایات نصرک یا امیر المومنین لہا العلاء	وسیوف جیشک فی الوغی صبت علی الاعداء القضا
وضیاء فکرک قد اضاء المشکلات بلا عنا	وعطاء راحتک الذی عم الوری اوفی عطا
وشریعۃ الہادی غدت تہدیک طیب الثناء	ایدتہا وحمیتہا وصنت عنہا الاعداء
فاسلم امیر المومنین فکل اعداک الفداء	واسعد ودم والعز وعشر قد شد للدین البناء
عید الجلوس فی ہالنا کالشمس فی وسط السماء	لیفتر من صفو ومن سعد ومن حسن الولاء
فیہ الرعایا استبشرت بدوام نعمۃ سنی ارتقاء	ربہ السعادۃ اقبلت وبہ التقدم فی نماء
وبہ المعالی قد سمت لنا سعود کما انشاء	ارخۃ فی بیت نظم فاق درا فی الصفاء

سلطاننا الجلوس نصر وفتح فی ہناء

نجد کے امیر معظم

نجد کے امیر معظم محمد بن عبد اللہ بن الرشید کے حالات جو عرب کے حصہ کا خود مختار بادشاہ ہے حصہ اول میں درج ہیں - امیر موصوف کو باوجود خود مختاری کے تعلق المعانی اعلیحضرت جلالت مآب خلیفہ اعظم سے جو دلی عقیدت اور خلوص تھا اسکا کچھ شمہ اوسی جگہہ بتا دیا گیا ہے اسی جلیل القدر امیر نے محاربہ روم و یونان کی شروع ہونے پر کئی لاکھ مسلح بدو فوج ہمراہ لیکر محاربہ میں شریک ہونے کی درخواست کی تھی - مگر سلطان معظم نے اُسکے اخلاص و ارادتمندی کا شکریہ ادا کرکے کہلا بھیجا تھا کہ یہ جنگ کوئی ایسی اہم نہیں جسکی بابت امیر موصوف کو تکلیف دینی مناسب ہو - عساکر قاہرہ کی فتح و نصرت پر

امیر ممدوح نے جو قصیدہ تہنیت و مبارکباد خود تصنیف کر کے مابین ہمایوں میں ارسال کیا تھا۔ اسکے پڑھنے سے استحکام تعلقات روحانی و ظاہری کی اور بھی تصدیق ہوتی ہے۔ اعلیحضرت کی اقتدار و اختیار اور محبوب الٰہی ہونیکا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ نہ فقط اُن کے ہم مذہب (سنت جماعت بالعموم اور حنفی المذہب بالخصوص) اور اُن کی اپنی رعایا اونکی محبت و عشق میں سرشار ہے بلکہ وہ قومیں اور ملک بھی جو صدیوں سے ترکی اور سنت جماعت کے جانی دشمن چلے آتے تھے خود بخود انکیطرف کھنچے چلے جا رہے ہیں اور خلیفہ اعظم کی معنوی و ظاہری متابعت و محبت سے بڑھ کر اور کوئی سعادت نہیں دیکھتے ہیں۔ امیر محمد ابن عبدالوہاب کے پڑپوتے ہیں جو وہابیہ فرقہ کا بانی مبانی اور ترکوں کا دشمن قلبی تھا اور جسنے موجودہ مسیحی صدی کے آغاز میں ترکوں کو متواتر شکستیں دیکر بلاد عرب و حجاز سے مطلقاً خارج کر دیا تھا۔ آج اس عبدالوہاب کا فرزند فرقہ وہابیہ کا صدر اعلے اور کئی لاکھ مسلح عرب فوج کا مطلق العنان مالک کسی دنیاوی تحریک کے بغیر صرف الہام ربانی سے نصیحتیاب ہو کر اپنے آپ کو بڑے فخر سے زمرہ جان نثار خدام سلطنت علیہ اور خلافت عظمیٰ میں شمار کرتا ہے۔ اسیطرح شاہ مظفر الدین والئی ایران جنہوں نے حال ہی میں چار سو پونڈ طلائی ذسرا ہ کو مرحمت فرمائے ہیں اور انکی مسلمان رعایا کے کل تعلیم یافتہ اور سمجھدار لوگ (جو تقریباً کلہم شیعہ مذہب ہیں) امیر نجد اور خالص ترکوں سے کچھ کم جلالت مآب کے دلدادہ و شیدا نہیں ہیں۔ اس بیان کی تصدیق ہر روز ایران کے جرائد جلیلہ کے مطالعہ سے ہو رہی ہے۔ اور جسکی مزید تصدیق کیلئے عالیجناب امیرزا محمد تقی خان کمال الدین سنجر طہرانی کی نو تالیف کتاب کارستان اتفاق کا دیکھنا جو مطبع البینپر بانکے پور پٹنہ میں نہایت خوشخط اور اعلے درجہ کے ولایتی کاغذ پر طبع ہوئی ہے کفایت کرتا ہے میرزا موصوف امیر المومنین کے اوصاف ایک قصیدہ میں بیان فرماتے ہیں۔

در جہان فخر مسلمانی تو سلطان گرچہ بالا از تیغ تو بالا گرفت ÷ شیعہ و سنی بوجہ عدالت پیرو تو ، بس عجب آمیزش چون شیر با شکر گرفت

آن یکی ایران دہر آرا شود از جان نثار ، قوم از تو فخر مسلمانی شیعہ بود در گرفت ÷ حالیا حصن حصین چرخ لیکشا تیغ ، ہیچ خیبر کو بشمشیر دوم حیدر گرفت

کیا اعلیحضرت امیر المومنین پر خداوند کریم اور اوسکے رسول مقبول کی خاص نظر عنایت ہونیکی اس سے زیادہ کوئی شہادت ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کا وہ فرقہ جو خلافت کے بارہ میں نہایت ہی متعصب اور سخت ہے اور خلفاء راشدہ میں سے بھی اولین تین خلیفوں کو جائز و مستحق خلیفہ ماننے سے متردد ہے مصلحت وقت سے مجبور یا ان کے عشق و محبت سے مجذوب ہو کر الغرض کسی وجہ سے ہی۔ اب اسوقت یہ مسلم امر ہے کہ وہ بھی برضا و رغبت عبدالحمید خان کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کر رہا ہے۔ چنانچہ وہی شاعر بے بدل ایک دوسرے قصیدہ کے عنوان میں جو فتح و نصرت کی مبارکباد میں تحریر کیا گیا ہے سلطان المعظم کے دیگر القاب کے ساتھ ہی خلیفۃ المسلمین کے لقب کو بخط جلی لکھکر یہ شعر تحریر فرماتے ہیں ؎

مگر نشنیدہ کو فتح یونان کرد با حشمت ÷ امیر المسلمین قوم شاہنشاہ جم چاکر ، معظم حضرت سلطان فی اجلال عثمانی

کہ باشد از دم تیغش سراج دین پیغمبر ÷ دلاور ارسلان عبدالحمید عادل غازی ، کہ در روز وغا بازو تیغش بر عدو نچگر

شہی کز صدق صدیق است فاروق است سلو ÷ بو عثمان در علم و حیا روز غزا حیدر ، دلاور ہمچو عباس است مقداد است در تقوے

سلطان ہمچو سلمان آتو ہاید ارچون نود در شہر کو حیطۂ اسلام را باشد نکو مرکز شہے کو قطب ایمان است نیکو معتبر لنگر
شہنشاہیکہ از بہر خوار فوج جرارش تو اند آتش افشاندن بفرق خصم چون اژدر شہنشاہیکہ یک کیندہ او ز ترک اسپاہے
تو اند آنکہ تسخیر جہانے کردہ سر تا سر غرض آں عروۃ الوثقائے دین احمد مرسل منزہ و خسرو یونان با ہزاران حیدر و کروفر

اسی قصیدہ کو مطلع دوم میں لکھتے ہیں۔

خلافت دستگاہا داد خواہا آسمان جاہا جہاں در وی فتح و نصر تک خوش زینت و زیور سنک دست زر افشانک حبیب مسلم و مومن
سنک تیغ سر افشانک عدوئے ملحد و کافر افندم پادشاہم سیدم دولتلو سلطانم . خدا جاہ و جلالک ایلیسون ہر لحظہ افزو نتر
لو ارحی ہمتک اور مش سین الحق بام گردونہ سنک صمصام قہرک خصم کا فرون آلوکیفر بداندیش تو و بدخواہ جانت را بود دائم
یکے را در دو ربالیں یکے را مرگ در بستر

ان اشعار سے ناظرین کو امامیہ اصحاب کی محبت و الفت کا جو وہ سلطان المعظم سے رکھتی ہیں پورا الیقین ہو گیا ہوگا۔ امیر محمد کا قصیدہ اخلاص و عقیدت میں اُنپر بھی سبقت رکھتا ہے۔ اسکے ابتک صرف تین شعر معلوم ہوئے ہیں جو بجنسہٖ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں

فیا کعبۃ الآمال یا ہیبۃ الاعداء حنانیک لا تسمع بنا قول کاذب
پس اے کعبہ امید ہا۔ اے ہیبت اعداء مہربانی کر ہمپر مت اتر اور ہماری نسبت جھوٹوں کی بات نہ سُن

اذا کنت یا فخر الخلافۃ راضیاً فلسنا نبالی عن محب و غاضب
اے فخر خلافت اگر تو ہم سے راضی ہو تو ہمکو کسی دوست یا دشمن کی پرواہ نہیں

وان کنت سلماً فالحروب غنیمۃ ولو اضرمت نیرانہا کل جانب
اگر تیری طرف سے مہربانی و صلح رہے تو باقی تمام لڑائیاں ہمارے لئے غنیمت ہیں خواہ اُن کے شعلے تمام طرفوں سے بلند ہو رہے ہوں

اس قصیدہ کے بھیجنے کے بعد امیر موصوف نے چند خالص النسل بیش بہا عربی گھوڑے بطور ہدیہ آپکے دار الخلافہ حائل (دا قعہ وسط عرب) سے متبوع الاعظم امیر المومنین کی خدمت میں ارسال کئے جو ولایت کی ڈاک مخبر ہے کہ اکتوبر ۱۸۹۵ء کے شروع میں بخیریت دمشق پہنچگئے تھے اور غالباً وسط اکتوبر کو آستانۂ علیا پہنچگئے ہونگے۔ اعلیحضرت کے منصب خلافت اور اوسکی اقتدار کو صرف مسلمانان عالم اور مسلم فرمانرواؤں ہی نے تسلیم نہیں کیا بلکہ زبردست سے زبردست یورپین فرمانرواؤں کو بھی سلطان المعظم کے اس منصب جلیلہ کے سامنے جسکی طاقت و عظمت کا اچانک اور یکبارگی کل دنیا میں سکہ بیٹھ گیا ہے سر جھکانا پڑا ہے چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے ذار الیسپر جابر اور طاقتور شہنشاہ نے سلطان الاعظم سے یہ التجا کی تھی کہ وہ وسط ایشیا میں روس حکومت کے برخلاف اپنے اس اقتدار سے کام نہ لیں اس عنایت کرانہ کے عوض روس معاملات یورپ میں ہر وقت سلطان کا معاون و مددگار رہیگا۔ زمانہ کی عجیب و غریب نیرنگی دیکھکر بے اختیار یہی کہنا پڑتا ہے کہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْكَرِيْم۔

ک کنایہ از تفنگ ۱۲

مسلمانوں کی بیداری

مولوی رفیع الدین صاحب نے ولایت کے رسالہ انیسویں صدی میں مسلمانوں کی بیداری اور سلطنت انگلشیہ و ٹرکی کے تعلقات پر ایک قابل قدر مضمون شائع کر کے حج کی برکات و اسرار پر نہایت عمدہ بحث کی ہے جس سے ہماری اُن تحریرات کو جو حج کے متعلق ۲۳ فروری سنہ ۱۸۹۶ء اور ۱۸ نومبر سنہ ۱۸۹۷ء کے وکیل میں اور ٹرکی و انگلستان کے اتحاد کے متعلق وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں۔ بہت تقویت ملتی ہے ہم اُنکی تحریر کا اسقدر حصہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے ذیل درج کرتے ہیں۔

انگلینڈ کا چار قسم کے مسلمانوں سے تعلق ہے (۱) ایک وہ جو براہ راست رعیت سرکار ہیں (۲) وہ جو سرکاری حفاظت میں ہیں (۳) وہ جو خود مختار مسلمان بادشاہوں کی رعیت ہیں (۴) وہ جو انگلینڈ کے علاوہ دیگر ایسے بادشاہوں کی ماتحت ہیں جو مسلمان نہیں ہیں۔ نمبر ۱ میں مسلمانان ہندوستان۔ برہما۔ رنگون۔ عدن۔ پرم۔ سقوطرہ۔ کوریا موریا کے جزائر۔ جزائر۔ ملایا۔ برٹش بورینو قبرس جزائر کامران۔ سنگاپور وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سات کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ نمبر ۲ میں مسلمانان مصر۔ بلوچستان۔ زنگبار پمبا۔ جوہر۔ مالدیو جزائر کیلنگ وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں اسی لاکھ کی آبادی ہے۔ نمبر ۳ میں ٹرکی۔ پرشیا مراکو۔ افغانستان سکوٹو۔ برنو۔ دو بکینم و بگرمی کے مسلمان شامل ہیں۔ اور ایسی مقامات وسط افریقہ میں۔ چین میں مسلمان چار کروڑ ہیں۔ ہالینڈ کے ماتحت دو کروڑ۔ روس میں دو کروڑ سلطنت فرانس میں چار کروڑ اور افریقہ کے مقامات میں دو کروڑ ہے گویا کل اسلامی دنیا کی آبادی ۱۴ کروڑ ہے یہ طاقت نہ انسخر اور استہزا ہی نہیں۔

میری رائے میں اس موقعہ پر کچھ صراحت ضرور ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ کیسے یہ مختلف اسلامی فرقے جنمیں بعد المشرقین ہے اور جنکو قضیئے مختلف ہیں ایسے معاملات میں جنکا اثر ان کے مذہب اور انکی حالت پر ہو سکتا ہے۔ ایک ہو سکتے ہیں۔ یہہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ باربرکا کا مسلمان الجیریا کے مسلمان سے یا کابل کا باشندہ قسطنطنیہ کے باشندہ سے خیالات کا تبادلہ کرے۔ ان لوگوں کی زبانیں مختلف ہیں ان لوگوں کے بادشاہ مختلف ہیں پھر وہ کسطرح ایک ہو سکتے ہیں۔ بیشک یہہ دقتیں جو ہم نے بیان کی ہیں۔ ایک قسم کی سد سکندری ہیں۔ اور بادی النظر میں ان دقتوں کو حل کرنا دشوار ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہہ دقتیں نہایت آسان ہیں۔ اسلام کے بانی نے ان دقتوں اور دشواریوں کو پہلے ہی سوچ لیا تھا۔ اور اسکا علاج پہلے سے ہی تیار کر چھوڑا تھا۔ پیغمبر اسلام نے اس مطلب کیلئے حج کا حکم صادر کیا تھا۔ جسکے ذریعہ دور دور کے لوگ سال میں ایک دفعہ ضرور بیت الحمد میں جمع ہوتے ہیں۔ جسقدر اژدحام خلائق اس موقعہ پر مکہ معظمہ میں ہوتا ہے دنیا میں کہیں نہیں ہوتا۔ ظاہر مطلب حج کا تو یہ ہے کہ عبادت الٰہی ہو۔ مگر دراصل منشا یہہ ہے کہ مختلف مقامات کے مسلمانوں کو ملنے اور تبادلہ خیالات کا موقعہ ملے۔ کوئی گورنمنٹ اور کوئی حاکم مسلمانوں کو اس غرض متعلقہ کے سرانجام دینے سے نہیں روک سکتا یہاں آپکو ہر قسم کے لوگ افغان۔ چینی۔ ترک۔ الجیرین۔ ایرانی وغیرہ نظر آئینگے۔ یہاں آپکو مختلف علوم و فنون کے فاضل نظر آتے ہیں۔ اور یہہ سب عربی زبان کے ذریعہ تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ یہاں ہر ایک سچا مسلمان اس عربی مقولہ کا دم بھرتا ہے جسکے معنی ہیں کہ تمام مسلمان بھائی ہیں۔ یہاں نہ صرف تمام مسلمان گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور جسم دھلتے ہیں بلکہ دل سے ہر قسم کا کینہ اور بغض

دور کر دیتی ہیں - اور دلگداز صدق دل سے ہر ایک کو بتا دیتی ہیں - گذشتہ تین سالوں میں ان حاجیوں کی زبان پر صرف عیسائیوں کی دست درازی اور خلیفہ پر انکی تعدی کا ذکر رہا ہے - ان گذشتہ تین سالوں میں یہہ علم خیال ہو گیا ہے کہ آگے انگلستان مسلمانوں کا دوست تہا اب روس دوست ہو گیا ہے - آگے روس دشمن تہا اب انگلستان دشمن بن بیٹھا ہے - ہمارے خیال میں یہہ یقین قابل افسوس ہے - لیکن یہہ یقین لوگوں کو ضرور ہو گیا ہے - ترکی کا وہ رسم کے بموجب آجتک کوئی پولٹیکل جلسہ مکہ معظمہ میں نہیں ہوا - سرسری کمیٹیاں اور بات چیت مشرقی دنیا میں ہر طرف ہوتی ہیں - ان حاجیوں کا رسوخ اہل اسلام کے دلوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے - اسی بارہ میں مسٹر بلیو اسٹ ایک مشہور انگریزی مصنف کا قول ہے کہ اس قسم کے خیال پیدا کرنے کے لئے اور اسلامی اتحاد کو مستحکم کرنے کے لئے بہتر طریقہ یہہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ایام حج میں رسالے شایع کئے جائیں - حج کے موقعہ پر دور دراز مقامات سے حاجی جمع ہوتے ہیں - اور بہت اچھا ذریعہ انکو تبادلہ خیالات کا ملتا ہے - حاجیوں کا رسوخ دور دور دیہات میں پھیلتا ہے - اور یہہ کاروائی نہایت پر اثر ہوتی ہے -

مجھکو اس امر پر اور بھی زیادہ افسوس آتا ہے کیونکہ چند سال ہوے انگلینڈ نے حاجیوں کی مدد کرکے ثابت کر دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کا دوست ہے - سنہ ۱۸۹۴ء میں سر ہنری فاؤلر نے جو بڑے قابل وزیر ہند تھے مجھسے حاجیوں کی شکایت لیکر انکے رفع کرنے کا وعدہ کیا تہا - اور اس وعدہ کو حتی المقدور ایفا بھی کیا - سال گذشتہ میں گورنمنٹ کو وبا کے پھیلنے کے باعث ہندوستان میں حاجیوں کو روکنے کی ضرورت دامنگیر ہوئی تھی - ممکن ہے کہ گورنمنٹ کی نیک نیتی میں بدگمانی پیدا ہوئی ہو - مجھے ہرگز تعجب نہیں اگر ملا ہڈا جیسے متعصب دیوانے اس بات کو لیکر کاکوا بنا دیا ہو اور لوگوں کو یہہ یقین دلایا ہو کہ سرکار حج کو روکتی ہے - جاہل مسلمانوں کو کیا خبر ہے - کہ ہندوستان میں وبا پھیلنے کے باعث سرکار انگلشیہ نے حاجیوں کو نہیں روکا - بلکہ سلطان ٹرکی نے روکا ہے - میرے مذکورہ بالا ریمارک سے لوگوں کا حال واضح ہو گیا ہے اب میں یہہ ثابت کرونگا کہ عیسائیوں کی حرکات سے اسلامی ریاستیں بھی آپس کی قدیمی دشمنی اور مخالفت کو بھول گئی ہیں - اور انہوں نے بھی رابطہ اتحاد قایم کر لیا ہے - ناصر الدین کے قتل ہونے سے پہلے سلطان نے ایک خاص ایلچی شاہ ایران کے پاس بھیجا تہا تاکہ انکو جوبلی کے موقعہ پر مبارکباد دے - یہہ گویا رابطہ اتحاد کا پیش خیمہ تہا - اس پیغام کا پیغامبر باب عالی کا ایک لائق ڈپلومیٹ منیف پاشا تھا - بدقسمتی سے شاہ قاچار قتل کیا گیا مگر سلطان نے اپنے سفیر کو واپس نہیں بلایا - بلکہ اسکو مستقل ایلچی وہاں مقرر کر دیا - موجودہ شاہ ایران نے تخت نشین ہوکر کئی تحایف سلطان کو بھیجے - اور جو شخص تحایف لایا تہا - بڑی دیر تک وہ سلطان سے گفتگو کرتا رہا - اگر قسطنطین اعظم اور دارا کے جانشین اسیطرح کا برتاو رکھینگے تو رابطہ اتحاد کے مستحکم ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے - والئی کابل ضیاء الملت والدین نے بھی ایران اور مکہ معظمہ میں تحایف ارسال کئے ہیں - روس بھی مسلمانوں کی دلجوئی میں ہمہ تن ساعی ہے - اگرچہ روس کٹا عیسائی ہے مگر اسنے مسلمانوں کیخاطر وسط ایشیا میں مساجد بنا دی ہیں - اور ایران وغیرہ میں زائران کربلا کی خاطر کیلئے مسلمان سفیر متعین کئے ہیں اس سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کہ جسقدر انگلینڈ نے سلطان عبد الحمید سے پہلو تہی کیا ہے - اسیقدر وہ روس کیطرف زیادہ راغب ہوتا گیا ہے - لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سلطان روس کے منشا سے واقف نہیں ہے - سلطان بخوبی جانتا ہے کہ کیوں نکلس دوم نے اپنی پالیسی بدلی ہے - مگر اس تغیر و تبدل پالیسی سے اسکا کچھ خاص منشا ہے - دراصل روس کا منشا یہ ہے کہ بغیر لڑے بھڑے قسطنطنیہ کو

ہاتھ آجائے۔ ٹرکی کو معلوم ہے کہ انگلینڈ نے ہمیشہ روس کی اپنا دلی مطلب پورا کرنے نہیں دیا۔ اگر آخری وقت میں انگلینڈ نہ مخالفت کرتا تو روس نے اسوقت تک قسطنطنیہ کو سالہا سال سے لیلیا ہوتا۔ پس انگلینڈ کا دلی منشا یہ ہے کہ ترکی واقعی طاقتور ہو جائے اور اسکی اندرونی بدنظمی رفع ہو جائے۔ بیس سال ہوئے بکنسفیلڈ نے انگلینڈ کو یقین دلایا تھا کہ اگر کافی مہلت دیگئی تو ضرور ٹرکی اصلاح کریگی۔ آج انگلینڈ کی یہ رائے ہے کہ ٹرکی کبھی ترقی نہیں کریگی۔ اسلئے اسکو اسکی مدد نہیں کرنی چاہیے۔ یہ ظاہر ہے کہ دونو پالیسیاں نہیں ہے کونسی پالیسی انگلینڈ کے حق بہتر ہے۔ دس میں سے نو مسلمان جو عقیل ہیں اصلاح کی خواہشمند ہیں۔ سلطان اگر ذرہ غور کریں تو انکو معلوم ہو جائیگا کہ روس کیساتھ اتحاد کرنا گویا اپنے آپ کو اسکا تابع فرمان بنانا ہے۔ یہ پالیسی ضرور بدلنی چاہیے۔ ٹرکی کے اخبار خواہ مخواہ انگلینڈ کو سخت سست کہہ رہے ہیں انگلینڈ ہرگز ترکی کا بدخواہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ خلیفہ وقت کو موجودہ پالیسی کی غلطیوں سے آگاہ کردیں۔ انکا فرض ہے کہ ملک کے وزرا کو دلنشین یقین دلادیں کہ انکا فرض ہے کہ مسلمانوں کی دلجوئی کریں۔ کہتے ہیں کہ اب انگلینڈ کی دوستی ٹرکی سے نہیں ہو سکتی۔ مگر میری یہ رائے نہیں ہے۔ اس دوستی میں جانبین کا فائدہ ہے۔ انگلینڈ کی عداوت ٹرکی سے صرف شرطیہ ہے۔ انگلینڈ صرف اسلئے ناراض ہے کہ ٹرکی اصلاح نہیں کرتی۔ اگر سلطان مستقل طور پر اصلاح اور رعیت کی بہبودی برابر مدنظر رکھیں تو انگلینڈ میں اور انمیں کوئی دشمنی نہیں ہے۔ انگلینڈ کی بہبودی اسلامی ترقی سے وابستہ ہے۔ انگلینڈ۔ افغانستان۔ ٹرکی اور ایران کا دوست ہے۔ جو مدبران ملک اس غلط فہمی کو دور کرا کے رابطہ اتحاد قایم کرینگے۔ وہ گویا تمام اسلامی دنیا پر احسان کرینگے۔

یونانیوں کی خیانت اور ترکونکی شہامت کی شہادت

ڈاکٹر اینڈریوز پریسیڈنٹ امریکن ہیلپ سوسائٹی نے جو محاربہ یونان و روم کو دیکھنے کے لئے گئے تھے اپنے ملک میں جاکر یونانی عیسائیوں اور مسلمان ترکوں کی نسبت ایک لیکچر میں حسب ذیل ارشاد فرمایا۔

یونانی لڑائی کیلئے بالکل تیار نہ تھے۔ لیکن اگر وہ کوشش بھی کرتے تو ترکی قوم کے مقابلہ کرنیکے قابل نہ ہو سکتے۔ ترک من حیث الاقوام یونانی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ مجھ سے خود دو یونانیوں نے جو اپنے ملک سے بخوبی واقف تھے ذکر کیا کہ وزیر اعظم سے لیکر ادنے سپاہی تک کل ملک میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں جو سرکاری راز کو رشوت لیکر نہ بتادے یا جو روپیہ کی لالچ سے بگاڑا نہ جاسکتا ہو۔ دماغی قابلیت کے لحاظ سے وہ دنیا کی کسی قوم سے کم نہیں ہیں مگر اخلاقاً انکی حالت نہایت ہی قابل افسوس ہے۔

برعکس اسکے ترک دیانتدار ہیں۔ وہ اپنے ملک کے عیسائیوں اور آرمینیوں سے کہیں زیادہ افضل ہیں۔ اگر تم کسی ترک کو دوسری جگہہ پہنچانے کے لئے کیسہ زر دو تو وہ جنگل بیابان کوہ و دشت الغرض خطرناک سے خطرناک مقامات کو عبور کرتا ہوا اسے منزل مقصود پر پہنچا دیگا یا اس کوشش میں جان دیدیگا۔ وہ زرامانت کو خود ہی نہیں چرائیگا۔ بلکہ قزاقوں کو بھی چرانے نہ دیگا۔ وہ نہایت حلیم الطبع اور متحمل مزاج ہوتے ہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اگر کسی ترک کو یقین ہو جائے کہ وہ تمہارا دینے کسی عیسائی کا سر کاٹنے سے اپنے مذہب و ملت کو فایدہ پہنچا سکتا ہے تو وہ فی الفور تمہارا گلا کاٹ دیگا۔ ہمارے واعظ اور منادی ترکوں میں عیسائیت کی ترویج نہیں کرسکے اور کرہی کیسے سکیں۔ جبکہ وہ اخلاقاً ہم سے افضل و اعلیٰ ہوں۔ اس بارے میں ہم کچھ نہیں حاصل کرسکتے مگر ہم کرسکتے ہیں۔ مثلاً ایک جناب

سے نوشی ہی ترکونکی ایسی صفت ہے کہ اگر وہ مغربی تہذیب میں داخل ہو جائے تو فایدہ بیکران پہنچانیکا باعث ہو

یوروپ اور اہل یوروپ اسمیں شک نہیں کہ ترکوں کے حق میں غلط بیانیوں اور اصل واقعات کو چھپانے کیواسطے بہت کچھ گنہگار ہیں۔ اور ہمیشہ ترکوں کے اوصاف نہایت تاریکی میں کر کے دنیا کو دکھلاتے رہے ہیں۔ مگر خدا کی قدرت ہے کہ انہیں کے اہلیوں کو مجبوراً اس قوم کی انسانیت نیکی اچھی اور شرافت کا قایل ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ حال میں پال مال میگزین میں آنریبل ٹی۔ ڈبلیو نے ممبر پارلیمنٹ نے تھسلی میں سفر کرنیکے بعد ایک مضمون لکھا ہے جسمیں وہ ان غلط اور لغو افواہوں کا ذکر کر کے جو ترکوں کے خلاف شایع کیجاتی تھیں اصلی واقعات سے مقابلہ کرتے ہیں جو بالکل اُن غلط بیانیوں کے برعکس ثابت ہوئی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب ترک متصرف ہوئے نہ کسی طرح مالی نقصان شہر یا اسکے باشندوں کو پہنچا نہ کسی اور قسم کا۔ بلکہ تاجروں اور بیوپاریوں نے ترکوں کی مراعات سے بیجا ناجایز فایدہ اٹھایا کہ کثیر مال و اسباب بیکھٹکے درآمد و برآمد کرتے رہے۔ حالانکہ یونانی حکومت میں اُن کو۔۔ اضعاف سرکاری محصول ہی ادا کرنا پڑتا۔ جو افسر ترکوں کیطرف سے تھسلی کی رعایا پر حکومت کرنے کو مقرر ہوئے ہیں۔ وہ نہایت ہوشیار خلیق طبع اور انسانیت و ہمدردی کے متصف ہیں۔ ترکوں کی فوج اور انکے سپاہی جس پہلو سے دیکھے جائیں قابل تعریف ہیں۔ صاحب موصوف ان سپاہیوں کی تعریف کر کے لکھتے ہیں۔ کہ گو ترکی سپاہی کو بمشکل ہی کچھ تنخواہ ملتی ہے۔ اور جنگی وردی اور بوٹ بھی اسموقعہ پر خراب ہو رہے تھے۔ مگر وہ ایک حرف شکایت بھی زبان پر لائے بغیر نہایت وفاداری اور جان نثاری سے فوجی زندگی کی ان مشکلات کو برداشت کرتا ہے۔ اسکے بعد صاحب موصوف ترکوں کے زیر حکومت تھسلی کی مفصل کیفیت کے دوران میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اسکے ساتھ یہ جتلا دینا قرین انصاف ہے کہ جب سے ترک اس صوبہ پر قابض ہوئے ہیں۔ ترکی سپاہیوں کا رویہ بیشک نہایت قابل تعریف ہے اور یونانی اخبارات نے ترکوں کے خلاف جو جو کہانیاں چھاپی تھیں وہ سب و تمام بالکل بے بنیاد ثابت ہوئی ہیں۔ یہ کہنا کسیطرح مبالغہ نہیں ہے کہ ایسی ہی حالات میں یوروپ کی کسی اور سلطنت کے کسی سپاہی سے ایسے عمدہ چلن کا اظہار ہوتا۔ اور یونانی حکام کو بار بار یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ در اصل ہم کو ترکوں کی خلاف کوئی شکایت نہیں ہے۔ جہانتک میں دیکھ سکا ہوں سپاہیوں کے تعلقات رعایا کے ساتھ کسیطرح غیر دوستانہ نہ تھے اور بہت سی ایسی مثالیں دیکھی گئی ہیں کہ ترکی سپاہیوں کو جو کچھ کہ دشمن سے غنیمت کھانے کو ملا ہے۔ انہوں نے اسمیں فاقہ زدہ عیسائیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے۔

اسکے بعد صاحب موصوف نے ترکی اور یونانی سپاہیوں کا مقابلہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یونانی سپاہی صرف دیکھنے ہی کے تھے ترکی سپاہیوں کو صرف لڑنے ہی سے ان کے جوہر معلوم ہوتے تھے۔ بلکہ یونانیوں سپاہیوں کا ناظرین کے دل پر بہ نسبت ترک سپاہیوں کے اچھا اثر پڑتا تھا لیکن افسوس ہے کہ ظاہری حالت بسا اوقات کسقدر دھوکہ دہ ہوتی ہے۔ یعنی ترکی سپاہی ایسے ہیں کہ اگر شیر ہو یا ببر سر کے میدان میں چھوڑ دو اور وہ اسوقت تک قدم پیچھے نہ ہٹائینگے۔ جبتک کہ ایک سانس بھی ان کے بدن میں باقی ہے۔ لیکن ان یونانیوں کی نسبت اسکا بھی تو کامل یقین نہیں کہ اگر ان کو میدان میں بھیجو تو ان کی ہمت بھی لڑنیکے واسطے انکو شاید یارا دے۔

ترکی نشان سب سے قدیم ترکی نشان طغرائے ہلال کا ہے جو سنہ ۱۷۹۹ء میں سلطان سلیم ثالث نے ان انگریز افسروں کو عطا کرنیکے لیے جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کی حفاظت میں نمایاں خدمات کی تھیں قایم کیا تھا۔ یہ نشان ستارہ اور دیگر [illegible]

کو بھی مرحمت کیا گیا تھا۔ اب یہ بہت کم عطا کیا جاتا ہے۔ اسلئے کبھی اسکا نام سُننے میں نہیں آیا۔

"طبقہ مجیدیہ" سلطان عبدالمجید فرمانروا رحال کو والد ماجد نے ۱۸۵۲ء میں خدماتِ حسنہ کے صلہ میں عطا کرنے کیلئے قایم کیا تھا۔ اسکے پانچ درجے ہیں۔ اول درجہ کا نشان ایک وقت میں پچاس اشخاص سے زیادہ کے پاس نہیں ہوسکتا۔ دوسرے درجہ کے نشان کیلئے ڈیڑھ سو۔ سوم درجہ کیلئے آٹھ سو۔ چہارم درجہ کیلئے تین ہزار۔ اور پنجم کیلئے چھ ہزار کی تعداد معین ہے۔ اگر ایسے پچاس شخص زندہ موجود ہوں۔ جنکے پاس اول درجہ کا نشان ہو تو تاوقتیکہ ان میں سے کوئی فوت نہو جائے اس درجہ کا تمغہ کسی اور شخص کو عطا نہیں ہوسکتا۔ وقس علی ذالک۔ بعض اوقات متوفی نشاندار کے بیٹوں میں سے کسیکو باپ کا تمغہ پہننے کی اجازت دیدیجاتی ہے۔ اور اسطرح وہ فرزند طبقہ کے ارکان میں شامل ہوجاتا ہے "مجیدیہ" کا نشان ستارہ کی شکل ہے جو چاندی کا ہوتا ہے۔ اوسکی نقرئی کرنوں کے سروں کے درمیان علحدہ علحدہ چھوٹے چھوٹے ہلال اور ستارے بنے ہوئے ہیں۔ درمیانی ستارہ کے گرد سرخ میناکاری کا حلقہ ہوتا ہے۔ اسکا فیتہ جسکے ساتھ وہ ایک بڑے سرخ میناکار ہلال معہ ستارہ سے آویزاں ہوتا ہے سُرخ ریشم کا ہوتا ہے۔ فیتہ کے دونوں حاشیوں پر باریک سبز دھاری ہوتی ہے۔ اول درجہ کا تمغہ مرصع بجواہر ہوتا ہے نشان کے وسط میں سلطانی طغرا اور اوسکے گرداگرد الفاظ "صداقت" "حمیت" اور "غیرت" بخط عربی کندہ ہوتے ہیں۔ جنگ کریمیا کے بعد کئی فرنچ اور انگریز افسروں کو یہ نشان مرحمت ہوئے تھے۔

"طبقہ عثمانیہ" ۱۸۶۱ء میں سلطان عبدالعزیز شہید نے خالصتًا خدمتگزار اور وفادار مسلمانوں کیلئے قایم کیا تھا۔ اسکے سات مدارج ہیں۔ پہلا پچاس اشخاص پر۔ دوسرا ایکسو۔ تیسرا ۱۵۰۔ چوتھا ۵۰۰۔ پانچواں ایکہزار۔ چھٹا دوہزار اور ساتواں درجہ تین ہزار اشخاص کی تعداد پر محدود ہے۔ یہ شش پہلو ستارہ کی شکل میں ہے جسکی زمین سبز ہے۔ اور وسط میں ہلال اور تاریخ قیام طبقہ ثبت ہے۔ پشت پر ۶۹۹ھ ہجری کندہ ہے۔ جو خاندان عثمانیہ کی سلطنت کے قیام کا سن ہے طبقہ کے قایم ہونے پر پہلا نشان جو جواہر بیش قیمت سے مرصع کیا گیا تھا۔ چند اعلے عہدہ داروں کے ہاتھ سلطان عثمان بانی خاندان کی قبر پر رکھنے کیلیے بروصہ بھیجا گیا تھا۔ اس نشان کا فیتہ سبز رنگ کا اور اوسکے حاشیوں کی دھاریاں سُرخ ہیں۔

فنون لطیفہ اور علوم ادبیہ کے تمغے بھی سلطان عبدالعزیز نے ۱۸۶۷ء میں قایم کئے تھے۔ یہ ایسے اشخاص کو دئے جاتے ہیں جو علوم وفنون یا ادب میں امتیاز حاصل کریں۔ انکے فیتہ سُرخ وسفید رنگ کے ہیں۔

"طبقہ امتیاز" سلطان حال نے ان اشخاص کیلئے جنسے شجاعت حمیت۔ دیانت یا بنی نوع انسان حتی کہ بےزبان جانوروں سے شفقت نمایاں طور پر ظہور میں آئی قایم کیا ہے۔ اسکے تین درجے ہیں۔ مرصع بجواہر طلائی اور نقرئی۔ فی زماننا غیر مسلموں کو زیادہ تر یہی نشان مرحمت ہوتا ہے۔ مگر اکثر مسلمان بھی اس سے مشرف ہیں۔ اسکا تمغہ مدور اور روپیہ سے کسیقدر بڑا ہے۔ اسپر سلطانی طغرا اور نشانِ سلطنت نقش ہے۔ اور پشت پر یہی عبارت کندہ ہے۔

انکے علاوہ تین طبقے اور ہیں افتخار لیاقت وشفقت ان کے بھی امیر المومنین غازی عبدالحمید بانی ہیں آخر الذکر عورتوں کیلئے ہے تمغوں کے علاوہ اعزازی کلاہ دستاریں اور خلعت دینے کا پرانا دستور بھی ابھی بالکل متروک نہیں ہوا۔

جشن جوبلی و سلطانی سفیر و متعصبین کی سفاہت

مہاشا ٹریبون ۱۲ رجولائی کے پرچہ میں اپنے ایڈیٹوریل نوٹ میں جوبلی کے موقعہ پر قیصرۂ ہند کے جلوس پر چند سطریں لکھتے ہوئے بھی اس عداوت قلبی اور دلی بغض کو جو اسکو اپنے ہم وطن مسلمانوں اور انکے طفیل کل دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ہے ظاہر کرنے سے باز نہیں رہ سکا۔ حضور قیصرۂ ہند کی صحت و تندرستی۔ لارڈ ابرٹس کی مہر آو بھگت اور ایک ہندو مہاراجہ کی شاندار اور فوق البہار تک پوشاک کی تعریف اور تذکرہ میں بیس سطریں تحریر کرکے اس سے دگنی عبارت میں اپنی انوکھی منطق سے ترکوں کو بد اخلاق ثابت کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ اسکی تحریر کا بجنسہ ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"اس جلوس کا ایک اور واقعہ جسپر اسوقت لوگوں کو توجہ ہوگئی اور جسکی باقاعدہ اطلاع پہنچی ہے۔ کسیقدر رکم فرحت افزا تھا۔ وہ واقعہ یہہ ہے کہ نہ خاص ترکی ایلچی اور نہ ترکی سفیر شاہی جلوس میں شامل ہوئے۔ اسے اتفاقیہ سہو نہیں کہا جاسکتا۔ دنیا کی تقریباً ہر ایک مشہور ملک نے اسموقعہ کیلئے لنڈن کو اپنا نائب روانہ کیا۔ اور ہر ایک ایسا نائب جلوس میں شامل ہوا۔ اسمیں چالیس ممالک غیر کے شہزادے بھی شامل تھے جنمیں سے اکثر کسی زمانہ میں حکمران بادشاہ ہونگے۔ ٹرکی نے بھی جوبلی کی شرکت کیلئے خاص ایلچی روانہ کیا تھا۔ مگر نہ وہ اور نہ مستقل سفیر جو ہمیشہ لنڈن میں رہتا ہے جلوس میں شریک ہوا۔ یہہ امر اُس عظیم الشوکت اور نیکدل فرمانروا کی متعمد تحقیر اور سبکی کرنے سے جسکو اسدن تمام دنیا مبارکباد دے رہی۔ اور اسکے لئے دعائیں مانگ رہی تھی کسیطرح کم نہیں ہوسکتا۔ یہہ ظاہر ہے کہ ایسی کج اخلاقی کا علانیہ نہ تو نوٹس لیا جاسکتا ہے۔ اور نہ اُسپر خفگی کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس امر کی ہندوستان میں کامل تشہیر ہونی چاہیے جہاں ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا سلطان ٹرکی کو ایسی عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔"

اس عبارت کو پڑھکر ہر ایک منصف مزاج سخت متعجب ہوگا۔ کہ یہہ عقل کا اندھا اخبار ٹرکی سفرا کی عدم شرکت کے واقعہ سے اسکی واقعی وجہ دریافت کرنے یا معلوم ہونیکے بغیر کس اصول پر چلکر ترکوں کی کج اخلاقی اور ملکہ معظمہ کی عمداً ہتک کرنیکا نتیجہ نکال رہا ہے اور وہ کیسی بودی بنیاد پر مسلمان رعایا ملکہ معظمہ کو ترکوں سے ہمدردی رکھنے کا الزام دیکر اپنی خباثت اندرونی کو ظاہر کر رہا ہے۔

اسمیں کوئی شک نہیں کہ جنابات مآب سلطان المعظم کے خاص او معمولی دونو سفیروں میں سے کوئی بھی جلوس میں شریک نہیں ہوا۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ہمارے محب ملک و قوم ٹریبون مہاشا کو یہہ اطلاع ٹائمز مورخہ ۲۵ رجون سے ملی ہے۔ لیکن جسطرح سے اخبار مذکور نے اس خبر کو شایع کیا ہے وہی تیز فہم ٹریبون کو یہہ سوجھانیکے لئے کافی تھی۔ کہ اسمعاملہ میں قصور میزبان کیطرف سے ہوا ہوگا۔ کیونکہ ٹائمز کی ترکوں سے عداوت ٹریبون سے زیادہ مسلمہ او محقق ہے۔ اگر عدم شرکت ترکوں کے کسی قصور کیوجہ سے ہوتی تو وہ اسکو جلوس کی واپسی کی حالات لکھتے وقت ضمناً یہہ تحریر کرکے ایسے سرسری طور سے نہ ٹال دیتا کہ ترکی خاص ایلچی یا سفیر متعینہ دربار لنڈن جلوس میں نہ شریک ہوا بلکہ ترکوں کی ہجو اور مذمت میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیتا اسکا طرز بیان ہی ظاہر کر رہا ہے کہ وہ امر واقع کے اظہار سے تو گریز نہیں کرسکتا تھا مگر وجوہات بتانے میں اپنی قوم کی مذمت دیکھکر اُسنے دم بخود رہنے کو قرین مصلحت تصور کیا۔ مزید براں اگر مہاشہ ٹریبون اس اخبار کے اور دو صفحے اُلٹنے کی تکلیف گوارا کرتا تو اوسکو معلوم ہوجاتا کہ جلوس سے

ایک روز پہلے (۱۸ جون) قصر بکنگھم میں حضور ملکہ معظمہ نے ممالک غیر کے شہزادوں اور سفرا کو جو دعوت دی تھی اسمیں سلطنت علیہ ٹرکی
کے سفرا موجود تھے اور اگر اس (بزعم خود) فخر پنجاب و ہندوستان اخبار کا دایرہ معلومات جسکے مطالعہ سے لفٹنٹ گورنر پنجاب نواب
وایسرائے ہند اور نواب وزیر ہند (جیسا کہ وہ اس تاریخ کے پرچہ میں فخریہ لکھتا ہے) اکتساب فیض کرتے ہیں صرف اخبار ٹائمز تک
محدود نہ ہوتا اور اسے دنیا کے کسی اور اخبار کو بھی دیکھنا نصیب ہوتا تو اسکو معلوم ہو جاتا کہ اگر ترکی سفرا سے ملکہ معظمہ کی تحقیر کرنی
ہوتی تو انکا جلیل القدر سلطان خود اپنے دار الخلافہ میں بخار شکرانہ کے موقعہ پر خاص اپنے پانچ اعلے عہدہ دار انگریزی سفارت کے
گرجہ کو روانہ نکرتا - اور اگر سفرا مذکور کا ایسا ارادہ ہوتا تو لارڈ سالسبری وزیر اعظم جو اتوار کو کبھی دفتر میں آکر کسی سے باضابطہ
ملاقات نہیں کرتے نہ ایکسلنسی چنیر پاشا کو وہ وعدہ کی خبر سنکر اپنے سابقہ دستور کو بالائے طاق رکھکر پاشا سے موصوف کی ملاقات کو
خاص اتوار کے دن (۲۰ جون ۱۸۹۷ء) اپنے دفتر میں رونق افروز نہ ہوتے - ان سب باتوں کو علیحدہ رکھکر بھی اگر ایک لمحہ کیلئے غور کیا جاوے
تو ہر بیوقوف سے بیوقوف بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر دونو سلطنتوں کے تعلقات ایسے بگڑے ہوئے ہوتے تو سلطان المعظم کو اپنا نایب روانہ
کرنے کی ضرورت ہی کیا ہوتی -

اس فتنہ پرداز اخبار کی دقیقت کیلئے جو مسلمانان ہند کو سرکش اور مفسد ظاہر کرنے کیلئے تو ہر معاملہ کی عام تشہیر کا خواستگار
ہے - مگر خود آیرلینڈ کے مفسد فنیئین اور یورپ کے سوسلسٹوں کو ہندوستان میں آنیکی دعوت دیتا ہے ہمارے امن و امان ملک اور تاج برطانیہ
کی خیر خواہی کا مدعی ہے - ہم معاملہ زیر بحث کی کیفیت انگلستان کے مشہور کنسرویٹو اخبار انگلینڈ اور یونین کے حوالہ سے بالتفصیل بتلائے
دیتے ہیں جسکو پڑھنے سے اگر وہ عرق خجالت میں ڈوب مرنے سے بچ رہا - تو اوسکو معلوم ہو جاویگا - کہ اس معاملہ میں ترکی سفرا نے جو
شرافت دور اندیشی حلم اور بردباری ظاہر کی ہے - دنیا میں اسکی نظیر ملنی محال ہے اور اسکے مقابل انہی بادشاہوں کی ہمنیاں ایک
رانده درگاه ازلی اور اسکے چیلے چانٹوں نے جو خباثت ظاہر کی ہے اس سے نہ فقط انگلستان کے دامن عزت پر بلکہ انسانی فطرت پر ہمیشہ
کیلئے دھبہ پڑ گیا ہے - مگر ناظرین کو محولہ بالا انگریزی اخبار کی تحریر سے کل کیفیت من وعن ظاہر ہو جاویگی اسلئے ہماری طرف سے کسی اور زیادہ
توضیح کی ضرورت نہیں - اخبار مذکور ایک سرکش و فتنہ پرداز اعظم کے عنوان سے حسب ذیل تحریر کرتا ہے -

مسٹر گلیڈسٹون نے مقتبسہ پیٹرز فیلڈ کے ایک دہندگان کو جو خط لکھکر نہ فقط ترکی گورنمنٹ بلکہ کل دول عظام کو لعن طعن کی تھی
اسپر ریمارک کرتے ہوئے (یعنی اخبار انگلینڈ) مسٹر مذکور کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ اب بیہودگی اور خلاف بیانی کی انتہائی
حد تک پہنچ گیا ہے - مگر نتیجہ سے ظاہر ہوا ہے کہ ہمنے اس رائے میں بہت غلطی کھائی تھی - مسٹر مذکور نے آیرلینڈ کے قصبہ کارک کے اخبار انگلش (عقاب)
وکونٹی ایڈورٹائزر کو ایک خط لکھکر واضح کر دیا ہے کہ وہ پیٹرز فیلڈ والے خط کی حدود سے بھی تجاوز کرنیکی قابلیت رکھتا ہے - مسٹر گلیڈسٹون
ایسی ناقابل اعتبار حماقت اور حیرت افزا شقاوت ظاہر کرتا ہے کہ وہ رعایا کو ایک اجنبی طاقت کے سفیر کے ساتھ جو انگلستان کے ساتھ
دوستانہ مراسم رکھتی ہے سوال تو ہنگامہ مشتی کرنے ورنہ کم از کم بد اخلاقی سے پیش آنیکی ترغیب دیتا ہے - مسٹر گلیڈسٹون کے فعل کو جو امر اور
بھی نامعقول اور وحشیانہ بنا رہا ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر مذکور خود اپنے شہنشاہ کی جوبلی کے موقعوں پر ترکی سفیر کے ساتھ بدسلوکی کرنیکی

نصیحت کرتا ہے اندریں صورت یہہ کوئی تعجب خیز امر نہیں کہ اسکے خط کو کل دنیا جنتے کہ ریڈیکل فرقہ کے اخبارات نے بھی بنظر حقارت دیکھا ہے - وہ خط حسب ذیل ہی - "از قلعہ ہوارڈن (اسکن گلیڈسٹون) مورخہ ۱۷ مئی ۱۸۹۷ء لیرصاحب من بیس تمہارے اخبار کا اوس پرچہ کی وصولی کا جسمیں مضمون نشان کرکے تمنے مجھکو بھیجا تھا شکریہ ادا کرتا ہوں سلطان ٹرکی کی گستاخی دول عظام کی پالیسی سے اس درجہ تک بڑھ گئی ہے کہ میں اوسکی اوس بیباکانہ درخواست کی جسارت پر بھی کہ اوسے جوبلی میں شریک ہونیکی اجازت دیجائے متحیر نہیں ہوسکتا لیکن اگر اوسنے فی الواقع ایسی درخواست کی ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ دوراندیشی اور شایستگی گورنمنٹ انگلشیہ کو اوسے مسترد کرنے کی ترغیب دیگی سفاک کبیر کی ایلچیونکی انگلستان میں ایسی آؤ بھگت ہوگی کہ وہ شاید اوسے پسند نکرینگے" - (میں ہوں تمہارا وفادار ڈبلیو ای گلیڈسٹون)

لنڈن کا مشہور اخبار سینٹ جمیس گزٹ اس خط پر یہہ ریمارک کرتا ہے -

مسٹر گلیڈسٹون نے ایک آئرش اخبار کو جو سکیٹرن نہیں بلکہ اب کی دفعہ کارک اگیل ہے - ایک اور نفرت انگیز خط تحریر کیا ہے یہہ خطوط دنیا کو بڑے زور کے ساتھ مسٹر گلیڈسٹون کا وہ حملہ یاد دلا رہے ہیں جو اونسے بمقام میڈلوتھیا اسٹریا پر کیے تھے - اور غالباً اوسکو اب پہر اوسی موقعہ کیطرح نہایت ذلت کے ساتھ معافی مانگنی پڑیگی - اس آخری خط کا لب لباب یہ ہے کہ لندن کے اوباشوں کو جوبلی کے دن ٹرکی سفیر کی بیحرمتی اور تحقیر کرنے پر اکسایا جاوے - وہ سلطان کی اس تجویز کی بیباکی پر کہ سلطان ممدوح کا ایلچی بھی جوبلی میں شریک ہو اظہار حیرت ظاہر کرتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ ایسی تجویز کو دبا دیگی - وہ لکھتا ہے کہ سفاک کبیر کے سفیر ونکی انگلستان میں ایسی آؤ بھگت ہوگی کہ وہ غالباً اوسے پسند نہ کرینگے - لیکن کیا سلطان کے سفیر اسوقت بھی لنڈن میں موجود نہیں ہیں کیا ہمنے ترکی سے ایلچیانہ تعلقات قطع کر دئے ہیں؟ اور کیا سلطان المعظم کو شکست خوردہ یونانیوں پر رحم کرنیکی طرف مائل کرنے کی ہی ٹھہرائے ہیں؟ جو خاص ایلچی جوبلی کے لئے آئینگے وہ خود ملکہ معظمہ کے مہمان ہونگے - اور ہم امید کرتے ہیں کہ انگلستان لونکی اسی حیثیت سے خاطر و مدارات کریگا -

"منیر پاشا گرینڈ ماسٹر آف سیری منیز (ناظر تشریفات دربار ہمایوں) کل ۱۳ جون قسطنطنیہ سے لنڈن کو روانہ ہو گئے ہیں وہ سلطان کیطرف سے ایک دستخطی خط ملکہ معظمہ کیطرف لائے ہیں جسمیں انگلستان اور ٹرکی کی سابقہ دوستی کیطرف اشارہ کیا گیا ہے - اور اونکو جوبلی کی رسوم میں شریک ہونے اور لارڈ سالسبری سے گفتگو کرنیکی ہدایت کیگئی ہے - سلطان المعظم نے یہ کارروائی محض اپنی خوش اخلاقی ظاہر کرنیکو لیکی ہے - البتہ گلیڈسٹون اپنی کینہ توزی اور غیر مسیحانہ تحریر سے اپنی بیباکی کا ثبوت دے رہا ہے"

اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ جو گلیڈسٹون کا بڑا حامی اور ترکوں کا جانی دشمن ہے - وہ بھی مندرجہ ذیل الفاظ میں اوسکی نصیحت کو سخت نامطبوع کرتا ہے "جلوس کو شائع شدہ پروگرام سے واضح ہوتا ہے کہ ممالک غیر کے سفرا ملکہ معظمہ کے بہت ہی قریب ہونگے اور اگر ترکی سفیر کے برخلاف کوئی اظہار رنجش کیا گیا تو وہ گویا خود ملکہ معظمہ کے برخلاف اظہار ناراضگی کرنا ہوگا - ترکی سفیر ملکہ معظمہ کے مہمان ہونگے اور ملکہ کی عزت مخالفانہ سلوک سے اونکی محافظ ہونی چاہئیے - الخ"

یہہ لکھنے کے بعد اخبار گلینڈ ٹو یونین امید ظاہر کرتا ہے کہ انگلستان کی فہمیدہ اور خوش اخلاق پبلک اپنی طبعی اوصاف سے کام لیکر گلیڈسٹون کے بیشرمانہ مشورہ کو کوئی وقعت نہیں دیگی - منیر پاشا بلند مرتبہ عہدہ دار اور منصف اوصاف حمیدہ حصل اور ہمدرد انسانیت آدمی ہے

لندن والی اوسکی خوبیوں سے واقف نہیں ورنہ وہ کل سفیر فرنسی سے بڑھکر اوسکی قدر کریں۔

یہی اخبار ۲۲ جون کو عدم شرکت کی وجہ حسب ذیل لکھتا ہے۔ یہہ نہایت ہی قابل افسوس امر ہے کہ منیر پاشا سفیر خاص سلطان المعظم جوبلی کی اجلاس میں شریک نہوئے۔ گلیڈسٹون کا الہیانہ خط جسپر ہم پچھلے ہفتہ نفرت ظاہر کرچکے ہیں۔ جاہل لوگوں کو ایک عظیم الشان دوست سلطنت کی ایلچی کی تحقیر اور بیحرمتی کرنیکی دعوت دے رہا تھا۔ اور اس قسم کی افواہیں بہی مشہور ہو گئی تھیں کہ بعض بدکال ریڈیکل فریق کی لوگوں نے ترکی سفیر ونکی برخلاف اظہار رنجش کی خاص نمایش کا انتظام کرلیا ہے۔

اندریں حالات منیر پاشانے جلوسمیں شریک نہونیکا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ایک سچے عثمانی کیطرح اوسکی بلند خیالی خوش اخلاق اور اعلے درجہ کی تہذیب نے یہہ پسند نہ کیا۔ کہ جوبلی کی جلوس میں بدلطفی ہونیکی کسی احتمال کو بہی موجود رہنے دیا جائے۔ اسمیں ذرہ بہر بہی شک نہیں کہ ترکی سفیر بہر خاصکر منیر پاشا ایسے جلیل القدر اور مہذب شخص کو حاضرین اور تماشبینوں کا حصہ کثیر نہایت تپاک سے خوش آمدید کہتا۔ مذہبی خبطیوں اور فرضی مظالم سنانے والوں نے ترکی کی برخلاف جو کدورت پیدا کردی تہی وہ تہسلی میں ترکی سپاہیوں کی مستقل مزاجی سلامت روی اور بیمثل شجاعت کی حالات معلوم ہونے سے تقریباً معدوم ہوگئی ہے۔ لیکن دس بیس لاکھہ موافق خیال رکہنے والی تماشبینوں کے مقابلہ میں معدودے چند بدمعاشوں کی شورہ پشتی بہی عوام کی پرجوشی کے مسلسل رو میں ایک نامعلوں انقطاع پیدا کرسکتی ہے اسلئے منیر پاشانے گوارا نکیا کہ اونکی وجہ سے جبکہ ایسی بدمزگی ہونیکا احتمال ہے۔ تو وہ جوبلی میں شریک ہوں۔ اگر اونکی برخلاف کوئی نعرہ تحقیر بلند کیا جاتا تو اونکی یا انکے جلیل القدر سلطان کی اسقدر تحقیر نہ ہوتی جتنی کہ خود ملکہ معظمہ کی جسکے کہ وہ معزز مہمان تہے۔ منیر پاشا کو دیکہکر اس سے پہلے رعایانے بڑی خوشی اور جوش کے ساتھہ نعرہ ہائے آفرین بلند کیے تہے جبکہ وہ جمعرات کی شام کو شاہی گاڑی میں سوار ہوکر شہر کے بہرے ہوئے بازاروں میں سے گذرے تہے اوس وقت سینٹ جارج کے بازار میں تقریباً پچاس ہزار آدمی ہر تماش کے موجود تہے۔ اور سب نے بلا اشتباہ بڑی تپاک سے ترکی سفیر کی آو بہگت کی تہی۔ ترکی سفیر جلوس کے سوا تمام مراسم میں نمایاں طور پر شریک ہوئے۔ اور ہر ایک جگہہ اونکی نہایت عزت کیساتھہ تواضع کیگئی۔ یہہ فقط سفیر ممدوح کی دور اندیشی تہی کہ وہ کسی بدمزگی کے احتمال کی وجہ سے جلوس میں شریک نہوئے۔"

ہم امید کرتے ہیں کہ مہاشا بہادر اس اہل صحبہ کو بہی ویسے ہی عام شہر کے ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا پر اونکی مذہبی مقتدا کی سفیر خاص کی عاقبت اندیشی اور حضور ملکہ معظمہ کی عزت و احترام کی نگہداشت کی مقابلہ میں اپنی ذاتی تنفافر اور خود پسندی کی کوئی پرواہ نکرنیکے واقعہ کو بخوبی ظاہر کرینگے ورنہ جولقب پاونیر اسکے لئے تجویز کرچکا ہے ہمکو اوسکی درست ماننے میں کوئی تامل باقی نہیں رہجائیگا۔

سلطان المعظم اور شیعہ

سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۷ء میں ایک قزلباش پروفیسر صاحب ہندوستان کی کل شیعہ اصحاب کیطرف سے خود ساختہ وکیل بنکر ایک چہٹی شایع کراتے ہیں۔ کہ شیعوں کو سلطان روم سے کوئی ہمدردی نہیں وہ انکو خلیفہ نہیں مانتے۔ ایسا کرنا انکے عقاید ہی کے برخلاف ہے۔ اور وہ سلطان المعظم کی حیثیت ایک یورپین فرمانروا سے نہیں سمجھتے۔ سنی خلفا نے اپنے زمانے میں شیعوں کو نہایت بیرحمی سے قتل کرایا ہے۔ ہمکو ترکوں کی فتح پر کوئی خوشی نہیں ہوئی اور ہم آرمینیوں کیطرح کوئی شکایت نہیں رکہتے کہ ترکوں یا ایرانیوں کو مسلمانان ہند پر فرمانروائی کے دعویدار ہونیکی قابل

بناویں۔ ہم حضور قیصر ہند کی ظل حمایت میں نہایت خوش و خرم ہیں۔

آرمینیونکی تشبیہ کو شاید خود پروفیسر صاحب ہی سمجھ سکیں۔ اور کوئی تو اسکا مدعا خاک بھی نہیں سمجھ سکتا۔ باقی رہا خوشی منانا سو یہ پروفیسر صاحب کی صریح کم واقفیت کا ثبوت ہے کہ وہ شیعہ صاحب کو خوشی منانے والوں سے خارج کر رہے ہیں۔ یونانیوں پر ترکونکی فتح پانے سے جیسی اُن سنیوں کو خوشی ہوئی تھی ویسی ہی انکو بھی ہوئی اور گورنمنٹ اور اُنکے حکام پروفیسر صاحب کی نسبت بدرجہا اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ یہ خوشی منانیوالے برٹش گورنمنٹ کو اپنے اور ملک کیلئے خداوند کریم کی خاص رحمت اور نعمت سمجھتے ہیں اور انکے وہم و گمان میں بھی کبھی کسی دوسری حکومت کی خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ پروفیسر صاحب ترکوں اور انگریزوں کو ایکدوسرے کا دشمن سمجھنے میں سخت غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ بعض افراد کو چھوڑ کر وہ عام انگریزی قوم کے خیالات دیکھیں تو وہ اسکو مسلمانان ہند سے بڑھکر ترکونکا ہوا خواہ پائینگے۔ اسکی تصدیق انکو ۲۹ اگست ۱۹۰۱ء کے پائنیر پڑھنے سے بخوبی ہوجائیگی۔ لیکن بالفرض محال اگر دونوں سلطنتوں کو کچھ عرصہ کیلئے ایکدوسرے کا دشمن بھی فرض کر لیا جائے۔ تو اس صورت میں بھی پروفیسر صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے نادان دوست ثابت ہونگے۔ جو گورنمنٹ موصوف سے اُسکے دشمن کی اصلی طاقت کو پنہاں رکھ رہے ہیں۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ گو انکی خیرخواہی اور ہمدردی کسی کام آمد نہ ہو۔ کل دنیا کے ایسے مسلمانونکو جنہیں زمانہ کی موجودہ حالت کا کچھ بھی علم ہے۔ سوائے پروفیسر صاحب کے معدودے چند ہمخیالوں کے بلاتمیز مذہب و قومیت سلطان المعظم سے پوری ہمدردی اور روحانی تعلق ہے۔ اور یہ تعلق جس سے سلطان المعظم کی اخلاقی طاقت بہت زبردست ہو رہی ہے۔ کسی کی کوشش سے اب زائل نہیں ہو سکتا۔ اس تعلق سے انکار کرنا انکی اس طاقت کو پوشیدہ رکھنا ہے۔ حالانکہ دشمن کا مقابلہ کامیابی سے کر سکنے کیلئے اسکی پوری طاقت سے واقف ہونا اشد[ع۱] ضروری ہے۔ مگر اس بحث کو زیادہ طول دینا بیفائدہ ہے۔ بحث صرف شیعہ اور سلطان المعظم میں اتحاد و مودت ہونے پر ہے۔ اور اس بارہ میں پروفیسر صاحب کی غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے ہم ایک خاص ایران کے اخبار ناصری کے مندرجہ ذیل اقتباس جسے کل شیعہ اصحاب کے قومی اخبار حبل المتین کلکتہ نے بمعہ رائے درج کیا ہے ذیل میں درج کرتے ہیں

منقول از روزنامہ مبارکہ ناصری مورخہ بیست صفر المظفر ۱۳۱۵ھ

اسلام و اسلامیان

مسئلہ کہ حالیہ مذاکرہ آن اہمیت تمام دارد و مطارحہ آن بحد وجوب رسیدہ است ہمانا بیان وضع مسلمین و رفتار دول اجنبیہ با اسلامیانست کہ چون بواسطہ تعصب ہمیشگی نمیخواہیم سر آب خواری و ذلت ہم ملتان خود را بزبان خود بیان نمائیم ناچار سطری درین مسئلہ نداده ہمان محض تقاضای خاطر ہم میہنان عزیز کہ چندان از اوضاع مسلمانان و گرفتاری ایشان در چنگ ملل مختلفہ عالم بیخبر نباشند۔ مختصری دارد باین فقرہ عرض مے نمائیم (ترسم آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است) امروز بروز شمارہ نفوسیکہ متدین بدین مبین اسلام اند و در نقاط مختلفہ روی زمین ایست و زیست دارد متجاوز از دویست ملیون است تقریباً ثلث این عدد تابع دولتین علیتین اسلام و حکومتہای اسلامیہ ہستند و مابقی متعہد و محکوم دول غیر مسلمہ شدہ و متابعت صائرہ دول را بر گردن گرفتہ و غالباً در تحت ادارہ دولت انگلیس ہستند۔

ملت فرنگ بہ حسب ظاہر تعصب مذہبی را کنار نہادہ و اہل مذہبی را بحال خود واگذاشتہ اند بعبارہ آخری مطلق العنان و آزاد

ع۱ یہ اسیکے اصول کو نظرانداز کردینے کا نتیجہ ہے کہ محاربہ ٹرنسوال میں انگلستان ایسی مشکلات میں گرفتار ہورہا ہے۔ مولف یکم جنوری ۱۹۰۰ء

نموده اند واز راه حیلت پیش رفت کار خود شان از گفتن همین کلمه دانسته اند ولی در باطن ازین معنی چشم پوشیده در ترویج دین خود کوشیده
بلکه همواره در پی برانداختن و نابود ساختن سایر ادیان هستند اگر ظلمها که در ممالک خارجه نسبت بمسلمین صورت وقوع می یابد شرح
داده شود جگر هموطنان از آتش غیرت کباب شده ودل در اندرون سینه ایشان آب میشود و همیشه دعای قوام دولتین علیتین را
که دوام ملت اسلام بسته باین دو دولت است خواهند نمود در هندوستان اقلاً پنجاه ملیون از جماعت مسلمین هستند و در میان این جمعیت
کثیره یک نفر قدرت بر حفظ ناموس خود یا عرض ملت ندارد و شاهد براین مدعا مطلبی هست که در نسخهٔ اخیرهٔ روزنامه گرامی حبل المتین بنظر
رسید که الآن متجاوز از یک ملیون زنان مسلمه در بمبئی و کلکته و سایر بلاد هندوستان بارتکاب اعمال شنیعه بسر برند و مردان مسلمین
قادر بر کف و منع آنان نیستند بمجرد عبور از پنج سال سن دیگر مرد را بر زن خود اختیاری باقی نمی ماند بلکه نمی توانند مخالف قانون
روس رفتاری نمایند بدیهی است که استقامت قوانین شریعت غرای احمدیه و استدامت حرمت ملت بیضای محمدیه موقوف بقوت و قدرت دولت
اسلام است همیشه باید طبقات مسلمانان از حضرت احدیت مسئلت نمایند که دولتین اسلام را چنان بسط ید و وسعه قدرتی عطا
کنند که در ممالک اجنبیه مسلمین بتوانند پیروی قانون خود را کرده و موافق شریعت خود رفتار کنند نخستین پایه ترقی اسلام همان مسئلهٔ اتحاد
دولتین اسلام و مواسات و مواطات برادران دینی با یکدیگر است که بحمد تعالی امروز این مطلب بانظار عالمیان مانند آفتاب تابان
روشن و نمایان است خداوند روز بروز بر استحکام بنیاد این اتحاد بیفزاید در صورت اتحاد یقیناً کسی در ممالک خارجه تسلط بر اذیت
مسلمین نخواهد داشت در صورت اتحاد دولتین مسلما حضرت امیر افغانستان و حضرت امیر بخارا با کمال وداد تابع این دو دولت
شده و سر بر لقعه این اتحاد در میآوردند آوازه یکرنگی و یگانگی قاطبه مسلمین در سر تا سر زمین بمسامع جهانیان خواهد رسید با وجود اتحاد
چگونه دولت چین میتوانند دویست هزار نفر مسلم را در کار کاشغر بقتل برساند آیا مسلمین هموطن دانسته اند که در شرق و غرب چه مصائب
از قتل و ضرب از دست ملل مختلفه مخالف اسلام بر اسلامیان بیچاره از وطن آواره میآید دولتی مثل چین که نه نیروی مساعدت و بازوی توانائی
نتوانست سر پنجه قوت و قدرت ژاپونیها را کند بعقیده ادیکی از ایالات مضافات فرمانبردار چین است تا به در عرض دولت و ناموس
ملت خود را از چنگ قهر و غلبه آنان برهاند مسلمین بیچاره را چنان زبون و خوار نموده و در چنگال تعدی و تغلب خود گرفتار کرده است
که هیچ چه پناه نجاتی برای آن بیچارگان آوارگان باقی نمانده و همگی بکار خود فرومانده اند کار بجائی کشیده و بدبختی بدرجه رسیده که از بیست
سال به بیست سال یکبار مسلمین را در معرض قتل عام همی آورد البته اگر مسئله اتحاد پایدار باشد و برقرار گردد محققاً در اندک مدتی مسلمین
آنجا بار استظهار و یاوری دولت هیکش خود سر از اطاعت دولت چین پیچیده یا حکومت مستقلی گزیده یا بدایره متابعت یکی
از دولتین علیتین میگذارند اینک طلبی آنست که در ایران نیز دفتر اعانه برای مصیبت زدگان کریت باز شده و ایرانیان نیز تاکید رسیده
استراحت و راحت آن درماندگان را فراهم آورده و وجه عونه از هر گونه از راه تعصب دین و حمیت آئین برای آنها داده اند و ارند چه قدر
باعث افتخار اسلام و اسلامیان است که هندیان با آنکه خود مبتلا بقحط و طاعون و از شدت هلاکت مشرف بهلاکتند و از اقصی بلاد مغرب
زمین برای رفاه حال آنان اعانه فرستاده میشود باز از جمع ارسال وجوهات اعانه برای محنت کشیدگان مصیبت رسیدگان کریت مضایقه ندارند

اجمالاً شرط اول ترقی اسلام را در اتحاد دو دولتین و مواخات مسلمین میدانیم و خداوند را از صمیم قلب میخواهیم کہ ہمیشہ بر از دیاد دین اتحاد افزوده و بنیاد تفرقہ را از میان اسلامیان براندازد و درہر جا و ہر مکان نظر توجہ مساعدت خود را از مسلمانان بازنگیرد۔

رائے حبل المتین

مقصود از نقل عنوان فوق آنست کہ جماعہ اسلامیان ہند بدانند این دولت بزرگ اسلام کہ امروزہ اسلامیت با وجود آنہا است تا چہ پایہ متحد و متفق اند برادران اسلامی ما ہم باید در ممالک مختلفہ در حفظ جامعہ اسلامیت ہم خود را مصروف و چشم از این اختلافات جزئیہ کہ باعث مخالفت ہای کلی ما شدہ است بپوشند خیالات تمام اہل ایران در حق دولت علیہ عثمانیہ از عنوان فوق ظاہر میشود اخبارات ہر قوم زبان آن ملت است دیگر آنکہ سہو معاصر گرامی ما روزنامہ بہار کہ ناصری را مقصود از این عنوان دست دولتی خاص نیست بلکہ خواستہ است رفاہیت اسلامیان را تحت سلاطین اسلام و آزادی آنہا در عزائم شرعیہ در ممالک اسلام ظاہر دارد۔ اگر مراتب انصاف را از دست ندہیم آزادی در مذہب بجہة ملل مختلفہ عالم در ممالک اسلامیہ بیشتر است از آزادی مسلمانان در ادای فرائض مذہبی خود در تحت تصرفات سلاطین اروپا از خداوند متعال مسئلت داریم کہ اتحاد این دو دولت بزرگ اسلام را زیادہ بر این نمودہ مسلمانان را عقل و دانشی عنایت فرماید کہ مفاد اتحاد با یکدیگر را بشناسیم۔

حضرت امیر المومنین خلیفہ اعظم و شیعہ اصحاب

خلافت کے مسئلہ اور سلطان المعظم کی نسبت ایک بے نام شخص نے پروفیسر قزلباش کے فرضی نام سے کچھ عرصہ ہوا اینگلو انڈین اخبار سول ملٹری گزٹ میں جو مزخرفات شایع کی تہی۔ اوسکا کافی جواب نہ فقط وکیل بلکہ تقریباً کل اسلامی اخبارات میں فوراً ہی شایع ہو گیا تہا۔ چنانچہ کلکتہ کے امامیہ اخبار نامدار حبل المتین نے اس مع ہمائی شیعہ کی نسبت اوسیوقت جو خیالات ظاہر کئے وہ اوپر ظاہر کر چکے ہیں۔ اب ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کے حبل المتین میں ایک ایرانی نامہ نگار کی تحریر جو خاص طہران سے موصول ہوئی اسی بارہ میں درج ہے۔ اوسمیں قزلباش پروفیسر کی قرار واقعی گوشمالی ہی نہیں کیگئی بلکہ چونکہ مفتی ہوتے ہم نے شیعوں کے حضرت خلافت پناہی امیر المومنین کی ذات والا تبار سے جیسے عقیدت و خلوص رکھنے کی نسبت جو کچہہ تحریر کیا تہا اوسکی بہی کامل تصدیق خود ایک فد شیعہ معزز کی تحریر سے ہو رہی ہے۔ اسلئے اوسکو مزید خوشی سے بجنسہ ناظرین کو مطالعہ کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قابل توجہ اسلامیان

مکتوب یکے از اجلہ وعماید ایران است کہ با و اسطہ سیہ عدد شمارہ ۴۳ روزنامہ شریفہ حبل المتین در صفحہ ۴ ۵ شرحی بعنوان حضرت امیر المومنین از طرف شیعیان از پروفیسر قزلباش مندرج گشتہ بود چون این شخص سیرت کہ در واقع ننگ عالم انسانیت و اسلامیت است و بدروغ اسم نام خود را در زمرہ مسلمین قلمداد کردہ کمال بے انصافی را پیش نہاد خود کردہ است۔ با ہمہ مشغلہ و عدم وقت خود نتوانستم چیزی بہ کاو اسیلہ تو ننویسم۔ لہذا خاطر مبارک منشی ادارہ شریفہ را متذکرہ میدارم۔ اگر چہ کرار آ در صفحات حبل المتین بروح قلبی غیرت اسلام مذہبی حضرات شیعہ و معتقد حق اعلیحضرت اقدس خلافت پناہی سلطان عبد الحمید خان ادام اللہ ظلّہ تحریر رفتہ و سلطنتہ نوشتہ شدہ است و ہر موقع پا بہ کہ شیعہ از تحریر اید

است منابت این شخص پروفیسر قزلباش کہ نہ ازوی از مذہب شہر چہ از غیرت داشتہ است آن خباثت ذاتی مکنونی خود را بروز دادہ۔

از روزیکہ تلگراف فتح شیون اسلام بدار الخلافہ طہران رسیدہ در سفارت سنیہ عثمانی جشنی رسمی گرفتہ شد عموم رجال

از لشکری وکشوری باکمال ذوق وسرفرازی باوجود دعوت و بدون وعدہ بسفارت سنیہ تشریف بردہ تبریکات قلبی خود را عرضہ داشتند از طرف

اعلیحضرت شاہنشاہ ولی نعمت ایرانیان نیز تبریکات شفاہی وتلگرافی ومکتوبی زیادہ آنچہ عرضہ خادم چہ توسط سفارت

کبرائی عثمانی وچہ بلاواسطہ با تلگراف گفتہ شد چون در شہر محرم وصفر در ایران بملاحظہ محبت مجالس آل عبا ابداً از جشن وزینت وعروسی

وعیش معمول نیست ہمہ روزہ مردم از صبح تا بظہر واز دو ساعت بغروب تا چہار ساعت از شب گذشتہ در این دو ماہ در مجالس روضہ خوانی

ہستند البتہ در حضور جناب سفیر محترم شرح حال ایرانیان در این دو ماہ پوشیدہ نیست کہ تمام سیاہ پوش حتی خضاب حنا ہم کہ مستحب است

استعمال نمیکنند مگر نہ از کسبہ علماء اعلام دو دایرہ دولتی جائی منود کہ جشن این فتح کہ راجع بامت محمدی است۔ باکمال فرق نکیر دید بعضی از

جاہل علماء این حال را نہم خیال گرفتن جشن داشتند و در این دو ماہ در مجالس ومحافل روضہ خوانی روضہ خوانہا اول بعائیکہ در منبر میکردند

بوجود اعلیحضرتین پادشاہان اسلام ونصرت اسلام بخصوص مذاکرہ اسم سلطان عبد الحمید خان بود و از طبقات علماء اعلام

بتوسط خود این بندہ چندین تبریک نامہ در اظہار یکجہتی دولت بزرگ اسلام بسفارت سنیہ عثمانی اورخبات منیف پاشا سفیر کبیر دادہ شد جنابان

مستطابان حجۃ الاسلام آقای امام جمعہ طہران سلمہ آقا شیخ آقا سید عبد اللہ مجتہد معروف بہ بہبہانی مستقیماً بسفارت سنیہ وشخص سلطان

تبریکات در خصوص این فتح گفتہ شد واز طرف شخص اعلیٰ حضرت سلطان نیز جوابہای مرحمت آمیز بہ آقایان عظام مستقیماً واز طرف وزارت امور

خارجہ عثمانی بتوسط سفیر کبیر بسیار علماء اعلام مرحمت شد والی امروز کہ شہر رجب است و شش ماہ تجاوز از فتح قشون اسلام میگذرد بعضی از

علمای ولایات ایران کہ بملاحظہ دوری از مرکز دیر رسیدن خبر این فتح بایشان باز ہم چہ توسط این بندہ چہ مستقیماً عرایض پاکت ہای تبریک

وتہنیت بدربار خلافت عظمی وادہ میشود وجوابہای مرحمت آمیز میرسد بحمد اللہ امروزہ امت شیعہ بخوبی دریافتہ

اندکہ سابقا بملاحظہ اختلافاتیکہ بعضی از سلاطین محض پیشرفت چہار روزہ سلطنت خود

این نفاق بزرگ را در میانہ این ملت محترمہ انداختہ اند رضای خدا وائمہ ہدا بہ بی

احترامی نسبت بخلفاء راشدین رضی اللہ عنہ نبودہ ونیست۔ ہر گاہ اہل سنت را می بینند

چون خود برادر خود محبت ومہربانی میکنند شد اند دہ سال گذشت بندہ در طہران مقیم ہستم

از ہر طبقہ چہ علماء وبزرگان وچہ کسبہ یکنفر را ندیدہ ام کہ چیزی فہمیدہ باشد اسم خلفائی راشدین را بہ بی احترامی یاد کنند

بعضے از عوام جہال کہ از سابق الایام ذہنی آنہا چیزی شدہ حرفی بگویند ابداً از روی فہم وغرض نبودہ ونیست بخصوص در این

فتح بزرگ کہ ہر نفسے فہمیدہ ودانست کہ مقصود اہل صلیب جز براندختن اسم اسلام چیزی نیست وقباحت نفاق در میانہ دو امت

کہ قرآن وقبلہ آنہا یکی است خسران دنیا وعقبیٰ بلکہ دیگر ثمری ندارد وندارد بخوبی بعامہ خلق معلوم شدہ خصوص اندر آنکہ او

اورنگ زیب وتخت ایران از وجود مقدس شخص بادشاہی متمدن را لحنا مزین گشتہ مراد دہ دو شاہنشاہ اسلامی بہا ملزم ہست کہ از

زمان عروج سلطنت عثمانی تا بحال چنیں یگانگی با ایران نداشتہ انداز تلگرافات تبریکیہ عیاد معظمہ ایران کہ در روزنامہ ہای ایران درج شدہ سنجیدہ میتوان دریافت از خلوص عقیدت و یگانگی مخابرہ میشود نہ رسمی و معمولی لہذا بزبان عموم اہل شیعہ آں نامسلمان کہ پروفیسر قزلباش باشد بیگویم

دشمن آتش پرست پادشاہ را بگو　　خاک بر سر کن کہ آب رفتہ باز آمد بجو

از خباثت یک نفر یا دہ نفر مثل این شخص ملحد بے شرم استحاد و یگانگی گسیختہ نخواہد شد۔ امروز اہل ایران از اعلیٰ تا ادنیٰ بعد از اطاعت دولت متبوعہ خود اطاعت اعلیحضرت سلطان عثمانی را لازم داور الخلیفہ و سلطان دانستہ و میدانند سجدا قسم است یک نفر از عارف و عامی در طہران ندیدہ ام کہ اسم سلطان بیاید و او دوام و قوام سلطنت او را دعا نکند۔ انتہی (ا۔م۔ی۔ل)

ترکی عورتوں کی بہادری

ایک ترکی اخبار لکھتا ہے کہ جب یونان کے خلاف جنگ کا اعلان کیا گیا تو سالونیکا کی چار عورتوں نے اپنے جوان بیٹوں کو مجاہد بنا کر میدان جنگ کو روانہ کر دیا مگر انکی غیرت و حمیت دینیہ کی اس سے تشفی نہ ہوئی حتیٰ کہ ایکدن بذات خود والی سالونیکا کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے میدان جنگ میں جانے اور لڑائی میں شریک ہونیکی اجازت طلب کی۔ والی موصوف نے کل کیفیت باب عالی کو لکھدی جہاں سے جواب آیا کہ ان بہادر عورتوں کا شکریہ ادا کر کے انکو یہ پیغام پہنچا دو کہ دشمنوں کے قلع و قمع کیلئے جنود عثمانیہ کافی ہیں۔ والی نے یہ پیغام انکو پہنچا دیا۔ مگر انکا جوش سرد ہونے میں نہ آیا اور انہوں نے اور زیادہ الحاح و اصرار سے سفر کی اجازت مانگنی شروع کر دی۔ والی نے مجبور ہو کر پھر باب عالی میں عریضہ ارسال کیا اسدفعہ وزراء نے بھی عورتوں کے تقاضا سے تنگ آکر منظوری دینے کے سوائے کچھ چارہ نہ دیکھا۔ مگر یہ لکھدیا کہ وہ فقط بحیثیت ممرضات (تیمار داران) شفاخانجات جا سکتی ہیں۔ عورتوں نے یہ امر منظور کر لیا اور بکمال خوشی اور انبساط سے محاذ کو روانہ ہو گئیں۔ جہاں پہنچکر وہ نہایت مستعدی اور دلی شوق سے تیمارداری کی خدمت ادا کرتی رہیں۔ مگر جب کبھی لڑائی درپیش آتی تو وہ فوراً ہتھیار لگا کر اسمیں شریک ہو جاتیں اور عین میدانی صفوں میں کمال شجاعت و بسالت سے نبرد آزما ہوتیں۔ الغرض وہ تمام معرکوں میں اسطرح شریک ہوئیں اور محافظ حقیقی کے فضل و کرم سے انہیں کسیکو خفیف سا زخم تک نہ پہنچا۔

ایک عورت خدیجہ نامی نے بسبب نہایت شجاعت اور دینی حمیت کے مردانہ لباس پہن کر اپنے کو محمد کے نام سے ظاہر کیا اور نہایت شوق سے اپنے کو عساکر عثمانیہ میں داخل کیا۔ جس پلٹن کا وہ محمد معنوی سپاہی تھا۔ اسمیں تمام سپاہی اسکو بوجہ داڑھی مونچھ نہ ہونے کے (محمد کوسہ) کہتے تھے۔ کوسہ ترکی میں بیریش کو کہتے ہیں اسی حال سے اوسنے دو برس خدمت عسکریت کو انجام دیا حتیٰ کہ اس محاربہ عظمیٰ میں بھی شریک ہوا اور بعد چندے علیل ہو کر شفاخانہ میں گیا۔ وہاں اوسپر شبہ ہوا کہ یہ عورت ہے یا مرد۔ آخر کو بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ خدیجہ ہی محمد کوسہ ہے۔ واہ رے شجاعت اور شوق اظہار بہادری۔ یہ خبر ۲۔ اگست ۱۹۱۲ء کے ترکی اخبار معلومات میں چھپی۔

اعلیحضرت سلطان المعظم کے حکم سے ایک مسلمان عورت مسماۃ فاطمہ خانم کو تین سو پچاس [illegible] کی پنشن عطا کیگئی ہے اس [illegible]

شدہ مسخر چو ملک یونان ز شیر مردان فوج سلطان
زمین بہ سجدہ ز جوش مرحبا گفت بارک اللہ آسمان گفت

سپاہ یونان ہلاک گشتہ ہزار زیر خاک گشتہ
ز تیغ برّان فوج رومی نہ ہیچ کس غیر الامان گفت

چنیں ذلت چنیں شکستے ندید یونان ہیچ وقتے
سزاست او را بلقب لوپیا اگر کسے شاہ بزدلاں گفت

ببیں تو از زور ادہم پاشا بہ تا ڈوموکوز گونہ گونہ
بلاد و قصبات قلعہ ہا بیش شدند مفتوح یک جہاں گفت

چو ہست ایں فضل رب بیچوں ز چوں کنم فکر سال اکنوں
چہ خوب ہاتف بہ بادشاہ دل من فتوح عبدالحمید خان گفت

تاریخ فتح ڈوموکاس

چو یونان بدبخت از کارزار نہاد آخر کار رو بہ فرار
تعاقب کناں ترک بر ڈوموکاس رسیدند و بر خوف و بیم و ہراس

حملہ ہائے نصرت برافروختند لوائے ہلالی الغضب ساختند
دل اہل یونان بلرزید سخت صلح ساختند و کشیدند رخت

بپرسیدم از فتحمند غزار ز سال فتح ای مبتلا
بگفتا کہ اے سائل ہوشمند نہ سال فتح دہ بہ ترکیب بند

سر قلب یونان ببرید و درید فتوحات سلطان عبدالحمید ۱۳۱۴

اگر اعداد یونان سے اعداد سر لیجئے یو اور قلب نا سے آکر اعداد نکالیں تو ۱۰۰ باقی رہ جاتے ہیں اور ۱۲۱۴+۱۰۰=۱۳۱۴ ہوئے

شاہنشاہ ایران کے سفیر خاص مرزا ابو القاسم عبد العظیم خاں نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر تحائف شاہی پیش کئے منجملہ ایک مرصع بجواہر شمشیر آبدار بھی تھی۔ اور اسکے قبضہ پر جواہرات کی ترصیع سے آیت شریف نصر من اللہ و فتح قریب کندہ تھی یہ تلوار اعلان جنگ سے دوسرے دن پیش کیگئی تھی جب اعلیحضرت کی نظر مبارک قبضہ پر پڑی تو اس مبارک فال کو پڑھتے ہی انکا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا حسن اتفاق سے جس بادشاہ عالی کیطرف سے یہ مبارک فال پہنچی اسکے نام ہی سے اس ظفر عظیم کی تاریخ بھی نکل رہی ہے یعنی مظفر الدین یا الدین مظفر سے فتح عثمانیہ کا سال ہجری ظاہر ہوتا ہے اس فتح مبارک پر ہزاروں تاریخیں عربی میں لکھی گئیں ہیں منجملہ ایک مصری کی یہ تاریخ نہایت ہی برجستہ اور حسب حال ہے "نصر اللہ الترک علی الیونان"۔

ترکی سپاہیوں کا جسمانی صبر و تحمل

ٹائمز کا خاص نامہ نگار ترکی سپاہی کی صبر و تحمل اور تکلیف کو بآسانی برداشت کرنے کے متعلق اپنی کتاب تاریخ جنگ ترکی و یونان میں مندرجہ ذیل واقعہ تحریر کرتا ہے۔ ڈاکٹر ایک ترکی سپاہی کو جو سینہ سپر ہو کر اسکی پچھلی جانب گولہ سے زخمی ہو گیا تھا کاٹ رہا تھا کہ عین اسی حالت میں جبکہ عمل کا سب سے زیادہ تکلیف دہ حصہ ہو چکا تھا اوسنے ڈاکٹر کو روک دیا اور اپنے دوسرے ساتھی کیطرف جو قریب لیٹا ہوا پائپ پی رہا تھا اشارہ کرکے کہا میری کچھ پرواہ نکرو پہلے اسکی خبر لو اسے پائپ سلگانے کے لئے دیا سلائی کی ضرورت ہے۔ نامہ نگار موصوف ترکی فوج کی سلامت روی اور اعتدال کی بیحد تعریف کرکے لکھتا ہے کہ اونہوں نے اپنی معمولی استحقاق و حقوق سے بھی زیادہ اٹھانا نہیں چاہا اور کمسریٹ کے لئے بیل اور بکریاں تک نقد قیمت دیکر خریدیئے

فساد الاحسا و خلیج فارس

ہندوستان کی سرحدی جنگ۔ تنازعہ چین و جرمنی۔ مسئلہ کریٹ اور تنازعات افریقہ کیطرح یہ فساد بھی سن رواں کو سنہ ۱۸۹۷ء سے ترکہ ملا ہے کیونکہ اسکے متعلق مجمل حالات گو اب ہندوستان میں موصول ہوئے ہیں۔ لیکن ابھی فرضی یا واقعی بنا نومبر و دسمبر سن گذشتہ میں ہی پڑ چکی تھی۔ فرضی یا واقعی ہونیکی بحث صرف فساد الاحسا سے متعلق ہی۔ کیونکہ ایرانی ساحل پر ایک انگریز افسر کے مارے جانے اور خلیج فارس میں آتشبار اسلحہ کی خرید و فروخت ہونیکا معاملہ عرصہ سے کل دنیا پر بخوبی واضح ہو چکا ہے۔ اس خرید و فروخت کا راز جب منکشف ہوا تھا تو افکار رہی وقت جان گئی تھے کہ سرحد ہندوستان کو اس راستہ سے اسلحہ پہنچتے ہوں یا نہ۔ یورپین سوداگروں کی یہ مستعدی ٹرکی اور ایران کیلئے ایکدن رنگ لائے بغیر نہ رہیگی۔ انکا یہ اندیشہ جنوبی ایران کے حادثہ مذکورہ بالا اور الاحسا کے فساد کی خبروں کو پورا ہوتا نظر آرہا ہے۔ کیونکہ خلیج فارس کے سواحل پر بھی ویسی ہی شورہ پشت اور سرکش اقوام آباد ہیں جیسی کہ ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر اور یہ ظاہر ہے کہ ان اقوام کو موجودہ زمانہ کی ہلاکت بخش اسلحہ کا ملجانا انکی حکمران سلطنتوں کیلئے ویسا ہی مضر ہے جیسا کہ سرحدی قوموں کے پاس ہتھیاروں کی موجودگی گورنمنٹ انگلشیہ کیلئے ثابت ہو چکی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب گورنمنٹ ہند نے چند عرب شیوخ کو کچھ لی مٹ فورڈ رائفلین اور ان کے کارتوس تحفتاً ارسال کئے تھے تو ہم نے ۱۰ دسمبر کو اخبار میں اشارہ کر دیا تھا کہ غالباً گورنمنٹ عثمانیہ اپنی رفیق سلطنت کی اس کارروائی کو پسند نہیں کریگی۔ چنانچہ اس قیاس کی تصدیق ہمارے بغداد کے نامہ نگار کی تحریر سے جو آگے مندرج ہے ہو گئی ہے

تجار بالعموم قومیت کے خیالات کو اپنی تجارتی مفاد پر غالب نہیں کرنے دیتے۔ اس لحاظ سے اگر خلیج فارس کے راستہ سرحد ہندوستان کو بھی اسلحہ پہنچتے رہے ہوں۔ تو بھی انگریز تجار غالباً اسطرف ہتھیار بھیجنے سے باز نہ آتے۔ لیکن اس معاملہ میں اب محقق ہو گیا ہے کہ وہ ہتھیار انکو ہندوستان کی سرحد کیلئے نہیں بلکہ ایران اور عرب میں انکی کھپت ہونے کیلئے بھیجتے تھے ہیں اور یہی باعث تھا کہ برطانوی گورنمنٹ نے جسکے متعدد پولیٹیکل ایجنٹ خلیج مذکور کے سواحل پر متعین ہیں۔ اور ادنکو کل معاملات کی خبر بلا کم و کاست ہوتی رہتی ہے۔ اس تجارت کے انسداد کیطرف کبھی توجہ نہ کی تھی۔ بوشہر میں سوداگران اسلحہ کی دوکان کی ضبطی اور بعد بلوچستان کو روکے جانے سے جسکی خبر تار کے کالموں میں مندرج ہی۔ اس ادعا میں کوئی فرق نہیں آتا۔ سرحدی فساد میں غنیم کی جرات و استقلال اور انکے پاس افراط ہتھیار دیکھکر انگریزی گورنمنٹ نے باوجود یہ یقین رکھنے کے کہ خلیج میں جسقدر ہتھیار داخل ہوتے ہیں۔ وہ عرب یا ایران کے باہر نہیں جاتے محض اس حفظ ماتقدم کیلئے کہ اب اخبارات میں اس امر کا شور و غل برپا ہو جانے سے کہیں آئندہ انکو اس نئی منڈی کیطرف توجہ نہ ہو گئی ہو۔ اور وہ وہاں سے ہتھیار منگوانا شروع کریں اور زیادہ وبال جان نہ ہو جائیں۔ اور نیز چونکہ بلوچستان کے جنوبی سواحل اور مکران میں بھی فساد برپا ہو گیا ہی یہ کارروائی کی ہی اور آئندہ بھی ممکن ہو کہ کرتی رہے۔ لیکن یہ یقینی امر ہی کہ اگر سرحدی فساد اور بالخصوص بلوچستان میں موجودہ ہنگامہ برپا نہوتا تو اس تجارت کو گورنمنٹ انگلشیہ کی ہر دو رفیق سلطنتوں کیلئے خواہ کیسا سخت خطرہ پیدا ہوتا وہ اپنے ایک آہ بلب کر

معاملوں میں غالباً کبھی دست اندازی نہ کرتی اور انگریزی پولیٹیکل ایجنٹ برابر چشم پوشی کئے چلے جاتے۔

تجارتِ اسلحہ کی بحث کو اور زیادہ طول دینا مناسب نہیں۔ اگر بندوالاحسا کی خبر جو پچھلے ہفتہ ہمارے نامہ نگار نے بغداد سے روانہ کی ہے درست نکلی تو اس تجارت کے بد نتایج خود بخود ظاہر ہو جائینگے۔ اور ممکن ہے کہ مکران کے فساد میں بھی انکی کچھ جھلک نظر آ جائے۔ الاحسا کے فساد کے متعلق سر دست کوئی نئی خبر موصول نہیں ہوئی۔ ہمارا نامہ نگار اس ہفتہ کی مراسلت میں ان ترکی افواج کی منزل مقصود کی نسبت جو بغداد سے روانہ ہوئی ہیں کوئی پختہ اطلاع نہیں دیتا۔ اس سلسلہ میں آپ قنصل مصر کے اخبار المؤید میں شیخ قاسم جسے ہو لق عرب میں جاسم پکارتے ہیں، کے متعلق نامہ نگار کی تحریر کے عین برعکس تحریر کرتے ہیں۔ مبارک آفندی کی مراسلت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت کے اخبارات میں یہ خبر دسمبر میں ہی مشہور ہو گئی تھی کہ بصرہ اور کویت کے درمیان عربوں نے حکومت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کر دی ہے جس خبر کی وہ تردید کرتے ہیں۔ اس کے چند دن بعد اسی المؤید میں پھر ایک طویل آرٹیکل دیکر گورنمنٹ انگلشیہ کی پالیسیوں اور کارروائیوں پر جو اسنے خلیج فارس اور عمان میں وقتاً فوقتاً اختیار کیں بحث کی ہے۔ ہمارے پاس چونکہ ان دونوں متضاد روایتوں کے سوا اور بیان کرنیکے بعد جسے اکثر ہمارے ناظرین کو دلچسپی نہیں ہوگی وہ دونوں روایتیں بجنسہ درج کر دیتے ہیں۔

جزیرہ نما عرب پولیٹیکل لحاظ سے حسب ذیل حصص پر منقسم ہے۔ سینا۔ حجاز۔ تہامہ۔ یمن۔ عدن۔ حضرموت۔ نجد۔ جبل شمر۔ عمان اور الاحسا۔ جزیرہ نما سینا بحیرہ قلزم کے شمال میں فلسطین اور مصر کے درمیان واقع ہے اور مصر کے ماتحت ہے۔ حجاز تہامہ اور یمن یکے بعد دیگرے بحیرہ قلزم کے مشرقی ساحل پر واقع ہیں اور ترکی کے ماتحت ہیں۔ عدن معہ علاقہ ملحقہ جسکا رقبہ ۸۰ میل مربع ہے۔ یمن کے جنوب میں خلیج عرب پر واقع اور انگلستان کے ماتحت ہے۔ اسکا انتظام گورنمنٹ بمبئی کے ہاتھ میں ہے۔ حضرموت یمن اور عمان کے درمیان عرب کے جنوبی ساحل کو کہتے ہیں۔ یہ علاقہ ویران اور پہاڑی ہے اور متعدد خود مختار شیوخ زیر حکمران ہیں اور کل علاقہ برائے نام سلطان روم کے ماتحت ہے۔ نجد جبل شمر اور حضرموت کے درمیان وسط عرب میں واقع ہے۔ یہاں کے باشندے وہابی فرقہ کے ہیں اور انکا امیر محمد عبدالوہاب کی اولاد میں سے ہے۔ جسکا صدر مقام الریاض ہے۔ جبل شمر کا علاقہ نجد کی شمال سے لیکر ولایت بغداد کی جنوبی حدود تک چلا گیا ہے۔ امیر محمد بن الرشید مرحوم اسی علاقہ کے حکمران تھے۔ حایل انکا صدر مقام ہے۔ عمان کا علاقہ عرب کے جنوب مشرقی گوشہ خلیج عمان اور بحیرہ عرب کے ساحل پر واقع اور سلطان مسقط کے ماتحت ہے۔ جو انگریزی حمایت میں ہے۔ الاحسا خلیج فارس کے نصف شمال مغربی ساحل پر واقع ہے اور ترکی کے ماتحت ہے۔ الاحسا اور عمان کا درمیانی نصف ساحل آزاد قبائل کے پاس ہے۔ الاحسا کے قریب البحرین جو موتیوں کیلئے مشہور ہیں انگریزی حمایت میں ہیں۔ ترکی کی حکومت گو کل عرب علاقہ پر ایک طرح سے برائے نام ہے۔ اور قبائل کا انتظام انکے اپنے شیوخ کے ہاتھ میں ہے پھر بھی حجاز اور یمن کے شہروں میں ترکی فوج مقیم اور علاقے باقاعدہ طور پر اضلاع اور تحصیلوں میں منقسم ہیں۔ پر ترکی حکام مامور ہیں لیکن الاحسا میں ترکی حکام کو چنداں اقتدار حاصل نہیں۔ انیسویں صدی کے شروع میں جب امیر نجد کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی تو اس علاقہ کے شیوخ نے عثمانی حمایت قبول کر لی تھی۔ جو صورت موجودہ کے حسب حال رنگ بدلتی رہی۔ آخر سنہ ۱۹۱۳ء میں ترکی فوج ادھر آئی

کے باشندگان الاحسا کو اپنا مطیع و منقاد بنا لیا۔ مگر اندرونی انتظام بدستور شیوخ کے ہاتھ میں رہا شیخ کے بعد یہ علاقہ ولایت البصرہ میں شامل کیا
گیا جو ۱۸۷۵ء سے لیکر ۱۸۸۴ء تک اوس کے ساتھ شامل رہکر پھر قایم بالذات صوبہ بنا دیا گیا۔ اب ولایت البصرہ میں تینوں عربی اضلاع عمارہ
منتفک اور حسا شامل ہیں اور ہر ایک پر متصرف مقرر ہے۔ ولایت بصرہ مقام سعینا سے شروع ہوکر ۳۰ میل طول میں مقام علی غربی واقع بر
لب دجلہ اور قلعۃ الارج واقع بر لب فرات تک چلی گئی ہے اور مغرب میں علاقہ جبل شمر کو شامل میں وسط عرب تک جوتی ہوئی علاقہ نفود اور
صحرائی شام تک چلی گئی ہے بس صحرا سے پرے بصرہ جو بندر واقع ہے دریائی شط العرب پر جو دجلہ اور فرات سے ملکر بنا ہے زیادہ تر تجارت
ایک انگریزی کمپنی کے سٹیمر و جہاز ہوتی ہے ایکسال میں صرف بصرہ کے بندر سے تقریباً ۲۸ لاکھ پونڈ کی تجارت درآمد و برآمد ہوتی ہے
سلطان عمان کی حکومت کسیوقت بہت وسیع تھی۔ اور زنجبار اور مشرقی افریقہ کے ساحل کا بہت بڑا حصہ اسکے ماتحت تھا۔ مگر سلطان
سعید کے ۱۸۵۶ء میں فوت ہونے پر افریقی مقبوضات اوسکے دوسرے بیٹے نے لیکر علٰحدہ حکومت قایم کرلی۔ جن مقبوضات پر اب انگلستان
اور جرمنی قابض ہیں اور سعید کا جانشین زنجبار اور پمبہ کے جزائر پر انگلشیہ حکومت کی زیر حمایت برائے نام حکمران رہ گیا ہے۔ عرب
کے علاقہ عمان پر بھی سلطان کی حکومت سواحل پر محدود ہے خلیج فارس کے اکثر جزائر اسکے قبضہ سے نکل گئے ہیں۔ مگر ساحل مکران کے قصبہ گوادر
اور ملحقہ تھوڑے سے علاقہ پر اسکا قبضہ بدستور قایم ہے۔ موجودہ سلطان کا نام سید فیصل بن ترکی ہے جو ۴ جون ۱۸۸۸ء کو تخت نشین
ہوا۔ اسکے صدر مقام کا نام مسقط ہے جسکی آبادی ۴۰ ہزار ہے ایک انگریزی قونصل جسے پولیٹیکل ایجنٹ بھی کہا جاتا ہے وہاں رہتا ہے سلطنت
کا موجودہ رقبہ ۸۲ ہزار میل مربع اور آبادی ۱۵ لاکھ ہے بمبئی کے اکثر بنئے۔ مارواڑی۔ خوجے اور بوہرے بھی مسقط میں آباد ہیں سلطان کی
سالانہ آمدنی دو لاکھ ڈالر کے قریب ہے۔ سترہویں صدی عیسوی تک پرتگیز مسقط پر قابض رہے جب انکی طاقت کمزور ہو گئی اور دیگر
مقبوضات کیطرح خلیج فارس کے علاقے بھی انکو چھوڑ دینے پڑے تو بہت سے انقلابات کے بعد علاقہ یمن کے ایک عالی ہمت جوانمرد احمد بن سعید نے
جو ۱۷۴۱ء میں امام منتخب کیا گیا تھا۔ مسقط پر قبضہ کرلیا۔ اور اوسکی منصفانہ طرز حکومت سے کل علاقہ جلد آباد اور سرسبز ہوگیا۔ اسکا
خاندان ابتک حکمران ہے۔ انگریزوں کا بیان ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو عمان میں سب سے زیادہ اقتدار حاصل ہے اور اسلئے بعض وقت انگریزی
قونصل کو پولیٹیکل ایجنٹ بھی کہا جاتا ہے مگر براک انڈی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سید فیصل کے زمانہ میں فرانس نے انگریزی رسوخ
کو بہت کچھ کم کرکے اسکی جگہ خود لیلی ہے۔ فساد الاحسا کے متعلق بمبئی کا انگریزی اخبار یہ خبر شایع کرتا ہے "دیسی ذریعوں سے معلوم ہوا ہے
کہ البیضا کا شیخ جاسم بن ثانی یوسف بن رحیم کی اعانت سے کویت کے شیخ مبارک پر چڑھائی کرنے کیلئے مہم تیار کر رہا ہے۔ البیضا خلیج فارس کے
جنوبی سواحل پر قطر کا بڑا نام صدر مقام ہے۔ اور کویت شط العرب کے دہانہ کے قریب ایک بندرگاہ کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مبارک بن صباح کے
بھائی نے یوسف کی ہمشیرہ سے شادی کی۔ مگر جب مبارک نے یوسف کو اپنے بندرگاہ میں تجارت کی اجازت نہ دی تو باہم خانگی تنازعہ
برپا ہو گیا۔ اسوقت سے یوسف کئی دفعہ کویت پر چڑھائی کر چکا ہے مگر فایز بمرام نہیں ہوا۔ شیخ جاسم القاسم کا تین چار برس ہوئے
ترکوں سے مقابلہ ہوا تھا۔ مگر انگریزی حکام نے بیچ بچاؤ کرکے مصالحت کرادی۔"

ہمارا نامہ نگار ۲۸ جنوری کو بغداد سے اسکے متعلق مزید کیفیت حسب ذیل ارسال کرتا ہے "شیخ جاسم کی سرکوبی کیلئے بغداد سے

جو عساکر شاہانہ روانہ ہوئے ہیں۔ انکی مفصل کیفیت پچھلے ہفتہ لکھی گئی تھی۔ روانہ شدہ لشکر کی امداد کیلئے اور فوجیں بھی برابر روانہ کیجا رہی ہیں۔ چنانچہ آٹھ روز کا عرصہ ہوا کہ ایک توپخانہ بھیجا گیا تھا۔ آج ۲ جنوری کو بھی عساکر قاہرہ کی دو پلٹنیں عثمانی جہاز پر سوار ہو کر بغداد کو روانہ ہوئی ہیں۔ اس لشکر کے بھیجے جانے کی نسبت بغداد میں مختلف افواہیں مشہور ہیں۔ عام خیال یہہ ہے کہ شیخ جاسم کی سرکوبی کی غرض سے قطر کو گیا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ قلعہ فاو کی مضبوطی کیلئے جو بصرہ کے متصل خلیج عجم (فارس) پر واقع ہے روانہ ہوا ہے لیکن اس بارہ میں سب متفق الرائے ہیں کہ اس معاملہ کی تہ میں ضرور انگریزی پالیسی پنہاں ہے۔ اہل بغداد کے ہر ایک متنفس کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہے اگر یہہ بات صحیح ہے تو ہندوستان کے سربرآوردہ اینگلو انڈین اخبارات سول اور پاؤنیر کی جس رائے کا ترجمہ ۵ نومبر کے وکیل میں شائع ہوا تھا وہ غلط نہیں تھی۔ عام مشہور ہے کہ شیخ جاسم نے جنکو انگریزی پالیسی نے مخمور کر لیا ہے انگریزوں کے ہاتھ ملک بیچ ڈالا ہے اور بہت سے اسلحہ بہم پہنچا لئے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی گورنمنٹ سے منحرف ہو کر لڑائی پر آمادہ ہو گیا ہے اور گورنمنٹ عثمانیہ کو جتا دیا ہے کہ میں رعیت انگریزی ہو گیا ہوں۔ بہر حال کوئی پختہ امر معلوم نہیں جس پر رائے زنی کیجا سکے۔

یہہ بھی سنا گیا ہے کہ گورنمنٹ ہند نے جو کئی مقدار لی مٹفورڈ رائفلیں اور کئی سو کارتوس کسی عرب شیخ کیلئے تحفتاً بھیجے تھے وہ کل چیزیں مع انگریزی جہاز کے گرفتار کر لیگئی ہیں۔ ترکوں نے یہہ کارروائی کمال ہوشیاری سے کی ہے گویا کہ انکو ان رائفلوں کی پہلے سے خبر تھی۔ سنا جاتا ہے کہ اس گرفتاری کے متعلق کوئی خفیہ کارروائی ہو رہی ہے۔ اگر یہہ خبر پایہ ثبوت کو پہونچ گئی تو عجب گل کھلیگا اصل معاملہ یہہ ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ سے قبائل عرب کو اسلحہ سے امداد دی جا رہی تھی۔ مگر ترک فوراً بیدار اور اس خفیہ اعانت کے انسداد پر کمربستہ ہو گئے فاؤ (فہو) میں فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ مندرجہ بالا دو پلٹنیں جو آج گئی ہیں موصل سے یہاں آئی تھیں۔"

ان بیانات کے مقابل جب براک افندی کی تحریروں کو دیکھا جاتا ہے تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ آفندی مذکور وہی صاحب ہیں جنہوں نے قتل جیری کا معاملہ (جسکی تا حال کوئی تصدیق یا تردید نہیں ہوئی) مشتہر کیا تھا وہ انگریزی پالیسی پر تو ویسی ہی سختی سے نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر شیخ قاسم کو ترکوں کی مخالفت سے بالکل بری کرتے ہیں۔ اس مفروضہ یا واقعی فساد پر وہ اپنے جریدہ مؤرخہ ۱۶ دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء کے المؤید میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

انگلستان کے اخبار اسٹینڈرڈ نے متین ہفتی ہوئی اپنے نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کی مراسلت بدیں مضمون شائع کی تھی کہ بصرہ اور بغداد کے درمیانی علاقہ کے عرب قبائل حکومت عثمانیہ سے باغی ہو گئے ہیں۔ اس خبر کو یورپ کے اکثر اخباروں نے نقل کیا جس سے مخالفین سلطنت عثمانیہ کو بہت خوشی ظاہر کرنے اور دولت علیہ کی نسبت برا بھلا کہنے کا موقعہ ملگیا۔ اس مفروضہ بغاوت کا محل وقوع میرا اصلی وطن ہے اور اپنے اہل و عیال سے جو وہاں رہتے ہیں میری برابر خط و کتابت ہوتی رہتی ہے۔ مجھ کو اس نواح کے قبائل سے پورا علم ہے۔ اور مجھکو دولت علیہ کی چیرہ دستی اور مستحکم اقتدار سے پوری خبر ہے جو اسے تقریباً سات ایک برس سے علاقہ مذکور پر حاصل ہے جہاں اب دولت عثمانیہ کا ایک مخالف بھی باقی نہیں رہ گیا۔ بلکہ اس قسم کے تمام شورہ پشت جیلخانوں میں مقید ہیں۔ پس جب آپنے (یعنے ایڈیٹر المؤید) اس خبر کے موصول ہونے پر مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اسکی نسبت میرا قیاس کیا ہے تو مینے اسوقت جواب دیا تھا کہ اگر یہہ خبر بالکل جھوٹ نہیں تو بھی تو [illegible]

کہ اسمیں بہت ہی مبالغہ کیا گیا ہے - اگر اسکی کچھ اصلیت ہوگی تو یہ ہوگی کہ کسی قبیلہ نے دوسرے قبیلہ کیساتھ جیسا کہ خانہ بدوش حالات کے قبائل
میں ہمیشہ ہوتا رہتا ہے لڑائی کی ہوگی مجھکو کل شام اپنے گھر سے خط موصول ہوا ہے جس سے میرے قیاس کی بالکل تصدیق ہوگئی ہے - اس
خط کا ایک فقرہ بعینہ یہ ہے شیخ قاسم بن ثانی کویت پر حملہ کرنے کیلئے اپنے مقام سے زبردست جمعیت لیکر روانہ ہوا ہے - اسکو پڑھکر
اکثر لوگ کہینگے کہ اس مبہم عبارت کا کیا مطلب ہے ؟ اور اس سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ بغاوت دولت عثمانیہ کے خلاف نہیں ہے - اسکا
جواب یہ ہے کہ قصبہ کویت خلیج عجم پر واقع ہے اور اسپر نسلاً بعد نسلٍ عرب مشائخ حکومت کرتے چلے آئے ہیں - پچھلے برس حاکم شہر کو اسکے بھائی
نے قتل کرکے مقتول کے بیٹوں کی گرفتاری کا حکم دیا تاکہ کوئی رقیب باقی نہ رہ جائے - مگر پسران مقتول خوش قسمتی سے جان بچاکر بھاگ گئے
اور انہوں نے اپنے ایک رشتہ دار شیخ یوسف آل ابراہیم کے پاس جو جزیرہ نما عرب کا نہایت مشہور اور متمول تاجر ہے پناہ حاصل - اور اسکو نیز اپنے
عزیزوں کا بدلا لینا ضروری ہوگیا - چنانچہ اسنے باضابطہ طور پر والی بصرہ کے روبرو یہ معاملہ پیش کیا - اسپر والی مذکور نے بابعالی
سے کویت پر فوجکشی کرنے کی اجازت طلب کی - تاکہ اسطرح کویت میں باقاعدہ طور پر اور براہ راست عثمانیہ حکومت قائم کرکے قاتل
کو گرفتار کیا جائے اور بروئے قانون اسکی تحقیقات و تجویز کیجائے -

اس اجازت کو طلب کرنے سے پہلے حکومت بصرہ نے قاتل کو حاضر ہونیکا حکم بھیجا تھا - مگر اسنے تعمیل سے انکار کر دیا تھا بابعالی نے چھٹی
اردوے ہمایوں مقیمہ بغداد کے کمانڈر کو نام کویت پر حملہ کرنیکے لئے کافی اور جب ضرورت مہم تیار کرنیکا حکم صادر کر دیا لیکن چونکہ کویت ساحلی
قصبہ یعنی بندرگاہ اور ابو غار (دہانہ) فاؤ کے قریب واقع ہے - اردوے سادس کے مشیر یعنی کمانڈر کو اندیشہ ہوا کہ کویت پر چڑھائی کرتے وقت ممکن
ہے کہ انگریزی جہاز مداخلت کریں اور جب مشیر ممدوح کو یہ معلوم ہوا کہ شیخ مبارک (قاتل و حاکم کویت) سے بعید نہیں کہ وہ انگریزی جہازات موجودہ خلیج فارس
میں سے کسی ایک کے پاس امداد کی التجا کرکے انگریزی حمایت اور قبضہ شہر کو قبول کرے تو یہ اندیشہ اور قوی ہوگیا اور انہوں نے تار کے ذریعہ بابعالی کو اپنے خیالات سے
مطلع کیا - بابعالی نے ان سے اتفاق رائے کرکے تجہیز لشکر کی مہم تندکرہ منسوخ کرکے والی بصرہ کو صلح و آشتی سے اس مسئلہ کی تصفیہ کا حکم دیا - لیکن اسطرح سے کوئی
کامیابی نہ ہوئی اور جب مقتول حاکم کویت کی اولاد اور انکا پناہ دہندہ یعنی شیخ یوسف آل ابراہیم اس طول طویل سے اکتا گئے تو انہوں نے قاتل سے بدلا لینا اور
واپس لینے کیلئے اپنے خرچ سے مہم تیار کرنیکی تجویز کرلی اور تین ہزار مسلح آدمی ہمراہ لیکر سمندر کے راستہ کویت کیطرف روانہ ہوئے - لیکن انکو روانگی کے بعد معلوم
ہوگیا - کہ اہالی کویت کو جنکی تعداد ۵ ہزار ہے مہم کی روانگی اور اسکے مقصد سے آگاہی ہوگئی ہے اور انہوں نے مقابلہ کیلئے پوری تیاری کرلی
ہے تو حملہ آور منزل مقصود کے قریب پہنچکر واپس لوٹ آئے اور عوض کشی کو دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا -

میں بمبئی ہی میں تھا کہ مجھے خبر ملی کہ شیخ یوسف آل ابراہیم نے سواحل عمان کی بندرگاہ قطر دگت کو شیخ قاسم بن ثانی کے پاس جاکر
اس سے حاکم و باشندگان کویت کے برخلاف مدد دینے کی درخواست کی ہے - اور شیخ قاسم نے درخواست منظور رکھکے شکار صدف کے موسم کے
گذر جانے تک توقف کرنیکی خواہش ظاہر کی - پس محولہ بالا خط کے تذکرہ الصدر عبارت کا مطلب معلوم ہوگیا ہوگا کہ شکار صدف (یعنے سمندر
سے موتیونکی سیپیاں نکالنے کا) موسم گذر گیا ہے - اور اب شیخ قاسم اور شیخ یوسف مہم تیار کرکے سواحل عمان سے کویت کیطرف روانہ
ہوگئے ہیں - اس حملہ کے متعلق جو مزید حالات مجھے معلوم ہونگے انسے میں ناظرین المؤید کو اطلاع دیتا رہونگا تاکہ وہ سٹینڈرڈ اور اسکے ہم مشرب

اخبارات کی مبالغہ آمیز تحریروں کے دہوکہ میں نہ آئیں"۔

اس سے ناظرین کو واضح ہو گیا ہوگا کہ براک افندی کے بیان کے مطابق شیخ قاسم نے دولت عثمانیہ کے برخلاف نہیں بلکہ اُسکے ایک سرکش ماتحت (شیخ مبارک) کے برخلاف چڑہائی کی ہے مگر ترکی فوجوں کی نقل و حرکت اور بغداد کی افواہیں بتا رہی ہیں کہ ترکی گورنمنٹ کو اپنے ماتحت مشائخ کی ان کارروائیوں سے ضرور کوئی نہ کوئی خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ بمبئی کے اخبارات کی مشہور خبر سے پایا جاتا ہے کہ شیخ قاسم کا ایکدفعہ ترکی حکام سے مقابلہ ہو چکا ہے جسمیں انگریزی افسروں نے باہمی صفائی کرادی تھی۔ مگر براک آفندی اپنے دوسرے مضمون میں جو ۴۔۵ اور ۶ جنوری کے المؤید میں شائع ہوا ہے اُسکا مطلقاً ذکر نہیں کرتے بلکہ برعکس اسکے شیخ قاسم اور انگریزوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہیں انکی اسبارہ میں مطلق خاموشی خواہ کسی امر پر محمول کیجائے خلیج فارس کے معاملات پر انکی تحریر بہت کچھہ آگہی بخش رہی ہے اور تاکہ ہمارے ناظرین اس مسئلہ کے ہر پہلو سے جسکا عنقریب اہم ہو جانا بعید از قیاس نہیں بلکہ ایکطرف عرب قبائل کی مستعدی اور دوسری طرف باغیان بلوچستان و مکران کی روز افزوں شورہ پشتی سے غالباً ٹرکی۔ ایران اور گورنمنٹ ہند ہر ایک کیلئے اپنی اپنی جگہ بحالیکہ وہ شکل اختیار کرتا دکھائی دیتا ہے بخوبی واقف ہو سکیں ہم اُسکا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"میں عربی اخبارات کو اس امر پر عرصہ دراز سے دلمیں ملامت کیا کرتا تہا کہ خلیج فارس کے مسائل کے متعلق وہ کیوں نہیں کچھہ شایع کرتے۔ لیکن جب معلوم کیا کہ اونکی وہاں کوئی نامہ نگار اور نہ انہیں استقدر مالی استطاعت ہے کہ فرنگستان کے مشہور اخباروں کی طرح خاص اپنے نامہ نگار مقرر کریں جو قطعات و ممالک جنبیہ میں پھرتے رہکر حالات قلمبند کرتے رہیں۔ تو میں نے انکو معذور سمجھہ لیا۔ یہی بے بضاعتی اس امر کا باعث ہے کہ عربی (یعنے مصر کے) اخبارات اہم خارجیہ احوال فرنگی اخبارات سے نقل کرنے کے عادی ہو گئے ہیں مگر بدقسمتی (نہیں اس موقع پر شاید خوش قسمتی کہنا چاہئے) سے فرنگی اخبارات کے بھی خلیج فارس کے علاقوں میں کوئی نامہ نگار نہیں ہیں۔ اسلئے جب کبھی وہاں کی نسبت کچھہ لکھا جاتا ہے تو عجب خلط مبحث کر دیا جاتا ہے اور چونکہ اس نواحمیں دول یورپ میں سے فقط انگلستان اپنا رسوخ اور اقتدار بڑہانے میں ساعی ہے۔ اسطرح اُسکو اپنی کارروائی کیلئے خوب کہلا میدان بلا رقیب و بلا معترض ملا ہوا ہے۔ خلیج فارس عراق عرب۔ ایران اور بلاد عرب کا راستہ ہے اور دُرِّ شہوار کا مخزن و معدن ہے۔ تقریباً چالیس برس ہوئے جب اول دولت انگلشیہ نے ایرانی ساحل کی بنا و رکیطرف متوجہ ہوکر وہانکے بندر ابوشہر پر دندان تیز کئے۔ اور اُسکے حصول کیلئے اپنی معمولی حکمت عملی سے کام لیا یعنے وہاں کے بعض بدخصال اور اعدائے ملک تجار کو بطمع زر اس نواح میں فتنہ و فساد برپا کرنے پر آمادہ کیا گیا کہ اسطرح سے اپنی رعایا کی حفاظت کے بہانہ سے دست اندازی کا موقعہ ملجائے۔ اسوقت وہاں محکمہ تار کے ملازم ہونیکے سوا اور کوئی برطانوی رعیت موجود نہ تھی۔ ایرانی تجار متذکرہ صدر نے آخر بندر بوشہر میں فتنہ و شورش برپا کرادی جسکے شروع ہوتے ہی انگریزی بیڑا شہر کے قریب پہونچگیا۔ اور لنگر ڈالتے ہی کل شہر پر گولہ باری شروع کر دی جس سے تمام اہل شہر مدہوش و مضطرب ہو گئے۔ اسکے بعد بیڑہ

۱؎ براک آفندی نے قبضہ ابوشہر کی جو وجہ لکھی ہے وہ درست نہیں ہے ۱۸۵۳ء میں شاہ ناصر الدین مرحوم کے عہد میں جبکہ گورنمنٹ ہند کے خلاف منشا ہرات کا محاصرہ کرکے افغانوں سے فتح کر لیا تہا جسے امیر کابل کو واپس دلانے کیلئے بوشہر پر قبضہ اور ایران پر فوج کشی

سے فوج خشکی پر اتار دیگئی اور شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ بعد ازاں ایران کے اندرونی علاقہ پر چڑھائی کرنیکا حکم دیا گیا اور فوجکشی کا سامان درست کرنیکے لئے ایک جہاز کویت کو بھیجا گیا کہ بلاد عرب سے اونٹ خریدے جائیں۔ یہہ کام دلالوں کو ایک سرکردہ باشندہ یوسف البدر کے سپرد کیا گیا جس سے انگریزوں کی پہلی شناسائی تھی۔ اسکو چار ہزار اونٹوں کی قیمت دیکر کہا گیا۔ کہ اونٹ جلد خرید رکھے۔ دوسرا جہاز انہیں آکر لیجائیگا۔ مگر اتنے میں روس نے سخت دہمکی دی کہ اگر ایران کے اندرونی علاقہ پر فوجکشی کیگئی یا بوشہر پر قبضہ رہا گیا تو اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ اس سے انگریزوں نے فوجکشی کا ارادہ ترک کر کے بوشہر کو خالی کر دیا اور ایک افسر کو خریداری شتر انکے رد کر دینے کے لئے کویت روانہ کیا۔ مگر اسکے پہنچنے تک اونٹ خریدے جا چکے تھے۔ جو دوبارہ بہت خسارہ پر فروخت کر دئے گئے۔ جس جانور کی پانچ یا چھہ پونڈ قیمت دیگئی تھی اسکا بمشکل ایک پونڈ ملا چنانچہ اکثر اہالی کویت کی ثروت کی بنا اسی انگریزی خسارہ پر قائم ہوئی جن ہزار بوشہر کو رشوت ملی تھی انکو بھی آخر میں سخت ندامت اٹھانی پڑی۔ ان لوگوں کو طلائی دیناروں کے صندوق دئے گئے تھے۔ مگر جب بعد میں انہوں نے صندوقوں کو کہولکر اشرفیوں کو پرکہا تو وہ تانبے کی پائی گئیں۔ جنپر سونے کا ملمع کیا ہوا تھا۔ انکا کچہہ بقایا اب تک ملا و عجم بصرہ اور کویت میں موجود ہے۔

جب انگریزی پالیسی خلیج کے ایرانی ساحل پر کامیاب نہوئی تو اسنے دوسرے ساحل یعنی ساحل بلاد عرب عمان اور قطر و بحرین کیطرف توجہ کی تاکہ صدف کی شکارگاہوں سے زیادہ قریب ہو جائے اور سب سے اول وہ بندر قطر کیطرف جو بلاد عرب کے اندرونی حصہ کو جانے کا راستہ ہے متوجہ ہوئی۔ یہہ بندر نجد کے مشہور امیر آل سعود کے ماتحت تھا۔ اور آل سعود کیطرف سے اسپر ایک حاکم مسعود نامی رہتا تھا جو آل سعود اور میرے خاندان میں قرابت اور رشتہ داری ہے۔ جب انگریزی جہاز نے قطر کے قریب پہنچکر لنگر ڈالدیا۔ تو حاکم شہر نے متحیر ہوکر اپنے آدمیوں کو تیار ہو جانے اور جہاز کی حرکات کی نگرانی کرنے کا حکم دیا۔ ادہر جہاز نے لنگر انداز ہونیسے چند ساعت بعد چار کشتیاں سمندر میں اتار دیں چند سپاہی اور افسر سوار ہوکر خشکی کیطرف روانہ ہوئے یہہ کیفیت دیکھکر حاکم شہر بہت ڈرا اور اسنے حکم دیا۔ کہ کشتیوں کو واپس چلے جانیکا اشارہ کیا جائے لیکن کشتیوں کے افسروں نے اشارہ کی کچہہ پرواہ نہ کی اور برابر بڑہے چلے گئے۔ اسپر حاکم نے انکو ڈرانیکیلئے انکے سر پر سے اوپر گولے چلانیکا حکم دیا۔ جب یہہ تدبیر بھی کارگر نہوئی تو انپر سیدھی نشانہ بازی کرنے اور گولیاں چلانیکا حکم دیا گیا۔ کشتیاں جہاز سے بہت دور نکل آئی تھیں۔ اور اب ایسے ہی نہیں چل سکتی تھیں۔ پس سوائے پانچ یا سات کے جو تیر کر جا سکتے تھے۔ اور دریا میں کود پڑے تھے باقی سب گولیوں سے یا غرق ہوکر ہلاک ہوگئے۔ یہہ تباہی دیکھکر جہاز کا کپتان آگ بگولا ہوگیا اور اسنے اپنی ثقیل توپوں سے دریا کے کنارے پر گولہ باری شروع کر دی اور جب کنارہ ساحل کو جسے وہ اپنے خیال میں قلعہ اور مورچہ سمجھے ہوئے تھا۔ منہدم کر چکا تو کشتیوں اور مردوں کو وہیں چھوڑکر لنگر اٹھا چلدیا۔ یہہ واقعہ بلاد عرب میں برتاؤ پر سب کو معلوم ہے اور اب تک قومی واقعہ سمجھا جاتا ہے جس میں بلندی نہ انگریزی جہاز والے کو کہ پائی کیگئی تھی۔ چنانچہ متعدد محاربوں کے بعد فریقین میں ۴ رجب ۱۲۷۳ھ کو اس شرط پر معاہدہ ہوگیا۔ کہ ایران ہرات کو خالی کر دے اور آئندہ اوس سے کوئی غرض نہ رکھے۔ اسکے عوض میں انگریزوں نے بوشہر اور ایرانی ساحل سے فوج واپس ہٹالی۔ بوشہر پر ۱۰ دسمبر ۱۸۵۶ء کو کامل انگریزی قبضہ ہوا تھا۔ (ایڈیٹر)

کی تھی اسکا نام دمام ہے جس کو یہ واقعہ بھی حادثۂ الدمام کے نام سے مشہور ہے جب انگلستان کو اوپر شہر کے مسئلۂ دمام میں بھی کامیابی ہوئی
تو اسنے اعتصاب کی پالیسی چھوڑ کر آشتی اور نرمی کی حکمت عملی اختیار کرکے اسکی آزمائش علاقۂ عمان اور بالخصوص وہاں کے صدر
مقام اور بندرگاہ مسقط پر شروع کی اسوقت وہاں کا حاکم ترکی بن سعید تھا جو انگریزوں کا بڑا دوست ہوگیا۔ انگریزی تجارت عمان میں
شروع ہو کر تمام ملک میں پھیل گئی۔ اور بمبئی سے کشتی تاجر مسقط پہونچ گئے جو علاوہ تجارت کی اشاعت اور رونق کے ضرورت کیوقت یہ بھی
کام دے سکتے تھے کہ انکی حمایت وحفاظت کے بہانہ سے دست اندازی کرنی سہل تھی۔ چنانچہ وہاں انگریزی قونصل مقرر کیا گیا
بندر مسقط میں ایک انگریزی جہاز ہمیشہ رہنے لگ گیا۔ اور تاوقتیکہ ترکی بن سعید فوت اور اسکے بعد اسکا بیٹا فیصل امام مسقط
ہوا۔ انگریزی اقتدار اور رسوخ میں روزافزوں ترقی ہوتی رہی۔

ثانیاً امام انگریزوں سے متنفر اور اہالی فرانس کی طرف مائل تھا کیونکہ آخر الذکر اہالی عمان کو حبشہ سے غلام لانے سے نہیں روکتی تھی اسوجہ
سے اکثر اہالی سواحل بالخصوص عربانی کشتیوں اور جہازوں کے مالک فرانسیسیوں کی حمایت میں چلے گئے اور امام نے ان لوگوں کی جو اس حمایت
کے طالب ہوتے تھے بہت آسانیاں پیدا کردیں اس حمایت سے ان لوگوں کو یہ فائدہ تھا کہ خواہ جسقدر غلام چاہیں کشتیوں میں بھر لیتے اور جب
کوئی انگریزی جہاز (جو بحیرۂ عرب میں تجارت غلامان کے انسداد کیلئے گشت کرتے رہتے ہیں) قریب پہونچتا تو فرانسیسی جھنڈا بلند کرکے اسکے
گولوں سے محفوظ ہو جاتے اس وجہ اور اسباب، حمایت فرانس کا اقتدار بتدریج بڑھتا گیا اور انگلستان کا کم ہوتا گیا حتیٰ کہ سواحل عمان پر
بالکل معدوم ہوگیا۔ میں نے ان جہازوں والوں سے جو غلاموں کی تجارت کرتے ہیں ایک دفعہ دریافت کیا کہ جب کسی انگریزی جہاز سے تمہاری
مڈبھیڑ ہو جاتی ہے تو کیا کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب ہم کسی ایسے جہاز کو دیکھتے ہیں تو فرانسیسی علم کو بلند کر دیتے ہیں۔ وہ جہاز فضا میں
توپ چلاکر ہمکو کھڑا ہو جانیکا حکم دیتا ہے اور قریب پہونچکر ایک کشتی کو جسمیں چند ملاح اور ایک افسر سوار ہوتے ہیں نیچے اتار دیتے ہیں
افسر کے پاس ایک رجسٹر ہوتا ہے وہ اسے لیکر ہمارے جہاز میں آجاتے ہیں اور جہاز اسکے کپتان اور مالک کے نام اسکا نمبر اسباب کی
مقدار اور غلاموں کی تعداد لکھکر سند حمایت مانگتے ہیں۔ اور ہم سند کا نمبر لیکر فرانس کو برا بھلا کہتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں۔

انہی باتوں سے فرانس کا اقتدار اسقدر بڑھتا گیا کہ آخر باشندگان شہر کی رضا اور انکی خواہش سے بندر سور سے ہر ایک کو اس نے
اپنی حمایت میں لیلیا۔ یہ شہر عمان کے مشہور بنادر میں سے ہے۔ انگلستان یہ رنگ دیکھکر اپنے غضب کو نہ روک سکا۔ مگر وہ اہالی کی رضامندی
کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ اور یہ اسکی سخت مخالفت ہو رہی تھی اور فرانس کے بڑے دوست تھے انگریزی قونصل نے مخفی تدبیر کیلئے آخر
یہ تجویز کی کہ شیخ صالح بن علی کو جو امام ترکی کے فوت ہونے کے بعد مدعی امامت ہوکر فیصل سے برسرپیکار رہا تھا اور پھر اپنے دعوی سے دستبردار
ہوکر اسوقت ملک کو چلا گیا تھا کہلا بھیجا کہ اگر وہ مسقط میں آکر فساد برپا کرے تو انگریزی جہاز اسکی مدد کریگا۔ اس فساد میں ممکن ہے فیصل
قتل ہو جائے اور تخت صالح کو مل جائے۔ صالح نے قونصل کی بات مان لی اور یہ قرار پایا کہ صالح دوستانہ ملاقات کا بہانہ کرکے تین سو
آدمی ہمراہ لیکر فیصل کے محل میں بطور مہمان اترے۔ ادھر قونصل نے اہالی شہر کو اسکا طرفدار بنا رکھا۔ محل میں پہونچکر جب انکو صالح
فیصل پر حملہ کرے تو صالح کے ہوا خواہ شہر میں فیصل کے ہوا خواہوں پر ٹوٹ پڑیں۔ قونصل نے حسب قرارداد بعض اعیان شہر کو شیخ صالح کا طرفدار

بنا لیا اور ایکدن وہ خود بھی تین سو کے قریب آدمی لیکر ظہر کے بعد امام کے مکان پر پہونچ گیا یہ تعداد ایسی نہ تھی کہ فیصل کو کوئی شبہ یا اندیشہ پیدا ہوتا مشایخ عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ مہمان اور میزبان کی حیثیت کے مطابق خدم اور ہمراہی ہمرکاب رکھیں۔ رات کا کھانا تناول کرنے کے بعد شیخ فیصل ملازموں کو مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے رہنے کی تاکید کرکے حرم میں جو محل کے قریب ہی چلا گیا۔ مگر شیخ صالح اور فکر میں تھے جب میزبان کے نوکر چاکر سو گئے تو اوسنے ہمراہیوں کو لیکر حرم پر حملہ کر دیا۔ لیکن اسکے وہاں تک پہونچنے سے پہلے محافظوں کو خبر ہو گئی اور گو انکی تعداد ناکافی تھی وہ مقابلہ پر کھڑے ہو گئے اور فریقین میں لڑائی شروع ہو گئی۔ شیخ فیصل شور و غل سنکر جاگ اٹھا اور اپنے بھائی کے پاس جو محل کے قریب ایک مضبوط اور بلند قلعہ میں جو ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے رہتے ہیں پناہ گزین ہو گیا (ناظرین کو معلوم ہے کہ مسقط کے اردگرد متعدد پہاڑیاں ہیں) ادہر بندوقوں کی آواز سنکر صالح کے طرفداروں نے شہر میں بلوہ کرکے فیصل کے طرفداروں پر حملہ کر دیا۔ اور ساری رات تلوار چلتی رہی۔ صبح ہونے پر جب شہر والوں کو معلوم ہوا کہ شیخ فیصل ابھی زندہ ہے تو اسکے حامیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے زیادہ مستعدی اور ثبات سے باغیوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ الغرض یہ فساد تین دن رات جاری رہا۔ اور شیخ صالح بھی کسی طرح سے اسمیں ہلاک ہو گیا۔ انگریزی قونصل نے جب دیکھا کہ کھیل بگڑ گیا ہے اور شیخ فیصل کامیاب ہو گیا ہے تو وہ دوسری چال چلا۔ اوسنے قلعہ میں امام کے پاس جاکر عرض کیا کہ انگریزی جہاز آپ کی مدد کیلئے حاضر ہے اگر آپ حکم دیں تو وہ فوراً شہر کے باغیوں پر (یعنے شہر پر) گولہ باری کر سکتا ہے۔ اسکے عوض آپ بندر گوادر انگلستان کے حوالہ کر دیں۔ امیر نے اس درخواست کو رد کرکے اسیوقت فرنچ قونصل کو بلایا اور اوس سے کہا کہ فرانسیسی جہاز کو بندرگاہ میں بھیجدو تاکہ اگر مجھے اس سے کام لینے کی ضرورت پڑے تو وہ قریب موجود رہے۔ فرنچ قونصل نے کسی شرط کے بغیر اس استدعا کو منظور کر لیا اور کہا جاتا ہے کہ فساد کے آخری وقت امیر فرنچ جہاز پر چلا گیا تھا۔ آخر صالح اور اسکے اکثر ہمراہیوں کے قتل کے بعد فتنہ فرو اور امن قائم ہو گیا۔ اس فساد میں بیشمار خلقت ضایع ہوئی اور شہر کا دو تہائی حصہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس فرنچ جہاز کا نام پرسی پولیس[1] ہے اور مئی ۱۸۹۶ء کے آخر میں جبکہ بندر عباس سے بمبئی کو واپس گیا تھا خود بھی دیکھا تھا۔

قیام امن کے بعد شیخ فیصل نے اپنے مقر حکومت کو واپس جاکر بغاوت کے اسباب کی تحقیقات کی تو اوسپر واضح ہو گیا کہ انگریزی قونصل نے شیخ صالح سے اعانت کے عوض یہ وعدہ لیا تھا کہ تخت بٹھانے پر گوادر انگریزوں کے حوالہ کر دیگا اور عمان کو انگریزی حمایت میں قبول کریگا۔ اس سے شیخ فیصل کے دل میں انگریزی قونصل کی طرف سے اور رنجیدگی بڑھ گئی۔ اور اسنے فرنچ قونصل کو اپنا مشیر بنا لیا اور فرانس نے ان حوادث کے بعد فیصلہ کر دیا کہ انگریزی جہازات کی حرکات کی نگرانی کرتے رہنے اور انکو خلیج فارس کے سواحل پر کسی بندر پر قابض ہونے سے روکنے کے لئے ایک فرانسیسی جہاز ہمیشہ وہاں مقیم رہے لیکن اسنے اس جنگی جہاز کو تجارتی بنا رکھا ہے جو بصرہ اور بمبئی کے درمیان اسباب لیکر آتا جاتا ہے۔ میں نے اس جہاز کے تمام فوجی افسروں اور سپاہیوں کو دیکھا ہوا ہے۔ اسپر خلاصیوں کے علاوہ ایک سو ساٹھ بحری سپاہی ہیں میں نے جہاز کے مقاصد بھی اوسکے افسر اعلے سے کنایتاً معلوم کئے تھے۔ فرانس کے مقاصد کی نسبت اوسنے کہا کہ وہ خلیج فارس میں انگلستان کی کوشش کی مزاحمت کرنے اور اہالی ساحل کو فرانس کا دوست بنانے کے سوا اور کوئی ذاتی غرض نہیں رکھتا۔ اس جہاز کی سب سے عجیب بات جو دیکھنے میں آئی

[1] یہی نام ایران کے دو قلیل الوزن والجسامت جنگی جہازوں میں سے جو ایران کی بحری طاقت کی کل کائنات ہیں۔ میری جہاز کا بھی اسی [illegible]

کہ اسکا قومندان جیمز جیمسن نام انگریز شخص تھا۔ الغرض اگر فرانس کو اپنی تقویت پر کفتدہ بھروسہ ہے کہ وہ اپنے پولیٹیکل راز غیر قوم کے لوگوں
سے چھپانے کی کوئی پروا نہیں کرتا اور ایسے کاموں پر بھی ان کو مامور کر دیتا ہے (اس موقعہ پر شاید یہہ بتا دینا نامناسب نہو گا کہ ایک
بالکل اجنبی اور بے تعلق سلطنت نے محض اس غرض سے کہ اسکی رقیب طاقت کو زیادہ اقتدار حاصل نہو جائے خاص طور پر ایک جنگی جہاز
کو خلیج فارس میں مقیم کر رکھا ہے۔ مگر ایران کی بحری طاقت کی جو کائنات ہے وہ فٹ نوٹ میں درج کیگئی ہے اور نصف خلیج فارس کی مالک
دوسری سلطنت یعنی ٹرکی کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا صرف ایک ٹوٹا پھوٹا اگن بوٹ مامور ہے جو بصرہ سے البینا تک بمشکل [illegible] دن میں
پہونچتا ہے جب اسلامی سلطنتوں کی بے بضاعتی یا لاپروائی اس درجہ پر پہونچی ہوئی ہے۔ تو اغیار کی دست برد سے انکی مقبوضات کا
بچا رہنا کیا عجائبات روزگار سے کچھہ کم ہو سکتا ہے؟)

حادثہ مسقط کے پہلے اور بعد بھی انگلستان جزیرۂ بحرین کو قابو کرنیکی فکر میں لگا ہوا تھا۔ جسکے لئے یہ تدبیر کیگئی کہ جزیرہ کو اُن ہندو
سے جو انگریزی رعیت تھے بھر دیا۔ اور ان لوگوں کے نقصانات کے معاوضونکے بہانہ سے شیخ عیسیٰ بن خلیفہ حاکم بحرین کے خزانہ کو خالی کر دیا۔
اور جب وہ قرض میں سر سے پاؤں تک مبتلا ہو گیا تو اسکے پاس ایک باشندۂ بحرین کو یہ پیغام بھیجا گیا کہ وہ اپنی ذات اور اپنے علاقہ کو انگریزی
حمایت میں دیدے۔ حاکم نے اسکے قبول کرنیسے انکار کیا تو قاصد نے دہمکی دی کہ تم باشندونکو اجنبی لوگوں کے ستانے کی ترغیب دیتے رہتے ہو۔
در اصل متوطنوں اور آبادکاروں میں محبت و الفت پیدا نہیں کر سکتے۔ ان قصوروں کی پاداش میں تمکو اور تمہارے خاندان کو جزیرہ سے جبراً
جلاوطن کر دیا جائیگا۔ یہہ دہمکی اپنا کام کر گئی اور ۱۸۹۳ء کے آخری حصہ میں بحرین[1] انگریزی حمایت میں کر دیا گیا۔ مگر اہالی جزیرہ کو یہ امر گوارا
نہوا اور سب نے اپنی شکار گاہہائے صدف اور وطن کو چھوڑ کر قطر میں ہجرت کر جانیکی نیت کر لی۔ اور شیخ قاسم بن ثانی کے پاس چند اکابر کو اس غرض
کیلئے روانہ کیا گیا۔ اوسنے اون کی درخواست کو بڑی خوشی سے منظور کر کے انکو زبارہ میں آباد کرنے کا عزم کر لیا۔ یہہ مقام جزیرہ کے قریب
ساحل عمان پر واقع ہے جو عرصہ سے ویران او رکہنڈر پڑا تھا۔ اسنے معمار اور مزدور بھیجکر عمارات کو درست کرا دیا۔ اور فقیر و غنی تاجر و صناع
کل اہالی بحرین اسمیں آ بسے اور تھوڑی مدت میں یہ پھر آباد شہر ہو گیا۔ لیکن مہاجرین کو ایک سخت دقت درپیش آ گئی انمیں تقریباً ۵۰۰ سو
کنبے شکار صدف پر گذارہ کرتے تھے اور شکار کا موسم مہاجرت میں گذر گیا تھا جس سے اُن لوگوں کی حالت فاقہ مستی سے بہت بری ہو گئی
شیخ قاسم کو جب اسکی خبر ہوئی تو اُسنے اہالی عرب کی معمولی دریا دلی سے کام لیکر ہر ایک کنبہ کے لئے تین تین سو روپیہ نقد اور اسقدر خرما گندم
اور چاول جو آیندہ موسم تک کفایت کریں بھیجدیئے۔ اور قرضہ کی ادائگی کے لئے تین مساوی سالانہ قسطیں کر دیں۔ شیخ مذکور نے زبارہ کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پیدا ہوتا ہے کہ شاید براک آفندی نے فریگیٹ جہاز کا نام صحیح نہیں لکھا۔ کیونکہ فرانسیسی بیڑہ میں اس نام کا کوئی جہاز نہیں۔

[1] جزائر بحرین کا مجموعہ ساحل الاحسا سے ۲۰ میل پرے خلیج فارس میں واقع ہے۔ کل جزائر تعداد میں نو دس ہیں۔ سب سے بڑا بحرین ہے جو ۲۷ میل طول اور
۱۰ میل عرض میں ہے۔ دوسرے کا نام محرق ہے وہ بحرین کے شمال میں ہے اور ۴ میل طول اور نصف میل عرض میں ہے۔ حاکم علاقہ یہیں رہتا ہے۔ بحرین کا صدر مقام
منامہ ہے جو دس میل لمبا ہے۔ اور ۲۵ ہزار کی آبادی رکھتا ہے۔ انگریزی حمایت ۱۸۶۱ء میں قایم کی گئی۔ اور پھر دوبارہ ۱۸۸۰ء میں شیخ عیسیٰ
نے باقاعدہ طور پر انگریزی اطاعت کو قبول کیا۔ محرق کی آبادی ۲۲ ہزار ہے۔ اور کل جزائر میں ۵۰ گاؤں آباد ہیں باقی جزیرے چٹانی وغیرہ آباد ہیں۔

بھی اپنے خرچ سے تعمیر کرایا تہا اس سے اسکی دولت و ثروت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

ادہر جب انگریزوں کو اہالی بحرین کی مہاجرت اور شیخ قاسم کے سلوک کی خبر ملی تو اونہوں نے دو جنگی جہاز قطر کو بھیجکر شیخ کو کہلا بھیجا کہ اگر ۴۸ گہنٹوں کے اندر دس لاکھ روپیہ ادا نکیا تو زبارہ پر گولہ باری کیجائیگی اور باشندے پھر بحرین میں بھیجدئے جائینگے۔ شیخ نے اس مطالبہ سے حیران ہوکر دریافت کیا کہ اس تاوان اور دہمکی کا باعث کیا ہے تو جواب دیا گیا کہ انگریزی رعیت کا اسقدر قرضہ ان مہاجرین پر باقی ہے۔ اسپر شیخ نے یہہ عقلمندی کا جواب دیا کہ کل مقروضوں کی ایک فہرست معہ تشریح قرضہ جو ہر ایک کے ذمہ واجب ہے میرے حوالہ کیجائے پس ہر ایک شخص کو جسکا نام فہرست میں ہوگا بحرین میں بھیجدونگا وہاں انکے مقدمے قاضی کے روبرو پیش کئے جاینگے جو کچھہ وہ فیصلہ کریگا میں اسکے مطابق روپیہ ادا کردونگا۔ انگریزی بیڑہ نے اس امر کو قبول کیا اور میعاد مقررہ تک قطر کے سامنے لنگر انداز رہکر بعد ازاں بندر زبارہ کو چلدیا اور وہاں پہونچتے ہی ڈیڑہ گھنٹہ تک گولہ باری کرکے شہر کو دوبارہ ویرانہ کہنڈر کردیا اور جو لوگ بہاگ نسکے تھے وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے جو شہر سے بہاگ گئے تھے۔ انکو فوج نے خشکی پر آکر گرفتار کرلیا اور وہ پہر بحرین میں پہنچادئے گئے اور اسطرح سے شیخ قاسم کے ساڑھے چھہ لاکھہ روپیہ پر پل میں پانی پہر گیا۔ اور دوسری طرف دولت انگلشیہ نے حاکم بحرین سے مطالبہ کیا کہ اسکی رعیت کو واپس لانے کے لئے زبارہ پر جو گولہ باری کی گئی ہے اسکا خرچ بحساب فی گولہ پانسو روپیہ ادا کرے اور گولوں کی تعداد کی تعیین جہازات کے کپتانوں پر چہوڑی گئی یہہ مطالبہ سنکر عیسی کے ہوش اڑ گئے۔ اور منت و سماجت دو لاکھہ روپیہ پر رضامند کرلیا مگر وہ اسکا دسواں حصہ بہی ادا کرنیکی استطاعت نرکہتا تہا۔ چنانچہ ادائے قرضہ کے لئے جو سود سے دن بدن زیادہ ہوتا جاتا تہا محاصل کا انتظام انگریزی قونصل کے سپرد کردیا گیا۔ کہ بعد وضع خرچ فاضلہ آمدنی قرضہ میں مجرا لیجائے۔ جزائر پر انگریزی حمایت قائم ہوگئی۔ اور قونصل کا عہدہ منسوخ ہوکر اسکا نام مشیر حاکم رکہا گیا۔ چونکہ دولت انگلشیہ دولت عثمانیہ کی صادق رفیق تہی۔ اسنے جزیرہ کو حمایت میں لیتے ہی شیخ عیسے کو حکم دیا کہ ہلالی جہنڈے کی جگہہ دوسرا نشان اختیار کرے۔ اسی طرح جزائر بحرین کی باشندگان کو (جنکے پاس چہوٹی بڑی تقریباً چار سو کشتیاں ہیں) اپنے جہازوں سے ہلال کا علم دور کرکے نیا جہنڈا لگانیکا حکم دیا گیا۔

باقی حالات افندی مذکور نے المؤید میں پہر تحریر کرنیکا وعدہ کرکے اپنے مضمون کو سردست یہانپر ختم کردیا ہے اسمیں بعض واقعات کی بابت اپنے بیان میں انسے عمداً یا سہواً غلطیاں ہوگئی تہیں۔ اونکی بالکل اصلاح کردیگئی ہے۔ ان میں سے اگرچہ بہت سے تاریخی سقم ہیں۔ تاہم اس اسلامی علاقہ کے متعلق جسکی طرف عام مسلمانوں کو اب تک بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ اون سے فی الجملہ بہت کچھہ مفید واقفیت اور آگاہی حاصل ہوسکتی ہے یہہ فساد جسنے خطرناک صورت اختیار کرلینی کا اپریل ۱۹۰۵ء تک خطرہ تہا بصلح وصفائی طے ہوگیا۔ ترکی حکومت کو کسیطرح کی فوجی کارروائی نکرنی پڑی اور افواج قاہرہ سنہ مذکور کے اواخر میں اپنی اپنی چہاونیوں کو واپس بہیجدیگئیں۔

سلطنت مراکو

سلطنت مراکو کی نسبت جریدۃ الغراء ثمرات الفنون کا نامہ نگار مغرب الاقصے سے تحریر کرتا ہے کہ موجودہ حالت ابتک حسب مراد نہیں ہے۔ حضرت مولائی عبدالعزیز حاکم الیفہ سلطان مراکو آجکل مراکش کے قریب قصبہ تادلہ میں وہاں کے اور نیز متصل علاقہ کے قبائل متوحشہ کی اخضاع وسرکوبی کیلئے مقیم ہیں لکھا جاتا ہے کہ یہہ لوگ اطاعت قبول کرنے اور نقد

جرمانہ ادا کرنے پر رضامند ہیں۔ مگر یرغمال دینے سے انکاری ہیں۔

"ریف کے سلسلہ کوہستان کو قبائل نے جنہوں نے گذشتہ سال میں ایک فرانسیسی جہاز اور اوسکے کپتان و بعض ملاحین کو باینخیال کر وہ ہسپانیہ والونکا جہاز ہے گرفتار کیا تھا اور بعد ازاں ایک اطالین اور ایک انگریزی جہاز کا تعرض کر کے ان کے بھی چند ملاحوں کو پکڑ لیا تھا ان سب قیدیوں کو سوقت تک اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ جبتک کہ اہالی ہسپانیہ ان چند ریفیوں کو جو اونہوں نے جنگی جہاز سے انپر گولہ باری کر کے گرفتار کر لیے تھے آزاد نہ کر دیں اور نیز طنجہ اور انجیر وغیرہ بنادر میں جو ریفی قید میں ہیں رہا نہ کر دیے جائیں سب کی آخری خبر ہے کہ اہل ریف نے اس مضمون کا خط کل دول اجنبیہ کو تو قنصلین کو جو طنجہ میں مقیم ہیں روانہ کیا ہے۔ اور انہوں نے عیسائی اسیروں کو رہا کر دینے کیلئے ریفی اسیروں اور قیدیوں کو رہائی دلوانا شروع کر دیا ہے"۔

کوہستان ریف مراکو کی شمالی ساحل کے قریب مشرق سے مغرب تک چلے گئے ہیں۔ انکے داہنی طرف (مشرق) فرانسیسی علاقہ (الجزایر) اور شمال پر ہسپانیہ کے متعدد مقبوضات ہیں جو بندر میلیلا اور سیوٹا کے علاوہ ساحلی جزایر پر بھی قابض ہیں۔ اسلئے اہالی ریف کو اکثر ان سے برسر پیکار رہنا پڑتا ہے اور چونکہ ہماری سرحدی قبائل کیطرح یہہ لوگ بہت دلیر اور جنگجو اور انکا علاقہ بہت دشوار گذار ہے۔ اسلیئے نہ عیسائی ہمسایہ اور نہ سلطان ہی جسکے وہ برائے نام مطیع ہیں انکو قرار واقعی تنبیہ کر سکتا ہے۔ اگر بمشکل تمام انہیں کچھہ نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ تو وہ بھی اندھیرے اجالے عیسائیونکی چھوٹی موٹی ساحلی کشتیوں اور بادبانی جہازونکو تاخت و تاراج اور انکو ملاحین کو گرفتار کر لیجاتے ہیں۔

پچھلے ہفتہ شاہ بلجیم کی درخواست اور مراکو میں روسی سفیر کی تقرری کی خبر درج کرنے کے بعد ہمنے مراکو ایسی وسیع اور با موقع اسلامی سلطنت میں کسی ترکی سفیر کے نہونے پر افسوس ظاہر کیا تھا۔ مگر مندرجہ بالا ترکی اخبار ساتھہ ہی یہہ بھی خوشخبری سناتا ہے۔ کہ مراکو میں عام افواہ مشہور ہو رہی ہے۔ کہ عنقریب وہاں مستقل طور پر ترکی سفیر مقرر ہونے والا ہے۔

اس موقع پر مراکو کے مجمل حالات جو نہ فقط دول عظام بلکہ بلجیم ایسی حقیر ریاست کی طمع و آز کا بھی آماجگاہ بن رہا ہے درج کر دینے غالباً نامناسب نہیں ہونگے۔ یہ سلطنت افریقہ کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہے۔ اسکے شمال میں بحیرہ روم اور آبنائے جبل طارق۔ مغرب میں بحر اوقیانوس۔ مشرق سرحد کے کچھہ حصہ پر الجزائر اور باقی حصہ اور جنوب میں صحرائے افریقہ ہے۔ ملک زیادہ تر کوہستانی ہے۔ مگر وادیاں بہت زرخیز ہیں۔ سلسلہ کوہ اطلس اسکو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ وہ مشرق سے کچھہ دور مغرب کو آکر پھر شمال سے جنوب کے رخ ہو جاتا ہے۔ ساحل اور اسکے درمیان کا میدان پچاس سے سو میل تک عریض ہے اور اسکا طول تخمیناً تین چار سو پانسو میل تک ہے۔ یہہ میدان نہایت زرخیز اور وہاں گندم کی بے انتہا پیداوار ہوتی ہے۔ اطلس سے جنوبی علاقہ پہلے تو زرخیز ہے۔ اور اسمیں خرما و کھجور بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن صحرا کے قریب پہنچکر بالکل غیر آباد اور ریگستانی ہو جاتا ہے۔ ساحل سمندر کے متصل شمالی علاقہ کی آب و ہوا نہایت معتدل اور خوشگوار ہے اور اکثر یورپین تبدیل آب و ہوا اور بحالی صحت کے لئے موسم سرما میں وہاں چلے جاتے ہیں۔ شیخ عبد اللہ کوئلیم اور فرانسیسی ڈاکٹر گرینیر یہیں انوار اسلام سے مستفیض ہوئے تھے۔ اور بلاد مغرب نے ہی انکو اسلام کی خوبیوں کا شیدائی بنایا تھا۔ جنوبی حصہ گرما میں نہایت گرم

اور سرما میں سخت سرد ہوتا ہے۔ اور وہاں بارش کبھی نام کو نہیں ہوتی۔ زراعتی اجناس گندم۔ مکی۔ جوار۔ جو۔ انگور۔ زیتون۔ نیشکر۔
کھجور۔ تمباکو اور کپاس ملک کی ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں۔ میوہ جات بالخصوص بادام بافراط ہوتی ہیں۔ اُون اور ریشم بکثرت ہوتی ہے
بکریاں ایسی عمدہ قسم کی ہوتی ہیں کہ "مراکو لیدر" (مراکو کا چمڑا) جو نہایت ہی ملائم و مضبوط اور کل چمڑوں سے بیش قیمت ہوتا ہے۔ انہیں
بکریوں کا ہوتا ہے۔ مرغزاروں میں نہایت اعلےٰ نسل کے گھوڑے پالے جاتے ہیں جنکی ممالک غیر کو لیجانے کی ممانعت ہے۔ گائے۔ بیل۔ خچر
اور بکری اور گدھے بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ بار برداری کا کام گدھے اور اونٹ دیتے ہیں۔ ریل کا ابتک کل سلطنت میں نام ونشان
نہیں۔ شیر ببر۔ چیتے۔ چرخ۔ جنگلی سور۔ ہرن اور شتر مرغ صحرائی علاقوں میں بافراط موجود ہیں۔

ملک میں کئی دریا ہیں۔ جنمیں سے کچھ بحیرۂ روم میں اور باقی بحر اوقیانوس میں گرتے ہیں۔ سلسلہ کوہ اٹلس میں لوہا۔ جست۔ تانبا
اور سرمہ کی کانیں ہیں جنمیں سے فقط آخر الذکر دھات کو حاصل کرنے پر کوشش کیجاتی ہے۔ کانی نمک ہر جگہ وافر موجود ہے۔ اور بمقدار
کثیر سوڈان کو بھیجا جاتا ہے۔

بڑی صنعت و حرفت بیش قیمت سرخ زرد اور سبز رنگ کا چمڑہ تیار کرنا ہے۔ اسکے علاوہ ریشمی پارچات (فس) ترکی ٹوپی
اور طلائی فیتے بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

صحرا کیطرف چونکہ سرحد غیر معین ہے۔ اسلئے رقبہ کا درست اندازہ محال ہے تاہم صحیح ترین اندازہ کی رو سے دو لاکھ ۱۹ ہزار میل مربع
تصور کیا گیا ہے آبادی کا شمار بھی اسیطرح مشکوک ہے جو پچیس لاکھ سے ایکسو ۴۹ لاکھ تک شمار کیگئی ہے۔ انگریز مبصر پہلے اعداد کو زیادہ قرین
قیاس سمجھتے ہیں جنہوں نے ۱۹۱۲ء میں مختلف حصص کی آبادی کا حسب ذیل اندازہ لگایا تھا۔ صوبہ فیض (یا فاس) ۴۳ لاکھ
صوبہ مراکش ۳۰ لاکھ۔ صوبہ طافیلیہ علاقہ سجل ماسہ ½۱۰ لاکھ۔ صوبجات سوس۔ اور شمالی دراعہ ½۱۴ لاکھ۔ قوم وار تفصیل حسب
ذیل ہے۔ بربر اور تورغ ۴۰ لاکھ۔ شیلاہ بربر ۲۲ لاکھ۔ خالص بدو عرب ۷ لاکھ۔ مخلوط النسل عرب ۳۰ لاکھ۔ یہودی ½۳ لاکھ۔ حبشی ۲ لاکھ
کل ملک میں عیسائی ۵ ہزار سے زیادہ نہیں جنمیں سے ۴ ہزار فقط ایک ہی شہر طنجہ میں آباد ہیں۔

یوروپین لوگوں کو ملک کے اندرونی حالات ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ فاس کی آبادی ایک لاکھ چالیس ہزار۔ طنجہ کی تیس ہزار
اور مراکش کی ۶۰ ہزار ہے۔

سلطان اور رعایا مالکی المذہب سنت جماعت ہیں۔ ملک ۳۲ صوبوں میں منقسم ہے جنمیں سے بعض بہت وسیع اور بعض صرف ایک
ایک شہر پر محدود ہیں۔ سلطان بالکل مطلق العنان ہے اور ساتھ ہی مذہبی پیشوا بھی ہے۔ سلطان روم یا دیگر سلمان فرمانرواؤں کیطرح
اسکے مذہبی احکام شیخ الاسلام کی منظوری کے محتاج نہیں ہیں وہ امیر المومنین کا خطاب رکھتا ہے اور شریف یا سلطان کہلاتا ہے حکمران
خاندان علوی الحسینی ہے جسے سترہویں صدی میں مولائی احمد نے قائم کیا۔ پہلے کوئی باقاعدہ وزراء نہیں تھے بلکہ کاروبار سلطنت دربار کے مصاحبین
اور اہلکار چلایا کرتے تھے جنکا اعلےٰ افسر مولا الشرا کہلاتا تھا۔ اب باقاعدہ چھ وزیر مقرر ہیں (وزیر اعظم۔ وزیر خارجہ۔ وزیر داخلہ۔ وزیر
حرب۔ وزیر خزانہ۔ وزیر محکمہ پرسٹ و چیف جسٹس) مگر وہ صرف حکم کے بندے ہیں سلطان اگر مناسب سمجھے تو انسے مشورہ لیتا ہے نہیں

تو بھی خود جو مناسب سمجھے حکم دیدیتا ہے۔ ہر ایک صوبہ پر ایک قائد یا گورنر مقرر ہے جسکو اپنے علاقہ میں کامل اختیارات حاصل ہوتے ہیں وہ وہاں کی ملیشیا فوج کا کمانڈر بھی ہوتا ہے مگر اُن کو سلطان جب چاہے موقوف یا قتل کر سکتا ہے۔

عام تعلیم کی حالت ابھی تک بہت ناقص ہے۔ رعایا کا اکثر حصہ جاہل مطلق ہے۔ چھاپے کا رواج بھی ہنوز عام نہیں ہوا اور قرآن شریف اور دیگر مذہبی کتب زیادہ تر قلمی مروج ہیں اہل مغرب قرآن شریف کے بعد صحیح بخاری کو سب سے زیادہ مستند اور قابل ادب کتاب سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کا اصل قلمی نسخہ نہایت عزت و احترام سے بطور تبرک سلطانی محل میں محفوظ ہے اور جنگ کے وقت اس سے یہی کام لیا جاتا ہے جو ترک پیغمبر خدا کی مقدس علم سے لیتے ہیں۔ لڑائی میں یہ سلطانی خیمہ میں رہتا ہے اور سپاہی اس مذہبی تبرک اور قومی نشان پر جان کو تصدق کر دینا بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔

پرانے زمانہ میں مراکو کا نام صوبہ طنجی افا تھا جو بڑا عظیم الشان ملک تصور ہوتا تھا فاتحان عالم اقوام یعنی رومن، ونڈال یونانی اور عرب اپنی اپنی باری میں اسکے مالک رہ چکے ہیں۔ بارہویں صدی میں یہ فاطمیہ خلفا کی تصرف میں چلا گیا جو اسکے فتح کرنے سے پہلے ٹونس الجیریا، طرابلس و مصر پر متصرف تھے اور پھر اندلس پر بھی قابض ہو گئے۔ موجودہ خاندان شرفا کا بانی مولای احمد سترہویں صدی میں مراکو کا بادشاہ ہوا۔ سلطان حال مولای عبدالعزیز پسر سلطان مولای حسن ۱۸۷۸ء میں پیدا اور ۷ جون ۱۸۹۴ء کو تخت نشین ہوا۔ یہ خاندان کا پندرہواں حکمران ہے اور حضرت علی تک ۳۶ پشتوں میں اسکا سلسلہ نسب پہنچتا ہے۔ اسکے چار قبل نشین حسب ذیل ہیں۔ مولای حسن ۱۸۷۳ء سے لیکر ۱۸۹۴ء تک حکمران رہا۔ سید مولای محمد ۱۸۵۹ء سے ۱۸۷۳ء تک مولای عبدالرحمن ۱۸۲۲ء سے ۱۸۵۹ء تک اور مولای سلیمان ۱۷۹۴ء سے ۱۸۲۲ء تک فرمانروا رہا۔ تاج و تخت یا شریفی چتر کی وراثت صرف خاندان فلیلی یا طافلیک شرفا میں محدود ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا ہی سلطان ہو۔ حکمران سلطان مرنے سے پہلے خاندان میں سے ایک کو اپنا جانشین مقرر کر جاتا ہے اور انتخاب کرتے وقت اسکا یہ فرض ہے کہ تا حد علم لائق ترین شخص کو منتخب کرے۔ اسکی وفات کے بعد بالعموم پہلے جمعہ کو نماز جمعہ کے وقت متوفی کے منتخب کردہ رکن کو بادشاہ مشتہر کیا جاتا ہے اور چونکہ وہ عموماً شاہی خزانہ پر متصرف ہو گیا ہوا ہوتا ہے اور محافظ شاہی فوج جسکے اکثر افسر اسکے عہدہ دار ہوتے ہیں اسکی طرفدار ہوتی ہے کسیکو اسکی مخالفت کی جرأت نہیں پڑتی۔

سلطان زیادہ تر فاس میں اور گاہ گاہ پرانی دار الخلافہ مراکش یا مکنسہ میں رہائش رکھتا ہے۔ باقاعدہ فوج کی تعداد یہ ہے دس ہزار عسکری یعنی باقاعدہ پیدل سپاہی جو ایک انگریز کی زیر کمان ہیں۔ چار سو قواعد دان سوار چند میدانی توپخانہ کی باتریاں جو تین فرنچ افسروں کے ماتحت ہیں اور دو ہزار بے قاعدہ سوار یہ فوج ہر وقت سلطان کے ساتھ رہتی ہے۔ فاس میں بندوق کارتوس بنانیکا کارخانہ قائم کرنے میں مدد دینے کیلئے اطالین گورنمنٹ نے چالیس مع اطالین افسران توپخانہ اور ایک اطالین انجنیر کی خدمات سلطانکو مستعار دی ہیں ایک ہسپانوی فوجی کمشنر بھی پیمائش اراضی کے کام پر مامور ہے اور اندلسی گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق فاس، طنجہ یا طیطوان میں اقامت رکھتا ہے۔ انکے علاوہ ایک ہسپانوی فوجی ڈاکٹر ایک ہسپانی فوجی انجنیر اور ایک جیبی انجنیر بھی سلطان کے پاس ہیں کسی ترک عہدہ دار کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ باقاعدہ فوج کے علاوہ سلطنت مراکو میں ۸ ہزار ملیشیا سوار اور دس ہزار پیدل ہیں ہر سال چند گورنروں کو

ــه یہ انجنیر لازم جیساکچھ سلطان مراکو کو علم ہوے پہنچے یا وہ کتاب موجودہ ترقیات سے معلوم ہو سکتا ہے ۱۲

شخص کی اس حکومت کی تباہی پر افسوس نہیں ہو سکتا بلکہ جسقدر اطمینان ظاہر کیا جائے کم ہے۔ لیکن اس لحاظ سے یہہ معرکہ سخت قابل افسوس ہے کہ دنیا کو ایسے چالیس پچاس ہزار جانباز بہادر پھر شاید ہی کبھی حاصل ہو سکینگے۔ درویشوں میں بہت سے عیوب تھے۔ مگر اونکی شجاعت مردانہ اور جانبازی کو ایکدفعہ پہلے ہی کل دنیا تسلیم کر چکی تھی اور اس لڑائی سے اسکی پھر مزید تصدیق ہو گئی اور یہہ مسئلہ امر ہے کہ خواہ تہذیب و تمدن کسقدر ترقی کر جائے۔ دنیا میں ایسے لوگوں کا وجود ضروریات سے ہے۔

اسمیں کلام نہیں کہ درویشوں کو دیگر غیر یورپین ممالک کے باشندوں اور حکمرانوں کیطرح اپنی جہالت غفلت بد انتظامی اور بے بنیاد کبر و نخوت کا خمیازہ اٹھانا پڑا ہے۔ اگر خلیفہ عبد اللہ جو مہدی کا جانشین ہے جسکو بعد اکثر دیگر ایشیائی یا افریقی فرمانرواؤں کیطرح ذاتی لہو و لعب میں مشغول اور نشہ خود بینی و تکبر میں مست نہ ہو جاتا۔ اور اپنی طاقت کو زمانہ کی رفتار کے مطابق قایم رکھکر جدید اختراعات و ایجادات اور موجودہ علوم و فنون سے استفادہ کرتا رہتا تو اسے ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو یہہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا۔ اپنی رعایا کو جہالت کے قعر عمیق سے نکالنے کیلئے نہ سہی۔ اپنی فوجی قوت کو زمانہ کے حسب حال تیار رکھنا اسپر فرض عین تھا جسکو نظر انداز کر دینے پر اسکے سپاہیوں کی بے نظیر شجاعت و بسالت انکے حق میں الٹی اور سخت مضر ہو گئی۔ اسکے پاس حبش کی نظیر موجود تھی۔ کہ اس حقیر ریاست نے جس کی افواج کو بھی درویش کئی دفعہ فاحش شکستیں دے چکے تھے۔ محض آلات جدیدہ کے طفیل یورپ کی ایک زبردست سلطنت کی قواعد دان فوج پر کیسی نمایاں فتح حاصل کی تھی۔ اگر عبد اللہ کے طالع بیدار ہوتے تو وہ اپنے ہمسایہ کے حالات سے ہی استفادہ کر لیتا جنیلیک اس سے زیادہ مجبوری کی حالت میں اور چاروں طرف سے اعدا سے گھرا ہوا تھا۔ برعکس اسکے خلیفہ بیرونی دنیا سے کسی رستے کا تعلق پیدا کر سکتا تھا مگر منیلیک نے باوجود مذکورہ صدر مشکلات کے جو کچھ کر دکھایا وہ کل عالم پر واضح ہے۔ اور عبد اللہ تعایشی کئی ہزار جان نثاروں کو کٹوا کر اب صحرا اور ریگستانوں میں بھٹکتا پھر رہا ہے۔

فتح خرطوم سے افریقہ کے پالٹکس میں تغیر عظیم واقع ہو گیا ہے اور اس سے مسٹر سیسل رہوڈس کی اوس آرزو کے پورا ہونے کی بھی امید ہو گئی ہے کہ اسکندریہ سے لیکر راس امید تک خط مستقیم انگریزی اقتدار قایم اور ریلوے اور ٹیلیگراف کا سلسلہ جاری ہو جائے لیکن اسکے ساتھ ہی دیگر دول یورپ کی رقابت سے اب پیشتر کی نسبت تعلقات باہمی میں اگر کچھ زیادہ پیچیدگیاں بھی پڑ جائیں تو کوئی تعجب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گو اس مہم میں نصف فوج مصری بھی شامل تھی۔ اور کل فوج خدیو مصر کے ملازم انگریز سپہ سالار کچنر کے ماتحت تھی اور یہہ علاقہ ۱۸۸۳ء تک مصر کے براہ راست ماتحت تھا۔ مگر ۱۸۹۰ء کے معاہدہ برلن کے رو سے جو افریقہ کے متعلق چند دول یورپ میں ہوا تھا یوگنڈا سے لیکر خاص مصر کی حدود تک کل ملک انگریزی اقتدار کے دائرہ میں شامل سمجھا گیا تھا اور اب اوسکے حصہ کثیر پر عملی طور سے یہہ اقتدار قایم ہو گیا ہے۔ فرانس نے اس معاہدہ کو تسلیم نہیں کیا تھا اور وہ اوس وقت سے اوس علاقہ کے درمیانی حصہ یعنی علاقہ بحر الغزال پر اپنا تسلط جمانے کیلئے کوشش کر رہا ہے۔ اور کئی دفعہ سرکاری یا نیم سرکاری مہمیں بھیج چکا ہے۔ چنانچہ ابھی تک وہ مہمیں جنمیں سے ایک [illegible] ہے۔ اور وہ [illegible] قلزم کے بندرگاہ اوبوک سے اسغرض سے علاقہ مذکور کیطرف [illegible] ہیں۔ اور

انکی نسبت کئی دفعہ دریائے نیل ابیض کے قصبہ فشودا تک پہونچ جانیکی خبریں مشہور ہو چکی ہیں - ادہر میجر میکڈانلڈ انگریز افسر کچہ پہلے
برس سے یوگنڈا کیطرف سے علاقہ بحر الغزال کو جانیکی کوشش کر رہا ہے جسمیں گذشتہ دو ایک ماہ تک سوڈانی سپاہیوں کی بغاوت حارج
ہوتی رہی سردار کچنر نے پانچ گنبوٹ میجر مذکور کی مہم سے جا کر ملنے اور اگر کوئی فرانسیسی علاقہ میں پہونچگیا ہو تو اسے خارج
کرنے کیلئے نیل کی شاخ ابیض کے راستہ کو دریائی سرکنڈوں اور جہاڑیوں وغیرہ کیوجہ سے اسکا دکرادلیا صاف نہیں جنوب
کیطرف بہیجدئے ہیں - اور اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ظاہر ہے کہ فرانس کو اس سے سخت برافروختگی ہوگی ادہر ٹرکی
بھی یہہ کبہی گوارا نکر سکیگی کہ اسکے باجگزار صوبہ کا کوئی علاقہ کسی اور سلطنت کے مستقل قبضہ و تصرف میں چلا جاوے اور یہہ
یقینی امر ہے کہ اگرچہ جرمنی انگریزی فتحمندی پر رضامندی کا اظہار کر چکی ہے لیکن وہ فرانس یا ٹرکی کے برخلاف انگلستان کی امداد کبہی
نہیں کریگی - اسکے ساتھہ ہی یہہ بہی اظہر من الشمس ہے کہ مصریوں کا حصہ کثیر اس فتح سے خوش ہونیکی بجائے دلمیں سخت ناراض
ہے - وہ سمجھتے ہیں کہ انگلستان اس علاقہ کو انکے لئے نہیں بلکہ اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور خود اپنے تصرف میں رکہنے
کی غرض سے فتح کر رہا ہے - اور اس امر کی تصدیق انکو خرطوم پر مصری جہنڈے کے ساتھہ انگریزی علم کے بہی نصب دیکھنے سے بخوبی ہو گئی
ہے پس مصریوں کی خفیہ رنجیدگی کے ساتھہ ہی فرانس و ٹرکی کی علانیہ رنجش سے اس فتح کا جسپر اسقدر خوشی ظاہر کیجا رہی ہے برٹش گورنمنٹ
کیلئے مزید مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا کرنیکا باعث ہو جانا کچہہ بعید از قیاس نہیں ہو سکتا لیکن اگر انگریزی وزرا اسوقت لارڈ کرومر
اس حکومت کو خواہ وہ کیسی ہی سفاک ظالم اور وحشیانہ ہی کیوں نہ تہی اسطرح سے پامال کرنے کی بجائے نرمی و دلاسا و حکمت عملی سے
اپنا رفیق اور ساتھہ ہی نخالستان مصر کیطرح اسے شائستہ اور واقعی طاقتور بنانیکی کوشش کرتے تو وہ غالباً اس مدعا میں آسانی
کامیاب ہو جاتے - کیونکہ یہہ اپنی قسم کا پہلا تجربہ نہ ہوتا - انگریز مدبرین روسیوں سے بدرجہا زیادہ وحشیوں کو کئی مرتبہ رام کر چکے ہیں
اس تدبیر سے وہ افریقہ میں شمالاً جنوباً اپنا اقتدار قائم کرنیکے ارادہ میں بہی فائز المرام ہو جاتے اور انکے مخالفوں کو بہی انگلستان
کے برخلاف آزردگی ظاہر کرنیکا کوئی موقع نہ ملتا اور اسکے ساتھہ ہی ہماری فوجی قوت سوڈانی بہادروں کی شمولیت سے کئی گنی
زیادہ مضبوط ہو جاتی - مگر اب بمصداق ایک انگریزی مثل کے بیٹھے ہوئے دودہ پر افسوس کرنا فضول ہے - مضے ما مضے - درویش سولہ
برس حکومت کرکے جہانسے آئی تہی پہر وہیں چلدیئے - باقی رہا اس انقلاب کا زمانہ کے امن کیلئے مبارک یا نحس ثابت ہونا - یہہ خداوند
کریم کے اختیار میں ہے جیسا چاہے کرے - لیکن آثار بادی النظر میں اچہے نہیں رہے کیونکہ مشرق الاقصے میں تعلقات کئی دفعہ سخت نازک ہو چکے
ہیں اور پولیٹیکل شاطر اپنی اپنی چالوں میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں - اس ہفتہ ادہر سے بہی انگلستان کی بہت بڑی کامیابی
کی خبر موصول ہوئی ہے - وزرائے انگلستان کو چند مہینوں سے شبہ ہو رہا تہا کہ چین محض روس یا فرانس کے اغوا سے یا دبکی سے ہی
انگریزوں کے حقوق کو پامال نہیں کر رہا بلکہ کوئی اور بہی معشوق پس پردہ موجود ہے - آخر وہ لیہنگ چنگ گورنر جنرل صوبہ پیکن
ثابت ہوا - اسپر گورنمنٹ انگلشیہ نے گورنمنٹ چین سے اسکی موقوفی کا مطالبہ کیا اور جنگی بیڑہ دی ہائی دی بہیجدیا کہ اگر چینی ذرا
انکار کریں تو بندر ٹنٹسن وغیرہ پر گولہ باری کیجائے چینی گورنمنٹ اس غضب آلود دہمکی کی تاب نہ لاسکی اور لیہنگ چنگ کبہی ۱۸۹۶ء

ادہر ۱۸۹۸ء میں آخر جنگ یاجوج ماجوج یعنی محاربہ روس و جاپان شروع ہو گیا -

میں روس - جرمنی - فرانس - انگلستان اور امریکہ میں شاہانہ مدارات کیگئی تھی موقوف کر دیا گیا ہے - مگر فتح خرطوم کیطرح اس
کامیابی سے بھی ہمارے مخالفین اور آگ بگولا ہوگئے ہونگے - اور یہ اغلب ہے کہ وہ ہمیں زک پہنچانے کیلئے کوئی دقیقہ کوشش اور جانبازی کا
اٹھا نہیں رکھینگے - اور ان خوشنما مسرت آمیز خبروں کے ساتھ ہی کریٹ سے سخت ہولناک حوادث کی خبروں کا موصول ہونیسے
اگر یہ قیاس کر لیا جائے کہ ہمارے حریفوں نے اپنی چالونکی ریشہ دوانی شروع کر دی ہے تو شاید غلط نہوگا - آخر الذکر واقعات جیسے جانگ
وقوع پذیر ہوئے ہیں ویسے ہی سخت اندیشناک ہیں اور مزید افسوس یہ ہے کہ انکی ابتدا ہمارے ہی فعل سے شروع ہوئی ہے جسنے ثابت کر دیا
ہے کہ گو دیگر معاملات میں ہمارے وزراء کیسی ہی دور اندیشی - تدبیر اور لیاقت سے کام لیتے ہوں - مگر مشرقی مسئلہ میں ان صفات سے
بہت کم کام لیا جاتا ہے - ابھوتک کی اخبارات کے طرز تحریر انداز اور لب ولہجہ سے یہ عام ہو جانا چاہئے تھا کہ ٹرکی کریٹ میں ہر چہار دول یورپ
(روس - انگلستان - فرانس اور اٹلی) کی دست اندازی اور مداخلت سے سخت بگڑ رہی ہے اور خلاف معمول دھمکیاں دینے تک اتر
آئی ہے - اس سے وہ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ انکے اخبارات کی جو ایسے ملک میں شایع ہوتے ہیں جہاں مطابع کو آزادی حاصل نہیں
یہ پر جوشی بے مطلب نہیں - اور وہ ضرور اپنی حکومت کا عندیہ ظاہر کر رہے ہیں اور یہ ایک معمولی فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ٹرکی
ایسی سلطنت کا جو برسوں سے دلیری ظاہر کرنیکا نام بھی نہیں لیتی تھی اسطرح بالواسطہ طور پر خلاف معمول اپنی ناراضگی کو ظاہر کرنا
اس امر پر بھی دلالت کر رہا ہے کہ وہ اپنے میں اس ناراضگی کو نباہنے کی طاقت پاتی ہے - ایسی صورت میں خواہ مخواہ ایسے مقدم بنکر
اس سلطنت کو اور برافروختہ اور زمرہ مخالفین میں شامل کرنیکا باعث ہونا ہرگز دانائی کا فعل نہیں کہلا سکتا کیا آرمینیا کے مسئلہ
میں ہمیں روس اور فرانس کی منافقت کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں ہوئی کہ پھر انہی کے ساتھ شامل ہوکر ترکوں کے ایک اور علاقہ میں
عملی دست اندازی کرنے سے پرہیز نہیں کیا جاتا - اگر امراء نے پہلے ہی کینڈیا کے غیر تعشرات و محال پر تصرف کرنے کا فیصلہ کیا تھا تو
اول تو یہ کوشش کرنی واجب تھی کہ کسی اور سلطنت کے سپاہی اس کام پر مامور کئے جائیں - اور بالفرض محال اگر ہمارے چالاک رقیب اسکو
منظور نکرتے تو خالص انگریزی دستہ کو بھیجنے کی بجائے چاروں سلطنتوں کے دستوں سے مساوی سپاہی اس کام پر لگائے جانیکا اصرار کیا
جاتا - اور اغلب یقین ہے کہ اسی سے دوسری تینوں سلطنتوں کی نیک نیتی کی قلعی کھلجاتی - لیکن سب سے اول تو استحقاق وغیرہ کو الگ رکھکر
یہی سوال ہو سکتا ہے کہ ہم کدھر کے خدائی فوجدار ہیں کہ دوسری سلطنتوں کے تنازعات بین رعایا و حکام میں دخل دیتے پھریں - اگر
انسانی ہمدردی کے تقاضا سے یہ کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنی رعایا کی مصیبتوں اور افلاس کی بیکسی دور ہو جب ہمارا سوا ازیں ہمدردی اسکی
کیجائے جو اسکا مستحق بھی ہو - کل منصف مزاج عیسائی علانیہ پکار رہے ہیں کہ کریٹ کے مسلمان برے سہی - لیکن وہاں کے عیسائی بھی ان
مسلمانوں سے بدتر ہیں تو بھلے ہی نہیں پھر ایسے نالائقوں کیلئے اور بھی کیسے وقت نہیں ایسے نازک موقعہ پر جبکہ ہمکو اپنے دوستوں کی تعداد
بڑھانے یا کم از کم اپنے بدخواہوں کی تعداد نہ بڑھنے دینے کی سخت احتیاج ہے - اس ضرورت کو نظر انداز کرنا کہاں کا تدبر ہے ؟ افسوس اس ایک غلط
پالیسی سے صرف ایک چھوٹے سے جزیرہ میں ہماری اتنی قیمتی جانیں ضایع ہوتی ہیں کہ ان سے کہیں زیادہ ایک وسیع ملک کی فتح میں
اس دفعہ سے دو چار دن پہلے ضایع ہوئی تھیں اور ابھی خدا تعالیٰ گورنر کا بھلا کرے کہ وہ بروقت مدد لیکر آ پہنچا - ورنہ یہ تعداد جنگ

اور درمیان کے مقتولین و مجروحین کی تعداد کو بھی جا پہنچتی۔ اس جانی نقصان کے علاوہ جو سخت مشکل پیدا ہو گئی ہے وہ علیحدہ ہے اب اگر خاموش رہیں تو جگ ہنسائی ہوتی ہے۔ اگر انتقام کے درپے ہوں تو وہ بھی خالی از خطرہ نہیں۔

کریٹ کے مسلمان بھی آخر کسی بل پر اتنے بگڑے ہیں۔ مزید براں خواہ ترکی حکومت خاموش رہے کینڈیا کے مسلمانوں پر فوجی تشدد کیے جانے کی صورت میں وہاں کی ترکی فوج کا بھی پاس نہ ہے اور قومی سے اپنے افسروں کے اختیار سے باہر ہو جانا بعید از قیاس نہیں ہے۔ کل کریٹ میں اس وقت تقریباً بیس ہزار ترکی فوج موجود ہے اور وہ نہ صرف ساحلی قصبات میں مقیم ہے۔ اس تعداد میں سے یقیناً آٹھ نو ہزار فوج کینڈیا میں ہوگی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد بھی وہاں چالیس پچاس ہزار سے کم نہیں۔ اتنی بڑی جمعیت کو بزور شمشیر زیر کرنا ذرا ٹیڑھی کھیر ہوگا۔

سول کا بیان ہے کہ اگر یورپین دول مسلمان بلوائیوں سے بدلہ لینا تو درکنار انکے سر سے اپنی حفاظت ہی اٹھا لیں تو کریٹ کے فقط عیسائی ہی جو تعداد میں انسے پانچ گنا ہیں۔ انکو کچل ڈالیں۔ مگر یہہ اسکی غلط فہمی ہے۔ اندرون جزیرہ میں عیسائی محض اس وجہہ سے مسلمانوں پر غالب اور ان کے املاک و مکانات کو تباہ و ویران کر سکتے رہے ہیں کہ مسلمان متفرق طور پر چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں آباد تھے۔ اب اسکے برعکس ساحلی قصبات میں وہ بتعداد کثیر موجود ہیں۔ اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ انکے پاس اسلحہ وغیرہ بھی ضرور وافر موجود ہونگے۔ کیونکہ ترکی گورنمنٹ بظاہر خواہ کتنی ہی کیوں نہ دبا ہو مانتی جائے۔ وہ دل سے اس اجنبی مداخلت سے سخت ناراض ہے اور اسنے بالیقین ان مسلمانوں کو ہتھیار بہم پہنچا دیے ہونگے۔ جنکی معقول تعداد جواد پاشا فوجی گورنر پچھلے سال اپنے ساتھ لیتے گئے تھے۔ اور بعد میں برابر ترکی گورنمنٹ سامان حرب و ضرب اس مخالفت کے وقت تک جو چند ہفتے ہوئے امرائے بحر نے کی تھی کریٹ کو بھیجتی رہی تھی۔ پس خشکی پر مسلمانوں پر حملہ کرنے سے سخت کشت و خون کے بغیر کامیابی کی بظاہر کوئی امید نہیں باقی رہی۔ جہازی گولہ باری سو یہہ مسئلہ ہے کہ اگر قلعے مضبوط ہوں تو اس سے انکو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا یہہ امر اسکندریہ کی ۱۸۸۲ء والی گولہ باری اور نیز ہسپانیہ امریکہ کی موجودہ لڑائی سے بخوبی پایہ تصدیق کو پہنچ چکا ہے اور کریٹ کے ساحلی قلعوں کی مضبوطی کل دنیا پر روشن ہے جنپر علاوہ بریں گولہ باری کرنا ملکی سے علانیہ اعلان جنگ کرنے کے مساوی ہوگا البتہ شہر کی دوسری عمارتوں کو بہت نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مگر یہہ نقصان عیسائی مسلمان دونوں کے حق میں یکساں ہوگا اور اگر بفرض محال صرف مسلمانوں سے خوب بدلہ بھی لیلیا گیا۔ تو اس سے حاصل کیا ہوگا۔ اصل بحث یہہ ہے کہ کریٹ سے ہماری کونسی تجارتی۔ ملکی یا پولیٹیکل اغراض وابستہ ہیں کہ ہم انکے لئے یہہ بکھیڑا اور مفت کا درد سر خرید رہے ہوئے ہیں۔ بہر حال مسئلہ کریٹ نے سخت خطرناک صورت اختیار کر لی ہے جس سے اگر دول یورپ چاہیں۔ تو کل دنیا میں عالمگیر جنگ کرا دینے کا کام لے سکتی ہیں۔ اور اگر ابنائے زمانہ کی قسمت نیک ہے تو اسی کریٹ کے مخمصے سے اپنی خلاصی کرانے کیلئے کافی وجہہ بنا سکتے ہیں۔ واللہ علی کل شئ قدیر۔

ضمیمہ اول

بصرہ بغداد حلب لائین کو مشترکہ سرمایہ سے بنانیکی تجویز

(تجویز کی تحریک کیسے ہوئی)

اس تجویز کا میں پہلے حصہ کے کسی حاشیہ اور نیز دیباچہ میں ذکر کرچکا ہوں علاوہ اوسوجہ کے جو حاشیہ مذکور میں تحریر کیگئی ہے اس تجویز کی متعلقہ تحریروں کو تاریخ محاربات متصلی کے ساتھ بطور ضمیمہ درج کردینا اسلئے بھی مناسب سمجھا ہے کہ دراصل اس تجویز کا محرک بھی یہی محاربہ ہوا تھا کیونکہ محاربہ سے فارغ ہوکر جب سلطنت سنیہ نے بحری اصلاح و استحکام کیطرف توجہ کی تو نومبر ۱۸۹۷ء میں یہ افواہ عام مشہور ہوگئی کہ روس نے باب عالی کو لکھا ہے کہ اگر یہ تیاریاں ملتوی نہ کیگئیں تو روس تاوان جنگ کی سابقہ قسطوں کے بقائے کا فوراً مطالبہ و تقاضا کریگا اور اس دہمکی سے ڈرکر ٹرکی نے بحری تیاریوں کو ملتوی کردیا۔ اس خبر وحشت اثر سے لازمی طور پر اکثر محب قوم مسلمانوں کو جنہیں خصوصاً ٹرکی کے نہ مٹنے کا پہلے ہی کچھہ کم صدمہ نہ تہا سخت رنج پہونچا۔ چنانچہ ایک غیور و باحمیت بزرگوار نے دسمبر ۱۸۹۷ء کے آخری ہفتہ میں ان دہمکیوں کے انسداد کے متعلق ایک تجویز پیش کی جسکو خاکسار نے ناپسند کرکے اوسکے عوض مندرجہ عنوان تجویز کو پیش کیا اور یہ دسمبر ۱۸۹۷ء ہی سے یہ بحث شروع ہوگئی اور قاہرہ کے نامور روزانہ اخبار المؤید اور دیگر معزز و معتمد مصری و شامی اور ٹرکی اخبارات نے اوسکی بڑی پرجوشی سے تائید کی۔ ان سب اخبارات کی تحریروں کیلئے گنجایش نکالنا مشکل ہے۔ علاوہ بریں اونکے خیالات اور آراء کا خلاصہ وکیل کے متعدد مضامین میں ضمناً درج ہوچکا ہے۔ اسلئے صرف وکیل کے ہی مضامین کے اندراج پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

محولہ بالا بزرگوار محرک و مجوز کا خط مع ایڈیٹوریل ریمارک جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۷ء کے وکیل میں شایع ہوا حسب ذیل ہے

"اعانت عسکریہ کے لئے امیر المومنین کے زیر صدارت جو کمیٹی قسطنطنیہ میں قایم ہے اوسے کیوں نہیں۔ بڑے بڑے وکیل پرچے کہ کل دنیا کے مسلمانوں کو روس کے بقایا تاوان جنگ تعدادی تین کروڑ پونڈ کی بیباقی کے لئے روپیہ جمع کرنے کی ترغیب دیجاتی۔ کہ اوسکا روپیہ ادا کرکے آیندہ کے لئے اوسکی دہمکیوں اور رکاوٹوں سے مخلصی پالیجائے۔ مسلمان بخیل نہیں ہیں انسے کوئی

---

[1] اس افواہ کی گو بعد میں خود روسی گورنمنٹ نے باضابطہ تردید کردی مگر اسمیں کوئی کلام نہیں کہ روس گو ٹرکی کو دبانے کیلئے بقایا کا مطالبہ بھی کچھہ کم زبردست آلہ نہ تہا۔ روسی تاوان جنگ کی مقدار و قسطوں کی کیفیت و فتحات روم اور ٹرکی کی موجودہ حالت میں مفصل شرح بیان ہوچکی ہے۔ مختصر یہ کہ سابقہ قسطوں میں سے تقریباً ۳۱ لاکھہ پونڈ بقایا میں پڑگئی تھی۔ چنانچہ معمولی سالانہ قسط کے علاوہ اس بقایا کی ادائگی بھی ۱۸۹۶ء کے وسط میں فریقین میں قرار داد ہوگئی اور اس قسم کی ادائگی کا عثمانیہ بنک کفیل ہوگیا۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں جو اگر یکی اسلامی بقایا کا تو ذیل میں درج کردیگئی ہے۔

لینیوالا ہونا چاہئے مسلمانان عالم کیحالت کو ہندوستان کے مسلمانوں سے قیاس کرنا درست نہیں۔ یہ زیادہ مفلس اور کم مالدار ہیں کمیٹی مذکور اگر چین تک ایجنسیاں قایم کرد ے اور اسلامی اخبارات میں مسلمانوں کو تحریک کیجائے تو روپیہ کی فراہمی چنداں مشکل نہیں ہوگی"

نامہ نگار موصوف کی حب قومی اور پرجوشی قابل تحسین ہے لیکن اگر اس معاملہ میں کامیابی بھی ہوجائے اور زرمطلوبہ فراہم بھی ہوجائے تو روس کو یکمشت تین کروڑ پونڈ ادا کر دینا بالکل دانائی سے بعید ہے وہ ٹرکی سے محض تین لاکھ بیس ہزار پونڈ سالانہ لینے کا مستحق ہے۔ اور یہ رقم ایسی نہیں جو ٹرکی ادا نہ کرسکتی ہو۔ تین کروڑ پونڈ کی اول تو مدنی سالانہ آمدنی کم از کم ۱۲ لاکھ پونڈ ہوتی ہے۔ کجا بارہ لاکھ سالانہ اور کجا سوا تین لاکھ مگر ہمارے نامہ نگار چونکہ مسلمان ہیں اونکو یہ خیال بھی نہ گذرا ہوگا کہ جو رقم وہ یکمشت روس کو دینا تجویز کرتے ہیں۔ اس کا سالانہ سود کیا ہوگا۔ تاوان جنگ کا مسئلہ ٹرکی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے خلافت کو اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور اسلئے اسکے لئے مسلمانان عالم سے التجا کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ ہاں اگر خداوند کریم مسلمانان عالم کو اجتماع و اجتہاد کی توفیق عطا کردے۔ اور وہ ملکر کسی کام کے کرنے کے قابل ہو جائیں تو زیر بحث تجویز زیادہ مفید ہوگی کہ قسطنطنیہ میں بغداد سے براہ دمشق حرمین شریفین یمن تک ریلوے لاین بنانے کے لئے ایک عالیشان کمپنی امیر المومنین کے ظل حمایت میں مشترکہ سرمایہ سے قایم کیجائے۔ اور کل دنیا کے مسلمانوں کو اس میں شریک ہونے کی دعوت دیجائے اور حصص کی قیمت اتنی رکھی جائے کہ متوسط الحال اشخاص بھی اوسمیں شریک ہو سکیں یہ لاین ڈیڑھ دو کروڑ پونڈ کے سرمایہ سے دو تین برس کے اندر بخوبی تیار ہوسکتی ہے اور اس سے بمصداق ہم خرما و ہم ثواب ایک تو حرمین شریفین کا راستہ قریب و محفوظ ہوجائیگا۔ دوسرے مسلمانوں کا روپیہ ایک ایسے کام پر لگیگا جس سے ہمیشہ معقول آمدنی ہوتی رہیگی پھر اس لائن کا منافع سے جو کسی صورت میں ۸۔ ۷ فیصدی سے کم نہ ہوگا۔ اگر حصہ داران کمپنی مناسب سمجھیں تو روسی تاوان کی قسط تین لاکھ پونڈ ادا کر دیا کریں جسکی ادائگی کے بعد بھی اونکو چار فیصدی کی اوسط سے منافع ملتا رہیگا۔ اور سرمایہ بدستور قایم و موجود رہیگا۔ اور اتنی بڑی لاین کے جاری ہوجانے

۱؎ اسی اخبار کے ایک اور نوٹ میں حاجیوں کی صعوبتوں کے متعلق یہ ریمارک شایع ہوا تھا۔

جریدۃ الغرب طرابلس بلاد عثمانیہ و افریقیہ کے حاجیوں کے مصایب عدیدہ کے حالات جو اونکو عیسائی کمپنیوں کے جہازوں اور طود کر قرنطینہ میں برداشت کرنی پڑتی ہیں نہایت پردرد اور رقت انگیز پیرایہ میں بیان کرکے اپنے ہموطنوں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ کیوں بحری سفر کو چھوڑ کر دمشق کا پرانا راستہ اختیار نہیں کرتے۔ جہاں سے اب بھی ہر سال برابر حرمین شریفین کو محمل شریف لیکر قافلہ روانہ ہوتا ہے۔ اور امیر المومنین کیطرف سے ایک اعلے عہدہ دار مع فوج حاجیوں کی آسایش اور حفاظت کیلئے ہمراہ رہتا ہے۔ مالکان جہاز حاجیوں کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک کرتے ہیں۔ اور انکی بدسلوکی کے علاوہ جہازوں پر اس کثرت سے غریب حجاج کو بھر دیتے ہیں کہ اونکو رکوع و سجود کیلئے بھی جگہ نہیں ملتی۔ اور طہارت و پاکیزگی کا مطلقاً انتظام نہیں ہوسکتا۔ خشکی کے راستہ ان تکالیف کا نام و نشان نہیں اور اسلامی حمایت ہونیکا فایدہ علاوہ رہا بحری سفر میں بڑی آسانی یہ ہے کہ راستہ جلد طے ہوجاتا ہے۔ مگر مالکان جہاز کی حرص و طمع نے اس فایدہ کو موہوم بنا رکھا ہے۔ حاجی تو اس خیال سے جہاز پر سوار ہوتے ہیں کہ وہ کل روانہ ہوجائیگا مگر کپتان مزید سواریوں کی طمع سے مقررہ وقت پندرہ پندرہ دن بعد تک ہلنے کا نام نہیں لیتے اور اس اثنا میں دن کی دھوپ اور رات کی سردی اور شبنم سے وہ متعدد امراض کے شکار ہوجاتے ہیں۔ ہمعصر موصوف کی تحریر سے ظن غالب ہے کہ جہانتک

کتنی ہزار مسلمانوں کیلیے جو معاش کی سبیل ہو جائیگی۔ اور عراق عرب کی کئی لاکھ ایکڑ بنجر اراضی سہل الحصول اور قابل کاشت ہو سکیگی وہ مستغنیٰ ایسی علیحدہ ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری ترکی معاصرین رجال حکومت سنیہ اور بالخصوص انریبل حسین کامی بے افندی ترکش قونصل متعینہ کراچی اس تجویز کو باقاعدہ قالب میں ڈھالکر اوسپر عملدرآمد کرانیکی ضرور کوشش کرینگے واللہ المستعان علی ما تصفون۔

ترکی ریلوی لائنیں

ناظرین کو یہہ معلوم ہی کہ گورنمنٹ ٹرکی نے اپنے ملک میں توسیع ریلوی کیلیے اکثر موجودہ کمپنیوں سے اقرار کر رکھا ہی کہ اگر ان کو لائن سی سالانہ آمدنی فی میل کی اوسط سی مقررہ رقم کے برابر نہ ہو تو کمی خزانہ سے پوری کر دیجائیگی۔ اناطولین ریلوی کمپنی کا کئی لاکھ پونڈ کا مطالبہ اسی کمی سی جمع ہوتا گیا ہے۔ مگر ۱۸۹۷ء میں پہلی دفعہ اپنے ملک کی ایک ضمانتدار کمپنی سی گورنمنٹ عثمانیہ کو مالی فایدہ پہونچا ہے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ حیدر پاشا اسمد لائن کا اجارہ جو ۹۲ کیلومتر لنبی ہی ۴ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو ورٹمبرگ (جرمنی) کی بنک دویرنکی ڈائرکٹر مسٹر الفرڈ کولا کو جو ڈائشی بنک کی قائم کردہ کمپنی کے نائب کی حیثیت میں بالبدالی سی نامہ و پیام کر رہا تہا۔ اس شرط پر دیا گیا کہ گورنمنٹ فی کیلومتر دس ہزار تین سو فرنیک کل آمدنی ہونے کی ضمانت کرتی ہی یعنی اگر اس سی کم ہو تو خزانہ سی پوری کر دیجائیگی۔ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو مسٹر مذکور نے اپنا اجارہ اناطولین ریلوے کمپنی کی پاس فروخت کر دیا اور اوسنی بابعالی سی اسمد سی انگورہ تک لائن بڑہانیکا اجارہ پندرہ ہزار فرنیک سالانہ فی کیلومتر کی ضمانت ملنے پر لیکر ساتھ ہی یہہ اقرار کیا کہ اگر حیدر پاشا سے لیکر انگورہ تک یعنی کل لائن کی آمدنی بحساب اوسط فی کیلومتر دس ہزار تین سو فرنیک سے زیادہ ہو تو جسقدر رقم زیادہ ہو وہ پہلی ۹۲ کیلومتیروں پر پہیلا کر خزانہ عثمانیہ کو دیجائیگی ۱۸۹۷ء میں کل لائن پر بحساب اوسط ۱۳۵۵۸ فرنیک فی کیلومتر یعنے لائن کی پہلی جز کی ضمانت سی ۳۲۸۸ فرنیک زیادہ ہوئی۔ پس ۳۲۵۸×۹۲=۲۹۹۷۸۰ فرنیک خزانہ عثمانیہ کا حق ہوا۔

اس سے ضمانتی طریقہ کی طرفدار استدلال کر رہی ہیں کہ گورنمنٹ ضمانتیں دیکر لائنوں کی توسیع کی کوشش کری کیونکہ ۱۸۹۷ء کی حاصلات سی واضح ہو گیا ہے کہ اس طریق سی ملک میں آمدورفت کی ذرایع کی وسیع ہونیکے علاوہ خود گورنمنٹ کو بھی مالی منفعت ہو سکتی ہی لیکن

بقیہ صفحہ گذشتہ) اوسکے ابنائے وطن کا تعلق ہے بے اثر نہ ہوگی۔ مگر افسوس ہادہ ہندوالایا اور مغرب الاقصے اور الجزائر وغیرہ کو مسلمان دمشق کے رستہ سے بہت کم مستفید ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہندی حاجیوں کو اوسکی ضرورت بہی نہیں رہتی۔ اگر ان قواعد پر عمل ہو جو گورنمنٹ عالیہ ہندنے اونکی آسایش کیلیے وضع کرکے طامس کک کمپنی کو اونکا پابند کیا تہا۔ لیکن جیسا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے قواعد کا وضع کرنا تو آسان ہی مگر انسان کی فطرتی کمزوری کیوجہ سی اونپر پورا پورا عملدرآمد بالعموم بہت کم ہوتا ہے۔ علاوہ اگر ایسے ہندی حاجی جنکے پاس وقت کافی اور زاد راہ معقول موجود ہو ہندی بنادر سی روانہ ہو کر جدہ کی بجائی بغداد و بصرہ جا اتریں اور وہاں سی دمشق یا شمالی عرب کے رستہ حرمین شریفین جائیں تو بحری سفر کی تکالیف اور مالکان جہاز کے جور و ظلم سے بچنے کے علاوہ تقریباً کل اسلامی مقدس مقامات کربلائے معلی مدینہ منورہ، مکہ معظمہ و دمشق اور اگر ہمت کریں تو بیت المقدس کی بہی زیارت سی مستفیض ہو سکتے ہیں اور جسوقت اسکندرون بغداد ریلوے تیار ہو گئی جسکا اجارہ غالباً عنقریب ایک کمپنی کو ملنیوالا ہی اور اجارہ کو عطا کے بعد وہ چار پانچ برسوں میں تیار ہو جائیگی تو اوسوقت کل ایشیائی حاجیوں کیلیے اس رستہ سی [illegible] نہیں ہوگا

پیدا کی ہے یہ غلط فہمی ہے۔ اناطولین ریلوے کے حالات کسی پچھلی ہفتہ میں بالوضاحت درج کرکے ہم بتا چکے ہیں کہ عموماً ایسی کمپنیاں ضمانت پر
تکیہ کرکے اپنی آمدنی کو بڑھانے سے پہلو تہی کرتی ہیں وہ اوسکے لئے کوئی تدبیر یا کوشش نہیں کرتیں۔ اور اون کی غفلت اور سہل انگاری
سے ملک کی زراعت اور تجارت کو فایدہ کی بجائے سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس سال آمدنی کا اضافہ محض فوجوں کی نقل و حرکت کی
وجہ سے ہوا ہے۔ لیکن اگر انکو لینا ہی کمپنی کا اختیاری معاملہ ہوتا تو اناج کے انباروں کیطرح پلٹنیں بھی مہینوں تک اسٹیشنوں پر پڑی
رہتیں۔ اور دونوں کو منزل مقصود تک پہونچانیکا کوئی انتظام نہ کیا جاتا۔ پس یہ تین لاکھ فرانک بھی فی الحقیقت گورنمنٹ کو بطور جدید
آمدنی نہیں ہے بلکہ اونہی کئی لاکھ پونڈوں میں سے جو بطور کرایہ کمپنی کو دیئے گئے۔ دس بارہ ہزار پونڈ واپس ملگئے ہیں۔ ہاں اس سال اتنا
فایدہ ضرور رہا کہ پہلے ضمانت کی کمی بلا معاوضہ ادا کیجاتی تھی۔ اب وہ کمی فوج کے کرایہ کی صورت میں ادا کر دیگئی۔ برخلاف اس کے
جن معدودے چند اشخاص سرمایہ داران ریلوے کمپنیوں کے ساتھ ذمہ داری نہیں کیگئی۔ وہ اپنی آمدنی کو بڑھانے کیلئے دن رات سرگرمی
کے ساتھ محنت کرتی رہتی ہیں۔ اس سرمایہ داران کمپنی کی ہفتہ وار آمدنی چند برس ہوئے شروع شروع میں ہزار ڈیڑھ ہزار پونڈ سے زیادہ
نہ تھی جو اب بالاوسط آٹھ نو ہزار پونڈ ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی ترکوں یا اہل ملک کو کچھ خوشی نہیں ہو سکتی جبکہ لاکھا روپیہ ہر ہفتہ
غیر قوم اور غیر ملک میں کھنچا چلا جارہا ہے اور بلحاظ تجارت بھی دوسرے ملکوں کو ہی فایدہ پہونچ رہا ہے کہ ترکی کی پیداوار یہاں سے اونکو پہلے کی
نسبت سستے داموں ملجاتی ہیں۔

ریلوے لائنیں صرف اوسی صورت میں سیاسی۔ تمدنی۔ تجارتی و جنگی لحاظ سے فایدہ مند ہو سکتی ہیں جبکہ وہ اپنے سرمایہ سے تیار
کیجائیں اور اونکا اہتمام ان اشخاص کے ہاتھ میں ہو جنکو ملک کی بہتری سے خاص دلی تعلق ہو۔ مگر افسوس جبکہ دول یورپ بڑے بڑے معرکوں
اور حیلوں سے ممالک غیر میں ریلوے لائنوں کے اجارے کے ملنے کی سعی و کوشش کر رہی ہیں۔ خود اون ممالک کی گورنمنٹیں اور باشندے
خواب خرگوش میں پڑے ہوئے ہیں اور جبتک نہ خود اپنے سرمایہ اور اپنی ہمت سے کام لینا نہ سیکھینگے بیخواہیاں دور ہونے کی بجائے دن
بدن زیادہ ہوتی جائینگی اور کمزوری و انحطاط میں اضافہ ہوتا جائیگا۔

اور ایشیائی ممالک کو چھوڑکر ہم اس بحث کو صرف ترکی تک محدود رکھتے ہیں جس ملک میں ابھی ان کاموں کیلئے بڑا وسیع
میدان کھلا پڑا ہے۔ نہ ترک یا مسلمان ابھی ایسے نادار نہیں کہ وہ مشترکہ سرمایہ سے ایک اچھی بڑی لاین بنانے کیلئے روپیہ نہ رکھتے ہوں۔
کمی فقط توجہ کی ہے جو لاعلمی اور بدبختی سے پیدا ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں معلوم ہوتا ہے کہ منشاء ایزدی کو بھی کچھ دخل ہے اور تقدیر نے بڑے
بڑے سمجھداروں کی عقل پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہے۔ دسمبر ۱۸۹۶ء کے کمیل میں انہی کمپنیوں کا ذکر کرتے ہوئے خیر خواہان قوم
کو توجہ دلائی تھی کہ ایک عیسائی انگریزی کمپنی بندر سعید سے بصرہ کویت تک ریلوے لاین کا اجارہ ملنے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن اگر کل اسلامی
ممالک کے مسلمان اس مجوزہ لائن سے جو سوائے ہندوستان اور بحیرہ روم کے درمیان سلسلہ آمد و رفت قایم کر دینے کے اور
کسی مصرف کی نہیں ہو سکتی کسیقدر اوپر بصرہ سے بغداد اور بغداد سے خواہ براہ موصل اور خواہ براہ دشت حلب و اسکندرون تک جو
بحیرہ روم پر مشہور بندرگاہ ہے۔ اور پھر حلب سے بلاد دمشق حرمین کو ریلوے لائن بنانے کیلئے مشترکہ سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کریں۔

تو اس سے انکو بے انتہا فواید پہونچ سکتے ہیں۔ ان فواید کی بھی اوس مضمون میں مجملاً تشریح کردیگیی ۔ اس تجویز کیطرف تو کسی نے توجہ نہیں کی ۔ مگر عیسائیوں کی خوش قسمتی سے انہی دنوں بمبئی کے مشہور محب قوم اور متمول عرب سوداگر مسٹر عبد اللہ عبد الدین قور صاحب نے جنسے مسٹر الیگزینڈر محمد رسل و بب امریکن نو مسلم کو بہت قیمتی امداد پہونچی تھی ۔ حیدرآباد دکن میں وہاں کے چند سر برآوردہ امرا کا جلسہ کرکے یہ ریزولیوشن پاس کرایا کہ مسلمان نواب وائسرائے ہند کو تاکید کریں کہ وہ بالعالی سے تنمنکر حاسد عیسائی کمپنی کو اجارہ دلوادینے کی کوشش کریں !!!

افسوس جب ایسے عالی دماغ بلند ہمت ۔ واقفکار اور صاحب ثروت مسلمانوں کی ہمت و کوشش صرف ایک عیسائی کمپنی کی اخلاقی امداد کرنے تک محدود ہو تو عوام سے کسطرح کی شکایت اور اپنی بدقسمتی ۔ افلاس اور نامردی کا گلہ کرنا سراسر ہی فضول ہے اس مجلس میں مسٹر ممدوح کی علاوہ کئی اور ایسے خداوندان نعمت موجود تھے کہ اگر چاہیں تو اونمیں سے ایک ایک شخص تنہا اس کام کیلئے سرمایہ بہم پہونچا سکتا ۔ مگر اسلامی سرمایہ سے کسی کام کو شروع کرنے کی سوجھ تو دور کی بات تھی مسٹر عبد اللہ صاحب نقشہ کو بغور دیکھنے کی تکلیف تک گوارا فرماسکے ورنہ آپ پر فوراً واضح ہو جاتا کہ عیسائی کمپنی کی جس مجوزہ لائن کی وہ تائید کررہے ہیں اوس سے مسلمانوں کو مذہبی یا تجارتی کوئی فایدہ نہیں ۔ اسکے ساتھ ہی ایک سرسری نظر سے اونکو معلوم ہو جاتا کہ کونسی لائن یہ سب مقاصد پوری کر سکتی ہے ۔ اور اسوقت وہ یقیناً وہی خط تجویز کرتے جو وکیل میں درج ہو چکا ہے ۔

جلسہ مذکورہ کی روئداد معزز ہمعصر حبل المتین کلکتہ سے پڑھکر ہمکو سخت رنج ہوا اور اوسی رنج و افسوس کیحالت میں مسٹر عبد اللہ صاحب اور دیگر چند معززین شریکِ جلسہ کو جنمیں ہمعصر مذکور کے مالک بھی شامل تھے مفصل عریضہ لکھکر التماس کیا گیا کہ ایک غیر قوم کی کمپنی کی مدد کرنیکی بجائے اگر اسموقعہ سے فایدہ اٹھاکر اسلامی کمپنی بنانیکی تحریک اور کوشش کیجائے تو اون صاحبوں کی شان کو زیادہ شایان ہوگا ۔ مگر سوا ایک صاحب کے جنکی تحریر بہت کچھ حوصلہ دلانیوالی ہے اور کسی صاحب نے اب تک جواب سے بھی مشکور نہیں فرمایا ۔ شاید اونکا بلند منصب اور تمول کسی قومی تحریک کی تائید میں دو سطریں لکھنے کی زحمت اٹھانیکو بھی کسرِ شان سمجھتا ہوگا ۔ بہرحال مسٹر عبد اللہ عبد الدین صاحب سے جو اسمعاملہ میں بہت سرگرم معلوم ہوتے تھے ۔ اور نیز جریدہ روزگار کے اولو العزم پروپرائیٹر سے جو خدمت قوم و ملت میں شہرۂ آفاق ہیں ۔ ایسی لاپروائی کی ہرگز امید نہ تھی ۔ اور ان باتوں کو مد نظر رکھکر ہمیں مجبوراً یہ قیاس کرنا پڑتا ہے کہ کم از کم ان دونوں صاحبوں کو ہمارے عریضے نہیں ملے ہونگے ۔ اسی لئے اسدفعہ بذریعہ اخبار انکو مخاطب کرکے دیگر بہی خواہانِ ملک آنریبل حاجی محمد اسمعیل صاحب حاجی بادشاہ صاحب ترکی قونصل مدراس و دیگر صاحبان کو بھی بالخصوص اسطرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اسبارہ میں ایڈیٹر وکیل کو اپنی رائے سے مطلع فرمانے سے دریغ نہیں فرمائینگے جسکا ارادہ ہے اگر مناسب تعداد ابنائے ملک کی اوس سے متفق الرائے ہو جائے تو وہ اس تجویز کی تکمیل کیلئے باقاعدہ کارروائی کا آغاز کردیں والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ ۔ ۱۲ فروری ۱۹۰۸ء

بغداد و دمشق کی مجوزہ ترکی ریلوی لائن کے متعلق

وکیل پہلے دو دفعہ مفصل تحریر کرکے ابنائے ملک اور اسلامی عالم کو اس نہایت ہی مفید اور کار آمد اہم کام کو جس سے

ۓ جواب ایڈیٹر وطن ہے

اسقدر فائدے مترتب ہوسکتے ہیں کہ احاطہ بیان سے باہر ہیں۔ اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تیار کرنے کی صلاح دیجکا ہے۔ مگر افسوس ابتک
کسی فرد یا اخبار نے اسطرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ اُن اصحاب اخبارات کو جنہوں نے اسمعاملہ میں کچھہ دلچسپی ظاہر کی تھی (اگرچہ وہ دلچسپی ایک
عیسائی کمپنی کو زبانی امداد دینے تک ہی محدود تھی) اسمواد مخاطب کرکے اسطرف توجہ دلانے کی کوشش کیگئی تھی یہہ درست ہے کہ مسلمانان
ہند عموماً نادار ہیں۔ مگر انمیں ابھی کئی ایسے بھی مالدار ہیں جو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ رکھتے ہیں اور وہ روپیہ یا تہ خانوں میں
بیکار مدفون پڑا ہے یا رفتہ رفتہ خرابات میں صرف ہورہا ہے یا بڑی بات ہوئی تو اسکا کچھہ جزو یا تو اسلامی احکام حکم کی صریح خلاف
ورزی کرکے سودی چلایا جارہا ہے۔ یا کسیقدر داخلی تجارت پر لگا ہوا ہے۔ لیکن اگر یہی روپیہ ممالک غیر میں کار آمد کاموں پر لگایا
جائے تو معقول آمدنی دینے کے علاوہ اس سے ہم میں بھی سپرٹ مستعدی۔ معاملہ فہمی اور امنگ پیدا ہوسکتی ہے جو آجکل یورپین
قوموں کو بیتاب کررہی ہے اور اس ایک ہی امر سے ہماری لیئے ترقی کی سینکڑوں راہیں کھل سکتی ہیں۔

اسی اخبار میں اوپر کسی جگہہ برٹش گائنا کے زخان سوداگر میاں گل محمد خانصاحب کا مختصر حال مندرج ہوچکا ہے اگر وہ اپنا
سرمایہ ملک سے باہر نہ لگاتے اور باہر نکلنے کی ہمت نہ کرتے تو غالباً آج اونکو یہی معلوم نہوتا کہ قومی ہمدردی کس جانور کا نام ہے اور نہ
اونکو استطاعت ہوتی کہ ۳۰ ہزار روپیہ اس فراخدلی سے ایک مسجد کی تعمیر کیلیئے دیدیں۔ ہندوستان میں بچہ بچہ کی زبان سے قومی ہمدردی
کا لفظ سنا جاتا ہے وہ ہمدردی نہیں بلکہ اوسکا مضحکہ ہے۔ ہمدردی وہی ہوسکتی ہے جسکا کچھہ عملاً بھی وجود ہو ہندوستان میں بھی ہزاروں
نئی مسجدیں ہر سال تیار ہوتی ہیں مگر جس غرض اور مقصود کیلیئے جارج ٹون کی مسجد بنائی گئی ہے اوسکا ہندوستان کی بانیان مساجد
کو کبھی خواب میں وہم وگمان نہ گذرا ہوگا۔ لیکن اگر ہندوستانی مسلمان بکثرت اپنا سرمایہ ممالک غیر میں لگانیکے معتاد ہوجائیں تو ہر
سال ہزاروں گل محمد تیار ہوسکتے ہیں۔ خیر یہہ تو جملہ معترضہ تہا۔ مزید افسوس یہہ ہے کہ اصحاب تمول تو خاموش رہے ہی تھے متوسط الحال
جماعتوں کے اراکین نے بھی اسطرف کوئی خیال نہیں کیا۔ اور جس قوم کی درمیانی درجہ کی لاپروائی اور بے حسی حرکتی اسدرجہ تک پہونچگئی
ہو اسکی موت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ یہی جماعتیں قوم کی ریڑھہ کی ہڈی اور اسکی ترقی یا تنزل کا باعث ہوتی ہیں
اعلے رؤسا اور متمولین کو مصلحین ہمیشہ نظر انداز کرتے آئے ہیں۔ یا کم از کم یہ کہ قومی عروج کیلیئے اونکی رفاقت اور معاونت کو جزو
لازمی تصور نہیں کیا گیا۔ مگر متوسط اور اعلے جماعتیں تو درکنار ہمیاں کے اخبارات پر بھی جنکو قومی اور ملکی خدمت اور اصلاح کا دعوے
ہے۔ کچھہ ایسی مُردنی چہائی ہوئی ہے کہ اونہیں کسی بڑے کام کو خود اختیار کرنے یا قوم کو اوسکے اختیار کرنے پر مجبور کرنیکی جرات ہی
نہیں پڑتی۔ سب سے زیادہ افسوس ہمکو اپنے معاونین پر ہے۔ ان سبکا زبانی ادعا یہی ہے کہ وہ قوم کے بڑے خیر خواہ اور قومی معاملات سے
کمال دلچسپی رکھتے ہیں۔ مگر ایک یا دو کے سوائے گیارہ سو میں سے کسیکو اس کام کی تکمیل پر کمر ہمت باندہنا تو خیر اپنی رائے ظاہر کرنیکی بھی توفیق
نہیں ہوئی۔ وہ شاید تین چار کروڑ پونڈ کا نام سنکر گہبرا گئے ہونگے۔ اور جیسا کہ ہمارے ایک کرمفرما نے پچھلے ہفتہ کے اخبار میں لکھا تہا۔ اسے شیخ
چلی کا خواب سمجھہ بیٹھے ہونگے۔ لیکن اگر وہ کل دنیا کے صرف اونہی مسلمانوں کی تعداد کیطرف خیال کرلیتے جو اخبار بینی کا مذاق یا دنیا کے معاملات
سے خبر رکھنے کے عادی ہیں تو اس تعداد کے مقابلہ میں یہہ رقم اونکو بالکل حقیر دکھائی دیتی بلکہ اسی تعداد کو ملحوظ رکھکر ہمنے اون پرائیوٹ خطوط میں جو بعض

اصحاب کو لکھی گئی تھی۔ یہہ رائی ظاہر کی تھی۔ کہ اگر خداوند کریم کی تائید سے اس کام کی تکمیل کیلئے کوئی باضابطہ انتظام ہو جائے تو کسی شخص کو پانچہزار سے زیادہ کے حصے اس اسلامی ریلوے کے خریدنیکی اجازت نہ دیجائے تاکہ بکثرت مسلمان ہمیں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق شریک ہو سکیں اور کثیر التعداد مسلمانوں کو قومی ترقی اور فلاح کی امنگ پیدا ہو سکے۔ اس تجویز کا ممکن العمل بلکہ سہل الحصول ہونا اسی سے واضح ہو رہا ہے کہ صرف وکیل کے معاونین میں سے ہر ایک بالواسطہ اگر دو دو سو روپیہ کے حصص خرید کرے تو اڑہائی لاکھ کے حصے بک جاتے ہیں۔

اس معتسانہ شکوہ شکایت کے بعد ہم اپنے اہل وطن اور اصحاب ثروت کو خوشخبری سناتے ہیں کہ ہماری یہہ تجویز جیسا کہ اونکو گمان ہے شیخ چلی کے خوابوں کے مشابہ نہیں ہے۔ اسکے پورا ہو جانے کی پختہ امید ہو گئی۔ بلکہ اب الٹا یہہ اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں ہمارا یہہ اصل منشا کہ کافہ مسلمین کو اسمیں شریک ہونیکا موقعہ ملے مفقود نہو جائے۔ اور معدودے چند متمول ہی اس کام کو اپنے ذمہ نہ لیلیں تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ بذریعہ اخبار ابنائے ملک اور دیگر اسلامی ممالک کے ہمدردان قوم و ملک اصحاب معاصرین کو اسطرف توجہ دلانیکے ساتھہ ہی چند احباب اور اخبارات کو پرائیویٹ خطوط بھی اس بارہ میں تحریر کئے گئے تھے۔ جو خداوند کریم کے فضل و کرم سے ویسے بے اثر نہیں رہے جیسے کہ وہ خطوط اور معروضات جو اہالی ملک کی خدمت میں کی گئی تہیں مصر کے متعدد اور سربرآوردہ روزانہ اخبار المؤید نے اس معاملہ کو بڑے شوق سے اپنے ذمہ لیکر کل عربی دان مسلمانوں کو ترغیب دینی شروع کر دی ہے اور خود بلاد عثمانیہ میں ہماری تحریرات کا یہہ اثر ہوا ہے کہ فی الواقع وہاں اس غرض کیلئے ایک کمیٹی بھی قائم ہو گئی ہے۔ اور کچھہ عرصہ ہوا ہمنے بحوالہ ٹائمز جو یہہ خبر لکھی تھی کہ باب العالی نے انگریزی جرمن کمپنیوں کو ریلوے لائنوں کے اجارہ نہ دینے کا فیصلہ کر دیا ہے اوس ممانعت کی وجہہ بھی در اصل یہی اسلامی کمیٹی ہے۔ چنانچہ اسبارہ میں ہمارے ایک عنایت فرمائی جو نیز ابتدا میں مسلمانوں کی کم ہمتی اور لاپرواہی پر غور کرکے ہماری تجویز کی کامیابی کو مشتبہ خیال کرتے تھے۔ مگر بعد میں متفق الرائے ہو کر پوری ساعی ہوئے طرابلس الشام سے جو خط روانہ کیا ہے اوسکی عبارت متعلقہ بجنسہ ذیل میں درج کر دیجاتی ہے۔

"درخصوص مسئلہ شمندفر (راہ آہن) بنا بر امر جناب عالی بسیار بہ تحقیقات آں کوشیدم۔ و موافق نیت آں صاحب سعی بلیغ نمودم عاقبت الامر معلوم شد کہ مطلقاً در جبلت آنجناب قوہ ولایت مرکوز۔ و از صداقت عزیزی شان بہ تورع ما سیاتی مرموز است چنانچہ از رؤسای عشایر سوریہ شام و اغنیای دمشق مقدار صد نفر متجاوز کہ ہر یکے صاحب کروڑہا لیرہ اند جمع شدہ و حسب ہدایت آں مرشد کامل عریضہ را بحضور امیر المومنین تقدیم نمودہ اند کہ راہ آہن از استانبول تا بغداد ہر چہ مصرف دارد ما متعہد می شویم۔ و از بیت و چہار حصہ سہ حصہ اش منافعات ملوکانہ بترع مے نمائیم بشرطیکہ اصلاً اجنبی مداخلہ نکند و رئیس ادارہ آں حضرت پادشاہ باشد بنابریں اکنوں مدت علیہ مذاکرہ ایں مسئلہ جدید تمام فرمانند بہمہ طالبین فرنگ را مختصاً جواب داوہ اند و لا تا کار بجائے نرسد نتیجہ حاصل نکند۔ جریدہ کہ اینجا بخصوص غرتہ ترکی ایں نکتہ را ہند نوشت تقسیم ہر گاہ نوشتہ شد کیفیت آں مفصلاً بعرض خواہم رسانید۔ والسلام"

اس سے ناظرین با تمکین کو واضح ہو گیا ہو گا۔ کہ یہہ معاملہ حضرت خلافت پناہی کی بارگاہ عالی تک پہنچ چکا ہے اور اگر حضور ممدوح نے خلعت قبولیت عطا فرما دیا۔ تو صرف علاقہ شام کے ارباب دولت اسکو اپنے ذمہ لینے پر تیار ہیں۔ مگر ہم امید کرتے ہیں کہ جلالتمآب کل دنیا کے مسلمانوں کی بہتری کو مدنظر رکھکر انکو اس فیض عام سے مستفید ہونیکا موقعہ دینگے۔ نہیں بلکہ اس مہتم بالشان کمیٹی کا بذات خاص صدر انجمن

بننا منظور فرمائیں منشاء ارادہ سلطانی کی اجرا سے اُن کو ہمیں شرکت کی ترغیب و تشویق دینگی۔ ایسا کرنا بعض کی نظر میں شان سلطانی کی شایان نہو۔ مگر منصب خلافت خلیفہ کیطرف سے ایسی کارروائی کا سخت متقاضی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا کے مسلمانوں کو امیر المومنین سے سلطانی حیثیت سے نہیں بلکہ محض خلافت کی لحاظ سے اخلاص و عقیدت ہے۔ حضور سلطانی میں مندرجہ بالا التماس کرنیکی بعد ہم اپنے ابنائے وطن سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ شومی قسمت و بخت سے مجبور ہو کر اپنی معمولی اور طبعی سہل انگاری اور لاپروائی اور غفلت سے کام نہ لیں بلکہ تا بمقدور اور بکثرت اس کام میں شریک ہو کر اپنی قوم کیلئے ایسا تمدنی اور مالی رفاہ عام کا پیش خیمہ کھڑا کریں جو ہر وقت یورپ اور امریکہ کی مسیحی اقوام کو حاصل ہے واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل (۱۱-اپریل ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق لائن

کی متعلق انہیں صاحب نے جو ابتدا میں ہمارے لیٹر سے اسکی تحریک کی جانیکا باعث ہوئے تھے جو خط ۱۰۔ ۱۱ اپریل ۱۸۹۸ء کو تحریر کیا ہے اسے ہم بجنسہ ذیل میں درج کر کے دیگر بہی خواہان قوم و ملک سے بھی اپنی اپنی رائے اور عندیہ ظاہر کرنیکی درخواست کرتے ہیں۔ بلاد عثمانیہ اور مصر میں اس لائن کو اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کرنیکے لئے جو کچھ کارروائی ہو رہی ہے اسکا مجمل بیان کسی پچھلے ہفتے کی اخبار میں درج ہو چکا ہے۔ اسوقت صرف یہی اضافہ کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بدرالدین عبد اللہ قورا صاحب تاجر بمبئی کی کارروائی پر معترض ہوا وقت جو کچھ ہمنے تحریر کیا تھا۔ اسکی تصدیق اب ایک انگریز نے بھی بمبئی کے اخبار ٹائمز آف انڈیا میں کسی ہے وہ لکھتا ہے بندر سعید سے شمالی عرب کو راستہ بصرہ یا کویت تک اگر ریلوے لائن بنائی جائے تو کئی برسوں تک اس سے معقول آمدنی ہونیکی امید نہیں لیکن اگر (جیسیکہ ہماری تجویز) اسکندرون سے براہ حلب موصل و بغداد و بصرہ تک لائن بنائی جائے تو اس سے فی الفور سرمایہ پر معقول منافع ملنا شروع ہو جائیگا۔ اسی مضمون پر صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس لائن کا بہت حصہ جرمنوں نے تیار کر لیا ہے اور غالباً چند برسوں میں وہ اپنی لائن بغداد اور بصرہ تک بھی بڑھا لینگے الخ۔ لیکن یہ امر درست نہیں کیونکہ اہالی جرمنی کو صرف حیدر پاشا (قسطنطنیہ کا ایشیائی مضافات) سے عراق عرب کیطرف لائن بنانیکا اجارہ ملا ہوا ہے۔ اور ابتک وہ صرف انگورا تک لائن بنا سکے ہیں جو اناطولین ریلوے کی نام سے مشہور ہے۔ انکو شام اور عراق عرب کی درمیان کسی لائن کا اجارہ نہیں ملا۔ بلکہ غالب امید ہے کہ اب انہیں انگورا سے آگے لائن بنانیکی کی بھی اجازت نہیں ملیگی۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ بابعالی نے جرمن اور انگریزوں کو کوئی جدید اجارہ نہ دینے کا فیصلہ کر دیا ہے صاحب موصوف روم کے حالات سے خاصے واقف معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کی تحریر کے ساتھ ہی یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ ان کو تازہ ترین حالات اور معاملات کا علم نہیں اور اسی لئے اونسے یہ غلطی ہو گئی ہے جیسا کہ وہ نجد کے امیر محمد ابن الرشید مرحوم کو ابتک زندہ سمجھ رہے ہیں۔

آخر میں ہم اپنے محترم ہمعصر حبل المتین سے جسکی رائے کا اس بارہ میں معلوم ہونا بالخصوص ضروری ہے۔ الیناے عدن کی درخواست کرکے خط کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

جناب مکرمی۔ کل آپکا اخبار پڑھتے پڑھتے یہ شعر انجمن کو بینم بسید الیست یارب یا بخواب۔ دوبارہ میری زبان سے نکلا۔ ایک پالیٹکس گاہ میں اسلام کی کامیابی سنکر دم بدم سایہ شام اور اہل دمشق کی درخواست حضور خلیفۃ المسلمین تیاری ریلوے کو ٹھیکہ کے لئے جانیکی توقع پر میری کرم جیسا آپ کی طرابلسی دوست نے لکھا ہے اگر روسائے شام بالخصوص دمشق اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے اور انشاء اللہ امید ہے کہ ضرور ہونگے

تو آپکی قوت ولایت بلاشبہ ظاہر ہو جائیگی اور کامیابی کا سہرا آپ کے سر بندھیگا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اسوقت دو کام کریں ایک
کم سے کم اپنے اخبار کے خریداروں کو آمادہ کرتے جاویں اور جیسا منظور ان کریٹ کے چندہ دہندوں کو نام کا ایک کالم میں ہر ہفتہ ذکر ہو جاتا تھا ویسا ہی
ہر ہفتہ ایک کالم میں کچھ اور سرخی قائم کر کے ان لوگوں کے نام مشتہر کرتے رہیں جو یہاں کے حصص کی خریداری پر آمادگی ظاہر کریں اور فی حصہ دو سو
روپیہ سے کم نہ ہو۔ اور دوسرا آدھر بھی کوشش کریں کہ اہل ہند کو بھی اس کمپنی میں حصص ملسکیں۔ چنانچہ اگر یہ بات آپ کے نزدیک نامناسب
نہو تو اپنے احباب سے دریافت کر کے دو حصص کی خریداری میری آپ ذکر کر سکتے ہیں (۲۵ اپریل ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لائن کو اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کرنے کی تجویز پر ترکی اخبارات میں آجکل سرگرمی کے ساتھ بحث ہو رہی ہے جنکی
آرا کا خلاصہ کسی آیندہ ہفتہ میں درج کر کے انشاء اللہ العزیز مفصل بحث کی جائیگی۔ سر دست اسی پر اکتفا کیا جاتا
ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں کسی صاحب ثروت نے ابتک اسطرف توجہ نہیں کی اور بعض ترکی اخبارات کی تحریریں بھی چنداں تشفی بخش نہیں
تاہم بعونہ ہماری معروضات اس مبارک سرزمین میں جو براہ راست امیر المومنین کے ظل عاطفت میں ہے متوقع اثر پیدا کرنے سے خالی نہیں
رہیں۔ چند ہفتے ہوئے ہیں کہ چند روسا دمشق و شام کی درخواست کا ذکر کیا گیا تھا۔ اب تازہ ترین ترکی اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے
کہ ایک صاحب ہمت و ثروت بلند خیال سلطان محمد عاصم بک نے بابعالی سے بصرہ اور سمسون[1] کے درمیان اور نیز بافرہ سے سینوپ تک
ریلوے لائین تعمیر کرنیکا اجارہ ملنے کی درخواست کی ہے۔ اور شرائط ایسی معقول اور مفید پیش کی ہیں کہ باغلب وجوہ بابعالی انکو منظور کر لیگا۔
بصرہ جیسے کہ اکثر ناظرین کو معلوم ہے خلیج فارس سے اوپر دریائے دجلہ و فرات کے دہانہ کے قریب بغداد سے بجانب جنوب واقع ہے اور
سمسون بحیرہ اسود پر دریائے قزل ارماق کے دہانہ کے قریب طرابزون سے تقریباً دو سو میل بجانب مغرب اور دہانہ باسفرس سے تقریباً چار سو
میل بجانب مشرق واقع ہے۔ اور بخط مستقیم بصرہ اور سمسون میں نو سو میل کا فاصلہ ہے۔ یعنی اگر یہ لائن تیار ہو جائے تو بحیرہ اسود
اور خلیج فارس کے درمیان نیا راستہ قائم ہو جاتا ہے جسطرح اسکندرون بصرہ لائن سے بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان۔ بافرہ اور سینوپ
بھی بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل پر بندرگاہ ہیں۔ اول الذکر سمسون سے بفاصلہ چالیس اور سینوپ بفاصلہ سو میل بجانب مشرق واقع ہے
بافرہ دریائے قزل ارماق پر ہے۔ اور سینوپ وہ مقام ہے جہاں سنہ ۱۸۵۳ء میں روسیوں نے غداری سے ترکی بیڑہ کو تباہ کیا تھا۔

یہ لائن بھی تجارتی جنگی اور پولیٹیکل لحاظ سے اسکندرون بصرہ لائن سے کم نہیں ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آخر الذکر لائن سے مسلمانوں
کے مذہبی متبرک مقامات کے راستے بھی محفوظ اور قریب ہو جاتے ہیں۔ محمد عاصم بک کی درخواست کے مفصل حالات اور شرائط اور نیز یہ امر کہ
انہوں نے سرمایہ کا کیا انتظام کیا ہے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ مگر درخواست کا کر دینا ہی بتاتا ہے کہ بک موصوف نے سرمایہ کیطرف سے
اطمینان کر لیا ہوگا۔ باینہمہ امید کرتے ہیں کہ وہ امتیاز مل جانے کی صورت میں اپنی کمپنی کے پراسپکٹس کو عام طور پر شایع کر کے دیگر ممالک
کے مسلمانوں کو بھی اسبات کا موقعہ دینے سے دریغ نہ کرینگے کہ اگر خداوند کریم انکو اپنا روپیہ کسی سودمند اور مفید کام پر لگانیکی توفیق
عنایت کردے تو وہ اس موقعہ سے فایدہ اٹھا سکیں۔ مفصل حالات معلوم ہونے پر ابنائے ملک کو ترغیب و شوق دلانے کیلئے انہیں اخبار میں درج
کر دیا جائیگا۔ اس اثنا میں ظن غالب ہے اہالی دمشق کی درخواست کا نتیجہ بھی معلوم ہو جائیگا۔ (۲۳ مئی ۱۸۹۸ء)

[1] افسوس ہے سمسون کی بحر اسود سے اس قسم کی ریلوے لائن تیار کرنیکا اجارہ بھی آخر وسط نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک روسی متمول کو ملگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بغداد دمشق کی مجوزہ ریلوی لائن کے متعلق ایک کرمفرما حیدرآباد دکن سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ سردست ایک حصہ خریدتے ہیں دو سو یا چار سو روپیہ جسقدر ایک حصہ کی قیمت تجویز کیگئی ہو۔ اُس سے اونکو اطلاع دیجاوے تاکہ وہ اوسے دفتر وکیل میں ارسال کردیں۔ اسکے ساتھہ ہی وہ بعد میں اور بھی کئی حصے خریدکرنیکا وعدہ کرتے ہیں۔ ہم صاحب ممدوح کے مشکور ہیں کہ وہ وکیل کی تحریرات کو بغور پڑھتے اور اوسکی معروضات اور مشوروں کو دلمیں جگہہ دیتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اونکے ارشاد کی تعمیل سے معذور ہیں۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ یہ معذوری کب تک قایم رہیگی۔ کیونکہ اس بارہ میں جو تجویز اسلام کے خادم وکیل نے اپنے امصار ملک اور دیگر بلاد اسلامی کے ارباب ہمم کی خدمت میں پیش کی تہی۔ ابہی تک اُسے قوہ سے فعل میں لانے کیلئے عملی طور پر کوئی کارروائی شروع نہیں ہوئی ہمارے مہربان کو یاد ہوگا کہ ہمنے اس معاملہ کے متعلق یہ تجویز پیش کی تھی کہ بصرہ سے براہ بغداد وموصل حلب، اسکندرون اور وہاں سے براہ دمشق حرمین شریفین اور یمن تک اسلامی مشترکہ سرمایہ سے ریلوی لاین بنانے کی مفصل اور مشرح سکیم کی تیاری کے لئے ایک زبردست کمیٹی باضابطہ طور پر قسطنطنیہ میں امیر المومنین کے ظل حمایت اور سرپرستی میں قایم کیجاوے اور پھر یہہ کمیٹی ماہر انجینیروں سے اُس تمام کا اسٹیمیٹ تیار کراکر جس قدر لائن اور اوسکے متفرق حصوں کیلئے درکار ہو اسکے برابر سرمایہ نامزد اور یہہ تجویز کرے کہ اسکو اسقدر حصوں میں تقسیم کیا جاوے۔ بعد ازاں باقاعدہ رجسٹرڈ کمپنی گورنمنٹ ٹرکی کی زیر نگرانی اور اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین کے باجورہشاہل عاطفت میں قایم کیجاوے جو دوسری کمپنیوں کیطرح ہر شہر و دیار میں اپنے ایجنٹ بہیجکر اور اشتہارات تقسیم کرکے مسلمانوں کو خریداری حصص پر مایل کرے۔ ہمارے مخدوم کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ بچوں کا کھیل نہیں اور نہ سینکڑوں یا ہزاروں کا معاملہ ہے کہ ادہر زبان سے نکلا اور ادہر اسپر عملدرآمد شروع ہوگیا۔ یہ کروڑوں روپیہ کا معاملہ ہے اور ان اقوام میں بھی جو زر و دولت سے مالا مال اور ایسے کاموں پر روپیہ لگانیکی عادی ہیں۔ صرف اسی صورت میں ایسی خطیر رقمیں جمع ہوتی ہیں۔ جبکہ وہ اشخاص یا انجمنیں جنکے ہاتھہ میں روپیہ دیا جاتا ہو۔ معتبر اور اس کام کو جو تجویز کیا گیا ہو بسر انجام پہونچانے کی قابل ہوں۔ اس سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مسلمانوں کیسی قوم سے جو زیادہ تر جاہل اور مفلس ہونیکے علاوہ اس کو چہ سے تقریباً محض ناآشنا ہے کروڑوں کی رقم حاصل کرنیکے لئے کیسی معتبر ثقہ اور منتظم انجمن اور کمپنی بردست آرگینایزیشن ضروری ہے۔ اور ایسی انجمن جو کل دنیا کے مسلمانوں کی نگاہ میں معزز و محترم ہو وہی ہو سکتی ہے جو اوپر بیان ہوچکی ہے۔ پس اس تجویز کو عملی لباس پہنانے کیلئے سلطان المعظم کی اعانت و رہنمائی سب سے مقدم ہے اس لائن سے خلافت سنیہ اور کافہ مسلمین کو جو فائدے پہونچ سکتے ہیں اونکی تفصیل پہلے بیان ہوچکی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں سادہ تو بات یہہ ہے کہ مسلمانوں کے جمیع فرقوں کے تقریباً تمام مذہبی اور متبرک مقامات کے راستے اس سے محفوظ کم خرچ اور سہل الحصول ہوجاینگے اور مالی لحاظ سے بھی یہ کچھہ کم منفعت بخش ثابت نہیں ہوگی۔ عام قیاس ہے کہ اس لاین پر جو سرمایہ خرچ کیا جاویگا اوسپر کم از کم دس فیصدی سالانہ منافع ملنا کوئی بڑی بات نہیں اور فی زمانہ یہہ شرح ایسی نہیں کہ اسے بنظر حقارت دیکھا جاوے۔ سیاسی اور اسلامی طور پر جو بیشمار فواید عظیم مترتب ہوسکتے ہیں وہ علحدہ ہے۔ اب یہ امر کہ آیا سلطنت سنیہ اور امیر المومنین اس ذمہ داری کو اوٹھانا قبول کرینگے یا نہیں اسکے لئے لازمی شرط پہلے یہ ہے کہ یہ تجویز اونکے گوش گذار ہو۔ کسی پچھلے ہفتہ میں لکھا جاچکا ہے کہ ترکی اخبارات اس تجویز پر نہ صد شور سے بحث کر رہے ہیں۔ اور اسی سے متاثر ہو کر کئی باشندگان ٹرکی نے ریلوی لائنوں کے اجاری ملنے کی درخواستیں بہیجدی ہیں

اس سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً بیجا نہوگا کہ تجویز مذکور ضرور رجال حکومت کے کانوں تک پہونچ گئی ہوگی۔ اب ستر دیا منظور کرنا انکے اختیار
میں ہے۔ مگر بظاہر سوا ایک کے کوئی ایسی وجہ نہیں دیکھی جاتی جسکی بنا پر اوسکے ستر دہوجانے کی توقع کیجا سکے۔ بلحاظ اغراض سلطنت و
ہوشیاری کوئی امر اس لاین کی تعمیر کا مانع نہیں ہے۔ یہ لاین کسی دشمن کو ممالک عثمانیہ پر حملہ آور ہونے میں مدد نہیں دیسکتی۔ اور نہ وہ ایسے
موقعہ پر ہے کہ کوئی دشمن اوس سے کبھی فایدہ اوٹھا سکے۔ اب تک تقریباً جسقدر لائنیں تیار ہوئی ہیں۔ وہ یورپین کمپنیوں کی ملکیت ہیں
اور یورپین حضرات کی مداخلت جیسی کچھ فایدہ بخش ہوسکتی ہے۔ وہ ٹرکی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ان وزرائے دولت اور مشیران سلطنت اگر
اس خیال سے تذبذب میں پڑ جائیں تو کوئی تعجب نہیں کہ شاید سرمایہ مطلوبہ بہم نہ پہونچے۔ اور پھر خواہ مخواہ جگ ہنسائی ہو اس کام کو
بر سر انجام ہونچانے کے لئے اگر اوسیطرح اہتمام کیاجائے جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے تو ہمارے خیال میں کبھی ناکامیابی نہیں ہوسکتی
تین یا چار کروڑ پونڈ کا سرمایہ کوئی ایسا بڑا نہیں ہے کہ کل دنیا کے مسلمان اوسے بہم نہ پہونچا سکیں۔ مسلمان ابھی بالکل نادار نہیں ہوگئے اب
بھی اُن میں کروڑپتی اور لکھپتی موجود ہیں۔ اور جب انکو یہ معلوم ہوجائیگا کہ وہ روپیہ خیرات نہیں کر رہے بلکہ منفعت بخش کام پر لگا
رہے ہیں تو انکو باعث جو وہ اس کام میں بخوشی شریک ہونے سے مطلقاً دریغ نہ ہوگا تاہم اگر مشیران امیرالمومنین ان زبانی تسلیوں کے علاوہ
اس امر کے عملی ثبوت پیش ہونے کے متوقع ہوں تو اونکے اس فعل کو نامناسب نہیں کہا جاسکتا اور ہمارا فرض ہے کہ ہم تا بمقدور
ایسا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کریں اور وہ ثبوت اسیطرح پیدا ہوسکتا ہے کہ ہر اسلامی ملک میں معقول تعداد ایسے اصحاب کی موجود
ہوجائے جو اس کام میں شریک ہونے پر رضامند ہوں اور پھر انکی یا اونکے نائبین کیطرف سے باضابطہ عرضداشتیں باب عالی میں بھیجی جائیں کہ
اس کام کیلئے باقاعدہ کمپنی بننے کی صورت میں سردست اسقدر مالیت کے حصے ہم لوگ خرید لینگے خاص ٹرکی میں خدا کے فضل سے ایسی
تحریک شروع ہوگئی ہے۔ مصر میں ظن غالب ہے المؤید اور المنار وغیرہ معزز اخباروں کی پرزور تحریریں بے اثر نہیں رہینگی
اور انکے ذریعے سے دیگر ایسے اسلامی ممالک میں بھی جہاں عربی خوان موجود ہیں ضرور کچھ نہ کچھ تحریک ہوجائیگی۔ ایران کی نسبت ہم
کچھ نہیں کہہ سکتے اگر ہمارا معزز ہمعصر حبل المتین اسطرف توجہ کرتا تو غالباً اوس ملک والوں کو بھی اس امر کی اطلاع ہوجاتی۔
مگر افسوس ہے کہ اوسنے باوجود وعدہ کرنے کے اس اہم معاملہ کیطرف کوئی التفات نہیں کیا۔ جسکی اوس ایسے بہی خواہ قوم و ملت سے ہرگز توقع نہیں
ہوسکتی تھی۔ ہندوستان میں وکیل کے سوائے صرف دو اسلامی معاصرین شمس الاخبار اور محمڈن مدراس نے ابنائے ملک کو ترغیب
دینے کی کوشش کی ہے۔ دیگر اسلامی ہمعصر اب تک خاموش ہیں جنمیں سے پیسہ اخبار۔ جریدہ روزگار۔ مخبر دکن۔ چودھویں صدی
دارالسلطنت۔ مشیر دکن۔ پنجاب آبزرور۔ مسلم کرانیکل۔ روزانہ دہلی۔ تحفہ محمدیہ اور دیگر کئی ایک محب قوم و ملک اخبارات کی
خاموشی واقعی تعجب خیز ہے۔ لیکن جبتک یہ ہمعصر متوجہ ہوں۔ ہم اپنے حیدرآبادی کرمفرما اور دیگر ناظرین سے اس تجویز کی عام اشاعت
اور اپنی مساعی جمیلہ کے نتائج سے ہمیں اطلاع بخشتے رہنے کی التماس کرتے ہیں۔ اس کام کیلئے حیدرآباد۔ بمبئی۔ کلکتہ اور رنگون کے متمول لوگوں
سے بہت مدد ملسکتی ہے۔ ہمارے دوست گرامی نے پہلے تو جستجو کچھ گرمجوشی ظاہر کی تھی۔ مگر اب عرصہ سے خاموش ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے
ہمخیال محولہ بالا حیدرآبادی عالی ہمت کے ساتھ ملکر اس قومی بہبودی کے کار عظیم کی تکمیل کیلئے کوشش کرنے سے دریغ نہیں کرینگے۔ ہمارے مخدوم

تب ہی کوئی حصہ خرید سکتے ہیں جبکہ کمپنی کا وجود قایم ہو۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ سینکڑوں کو اپنا ہمخیال بنائیں۔ بدر الدین عبد اللہ
نور صاحب ایک مسیحی کمپنی کی تائید تو بڑی سرگرمی سے کرتے تھے مگر اسلامی کمپنی کے قیام کی تجویز سنکر ایسے خاموش ہوگئے ہیں کہ اون ایسے ہمدرد قوم سے
کبھی ایسی امید نہیں ہو سکتی تھی حالانکہ اونکی ادنے توجہ سے بہت کچھ کاربرآری ہو سکتی تھی اور ہو سکتی ہے۔ اس معاملہ میں اُس شخص کی خاموشی جو امریکہ
میں اشاعت اسلام کیلئے لاکھوں روپیہ مسٹر ویب کو بھیج چکے ہوں کیا عبرت انگیز نہیں۔ امید ہے کہ حکیم غلام محی الدین مالک اخبار گزٹ نہ صرف صاحب
موصوف کو ہی تلافی مافات پر بلکہ بمبئی کے دیگر ذی ہمت اور اہل ثروت مسلمانوں کو اس کام کی تکمیل پر آمادہ کرنیکی کوشش کرینگے اور
عالیجناب ہز اکسلنسی قد دی بک ٹرکش قونصل جنرل بھی بشرطیکہ کوئی امر مانع نہو اپنے اثر و نفوذ سے اسکے فواید ظاہر کر کے سے مسلمانان
عالم کو متشکر بنائینگے۔ اس موقعہ پر یہ جتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنی کوششوں کو اسی پر محدود نہیں کرنا چاہئے کہ لاکھوں اور ہزاروں
روپیہ دینے والے بہم پہنچائے جائیں۔ گو ایسے اصحاب کا ہونا بھی ضروریات سے ہے۔ بلکہ کثرت تعداد پر زور دینا زیادہ مناسب ہوگا۔ خواہ وہ ایک ایک
دو دو روپیہ ہی اس کام پر لگانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ واللہ المستعان علیہ التکلان۔ مصری اور ترکی اخبارات نے جو رائیں ظاہر کی ہیں۔ انکا
خلاصہ کیفیت انشاء اللہ العزیز درج کیا جائیگا (۲۰ جون ۱۹۱۳ء)

جرمنوں نے باب العالی سے خلیج فارس سے اسکندرون تک ریلوی لائن کی تعمیر کا اجارہ ملنے کی درخواست کی تھی جو منظوری نہیں ہوئی
یہ وہی لائن ہے جسے وکیل نے اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تیار کرنیکی تجویز پیش کی ہے۔ اس نامنظوری سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً غلط نہوگا کہ غالب وجہ
تجویز مذکورہ کو بھی اس نامنظوری میں بہت کچھ دخل ہوگا۔ اس لائن کے عوض باب العالی نے جرمن کمپنیوں کو حیدر پاشا (قسطنطنیہ کے ایشیائی حصہ کا بندرگاہ)
سے قیصریہ تک ۴۴ کیلومیٹر میل لمبی اور اسکی شہر سے قونیہ تک (جہاں مولانا جلال الدین رومی صاحب مثنوی کا مدفن ہے) ریلوی لائنیں تعمیر کرنے اور حیدر پاشا
میں پختہ بندرگاہ بنانے کا اجارہ دیدیا ہے (۲۰ جون ۱۹۱۳ء)

بلاد عثمانیہ اور تعمیرات رفاہ عامہ۔ لبنان اور دمشق کی مجوزہ لائن کے متعلق بحث کرتے ہوئے کسی پہلے ہفتہ کے اخبار میں شام کے بندرگاہ
طرابلس کے ایک عنایت فرما کا خط بجنسہ درج کیا گیا تھا جسکا لب لباب یہ تھا کہ چند متمول اہل شام نے ریلوی لائنوں کی تعمیر کا اجارہ لینے کیلئے
باب العالی میں درخواست کر دی ہے۔ اسکی اب اخبار المؤید کے نامہ نگار اسکندریہ کی تحریر سے بھی تصدیق ہوگئی ہے۔ اہل ملک کی آگاہی کے لئے اس تحریر کا
ترجمہ ذیل میں دیدیا جاتا ہے۔

آستانہ علیا کے اخبارات سے جو اہم خبر معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ صاحب ہمت دولت بلاد عثمانیہ میں تعمیرات رفاہ عامہ کے امتیازات ملنے کے
لئے جو فلاح و تقدم کے رہنما بننے کا بڑا ذریعہ ہیں۔ بڑی سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک صاحب حبیب آفندی مطران (دمشقی)
ہیں۔ جو شام کی موجودہ ریلوی لائن کے اجارہ دار ہیں صاحب موصوف نے جتنے امتیازات کی درخواست کی ہے وہ سب کے سب نہایت مفید اور
منفعت بخش ہیں۔ انکی استدعا ہے کہ اونکو ممالک شاہانہ کے بڑے بڑے شہروں میں برقی روشنی کرنے۔ نئی ریلوی لائنوں کی تعمیر اور صنعتی کارخانوں کے قیام
کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ اس وقت صرف نشست پایہ نظارت تعمیرات نافعہ غور کر رہی ہے۔ ہمیں کامل امید ہے کہ ابنائے وطن کمر ہمت چست باندھکر آفندی
ممدوح کے نیک ارادوں کو تقویت بخشینگے اور مادی و اخلاقی (یعنی قدمے درمے سخنے) اوسکی مدد کرینگے۔ تاکہ ان امتیازات کا فایدہ ملک اور ابنائے ملک

ہی اُٹھائیں یہ نہو گا کہ تمہیں سے جب کسی کو یہ اہم اجارے ملجائیں تو ہموطنوں کی لاپروائی سے اونہیں ممالک غیر کے مالداروں کے ہاتھ کم قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہو جائے۔ اور اسطرح سے ان مفید کاموں کا کل فایدہ غیروں کو جا پہونچے ملک والوں کو کوئی فایدہ نہ ملے بلکہ برعکس اسکے ان کو اپنے ملک میں ان مفید کاموں کو اجرا کیلیے اٹھانے والوں اور تیار والوں کا ممنون ہونا پڑے۔ کیونکہ اجنبی بغیر ضمانت کے کام شروع نہیں کرتے اور پھر ضمانت کے بہروسہ پر پوری تندہی سے اوس کام کو فروغ دینے کی کوشش نہیں کرتے"

یہی نامہ نگار خوشخبری سناتا ہے کہ امیر المومنین نے ولایت شام اور حجاز یمن کے درمیان خشکی پر تار برقی کی لائن تیار کیے جانیکا حکم صادر فرمایا ہے۔ اس لائن کی ایک شاخ مدینہ منورہ کے بندرگاہ ینبوع کو بھی جائیگی۔ اس لائن سے جو پولیٹیکل اور تجارتی فوائد منتج ہونگے وہ ہویدا ہیں وزرائے دولت ارشاد سلطانی کی تعمیل کیلیے لائن کی حفاظت اور اوسکے خرچ کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں"۔ ایک اور اخبار نے لکھا تھا کہ کسی فرنچ انجینیر نے اس لائن کی درخواست کی ہے مگر نامہ نگار کی تحریر سے واضح ہو گیا ہے کہ اسکا خیال خود جلالت مآب کو سوجھا تھا اور کہ وہ سرکاری خرچ سے بنائی جائیگی۔ وکیل اس مبارک خبر کو اپنی تجویز کی کامیابی کا پیش خیمہ تصور کرتا ہے اور انشاء اللہ العزیز اسکا یہ قیاس غلط ثابت نہیں ہوگا اسوقت ممالک عثمانیہ اور عرب کے درمیان خشکی پر کوئی برقی لائن نہیں۔ بحری تار برقی سے کام لیا جاتا ہے اور یہ بحری لائنیں عموماً غیروں کے ملک میں ہیں۔ اس مجوزہ لائن کا پولیٹیکل بدیہی فایدہ یہ ہوگا کہ بابعالی بیگانہ لائنوں سے مستغنی ہو جائیگی اور تجارتی یہ کہ معاملات کی عام کثرت ہو جائیگی۔ یہ لائن شام کے ضلع معان کے صدر مقام سے شروع ہو کر ینبوع جدہ اور حدیدہ کو جائیگی اور ان تینوں بندرگاہوں سے مدینہ مکہ اور صنعا کو اسکی شاخیں تیار کیجائینگی۔ حفاظت کیلیے عسکر شاہانہ کے علاوہ مشایخ عرب کی فوج بھی متعین کیجائیگی اسی موقعہ پر یہ بتا دینا بیجا نہ ہوگا کہ ہمارے معزز ہمعصر حبل المتین نے اپنے وعدہ کو بھلا نہیں دیا بلکہ اسے با حسن طریق اور موثر پیرایہ میں پورا کرنے کیلیے ابتک خاموش رہا ہے۔ اسکے اپنے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ "اکثر مقامات ہمعصر محترم یاد اخبار وکیل امرتسر ہیں باب انعقاد کمپانی اسلامی بجہت متصل ساختن ممالک اسلامیہ بذریعہ راہ آہن۔ آخر باخبارات ترکی رسیدہ درین موضوع بحث مینماید کہ مناسب است تجار اسلام بسرپرستی اعلحضرت خلافت پناہی بجہت ساختن راہ آہن از بصرہ و بغداد و موصل تا دمشق انعقاد کمپانی مخصوصی نمودہ سرمایہ جمع نمایند اخبار حبل المتین با اینکہ وعدہ دادہ درینموضوع بحث نکردہ بواسطہ تحقیقات بعضے مراتب است کہ از اسلام اول شود چنانچہ بعض مراتب بازیافت شدہ و بعض دیگر ہم عجالتاً قریب بتحقیق میشود انشاء اللہ عادرین موضوع علے التفصیل بحث خواہم کرد (۱۱ جولائی سنہ ۱۹۰۸ء)

بغداد دمشق کی مجوزہ لائن پر مسلمانوں نے توکچھ توجہ نہیں کی۔ مگر اس تجویز کا مشتہر ہونا تھا کہ عیسائی متمولین کو پہلے سے زیادہ اسکی طرف توجہ ہو گئی اور اب کوئی ہفتہ ایسا نہیں گذرتا جس میں اس لائن کے متعلق کوئی نہ کوئی تازہ خبر سننے میں نہ آئی ہو۔ ہندوستان کی عام پبلک تو خیر کمی تعلیم۔ عام جہالت اور بالعموم ایسے کاموں سے ناواقف محض ہونے سے یا تجویز مذکور کی علم اشاعت نہ ہونے سے اسطرح سے معذور بھی سمجھی جاسکتی ہے مگر ہمارے مدعیان ہمدردی قومی و اصلاح ملکی یعنی دیسی اخبارات غالباً اپنی خاموشی کی کوئی وجہ پیش نہیں کرسکینگے۔ اگر وہ اور کچھ نہیں صرف اسکی اشاعت کا ہی کام اپنے ذمہ لے لیتے تو کم از کم ان کی طرف سے اتمام حجت ہو جاتا اور پبلک پر صحیح کی حجت پیش نہ کرسکتی۔ گو خبر ہو جانے کی صورت میں بھی مسلمانوں سے کسی مفید کام کو نفع الواقع اختیار کر لینے کی بمشکل توقع ہوسکتی ہے۔ کیونکہ

ہمارے اکثر مصری شامی اور ترکی اخبارات نے اسبارہ میں نہ فقط اپنا فرض ہی ادا کیا ہے۔ بلکہ اپنی زور تحریرات سے ہندوستانی اخبارات کی بے توجہی کی تلافی کردی ہے مگر نتیجہ پوچھو تو یہاں "آتش در کاسہ" والا معاملہ ہے۔ وہاں بھی ابتک کسی مسلمان کو اس نیک اور بیحد فایدہ بخش کام کی تحصیل کیطرف متوجہ ہونیکی جرأت نہیں پڑی۔ برعکس اسکے یورپین متمولین میں کچھ ایسی بےچینی اور بیقراری پیدا ہوگئی ہے کہ جیسی مستعدی اور گرمی بالعمالی سے حصول امتیازات کیلئے وہ آجکل دکھارہے ہیں پہلے کسی زمانہ میں ویسی نہیں ظاہر کیگئی تھی شاید انکو مسلمانوں کی رقابت اور انکار کر اپنے ہاتھ سے چھین جانیکا اندیشہ پیدا ہوگیا ہے۔ مگر گذشتہ دس مہینوں کے تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ ان کے دلوں میں کوئی ایسا اندیشہ پیدا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ کل ممالک کی نسبت ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے اور یہہ کہنا بھی غالباً مبالغہ میں داخل نہوگا کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی جسقدر متمول مسلمان اس ملک میں موجود ہیں اتنے شاید کسی اور ملک میں نہونگے۔ اور ان لوگوں کو اس تجویز کے فوائد اور اہمیت پر صرف اخبارات کے ذریعہ متوجہ کیا جاسکتا تھا۔ مگر جنہوں نے خود ہی توجہ نہیں کی وہ دوسروں کو کسطرح متوجہ کراسکتے ہیں پس جب ایک عظیم الشان اسلامی ملک کے قومی رہنمائی کے مدعیوں کی پست ہمتی اور غفلت اس درجہ تک بڑھی ہوئی ہے تو دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے یورپی متمولین کو کیا اندیشہ ہوسکتا ہے ہمیں ابتک کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ کہ ہمارے اسلامی معاصرین اس تجویز کو اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرنے سے کیوں گریز کررہے ہیں؟ وہ ایسا کرنے سے اپنے کسی خیراتی فنڈ کے لئے روپیہ نہ مانگتے۔ بلکہ ان کو ایک ایسا مصرف سوجھانے والے ہوتے جس سے ہمارے متمولین کو غالباً دیگر کاموں پر روپیہ لگانیسے مالی فایدہ بہت زیادہ ہوسکتا۔ دیگر قومی اور تعلیمی فوائد جو خود بخود مترتب ہوجاتے وہ علیحدہ رہے۔ آجکل ہمارے ملک میں جابجا مدارس اور کالج قایم کرنیکا عام شوق پیدا ہورہا ہے مگر افسوس کہ ہمارے حامیان تعلیم کو اپنے خیالات کو ذرا اور وسیع اور بلند کرنیکی فرصت نہیں ملتی۔ اگر وہ تجویز مذکور پر ذرا سا غور کرنیکی تکلیف گوارا کرتے تو انپر واضح ہوجاتا کہ مالی فایدہ کے لحاظ سے نہایت ہی مفید اور محفوظ انوسٹمنٹ (آمدنی کیلئے کسی کام پر روپیہ لگانا) ہونیکے علاوہ مجوزہ لائین ہمارے نوجوانوں کو تجارتی۔ صنعتی۔ فنونی۔ علمی اور عملی تعلیم دینے والی ایک عظیم الشان یونیورسٹی کا کام دیسکتی ہے۔ مذہبی لحاظ سے بھی یہ لائین کچھ کم اہم نہیں۔ اسبارہ میں اسکا ادنے ترین فایدہ یہہ ہوگا کہ ہمارے مذہب کے تمام فرقوں کے متبرک مقامات سہل الحصول اور ان تک پہنچنے کا خرچ بہت کم ہوجاتا ہے کیا یہہ ممکن ہے کہ اگر ان خوش اعتقادوں کو جو مساجد و سماع خانے بنوانے اور غلافونکے چڑھانے پر لاکھوں روپیہ بیدریغ خرچ کردیتے ہیں اور جو ہرسال لاکھا روپیہ غریب لوگوں کو حج کرانے میں صرف کرتے ہیں یہہ سمجھایا جاوے کہ اس لائین سے حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور نجف اشرف اور کربلائے معلی کے زائرین اور حرمین شریفین کے حاجیوں کیلئے انتہا سہولتیں پیدا ہوجاینگی۔ وہ راستہ کی موجودہ مصائب اور مشکلات سے بالکل محفوظ ہوجاینگے۔ اور ساتھہ ہی ہم خرما و ہم ثواب۔ نیکنامی شہرت اور ثواب عقبیٰ و آخرت کے علاوہ جو روپیہ لگایا جائیگا۔ اس سے سال ہمیشہ کیلئے معقول نفع بھی ملتا رہیگا۔ تو وہ لوگ اسکی تکمیل پر آمادہ نہوجائیں۔ ہندوستان کی بندرگاہوں اور ریاستوں میں ابتک بیسیوں ایسے متمول مسلمان موجود ہیں کہ انمیں سے صرف تین چار ملکر اس کام کو اپنے ذمہ لے سکتے ہیں اور انمیں سے بعض ایسے اصحاب بھی ہیں جو اس قسم کے تجارتی کاموں کے مفاد سے ناواقف نہیں۔ چنانچہ حال میں ہی سکندرآباد کے عالی ہمت فیاض حاجی سیٹھ سجن لال صاحب نے اپنے روپیہ سے ریاست میں ایک ریلوی لائین

بنانیکا اجارہ لیا ہے۔ اسیطرح ریاست میسور میں دو مسلمانوں نے جنکا پچھلے ہفتہ ذکر ہو چکا ہے۔ سونے کی کانوں پر کام کرنیکا اجارہ حاصل کیا ہے
بمبئی میں حاجی قاسم کئی دخانی جہازوں کے مالک ہیں۔ اور ان کے ہم پلہ کئی مسلمان تاجر وہاں موجود ہیں۔ ان عالی ہمت اصحاب کو اگر توجہ دلائی جائے
تو وہ غالباً ضرور کار مجوزہ کی تکمیل پر کمربستہ ہو جائیں اور انکو متوجہ کرنیکا ذریعہ یہی اخبارات ہیں۔ اگر کل اسلامی اخبارات اس معاملہ پر بحث
کریں تو انمیں سے کوئی نہ کوئی ضرور خود ان متمولین یا انکے دوستوں یا مشیروں میں سے کسیکی نظر سے گذر جائے اور اسطرح عام اشاعت ہونیکے ساتھ
ہی ساتھ یہہ تجویز خاص خاص لوگوں کے کانوں تک بھی پہنچ جائے۔ کیا ہندوستانی اخبارات کی عزت وحمیت مصری اخبارات کو یکبیک بھی متحرک
نہیں ہوتی کہ جو تجویز ہندوستان سے پیدا ہو اسپر غیر ملک کے اخبارات تو اس سرگرمی سے مصروف بحث ہوں اور یہاں کے اخبارات ایسے
ممکن ہوں کہ خبر ہی نباشد۔ ہمارا ہمعصر حبل المتین ان دنوں اتحاد شیعہ وسنی پر بہت کوشش کر رہا ہے اور ہر سچے مسلمان کی دلی تمنا ہے کہ وہ اسمیں
کامیاب ہو۔ اس کے لئے وہ دونوں مذاہب کے علماء کی کانگرس منعقد کرنا چاہتا ہے اور اسکی اس تجویز سے تھوڑی سی ترمیم کیساتھ وکیل بھی
اتفاق ظاہر کر چکا ہے۔ مگر قدرے غور و فکر کرنے سے ہر صاحب دانش پر ظاہر ہو سکتا ہے کہ اتحاد کی بنا محض زبانی لفظی اور پند و نصائح سے بہت
کم قایم ہوا کرتی ہے۔ لیکن کسی کام میں عملی طور پر بالاشتراک ساعی ہونے سے خود بخود و نامعلوم طور پر دونوں میں محبت اور الفت پیدا اور پھر رفتہ
رفتہ استحکام پذیر ہو جاتی ہے۔ پس اگر ہمارے معزز ہمعصر الاعتقاد کانگرس کی بجائے دونوں فرقوں کے معتقدین کیلئے کوئی ایسا کام بہم پہنچانیکی
کوشش کریں تو غالباً وہ اپنے مدعا میں بہت جلد اور باحسن طریق کامیاب ہو سکینگے اور ایسا کام جہانتک بظاہر قیاس کیا جا سکتا ہے ریلوے
مجوزہ لائن سے بڑھکر عمدہ اور مناسب کوئی نہیں ہو سکتا۔ جسمیں اسکی عظمت کیوجہ سے ہر دو جماعت کے کثیر التعداد اصحاب باسانی شامل ہو سکتے
ہیں۔ اور جسقدر شمار میں کثرت ہوگی اسیقدر اتحاد کا مدعا زیادہ پورا ہو سکتا ہے۔

ممکن ہے ہمارے بعض ہمعصر اس خیال سے اس معاملہ میں کوشش کرنا بے سود سمجھیں کہ کئی مسیحی متمولین نے اکثر مفید لائنوں کے اجارے حاصل
کر لئے ہیں اور خود مجوزہ لائن کے حصہ کثیر کیلئے بھی درخواست کر دی ہے جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ غالباً ضرور منظور کر لیجائیگی۔ لیکن ہم
پچھلے ہفتہ کے اخبار میں تحریر کر چکے ہیں کہ یہہ خبریں ابھی تک تصدیق طلب ہیں چنانچہ ان خبروں کی تا حال کوئی تصدیق نہیں ہوئی کہ ایک
فرانسیسی کمپنی کو بیروت سے بصرہ تک اور ایک جرمن بنک کو قیصریہ سے سرحد ایران تک لائنیں بنانیکا اجارہ ملگیا ہے۔ لیکن اگر یہہ درست بھی ہوں
تو ان سے ہماری تجویز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ البتہ روسی کونٹ نے تقریباً بعینہ اوسی لائن کے حصہ کثیر کے لئے درخواست کی ہے جو اسوقت زیر بحث
ہے وکیل کی تجویز تھی کہ بجائے اس لائن کے جو ایک انگریزی کمپنی کویت یا بصرہ سے عرب کے شمالی علاقہ کے راستہ بندر سعید تک بنانا چاہتی ہے بصرہ سے بغداد و موصل
تک اور وہاں سے حلب اور اسکی بندرگاہ سکندرون تک اور پھر حلب سے براہ دمشق حرمین و یمن تک مشترکہ اسلامی سرمایہ سے جسکی مقدار زیادہ سے زیادہ
پانچ کروڑ پونڈ ہوگی۔ ریلوے لائن تعمیر کیجائے روسی کونٹ کی درخواست سے بھی وکیل کی تجویز کی معقولیت ثابت ہوگئی ہے کیونکہ اسنے بھی انگریزی
کمپنی کی مجوزہ خط کی بجائے تقریباً یہی خط اختیار کیا ہے۔ فرق صرف یہہ ہے کہ بحیرہ شام پر اسنے سکندرون کی بجائے طرابلس کو جو اول الذکر سے تخمیناً
پچاس میل بجانب جنوب واقع ہے انتہائی اسٹیشن تجویز کیا ہے وہاں سے وہ لائن کو براہ تدمر مجادین بہ نادست (دونوں آخر الذکر مقام دریائے
فرات کے داہنے ساحل پر واقع ہیں) لیجا کر اسکی دو شاخیں کرنا چاہتا ہے ایک شاخ کو دریا کے داہنے ساحل کے کنارے کنارے کربلا تک اور وہاں سے

بصرہ کو اور دوسری دریائے فرات کو مقام ہت عبور کرکے دوآبہ میں سے ہوتی ہوئی دریائے دجلہ کو بھی عبور کرکے شمال المشرق رُخ سرحد ایران تک مقام خانی کین کو لیجانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خانی کین عین ترکی سرحد پر بغداد سے بجانب شمال المشرق تخمیناً ۸۰ میل اور ایران کے مشہور قصبہ کرمانشاہ سے عین بجانب مغرب تقریباً ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کونٹ مذکور بالعجالی سے کوئی ضمانت بھی نہیں مانگتا۔ اور بالعجالی نے اسکی درخواست کو بغرض غور و رپورٹ وزارت تعمیرات کے پاس بھیجدیا ہے۔ مگر اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسکی درخواست ضرور منظور کی جائیگی۔ اول تو ترکی اخبارات کی رائے اور تحریرات سے پایا جاتا ہے کہ ترک اب اجنبیوں کو ایسے اہم اجارے دینا ہرگز مناسب تصور نہیں کرتے۔ عام اجنبیوں سے ایسی بدظنی ہو رہی ہے تو روسیوں سے بدرجہ اولیٰ ہوگی۔ عدم کسی درخواست کو لے لینے سے یہہ نہیں پایا جاتا کہ اُسے ضرور ہی منظور کیا جائیگا۔ کسی کی درخواست کو سماعت کرنے سے بھی انکار کر دینا بد اخلاقی میں داخل ہے۔ اور ترکوں ایسی خوش اخلاق قوم سے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ حالات موجودہ پر غور کرنے سے درخواست مذکور کے منظور ہونے کی نسبت بالآخر اُسے مسترد کر دئے جانیکی زیادہ قوی امید ہے۔ بہرحال یہہ یقینی امر ہے کہ مہینوں تک اسکا فیصلہ نہیں ہوگا۔ اور اس عرصہ میں اگر مسلمان متمولین کی کوئی جماعت باقاعدہ قایم ہو کر باضابطہ امیر المومنین سے درخواست کر دے تو وہ ایک اسلامی کمپنی کے مقابلہ پر مسیحی سائلین کو کبھی ترجیح نہیں دینگے۔ ہمیں اسوقت صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ اگر کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ذرا زیادہ مستعدی اور سرگرمی سے کام لیں اور اپنے مالک کو اپنی طرف سے حتی الامکان اسطرف مایل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر بفرض محال روسی سائل یا کوئی اور خواستگار بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان لاین کا اجارہ حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو جائے پھر بھی مجوزہ لاین کا بہت بڑا حصہ یعنی دمشق سے یمن تک مع متعدد شاخوں کی باقی رہیگا۔ جو کسی صورت میں غیر مسلم کو نہیں دیا جا سکتا اور ہمارے اغراض اس لاین سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہوگا کہ مالی لحاظ سے یہہ ٹکڑا شاید اول الذکر ٹکڑے کے برابر منفعت بخش نہو۔ لیکن یہہ فرق کچھ ایسا بڑا نہیں ہوگا۔

بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیانی ٹکڑے کی نسبت الہ آباد کا پاینیر ایک پرائیوٹ خط کے حوالہ سے اس ہفتہ ایک اور عجیب خبر سناتا ہے جسمیں تھیسن جرمنوں کے ارادوں کا ذکر کرنے کے بعد جسکا لب لباب کسیقدر آگے درج کر دیا گیا ہے تحریر ہے کہ شاہی عثمانی کمپنی جو بندر سعیدی سے بغداد تک ریلوے لاین جاری کرنے کے لئے قایم ہوئی ہے عنقریب کام شروع کرنا چاہتی ہے۔ اور انگریزی گورنمنٹ کمپنی مذکور کی ہر طرح سے امداد کر رہی ہے شاہی عثمانیہ کمپنی کا نام اب پہلی مرتبہ سننے میں آیا ہے۔ اخبار اتحاد مصری نے البتہ چند ہفتے ہوئے یہہ لکھا تھا کہ ایک عیسائی انطون بک یوسف لطفی کو شام سے مصر تک ریل بنانے کا اجارہ ملگیا ہے۔ یہہ صاحب غالباً شامی عیسائی ہیں اور کچھ عرصہ ہوا ہمارے ایک جناب نوبار نے طرابلس الشام سے تحریر کیا تھا کہ دمشق میں چند متمولین نے ریلوے لاین کا اجارہ ملنے کی جو درخواست بالعجالی میں کردی ہے وہ خط مذکور جو فارسی میں تھا کشف اخبار میں درج کر دیا گیا تھا۔ ممکن ہے اسی جماعت نے شاہی عثمانی کمپنی کا نام اختیار کر لیا ہو۔ سو اسکی درخواست بنظر استحسان دیکھی گئی ہو۔ لیکن اگر یہہ قیاس درست ہو۔ تو انگریزی گورنمنٹ کی امداد کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ جماعت مذکور نے یہہ لازمی شرط قرار دی تھی کہ کسی یورپین کو اسمیں شریک نہیں

کیا جائیگا بہرحال ہم خوش ہونگے کہ ہماری تحریک بالکل بے اثر نہیں رہی اور شام کے چند عالی ہمتوں کو ادہر توجہ ہوگئی ہی لیکن ہمارے ہندوستانی معاصرین کی لاپروائی سے اگر اس ملک کے مسلمان اس کثیر المنفعت اور اہم کام کی شرکت اور اس سے فایدہ اٹھانے سے محروم رہے تو اسکی مسئولیت انکی گردنوں پر رہیگی - ابہی وقت موجود ہے اور ہم بہت کچھہ کر سکتے ہیں جیساکہ ہمارا معزز مصری ہمعصر المنار ایک طویل مضمون کے اخیر پر تحریر کرتا ہے -

فاھمیة المشروع الاسلامی باقیة علی حالھا ولا نفتی نحث علیھا ولئن فات لبعضھا فانما محض علی باقیھا وباللہ التوفیق " لیکن اگر ہمارے اکثر سربرآوردہ اور ممتاز ہمعصر چندیوں کی فہرستوں اور پردوں کی مضرتوں کے بیان کرنے ہی میں صفحے کے صفحے سیاہ کرتے رہے - اور خود لکھنا تو درکنار ان عربی اخبارات کا ترجمہ دیدینے یا وکیل کی تحریروں کو نقل کردینے کی بہی انکو توفیق حاصل نہوئی تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے سوا اور کیا چارہ ہوسکتا ہے (۲۲ - اگست ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لاین کے متعلق معزز ہمعصر المؤید مصری کی تحریرات بجنسہ شایع کیجاچکی ہیں عربی خوان ناظرین کو انکے پڑہنے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ اڈیٹر وکیل نے اخبار المنار و معلومات کی بعض اُن اڈیٹر سے جو انہوں نے اس تجویز کے پہلی مرتبہ مشتہر ہونیکے وقت اسکی نسبت ظاہر کی تہیں اعتراض کیا تہا اور جناب فضیلت مآب اڈیٹر المؤید نے اسکی تائید کی - اسپر معزز ہمعصر المنار نے ایک طویل آرٹیکل میں اڈیٹر وکیل کی اعتراضات کو غلط فہمی پر مبنی قرار دیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ المنار جاری ہی اسی غرض سے ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اہالی یورپ کے مفید اعمال کی پیروی کرنے کی ترغیب اور مشترکہ سرمایہ سے قومی کاموں کی تکمیل کی تحریک کرے - ہمعصر موصوف نے تعلیم و تربیت کی بہی نہایت بے نظیر اور جامع تعریف کی ہے اور اسکے ظاہر کرنے سے ہمیں مطلقاً تامل نہیں کہ ویسی تعلیم و تربیت پر جیسی کہ المنار چاہتا ہے وکیل کو کوئی اعتراض نہیں اور اسکی دلی تمنا ہے کہ ہمارے ابنائے ملک اور بالخصوص مسلمانوں کو ویسی ہی تعلیم و تربیت کیطرف رجوع کرنیکی توفیق حاصل ہو - اسکے بعد ہمعصر موصوف مجوزہ لاین کے فواید تفصیلوار تحریر کرکے دو ایک موانعات کا بہی ذکر کرتا ہے لیکن وہ موانعات چنداں قابل غور نہیں اور اڈیٹر وکیل نے انکی تردید مصری اخبارات میں تحریر کردی ہے بہرحال ہمارا ہمعصر اس تجویز کی اب پوری پوری تائید کرتا ہے اور موقع پر ہم ناظرین کو یہہ خوشخبری سنانا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس امر کے باور کرنیکی کافی وجوہات پائی جاتی ہیں کہ یہہ تجویز مسامع اعلیٰحضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ الی انتہائی الدوران تک پہنچ چکی ہے اور اگر متوسط الحال اور متمول مسلمان اسکی تکمیل کیلئے کمربستہ ہوجائیں تو باعث عجب جو جلالتمآب کو اسے اپنی سرپرستی میں لینے سے کوئی دریغ نہیں ہوگا - (۲۹ - اگست ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لاین کے متعلق ایک بزرگ عنایت فرمانے حسب ذیل حوصلہ افزا تحریر ارسال فرماتے ہیں انکی بزرگی اور اتقا کا خیال کرکے ہم امید کرتے ہیں کہ شاید ہی جناب ہوگا کہ انکی مخلصانہ دعا و التماس غالباً بے اثر نہ رہیگی -

مخدوم مکرم بندہ ! السلام علیکم !! مزاج مبارک !!! خداوند تقدس کا ہزار شکر ہی کہ ہمارے اس گئی گذری زمانہ میں بہی آپ جیسے پرجوش ہمدرد اسلام و اسلامیان موجود ہیں آپکی تجویز اجراے ریل ایشیائی ٹرکی کی میں دل سے تائید کرتا ہوں اور خدا سے دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ آپ کی اس تجویز میں جلد کامیابی بخشے اور ہماری زندگی میں اسلامی ریل ایک سرے سے دوسرے سرے تک ترکی ایشیائی اور خیر حرمین شریفین تک جاری ہوجاوے اور خود سوار ہوکر حج کر آئیں گو میں نہایت کم حیثیت شخص ہوں - مگر چونکہ مسلمان ہوں سنا لیا کل ہندوستان کے مسلمانوں سے سبقت

ہی کے عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی کمیٹی ہندوستان یا ٹرکی میں اس کار خیر کیواسطے کھڑی ہو تو پانچ ہزار روپیہ تک کے حصے میں خریدنے کو تیار ہوں۔ آپ للہ بہت جلد ایک کمیٹی کو کھڑا کرانے کی کوشش کریں۔ اللہ برکت دیگا۔ (۵ ستمبر ۱۸۹۸ء)

ایک جرمن مسٹر بیرن فان کو صامسون اور سیواس کے درمیان ریلوے لائن بنانے کا اجارہ عطا ہوا ہے اور اُس نے حسب دستور بطور ضمانت ۳ ہزار پونڈ عثمانیہ بنک میں داخل کر دئے ہیں۔ اجارہ دار کا منشا تھا کہ اسی بحیرہ اسود سے بحیرہ شلم کی بندرگاہ بطور لاق تک جو اسکندرون کے قریب ہے لائن بنانے کی اجازت دیجائے۔ لیکن چونکہ یہ مقام اناطولیہ ریلوے کمپنی کے اجارہ کے دائرہ میں داخل ہیں اسلئے اس درخواست کو منظور نہیں کیا گیا (۲۶ ستمبر ۱۸۹۸ء)

بصرہ طرابلس لائن کے اجارہ ملنے کی خواستگار کونٹ ولادیمیر نے ساتھ ہی کئی اور اجاروں کی بھی درخواست کی ہے منجملہ ان کے چند ایک یہ ہیں (۱) مجوزہ لائن کی دونو طرف چار چار میل تک معدنوں کی دریافت اور بشرط برآمدگی انکے کھودنے کی بھی اجازت اور اجارہ دیا جائے (۲) دجلہ اور فرات کے دوآبہ کی دلدلوں کو خشک کرنیکا اجارہ (۳) بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان پختہ سڑکیں اور (۴) سواحل شلم کی تمام بندروں میں پختہ لنگر گاہیں اور گھاٹیں وغیرہ تعمیر کرنیکا اجارہ دیا جائے۔

ایک جرمن اخبار اس درخواست کے متعلق انگلستان کی پالیسی دربارہ ٹرکی میں قبضہ مصر کے وقت سے تغیر آجانے پر جسپر وکیل سین گذشتہ میں کئی دفعہ مفصل بحث کر چکا ہے۔ رائے زنی کرنیکے بعد روس کی ایک اخبار کے حوالے سے اس درخواست کی یہ عجیب وجہ تحریر کرتا ہے۔ زیادہ زمانہ گذرنے نہ پائیگا کہ ٹرکی روسی تاوان جنگ کی وجہ سے سبکدوش اور اسطرح اسکے دباؤ سے آزاد ہو جائیگی۔ اسلئے روس ابھی سے اس دباؤ کو قائم رکھنے کی تدابیر سوچنے کے درپے ہو گیا ہے اور یہ اجارے اسکی رائے میں نہایت عمدہ اور کارآمد ذریعہ اس مدعا کے حصول کیلئے ہیں۔ ٹرکی میں قاعدہ ہے کہ جب کسیکو اجارہ ملتا ہے تو اجارہ دار کو ایک معقول رقم شرائط اجارہ کے ایفا کی ضمانت میں عثمانیہ خزانہ میں جمع کرانی پڑتی ہے پس اگر کونٹ ولادیمیر کا پچھلا کو یہ متعدد اجارے ملگئے تو اُسے بڑی رقم داخل کرنی پڑیگی۔

اب روسی مدبرین کا خیال ہے کہ ٹرکی کو چونکہ ہمیشہ روپیہ کی ضرورت رہتی ہے وہ اس رقم امانت کو خرچ کر لیگی اور اسطرح وہ روس کے قابو میں آجائیگی کہ جب کوئی کام ہوا تو جھٹ روسی سفیر پوچھا کریگا وہ رقم کہاں ہے؟ اگر جواب صاف نہ ملا تو وہ تقاضا و اصرار اور دباؤ ڈالکر کوئی نہ کوئی مزید مراعات اپنے ملک کے لئے حاصل کر لیا کریگا۔

اس لحاظ سے یہ گویا اجاروں کی درخواست نہیں ہے بلکہ درحقیقت ٹرکی کو روس سے قرضہ لینے پر مجبور کیا جا رہا ہے تاکہ روس کسیوقت اصل معہ سود کا مطالبہ کرکے اپنی غرض پوری کر سکے کہا جاتا ہے کہ اگر باب عالی نے یہ اجارے دینے منظور نہ کئے تو روس پھر مطالبہ شروع کر دیگا کہ وہ قاتل جو ٹرکی سے بھاگ کر ہمارے ملک میں پناہ گزین ہیں ان کو ٹرکی واپس بلا لیا جائے۔

کیا مسلمان بھی کبھی خواب غفلت سے بیدار ہو کر اس آخری موقع سے جو انہیں اپنی مالی تمدنی اور علمی عملی حالت سنوارنے کیلئے حاصل ہے فایدہ اٹھانیکی کوشش کرینگے یا اسطرح مدہوش رہکر اسے بھی عیسائیوں کے قبضہ و تصرف میں چلا جانے دینگے؟ (۱۲ ستمبر ۱۸۹۸ء)

مشہور عرب سیاح حضرت الفاضل سید سیف الدین یمنی جنکے مکتوبات و مراسلات دربارہ جاوا و سوماٹرا وغیرہ

کرتے مجھے کئی مرتبہ وکیل میں شایع ہو چکے ہیں اور ہمارے ناظرین انکی حیثیت ملکی قومی اور بلند خیالی و دلسوزی سے ناواقف نہیں ہیں۔
سنگاپور سے تاریخ ۲۲ اگست ۱۹۰۸ء بغداد و دمشق حجاز کی مجوزہ ریلوے لائن کے متعلق المؤید کو ایک قابل غور اور مسلمانوں کو شرم و غیرت دلانے
والی مراسلت ارسال کرتے ہیں یہ مراسلت ۴ ستمبر کے المؤید میں شایع ہوئی ہے جس کا خلاصہ اپنے عربی خوان ناظرین کی آگاہی کو لئے درج کر دیا جاتا ہے
حیدرآباد دکن کے غیور عرب مسلمانوں بالخصوص رئیس المتمولین جناب نواب سلطان نواز جنگ صاحب بہادر رئیس علاقہ حضرموت اور دیگر متمول
اور عالی ہمت اکابر و امرا کیا اس اہم تجویز کیطرف جسپر نہ صرف مملکت عثمانیہ بلکہ مسلمانوں کی حیات و ممات موقوف ہے کبھی توجہ نہیں
کرینگے اس صفحہ کے پہلے کالم میں دیگر اقوام کے چند افراد کی بے نظیر فیاضیوں کی کچھ کیفیت مندرج ہے ہمارے مسلمان بھائی اور [illegible] اگر
ایسی ہی مفید فیاضیاں نہیں کر سکتے تو کیا ان سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے کام پر روپیہ لگائیں جس سے ان کو معقول
ذاتی منافع یقیناً ملنے کے ساتھ ہی قوم کو بھی بحیثیت مجموعی کئی بیش بہا فوائد ضمنی طور پر حاصل ہو جائیں مفید اور کار آمد فیاضی
کی شرط اسواسطے لگائی گئی ہے کہ اندھی اور فضول بلکہ مضر فیاضی کی مسلمانوں میں کوئی کمی نہیں بلکہ اس بارہ میں اسوقت بھی کوئی
دوسری قوم انکی ہمسری نہیں کر سکتی۔ بلا ضرورت مساجد اور پل وغیرہ بنانے میں اب بھی ہمارے صاحب متمول ہر سال لاکھوں روپیہ خرچ
کرتے رہتے ہیں۔ مگر اس خرچ سے جو فی زمانہ بلاشک و شبہ اسراف میں داخل ہے [illegible] حاجت بنانا تو درکنار صرف کنندگان کو اس دنیا میں بھی
عقلمندوں کی نگاہ میں کبھی عزت و وقعت حاصل نہیں ہو سکتی۔ واللہ یھدی من یشاء الی سبیل الرشاد (۱۰ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

ہمارا معزز ترکی ہمعصر معلومات جسے انگریزی اخبارات عموماً سلطان [illegible] کا اخبار لکھتے ہیں اس امر میں وکیل
سے اتفاق رائے کرتا ہے کہ جدید ریلوے لائینوں کے اجارے اجنبیوں کو نہیں ملنے چاہئیں چنانچہ وہ قوی امید ظاہر کرتا ہے کہ طرابلس سے
بصرہ تک لائن تیار کرنیکے لئے جو درخواست روسی کونٹ نے کی ہے وہ کبھی منظور نہیں ہوگی۔ لیکن ریلوے لائنوں کو ملک اور
حکومت کیلئے جو مفید ہیں انکو تسلیم کرنے سے ہمارے ہمعصر کو کسیقدر عذر ہے مگر وہ اپنے دعوے کی تائید میں ایسی رکیک دلائل پیش کرتا ہے جنپر معمولی
سمجھ کا آدمی بھی مشکل انحصار کر سکتا ہے۔ بالعموم ریلوے لائنوں کے مفید ہونیکی بحث کو چھوڑ کر صرف مجوزہ لائن کے فوائد کی تصدیق میں
انگلستان کے رسالہ فورٹ نائٹلی کے ایک مضمون کا تبرکاً اقتباس ذیل میں درج کر دیا جاتا ہے "تین برس کے عرصہ میں انسان بلجیم کے بندرگاہ اوسٹنڈ
سے ٹرین پر سوار ہو کر سیدھا بندر آرتھر تک سفر کر سکیگا۔ پانچ برس کے بعد وہ سیدھا اسکندریہ سے راس امید پہنچ سکیگا ان دونوں کے علاوہ
ایک تیسری بھی عالمگیر ریلوے لائن ہے جو قسطنطنیہ سے براہ شام۔ ایران۔ ہندوستان اور برہما ہانگ کانگ تک تیار کی جا سکتی ہے۔ ان تینوں
لائینوں کی اہمیت اور فوائد اسقدر ہیں کہ حیطہ بیان میں نہیں آ سکتے اور جسقدر بیان کئے جائیں تھوڑے ہیں۔ سائبیرین لائن کے ہم سر دست
کوئی بحث نہیں کرتے لیکن دوسری دونوں لائنوں کے متعلق یہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ دونوں فلسطین میں ملتی ہیں پس فلسطین کل
دنیا کی شاہراہوں کا محل اتصال اور مرکز ہے پس جو سلطنت فلسطین پر قابض و متصرف ہوگی۔ نہ صرف خشکی کی شاہراہیں بلکہ تری کی
بڑے بڑے راستے بھی اسکے قبضہ اور تصرف میں ہونگے۔" (۱۳ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

ایشیائی روم میں ریل کے حامی یاسین العینی صاحب [illegible] عربی اخبار المؤید کو نام بر قاہرہ میں [illegible] ہوتا ہے ایک

خط بھیجا ہے جسکا ترجمہ ہم مع ذیل کرتے ہیں۔ "آپ نے اسلامی دنیا پر بڑا ہی احسان کیا کہ وکیل امرتسر کے مضامین دربارہ تعمیر ریلوے از پورٹ سعید تا بصرہ کو اپنے پرچہ میں جگہہ دی اور اپنے اڈیٹوریل میں مبارک بھی اس مضمون پر کہی۔

ہندوستان کے مسلمان حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی ذات بابرکات کو دنیا کے مسلمانوں کا مذہبی پیشوا خیال کرتے ہیں لہذا خواہ کوئی تدبیر ہو جسمیں سلطنت عثمانیہ کی بہبودی مقصود ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی توجہ اور دلچسپی کا باعث ہوتی ہے افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ لیکن ایک بھی عربی اخبار نہیں جو ان لوگوں کے دلی جذبات کو دنیا کی اور مسلمانوں پر ظاہر کرے۔ المؤید نے مسلمانوں کی دلچسپی کے تمام مضامین پر بہت عمدگی سے بحث کی ہے اور اسکے مضامین مسلمانان ہند نہایت شوق سے پڑھتے ہیں ہندوستان کے اردو اخبار خصوصاً وکیل اور پیسہ اخبار لاہور آپکے مضامین کا اردو ترجمہ اکثر شائع کرتے رہتے ہیں سو وکیل امرتسر اور پیسہ اخبار لاہور میں میں نے ابھی ایشیائی روم میں ریلوے کی تجاویز پر خطوط اور اڈیٹوریل مضامین پڑھے ہے۔

ایشیائی روم دنیا میں سب سے زیادہ زرخیز ملک خیال کیا جاتا ہے۔ ضرورت یہہ ہے کہ ہمیں ریلوے بنائی جاویں تا کہ ملک کی پیداوار آسانی سے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جا سکے پولیٹیکل نظر سے دیکھا جاوے تو ایشیائی روم میں ریلوے سے سلطنت کے افسروں کو قوت پہنچیگی یہہ ایسا خطہ ہے کہ باوجود اسکی عمدگی مقام کے اسکے پیداوار کی قابلیتیں اور تجارتی اور مذہبی ضرورتیں ابتک ان ترقیوں سے محروم ہیں جو وہاں ممکن ہیں اگر ریلوے لائن اسکے طول و عرض میں دوڑ جائیگی تو اس کاہلی اور سستی کیحالت میں ایک تغیر پیدا ہو جائیگا اور چستی اور چالاکی کی ایسی روح پھونک جائیگی کہ دنیا کی قوموں میں اسکے اعلے درجہ نصیب ہوگا لیکن ریلوے اُسی صورت میں کسی ملک کے لئے مفید ہو سکتی ہے جبکہ خود اسکے باشندے اپنے سرمایہ سے جاری کریں۔ اگر ریلوے دوسری قوموں کے سرمایہ سے بنائی جاویں تو اگرچہ ملک میں تہذیب اور چالاکی پھیلے۔ مگر تمام ملک کی پیداوار کو منافع مشتبہ ہو جاتے ہیں۔

ایشیائی روم جیسے ملک میں سرمایہ کا خیال ضروری ہے کیونکہ اگر غیر قوموں کا سرمایہ لگا تو صرف یہی نقصان نہ ہوگا کہ اپنے ملک کا سرمایہ بیکار رہے بلکہ پولیٹیکل نقصان بہت بڑا ہے۔ یورپین ممالک اپنی اولوالعزمی کی طفیل اور اپنی دولت کے سبب اکثر اپنے کم درجہ کے ملکوں میں بھی ریل بنانے کو دوڑ پڑتے ہیں چونکہ ایشیائی روم کو مسلمانوں نے بڑی بڑی خرچ برداشت کرکے رکھا ہے۔ بڑی افسوس کی بات ہے۔ اگر وہ اس خطرہ میں پڑے چونکہ ایشیائی روم میں ریلوے بنانیکی ضرورت ہے تا کہ تمام تجارتی مرکز ملجائیں اور ضروری اور تاریخی مقامات ایک ہو جائیں۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکا فایدہ بہت گھٹ جائیگا اگر وہ اور قوموں کے سرمایہ سے بنیں۔

ملک کے امن کیواسطے ضروری ہے کہ جسقدر غیر قوموں کا اثر کم ہو اسیقدر بہتر۔ گورنمنٹ ٹرکی اُسوقت غیر اقوام کو ایشیائی روم میں ریل بنانیکی اجازت دے سکتی ہے جب باوجود سعی کے بھی اپنے ملک میں سرمایہ جمع نہو سکے اور ریلوے بنانا ناممکن ہو اور اپنے ملک کے سرمایہ میں بھی اگر صرف مسلمانوں کا سرمایہ ہوگا تو زیادہ سہولت اور امن ہوگا یہہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اگر ٹرکی حکام یہہ کوشش کریں کہ اسلامی سرمایہ سے ایشیائی روم کے بڑے بڑے مقامات میں ریلوے بنائی جائے تو ان کو اس سعی میں ناکامی حاصل ہوگی۔

امراء مصر۔ ترک۔ عرب۔ حجاز۔ یمن کو لازم ہے کہ اس کام میں شریک ہوں اور غالباً اہل ایران بھی جو تجارت کے شائق ہیں اسمیں

شریک ہونگی۔ اگر اون سے کہا جائے سلطان المعظم خدیو مصر اور شاہ ایران اپنی پرائیویٹ سرمایہ سے شریک ہوں ۔ اس سے بڑا فایدہ یہہ بھی ہوگا کہ یہہ اسلامی تینوں سلطنتیں متحد ہوجائینگی۔ اور جس امر کی مدت سے خواہش تھی پورا ہوگا اور چونکہ ان کی اتحاد میں مالی تجارتی منافع شامل ہونگے۔ لہذا اسکے زیادہ اتفاق اس صورت میں متصور ہے۔

ہندوستان کے مسلمان بھی جنکو ہر سال مکہ اور بغداد جانا ہوتا ہے اس کام میں شرکت سے تامل نہ کرینگے۔ اگر بصرہ سے طرابلس یا پورٹ سعید کو ریل نکالی گئی اور اوسکی ایک شاخ مدینہ کو نکلی تو ہندوستان کے حاجیوں کو مقدس مقامات میں جانے کو ذرا بھی دقت نہ ہوگی۔ اور سفر کی بے آرامیوں اور مصیبتوں سے بہت نجات ملجائیگی کام رفتہ رفتہ شروع ہونا چاہئے تاکہ اول ہی سرمایہ کی اسقدر ضرورت نہو کہ لوگ شریک نہوسکیں۔

اول تو بصرہ سے بغداد تک ریلوے بنائی جاوے اور پھر قدم بقدم پورٹ سعید یا طرابلس اور مدینہ کیطرف بڑہے۔ ریل کو مدینہ سے آگے نہ بڑہانا چاہیے ورنہ بدوؤں کو نقصان پہونچیگا۔ اور انکے ذرایع معاش بند ہوجائینگے یعنی انکی اونٹ حج کے دنوں میں کرایہ پر نہ لئے جایا کرینگے۔

علاوہ ازیں شاید راسخ الاعتقاد مسلمان مکہ سے مدینہ تک ریل کو پسند بھی نکریں جو اس کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں کہ سفر کا قدیم طریقہ جاری ہے اور مکہ سے مدینہ تک ریل دنیا کے مسلمانوں کی نظروں میں حقیر ہوگی" (۱۴۔ نومبر ۱۹۱۲ء)

بصرہ بغداد و دمشق کی تجویزہ لاین کے متعلق ہمارے نکتہ سنج معلومات نے پھر دوبارہ جو بحث کی ہے اسکا مختصر سا اشارہ ۱۳۔ اکتوبر کے پرچہ میں کیا گیا تھا ہمیں فاضل ہمعصر علے العموم ریلوے کی ہمہ وجوہ مفید ہونیکا قایل نہیں مگر ساتھ ہی اسے تسلیم کرتا ہے کہ وہ خالی از فایدہ نہیں ۔ اور کہ اجانب کو ریلوے لاینوں کی امتیازات عطا کرنے ہر گز مناسب نہیں ۔ لیکن شومئی بخت سے مسلمانوں پر کچھ ایسی غفلت اور سستی طاری ہے کہ ان سے کم از کم ابھی کئی اور برسوں تک کسی اہم کام کو کرنیکی توقع نہیں ہو سکتی اور اس عرصہ میں اگر ان کا وجود نابود یا کالعدم ہونیسے محفوظ بھی رہا۔ تو یہہ امید رکہنا محض فضول ہے کہ دنیا کی بیدار قومیں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہینگی۔ اور اسلامی ممالک میں انکے سرمایہ اور صنعت کیلئے جو وسیع میدان کہلے پڑے ہیں ان سے فایدہ نہ اٹھائینگی۔ اس لحاظ سے معلومات کی ہاں تمنا کے بر آنے کی بہی کوئی صورت سر دست نظر نہیں آتی بلکہ اغیار کو ایسے کار آمد شعبوں پر نہ متصرف ہونے دیا جائے تاہم جیسے کہ ہمارے معزز ہمعصر الموید نے ایک دفعہ لکہا تہا۔ مایوسی کے نتیجے بہت لازمی ہے اور کامل الیقین ہے کہ اگر ابنائے ملک اور ہم مذہب بہائیوں کو وقتاً فوقتاً مستعدی کیطرف توجہ دلائی جاتی رہنے کی کوشش کی جاتی رہی تو وہ بزمانہ مناسب جلد یا دیر بعد ضرور اپنا فایدہ سمجھینگی۔ ہمعصر ثمرات الفنون نے معلومات کی تحریر کا کچہ خلاصہ دیکر اسکی چند ایک دلایل کی نہایت عمدگی سے تردید کی ہے اور بات کا اقرار کیا ہے کہ مسلمان اگر ہمت کریں تو وہ اس کام کو اور اس سے بہی اہم اور کثیر الصرف کاموں کو سر انجام دے سکتے ہیں۔ اگر کمی ہے تو صرف توجہ اور ہمت کی جسے اگر اب بہی پورا نکیا گیا تو پھر شاید ابہی پوری نہو سکیگی (۲۱ نومبر ۱۹۱۲ء)

ہمارا معزز ہمعصر دار السلطنت کلکتہ بغداد و دمشق کی تجویزہ ریلوے لاین پر ایک مختصر سا اڈیٹوریل جارکیا ہے کہ ہم کو

ہے۔ ہم اپنے ہمعصر کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس اہم تجویز کیطرف توجہ مبذول فرمائی۔ لیکن اور بھی کسی قوم سے نہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں سے ایسے مختصر اور مجمل اشاروں اور عرضداشتوں کو سمجھ سکنے اور اوسپر عمل پیرا ہونے کی توقع رکھنا ہمارے خیال میں سراسر باطل نہیں تو کچھ ہی کم ہو سکتا ہے۔ ہمارا رفیق اگر اس معاملہ میں کچھ کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے اس سے زیادہ صراحت کے علاوہ اصرار و تکرار سے بھی کام لینا ضروری ہوگا۔ سیاک مذکور حسب ذیل ہے: ۔ سید سعید (مصر) سے ابھی تک ریلوے بنانیکی تجویزیں ہو رہی ہیں اور دنیا کے کل مسلمانوں کو اس تجویز کی تائید و چندہ کے لئے ترغیب دلائی گئی ہے ہمکو ہمارے ہمعصر المؤید و وکیل امرتسر کی اس تجویز سے نہایت خوشی ہوئی۔ اگر کل ہندوستانی اخبارات ملکر ان معزز ہمعصروں کی تائید کریں تو نہایت مناسب ہو اور فی الحقیقت اگر بنظر غور خیال کیا جائے تو مسلمانان ہندوستان کو اس میں شرکت سے فخر حاصل ہوگا۔ لہذا کل اہل دول مسلمانوں کو جنہیں نسل عرب و مسلمان ہونیکا فخر ہے ہم خرما و ہم ثواب کا مستحق ہونا لازم ہے ہم امید کرتے ہیں کہ کل اہل دول اسمیں شریک ہوکر دوسروں کو آمادہ کرینگے (۸ نومبر ۱۹۰۵ء)

صوبہ یمین میں سرکش باغیوں کی سرکوبی کے ساتھ ہی ساتھ خائن اور بدطینت عمال کو بھی برابر سرکوبی ہو رہی ہے۔ اور یہ امید کرنا بیجا نہوگا کہ تمام صوبہ کمیشن اصلاح کی سرگرم کوششوں کی طفیل عنقریب تک بدچلن حکام سے پاک صاف ہو گیا ہوگا۔ شروع نومبر تک مقامی فوج کے علاوہ دیگر صوبجات سے ردیف فوج کی سترہ پلٹنیں پہنچ چکی تھیں۔ سید صدیہ اور صنعا کے درمیانی علاقہ کے تمام باشندوں سے اسلحہ جو انہیں نیک نیت اور ایماندار ہمسایوں سے ملتے رہتے ہیں چھین لئے گئے ہیں اور سب طرح سے امن ہو گیا ہے۔ گورنمنٹ کے حکم سے تمام ایسے شقی جنسے پھر فساد کا اندیشہ ہو طرابلس الغرب کو جلاوطن کیئے جا رہے ہیں۔ اور ابتک آٹھ سو بھیجے جا چکے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے اخیر میں سرکاری افواج نے باغیوں کے قلعہ تقل کو فتح کرکے تین سو ساٹھ متمردوں کو اسیر کیا۔ سب سے بڑا اسرغنہ جو زیدی المذہب ہے شروع نومبر تک نہیں پکڑا گیا تھا۔ اسے اپنی قوم پر ایسا اقتدار حاصل ہے کہ وہ اوس کے حکم پر جانیں قربان کر دینا معمولی بات سمجھتی ہے مگر یقین کامل ہے کہ وہ گذشتہ مہینہ میں پکڑا گیا یا قتل کر دیا گیا ہوگا کیونکہ تازہ ترین خبر سے پایا جاتا ہے کہ ترکی فوج نے تمام بنی حاشد میں اوسکا محاصرہ کر لیا ہوا تھا۔ اور باغی کے بچکر نکل جانے کے لئے کوئی راستہ یا ذریعہ نہیں رہ گیا ہوا تھا۔

صوبہ کورمیں گرانی اجناس کی بھی اب کوئی شکایت نہیں رہ گئی۔ البتہ اونٹوں کی کمیابی کی وجہ سے نقل و حرکت اور تجارتی اسباب کی باربرداری میں بہت ہرج ہو رہا ہے مقامی حکام اونٹوں کی خریداری اور دیگر علاقجات سے انہیں بہم پہنچانے میں سعی بلیغ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی بنظر احتیاط والی صوبہ نے تاکیدی احکام صادر کر دیئے ہیں کہ کوئی ماتحت حاکم تاجروں کے اونٹوں کو ہاتھ نہ لگائے۔ تعجب ہے کہ اسقدر ہرج و تکلیف اور بے انتہا پولیٹیکل خطرات کے باوجود جو سریع وسائل آمد و رفت کی عدم موجودگی کی وجہ سے تمام بعیدی صوبجات اور خاصکر اس نہایت ہی اہم اور زرخیزترین صوبہ کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ باب العالی ان صوبوں کو باہم اور مرکز سلطنت کے ساتھ ریلوے لائنوں کی تعمیر سے عمدًا اعراض کر رہا ہے اور مزید تعجب اور افسوس مسلمانان عالم پر ہے جو اپنے مقدس مقامات کی حفاظت اور سہل الحصول وسائل بہم پہنچانے کیساتھ ہی بیشمار اور عظیم الشان مالی و تجارتی۔ علمی اور تمدنی فوائد و منافع بخشنے والے کام کو ہاتھ میں لینے سے مجرمانہ غفلت کر رہے ہیں۔ کیا مسلمانوں کے لئے شرم کا مقام نہیں کہ اور بھی کسی ملک کے نہیں۔

سوئیڈن اور ناروے کے عیسائی تو لاکھوں روپیہ بظاہر محض اس غرض کے لئے صرف کریں کہ آیا یہ روایت کہانتک درست ہے کہ عرب کا جنوبی علاقہ حضرت اسوقت سمندر کی تہ تھا اور صرف روپیہ ہی نہ خرچ کریں بلکہ اپنی جانوں کو بھی لا انتہا خطرات و مصائب میں بخوشی ڈالدیں اور عرب کے جنوب مغربی گوشہ یعنی عدن سے لیکر جنوب مشرقی انتہا (مسقط) تک کے بے آب و گیاہ اور لق و دق سنگلاخی علاقہ میں جنگجو اور نیم وحشی خانہ بدوش قبائل کے درمیان مہینوں بسر کرنیکا تہیہ کریں اور مسلمان مالی استطاعت رکھنے کی باوجود ایسے کام کیلئے جس سے مذہبی اور علمی فوایدکے علاوہ نہایت معقول مالی منفعت یقینی ہو سرمایہ بہم پہنچانا تو درکنار اوسکی طرف متوجہ ہونا یا اوسپر غور کرنا بھی شاق تصور کریں جب اونکی ہمتوں اور اولوالعزمیوں کی یہ کیفیت ہو تو پھر وہ کس منہ سے جابجا مسلمانوں کے دن بدن زیادہ روبتنزل ہوتے جانے اور اسلامی مقبوضات کے چھنتے چلے جانے پر افسوس کرتے ہیں پست ہمتوں خود غرضوں نفس پروروں اور جاہلوں کی یہی سزا ہوا کرتی ہے اور ابتدائے آفرینش سے یہی سنتہ اللہ چلی آرہی ہے - اگر سچی دلسوزی رکھتے ہو تو اسباب ذلت کو دور کرو ابھی اصلاح کرنے کا کافی وقت موجود اور کافی طاقت و وسایل رکھتے ہو - اگر یہ نہیں ہوسکتا تو منافقانہ یا نامردانہ اظہار تاسف سے محترز رہنا اولیٰ و انسب ہے (۵ - دسمبر ۱۸۹۸ء)

سید محمد طاہر بک مالک اخبار سعادات کے چھوٹے بھائی سید احمد کامل بک مالک و اڈیٹر اخبار ثروت کو جو ترکی اور فرانسیسی میں روزانہ چھپتا ہے جلالتمآب امیر المومنین نے طبقہ عثمانی کا نشان مجیدی مع خدمات عطا فرمایا ہے - اسیطرح ہمعصر ثمرات الفنون بیروت کے اعلی اڈیٹر و مالک عبدالقادر آفندی قبانی پریسیڈنٹ میونسپل کمیٹی کو نوازشات سلطانی سے مفتخر فرمایا گیا ہے - ہم اپنے ہمعصروں کو اس افتخار پر صدق دل سے مبارکباد کہتے ہیں - ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہمارے اول الذکر ہمعصر نے بغداد دمشق کی مجوزہ ریلوے لاین کی تجویز سے کسقدر مخالفت کی تھی جسکا مفصل جواب المؤید میں شایع کیا گیا تھا وہ غالباً یہ سنکر خوش ہونگے کہ خود معلومات میں بھی ایک فاضل ترک نے جو سرکار اور صاحب عزت ہے اوسکے اعتراضات کی باحسن وجوہ تردید کرکے وکیل کی تجویز کی بڑے زور سے تائید کی ہے - یہ امر خوشی کا باعث تو ہے مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ ناظرین کو خوشی پہونچنے کی توقع میں کہیں ہم سے مبالغہ یا غلطی تو نہیں ہوگئی کیونکہ ایک سال کے متواتر اصرار و تکرار کے باوجود اب تک بہت کم معاونین نے اس اہم کام کی تکمیل میں مدد دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور جب وکیل ایسے قومی خادم کے مستقل ناظرین کی لاپروائی یا کم ہمتی اس حد تک پہنچی ہوئی ہے جنمیں اکثر اصحاب تکمیل تجویز کی لازمی وسیلے یعنے دولت سے بھی حصہ وافر رکھتے ہیں تو دوسرے مسلمانوں سے کیا امید ہو سکتی ہے - اگر چندے اونکا یہی تغافل رہا تو اس سے قوم کی ترقی اور بہبود کیطرفسے کامل مایوسی کا پیدا ہو جانا تعجب خیز نہیں ہوگا - معاصرین سے تو ہم گلہ کرتے کرتے تھک گئے ہیں - بقول منشی عزیز احمد صاحب گلاسگوی انکو تو مولویوں اور پنڈتوں کیطرح اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے - مگر زیادہ تر تعجب کلکتہ کے اسلامی ہمعصر مسلم کرانیکل سے ہے کہ باوجودیکہ پنجاب آبزرور لاہور اور محمڈن مدراس نے (مسلم کرانیکل کے بعد جنپر ہندوستان کی اسلامی انگریزی اخبارات کی کل کائنات ختم ہوتی ہے) اپنی طرف سے تائید کا پورا حق ادا کر دیا ہے لیکن وہ بدستور خاموش ہے - اور مزید تر حیرت حبل المتین کی خاموشی سے ہے جس نے باوجود وعدہ ابتک اسکا ایفا نہیں کیا - پہلے خود سے ہمیں بہت کچھ امید تھی اور المؤید کے مضامین کا ترجمہ کر دینے کے بعد وہ امید اور بھی قوی ہوگئی تھی - لیکن شاید آپسے مقامی جھگڑوں اور مختلف جلسوں کی بھرمار نے ابتک اسطرف توجہ کرنیکی فرصت نہیں دی اور خدا معلوم یہ معذوری

ابھی اور کب تک قایم رہتی ہے۔ چودھویں صدی کے ایڈیٹوریل اسٹاف میں ایک قابل اور بلند ہمت نوجوان کی شمولیت سے قوم کی ترقی کی عملی کاموں میں مددطلبی کی کچھ کم توقع نہیں ہوگئی تھی اور اس توقع کو اس خط کی پڑھنے سے جو اس نوجوان نے قوم کو کچھ بھی خواہ میر عزیز احمد صاحب بی۔ اے لکھنوی کے نام لکھا سگوئی کو لکھا تھا نہایت تقویت ہو گئی تھی بایں ہمہ اس قومی رفیق کی بے اعتنائی بدستور قایم ہے جسمیں شاید اس راہ راست خطاب سے کچھ نمایاں تغیر ہو جائے (۱۹ دسمبر ۱۸۹۹ء)

بغداد و دمشق ریلوی لائن کی تجویز

جسکی خوبیوں کو معزز اخبار وکیل برابر ایک سال کی پرزور تحریروں سے ثابت کر چکا ہے۔ فی الحقیقت ایسی مفید اور اہم تجویز ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ قوم کو متوجہ ہونے کی توفیق بخشے تو متبرک مقامات کی زیارت کے فایدہ کے سوا مالی منفعت اور ناموری بلکہ دنیا میں اُن کو زندہ قوم کا خطاب دلانیکو کافی ہے۔ مگر باوجودیکہ اس تجویز کی خوبیوں کو اذہان تسلیم کر گئے پھر بھی بہت کم لوگوں کو اسکی تائید کرتے دیکھا سبب ہمارے خیال میں انکا پست ہمتی سے خوگر ہونا ہے۔ پست ہمتی اون کو روکتی ہے کہ دور دراز ملک کی بات ہے خدا جانے کیا ہو کیا نہو۔

پس اگر یہی بات ہے جو ہمارے خیال میں آئی ہے تو انکا حوصلہ کھولنے کیلئے ہم ایک تجویز بتاتے ہیں کہ پہلے انکو ہندوستان میں ایک سبق دیا جائے یعنی کسی اسلامی ریاست میں کوئی مفید اور منفعت بخش کام شروع کر کے دکھایا جائے اور جس وقت وہ یہاں کوئی قومی کام کر چکے اور اسکے مفاد اور ناموری سے دو چار ہو چکے تو پھر دیکھنا کیسے باہر کو دوڑے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر ہم دو کام پیش کرتے ہیں جنکا بیڑا اخبار وکیل اور ہمعصر اخباروں کو اٹھانا چاہیئے۔ یعنی مثلاً ہندوستان کی ایک باعتبار اسلامی ریاست حیدرآباد دکن کو لیجئے جو رقبہ میں ۹۰ ہزار مربع میل ہے یعنی انگلستان سے دو چند کے برابر جو طولاً ۳۰۰ میل اور عرضاً ۲۰۰ میل ہے اور گو کہ ۴۳۲ میل ریلوی ریاست میں موجود ہے مگر ہمارے خیال میں ابھی توسیع کی گنجایش باقی ہے سو اگر ایک ڈیپوٹیشن مسلمانوں کا حضور نظام خلداللہ ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مناسب الفاظ میں اجارہ کی درخواست پیش کرے اور اس بات پر زور دے کہ حضور ممدوح اولاً ایسا اجارہ دینا منظور فرماویں دوم مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے کچھ فیاضی سے منظور فرماویں کم سے کم ویسے ہی حقوق عطا کریں جیسا کہ ٹرکی میں غیر ممالک کے لوگوں کو عطا ہوتے ہیں۔ تو امید ہے کہ حضور نظام مسلمانوں کی ایسی درخواست کو رد نہیں فرماینگے ضرور انکی حوصلہ افزائی کرینگے۔ بلکہ بعید نہیں کہ ایسے کاموں کی سرپرستی بھی منظور فرمائیں۔

پس ایک جماعت مسلمانوں کی قایم ہو اور کام کا تخمینہ ہو کر سرمایہ کی فراہمی سو سو روپیہ کے حصص سے ہو اور ایک یورپین افسر کو ملازم رکھکر کام شروع ہو۔

یا مثلاً خیرپور سندھ کی ریاست میں نہر کھودنے کے کام کا اجارہ میر صاحب سے بتحریک ایسی ہی ڈیپوٹیشن کے لیا جائے اور نہر کی تیاری کا کام شروع کر دیا جائے۔

یا ایسا ہی کوئی اور مفید کام سوچا جائے جسمیں اسلامی ریاستوں کو بھی فایدہ ہو اور مسلمانوں کو بھی۔

امید ہے کہ اخبار وکیل یہ مضمون درج کر کے اسکی تائید خود بھی کریگا اور اپنے ہمعصروں کو بھی متوجہ کریگا کہ ہندوستان کے مسلمان پہلے

یہاں کوئی قومی کام شروع کریں جو خود یہاں کی عزت افزائی اور ناموری کا موجب ہوگا۔ اور انکو مالی فایدہ بھی بخشیگا۔ اور اُن کے بہت سے بیکار آدمی کام پر بھی لگجائینگے۔ اور پھر ممالک غیر میں بھی اولوالعزمی کے کام کرنے میں ان کو لگ جائیگا۔ (راقم ایک نامہ نگار مسلمان)

بصرہ طرابلس کی مجوزہ ریلوے لاین

کے مجوزہ اسلامی لاین کی اہمیت اور اسکے مفاد اور منافع کے متعلق گذشتہ تیرہ مہینوں میں اسقدر توضیح و تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں کہ ناظرین کو اُن کو دوبارہ بتلانے یا اوس تجویز کی مزید تشریح کرنیکی کوئی احتیاج نہیں رہ گئی۔ اکثر معاونین اخبار اسکی حقیقت و ماہیت سے بخوبی واقف ہو چکے ہونگے۔ اسکی کامیابی کے لئے اون کو یاد ہوگا کہ دو شرطیں مقدم گردانی گئی تھیں جس میں سے ایک یہ تھی کہ جلالتمآب امیر المومنین اور انکی گورنمنٹ اسے منظور فرما کر اسکی تعمیل و تکمیل کو اپنی حمایت و سرپرستی میں لیں۔ اور دوسری یہ کہ مسلمان بشرطیکہ انکا طالع بیدار اور قسمت یاور ہو اس کام کو کر لینے کا عزم بالجزم کرلیں۔ سعدودے چند معزز مستثنیات کے علاوہ جنمیں سب سے ممتاز درجہ پر ہمارا قومی انگریزی ہمعصر پنجاب آبزرور لاہور ہے جسے ہماری اکثر اسلامی معاصرین ہندوستان کو ہی معاملہ پر متوجہ ہونے اور اپنا ملک میں اسکی اشاعت کرکے انکو ترغیب و تحریص دلانیکی توفیق نہیں ہوسکی تو اسلامی پبلک کی خاموشی اور بیتوجہی کی کیا شکایت کی جا سکتی ہے۔ اکثر معزز مصری اور شامی اخبارات سے مفیدین المؤید اور ثمرات الفنون خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ اپنے ہندوستانی ہمعصروں کی عدم توجہی کی اپنی طرف سے تو کافی تلافی کر دینے کی کوشش کی مگر افسوس وہاں کی پبلک پر بھی تا حال کوئی نمایاں اثر نہیں پڑا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس عالم یاس کے چھا جانے کے ساتھ ہی ہمارے محترم ترکی ہمعصر معلومات کی مایوسی بھری تحریرات اور ترکی گورنمنٹ کی خاموشی رہی سہی امید پر جو معدودے چند ہندوستانی و ترکی محبان قوم عالی ہمتوں کی حوصلہ افزائی تحریروں کے مطالعہ سے ابھر آتی تھیں پانی پھر جاتا تھا۔ مگر ناظرین ولایتی اور ترکی اخبارات کو دیکھنے سے اس مایوسی میں بہت کچھ تخفیف اور اس امر کا تقریباً یقین ہو گیا ہے کہ یہ تحریک بے اثر نہیں رہیگی۔ اور اگر خداوند کریم کو منظور ہے تو یہ عام نکبت ادبار کچھ دنوں کی مہمان ہے۔

ٹائمز کا نامہ نگار دولتہ لکھتا ہے کہ خلیج فارس اور بحیرہ روم کو طرابلس سے کویت تک ریلوے لائن سے باہم ملانیکی تجویز پر سلطان المعظم اور بالعالی کچھ عرصہ غور کر رہے تھے۔ اور اب بیان کیا جاتا ہے کہ جلالتمآب اور انکی گورنمنٹ معظم نے اس تجویز کو پسند کیا ہے اسکے بعد نامہ نگار مذکور روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کے بھتیجے کونٹ کاپنسٹ کی درخواست کا ذکر کرتا ہے۔ اسکا لب لباب ۲۲ اگست ۱۹۰۰ع کے وکیل میں درج ہو چکا ہے یاد دہانی کے لئے اسکا خلاصہ پھر دیدیا جاتا ہے۔ کونٹ مذکور طرابلس سے براہ وادی فرات ایک لاین سیدھی خانقین کو جو ترکی و ایران کی شتر کی سرحد کے وسط کے قریب واقع ہے۔ اور دوسری لاین مندرجہ بالا لاین کے وسط یعنی مقام مسیب سے براہ کربلا و نجف و بصرہ کویت تک لیجانا چاہتا ہے چونکہ نامہ نگار مذکور قسطنطنیہ میں رہتا ہے اور روسی کونٹ کا چچا بھی وہیں رہتا ہے اور کونٹ مذکور کیطرف سے خلیج فارس اور بحیرہ روم کے درمیان ریلوے لاین بنانے کی درخواست گذر چکی ہے نامہ نگار مذکور نے اُس جدید منطق سے کام لیکے جو یورپین خبار رسانی کو نامہ نگاروں نے ترکی معاملات کے متعلق وضع کر رکھا ہے۔ سلطان المعظم کی پسندیدگی سے یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ حضور ممدوح اب کونٹ کی درخواست کو منظور فرمائینگے ٹائمز اور اسکے چیلے چانٹوں نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ مگر آخر الذکر نے اسقدر اور ایزاد کر دیا ہے کہ روسی کونٹ کی مجوزہ لائن جیسا کہ کونٹ مذکور کا بیان ہے طرابلس سے لیکر بغداد

تمام بالکل غیر آباد علاقہ سے گذریگی۔ اگر سلطان المعظم اپنے ملک میں وسیع ریلوی کے مشتاق ہیں اور اس وسیع سے فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو وہ لاین سب سے مفید ہوگی جو پچھلے برس ایک جرمن کمپنی نے تجویز کی تھی یعنے اسکو دراقیصر سے لاین کو براہ ماردین موصل اور بغداد تک بڑھا دیا جائے۔

اسموقع پر جتنا یہہ بتا دینے میں کوئی ہرج نہیں ہوگا کہ کمپنی نے اسلامی مقامات متبرکہ کو محل موقع اور دیگر جنگی و ملکی اغراض کے لحاظ سے مجوزہ لاین کا ایک انتہائی اسٹیشن بحیرہ روم کے کسی بندرگاہ پر ہونا تجویز کیا ہے۔ لیکن اسکو درمیانی اسٹیشنوں یعنے موصل کو لازمی قرار دیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اسے فراموش نکیا جاوے کہ اسکا اولین مدعا کسی خاص لاین کی اہمیت نہیں بلکہ یہہ ہے کہ سلطان متحدہ متفق ہوکر کوئی ایسا کام کریں جس سے مالی فایدہ کے علاوہ انکو بالواسطہ طور پر تجارتی و صنعتی لحاظ سے بھی منفعت ہو یہہ مدعا اسی مجوزہ لاین سے بخوبی حاصل ہوسکتی ہیں جسمیں ایک اور بڑا وصف یہہ ہے کہ مسلمانوں کے ہر فرقہ کو اس سے اپنی مقدس مقامات کی وجہ سے مذہبی لگاؤ بھی ہے ایک اسلامی سلطنت کو بالواسطہ طور پر جو فوایدہ حاصل ہوں وہ علیحدہ ہیں تاہم اگر کبھی خداوند کریم نے مسلمانوں کو یہہ ہمت دیدی کہ وہ اس کام کو کرنے پر کمربستہ ہوجائیں تو مذکورہ صدر سوالی امور کہ تعیین خط کا فیصلہ مبصروں کے اختیار میں ہوگا۔ ابھی اسپر بحث فضول ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آیا ٹائمز وغیرہ کا قیاس درست ہے۔ جسکے درست ہونیکی صورت میں مجوزہ بالا مایوسی کا تخفیف پاجانا تو درکنار۔ اسلامی مشترکہ سرمایہ سے اس علاقہ میں ریلوی تعمیر کرنیکا ذکر ہی فضول ہوجائیگا۔

اس سوال کا جواب اگر اثبات میں ہو تو پھر کوئی شک نہیں کہ کل امیدیں یکقلم منقطع ہوجاتی ہیں اور سلطان کی پسندیدگی سے خوش ہونیکی بجائے کامل مایوسی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ گو پھر بھی ملک کی مجوزہ لاین کے چند حصے باقی رہتے ہیں مگر مالی لحاظ سے وہ کچھ زیادہ مفید نہیں ہو سکتے اور بظاہر مالی فایدہ کو نظر انداز کرکے محض مذہبی یا قومی پاس سے روپیہ خرچ کرنیوالے ہر قوم میں چند ہی آدمی ہوا کرتے ہیں جو کروڑوں روپیہ کبھی بہم نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن ٹائمز وغیرہ کا یہہ قیاس کسی صورت میں درست نہیں ہوسکتا۔ وادی فرات میں ریلوی کی تیاری کیلئے دول یورپ اور وہاں کی متمولین بیس چالیس برسوں سے زور لگا رہی ہیں۔ سب سے اول انگلستان نے اسکی درخواست کی تھی۔ اور اُسی وقت کی تھی جبکہ ٹرکی گورنمنٹ پر انگریزی سفیر کو بے اندازہ اقتدار حاصل تھا وہ جو چاہتا تھا۔ سلطان حال کے باپ سے اور اسکے مشیروں سے کرالیتا تھا اور ترکوں کو بھی انگلستان کی مخلصانہ موافقت بلکہ اخوت پر کامل اعتماد تھا۔ اس معاملہ میں جب وہ کامیاب نہو سکا تو یہہ کبھی ممکن نہیں کہ عبد الحمید ایسا مدبر اور بہی خواہ ملکی نہیں۔ ایک عیسائی سایل کی درخواست کو منظور کرکے اپنے ملک کی اس حصہ کی شاہرگ جو قسطنطینیہ کے ہاتھ سے نکل جانیکی آخری مصیبت کے وقت اسلامی خلافت کا آخری حصن حصین اور ملجا و ماوا سمجھا جاتا ہے ایک قدیمی دشمن کا قبضہ کرادے۔ حاشا و کلا۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ مجوزہ لاین کے تقریباً اسی حصہ کیلئے جرمنوں نے روسی کونٹ سے پہلے درخواست کی تھی اور قیصر کی سیاحت کے دوران میں یہہ عام افواہ تھی کہ سلطان اپنے عزیز مہمان کے پاس خاطر سے جرمنوں کی درخواست ضرور منظور کرلینگے بلکہ ایک وقعہ نگار نے تاسف و اندوہ دلی سے یہانتک لکھدیا تھا کہ اسکی منظوری میں کسیطرح کا شبہ نہیں لیکن یہہ اسکی غلط فہمی تھی بہرحال اسمیں کوئی شک نہیں کہ سلطان المعظم کو اسوقت سب سے زیادہ جرمنوں پر بہروسہ ہے مگر جب انکو بھی اس لاین کا اجارہ نہ دیا تو روسی گورنمنٹ کو کسطرح دینا منظور کرسکتے تھے ان دونوں تجویزوں کے سوا ایک تیسری تجویز یہہ تھی خلیج فارس اور بحیرہ روم کے درمیان اسلامی مشترکہ سرمایہ

ریلوے بنانے کی تھی اور یہاں تک پختہ خبر ہے کہ اسپر بھی غور کیا جارہا تھا اور جہانتک قراین سے پایا جاتا ہے۔ ہمیں یہہ کہنے سے کچھ تامل نہیں
ہوسکتا کہ جلالتمآب خلیفۃ المسلمین اور انکی گورنمنٹ نے اگر کسی تجویز کو بنظر استحسان دیکھا ہے تو وہ یہی تجویز ہوگی۔ احتمالاً لکھنے کی
یہی وجہ ہے کہ ٹائمز کے نامہ نگار کی اس خبر کی ابھی تک دیگر ذرایع سے تصدیق نہیں ہوئی اور اسلئے پسندیدگی کی خبر کے درست یا غلط
یا قبل از وقت ہونیکی نسبت پختگی کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم جہانتک پسندیدگی کا تعلق ہے قراین اس خبر کو درست ہونیکے بھی
مؤید ہیں اور ان قراین میں سے ایک یہہ ہے جسے ذیل میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

ناظرین کو اس تجویز سے معلومات کی مخالفت کا علم ہے اور انہیں یہہ بھی معلوم ہے کہ یہہ اخبار ایک طرح سے دربار سلطانی کا اخبار
ہے اور درباری اخباروں کی نسبت کون نہیں جانتا کہ کم از کم اہم معاملات میں وہ وہی لکھتے ہیں یا وہی تحریک کرتے ہیں جسکا مقبول
ع آنچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم۔ انکو اشارہ ہوچکا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ شروع شروع میں اسکی تحریرات اور عدم اتفاق رائے سے جنہیں
وہ علاوہ دیگر وجوہات مسلمانوں کی کم ثروتی۔ کم علمی۔ پست ہمتی کو بھی اس تجویز کی کامیابی میں سدراہ بتاتا تھا۔ حوصلہ بہت کچھ پست
ہوجاتا تھا۔ اب چند ہفتوں سے اسکی روش اور پالیسی معاملہ میں بتدریج بدلتی جارہی ہے۔ پہلے اُسنے اُن لوگوں کو تحریریں شایع کرنی
شروع کیں جو اسکے اعتراضات کی تردید اور اصل تجویز کی اہمیت اور کثیر المنفعتی کی تائید میں تھیں پھر ایک قدم اور آگے بڑھا کر مسلمانوں
کو باہمی تعارف اور میل ملاپ کی تحریص و ترغیب دلائی اور موجودہ ضعیف اور بیگانگت پر اُنکو شرم دلانیوالے مضامین لکھے اور بالآخر
قومی ترقی اور عروج کیلئے باہم متفق و متحد ہوکر کام کرنیکی ضرورت واضح کرکے عوام اور بالخصوص علما امرا اور اولیا امور کو شرم
دلائی کہ نفع عام کیلئے کچھہ کرنا تو درکنار۔ ذاتی منفعت کیلئے بھی کارخانوں اور تجارتی کمپنیوں کو قایم کرنے کے لئے کبھی مسلمانوں
نے اتفاق نہیں کیا۔ یہہ سب نقص علما اور مقتدر و باخبر اصحاب کی پست ہمتی اور بے توجہی کا ہے۔ اسکے بعد اسلامی مشترکہ سرمایہ سے مجوزہ
لاین کی بنا ہر جانبکی تجویز کا ہمدردانہ پیرایہ میں ذکر کرکے تحریر کرتا ہے کہ یہی تجویز اُسے مندرجہ سطور لکھنے کی محرک ہوئی ہے اور امید ہے کہ کل اسلامی
ممالک کے علما اُن کو پڑہنیکے ساتھ اپنے اپنے فرض پر کمربستہ ہوجائینگے۔ اتلاف کے بعد معلومات کی یہہ موافقت جو معنے رکہتی ہے وہ واقفکاروں
سے پوشیدہ نہیں ہوسکتی اور یہی موافقت ایک بڑا قرینہ اس قیاس کی تائید میں ہے کہ جلالتمآب کی پسندیدگی صرف اس تجویز کے متعلق
ہے جو ہندوستان کے ایک خادم ملک و قوم نے اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کی تھی۔ یہہ قیاس اگر درست ہوا اور غالباً وہ ہے تو تجویز مذکور
کی کامیابی کی مقدم شرائط میں سے ایک پوری ہوگئی۔ اور اب صرف دوسری کی کسر باقی رہ گئی ہے۔ جسے اگر دنیا کے بیس پچیس کروڑ مسلمان
جنمیں سے کئی اب بھی کروڑپتی ہیں پورا نہ کرسکے تو اُن کی قوم نیم مردہ تو پہلے ہی سے مشہور ہے۔ پھر بالکل مُردوں میں شمار ہونے لگیگی
والسلام علی من اتبع الہدیٰ (۱۶ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء)

بصرہ بغداد اور دمشق و حجاز کو باہم ملانے کے لئے قومی مشترک سرمایہ سے ریلوے لاین تعمیر کرنیکی تجویز کی نسبت ناظرین
یہہ معلوم کرکے یقیناً کمال مسرور ہونگے کہ وہ یہی نہیں کہ حرمین شریفین اور حجاز تک ہی پہنچ گئی ہے۔ بلکہ یہہ کہ وہاں کے کئی اہل ہمت اور حالات
زمانہ سے باخبر مسلمان اس کام میں حسب استطاعت شریک ہونے پر بھی تیار ہوگئے ہیں۔ انہی میں سے ایک صاحب خاص طور پر ذکر کئے جانے کے قابل

ہیں وہ سیٹھ احمد عبداللطیف صاحب تاجر جدہ ہیں۔ اور قومی ترقی و بہبودی کی اس بے نظیر کام کو عمل میں لانے کیلئے حسب ضابطہ کمپنی قائم ہو جانے پر سرِدست
۵ ہزار روپیہ کے حصے خریدنے پر آمادہ ہیں ہم صدق دل سے دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم اُن کے حوصلہ و ہمت اور توفیق و مقدرت میں روز افزوں اضافہ
کرے اور کل مسلمانوں کو ایسی ہی توفیق و استطاعت اور دانشمندی اور باخبری عطا فرمائے۔ کیونکہ جبتک عام جمہور میں ایسی ہی مستعدی اور بلند ہمتی
موجود نہ ہو جائے متذکرہ صدر یا جس قسم کسی اور تجویز کے قوت سے فعل میں آنیکی کبھی توقع نہیں ہو سکتی ایسی لائن کی تیاری کے لئے زیادہ سے زیادہ
بیس پچیس کروڑ روپیہ کفایت کرتے ہیں اور یہ رقم ایسی نہیں جسے ایک سو اسلامی ممالک کے ہی مسلمان بآسانی بہم نہ پہنچا سکتے ہوں۔ اگر
کمی ہے تو فقط بلند ہمتی۔ اولوالعزمی اور دنیاوی معاملات اور کاروبار سے واقفیت اور باخبری کی۔

اسقدر پھر ظاہر کردینا نامناسب ہوگا کہ تقریباً دو مہینے گذر جانے کے باوجود ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ دہلی کی اس خبر کی کوئی تصدیق نہ ہونے
سے کہ سلطان المعظم اور بابِ عالی نے روسی گورنمنٹ کی درخواست کو جو اُسنے طرابلس الشام سے بصرہ تک ریلوے بنانیکا اجارہ لینے کیلئے دی تھی بنظر استحسان دیکھا ہے
وکیل کو اس خیال کی صداقت ظاہر ہو گئی ہے کہ سلطان المعظم سے کسی اجنبی اور بالخصوص کسی روسی کو ایسی اہم لائن کا اجارہ عطا کرنیکی غلطی کبھی سرزد
نہیں ہو سکتی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اس عدم تصدیق سے ہماری وہ توقع بھی ایک طرح سے باطل ہو گئی ہے کہ اگر سلطان المعظم کو کسی تجویز کو بنظر استحسان
دیکھنے کی خبر درست ہو تو وہ بالضرور مشترکہ اسلامی سرمایہ سے ریلوے بنانیکی تجویز ہوگی آخرالذکر تجویز کا باب عالی اور جلیل حکومت کے کانوں تک پہنچ گیا ہونا
یقینی امر ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ڈروان و کریٹ وغیرہ کے واقعات عجیبہ کے پے در پے حدوث اور پھر مقدونیہ میں اندرونی و بیرونی اعداء کی اغوا و سازش
کے احتمال کے تفکرات نے ترکی گورنمنٹ کو اسطرف توجہ کرنیکی فرصت نہیں دی۔ مزید برآں ممکن ہے کہ جیسا چند ہفتے ہوئے دمشق کے معزز خاندان معظم کے ایک
قابل رکن رفیق بک نے المؤید میں لکھا تھا۔ وہ اس اندیشہ سے بھی جو نیرنگی قسمت سے ایک مقتدر اسلامی سلطنت ہونیکی وجہ سے کل دنیا کی سلطنتوں میں سے
صرف اکیلی ٹرکی کو ہی بہت کچھ بجا طور پر لاحق ہو رہا ہے۔ شش و پنج میں پڑی ہوئی ہو کہ اگر اسلامی مشترکہ سرمایہ سے اس ریلوے لائن کو تیار کرانیکا فیصلہ
کر دیا جائے تو کہیں یورپ والے مسلمان حصہ داروں کے حقوق و اغراض کی حفاظت کے بہانہ سے سلطنت کی اندرونی معاملات میں دخل
در معقولات دینے کا زرین موقع اور حیلہ نہ ہاتھ آجائے۔ اگر یہ قیاس درست ہو اور باب عالی فی الواقع اگر اسی اندیشہ سے متردد ہو رہا ہے تو ترکی جلال
اسپر کوئی الزام وارد نہیں ہو سکتا۔ کل دنیا دیکھ رہی ہے کہ اجنبی طاقتیں خفیف سے خفیف اور لغو ترین حجتوں اور بہانوں کو بھی ٹرکی کے
معاملات میں جا بجا مداخلت کرنے کے لئے ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔ اور ان بہانوں کی صریح بے بنیادی ناانصافی اور لغویت کے باوجود
ٹرکی ایک بدمست جتھے کے مقابلہ میں بالکل یکہ و تنہا ہونیکی وجہ سے دم نہیں مار سکتی۔ بنابریں اگر وہ بمصداق "مار گزیدہ از ریسمان میترسد"
ان اجارہ داروں کو مزید بہانے نہ ملنے دینے کیلئے بے اندازہ احتیاط سے کام لیتی ہے تو بہت کچھ حق بجانب ہو سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی
یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسی احتیاط امر قومی ترقی کی سد راہ ہو جائے خود ہی متوقع مداخلت سے کم نقصان رساں نہیں۔ کیونکہ اول
مداخلت کا ہونا احتمالی ہے۔ یقینی نہیں۔ اور اگر یقینی بھی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ اس کی مزاحمت میں کامیابی نہ ہو۔ ترکی
مدبرین کا مداخلت کے طلبگاروں کی حجتوں کو بزور تدبر رد کر سکنا امکان سے باہر نہیں ہے۔ اور اگر وہ مداخلت کرنے میں کامیاب بھی
ہو جائیں تو اسکا مضر ہونا لازمی نہیں۔ اسکی مضرتوں کے انسداد کا انتظام ہو سکتا ہے۔ بالآخر اگر اسقدر مختلف کوششوں کے بعد بھی

اسکی مضرت کا تدارک ہو سکے تو پھر بھی استفادہ فایدہ تو ہوگا کہ اس مضرت کے محسوس ہونے میں کئی سالوں کا وقفہ پڑیگا۔ برعکس اس کے کسی مفید تجویز کو اس اندیشہ سے عمل میں لانے کی ہی جرات نہ کرسکے ملک کو تجویز کے فواید اور اندرونی و قومی ترقی سے محروم رکھدینا شروع ہی سے ملک کو یقینی سخت ضرر اور نقصان پہونچانے کا موجب ہوگا۔

اس مذہبی نقصان کے علاوہ بالعمال کے تردد و اندیشہ کے برخلاف اور بھی کئی زبردست دلیلیں پیش کی جاسکتی ہیں جنگی تجارتی تمدنی اور پولیٹیکل لحاظ سے ملک میں ریلوں کی اشاعت مسلم طور پر ضروری متصور ہو چکی ہے۔ اور اس ضرورت کو تسلیم کرنے سے بالعمال کو بھی کوئی عذر نہیں اور اسی جلد یا دیر بعد ضرور اپنے مقبوضات میں جابجا ریلوے سلسلے بڑھانے اور از سر نو قایم کرنے پڑینگے مگر گورنمنٹ کے پاس خود روپیہ نہیں کہ سرکاری سرمایہ سے ان کو تیار کرے اگر قرض لیا جائے تو حصول قرضہ کی ہمرکاب دقتوں اور خرخشوں کے علاوہ بیرونی قرضے بیرونی مداخلت کے زبردست اور زود اثر ذریعے مانے جا چکے ہیں۔ مصر انہی قرضوں کی بدولت آج انگریزی سلطنت کے قبضہ اقتدار میں ہے۔ اور خود ٹرکی بھی انہیں قرضوں کے طفیل کچھ کم مصیبتیں نہیں بھوگ رہی ہے۔ ان دونوں کے بعد مشترکہ اسلامی تجویز کے سوا یہی آخری چارہ باقی رہتا ہے کہ اجنبی سرمایہ داروں کو تعمیر ریلوے کے اجارے عطا کئے جائیں۔ جسکا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ اغیار کو صرف مداخلت کا ہی باقاعدہ اور مستحکم استحقاق شروع ہی سے دیدیا جاے۔ بلکہ ملک کی پولیٹیکل حیات کی شہرگ اپنے ہاتھ سے ان کے عملی تصرف و ضبط میں کردیجاے۔ حالانکہ مشترکہ اسلامی سرمایہ سے اجنبی مداخلت کا ہونا بھی صرف احتمالی ہوگا اور ممکن ہے کہ ایسا احتمال بھی نہ پایا جائے۔ کیونکہ ابھی تک کئی ایسے اسلامی ملک موجود ہیں جو کسی غیر قوم کے ماتحت نہیں لیکن ان کی حالت بھی کچھ ایسی گری گذری نہیں کہ بیس پچیس کروڑ روپیہ بہم نہ پہنچا سکیں۔ مسلمانوں کی زیادہ آبادی رکھنے والے ایسے ملک جو یورپین سلطنتوں کے ماتحت ہیں صرف ہندوستان الجزائر اور جزائر سوماٹرا و جاوا ہی ہیں۔ انمیں سے جاوا اور سوماٹرا ایسی حکومت کے ماتحت ہیں جو ٹرکی کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور اسے اپنی مسلمان رعایا کے حقوق کی حفاظت کے بہانہ سے ٹرکی میں اپنی اغراض کی تکمیل کیلیے مداخلت کرنے کبھی جرات نہیں ہو سکتی۔

الجزائر فرانس کے ماتحت ہے جو اپنی مسلمان رعایا کی دلجوئی کیلئے سرکاری خرچ سے مسجدیں تعمیر کرنے اور انمیں امام مقرر کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا جس کو اپنی رعایا کی یہانتک خاطر منظور ہو اس سے کبھی امید نہیں ہو سکتی کہ اپنے پولیٹیکل تعلقات ٹرکی سے خواہ کچھ کشیدہ کیوں نہوں وہ ایسے کسی مستبد طریق عمل سے اپنی مسلمان رعایا کو اس تجویز کی شرکت کے ان فواید سے جو مالی و تجارتی و علمی لحاظ سے بھی شریک ہونیوالوں کو بمقدار عظیم پہنچینگے۔ متمتع ہونیسے محروم رکھنے کا باعث ہو سکیگا۔ اور وہ اپنی رعایا کو ایسا اخلاقی و مذہبی نقصان پہنچانا گوارا کرسکیگا۔ یہی رمارک گورنمنٹ انگلشیہ پر صادق آتا ہے اور اس سے کبھی امید نہیں ہو سکتی کہ خواہ وہ کسی وقت ٹرکی کی علانیہ دشمن ہی کیوں نہ ہو جائے۔ وہ کبھی ایسی تنگ ظرفی کی مرتکب ہوسکے کہ اسکی مسلمان رعایا اسکے کسی تحکم کی بدولت ایک قومی بہبود و ترقی کے کام میں حصہ لینے کے موقع سے مستفید نہ ہوسکے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ کمیٹی مشترکہ سرمایہ سے ریل بنانیکی تجویز اسلئے پیش نہیں کی تھی کہ اس سے ٹرکی کو فایدہ پہنچیگا۔ بلکہ محض اسلئے کہ مسلمان باہم ملکر کوئی کام کرنا سیکھیں اور یہی امر موجودہ ایام تجویز کیگئی تھی کہ مالی لحاظ

سے نہایت مفید ہونیکے علاوہ وہ ایسے مقامات سے گذریگی جنسے ہر ملک و دیار اور ہر فرقہ و ملت کے مسلمانوں کو خاص روحانی و مذہبی تعلق اور لگاؤ ہے اور یہ تعلق ان کو اس کام کی تکمیل پر کمربستہ کرنیمیں زبردست تحریک کا کام دیگا لیس یہ کیسی مہذب گورنمنٹ سے توقع نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنی کسی پالیسی کو اپنی رعایا کی بہبودی میں کبھی ہارج ہونے دیگی۔

لیکن اس بحث سے پہلے اول تو یہ دیکھنا واجب ہے کہ آیا ہندوستان وغیرہ کے مسلمان اس کام کی شرکت پر آمادہ ہوسکتے ہیں یا کبھی جا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان کی مردہ دلی۔ فلو ہمتی یا بقول لارڈ کرزن تنگخیالی۔ پست نظری۔ ملی بزدلی اور کسی بڑے کام کو ہاتھ ڈالنے سے جھجکتے رہنا ابھی عالم رہیگا ۔ ہے تو یہ بحث ہی فضول ہے وما یشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ بہرحال ترکوں کا یہ خوف یا اندیشہ ایسی وقعت نہیں رکھتا کہ اسکی وجہ سے وہ ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہیں۔ شیوہ مردانگی اسکا مقتضی ہے کہ وہ اپنی ہمت بازو اور تائید ایزدی پر بھروسہ کرکے اس کام کو شروع کردیں اور اپنی ہمت و کوشش سے اسے سر تکمیل پہنچانیکا عزم مردانہ کریں ورنہ ان کی یہ نامناسب احتیاط اور خلاقی بزدلی خودکشی سے کم نہیں ہوگی۔ اور اسکا نتیجہ دیگر اقوام کی روز افزوں حشمت و اقبال کے مقابلہ پر ان کی دن بدن زیادہ انحطاط پذیر جانیسے پولیٹیکل ہلاکت کے سوا اور کچھہ نہیں ہوگا (۲ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء)

بصرہ و بغداد و اسکندرون کی مجوزہ ریلوے لائین کے متعلق خداوند کریم کا شکر ہے کہ اس ہفتہ ہم اپنے ناظرین کو کئی خوشخبریاں سنانیکے قابل ہوگئے ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو وہ دن دور نہیں جبکہ ہم اس تجویز کو فعل میں آیا ہوا دیکھہ لینگے۔ اسوقت ناظرین کو ان عظیم المقدار فوائد کی فہرست جو اس لائین کے مسلمانوں کے مشترکہ سرمایہ سے تیار ہونیکی صورت میں گورنمنٹ عثمانیہ کو جنگی و ملکی و سیاسی و تجارتی و منافع کے پہلو سے خود ملک عراق اور اسکے ملک کو تجارت و عمران اور فروغ زراعت و آبادی اور ترویج تہذیب و شائستگی کے لحاظ سے اور کل مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد۔ مالی و تعلیمی ترقی و منفعت کے اور نیز مذہبی پہلو سے حاصل ہوسکتے ہیں پھر مکرر گنانیکی احتیاج نہیں وکیل متعدد مضامین میں انکی تشریح کرچکا ہے اور نہ اسوقت پھر ان دو مقدم شرطوں کے مفصل اعادہ کی ضرورت ہے جو اس تجویز کی کامیابی کیلئے لازمی بتائی جاچکی ہیں۔ صرف مجملاً یہ بتادینا کافی ہوگا کہ ایک ان میں سے یہ ہے کہ جلالتمآب امیر المومنین اور ان کی گورنمنٹ اسے منظور کرکے اسکی تعمیل و تکمیل کے کام کو اپنی حمایت و سرپرستی میں لیں اور دوسری یہ ہے کہ مسلمان عالم بشرطیکہ نحوست وادبار اور دوں ہمتی نے انکا پیچھا چھوڑدیا ہو اس کثیر المنفعت کام کو سرانجام پہونچانیکا عزم بالجزم کریں۔

اس تحریک کو شروع ہوئے تقریباً اٹھارہ مہینے ہوگئے ہیں اور اس اثنا میں گو بعض بلند ہمت اور باغیرت اصحاب کے خطوط اور باحمیت و محب ملت اخبارات کی تائیدی تحریروں سے یہ اطمینان حاصل ہوتا رہتا تھا کہ بہرحال یہ تخم یونہی بیکار نہیں جائیگا لیکن ایسے اہم کام کی تکمیل کیلئے خاصکر جبکہ مسلمانوں ایسی غافل اور خواب ناز میں سرمست قوم سے اسکی تکمیل کرانا مقصود ہو جیسی کچھہ مستعدی اور سرگرمی درکار تھی اسکا کہیں نام و نشان نہ پایا جاتا تھا اور عوام تک اس تحریک کا پہنچنا تو درکنار۔ اکثر ممتاز ہندوستانی اخبارات نے بھی اسطرف متوجہ ہونا پسند نکیا تھا۔ اسیطرح معلومات قسطنطنیہ کی بعض تحریریں سے جو اس تجویز سے اس لئے نہیں کہ وہ مفید نہیں بلکہ مسلمان کوئی کام کرسکنے کی امید نہونیکی وجہ سے موافق نہ تہا بہت کچھہ مایوسی ہورہی تہی اور اسپر کبھی کبھی یورپ سے طرح طرح کی خبریں موصول ہوکر

سعی پر ہوا اگر کا کلام کر جاتی تھیں کبھی یہہ خبر ملتی ہے کہ سلطانی گورنمنٹ نے عراق عرب و شام وغیرہ کی لائنوں کا اجارہ جرمنوں کو دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور کبھی
کوئی یورپین نامہ نگار یہہ بے پر کی اڑا دیتا کہ روسی کونٹ کی درخواست عنقریب منظور ہو جانیوالی ہے وکیل مختلف وجوہات اور قرینوں سے ان
خبروں کی گو ساتھ کیساتھ تردید یا تکذیب کر دیتا تھا لیکن پھر بھی عوام پر وہ برا اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی تھیں شام و مصر کے اکثر ممتاز اخبارات
نے اس تجویز کو بڑی مسرت سے لبیک کہا۔ مگر آخر وہ آج بھی مسلمانوں کی اکثر تجویزوں کیطرح عملاً تو کچھہ نہوا مگر بحث مباحثہ اور زبانی لفاظیاں شروع ہو
گئیں الحمد للہ کہ یورپین متمولین کی غرض اندازی کا خطرہ اب قریباً مفقود ہو گیا ہے اور روسی کونٹ کی درخواست کی منظوری کی خبر کی -
پانچ مہینوں میں کوئی تصدیق نہ ہونے سے اسکا بالکل غلط ہونا بخوبی ثابت ہو گیا ہے۔ لیکن اس سے یہہ قیاس کر لیا جائے کہ متمولین مذکورہ بالا اپنی طرف سے کوتاہی
کرتے ہی ہیں نہیں۔ بلکہ ان کی سرگرمیاں پہلے سے اضعافاً مضاعفہ بڑھ گئی ہیں چنانچہ تازہ ترین مغربی ڈاک درخطوط سے معلوم ہوا ہے کہ ایک ایک اور
یورپین کمپنی دیگر کمپنیوں کے خلاف معمول جو منافع کی ذمہداری اور ضمانتیں لیکر کام پر آمادہ ہوتی تھیں بلا کسی ذمہ داری کے اور سلطنت کے حق میں
نہایت ہی مفید شرائط پر کل ایشیائی روم میں لائینیں تیار کرنیکا اجارہ لینے کی کوشش کر رہی ہے اور خلاف معمول سابقہ اجارہ داروں کے جو اجارہ لے جانے کے
بعد کام کو برسوں التوائی رکھتے تھے۔ دس برس کے اندر کل لائنوں کو مکمل کر دینے کی شرط کرتی ہے اور اس امر کی ضمانت میں ۵۰ ہزار پونڈ نقد بھی
خزانہ سلطانی میں داخل کرنے پر تیار نہیں۔ بلکہ یہہ بھی شرط کرتی ہے کہ اگر اس عرصہ میں تکمیل نہ ہو تو کمپنی کا کل سامان اور تیار شدہ
ٹکڑے بلا معاوضہ سلطنت عثمانیہ کی ملک ہو جائینگے۔ لیکن ایسی شرائط پر بھی سلطان المعظم کا اغیار کو اجارہ دینا منظور نکرنا صاف بتا رہا ہے
کہ وہ کم از کم ایشیائی مقبوضات میں اور بالخصوص ریلوی کی تعمیر پر یورپین سرمایہ کو اور زیادہ دخیل ہونے دینے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں اور خدا
کرے کہ ابنائے ملک اور یکا و مسلمین کی لاپروائی اور غفلت و پست ہمتی سے مجبور ہو کر کبھی انکو یہہ عزم فسخ نکرنا پڑے -

مسلمان اگر عاقبت اندیشی سے بالکل ہی معرا نہیں ہو گئے تو ان کیلئے یورپین سالکین بالخصوص روسی کونٹ کی درخواست کی عدم
منظوری ہی غنیمت ہے جو بشرط منظوری وسیع پیمانہ پر کام کرسکنے کے آخری میدان کو مسلمانوں کے ہاتھہ سے چھین لیتی کچھہ کم خوشخبری نہیں اور ریلوی
کمیٹی یہہ کچھہ فخر کا مقام نہیں کہ ٹائمز و پایونیر ایسے اخبارات کے بیانات کی تردید کرنے میں آخر وہی سچی ثابت ہوا مگر خوشخبریوں کا ذخیرہ بھی ختم نہیں ہو جاتا
یہہ مسلمہ امر ہے کہ جتنے مسلمان ہندوستان میں موجود ہیں اتنے کسی ملک میں نہیں ہیں اور خدا کے فضل سے متمول اور متوسط الحال اشخاص
کی اوسط بھی غالباً یہیں کے مسلمانوں میں زیادہ ہے مزید برآں وہ ایک ایسی گورنمنٹ کے تابع ہیں جو اپنی رعایا کو عالم و با خبر ہی نہیں بنانا چاہتی
بلکہ ان کو مفید اور کار آمد کاموں کا عامل ہونیکی بھی ہمیشہ تحریص و ترغیب دلاتی رہتی ہے اسلئے اگر مسلمان اس نیک ہمت و تشویق سے اب تک فائدہ نہیں
اٹھا سکے یا عنقریب استفادہ کی تکمیل نکر سکیں تو پھر کبھی بھی ان سے ابھرنے اور کچھہ کرنیکی توقع نہیں ہو سکتی۔ بہرحال بوجوہات متذکرہ صدر
تجویز زیر بحث کو عمل میں لاسکنے کیلئے ہندوستان کے مسلمانوں سے معتد بہ مدد مل سکتی ہے - اور اس مدد پر انکو صرف اخبارات کے ذریعے مائل
کیا جا سکتا ہے اور یہی وجہہ تھی کہ اکثر ایسے اخبارات کی خاموشی سے جنسے بہت کچھہ توقع تھی کیفیت مایوسی سی پیدا ہو جاتی تھی - مگر
قوم کی خوش قسمتی سے اب یہہ شکایت دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے اور یہہ دوسری قابل قدر خوشخبری ہے - پنجاب آبزرور لاہور اور
محمڈن مدراس شروع سے برابر تائید کرتے چلے آرہے ہیں - روزانہ دہلی - ریاض الاخبار اور عدار السلطنت و شمس الاخبار بھی گو ان سے زیادہ

سرگرم تائید کی امید تھی۔ گاہ گاہ کلمۂ خیر کہنے سے دریغ نہیں کرتے رہے۔ حبل المتین ابھی ابھی مفصل و مطول بحث کئی نمبروں میں کر چکا ہے
روزانہ پیسہ اخبار نے اب سلسلہ وار مضمون اس مسئلہ پر شروع کر دیا ہے۔ اور امید غالب ہے کہ کم از کم باقیماندہ اسلامی معاصرین کو بھی اب اس
نہایت اہم تجویز و تحریک کی تائید سے عار نہ ہوگی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب ملک کے تمام اخبارات ایک کام کو کرانے کا بیڑا اٹھائیں۔ تو
بشرطیکہ قوم بالکل ہی مردہ نہ ہو گئی ہو۔ انہیں ضرور اپنے مدعا میں کامیابی حاصل ہوگی۔ سوا اس کے باقیماندہ معزز ہمعصر عربیہ روزگار۔ فخر
دکن۔ منیر آصفی۔ حیدرآباد کے معاصرین۔ اور بمبئی کے کئی اخبارات کے مالک مع ایڈیٹر قومی جانباز حکیم عبدالحمید صاحب فرح۔ شمالی ہندوستان
کے سرحدی اضلاع کا واحد اسلامی اخبار چودھویں صدی اور کئی دیگر ہمعصر اگر چاہیں تو قوم کو بیدار کرنے اور اس کار اہم کی تکمیل میں
بہت کچھ کر سکتے ہیں اور ان کی تحریروں سے متاثر ہو کر چند عالی ہمت بندگان قوم کا اس تجویز کی عملی اشاعت اور تعمیل پر کمربستہ ہو جانا
بعید از قیاس نہیں جیسے کہ حجاز کی مقدس سرزمین میں ایک فرشتہ سیرت قومی دلسوز نے اسوقت ہی اس سکیم کو اپنے اہم فرائض کی فہرست
میں داخل کر رکھا ہے۔ اور خدا نے چاہا تو انکی مساعی برابر انشاء اللہ مقبول ہوتی رہینگی۔ جدہ کے ایک نامور مسلمان تاجر سیٹھ عبداللطیف
صاحب کا ذکر خیر پہلے ہو چکا ہے کہ وہ کمپنی کے قیام پر ۲۵ ہزار روپیہ کے حصے خریدنے پر بالکل تیار ہیں۔ اس ہفتہ وہی خالص و بہی خواہ قوم
وفا[illegible] بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ حسب ذیل خوشخبری تحریر کرتے ہیں۔ دمشق بصرہ لائن کے متعلق جو خدمت وکیل نے میرے سپرد کی ہے
اسکے خیال سے میں بیفکر نہیں ہوں اس ہفتہ تین آدمیوں کی آمادگی کی اطلاع دینے کی مجھے اور عزت حاصل ہوئی ہے۔ یہ تینوں صاحب بھی
تاجر ہیں۔ ایک بیس پونڈ۔ دوسرا پچاس پونڈ۔ اور تیسرا سو پونڈ کے حصے خریدینگے اور بالکل آمادہ ہیں۔ وکیل کی اس مبارک تجویز کا خیر مقدم
حجاز ملک میں دیکھتا ہوں حجاز کے مقدس و برگزیدہ خطہ کے مسلمانوں نے بڑی خوشی سے کیا ہے اور یہاں کے متمول اور تجارت پیشہ
تعلیم یافتہ اصحاب کو بڑی دلچسپی ہے۔ اور خدا نے چاہا تو وہ وقت دور نہیں کہ اس مرکز اسلام میں اسکی اشاعت سے تمام دنیا میں عام تحریک
پھیل جائیگی۔

اگر وکیل کو دیگر معاونین بھی جو مختلف اقطاع عالم میں موجود ہیں اس بزرگوار کی طرح اب تک کوشش کرتے رہتے۔ تو یقین کامل تھا
کہ یہ تجویز عملی صورت اختیار کرنے کے بہت قریب پہنچ جاتی۔ لندن اور انگلستان کے مسلمانوں میں قوم کے پرانے خادم اور سچے دوست ہمارے معزز
مخدوم منشی سراج الدین صاحب مالک و ایڈیٹر چودھویں صدی کے تشریف لیجانے سے ایک قابل قدر اضافہ ہو گیا ہے۔ انکو اس تجویز
کے عملاً ظہور میں آ جانے سے جو فوائد مترتب ہو سکتے ہیں۔ انکا بتلانا حکمت بلقمان آموختن ہوگا۔ وہ آجکل انگلستان کے ہندوستانی مسلمان طلباء
کی تعلیم و تربیت و نگرانی کے مسئلہ پر جس کی انہیں ہمیشہ بڑی دلچسپی رہی ہے۔ بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اگر وہ غور فرمائینگے تو ان پر
واضح ہو جائیگا کہ عملی تعلیم کے لحاظ سے بھی جیسا کہ وکیل کے کسی گذشتہ پرچہ میں مفصل تحریر ہو چکا ہے یہ تجویز مسلمانوں کے لئے اکسیر
حیات سے کم نہیں افسوس! غالباً کثرت مشاغل کی وجہ سے ان کو ہندوستان میں اسطرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں ہوئی
مگر یقین کامل ہے کہ انگلستان کی معتدل آب و ہوا میں جہاں انسان یہاں کی نسبت کئی حصے زیادہ دماغی و جسمانی کام کر سکتا ہے۔ وہ
ضرور گذشتہ خاموشی کی کما حقہ تلافی کرینگے اور مولوی رفیع الدین احمد صاحب اور حاجی محمد علی اور شیخ الاسلام عبداللہ کوئلیم

۱؎ یعنی مولوی محمد سعید صاحب [illegible] مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ۔

اور دیگر نیز گوان قوم کے اتفاق و مشورہ سے اس تجویز کی کامیابی کیلئے جو ایک طرح سے مسلمانوں کی زندگی اور موت کی جھک ہے ہر ایک طرح کی کوشش کرینگے۔

میر منشی چودہری سلطان محمد خانصاحب کا بھی ابتک سطرت توجہ نکرنا حالانکہ قوم کے محب صادق اور مخلص و بیغرض خادم اور حقیقی مخدوم میرے عزیز احمد صاحب بل۔اے گلاسگوی سے ان کا اکثر رابطہ ضبط رہتا ہے اور خط و کتابت کا سلسلہ ضمانین جاری ہے اور چودہری صاحب موصوف خود بھی قومی دلسوزی میں کسی سے کم نہیں بیشک تعجب سے خالی نہیں۔ اگر وہ چاہتے تو کم از کم افغانستان میں اسکی بہت کچھ کامیاب اشاعت کر سکتے تھے۔ کیا ان سے اور نیز اپنے جوان ہمت کابلی نامہ نگار سے آئندہ اس بارہ میں سعی مرفور کرنیکی امید کرنا بیجا ہوگا؟ شیخ الاسلام عبداللہ کوئیلیم اخبار اور نیز ذاتی رسوخ سے مراکو اور مغربی افریقہ میں بہت کام لے سکتے ہیں۔ اور تجویز سے مطلع کئے جانے پر ان کو ان ہر دو وسایل سے کام لینے سے غالباً کوئی دریغ نہیں ہوگا۔ اس موقع پر اگر چند دیگر معاونین اور ہمدردان قوم سے بھی درخواست کیجائے تو یقیناً بیجا نہوگا۔ ان سے ایسی درخواست کرنا اور اسکی قبول کیجانیکا الیقین رکھنا انکی ہمدردی اور مذہبی پرجوشی کے لحاظ سے کبھی غلط نہیں ہوسکتا ہمارے بلند ہمت ہندی سیاح مقیم قاہرہ مصر اور شام میں بہت کچھ کر سکتے ہیں اور قاہرہ کی فارسی جرائد ثریا و حکمت حبل المتین کے ساتھ ملکر ایران اور دیگر ممالک کی ایرانی نو آبادیوں میں قابل قدر کام دے سکتے ہیں۔ خدا کا شکر کہ ہمارے ان معزز و گرامیقدر معاصرین بالخصوص حبل المتین کو مملکت فارس میں ایسی ہر دلعزیزی حاصل ہوگئی ہے کہ اکثر جگہ امامان مسجد نماز و خطبہ کے بعد انکے مضامین حاضرین کو بالالتزام سناتے رہتے ہیں۔ اصفہان کی جامع مسجد کے امام کو خود وہاں کے رعیت پرور گورنر نے ایسا کرنیکا تاکیدی حکم دے رکھا ہے۔ سلبورن کی سربرآوردہ ہندوستانی تاجر سیٹھ خدابخش و رحیم بخش صاحبان نہ صرف صوبہ وکٹوریہ بلکہ کل آسٹریلیا میں اسلام کو بلاتنخواہ شتری بلا مرزا خان منیجر اور بحر الکاہل کے دیگر جزائر میں۔ ہمارے بغدادی نامہ نگار اور سید جمال تاجر صوبہ بغداد و عراق عرب میں۔ مسٹر عبد الحمید ہاشم اور دیگر ہندوستانی تجار گو یورپین باشندوں کی رقابت سینہ زوری اور حاسدانہ جبر و تعدی سے بہت سی مشکلات میں مبتلا ہیں پھر بھی ٹرانسوال۔ نٹال اور کیپ کولونی میں۔ شیخ الاسلام امریکہ حاجی گلمحمد خانصاحب جنوبی امریکہ میں جہاں ہندوستانیوں کے علاوہ کئی ہزار رعایا سلطانی شامی عیسائی و مسلمان بھی موجود ہیں اور میر عبد العزیز صاحب جزائر غرب الہند میں قابل قدر کارگذاری کر سکتے ہیں اور ان سے کبھی انحاض کی توقع نہیں ہو سکتی۔

سب سے آخری مگر سب سے بڑھکر خوشخبری یہ ہے کہ کامیابی کی شرط اولین کے پورے ہونیکے آثار بالبداہت پیدا ہوگئے ہیں درباری اخبارات کی تحریروں کو جیسی کچھ خاص وقعت حاصل ہوتی ہے اسکی توضیح ۱۴ جنوری ۱۸۹۹ء کے وکیل میں ہو چکی ہے۔ قسطنطنیہ میں درباری اخبار ہونیکا فخر ہمارے معزز محترم معاصر "معلومات" کو حاصل ہے۔ اور اسی وجہ سے اسکے عدم اتفاق سے حوصلہ پست کچھ پست ہو جاتا تھا ناظرین سے مخفی نہیں کہ خود کئی جلیل القدر ترکوں نے اس اخبار میں تجویز کی منفعت بے اندازہ کو تسلیم کرکے اسکی تائید میں طویل آرٹیکل تحریر کئے تھے۔ مگر اسکے عدم اتفاق پر ان سے کچھ اثر نہ پڑا تھا ان مضامین سے اول یا آخر وہ کوئی نکوئی حجت اور وجہ ناپسندیدگی کی تحریر کر دیا کرتا تھا کچھ عرصہ سے اس روش میں تبدیلی شروع ہوگئی۔ لیکن پورا اتفاق اسنے ابھی اس نمبر میں بھی نکیا تھا جو پچھلے ہفتہ موصول ہوا۔ مگر

اس ہفتہ جو اخبار موصول ہوا ہے اسمیں ایک جلیل المرتبت عہدہ دار کا طویل مضمون ہی جو وادی فرات وغیرہ میں ٹیوی لائینوں کی تیاری
اور دریائے فرات کی دہار کی درستی کی متعلق ہے۔ تاکہ اسمیں جہاز اور سٹیمر ہر موسم میں آمد و رفت کر سکیں۔ درج نہیں۔ بلکہ تمہید کی
عبارت میں مضمون مذکور کی پُر زور الفاظ میں تائید کرکے قوم کو نویسندہ کی صلاح و مشورہ پر کاربند ہونیکی تاکید مزید کیگئی ہے۔ مضمون
نگار صاحب کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ لیکن اسقدر بتادیا گیا ہے کہ وہ سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ کی مشیران عظام میں سی ہے۔ مسایل انتظامی
اور فنون عسکریہ میں کامل دستگاہ رکہتا ہے۔ کمال باخبر اور واقف کار ہے اور سالہا سال سے مختلف محکموں میں قابل تعریف کار
گذاری دکہا چکا ہے اور انکے متعلقہ معاملات میں کامل مہارت اور آگاہی رکہتا ہے۔"

اس نامعلوم الاسم جلیل القدر مشیر باتدبیر کی تحریر سی جسکا خلاصہ آگی درج ہے۔ ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ ترکی گورنمنٹ ایسی کمپنیوں کو جو
جیسی سطر میں سی تیار کیجائیں اور کوئی نقص نہ رکہتی ہوں کبہی اجازت دینے میں تامل نہیں کریگی گویا بالواسطہ طور پر ایسی سرمایہ کی کمپنیاں تیار کیجانے
کی تحریص و ترغیب دلائی گئی ہی اور نویسندہ کی بلند منزلت اور شایع کنندہ اخبار سی صاف واضح ہو رہا ہی کہ اگر اسمعاملہ میں خود جلالتماب کی
تحریک نہیں تو کم از کم انکے علم سی یہ تحریر شایع کیگئی ہی اور انکا دلی منشا ہی کہ ایسی کمپنیاں قایم ہوں یہ درست ہی کہ صرف اتنی بات سی
شرط اولین جو کامیابی تجویز زیر بحث کیلئی لازمی قرار دیگئی ہی پوری نہیں ہوگی اسکا مدعا یہ ہی کہ خاص سلطانی حمایت میں کمپنی قایم کیجائے
اور اسکے افعال و اعمال کی نگرانی کرنیوالی ترکی گورنمنٹ ہو۔ کیونکہ جبتک ایسا نہ ہو مسلمان تو درکنار جنکو ایسے معاملات سی ابہی تک
مطلقاً مس نہیں صدیوں سے شراکتی کاروبار کرنیوالی اقوام کو بہی ایسی کمپنی پر جسکے منتظم اور مہتمم غیر یورپین اور بالخصوص مسلمان
ہوں کبہی اعتبار اور بہروسہ نہیں ہو سکتا۔ اور انہیں کبہی حصے خریدنیکی جرات نہیں پڑیگی۔ لیکن سلطانی نگرانی سی یہی
نہیں کہ عام بدظنی اور شکوک ہی کسیطرح کی پیدا نہیں ہو سکینگے۔ بلکہ اس زیر تجویز کام کی ذاتی و مالی و دیگر فواید کے علاوہ ایک اور
عجیب زوردار تحریک اور ترغیب تمام مسلمانوں کو شرکت کیلئے ملجائیگی۔ لیکن پہر بہی شرط مذکور کا پہلا مرحلہ سلطان المعظم
کی پسندیدگی کا بالواسطہ طور پر علم ہو جانے سے طی ہو گیا ہے۔ اڈیٹر وکیل کا منشا یہ تہا کہ خود جلالتماب ابتداً کسی ایسی کمپنی کو قایم کرنی
جانیکا حکم صادر فرمائیں اور اس تحریر سے یہ پایا جاتا ہے کہ پہلے چند بلند ہمت ایسی کمپنیوں کو ڈہانچہ کہڑے کریں اور پہر حمایت
و سرپرستی کی درخواست کیجائے اس کی یہ فرق پڑگیا ہی کہ پہلی صورت میں فی الفور کارروائی شروع ہو جاتی اب ایسے اولوالعزموں
کے کمربستہ ہونیکا انتظار کرنا پڑیگا۔ مگر ترکی اخبارات کی پُر زور تحریروں اور نیز قراین سی پایا جاتا ہے کہ یہ انتظار کوئی زیادہ عرصہ
تک نہیں کرنا پڑیگا اور انشاءاللہ العزیز ہم جلد سن لینگے کہ آستانہ علیہ میں ایسی کمپنی قایم ہو گئی ہے اور اسوقت تک کامل
یقین ہے کہ تذکرہ صدر کی اسیقدر معاصرین اور بہی خواہان قوم و ملت نے پبلک کو شراکت کے لئی بالکل تیار کر لیا ہوگا اور
ہر ایک کی دفتر میں شرکت کی شایقین کی طویل فہرستیں معہ مقدار زر جو وہ اس بینظیر کثیر المنافع و الفواید کام پر لگانیکا ارادہ رکہتی
ہوں مرتب ہو گئی ہونگی۔ وکیل دیکہنا چاہتا ہے کہ انکے ناظرین اور انکے احباب اسبارہ میں کسقدر اولوالعزمی۔ بلند نظری
معاملہ فہمی اور سچی ترقی کی جوش و مستعدی کی کسقدر مقدار دکہاتے ہیں مگر یہ خیال ہے کہ شرکت کی مواعید میں ویسی ہی جہوٹے

جوش سے کام نہ لیا جائے جیسا کہ لاہور کے ڈائمنڈ جوبلی بنک کے قیام کی تجویز کے دوران میں اکثر پہلے ہی لوگوں نے ظاہر کیا تھا کہ شروع شروع
میں کچھ جاؤ سے ہزاروں کی رقمیں لکھ دیں اور یہاں تک کہہ دیا کہ جب چاہو یکمشت طلب کر لو حسب معمول باقساط وصولی کی کچھ ضرورت
نہیں۔ مگر جب بنک قائم ہو گیا اور حصص کی فروخت کا کام باقاعدہ شروع ہوا تو اکثر پر جوش حضرات ایک حصہ خریدنے سے بھی گریز کر گئے
اور جنہوں نے تحریری وعدے لکھ کر دئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایسی چپ سادھی کہ خط پر خط جا رہے ہیں مگر جواب ندارد۔ اور یہ اسی خفیف
الاخلاقی اور جھوٹی پرجوشی کا نتیجہ ہے کہ کل ہندوستان کے مسلمان دو لاکھ روپیہ سرمایہ کا بھی ایک بنک تیار نہ کر سکے۔ ایسے حالات دیکھکر
قوم کے پھر ابھرنے کی طرف سے اکثر سخت مایوسی ہو جاتی ہے مگر جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ابھی تک ہمیں ہزاروں متمول سمجھدار اور ہمدرد قوم موجود
ہیں اور خیراتی یا نمائشی کاموں پر اب تک لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ ہو رہے ہیں تو حوصلہ بندھ جاتا ہے کہ ترقی کے وسایل ابھی برابر موجود ہیں صرف توجہ اور حالات زمانہ سے
واقفیت و آگاہی کی کمی ہے جسکو پورا کرنا سر گروہان قوم اور اخبارات کا فرض ہے۔

مشیر موصوف نے اول دریائے فرات کی وادی کی متعلق لکھتے ہیں کہ اسی ہر موسم میں تھوڑی سی تردد کے ساتھ قابل جہاز رانی بنایا جا سکتا ہے مضمون
کے حصہ میں نہرات موجودہ کی کیفیت اور انکے صفائی کی تدابیر کا ذکر کیا گیا ہے یہ کام ملک کی بہتری اور ترقی کیلئے لازمی ضروری ہے کہ اگر اس علاقہ کو پھر اپنی حکومت
زمانہ والی تجارت مدینہ سے بر سر انجام پہنچ گیا تھا اور سالہا سال اسی جہاز ہند سے ابصرہ کے راستہ بر بر رکاب اور رومی تعلق تک حلب سے تقریباً ۳۰ میل بجانب شمال
ہے آمد و رفت کرتے ہوتی۔ اس آبی راستہ کے فوائد کی تشریح کتاب دوم حصہ میں بتفصیل کیگئی ہے شائقین جو اخبار ہاں سے منگواکر مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اسکے بعد جلیل المرتبت مضمون نگار وادی فرات میں ریلوے کی ضرورت اور فوائد لاتعد پر بحث کرتے ہیں ناظرین غالباً یہ سنکر خوش ہونگے کہ سلطنت
عثمانیہ کا یہ مشیر و تجربہ کار معزز عہدہ دار بھی وادی مذکور میں لائن کیلئے وہی راستہ پسند کرتا ہے جو تقریباً سو برس ہوا تھا کہ اس کی تجویز کیا گیا تھا ۲۱ فروری ۱۸۹۹ء
کے پرچہ میں نیاز مند نے سند سعید کے براہ الجوف تبصرہ یا کویت تک ریلوے بنانیکی تجویز کی مخالفت کر کے جسے ایک انگریزی کمپنی نے پیش کیا تھا اور شمس الدین عبداللہ
قور عرب بمبئی کے مشہور معتبر تاجر نے کمپنی مذکور کی تائید میں بمقام حیدرآباد دکن و ملکی رؤسا کا ایک جلسہ کیا تھا یہ لکھا تھا کہ اگر کل دنیا کے مسلمان اس
لائن سے جو سوئے ہندوستان و بحیرہ روم کے درمیان سلسلہ آمد و رفت قائم کر دیگا اور کسی صرف کی نہیں ہو سکتی کیسقدر راہ پر بعد سے بغداد اور
بغداد سے خواہ براہ موصل خواہ براہ راست حلب یا سکندرون تک جو بحیرہ روم پر مشہور بندرگاہ ہے اور یہ حلب سے براہ دمشق حرمین کو ریلوے لائن
بنانیکی لئے مشترکہ سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کریں تو انکو بے انتہا فواید جنکی پہلے توضیح ہو چکی ہے پہنچ سکتے ہیں۔

مشیر موصوف بھی حلب کو درمیانی مرکز اور اسکندرون لہجہ کو انتہائی اسٹیشن بنانا پسند کرتے ہیں سکندرون سے براہ راست حلب کو موجودہ سڑک پہاڑی سلسلہ کے نزدیکی
ہے اگر لائن بھی اسی راستہ سے گذرے تو بڑی بڑی ٹنل بنانی پڑتی ہیں اور اسلئے جنرل چسنی نے صدی بھر پہلے ان کے وسط میں زیر جدید کے پاس ایک مقام سکندرون کی انتہائی اسٹیشن بنانا تجویز کیا
ہی چھوڑ دیا تھا۔ مگر مضمون نگار جو اپنی ملک کی چپہ چپہ زمین سے واقف ہے لکھتا ہے کہ سوید تک لائن کو بتوسط سلسلہ کے دینے سے پہاڑ کا خطرہ بچ جاتا ہے نیز خرچ دیگر فوائد کے انہاک کیکر
صرف مالی فوائد کی متعلق یہ تحریر کرتا ہے کہ اس لائن کی تعمیر ہو جانے پر مسافر اور سودا گر لازمی طور پر اسی کو سویز کے راستہ پر ترجیح دینگے کیونکہ کہاں پندرہ دن تک سمندر کی تلاطم
اور طوفان کی خطرات سے دیکھ مصائب کا برداشت کرنا اور کہاں مع امن امان کے چوتھے حصہ وقت میں بحیرہ روم کی یا خلیج فارس کے کنارہ پر پہنچ جانا۔ منافع کی نسبت اندازہ کیگیا
ہے کہ ملکی سامان تجارت اور درمیانی اسٹیشنوں کی ٹریفک (باربرداری وغیرہ) کے علاوہ صرف ایسے سامان کی سالانہ مقدار جو دو اروپی ملک سے گذریگا ۔۔ ڈھائی لاکھ ٹن

کے قریب ہوگی اور اگر ایک ٹن (۵ من) کی اجرت ۵ ۔ رکھی جائے تو بھی ۲۰ لاکھ پونڈ سالانہ صرف اس تجارتی سامان کی اجرت ہوتی ہے۔ باعلاوہ بریں گورنمنٹ ہند ہندوستان اور ولایت کی ڈاک کو اسی سے بھیجنی یہی راستہ پسند کریگی جس سے سالانہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ آمدنی ہوگی۔ رو آمد و رفت کرنیوالی مسافروں کی آمدنی علیحدہ رہی یہ حساب محض قیاسی نہیں بلکہ سرکاری معلومات اور جانچ پڑتال کی بنا پر لگایا گیا ہے جسکی درستی میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہوسکتا الغرض بصرہ بغداد حلب اسکندرون ریلوے کی سالانہ آمدنی صرف خارجی سامان و مسافرین کی اجرت سے پچیس لاکھ پونڈ سے کم نہیں ہوسکتی۔ داخلی ٹریفک کی آمدنی اس سے علاوہ ہے۔ لائن کا طول ۱۵۰۰ کیلومیٹر ہوگا (تقریباً ایک ہزار میل) اور فی کیلومیٹر ۲۰ ہزار فرینک (۲۵ فرینک کا ایک پونڈ) سے زیادہ لاگت نہیں آئیگی کیونکہ صرف سویدیہ کے قریب ۳ کیلومیٹر کا طول ہی کوہستانی اور دشوار ہے باقی کل علاقہ ہموار ہے اور کوئی قطعی رکاوٹ یا دلدلیں اور جھیلیں وغیرہ موجود نہیں۔ کل سالانہ پیداوار فی کیلومیٹر کم از کم ۳۰ ہزار فرینک ہوگی۔

اگر لائن کو حلب سے براہ بیرہ جک۔ دیار بکر و موصل بغداد تک بنایا جائے تو اس سے ... کیلومیٹر طول بڑھ جائیگا جس سے مطلوبہ سرعت سفر کا مدعا مفقود ہوجائیگا اور خارجیہ نقلیات کی مقدار بدیں وجہ کم ہوجائیگی۔ مزید براں اس راستہ میں دلدلیں اور کوہستانی علاقے بھی بکثرت ہیں پس مناسب یہی ہے کہ اسکندرون سے براہ سویدیہ بطالتی۔ یا سویدیہ حلب تک اور حلب سے براہ بیرہ جک (بیرہ جک شہر حلب سے تقریباً ڈیڑھ سو میل بجانب شمال فرات پر واقع ہے) بغداد اور بصرہ تک لائن تیار کیجائے۔ ایرانی سرحد کے برابر کرکوک اور صلاحیہ کے راستہ بغداد و موصل اور دیار بکر تک لائن لیجانا فوجی و پولیٹیکل لحاظ سے نامناسب ہے اسیطرح قسطنطنیہ و انگورہ لائن کو سیدھا بغداد تک بڑھانا بھی مجھ کو پسند نہیں۔ اسکی بجائے انگورہ سے ایک لائن قیصریہ۔ عزیزیہ۔ ملاطیہ اور خرپوت اور دیار بکر تک اور دوسری لائن انگورہ سے توقات سیواس اور آذربیجان تک بنانا مصالح ملکی کے لحاظ سے نہایت مفید ہوگا۔ اسکندرون اور بصرہ کی لائن الگ اور مستقل بالذات تیار کیجائے۔ جس سے متذکرہ صدر تینوں لائنوں کو اسطرح ملادیا جائے کہ اسکندرون کو قریبی سٹیشن بیرہ جک سے بحیرہ اسود کے بندرگاہ سینوپ تک ریلوے لائن بنائی جاوے۔ ان لائنوں کے تیار ہوجانے پر ایشیائے کوچک۔ عراق عرب۔ قسطنطنیہ سے مرتبط ہوجائینگے اور جدھر سلطنت چاہے باسانی فوجیں روانہ کرسکیگی اور نقل اسباب و مسافران میں کمال سہولت اور آسانی ہوجائیگی۔

انکے علاوہ ایک چوتھی لائن بھی ضروری ہے دمشق سے مدینہ تک ریلوے موجود ہے اس لائن کو عقبۃ الشام اور تبوک کے راستہ مدینہ منورہ اور پھر مکہ مکرمہ تک بڑھایا جاوے اور ان دونوں مبارک شہروں سے انکی بندرگاہوں ینبع اور جدہ تک لائینیں بنادیجائیں یہ کل لائینیں بہت تھوڑے خرچ پر تیار ہوسکتی ہیں اور ان سے ملک کی آبادی و عمران میں بیش بہا مدد ملنے کے علاوہ مسلمانوں کے تمام فرقوں اور قوموں میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنیکا بہترین وسیلہ ہاتھ آتا ہے اور حج بیت الحرام میں کمال آسانی پیدا ہوجاتی ہے یہ کبھی تصور میں نہیں آسکتا کہ گورنمنٹ وطنی کمپنیوں کو بشرطیکہ انمیں کل اہل وطن شریک ہوں مناسب شرائط پر یہ جو ہوں ان لائنوں کے اجارے عطا کرنیسے کبھی تامل و تردد کریگی پس اب صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ متمول تعلیمیافتہ قوم اور وہ لوگ جو ملک کی ترقی کے خواہاں ہیں متفق ہوکر وطنی کمپنیاں منعقد اور سرمایہ مطلوبہ جمع کرکے اس مبارک اہم کام کو شروع کردیں تاکہ انکی تجارت فروغ پائے۔ ملک خوشحال ہو اور قوم و ملت کی شان بڑھے وما التوفیق الا باللہ۔

حسابات متذکرہ صدر سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ بصرہ سے براہ بغداد و حلب اسکندرون تک ریلوے بنانے کیلئے صرف ۲۰۰۰۰ فرینک × ۱۵۰۰ کیلومیٹر ÷ ۲۵ = ۱۲ لاکھ پونڈ درکار ہیں۔ اسیقدر رقم حلب سے مدینہ تک اور اسکی تینوں شاخوں مدینہ تا ینبوع۔ مکہ تا جدہ۔ معان تا مدینہ کیلئے اندازہ کرلیجئے یعنی ان دونوں کی مجوزہ لائن کیلئے ... صرف ۲۴ لاکھ پونڈ یعنی تقریباً ۳ کروڑ ۶۰ لاکھ روپیہ درکار ہے۔ اگر کل دنیا کے مسلمان اسقدر رقم بھی ایسی اہم اور فائدہ بخش اور مذہبی لحاظ سے بھی نہایت ضروری مقصد کیلئے بہم نہیں پہنچا سکتے تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہ جاتا۔ فقط

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب

اشتہار

اگر آپ موجودہ زمانہ کے طریق جدال و قتال کو سمجھنے اور جنگ کی خبروں سے پورا پورا حظ اٹھانے کے خواہشمند ہین. اور ساتھہ ہی یہ بھی چاہتے ہین. کہ اسلامی دنیا کے خالد ثانی غازی **عثمان پاشا** مرحوم شیر پلیونا کے کارنامون سے پوری وقفیت حاصل کی جائے تو کتاب **محاربات پلیونا** کو مطالعہ فرمائیے۔

یہ تین حصّون مین منقسم ہے. قیمت فی حصہ ایک روپیہ ایک آنہ ہے

درخواست بنام مینیجر اخبار وطن ۔ دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور

اخبار وطن لاہور

دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور سے اوس قومی خادم اور محب ملک کے قلم سے یکم جنوری ۱۹[illegible]ء سے شائع ہوا ہے جس کے پر زور آرٹکلون مفید مشورون اور ان مشورون کی کامیابی نے ملک کے نامی گرامی عقیدتمندون اور مشہور معاملہ فہم ناظرین کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ دُنیا بھر کی ضروری اور دلچسپ خبرون کے نہایت جلد اور سب سے پہلے بہم پہونچانے مین اپنا نظیر نہین رکھتا۔ اسلامی دنیا کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہین ہے۔ اسکی طرز تحریر۔ آزادی سچی ہمدردی۔ اعلیٰ درجہ کے لٹریچر نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہی ایک اخبار ہے جس کو اخباری دنیا مین لاثانی ہونے کا دعویٰ ہے۔ اسکی اشاعت کے مقاصد یہ ہین:۔

جو امور ملک اور قوم کی تمدنی۔ اخلاقی حالت کی اصلاح اور اُن کو متانہ و معزز اقوام ممالک

کے ہم پلہ بنانے مین ممد ہون۔ ان کو اہل ملک کی خدمت مین پیش کرے۔ اور حاکم و محکوم کے ان تعلقات کو بیان کرے جو رعایا کی جان نثاری اور حکام کی رعایا پروری کی اصل الاصول ہین۔ اسکے ضمن مین رعایا کے واجب مطالبات اور جائز حقوق گورنمنٹ کے حضور مین عرض کرے۔ اور گورنمنٹ کی حکمت عملی جو انتظام ملک کے متعلق ہے۔ اس سے رعایا کو آگاہ کرے۔ اور جو غلط فہمیان کسی فریق کیطرف سے عمل مین آئین ان کے اظہار مین متانت شایستگی اور آزادی کے ساتھہ ایسا طریق عمل اختیار کرے جو بدظنیون کے دفعیہ اور استحکام سلطنت کا باعث ہو علاوہ برین فوجی۔ زرعی۔ تجارتی و صنعتی معلومات مفیدہ و ضروریہ کا بہم پہنچانا اسکا اہم فرض ہوگا جس کے لیئے ابتک کل ملک مین کسی طرح کا انتظام موجود نہین اور بالخصوص اسکا فرض اہم ہوگا کہ کل اہل وطن ہندو مسلمانون عیسائیون وغیرہ جملہ اقوام مین برادرانہ اتفاق قائم کرنے اور آئے دن کے باہمی نزاع سے جو نقصان ایک دوسرے کو پہونچتے ہین ان کے دور کرنے مین کوشش کرے۔

شرح قیمت

	سالانہ	ششماہی
ہندوستان سے باہر کے لئے	۱۰ شلنگ	۶ شلنگ
امرا سے	[illegible]	[illegible]
دیگر معاونین سے	[illegible]	[illegible]
کم استطاعت طلبا سے بشرط تصدیق	[illegible]	[illegible]

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر اخبار جاری نہین ہوسکتا۔

المشتہر

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ

مالک حمیدیہ ایجنسی و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور